رضاء الباری

علی صحیح البخاری

از إفادات

حضرت مفتی رضاء الحق (حفظہ اللہ ورعاہ)

جمع وترتیب: أبو سلمان

بسم الله الرحمن الرحیم

اہم گزارش

الحمد لله ربّ العالمين والصّلاة والسّلام على من لا نبيّ بعده، أما بعد:

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے ہے جس نے ہم پر بے شمار احسانات اور انعامات کی بارش فرمائی۔

یہ تحریری کام شروع سال سے اتفاقی طور پر مطالعہ کے دوران ہوا ہے، بلکہ یہ محض اپنی کاپی کی نقل ہے جو غیر مرتب بھی ہے اور تحریر وضبط کی اخطاء اغلاط کے احتمالات کا حامل بھی، اس کو اسی تناظر میں پڑھا جائے۔

سالہا سال سے حضرت مفتی صاحب مد ظلہ العالی کے دروس کو ضبط کرنے والے بہت ہوئے ہیں اور سب نے اپنی اپنی کاپی لکھی جس کی وجہ سے آنے والے طلبہ پچھلے طلبہ کی کاپی کی فوٹو کاپی لے کر درس میں بیٹھتے رہے ہیں اور ان سے استفادہ کرتے رہے ہیں مختلف اغراض سے؛ لیکن اکثر طلبہ اسلئے کاپی کی فوٹو کاپی لیتے ہیں کہ اردو لکھنے کی رفتار کمزور ہے اور درس کو مکمل ضبط کرنا پہلی ساعت سے مشکل ہے؛ لیکن اس میں دوسروں کی کاپی لے کر بھی کبھی ایک مشکل یہ پیش آتی ہے کہ دوسروں کی تحریر پڑھنے میں دقت ہوتی ہے اسلئے یہ کام کمپیوٹر پر لایا گیا۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ بندہ کے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا تعالی اس کام کو کما حقہ انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے لئے مطلوبہ صلاحیت ووسائل سے نوازے۔ آمین۔ تاکہ حضرت مفتی صاحب مد ظلہ العالی کے ان امتیازی شان کے حامل اور بیش قیمت دروس کو طالبان علوم حدیث کی خدمت میں بہتر سے بہتر پیش کیا جاسکے۔

وما ذلك على الله بعزيز.

طالب دعاء: ابو سلمان امداد اللہ (غفر لہ)

07/06/2015

Email : tashibukharinotes@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ علی النبی الأمی

سبق شروع ہونے سے پہلے کچھ نصیحتیں کی جاتی ہیں جو مدرس اور طالب علم دونوں کے لئے ہوتی ہیں:

1) اس علم کو اخلاص کے ساتھ پڑھا جائے۔

اخلاص: خالص اور صرف اللہ تعالی کی رضا کے لئے پڑھنا اور عمل کرنا۔

ایک حدیث ہے جس میں تین آدمیوں کا ذکر ہے اور قیامت کے دن انکی نیت ظاہر ہو جائے گی اور سب سے پہلے ان کو جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا، چنانچہ ترمذی شریف کی ایک طویل روایت ہے:

2382 - حدثنا سويد بن نصر، قال: أخبرنا عبد الله بن المبارك، قال: أخبرنا حيوة بن شريح قال: أخبرني الوليد بن أبي الوليد أبو عثمان المدني، أن عقبة بن مسلم، حدثه أن شفيا الأصبحي، حدثه أنه، دخل المدينة، فإذا هو برجل قد اجتمع عليه الناس، فقال: من هذا؟ فقالوا: أبو هريرة، فدنوت منه حتى قعدت بين يديه وهو يحدث الناس، فلما سكت وخلا قلت له: أسألك بحق وبحق لما حدثتني حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم عقلته وعلمته، فقال أبو هريرة: أفعل، لأحدثنك حديثا حدثنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم عقلته وعلمته، ثم نشغ أبو هريرة نشغة فمكثنا قليلا ثم أفاق، فقال: لأحدثنك حديثا حدثنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذا البيت ما معنا أحد غيري وغيره،ثم نشغ أبو هريرة نشغة شديدة، ثم أفاق فمسح وجهه فقال: أفعل، لأحدثنك حديثا حدثنيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا وهو في هذا البيت ما معنا أحد غيري وغيره، ثم نشغ أبو هريرة نشغة شديدة، ثم مال خارا على وجهه فأسندته علي طويلا، ثم أفاق فقال: حدثني رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن الله تبارك وتعالى إذا كان يوم القيامة ينزل إلى العباد ليقضي بينهم وكل أمة جاثية، فأول من يدعو به رجل جمع القرآن، ورجل قتل في سبيل الله، ورجل كثير المال، فيقول الله للقارئ: ألم أعلمك ما أنزلت على رسولي؟ قال: بلى يا رب. قال: فماذا عملت فيما علمت؟ قال: كنت أقوم به آناء الليل وآناء النهار، فيقول الله له: كذبت، وتقول له الملائكة: كذبت، ويقول الله: بل أردت أن يقال: إن فلانا قارئ فقد قيل ذاك، ويؤتى بصاحب المال فيقول الله له: ألم أوسع عليك حتى لم أدعك تحتاج إلى أحد؟ قال: بلى يا رب، قال: فماذا عملت فيما آتيتك؟ قال: كنت أصل الرحم وأتصدق، فيقول الله له: كذبت، وتقول له الملائكة: كذبت، ويقول الله تعالى: بل أردت أن يقال: فلان جواد فقد قيل ذاك، ويؤتى بالذي قتل في سبيل الله، فيقول الله له: في ماذا قتلت؟ فيقول: أمرت بالجهاد في سبيلك فقاتلت حتى قتلت، فيقول الله تعالى له: كذبت، وتقول له الملائكة: كذبت، ويقول الله: بل أردت أن يقال: فلان جريء , فقد قيل ذاك،ثم ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم على ركبتي فقال: يا أبا هريرة، أولئك الثلاثة أول خلق الله تسعر بهم النار يوم القيامة وقال الوليد أبو عثمان: فأخبرني عقبة بن مسلم أن شفيا، هو الذي دخل على معاوية فأخبره بهذا قال أبو عثمان: وحدثني العلاء بن أبي حكيم، أنه كان سيافا لمعاوية فدخل عليه رجل، فأخبره بهذا عن أبي هريرة، فقال معاوية: قد فعل بهؤلاء هذا فكيف بمن بقي من الناس؟ ثم بكى معاوية بكاء شديدا حتى ظننا أنه هالك، وقلنا قد جاءنا هذا الرجل بشر، ثم أفاق معاوية ومسح عن وجهه، وقال: صدق الله ورسوله {من كان يريد الحياة الدنيا وزينتها نوف إليهم أعمالهم فيها وهم فيها لا يبخسون أولئك الذين ليس لهم في الآخرة إلا النار وحبط ما صنعوا فيها وباطل ما كانوا يعملون}.

خلاصہ یہ ہے کہ تین آدمی ہونگے: ایک عالم جس سے کہا جائے گا کہ تم نے یہ علم حاصل کیا تاکہ لوگ تمہیں عالم کہے تو یہ دنیا میں ہو گیا، دوسرا آدمی سخی ہو گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تم نے سخاوت اس لئے کی کہ لوگ تمہیں سخی کہے تو یہ دنیا میں کہا جا چکا ہے اور تیسرا آدمی مجاہد ہے جس سے کہا جائے گا کہ جہاد اس لئے کیا کہ لوگ تمہیں بہادر کہے تو یہ دنیا میں ہو چکا۔

ابو ھریرۃؓ اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے بے ہوش ہو جاتے تھے۔

ایک اور قصہ اخلاص نیت پر: محمود غزنوی کا ایک غلام تھا: عیاض اور بہت محبت رکھتے تھے ان سے تو دوسرے غلاموں کو حسد ہوا، تو جب محمود کو پتہ چلا تو امتحان لیا؛ ایک موتی کو رکھا اور توڑنے کا حکم دیا تو کسی نے توڑا نہیں اور کہتے تھے کہ یہ کیسے توڑے ؟یہ تو بہت قیمتی ہے؛ پھر جب عیاض کی باری آئی تو پتھر اٹھا کر موتی کے ٹکڑے ٹکرے کر دی تو بادشاہ نے کہا یہ کیوں توڑ دیا ؟ یہ تو بہت قیمتی ہے! تو غلام یعنی عیاض نے جواب دیا کہ آپ کا حکم اس سے زیادہ قیمتی ہے۔

-مولانا یوسف بنوریؒ: آخرت کی مثال عمدہ موتی کی ہے اور دنیا کی چیزوں کی مثال "سویٹ اور ٹوفی" کی ہے اور ہم لوگوں کی مثال بچوں کی سی ہے اسلئے کہ ہم موتی کی قدر نہیں سمجھتے۔ اگر بچے سے کہا جائے: موتی چاہیے یا سویٹ ؟ تو وہ کہے گا مجھے

سویٹ چاہیے؛ اس لئے کہ وہ موتی کی قدر کو نہیں سمجھتا۔ یہی ہماری مثال ہے کہ ہم موتی کو چھوڑکر "ٹوفی" لیتے حالانکہ موتی زیادہ قیمتی ہے اور وہ اللہ کا علم دین کے مشابہ ہے۔

-انبیاء کا وہی طریقہ رہا: "مخلصین لہ الدین"

اخلاص کا مطلب خلوت ہو یا جلوت ہو تو کام ایک جیسے ہو یعنی اگر جلوت میں حسن خوبی سے کام لیا تو خلوت میں بھی وہی حسن کے ساتھ ادا کیا۔ اگر لوگوں کے سامنے اچھے اور چھپ کر بُرے کام کرے تو یہ اخلاص کے منافی ہوگا۔

-شیخ سعدیؒ نے ایک قصہ لکھا ہے : ایک شخص بادشاہ کے یہاں مہمان کے طور پر مدعو ہوئے، اس آدمی کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ بادشاہ نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا تو اس نے کھانا بہت تھوڑا کھایا، یہ دکھانے کے لئے کہ میں زاہد آدمی اور تھوڑا ہی کھاتا ہوں ،اور نماز بہت لمبی پڑھی، تاکہ بادشاہ اسے بزرگ سمجھے۔ جب واپس گھر آیا تو بیوی سے کہا کہ کھانا لاؤ، میں نے کھانا نہیں کھایا ہے۔ تو اس کے بیٹے نے کہا : ابا! جیسے آپ نے کھانے کی قضا کی ہے اسی طرح اس نماز کی بھی قضا کر لیں جو آپ نے بادشاہ کے سامنے پڑھی تھی۔(گلستاں ص70-71)

-امام غزالیؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کو کسی نے جنت میں دیکھا تو کہنے لگے : معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کی تصنیفات کو قبول کرلیا اور آپ کو جنت مل گئی۔ امام غزالیؒ نے کہا: تصنیفات کی وجہ سے جنت نہیں ملی بلکہ میں ایک دن لکھ رہا تھا اور ایک مکھی آئی اور میرے قلم کی سیاہی پر بیٹھ گئی، تو میں نے قلم کو روک کر انتظار کیا یہاں تک کہ مکھی نے سیاہی کو اچھی طرح چوس لیا۔ تو اللہ تعالی نے میرے اس چھپے ہوئے عمل کو قبول کیا ، جس کا علم کسی کو نہیں تھا۔

وروي الغزالي في النوم فقيل له مافعل الله بك فقال أوقفني بين يديه وقال بم جئتني فذكرت أنواعا من الطاعات فقال ما قبلت منها شيء لكنك جلست تكتب فوقعت ذبابة على القلم فتركتها تشرب من الحبر رحمة لها فكما رحمتها رحمتك اذهب فقد غفرت لك انتهى. والرحمة في حقنا رحمة وحنو يقتضي الإحسان وذلك تغير يوجب للمتصف به الحدوث والله تقدس عن ذلك وعن نقيضه الذي هو القسوة والغلظة فهو راجع في حقه إلى ثمرة تلك الرقة وفائدتها وهو اللطف بالمبتلى والضعيف وكشف ضره والإحسان إليه ذكره القرطبي وغيره

(فیض القدیر:ج2ص61،ط:دار الحدیث)

-حضرت سعد بن وقاصؓ کمنڈر تھے ایک لشکر میں فارس کے جنگ میں۔ تو آپ کے پاس ایک سپاہی آیا اور اس نے کسری کا تاج آپ کی خدمت میں پیش کیا، اور کہا کہ یہ تاج مجھے ملا ہے آپ اسے بیت المال میں جمع کرادیں۔ وہ تاج بہت قیمتی تھا اس میں طرح طرح کی موتیاں اورہیرے جواہرات لگے ہوئے تھے۔ تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ اے سپاہی آپ اپنا نام بتادیں تاکہ مجھے معلوم ہو کہ کون ہے جس نے اتنی بڑی امانتداری سے کام لیا ہے؟ اس سپاہی نے کہا: جس اللہ کے لئے میں نے یہ کام کیا ہے وہ میرا نام جانتا ہے۔اس کو کہتے ہیں اخلاص ؛

- اسی لئے ریا کو قرآن کریم میں شرک اصغر کہا گیا ہے۔یعنی نیت میں اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا۔

اور دوسری قسم کا شرک، شرک اکبر ہے: یعنی عبادت میں کسی اور کو شریک کرنا۔

-عراق میں،ایک مدرسہ نظامیہ تھا جو نظام الملک کے نام پر بنا تھااورسب سے پہلا مشہور مدرسہ تھا، اس میں امام غزالیؒ بھی طالب علم تھے، اس کا بانی نظام الملک معاینہ کے لئے آیا کہ طلباء سے سوالات کرے کہ کیوں پڑھ رہے ہو؟

ایک طالب علم سے پوچھا کہ آپ کیوں پڑھ رہے ہیں ؟ اس نے کہا : میرا باپ فلاں مسجد کا خطیب ہے ، میں بھی اس کی جگہ خطیب بنوں گا۔ دوسرے سے پوچھاتو اس نے کہا میرا باپ قاضی ہے، میں بھی اس کی جگہ قاضی بن جاؤں گا، ایک نے کہا میرا

باپ مدرس ہے میں مدرس بن جاؤ ں گا۔ایک نے کہا : میرا باپ محتسب ہے ، میں بھی محتسب بنونگا ، کسی نے کہا : میرا باپ مہتمم ہے میں بھی مہتمم بنوں گا۔امام غزالیؒ کا نمبر آیا توانہوں نے جواب دیا کہ میرا ایک خالق ہے جس نے مجھے پیدا کیا ، میں اس خالق کی مرضی پر چلنا چاہتا ہوں اور اس کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہوں، لیکن مجھے معلوم نہیں کہ کن چیزوں سے وہ راضی ہوتا ہے اور کن چیزوں سے وہ ناراض ہوتا ہے ،میں اس لئے پڑھ رہا ہوں تاکہ مجھے معلوم ہو کہ کن چیزوں سے اللہ راضی ہوتا ہے اور کن چیزوں سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے،تو جن چیزوں سے اللہ تعالی راضی ہوتا ہے ان کے کرنے کی کوشش کرونگا، اور جن چیزوں سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے ان سے بچنے کی کوشش کرونگا۔باد شاہ چلا گیا اور کہا کہ اگر یہ ایک طالب علم نہ ہوتا تو میں مدرسہ بند کر دیتا،تو اس ایک طالب علم نے کام کی بات بتائی جس کی وجہ سے بادشاہ خوش ہوااور مدرسہ کو بند نہیں کیا۔

-حدیث میں آتا ہے کہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی کافی ہو جاتا ہے (مستدرک حاکم 4/306)۔

- زیادہ عمل بغیر اخلاص کے بے کار ہے۔

- اخلاص کی برکت سے ذہن میں قوت ہوگی ارادہ میں قوت ہوگی اور جب اللہ تعالی راضی ہو جائے گا تو تمام مخلوق کے دل کو آپ کی طرف پھیر دے گا اور تمام مسائل کو حل کردے گا۔بعض لوگ کام اس لئے کرتے ہیں کہ فلاں شخص مجھ سے راضی ہو جائے۔اللہ کو راضی کریں ،کیونکہ سب لوگوں کے دل اللہ کے قبضے میں ہیں۔

- یہ الگ بات ہے کہ آپ کے ساتھ کوئی احسان کرتا ہے تو آپ اس کا شکریہ ادا کرتے ، لیکن عمل اللہ تعالی کے لئے کریں۔

2)اطاعت:

اخلاص کے ساتھ اطاعت بھی ہو۔

قال اللہ تعالی: أطیعوا اللہ وأطیعوا الرسول وأولی الأمر منکم.

اللہ تعالی کی تابعداری، رسول اللہ ﷺ کی تابعداری اور امیر کی تابعداری جس کو اللہ تعالی نے تمہارا حاکم بنایا۔اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کا مطلب ظاہر ہے ،طلباء کے لئے امیر وحاکم مدرسہ کے منتظمین اور نگران ہیں جو مدرسہ چلاتے ہیں، کیونکہ ألوالأمر وہ ہیں جن کا امر چلتا ہے توطالب علم کے لئے أولواالأمر اساتذہ اور انتظامیہ ہیں۔

- اس کی مثال یعقوبؑ پیغمبر اور ان کے والد ہیں، یوسفؑ ان کے بیٹے ہیں ، یعقوبؑ اپنے بیٹوں کے ساتھ یوسفؑ کے پاس آتے ہیں اور ان کے سامنے سجدے میں گر جاتے ہیں۔سجدے میں گرنے کا جو بھی مطلب ہو، لیکن اس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ یوسفؑ کی حاکمیت کومانتے تھے۔اگر بیٹا حاکم ہو تو باپ بھی بیٹے کی تابعداری کرے گا اس کے حاکم ہونے کی حیثیت سے۔ تویوسفؑ کی تابعداری کی یعقوبؑ نے بطور حاکم نہ کہ نبوت کے لحاظ سے۔

- عباسؓ چچا تھے اور آپ ﷺ بھتیجا تھے، لیکن عباسؓ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے شریعت کے احکام پر چلتے تھے ، یہ نہیں کہ میں چچا ہوں تو میں اپنی شریعت بناؤنگا تو اپنی بات نہیں چلائی۔

3:محنت۔

- اخلاص واطاعت کے ساتھ محنت بھی ضروری ہے۔

-اوقات کی حفاظت کرے خاص طور سے دورے میں۔دور کا مطلب چکر جور کتا نہیں۔

-شعر: بقدر الكدِّ تكتسب المعالي   ومن طلب العلا سهر الليالي

ومن رام العلا من غير كدٍّ   أضاع العمر في طلب المحال

تروم العز ثم تنام ليلا يغوص البحر من طلب اللآلي

ومن رام العلا من غير كد   أضاع العمر في طلب المحال

-جتنی محنت ہوتی ہے اتنی ہی اونچے مرتبوں کو تم حاصل کرو گے۔اور جو اونچے مرتبوں کو طلب کرتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے تاکہ اپنی لیلی (علم) کو حاصل کرے۔

- حضرت مفتی محمود حسنؒ ایک شعر کبھی سنایا کرتے تھے:

نیند اس کی ہے دماغ اس کا ہے،راتیں اس کی ہیں تیری زلفیں جس کی بازو پر پریشاں ہوگئیں

یعنی اے محبوبہ تیری زلفیں جس کے بازوں پر بکھر جائیں اس کی نیند، دماغ اور راتیں سبھی قابل مبارک باد ہیں۔

اس سے مرادیہ ہے کہ کتابوں کے نقطوں اور حواشی کی زلفیں جس کے بازو پر بکھر جائیں اس کی دن ورات سبھی اچھے ہیں۔

سهري لتنقيح العلوم ألذُّلي ... من وصل غانية وطيب عناق

وتمايلي طرباً لحل عويصة ... أشهى وأحلى من مدامة ساق

وصرير أقلامي على أوراقها ... أحلى من الدوكاه والعشاق

وألذ من نقر الفتاة لدفها ... نقرى لألقى الرمل عن أوراقي

-میرا بیدار رہنا جاگنا علوم کی تحقیق کے لئے یہ میرے لئے زیادہ لذیذ ہے حسین لڑکی کے وصال سے اور اس کے معانقہ کی لذت سے اور میرا حرکت کرنا مستی کی وجہ سے کسی مشکل مسئلہ کو حل کرنے کے وقت یہ زیادہ لذیذ اور زیادہ اچھا ہے ساقی کی شراب سے۔

-ہر عشق و محبت میں نقصان ہے، سوائے علم کی محبت میں نقصان نہیں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

حافظ شیرازی جو فارسی کے شاعرہیں فرماتے ہیں:

-     خلیل پذیر بہ بر ہر بنا کہ می بنی مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

-ہر عمارت کے اندر نقصان آتا ہے ، مگر محبت اور عشق کی دیوار میں کوئی نقصان نہیں۔

- اگر علم سے محبت ہو تو اس میں کوئی نقصان نہیں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

-دورہ کی وجہ تسمیہ : دار یدور دوراً: چکر لگانا، مکمل گھومنا۔دورہ اس چکر کو کہتے ہیں جو ختم نہیں ہوتا ، جیسے سائیکل کا پہیہ جب وہ گومتا ہے تو اس سے کوئی بھی جگہ خالی نہیں ہوتی ، وہ اپنے پورے محل میں گھومتا ہے۔اور جیسے پنکھا اپنے محل میں مکمل چلتا ہے ، یہ نہیں کہ درمیان میں وقفہ کر دیا اور بعض جگہ خالی رہ گئی۔سورج کا دورہ یہ ہے کہ سورج چوبیں گھنٹے چلتا رہتا ہے۔چاند کا دورہ یہ ہے کہ چاند چوبیں گھنٹے چلتا رہتا ہے۔اسی طرح حدیث کا دورہ یہ ہے کہ چوبیں گھنٹے حدیث چلے گی، صبح بھی حدیث ، شام کو بھی حدیث، مغرب کے بعد بھی اور عشاء کے بعد بھی حدیث۔اور جو چند گھنٹے کے لئے سوتے ہیں تو وہ سونا بھی حدیث ، کیونکہ وہ سونا ضرورت کی وجہ سے ہے ، اگر نہ سوئے تو مشین ہی نہیں چلے گی۔یہ سونا ضرورت کی وجہ سے ہے ، عیاشی کے لئے نہیں۔آپ یہ نہیں کہیں گے کہ ہم دن رات کیوں پڑھتے رہیں۔کسی نے اگر آپ سے یہ پوچھ لیا ، یا پوچھا ہوگا کہ اس سال

آپ کیا پڑھیں گے تو آپ نے یہ جواب دیا ہوگا کہ دورہ حدیث پڑھیں گے ، یہ نہیں کہا ہوگا کہ حدیث پڑھیں گے۔جب اس کا نام دورہ حدیث رکھا تو خود بخود اس میں یہ بات آگئی۔

-مکتبۂ عشق کے انداز نرالے دیکھے اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

-جس نے سبق یاد کیا اس کی چھٹی نہیں اور جس نے سبق یاد نہیں کیا اس کو دلالت النص سے تو بدرجہ اولی چھٹی نہیں ہوگی۔

-شعر: چوٹ پہ چوٹ کھا کے جی ،زخم پہ زخم کھاکے جی آہ نہ کر لبوں کو سی عشق ہے دل لگی نہیں

-مدرسہ کی طرف سے ڈانٹ ڈپٹ ہوگی، سزا بھی ہوگی اور کبھی سب کے سامنے کھڑا بھی کیا جائے گا لیکن علم دین کے عشق میں یہ سب برداشت کرنا پڑے گا۔

4)خدمت

-محنت کے ساتھ خدمت کا جذبہ بھی ہونا چاہئے۔

-مدرسہ کی،اساتذہ کی،ساتھیوں کی، مسجد کی، کتابوں کی اور درسگاہوں کی خدمت کرنی ہوگی اللہ کے لئے۔

- حضرت ابن عباس ؓباوجود کہ دس سال کے بچے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لئے اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے لوٹا رکھا وضو کے لئے۔

-خدمت میں ہوشیاری چاہئے۔

- حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میرے ایک مرید آئے اور مجھ سے جوتا لینے لگے ، میں نے جوتا دینے سے انکار کیا ، بجائے اس کے کہ وہ چھوڑ دیتے ، انھوں نے میرے ہاتھ کو مروڑا اور جوتا لے لیا۔فرمایا:دیکھو ! انھوں نے خدمت کی ، یا تکلیف پہنچائی۔خدمت کے لئے بھی عقل اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔خدمت اللہ تعالی کے لئے ہو۔

5)عزت: کتاب کی،اساتذہ کیوغیرہ۔

-طلباء کو چاہئے کہ وہ اساتذہ کی تعظیم کریں۔حضرت ابن عباس ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی اور نماز میں آپ ﷺ کے برابر نہیں کھڑے ہوئے بلکہ آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کو بائیں طرف سے دائیں طرف گھمایا اور برابر کھڑا کر دیا ، تو پھر ذرا پیچھے ہوگئے۔

-استاذ کا ادب یہ ہے کہ : استاذ راضی رکھنے کی کوشش کرے اور اس کی ناراضگی سے بچے ، اس کے حکم کو مانے اور اس کے آگے نہ چلے اور نہ اس کی جگہ پر بیٹھے اور نہ اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر بات شروع کرے اور نہ اس کے سامنے بہت زیادہ بات کرے، نیز ہر کام اس کے مناسب وقت میں کرے۔(تعلیم المتعلم، ص22)

6)دعائے مشیخت

-طلبا کو چاہئے کہ مشائخ کے لئے دعا کریں اورمشائخ کو بھی چاہئے کہ وہ طالب علموں کے لئے دعا کریں۔

- حضرت انس ؓآپ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے ، رسول اللہ ﷺ سے ام سلیم نے فرمایا کہ آپ انیس (پیارے انس) کے لئے دعا کریں۔رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا کی اور فرمایا: اے اللہ ان کے مال میں اور ان کے اہل وعیال میں برکت دے دے۔

-علم الحدیث دو لفظوں سے مرکب ہے : علم اور حدیث۔

-علم کا معنی: 1)جاننا

2) حصول صورۃ الشیء فی الذہن (ذہن میں کسی چیز کی صورت کا حاصل کرنا)

3) الحاضر عند المدرک۔(ادراک کرنے والے کے پاس جو حاضر ہو اس کو علم کہتے ہیں)

- علم کا چوتھا معنی ہم کتاب العلم میں بیان کریں گے۔

-حدیث لغۃً: جدید فی مقابلۃ القدیم۔

حدیث کا وجہ تسمیہ:

1) قرآن کریم قدیم ہے(یعنی جس کے لئے ابتدا نہ ہو) اور اس کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ حدیث بمعنی حادث ہیں(جس کے لئے ابتدا ہو)

اللہ تعالی کا کلام قدیم ہے ، کیونکہ یہ اللہ تعالی کی صفت ہے اور اللہ تعالی کی صفت کے لئے ابتدا نہیں اور رسول اللہ ﷺ کے کلمات حادث ہیں، کیونکہ اس کے لئے ابتدا ہے ، رسول اللہ ﷺ سے پہلے وہ کلمات موجود نہیں تھے۔

اشکال:رسول اللہ ﷺ کے کلمات ہی کو حدیث کیونکہتے ہیں ؟ ہم سب کے کلمات حادث ہیں ، پھر ہمارے کلمات کو حدیث کیوں نہیں کہتے ؟

جواب: 1)اصل کلمات میں، رسول اللہ ﷺ کے کلمات ہیں اس لئے ان کو حدیث کہا گیا۔ہمارے کلمات رسول اللہ ﷺ کے کلمات کے مقابلہ میں کالعدم ہیں ؛

2)قرآن کریم کا پہلا نمبر ہے اور حدیث کا دوسرا نمبر ہے تو جس کا پہلا نمبر ہے وہ قدیم اور جس کا دوسرا نمبر ہے وہ حدیث۔

2)حدیث خود قرآن کریم سے ماخوذ ہے۔قرآن کریم میں ہے : وأما بنعمۃ ربک فحدث تواس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے بیان کے لئے حدِّث کا لفظ آیا ہے

3نعمتوں بیان کی قرآن کریم نے: 1)الم یجدک یتیمًا فآوی تو اسکا بیان: فأما الیتیم فلا تقھر

2)ووجدک ضآلًا فھدی — وأما بنعمۃ ربک فحدث(ترتیب بیان میں فرق آیا)

3)ووجدک عائلًا فأغنی — وأما السائل فلا تنھر

حکمت ترتیب: 1)فاصل برابر ہو جائے

2)لیتصل النھی إلی النھی

3)اجمال میں ہدایت کو پہلے رکھا اہمیت کی وجہ سے اور سائل بہ منزلہ مقدمہ ہے

3)احادیث میں حدیث کو حدیث کہا گیا ہے، مثلاً طبرانی کے المعجم الأوسط میں ہے:

5846 – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ أَبُو حُصَيْنٍ قَالَ: نا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْعَلَوِيُّ قَالَ: نا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَاءَنَا» ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا خُلَفَاؤُكُمْ؟ قَالَ: «الَّذِينَ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِي، يَرْوُونَ أَحَادِيثِي وَسُنَّتِي، وَيُعَلِّمُونَهَا النَّاسَ»

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ إِلَّا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، وَلَا عَنْ هِشَامٍ إِلَّا أَبِي فُدَيْكٍ، تَفَرَّدَ بِهِ أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى الْعَلَوِيُّ "(**یہ روایت موضوع ہے**)۔

اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ حدثوا عنی ولا حرج (مسلم:3004)۔

اسی طرح حدیث میں آتا ہے: من حفظ علی أمتی أربعین حدیثاً بعثہ اللہ فقیہا وکنت لہ شہیدا یوم القیامۃ(وفی إسنادہ اسحاق بن نجیح وفیہ کلام،وھو ضعیف)

اسی طرح : مَن حدّث عنّي حدیثاً وھو یرَی أنّہ کَذِبٌ فھو أحَدُ الکاذِبِینَ.(ترمذی:2662)

اس روایت میں جھوٹی حدیث کو بھی حدیث کہا۔

یہ اور اس قسم کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حدیث کو حدیث کہتے ہیں۔

-علم الحدیث

-علم الحدیث کی دو قسمیں ہیں : 1)علم الحدیث د رایۃً ؛ 2)علم الحدیث روایۃً

آسان لفظوں میں ہم کہیں گے کہ ایک ہے علم أصول الحدیث اور دوسرا ہے علم روایۃ الحدیث یا علم ألفاظ الحدیث۔

-علم أصول الحدیث ہے جس کو علم الحدیث درایۃ کہتے ہیں اس کی تعریف یہ ہے : علم یعرف بہ أحوال السند والمتن صحۃ وحسنا وضعفا وعلوا ونزولا و کیفیۃ۔

-اس کا موضوع ہے: السند والمتن۔

-السند: الطریق الموصل إلی ألفاظ الحدیث یسمی بالسند۔

-المتن: ما یذکر بعد الإسناد یسمی بالمتن۔

-متن کی تین قسمیں ہیں : 1)قوال؛ 2) افعال 3)تقریرات

اقوال: رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔

افعال: آپ ﷺ نے یہ کام کیا ہے۔

تقریر: رسول اللہ ﷺ نے کسی صحابی کو کوئی بات کہتے یا کوئی کام کرتے دیکھا اور آپ خاموش رہے۔

-پھر ہرایک کی دو قسمیں ہیں : 1)قبل النبوۃ، 2) بعد النبوۃ؛یعنی آپ نے قبل النبوت فرمایا یا بعد النبوت فرمایا۔

- پھر ہرایک کی دو قسمیں ہیں : 1)إما أن یکون خاصۃً للنبی ﷺ یعنی وہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے ، مثلاً: آپ ﷺ نے گیارہ بیویوں سے شادی کی۔

2) وہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔اس طرح یہ بارہ قسمیں ہوگئیں۔

-غرض: تمییز الصحیح من السقیم۔ صحیح روایت کو بیمار روایت سے الگ کرنا۔ سقیم میں ضعیف، منکر، موضوع وغیرہ سبھی داخل ہیں۔

-کتب اصول الحدیث :

مثلا: نخبۃ الفکر حافظ ابن حجر کی

الالماع قاضی عیاض کی

تدریب الراوی شرح تقریب للنووی امام سیوطی کی۔

الکفایۃ خطیب کی۔

مقدمہ ابن صلاح کی۔توجیہ النظر؛الالفیۃ عراقی کی اور اس زمانہ میں بے شمار کتابیں اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔

سب سے پہلے ابو محمد رام ھرمزی نے کتاب لکھی اس موضوع پر

2) علم روایۃ الحدیث (الفاظ الحدیث) :

-اس میں تین مذاہب ہیں : 1) محدثین متقدمین کا مذہب

2) محدثین متاخرین کا مذہب

3) اصولیین کا مذہب

-اصولیین کے نزدیک علم الفاظ الحدیث کی تعریف: علم یعرف بہ أقوال رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وأفعالہ۔(اور تقریر کو افعال میں شمار کرتے)

-محدثین متاخرین کے نزدیک علم ألفاظ الحدیث کی تعریف: علم یعرف بہ أقوال رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وأفعالہ وأحوالہ وتقریراتہ من حیث أنہ نبی۔

-بعض: علم یضاف إلی النبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قولا أو فعلا أو تقریرا أو صفۃ من حیث أنہ نبي۔

-محدثین متقدمین کے نزیک علم الحدیث صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال وافعال کو بھی شامل ہے۔

-متاخرین کے نزدیک صحابہ کرام کے اقوال کو موقوف ، اور تابعین کے اقوال کو مقطوع کہتے ہیں۔

-متقدمین اور متاخرین کی مثال ایسی ہے ، جیسے پہلے زمانہ میں ایک ڈاکٹر پیٹ کان آنکھ پورے جسم کا ڈاکٹر ہوتا تھا۔اسی طرح متقدمین کے نزدیک رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ، صحابہ اور تابعین سبھی کے اقوال حدیث ہیں۔بعد میں تفصیل آئی اور متاخرین نے ہر ایک کو الگ کردیا رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ کی حدیث کو مرفوع اور صحابہ کی حدیث کو موقوف اور تابعی کی حدیث کو مقطوع کہا۔

-موضوع: اقوال النبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وأفعالہ

غرض وغایت: 1) تمییز الوحی من غیرہ۔

2) اکتساب اللذۃ بقراءۃ أقوال رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وأفعالہ وتقریراتہ.

3) سعادۃ الدارین۔

4) تحصیل الفضائل والدعوات التی وعد بہا النبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ (تحصیل الفضائل والدعوات النبویۃ)

مثلاً: نضر اللہ امرء سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا وأداھا إلی الناس

أولی الناس بی أکثرھم صلوۃً علی

-علم حدیث کی کتب کی اقسام:

1) الجامع اس کو کہتے ہیں جو ان آٹھ چیزوں پر مشتمل ہو:

سیر آداب، تفسیر وعقائد فتن، اشعار، احکام ومناقب

2) معاجم جو حروف معجمہ پر مرتب ہو۔ (عند البعض مایکون علی ترتیب......)

3) مسانید: مایکون علی ترتیب الصاحبۃ، اور اس کی دو قسمیں ہیں: 1) حروف ہجا پر ہو 2) فضیلت کی ترتیب سے ہو۔

4) مشیخۃ جو مشائخ کی ترتیب پر ہو۔

5)سنن : ما یکون علی ترتیب ابواب الفقہ۔الطھارۃ ثم الصلاۃ ثم الزکاۃ۔

6)مراسیل: ما یقول فیہ التابعی قال رسول اللہ ﷺ۔اور کبھی منقطع کو بھی مرسل کہتے ہیں

7)مستدرک: الذی یذکر فیہ ما فات من مصنف آخر۔مثلا مستدرک حاکم ، حاکم فرماتے ہیں : کہ صحیح کی شرط پر جو روایات ہیں اور ان میں نہیں آئی ہیں میں نے اس کتاب ان روایات کو ذکر کیا ہے۔حالانکہ ان کے مصنف نے یہ دعوی نہیں کیا ہے کہ ہم تمام صحیح روایات کو لیا ہے، بلکہ انھوں نے کچھ کو لیا ہے اور کچھ کو چھوڑ دیا ہے۔

8)اجزاء : ما یتعلق مسألۃ واحدۃ ، جیسے جزو رفع الیدین لِلامام البخاری۔

9)اربعینیات: وہ کتاب جس میں کسی ایک موضوع سے متعلق 40 احادیث کو ذکر کیا جائے۔

10)تفردات وغرائب : ما یکون فیہ تفردات الشیخ۔

11)مفرد: ما یکون فیہ مرویات شیخ واحد۔

12)مسلسل: ما اتفق فیہ الرواۃ علي کلمۃ واحدۃ، مثلا مسلسل بالمصافحہ ہو تو تمام راوی مصافحہ کا ذکر کرتے ہوں صحابی کہے مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا وصافحنی تابعی کہے مجھے صحابی نے یہ بتایا وصافحنی وعلی ہذا القیاس. یا مثلا مسلسل بالاولیت ہے کہ جو ہمارے مشائخ ابتدا میں بیان کرتے ہیں : الراحمون یرحمہم الرحمن ارحموا من فی الأرض یرحمکم من فی السماء ' یہ مسلسل بالأولیت ہے ،لیکن کہتی ہیں کہ تسلسل سفیان تک ہے آگے نہین۔اس باب مین شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا رسالہ ہے المسلسلات جو حضرت مولانا عاشق الہی بنلد شہری کی تعلیقات کے ساتھ چھپ چکا ہے۔(الفضل المبین)

13)اطراف: ذکر طرف حدیث لیدل علی بقیۃ الحدیث۔جیسے الاطراف للمزی، انما الأعمال بالنیات یہ حدیث کا ایک جز و ہے اس کو ذکرکیا جائے جس سے باقی حدیث کی طرف رہنمائی ہو جائے اسلئے کہ مشہورہے یا مثلا الحلال بین والحرام بین۔

14)تخریجات: تخریج کے معنی یہ ہیں کہ کسی حدیث کے متن کو لے کر اس کے راوی ،متن اور ماخذ کو ذکر کیا جائے یہ حدیث کہا ں کہاں ہے؟ اس میں کوئی راوی ضعیف ہے یا نہیں ؟جیسے نصب الرایۃ ، درایہ وغیرہ۔

مثلا ابو اللیث سمر قندی اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں حدیث ذکر کرتے ہیں ، لیکن پتہ نہیں چلتا کہ یہ حدیث کس کتاب سے نقل کی ہے اور اس کی سند کیسی ہے۔اس پر تخریج کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث فلان جگہ ہے اس کی یہ سند ہے صحیح ہے یا حسن یا ضعیف ہے۔اور یہ بہت اہم کام ہے۔

15)کتاب الجمع : وہ کتاب ہے جو مختلف کتابوں کو جمع کرکے ایک کتاب بنا دے

جیسے جامع الاصول : اس کتاب میں صحاح خمسہ کو جمع کیا ہے ابن ماجہ کے علاوہ۔اس کے بعدعلامہ ہیثمی نے مجمع الزوائد لکھی۔جس میں ان پانچ کتابوں کے علاوہ مسند احمد مسند بزار، مسند ابو یعلی موصلی ،معجم کبیر ،معجم صغیر ،معجم اوسط طبرانی کی، یہ سبھی کتابیں اس میں موجود ہیں۔پھر اس کے بعد جمع الفوائد کے نام سے کتاب لکھی گئی۔اس کتاب میں مذکورہ کتابوں کے علاوہ دارمی اور ابن ماجہ کو بھی لے لیا۔مجمع الزوائد میں ابن ماجہ کی احادیث نہیں ہے۔اس کے بعد علامہ سیوطی رحمہ اللہ آئے اور انھوں نے دو کتابیں لکھی۔ایک کا نام الجامع الکبیر یا جمع الجوامع ہے انھوں نے اپنے خیال میں تمام احادیث کوجمع کیا جو ان کو معلوم تھیں۔پھر اس کی تلخیص کی اور اس کا نام الجامع الصغیر رکھا۔

جمع الجوامع میں ایک قسم الاقوال ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان۔دوسری قسم الافعال ہے۔لیکن اس کتاب سے حدیث نکالنا بہت مشکل ہے ، کیونکہ اگر قولی حدیث نکالنا ہے تو اس کے لئے آپ کو حدیث کا ابتدائی حصہ معلوم ہونا چاہیے۔اور جو قسم الافعال ہے اس میں صحابی کا نام یاد ہونا ضروری ہے اور یہ بھی مشکل ہے کہ کس صحابی نے آپ کے یہ فعل دیکھا۔اس کے بعد علی متقی برہان پوری جو اس زمانے میں گجرات میں شامل تھا ، اور اب مہاراشٹر میں واقع ہے ، انھوں نے کنز العمال نامی کتاب لکھی اور امام سیوطیؒ کی جمع الجوامع کو فقہی ابواب پر مرتب کیا جس سے حدیث کا نکالنا آسان ہوگیا۔اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ امام سیوطیؒ نے امت پر احسان کیا کہ الجامع الکبیر لکھی اور علی متقیؒ کا احسان امام سیوطیؒ پر ہے کہ ان کی کتاب کو بہترین انداز میں مرتب کیا۔للسیوطی منّۃ علی الأمۃ ولعلی المتقی منۃ علی السیوطی

16)الفھارس: فہرست کے معنی ہیں کتاب کے مضامین کی طرف اشارہ کرنے والی چیز۔

الفہرس: بیان موضوعات الکتاب ومسائل الکتاب علی وجہ الاجمال ۔

فہارس آج کل بہت اہم سمجھے جاتے ہیں ، اس زمانہ میں اگر ایک کتاب پانچ جلدوں کی ہوتی ہے تو ایک جلد فہرست کی ہوگی مضامین کے اعتبار سے حروف تہجی کے اعتبار سے ، فقہی ترتیب کے اعتبار سے۔

اس لئے اگر آپ کے وقت کتاب پڑھنے کا وقت نہ ہو توکم از کم صرف فہرست دیکھ لیں اس سے پتہ چل جائے گا کہ اس کتاب میں کون سا عجیب وغریب مسئلہ ہے۔ہندوستانی طریقہ فہرست کو ابتدا میں لگانے کا ہے اور عرب کا طریقہ فہرست کو آخر میں لگانے کا ہے۔

17)تراجم: جس میں راوی کے حالات اور ان کی مرویات کا ذکر ہو۔

جیسے حافظ مزی کی تہذیب الکمال ، حافظ ابن حجر کی تہذیب التہذیب، علامہ ذہبی کی میزان الاعتدال۔اس باب میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

18)کتاب الفضائل: جس میں ان احادیث کا ذکر ہو جس احادیث کسی عمل کی فضیلت پر دلالت کرتی ہوں۔

فضائل القرآن ، فضائل الحج، الترغیب والترہیب وغیرہ۔

19)المختصر: کتابوں کو ملخص کیاگیا۔جیسے مختصر اَبی داؤدحافظ منذری کی۔

20)کتاب الموضوعات: موضوع اس حدیث کو کہتے ہیں جو اپنی طرف سے بنائی گئی ہے۔

موضوعات کی کتابوں میں کبھی ضعیف اور بعض مرتبہ تبعا صحیح احادیث کا بھی ذکر ہوتاہے۔

مثلاً : الموضوعات لابن جوزیؒ۔ابن جوزی نے اپنی اس کتاب میں بعض ضعیف اور بعض صحیح احادیث کو بھی موضوع کہا ہے اسی طرح مسند احمد کی بعض روایات کو موضوع کہا ہے جس پر حافظ ابن حجر نے ان کا تعقب کیا ہے اور القول المسدد فی الذب عن مسند احمد کے نام سے رسالہ لکھا ہے۔اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے بھی ان کے خلاف التعقبات کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

اسی طرح ابن عراق نے تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاحادیث الموضوعۃ کے نام سے بہترین کتاب لکھی ہے۔

تذکرۃ الموضوعات علامہ محمد طاہر پٹنی نے لکھی ہے۔

المقاصد الحسنۃ

تذکرۃ للزرکلی؛ اسنی المطالب علامہ محمد درویش؛ المنار المنیف(ابن قیم)

21)المستخرج: کسی مصنف کی حدیث کو اپنی سند سے تائید کے لئے بیان کیا جائے۔
جیسے بخاری اور ترمذی کے مستخرجات لکھے گئے۔مثلا انما الأعمال بالنیات والی حدیث کو امام بخاری نے اپنی سند سے بیان کی ہے اور اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچایا ہے حدثنا الحمیدی قال حدثنا سفیان ... ۔اب اگر میں اس حدیث یوں بیان کروں : حدثنا مولانا سلیمان گانچی حدثنا مولانا ابرار الحق حدثنا مولانا اشرف علی التھانوی عن فلان عن فلان... عن عمرؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول: اِنما الأعمال بالنیات۔تو اس حدیث کو مستخرج کہیں گے۔
22)غریب الحدیث : اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی حدیث کے غریب ومشکل الفاظ کے معانی کو بیان کیاجائے۔
جیسے زمخشری نے الفائق فی غریب الحدیث کے نام سے کتاب لکھی ہے۔
ابن اثیر نے النہایۃ لکھی ہے علامہ طاہر پٹنی نے مجمع بحار الانوار لکھی ہے۔
23)مشکل الحدیث: حدیث کے مشکل مضامین کی تشریح کی جائے
جیسے مشکل الآثار امام طحاوی کی۔
یاجیسے حدیث میں آتا ہے "لاعدوی ولاطیرۃ" ، جبکہ بہت سی بیماریاں متعدی ہوتی ہیں۔اس کا مطلب بیان کیا جائے۔
24) تجرید الحدیث : اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں مقررات کو حذف کر کے کتاب کو مجرد کر دیاجائے
جیسے تجرید البخاری چھوٹی سی جلد میں ملتی ہے۔اور اگر دوسری حدیث میں کچھ اضافہ ہے تو اس کو اس طرح بیان کریں کہ ایک روایت میں یہ ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے۔
25)کتاب العلل: جس میں احادیث کو جمع کر کے اختلاف طرق کو بیان کیا جائے کہ اس کے طرق میں کیا اختلاف ہے اور اس کا کیا اثر پڑتا ہے۔
26)کتاب الزوائد: اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی کتاب کی احادیث کو لے لیا جائے اور مزید احادیث کا اضافہ کیا جائے ۔جیسے موارد الظمآن فی زوائد ابن حبان علامہ ہیثمی کی۔زوائد کا یہ بھی مطلب ہے کہ کسی کتاب کی صرف زائد احادیث کو بیان کیا جائے ، جیسے زوائد ابن ماجہ۔اس میں ان احادیث جو جمع کیا گیا ہے جو صحاح ستہ میں سے صرف ابن ماجہ میں ہیں دوسری کتابوں میں نہیں۔
27)امالی : املاء کی جمع ہے۔املاء کہتے ہیں یاد سے بیان کرنا اور طالب علموں کا لکھنا۔
أن یلقی الأستاذ ما ألقی اللہ فی قلبہ علی التلامیذ
امالی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں معلم بولتا ہے اور تلامیذ لکھتے ہیں اس سے جو کتاب مرتب ہوتی ہے اس کو امالی کہتے ہیں۔ جیسے امام ابو یوسفؒ کی امالی ہے۔آسان لفظوں میں استاذ کی تقریر کو طالب علم لکھ کر کتاب کی شکل میں ضبط کرے اس کو امالی کہتے ہیں۔جیسے فیض الباری بخاری کی تقریری ہے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی جس کو ان کے شاگرد علامہ بنوریؒ نے مرتب کیا ہے۔اسی طرح الکوکب الدری یہ تقریر ہے حضرت رشید احمد گنگوہیؒ کی جس کو حضرت مولانا یحیٰؒ صاحب نے مرتب کیا ہے۔اسی طرح اس زمانہ میں جو بے شمار تقریریں چھپتی ہیں وہ سب امالی کے درجہ میں ہیں۔
28)ثلاثیات: وہ کتب حدیث جس کے مصنف اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تین واسطے(صحابی ،تابعی ، تبع تابعی) ہوں۔اس کو اہمیت حاصل ہے کہ یہ خیر القرون پر مشتمل ہے۔اس لئے بخاری کی ثلاثیات مشہور ہیں اور مستقل چھپی ہوئی ہیں۔بخاری کے

اندر ۲۲ ثلاثیات ہیں۔ابن ماجہ میں پانچ اور ترمذی میں ایک ثلاثی روایت ہے۔دارمی میں زیادہ ثلاثی روایات ہیں۔اور اگر یہ ترجیح کی وجہ ہے تو امام ابو حنیفہ رحمہ کی روایات یا وحدانیات ہیں یاثنائیات ہیں یا ثلاثیات۔امام ابو حنیفہؒ نے جو روایات حضرت انسؓ سے سنا وہ وحدانیات ہیں جیسا کہ ایک روایت میں آپ کا حضرت انسؓ سے سننا ثابت ہے اور ایک روایت میں نہیں ہے۔اور وہ روایات جن میں امام ابو حنیفہؒ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف دو واسطے ہیں وہ ثنائیات ہیں اورآپ کی ثلاثیات تو بہت ہیں۔آپ پڑھیں گے کہ بخاری کی 22 میں سے 20 ثلاثیات احناف سے مروی ہیں ، ۱۲ ثلاثیات صرف مکی بن ابراہیم سے مروی ہے جو حنفی تھے۔دو کے بارے میں معلوم نہیں کہ ان کا مذہب کیا تھا۔

ابن ماجہ میں 5 ثلاثیات اور ترمذی میں ایک ہے

29)کتاب الوحدان: جس میں ان احادیث کا ذکر ہو جن سے صرف ایک روایت مروی ہے۔

30)کتاب الاذکار: جس میں وہ احادیث مروی ہیں جو ذکر واذکار پر مشتمل ہیں۔

31)کتاب الترغیب والترہیب: جو اعمال صالحہ کی ترغیب اور برے اعمال سے ڈرانے پر مشتمل ہو۔

اس کے علاوہ بھی بعض قسمیں ہیں۔

- حدیث کی تقسیم صحت اور حسن کی اعتبار سے:

- صحیح لعینہ ، حسن لعینہ ، صحیح لغیرہ، حسن لغیرہ ، ضعیف۔

-1)صحیح لعینہ: وہ حدیث ہے جو چھ نمبر پر مشتمل ہوجس میں تین مثبت ہیں اور تین منفی ہیں :

مثبت(یاوجودی) یہ ہیں : 1) راوی عادل ہوں، 2) سند متصل ہو، 3) تمام راوی کامل الضبط ہوں۔

منفی یہ ہیں: 1)شاذ نہ ہو(ثقہ اوثق کی مخالفت کرے)، 2)منکر نہ ہو(ضعیف ثقہ کی مخالفت کرے)، 3)معلل نہ ہو(حدیث کی سند میں ایک علت خفیہ جوماہرین حدیث سمجھتے، جس کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی)۔

ثقہ کی روایت کو شاذ اور اوثق کی روایت کو محفوظ کہتے ہیں۔

شاذ کا دوسرا معنی ہے : ما لیس لہ الا أصل واحد۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شاذ اس کو کہتے ہیں ما لیس لہ إلا إسناد واحد۔بعض کہتے ہیں کہ شاذ: الذی لیس لہ أصل یتابعہ جس کی کوئی اصل نہ ہو جو متابع اور موافق بن جائے۔

ضعیف کی روایت کو منکر اور ثقہ کی روایت کو معروف کہتے ہیں۔

2)حسن لذاتہ اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں کوئی راوی خفیف الضبط ہو اور باقی صحیح لذاتہ کی تمام شرائط اس میں موجود ہوں۔

3) صحیح لغیرہ : وہ حدیث حسن لذاتہ جس کے طرق متعدد ہوں۔

4)حسن لغیرہ : وہ حدیث ضعیف جس کے طرق متعدد ہوں۔

5)ضعیف : جس میں صحیح اور حسن کی شرائط موجود نہ ہوں۔

ضعیف روایت سے استدلال کرنا جائز ہے۔

امام احمد بن حنبل اور ابن مہدی اور عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں: إذا روینا فی الأحکام شددنا وإذا روینا فی الفضائل سہلنا۔اس لئے کہ نفل اور سنت میں نرمی ہوتی ہے اور فرض وواجب میں سختی ہوتی ہے۔فرض وواجب کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے ،

بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے اور سنت ومستحب بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔جس کو کرنے میں اللہ تعالی نے نرمی وآسانی رکھی ہے اس کے طریقہ ثبوت میں بھی علماء نے آسانی رکھی ہے۔

بعض عرب حضرات کہتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ احکام میں ضعیف حدیث حجت نہیں اور فضائل میں حجت ہے حالانکہ فضیلت اور استحباب یہ بھی حکم ہے اور جب یہ حکم ہے تو اس میں کیوں ضعیف کو لیتے ہیں ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ احکام میں ضعیف حدیث نہ لینے کا مطلب یہ ہے کہ فرائض وواجبات میں نہیں لیتے اسی طرح وہ سنت موکدہ جو واجب کے حکم میں ہے۔باقی سنن ومستحبات ومباحات میں لیتے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں : کہ جب ضعف شدید نہ ہو تو ضغیف حدیث سے استدلال جائز ہے۔علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب ضعیف حدیث کسی اصول کے ساتھ متصادم ہو تب بھی ضعیف کو نہیں لیں گے۔جیسے ضعیف حدیث میں آتا ہے کہ نوے انبیاء کرام حطیم ا ور خانہ کعبہ کے اطراف میں مدفون ہیں۔اب اصول تو یہ ہے کہ وہ مسجد ہے مقبرہ تو نہیں کہ اس میں نوے انبیاء کرام مدفون ہوں اور حطیم میں نوے قبروں کی گنجائش ہی کہاں ہے۔اس لئے اس ضعیف روایت کو اصول کے خلاف ہونے کی وجہ سے نہیں لیں گے۔

اسی طرح ضعف شدید نہ ہو اور اس پر عمل کیا جائے اس حیثیت سے کہ مجھے اس پر ثواب ملے گا ، اس حیثیت سے نہیں کہ یہ شریعت کا پکااور اعلی درجہ کا حکم ہے۔شامی وغیرہ میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے یہ تین شرائط بیان کئے گئے ہیں :

1)ضعف شدید نہ ہو۔

2) اصول کے خلاف نہ ہو۔

3) اس پر عمل ثواب کی امید پر ہو ، یقین کے درجہ میں نہ ہو۔

6)الموضوع: الموضوع المختلق علی رسول اللہ ﷺ۔

7)متروک : وہ حدیث جس میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

8)معلل: جس میں علت خفیہ ہو۔

9)محرف: جس کی شکل کو تبدیل کردیں۔جیسے حضرت علی رضی اللہ فرماتے ہیں رمی اُبَیّ یوم الأحزاب اس کو غندر نے اَبِی بنایاجابرؓ کی حدیث میں۔

10)مصحف : جس میں نقطوں کو ادھر ادھر ہو گئے ہوں ، جیسے مراجم کو مزاحم کردینا۔(نقطۃ سھیل)

11)مضطرب: ما روی علی اوجہ مختلفۃ جو مختلف طریقوں پر مروی ہو ، معلوم نہیں کہ یہ طریق صحیح ہے یا دوسرا طریق۔

12)مجمل: جس میں دو راوی نام میں شریک ہوں اور دونوں کا زمانہ بھی ایک ہو، معلوم نہیں یہ ہے یا وہ ہے۔اب اگر دونوں ثقہ ہوں تو حدیث صحیح ہوگی اور اگر دونوں ضعیف ہوں تو حدیث ضعیف ہوگی اور اگر ایک ثقہ ہو اور دوسرا ضعیف ہو تو حدیث مجمل ہوگی۔

13)مدرج : الذی اُدرج فی الحدیث کلامہ۔راوی حدیث میں اپنا کلام کو داخل اور درج کردے۔جیسے حدیث میں آتا ہے : کہ جب فجر کی نماز سے ہم نکلتے تھے فینصرف النساء متلفعات بمروطہن ما یعرفن۔ایک روایت میں اس کے بعد من الغلس کا لفظ ہے اس لئے بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ مدرج فی الحدیث ہے۔

14)مزید فی متصل الاسانید :یعنی متصل سند ہو اور اس میں ایک راوی کا اضافہ ہو اور جس نے اضافہ نہ کیا وہ ثقہ ہو۔

15)مقلوب: اشتباہ کی وجہ سے باپ کو بیٹا یا بیٹا کو باپ کردے۔مثلا کعب بن مرۃ کو مرۃ بن کعب اس کے برعکس ہو جائے۔

-اس کے علاوہ حدیث کی اور 4قسمیں ہیں: محکم ، تشابہ، مختلف الحدیث، الناسخ والمنسوخ۔

1)محکم : وہ حدیث جس کے معنی واضح ہوں۔جیسے عام احادیث ہیں۔

2)تشابہ : جس کے معنی میں ابہام ہو جیسے: اِنہ لیغان علی قلبہ کسی نے اوزاعی سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو انھوں نے کہا کہ اگر غیر نبی کے بارے میں ہوتا تو میں اس کی تشریح کر تا کہ غیم کس کو کہتے ہیں۔اس لئے بعض حضرات نے غیم کاترجمہ بوجھ سے کیا ہے۔جیسے ابرھیمؑ نے فرمایا: انی سقیم میں بیمار ہوں یعنی میری طبیعت پر بوجھ ہے۔یہ بھی بیماری کی ایک قسم ہی کہ آدمی کی طبیعت بھاری ہو۔

3)مختلف الحدیث: جن روایات کے معانی میں بظاہر تعارض ہو

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ فر من المجذوم فرارک من الاسد

اور دوسری روایت میں آتاہے لا عدوی ولا طیرۃ ولا ہامۃ ولا صفر۔ان دونوں روایات میں بظاہر تعارض ہے۔

اس میں تطبیق کی ضرورت پڑتی ہے ،

1)مرض متعدی نہیں ہوتالیکن بعض امراض متعدی ہوتے ہیں جیسے جذام ، ایڈس وغیرہ۔

2) مرض متعدی نہیں ہوتا اپنی ذات کے اعتبار سے اور متعدی ہوتا ہے بحکم اللہ۔

3) مرض متعدی نہیں ہوتا،اس پر مقدمہ نہیں چلاسکتے

4)مرض متعدی نہیں ہوتا اور فر من المجذوم فرارک من الاسد محمول ہے سد ذرائع پر یعنی لوگوں کے خیالات ووسائس کو دور کرنے کے لئے ہے۔

4)ناسخ ومنسوخ: جس میں ایک حدیث ناسخ ہو اور دوسری منسوخ ہو۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں : کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھاتوپہلے ممانعت عقیدہ کوٹھیک کرنے کے لئے تھی۔

-حدیث کی ایک اور 2قسمیں: 1)متواتر 2) خبر واحد۔

-پھر خبر واحد کی تین قسمیں ہیں : عزیز ، مشہور ،غریب۔

1)متواتر اس حدیث کو کہتے ہیں کہ ہر طبقہ میں جس کے روایت کرنے والے اتنے کثیر ہوں کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرلینا مشکل۔الذی نقلہ جماعۃ لایمکن اتفاقھم علی الکذب عادۃً۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے تواتر کو چار قسموں میں منحصر کیا ہے : 1)تواتر اسناد:جیسے من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار اس روایت ۶۲ صحابہ کرام سے مروی ہے۔پھر ان سے بہت سارے لوگوں نے روایت کیا ہے۔

2)تواتر طبقہ : یعنی ہر زمانے میں بے شمار لوگوں نے نقل کیا ہو۔جیسے قرآن کریم کا تواتر۔

3)تواتر عمل: یعنی جس پر مسلسل عمل ہوتا چلا آرہا ہو۔اس میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ میں ساٹھ آدمیوں کو مسواک کرتے دیکھا اور انھوں ۱۲۰ آدمیوں کو مسواک کرتے دیکھا۔

4)تواتر قدر مشترک : یعنی اس کے افراد تو متواتر نہیں ہیں لیکن ان افراد میں جو مشترکہ چیز ہے وہ متواتر ہے۔جیسے رسول اللہ ﷺ کے معجزات علاحدہ علاحدہ تو متواتر نہیں لیکن اتنی بات تو متواتر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات کو جمع کیا جائے اس کا خلاصہ ہو گا کہ خلاف عادت کام آپ ﷺ سے یقینا ظاہر ہوئے پس افراد تو متواتر نہیں لیکن قدر مشترک یعنی خلاف عادت چیز وں کا آپ ﷺ سے ظاہر ہونا متواتر ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی نے فتح الملھم میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے یہ چار قسمیں حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے بیان فرمائی ہیں۔

-خبر واحد: جس کے طرق محدود و محصور ہوں۔

1)غریب: ما یکون فیہ الراوی متفردًا فی موضع من المواضع۔

1)غریب مطلق: جس میں تابعی منفرد ہو۔

2)غریب نسبی : جس میں تابعی کے بعد والا کوئی منفر د ہو۔

2)عزیز جس میں کسی طبقہ میں دو سے کم راوی نہ ہوں۔

3)مشہور : جس میں کسی طبقہ میں تین سے کم راوی نہ ہوں۔

- اصولیین کے نزدیک 1)خبر متواتر وہی ہے جو اوپر گزری

2)خبر مشہور جو ابتدا میں خبر واحد ہو اور صحابہ کے بعد اس کو بہت سے لوگوں نے نقل کیا ہو۔

3)خبر واحد جو ابتدا میں بھی متواتر نہ ہو اور انتہا میں بھی۔

-محدثین اور اصولیین کا اس میں اختلاف ہے۔محدثین کے نزدیک صحبت لغوی کا اعتبار ہے جس نے اسلام کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو اس کو صحابی کہتے ہیں اگر چہ طویل صحبت نہ ہو ، تو محمد بن ابی بکر صحابی ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر پیدا ہوئے تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ نے انہیں دیکھا۔

اوراگر کوئی کہے کہ وہ تو حضرت عثمانؓ کے قتل میں ملوث تھے تو صحابی کیسے قتل میں ملوث ہوگئے ، صحابی تو عدول ہیں۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قتل میں ملوث نہیں تھے ، غلط فہمی ہوئی تھی، ان کا خیال یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ نے زیادتی کی ہے جب اندر داخل ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے ان کو سمجھایا تو وہ بغیر کسی تعدی کے باہر نکلے۔اور یہ ان پر تہمت لگائی گئی ہے کہ انھوں نے حضرت عثمانؓ کو پکڑا وغیرہ۔

-اصولیین کے نزدیک صحبت عرفی کا اعتبار ہے ، صحبت عرفی لمبی صحبت کو صحبت کہتے ہیں۔

- حدیث کی تقسیم اتصال وانقطاع کے اعتبار سے:

1) متصل : وہ حدیث جس کی سند متصل ہو مرفوع ہو یا نہ ہو۔

2)مسند:الاسناد المتصل المرفوع اِلی النبی ﷺ۔

3)منقطع: جس کی سند میں انقطاع ہو یہ انقطاع ایک جگہ ہو یا کئی جگہ۔

4) معضل: جس میں دو راوی مسلسل محذوف ہوں۔
5)معلق:ما یکون اول إسناده محذوفًا۔
6) مدلس: جس میں کوئی راوی چھپایا گیا اور بظاہر متصل ہو ما یکون ظاہره الاتصال وباطنه الانقطاع۔
تدلیس کی پھر3قسمیں ہیں:1)تدلیس الاسناد: راوی اپنے شیخ کو حذف کرے اور ظاہر نہ کرے کہ میں نے اس کو حذف کیا ہے۔
2)تدلیس الشیوخ:اپنے شیخ کو صفت غیر معروفہ کے ساتھ ذکر کرے تاکہ لوگ اس کو بڑا سمجھ لیں۔
3)تدلیس التسویۃ:سند کے درمیان میں سے کسی راوی کو حذف کرے۔اور یہ تدلیس کی اشد واقبح قسم ہے۔
7)مرسل: ما یقول فیہ التابعی قال رسول اللہ ﷺ۔اور کبھی منقطع کو بھی مرسل کہا جاتا ہے۔
امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مرسل حجت ہے۔
امام شافعیؒ کے نزدیک مرسل حجت نہیں ، مگر چند شرائط کے ساتھ :
1)کسی مسند سے اس کی تائید ہو۔
2) دوسرے مرسل سے اس کی تائد ہو جائے۔
3)صحابی کے قول سے تائید ہو جائے۔
4) اکثر علماء اس کی تائید کریں۔
5) یا معلوم ہو جائے کہ یہ صرف ثقہ راوی کو ہی حذف کرتا ہے۔
-محققین احناف فرماتے ہیں کہ ہر مرسل حجت نہیں اسی طرح ہر منقطع بھی حجت نہیں بلکہ وہ مرسل حجت ہے کہ جس میں کوئی امام ارسال کرے، کیونکہ امام اس کی تحقیق کر چکے ہیں۔ورنہ اگر ہر مرسل حجت ہو جائے تو یہ جتنی ضعیف اور بیکار روایات ہیں تقریبا وہ سب مرسل کے درجہ میں ہیں ، مثلا ہاروت ماروت کا قصہ وغیرہ۔

-حدیث کی اور تین قسمیں ہیں :
1)مرفوع: رسول اللہ ﷺ کا قول
2)موقوف: صحابی کا قول
3)مقطوع : تابعی کا قول
-سنت حدیث اور خبر میں فرق:
حدیث: آپ ﷺ کے قول فعل یا تقریر (نہ منسوخ ہو گی نہ مرجوح نہ ضعیف)
سنت: الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین
کبھی خبر اور حدیث دونوں مستعمل اور کبھی اثر حدیث کے معنے میں آتا ہے
عند الأحناف:1)نسخ؛2)ترجیح؛ 3)تطبیق؛ پھر الترک إلی مادونہ إذا تعارض حدیثان
عند الشوافع:1)تطبیق؛ 2)فسخ؛ 3)ترجیح؛ 4)توقف

-کتب حدیث کی صحت اور ضعف کے اعتبار سے 5 قسمیں:
1) مایجمع الاحادیث الصحیحۃ۔ جس میں اکثر احادیث صحیح ہوں۔
جیسے بخاری، مسلم، صحیح ابن سکن، صحیح ابن حبان، صحیح ابوعوانہ، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ۔
2) مایجمع الأحادیث المقبولۃ۔ اگر کچھ ضعف ہے تو وہ مقبول کے درجہ میں ہے۔ بعض احادیث صحیح ہیں اور بعض مقبول ہیں۔
جیسے ابوداؤد، ترمذی نسائی وغیرہ۔ ان کتب میں بعض مرتبہ ضعیف حدیث ہوتی ہے لیکن وہ مقبول کے درجہ میں ہے۔
3) مایجمع الأحادیث الصحیحۃ والضعیفۃ۔ جس صحیح وضعیف دونوں طرح کی احادیث اس میں ہوتی ہیں۔
جیسے مسند ابوداؤد طیالسی اور سنن ابن ماجہ، طبرانی کی معجم کبیر صغیر اوسط، سنن دار قطنی۔
4) مایجمع الأحادیث الضعیفۃ غالبا۔ جس میں اکثر ضعیف احادیث ہوتی ہیں۔
جیسے حکیم ترمذی کی نوادر الاصول۔ خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق۔
5) مایجمع الأحادیث الموضوعۃ۔ جس میں صرف موضوع احادیث ہوں۔
جیسے ابن الجوزی کی کتاب الموضوعات وغیرہ۔

-مراتب صحاح ستہ:
1) صحیح البخاری، اس لئے کہ ان کے نزدیک اتصال کے لئے ملاقات ضروری ہے۔
2) صحیح مسلم، اس لئے کہ ان کے نزدیک اتصال کے لئے معاصرت کافی ہے ملاقات کا ثابت ہونا ضروری نہیں۔
بعض لوگوں نے امام بخاری پر یہ اعتراض کیا کہ جب آپ کے نزدیک ملاقات ضروری ہے تو پھر ہر حدیث میں ملاقات ضروری ہونی چاہئے اور آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک مرتبہ ملاقات کافی ہے ہر حدیث کے لئے ملاقات کا ثبوت ضروری نہیں؟
امام بخاری اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہمارا کلام غیر مدلس میں ہے۔ اور اگر معاصرت ہے اور ملاقات نہیں اور پھر بھی وہ عن کا لفظ استعمال کرتا ہے تو وہ ملاقات پر محمول ہے اس لئے کہ اگر ملاقات نہیں اور پھر بھی روایت کرتا ہے تو وہ مدلس بن گیا۔ اور اگر مدلس نہیں اور لفظ عن سے روایت کرتا ہے تو وہ سماع پر محمول ہو گا۔
3 اور 4) اکثر حضرات کے نزدیک نسائی ہے اس لئے کہ امام نسائی نے فرمایا: کل ماجمعت فیہ فھو صحیح عندی۔
اور بعض کے نزدیک ابوداؤد ہے۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں: کل ماجمعت فیہ فھو مقبول عندی۔ نسائی کی بات ابوداؤد سے اونچی ہے۔ اگر اس ترتیب کو ہم لیں تو نسائی تیسرے نمبر پر ہو گی اور ابوداؤد چوتھے نمبر پر ہو گی۔
5) جامع ترمذی، اس میں ضعیف روایات بہت ہیں لیکن وہ ضعف پر تنبیہ کرتے ہیں۔ اور روات کی تحقیق کرتے ہیں اور ان کے ضعف وقوت کو بیان کرتے ہیں۔
6) سنن ابن ماجہ، جس میں علامہ ابن جوزی نے ۳۴ روایات پر وضع کا حکم لگایا ہے۔
- محمد ابن طاہر نے ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے۔
- دوسرے حضرات ابن کثیر وغیرہ ابن ماجہ کو صحاح ستہ میں شمار نہیں کرتے، ابن ماجہ کی جگہ موطأ امام مالک کو رکھتے ہیں۔
- شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ابن ماجہ کی جگہ مسند احمد یا سنن دارمی کو رکھا ہے۔

- تدریس کے اعتبار سے ترتیب:

1) ترمذی: اس لئے کہ ترمذی مذاہب پر تنبیہ کرتے ہیں ، کہ کس کا کیا مذہب ہے۔

2) ابوداؤد کا: جو دلائل مذاہب کو بیان کرتے ہیں۔

3) بخاری: کیونکہ مذاہب کو دلیل سے معلوم کرنے کا طریقہ بخاری میں ہے اور یہ بتاتے ہیں کہ کس حدیث سے کیا مسئلہ نکلتا اور کیسے نکلتا ہے۔یعنی بخاری میں دلیل کے استنباط استخراج کا طریقہ ہے۔

4) مسلم: جنھوں نے دلائل کو ایک ہی جگہ جمع کیا ہے، جس سے حدیث کے مختلف الفاظ واسناد ایک جگہ مل جاتے ہیں۔بخاری میں حدیث کا ایک ٹکڑا کتاب الوضوء میں ہوگا تو دوسرا ٹکڑا کتاب البیوع میں ہوگا تو تیسرا ٹکڑا کتاب الاجارات میں ہوگا۔

5) نسائی : اس لئے کہ امام نسائی اختلاف اسناد کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ سند میں کیا اختلاف ہے اور کون سی سند اقوی ہے اور کونسی اقوی نہیں ہے۔

6) ابن ماجہ : اس لئے کہ سنن ابن ماجہ میں زوائد کو جمع کیا ہے کہ اگر کسی کو ان پانچ کتابوں کی احادیث کے علاوہ زائد احادیث کی ضرورت ہو تو اس کو ابن ماجہ میں 1000 سے اوپر زائد احادیث مل جائیں گی۔اس لئے ابن ماجہ کو کتاب نافع جدا کہتے ہیں۔کیونکہ جس میں زائد چیزیں ہوتی ہیں اس میں زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔مثلاً ہم کہیں گے کہ درمختار بہترین نافع کتاب ہے ہے ، اس لئے کہ قدوری ، کنز، وقایہ سب میں ایک ہی چیز ملے گی اور درمختار میں آپ کو زائد اور نئے مسائل ملیں گے۔

میں نے ایک زمانہ میں ایک غزل لکھی تھی اس کا ایک شعر یہ ہے:

زباں پر یہی وردشام وسحر ہے　　　　　یہ بیر بضاعہ یہ مس ذکر ہے

(مفتی صاحب نے یہ شعر لکھا مسائل کے تکرار پر ایک ہی دن میں)

- راویوں کے اعتبار سے کتب احادیث کی 5 قسمیں ہیں:

1) بعض راوی کثیر الملازمۃ اور کثیر الضبط ہوتے ہیں۔جیسے امام مالک زہری کے شاگردوں میں ، کہ امام مالک زہری کے شاگرد ہیں اور کثیر الملازمۃ و کثیر الضبط ہیں۔

- کثیر الملازمۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے اساتذہ کے ساتھ ہمیشہ رہتے ہیں۔

- کثیر الضبط کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ان کو محفوظ ہوتا ہے وہ مستحضر بھی ہوتا ہے ، یعنی حافظہ کے ساتھ استحضار کو ضبط کہتے ہیں۔

- کبھی کوئی بات محفوظ تو ہوتی ہے لیکن مستحضر نہیں ہوتی تو اپنے محفوظ کو ذہن میں دہرانا پڑتا ہے۔

2) قلیل الملازمۃ کثیر الضبط۔جیسے امام اوزاعی زہری کے شاگرد میں۔امام بخاری پہلے راوی سے لیتے ہیں بالاستیعاب اور دوسرے راویوں سے لیتے ہیں بالانتخاب۔

3) قلیل الضبط ، کثیر الملازمۃ۔جیسے جعفر بن مروان یا جعفر بن برقان زہری کے شاگردوں میں کہ یہ قلیل الضبط ہیں لیکن کثیر الملازمۃ ہیں۔امام بخاری ایسے راویوں سے نہیں لیتے اور امام مسلم نمبر ایک اور دوسے بالاستیعاب لیتے ہیں اور نمبر تین کے راویوں سے بالانتخاب لیتے ہیں۔

فائدہ: یہ لوگوں نے قوانین بنائے ہیں ، ورنہ بخاری میں ایسے راوی بھی ہیں جو ضعیف ہیں۔

4) قلیل الملازمۃ ، قلیل الضبط۔ جیسے ربیعہ بن صالح امام زہری کے تلازمیذ میں۔ابوداؤداورترمذی ان حضرات سے بھی لیتے ہیں۔
5) قلیل الملازمۃ ، قلیل الضبط مع الجرح۔ جیسے عبدالقدوس زہری کے تلامیذ میں۔

- مشہوریہ ہے کہ مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں ہے یعنی اگر مدلّس لفظ عن کے ساتھ روایت کرے تواس کی روایت مقبول نہیں ہے ؛ کونکہ وہ مدلس ہے اوراپنے استاذ کوچھپاتاہے۔لیکن اگروہ صرف ثقہ ہی سے تدلیس کرتاہے توکوئی حرج نہیں یعنی اگرمتروک ثقہ ہوتوروایت مقبول ہوگی۔ صحیحین میں جومدلس کی روایات ہیں وہ اسی طرح کی ہیں۔مثلا: زہری، سفیان ثوری ، ابن جریج، ابراہیم نخعی، ابراہیم تیمی یہ سبھی حضرات مدلس ہیں لیکن صرف ثقہ ہی سے تدلیس کرتے ہیں اس لئے ان کی روایات مقبول ہوں گی۔

اَوإذاکان قلیل التدلیس یعنی قلیل التدلیس ہوتواس کی روایت کوبھی قبول کرتے ہیں۔جیسے یحی ین سعید، ہشام بن عروۃ مدلس ہیں لیکن قلیل التدلیس ہیں اس لئے محدثین ان کی روایت کوقبول کرتے ہیں۔

- حجیت حدیث

معتزلہ ان احادیث کوتسلیم نہیں کرتے تھے جوعقل سے متصادم ہو۔

مثلاعذاب قبر، وزن اعمال، پل صراط، حوض کوثر، معجزات، رویت باری تعالی وغیرہ کی احادیث کونہیں مانتے تھے یاتاویل کرتے تھے۔

پھر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بانی سرسیداحمدخان نے بھی بہت سی روایات کاانکار کیا۔پھران کے بعدعبداللہ چکڑالوی ، نیازفتح پوری اوراسلم جیراجپوری تمناعمادی نے بھی حدیث کی حجیت کاانکارکیا۔اورآخرمیں ان سب کامجموعہ غلام احمدپرویزجس نے حجیت حدیث کاانکارکیااوراس موضوع پرادب کی زبان میں خوب صورت اردومیں کتابیں لکھی۔اوریہاں جنوبی افریقہ میں بھی ان کاحلقہ موجودہے اوریہاں (Lenz)ان کاایک رسالہ بھی انگریزی زبان میں البلاغ کے نام سے نکلتا۔

ایک مرتبہ ہم نمازجنازہ میں شرکت کے لئے ""Laudium گئے تھے ، وہاں بھی ان کاحلقہ تھا۔وہاں پرایک چھوٹی سی مسجد تھی ہم اس میں نمازپڑھ نے کے لئے گئے اندرلوگ بیٹھے تھے جواپنے آپ کواہل قرآن کہتے ہیں۔ان سب کے سامنے قرآن کریم تھااوروہ سب قرآن کریم کی تحقیق کررہے تھے۔ان میں سے کسی کی داڑھی نہیں تھی سبھی کوٹ پتلون اورٹائی میں ملبوس تھے ۔ہم نے وہاں قصرکی نمازپڑھی ، نمازسے فراغت کے بعدانھوں نے ہمیں بلایااورکہاکہ آپ نے دورکعت نمازکیوں پڑھی؟ ہم نے کہااس لئے کہ ہم مسافرہیں۔انھوں نے کہا:آپ نے غلط کیادونہیں بلکہ چاررکعت پڑھنی چاہئے؛ اس لئے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں : لاجناح علیکم اَن تقصروامن الصلاۃ إن خفتم اَن یفتنکم الذین کفروا، یہاں آپ کوکس نے تنگ کیاتھاکہ آپ نے قصرکی؟ (اوریہ اتنے ماہرتھے کہ ان کے ایک آدمی نے جیسے یہ آیت کریمہ پڑھی فوراایک دومنٹ میں سب نے یہ آیت کریمہ نکال کرہم کودکھائی کہ دیکھویہ آیت کریمہ ہے)۔

ہم نے ان سے کہاکہ قید کی دوقسمیں ہیں:

1) ایک وہ قیدہے جس کامقصدیہ ہوکہ اگروہ قیدنہیں ہے توکام نہ کیاجائے۔

جیسے اگرپانی نہیں ہے توتیمم کیاجائے اوراگرپانی ہے توتیمم نہ کیاجائے۔

2) دوسری قسم قید کی یہ ہے کہ وہ غالب پر مبنی ہوکہ غالبایہ واقعہ پیش آتاہے اس لئے اس کوذکرکیاجاتاہے۔آیت مذکورہ میں قید کی دوسری قسم ہے جس کامطلب یہ نہیں کہ اگریہ شرط نہیں ہے توقصرمت کروبلکہ اس کامطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں غالبایہ شرط پائی جاتی تھی۔دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں : ولاتکرہوافتیاتکم علی البغاء اِن اَردن تحصنا، توکیاتم اس کایہ مطلب بیان کرتے ہوکہ اگران کے دل میں بھی زناکی خواہش ہوتوان کوزناپر مجبورکرو۔اس نے کہا:نہیں۔تومعلوم ہواکہ ہرجگہ قیدکاایک ہی مطلب نہیں ہوتا۔

یہاں قصرکے ایک اورمعنی بھی ہیں کہ اگرکافرتم کوفتنے میں ڈالناچاہتے ہوں توتم ہلکی نمازجلدی جلدی پڑھو۔اوراگرکافرتم کوفتنے میں نہ ڈالی اورتم پرحملہ نہ کریں توتم اطمینان کے ساتھ آرام سے نمازپڑھو۔اس معنی کے لحاظ سے آیت کریمہ کاسفرکے ساتھ تعلق نہیں ہوگا۔

یہ لوگ دنیاکی مختلف یونیورسٹیوں اورکالجوں میں موجودہیں اوراپناکام کرتے ہیں۔غلام احمدپرویزان کاآخری مجددہے جومرچکاہے ۔اس نے حدیث کے بارے میں متضادنظریات پیش کیے ہیں۔

1) کبھی وہ کہتاہی کہ رسول اللہ ﷺ مبلغ تھے شارع نہیں تھے ، اورجب صرف مبلغ تھے توانھوں نے قرآن کریم کوپہنچایااورنیاحکم نہیں دیا، جس طرح پوسٹ میں کاغذپہنچاتاہے اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا۔

2) کبھی وہ کہتاہے کہ رسول اللہ ﷺ شارع تھے لیکن صرف صحابہ کرام کے لئے تھے دوسروں کے لئے نہیں تھے ، جس طرح کوئی حاکم ہے تووہ اپنے زمانے والوں کے لئے حاکم ہوتاہے بعدوالوں کے لئے حاکم نہیں ہوتا۔

3) کبھی کہتاہے کہ رسول اللہ ﷺ سبھی کے لئے شارع تھے ، لیکن ان کی بات ہم تک صحیح سندکے ساتھ نہیں پہنچی۔

تویہ تین متضادباتیں ہیں۔

1)پہلی بات کہ وہ شارع تھے ہی نہیں

2)وہ شارع تھے لیکن صرف صحابہ کرام کے لئے تھے

3) وہ سبھی کے لئے شارع تھے لیکن ان کی بات ہم تک صحیح سندکے ساتھ نہیں پہنچی۔خودان کے کلام میں یہ تعارض ہے۔

- ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ واجب الاتباع ہیں اوراس پرقرآن وحدیث کے بے شماردلائل موجودہیں۔

قال اللہ تعالی : 1) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی۔

2) لقدکان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

3) وماأرسلنامن رسول الالیطاع۔

4) فلاوربک لایومنون.... اِلی قولہ تسلیما۔

5) وماکان لمومن ولامومنۃ .... من أمرہم۔

6)ومن يشاقق الرسول .... الى قوله مصيرا.

7)وما محمد إلا رسول۔ آپ ﷺ کو بھیجا اس لئے گیا ہے کہ آپ کی بات مانی جائے۔

8) لقد من الله على المؤمنين إذ بعث فيهم رسولاً منهم، پہلے لوگ گمراہی میں تھے اب آپ کے آنے کے بعد آپ کی بات مان لی اور ہدایت پر آ گئے۔

9) وما ينطق عن الهوى... يوحى ،جو آپ ﷺ فرماتے ہیں وہ وحی ہے اوروحی واجب الاتباع ہے

10)يوم تقلب وجوههم على النار... واطعنا الرسول.

11)ياليتنا أطعنا الله وأطعنا الرسول

12) إن علينا جمعه ...علينا بيانه. رسول الله ﷺ جو تشریح فرمائی ہے اس کو اپنی طرف منسوب کیا کہ ہم اس کی تشریح کریں گے۔ معلوم ہوا کہ رسول الله ﷺ کی تشریح اللہ تعالی کی تشریح کی طرح ہے۔

13) ومن يطع الرسول فقد اطاع الله۔

14) ما آتاكم الرسول فخذوه.. . .

- آتی یؤتی :مال وغیرمال، دونوں کے لئے آتا ہے چنانچہ ومن یوتی الحکمۃ فقداوتی خیراکثیرا میں ایتاء غیرمال کے لئے آیاہے۔ولقد آتیناک سبعامن المثانی والقرآن العظیم۔

– مباحث في علوم القرآن للقطان (ص١٩٩):

الفرق بين الإيتاء والإعطاء:

وهناك فرق بين الإيتاء والإعطاء في القرآن، قال الجويني: "إن الإيتاء أقوى من الإعطاء في إثبات مفعوله، لأن الإعطاء له مطاوع، يقال: أعطاني فعطوت، ولا يقال في الإيتاء: آتاني فأتيت، وإنما يقال: آتاني فأخذت, والفعل الذي له مطاوع أضعف في إثبات مفعوله من الذي لا مطاوع له، لأنك تقول: قطعته فانقطع، فيدل على أن فعل الفاعل كان موقوفًا على قبول المحل، لولاه لما ثبت المفعول، ولهذا يصح: قطعته فما انقطع، ولا يصح فيما لا مطاوع له ذلك، فلا يجوز أن يقال: ضربته فانضرب أو ما انضرب، ولا قتلته فانقتل أو ما انقتل، لأن هذه أفعال إذا صدرت من الفاعل ثبت لها المفعول في المحل، والفاعل مستقل بالأفعال التي لا مطاوع لها، فالإيتاء إذن أقوى من الإعطاء". ولهذا شواهده، فقد قال تعالى: {يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا} 1, لأن الحكمة إذا ثبتت في المحل دامت، وهي عظيمة الشأن، وقال: {آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ} 2، وقال: {إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ} 3؛ لأن بعد الكوثر منازل أعلى، حيث يكون الانتقال إلى ما هو أعظم منه في الجنة، وقال: {حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ} 4؛ لأن الجزية موقوفة على قبول منا، وهم لا يؤتونها إيتاء عن طيب قلب، وإنما عن كره، وقد عبر بالإيتاء في جانب المسلمين بالنسبة إلى الزكاة، وفي ذلك: إشارة إلى أن المؤمن ينبغي أن يكون إعطاؤه للزكاة بقوة، لا يكون كإعطاء الجزية.

-عبداللہ بن مسعودؓ نے واشمات پر لعنت کی تو ایک عورت نے کہا کہ آپ نے کیوں لعنت کی؟ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میں اس پر لعنت کروں گا جس پر اللہ تعالی نے لعنت کی ہے۔عورت نے کہا: اللہ تعالی نے تو اس پر لعنت نہیں کی ہے۔تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ما آتاکم الرسول فخذوہ اوررسول اللہ ﷺ نے واشمات، نامسات .... پر لعنت کی ہے اوررسول اللہ ﷺ کی لعنت اللہ کی لعنت ہے۔تو ابن مسعودؓ نے یہ واضح فرمایا کہ جو رسول ﷺ نے فرمایا وہ اللہ کا فرمان ہے۔

-امام شافعیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا محرم سلا ہوا کپڑا پہن سکتا ہے تو جواب دیا کہ اللہ نے منع فرمایا قرآن میں:

قال اللہ تعالی : لتکبروااللہ علی ماہداکم۔حج کے احکام کے بارے میں فرمایاتاکہ تم اللہ تعالی کی تعظیم کروکہ اللہ تعالی نے تم کوحج کے احکام بتلائے۔حالانکہ حج کے احکام تفصیل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے بتلائے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کابتلانااللہ تعالی کابتلاناہے۔

اسی طرح قال اللہ تعالی : علم اللہ أنکم کنتم تختانون انفسکم ....اللہ تعالی کومعلوم تھاکہ تم خیانت کروگے اوررمضان کی رات میں اپنی بیویوں کے ساتھ چھیڑچھاڑکروگے۔اپنی بیویوں کے ساتھ چھیڑچھاڑکرنااورمشغول رہنااس کوخیانت فرمایا، حالانکہ قرآن کریم میں اس کی ممانعت نہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس کوممنوع قراردیاتھا، پھربعدمیں یہ حکم منسوخ ہوا۔رسول اللہ ﷺ کی حرام کی ہوئی چیزکوخیانت فرمایا۔معلوم ہواکہ اللہ تعالی کی چیزکوناجائزکہیں اس کاارتکاب بھی خیانت ہے اوررسول اللہ ﷺ کسی چیزکوناجائزکہیں اس کاارتکاب بھی خیانت ہے۔دونوں کاحکم برابرہے۔

ماترکتم من لینۃ .... فباذن اللہ۔جوتم کھجوروں کوکاٹتے ہویاکھجورون کواپنی جڑپربرقراررکھتے ہو، یہ دونوں اللہ تعالی کے حکم سے ہے۔حالانکہ یہ حکم رسول اللہ ﷺ نے دیاتھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایاتھاکہ یہودکی کھجوروں کوکاٹوکہ یہوداس میں چھپ نہ جائیں۔رسول اللہ ﷺ کے اس حکم کواللہ تعالی نے اپناحکم قراردیا۔

اسی طرح اللہ تبارک وتعالی فرماتے : وماجعلناالقبلۃ .... علی عقبیہ۔اس آیت میں اللہ تعالی نے بیت المقدس کوقبلہ مقررکرنے کواپنی طرف منسوب کیا، حالانکہ بیت المقدس کوقبلہ مقررکرنے کاحکم قرآن کریم میں کسی جگہ نہیں۔معلوم ہواکہ رسول اللہ ﷺ کامقررکرنااللہ تعالی کامقررکرناہے۔

-إن علیناجمعہ وقرآنہ، ثم إن علینابیانہ تویہاں بھی آپ ﷺ کی تشریح کواللہ نے اپنی طرف منسوب کیا

قرآن کریم کی روشنی میں حدیث کی حجیت پرمستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔مذکورہ بالاعبارت میں اس کی طرف مختصراشارہ کردیاگیاہے۔اسی طرح احادیث اورآثارصحابہ کی روشنی حدیث کی حجیت مستقل موضوع ہے۔

منکرین حدیث کے شبہات اوران کے جوابات:

- شبہ نمبر1) رسول اللہ ﷺ کاکام صرف تبلیغ ، اللہ تعالی کی بات کوپہنچاناہے:

1) إن علیک الاالبلاغ ؛ 2) بلاغ فہل یہلک الاالقوم الفاسقون

یہاں حصرکاصیغہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کاکام صرف تبلیغ ہے۔

جواب: یہاں حصراضافی ہے ۔ حصراضافی کامطلب یہ ہے کہ آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے ، آپ کے ذمہ دوسرے کومجبورکرنانہیں ہے۔إن علیک إلا البلاغ دون الاجباروالاکراہ۔

اوریہ اس لئے کہ دوسری جگہ اس کی تشریح آئی ہے : انلزمکموھاوانتم لہاکارھون۔کیاہم زبردستی کریں گے جب کہ تم اسے ناپسندکرتے ہو۔یعنی ہم زبردستی نہیں کریں گے۔اوریہ مطلب اس لئے ہے کہ یہ کہناکہ رسول اللہ ﷺ کاکام صرف تبلیغ ہے اورکوئی کام نہیں۔یہ غلط ہے ؛ وماارسلنامن رسول الالیطاع باذن اللہ۔معلوم ہواکہ رسول اللہ ﷺ مبلغ بھی ہیں اورمطاع بھی ہیں۔ماکان لہم الخیرۃ۔امت کاکام اختیارنہیں ، بلکہ امت کاکام شریعت پرچلناہے۔اوراس سے پہلے ہیں إذاقضی اللہ ورسولہ امرا۔معلوم ہواکہ رسول اللہ ﷺ قاضی بھی ہیں۔دوسری جگہ مذکورہے : لتحکم بینہم بماأراک اللہ۔تاکہ آپ لوگوں میں فیصلہ کریں جواللہ تعالی آپ کوبتاتے ہیں۔معلوم ہواکہ رسول اللہ ﷺ حاکم بھی ہیں۔إناأنزلناإلیک الکتاب لتحکم بین الناس۔ہم نے آپ

پر کتاب نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان حاکم بنیں۔إنا أرسلناک شاہداومبشراونذیراوداعیاالی اللہ باذنہ وسراجامنیرا۔آپ شاہد، مبشر، نذیر،داعی الی اللہ بھی ہیں۔یہ سب آپ ﷺ کی صفات ہیں۔ویحل لہم الطیبات ویحرم علیکم الخبائث. آپ محلل بھی ہیں اور محرِّم بھی ہیں۔

-شبہ نمبر2)ولقدیسرناالقرآن للذکرفہل من مدکر۔قرآن کریم کوہم نے آسان بنایاہے۔اورجب قرآن کریم آسان ہے تونہ اس کی تشریح کی ضرورت ہے اورنہ اس کی تفصیل کی ضرورت ہے۔

جواب: قرآن کریم میں جہاں عقائد، ترغیب وترہیب کاذکرہے وہ آسان ہے،یہ مطلب نہیں ہ کہ قرآن کریم پوراکاپوراآسان ہے۔قرآن کریم میں بعض مشکل چیزیں بھی ہیں جس کی تشریح رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔مثلا: الذین آمنواولم یلبسواایمانہم بظلم اولئک لہم الأمن وہم مہتدون. جوایمان لاتے ہیں اوراپنے ایمان کوظلم کے ساتھ نہیں ملاتے۔صحابہ کرام کوشبہ ہواکہ : اینالم یظلم یارسول اللہ ! رسول اللہ ﷺ نے تشریح فرمائیں کہ ظلم سے مرادشرک ہے (یہ بخاری کی حدیث ہے:32)اورسورہ لقمان میں اللہ تعالی فرماتے ہیں ان الشرک لظلم عظیم۔

- حتی یتبین لکم الخیط الاسودمن الفجر۔بعض صحابہ کوشبہ ہوااورانھوں نی اپنی تکیہ کے نیچے دوسفیدوسیاہ ڈورے رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی تشریح فرمائی اوراللہ تعالی نے من الفجرنازل فرمایا۔اب اگرقرآن کریم بالکل واضح اورآسان ہے تومن الفجرکی کیوں ضرورت پڑی۔ اورمن الفجرکے نزول کے بعدبھی بعض لوگوں کوشبہ پیداہواکہ من سببیہ ہوسکتاہے اورانھوں نے اپنی تکیہ کے نیچے دوسفیدوسیاہ ڈورے رکھے۔رسول اللہ ﷺ نے پھرتشریح فرمائی کہ من سببیہ نہیں بلکہ من بیانیہ ہے یعنی فجرکے وقت جانب مشرق میں سیاہی وسفیدی الگ ہوجائے۔

اورقرآن کریم میں : یاأخت ھارون ماکان ابوک امرء سوء وماکان امک بغیا۔جب یہ نازل ہوئی ، توبعض ازواج نے پوچھاھاورنؑ توبہت پہلے زمانے میں گزرے ہیں مریمؑ کے زمانے میں یااخت ھاورنؑ کیسے فرمایاگیا؟رسول اللہ ﷺ نے تشریح فرمائیں کہ وہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ناموں پرنام رکھتے تھے اورھاورنؑ سے حضرت موسیؑ کے بھائی مرادنہیں ، بلکہ مریم کے زمانے کاکوئی متقی ھاورن نامی شخص مرادہے۔

- اسی طرح وجوہ یومئذناضرۃ الی ربہاناظرۃ۔یہ آیت نازل ہوئی توصحابہ کرام نے پوچھاکہ جب سب لوگ اللہ تبارک وتعالی کی طرف دیکھتے ہوں گے توپھرتوبہت ہجوم ہوگا؟ تورسول اللہ ﷺ نے اس کی تشریح فرمائی کہ جس طرح تم چاندکوبغیرہجوم کے دیکھتے ہواسی طرح اللہ تعالی کادیدارہوگا۔

- ولوردوہ الی الرسول والی اولی الأمر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم۔ اگریہ کسی مشکل کوواپس کرتے رسول ﷺ کی طرف اوراولی الامرکی طرف توجولوگ مستنبطین ومجتہدین ہیں وہ اس کامطلب سمجھیں گے ، ہراک شخص ہرچیزکامطلب نہیں سمجھ سکتا۔اگراقیمواالصلاۃ کی تشریح رسول اللہ ﷺ نہ فرماتے توہم کس طرح نمازپڑھتے؟! اگرآپ ﷺ آتواالزکاۃ کی تشریح نہ فرماتے توہم کس طرح زکاۃ دیتے؟! روزہ کس طرح رکھتے؟ حج کس طرح کرتے!؟ اس کومنکرین حدیث بھی مانتے ہیں، کہتے ہیں کہ اقیمواالصلاۃ کاوہی مطلب ہے جونمازہم پڑھتے ہیں ، حالانکہ قرآن کریم میں رکعات کی تعداداوریہ پڑھووہ پڑھوموجودنہیں ہے۔

- شبہ نمبر3) قرآن کریم کواللہ تعالی نے نور فرمایاہے: انزلنا إلیکم نورامبینا۔ اورایک نوردوسرے نورکامحتاج نہیں ہوتا، اس لئے قرآن حدیث کامحتاج نہیں ہوگا۔

جواب:1) اس کاعقلی جواب یہ ہے کہ یہ بات غلط ہے ، نورنورکامحتاج ہوتاہے ؛ آنکھیں نورہیں لیکن دن یاچراغ کی روشنی کی محتاج ہیں۔ اگرروشنی نہ ہوتوآنکھوں سے کچھ نظرنہ آئے گا، حالانکہ آنکھیں بھی نورہیں اورروشنی بھی نورہے۔

2) لقدجاءکم کتاب من ربکم وأنزلنا إلیکم نورامبینا۔ قرآن کریم کواللہ تعالی نے نورفرمایاہے اورایک نورکبھی دوسرے نورکامحتاج ہوتاہے۔

- شبہ نمبر4) قال اللہ تعالی: لتحکم بین الناس بماأراک اللہ۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتاہے کہ آپ ﷺ حاکم تھے اورحاکم کافیصلہ اس کی زندگی تک رہتاہے ، اس کی حکومت کے ختم ہونے کے بعداس کافیصلہ بھی ختم ہوجاتاہے۔ اس لئے (نعوذباللہ) آپ ﷺ کافیصلہ اور قانون آپ کی وفات کے بعد نہیں چلناچاہیے۔

جواب: اس کاالزامی جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام پوری امت میں سب سے بہترتھے اوران کے اوپررسول اللہ ﷺ کاحکم نافذالعمل ہے توبعدوالوں پربطریق اولی ہوگا؛ کیونکہ جب اعلی پرایک حکم نافذہوتوادنی پربطریق اولی وہ حکم نافذہوگا۔

دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے یہ تفصیل بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کاحکم پوری کائنات کے لئے اورہمیشہ کے لئے ہے۔ وماأرسلناک إلاکافۃ للناس بشیراونذیرا۔ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کوتمام انسانوں کے لئے بھیجاہے۔ وأنزلنا إلیک الذکرلتبین للناس مانزل إلیہم۔ جس میں بھی انسانیت ہے اس کے لئے یہ حکم ہے۔ إن ہوإلاذکرللعالمین۔ تمام عالمین کے لئے قرآن کریم ذکرہے۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ اللہ تعالی نے للصحابۃ یالمن ہوفی زمانک نہیں فرمایا، بلکہ پوری کائنات اور تمام دنیاکے تمام انسانوں کے لئے آپ ﷺ کونذیربنایا۔ إنی رسول اللہ إلیکم جمیعا۔

اگررسول اللہ ﷺ کاحکم صرف صحابہ کرام یاان کی زندگی تک ہوتاتوصحابہ کرام اورحضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہم مرتدین سے قتال نہیں کرتے۔ مرتدین تویہی کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ گئے اوران کاحکم بھی گیا۔ اگرکوئی شخص کہے کہ رسول اللہ ﷺ کاحکم صرف آپ کی زندگی تک تھا۔ تواس کامطلب یہ ہے کہ وہ ختم نبوت کامنکرہے۔ حالانکہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں یعنی آپ کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے ، آپ کے بعدکوئی اورنبی نبوت کے ساتھ آنے والانہیں۔

- شبہ نمبر5) قال اللہ تعالی: بل ھوآیات بینات فی صدورالذین اوتواالعلم۔ قرآن کریم آیات بینات ہے اورجوبین اورواضح ہواس کوکسی اوروضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

جواب: بل ھوآیات بینات فی العقائدوضروریات الدین لافی کل شیء۔ عقائدواضح ہیں کہ ایک اللہ کومانو، ایک اللہ سے مددمانگو، ایک اللہ کوحاضرناظر سمجھو۔ آیت کریمہ سے یہ مرادہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اقیمواالصلاۃ وآتواالزکاۃ بھی واضح ہے اس لئے حدیث کی ضرورت نہیں۔

- شبہ نمبر6) قال اللہ تعالی: ومایںطق عن الھوی ان ھوإلاوحی یوحی۔ آیت مذکورہ سے اگریہ مرادہے کہ رسول اللہ ﷺ کاہرکلام وحی ہے، جیساکہ آپ کہتے ہیں، تورسول اللہ ﷺ کے کلام میں خطانہیں ہونی چاہئے ، حالانکہ آپ کے کلام میں خطاواقع ہوئی ہے ، مثلا: منافقین نے اجازت چاہی کہ ہم اپنے گھروں میں رہیں گے۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ اللہ تعالی نے فرمایا: عفی اللہ عنک لماأذنت لہم۔ اللہ تعالی آپ کومعاف کرے ، آپ نے کیوں اجازت دی۔

یعنی اجازت دیناٹھیک نہیں تھا۔اب اگراجازت دیناوحی ہے توکیاوحی بھی غلط ہوتی ہے؟

رسول اللہ ﷺ کے عبداللہ ابن ام مکتوم آئے اوررسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف توجہ نہیں فرمائی اورجوسرداران قریش آپ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے ان کی طرف توجہ کی اورانھیں دین کی دعوت دی۔تواللہ تعالی نے فرمایا: عبس وتولی.... الذکری۔آپ نے اچھانہیں کیا...(ترجمہ):اگریہ کام وحی ہے توپھراس کاکیامطلب کہ آپ نے اچھاکام نہیں کیا؟

اسی طرح رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تومدینہ والے لوگ نخل کی تأبیرکرتے تھے یعنی مؤنث کھجورکومذکرکھجورکاانجکشن لگاتے تھے جوان کاطریقہ ہوتاتھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کیوں کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: تاکہ پھل بہتراورزیادہ ہو۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کوچھوڑو۔جب انھوں نے اس عمل کوچھوڑاتوکھجوریں اچھی بھی نہیں ہوئی اورکم ہوئیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أنتم أعلم بأموردنیاکم۔تم دنیاکے کاموں کوخوب جانتے ہو۔رسول اللہ ﷺ کاتأبیر نخل سے منع کرنااگروحی تھاتواس میں خطاکیسے واقع ہوئی تأبیرنخل میں ؟

جواب:رسول اللہ ﷺ کاکلام وحی ہے، یہ قاعدہ اپنی جگہ پکااورثابت ہے۔لیکن بعض چیزوں میں سے کچھ چیزیں مستثنی ہوتی ہیں استثناء عقلی کے ساتھ۔استثناء عقلی کی مثال : اللہ تعالی نے فرمایا: واوتیت من کل شیء۔بلقیس کوہرچیزدی گئی تھی۔اگرکوئی شخص کہے : بلقیس کوہرچیزدی گئی تھی تواس کامطلب اس کے پاس اعضائے تناسل بھی تھا! یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ استثناء عقلی کے ساتھ مستثنی ہے ، کیونکہ جب ہم نے اس کومؤنث تسلیم کیاتواس میں مذکرکی علامات کیسے ہوسکتی ہیں۔اورآیت کریمہ کامطلب یہ ہے کہ حکومت کی ضروریات میں سے ہرچیزاس کے پاس موجودتھی۔

یاجیسے کوئی بادشاہ کہے : جس نے میرے بچوں کی پٹائی کی تومیں اس کوجیل بھیجوں گا۔اب اگرماں نے پٹائی کی توبادشاہ اس کی ماں کوجیل بھیجے گا، کیونکہ یہ استثنائے عقلی کے ساتھ مستثنی ہے اورمراداجنبی لوگ ہیں۔

یاجیسے : إن اللہ علی کل شیء قدیر۔(اللہ تعالی ہرچیزپرقادرہے)۔اس سے اللہ تعالی کی ذات وصفات مستثنی ہے۔یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالی ہرچیزپرقادرہے تواللہ تعالی اپنے اوپرموت بھی ڈال سکتے ہیں۔یااللہ تعالی اپنے علم کوجہالت میں تبدیل کرس گے۔یااللہ تعالی اپنی قدرت کوعجزمیں تبدیل کریں گے۔اس لئے کہ جب کوئی کلام ہوتاہے تواس سے ذات وصفات مستثنی ہوتی ہیں۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ کاوہ کلام وحی ہوگاجوغیراجتہادی ہو۔اورجوکلام اجتہادوتجربہ پرمبنی ہو،یامباحات کے قبیل سے ہے وہ اس سے مستثنی ہوگا، کیونکہ جب ہم نے کسی قول یافعل کواموراجتہادیہ یاامورتجربیہ میں سے ہوناتسلیم کرلیاتووہ قول وفعل وحی ہونے سے خودبخودخارج ہوگیا۔اسی طرح جوامورطبعیہ اورمباحات کے قبیل سے ہیں مثلاآدمی کوبھوک لگی اوراس نے کھاناکھایا، توکھانے کاجووقت مقررہوا یہ اس کی بھوک کی وجہ سے ہوا، یہ نہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایاکہ فلاں وقت کھانے کاہے اورفلاں وقت کھانے کانہیں ہے۔

اس لئے اللہ تعالی کا فرمان: عفی اللہ عنک لماأذنت لہم۔(ہم نے نہیں) آپ نے کیوں اجازت دی۔ معلوم ہواکہ رسول اللہ ﷺ کااجازت دیناآپ کے اجتہادپرمبنی تھی۔اسی طرح : عبس وتولی أن جاء ہ الأعمی۔میں اللہ تعالی نے تنبیہ فرمائی کہ آپ کویہ نہیں کرناچاہئے تھا۔آپ کااجتہادغلط تھا۔آپ ﷺ کااجتہادیہ تھاکہ ایمان کی دعوت اعمال کی دعوت پرمقدم ہے۔اوراللہ تعالی نے فرمایاکہ یہ اجتہادہوناچاہئے کہ : النفع الیقینی أولی من النفع الموہوم۔یقینی نفع وہمی نفع سے زیادہ بہترہے۔عبداللہ بن ام مکتوم کانفع یقینی ہے کہ آپ جوان کوبتائیں گے وہ اس پرعمل کریں گے۔اورسرداران قریش کانفع وہم کے درجہ میں ہے۔

اسی طرح تأبیر نخل میں کہ مذکر کھجور کو مؤنث کے ساتھ ملانا تجربیات کے قبیل سے ہے۔ جیسے لوگوں کا تجربہ ہو تا کہ ایک موسم میں کاشت کرتے ہیں تو فصل ہوتی ہے اوردوسرے موسم میں کاشت کرتے ہیں تو فصل نہیں ہوتی مثلامکی کی سردی کے موسم میں کاشت کرتے ہیں اور گیہوں کی گرمی کے موسم میں کاشت کرتے ہیں۔ یہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے ، بلکہ یہ تجربیات کے قبیل سے ہے۔اور جو تجربیات کے قبیل سے ہووہ خودبخود وحی سے مستثنی ہے۔

جواب کاخلاصہ یہ ہے کہ جواجتہادوتجربیات کے قبیل سے ہووہ خودبخود وحی سے مستثنی ہے۔ اگراس میں خطاواقع ہوتویہ خطائی الاجتہادہے ، خطائی الوحی نہیں۔ وحی اورآپ ﷺ کے اجتہادمیں فرق یہ ہے کہ جس کی خطاکواللہ تعالی نے بیان فرمایاہے وہ اجتہادہے اورجس کی خطاکواللہ تعالی نے بیان نہیں فرمایاوہ وحی بن گیا، کیونکہ آپ ﷺ کے جس اجتہادکواللہ تعالی نے برقراررکھاہووہ وحی بن جاتاہے۔

شبہ نمبر7) احادیث ظنی ہیں اس لئے حجت نہیں۔اللہ تعالی فرماتے ہیں: اِن الظن لایغنی من الحق شیئا. وہم حق کا قائم مقام نہیں ہوسکتا۔اورآپ لوگ خود کہتے ہیں کہ اکثراحادیث خبرواحدہیں اور خبرواحد مفید ظن ہے۔

جواب: خبرواحد حجت ہے۔ فلولا نفرمن کل فرقۃ .... رجعوا الیہم۔بڑی جماعت میں سے چھوٹی جماعت دین سکھنے کے لئے چلی جائے اورواپس آکربڑی جماعت کوڈرائے۔

چھوٹی جماعت کی خبر،خبرواحدہے ؛ کیونکہ خبرواحداس کوکہتے ہیں جوکذب پر متفق ہوسکتی ہو۔

جاء رجل من اَقصی المدینۃ ... ایک آدمی آیااورحضرت موسی علیہ السلام سے کہنے لگا: اِن الملأ .... الناصحین۔ آپ یہاں سے نکل جائیں میں آپ کونصحت کرتاہوں۔حضرت موسی علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایاکہ یہ خبرواحدہے اورخبرواحد حجت نہیں ہے اس لئے میں نہیں مانوں گا، بلکہ موسی علیہ السلام فی الفورنکل گئے ، حالانکہ اس وقت نبی نہیں تھے۔

قالت اِن اَبی یدعوک ....سقیت لنا۔ میرے والدصاحب آپ کوبلاتے ہیں(ایک لڑکی نے کہا)۔حضرت موسی علیہ السلام نے یہ نہیں کہاکہ یہ خبرواحدہے اورلڑکی کی خبرہے اس لئے میں نہیں مانوں گا، بلکہ فی الفوراس کے ساتھ چل پڑے ۔ معلوم ہوا خبرواحد حجت ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پرحضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کواعلان کرنے کے لئے بھیجاتھاکہ آپ اعلان کریں کہ مشرک حج نہیں کرے گااور عریان طواف نہیں کرے گااور معاہدات ختم ہیں۔حضرت ابوبکرؓ کی خبرخبرواحدہے، پھر بھی حجت ہے۔

اِن جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا۔معلوم ہواکہ عادل آدمی اگربتائے توتحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔

تحویل قبلہ کے موقع پرایک آدمی نے بتایااورلوگوں نے اپناقبلہ بدل لیا۔

یہ اوراس قسم کی دیگرروایات سے پتہ چلتاہے کہ خبرواحد حجت ہے۔باقی یہ کہ خبرواحد ظنی ہے۔ ظن کامطلب یہ ہے کہ صحیح ہے لیکن احتمال خطاہے۔اور ظن کبھی کبھی یقین کے معنی میں بھی آتاہے : وظن داوٗد... ۔الذین یظنون اَنہم ملاقواربہم .....۔ ظن یہاں یقین کے معنی میں ہے۔

- شبہ نمبر8) وحی قرآن کریم کے ساتھ خاص ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں : فبعث اللہ النبیںن ... معہم الکتاب۔انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالی نے کتاب بھیجی ہے، کتاب کے بغیروحی نہیں، اس لئے قرآن کریم وحی ہے اس کے علاوہ وحی نہیں۔

جواب:آیت کریمہ کایہ مطلب نہیں کہ ہرنبی کے پاس کتاب ہے ، اس کامطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جماعت کے پاس کتابیں تھیں ، یہ نہیں کہ ہرنبی کے پاس کتابیں تھیں ۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں : ولقدکرمنابنی آدم .... والبحر۔ اَی : وحملناجماعتہم فی البروالبحر۔ ہم نے ان کی جماعت کوخشکی اورسمندرمیں سواری دے دی۔ ہرایک کے پاس سواری نہیں اورنہ ہرشخص سمندرکاسفرکرچکاہے۔ بلکہ انسانوں میں سے ایک جماعت کرچکی ہے نہ کہ ہرایک آدمی۔ قرآن کریم میں ہے : ائتونی بکتاب.... من علم۔ہمارے پاس لاؤکتاب یامنقول علم۔اس سے پتہ چلاکہ کتاب کے علاوہ بھی منقول علم ہوتاہے۔کتاب کے علاوہ منقول علم وحی ہے۔ایک وحی جلی یعنی قرآن کریم ہے اوردوسری وحی خفی یعنی حدیث ہے۔وحی جلی اس کوکہتے ہیں جوقطعی ہو۔ وحی خفی اس کوکہتے ہیں جس میں خبرواحدپائی جاتی ہو۔اللہ تعالی فرماتے ہیں : ومن الناس من یجادل .... کتاب منیر۔اس آیت سے پتہ چلاکہ کتاب کے علاوہ بھی ہدایت ہے۔یعنی ہدایت کتاب منیرمیں مخصوص نہیں ہے۔

واوحی الی نوح ..... قدآمن۔نوح علیہ السلام کووحی ہوئی کہ صرف یہی لوگ مومن ہیں۔یہاں وحی ہے لیکن کتاب نہیں۔اس لئے کہ نوح علیہ السلام کے لئے نہ کتاب کاذکرہے اورنہ ان کے پاس کتاب تھی۔معلوم ہواکہ کتاب کے بغیربھی وحی ہوتی ہے۔

- شبہ نمبر9) احادیث میں اختلاف وتعارض ہے، مثلااحادیث رفع یدین وقراء ۃ فاتحہ خلف الامام وغیرہ۔اورجس چیزمیں تعارض ہواس کونہیں مانناچاہئے۔

جواب: اگرحقیقی تعارض مرادہے ، توحقیقی تعارض نہ توقرآن میں ہے اورنہ حدیث میں۔اوراگرظاہرتعارض مرادہے تویہ قرآن کریم میں بھی ہے ، ایک جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں : فلاانساب بینہم ... یتساء لون۔اس آیت کریمہ میں سوال کی نفی ہے۔ اوردوسری جگہ ہے واَقبل بعضہم علی بعض یتساء لون۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتاہے کہ وہ سوال کریں گے۔ان دونوں آیات میں ظاہری تعارض ہے ، لیکن حقیقی تعارض نہیں۔ایک وقت وہ سوال کریں گے ، لیکن جب ان کے منہ پرمہرلگادی جائی گی توسوال نہیں کریں گے ۔ اسی طرح ثم استوی اِلی السماء ... السموات۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتاکہ زمین کوپہلے پیداکیاپھرآسمان کاقصدکیا۔دوسری جگہ ہے : والارض بعدذلک د......۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتاہے کہ زمین بعدمین ، آسمان پہلے ہے۔ان دونوں آیات میں ظاہری تعارض ہے ، لیکن حقیقی تعارض نہیں ہے۔اللہ تعالی نے زمین کوپہلے پیداکیاپھرآسمان کوجیساکہ پہلی آیت سے معلوم ہوتاہے۔اورپھرزمین کوپھیلایااوراس میں چشمے وغیرہ جاری کئے اور قابل کاشت بنایا۔اسی طرح ایک جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں : ولایکتمون اللہ حدیثا۔دوسری جگہ فرماتے ہیں : واللہ ربناماکنامشرکین۔یہ بھی بظاہرتعارض ہے ، لیکن حقیقی تعارض نہیں ، اس لئے کہ یہ اختلاف اوقات پرمحمول ہے۔ایک وقت چھپائیں گے اورجب ان کے اعضابولیں گے توپھرنہیں چھپائیں گے۔

اسی طرح حدیث میں جو تعارض نظر آتا ہے وہ ظاہری تعارض ہے ، ورنہ کبھی ایک ناسخ ہوگی اوردوسری منسوخ ہوگی یا کبھی دونوں میں تطبیق ہوگی اور کبھی ترجیح ہوگی۔ اس لئے یہ اشکال کہ حدیث میں تعارض ہے اس لئے ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ یہ بیکاراشکال ہے۔

- شبہ نمبر10) بعض احادیث عقل کے خلاف ہیں، مثلاحضرت موسی علیہ السلام نے ملک الموت کوتھپڑلگایااورفرشتے تونورسے بنے ہیں ، ان کوتھپڑلگانے کاکیامطلب۔

جواب: کوئی بھی آیت یاحدیث عقل کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ عقل کے خلاف ہونااور عقل کانہ پہنچنایہ دوچیزیں ہیں۔ دواوردوکاپانچ ہونایہ عقل کے خلاف ہے۔ اور قیامت کے روزاعمال کاتولہ جانا، یہاں تک ہماری عقل نہیں پہنچتی۔ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق تین شخصیات کاایک ہونااورایک شخصیت کاتین ہونا، یہ عقل کے خلاف ہے۔ لیکن الم عقل کے خلاف نہیں ، ہاں اس کے معانی تک ہماری عقل نہیں پہنچتی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتے ہیں: فاضربوا فوق الاعناق ..... بنان۔ ان کافرون کواعناق کے اوپرمارواوران کی انگلیون کے پوروں کوکاٹو۔ اگرفرشتوں کے لئے ہماری طرح جسم نہیں توفرشتے ضارب کیسے بن گئے۔ اورجوفرشتہ ضارب بن سکتاہے وہ مضروب بھی بن سکتاہے۔

پھراس کے علاوہ جب فرشتہ شکل انسانی میں آئے تواس پرشکل انسانی کے احکامات پرجاری ہوتے ہیں۔ اورحضرت موسی علیہ السلام کے پاس جب فرشتہ شکل انسانی میں آیاتواس کوتھپڑبھی لگااوراس کی آنکھ بھی نکلی اورپھراس کی جگہ دوسری آنکھ بھی لگ گئی ، اس لئے کہ ظاہری شکل انسان کی تھی۔

- شبہ نمبر11) احادیث میں روایت بالمعنی ہے اورروایت بالمعنی پراعتماد نہیں ، اس لئے کہ روایت بالمعنی میں معنی کولیتے ہیں اورمعنی کولینے سے کبھی بات بگڑجاتی ہے۔

جواب: 1)اس کاایک جواب یہ ہے کہ اگرروایت بالمعنی ممنوع ہے توپھرقرآن کریم کاترجمہ کیوں کرتے ہو، یہ بھی روایت بالمعنی ہے۔

2) ایک جماعت کے نزدیک احادیث میں روایت بالمعنی ناجائزہے اورروایت باللفظ ضروری ہے۔ اورجب روایت باللفظ موجودہے توپھرحدیث کوکیوں نہیں مانتے ہو۔

3) روایت بالمعنی اس شخص کے لئے جائزہے جوعالم بالمعنی ہواورضابط ہواور صحیح مفہوم کواداکرسکتاہے۔

4) روایت بالمعنی دعوات واذکارمیں نہیں ہے،اس کوکیوں نہیں مانتے۔ چنانچہ جب صحابی نے برسولک الذی ارسلت پڑھاتوآپ ﷺ نے فرمایانہیں ، وہی پڑھو: بنبیک الذی ارسلت۔

- پرویزنے لکھاہے کہ مولوی لوگ جنت کاٹکٹ بانٹتے رہتے ہیں کہتے ہیں کہ اذان کے بعداوروضوکے بعدیہ دعاپڑھ لی اس کوجنت مل گئی۔ حالانکہ اذکارودعوات میں توروایت بالمعنی نہیں بلکہ روایت باللفظ ہے ، توپھراس کاکیوں مذاق اڑاتے ہیں۔

- شبہ نمبر12) قرآن کریم میں اللہ تعالی فرماتے ہیں : تبیانالکل شیء۔ اورجب ہرچیزقرآن کریم میں بیان ہے توپھراحادیث کی کیاضرورت ہے؟

جواب: اس کا یہ مطلب ہے کہ ضروریات دین وعقائد سے متعلق تمام چیزوں کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کریم میں ہر چیز کا ذکر ہے۔ ثم اجعل علی کل جبل منہن جزء ا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ دنیا کے ہر پہاڑ پر پرندے کا ایک حصہ رکھے، بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر قریبی پہاڑ ہے۔ اسی طرح اکثر جگہوں پر کل شیء سے مراد ضرورت کی ہر چیز نہیں بلکہ ضرورت کی چیز ہوتی ہے۔

حرم کے بارے میں آتا ہے یجبی الیہ ثمرات کل شیء۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا کا ہر پھل وہاں پہنچتا ہے۔

سکندر ذوالقرنین کے بارے میں ہے : وآتیناہ من کل شیء سببا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آج کے زمانے کے ہوائی جہاز بھی اس کے پاس موجود تھے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں جو ضرورت کا سامان تھا اس کے پاس موجود تھا۔

- شبہ نمبر 13) ان احادیث کا کوئی اعتبار نہیں جو قرن ثانی میں لکھی گئی۔ اسلئے کہ حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: لا تکتبوا عنی فمن کتب عنی شیئًا....
- جواب: 1) یہ حکم منسوخ ہے اور خود آپ ﷺ نے قلم اور کاغذ منگوایا

2) یہ ممانعت شفقت کی وجہ سے ہے کہ وہ مشکل میں نہ پڑ جائے

3) یہ حدیث موقوف ہے

4) حدیث کی کتابوں میں ہے کہ حجۃ الوداع میں ابو شاہ یمن سے آئے اور انہوں نے کوئی چیز لکھنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے اکتبوا لأبی شاہ

عمرو بن حزم نے کتاب الصدقات لکھا ہے

حدیث: قیّدوا العلم

العلم صید و کتابہ قید

- کتابت حدیث کی 4 قسمیں:

1) کتابت اتفاقیہ: کیف ما اتفق حدیث لکھی گئی (جیسے آپ ﷺ کے دور میں)

2) کتابت تبویبیہ: امام ابو حنیفہؒ، مالکؒ، احمدؒ.... سب سے پہلے کتاب المؤطا؟

3) کتابت تنقیحیہ: صحیح روایت کو الگ کر لیا ضعیف سے

4) کتابت اضافیہ تخریجیہ: موجود کتاب پر زائد احادیث لکھا جیسے مشکوۃ المصابیح میں فصل ثالث کا اضافہ

قرن ثانی میں اسکا اہتمام کیا گیا اور اوزاعی نے شام میں جمع کیا

- علماء فرماتے ہیں کہ صحت کے اعتبار سے بخاری کا درجہ مسلم پر مقدم ہے؛ اس لئے کہ ان کے نزدیک ثبوت اتصال کے لئے معاصرت کے ساتھ لقاء بھی ضروری ہے ، جبکہ امام مسلم کے نزدیک ثبوت اتصال کے لئے صرف معاصرت کافی ہے۔ اس کے علاوہ امام بخاری نے تراجم الابواب میں کمال کیا ہے اور بے شمار علوم کو تراجم الابواب میں جمع کر دیا ہے ، اسی طرح وہ نکات ولطائف پر مشتمل ہے اور اس میں متکلم فیہ راوی بہت کم ہیں۔ کہتے ہیں کہ 430 راوی ہیں جن میں

امام بخاری متفرد ہیں، ان میں سے 80متکلم فیہ ہیں۔اور مسلم میں متفرد راوی 620 ہیں جن میں سے 160 پر کلام ہے۔ اورآسان لفظوں میں بخاری میں متکلم فیہ راوی 18 فیصد ہیں اور مسلم میں 26 فیصد ہیں۔اور صحیح بخاری میں جو بعض راوی متکلم فیہ ہیں ان کاامام بخاری کے مشائخ میں شمار ہے۔اور شیخ کو آدمی اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کی کونسی روایت صحیح اور کونسی ضعیف ہے۔ہاں امام مسلم ایک موضوع کی تمام روایات کوایک جگہ جمع کرتے ہیں۔اس لئے کہتے ہیں:

تَشَاجَرَ قَوْمٌ فِي الْبخارِيِّ ومسلمٍ لَدَيَّ وقالوا: اَيٌّ ذَيْنِ تُقَدِّمُ

فَقُلْتُ: فاقَ البخارِي صِحَّةً كمافاق فِي حُسْنِ الصِّنَاعَةِ مُسْلِمُ

بخاری اور مسلم کے بارے میں لوگوں نے میرے پاس جھگڑا کیااور کہنے لگے کہ تم بخاری و مسلم میں سے کس کو مقدم سمجھتے ہو؟ میں نے کہا: بخاری صحت کے اعتبار سے اعلی ہے جیسے مسلم حسن ترتیب میں اعلی ہے۔

- بیان اغراض المحدثین:

امام بخاریؒ کا مقصد اور غرض: تراجم الابواب اوراستدلال ودلائل کے استخراج کا طریقہ بتاناہے

اور مسلمؒ کی غرض: جمع الأحاديث المختلفۃ فی صعید واحد۔ایک میدان میں مختلف احادیث کو جمع کرناہے۔

ابوداؤد کی غرض: جمع الدلائل لأحکام المذاہب۔مذاہب میں جو احکام ہیں ان کے لئے دلائل کو جمع کرناہے۔

اور ترمذی کا مقصد:بیان المذاہب ہے،اسی بیان مذاہب الصحابۃ، اسی طرح الاشارۃ الی الدلائل ہے، اسی طرح بیان ضعف الاحادیث ہے ، اسی طرح الاشارۃ إلی مافی الباب ہے کہ باب کے اندر کونسی دوسری احادیث آئی ہیں۔اسی طرح بیان الاسم واللقب ہے۔

اورامام نسائی کی غرض: الجمع بین طریق البخاری ومسلم ہے۔نسائی نے بخاری ومسلم کے طریق کو جمع کیاہے۔اس میں تراجم الابوباب بھی ہیں ، لطافت وباریکی بھی ہے اورایک باب کی احادیث کوایک جگہ جمع کردیاہے۔

ابن ماجہ کا مقصد:بیان الزوائد ہے دوسرے حضرات نے جن احادیث کو نہیں لیاابن ماجہ ان احادیث کو بیان کرتے ہیں۔

- تقلید:
- لغت میں تقلید کا معنی: قلادہ یعنی ہار ڈالنا۔
- مقلد یہاں متقلد کے معنی میں ہے یعنی ہار پہننے والا۔

یامقلد کے معنی ہیں : اپنے امام کے گلے میں محبت وعقیدت اوراپنی اتباع واطاعت کاہار ڈالنے والا۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اطاعت خیر میں استعمال ہے اور تقلید شر میں استعمال ہے۔لیکن یہ صحیح نہیں ،قرآن کریم میں ہے : إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَ نَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا.(الأحزاب:67) اس آیت کریمہ میں اطاعت شر میں استعمال ہے۔

اور تقلید خیر میں بھی استعمال ہے۔وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ(المائدۃ:97) قلائد ان جانوروں کو کہتے ہیں جن کے گلے میں خیر کے لئے ہار ڈالا گیاہو تاکہ حرم میں ان کی قربانی کریں۔

تقلید کہتے ہیں : العملُ بقول الغیرِ من غیر مطالبۃ دلیلٍ. یااتِّباع الغیر فیمایقول أوفیمایفعل من غیر أن یطلب دلیلًا۔یعنی دلیل کے مطالبے کے بغیر دوسرے کے قول پر عمل کرنا۔

معلوم ہوا کی تقلید دلیل کے ساتھ منافی نہیں ہے۔ اس میں دلیل مجوب بھی نہیں اور مطلوب بھی نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دوسرے کی بات کو بغیر مطالبہً دلیل ماننا تقلید ہے۔

تقلید کی دو قسمیں ہیں : تقلید مذموم و تقلید محمود۔

1) تقلید مذموم جو شریعت کے خلاف ہو۔

2) تقلید محمود جو شریعت کے موافق ہو۔ مذموم کی مثال : إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَ نَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَ. (الأحزاب:67)

اپنے باپ دادا کی بات کو شرک میں مانتے ہیں اور رسول کی بات کو توحید میں نہیں مانتے یہ تقلید مذموم ہے۔ اس تقلید مذموم سے ائمہ کی تقلید مراد لینا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ ابوجہل جو اپنے باپ دادا کی تقلید کرتا تھا تو کیا اس کے باپ دادا مجتہد تھے کہ اس کی تقلید کو ائمہ کی تقلید پر قیاس کیا جائے۔ اسی لئے اللہ تعالی فرماتے ہیں : أَوَ لَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ. (المائدۃ:104) یعنی یہ اپنے آباء واجداد کی تقلید کرتے ہیں اگرچہ وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ سمجھتے اور یہ خیر میں ان کی تقلید کرتے تو یہ تقلید، تقلیدِ محمود ہوتی نہ کہ تقلیدِ مذموم۔

دوسری تقلید، تقلیدِ محمود ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا (السجدۃ:٢٤) امام جو ہدایت دیتے تھے ان کی تقلید کو تقلید محمود کہتے ہیں۔ اسی طرح فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. (النحل:43)۔ یعنی اگر نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر اور اہل علم کی تابعداری کرو۔ اہل علم کی تابعداری میں تقلید شخصی اور تقلید غیر شخصی دونوں آگئیں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ " فَاسْأَلُوا" امر ہے اور امر وجوب کے لئے ہے۔ اور " فَاسْأَلُوا" عام ہے ، اس لئے اگر ایک آدمی کی تقلید کرے تو تقلید شخصی ہے اور اگر کئی آدمیوں کی تقلید کرے تو یہ تقلید غیر شخصی ہے۔ ایک آدمی کی تقلید بھی وجوب کے درجے میں ہے جو لوگ نہیں جانتے۔

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ. (لقمان:15) جو ہماری طرف رجوع کرتے ہیں ان کی بات کو مان لو۔: فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ. (التوبۃ:122) اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بڑی جماعت میں سے چھوٹی جماعت علم حاصل کرنے کے لئے چلی جائے اور واپس آکر بڑی جماعت کو ڈرائے اور بڑی جماعت چھوٹی جماعت کی بات کو تسلیم کرے۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ. (النساء:59)

اولوالامر دو ہیں : 1) حکام ، 2) مجتہدین۔

ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہیں کہ: اولوالامر سے مراد مجتہدین ہیں۔ اور دنوں میں تطبیق یہ ہے کہ مجتہدین کی تابعداری کرو کہ وہ اجتہاد کرکے مسائل کو نکالیں گے اور بیان کریں گے اور حکام ان کے اجتہاد کو نافذ کریں گے۔ ایک کی تابعداری کرو کہ انھوں نے مسائل کو بیان کیا اور دوسرے کی تابعداری کو کہ انھوں نے اس کو نافذ کیا۔

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ. (النساء83)

جب ان کے پاس کوئی امن (مسلمانوں کی فتح)یا خوف (مسلمانوں کی شکست)کی بات آتی ہے تو وہ اس کو پھیلاتے ہیں۔ اگر اس کو رسول اور اولوالامر کی طرف واپس کرتے تو مستنبطین و مجتہدین اس کو سمجھتے کہ یہ خبر صحیح ہے یا نہیں ، اسے پھیلانا چاہیے یا نہیں۔

استدلال کاطریقہ یہ ہے کہ امن وخوف عام ہے دنیامیں ہویاآخرت میں ہو، جب کوئی نیامسئلہ پیش آتاتواس پر عمل کرنے اورنہ کرنے دونوں صورتوں میں ثواب وعذاب دونوں کاامکان ہے۔ مستنبطین ومجتہدین اس کو سمجھتے ہیں کہ یہ عذاب سے امن والی بات ہے ،یاخوف والی بات ہے۔

استنباط : لغت میں کنویں سے پانی نکالنے کوکہتے ہیں۔معلوم ہواکہ کنویں میں پانی اللہ تعالی نے پیداکیا،نکالنے والے انسان ہیں۔اسی طرح احکام کونازل کرنے والے اللہ تعالی ہیں ، جس کورسول اللہ ﷺ نے بیان کیااوراس کومعلوم کرکے لوگوں تک پہنچانامجتہدین کاکام ہے۔اس لئے جتنے مجتہدین گزرے ہیں وہ شارح تھے شارع نہیں تھے۔یعنی اپنی طرف سے شریعت نہیں بناتے تھے۔

حدیث میں آتاہے : يحمِل ہذاالعلمَ مِن كلّ خلَفٍ عُدولُه، ينفُون عنه تحريفَ الغالين، وانتحال المبطِلين، وتأويل الجاهِلين۔ (مسندالبزار9423 ومسندالشامیین599) اس علم کوگزرے ہوئے حضرات سے عادل لوگ حاصل کریں گے اورتجاوزکرنے والوں کی تحریف کوختم کریں گے اوراہل باطل کی تحریف اورجہلاء کی تاویل کوردکریں گے۔معلوم ہواکہ مجتہدین کی یہی صفت ہے کہ وہ متقدمین سے علم کولیتے ہیں اوراس میں سے تحریف وتاویلات کونکال کر صحیح چیزکولوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ وہ صحیح اورصاف چیزکولے لیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں : اقتدوابالذَين مِن بعدي أبوبكروعمرَ.(مسندالحمیدي454) میرے بعدابوبکروعمررضی اللہ عنہماکی تقلیدکرو۔اب اگرکوئی کہے کہ اس حدیث میں توحضرت ابوبکرصدیق وحضرت عمررضی اللہ تعالی عنہماکی تقلیدکاحکم ہے ، تم توامام ابوحنیفہ وغیرہ کی تقلیدکرتے ہو، تواس کاجواب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے اقوال حضرت ابوبکروعمررضی اللہ تعالی عنہماکے اقوال کوجامع ہیں۔حضرت ابوبکروعمررضی اللہ تعالی عنہماکاقول ہرایک مسئلہ میں واضح نہیں ہے۔اورائمہ اربعہ نے مذہب کومرتب کیاجس میں ان حضرات کے اقوال بھی ہیں اوردوسروں کے اقوال بھی ہیں۔

حدیث میں آتاہے:اہل مدینہ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھاکہ ایک عورت کوحیض آیاتوحیض کی وجہ سے وہ طواف وداع کوچھوڑسکتی ہے یانہیں؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جاسکتی ہے۔اہل مدینہ نے کہاکہ زیدبن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ: وہ نہیں جاسکتی ہے۔اورآپ کے قول کی وجہ سے ہم زیدبن ثابتؓ کے قول کونہیں چھوڑسکتے ہیں۔لیکن جب بعدمیں تحقیق ہوئی تومعلوم ہواکہ رسول اللہ ﷺ نے حائضہ کوطوافِ وداع سے پہلے نکلنے کی اجازت دی ہے۔چنانچہ زیدبن ثابتؓ نے اپنے قول سے رجوع کیا۔(مسند أحمد 27427، المعجم الکبیرللطبرانی 314)

معلوم ہواکہ تقلیدکرناایک جائزمعاملہ ہے۔اوراہل مدینہ اپنے مسائل میں زیدبن ثابتؓ کی تقلیدکرتے تھے۔اسی کوتقلیدخاص اورتقلید شخصی کہتے ہیں۔

ایک اورحدیث میں آتاہے کہ لوگوں نے حضرت ابوموسی اشعریؓ سے پوچھاکہ اگرایک شخص کاانتقال ہوگیااوراس کی بیٹی، پوتی، بہن ہے تومیراث کیسے تقسیم ہوگی۔توحضرت ابوموسی اشعریؓ نے فرمایا:نصف بیٹی کے لئے ہے اورنصف بہن کے لئے ہے اورفرمایاآپ ابن مسعودؓسے کے پاس چلے جائیں وہ بھی میری موافقت کریں گے۔وہ ابن مسعودرضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ابن مسعودؓ نے فرمایا: اگرمیں یہ فیصلہ کروں تویہ گمراہی کی بات ہوگی ، میں وہی فیصلہ کروں گاجورسول اللہ صلی اللہ ﷺ نے کیاتھاکہ نصف بیٹی کے لئے ہے اورسدس پوتی کے لئے ہے اوربقیہ بہن کے لئے ہے۔لوگوں نے واپس آکرحضرت ابوموسی اشعریؓ کویہ بات بتائی ، توحضرت ابوموسی اشعریؓ نے فرمایا: ’’لَاتَسْألُوْنِي مَادَامَ ہٰذاالْحَبْرُ فِيْكُمْ‘‘.جب تک یہ بڑے عالم تمھارے درمیان

موجودہیں میرے پاس مت آؤ، ان کی تقلید کرو۔(صحیح البخاری6736) گویاکہ حضرت ابوموسی اشعریؓ نے ان کوابن مسعودؓ کی تقلید کاحکم دیااوریہ تقلید شخصی ہے۔

تقلید کی مثال ایسی ہے جیسے نحووصرف کے ماہرین :فراء، کسائی اورسیبویہ کی بات ہم مانتے ہیں اس کوکوئی شرک نہیں کہتا، اسی طرح فقہ کے ماہرین کی بات کوماننایہ بھی شرک نہیں ہے۔

یاتقلیدایسی ہے جیسے اصول حدیث میں ماہرین کی بات کومانتے ہیں ،وہ کہتے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے، توہم کہتے ہیں کہ ضعیف ہے ،وہ کہتے ہیں کہ معلل ہے ،ہم کہتے ہیں کہ معلل ہے، وہ کہتے ہیں کہ فلاں روایت حسن ہے، توہم کہتے ہیں کہ حسن ہے ، حالانکہ یہ اجتہادی چیزہے؛ ایک اس کوحسن کہے گاتودوسرا صحیح اور تیسرا ضعیف اورچوتھااضعف کہے گا۔توجس طرح یہ اموراجتہادیہ ہیں اورغیر مقلدین بھی اس کومانتے ہیں ، اسی طرح ہم فقہ میں فقہاء اور مجتہدین کی بات کومانتے ہیں اوراسی کوتقلید کہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(رکوع یاسجدے میں)امام سے پہلے سراٹھانے والے کوڈرناچاہیے کہ اللہ تعالی اس کے سرکوگدھے کاسر نہ بنادیں۔(متفق علیہ)

اب حمارہونے کاجوبھی مطلب ہوکہ وہ قیامت میں حمارہوگا، یادنیامیں بے وقوف ہے کہ جس کوامام بنایااس کومقتدی کردیااورخودامام بن گیا، یایہ کہ اس کی شکل حمار کی بن جائے گی، جوبھی مطلب ہو۔اس حدیث شریف میں امام مسجد(جوامام اصغرہے) کوچھوڑکر نقل وحرکت کرنے والے کوحمار فرمایاگیاہے۔اسی طرح جوبڑے امام کی تقلید کوچھوڑکراپنے اجتہادپر عمل کرے حالانکہ وہ اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتاتووہ بڑاحمارہوگا۔

اور تقلید کی مثال ایسی ہے جیسے لوگ وکیلوں کی بات مانتے ہیں کیونکہ وکیل قانون کی تشریح کرتے ہیں ، اسی طرح مجتہدین احکام شرعیہ کی تشریح کرتے ہیں۔ مثلا:"ثلاثۃ قروء "کی تشریح شافعیہ نے تین طہرکے ساتھ کی ہے اوراحناف نے حیض کے ساتھ کی ہے۔اورکبھی کبھی ائمہ حضرات ناسخ ومنسوخ کوبتاتے ہیں۔جیسے ایک حدیث میں آتاہے : "اِنّماجُعِل الِامام لیُؤتمَّ بہ، فاِذارکَع فارکعُوا، واِذارفَع فارفعوا، واِذاصلَّی جالسًافصلواجُلوسًا"۔(متفق علیہ)

اس حدیث سے معلوم ہوتاہے کہ جب امام بیٹھ کرنمازپڑھے توتم بھی بیٹھ کرنمازپڑھو۔اوردوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کرنمازپڑھائی اورصحابہ کرام کھڑے تھے۔(متفق علیہ)

فقہاء نے یہ فیصلہ کیاکہ" واِذاجلس فاجلِسوا" والی روایت منسوخ ہے اوریہ آخری وقت بیٹھ کرنمازپڑھانے والی روایت ناسخ ہے۔

کبھی یہ حضرات تطبیق دیتے ہیں ، مثلا: "لاَ صلاۃ لمن لم یقرَاْ بفاتحۃ الکتاب" (متفق علیہ)

اس حدیث سے معلوم ہوتاہے کہ نمازمیں سورہ فاتحہ کاپڑھناضروری ہے۔دوسری روایت میں ہے : "مَن کان لہ اِمام فقراء ۃ الِامام لہ قراء ۃٌ".(سنن ابن ماجہ ، رقم:۸۵۰)۔ان دونوں روایات میں احناف یہ تطبیق دیتے ہیں کہ پہلی حدیث امام ومنفرد کے لئے ہے اوردوسری حدیث ، اسی طرح "اِنّماجُعِل الِامام لیُؤتمَّ بہ، فاِذا کبَّر فکبِّرواواِذاقرَاَ فاَنصِتوا"۔(مسنداحمد9438) مقتدی کے لئے ہے۔ مجتہدین کایہی کام ہے کہ وہ کبھی تطبیق ، کبھی نسخ اور کبھی تشریح کرتے ہیں، اس لئے وہ شارح ہیں، شارع نہیں۔

اس کے علاوہ پھر تقلید کی دو قسمیں ہیں: 1) تقلید شخصی۔2) تقلید غیر شخصی۔

1) تقلید شخصی: ایک شخص کی تقلید کو کہتے ہیں۔اور تقلید غیر شخصی کا مطلب یہ ہے کہ جس مسئلہ میں جس کی چاہے تقلید کرے ، ایک مسئلہ میں ایک کی، دوسرے مسئلہ میں دوسرے کی اور تیسرے مسئلہ میں تیسرے کی تقلید کرنے کو تقلید غیر شخصی کہتے ہیں۔

علمائے کرام نے عوام کے دین کی حفاظت کے لئے تقلید شخصی کو ضروری اور تقلید غیر شخصی کو ممنوع قرار دیاہے، کیونکہ تقلید غیر شخصی کرنے والا منافقین کی طرح بن جائے گا"مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ".(النساء:143) اور حدیث میں آتاہے:" مثل المنافق کمثل الشاۃ العائرۃ بین الغنمین تعیر الی ہذہ مرۃ والی ہذہ مرۃ".(صحیح مسلم ، 2784)

منافق اس بکری کی طرح ہے جس کو بکرے کی طلب ہو،کبھی ایک ریوڑ کی طرف بھاگتی ہے تو کبھی دوسرے ریوڑ کی طرف بھاگتی ہے۔اللہ تعالی کاارشادہے : فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا.(آل عمران:95) ابراھیمؑ کی ملت کی تابعداری کروجویکسوتھے، ایک راستے پر چلنے والے تھے۔

اگر کوئی تقلید غیر شخصی کرے تو دین مذاق بن جائے گا، مثال کے طور پر ایک قاضی ہے اس کے پاس اس کا دوست آیااس نے کہاکہ میرا پڑوسی ہے اس نے زمین خریدی میں اس پر شفعہ کرناچاہتاہوں۔تو قاضی کہے گا: بالکل کرسکتے ہو کیونکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک شفعۃ الجوار ہے۔پھر دس دن کے بعد ایک اور شخص آیااوروہ قاضی کادشمن ہے اس نے کہا: میں اپنے پڑوسی پر شفعہ کرناچاہتاہوں۔ قاضی کہے گاتم بالکل نہیں کرسکتے ہواس لئے کہ امام شافعی ،امام مالک اورامام احمد کے نزدیک پڑوسی پر شفعہ نہیں ہے۔اس طرح یہ اتباع ہدی نہیں بلکہ اتباع ہوی ہوگی۔اللہ تعالی فرماتے ہیں: وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.(ص:26) خواہش کی تابعداری مت کرو، کیونکہ وہ تم کواللہ تعالی کے راستے سے ہٹادے گی۔

2) ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیااور پھر بیوی سے کہاتم پریشان نہ ہو، طلاق ہوئی ہی نہیں ؛ اس لئے کہ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ جو آدمی نکاح کرے اور گواہ فاسق ہوں تو نکاح منعقد ہی نہیں ہے اور ہمارے نکاح کے گواہ ڈاڑھی منڈے تھے اس لئے نکاح نہیں ہوااور جب نکاح نہیں ہواتوطلاق بھی نہیں ہوئی۔ابھی ابھی ہم نکاح کرلیں گے۔

3)ایک شخص کے بدن سے خون نکلااوراس نے مس مراۃ بھی کیا، جب اس نے مس مراۃ کیاتواس سے کہاگیاکہ تمھاراوضوٹوٹ گیا۔اس نے کہاکہ میراوضونہیں ٹوٹااس لئے کہ احناف کے نزدیک مس مراۃ سے وضونہیں ٹوٹتا۔پھراس کے بدن سے خون نکلااوراس سے کہاگیاکہ تمھاراوضوٹوٹ گیا، اس نے کہاکہ میراوضونہیں ٹوٹااس لئے کہ شافعیہ کے نزدیک خون نکلنے سے وضونہیں ٹوٹتا۔اب یہ شخص اپنے طور پر خوش ہے حالانکہ احناف وشوافع دونوں کے نزدیک اس کی نماز نہیں ہوئی۔اس لئے تقلید غیر شخصی کرنے والا شخص اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والاہو گاشریعت کی نہیں ، اوراس طرح سے دین ، دین نہیں رہے گابلکہ مذاق بن جائے گا۔

ایک مرتبہ میں حرم میں بیٹھاتھااور بیمار تھا، جامعہ کے دوطالب علم آئے اور کہنے لگے کہ تقلید غیر شخصی کیوں ناجائزہے اوراس میں کیاقباحت ہے ؟ میں نے کہاکہ اگر کوئی شخص تقلید غیر شخصی کرے گاتودین دین نہیں رہے گابلکہ مذاق بن جائے گااور تم بھی تسلیم کروگے کہ دین مذاق بن گیا،ایک مجتہد کے پیچھے چلے گاتومطمئن رہے گا۔

اللہ تعالی کاارشادہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ فَاِنۡ اَصَابَهٗ خَيۡرُ اطۡمَاَنَّ بِهٖ وَاِنۡ اَصَابَتۡهُ فِتۡنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ خَسِرَ الدُّنۡيَاوَالۡاٰخِرَةِ.(الحج:11) یعنی اگراس کی طبیعت کے موافق بات پہنچی توٹھیک ہے اوراگراس کی طبیعت کے خلاف ہوئی تودوسرے کے پیچھے لگ گیا۔

ایک مریض کے پاس لوگ بیٹھے تھے ، ایک نے کہامریض کودواپلادو، دوسرے نے کہامریض کوانجکشن دے دو، تیسرے نے کہامریض کوحلوہ دے دو۔مریض نے کہاتم دونوں ذراخاموش ہوجائے پیچھے سے حلوے کی آوازآرہی ہے۔اسی طرح تقلید غیر شخصی کرنے والا شخص مزے کی چیزکولے گااور مشکل کوچھوڑدے گا۔

اورمیں نے کہاکہ دیکھویہ حج کاموسم ہے اورابھی دوتین دن کے بعدحج ہے ، اس حج میں اگرہم تقلیدغیر شخصی کریں توتقلیدغیر شخصی کاتقاضایہ ہوگاکہ جب سب لوگ منی میں جمع ہوں گے توہم کہیں گے کہ ایک دودن یاایک دوگھنٹہ کے لئے متعہ کی اجازت ہونی چاہئے ، اس لئے کہ شیعہ متعہ کوجائزکہتے ہیں اورشیعہ کے علاوہ حضرت ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے (صحیح البخاری5116) اورابن عباسؓ نے رجوع کیایانہیں کیااس میں شک ہے۔اب اگرکوئی کہے کہ ابن عباس کے مقابلے میں ابوحنیفہؒ وشافعیؒ کیاچیزہیں میں توابن عباسؓ کی تابعداری کروں گااوردوگھنٹے کے لئے متعہ کروں گا۔پھرکہے کہ صرف متعہ سے کام نہیں بنے گامنی میں ہم گانے بجانے کاانتظام بھی کریں گے ، اس لئے کہ ابن حسن اورعبداللہ بن جعفرکامسلک یہ ہے کہ گانے بجانے میں کوئی حرج نہیں۔

پھرہم کہیں گے کہ شراب کاانتظام بھی ہوناچاہئے ، میں زیادہ نہیں پیوں گاکہ نشہ آجائے اوراشربہ اربعہ (انگورکی پکی ہوئی شراب، انگورکی کچی شراب ، منقہ کی شراب، کھجورکی شراب) کے علاوہ ہوبشرطے کہ مسکرنہ ہوامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک اس کی گنجائش ہے۔تودنیابھرکی شراب بھی منگوالیں گے۔اب آپ بتائے کہ جب یہ سب چیزیں وہاں ہوں گی تومنیٰ کوہم منیٰ کہیں گے یاپالی وڈکہیں گے۔اورتقلیدغیر شخصی کایہی نتیجہ ہوگا؛اس لئے تقلید شخصی میں دین کی حفاظت ہے اورتقلیدغیر شخصی میں مصیبت ہے۔

پھریہ کہ اگرکوئی تقلیدغیر شخصی کرے گاتواس میں بہت سارے مضرات ہیں الایہ کہ کسی مسئلے میں تنگی ہواورمجتہدین وزمانے کے فقہاءضرورت کی وجہ سے دوسرے امام کے قول پرفتوی دیں توجائزہے ، جیسے بہت سارے مسائل میں احناف نے امام مالک کے قول پرفتوی دیاہے ، یاجیسے شافعیہ کامسلک یہ ہے کہ مس مراء ۃ ناقض وضوہے ، لیکن حرم میں جب لوگ طواف کرتے ہیں توہجوم اوررش(Rush) میں مس مراء ۃ ہوتاہے اورطواف کے لئے وضوضروری ہے اس لئے شافعیہ نے اس مسئلہ میں احناف کے قول پرفتوی دیاہے۔اسی طرح احناف کامذہب یہ ہے کہ اگرامام کے پیچھے نمازپڑھے اوراس کے آگے عورتوں کی صف ہے یعنی تین عورتیں اکٹھی کھڑی ہیں توپیچھے والے کی نمازنہیں ہوتی، اورحرم میں عورتیں آگے کھڑی رہتی ہیں اورپیچھے مردہوتے ہیں تواس مسئلہ میں احناف دوسرے مذاہب پرصرف حرم میں فتوی دیتے ہیں اورکہتے ہیں کہ ضرورت کی وجہ سے نمازہوجائے گی۔لیکن ہم اورآپ یہ کام نہیں کریں گے اس کام کے لئے محققین علماء بیٹھے ہیں۔ضرورت الگ بات ہے اورخودمجتہدبن کرہرایک مسئلہ میں جودل چاہے لے لیناالگ چیزہے۔

- تقلید شخصی پر اعتراضات اوران کا مختصر جواب:

- اعتراض نمبر1) تقلید شخصی کہاں ہے ؟اور کہاں آیاہے کہ ابو حنیفہ کی تابعداری کرو۔

جواب: احادیث میں کلیات کا ذکر ہوتاہے ، جزئیات کا ذکر نہیں ہوتا۔حدیث میں یہ کہاں ہے کہ بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے ؟حدیث میں یہ کہاں آیاہے کہ امام بخاری کا درجہ امیر المؤمنین فی الحدیث ہے؟!تواسی طرح احادیث میں یہ موجود نہیں ہے کہ امام ابو حنیفہ کی تقلید کرو،ہاں یہ موجود ہے : ”وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ“ (لقمان:۱۵) اور ایسے شخص کا راستہ اپناؤ جس نے مجھ سے لولگار کھی ہے۔یعنی ”مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ“ کی تقلید کرواور ”مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ“ میں امام ابو حنیفہ وغیرہ شامل ہیں۔

اگر کسی شخص کے 10 بیٹے ہوں اوران میں سے 6کاانتقال ہوجائے صرف چاررہ جائیں اوروراثت چارلے لیں تواس پر کوئی اعتراض نہیں کہ صرف 4نے وراثت کیوں لی۔اسی طرح بہت سے مجتہدین تھے، مثلا: سفیان ثوری ، داؤد ظاہری وغیرہ وغیرہ لیکن ان کے مذاہب ختم ہوگئے صرف چارائمہ کے مذاہب باقی رہے ، اب اللہ تعالی نے چار کوباقی رکھااوربقیہ کو ختم کردیا، اب اس میں ہم کچھ نہیں کرسکتے۔باقی تقلید شخصی ”مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ“ اور: اقتدوابالذين من بعدي أبو بكر وعمرَ.(مسند الحميدي454) سے ثابت ہے۔

- اعتراض نمبر2) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تركتُ فيكم أمرين لن تضلّوا ما تمسّكتم بهما:كتاب الله وسنةَ نبيّه“۔ (موطأ مالک3348، جامع بيان العلم وفضله1389) جب قرآن وسنت موجود ہے توکسی امام کی تقلید کی کیا ضرورت ہے ؟

جواب:معاملات اوراحکام غیر متناہی ہیں جو معاملات وواقعات ہوتے ہیں وہ ختم ہونے والے نہیں ہیں۔اور قرآن وحدیث متناہی ہیں ، ان غیر متناہی واقعات کو قرآن وحدیث سے صراحۃً معلوم نہیں کیاجاسکتاہے، اس کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہوگی جس سے مسائل کا حل معلوم کرنے کا طریقہ آسان ہوجاتاہے۔اللہ تعالی نے فرمایا: ”اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔

ترجمہ:... اللہ تعالی نے دین کو مکمل کردیاہے یعنی دین میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے ، لیکن ہر مسئلے کا حل صراحۃً موجود نہیں ہے، بلکہ اشارۃ موجود ہے ، اوران اشارات کو سمجھنے والے مجتہدین ہیں۔مجتہدین کا کام غیر منصوص کو منصوص سے معلوم کرناہے ، مثال کے طورپر رسول اللہ ﷺ نے فرمایاہے کہ جب پانی میں مکھی گرجائے تواس کوڈبودواوربقیہ پانی پی لو۔معلوم ہواکہ مکھی کے پانی میں پڑنے سے پانی ناپاک نہیں ہوا، لیکن اگر کوئی آگے یہ کہے کہ اگر پانی میں مچھر، بھڑاورپروانہ گرگیاتواس کا کیاحکم ہے ؟شریعت میں صراحۃًاس کا حکم موجود نہیں ، لیکن فقہانے یہ کہاکہ مکھی میں دم سائل نہیں اس لئے پانی میں گرنے سے پانی نجس نہیں ہوتااسی طرح جن چیزوں میں بھی دم سائل نہ ہوان کے پانی میں گرنے سے پانی نجس نہیں ہوگا۔اس کواجتہاد کہتے ہیں ، چنانچہ فقہانے لکھاہے کہ جس میں دم سائل نہ ہووہ پانی کوناپاک نہیں بناتا۔

اشکال نمبر3)شریعت میں حکم ہے کہ آسان چیز کولیاکرو، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں : قد تركتكم على البيضاء ليلُها كنهارِها۔ (سنن ابن ماجہ43)

اورحدیث میں آتاہے : إن الدين يسر، ولن يشادَّ الدين أحدٌ إلّا غلَبه. (صحیح البخاری939)دین آسان ہے ، دین کے ساتھ جو بھی مقابلہ کرے گادین اس پر غالب آجائے گا۔

اورحدیث میں آتاہے : ما خُيّرَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين إلّا أخذ أيسرهما. (صحیح البخاری3560)اورجب شریعت میں آسانی ہے تواگرامام ابو حنیفہ کے مسلک میں کوئی آسان بات ہے تواس کو لیناچاہئے اوراگرامام شافعی کے مسلک میں کوئی آسان بات ہے تواس کو لیناچاہئے اور مشکل کو چھوڑدیناچاہیے۔

جواب: اس کاایک جواب یہ ہے کہ جب دوچیزوں میں اختیاردیاجاتاتھاتورسول اللہ ﷺ امورِدنیویہ میں آسان کواختیارفرماتے تھے ، نہ کہ اموردینیہ میں؛ اس لئے کہ اموردینیہ میں رسول اللہ ﷺ مشکل سے مشکل کوپسندکرتے تھے، قصیدہ بردہ میں ہے :

ظلمتُ سُنّۃ مَنْ اَحيَ الظّلام اِلى اَنْ اشتكتْ قدَماه الضّرَّ مِن ورَمِ

میں نے اس نبی کی سنت پر ظلم کیاجوراتوں کوجاگتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک سوج گئے۔کیایہ آسان ہے ؟!

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نمازپڑھی، تورسول اللہ ﷺ نے پہلی رکعت میں سورت بقرہ اوردوسری میں آل عمران اورتیسری میں نساء اورچوتھی میں مائدہ پڑھی۔ اورجتناقیام کیااتنارکوع کیااورجتنارکوع کیااتناسجدہ کیااورجتناسجدہ کیااتناہی جلسہ کیااوراتناہی قومہ کیا"۔(سنن ابی داؤد874)۔

اندازہ لگایئے کیایہ آسان ہے؟!معلوم ہواکہ دینی معاملات میں رسول اللہ ﷺ مشکل سے مشکل کوپسندفرماتے تھے۔روزے کثرت سے رکھتے تھے، ایام بیض کے روزے رکھتے تھے ، شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ جہاداوربھوک وپیاس کی مشقتوں کوبرداشت کرتے تھے۔کیایہ آسان کام ہے ؟!معلوم ہواکہ مذکورہ حدیث شریف میں مراددنیوی کاموں میں آسانی کواختیارکرناہے ، مثلادوراستوں میں سے جوآسان راستہ ہوا ہواس کواختیارفرمایا، پیدل بھی چل سکتے تھے اورسواری بھی موجودہے توسواری کواختیارفرمایا۔

اورحدیث میں آتا ہے : الدنیاسِجْنُ المؤمن وجنۃُ الکافر".(صحیح مسلم2956)۔مومن کے لئے دنیااس لئے جیل ہے کہ وہ دنیامیں دینی معاملات میں تکلیف برداشت کرتاہے ، اسی لئے مسلمان کومکلف کہتے ہیں۔مکلف کامطلب یہ ہے کہ اس کے اوپرکلفت وپریشانی ڈالی گئی ہے اگرآسانی ہوتوپھرمکلف کیسے بن گیا؟

دوسراجواب یہ ہے کہ جن چیزوں میں شریعت نے صراحۃً اختیاردیاہے کہ یہ کرویایہ کرو۔ اس میں آپ ﷺ آسان کواختیارفرماتے تھے۔ مثلا: اگرکوئی قسم کھاکرحانث ہوجائے تواس کے لئے آیت کریمہ : "فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ" .(المائدۃ: 89)میں اختیاردیاگیاہے کہ حانث ہونے والاشخص ان تینوں میں سے جس کوچاہے اختیارکرسکتاہے۔یاجیسے اگرکوئی محرم حرم کے جانورقتل کرے ، توآیت کریمہ : فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا.(المائدۃ:۹۵) میں ان چیزوں کے درمیان اختیاردیاگیاہے کہ ان میں سے جس کوچاہے اختیارکرے۔

- ائمہ اربعہ :

1)امام مالکؒ:93ھ سے179ھ تک

2)امام ابوحنیفہؒ:70ھ یا80ھ سے150ھ تک نام: نعمان بن ثابت بن زوطہ بن ماہ

3)امام شافعیؒ:150ھ سے204ھ تک؛نام: محمد بن ادریس بن عثمان بن شافع؛مشہوراساتذہ:امام وکیع اورامام محمد

4)امام احمد بن حنبلؒ:164ھ سے241ھ تک

امام ابو حنیفہؒ (70یا80-150)

امام ابوحنیفہؒ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف ہے، اکثرنے 80 کی روایت کوراجح قراردیاہے اورمولانامحمدعاشق الٰہی رحمہ اللہ تعالی نے" الخیرات الحسان "کے حاشیہ (ص43-44)میں متعددوجوہ ترجیح کی بنیادپر70 کی روایت کوراجح قراردیاہے۔

حنیفہ کا معنی : شریعت مستقیمہ پرچلنے والے اوراس کے مجتہد۔یہ ثابت نہیں کہ ان کی کوئی بیٹی تھی ، جس کانام حنیفہ تھا۔نعمان خون کو بھی کہتے ، جیسے خون بدن کے لئے ضروری ہے اسی طرح امام ابوحنیفہ کااجتہاد بھی شریعت کے لئے ضروری ہے۔نعمان کاایک معنی : پھول اورخوشبو بھی ہے۔تقریباً اس پراتفاق ہے کہ امام ابوحنیفہ تابعی ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے دوپوتے ہیں : عمراوراسماعیل۔

عمرکہتے ہیں: كان زوطي مملوكالبني تيم الله بن ثعلة فأعتق۔یعنی امام ابوحنیفہ بنی تیم کے معتَق تھے۔اسماعیل جودوسرے پوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ: والله ماوقع علينارق قط. یعنی ہمارے باپ دادامیں کوئی رقیق نہیں تھا۔(أخبارأبي حنيفة وأصحابه،ص15)

امام ابوحنیفہؒ کی صحابہ کرام کی رؤیت ثابت ہے اورروایت میں اختلاف ہے۔رویت کے بارے میں کہتے ہیں کہ ابوالطفیل ، عامر بن واصلہ ،عبداللہ بن حارث بن جزع ، انس بن مالک رضی اللہ عنہم کودیکھااورحضرت عائشہ بنت عجرۃرضی اللہ عنہاکی ملاقات کی۔خطیب بغدادی ، دارقطنی روایت کے منکرہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے صحابہ کرام سے روایت نہیں لی ہے۔اورعلامہ سیوطی ، عبدالقادر قرشی رویت اورروایت دونوں کے قائل ہیں۔اوراس زمانے میں ایسی کتابیں لکھی گئی ہیں جس میں امام ابوحنیفہؒ کی صحابہ کرام سے روایات کوبیان کیاہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے مشہوراساتذہ میں امام شعبی ،سلیمان بن مہران الاعمش،ابواسحاق السبیعی،سلمہ بن کہیل، ابن شہاب زہری، قاسم بن عبدالرحمن ، نافع مولی ابن عمر، حمادبن ابی سلیمان، عطاء بن أبي رباح اورقتادہ وغیرہ ہیں۔حافظ ذہبی نے" سير أعلام النبلاء" (6/390-391) میں امام صاحب کے چالیس سے زائدکباراساتذہ کے اسماء شمارکرائے ہیں۔علامہ ابن حجرالہیتمی نے الخیرات الحسان (ص٥٦) میں امام ابوحفص کبیرسے نقل کیاہے کہ آپ کے صرف ان اساتذہ کی تعدادجوتابعی ہیں چارہزارہے اورغیر تابعی اساتذہ بے شمارہیں۔

آپ کے مشہورتلامیذیہ ہیں:عبداللہ بن مبارک جوکہتے ہیں کہ اگراللہ تعالی مجھے دوآدمیوں سے فائدہ نہیں پہنچاتے ایک سفیان دوسرے ابوحنیفہ تومیں بھی ایک عام آدمی ہوتا۔عبداللہ بن مبارک فتوی امام ابوحنیفہ کے قول پردیتے تھے۔یحی بن معین ، یحی بن سعیدالقطان ، ابوعاصم النبیل جوامام بخاری کے راویوں میں سے ہیں ، یزیدبن ھاورنؒ، وکیع بن جراح ، مکی بن ابراہیم جن سے بخاری میں گیارہ ثلاثیات مروی ہیں ، اسی طرح یحیی بن زکریا، عبدالرزاق مصنَّف کے مصنِّف یہ سب بڑے بڑے حضرات امام ابوحنیفہ کے تلامیذہیں۔صاحب الجواہرالمضیۃ فرماتے ہیں کہ آپ کے تلامذہ کی تعدادتقریباًچارہزارہے۔ روى عَن أبي حنيفَة رضي الله عَنهُ وَنقل مذْهبه نَحْو من أَرْبَعَة آلَاف نفر (الجواہرالمضیۃ1/55)۔ابن حجرالہیتمیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کے تلامذہ کی تعدادکوضبط کرناممکن نہیں ،اسی لئے بعض ائمہ نے فرمایاہے کہ جتنے آپ کے تلامذہ تھے اتنے ائمہ متبوعین میں کسی کے نہیں تھے۔بعض متاخرین محدثین نے نام ونسب کے ضبط کے ساتھ آپ کے آٹھ سوتلامذہ کاذکرکیاہے۔(الخیرات الحسان 60)

آپ کی تصانیف میں : کتاب الأذكار، کتاب الرای، الفقہ الأبسط، الفقہ الاوسط ، الفقہ الاکبر، کتاب اختلاف الصحابۃ کتاب الآثار جس کوامام ابوحنیفہ نے چالیس ہزاراحادیث سے منتخب کیا۔اورکتاب الآثار کی لوگوں نے بڑے خدمت کی ہے ، اس کے رجال پر قاسم

بن قطلوبغانے الایثارلرجال کتاب الآثارنامی کتاب لکھی۔ابن حجرنے تعجیل المنفعۃ کے نام سے کتاب لکھی جس میں ائمہ اربعہ کی روایات کی تحقیق ہے۔

– امام ابوحنیفہ پراشکالات اوران کے مختصر جوابات:

-اشکال نمبر1)امام ابوحنیفہ کوامام نسائی نے ضعیف کہاہے، فرماتے ہیں : نعمان بن ثابت أبوحنيفة ليس بالقوي في الحديث۔ (الضعفاء والمتروکین للنسائی ص100)

جواب:اس کاالزامی جواب یہ ہے کہ اگربڑے بڑے ائمہ کوکسی نے ضعیف کہاہوتواس کاکوئی اعتبارنہیں۔جیسے سمندرمیں پیشاب کرنے سے سمندرناپاک نہیں ہوتا۔یحیٰی بن معین نے امام شافعی کی تضعیف کی ہے(الوافی بالوفیات1/46)توکیاامام شافعیؒ ضعیف ہوجائیں گے ؟!

علامہ کرابیسی نے امام احمدؒکی تضعیف کی ہے(سیر أعلام النبلاء9/471) (مشہورروایت توثیق کی ہے اورامام حاکم فرماتے ہیں کہ مجھے یحیی بن معین کی مرویات میں کوئی بھی روایت امام شافعی پرطعن سے متعلق نہیں ملی۔(تہذیب التہذیب 9/13))توکیاامام احمدؒضعیف ہوجائیں گے؟!

امام ذہلی نے امام بخاریؒ کی تضعیف کی ہے توکیاامام بخاریؒ ضعیف ہوجائیں گے؟!

اورابوحاتم اورابوزرعہ دونوں نے امام بخاریؒ کومنکرالحدیث کہاہے ، توکیاامام بخاری منکرالحدیث ہوجائیں گے؟!

امام احمدؒنے امام اوزاعی کی تضعیف کی ہے ، توکیاامام اوزاعی ضعیف ہوجائیں گے؟!ابن حزم نے ترمذی کومجہول کہاہے(تہذیب التہذیب 9/388)توکیاامام ترمذیؒ مجہول ہوجائیں گے ؟

امام نسائی کولوگوں نے شیعہ کہاہے ، توکیاامام نسائی شیعہ ہوجائیں گے۔معلوم ہواکہ اگرکسی مسلَّم امام پرکوئی تنقیدکرے تواس تنقیدکاکوئی اعتبارنہیں ہے۔ویسے توکسی نے کہاہے :

مانجااللّٰہُ والرَّسولُ معًا   مِن لسان الورَی فکیف أنا
قِیل: اِنّ الاِلٰہ ذوولد   قِیل: اِنّ الرسولَ قدکھنا

اللہ اوررسول دونوں لوگوں کی زبان سے نجات نہیں پائے تومیں کیسے بچوں گا، بعضوں نے اللہ کی اولادہے اوربعض نے رسول کوکاہن کہا۔

دوسراجواب یہ ہے کہ امام نسائی نے اس سے رجوع کیاہے ؛ اس لئے کہ امام نسائی نے کہاہے کہ جوکچھ میں نے نسائی میں کہاہے وہ صحیح ہے اورنسائی کے بعض نسخوں میں لیس علی من أتی بہیمۃ حدٌّ۔یہ روایت نقل کی ہے اوراس کی سندمیں امام ابوحنیفہ ہے ، اگرامام حنیفہ ضعیف ہوتے تووہ اس روایت کوکیسے نقل کرتے جب کہ امام نسائی فرماتے ہیں کہ میں نسائی میں صرف صحیح روایت کونقل کرتاہوں۔اوریہ روایت بعض نسخوں میں موجودہے۔معلوم ہواکہ امام نسائی نے اپنے قول سے رجوع کیاہے۔

دوسراجواب یہ ہے کہ امام نسائی نے اس سے رجوع کیاہے ؛ اس لئے کہ امام نسائی ’’ السنن الکبری‘‘(7341)میں ابوحنيفة عن عاصم کی سندسے ’’ لیس علی من أتی بہیمۃ حدٌّ‘‘ روایت کونقل کرنے کے بعدفرماتے ہیں : ’’ہذاحدیث غیرصحیح وعاصم بن عمرضعیف

فی الحدیث"۔ اگرامام ابوحنیفہ ان کے نزدیک ضعیف ہوتے تووہ اس روایت علت میں ان کا بھی ذکر کرتے۔معلوم ہواکہ امام نسائی نے اپنے قول سے رجوع کیاہے۔

اس رجوع کی مثال ایسی ہے جیسے عبداللہ بن مبارک سے اوزاعی نے کہا: من ہذاالمبتدع الذي خرج بالکوفة یکنی أباحنیفة؟ عبداللہ بن مبارک خاموش ہوگئے اورتیسرے دن واپس آکرامام اوزاعی کوکچھ مسائل دکھائے جس میں ابوحنیفہ کے بجائے نعمان بن ثابت کی طرف منسوب تھے۔امام اوزاعی نے ان مسائل کودیکھ کرفرمایاکہ یہ توبہت اعلی درجہ کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔عبداللہ بن مبارک نے کہا: یہ وہی ابوحنیفہ ہیں جن کوآپ مبتدع کہہ رہے تھے۔چنانچہ اوزاعی نے اپنے قول سے رجوع کیا۔(تاریخ بغداد13/338، أوجزالمسالک 1/179)

یاجیسے ابن عدی نے امام ابوحنیفہ کی تضعیف کی تھی لیکن جب امام طحاوی کے تلمیذہوگئے توپھراپنے قول سے رجوع کرلیا۔

امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں شعبہ کہتے ہیں : کان واللہ ثقة ثقة۔یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں: واللہ جالسنا أباحنیفة وسمعنامنہ وکنت واللہ إذانظرت إلیہ عرفت أنہ یتقي اللہ عزوجل.(تاریخ بغداد13/352)ہم ابوحنیفہ کی ساتھ بیٹھے ، ان سے سنااوران کودیکھا، معلوم ہواکہ وہ اللہ سے ڈرتے ہیں۔اسی طرح امام ابوحنیفہ کے بارے میں یحیی بن معین کہتے ہیں : کان ثقة لایحدث إلابمایسمع ماسمعت أحدایجرحہ۔ثقہ تھے اوربغیرسنے ہوئے بیان نہیں کرتے تھے ، میں نے نہیں سناکہ کوئی ان پر تنقید کرتاہو۔علی بن مدینی کہتے ہیں: روی عنہ ابن المبارک ثقة لابأس بہ۔

اشکال نمبر2) ذہبی نے میزان الاعتدال(4/265) میں کہاہے : النعمان بن ثابت إمام أہل الرأی ضعّفہ النسائی من جہة حفظہ وابن عدي، وآخرون۔

جواب: یہ عبارت الحاقی ہے ، اس لئے کہ امام ذہبی نے بڑے بڑے ائمہ کاتذکرہ تذکرة الحفاظ میں کیاہے ، اورمیزان الاعتدال میں مجروحین کاتذکرہ کیاہے۔امام ذہبی میزان الاعتدال کے مقدمہ(1/31) میں خودتحریرفرماتے ہیں: " وکذالاأذکرفي کتابي من الأئمة المتبوعین في الفروع أحداً لجلاتہم في الإسلام وعظمتہم في النفوس؛ مثل أبي حنیفة، والشافعي، والبخاري". امام ذہبی نے تذکرة الحفاظ (1/126-129)میں امام ابوحنیفہ کاتذکرہ بڑے شاندارانداز میں کیاہے۔معلوم ہواکہ امام ابوحنیفہ کاتذکرہ تذکرة الحفاظ میں ہے ، میزان الاعتدال میں نہیں ہے۔

دوسراقرینہ یہ ہے کہ حافظ ابن حجرنے اپنی کتاب لسان المیزان کومیزان الاعتدال پرمرتب کیاہے اورلسان المیزان میں اس کاذکرنہیں۔اگرمیزان الاعتدال میں امام ابوحنیفہ کاذکرہوتاتولسان المیزان میں بھی ہوتا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے فرمایاہے کہ میں نے دمشق کے مکتبہ ظاہریہ اورحلب کے مکتب احمدیہ میں میزان الاعتدال کاخطی نسخہ دیکھا،اسی طرح رُباط میں بھی میزان الاعتدال کامخطوطہ دیکھاجومصنف کے سامنے متعددمرتبہ پڑھاگیا، ان میں سے کسی میں بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کاتذکرہ موجودنہیں ہے۔(تعلیقات الشیخ عبدالفتاح أبوغدة علی الرفع والتکمیل،ص122-126) نیزبعدوالے محققین نے بھی اس کاذکرنہیں کیا، معلوم ہواکہ یہ عبارت کسی غیرمقلدنے حاشیہ پرلکھی اورپھربعدمیں حاشیہ سے لے کرکتاب کے اندرداخل کردی گئی۔

-اشکال نمبر3) امام دارقطنی نے ابوحنیفہؒ کوضعیف کہاہے؛ اپنی سنن میں حدیث: "من کان لہ إمام فقراء ة الإمام لہ قراء ة"کونقل کرنے کے بعدفرماتے ہیں: "لم یسندہ عن موسی بن أبي عائشة غیر أبي حنیفة والحسن بن عمارة وہماضعیفان"(سنن الدارقطنی، 1246)

جواب: دارقطنی بہت بعدمیں پیداہوئے ، جب امام ابوحنیفہ کے معاصرین نے ان کی توثیق کی ہے تو۱۵۰/ سال بعدپیداہونے والے شخص کی تضعیف کاکوئی اعتبارنہیں۔

چوتھااشکال:ابن خلکان نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی طرف قلت عربیت کومنسوب کرتے ہوئے لکھاہے کہ امام ابوحنیفہ سے کسی نے پوچھا: اگرکوئی کسی کومثقل سے قتل کرے توکیااس پرقصاص ہے ؟ امام ابوحنیفہ نے کہاجی ، اس پرقصاص ہے۔اس نے کہا: ولوقتلہ بحجرالمنجنیق؟ امام ابوحنیفہ نے کہا: ولوقتلہ بأباقبیس. ابوحنیفہ کواتنابھی نہیں معلوم تھاکہ" أبي قبیس" پڑھناچاہئے یا"أباقبیس "۔(وفیات الاعیان5/413)

جواب: یہ ان لوگوں کے مذہب پرمبنی ہے جواسماء ستہ کوہرحال میں منصوب سمجھتے ہیں۔جیسے :

إنَّ أباهاوأباأباها قد بلغَافي المجْدِ غايَتاها (الإنصاف فی مسائل الخلاف بین النحویین: البصرین والکوفیین 1/18)

وأباأبیھاکی جگہ أباأباھا آیاہے۔اورخودبخاری (3668)میں ہے : أنت أباجہل۔أنت أبوجہل کی جگہ۔اس لئے کہ یہ بھی ایک قراءت ہے۔

اوربعض حضرات کہتے ہیں کہ أباقبیس: الخشبۃ التي یوضع علیہ اللَّحم۔أباقبیس اس لکڑی کوکہتے ہیں جس پرگوشت رکھ کرکاٹاجاتاہے ۔یعنی اگرچہ اس لکڑی کے ساتھ اس کومارے۔

امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ : الناس عیال فی الفقہ علی أبي حنیفۃ۔(سیر أعلام النبلاء6/403)

امام شافعیؒ سے یہ بھی مروی ہے کہ : قدسلم لہ جمیع الناس ثلاثۃ أرباع الفقہ وہولایسلم لہم الربع. (المرقاۃ المفاتیح 1/29-30)

لوگوں نے تسلیم کیاکہ علم فقہ کے تین حصے ابوحنیفہ کے پاس ہیں اورایک چوتھائی حصہ دوسروں کے پاس ہے۔اس کامطلب یہ ہے کہ علم فقہ دوچیزیں ہیں :سوال وجواب۔اگرکسی نے یہ کیاتواس کاکیاحکم ہے ، اگرکسی نے وہ کیاتوکیاحکم ہے۔سوالات سب ابوحنیفہ نے مرتب کئے ، اس لئے کہ سب سے پہلے امام وہی ہیں اورجوابات بھی انھوں نے دئے۔جوابات میں سے آدھے لوگوں نے تسلیم کئے اورآدھے کی مخالفت کی۔اورجب آدھے کوتسلیم نہیں کیاتوایک ربع دوسروں کے لئے ہوااورتین ربع ان کے لئے ہوگئے۔مثال کے طورپرہم فرض کریں کہ چارہزارسوالات انھوں نے مرتب کئے اورپھرچارہزارسوالات کے چارہزارجوابات دئے اس طرح کل آٹھ ہزارہوگئے ۔ سوالات توسب لوگوں نے تسلیم کئے کہ ابوحنیفہ نے ان کومرتب کیااورجوابات میں سے دوہزارکوتسلیم کیااوردوہزارمیں مخالفت کی ، توجن دوہزارمیں موافقت کی ان کوچارہزارسوالات کے ساتھ ملادیں توکل چھ ہزارہوگئے۔اس طرح چھ ہزارکاعلم ان کے لئے تسلیم کیاگیااوردوہزاردوسروں کے لئے ہوا۔

مسبوط سرخسی(1/3) میں اس قول کوامام شافعی کے شاگردابن سریجؒ کی طرف منسوب کیاگیاہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی ذہانت وذکاوت کے بے شمارواقعات ہیں ان کی سوانح کی کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

-اشکال نمبر5) صحاح ستہ میں امام ابوحنیفہؒ کی روایت نہیں ہے۔

جواب: اس کاالزامی جواب یہ ہے کہ بخاری میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کی بھی روایت نہیں ہے توکیاامام شافعی مردودہوگئے۔ صحیح مسلم میں امام بخاری کی روایت نہیں ہے توکیاامام بخاری مردودہوگئے۔معلوم ہواکہ کسی کتاب میں کسی کی روایات کانہ ہونااس کے غیرمقبول ہونے کی دلیل نہیں ہے۔بلکہ مصنفین نے ان روایات کوجمع کیاہے جوگم ہوسکتی تھیں۔ائمہ اربعہ کی روایات فقہ میں مشہورہوچکی تھیں اس لئے ان کومحفوظ رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اشکال نمبر 6)ابن خلدون نے لکھاہے کہ امام ابوحنیفہ قلیل الحدیث تھے ، ان سے صرف سترہ احادیث مروی ہیں۔(تاریخ ابن خلدون 1/ 561)۔

جواب: امام ابوحنیفہؒ نے جن احادیث سے استدلال کیاہے وہ توسیکڑوں پر مشتمل ہیں۔اورایک عالم نے اس کاجواب دیاکہ یہ توبڑے تعجب کی بات ہے کہ فقہ کے سارے مسائل کوصرف سترہ احادیث سے نکالا، اس سے بڑھ کراور کیاذہانت ہوسکتی ہے۔اصل میں ان کی احادیث سترہ دفتر(رجسٹر) میں تھیں۔

لوگوں میں یہ واقعہ بھی مشہورہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حجام سے چارسنتیں سیکھی۔حجام ان کابال صاف کررہاہے توابوحنیفہ سے کہا:

1)تلبیہ پڑھو

2) قبلہ کی طرف منہ کرو

3) عظمین تک حلق ہوناچاہئے

4) یمین میری طرف کرو

شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ نے اس روایت کی الرفع والتکمیل(ص393) میں تحقیق کی ہے اورلکھا ہے کہ یہ روایت منقطع ہے اگرچہ لوگوں میں مشہورہے۔خوداس کے اندردلیل موجودہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے ، اس لئے کہ حلق کرانے کے وقت تلبیہ نہیں ہے ، تلبیہ تورمی جمرات کے ساتھ ختم ہوجاتاہے اوررمی جمرات پہلے ہے ، حلق بعدمیں ہے۔معلوم ہواکہ یہ روایت کسی نے اپنی طرف سے بنائی ہے۔

اسی طرح لوگوں میں مشہورہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے چالیس سال تک عشاء کے وضوسے فجر کی نمازپڑھی۔

علامہ کوثری اور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ وغیرہ حضرات نے اس واقعہ کی تردیدکی ہے کہ سندکے لحاظ سے یہ واقعہ صحیح نہیں ہے۔

امام مالکؒ امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:" لوأرادأن یجعل ہذاالعمودذہبالجعلہ۔اگروہ اس ستون کوسونابناناچاہیں توکرسکتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالی نے ان کوایسی ذہانت اورفطانت عطافرمائیں ہے کہ لکڑی کواپنی دلیل کی قوت سے سونابناسکتے ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کی ذہانت کے واقعات ان کی سوانح میں دیکھے جاسکتے ہیں، یہاں اس کی گنجائش نہیں صرف ایک واقعہ بیان کرتاہوں: امام ابوحنیفہؒ کومعلوم ہواکہ امام ابویوسف نے ان کی اجازت کے بغیرتدریس شروع کی ہے ، توامام ابوحنیفہ نے کسی کوبھیجاکہ جاؤابویوسف سے پوچھوکہ نماز فرض سے شروع کرتے ہیں یاسنت سے ، اگروہ کہتے ہیں کہ فرض سے ، توکہو: غلط ہے۔اوراگروہ کہیں کہ سنت سے ، توکہو: غلط ہے۔

دوسرامسئلہ :ان سے پوچھوکہ ایک آدمی نے دھوبی کودھونے کے لئے کپڑادیااوردھوبی نے انکارکیاکہ تم نے مجھے کوئی کپڑانہیں دیا، پھراللہ تعالی کاخوف پیداہوااورکپڑاواپس کردیا، اب اس کے لئے اجرت واجب ہے یانہیں؟ اگرابویوسف کہیں کہ واجب ہے ، توکہو: غلط ہے۔اوراگرکہیں کہ واجب نہیں ،توکہو: غلط ہے۔دونوں جواب ابویوسف نے دئے اورسائل نے دونوں جوابوں کی تغلیط کی۔ تیسراسوال یہ کیاکہ کسی مسلمان کے نکاح میں عیسائی عورت ہے اس کاانتقال ہوااوروہ حاملہ تھی، اب اس کومسلمانوں کی قبرستان میں دفن کریں گے یاعیسائیوں کی قبرستان میں؟ جوبھی جواب دیں،کہو: غلط ہے۔

چوتھاسوال یہ کیاکہ ایک دیگ ہے اس میں شورباااوربوٹیاں ہیں ایک چڑیاآئی اوراس میں گرکرمرگئی ، اب اس دیگ کے گوشت کوکھایاجائے گایانہیں؟ جوبھی جواب دیں ، کہو: غلط ہے۔

پانچواں سوال یہ کیاکہ ایک شخص کی ام ولدنے مولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیااور مولی کاانتقال ہوگیاتوکیااس پرعدت واجب ہوگی، یانہیں ؟ جوبھی جواب دیں ، کہو: غلط ہے۔(الأشباہ والنظائرص:424-425)۔

امام ابویوسف نے تدریس چھوڑی اوردوڑکرآئے کہ حضرت جواب بتادیجئے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: نمازسنت اورفرض دونوں سے شروع کرتے ہیں؛ اللہ اکبرکہنافرض ہے اورہاتھ اٹھاناسنت ہے۔دوسرے مسئلہ میں اگردھوبی نے قبل الانکارکپڑادھویاتواس کے لئے اجرت ہے ، اوراگربعدالانکارکپڑادھویاتواس کے لئے اجرت نہیں ہے کیونکہ اس نے اپنے خیال میں اپناکپڑادھویاہے۔اورکتابیہ عورت اگرمرگئی تواس کونہ تومسلمانوں کی قبرستان میں دفن کریں گے کیونکہ وہ مسلمان نہیں اورنہ توعیسائیوں کی قبرستان میں دفن کریں گے کیونکہ بچہ مسلمان ہے ، اس کودونوں قبرستانوں سے الگ دفن کیاجائے گا۔اورچوتھے مسئلے میں جس وقت پرندہ گرکرمراہے اگراس وقت دیگ ابل نہیں رہی تھی توشورباکوگرادیاجائے گااوربوٹیاں تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائیں گی ، کیونکہ اندرنجاست سرایت نہیں کی ہے۔اوراگردیگ ابل رہی تھی توابلنے کی وجہ سے اس کے گوشت کوبھی پھینک دیاجائے گا، کیونکہ ابلنے کی وجہ سے پرندے کی نجاست کودیگ میں موجودگوشت نے کھینچ لیا۔

ایک شخص نے کہاکہ اللہ تعالی سے پہلے کون ہے ؟اوراللہ تعالی کس طرف دیکھ رہے ہیں ؟اوراللہ تعالی کیاکررہے ہیں؟

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا:الف سے پہلے کیاہے ؟ اس نے کہاکچھ بھی نہیں۔آپ نے کہاجب الف سے پہلے کچھ بھی نہیں تواللہ تعالی سے پہلے بھی کچھ بھی نہیں ،اللہ ہمیشہ کے لئے ہے قدیم ہے اس کی نہ ابتداہے اورنہ انتہا۔اورچراغ جلاکرپوچھاکہ چراغ کی روشنی کس طرف ہے؟ اس نے کہا: ہرطرف۔ آپ نے فرمایااسی طرح اللہ تعالی کانورہرطرف ہے ”اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ (النور:35)۔

تیسرے جواب کے لئے آپ نے فرمایاتم نیچے اترجاؤمیں کرسی پربیٹھوں گا؛ کیونکہ تم سائل ہواورمیں جواب دوں گا۔وہ اترگیا،امام ابوحنیفہ کرسی پربیٹھ گئے اورسائل سے کہاکہ اللہ تعالی نے یہ کیاکہ تم کوکرسی سے اتارااورمجھ کوکرسی پربٹھایا۔

ائمہ کی طرف احادیث میں اشارے بھی موجودہیں جوکتب احادیث میں مذکورہیں، مثلا: ” لوکان الدینُ عندَ الثُّریّالذہَب بہ رجلٌ من فارسَ -أوقال- مِن أبناء فارِسَ حتَّی یتناولہ “۔(صحیح مسلم230)اگردین ثریاستارے کے پاس ہوتاتوکچھ اہل فارس اس تک پہنچ جاتے۔اس میں امام ابوحنیفہ کی طرف اشارہ ہے؛ اس لئے کہ ان کے آباء واجدادفارس کے رہنے والے تھے۔غیرمقلدین کہتے ہیں کہ اس سے مرادامام بخاری وامام ترمذی ہیں۔بہت اچھی بات ہے ، لیکن حدیث میں ثریاکاذکرہے اورثریاستارے کوکہتے ہیں اورستارے صحابہ کرام ہیں۔حدیث میں آیاہے: أصحابي کالنجوم۔اس حدیث میں کلام ہے لیکن دوسرے احادیث میں اس کی تائیدموجودہے۔معلوم ہواکہ حدیث مذکورسے مرادوہ ہے جوستارے تک پہنچنے والاہے اورصحابہ کرام تک پہنچنے والے امام ابوحنیفہؒ ہیں؛ کیونکہ وہ تابعی ہیں۔امام بخاری اورامام ترمذی اپنی جگہ بڑے محدث ہیں، لیکن وہ تابعی نہیں ہیں۔

- امام بخاریؒ کے حالات

امام بخاریؒ کانام: محمد بن إسماعیل بن إبراہیم بن مغیرۃ بن بردزبۃاورایک روایت میں تاج الدین سبکی نے بززبۃ ذکر کیاہے۔ابراہیم کے حالات معلوم نہیں۔سب سے پہلے مغیرہ یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، اس لئے امام بخاری کو جعفی بھی کہتے ہیں ۔حدیث میں آتاہے : ماالسنۃ فی الرجل یسلم علی یدی رجل؟ قال : ہو أولی بہ فی حیاتہ ومماتہ۔یعنی جو آدمی کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوجائے وہ اس سے قریب ہے دنیامیں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔دنیاکامطلب یہ ہے کہ اگر مولی اسفل نے کوئی جنایت کی تومولی اعلی اس کی دیت دیگااوراگر مولی اسفل مر گیاتومولی اعلی اس کاوارث ہو گا۔

اسماعیل امام ابوحنیفہ کے تلمیذ تھے ، لیکن حافظ ابن حجرنے اس کوذکرنہیں فرمایا، متقدمین نے اس کوذکر کیاہے۔

امام بخاری 13شوال بروز جمعہ 194میں پیداہوئے اورلیلۃ العید256ھ میں آپ کی وفات ہوئی اورعیدکے روزآپ کی نمازجنازہ ہوئی۔جس جگہ آپ مدفون ہوئے اس کوخرتنگ کہتے ہیں۔اوربعدمیں اس جگہ کانام خواجہ آبادہوگیا۔اورخواجہ کا معنی: محترم ہے۔

امام بخاریؒ ابتداسے صاحب حفظ اورصاحب ذہانت ہے،شاعر کہتاہے:

کان البخاری حافظاومحدثا جمع الحدیث وکمل التحریر

میلادہ صدق ومدۃ عمرہ فیہاحمیدوانتزی فی نور

امام بخاری حافظ تھے محدث تھے ، حدیث کوجمع کیامکمل صاف کرکے۔ان کی تاریخ پیدائش ست (جس کاعدد194) ہے۔اوران کی مدت عمرمیں حمیدکالفظ ہے (جس کاعدد62)اوروفات پاگئے تھے نورمیں ، جس کاعدد(256) ہے۔

امام بخاری دس سال کی عمرمیں حافظ الحدیث بن گئے تھے اور محدث داخلی کے پاس ایک مرتبہ گئے توانہوں حدیث بیان کی: سفیان عن أبي الزبیر عن إبراہیم۔توامام بخاری نے کہا: آپ اپنی کتاب کی طرف رجوع کرلیں، ایسی نہیں ہے۔انھوں نے اپنی کتاب منگوائی اورامام بخاری سے کہا: بتایئے صحیح کیاہے ؟امام بخاری نے فرمایا: سفیان عن زبیربن عدی عن إبراہیم۔اس لئے کہ سفیان أبوالزبیرسے روایت نہیں کرتے ، بلکہ زبیربن عدی سے روایت کرتے ہیں۔

اوربغدادوسمرقندکاواقعہ مشہورہے کہ جب امام بخاری وہاں گئے تولوگوں نے امام بخاری کے امتحان کے لئے 100 احادیث کو خلط ملط کرکے امام بخاری کے سامنے پیش کیا۔امام بخاری ہرحدیث کے بارے میں فرماتے : لاادری۔پھرجب سواحادیث ختم کی توامام بخاری کہنے لگے : پہلی حدیث کامتن یہ ہے اورسندیہ ہے ، دوسری حدیث متن یہ ہے سندیہ ہے۔حافظ ابن حجرفرماتے ہیں کہ اس پرتعجب نہیں ہے کہ امام بخاری نے صحیح احادیث کوبیان کیا، تعجب اس پرہے کہ ان کاغلط بھی امام بخاری کویادہوگیاکہ آپ نے یہ غلط بیان کیاتھا، صحیح یہ ہے۔

16سال کی عمرمیں عبداللہ بن مبارک کی کتابوں کوحفظ کرلیاتھا۔

بعض ساتھیوں نے امام بخاری سے کہاکہ آپ نہیں لکھتے اپناوقت ضائع کرتے ہیں۔امام بخاری نے کہاآپ مجھ سے پوچھ لیں۔جب لوگوں نے امام بخاری سے پوچھاتوانھوں نے 15000احادیث کواپنے حافظہ سے سنادی، اس کے بعدان کے ساتھی اپنی لکھی ہوئی احادیث کی تصحیح امام بخاری کے حافظہ سے کراتے تھے ، کہ کتابت میں غلطی ہوسکتی تھی ، لیکن ان کے حافظہ میں غلطی نہیں ہوتی تھی۔

امام بخاری کے اساتذہ: إبراہیم بن المنذرالمکی، مکی بن ابراہیم، محمدبن سلام بیکندی ، جب امام بخاری ان کے پاس آتے تووہ مرعوب ہوجاتے کہ اتنے بڑے محدث میرے سامنے آگئے۔أبوعاصم النبیل ، احمدبن ولیدان سب سے بخاری میں روایات موجودہیں۔

اسفار: آپ نے شام، بغداد، مکہ مکرمہ ، مدینہ منورہ، خراسان سب جگہوں میں علم کوحاصل کیا۔

آپ کے تلامذہ:امام مسلم ، (امام مسلم امام بخاری کے اتنے معتقدتھے کہ آپ نے فرمایا:یاسیدالمحدثین یااستاذالاستاذین،یاطبیب الحدیث فی علله دعنی أقبل رجلیک۔اورجب امام بخاری کے استاذمحمدبن یحیی ذہلی امام بخاری کے مخالف ہوئے توامام مسلم نے محمدبن یحیی ذہلی کی احادیث کوواپس کردیااورامام بخاری کے ساتھ لازم وملزوم رہے۔اسی طرح امام ترمذی امام بخاری کے قول کواکثرعلل الحدیث میں نقل کرتے ہیں، لیکن امام بخاری کے مذہب کونقل نہیں کرتے ، یعنی امام ترمذی بھی سمجھتے ہیں امام بخاری امام فی علل الحدیث ہیں ، امام فی الفقہ نہیں۔چنانچہ آپ سنن ترمذی میں دیکھتے ہیں کہ امام ترمذی ، سفیان ثوری امام مالک امام شافعی امام احمداوردیگرحضرات کے مذاہب کونقل کرتے ہیں ، لیکن امام بخاری کامذہب نقل نہیں کرتے۔

اسی طرح امام نسائی ، أبوحاتم رازی اورأبوزرعہ رازی دونوں نقل الرجال کے امام ہیں۔ابراہیم بن اسحاق وغیرہ۔

محمدبن یحیی ذہلی امام بخاری کے پاس آکرسوالات کرتے اورامام بخاری اس طرح جواب دیتے تھے جس طرح تیرہوامیں چلتاہے۔ یعنی فرفرسب ان کویادتھا۔

-ثناء مشائخ علیہ:

-امام بخاری کے اساتذہ نے ان کی تعریف کی ہے۔امام احمداورابوحاتم رازی رحمہمااللہ تعالی فرماتے ہیں: ماأخرجت خراسان مثل محمدبن إسماعیل البخاری۔خراسان نے ان کی مثال کوپیش نہیں کیا۔ اس زمانے میں خراسان کبیربہت جگہوں پر مشتمل تھا، ازبکستان،تاجکستان اورافغانستان کامغربی وشمالی علاقہ ، ایران کاموجودہ خراسان، ہرات یہ سب خراسان میں شامل تھا، اوراب خراسان کبیرموجودنہیں۔اورخراسان صغیراس وقت ایران میں ایک صوبہ ہے اوربس، باقی کوآج کل خراسان نہیں کہتے۔پہلے زمانے میں ازبکستان کوبھی خراسان کہتے تھے اورازبکستان سے جانب شمال میں واقع علاقے جیسے تاجکستان وغیرہ اس کواُس زمانے میں خوارزم کہتے تھے۔

-اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں : یامعشرأصحاب الحدیث أنظرواإلی ہذاالشاب واکتبواعنہ فإنہ لوکان فی زمن الحسن البصری لاحتاج إلیہ فی معرفة الحدیث وفقہہ۔اے اصحاب حدیث تم اس جوان کودیکھواوران سے احادیث کولکھو، کیونکہ اگریہ حسن بصری کے زمانے میں ہوتے تووہ بھی حدیث اورفقہ کی معرفت میں ان کے محتاج ہوتے۔

-قتیبة بن سعیدفرماتے ہیں: جالست الفقہاء والعبادفمارأیت مثل محمدبن إسماعیل البخاری، وہوکعمر ۔میں فقہاء اورعابدین کے ساتھ بیٹھا، لیکن امام بخاری کامثل نہیں دیکھا، اوروہ ایسے تھے جیسے حضرت عمر۔یعنی حضرت عمررضی اللہ تعالی عنہ نے قرآن کریم کی حفاظت کی تدبیرکی جب کہ مختلف لوگ مختلف قراء تیں پڑھتے تھے اورایک دوسرے کی تغلیط کرتے تھے ، توحضرت عمررضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابوبکررضی اللہ تعالی عنہ کوقرآن کریم ایک قراء ت پرجمع کرنے کی طرف توجہ دلائی۔حضرت ابوبکررضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: میں وہ کام کیسے کرسکتاہوں جس کورسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔حضرت عمررضی اللہ تعالی عنہ باربارکہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے حضرت ابوبکررضی اللہ تعالی عنہ کے سینے کوکھولااورحضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے

حضرت عمرؓ کی تقلید شخصی کی (بخاری میں یہ روایت موجود ہے)اورحضرت عمرؓ قرآن کریم کی حفاظت کاذریعہ بن گئے۔اسی طرح اللہ تعالی نے امام بخاریؒ کے ذریعہ صحیح احادیث کی حفاظت فرمائی۔انھوں نے صحیح احادیث کوضعیف احادیث سے الگ کردیا۔اگرچہ صحیح بخاری کے بعض راویوں پرکلام ہے، لیکن اکثرراوی صحیح ہیں۔اوردوسری بات یہ ہے کہ جہاں کوئی ضعیف راوی ہے وہ اکثرفضائل اعمال میں ہے اورفضائل اعمال میں ضعیف روایت قبول ہے، نیزممکن ہے کہ امام بخاری کے نزدیک وہ ضعیف نہ ہو۔توامام بخاری نے حدیث کی حفاظت میں وہ کام کیاجوحضرت عمررضی اللہ تعالی عنہ نے قرآن کریم کی حفاظت میں کیاتھا۔

-ابن خزیمہ فرماتے ہیں: ماتحت أدیم السماء أعلم بالحدیث من محمدبن إسماعیل البخاری۔

محمدبن بشارکہتے ہیں:دنیامیں حافظین حدیث چارہیں: امام مسلم ہیں نیشاپورمیں ، امام دارمی ہیں سمرقندمیں ، ابوزرعہ رازی میں ری میں ، محمدبن اسماعیل بخاری ہیں بخاری میں۔

رجاء بن مرجع فرماتے ہیں :فضل البخاری علی الناس کفضل الرجال علی النساء۔

فلاس کہتے ہیں: کل حدیث لایعرفہ محمدبن إسماعیل البخاری فلیس بحدیث۔

-امام بخاری تقوی کے بڑے مقام پرفائزتھے

-ان کے والدصاحب جوبہت چیزوں کے مالک تھے فرماتے تھے : ماترکت فی مالی درہمامشتبہا۔ان کی جائدادکاہرمہینہ پانچ سودرہم کرایہ آتاتھاجسے امام بخاری فقرامساکین اورطالب علموں پرخرچ کرتے تھے۔

-امام بخاری کے ایک شاگردنے خواب میں دیکھاکہ : یضع قدمہ علی قدم النبی ﷺ۔وہ رسول اللہ ﷺ کے قدم پرقدم رکھتے تھے یعنی آپ ﷺ کی اتباع کرتے تھے۔

صدقہ کرنے کی وجہ سے کبھی اتنے فقیرہوتے تھے کہ ایک مرتبہ درس کے لئے نہیں نکلے ، معلوم ہواکہ آپ کے پاس کپڑے نہیں ہیں ، پھرآپ کے لئے کپڑوں کاانتظام کیاگیااورآپ درس کے لئے نکلے۔

ایک مرتبہ بیمارہوئے ، جب ان کے قارورے (پیشاب) کودیکھاگیاتوطبیب نے کہاکہ یہ پیشاب اس راہب کے پیشاب کے ساتھ مشابہ ہے جوکھانانہیں کھاتا۔

-امام بخاری علمی مشغلہ کے باوجودسنت کی اتباع میں تیرکونشانہ پرمارتے تھے اورفرماتے تھے کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کام کیاہے اس لئے میں بھی کرتاہوں۔

-ایک مرتبہ حجامت کرائے اورحجامت میں حجام کوایک درہم دیااورکہاکہ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے درہم دیاتھااس لئے میں بھی درہم دیتاہوں۔ شیخ شعیب ارناؤوط نے لکھاہے کہ یہ توثابت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجام کودرہم دیا، بلکہ ایک صاع کھجوردیاتھا۔لیکن ممکن ہے ایک صاع کھجورایک درہم کے برابرہو۔

-اسی طرح کشتی کاواقعہ مشہورہے کہ امام بخاری کشتی میں جارہے تھے اوران کے پاس دراہم تھے ، کسی نے دراہم دیکھ لیاپھرچیخنے لگاکہ میرے پاس اتنے دراہم تھے وہ گم ہوگئے پتہ نہیں کس نے چوری کرلیا۔امام بخاری سمجھ گئے کہ اس نے میرے دراہم دیکھے ہیں اوراس کوحاصل کرنے کے لئے ایساکررہاہے امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے وہ سب کے سب سمندرمیں ڈال دیا۔جب تلاشی لی گئی توکسی کے پاس نہیں ملا۔پھراس آدمی نے امام بخاری سے کہاکہ آپ کے پاس تودراہم تھے ، کہاں گئے ؟امام بخاری نے کہاکہ میں علم حدیث کی خدمت کرتاہوں، میرے پاس جودراہم تھے اگرچہ وہ میرے تھے لیکن اگراس وقت مل جاتے تومیرے

اوپر تہمت لگ جاتی اورپوری زندگی میں حدیث کے بیان سے رہ جاتا، کیونکہ تہمت کی وجہ سے لوگ میری حدیث کوقبول نہیں کرتے ، اس لئے میں نے دراہم کے نقصان کو قبول کیالیکن اپنے محدث ہونے اوراپنی عزت کوخراب نہیں کیا۔

یہ بھی ان کے تقوی میں لکھاہے کہ ایک مرتبہ بھڑنے ان کوسترہ مرتبہ کاٹا، لیکن نمازمیں منہمک رہے اور نماز نہیں توڑی، نمازسے فارغ ہونے کے بعدجب کپڑادیکھاتومعلوم ہواکہ اس میں بھڑ ہے۔

-یہ بھی لکھاکہ امام بخاری کے کسی پر پچیس ہزاردرہم تھے۔لوگوں نے کہاکہ آپ کے پاس ثبوت ہے آپ محکمہ میں جاکرطلب کریں۔ امام بخاریؒ نے فرمایا: میں پچیس ہزاردرہم کی وجہ سے محکمہ اورعدالت کاچکرنہیں لگاسکتا۔آپ نے پچیس ہزاردرہم چھوڑدیااور معاف کردیا۔

-ایک مرتبہ امام بخاریؒ نے اجازت کے بغیرکسی کی دیوارمیں کیل لگائی پھربعدمیں یادآیاکہ میں نے توان سے اجازت نہیں لی تھی ، آپ صاحب دیوارکے پاس گئے اوراس سے معافی مانگی۔

-قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ آپ کواس قدرمحبت تھی کہ رمضان میں نمازتراویح میں روزآنہ ایک قرآن کریم ختم کرتے تھے اورتراویح کے علاوہ ہرتیسرے روزایک قرآن کریم ختم کرتے۔

جوشخص علم کی خدمت کرتاہواس پرابتلاء ات بھی آتی ہے ، امام بخاری رحمہ اللہ تعالی پربھی آزمائشیں آئیں ، یہاں تک کہ آپ کوچارمرتبہ نکالاگیا۔

-خروج اول: امام بخاری کوزمانے کے فقہانے منع کیاتھاکہ آپ فتوی نہ دیاکریں ، لیکن امام بخاری نے یہ فتوی دیاکہ اگرایک بچہ اوربچی دونوں نے ایک بکری کادودھ پیاتوان میں رضاعت ثابت ہوجائے گی۔یہ واقعہ مشکوک ہے کہ اتنے بڑے محدث کویہ مسئلہ معلوم نہیں کہ بکری کی وجہ سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یانہیں۔بہرحال خروج اول یہ لکھاہے اگرچہ یہ واقعہ مشکوک ہے۔

دوسراخروج جویقینی ہے :امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے ایمان کومخلوق کہا، توکسی نے کہاکہ دیکھوایمان کومخلوق کہتے ہیں، تواس وجہ سے امام بخاری کونکالاگیا۔

ایمان کومخلوق کہنے کی تفسیریہ ہے کہ اگرایمان کے معنی ہوں لاالہ الااللہ۔تولاالہ الااللہ، اللہ تعالی کی صفت ہے اوراللہ تعالی صفت مخلوق نہیں ہے اس لئے ایمان مخلوق نہیں ، لیکن اگرایمان کامطلب یہ ہوکہ انسان اقرارکرے یاآدمی تصدیق کرے یاآدمی یقین کرے۔تویہ حادث۔اس معنی میں ایمان مخلوق وحادث ہے۔مثلاہماراایمان یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے ایک ہونے کی تصدیق کی ، جب ہم پیدانہیں ہوئے تھے توتصدیق نہیں تھی ، جب ہم پیداہوئے توتصدیق کرلی توہم بھی حادث ہیں اورہماری تصدیق بھی حادث ہے۔اوریہ کوئی ایسی بات نہیں جوباعث خروج ہو۔لیکن یہ لکھاہے کہ ایمان کومخلوق کہنے کی وجہ سے ان کونکالاگیا۔

-خروج ثالث: اس زمانے کے بخاریٰ کے حاکم نے کہاکہ آپ آکرہمارے بچوں کوپڑھائیں ۔امام بخاری نے فرمایا: العلم یؤتی ولایأتی۔یعنی آپ کے بچوں کوآناچاہئے میں نہیں آؤں گا۔ پھراس نے درخواست کی کہ جب میرے بچے ہوں توآپ دوسروں کودرس میں شرکت کی اجازت نہ دیں۔امام بخاری نے فرمایا: العلم لایُمنع۔اس کی وجہ سے حاکم عباسی (شایداحمدبن خالدنام تھا)ناراض ہوااوراس نے امام بخاری کونکالا۔

-خروج رابع: محمدبن یحیی ذہلی امام بخاری کے استاذتھے اورآپ ان سے بخاری میں روایات لے تے ہیں لیکن کبھی داداکانام لے تے ہیں محمدبن عبداللہ اور کبھی داداکے باپ کانام لے تے ہیں محمدبن خالداور کبھی صرف محمدکہتے ہیں محمدبن یحیی نہیں کہتے۔باوجوداس

کے کہ محمد بن یحیی کے ساتھ امام بخاری کی تلخی پیدا ہوگئی اوران سے ناراض ہوگئے تھے پھر بھی ان سے روایات لیتے ہیں۔امام مسلم ان سے روایت نہیں لیتے۔

محمد بن یحیی ذہلی نیشاپور کے رہنے والے تھے اورامام بخاری سے درخواست کی کہ آپ یہاں آجائیں تاکہ لوگ آپ سے استفادہ کریں۔امام بخاری بخاریٰ سے نیشاپور آئے اور شہر سے کئی میل باہر لوگوں نے امام بخاری کا استقبال کیااور بہت اکرام کے ساتھ امام بخاریؒ کو لے آئے ، جب امام بخاری کا درس شروع ہواتوان کے درس میں بے شمار لوگ آئے تو محمد بن یحیی ذہلی کے اشارے پر یااتفاقاً کسی نے سوال کیاکہ قرآن کریم مخلوق ہے یاغیر مخلوق؟ امام بخاری نے جواب دینے سے اعراض کیا۔جب بار باراس نے سوال کیاتوامام بخاری نے کہا: القرآن کلام اللہ غیر مخلوق وافعال العباد مخلوق۔اورایک روایت ہے کہ آپ نے یہ کہا: لفظی بالقرآن مخلوق وألفاظنامن أفعالناوأفعالنامخلوقۃ۔ان الفاظ میں بظاہر کوئی حرج نہیں ، یعنی قرآن کریم اللہ تعالی کاکلام ہے اور غیر مخلوق ہے اورالفاظ ہمارے افعال ہیں اوروہ مخلوق ہیں۔بہر حال لوگوں نے یہ بات مشہور کردی کہ امام بخاری قرآن کریم کو مخلوق کہتے ہیں۔ اس وجہ سے محمد بن یحیی ذہلی نے اپنے تلامیذ کو منع کیاکہ آپ بخاری کے پاس نہ جائیں ، انھوں نے امام مسلم کو بھی منع کیا، لیکن امام مسلم نہ رکے اورامام بخاری کے ساتھ رہے اورذہلی سے کٹ گئے۔یہ سلسلہ کچھ مدت تک چلا،پھرامام بخاری کوکسی نے مشورہ دیاکہ اس علاقہ یعنی نیشاپوروغیرہ میں محمد بن یحیی ذہلی اوران کے تلامیذ کااثرورسوخ زیادہ ہے اس لئے آپ کو یہاں سے نکل جاناچاہیے ، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالی وہاں سے نکل کر بخاریٰ واپس آگئے۔

پھر سمرقندوالوں نے آپ کوبلایا، امام بخاری سمرقندجانے کی تیاری کررہے تھے کہ معلوم ہواکہ سمرقندوالوں کااس بات میں اختلاف ہے کہ بخاری کوبلائیں یانہ بلائیں۔اس لئے امام بخاری نے سمرقندجانے کاارادہ موقوف کردیاہے۔پھر بخاری کومعلوم ہواکہ سمرقندوالوں نے اتفاق کرلیاہے کہ امام بخاری کوآناچاہیئے۔پھرامام بخاری رحمہ اللہ تعالی جانے کے لئے تیارہوئے ، لیکن اس کے ساتھ ہی آپ نے چنددعائیں کی، ایک دعایہ کی : اللہم إن الأرض قدضاقت علی فاقبضنی إلیک غیر مفتون۔یہ دعاان کی قبول ہوئی اور ان کے سامنے سواری لائے جانے سے پہلے ہی امام بخاری رحمہ اللہ تعالی بیمارہوگئے اوربہت پسینہ نکلااوروہیں پرچنددن کے اندرلیلۃ العیدمیں آپ کاانتقال ہوگیااورعیدکے روزآپ کودفن کیاگیا۔یہ مشہورواقعہ ہے کہ دفن آپ کودفن کرنے کے بعدآپ کی قبر سے کئی دنوں تک ایسی خوشبوآتی رہی جودنیاوالی خوشبونہیں تھی۔لوگ وہاں سے مٹی اٹھانے لگے اورکافی دنوں کے بعدبعض حضرات کی دعاسے یہ سلسلہ بندہوا۔اوریہ ایساہی ہے جیساکہ پاکستان میں مولانااحمدعلی لاہوری رحمہ اللہ تعالی کی قبر سے کئی دن تک خوشبوآتی اورجنھوں نے اس خوشبوکوسونگھاتھاان میں سے آج بھی بہت سے باحیات ہیں ، پھربعدمیں بعض بزرگ مولاناعبداللہ درخواستی وغیرہ کی دعاؤں سے یہ سلسلہ بندہوگیا۔

اوریہ بھی مشہورہے کہ کسی نے خواب میں دیکھاکہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے ساتھ انتظارمیں کھڑے ہیں ، خواب دیکھنے والے نے پوچھاکہ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: امام بخاری آرہے ہیں میں ان کے استقبال کے لئے کھڑاہوں۔

خالدبن احمدحاکم بخاریٰ جوامام بخاری کامخالف تھااس کے اوپربھی عتاب اورآزمائشیں آئیں ، عباسی بادشاہ نے اس کومعزول کیااورسزادی۔

اگر کوئی اشکال کرے کہ موت کی دعامانگناممنوع ہے ، حدیث میں آتا ہے :موت کی تمنامت کرواوراگر کرتے ہوتویوں کہو: اے اللہ مجھے حیات دے جب تک کہ میرے لئے حیات بہتر ہے ، اورموت دے دے جب میرے لئے موت بہتر ہے۔اللہم احینی مادامت الحیاۃ خیرالی وتوفی إذاکانت الوفاۃ خیرالی۔

جواب: اگرموت کی تمناکسی دنیوی مصیبت کی وجہ سے ہوتوممنوع ہے اوراگرموت کی تمنالوگوں کے ایمان بچانے یااپنے آپ کوفتنے سے بچانے کے لئے ہو،یاآخرت اوراللہ تعالی کی ملاقات کے شوق میں ہوتوممنوع نہیں ہے۔امام بخاری کی دعا لوگوں کوفتنے سے بچانے کے لئے تھی ، کیونکہ لوگ امام بخاری سے بغض وعنادمیں مبتلاہورہے تھے۔حضرت علیؓ کے زمانے میں جوفتنے تھے ، سب کومعلوم ہے، اسی زمانے میں جنگ جمل جنگ صفین ہوئی۔حضرت علیؓ نے فرمایا: اے اللہ مجھے وفات دے دے اس لئے کہ میں ان سے تنگ آگیااوریہ مجھ سے تنگ آگئے۔آپ نے فرمایا: اللہم توفنی فقدسئمونی وسئمت۔اورحضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: توفنی مسلماوألحقنی بالصالحین۔اورحضرت مریم کاقول: یالیتنی مت قبل ہذاوکنت نسیامنسیا۔انھوں نے موت کی تمناکی کہ لوگ فتنے میں پڑیں گے۔اورفتنہ ظاہرہے کہ لوگ ان کی طرف غلط نسبت کریں گے ، بعض لوگ ان کوالوہیت تک پہنچائیں گے اوربعض لوگ ان کوگناہ کی طرف منسوب کریں گے۔اسی طرح آخرت کے شوق میں موت کی تمناکرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، حضرت ابوہریرہ اورحضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہماسے مروی ہے کہ انھوں نے موت کی تمناکی اورفرماتے تھے : غدانلق الأحبۃ محمداوحزبۃ۔اورحضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ایک جہادمیں بغیرتلوارکے گھوم رہے تھے ، کسی نے کہاآپ توایسے گھوم رہے ہیں ، جیساکہ آپ اپنے گھرمیں ہوں۔حضرت علی نے فرما: مجھے پرواہ نہیں ہے کہ میں موت پرگرجاؤں یاموت میری طرف آئے ۔ایک توشاعرلوگ ہیں جوخامخواہ موت کی تمناکرتے ہیں ، مثلا:

ألا موت يباع فأشتريه	فهذا العيش ما لا خير فيه
ألا موت لذيذ الطعم يأتي	يخلصني من العيش الكريه
إذا أبصرت قبرا من بعيد	وددت بأنني مما يليه
ألا رحم المهيمن نفس حر	تصدق بالوفاة على أخيه

– امام بخاری کی مصنفات :

امام بخاریؒ تعالی کی مشہورتصانیف میں: 1)'' الأدب المفرد'' ہے جوچھپی ہوئی ہے، جس کے اخلاقیات سے متعلق احادیث مذکورہیں۔

2)التاریخ الصغیر، التاریخ الکبیر، قضائے صحابہ جس کومصنفؒ نے 18سال کی عمرمیں چاندکی روشنی میں لکھاتھا۔

اسی طرح التاریخ الکبیر، التاریخ الاوسط ،الجامع الکبیر، المسندالکبیر، خلق افعال العباد، جزء رفع الیدین، جزء قراء ۃ خلف الإمام، کتاب العلل ، کتاب الوحدان،کتاب الکنی،برالوالدین ، کتاب الرقاق۔یہ سب امام بخاری کی تصنیفات ہیں اوران میں سب سے زیادہ مشہورتصنیف آپ کی صحیح بخاری ہے۔

امام بخاریؒ دومرتبہ نابیناہوگئے تھے۔ایک مرتبہ بچپن مین نابیناہوئے توان کی والدہ نے بہت گڑگڑاکردعائیں کیں اوران کی والدہ کی دعاؤں کی برکت سے آپ کی بصارت لوٹ آئی۔اورپھرجوانی میں ایک مرتبہ نابیناہوگئے تھے ، پھردعائیں کرکرکے ان کی بینائی واپس آئی اورایسی واپس آئی کی چاندکی روشنی میں کتاب لکھتے تھے۔

- صحیح بخاری کانام: الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وسننہ وأیامہ۔
یا: الصحیح الجامع المسند من أقوال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وأفعالہ یہ نام ہے۔

-امام بخاری کامسلک: تاج الدین سبکی اورابن ابی یعلی حنبلی نے امام بخاری کو حنبلی لکھاہے۔ لیکن حقیقت میں آپ نہ حنبلی تھے نہ شافعی ، نہ حنفی تھے ،بلکہ مجتہد تھے۔اور بعض حضرات کا حنبلی یاشافعی کہنابعض مسائل مشہورہ میں ان کے ساتھ موافقت کی وجہ سے ہے۔ جیسے امام مسلم کوصدیق حسن خان اور تاج الدین سبکی نے شافعی کہاہے ، حالانکہ وہ بھی نہ شافعی تھے نہ حنفی تھے بلکہ اپنے مسلک کے مجتہد تھے۔

-کتاب کی تصنیف:امام بخاری نے اس کتاب کی تصنیف ۲۱۷ھ میں شروع کی اور233ھ ختم کی۔اس لئے کہ اس کتاب کو جن حضرات پر پیش کیاہے ان میں یحیی بن معین بھی شامل ہیں جنھوں نے234ھ میں وفات پائی۔معلوم ہوا کہ234ھ سے پہلے233ھ میں یہ کتاب مکمل ہوئی۔آپ نے اس کتاب کی تصنیف میں 16سال لگائے۔

-تعدادروایات بخاری: اس میں مرفوع غیر مکرر روایات 2602ہیں۔ معلق روایات۱۵۹ہیں اور مکررات کوملا کر۷۲۶۲ہیں۔اور بعض ۷۴۳۷کہتے ہیں۔اور مرفوعات تعلیقات مکررات سب ملاکر9082ہیں۔ بہر حال اس تعدادمیں بہت زیادہ اختلاف ہے کہ مکرر کتنی ہیں اور غیر مکرر کتنی ہیں،تعلقات کتنی ہیں۔ آج کل یہ مسئلہ آسان ہیں اس لئے کہ ہرحدیث کانمبرہوتاہے ، آخری حدیث کانمبر دیکھ لیں پتہ چل جائے گاکہ کل حدیث کتنی ہیں۔
امام بخاری کی اپنی کتاب صحیح بخاری کو23سال پڑھایااوران سے ان کے90000 تلامیذنے یہ کتاب پڑھی اوررسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کوابوزید محدث نے دیکھا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: یاأبازید إلی ماتدرس کتاب الشافعی ولاتدرس کتابی۔توابوزید نے کہا: ماذاکتابک یارسول اللہ۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میری کتاب صحیح بخاری ہے۔
-اس کتاب کی چند خصوصیات:
1)اس میں مصنف نے تراجم الابواب کورکھاہے جودقیق ہے اورلطائف ومذاہب سے بھرے ہوئے ہیں ، اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ فقہ البخاری فی تراجمہ۔اس جملے کے دومطلب ہیں : 1)اگر آپ بخاری کے مذہب اوران کی فقاہت کومعلوم کرناچاہتے ہیں توان کے تراجم کودیکھیں۔2) اگرآپ امام بخاری کی لطفات، نزاکت ،دقت فہم اورحکمت کودیکھناچاہتے ہیں توتراجم کودیکھو۔اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ : تمام تراجم الابواب میں امام بخاری کے تراجم سب سے مشکل ہیں۔حضرت شیخ زکریاؒ نے تراجم الابوب کے لئے اپنی تقریر بخاری میں تقریبا50اصول لکھے ہیں۔
2) بخاری شریف کی تلاوت کے بعد دعاقبول ہوتی ہے۔خصوصااسماء بدریین کی تلاوت کے وقت۔
3) امام بخاری یسمی عندالفترۃ۔یعنی امام بخاری بیماری وغیرہ کی وجہ سے اگردوران تصنیف وقفہ ہوجاتاتوبسم اللہ سے دوبارہ شروع کرتے ہیں۔

4)جہاں کسی کے قول کوبطورمذاکرہ نقل کرتے ہیں وہاں قال فلان کہتے ہیں ، حدثنی نہیں کہتے۔اورضعیف روایت کے لئے صیغہ تمریض استعمال کرتے ہیں اور کبھی کبھی روایت بالمعنی کے لئے بھی تمریض کاصیغہ استعمال کرتے ہیں۔
5)جہاں ایک کتاب ختم ہوتی ہے اوردوسری کتاب یاباب شروع ہوتاہے تواس کے آخرمیں ایساکلمہ لاتے ہیں جوکلمہ کتاب کے ختم ہونے پردال ہویابقول حضرت شیخ مولانامحمد زکریارحمہ اللہ تعالی کے وہ کلمہ انسان کے ختم ہونے اوراس کی موت پردال ہو۔اس عمل کوبراء ۃ الاختتام کہتے ہیں۔براء ت کی دوقسمیں ہیں براعۃ الاستہلال اوربراعۃ الاختتام۔

براعۃ الاستہلال اس کوکہتے ہیں کہ کتاب کے خطبہ میں ایسے کلمات لائے جائے جوکتاب کے مضمون پردلالت کرتے ہوں۔استہلال کے معنی ہیں: بچے کاولادت کے وقت رونا۔جس طرح بچے کارونااس کی حیات پردلالت کرتاہے اسی طرح براء ۃ الاستہلال آنے والے مضامین پردلالت کرتاہے۔

اسی طرح استہلال کے معنی ہیں: چاند تلاش کرنا، دیکھنا۔اورچاندکاتلاش کرنااس باب پردلالت کرتاہے کہ چاندہے۔اورجوشخص پہلی رات کاچاند دیکھتاہے وہ دوسروں کوبھی دکھاتاہے۔اوربراء ت کے معنی ہیں : تفوق۔اورایساخطبہ جس میں کتاب کے مضامین کی طرف اشارہ ہودوسرے خطبوں پرفائق ہوتاہے۔

6) اس میں بائیس (22) ثلاثیات ہیں ، جن میں گیارہ مکی بن ابراہیم سے مروی ہے جوامام ابوحنیفہ کے براہ راست شاگردہیں۔ل دوسری صحاح میں اتنی ثلاثیات موجودنہیں۔اورثلاثی حدیث میں کمال یہ ہے کہ وہ خیرالقرون : صحابی ، تابعی اورتبع تابعی پرمشتمل ہوتی ہے۔

7) اس میں احادیث مکررہ کم ہیں اورجواحادیث بظاہرمکررہیں ان میں حقیقت میں تکرارنہیں ، یاسندالگ ہوگی ، یامتن میں فرق ہوگا، یاکچھ اضافہ وترمیم ہوگی۔اس لئے امام بخاری نے ایک جگہ فرمایاہے کہ میں نے فلاں حدیث کواس جگہ اس لئے درج نہیں کیاتاکہ مکررنہ ہو۔

8)ابواب کے درمیان مناسب پائی جاتی ہے۔

9)اس میں جومتکلم فیہ راوی ہیں وہ اکثرامام بخاری کے اساتذہ ہیں۔اوراستاذکوآدمی اچھی طرح جانتاہے ، اس لئے اگرلوگ اسے ضعیف کہتے ہیں توکہتے رہیں ،مصنف کومعلوم ہے کہ اس روایت میں کوئی ضعف نہیں۔

- اس کتاب کے چارمشہورراوی ہیں:

1)محمدبن یوسف فربری، ان سے یہ کتاب بہت زیادہ پھیلی ، اس لئے کہ انھوں نے مصنف کی وفات کے بعد ۶۴ سال تک تدریس کی اوربہت سے لوگوں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔

2)حمادبن شاکر۔

3)إبراہیم نسفی۔

4)أبوطلحہ بزدوی۔

اس کتاب کومصنف نے چھ لاکھ احادیث سے منتخب کیا، گویاکہ مصنف کوچھ لاکھ احادیث متون واسانیدکے ساتھ محفوظ تھیں۔

- وجہ تصنیف

اس کتاب کو تصنیف کرنے کی دو وجوہات ہیں :

1)امام بخاری فرماتے ہیں : میں اسحاق بن راہویہ کے پاس موجود تھا، انھوں نے کہا:
کتنا اچھا ہو تا اگر کوئی ایسی کتاب لکھتا جس میں صرف صحیح روایات ہوں۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے قصد کیا کہ میں صحیح روایات کو جمع کروں گا، چنانچہ انھوں نے یہ کتاب لکھی۔

2)دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ خواب دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بدن مبارک سے میں مکھی دفع کررہا ہوں۔اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے کذب کو دور کروں گا۔

امام بخاری ہر حدیث کو درج کرنے سے پہلے غسل کرتے دو رکعت نفل پڑھتے پھر حدیث لکھتے ، اس طرح آپ نے سولہ سال کی مدت میں اس کتاب کو مکمل کیا۔اس کتاب کے ابواب کو مسجد حرام میں ، اور مسجد نبوی میں قبر اطہر اور منبر کے درمیان مسودہ سے مبیضہ بنایا، پھر مختلف جگہوں پر سولہ سال کی مدت تک احادیث کا اضافہ کرتے رہے۔

-مصنفؒ نے ای کتاب کی ابتداء میں حمد کا ذکر نہیں کی تو اسکی کئی وجوہات ہیں:

1)عند البعض: حمد کی حدیث ضعیف ہے سنداً(قرۃ بن عبد الرحمن ہے)اور موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے
ابو هریرۃؓ سے یا ابی بن کعب سے مروی ہے، معلوم نہیں
متناً بھی مضطرب ہے: بحمد اللہ، الحمد للہ، بسملہ ؛ ذکر اللہ
لیکن یہ بات غلط ہے کہ بڑے محققین نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ ابو عوانہ، ابن حبان، تاج الدین سبکی

- سعد بن عبد العزیز: مطابق حدیث موجود ہے اور ہو سکتی ہے کہ دونوں صحابی سے مروی ہو اور اگر چہ ضعیف ہے تب بھی عمل کے لئے کافی ہے اور مزید مصنف نے بعض ایسے عمل کیا جو کسی حدیث میں مذکور نہیں۔

2)اکتفی علی التلفظ لسانًا وھذا الدلیل مبنی علی حسن الظن

3)اظھار الصفات الکمالیۃ للہ تعالی، چاہے بسم اللہ یا الحمد للہ کی شکل میں تو مصنفؒ نے بسم اللہ لکھی ہے تو حمد پر عمل ہو الیکن یہ بھی جواب سمجھ میں نہیں آتا اسلئے کہ کوئی اپنی کتاب کو اللہ اکبر سے شروع کرے تو عامل بالحدیث کوئی نہیں کہے گا

4)بسم اللہ کی حدیث ایک اور خلاصہ: ذکر اللہ تو ذکر اللہ تو آگیا بسم اللہ میں لیکن یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا اسلئے کہ تینوں روایات ایک ہے اسلئے کہ عام طور پر ایک حدیث پر عمل کرتے۔

5)حمد کی حدیث منسوخ ہے حدیث بسملہ سے اسلئے کہ حدیبیہ کے موقعہ پر صرف بسم للہ لکھا لیکن یہ بات صحیح نہیں اسلئے کہ ممکن ہے کہ حمد کی حدیث حدیبیہ کے بعد کہی گئی ہو۔

6)انما لم یذکر الحمد اقتداءً بالقرآن اسلئے کہ قرآن میں بسم اللہ اور پھر اقرأ بسم ربک لیکن یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا اسلئے کہ اقتداء بالقرآن کے ساتھ اقتداء بالحدیث بھی ہونا چاہئے

7) الحمد للہ کا ذکر نہیں کیا تواضعًا اسلئے کہ میری کتاب اس قابل نہیں کہ اسکو کتاب کہا جائے لیکن یہ صحیح نہیں اسلئے کہ یہ خود تواضع کے خلاف ہے۔

8) حضرت زکریاؒ نے خواب میں دیکھا کہ بخاری شریف پڑھا رہا ہوں اور امام بخاریؒ پاس بیٹھے ہیں اور میں ترک حمد کی توجیہات ذکر کر رہا تھا، پھر امام بخاریؒ نے کہا کہ آپ نے ٹھیک کہا لیکن میں نے اصل کتاب کو مرتب ہی نہیں کیا بلکہ اجزاء تھے پہلے۔

-فرابری سے 12 راوی اور بخاری شریف کے نسخے 19 جن میں کریمہ بنت احمد تلمیذۃ ہیثم بن احمد کشمیہنی

سب سے اچھا جواب 9) کتابیں 2 قسم کی ہیں: 1) جو خطبہ پر مشتمل ہو

2) جو خطبہ پر مشتمل نہ ہو اور دیباچہ بھی نہ ہو تو حمد وصلوۃ بھی نہیں جیسے کہ خط میں

خطبہ: حمد کو ذکر کرتے　　　　علم کی شان کا ذکر

مثلاً کہتے کہ کتاب میں 5 چیزیں: 1) خطبہ: بسم اللہ حمد وصلوۃ

2) دیباچہ: فن کی تعریف، مقدمات

3) مقدمہ: کتاب کے موقوف علیہ چیزوں کا ذکر

4) مقاصد

5) خاتمہ

آپ ﷺ خطوط لکھتے تھے اور صرف بسم اللہ لکھتے تھے اسلئے کہ خطبہ پر مشتمل نہیں ہے بلکہ خط ہے جس طرح قرآن میں ہے تو جو کتاب خطبہ اور دیباچہ پر مشتمل ہے تو حمد وصلوۃ بھی ہے جیسے مسلم شریف میں۔

لما نقض الروم الصلح مع االمسلمین وعزلوا ملکتہم وملکوا علیہم نقفور کتب إلی ھارون یطلبہ بر د ما دفعتہ إلیہ الملکۃ السابقۃ من أموال وقال: افد نفسک بہ وإلا فالسیف بیننا وبینک، فغضب ھارون غضبًا شدیدًا وکتب علی ظھر الکتاب: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم من ھارون أمیر المؤمنین إلی نقفور کلب الروم قد قرأت کتابک یا ابن الکافرۃ والجواب ما تری لا ما تسمعہ“۔

شاعر:..........إذا ما أرسل الأمراء　　إلی الأعداء أرسلنا الکتاب

-اساتذہ کی لڑی(زنجیر):
-اساتذۂ دیوبند: مولانا بادشاہ گلؒ، مولانا معاذؒ، مولانا فضل رحیمؒ، مولانا صفدرؒ، مولانا نصیر خانؒ
مولانا حسین احمد مدنیؒ
شیخ الھند مولانا محمود حسنؒ
مولانا قاسم نانوتویؒ
شاہ عبد الغنیؒ
شاہ محمد اسحاقؒ
شاہ عبد العزیزؒ
شاہ ولی اللہؒ
-مفتی رضاء الحق حفظہ اللہ تعالی اور انہوں نے اجازت حاصل کی مولانا عاشق اِلہی بلند شہریؒ سے اور انہوں نے اجازت حاصل کی مولانا زکریاؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ سے اور انہوں نے اجازت حاصل کی مولانا مظہر نانوتویؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی حضرت شاہ محمد اسحاقؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی شاہ عبد العزیزؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے۔
-مولانا عبد الرحمن کامل پوریؒاور ان سے اجازت حاصل کی شیخ الھندؒاور مولانا خلیل احمدؒنے
-مفتی رضاء الحق حفظہ اللہ تعالی: انہوں نے اجازت حاصل کی مولانا فضل الہیؒاور مفتی فریدؒ سے اور انہوں نے اجازت حاصل کی مولانا نصیر الدین غرغشتویؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی مولانا قمر الدینؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی مولانا احمد علی سہارنپوریؒ سے اور انہوں نے اجازت حاصل کی شاہ محمد اسحاقؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی شاہ عبد العزیزؒسے
-عالی سند: مفتی رضاء الحق حفظہ اللہ تعالی: انہوں نے اجازت حاصل کی مولانا نصیر خانؒاور مولانا محمد قاسمؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی مولانا عبد الرحمن امروہیؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی شاہ فضل رحمن گنج مراد آبادیؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی شاہ عبد العزیزؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی شاہ ولی اللہؒسے۔
-مولانا عبد الرحمن امروہیؒنے اجازت حاصل کی حسین بن محسن یمانی بوپالی سے ....حازمی ....علامہ شوکانی
-مفتی رضاء الحق حفظہ اللہ تعالی: انہوں نے اجازت حاصل کی شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒسے اور انہوں نے اجازت حاصل کی شیخ زاہد کوثریؒ سے
-مفتی رضاء الحق حفظہ اللہ تعالی: انہوں نے اجازت حاصل کی شعیب محمد ارنؤوط اور انہوں نے اجازت حاصل کی شیخ حبشیؒسے (لبنان مین رہتے تھے)۔
-مفتی رضاء الحق حفظہ اللہ تعالی: انہوں نے اجازت حاصل کی شیخ صابونی حفظہ اللہ تعالی اور شیخ عوامہ حفظہ اللہ تعالی سے اورانہوں نے اجازت حاصل کی شیخ عبد اللہ سراج الدینؒسے۔
- عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ
- محمد بن سیرینؒ:لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء

- بسم اللہ الرحمن الرحیم ابتدائی جملہ اسمیہ
- بسم اللہ أبدأ جملہ فعلیہ یہ بہتر ہے (جیسے بسم اللہ أرقیک)
- اسم کی کیا ضرورت ہے اسلئے کہ اللہ کا نام خود اسم ہے ؟!

جواب: 1) بأی اسمٍ کان؛ 2) باللہ ہوتا تو قسم سے التباس ہوتا

- اللہ کا ذاتی نام اللہ ہے اور رحمن رحیم صفاتی نام ہیں۔
- اللہ: ذات واجب الوجوب المستجمع لصفات الکمالیۃ المنزہ عن العیوب
- اللہ: تعلق المخلوق بالخالق: اللہ معبود ہے اور ہم عابد
- تعلق الخالق بالمخلوق: 1) فی الدنیا: الرحمن؛ 2) فی الآخرۃ: الرحیم
- بسم اللہ کبھی فرض مثلاً عند الذبح؛ کبھی سنت جیسے نماز میں عند قراءۃ الفاتحۃ، کبھی مستحب جیسے کل امر ذی بال لم یبدأ ببسم اللہ....
- کبھی مکروہ کما فی مواضع النجاسۃ القذرۃ اور کبھی حرام ہوگا جیسے حرام کھانا کھاتے وقت
- قرآن کریم کا خلاصہ فاتحہ میں اور فاتحہ کا خلاصہ بسملہ میں ہے
- موضوع قرآن: حاجۃ الإنسان إلی الرحمن
- اور بسملہ کا خلاصہ باء میں ہے اسلئے کہ باء استعانت کے لئے
- العلم نقطۃ کثّرھا الجاھلون
- الرحمن بجلال النعم الرحیم بدقائق النعم

الرحمن علی المؤمن والکافر الرحیم علی المؤمن (وکان بالمؤمنین رحیمًا)

الرحمن بالرحمۃ العامۃ الرحیم بالرحمۃ التامۃ

الرحمن: پدری شفقت (کہ کمالات تک پہنچے) الرحیم: ماں والی شفقت (کھانا پینا لباس، رہن سہن سب اچھا ہو)

وما من دابۃ فی الأرض إلا علی اللہ رزقھا...

الرحمن: جوش والی رحمت الرحیم: دائمی رحمت

سوال کے بغیر عطا کرے (ہوا پانی روشنی وغیرہ) جس سے سوال نہ کرے تو ناراض ہو جاتے

شعر: اللہ یغضب إن ترکت سوالہ ھذا ابن آدم إن سألتہ یغضب

سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر

بسم الله الرحمن الرحيم

1- بَابُ بَدْءِ الوَحْيِ(حديث:1-7)

باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟

- سوال:وحی کو کیوں مقدم کیا؟

جواب:1)اول خیر نزل من السماء ھوالوحی اسی لئے اسکوابتداء میں رکھا

2)وحی کو اس لئے مقدم کیا کہ وہ موقوف علیہ ہے اسلئے کہ اعمال موقوف ہے علم پر اور علم موقوف ہے ایمان پر اور ایمان موقوف ہے وحی پر؛ 3)امام بخاریؒ کو تکلیف پہنچی وحی سے اسلئے کہ قرآن کو غیر مخلوق کہا تھا اور انکو نکالا گیا،توجس مسئلہ سے انکو تکلیف پہنچی تو اسکو پہلے ذکر کیا اور آخر میں بھی۔

-کتاب:جو مشتمل ہو مختلف انواع ومضامین پر مثلًا:کتاب الزکوۃ میں زکوۃ البقرہے،پھرزکوۃالفصل وغیرہ

باب:جو ایک نوع پر مشتمل ہو یا ایک مضمون پر

فصل:جو ایک مسئلہ کی تفصیل پر مشتمل ہو۔

- سوال:یہاں صرف بابٌ کہا حالانکہ کتاب مشتمل ہے جواب پر

جواب:1)یہاں ابواب نہیں بلکہ صرف ایک باب ہے جو6احادیث پر مشتمل ہے

2)باب کہا مصنفؒ نے تفاؤلاً وبشارۃً کہ طالب علم یہ نہ سوچے کہ دن رات فجر بعد بھی پڑھیں گے بلکہ جو مضامین آپ پڑھیں گے مشابہ ہے ایک باغ سے جسمیں مختلف قسم کے محلات وعمارتیں ودرخت توجو میری کتاب مشابہ ہے ایک بہترین فارم کے ساتھ جسمیں پھل وغیرہ ہو۔

استعارہ مکنیہ:ذکر المشبہ ویراد المشبہ بہ اور

باب لازم ہے استعارۃ تخیلیہ اور باب کے مناسب یہ ہے کہ اسمیں داخل ہو کہ پھل پھول قصور ومحلات بھی ملیں گے،گویا باب لغوی معنی کی طرف اشارہ ہے۔ استعارۃ ترشیحیۃ:وإذاالمنیۃُ أنبتت أظفارھا

باب:

- 1)ھذابابٌ یا مضاف کے طور پر بابُ کیف کان بدء

2)اگر باب مضاف ہو تو اشکال:باب مفرد کی طرف اضافت ہے اور یہاں جملہ کی طرف

جواب:یہاں جملہ مفرد کے معنی میں ہے یعنی باب ھذاالقول(باتأویل مفرد)یاباب جواب قول القائل کیف کان بدء

3)بابٌ:من قبیل التعداد

ایک نسخہ میں بدءہے اور ایک میں بدوّ(ظہور ووجود)

تووحی کی ابتداء مراد ہے یا وحی کا وجود یا وحی کی حالت یا جمیع أحوال الوحی مراد ہے۔

- عندالبعض:بدءالوحی میں اضافت بیانیہ کہ دین کی ابتداء

- بدءالوحی أی کیف کان ابتداءالوحی بعد انقطاعہ(أی بعد زمن عیسیؑ)یعنی استمرارالوحی تو اشکال نہ ہوگا کہ صرف ایک حدیث میں بدءالوحی کا ذکر ہے۔

- مصنفؒ نے 30 ترجمۃ الباب کو کیف سے شروع کیا
- الوحی لغۃً: الإشارۃ الخفیۃ أو الإشارۃ (الخفیۃ) السریعۃ
- شعر: نظرت إلیھا نظرۃً فتحیرت دقائق فکری فی بدیع صفاتھا فأوحی إلیھا الطرفُ أنی أحبھا فأثر ذلک الوحی فی وجناتھا
- وجہ تسمیہ: دیر نہیں لگتی ہے وحی انبیاء تک اور مخفی بھی ہے کہ کسی کو پتہ نہیں چلتا
- اصطلاحًا: ما القی اللہ تبارک وتعالی نبی من الأنبیاء
- اوحی اور أوحینا کا لفظ غیر أنبیاء کے لئے بھی آتا ہے: 1) اوحی ربک إلی النحل أن اتخذی........
- والوحی یکون خاصًّا إلی النبی
- وحی کی لغۃً کئی قسمیں: 1) وحی فطری: اللہ نے القاء کیا اس چیز کی فطرت وطبیعت میں جیسے اوحی ربک إلی النحل أن اتخذی
 2) وحی ایجادی: کسی چیز کے بنانے کا دل میں القاء ہونا جیسے کلًّا نمدُّ ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک
 3) وحی عرفانی: اس القاء کو کہتے جو اللہ کے اولیاء کے دل میں ہوتی ہے،
 4) وحی نبوی بندوں کی ہدایت کے لئے یہ مخصوص ہے انبیاء کے ساتھ
 مؤمنین کاملین کے ساتھ جیسے مریم علیھا السلام کو فجاءھا المخاض إلی جذع النخلۃ.......

وھزی إلیک............
- موسیؑ کے والدہ کو: أرضعیہ............ فألقیہ فی الیم.............. یأخذہ عدو لی ولک۔
- الوحی اصطلاحًا: کلام اللہ المنزل علی نبیؐ من الأنبیاء
- السفارۃ من اللہ تعالی بین الخالق والمخلوق
- قرآن میں اصطلاحی وحی کی تین قسمیں ہیں: 1) وَما كانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلاَّ وَحْياً (غیر مسموع غیر مرئی، بالإلھام أو بالکلام فی القلب) أَوْ مِنْ وَراءِ حِجابٍ (مسموع ہے اور مرئی نہیں اور فی الیقظۃ جیسے معراج أو فی المنام) أَوْ يُرْسِلَ رَسُولاً (فرشتہ اپنی شکل میں یا انسان کی شکل میں تو کلام مسموع یا صاحب کلام مرئی ہے) فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ.
- وحی کے اور 40 تک اقسام بیان کیا گیا لیکن بعض اقسام مشہور ہیں جو ایک جملہ میں جمع ہے اور وہ جملہ یہ ہے: کان صوتًا
- ک: کلام من وراء حجاب؛ ا: اسرافیل (جب وحی کا وقفہ تھا 3 سال تک تو وہ آتے رہے)؛ ن: وحی فی حالۃ النوم اور النفث فی الروع؛ اور ص: صلصلۃ الجرس اور صو: ئاصورۃ جبریل جیسے سورۃ مدثر نازل ہونے سے پہلے یا لیلۃ المعراج اور ت: تمثل جبریلؑ بإنسان آخر
- نبی اور رسول میں فرق:
- 1) نبی وہ ہے جس پر نئی شریعت نازل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو (عام) اور رسول وہ ہے جو نئی شریعت کو لے کر نئی قوم کے پاس بھیجے گئے (خاص)
- 2) نبی عام ہوتا ہے اور رسول خاص ہوتا ہے
 3) من یکون مبعوثًا لإصلاح العباد نبی والرسول: من یکون مبعوثًا لقھر العباد (حافظ ابن تیمیہ)

4) جو رسول ہے وہ نبی نہیں ہے اور جو نبی ہے وہ رسول بھی ہے تو رسول دوسروں تک پہنچاتے اور نبی اوپر سے لیتے لیکن یہ مرجوح قول ہے اسلئے کہ قرآن کریم میں دونوں کا واضح فرق ہے اور احادیث میں بھی فرق ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو بھیجے اور ان میں سے 313 رسول تھے۔

-آپ ﷺ کا نام سن کر درود پڑھنے کا حکم:

بعض کے نزدیک عمر بھر میں ایک مرتبہ درود پڑھنا فرض ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ مجلس میں کم از کم ایک مرتبہ پڑھے اور اللہ لفظ الجلالۃ کے ساتھ عزوجل کہنا مستحب ہے (یا تعالی کہنا واجب ہے ایک قول کے مطابق) کیونکہ اللہ کثیر الاستعمال ہے بہ نسبت آپ ﷺ کے نام سے

- اکثر ترجمۃ الباب میں تائید ہوتی ہے جیسے إنا أوحینا إلیک کما أوحینا
- جنگ یمامۃ میں بہت صحابہ شہید ہوئے تو عمرؓ نے جمع قرآن اور اسکی حفاظت کی تدبیر بتائی
- تو سب سے پہلے حدیث حضرت عمرؓ کی ہے اسلئے کہ وہ حافظ القرآن تھے اور آخر میں ابو ھریرۃؓ کی حدیث لائے اسلئے کہ انکو 5374 حدیثیں یاد تھیں تو وہ حافظ الحدیث ہوئے۔
- ابو امامۃ سے مروی ہے کہ عمرؓ امیر المؤمنین فی الحدیث ہے
- آدمؑ نبی ہے تو پھر کیوں نوحؑ کا ذکر ہوا؟

جواب: 1) نوحؑ کا ذکر اسلئے ہوا کیونکہ آپ ﷺ انکے مشابہ تھے کہ دونوں مبعوث ہوئے جب شرک پھیلا ہوا تھا

2) نوحؑ اولوا العزم انبیاء میں سے ہے اسلئے انکا ذکر ہوا

3) نوحؑ آدم ثانی کہلاتے تو آدم اول کی جگہ پر آدم ثانی کو ذکر کیا اسلئے کہ آپ ﷺ سے زیادہ قریب ہیں

4) نوحؑ نبی الشریعۃ تھے اور اسی طرح آپ ﷺ بھی اور آدمؑ کے زمانے میں احکام کم تھے

5) نوحؑ کا ذکر اسلئے کہ انہوں نے بہت اذیت پائی اپنی قوم سے تو آپ ﷺ کو تسلی گویا دی گئی کہ پہلے نبیوں کو بھی قوموں نے اذیت دی 6) نوحؑ نے ہجرت کی اور جودی پہاڑ پر رکے تو آپ ﷺ نے بھی ہجرت کی مدینہ منورہ کی طرف

7) نوحؑ کی قوم پر عذاب عام آیا اور آپ ﷺ کی قوم پر عذاب خاص جیسے بدر میں

-سب سے پہلی حدیث لائے حمیدی کی کیونکہ کتاب کو شروع کیا تو چھوٹی سی حمد بھی ہو جائے اور آخری حدیث میں بڑی حمد لائے اور یہ حمیدی صاحب الجمع والفوائد ہیں اور انکا نام محمد بن عبد اللہ الحمیدی ہے

- پہلی حدیث 4 طبقے میں منقسم ہے اسی طرح آخری حدیث بھی
- ص(2) إنما الأعمال بالنیات
- اشکال: اس حدیث کو کیوں پہلے ذکر کی اور اسکی کیا مناسبت وربط ہے ترجمۃ الباب سے یعنی اخلاص نیت اور بدء الوحی کے درمیان؟

جواب: 1) یہ حدیث دین کی بنیاد ہے اور بعض کہتے کہ یہ ثلث الدین ہے یا ثلث العلم ہے

2) یہ حدیث بطور نصیحت ہے طلبہ کے لئے تو یہ بطور خطبہ یا دیباچہ ہے گویا

پہلی حدیث بہ منزلہ دیباچہ یا خطبہ ہے لیکن اشکال ہے کہ خطبہ تو مقاصد میں سے ہے تو باب سے پہلے ہونا چاہئے

جواب: 1) بدء الوحی أول خیر نزل اسی لئے بعد میں نہیں لا سکتے

2) بدء الوحی بالمدینۃ المنورۃ کان بھذا الحدیث

3) بدء الوحی کان بالھجرۃ إلی غار حراء اسلئے کہ ہجرت: ترک أرض إلی أرض أخری ابتغاءً لرضاء اللہ

4) اس حدیث کا تعلق ترجمۃ الباب کے دوسرے حصے سے ہے

5)وحی تمام اعمال کے لئے موقوف علیہ اور اخلاص بھی تو اخلاص مشابہ ہے وحی کے ساتھ اس بارے میں کہ یہ دونوں موقوف علیہ اعمال کے لئے

6)الأعمال مشروعۃ بالوحی ومقبولۃ بالإخلاص

7)وحی ان حضرات پر نازل ہوئی جو اخلاص کے اعلی درجے پر پہنچے ہیں، الوحی عظیم لاینزل إلا علی من وصل إلی انتہاء الإخلاص

-آدمؑ پر 10 مرتبہ وحی اتری، نوحؑ پر 50 مرتبہ، ابراہیمؑ پر 48، عیسیؑ پر 10 مرتبہ اور آپ ﷺ پر 24000 مرتبہ

-سفیان: ہوا کا چلنا اور سفیان 2 ہیں ایک ثوری اور ایک بن عیینہ تو یہاں سفیان بن عیینہ مراد ہے، انکے تلامیذ اور اساتذہ سے

-علقمہ: کڑوے پھل (عرب کا طریقہ تھا کہ بچوں کا نام کڑوے رکھتے تھے اور غلاموں کا نام میٹھے رکھتے تھے اور وجہ یہ ہے کہ بچوں کے نام دشمن کو ڈرانے کے لئے تھے اور غلام بار بار گھر میں بلانا تھا)

-ابن وقاص: گردن توڑنے والے کو کہتے

-عمر بن الخطاب بن نوفل بن عبد العزی، م 22ھ 537 مرویات اور کنیت ابو حفص

-منبر: وہ آلہ جس پر آدمی چڑھتا ہے بیان وخطابت کے لئے اسکے 3 زینے اور ابوداؤد میں 2 زینے کا ذکر ہے اور تطبیق یوں ہو سکتا ہے کہ چھت کو شمار کرے تو 3 ورنہ 2 ہے

-تو یہ عظیم الشان والی حدیث ہے اور بعض محدثین کہتے کہ یہ نصف العلم ہے

-علم کی 2 قسمیں: 1) علم القلب؛ 2) علم القالب اور نیت کا تعلق قلب سے ہے

-بعض کہتے کہ ثلث العلم: 1) جنان؛ 2) لسان؛ 3) ارکان (دوسرے اعضاء) اور اسکا تعلق...............

-عمدۃ الخیر عندنا اربعۃٌ: قالھن خیر البریۃ: اتق الشبہات؛ مالیس یعنیک

-زندگی میں: ز: زلفوں کے لئے؛ ن: نظروں کو مت دوڑاؤ؛ د: دال کھاؤ اگرچہ مطبخ میں دال ہو تو اسکو بھی کھاؤ اور گ: گپ شپ مت کرو اور گالی سے بھی بچو؛ ی: یاران ودوست مت کرو۔

- امام ابوداؤدؒ نے 5 لاکھ احادیث میں سے 4 کا انتخاب کیا:

1)إنما الإعمال بالنیات

2)لایؤمن أحدکم حتی یحب لأخیہ مایحب لنفسہ

3)من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ

4)الحلال بین والحرام بین وبینھما امور مشتبھات

-امام اعظمؒ نے ایک پانچویں کو ذکر کیا: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

- 1) تصحیح النیات؛ 2) تحسین المعاملات؛ 3) حفظ الأوقات؛ 4) ترک المشتبھات وبالأولی ترک الحرام؛ 5) حفظ اللسان عن الجنایات (تمام گناہوں کو چھوڑ دے)

اسلئے محدثین اس حدیث کو اپنی کتاب کے شروع میں رکھتے ہیں

اسمیں اخلاص کا بھی ذکر ہے یعنی صرف اللہ ہی کے لئے کام کرنا

- پہلی حدیث: إنما الأعمال بالنیات

- شان ورود: مہاجر ام قیس نے ہجرت کی مدینہ منورہ تک
- اِن، "ما" کافہ جو عمل کو روک دیتا ہے
- اِنما مفرد ہے   عمل: فعل اختیاری جو دائمی ہو حسین خوبصورت بنایا جاتا ہے
- عمل قول (دائمی) فعل (جو احیانًا الذین ھم للزکوۃ فاعلون)   والذین اِذا فعلوا فاحشۃ
- غیر اختیاری / اختیاری اور غیر اختیاری ہے
- تو افعال اور اقوال دونوں میں خلوص چاہئے
- نیۃ: القصد اِلی الفعل (أو الشیء)
- اصطلاحًا: الإرادۃ المتوجہۃ اِلی الفعل ابتغاءً لمرضاۃ اللہ
- اچھی نیت اور بُری نیت دونوں کو شامل ہے لغوی نیت
- بالنیات میں متعلقات: شوافع: اِنما الأعمال صحیحۃ بالنیات / نیت نہ ہو تو عمل بے کار جیسے وضو
- وضو میں پانی ہے اور وہ مطہر ہے "وأنزلنا من السماء ماء طھورًا"
- لانیۃ للکافر تو عمرؓ نے قرآن کو ہاتھ لگانے کے لئے وضو کیا
- اختلاف کا فائدہ: کسی نے غسل کیا تو اسکا وضو ہو جائے گا لیکن ثواب نہیں ہو گا
- کافر نے غسل کیا تو اسکا اعتبار نہیں لیکن وضو مقبول ہے جیسے کپڑا دھونے کے لئے دیا تو بغیر نماز پڑھنے کی نیت سے کپڑے پاک ہو گیا
- امانت واپس کرنے کا مسئلہ وہی ہے کہ امانت واپس ادا ہو گی اگرچہ نیت نہ ہو
- عدت بغیر علم کے گزر جاتی ہے، اذیت کی چیز کو راستے سے ہٹایا تو ثواب ملتا ہے
- تو بہت سی جگہوں میں یہ تعبیر فِٹ نہ ہو گا۔
- جو ہمارے افعال و اعمال اسکی متعدد قسمیں:

1) اعتقادات جو 5 چیزوں پر ہے: آمنتُ باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ (ان میں نیت ضروری ہے اسلئے کہ دل میں...........)

2) عبادات، صلوۃ، شہادت، صوم، حج زکوۃ: ان میں بھی نیت ضروری ہے بالاتفاق

3) عقوبات: حد زنا، حد شرب خمر، حد قذف، حد سرق، حد ارتداد، نیت کی ضرورت نہیں ہے

4) معاملات: 1) معاوضات: بیع و شراء؛ 2) ترکات: میراث وغیرہ؛ 3) امانات؛ 4) مناکحات؛ 5) خصومات (نیت ضروری نہیں)

- دوسری تأویل: اِنما الأعمال صحیحۃ بالنیات فی العبادات المقصودۃ

- اکثر: "اِنما الأعمال مثوبۃ تُثاب بالنیات" احناف استعمال کرتے

- ثواب کی تخصیص کیوں؟ عقوبت کا بھی ذکر ہونا چاہئے!

جواب: احکام کو مقدر کرو تو دونوں شامل ہونگے لیکن اس پر بھی ایک اور اشکال ہے کہ بہت مرتبہ بغیر نیت کے ثواب ملتا ہے۔

- مثالیں: 1) حدیث: التاجر الصادق الأمین مع الشھداء والنبیین حالانکہ تجارت کی اور اسنے نیت نہیں کی ثواب کی

2) روایات میں آتا ہے کہ جالب الطعام کو ثواب ہے حالانکہ وہ تو بیچنے کے لئے لایا

3)گھوڑار کھا جہاد کے لئے تو پاخانہ پیشاب وغیرہ سب ثواب ہو گا

4)اگر کسی کاشت کارنے کاشتکاری کی اور جو پرندے چرندے بندے کھاتے ہیں تو اسکو ثواب ہو گا تو یہ بھی بغیر نیت کے۔

5)اسی طرح حج کے ساتھ تجارت کی نیت کی

-احناف کی طرف سے ایک جواب ہے کہ نیت اجمالی ہے لیکن ینت تفصیلی نہیں۔

قربات اور طاعات میں نیت کی ضرورت نہیں

ثواب کی نیت چلتا ہے عبادات میں، مباحات میں لیکن معصیات میں نہیں۔

- تیسری تأویل: إنما الأعمال توجد شرعًا وإن لم توجد حسًّا بالنیات

- ومن یخرج من بیتہ مھاجرًا إلی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع أجرہ علی اللہ، تو ہجرت پوری نہیں ہوئی لیکن ثواب مل گیا

- حدیث: إذا مرض العبد أو سافر کتب لہ ماکان یعلمہ وھو مقیم صحیح

- حدیث: إن اقوامًا بالمدینۃ حبسھم العذرُ

- حدیث: من ھمّ بحسنۃ فلہ بھا حسنۃ ومن عمل بحسنۃ فلہ عشر أمثالھا إلی سبعمءۃ ضعف

- إنہ قد نوی

- حدیث: آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے: لایستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر (بیماری والے برابر)

اس سے معلوم ہوا کہ جو قاعدین ہیں یا بیمار ہیں تو انکو جہاد کا اجر ملتا ہے نفس ثواب انکو بھی مل گیا۔

- حدیث: جب آدمی عادی ہے تہجد پڑھنے کے، ثم غلبتہ العین تو فرمایا کہ اللہ اسکے لئے صلوۃ لکھ لیتے

- حدیث: لقد ترکتم بالمدینۃ أقوامًا، ماسرتم مسیرًا ولا قطعتم وادیًا ولا أنفقتم نفقۃً إلا وھم معکم تو صحابہؓ نے پوچھا....... قال النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : حبسھم العذر

- اس تقدیر پر اشکال ہے کہ جو اعمال غیر موجود کہا گیا اور جو عمل موجود اسکا ذکر نہیں!؟

جواب میں یہ کہا جائے کہ دلالۃ النص سے ثابت ہو گا۔

- چوتھی تاویل: إنما الأعمال تتمیز فیما بینھا بالنیات، فإن کانت النیۃ حسنۃ فالعمل حسنۃ، فإن کانت النیۃ قبیحۃ فالعمل قبیح، فإن لم تکن نیۃ فلا تعرض علیہ اور یہ تاویل حدیث کی توجیہ کے موافق ہے اسلئے کہ حسنہ و قبیح کی تمیز ہو گئی (نیت کے اعتبار سے)

- عالم نے علم حاصل کیا، مجاہد نے جہاد کیا اور سخی نے سخاوت کی لیکن نیت قبیحہ کی وجہ سے جہنم رسید ہونگے

- غار والے لوگ (ریاض الصالحین میں روایت ہے)

- منافقین نے مسجد ضرار بنائی تھی لیکن قبیح نیت سے تو گرانے کا حکم دیا گیا

- حاطب بن ابی بلتعۃ نے فتح مکہ کے موقع پر مسلمان کی راز کو پہنچانے کی کوشش کی تو انکو عتاب ملی لیکن سزا نہیں دی اسلئے کہ نیت اپنے مال کو بچانا ہے

- علامہ سندھیؒ: فعل عام کو مقدر کیا جائے مثلاً: إنما الأعمال تکون بالنیات عرفًا و تجربۃً

- فھذہ جملۃ عرفیۃ تجربیۃ، تو پھر آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسکی تفصیل بتائی کہ عام طور پر جب تم نیت کرو تو نیت حسنہ کرو، نیت قبیحہ مت کرو۔

- اسکی مثال ایسی ہے: لکل أمۃ أمینٌ وأمین ھذہ الأمۃ عبیدۃ ابن الجراح

جملة تجربية　　　　جملة شرعية

لکل شیء عروس (زینۃ)　　　　وعروس القرآن سورۃ الرحمن

- اس حدیث کو جوامع الکلم کہا گیا ہے: الفاظ یسیرۃ تحتھا معان یا الفاظ قلیلۃ تحتھا معان جزیلۃ
- نیت، عزم اور ارادہ تقریباً ایک ہی چیز ہے
- عند البعض: العزم یکون قبل الفعل والنیۃ تکون لغرض والإرادۃ عامۃ
- فلھذا الایقال نوی اللہ اور عزم پکے ارادے کو کہتے ہیں۔
- نیت کی تین قسمیں ہیں: 1) النیۃ لتمیز العبادۃ من العبادۃ مثلاً ظہر اور عصر کی نیت

2) النیۃ لتمیز العادۃ من العبادۃ مثلاً روزی کی نیت کی تو روزہ ہے نہیں کی تو امساک

3) النیۃ لتمیز المعبود عن المعبود: مسلمان اللہ کی عبادت کرتا ہے کافر صنم کی کرتا ہے (ومن الناس من یتخذ إلھہ ھواہ)

- حوض: متن؛　　نہر: متن اور حاشیہ کے درمیان؛　　جنگل: حاشیہ؛　　صحراء: خالی جگہ

- النیۃ لا تحتاج إلی نیۃ جیسے کہ خود متکلم مستثنیٰ ہے

-نیۃ المؤمن خیر	من عملہ (حدیث ہے، اگر ضعیف ہے)
عمل القلب بہتر ہے	عمل الجوارح سے
ریاء نہیں	ریاء ہو سکتا ہے
عمل دائم ہے	عمل دائم نہیں

- منافق جب کام کرتا ہے: الریاء
- فاسق جب کام کرتا ہے: الحفظ من الآفات کے لئے
- عوام جب کام کرتا ہے تو الحفظ من العذاب کے لئے
- اولیاء جب کام کرتے ہیں تو القرب الی الحق تعالی ووصول الجنۃ کے لئے ہے۔
- وإنما لامرء مانوی: اشکال: دونوں جملوں کا خلاصہ ایک ہی ہے اسلئے کہ پہلے یہ ہے کہ انسان کو نیت کرنا چاہئے اور دوسرا بھی وہی ہے

جواب: 1) کیونکہ عمل کی نیت انتہائی اہم وضروری ہے تو دو مرتبہ بیان کیا تاکیداً تو دوسرا جملہ تأسیس کے لئے نہیں بلکہ تاکید کے لئے

2) دوسرے جملے میں تأسیس ہے یعنی دوسرا معنی، تعدد نیات میں تعدد ثواب کی طرف اشارہ ہے یا اشارہ ہے مباحات کی طرف (إنما لامرء مانوی) حتی اللقمۃ تضعھا فی امرأتک

3) علامہ سندھیؒ: إنما الأعمال بالنیات تجربۃً وإنما لامرء مانوی شرعاً

4) النیۃ لا نیابۃ فیھا (إنما لامرء مانوی) جیسے کسی نے آپ کی طرف سے قربانی کی بغیر بتائے ہوئے تو قربانی نہیں ہو گی سوائے یہ کہ نیت اجمالی ہو یا جو عادت ہے کہ ہر سال وہی کرتے ہیں

5) إنما الأعمال میں عمل کا ذکر ہے (علت غائیہ) اور إنما لامرء میں عامل کا ذکر ہے (علت فاعلیہ)

- علت کی چار قسمیں ہیں: 1) علت غائیہ؛　2) علت فاعلیہ؛　3) علت مادیہ؛　4) علت صوریہ

تو یہاں امرء آیا اسلئے کہ بعد میں امرأة کے مناسب ہے۔
- ھجر یھجر لغۃً: چھوڑنا اصطلاحًا: الخروج إلی أرض أخری ابتغاءً لمرضاۃ اللہ
- پھر ہجرت کی دو قسمیں ہیں: 1) ہجرت حقیقیہ: المھاجر من ترک ما نھی اللہ عنہ
2) ہجرت ظاہریہ: اسکی بھی دو قسمیں ہیں: 1) فراری: جس میں وجہ: پہلی زمین کے اعمال سے نفرت
2) قراری: پہلی زمین کی نفرت نہیں بلکہ دوسری زمین کی محبت ہے
پھر ہجرت فراری کی متعدد قسمیں ہیں: 1) الھجرۃ من دار الحرب إلی دار الاسلام من القبائل (مکۃ) إلی المدینۃ
2) من دار البدعۃ إلی دار السنۃ: إنی مھاجر إلی ربی
کہ: جس زمین میں صحابہؓ کو گالی دی جاتی ہے تو لاینبغی أن یسکن فیھا
3) من دار المعصیۃ إلی دار الطاعۃ جیسے لوطؑ کی قوم کے بعض افراد
4) من دار الأذی إلی دار السلامۃ: فخرج منھا خائفًا یترقب
5) من دار الحرام إلی دار الحلال اسلئے کہ طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ
6) من دار المرض إلی دار الصحۃ والسلامۃ والعافیۃ جیسے عرنیین کا قصہ
- ہجرت قراری: الھجرۃ للحج أو العمرۃ أو لطلب العلم أو لزیارۃ الوالدین والأساتذۃ
- دنیا: 1) دنا یدنو دنوًّا سے: القربُ ویسمی الدنیا لأنھا قریبۃ إلی القلوب أو لأنھا قریبۃ إلی الزوال والفناء
- الدنیا لنا مثل البحر للحوت
- یہاں فمن کانت ھجرتہ لتحصیل الأموال.........
2) دنئ یدنأ سے: ناقص وذلیل ہونا اسلئے کہ دنیا ناقص وذلیل ہے بہ نسبت آخرت کے۔
- دنیا اصل دنو سے بروون فعلی اور فعلی جب صفتیں ہو تو واؤ یا سے بدلے گا تو دنیا ہوا اور اگر صفتی نہیں بلکہ اسمیں ہو تو واؤ نہیں بدلے گا جیسے حُزوی اور قصوی مستثنٰی ہے
- امرأة کی تخصیص کیوں ہے؟
جواب: 1) عورت کی تخصیص نظرًا إلی شأن الورود یعنی مھاجر أم قیس
2) عورت کا فتنہ سب سے زیادہ ہے
- عورت اسکے باوجود یہ کہ ناقصۃ العقل ہے پھر بھی مرد کو اپنے جیب میں ڈال لیتی ہے
شعر: اکبر کبھی ڈبے نہیں سلطان کی فوج سے لیکن شہید ہو گئے بیگم کی نوچ سے
شعر: طاقتیں دو ہی ہیں زمانے میں جن سے سارا نظام جاری ہے ایک خدا کی ذات برحق ہے اور ایک ہے عورت کی ذات بہت پیاری ہے
- حواء: حواء لأنھا خلقت من ضلع حی أو لأنھا أم کل حی أو لأنھا حاویۃ علی الرجل
- اشکال: زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا فتنہ مرد سے بڑھا ہوا ہے!
جواب: 1) نوحؑ
لوطؑ

ابراھیمؑ

2)موسیٰؑ:لوگ شفاعت کبری کے لئے آئیں گے تو کہے گا کہ لوگوں نے غلط نسبت کی میری ماں کی طرف

آپ ﷺ ایک مہینے تک پریشان رہے عائشہؓ پر تہمت کی وجہ سے

3)انصار مہاجرین کو لڑکیاں دیتے تھے نکاح میں تو کہا کہ ہجرت اس نیت سے نہ کرنا

-اشکال:مصنفؒ نے حدیث کو مختصر کیوں ذکر کیا؟

جواب:1)مصنفؒ نے پہلے جزء کو حذف کیا تواضعًا اسلئے کہ مصنفؒ نے بھی ہجرت کی لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے کہ حدیث کو ذکر کرنے میں تواضع ہے نہ کہ حذف کرنے میں۔

2)مصنفؒ کے پاس پہلا جزء موجود نہیں تھا لیکن یہ صحیح نہیں اسلئے کہ ص13 پر موجود ہے

3)حمیدی کی سند چاہتے تھے لیکن مصنفؒ کے پاس نہیں (لیکن یہ صحیح نہیں)

4)اس حدیث کے 2جزء:1)سلبی (دفع مضرت) اور 2)ایجابی (جلب منفعت) یعنی اللہ کے لئے ہجرت کرنا

دفع مضرت اولی ہے جلب منفعت سے

مصنفؒ نے وہ جزء ذکر کیا جو دفع مضرت کے لئے ہو اسلئے کہ اگر جلب منفعت ممکن نہیں ہے

5)الخرم یجوز فی الحدیث یعنی اپنے مقاصد کے لئے ایک صرف ایک ٹکڑا کو ذکر کرنا

-اشکال:پہلی حدیث میں کیوں کیا بعد میں کرسکتے تھے؟

جواب:حذف ایک مسئلہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ تین قسم کے مأمورات ہیں:

1)عبادات (عبادت مقصودۃ:معرفۃ المعبود ونیۃ المقصود)(نیت ضروری)

2)قربات:عبادت غیر مقصودۃ:لا تختص بالمسلم (امداد کرنا مسافر خانہ بنانا، خدمت، علم کا حصول)

3)علامات، نہ نیۃ المقصود نہ عبادۃ المقصود ضروری بلکہ وسیلہ ہے مثلاً تفکر فی خلق اللہ

یہ دو آخری قسم میں ترک النیۃ القبیحۃ تکفی للثواب۔

قربات میں صرف نیۃ المعبود ہے اور نیۃ العبادۃ کی ضرورت نہیں ہے۔

- اشکال:ام سلیمؓ نے پہلے سے اسلام قبول کی تھی اور ابو طلحۃ مسلمان نہیں تھے تو شرط لگائی
- اسلام لأجل النکاح مقبول ہے تو پھر...........

جواب:1)یہ قصہ مخدوش ہے اور اسپر اشکال ہے کہ اس زمانے میں نکاح جائز تھا غیر مسلمانوں کے ساتھ لیکن یہ اشکال سمجھ میں نہیں آتا اسلئے کہ انہوں نے جو بہتر ہے وہی تلاش کیا

نکاح سرعت اسلام أبی طلحۃؓ بنا اسلئے کہ پہلے سے انہوں نے ارادہ کیا تھا اسلام کا

2)یا دونوں نیتیں کی اسلام کی اور نکاح کی جیسے حج اور تجارت دونوں کی نیت کرسکتے

3)ابتداءً نکاح کی وجہ سے اسلام قبول کیا اور انتہاءً اور بقاءً نیت خالص ہوگئی اور فدا ہوئے آپ ﷺ پر اور اسلام پر اور إنما الأعمال بالخواتیم (یعنی خاتمۂ اعمال کا اعتبار ہے)

امام نوویؒ کے اربعین اور ابن ماجہ میں وہ حدیث ہے جو پوری زندگی اہل شر کے ساتھ رہے پھر ارادہ کیا ارض صالح کا اور راستے میں مر گئے

4) اسلام لأجل النکاح میں کوئی حرج نہیں جیسے مؤلفۃ القلوب کو مال دیا جاتا تھا اسلام طی طرف مائل ہونے کے لئے تو نکاح سبب بنا قلب کے مائل کرنے کے لئے

اور ہجرت کی تعریف صادق نہیں آتی ہے اسلئے کہ ہجرت ترک وطن ابتغاءً لمرضاۃ اللہ ہے

- اشکال: نکاح کے لئے ہجرت کی تو یہ کیوں قبیح ہے؟ (ہجرت قبیحہ کیوں کہا گیا؟)

جواب: اصل نکاح کا عبادت ہونا اپنی جگہ، مسنون ہونا اپنی جگہ پر ہے لیکن نکاح عبادت دنیویہ ہے اور من وجہ عبادت اور معاملہ اور من وجہ لذت وخواہش ہے۔

توجو شخص دنیا کو طلب کرتا ہو تو فی صورۃ الدین تو اوپر عبادت کا نام ہے اور اندر سے لذت مقصود ہے اور یہ پڑھتا ہے کہ النکاح من سنتی

- أربع من سنن المرسلین، فانکحوا ماطاب لکم

- تو طلب الدنیا فی صورۃ الدین کی ممانعت ہے، یہ قبیح ہے جیسے کوئی ساؤتھ افریقہ اگر کہے میں تو دین کے لئے آیا ہوں اور پھر تجارت اور چوری میں لگ جائے تو یہ جھوٹ ہوگا

- قصہ: ایک بہہ روپیہ تھا ھارون رشید کے زمانے میں اور آکر کہا ھارون رشید سے کہ میں اپنے افعال کو دکھانے آیا ہوں تاکہ آپ سے کچھ لوں، تو ھارون رشید نے واپس کر کے کہا کہ مجھے تمہاری ضرورت نہیں، اگر تو ایسی شکل میں آجائے جس میں نہ پہچان سکوں کہ تو بہہ روپیہ ہے تو میں کچھ دونگا۔

تو بہہ روپیہ بیٹھ گیا جنگل میں اور بڑا بزرگ بنا اور مشہو اہوا تو آخر بادشاہ بھی اس کے پاس ایک دن گزرے اور متأثر ہوا تو بادشاہ نے ایک تھیلا بھر روپیہ دیا تو واپس کر دیا اور کہا کہ مجھے اسکی ضرورت نہیں اور پھر جب ھارون رشید اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تو وہ سامنے آکر کہنے لگا مجھے انعام دو اسلئے کہ میں وہی بہہ روپیہ ہوں اور میں کامیاب ہوا تو بادشاہ تعجب میں پڑ گیا کہ اب انعام مانگ رہا اور ابھی اتنے روپیہ دے دیا تھا اور نہیں لیا! تو جواب دیا کہ اگر میں لیتا تو طلب الدنیا بصورۃ الدین ہوتا جو بزرگوں کا طریقہ نہیں ہے۔

- اشکال: شرط اور جزاء ایک ہے تو غیر مفید ہے!

جواب: 1) جو مذکور ہے جزاء پر دال ہے: فھجرتہ مقبولۃ إلی اللہ ورسولہ

فھجرتہ غیر مقبولۃ فإنہ ھاجر إلی ماھاجر إلیہ

2) دونوں میں قید مقدر ہے: نیۃً وثوابًا: فمن کانت ھجرتہ إلی اللہ ورسولہ نیۃ

عدم قبول وردًّا۔

3) کبھی شرط اور جزاء ایک ہو مبالغۃً، حمل الشيء علی نفسہ یفید المبالغۃ: زید تو زہد میں ہے یعنی باکمال ہے

شاعر: ابو النجم: للہ دری ما أجنّ صدری تنام عینی و قلبی یسری مع العفاریت بأرض قفری

أنا أبو النجم وشعری شعری (یعنی میرا شعر تو کامل ہے تو یہ مبالغہ پر محمول ہے)

دِرٌّ خیر ہے کہ اگر خیر میں خرچ کرے تو دِرٌّ ہے اور اگر شر میں تو سَمٌّ ہے یہی دین نار میں أولہ دینٌ وآخرہ نارٌ

- اشکال: پہلے جزء میں تخصیص ہے فھجرتہ إلی اللہ ورسولہ اور دوسرا جزء فھجرتہ إلی ماھاجر إلیہ مجمل کیوں رکھا؟

جواب: 1) أبهمہ لکثرۃ أنواعہ اسی لئے کہ اگر غیر اللہ کے لئے ہجرت کرتا ہے تو کبھی سونا چاندی موتی، لڑکی، باغات یا دوسرے مقاصد کے لئے کرے گا 2) پہلے جزء میں صراحت کی لذت کے لئے اور دوسرے جزء میں دنیا حقیر ہے یا پتہ نہیں کونسی قسم کی عورت ہو گی تو اسمیں لذت نہیں

شعر: أعد ذکر نعمان لنا ....یتضوع

زباں پر بار خدایا کس کا نام آیا کہ میرے نطق نے....................

- دوسری حدیث (ص2)

- عائشہؓ: لمبی برکت والی زندگی وفات: 58ھ یا 57 اور انکی 2210 مرویات ہیں، ام المؤمنین، حرمۃ النکاح اور حجاب میں: وإذا سألتموھن متاعا فاسألوھن من وراء حجاب

- سوال: ام المؤمنین کیوں ہے اسلئے کہ ام المؤمنات بھی تو ہے!

جواب: 1) ام المؤمنین وارد ہے اور ام المؤمنات وارد نہیں (عینی کا جواب)

2) ام المؤمنات جائز ہے کہنا اور روایات میں روایت موجود ہے اور عائشہؓ کا جو انکار ہے وہ اسلئے کہ کوئی اسکو حرمت نکاح پر محمول نہیں کہ انکی بہن سے نکاح جائز نہیں (علامہ ابن تیمیہ کا جواب وھو أصح)

-جب وحی صلصلۃ الجرس کی طرح ہے تو وعیتُ ماضی کہا اسلئے کہ اسکا فہم مشکل ہے اور وعیتُ بعد الجرس جب وحی فرشتے کی شکل میں تو اسکا فہم آسان ہے اور "فأعی" استعمال کیا أی حال التکلم أعی عنہ۔

جبینؓ: جانبی الجبھۃ

- ترجمۃ الباب میں کیف کان بدء الوحی اور یہاں کیف یأتیک الوحی تو بہ ظاہر مناسبت وربط نہیں ہے!؟

جواب: 1) کیف کان بدء الوحی یہ اضافت بیانی ہے

2) بدء الوحی أی وجود الوحی

3) کیف کان بدء الوحی بعد انقطاعہ برفع عیسیٰؑ

4) کیف کان بدء الوحی أی عظمۃ الوحی یعنی اتنی عظمت والی ہے کہ آپ ﷺ اسکو جلدی یاد کرتے تھے

5) کیف کان بدء الوحی میں ھو کنایۃ عن جمیع أحوال الوحی ہے

-اشکال: حدیث میں ہے کہ جرس تو مزمار الشیطان ہے تو قبیح چیز کے ساتھ خیر کو کیسے تشبیہ دی؟

جواب: 1) یہاں تشبیہ خاص چیز میں یعنی فی التسلسل والتتابع

إن من البیان لسحرًا کا مطلب تاثر میں

2) وحی کی ابتداء میں جرس کی ممانعت نہیں تھی۔

3) جرس کی ممانعت ہر وقت نہیں ہے بلکہ لھو لعب میں یا دشمن کے باخبر ہونے کے خوف میں، لیکن اگر بکری یا بیل کے آگے جانے کے لئے ابھارنا مقصود ہو تاکہ زیادہ کام کرے تو اس وقت قباحت نہیں ہو گی اور ٹھیک ہے یا پہلے چکھی چلانے کے لئے بیل استعمال کرتے تھے اور گلے میں گھنٹی لگاتے تھے تاکہ پتہ چلے کہ بیل گھوم رہا ہے یا مصلحت کی وجہ سے استعمال کرے تو پھر جائز ہے جیسے یہاں گھنٹی بجتی ہے تو سب کو معلوم ہو جاتا ہے گھنٹا بدلتا ہے۔

-صلصلۃ الجرس کی وجہ: 1) تعطل حواس کے لئے (صوت الموحی)

2) فرشتے کے پیروں کی آواز (صوت الموحی بہ)

3) تنبیہ کے لئے کہ وحی آرہی ہے۔

-دوسری روایت میں وحی کے نزول کو تشبیہ دی: دوی کدوی النحل یا کسلسلۃ علی صفوان، تو اسمیں تعارض ہے بہ ظاہر!؟

جواب: 1) اسمیں کوئی تعارض نہیں بلکہ مقصود الصوت المسلسل المتتابع ہے یا الکیفیۃ المسلسلۃ

2) یا تطبیق یوں ہو سکتا ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لئے صلصلۃ الجرس اور صحابہؓ کی نسبت سے دوی کدوی النحل اور سلسلۃ علی صفوان بالنسبۃ إلی الملائکۃ۔

-اشد کا مطلب بھاری ہے یہاں جیسے کہ حدیث میں: فقیہ واحد أشد علی الشیطان من ألف عابدٍ

شیخ الھند کا قصہ: انہوں نے وہی حدیث بیان کی مسجد میں اور اشد کا ترجمہ بھاری کیا تو کسی مولوی نے کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت اشد کا مطلب سخت ہے تو خاموش رہے اور کہا کہ میں نے کہا تھا کہ مجھے کچھ نہیں آتا، بیان ختم ہونے کے بعد انکو بلایا اور کہا کہ حدیث میں وحی کے بارے میں اشد کا لفظ آیا ہے تو اسکا کیا ترجمہ کریں گے؟ تو کہا بھاری تو کہا کہ اس حدیث میں بھی وہی ترجمہ ہے۔

یا بھاری اسلئے کہ حواس معطل ہو جاتے یا اسلئے کہ روحی ملکی کا اتحاد ہوتا ہے روح نبوی کے ساتھ یا فرشتہ کے جلال کی وجہ سے۔

- قرآن میں وحی کو قولاً ثقیلاً کہا گیا (یعنی نزولہ و تلاوتہ و عملہ و أجرہ و دعوتہ) اور دوسری جگہ فرمایا: لو أنزلنا ھذا القرآن علی جبل.......... / ترکت فیکم ثقلین
- انسان جب انسان ہی سے استفادہ کرے تو بہت آسان ہے اور یہاں انسان استفادہ کر رہا ہے فرشتے سے
- فصم: توٹنے کو کہتے جس میں ٹکڑے نہ ہو (CRACK)
- قصم: وہ توٹنا جس میں ٹکڑے ہو
- وعیتُ: وعاء سے جو برتن کے معنے یہاں محفوظ کرنے کا مطلب ہے۔
- فی الیوم الشدید البرد: سوال: مضاف پر (ال) نہیں آتا ہے تو یہ قاعدہ اضافت لفظی کے لئے اور اضافت معنی میں جائز ہے اور وہ اضافت منقطع کے حکم میں ہے۔
- اشکال: التزمل اور پسینہ تو دو تضاد جمع ہوئے!؟

جواب: 1) خواب و رعب کی وجہ سے تزمل کیا لا لأجل البرد

2) پسینہ کا آنا: ابتداء میں سردی ہے پھر بعد میں بخار کی طرح پسینہ چھوٹ جاتا تھا۔

3) سردی دو یا ایک مرتبہ ہوئی بعد میں ثقل کی وجہ سے پسینہ آیا تھا۔

-اشکال: دو قسم کی وحی بیان کی حدیث میں اور قرآن میں تین قسم ہیں: ماکان لبشر أن یکلمہ اللہ إلا وحیًا....

جواب: 1) ایک اور 3 میں منافاۃ نہیں ہے تو 3 کا ذکر قرآن میں ہے اور حدیث میں 2 کا تو 3 میں 2 شامل ہے

2) إلا وحیًا او من وراء حجاب لقلۃ وقوعہ

3) أو یرسل رسولاً

-قرآن میں جو 3 قسمیں ہیں تو دونوں پہلی قسم کو چھوڑا اور تیسری قسم کو بیان کر کے اسکی دو قسمیں بیان کیا: ارسال رسول

-ملک: جس نورانی یتشکل باشکال مختلفۃ سوی الکلب والخنزیر
اور وحی بھی نور ہے تو جب دو نور جمع ہوئے آپ ﷺ کے قلب پر تو ثقیل ہے
- تیسری حدیث: بدء الوحی صراحۃ
- خواب کم از کم 6 مہینے تک آئے تو نبوت سے پہلے اچھے سچے خواب تھے اور خواب نبوت کا 1/46واں حصہ ہے
- الاعتقادات التی یخلقھا اللہ تعالی فی قلب النائم تسمی بالرؤیۃ اور رؤیا صادقۃ
- الرؤیۃ علی قسمین: 1): جس کی کوئی حقیقت ہو الرؤیا الصادق
2) الرؤیا غیر الصادقۃ
-پھر رؤیا غیر صادقۃ کی 4 قسمیں ہیں: 1) حدیث النفس: اسکا تعلق ماضی سے جو چیز نیند سے پہلے دیکھا تو نفس نے وہی لے کر خواب میں دکھایا
2) أضغاث أحلام: بکھرے خواب مثلاً: چھونٹی بیدا ہوئی پھر درخت بنا پھر ہاتھی بنا
3) الرؤیۃ التی ناشئۃ بالمرض: صاحب البلغم یری فی منامہ الماء
4) وہ رؤیا جس کے نتیجے احتلام ہوتا ہے۔
اور دوسری قسم جو الرؤیا الصادقۃ ہے اسکی دو قسمیں ہیں: 1) مایحتاج إلی التعبیر جیسے انی رأیت أحد عشر کوکبًا والشمس والقمر تو تعبیر 11 بھائی اور ماں باپ یا پھر آپ ﷺ نے خواب دیکھا احد سے پہلے کہ تلوار ٹوٹ گئی اور بقرۃ ذبح ہوئی تو تعبیر تکلیف تھی۔
2) ومالا یحتاج جیسے ابراہیمؑ کا خواب: ذبح اسماعیلؑ
-پھر صادقۃ کی دو اور قسمیں ہیں: 1) نافعۃ: ستارے سجدے کریں گے تو معلوم ہوا کہ وہ تابع فرمابردار ہیں
2) ضارۃ: تلواروں کا ٹوٹنا
-معلوم ہوا کہ انبیاءؑ کا خواب بھی وحی کے درجے میں: آپ ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ سوتی ہے لیکن دل نہیں سوتا
-اشکال: ابراہیمؑ نے جب خواب دیکھا اور وہ وحی کے درجے میں، پھر کیوں مشورہ کیا اسماعیلؑ سے؟
جواب: 1) بچے کا امتحان مقصود تھا
2) ھذا لیستعد للذبح
3) لتعیین طریقۃ الذبح
-اشکال: خواب سچا تھا لیکن پھر اسکی تکمیل نہیں ہوئی تو قد صدقت الرؤیا کیسے فرمایا گیا؟
جواب: 1) حکم ہوا ذبح کا پھر منسوخ ہوا لیکن یہ جواب صحیح نہیں اسلئے کہ قد صدقت الرؤیا فرمایا گیا۔
2) تعبیر میں غلطی ہوئی کہ اصل دنبہ ذبح کرنے کا حکم تھا لیکن یہ بھی صحیح نہیں اسلئے کہ جب چھری پھیر دیا تو فرمایا اللہ نے قد صدقت الرؤیا 3) ابراہیمؑ نے عمل الذبح کو دیکھا تھا أی امرار السکین علی الحلق
-سوال: إنی أری فی المنام تو خواب نیند ہی میں دیکھا جاتا ہے تو پھر کیوں نوم کی تصریح کی اسکا کیا فائدہ ہے اور نقطہ ہے؟
جواب: رؤیا کبھی یقظۃ پر بھی بولا جاتا ہے (کتاب الصلوۃ میں آئے گا)
ورؤیاک أحلی فی العیون من الغمز (نیند سے)
وماجعلنا الرؤیا التی أریناک إلا فتنۃ للناس تو یہاں رؤیا کے دونوں معنے: 1) منام میں یا 2) معراج میں جو یقظۃ کی حالت میں۔

اور جو چیز عجیب وغریب ہو اسکے لئے بھی رؤیا استعمال کیا جاتا

- فکان لایری رؤیا إلا جاءت مثل فلق الصبح (صبح کال پھٹنا یعنی روشنی کا ظاہر ہونا)
- خواب کو کیوں تشبیہ دی فلق الصبح کے ساتھ: 1) أما في الظهور؛ 2) أو في سرعة الوضوح؛ 3) اشارة إلی زوال الکفر؛ 4) آپ ﷺ کی نبوت سورج کی طرح، نبوتہ کالشمس تزیل الظلمات
- اور آپ ﷺ کی دعوت مشابہ ہے شمس کے ساتھ کہ اسمیں: 1) اخلاص، 2) احاطہ؛ 3) استمرار عمل (إن لک في النهار سبحا طویلا)؛ 4) اطاعت (اپنے وقت پر طلوع ہوگا)؛ 5) احراق اور 6) اشراق ہے: احراق الباطل واشراق الحق
- فلق الصبح کی روشنی میں سکون ہوتا ہے: شعر: سکوں سکوں ہے خوشی خوشی ہے تیرا غم سلامت مجھے کیا کمی ہے
- ثم حبب إلیه الخلاء: تو خلوت کا کام احیانًا ہے اسلئے کہ یہ عمل دائمی نہیں بلکہ کبھی کبھی جس طرح فتنہ سے بچنے کے لئے لوگ غار میں جائیں گے
- غار حراء میں: 1) 40 دن رہے؛ 2) 3 دن؛ 3) ایک مہینہ
- سوار بن مصعب والی روایت جو متروک ہے: 40 دن
- آدمی کی تکمیل 40 دن سے ہوتی ہے جیسے حدیث میں 40 دن تکبیر اولی سے نماز پڑھنے سے 2 پروانے ملتے ہیں: براءة من النار ومن النفاق
- موسیٰ نے بھی 40 روزہ رکھا وأتممناها بعشر، نطفہ وغیرہ کے مراحل بھی 40، 40 دن کے ہیں۔
- حافظ شیرازی: شنید   ہمیں گفتی معمہ..................
- میں نے ایک مسافر سے راستے میں اپنے ساتھی کو ایک معمہ سنا رہے تھے کہ شراب اچھی ہوتی جب 40 دن شیشہ میں بند رہتی ہے
- حراء:.................تانیث باتاویل بقعة
- کیوں غار حراء منتخب کیا؟: 1) آپ ﷺ کے دادا وہاں عبادت کرتے
  2) وہاں سے اس زمانے میں کعبہ کو دیکھ سکتے تھے
  3) لم یکن قریبًا ولا بعیدًا

-حنث: الاجتناب عن الحنث أي عن الإثم

القول الذی لا یکون بحق

فاضرب به ولا تحنث: اور فاحشہ کلمہ نہ بولے

سوال: عبادت کیسے کرتے جبکہ کوئی شریعت نہیں تھی اس وقت؟

جواب: 1) العبادة علی طریق الأنبیاء 2) اوکان یتفکر في خلق السموات والأرض؛ 3) أوکان یعبد علی طریق علی طریق ابراھیمؑ وموسیؑ وعیسیؑ؛ 4) اوکان یعبد بما القی الله في قلبه

- 1) رات کی عبادت میں زیادہ لذت ہے
- 2) رات کی عبادت میں مجاہدہ زیادہ ہے
- 3) رات کا ذکر تو ایام بہ طریق اولی ہوگا۔
- التزود لا ینافي التوکل: الاعتماد علی الله تعالی مع اختیار الأسباب جیسے کاشتکار بیج بھی ڈالتا ہے اور پانی کو بھی دیتے

- حضرت خدیجہؓ نے شادی کی تھی ابو عتیق بن عائذ سے اور ابو ھالۃ سے اور پھر آپ ﷺ سے
- آپ ﷺ کے سب اولاد خدیجہؓ سے سوائے ابراھیمؑ جو ماریہ قبطیہ سے ہوا
- خدیجہ اگر خدد سے مطلب ناقص ہے اور خِداجٌ: ناقص تو ناقص ہونا لازم ہے اور منقطع ہونا ملزوم ہے تو خدیجہؓ: المنقطعۃ عن الشر اور فاطمۃؓ کا یہی معنی ہے، فطم: دودھ چھڑانا منقطع ہونا؛ 2) المنقطعۃ عن الرجال
- فجاءہ الملک: فرشتہ آیا علی غیر صورتہ
- اور اگر کوئی اشکال بھی کرے کہ یہ تو مسلم شریف کی روایت ہے لیکن ترمذی شریف میں اپنی اصلی شکل میں آنے کا ذکر ہے

جواب: 1) مسلم کو ترمذی پر ترجیح ہو گی

2) دونوں میں منافاۃ نہیں ہے کیونکہ ترمذی میں بھی 2 مرتبہ دیکھنے کا ذکر ہے

3) بعض صورتہ یعنی جبریلؑ کی شکل کا ایک حصہ کو دیکھا اور ایک حصہ نہیں۔

- آپ ﷺ نے جبریلؑ کو 2 مرتبہ دیکھا اصلی شکل میں ایک زمانہ، فترۃ وحی کے بعد سورۃ مدثر کے نزول کے وقت اور ایک دوسری مرتبہ لیلۃ المعراج کے وقت۔
- صحف ابراھیمؑ: یکم رمضان؛ توراۃ: 6 رمضان؛ انجیل: 12 رمضان؛ زبور: 18 رمضان اور قرآن: 24 یا 17 رمضان یا 23 ابتداءِ نزول شروع ہوا۔
- ابن عباسؓ کے دو قول ہیں: 1) لوح محفوظ سے بیت العزۃ میں ایک مرتبہ، پھر 23 سال آپ ﷺ پر

2) یا ابتداء رمضان میں ہوئی

- اقرأ: سوال: "اقرأ" کہنے کا کیا مطلب ہے جب آپ ﷺ پڑھ نہیں سکتے تھے؟

جواب: 1) المکتوب الذی کان ملفوفًا فی الحریر

2) اقرأ امی تو کیوں کہا: ما أنا بقاریٔ یعنی اتنا خوف ورعب ہے کہ میں آپ کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہوں

3) آپ ﷺ نے سمجھا اقرأ لنفسک ولغیرک، اپنے لئے اور دوسروں کو پڑھانے کے لئے (شاہ ولی اللہؒ)

4) تجوید کے ساتھ پڑھئے تو فرمایا آپ ﷺ نے کہ میں قاری نہیں ہوں (تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف)

- اشکال: فرشتے کی طاقت اتنی ہے کہ لوطؑ کی بستی کو اٹھا کر پٹخ دیا تو آپ ﷺ کو کتنا زور سے دبایا ہو گا اور کچھ نہیں ہوا؟

جواب: 1) فرشتہ کی نورانی طاقت ہے لیکن آپ ﷺ کو کچھ نہیں ہوا اسلئے کہ مقصد یہاں اور تھا

2) من تزی بزی الغیر فأخذ بحکمہ یعنی دوسری شکل میں متشکل ہو جائے تو اسی شکل کا حکم لیتا ہے

3) بلغ کی ضمیر غطّ کو راجع ہے یعنی مجھے دبانے کی وجہ سے مشقت ہوئی

4) فرشتہ کی طاقت مسلم ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کی بھی بڑی طاقت ہے جیسے موسیٰؑ نے طمانچہ مارا فرشتہ کو تو آنکھ نکل گئی (معجزۃً تھا)

- 3 مرتبہ دبانے کی حکمتیں:

1) ایک مرتبہ للتخلی من الدنیا اور دوسری مرتبہ للتوجہ إلی الآخرۃ اور تیسری مرتبہ لإنشاء الأُنس

2) صوفیہ کے نزدیک: پہلی مرتبہ: عالم ناسوت سے نکالنے کے لئے؛ دوسری مرتبہ: عالم ملکوت تک پہنچانے کے لئے؛ تیسری مرتبہ عالم لاھوت تک پہنچانے کے لئے

3)پہلی مرتبہ: مشرکین کی عداوت کی طرف اشارہ؛ دوسری مرتبہ: ارادۃ القتل کی طرف اشارہ؛ تیسری مرتبہ: ہجرت کی طرف اشارہ

4)مشرکین (منکرین دین) یعنی آپ ﷺ کے دین کو دبائیں گے یعنی کوشش کریں گے؛ دوسری مرتبہ: یہود کے دبانے کی کوشش کی طرف اشارہ اور تیسری مرتبہ: نصاری کے دبانے کی کوشش

5)اشارۃ اِلی حصول علم القرآن والحدیث (مقام العلم)، اشارۃ ہے عمل کے دبانے کی طرف (مقام العمل)؛ اشارۃ اِلی تعلیم و تبلیغ القرآن والحدیث (مقام العلم والعمل) تو نفس کو دبانا پڑے گا کچھ حاصل کرنے کے لئے۔

-شاہ عبد العزیزؒ: اس دبانے میں ان نسبتوں کی طرف اشارہ ہیں جو 4 ہیں: پہلی مرتبہ دبانے سے 1)انعکاسیہ؛ دوسری مرتبہ دبانے سے (چراغ سے ڈراغ جلایا) 2)القائیہ؛ 3)اصلاحیہ (نسبت فیضانیہ)؛ تیسری مرتبہ دبانے سے 4)اتحادیہ

- 1)نسبت انعکاسیہ: جیسے کوئی آئینہ میں اپنی شکل کو دیکھے کہ تھوڑی دیر اس سے فائدہ اٹھایا یا کوئی مجلس میں کسی خوشبو لگائے

2)نسبت القائی: فائدہ مستقل دائم جیسے چراغ جلانا اور پھر دوسرا (نسبت انتقالی بھی کہتے)

3)نسبت اصلاحیہ: جو بہت پکی ہو اور ختم کرنا مشکل ہے، استفادہ کا تعلق: نسبت

4)نسبت اتحادیہ: استفادہ کا تعلق اتنا مضبوط ہو گیا کہ مستفید اور مستفاد ایک ہو گیا جیسے آپ ﷺ اور ابو بکرؓ (خواجہ باقی باللہ کا قصہ اور نان بھائی کا)

ہر چیز دین کے لئے، سر تا پا دین ہی دین دیا جل رہا ہے ہوا چل رہی ہے

سورۃ مدثر سب سے پہلے نازل ہوئی اَی بعد فترۃ الوحی

بعض کہتے کہ سب سے پہلے فاتحہ نازل ہوئی جواب: 1)لا علی شکل القرآن؛ یا 2)سب سے پہلے پوری سورت جو نازل ہوئی

امی کو معلم امت بنایا

اقرأ پڑھیے اور پھر دو مرتبہ پڑھائیے

- فؤاد: دل کے پردے؛ قلب: دل، دل کے کانپنے کی وجہ: 1)قراءت کے ثقیل ہونے کی وجہ سے

2)روح انسانی کی ملاقات روح ملکوت سے

دل جو روشن ہو رہا ہے جس میں حرارت و روشنی ہو

- کلا واللہ ما یخزیک اللہ اَبدًا

- فیہ جواز المدح اِذا لم یکن بباطل ولم یؤد اِلی باطل (تکبر) ص 3

- اگر کسی کی تعریف کرنا ہے تو آخر میں کہنا: اَحسبہٗ کذا ولا اُزکی علی اللہ اَحدًا

- مستشرقین کہتے کہ آپ ﷺ کو اپنی نبوت میں شک تھے

جواب: 1)یہ غلط ہے اسلئے کہ حکمت تھی اپنی بیوی خدیجہؓ کے سامنے نہیں بتایا کہ کبھی اپنی تعریف کرنے سے بیوی نہیں مانتی اسی لئے نبوت کی بات انکے سامنے نہیں رکھی اور جب ورقہ بن نوفل کے سامنے بات رکھی تو مان لی

2)نبوت کی تصدیق اگر خود فرماتے یا خود اہل خانہ تصدیق کرتے تو اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا اثر ہے کہ کوئی باہر اقرار کرے

الشہادۃ تکون من الخارج لا من الداخل

1)اِنک لتصل الرحم: رشتہ داروں سے حسن سلوک؛

2)وتحمل الکل

3)وتکسب المعدوم: 1)خود کماتے اور دوسروں پر بوجھ نہیں

2) کما کر دیتے ہیں یا دیتے ہیں وہ مال جو معدوم ہے کسی کے پاس مال نہیں یا نایاب ہے تو وہ دیتے ہیں یعنی فقراء اور محتاجوں کو وہ مال دیتے ہیں جو انکے پاس نہیں یا بہت کم ہے۔

3) یا معدوم سے مراد محتاج یعنی تعطی المال الرجل المحتاج

4)وتقری الضیف: مہمان نوازی

5)وتعین علی نوائب الحق: ایسے حادثات میں مدد کرتے جس میں صاحب حادثہ حق پر ہو

شعر: نوائب من خیر وشر علیھما ولا الخیر ممدوٗد ولا الشر لازب

اس سے خدیجہؓ کی فطانت، عقلمندی معلوم ہوتی ہے اور معلوم ہوا کہ پریشانی کے وقت انہی آدمی کے پاس جانا چاہیئے جو پریشانی میں معین ہو سکتے ہیں۔

ان 5 نمبروں میں آٹھ بڑے اصول کی طرف اشارہ ہے جو آپ ﷺ کی زندگی میں موجود تھے:

- 1 اور 2) الصلۃ إلی الأقارب والصلۃ إلی الأجانب (تقری الضیف)

3) إعانۃ بالبدن؛ 4) إعانۃ بالمال 5) اور 6) تعین القادر والعاجز؛ 7 اور 8: المقیم والمسافر (ضیف)

قصی: عبد مناف: ھاشم: عبد المطلب: عبد اللہ: آپ ﷺ

قصی: عبد العزی: اسد: ورقۃ بن نوفل

قصی: عبد العزی: أسد: خدیجہؓ

- جاھلیۃ: فناء الدین السابق وعدم الدین اللاحق
- أربًّا واحدًا أم ألف ربٍّ
- ترکت اللات والعزی جمیعًا کذلک یفعل الرجل البصیر
- ھو فی حکم الصحابی لأنہ تصدق النبوۃ قبل ظھورہ۔
- لاتسبوا ورقۃ.......... فإن لہ جنۃ أو جنتان
- خدیجہؓ: إنہ تصدق علیک و لکنہ مات قبل أن تظھر
- رأیتہ وعلیہ ثیاب بیضٌ ولو کان من أہل النار لکان ثیابہ غیر ذلک
- حلۃ خضراء أو وعلیہ ثیاب حریر
- زملونی: خوف کی وجہ سے تھا
- اشکال: یہ جمع مذکر کا صیغہ اور مخاطب خدیجہؓ

جواب: جمع مذکر کے صیغے کی دو قسمیں: 1) جمع مذکر جس کا مقصود جمع مذکر ہی ہے واقعۃً

2) جمع مذکر تعظیم کے لئے اور یہ کثرت سے استعمال ہوتا ہے

جیسے: إنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت ویطھرکم تطھیرا

رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم أھل البیت

نساء: ولا تخشعی وإنی تخشعت بعد کم لشیء ولا أنی من الموت أخوف

تو مؤنث کے لئے جمع مذکر مستعمل ہے بتأویل اکرام: فقال لأھلہ امکثوا إنی.......

- سریانی زبان میں ابراھیمؑ کی اور اسلئے کہ سوریا کی زبان تھی؛ سریانی: لأنھا علمت سرًّا، کان قدیمًا فی سوریا

- اور انجیل تورات سب عبرانی زبان میں تھیں؛ عبوانی: عبور نہر؛ جب پولیس ابراھیمؑ کو پکڑنے آئے تو انکی زبان بدل گئی نہر کو پار نے سے

- اشکال: قد عمی تو کیسے لکھتے تھے پھر؟

جواب: 1) قد یکتب قبل العمی؛ 2) ضعف بصرہ؛ 3) یکتب أی یستکتب: لکھواتے تھے؛

- سوال: آپ ﷺ کو ابن الأخ کہا خدیجہؓ نے ورقہ سے

جواب: 1) آپ ﷺ کی عمر کی وجہ سے 40 سال اور ورقہ بہت بوڑھے تھے

2) نسب میں ابن الأخ لگتے تھے

- اشکال: موسیٰؑ کا تذکرہ کیا حالانکہ عیسیٰؑ کہنا چاہئے تھا انکے عیسائی ہونے کی وجہ سے!

جواب: 1) آپ ﷺ کی مشابہت موسیٰؑ کے ساتھ: إنا أرسلنا إلیکم رسولاً شاھداً علیکم کما أرسلنا إلی فرعون رسولاً

2) آپ ﷺ وحی کی ابتداء میں ڈر گئے تو موسیٰؑ بھی ولّی مدبرًا ولم یعقب

3) موسیٰؑ صاحب الھجرۃ اور مصر سے شام گئے

4) وہ صاحب الأحکام اور.............

5) دونوں کے دشمن قتل ہوئے

6) دونوں کی نبوت متفقہ اور عیسیٰؑ کی نبوت یہود نہیں مانتے

- معلوم ہوا کہ محال کی تمنا ممکن ہے اگر فائدہ ہو: یالیتنی أکون حیًّا یا تمنی مقصود نہیں بلکہ تصدیق

- سوال: إذ ماضی کے لئے اور اذا مستقبل کے لئے تو یہاں إذا ہونا چاہئے

جواب: امر یقینی کے لئے ماضی مستعمل ہے؛ اخبرھم إذ قضی الأمر

- أو مخرجیھم میں مخرج: خبر مقدم اور ھم مبتداء مؤخر اور اصل مخرجون لی ہے، لام کو حذف کیا اضافت کی وجہ سے تو مخرجوی بن گیا

ھمزۃ مقدم من المؤخر أو ھم مخرجیّ

- ہمزہ اور واؤ کے درمیان معطوف علیہ محذوف أمعادیّ و مخرجیّھم

- إزر: قوت: أشدد بہ أزری

- سوال: انقطاع الوحی کیوں؟ (دو یا ڈھائی یا تین سال تک وحی منقطع ہوئی)

جواب: 1) وحی بھاری ہے

2) یا وحی ہو چکی (اس میں تفکر و تدبر کا موقع دیا)

3) یا شوق پیدا کرنے کے لئے

4) یا خوف ختم کرنے کے لئے

تو آپ ﷺ کبھی ایک پہاڑ پر اور کبھی دوسرے پہاڑ پر جاتے تھے اور چڑھتے چڑھتے اوپر دیکھتے تھے، گویا اپنے کو گرانا چاہتے تھے تو خودکشی کا اشکال نہ ہو

اسکی مثال: کوئی 250 کیلو میٹر فی گھنٹہ چلائے گاڑی کو تو ہم نہیں کہیں گے کہ یہ تو خودکشی ہے

-رعب: خوف مع التعظیم

شعر:...

- جب عقبہ بن ابی معیط نے اوجھری ڈالی تھی آپ ﷺ پر پھر.................
- مدثر: اشارہ إلی العمل والشغل، آرام نہیں یا مطلب یہ ہے کہ کفار کی اذیت سے نہ ڈرو اور کپڑا نہ اوڑھو
- کپڑا نہ اوڑھو بلکہ کام کرو یا نہ ڈرو کفار سے کام کرو
- فکبر: اللہ اکبر کہنا واجب ہے اور اگر اللہ اعظم کہا تو فرض ادا ہو گا
- جس اسکا مفعول موجود ہے تو تعظیم کے لئے اور اگر نہ ہو تو مطلب اللہ اکبر کہنا (جیسے کبر اللہ أی عظم اور کبر أی قل اللہ اکبر)
- شعر: کبرتُ من فرط الجمال وقلتُ ماھذا بشر فأجابنی لاتنکر ثوب السماء علی القمر
- اور یہاں تعظیم ہی مراد ہے کہ اسمیں تعمیم ہے (یعنی تعظیم قولی فعلی بدنی اور مالی) بہ نسبت کبر کے اسمیں صرف تعظیم قولی ہے
- وثیابک فطھر: طہارت ظاہری یا باطنی
- متابع: ایک راوی دوسرے راوی کے ساتھ شرکۃ الراوی الآخر فی السند
- شاھد:................................شرکۃ الراوی الآخر بمتنٍ آخر
- اسکی 2 قسمیں: 1) متابعۃ تامۃ: مایکون من أول السند

2) متابعۃ ناقصۃ: مایکون من وسط السند

اور پھر متابعت کی اور 2 قسمیں ہیں: 1) متابع عنہ موجود نہ ہو (اسکا پہچاننا مشکل ہے)

2) متابع عنہ موجود ہو

-چوتھی حدیث:

شاهد: قول الشاعر وإنا لمما نضرب الكبش ضربة على وجهه يلقي اللسان من الفم.(فتح الباری)

کبھی مما "ربما" کے معنے میں آتا ہے اور کبھی "مما" "من" کے معن میں آتا ہے

- سوال: شفتین کا کیوں ذکر ہے حالانکہ لسان سے اسکا تعلق ہے (تحریک)
- 1) یہاں شفتین کا ذکر ہے اور کتاب التفسیر میں لسان آیا ہے من طریق جریر عن موسی بن ابی عائشۃ: "کان رسول اللہ ﷺ إذا نزل جبریل بالوحی فکان مما یحرک بہ لسانہ وشفتیہ"

2) ذکر الشفتین یلزم بحرکۃ اللسان (ذکر لازم مراد ملزوم)

- شاھد: واعلم - فعلم المرء ینفعہ - (جملہ معترضہ ہے) أن سوف یأتیک قد قدِّر

-یہ حدیث ایک حد تک مسلسل بالشفتین ہوگی

-وحی کی عظمت کی وجہ سے اور اسلئے کہ بھول نہ جائے اور شوق کی وجہ سے شفتین ہلایا

-مسلسل حدیث کے فوائد: 1) یادرکھنا آسان؛ 2) تدلیس کا خطرہ ختم ہوتا ہے

-اشکال: آپ ﷺ نے کسی اور کو تحریک شفتین دکھائی اسلئے کہ ابتداء وحی ابن عباسؓ سے پہلے تھی اور سورۃ قیامۃ مکی ہے ابن عباسؓ پیدا ہوئے تین سال قبل الھجرۃ تو آپ ﷺ نے تحریک شفتین کو بعد میں دکھائی ورنہ تسلسل نہیں رہتا

- صدر سے مراد دماغ ہے لیکن قلب کی طرف اشارہ کہ وہ اصل ہے

- سوال: بیان کی تفسیر "تقرأہ" کیسے صحیح ہے؟

جواب: 1) اَی ان تقرئہ للغیر وھو البیان

2) بیان المجملات وتوضیح المشکلات مراد

-جبریل نام کے 4 قراءات ہیں: جَبرَئیل مثل سلسبیل؛ جبرئل مثل فاتتظر؛ جبریل مثل مندیل اور جَبریل مثل زنبیل اور جبریل کا مطلب عبد اللہ ہے یا جبر: پٹی ملانا اور ئیل: اللہ

-عمدۃ القاری میں علامہ عینیؒ کہتے (72/1) : ورأيت في أثناء مطالعتي في الكتب أن اسم جبريل عليه الصلاة والسلام عبد الجليل وكنيته أبو الفتوح واسم ميكائيل عبد الرزاق وكنيته أبو الغنائم

واسم إسرافيل عبد الخالق وكنيته أبو المنافخ واسم عزرائيل عبد الجبار وكنيته أبو يحيى.(ملك الموت)

-اس آیت کا کیا تعلق ہے بدء الوحی سے؟

1) ھذہ الکیفیۃ کانت فی بدء الوحی

2) بدء الوحی کا ایک ترجمۃ عظمۃ الوحی تو وحی اتنی عظیم الشان ہے کہ خود اسکی حفاظت اللہ نے اپنے ذمہ پر لیا ہے

3) جمیع احوال الوحی مراد تھا بدء الوحی سے تو وحی کے تمام حالات میں سے ایک حالت یہ بھی تھی جب آپ ﷺ سرعت سے پڑھتے تھے

4) کان بدء الوحی میں مقصود مضاف اِلیہ یعنی ابتداء دین اور دین شروع ہوا تھا وحی سے

5) بدؤ الوحی کا مطلب وجود الوحی تو اسمیں آگیا

6) بدء الوحی میں مضاف اور مضاف اِلیہ دونوں آئے تو وحی اور ابتداء وحی دونوں کا ذکر ہے۔

-سوال: لا تحرک بہ لسانک: ایک دم لائے حالانکہ قیامت کے احوال ذکر کئے جارہے تھے تو کیا تعلق ہے اس سے؟

جواب: 1) ما قبل کے ساتھ مناسب نہیں بلکہ موقع کے ساتھ مناسب

2) ما قبل کافرین مجرمین قیامت کا ذکر تو لا تحرک کا خطاب کافر سے مطلب یہ ہے کہ نامۂ اعمال

بہترین ربط 3) ما قبل میں جمع کرنے کا ذکر ہے "أیحسب الإنسان ألن نجمع عظامہ" شمس وقمر، انسانوں کو انگلیوں کو اور سب کچھ ہم جمع کرتے آرہے ہیں تو قرآن کریم بھی ہم آپ کے سینے میں جمع کریں گے۔

یہ سورۃ 3 مضمون پر مشتمل ہے

4) الترغیب فی الآخرۃ اور آخرت میں ذم العاجلۃ ہے

تو ابتداء میں حب الآخرۃ ہے، درمیان میں ذم التعجیل اور آخر میں ذم العاجلۃ

5) ما قبل میں فرمایا قیامت کا ہونا انسانوں کو اور ہڈیوں کو اور پوروں کا جمع کرنا خلاف عادت تو اسی طرح قرآن کریم کو جمع کریں گے فی صدر الاُمیؐ خلاف عادت

6)کتاب الأعمال کا ذکر ہے ینبأ الإنسان یومئذ، اسکے بعد کتاب الرحمن ہے: لا تحرک بہ لسانہ اسی طرح سورۃ بنواسرائیل میں آیت 71 میں کتاب الإعمال کا ذکر اور اور بعد کتاب الرحمن کا ذکر آیت 88

اسی طرح سورۃ الکھف میں آیت 49 اور بعد میں کتاب الرحمن کا ذکر آیت 54 میں

7)ے قال اللہ ینبأ الإنسان یومئذ بما قدّم وآخّر اور فرمایا: لا تحرک بہ..........لأن التعجیل یؤخرک فھذا لیس شانک فإنہ یؤخرک

8)اعضاء کے نطق کا ذکر "بل الإنسان علی نفسہ بصیرۃ" توجس طرح یہ قدرت إلہی اسی طرح قرآن کا جمع کرنا قدرت إلہی سے ہوگا (معجزہ) 9)قیامت کا ذکر تو دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ متی تکون الساعۃ؟ تو فرمایا لا تحرک بہ........(ھذا ممالا یفھم) کہ اسکا سوال نہ کر بلکہ ہم قرآن کو جمع کریں گے اور قیامت کو قائم کریں گے

10)ما قبل نفوس کا ذکر: بل الإنسان،وَلا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ، اور آخر میں اشرف النفوس کا ذکر

11)ما قبل میں اعراض کرنے والوں کی حالات کا ذکر اور لا تحرک بہ لسانک....میں الترغیب فی قراءۃ الآیات

-پانچویں حدیث:

سند میں ح کس کے لئے آتا ہے؟اسمیں مختلف اقوال ہیں:

1)اقرء الحدیث إلی آخرہ؛ 2)صحّ؛ 3)حائل؛ 4)تحویلٌ من اسناد إلی إسناد آخر؛ 5)خاء: إلی آخر الحدیث، إلی آخر الکلام، مخفف

-جود کس کو کہتے؟

1)وہ ملکہ جو آدمی استعمال کرتا ہے: قوۃ السخاوۃ اور سخاوت اسکا نتیجہ ہے، فالسخاوۃ ثمرۃ الجود

2)مبالغہ زیادہ ہے جود میں بہ نسبت سخاوت کے

3)جود خاص لرضاء اللہ اور سخاوت عام ہے

4)سخا کو کہتے جو طبیعت میں ہے اور اللہ کے لئے طبیعت نہیں

-الجود: إعطاء ما ینبغی لمن ینبغی لا لغرض

حدیث میں ہے کہ: ما سئل رسول اللہ ﷺ شیئا فقال لا قط

- رسول اللہ ﷺ سے کسی نے بھیڑ مانگا تو آپ ﷺ نے کہا کہ ما بین الجبلین کے جتنے بھیڑ ہیں تو سب کچھ آپ کا ہے
- ما ترک دینارًا ولا درھما ولا شاۃ
- من ترک مالاً فھو لورثتہ ومن ترک دینًا فعلیّ
- ترکیب: 1)اگر اجودُ میں "ما" مصدریہ تو مایکون بہ تاویل مصدر یعنی وکان أجود أکونہ أی أحوالہ حاصلاً فی رمضان (خبر کان)

2)اور اگر اجودَ تو مایکون میں "ما" مصدریہ: وکان رسول اللہ ﷺ أجودَ مدۃ کونہ فی رمضان

-سخاوت کی وجہ رمضان میں:

1)تشبہ بأخلاق اللہ اسلئے کہ لیلۃ القدر 84 سال 4 مہینے کے برابر

2)رمضان کے بعد مزدور کو پوری کی پوری اجرت دی جاتی ہے یعنی جنت

یہ اعلان ہوتا 3)یاباغی الخیر اقبل ویاباغی الشر أقصر وما بکم من نعمۃ فمن اللہ

4) 10 دن رحمت، 10 دن مغفرت اور 10 آخری دن اعتاق من النار

-رمضان: 1) رمضَ سے یعنی گناہوں کو جلانا

2) اس وقت شدید حرارت کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا

-اشکال: رمضان کا نام تو اسلام سے پہلے سے ہے؟

-رمضان اور قرآن میں مناسبت: توریت 13 یا 6 رمضان؛ انجیل: 12 رمضان؛ زبور 18 رمضان اور قرآن 24 یا 23 رمضان

- 1) ابتداء نزول القرآن فی رمضان

2) لوح محفوظ سے دنیوی آسمان تک ایک مرتبہ نازل ہوا رمضان میں

-الریح المرسلۃ: 1) الریح المرسلۃ: 1) بالسحاب؛ 2) تیز ہوا جو چلتی ہے اور کسی چیز کو نہ چھوڑتی: الریح التی لا تبقی ولا تذر

-ہوا سبب ہے بادل کا اور بادل سبب ہے بارش کا اور بارش بے حساب ہے تو آپ ﷺ کی سخاوت بھی بے حساب ہے

-اشکال: تشبیہ کیوں ریح مرسلہ سے ہوئی اور نہ کہ سمندر سے؟

جواب: 1) البحر خاص لمن ینتفع بہ والمطر عامٌّ اسلئے کہ ہر جگہ اس سے فائدہ ہے

2) عرب لوگ ریح الصبا کو بہت استعمال کرتے تھے اپنے اشعار میں

شعر: لو جئتَ یا ریح الصبا   یومًا إلی أرض الحرم   بلّغ سلامی روضۃً   فیھا النبی المحترم

اس ہوا کو نسیم الصبا بھی کہتے

- امرء القیس: شعر: إذا قامتا تضوع المسکُ منھا.......... نسیم الصبا............ بریح القرنفل (لونگ)

3) دریا اپنے راستے پر ہے اور لوگ آتے ہیں تو البحر یُؤتی والسحاب یأتی تو بتادیا کہ آپ ﷺ تبلیغ کا کام کریں گے اور ہر جگہ پہنچیں گے

4) الریح الملقحۃ: وہ ہوائیں جو ثمرات اور پھلوں کو ترقی دیتے ہیں تو اسی طرح آپ ﷺ کی سخاوت لوگوں کو خوب ترقی دیتی

-بالخیر: مال، علم، حکمت: 1) آپ ﷺ نے بلالؓ کے لئے قرضہ لیا تھا اور یہودی نے قبل از وقت مطالبہ کیا تو آپ ﷺ کے پاس باہر سے مال آیا تو قرض چکایا اور فورًا تقسیم کیا

2) عصر کے وقت سونے کا ایک ٹکڑا رہ گیا تھا تو عصر کے بعد جلدی چلانگ لگا کر گئے اور فورًا تقسیم کرنے لگے

اسی طرح اور متعدد قصے ہیں۔

- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجوز المبالغۃ فی التشبیہ

- اس حدیث کی مناسبت کیا ہے بدء الوحی سے؟

1) وحی کی تلاوت کا ذکر ہے رمضان میں اور نور بدء الوحی بھی رمضان میں ہے

2) عظمۃ الوحی تو آپ ﷺ جبریلؑ کے ساتھ تلاوت کرتے تھے۔

3) کان یلقی جبریلؑ فی ابتداء الوحی وفی آخر الوحی

4) فیہ بیان للأوصاف التی تنبغی أن توجد فی الموحی إلیہ

5) جمیع أحوال الوحی من الموحی إلیہ کا ذکر بھی ہے

6) بدء الوحی کی جگہ وحی کا ذکر لأن القرآن من أولہ إلی آخرہ وحیٌ (اضافت بیانیہ)

-عناوین أحادیث الباب:

1)الھجرۃ لأجل الوحی؛ 2)بیان کیفیۃ الوحی وشدۃ الوحی؛ 3)بیان ابتداء الوحی؛ 4)بیان محبۃ الوحی؛ 5)عظمۃ الوحی وثمرۃ محبۃ الوحی السخاوۃ؛ 6)حدیث ھرقل:بیان عظمۃ الوحی (آپ ﷺ کی صفات جمیلہ کا ذکر)

-عبد مناف بن قصی کے 4 بیٹے تھے:1)عبد شمس؛ 2)ھاشم؛ 3)مطلب؛ 4)نوفل

-ابوسفیان بن حرب بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب

ابوسفیان کی وفات 31ھ، عثمانؓ نے جنازہ پڑھایا اور غزوۃ طائف میں انکی ایک آنکھ چلی گئی اور دوسری آنکھ غزوہ یرموک میں اور والد کا نام صخر تھا۔

- ھرقل کا لقب: قیصر:1) جس کے ماں کے پیٹ کے چیرنے سے پیدا ہوا اور اس پر وہ فخر کرتا تھا، بعض کہتے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں ھرقل دادا تھا اور عمرؓ کے زمانے میں اسکا پوتا تھا
- روم کے بادشاہوں کو قیصر کہتے، فارس کے کسری کہتے اور حبشی کے نجاشی کہتے اور ترک کے پاچین کے خاقان کہتے، مصر کے عزیز کہتے، قبطی کے فرعون کہتے، صائبین کے نمرود کہتے، افریقہ کے جرجیر کہتے، اسکندریہ کے موقوقس کہتے اور ہندوستان کے رائے کہتے۔
- حدیث میں آیا ہے کہ إذا ھلک کسری فلا کسری بعدہ وإذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ
- اشکال: تو یورپ وغیرہ میں انکی حکومت چل رہی ہے!

جواب:1)إذا ھلک قیصر فی الشام فلا قیصر بعدہ فی الشام

2)فی قرب القیامۃ مراد ہے

-رکبٌ:10 یا 10 سے زیادہ افراد اور قریش:1) کسبٌ کے معنے میں ہے کیونکہ وہ لوگ اکثر اتجارت کرتے تھے

2)الجمع بعد التفرق: قصی بن کلاب نے سب کو جمع کیا تھا

3)وہ مچھلی جو دوسری کو کھاتی اور دوسری اسکو نہیں کھاسکتی

-شام: شامۃ: نقطہ، داغ؛ وجہ تسمیہ:1) لکثرۃ شاما تھا: بہت سے دیہات ہیں

2)اصل سام ہے، نوحؑ کے بیٹے کی طرف منسوب ہے

3)من الید شؤمۃ: خانہ کعبہ کے بائیں طرف پر ہے

-یمن: خانہ کعبہ سے دائیں طرف پر ہے تو یمنی سے ہے

-آپ ﷺ 4 مرتبہ شام تشریف لے گئے:1) 12 سال کی عمر میں، چچا ابوطالب کے ساتھ پھر بحیرۃ راھب نے واپس کرایا

2) 25 سال، خدیجہؓ کے مال تجارت لے کر

3)لیلۃ المعراج میں

4)غزوہ تبوک کے موقع پر (دمشق اور مدینہ منورۃ کے درمیان) اس وقت شام میں داخل تھا۔

-یروشلم: یرو: زمین کو کہتے اور شلم: سلام یعنی سلامتی کی زمین

-ایلیا: بیت اللہ مراد یا بلدۃ اللہ اسلئے کہ یعقوبؑ یا ابراھیمؑ کے زمانے سے بیت المقدس عبادت کا شہر رہا

-ھرقل ایلیا میں آیا تھا شکریہ کے طور پر

-روم کا بادشاہ ماریس تھا، اس پر حملہ کیا فوکاس نے اور پھر کسری نے حملہ کیا فوکاس پر تو ھر قل نے کہا کہ میں کسری اور فارس کا سیلات ختم کرونگا، تو لڑکر تھک گیا اور ارادہ کیا قسطنطنیہ میں بھاگنے کا تو سب پادری جمع ہوئے اور ھر قل کو مشورہ دیا کہ بحری راستے سے (ایران سے) حملہ کرے تو کامیاب ہوئے، اسی طرح فتوحات ہونے لگے اور 4 سال میں کسری کے 10 بادشاہ مارے گئے تو پھر ھر قل نے منت مانی تھی کہ میں اگر کامیاب رہا تو پیدل بیت المقدس جاؤنگا تو جیسا ہی بیت المقدس پہنچا تو آپ ﷺ کا خط اسکو پہنچا۔

-اس قصے میں 4 حصے ہیں اور ایک حصہ وہی ہے جو خط کے وصول کا۔

-بیت المقدس کی مسجد سب سے پہلے ابراہیمؑ نے یا یعقوبؑ نے بنائی اور موجودہ مسجد سلیمانؑ نے بنائی اور نچلا والا حصہ تو مشہور ہے کہ جوں کا توں ہے سلیمانؑ کے زمانے سے اور اوپر والا حصہ عبد الملک بن مروان

اور مروان انکا بیٹا................نے بنایا

- ترجمان: ایک زبان سے دوسرے زبان میں تعبیر کرنے کے لئے؛ بادشاہ کی زبان یونانی افرنجیۃ اور انکی زبان عربی تھی
- زعم: قول کے معنے میں بھی آتا ہے
- شعر: زعم العوازل
- کان اَولُ (اسم) الذی ماسألنی، اگر "ما" نکرہ ہے تو اضافت ہے تو کان اَولَ اَن قال
- نسب: سلسلۃ الآباء والأجداد اور حسب: مایعد من مفاخر الآباء والأجداد
- اشکال: اسماعیلؑ کے والدہ جاریۃ تھی:

جواب: 1) النسب من الآباء دون الأمھات

2) کانت بنت ملکٍ آخر فی الحقیقۃ فغصبہ ملکُ مصر

-سوال: قط نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے تو یہاں مثبت کیسے؟

جواب: أم لم یقلہ اصل مقدر ہے

- اشکال: ضعفاء تابعداری کرتے حالانکہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سب مضبوط لوگ ہیں قریش کے

جواب: 1) ھذا محمول علی الغالب

2) ضعفاء سے مراد غیر متکبرین

3) ضعفاء ھم فی زعمھم اسلئے کہ قوم انکے ساتھ نہیں تھی۔

4) الضعفاء من لا یحمیھم قومھم

-اشکال:..................دین سے نفرت کی وجہ سے مرتد نہیں ہوئے

جواب: عبد اللہ بن خطل مرتد ہوا تھا پھر بھاگا (انصاری عورت کے غلام کو قتل کیا تھا)

جواب: یہاں سخطۃ لدینہ نہیں ہے اور وہ قصاص سے بھاگا

اسی طرح عبد اللہ بن جحش نصرانی بن گیا!

جواب: وہ کسی نصرانی لڑکی کی محبت کی وجہ سے نصرانی بنا نہ کہ سخطۃً لدینہ

عبد اللہ بن سعد بن سرح: لکھ رہا تھا وحی کو اور فتبارک اللہ أحسن الخالقین خود نکلے زبان سے تو کہا میں نے بھی وحی بنائی

جواب: پشیمان ہوا اپنے بے وقوفی پر اور دوبارہ مسلمان ہو کر فتوحات کو خوب جاری کیا افریقہ میں۔

- سجالٌ: 1) بدر پر مسلمان غالب تو 2) احد میں مسلمان کو نقصان ہوا تھا اور 3) خندق میں تقریباً برابر ہے تو ڈول کبھی ایک کے پاس اور کبھی دوسرے کے پاس۔
- السجلُ: وہ ڈول جس میں پانی کبھی نیچے اور کبھی اوپر
- واحدٌ ینزل وواحد یعلو؛ سجلٌّ: رجسٹر اور سجال کہ رجسٹر کو لپیٹ کر رکھتے تھے؛ کطی السجل للکتب تو مشابہ ہے ڈول سے
- ماذا یأمرکم: اعبدوا اللہ ٹھیک ہے امر ہے لیکن لا تشرکوا نہیں ہے

جواب: 1) مطلب: ماذا یطالب منکم تو امر اور نہی دونوں شامل ہے

2) لا تشرکوا کا مطلب وحدوا

3) النھی عن الشیء أمرٌ بضدہ والأمر عن الشیء نھیٌ بضدہ

-عبادت: 1) نھایۃ التذلل وغایۃ التذلل، تو پھر ایک سجدہ عبادت ہونا چاہئے تو انتہائے ذلت مع الخوف والرجاء

2) التعظیم والتذلیل مع اعتقاد التصرف الغیبی فیہ (تفسیر منار میں اسکی طرف اشارہ ہے)

مشرکین اللہ متصرف بالغیب سمجھتے ہیں لیکن شریک کرتے تھے غیبی صفات میں

شرک کی کئی قسمیں: 1) شرک استقلالی: مستقل 2 معبود ماننا جیسے مجوس: یزدان اور آھرمن مانتے

2) شرک تثلیث: جیسے آج کل کے عیسائی: اللہ عیسی اور مریم یا روح القدس کو مانتے۔

3) شرک تقلید: بل نتبع ما ألفینا علیہ آباءنا

4) شرک تقریب: ما نعبدھم إلا لیقربنا إلی اللہ زلفی

5) شرک الاسباب: اسباب کو مؤثر سمجھنا

شرک مجازی: 6) شرک الإغراض: عمل میں ریاء، دوسروں کو راضی کرنے کے کی کوشش کی

- حدیث میں آیا ہے: من عمل عملاً أشرک فیہ غیرہ، فإنا بریء منہ
- شرک کی ایک اور تقسیم ہے:

1) شرک فی الذات جیسے مجوسی کرتے

2) شرک فی الصفات جیسے اللہ کی صفات مخصوصہ کو کسی اور کے لئے ثابت کرنا

3) شرک فی العبادۃ اور اسکی چار قسمیں ہیں: 1) قلبی: خوف اور رجاء مافوق الاسباب صرف اللہ سے

2) قولی: صرف اللہ سے مدد مانگنا ہے: أمن یجیب المضطر

3) بدنی: صرف اللہ کے لئے رکوع و سجود ہے: لا تسجدوا للشمس ولا للقمر

4) مالی: صرف اللہ کے لئے: وما أھل لغیر اللہ

- حقیقی معنی وہ ہے جو مافوق الاسباب مدد کرے اور وہ صرف اللہ عز و جل ہے۔

- صلوۃ: عبادۃ فعلیۃ لنفسہ صدقۃ: عبادۃ فعلیۃ نافعۃ للغیر؛ العفاف: عبادۃ فعلیۃ نافعۃ لنفسہ وکذلک للغیر؛ الصلۃ: عبادۃ فعلیۃ نافعۃ للغیر

اور یہ تمام عبادات موقوف ہیں ایمان پر تو ابو سفیان کا مطلب یأمرنا بجمیع خصال الخیر

- حدیث کا تعلق بدء الوحی سے

1) آپ ﷺ کے حالات یعنی موحی إلیہ کے حالات کا بیان: جمیع أحوال الوحی

2) اصلاح العقائد والأخلاق کان فی بدء الوحی

-صلوۃ ایسی بابرکت عبادت ہے جو کسی شریعت اس سے خالی نہیں: لا خیر فی دینٍ لا صلوۃ فیہ

3) ایک ترجمہ عظمۃ الوحی: تو عظمۃ الوحی موحی إلیہ کی عظمت کے ساتھ جیسے کہ بادشاہ بھ آپ ﷺ ....

4) وحی کی عظمت: وحی کی اتنی عظمت تھی کہ تمام لوگوں کو اسکے بارے میں پتہ لگا

5) إنا أوحینا إلیک کما أوحینا: وحدانیت، شرک سے بچنا تو تمام ادیان میں یہ وحی تھی

-دین میں: الترقی من الضعفاء الی الا قویاء اقوی ہے، والترقی من الا قویاء إلی الضعفاء ابعد ہے

ضعفاء میں تواضع ہے اور تواضع میں برکت ہے اور انکی قبولیت اقویاء تک پہنچے تو یہ زیادہ مضبوط ہے

- اسی لئے حدیث میں: الإسلام بدء غریباً وسیعود غریباً فطوبی للغرباء

- اجنبی طی طرح پھرتے تھ اسلام کی دعوت کے لئے اور فسیعود غریباً کا مطلب مسافر لوگ اجنبی کی طرح پھرتے رہیں گے اسلام کی دعوت کے لئے۔

- اسمیں امتحان مالداروں کے لئے اور اقویاء کے لئے کہ قبول کرتے ہو یا نہیں؟

- الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی شیئاً منھما فسأدخلہ فی النار

- ایمان کی حلاوت اور لذت جب دل میں داخل ہوتا ہے پھر اسکو نہیں چھوڑ سکتے، پھر غار میں پناہ لینا پسند ہے (اصحاب کھف) مالداری چھوڑنا پسند[1] ہے (ابو بکرؓ، عمرؓ وغیرہ) گرم پتھر پہ لیٹنا پسند ہے (بلالؓ)، گرم تیل میں کودنا پسند ہے اور اصحاب الاخدود کا مرنا پسند ہے لیکن ایمان نہیں چھوڑ سکتے۔

- سوال: الحرب بیننا وبینھم سجال پر یہاں تبصرہ نہیں آیا بلکہ ص 413 میں آیا، کیوں؟

1) یہاں ان علامات ذکر کیا ہے جو پورے طور پر نبوت پر دال ہیں یعنی کھلی ہوئی نبوت کی نشانیوں کو ذکر کیا

-بیت اللحم میں بھی عمرؓ کو درخواست کی لیکن عمرؓ نے باہر پڑھا تو باہر مسجد بنی اور اسی طرح بیت المقدس کے پاس ایک گرجہ تھا تو درخواست کی لیکن باہر پڑھی تو مسجد بنی باہر

-6ھ صلح حدیبیہ کے بعد بادشاہوں کو خطوط لکھے اسلئے کہ صلح کی وجہ سے قریش سے فارغ ہوئے۔

-روم کے بادشاہ کو ذی الحجۃ 6ھ میں لکھا اور پھر کسری کو خط لکھا اور عبد اللہ بن حُذافۃ خط لے گئے تو کسری نے خط کو پھاڑ دیا تو آپ ﷺ نے بددعا کی تو انکے خاندان ہی کے لوگ میں قتل قتال ہوا آپس کے اختلافات میں۔

-اسکا نام پرویز (کامیاب) تواکے بیٹے نے اسکو مارا اور پھر ایک دوا ملی قوت جماع کے لئے جو اصل زہر تھا تو وہ بھی مر گیا، پرویز کی بیوی شیرین نے خود کشی کی اور پھر 10 سال میں 14 حکام مرے شاہی خاندان میں تلوار چلنے کی وجہ سے

-معاویۃ: دعوت دینے والا

[1] اس لفظ کے بجائے "منظور" لفظ شاید بہتر ہو۔

عثمان: محنت کرنے والا

- دحیۃ الکلبی (1) سردار؛ 2) عظیم البطن): گورے خوبصورت تھے تو معلوم ہوا کہ کسی قوم کے پاس قاصد اسی کو بھیجنا چاہئے جو زیادہ مشابہ ہے اس قوم سے۔

- سوال: دعا بکتاب میں "دعا" ذوی العقول کے لئے مستعمل ہونا چاہئے یہاں خط کے لئے کیسے استعمال ہوا؟

جواب: عظیم خط ہونے کی وجہ سے ذوی العقول کا درجہ دیا

دحیۃ الکلبی کا واقعہ ہے روح البیان میں: جب اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور کہتے کہ میں نے ایک بڑا گناہ کیا میں قوم کا سردار تھا اور 70 لڑکیوں کو زندہ در گور کیا تو آپ ﷺ کے پاس جبریلؑ نے یہ بات بتائی: الإسلام یھدم ما قبلہ (حقوق اللہ) اور پھر جب اپنے قصے سناتے تھے تو خود روتے تھے۔

- دحیۃ نے عظیم بصری حارث بن ابی سمر (اصل عرب قبیلہ سے تھا لیکن پھر عیسائی بنا) کو خط دیا

- معلوم ہوا مع معاملہ......

- کاتب کا نام پہلے لکھا

- زید بن حارث محمد بن حنفیۃ، ابن عمر معاویۃ وغیرہ کہتے کہ مکتوب إلیہ کا نام پہلے

- محققین کے نزدیک کاتب کا نام پہلے اور بعد مکتوب إلیہ کا لکھنا چاہئے۔

- ماکان أحدٌ أعظم حرمۃً من رسول اللہ ﷺ، فإن أصحابہ کتبوا إلیہ

- کتبوا من فلان إلی رسول اللہ ﷺ اور بسم اللہ بعد میں

- قرآن میں ہے ھ إنہ من سلیمان وإنہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو معلوم ہوا کہ بسم اللہ بعد میں ہے (اشکال)

جواب: 1) لعلہ کان ھذا فی شریعتہ

2) إنہ من سلیمان مضمون بیان کرنے کے لئے ہے خط نہیں۔

3) کان علی الخطاب (لفافہ پر لکھا تھا) اور بسم اللہ فی الخطاب (خط میں)

- روایات میں آتا ہے کہ پرویز کے بیٹے نے اعتراض کیا کہ دیکھو انہوں نے اپنا نام پہلے لکھا تو اس نے جواب دیا، اگر وہ سچے پیغمبر ہے خدا کا تو وہ مستحق ہے کہ اپنا نام پہلے لکھے

لا تدعونی إلا بیا عبدیا فإنہ اشرف من اسمائیا

- ھرقل: غیر منصرف، عظیم الروم سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی بڑا منصب والا ہو تو اکرام کے کلمات کہا جاسکتا ہے، پھر ابتداء بالسلام کرنا چاہئے۔

- مھما یکن شیء بعد البسملۃ، اما بعد تاکید کے لئے کہ اگر بسم اللہ کے بعد کوئی چیز ہے تو دعوت اسلام ہے اور ہے ہی تو دعوت پکی

- دعایۃ: 1) إنی أدعوک إلی الإسلام

2) إنی أدعوک بالمدعوِّ الذی ھو الإسلام

- أسلِم: تابعدار ہو جاؤ۔ اسلام اس دین کا لقب ہے

- اشکال: پہلے سے وہ مسلمان ہے اسلئے کہ ہر ایک مذہب میں اپنے نبی کے تابعداری ضروری ہے

جواب: وہ اسلام کو قبول کرو جو ہمارے دین کا خاص نام ہے، باقی ادیان میں اسلام لغوی طور پر ہے

اِن الدین عند اللہ الِاسلام:　　الیوم اکملت لکم دینکم..............ورضیت لکم الاسلام دیناً

- تسلم، اسلم کا پہلا جواب اور دوسرا جواب یؤتک اللہ اَجرک مرتین اسلئے کہ دورسولوں پر ایمان لائے: 1) عیسیٰؑ اور آپ ﷺ

2) آپ کا اجر اور آپ کی رغبت

3) دو اجر، مشقت برداشت کرنے کی وجہ سے کہ ایک سماوی دین سے

نکل کر دوسرے میں جانا مشکل ہے۔

- یریسیین: 1) کاشتکار، 2) اَھل الریف، 3) دیہاتی لوگ؛ 4) خدام؛　5) اجراء اور ملازمین

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں کہ یہ نصاری کا ایک فرقہ ہے جو آریوس کی طرف منسوب اور قائل تھے کہ خالق آسمان پر ہے اور مخلوق زمین پر

- اشکال: ولا تزر وازرۃ وزر اُخری: جواب: 1) سبب بننے کا گناہ تجھے ملے گا؛　2) فاِن علیک اثم ھلاک الیریسیین

- سوال: کلمۃ سواء کیسے اس لئے کہ وہ عیسائی تثلیث کے قائل ہیں!؟

جواب: 1) التوحید المنزل من الکتب السماویۃ

2) اصل توحید: ادعاء التوحید

- 1) بعض کہتے کہ یہ آیت آپ ﷺ نے پہلے لکھا پھر بعد میں قرآن کے طور پر نازل ہوئی بطور آیت

2) اگر پہلے سے بطور آیت نازل ہوئی تو یہ حکم نہیں تھا کہ جنبی مسّ کر سکتا ہے یا نہیں: النھی عن القراءۃ للجنب لم یأت بعدُ

3) جب جنابت یقینی ہو تو ہاتھ میں نہیں دینا چاہئے خط کو

4) یہ دعوت و تبلیغ کے لئے ہے جس طرح بطور دعاء آیۃ الکرسی جنبی پڑھ سکتا ہے

5) وہ تو کافر تھا اور مکلف بالفروع نہیں ہے۔

- ولا تشرک بہ شیئًا: 1) توحید الوہیت؛　2) توحید ربوبیت

- وہ اپنے پادری کو "رب" بناتے تھے اور ہفتہ میں ایک دن آتے تھے ہدیہ لے کر اپنے گناہوں کو معاف کروانے کے لئے

- بعض کہتے کہ یہ آیت مکرر النزول: 1) صلح حدیبیہ کے وقت؛　2) وفد نجران کے وقت

- ارباب جمع رب ہے: من یحل الحرام ویحرم الحلال ویخالف النص القطعی حالانکہ تحریم و تحلیل کا اختیار رب کا ہے۔

- خط میں امر بھی ہے (اسلم تسلم)، نہی بھی (لا تشرک بہ)، ترغیب، بشارت: یؤتک اللہ اَجرک مرتین، اور انذار بھی ہے (تخویف) اور مختصر خط

- شور کیوں ہوا؟

جواب: 1) بادشاہ مائل ہونے لگے اسلام کی طرف

2) خط کے جواب میں کیا جواب دے

- اَمر: کثر و عظم: اہمیت حاصل کی؛　اَمرنا مترفیھا: زیادہ کر دیتے ہیں

- ابن ابی کبشۃ: 1) غیر معروف نام کی طرف

2) ابو کبشۃ جدہ من اُمہ　3) ابو کبشۃ جد حلیمۃ

4) ھذہ کنیۃ زوج حلیمۃ؛　5) بنو خزاعۃ کا ایک آدمی تھا جس نے قریش کی مخالفت کی عبادت اوثان میں

- سوال: رومیوں کو کیوں بنی الاَصفر کہا؟

جواب:1)انکے اجداد میں اصفر بن روم بن عیسی بن اسحاق

2)سونے کے سکے استعمال کرنے کی وجہ سے اور ایران چاندی کے سکے استعمال کرتے تھے تو بنی الأبیض کہتے تھے ان کو

3)انکے ملک پر کچھ حبشی غالب ہوئے تھے تو انکی عورتوں سے، پہلے پہلے بچے پیدا ہوئے

4)سارہؓ(جو اسحاقؑ کی ماں ہے)نے اپنے پوتے کو پہلے زیورات پہنائے

مفتی صاحب کی رائے:5) "اصفر" عرب لوگ حسین وجمیل آدمی کے لئے اصفر استعمال کرتے اور عرب لوگ پہلے اس سفیدی کو پسند کرتے جو صفرت کی طرف مائل ہو(بنو اسرائیل کے لئے بقرۃ صفراء.............. تسر الناظرین)اور ص8 پر بھی:الم تر أنھا تخرج صفراء کا مطلب خوبصورت اور بہت ساری جگہیں ہیں۔

- قرآن میں ہے:کأنھن بیض مکنون:اور انڈے سفید مائل صفرت ہیں

- "وکان ابن الناطور..." یہ زہری کا مقولہ ہے اور یہ دوسرا حصہ ہے 4 حصوں سے اور ابن الناطور ایلیاء کا گورنر اور ھرقل کا ساتھی تھا

- ناطور:زراعت کا نگران

- اشکال:یہاں مشترک کے 2 معنے جمع ہوگئے:ساتھی اور گورنر اور اگر حقیقی اور مجازی معنی پر محمول کریں گے تو جمع بین الحقیقۃ والمجاز ہوگا!؟

جواب:صاحب کا مطلب المصاحب والمقارن،جب بلد کی طرف منسوب تو گورنر مراد اور انسان کی طرف منسوب تو معنی ساتھی۔

- اور صاحب بمعنی مصاحب ہے اور المصاحب للبلد ھو الرئیس والمصاحب للانسان ھو الرفیق

- سقف:دینی رئیس؛ حزّا:کاھن مستقبل کی خبروں پر مطلع ہونا۔

- کہانت کی تین قسمیں:1)کہانت شیطانی:شیاطین وجنات کے تعلق سے مستقبل کی خبر کو معلوم کرے

2)کہانت نجمی:ستاروں کے حساب کتاب سے سعادت وشقاوت وواقعات کو معلوم کرلے مثلاً وہ کہتے کہ شمس وقمر جب برج عقرب پر ہے تو مطلب کوئی ذہین شخصیت پیدا ہوئے

3)کہانت فطری:موھوب من للہ،بصیرت فطری سے آدمی کوئی بات بتائے مستقبل کا

-سوال:صرف یہود ختنہ کرتے؟ حالانکہ عرب بھی ختنہ کرتے تھے

جواب:1)انکو خوش کرنے کے لئے یہود کمزور ہیں،ہم ان کا خاتمہ کریں گے۔

2)ان کو معلوم نہیں تھا۔

4واقعات:1)پہلے ھرقل نے ستاروں سے

2)عظیم بُصریٰ ملک غسان نے ایک آدمی بھیجا آپ ﷺ کی خبر دینے کے ل ئے

3)دحیۃ کلبی کا خط آیا

4)ضغاطیر رومی نے خط لکھا کہ سچے نبی کا ظہور ہوا اور ان پر ایمان لانا چاہئے

-ایک تاریخی روایت میں ہے کہ اسکے پاس ایک تھیلی تھی جس میں 313 تصویریں تھیں اور پوچھا کہ ان میں سے کون محمد ہے؟

-عربی میں جو فصاحت ہے اسکا مقابلہ کوئی زبان نہیں کرسکتی اسلئے کہ عربی میں علم تجوید ہے جو دوسری زبان میں مفقود ہے۔

-سردی میں شام یعنی حمص میں ھرقل رہتا تھا اور گرمی میں استانبول میں رہتا تھا۔

-استانبول پہلے قسطنطنیہ تھا جو منسوب ہے سب سے پہلے بادشاہ کی طرف جس نے عیسائیت کو قبول کیا تھا اور پھر جب اسلام کا غلبہ ہوا تو اسلام بول ہوا جس سے استانبول بنا۔

-حِمص: اصح البلاد تُربۃً، لیس فیھا عقربٌ ولا حیۃٌ

-سوال: فأذن کیوں آیا اور نہ "اَمر"؟

جواب: امر طبیعت کے خلاف حکم کے لئے مستعمل ہے اور بادشاہ کے ہال میں آنا طبیعت کے موافق اور سب تیار ہیں آنے کے لئے۔ اس واقعہ کو کتاب الایمان سے پہلے مصنفؒ لائے تو اس طرف اشارہ ہے کہ ایمان جاننے کا نام نہیں ہے بلکہ ماننے کا نام ہے اسلئے کہ ھرقل کو پتہ تھا کہ آپ ﷺ نبی ہیں اور ابوسفیان سے، ملک غسان کے قاصد سے، ضغاطیر رومی سے بھی تصاویر سے جانتا تھا۔

- غزوہ تبوک کے موقع پر ھرقل نے خط لکھا آپ ﷺ کو کہ میں مسلمان ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کذب اِنہ لیس بمسلم
- ایمان اور اسلام مصنفؒ کے نزدیک ایک ہے، یہاں کتاب کا ذکر اور وحی میں باب کا ذکر ہے۔
- دین: ماشرعہ اللہ تعالیٰ لنفع العباد فی الدنیا
- اِنہ اختار الملک علی الاِیمان یا اختار النار علی الملک
- فکان ذلک آخر شان: براعت اختتام: یعنی جو کتاب کے اختتام پر دال ہے
- شیخ زکریاؒ: موت کی طرف اشارہ ہے۔

2 – كِتَابُ الإِيمَانِ(حدیث:8-58)

- الإیمان لغۃً: امن دینا، محفوظ کرنا، آخرت کے عذاب سے محفوظ
- باب اِفعال سے: امن والا بننا
- 4طریقے سے متعدی ہے: 1)''مِن'' سے جیسے وآمنھم من خوف

2) ''باء'' سے تصدیق کے معنے میں جیسے فإن آمنوا بمثل ما.........

3) ''لام'' اقرار کے معنے میں جیسے أنؤمن لک واتبعک / فآمن لہ لوط

4) ''علی'' لزوم کے لئے جیسے مامن بنی من الأنبیاء إلا آمن علیہ البشر

-ایمان کی مختصر تعریف: التصدیق بجمیع المغیبات التی جاءت من سید الکائنات

مفصل: التصدیق بجمیع ماجاء بہ النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من ضروریات الدین اجمالاً فیما عُلم اجمالاً وتفصیلاً فیما علم تفصیلاً، ایماناً تقلیدیًّا او استدلالیًّا أو تصدیقاً جازمًا لا ظنًّا من غیر أمارۃ التکذیب (کإلقاء القرآن فی القاذورۃ)

- تصدیق منطقی میں ظن چلتا ہے اور بے اختیار یقین بھی اور وہ تصدیق شرعی سے بالکل الگ ہے۔
- حؒ: الإیمان أی التصدیق والإقرار رکنٌ زائدٌ لإجراء الأحکام
- تصدیق کی مثال جڑ اور اقرار تنا کی اور اعمال شاخ کی۔
- ایمان مرکب: فقھاء: التصدیق والإقرار

محدثین: التصدیق بالجنان والإقرار باللسان والعمل بالأرکان (چنانچہ عمل کو ترک کرنے سے کافر نہیں ہوگا)

- اور امام ابو حنیفہؒ کے مقابلے میں: معتزلہ: ان کی تعریف بھی محدثین کی طرح ہے اور وبترک العمل منزلۃ بین المنزلتین مانتے

خوارج: بترک الأعمال یخرج من الإیمان

عطان: الإقرار بشرط التصدیق؛ رقّاشی: الإقرار بشرط المعرفۃ

- ایمان بسیط: متکلمون: تصدیق مع الحاجۃ إلی العمل
- محدثین کا مقابلہ تھا دوسرے فرقوں سے اسلئے انہوں نے یہ تعریف کی

مثلاً: جہمیۃ معرفت اصل ہے تو یہ باطل ہے اسلئے کہ ھرقل، ابو طالب (جیسے کہ انکے اشعار میں ہے: ودعوتنی وعلمت أنک صادقٌ)، فرعون وغیرہ کو بھی معرفت حاصل تھی (ولقد علمت ما أنزل.......واستیقنتھا أنفسھم)

کرامیۃ: اقرار کافی ہے؛ مرجئۃ: التصدیق من غیر حاجۃ العمل

- سوال:

جواب: 1) العرب یعرف من الإیمان التصدیق: یؤمنون

2) اولئک کتب فی قلوبھم الإیمان: تو دل میں تصدیق ہے

-اسامۃ بن زیدؓ نے متکلم بالکلمۃ کو قتل کیا تھا تو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: أفلا شققت قلبَہ

آمنا بأفواھھم ولم تؤمن قلوبھم؛ إن الذین آمنوا وعملوا الصالحات (عطف میں مغایرت ہے)

- اشکال: یہاں عطف اہمیت کے لئے (وجبرئیل ومیکال...)

جواب: وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا...

یاایھاالذین آمنوا کتب علیکم القصاص....

الذین آمنواولم یلبسوا إیمانھم بظلم

من علم صالحًا من ذکر او انثی وھو موٴمن تو موٴمن کو شرط قرار دیا والشرط خارجٌ من الحکم

- ابتداء میں ایمان کا حکم تھا اور صوم وزکوۃ بعد میں آیا

- یأیھاالذین آمنواتوبوا إلی اللہ توبۃً نصوحًا تو توبہ ترک عمل صالح کی وجہ سے لیکن ایمان باقی ہے

- إذا طولب أحدٌ أن یقر فیجب علیہ أن یقرّ لیصیر مسلمًا عند الناس۔

- مسئلہ: الإیمان یزید وینقص:

احناف: لایزید ولاینقص اور دوسرے لوگ ایمان کی زیادتی و نقص کے قائل ہیں۔

شاہ صاحب: ابراھیم بن یوسف نے ابویوسف سے یہ بات کہی

فقہ اکبر میں: ابومطیع بلخی سے منقول ہے اور ان پر کلام ہے

احناف کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ نفسِ ایمان متساوٍ فی کل أحد

- پھر دوسری قسم کی روایات میں: بعض وہ عبارات جن سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان لایزید ولاینقص

1) فإن آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا (اگر منافقین ایمان لائے ابوبکرؓ جیسے ایمان)

2) لانفرق بین أحد من رسلہ یعنی سب رسول رسالت میں برابر اس طرح سب مسلمان نفس یقین میں برابر ہیں

مثال: سب رجال رجولیت میں برابر اگرچہ کمالات میں فرق جیسے کہ نفس عورت ہونے میں سب برابر ہیں (فإن معھا مثل ما معھا)

نفس ایمان کا مطلب: مجرد یقین کیونکہ اگر وہ کم ہو جائے تو شک ہو گا اور زیادہ ہو جائے تو کچھ اور ہو گا۔

- اور دوسری بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان یزید وینقص

احناف: 1) نور الإیمان؛ 2) کیفیۃ الإیمان؛ 3) أعمال الإیمان یزید وینقص۔

4) باِعتبار المؤمَن بہ فی عھد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ 5) ایمان الدخول: متساوٍ اور ایمان الخلو دیزید وینقص

6) ایمان معلی: یزید وینقص اور وہ الگ ہے ایمان منجّی سے: جو برابر ہے (ایمان مفصل کا کلمہ)

7) نفس ایمان: متساوٍ.......................

خطابی نے کہا کہ: ایمان میں 1) قول: لا إلٰہ إلا اللہ: لایزید ولاینقص (اقرار)

2) عمل: جزء زینت عمل ہے وھو یزید وینقص

3) یقین: 1) علم الیقین: ھذا یزید ولاینقص (کم ہو گا تو شک ہو گا)

2) عین الیقین: مشاھدۃ: یزید وینقص (کم ہو گا تو یقین باقی اور زیادہ ہو گا تو حق الیقین کے درجے تک پہنچے گا)

3) حق الیقین: متاثر ہونا: ینقص ولایزید

- امام طحاویؒ: کنایۃ عن کونہ متساویًا فی الکل

- الإسلام لغۃً: انقیاد، تابعداری، حوالہ کرنا

اصطلاحًا: الإنقیاد للہ بکلمتی الشھادتین باتیان المأمورات وترک المنکرات۔

- ایمان اور اسلام کے درمیان نسبت:
- ایمانھ اعتقاد اور تسلیم کا نام (عمل ہو یا نہ ہو) اور اسلام: اعتقاد و عمل
- 1) عموم خصوص مطلق: کل مسلم مؤمن ولیس کل مؤمن مسلمًا

2) عموم خصوص من وجہ تصدیق واعتقادات مع العمل اعمال ظاہریہ (عمل ہو یا نہ ہو)

1) تصدیق و عمل (مؤمن عاشق)

2) مسلم ہے لیکن مؤمن نہیں (کالمنافق)

3) مؤمن ہے لیکن مسلم نہیں (کالفاسق)

3) مترادف: فأخرجنا من کان فیھا من المؤمنین فما وجدنا فیھا غیر بیت........

یا قوم إن کنتم آمنتم فعلیہ توکلوا إن کنتم مسلمین

المؤمن متوکل والمتوکل ھو المسلم تو نتیجہ یہ ہے: المؤمن ھو المسلم

- ص12 حدیث جبریل میں اسلام کی تفصیل: شہادت، صلوات خمسہ
- پہلی 5 چیزیں ایمان کی تفصیل حدیث وفد بن عبد القیس میں (ص12، ص13)
- قالت الأعراب آمنا، قل لم تؤمنوا ولکن قولوا أسلمنا ولمّا یدخل الإیمان فی قلوبکم
- 4) تباین: حدیث جبریل میں: ایمان کی تفصیل اعتقاد کے ساتھ أن تؤمنوا باللہ اور اسلام کی تفصیل الگ ہے:............
- 5) تلازم: اسلام ہے تو ایمان لازم
- ایمان: تصدیق واعتقادات اس طریقہ پر کہ بدن پر اسکا اثر ظاہر ہو
- ظاہری اعمال جو اثر کر چکا ہے باطن میں
- یبدأ من الباطن ویصل إلی الظاھر؛ یبدأ من الظاھر وینتھی إلی الباطن
- شاہ صاحب کا قول: ایمان کی ابتداء اسلام کی انتھاء اور اسلام کی انتھاء ایمان کی ابتداء پر ہے
- 6) إذا اجتمعا تفرقا وإذا تفرقا اجتمعا (ابن رجب کا قول) جیسے حدیث جبریل میں دونوں آیا تو دونوں کا الگ مطلب ہے

جیسے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

- أنا مؤمن إن شاء اللہ کہنا درست ہے یا نہیں؟

شوافع: أنا مؤمن إن شاء اللہ کہنا صحیح ہے اور جائز

1) کہتے کہ ایمان کامل کی طرف اشارہ: انا مؤمن کامل إن شاء اللہ

2) یا حالت وفات پر محمول ہے

3) برکت کے لئے

-احناف: نہیں کہنا چاہئے اسلئے کہ اسمیں شک ہو سکتا ہے

عطاء بن ابی رباح: ادرکت الصحابۃ کلھم یقولون نحن المسلمون

ابن عباس: قل أنامؤمن حقًّا جیسے قرآن میں: إنما المؤمنون الذین آمنوا باللہ.......... اولئک المؤمنون حقًّا

عبد اللہ نے امام احمد سے کہا: ما اسمک؟ قال أحمد إن شاء اللہ تو کہا لم تقول إن شاء اللہ، و قال لا تقول إن شاء اللہ فیما سماک والدیک و تقول إن شاء اللہ فیما سماک اللہ

امام ابو حنیفہؒ سے کسی نے کہا: کہ إن شاء اللہ کہنا چاہئے اسلئے کہ ابراہیمؑ نے فرمایا: إنی أطمع أن یغفر لی ربی

فقال ابو حنیفہؒ: ولم لا تتبعہ فی قولہ: أولم تؤمن قال بلی...

- أنامؤن تقلیدیًا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: إن رجالًا اسلموا تحت السیوف فقُبلوا

ایک صحابی نے فرمایا:.......... أمرنا اللہ ورسولہ أن نکف عن من قال لا إلہ إلا اللہ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ»(حدیث:8)

- باب میں: 1) اسلام کی بنیاد؛ 2) ایمان مرکب کا بیان؛ 3) الإیمان یزید وینقص کا بیان؛ 4) معتزلہ کی تردید
- علی خمس دعائم / خصال
- معتزلہ کی تردید کہ ایمان یزید وینقص اسلئے کہ ایمان ختم نہیں ہوتا بلکہ ناقص ہو سکتا ہے
- اشکال: مصنف نے ایمان کی تعریف میں تصدیق کا ذکر نہیں کیا

جواب: 1) اسلئے کہ فعل میں تصدیق داخل (فعل القلب)

تو پھر "قول" کی کیا ضرورت ہے اگر وہ فعل میں داخل اور علماء کہتے کہ ایمان انفعال کے قبیل سے ہے نہ کہ فعل سے

2) قول میں داخل یعنی قول نفسی لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی

3) قول میں داخل وھو قولٌ: الإقرار الصادق بکلمتی الشھادۃ

اچھا جواب 4) مصنفؒ نے وہی ذکر کیا جس میں اختلاف ہے اور جس پر اتفاق (تصدیق) اسکو ذکر نہیں کیا اور فرمایا کہ ایمان صرف تصدیق نہیں بلکہ اقرار باللسان والعمل بالأرکان، گویا ایمان بسیط کے قائلین کی تردید ہے

الإیمان یزید بالطاعات وینقص بالمعاصی

وزدناھم ھدًی أی إیمانًا، مصنفؒ کے نزدیک ھدی اور ایمان ایک ہے اور مصنفؒ کے نزدیک اسی طرح تقوی

ھدی یعنی منزل مقصود تک پہنچانا اور وہ اراءۃ الطریق سے الگ ہے

تقوی کے اقسام: 1) التقوی من الشرک 2) التقوی من الکبائر

3) التقوی من الکبائر والصغائر 4) التقوی من الشبھات

5) التقوی من اللذات 6) التقوی من البدعات 7) التقوی مما سوی اللہ

- 3ھ الاسد یا 4ھ بدر کبری کے موقع پر

- نعیم بن مسعود نے جب کہا کہ بڑی فوج لے کر آرہی ہے تو مسلمان کے ایمان اور زیادہ بڑھ گئے

-من أحب للہ وأبغض للہ............................ فقد استکمل الإیمان (رواہ ابو داؤد) فالحب والبغض من الإیمان تو معلوم ہوا کہ ایمان کے اجزء اہیں

جواب: ایمان یزید وینقص

عمر بن عبد العزیز (والدہ حفصہ بنت عاصم بن عمر) مصر میں پیدا ہوئے اور 40 سال کی عمر میں وفات ہوئی اور 2 سال حکومت کی اور آپ ﷺ کے ناخن اور بال کے ساتھ دفن ہونے کی وصیت کی، بڑے عالم ومجدد کہلاتے تھے۔

- فرائض: اعتقادات؛ شرائع: اعمال خیر، حدود
- لِلایمان تو "لام" سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان سے خارج ہے تدوینًا
- اِنما أخرھالاشتغالہ بالأھمّ
- ابراھیم بن آزر یا بن طارح اور اب رحیمٌ سے: شفقت والے باپ یا اب الأنبیاء سے مشہور ہے۔
- توفی بقریۃ الخلیل (حبرون) 175 سال
- کیف تحیی الموتی: 1) کیف استفہام کے لئے

2) اور کبھی تعجب کے لئے کیف: حملت ھذا الحجر یا صبیُّ

3) اور کبھی اعجاز اور تعجیز کے لئے: یحدثنا الرسول سنحیی کیف حیاء

-مور مرغ، کوا، کبوتر 4 ہیں تو ابراہیمؑ کے پاس ایمان ہے لیکن "یزید" کے لئے

1) علم الیقین: الاعتقاد الجازم الثابت الذی لایزول بتشکیک المُشکک

2) عین الیقین: مع المشاھدۃ؛ 3) حق الیقین مع التأثر (مع القبول أی قبول الأثر)

نفس یقین لایزید ولاینقص (یعنی بغیر مشاھدۃ)

نفس الیقین الإختیاری مستوٍ لجمیع المؤمنین

- معاذ بن جبلؓ: "نؤمن ساعۃ": ایمان کی حلاوت ولذت بڑھ جائے
- عبد اللہ بن مسعودؓ م 32ھ: الیقین الإیمان کلہ، تو معلوم ہوا کہ اسکے اجزاء ہیں اور تمام اجزاء ملا کر مکمل ہوتا ہے
- عبد اللہ بن عمرؓ م 73ھ 84 سال یا 86: لایبلغ العبد حقیقۃ التقوی حتی یدع ماحاک فی الصدر، اسلم قدیمًا، بیعۃ الرضوان، اپنے والد سے پہلے کی نہ کہ بیعت اسلام، مکثر الحدیث: 2630۔
- عبادلہ اربعہ: ابن عباسؓ، ابن زبیرؓ، ابن عمرؓ، ابن عمرو بن العاصؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کا انتقال پہلے ہو چکا تھا
- مجاھد بن جبر: م 100ھ 83 سال: جس دین کی وصیت کی نوحؑ کو وہی آپ کے لئے مشروع کی: شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحًا
- دین کے اصول واخلاقیات سب ایک کے ایک ہیں باقی احکام میں زیادتی اور نقص ہوگا۔
- دین: ما أنزلہ اللہ تعالی لنفع العباد فی الدنیا والآخرۃ
- تابعداری کو کہتے یا جزاء اسلئے کہ اسکا ثواب ملتا ہے، شریعت ہے اسلئے کہ کھلا ہوا راستہ (ہائی وے)
- یا شرعۃٌ: گھاٹ پانی لینے کی جگہ (پشتو گدر) اور دین پانی کی طرح ہے اور علم بھی پانی کی طرح (ص 18) یا کھلا ہوا راستہ
- ملت: بمکتب یا تھکاوت اور شریعت کے احکام لوگ اس پر مکلف ہے

- مذہب: جس پر لوگ چلتے؛ منھاجًا: الطریق الواضح المستقیم (ہائی وے یا موٹر وے) اسلئے کہ منزل مقصود تک پہنچاتا ہے تو دین بھی سیدھا جنت میں پہنچاتا ہے۔
- قل مایعبأبکم ربی لولا دعاءکم: 1) اللہ کو کوئی پرواہ نہیں تمکو ہلاک کرنے میں، اگر (لولا رجاء ایمانکم) تمہارے ایمان کی امید نہ ہوتی
2) اللہ کو تمہاری عذاب کی کوئی پرواہ نہیں، لولا دعاءکم الآلھۃ (اگر غیر اللہ کو نہ پکارتے)
3) اگر دعوت کا کام نہ ہوتا تو تم ہلاک ہوتے
4) دعاء نہ کرتے تو ہلاک ہوتے

-دعاء یزید وینقص فالایمان یزید وینقص

ہم جواب دیتے: الایمان لیس بدعاء فالایمان سببٌ للدعاء۔

مصنفؒ نے یہ حدیث لاکر بتایا کہ اپنی کتاب میں یہ ترتیب رہے گی: کتاب الایمان، کتاب الصلوۃ، کتاب الزکوۃ، کتاب الحج، کتاب الصوم۔

- علی خمس دعائم، خصال، قواعد
- بنی الاسلام: اسلام مشابہ ہے محل کے ساتھ جیسے محل میں حفاظت و آرام
- الاسلام کالعمارۃ، استعارۃ مکنیۃ اور محل لازم ہے عمارت کے ساتھ: استعارۃ تخیلیۃ
- بناء اور عمارت کے ساتھ 5 ستون مناسب: استعارۃ ترشیحیۃ (4 دیوار ایک ستون درمیان چھٹ کے لئے)
- عبادت قولیہ: شہادت؛ فعلیہ بدنیہ: اقام الصلوۃ؛ مالیہ: ایتاء الزکوۃ؛ مالیہ بدنیہ: حج؛ یہ 4 فعلیہ
- صوم رمضان ترکیہ اور فعل اشرف ہوتا ہے ترک سے، حج عبادت مرکب ہے۔
- اشکال: اسلام موقوف ہے ان 5 چیزوں پر اور ان 5 کو موقوف کیا اسلام پر تو یہ دور لازم آیا؟! نتیجہ اسلام موقوف ہے اسلام پر
جواب: مختلف جہات: 1) اسلام کامل ہوگا جب یہ 5 چیزیں: فالاسلام موقوف علی ھذہ الخمس کمالاً
2) باعتبار القبول والاعتبار : فالاسلام موقوف علی ھذہ الخمس اعتدادًا و قبولاً
-علی بمعنی "مِن" بنی الاسلام من ھذہ الخمس
3) اسلام مجموعہ کا نام اور خمس اجزاء ہیں، ھذہ المجموعۃ موقوفۃ علی ھذہ الاجزاء

1) شہادت: اقرار ضروری لظاھر الاحکام، جہاد کا ذکر نہیں اسلئے کہ فرض عین نہیں یا اس وقت حکم نہیں تھا
2) اقام الصلوۃ: اضافت کی وجہ سے "ۃ" گر گیا، اقامت: حقوق کے ساتھ قائم کرنا کسی چیز کو
صلوۃ لغۃً: 1) دعا؛ 2) یا تحریک الصلوین؛ 3) یا تصلیۃً سے: نرم کرنا، گیلی لکڑی کو آگ میں رکھ کر ٹیڑھا کرنے کے لئے
4) مصلّی سے نمبر 2 گھوڑے کو کہتے اور مجلی پہلے گھوڑے
-ایک روایت میں تقدیم صوم رمضان علی الحج تو اسکے کیا وجوہات ہیں؟
صوم رمضان فرض ہے بالغ پر اور حج نہیں
پوری زندگی فی کل سنۃ اور حج ایک ہی مرتبہ زندگی میں
سنہ 2ھ صوم فرض ہوا اور 8ھ حج فرض کیا گیا
- مسلم کی روایت میں تقدیم الصوم علی الحج ہے تو پھر مسلم کی حدیث کیوں نہیں لیا؟

جواب: 1) دو طریق محفوظ ہونے کے لئے؛ 2) سدّ باب تحریف کے لئے

3) ایتاء الزکوۃ: کا مطلب دینا جب دوسرے لے لے اور إعطاء کا مطلب صرف دینا: الصدقۃ تقع فی کف الرحمن قبل أن تقع فی کف...

-ایتاء میں تعظیم ہے اور إعطاء میں.............

-اشکال: إنا أعطیناک الکوثر میں إعطاء کا لفظ مستعمل؟

جواب: کوثر جنت کے بہ نسبت کالعدم

- زکوۃ لغۃً: تنمیۃ؛ تزکیۃ: زکویزکو (تفخیم کے لئے واؤ کے ساتھ)

- 4) حج: القصد اصطلاحاً:................. افعال مخصوصہ

- 5) صوم: الترک اصطلاحاً: ترک المفطرات الثلاثۃ مع النیۃ جبکہ استیقاء اور استمناء نہ ہو۔

- مولانا قاسم نانوتویؒ نے ان 5 ارکان کے متعدد حکمتیں ہیں

- اللہ کی 2 شان: 1) شان محبوبیت؛ 2) شان حاکمیت تو حاکم ہونے کے نتیجے میں اقامۃ صلوۃ اور ایتاء زکوۃ اور محبوب ہونے کے تنیجے میں صوم رمضان اور حج۔

- حاکم کے پاس لوگ جائے تو گھنٹی بجاتے (اجازت مانگتے) اور اچھے کپڑے میں پیش ہوتے پھر ایک آدمی مقرر کرتے درخواست پیش کرنے کے لئے تو اسی طرح اذان گھنٹی ہے اور اچھے لباس میں مسجد کو آتے اور امام مقرر کرتے اور وہ اللہ کی تعریف سے اور چونکہ جنت دور ہے اور ہم مسافر کی حیثیت رکھتے تو 6 درخواست کرتے: 1) زاد (إیاک نعبد)؛ 2) سواری (وإیاک نستعین)؛ 3) راستہ (اھدنا الصراط المستقیم)؛ 4) راہنما (صراط الذین انعمت علیھم)؛ 5) ڈاکوؤں سے بچنا (غیر المغضوب علیھم......)؛ 6) ویزا (آمین)

- پھر عبادت قولی کے ساتھ عبادت فعلی رکوع سجدہ پھر شیطان نے انکار کیا تو ہم 2 سجدہ کرتے، پھر بیٹھ جاتے اللہ کی خدمت میں اور تین تحفے لے کر جاتے۔

- پھر سوچتے کہ آپ صَلَّىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ذریعہ سے ملی تو درود و سلام، شبہ معبود کو ختم کرنے کے لئے التحیات پڑھتے اور آخر میں دوبارہ درخواست کرتے دعاء سے، پھر سلام کرتے بادشاہ کے دربار میں۔ تو بادشاہ نے مطالبہ دے دیا ھدًی للمتقین

- پھر حاکم کو قبول کیا تو ٹیکس مقرر ہوئے تو زکوۃ دینے لگے

- پھر شان محبوبیت کے 6 نمبر: 1) مال؛ 2) کمال؛ 3) جمال (إن اللہ جمیل یحب الجمال)؛ 4) نوال؛ 5) قرب لازوال؛ 6) مربیًا و نحن کالعیال

- حسن: تناسب اعضاء یا مایکون فی نظر الغیر، جمال مایکون فی ذاتہ

- نوال: بے حساب اور بے شمار عطاو بخشش (بارش، ہوا، مٹی، روشنی کسی چیز کی کمی نہیں ہے)۔

- قرب: سبب محبت ہے۔

- الخلق عیال اللہ یعنی اللہ کے محتاج ہیں، جب کوئی محبت کرتا ہے تو نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، پریشان ہوتا ہے تو روزہ ہے اور پھر جب محبت زیادہ بڑھ جاتا ہے و پاگل کی طرح پھرتا ہے تو کبھی صفا پر کبھی مروۃ پر، بغیر سلئے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے، اسکی محبت اور پھر جب محبت اور بڑھ جاتی ہے تو پھر اپنی جان کو قربان کرنا چاہئے لیکن کمزوری کی وجہ سے اسی کے مال خرچ کر کے دنبے کو ذبح کرتے۔

بَابُ أُمُورِ الإِيمَانِ(ص6)(حدیث:9)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ایمان کے اعمال بیان کرنا، مرکب ہونے کا بیان، ایمان کی شاخوں کو اجمالًا و تفصیلاً، بیان الفروع فی الإیمان، بیان الترغیب فی الإیمان
- یہ آیت جامع ہے: اعتقادات، حسن معاشرت (صلہ رحمی)، تھذیب الأخلاق (اخلاق کو پاک کرنا)، تدبیر منزل (اپنے گھر اور قریب کے لوگوں کی خدمت)؛ سیاست مدنی (پورے شہر کے لوگوں کو مدد کرنا)۔
- بِرّ: التوسع فی الخیر والتوسع فی الطاعۃ اور بَرّ: خشکی جو وسیع ہوتی ہے۔
- ایک صحابی نے ابوذرؓ کو فروع الإیمان کے بارے میں سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی (قد أفلح المؤمنون)
- لیس البر أن تولوا وجوھکم (Nothing) تو کیسے یہ تقوی کا کام نہیں حالانکہ اس پر تو ثواب ہے؟!

جواب: بعض: 1) صرف نیکی کا کام یہ نہیں لیکن اشکال دفع نہیں ہوتا اس جواب میں

2) ولکن البر ھذا وھذا....

3) جاہلیت کے زمانے میں مختلف چیزوں کی عبادت کرتے تھے اور جہت کی بھی مثلاً مشرق کی اسلئے کہ وہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے یا مغرب کی جہت اسلئے کہ اسنے سورج کو ڈبو دیا (گرجوں کو یا اصنام کو مشرق کی طرف رکھتے تھے) ورنہ مسلمان بھی مشرق یا مغرب کی رخ کرتے تو یہ جہت کا احترام نہیں ہے بلکہ خانہ کعبہ کی طرف پھرتے ہیں تو جہت کی عبادت کی نفی ہے (مولانا عبد الماجد دریابادی)

-حدیث: الإیمان بضع وسبعون شعبۃً

قد أفلح المؤمنون: فروع الإیمان اور ایمان کی شاخوں کا بیان

- ابو ھریرۃؓ: م58ھ، عبد الرحمن بن صخر الدوسی
- ایک روایت میں 77، یا 76 اور مشہور روایت 70 ہے
- تم حیاء کو امر طبعی سمجھتے ہو تو کہا کہ یہ بھی ایمان کی شاخ ہے
- بضعٌ: 3 سے 9 تک بعض نے 60 کہا لکونہ متیقّنًا یا 60 اور 70 دونوں صحیح اور تکثیر مراد
- بعض نے گن رکھا جیسے شعب الإیمان للبیھقی
- سبعۃ کا عدد عدد کثیر ہے، زوج الزوج (4) اور زوج الفرد (3+3: 6) دونوں پر مشتمل ہے۔
- فرد أول (3)، فرد مرکب: 3+2: 5 دونوں پر مشتمل ہے
- 7 کا عدد 3 زوج پر مشتمل: 2، 4 اور 6۔
- عدد کی تین قسمیں: 1) عدد منطق: مایحصل من ضرب الشیء فی نفسہ 2*2: 4

2) اصم: مایحصل من ضرب الشیء فی غیرہ 2*3: 6

-عدد کی اور تین قسمیں: پہلے دو اصل ہیں: 1) جنکے اجزاء کو جمع کرے تو اصل عدد کے برابر مثلاً 6 کا نصف 3 ثلث 2 سدس 1: 6

2) ناقص تو عدد سے کم مثلاً 4 نصف 2 اور ربع 1 اور جمع: 3

(بیٹا باپ سے بڑھ گیا) خلاف اصل: 3) زائد: تو عدد سے زیادہ مثلاً 12: نصف 6، ثلث 4، ربع 3 سدس: 2 اور جمع 15

اور 7 میں سب ہے 1+2+3: 6 کو بھی شامل

اگر اور زیادہ مقصود تو ضرب دیتے ہیں 10 میں: تلک عشرۃ کاملۃ تو 70 اور مزید مبالغہ تو بضعٌ

اور مبالغہ تو 700 اور زیادہ تو 7000

- درندہ کو سبعٌ کہتے کہ وہ کامل، لباس کی ضرورت نہیں، اسلحہ کی ضرورت نہیں (چہرے میں رعب) دانت چھڑی کی طرح: وما سمي الأسد سبُعًا إلا لكمال قوته
- 7 کے بعد واوٗ ثمانیۃ آتا ہے عطف کے لئے (جیسے آئبون تائبون............؛ وثامنهم كلبهم؛ سائحات وثيبات وأبكارًا)
- اسی وجہ سے انزل الکتاب علی سبعۃ أحرف
- فمی بشوق: فاتحہ، مائدہ، یونس، بنی اسرائیل، شعراء؛ والصفات، قٓ
- 7 آسمان
- انبتت سبع سنابلۃ (یعنی بہ کثرت)
- 7 سیارۃ: شمس و قمر مریخ، مشتری زحل، عطارد، زھرۃ
- آپ ﷺ کے 7 اولاد: 4 بیٹیاں اور 3 بیٹے: قاسم، عبد اللہ، ابراھیم
- اسی طرح ہے نمبر 6 عدد کے ساتھ
- والحیاء شعبۃ من الإیمان
- الحیاء: 1) انقباض النفس عن المکروہ مخافۃ الذم والعیب

2) انکسارٌ یعتری الإنسان مخافۃ الذم والعیب

حیاء کی 4 قسمیں: 1) حیاء عقلی: عقلی چیز سے بچنا، قبیح عقلی کو چھوڑنا، جو عقلاً مذموم و قبیح ضرب المحسن یا ننگا پھرنا

2) حیاء عرفی: قبیح عرفی کو چھوڑنا: جیسے کوٹ پتلون میں کوئی مدرسہ میں آئے

3) حیاء شرعی: قبیح شرعی کو چھوڑنا یقابلہ الفسق

4) حیاء طبیعی: طبیعت میں حیاء یقابلہ الجری ء

- من کلام النبوۃ: إذا لم تستحی فاصنع ماشئت

- اشکال: حیاء اختیاری چیز نہیں ہے تو کیسے ایمان میں داخل ہے؟

جواب: 1) حیاء یہاں عقلی یا حیاء عرفی یا حیاء شرعی مراد جو اختیاری ہے، ہاں حیاء طبیعی جو اختیار میں نہیں وہ داخل نہیں

2) حیاء کا نتیجہ و ثمرۃ مراد ہے اور وہ ترک القبیح ہے

3) حیاء طبیعی کسب کرنے سے اختیاری بن جاتا ہے: اگر آدمی کو تہذیب سکھایا جائے تو مہذب بن جاتے

- شعر: إذا لم تخش عاقبۃ اللیالی ولم تستحیی فاصنع ماتشاء

فلا والله ما في العيش خير ... ولا الدنيا إذا ذهب الحياء

يعيش المرء ما استحيا بخير ... ويبقى العود ما بقي اللحاء

جاء في الترمذي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: {استحيوا من الله حق الحياء .. فقالوا: يا رسول الله إنّا نستحيي والحمد لله. قال: ليس ذاك، ولكن الاستحياء من الله حق الحياء أن تحفظ الرأس وما وعى والبطن وما حوا ولتذكر الموت والبِلى، ومن أراد الآخرة ترك زينة الدنيا، فمن فعل ذلك فقد استحيا من الله حق الحياء}

- حیاء کا ایک دوسرا معنی بارش

بَابٌ: المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ(ص6)(حدیث:10)

- مصنفؒ مرجئہ کی تردید کرتے جو عمل کو بے کار سمجھتے و تفضیل بعض الشعب علی البعض
- سوال: لسان کو مقدم کیوں کیا ید پر؟

جواب: لسان کا ضرر عام اور ید کا ضرر خاص اور لسان کا زخم سخت ہے ید کے زخم سے

جراحات اللسان لها التآم ولا يلتام ما جرح اللسان

لوگ لسان کے ضرر کو ہلکا سمجھتے

لأنہ شامل للمیت

- لسان: آلہ تکلم زبان کو چلائے یا زبان نکالے (بالکلام أو بإخراج اللسان) یا آنکھیں نکالی حقیقۃً یا حکمًا
- ید: آلہ جارحۃ مراد
- عبد اللہ بن عمرو بن العاص: باپ بیٹے کے درمیان 12 سال کا فرق ہے۔
- سوال: المسلم من سلم المسلمون تو کیا یہ خاص ہے مسلمانوں یا ذمی کے لئے بھی؟

جواب: نہیں حقیقۃً مسلم ہو یا حکمًا اور ذمی فی حکم المسلم ہے اسکو تکلیف پہنچانا جائز نہیں

- سوال: تو جو تکلیف پہنچاتے تو مسلم نہیں ہے پھر؟

جواب: 1) المسلم الکامل یا المسلم الممدوح، المسلم الأفضل

2) عرف میں اسکو مؤذی کہتے جیسے لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن یا سرقۃ کرتا تو سارق کہتے اسکو

3) ھذا من قبیل الحاق الناقص بالمعدوم مسلمان تو ہے لیکن ناقص کالعدم

وہی المھاجر کے ساتھ: المھاجر الکامل الممدوح الأفضل

- اس ٹکڑے کا مقصد یہ ہے کہ بعض حضرات جو فتح مکہ پر مسلمان ہوئے اور ہجرت نہ کر پائے تو آپ ﷺ نے انکی تسلی کے لئے یہ فرمایا:

المھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ (یہ حقیقی مہاجر ہے)

- اور یہ بھی ممکن تھا کہ مہاجر فخر کرتا اپنی ہجرت پر تو فرمایا اصل ہجرت تو یہ ہے، چنانچہ فخر کی ضرورت نہیں
- ہجرت من دار الجھل إلی دار العلم: تغرب عن الأوطان فی طلب العلی وسافر ففی السفر خمس فوائد (امام شافعیؒ کا شعر)
- تفرج ھم واکتساب معیشۃ وعلم وآداب وصحبۃ ماجد

بَابٌ: أَيُّ الإِسْلاَمِ أَفْضَلُ؟(حدیث:11)

- یہ باب ما قبل سے ترقی ہے
- اشکال: "أی" متعدی کی طرف مستعمل ہے

جواب: أی ذوی الإسلام افضل أی خصال الإسلام الأفضل

- مرجیۃ کی تردید جو عمل حسن اور مسیئ کو بے کار سمجھتے
- ترتیب: 1)المعافاۃ وترک المضرات (المسلم من سلم المسلمون...)
2)المؤاسات: ہمدردی اور امداد (باب اطعام الطعام من الإسلام)
3)مساوات (دوسرے کو اپنی برابر کرنا) حتی یحب لأخیہ مایحب لنفسہ
4)ترجیح: حب النبی علی الوالدین والوالدات
5)الحب بمن لہ تعلق بالمحبوبین والمحبوبات
-افضل اور خیر میں فرق:
معنی بہتر جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے یا نہ پہنچائے اور خیر قد یکون متعدیا
أفضل أی أکثر ثوابًا
- اشکال: سوال میں أی الإسلام اور جواب میں شخصیت کا ذکر تو سوال اور جواب میں مطابقت نہیں
جواب: 1) أی أصحاب یا أی ذوی الإسلام
2) أی خصلۃ الإسلام
-اشکال: افضل ایک ہونا چاہئے اور یہاں مختلف چیزیں
جواب: 1) من سلم المسلمون.................... یہ افضل ہے
- 4قسم روایات 2)دوسری حدیث: إطعام الطعام افضل
- 3)ص8؛ 4)ص76
جواب: 1)ھذا الاختلاف لاختلاف المخاطبین
2) أو لاختلاف أحوال المتکلم
3) أو لاختلاف المجالس (الگ الگ مجلسوں میں الگ الگ تقاضے ہیں)
4) محمول علی الاختلاف من وجہ، ہر ایک کسی حیثیت سے دوسرے سے بہتر مثلاً زبان کی حیثیت سے سلم المسلمون جیسے ابو بکر صدیقؓ کے بعد اشدّ ھم فی امر اللہ عمر وأصدقھم حیاءً عثمان وأقضاھم علی وأعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل وأقرءھم أبی بن کعب وأفرضھم زید بن ثابت؛
5)ھذا باعتبار الزمان: ایک زمانے میں ایک چیز کی ضرورت دوسرے زمانے میں دوسری ضرورت
6)ھذا من الأفضل یعنی أفضل ایک نوع ہے جس میں سب شامل ہیں (First division)
صلوۃ مع الجماعۃ میں تواضع ہے

بَابٌ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الإِسْلاَمِ (حدیث:...)

- ترقی من الأدنی إلی الأعلی
- 1) إطعام الطعام: مؤاسات   مرجیۃ کی تردید جو اعمال میں تفاوت کا انکار کرتے
- اشکال: حدیث میں 2 جزء اور مصنف نے صرف ایک جزء کو ذکر کیا

جواب:1)إطعام الطعام مشکل ہے بہ نسبت قراءت سلام

2)إطعام الطعام أجلب للقلوب

3)أقوی ہے تعلق جوڑنے میں

4)حدیث میں جو مقدم ہے اسی کو ترجمۃ الباب بنایا

- إطعام الطعام میں مشروب شامل ہے اسلئے کہ دونوں لازم ملزوم ہے اور إطعام پینا بھی کہتے: فمن شرب منہ فلیس منی و من لم یطعمہ فإنہ منی بہ خلاف اکل کے جو خاص بالمطعومات ہے

- وَفِي النَّهْرِ عَنْ صَدْرِ الدِّينِ الْغَزِّيِّ:

سَلَامُك مَكْرُوهٌ عَلَى مَنْ سَتَسْمَعُ ... وَمَنْ بَعْدَ مَا أُبْدِي يُسَنُّ وَيُشْرَعُ

مُصَلٍّ وَتَالٍ ذَاكِرٍ وَمُحَدِّثٍ ... خَطِيبٍ وَمَنْ يُصْغِي إلَيْهِمْ وَيَسْمَعُ

مُكَرِّرِ فِقْهٍ جَالِسٍ لِقَضَائِهِ ... وَمَنْ بَحَثُوا فِي الْفِقْهِ دَعْهُمْ لِيَنْفَعُوا

مُؤَذِّنٍ أَيْضًا أَوْ مُقِيمٍ مُدَرِّسٍ ... كَذَا الْأَجْنَبِيَّاتُ الْفَتِيَّاتُ امْنَعْ

وَلُعَّابُ شِطْرَنْجٍ وَشِبْهٌ بِخُلْقِهِمْ ... وَمَنْ هُوَ مَعَ أَهْلٍ لَهُ يَتَمَتَّعُ

وَدَعْ كَافِرًا أَيْضًا وَمَكْشُوفَ عَوْرَةٍ ... وَمَنْ هُوَ فِي حَالِ التَّغَوُّطِ أَشْنَعُ

وَدَعْ آكِلًا إلَّا إذَا كُنْت جَائِعًا ... وَتَعْلَمُ مِنْهُ أَنَّهُ لَيْسَ يَمْنَعُ

وَقَدْ زِدْتُ عَلَيْهِ: الْمُتَفَقِّهَ عَلَى أُسْتَاذِهِ كَمَا فِي الْقُنْيَةِ، وَالْمُغَنِّيَ، وَمُطَيِّرَ الْحَمَامِ، وَأَلْحَقْتُهُ فَقُلْت:

كَذَلِكَ أُسْتَاذٌ مُغَنٍّ مُطَيِّرٌ ... فَهَذَا خِتَامٌ وَالزِّيَادَةُ تَنْفَعُ

(شامی 616/1)

بَابٌ: مِنَ الإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ(حدیث:12)

- المحبۃ:المیل إلی مایستلذہ،فإن أفرط فھوا العشق

- شریعت میں عام طور پر محبت کا لفظ مستعمل ہے

- اشکال:اگر اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرے تو بعض آیات کے خلاف ہو گا!؟ جیسے ابراھیمؑ نے فرمایا:واجعلنی للمتقین إماما اور جیسے سلیمانؑ نے فرمایا:رب ھب لی ملکا لاینبغی لأحد من بعدی

اسی طرح عباد الرحمن کے بارے:ربنا ھب لنا من أزواجنا

یا حدیث:آت محمد الوسیلۃ والفضیلۃ(وسیلہ وہ مقام محمود ہے وہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی کو نہیں)

مقدمہ:ان چیزوں میں جس میں شرکت ہو سکتی ہے(ورنہ بیوی امامت وغیرہ میں شرکت نہیں ہے)

جواب:1)ھذا محمول علی المشورۃ

2)محمول علی حسن المعاملۃ(جو معاملہ آپ چاہتے تو دوسرے سے وہی معاملہ کرے)

3)محمول ہے افضلیت پر

اور ابراہیمؑ اور سلیمانؑ کی دعایا ان چیزوں میں سے جو شرکت ممکن نہیں یا بیان جواز کے لئے یا ھذا محمول علی ترک الحسد

4)ھذا محمول علی ترک الحسد کنایۃ:فلان کثر الرماد مراد إطعام الطعام اور سخاوت

بَابٌ: حُبُّ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الإِيمَانِ(حدیث:14-15)

- ترجیح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وإیثارہ علی الوالدین والوالدات
- یہ باب ترقی ہے اور مرجیہ کی تردید ہے کہ محبت اور اعمال کو بے کار سمجھتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان سے ہے
- جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاوالذی نفسی بیدہ....(الحدیث)
- عمرؓ:واللہ فإنک أحب إلی من کل شیء إلا نفسی، پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا: فإنک الآن أحب إلی من نفسی(پہلے غور نہیں فرمایا پھر غور فرمایا)
- ایمان کی وجہ سے کیاسے کیابرداشت کیاانہوں نے: پٹائی، قتال، گالیاں وغیرہ
- معلوم ہوا کہ قسم کھاسکتاہے اہمیت کی وجہ سے
- "حتی أکونَ" منصوب ہے اسلئے کہ حتی کامابعد جب مستقبل............

اگر حتی کامابعد مقارن ہوتو مرفوع ہوگا: مرض زیدٌ حتی لا یرجونہ

- محبت کی علامت یہ ہے کہ سنت پر چلتارہے، بدعت کو دفع کرے، مال قلم نفس کو دین کی اشاعت کے لئے خرچ کرے
- من والدہ وولدہ والناس أجمعین: 1)والد سے محبت تعظیمی ہے

2)ولد سے محبت شفقت کے طور پر

3)محبت استحسان کہ تمام چیزیں اچھی لگتی ہے

-واہ، واہ، واہ؛ ایاحبذا، حبذا، حبذا حبیبٌ تحملت منہ الأذی

-محبت کے 6اسباب: 1)مال؛ 2)جمال؛ 3)کمال؛ 4)نوال؛ 5)قرب لازوال؛ 6)کونہ کالوالد ونحن کالعیال

شعر: رأیت الناس قد ذھبوا إلی من عندہ ذھب

- أنسؓ: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم أطھر اللون کأنّ عرقہ لؤلؤ
- علیؓ: من رآہ أولاًھابہ ومن خالطہ أحبّہ
- شعر: فلمااستنبت وجھ عرفتُ أنہ لیس........

إذا سر استنار وجھ کأنہ قطعۃ

- جابر بن سمرۃؓ: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی لیل .... فلھو أحسن عندی
- وأحسن منک لم ترقط عینی..........
- حسن یوسف، دم عیسی، ید بیضاء تو تنہادار.....
- یاصاحب الجمال لا یمکن الثناء بعد از خدا توہی بزرگ قصہ مختصر
- فضلت علی الأنبیاء بست: أوتیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب، جعلت لی الأرض مسجد وطھورا، ختم بی النبیون وأرسلتُ إلی الناس کافۃ
- تمام انبیاء سے یہ عہد لیا: لتؤمنن بہ ولتنصرنہ
- مولانا قاسم نانوتویؒ: جہاں کے سارے کمالات.................. تیرے کمال

آدمؑ کی انابت، نوحؑ کی تبلیغ، ابراہیمؑ کا جوش، اسماعیلؑ کا ایثار و قربانی، شعیبؑ کی فصاحت وبلاغت

موسیٰؑ کا جلال، عیسیٰؑ کا زہد و تقوی، یوسفؑ کا جمال، یعقوبؑ کا صبر

آپ ﷺ نے نہ دینار نہ درہم نہ بعیر نہ شاۃ چھوڑا و لکن أوصی بعمل علی الدین

- آپ ﷺ : انما أنا آخذ بحجزکم

- سخاوت کا نتیجہ کہ ابو طالب کو اخف عذاب ہو گا

- بنی اسرائیل کے سخت احکام ہم سے ہٹائے گئے

- أنا سید وُلد آدم ولا فخر

- قرب لازوال: اپنے کو پہچاننا ضروری نہیں بلکہ آپ ﷺ کو پہچاننا ضروری ہے۔

- النبی اولی بالمؤمنین من أنفسہم (شدت تعلق و محبت کی وجہ سے)

- ہمیں سب کچھ سکھایا حتی کہ استنجاء

- وہ والد کی طرح اور ہم عیال کی طرح

- یہ تمام اسباب محبت آپ ﷺ میں موجود تھے حتی کہ اونٹ اپنے کو پیش کرتے تھے قربانی کے وقت

- عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ نے نابینا ہونے کی دعا کی آپ ﷺ کی وفات کے بعد

- آپ ﷺ کے گدھے نے اپنے کو گڑھے میں ڈال دیا

- عورت کا قصہ جسکے تمام اہل خانہ شہید ہوئے لیکن آپ ﷺ کی حالت کو پہلے پوچھا

- .... وعشیرتکم وأموال اقترفتموھا وتجارۃ

- محبت کی اور 4 قسمیں: 1) حب طبعی: کسی چیز کی طرف طبیعت مائل ہو

2) حب عقلی: جو نافع اس سے محبت کرے: الحب بالنافع و دافع الضار

3) حب ایمانی: اس محبت کو کہتے جو ایمان کا تقاضا ہو: آپ ﷺ کے ہر کام سے محبت کرے جیسے آپ ﷺ نے معاذؓ اور علیؓ کو یمن جانے کا حکم دیا یا جیسے ابو ذرؓ دور چلے گئے عثمانؓ کے حکم سے یا حضرت وحشیؓ پوری زندگی سامنے نہیں آئے (تو سمجھ میں آئے یا نہ آئے)

4) حب عشقی: أن لا یبصر الا حبیبہ و محبوبہ

- حدیث میں ہے: المرء مع من أحب

اشکال: محبت تو طبیعی چیز ہے، غیر اختیاری ہے تو کیسے ایمان میں داخل ہے؟

جواب: محبت عقلی جو اختیاری مراد یا عشقی و ایمانی مراد ہے نہ کہ محبت طبیعی لیکن محبت طبیعی بھی اختیاری بن سکتی ہے کہ کسی کے کمالات میں غور کرے، خوبیوں میں وغیرہ تو محبت طبیعی تک پہنچ جائے گا۔

- سوال: والد کو کیوں مقدم کیا؟

جواب: 1) والد مقدم

2) والد زیادہ ہیں

3) آپ ﷺ کالوالد ہے

4)عظمت کی وجہ سے

تو پھر نسائی میں ولد مقدم بھی ہے!؟شفقت کی وجہ سے والد کی طرف سے

تو والدہ کا ذکر کہاں؟

جواب:1)اکثر عورتوں کا ذکر نہیں ہوتا خود بہ خود وہ شامل ہے والد میں

2)یہ سرا ویل تقیکم الحر (والبرد)مقدر کی طرح ہے

3)والد کا مطلب ذوولد تو ولد والا یا والی ہو۔

سوال:نفس کا کیوں ذکر نہیں؟

جواب:1)نفس داخل ہے ''ناس''میں

2)بعض روایت میں موجود ہے

3)دلالۃ النص سے ثابت ہے

4)چھوڑ دیا اسلئے کہ ہر ایک پر ظاہر نہیں

بَابُ حَلاَوَةِ الإِيمَانِ(ص7) (حدیث:16)

- نتیجۃ حب رسول اللہ ﷺ تو ما قبل باب کے لئے یہ باب ثمرۃ ہے
- مرجیۃ کی تردید:محبت،حلاوت ایمانی کا سبب ہے،حب الرسول کالجزء
- اشارۃ:الإیمان لایختص بجنس
- الإیمان یختلف کما أن الحلاوۃ تختلف أی تزید وتنقص وہکذا الإیمان یزید وینقص، صحیح اور ضعیف کی تمیز
- ایک ترکیب:ثلاث خصال(مبتداء)من(اسم شرط)کن(فعل شرط)دونوں ملکر مبتدا فیہ وجد(شرط)حلاوۃ الإیمان(جزاء)یہ دونوں خبر اور مبتداء خبر ملکر خبر ہے پہلے مبتداء کے لئے اور دونوں ملکر جملہ اسمیہ
- دوسری ترکیب:ثلاث(موصوف)من کن فیہ وجد حلاوۃ الإیمان(جملۃ شرطیہ صفت)اور موصوف صفت ملکر جملہ اسمیہ اور ان یکون ...(خبر)
- 1)تعلق مع الخالق(مثبت)

2)تعلق مع المخلوق(مثبت)

3)کفر کی نفرت(منفی)

-سوال:احب آیا مفرد حالانکہ اللہ ورسولہ ہے تثنیہ

جواب:اسم تفضیل کے ساتھ ''مِن''آیا

- ایمان کی تشبیہ دی ہے میٹھی چیز کے ساتھ عسل مکنیہ اور وجہ تشبیہ:شفاء
- عسل کے ساتھ حلاوت لازم ہے تو یہ تخیلیہ اور مناسب وجہ
- حلاوت کی 3 قسمیں:1)حلاوت حسیہ:منہ کے ذریعہ چکھنے سے

2)حلاوت عقلی: مفید چیز کو لذیذ سمجھنا اور مضر چیز کو بُرا سمجھنا

3)حلاوت معنوی جس سے آدمی کو خوشی ہو جیسے محبوب کا دبانا

سوال: ایمان میں کونسی حلاوت ہے؟

جواب: اہل اللہ کے لئے 3 حلاوت ہیں

انکو عبادت میں وہ لذت ملتی ہے جو میٹھی

علیؓ کے پاؤں میں تیر لگا اور نماز میں نکالا انکو پتہ بھی نہیں چلا

صحابی کا گھوڑا بھاگا اور حدیث چل رہی تھی تو وہ بھاگا گھوڑے کے پیچھے اور کہا آپ ﷺ کے کلام کی حلاوت ختم ہو گئی

صحابی سورۃ کھف پڑھ رہے تھے اور تیر لگا خون بہا اور پتہ بھی نہیں چلا

- ابراہیم بن ادہم جو ہمارے پاس تصوف کی دولت کو اگر بادشاہوں کو پتہ چلے تو تلوار لے کر سامنے آئیں گے جیسے مطالعہ کا عادی تو بارہ، ایک بجے تک کرتا رہتا ہے اور پتہ نہیں چلتا

- شعر: سھری لتنقیح العلوم الذلی من وصل مغنیۃ وطیب عناق

وتمایلی طربًا لحل عویصۃ أشھی وأحلی من مدامۃ ساق

- اردو شعر: جب سے ملی مجھکو تصور کی روشنی دیکھے بغیر آپ کو دیکھتا ہوں میں

- عبد اللہ بن حذافۃ کو جب باشاہ نے کہا سجدہ کرو ورنہ نیل میں ڈال دونگا تو جواب دیا کہ کوئی بات نہیں، پھر بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے میری پیشانی کو بوسہ دو، پھر تیرے دوسرے ساتھی کی جان چھوڑ دوں

- خطیب کو آپ ﷺ نے: بئس الخطیب أنت اسلئے کہ "ھما" استعمال کیا یعنی ومن یعصھما میں

جواب: 1) مقام محبت میں جمع کرنا ٹھیک ہے نہ کہ مقام معصیت میں

2) اور ایک کی محبت دوسری کی محبت کو مستلزم ہے

3) مقام تفصیل تھا خطبہ میں اور یہاں مقام تعلیم ہے، اگر کوئی کہے کہ نکاح کے خطبہ میں "ومن یعصھما" ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ خطبہ تعلیم کے مشابہ ہے

4) لذیذ کو دہرانے کے لئے شعر: أعد ذکر نعمان لنا إن ذکره ... هو المسك ما كررته يتضوع

5) غیر محل وقف کیا تو وقف فی غیر محلہ پر انکار ہے

6) محمول ہے ابتدائی زمانے پر تا کہ کوئی رسول اللہ کے برابر نہ سمجھے جیسے زیارۃ القبور پہلے منع کیا تھا تا کہ معبود نہ بنائے

7) محمول ہے نہی تنزیہی پر (جواز بتایا)

8) ناجائز نہیں ہے بلکہ تہذیب الألفاظ پر محمول ہے جیسے آپ ﷺ نے عائشہؓ پر تنقید کی کہ جنت کے بچے کو عصفور من عصافیر الجنۃ (اسلئے کہ یہ مغیبات میں سے ہے) تو کہا عصفور من عصافیر الجنۃ إن شاء اللہ یا استاد نے کھانا تناول فرمایا یا عتمہ مت کہو اگرچہ عتمہ بھی کہہ سکتے

-خالق و مخلوق سے محبت (مثبت پہلو)

- أن یکرہ أن یعود: مخالفین سے براءت

کفر میں عود کرے سب کے لئے نہیں بلکہ بعض کے لئے (علیؓ پہلے سے مسلمان ہے) ھذا باعتبار الأکثر

بَابٌ: عَلاَمَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ (حدیث:17-18)

- ترقی: محبوب..............................حب الأنصار لحلاوة الإیمان
- حب الأنصار لحب اللہ ورسولہ یا جیسے محبۃ الأنصار تزید وتنقص
- انصار ناصر کی جمع ہے
- اوس اور خزرج کے اولاد اور دو قبیلوں کی ماں کو قتیلہ کہتے، آپ ﷺ نے ان کو انصار بنایا، تو انصاری بہ منزلہ علم کے ہو گیا
- اصل یمن کے رہنے والے جب تالاب ٹوٹا تو بعض مدینہ منورہ چلے گئے تو انکو رہنے دیا بشرطیکہ جب شادی ہو گئی تو پہلے رات ہمارے ساتھ گزارے گی تو پہلی رات جب پہلی شادی ہوئی تو ننگی ہو کر نکلی تو کہا کہ پاگل ہے؟ تو جواب دیا کہ میں اجنبی کے سامنے ننگی ہونے والی ہوں تو پہلے سے ننگی ہو گئی
- الاصار کرشی عیبۃ الانصار شعار والناس دثار
- لوسلک الناس وادیا وسلک الأنصار وادیا لسلکتُ وادی االأنصار
- 6 آدمی آئے اور اسلام لائے پہلے پھر دوسرے سال 12 آدمی بیعت بھی ہوئی: بیعۃ العقبۃ
- پھر آگلے سال 72 جس میں 2 عورت آئیں اور بیعت لی
- اشکال: ایمان کی علامت حب الأنصار حالانکہ بعض لوگ بغض رکھتے تو کیا انکا ایمان باقی ہے؟

جواب: 1) قتل وقتال بغض کو مستلزم نہیں ہے

اچھا جواب: 2) من حیث الأنصار: حب وبغض ہو / ولجعلت القسطنطنیۃ حمۃً سوداء

جیسے 1) بچے کی پٹائی باپ کرتا ہے صحیح راستے پہ چلانے کے لئے

2) مبالغہ علی الإیمان کے لئے جیسے لا إیمان لمن لا أمانۃ لہ

3) جو انصار سے محبت رکھتا ہو تو ایمان کامل نصیب ہوتا

4) حصر کے الفاظ نہیں کہ صرف حب انصار سے ایمان مکمل ہو گا

5) یہ محمول ہے ترغیب پر کہ محبت کرو اور دوسرے جملہ میں ڈھمکی تخویف کے لئے

6) یہاں صرف آیۃ (نشانی) تو اگر بغض رکھتے تو ممکن ہے کہ علامت ہو صرف اور علت نہ ہو

باب معری (بعض کہتے کہ مصنفؒ نے چھوڑ دیا)

باب کو چھوڑا جاتا تشخیصًا للأذھان یا ھذا الباب جزء من جزء السابق

انصار نے آپ ﷺ سے تعارض کیا / معتزلہ کہتے کہ برے اعمال سے ایمان نکل جاتا ہے

- عبادۃ بن صامتؓ فلسطین میں انتقال کر گئے 32ھ 72 سال کی عمر میں اور انکی اولاد میں کافی انصار
- جبل زیتون اکثر انصار کی ملکیت وکان شھید بدرٍ
- عقبۃ: دو پہاڑوں کے درمیان گھاٹی اور جہاں بیعت ہوئی وہاں مسجد بنی ہے اب۔
- عصابۃ: 10 سے 4 تک مفرد نہیں

- بیعت کے چھ نمبر: 1) لا تشرکوا باللہ (فی الذات ولا فی الصفات ولا فی العبادۃ)؛ 2) لا تسرقوا (ضرر متعدی)؛ 3) لا تزنوا (لازم ہے)؛ 4) لا تقتلوا أولادکم (سخت گناہ: 1) بے گناہ کو قتل کرنا؛ 2) معصوم بچہ؛ 3) زندہ درگور؛ 4) کمزور پر ظلم؛ 5) قطع رحمی؛ 6) محل شفقت کو محل نفرت بنایا)۔

- بیعت بیچنے کے مشابہ، مال وجان مبیع، ثمن: جنت، مسلمان: بائع اور اللہ مشتری۔

- بیعت: 1) علی الإسلام؛ 2) علی الھجرۃ؛ 3) علی الجہاد؛ 4) علی الخلافۃ؛ 5) علی التوبۃ کی تفصیل: 6 چیزوں میں

1) ذکر کی کثرت؛ 2) آپ ﷺ کی اطاعت؛ 3) اللہ اور رسول کی محبت؛ 4) دفع غفلت؛ 5) عبادت کی حلاوت؛ 6) شریعت کالعادۃ ہو

بہتان میں یہ بھی داخل کہ 1) لقیط کو اپنی طرف منسوب کرے یا اپنے بچے غیر کی طرف منسوب کرنا؛ عرب میں بعض مرتبہ یہ کرتے تھے

2) نسب کو تبدیل کرنا بھی داخل؛ 3) کسی پر تہمت لگانا؛ 4) جھوٹ جو بہت ہی سخت؛ 5) سب وشتم؛ 6) غیبت ونمیمۃ

-بہتان: بُھت سے کسی پر جھوٹ، الزام باندھنا کہ آدمی حیران رہ جائے

بین أیدیکم وأرجلکم: 1) تفترونہ فی قلوبکم: دل میں لگایا بنایا اور پھر الزام لگایا: فتاوی قلبیہ، جوفیہ وصدریہ سے بنایا

2) بین أیدیکم: فی الحال وأرجلکم: فی المستقبل جھوٹ بولنا

3) فیما یتعلق بالفرج: غلط نسبت غیر کو اپنا بنایا یا اپنے کو غیر بنانا / زنا کی تہمت

4) أی أمامکم: ایک تو غائبانہ جھوٹ باندھنا اور ایک آمنے سامنے

5) من جانب أنفسکم من غیر دلیل علیہ: نفس کا کام عام طور پر ید اور رجل کی طرف منسوب ہوتا ہے

6) ولا تعصوا فی معروف: بعض: اس سے پہلے 5 نمبر غیر منفیات سے اور یہ مامورات کے قبیل سے

شریعت کے احکام کو کر لیا کرو

بعض: معروف: مایکون حسنُہ معروفاً عند الشرع: نماز روزہ وغیرہ

منہیات: مایکون نھیُہ معروفاً عند الشرع: جوا مت کھیلو

دونوں کو شامل تو تعمیم بعد التخصیص ہو گئی تو مطلب یہ ہے کہ جتنے مامورات ہیں اسکو کرو اور جتنے منہیات ہو اس سے بچو۔

- فأجرہ علی اللہ أی تفضُّلاً وإحساناً جسنے ان 6 احکام کو پورا کیا

- * قتل اولاد مختلف طریقہ پر: 1) مذکر یا مؤنث فقر حالی کی وجہ سے ولا تقتلوا أولادکم من إملاق نحن نرزقکم وإیاھم

2) قتل للفقر الاستقبالی: ولا تقتلوا أولادکم خشیۃ إملاق نحن نرزقھم وإیاکم

3) لڑکیوں کو قتل کرتے کہ حملہ ہو ہم پر تو باندی بنیں گی یا عار سمجھنے کی وجہ سے

-فھو کفارۃ لہ 1) فی غیر الارتداد تو اشکال نہ ہو کہ مرتد کو قتل کرنا کفارہ نہیں ہے

2) ومن أصاب ذلک شیئاً من المسلمین

-سوال: حدود کفارۃ ہے یا نہیں؟

شافعیہ: الحدود کفارۃ توبہ کی ضرورت نہیں

احناف: الحدود عقوبات اسی لئے کہ چھپانے کا حکم دیا: ادرؤا الحدود بالشبہات

- عبادۃ بن صامت نے نسائی میں بایعت لیلۃ العقبۃ تو اس وقت حدود تو تھے ہی نہیں

توکفارہ کا مطلب توبہ یا مطلب یہ ہے کہ مصیبت کفارہ بن جاتی یا کفارہ بن گیا بشرط التوبۃ

- یا فھو کفارۃ لہ إذا امتنع: تو اگر کسی پر حد جاری ہو جائے تو تین قسمیں:

1) حد کے بعد توبہ کر لی تو کفارہ ہے بالاتفاق

2) حد کے بعد توبہ نہیں کیا لیکن امتنع فی القلب

3) حد کے بعد توبہ نہیں کیا وأصرّ علی الفعل

- فھو کفارۃ لہ: 1) محمول علی الأمراض والمصائب

2) علی التوبۃ

3) علی الامتناع

4) علی فضل اللہ تعالی

حدود کیوں کفارہ نہیں؟ احناف کہتے کہ لیلۃ العقبۃ کے وقت..... اور شافعیہ کہتے کہ یہ فتح مکہ کے بعد بیعت ہوئی جو صلح حدیبیہ کے بعد تو احناف جواب دیتے: ابتداء بھی بیعت ہوئی اور بعد میں بھی ہوئی نساء والی یا فتح مکہ والی بیعت تو شروع میں کفارہ بننے کا سوال ختم اور بعد میں کفارہ کا مطلب ان 3 شرطوں کے ساتھ: 1) بالتوبۃ؛ 2) مع الامتناع؛ 3) بفضل اللہ تعالی

اور بہت سی آیتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کی ضرورت ہے

توبہ: ماضی پر پشیمان اور مستقبل میں امتناع؛ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرے

معتزلہ اور خوارج کی تردید: ایمان سے نہیں نکلا: إن شاء عاقبہ وإن شاء عفا عنہ

- مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے فیض الباری میں: چوری میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے 10 درہم عند الأحناف اور ربع دینار: 3 درہم عند غیر الأحناف اور دیت جب دی جاتی 500 دینار

- یدٌ بخمس مئین عسجد ودیت ما بالھا قطعت فی ربع دینار

ابو العلا معری: تحکما مالنا إلا السکوت وأن نعوذ بمولانا من النار

عزّ الأمانۃ أغلاھا وأرخصھا وذُلّ الأمانۃ فافھم حکمۃ الباری

امام شافعیؒ: ھناک مظلومۃٌ غالت بقیمتھا وھاھُنا ظلمت علی الباری

شمس الدین کردی: قل للمعری عارٌ أیما عار جھل الفتی وھو

لا تقدحن زناد شعر عن حکم شعائر الشرع لم تقدح بالشعر

فقیمۃ الید نصف ألف دینار بدینار

فصل [(7) الفرق بين اليد في الدية وفي السرقة] وأما قطع اليد في ربع دينار وجعل ديتها خمسمائة دينار فمن أعظم المصالح والحكمة؛ فإنه احتاط في الموضعين للأموال والأطراف، فقطعها في ربع دينار حفظا للأموال، وجعل ديتها خمسمائة دينار حفظا لها وصيانة، وقد أورد بعض الزنادقة هذا السؤال وضمنه بيتين، فقال: يد بخمسمئي من عسجد وديت ما بالها قطعت في ربع دينار تناقض ما لنا إلا السكوت له ونستجير بمولانا من العار فأجابه بعض الفقهاء بأنها كانت ثمينة لما كانت أمينة، فلما خانت هانت، وضمنه الناظم قوله:

يد بخمس مئي من عسجد وديت لكنها قطعت في ربع دينار حماية الدم أغلاها وأرخصها خيانة المال فانظر حكمة الباري

وروي أن الشافعي رحمه الله أجاب بقوله: هناك مظلومة غالت بقيمتها وها هنا ظلمت هانت على الباري وأجاب شمس الدين الكردي بقوله: قل للمعري عار أيما عار جهل الفتى وهو عن ثوب التقى عار

لا تقدحن زناد الشعر عن حكم شعائر الشرع لم تقدح بأشعار

فقيمة اليد نصف الألف من ذهب فإن تعدت فلا تسوى بدينار

بَابٌ: مِنَ الدِّينِ الفِرَارُ مِنَ الفِتَنِ(ص7)(حديث:19)

1)انصار نے بیعت کی اپنے دین کو بچانے کے لئے

2)مرجئہ کی تردید: کہ عمل کوئی چیز نہیں تو مصنفؒ نے کہا کہ عمل بہت اہم کہ فتنہ اور گناہ سے بچانے کے لئے فرار کرنا ہو گا

3)معتزلہ اور خوارج کے فتنے سے اپنے کو بچاؤ

4)فتنے سے بچنے کے لئے غار میں جانا رہبانیت نہیں بلکہ اصحاب کھف کی سنت ہے: فأووا إلى الكهف یا آپ ﷺ غار حراء میں گئے تھے رہبانیت دنیا سے ترک تعلق ہمیشہ کے لئے اور یہاں صرف فتنہ سے بچانے کے لئے

وہ رہبانیت ممنوع ہے جسمیں کھانا پینا اور بیوی کو چھوڑنا ہے

فتن: 1)سونے سے میل کچیل نکالنا اور فتنہ کو اسی وجہ کہتے کہ مصیبت کے وقت کھرے اور کھوٹے کا فرق معلوم ہوتا ہے

2)الإحراق من النار: إن الذين فتنوا المؤمنين

3)ابتلاء وامتحان: إنما أموالكم وأولادكم فتنة

4)پھیرنا: وإن كادوا ليفتنونك

ابو سعید خدریؓ کا نام: سعد بن مالکؓ

-سوال: غنم کی کیوں تخصیص ہے نہ کہ اونٹ؟

جواب: 1)غنم پہاڑ پر چڑھ سکتے اور اونٹ کے لئے مشکل ہے

2)غنم میں مسکینی ہے اور اونٹ تکبر

3)غنم قليل المشقة

4)غنم کثیر النفع اور اونٹ میں محنت زیادہ 5)غنم کی نسل زیادہ

شیخ سعدیؒ: میں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ اکتفا کیا ایک غار پر تو میں نے کہا آپ لوگوں میں کیوں نہیں آتے کہ آپکی طبیعت کھل جائے جواب دیا کہ خوبصورتوں کی کثرت ہے (یعنی کیچڑ زیادہ) تو اندیشہ ہے کہ میں پھسل جاؤں

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللَّهِ». وَأَنَّ المَعْرِفَةَ فِعْلُ القَلْبِ(حديث:20)

- اشکال: أنا أعلمكم: یہ کتاب العلم سے مناسبت رکھتا ہے

جواب: کتاب الإيمان سے بھی تعلق ہے کہ ایمان میں تصدیق اقرار ضروری لیکن معرفت بھی ضروری ہے یا معرفت اختیار یہ مراد ہے؛ تو مرجئہ کی تردید جو کہتے کہ صرف معرفت ہے۔

کرامیہ کی تردید جو کہتے کہ ایمان اقرار ہے؛ المعرفة تزيد وتنقص فالإيمان كذلك

ما قبل سے تعلق: الفرار من الفتن بقوۃ الدین و قوۃ الدین بقوۃ المعرفۃ

- تمام انبیاء نے بھیر بکریوں کو چرایا
- جہمیہ کہتے کہ معرفت کافی تو بتایا کہ معرفت ضروری ہے لیکن قبول کرنا بھی ہے
- أعلمکم باللہ أی اعرف باللہ اور معرفت اختیاری فعلُ القلب
- جب معرفت ضروری ہے تو یہ نہ قول ہے نہ فعل ہے تو مصنفؒ نے بتایا کہ فعل القلب ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دل کا فعل ہے تو بتایا ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم اور حدیث: فإن لم یتسطع فبقلبہ
- علم اور معرفت میں متعدد فروق:

1)علم کلی	معرفت: جزئی
2)مرکب	بسیط
3)بغیر تفکر او بتفکر	تفکر کے ساتھ: الإدراک بالتفکر
4)حالات میں مستعمل	ذات میں مستعمل
5)دو مفعول چاہتا	ایک مفعول چاہتا
6)عام	بعد النسیان

-حدیث:..........

علی عثمان بن مظعون، مقداد بن اسود؛ بعض کہتے کہ تیسرا عبید اللہ بن رواحہ ہے

3صحابہؓ جو عائشہؓ کے پاس آئے، پھر آپ ﷺ نے ان کی تردید کی

- محمد بن سلام کہتے کہ جنات بھی پڑھنے کے لئے میری مجلس میں آتے اور ایک مرتبہ قلم پوچھا تو قلم کی بارش ہوئی ان پر۔
- ھینئک أی 1)مرتبتک؛ 2)مثلک
- ذنبٌ: خلاف أولی: اثم: خطیئۃ معصیۃ: کبیرہ گناہ کبھی صغیرہ کے لئے مستعمل

ماتقدم من النبوۃ وما تأخر من النبوۃ

مت تقدم من الھجرۃ وما تأخر من الھجرۃ

من فتح مکۃ

من ہذا الوقت وما تأخر

انبیاء گناہ سے معصوم ہیں من ذنب أمتک وما تأخر اور امت کا ذنب نبی کا ذنب بتایا شدت تعلق کی وجہ سے

- اشاعرۃ: صغائر سے معصوم سوائے کہ خسیس ہو
- ماتریدیہ: کبیرہ صغیرہ سے معصوم یا یہ کہ صغیرہ سے معصوم نہیں بلکہ مراد خلاف اولی
- إنما یبایعونک إنما یبایعون اللہ
- لنصرف عنہ السوء والفحشاء
- ماکان لنبی أن یغلّ: نکرہ سیاق نفی میں ہے تو تعمیم ہے: 1)نہ خیانت فی القول 2)نہ خیانت فی الفعل 3)نہ خیانت فی القلب

-تو ان سب چیزوں سے انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں
-مغفرت کا مطلب جو خلاف اولی کام ہیں تو مغفرت کی جیسے فدیہ اہل بدر سے یا جیسے کھڑے ہو کر پیشاب یا جیسے موسیؑ نے کہا تھا أنا أعلمکم
یا ذنب سے مراد خطاء اجتہادی جیسے یونسؑ یا آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم کی طرف توجہ نہیں کی
یا خلاف اولی: الأمر الذی لا یلیق بہ
سوال: ما تقدم وما تأخر کا کیا مطلب
یا یہ کہ مغفرت کے معنی امت کے لئے یہ ہے کہ أن یحول اللہ بین المعصیۃ وبین نتیجۃ المعصیۃ اور انبیاء علیہم السلام کے لئے: أن یحول بینہ وبین الذنب
اور ایک جواب یہ ہے کہ 21 سال تک آپ ﷺ نے دعوت کا کام کیا اور مکہ مکرمہ کو فتح نہیں کیا تو یہ وسوسہ آیا کرتا تھا کہ اتنی مدت میں مکہ اسلامی مرکز کو فتح نہیں کیا تو کیا میری تبلیغ میں کوئی کمی ہے؟ ایسے وسوسے آتے رہتے تھے تو اِنا فتحنا لک فتحًا مبینًا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر یعنی ہجرت کے بعد جو وسوسہ ہو رہا تھا تو وہ معاف ہے۔
تو اِنا فتحنا لک فتحًا مبینًا (صلح حدیبیہ یا فتح مکہ مکرمہ) لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک (أی وساوسک)
تو حسنات الأبرار سیئات المقربین کے قبیل سے یہ ذنب بنا
فیغضب حتی یعرف الغضب فی وجہہ تو غصہ کی کیا وجہ ہے؟
جواب: 1) غصہ کہ کیوں تجاوز کرتے عبادت میں
2) آپ ﷺ کی عبادت کو قلیل کیوں سمجھا
3) مغفرت کو سبب تقلیل عبادت کیوں سمجھا
4) دین کو صوم وصلوۃ صرف سمجھا
5) رہبانیت کی طرف گئے
-خلقکم من نفس واحدۃ کا تعلق آدمؑ سے اور فلما تغشاھا: آدمؑ کے اولاد سے متعلق
-اگر کوئی یہ سوال کرے کہ انبیاءؑ تو معصوم ہیں تو آدمؑ نے کیسے درخت کھایا؟
جواب: 1) نہی تنزیہی تھی
2) یا یہ کہ وہ شفقت پر مبنی تھا کہ آپ کے لئے بہتر ہے کہ نہ کھائے ورنہ یہاں سے نکال دیئے جاؤ گے
3) اجتہادی غلطی
4) وہ انسان تھے اور انسان میں نسیان کا مادہ ہے تو نسی آدم فنسی أولادہ
اشکال: اور ابراہیمؑ نے 3 جھوٹ بولا تھا (نعوذ باللہ)
1) ہذا ربی کہا تھا: یہ دلیل الزامی ہے وتلک حجتنا
2) بل فعلہ کبیرھم: یہ جھوٹ نہیں بلکہ عقل والوں میں سے سب سے بڑا تو ابراھیمؑ ہی تھے
3) ھذہ أختی: یعنی اختی فی الِاسلام

ان اشکالات کے جوابات ابن حزم کی کتاب: الفصل فی الملل والأہواء میں ہو سکتی ہیں اور عصمت انبیاء پر ایک اچھی کتاب ہے مولانا شمس الحق افغانیؒ کی۔

لوطؑ: إن ھؤلاء بناتی.....

جواب: اس وقت مشرکین کے ساتھ نکاح جائز تھا یعنی ھؤلاء بناتی فتزوجوھن

یا قوم کی لڑکیاں ہیں۔

- یوسفؑ: ولقد ھمت بہ وھم بھالولا أن رأی برھان ربہ

1) طبیعت کا میلان تو تھا لیکن ارادہ نہیں کیا

2) ارادہ کرتا اگر برہان نہ دیکھتے بنوت کی روشنی

3) وھم بدفعھا

-موسیٰؑ: زألقی الألواح: جلدی رکھنے کے معنی میں ہے نہ کہ پھینکنے کے

-ھارونؑ کو کیوں پکڑا؟ غیرت ایمانی کی وجہ سے

بَابٌ: مَنْ كَرِهَ أَنْ يَعُودَ فِي الكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ مِنَ الإِيمَانِ(حدیث:21)

- 1) جس کے دل میں ایمان کی حلاوت آئے تو کفر کو ناپسند کرے گا

2) ما قبل میں محبۃ الإیمان اور یہاں نفرت کفر

3) العود فی الکفر داخل فی الفتنۃ

4) مرجئہ کی تردید جنکے نزدیک عمل صالح سے ترقی نہیں اور عامل فاسد سے نقصان نہیں ہوتا

جس طرح محبت کے درجات تو کراہت کے بھی درجات تو تزید و تنقص

بَابٌ: تَفَاضُلِ أَهْلِ الإِيمَانِ فِي الأَعْمَالِ(ص8)(حدیث:22-23)

- متکلمین یا امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی طرف اشارہ کہ ایمان تصدیق کا نام اور تفاضل من قبیل الأعمال

- اسماعیل: امام مالکؒ

- اشکال: یہ ترجمۃ الباب مکرر ہے یعنی پہلے گزر گیا کہ الإیمان یزید و ینقص اور بعد میں بھی

جواب: ما قبل میں مقصود تھا اور یہاں اہل ایمان کا تفاضل فی الأعمال یا یہ..........

ما قبل: کون الإیمان عملاً اور یہاں مقصود مرجئۃ کی تردید

الترجمۃ شارحۃٌ للآیات اور یہاں مقصود مرجئہ کی تردید

یا مقصود یہاں مذہب المتکلمین

1) کون العمل ایمانًا 'فی' سببیت کے معنی میں جیسے إن امرأۃً عُذّبت فی ھرّۃٍ

2) الرد علی المرجئۃ

3)الإشارة إلی مذہب المتکلمین

-صفراء: خوبصورت؛ ملتویۃ: مزید خوبصورت

-اشکال: ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوا تفاضل اھل ایمان اور حدیث میں........

جواب: 1) مصنفؒ کی عادت ہے کہ دوسری حدیث کو پہلی حدیث کی تشریح کے لئے لاتے

2) پہلی روایت کا درجہ اونچا ہے اسلئے کہ مالکؒ سے مروی

3) من خردل من خیر اور خیر کا مطلب عمل اور یہ کسی کے پاس کم کسی کے پاس زیادہ

اَو کسبت فی اِیمانھا خیرًا من یعمل مثقال ذرۃ خیرًا یرہ

4) ابو سعید خدریؓ کی حدیث میں جو یہاں مذکور مختصر ہے اور تفصیل مذکور ہے ابن ماجہ اور مسلم میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس دوسرے لوگ تھے جو روزے رکھتے تھے وغیرہ تو ایسے لوگ نکالے جائیں گے جو نار........

اَخرجوا من کان فی قلبہ مثقال دینار من خیر پھر نصف مثقال اِیمان پھر مثقال خردل من اِیمان پھر آیت مذکور ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ...

پھر ارحم الراحمین کہیں گے کہ میں اسکو نکالونگا جس نے عمل نہ کیا: من لم یعمل خیرًا قط؛ جو اقرار کرنے والے یا جو زمانہ فترت کے لوگ یا جس کے پاس نفس ایمان؛ تو یہ روایت میں معلوم ہوتا کہ اعمال کی وجہ سے خروج نار ہوگا۔

- زمین پر قمیص کھینچنے سے تو بُرا معلوم ہوتا؟!

جواب: 1) عالم یقظہ میں ممنوع ہے نہ کہ عالم منام میں

2) یہاں قمیص دین کے معنے میں ہے

-تو کیا ابو بکرؓ سے بھی زیادہ لمبی؟

جواب: 1) عمرؓ کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں پیش کیا اور ابو بکرؓ نہیں تھے

2) ابو بکرؓ مستثنٰی ہیں اسلئے کہ انکو نسبت اتحادی حاصل ہے آپ ﷺ سے

3) دین کے زیادہ ہونے کا مطلب کثرت فتوحات اور مملکت کا نظام ہے (مساجد، مدارس، فوج، قضاء، تنخواہوں کا بیت المال کا نظام)

قال الدین اَی نظام الدِّین اسکو فضیلت جزئی کہتے۔

- دین کی تشبیہ دی قمیص سے اسلئے کہ قمیص: 1) ساتر ہے تو دین بھی عیب کو چھپاتا ہے

2) مزیّن ہے تو دین پر چلنا بھی زینت کا باعث ہے

3) دافع الحرّ تو دین بھی دافع حر جھنم

4) دافع البرد تو دین بھی دافع البرد (وزمہریر کے طبقے سے)

5) ہر وقت انسان کے ساتھ تو دین بھی ہر وقت ساتھ

6) محیط بالبدن تو دین بھی محیط ہے (نہ صرف آنکھ یا کان یا پاؤں میں)

-دین: ما اَنزلہ اللہ علی رسولہ لنفع العباد فی الدنیا والآخرۃ

تابعداری کے معنے میں اسکی جزاء ملتی ہے

اعمال بھی اور اخلاق بھی ایمان سے اور حیاء ایمان سے ہے۔

حیاء شرعی: محمود کلہ اور حیاء طبعی: محمود بعضہ و مذموم بعضہ
جب مقابلہ ہو تو حیاء شرعی مقدم (جیسے وضو ٹوٹتا ہے تو حیاء شرعی کا تقاضا نکلنا ہے اور حیاء طبعی نہ نکلنا ہے تو نکلنا واجب)

بَابٌ: الحَيَاءُ مِنَ الإِيمَانِ (حدیث:24)

- حیاء: اقامت صلوۃ کا سبب؛ حیاء شرعی: ممنوعات سے بچنا تو وہ نماز قائم کرے گا اور زکوۃ دے گا

بَابٌ: {فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلاَةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ} [التوبة: 5] (حدیث:25)

- اقامت صلوۃ بھی ایمان کا حصہ
- سوال:

جواب: یہ سورۃ توبہ کی آیت ہے اور جس نے معاہدہ توڑا تو وہ اللہ کی حاکمیت کو نہیں مانا، تو اسی لئے حاکمیت والی عبادات کا ذکر ہے صلوۃ اور زکوۃ۔

ؒ: تارک الصلوۃ عمدًا کافر؛ فؒ: واجب القتل حدًّا لا کفرًا؛ حؒ: تعزیر: قتل یا جیل

ؒ: کافر کا مطلب یہ ہے کہ علامت کفر پائی گئی اور انکے نزدیک ترک الصلوۃ کفر کی علامت ہے۔

آیت: وأقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین ہے اگر تارک صلوۃ کافر ہوتا تو ولا تکونوا من الکافرین کہتے

مشرکین: ماکانت صلوتھم عند البیت إلّا مکاء و تصدیۃ اور ولا تکونوا من المشرکین أی کالمشرکین جیسے أبردوا بالصلوۃ (الظھر) فإن..... من فیح جھنم أی کفیح جھنم

حج کے بارے میں آیا:..............ولم یمنعہ سلطان قاھر فلم یحجّ فلیمت یھودیًّا أو نصرانیًّا تو مطلب یہ ہے کہ حج نہ کرنے سے ان کے مشابہ ہو گا۔

- من ترک الصلوۃ فقد کفر: 1) کفر عملی مراد
2) کفران نعمت (ناشکری)

-و من ترکھا فقد برئت منہ الذمۃ: یعنی ضمانت ختم

-ابن ماجہ کی روایت ہے: بین الرجل والکفر ترک الصلوۃ أی وُصلۃٌ

-خمس صلوات افترضہ اللہ................حقًّا علی اللہ

و من لم یفعل فإن شاء عذّب لہ وإن شاء غفر لہ تو معلوم ہوا کہ کفر نہیں

- امام شافعیؒ نے امام احمد سے کہا کہ تارک الصلوۃ کیسا ہے؟

بمن یسلم فأجاب بصلوۃ فقال کیف یصلی وھو کافر فقال یقول لا إلہ إلا اللہ

فقال پہلے سے پڑھ رہا ہے

فؒ: فإن تابوا............فخلّوا سبیلھم عن القتل

احناف کا جواب: اقتلوا المشرکین أی قاتلوا المشرکین تو قتل اور قتال الگ فخلوا سبیلھم عن القتال

1)تو یہاں قتال کا ذکر ہے اور قتال قتل کو مستلزم نہیں

2)اگر قتل ہی مراد لے تو ایتاء زکوۃ میں بھی وہی ہو گا حالانکہ تارک زکوۃ سے کوئی قائل نہیں قتل کے

3)اگر قتل ہی مراد لے تو مطلب یہ ہے کہ مشرکین کو قتل کرو جہاں تم پاؤ میدان قتال میں، پس اگر توبہ کی شرک سے تو اقتلوا سے بچ گئے؛ فخلوا سبیلھم عن القتل إن تابوا اور فخلوا سبیلھم عن القتال إن أقاموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ؛ فخلوا سبیلھم عن السجن

دوسری دلیل: اُمرتُ اَن اُقاتل الناس...

خون کو محفوظ کیا، اسکا تعلق اقامت صلوۃ سے اور زکوۃ کا تعلق مال ہے؛ عصموا منی دماء ھم واَموالھم

جواب: یہاں قتال کا ذکر ہے اور قتال کو جگھڑا بھی مراد لے سکتے تو احتمال سے حد ساقط اور تقسیم محتمل ہے بلکہ کوئی قرینہ نہیں

احناف: تارک صلوۃ کافر نہیں تو واجب القتل نہیں

دلائل: والذین آمنوا باللہ ورسولہ اُولئک ھم الصدیقون اور صدیق کے درجے کے لوگ جنت میں ہونگے چاہے کچھ مدت کے بعد.

ومن لم یأت.............. فلیس لہ عند اللہ عھدٌ

- لایحل دم امرء مسلم إلا ثلاث: ارتداد......زنا محصَن اور اسمیں تارک الصلوۃ عمداً نہیں ہے۔
- اور یہ بھی ہے کہ اُخرجوا من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیر
- حدیث: آخر میں ایسے لوگ ہونگے دجو کچھ نہیں کرتے...............، ہاں نجات ہو گی کیونکہ لا إلہ إلا اللہ موجود (ابن ماجہ)
- فخلوا سبیلھم عن السجن اَی الحصر؛ خذوھم واحصروھم سے استدلال

- اشکال: جس نے کلمہ نہیں پڑھا تو قتال کا حکم ہے حالانکہ ذمی سے قتال نہیں

جواب: حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون ہے آخر میں؛ امرت اَن اقاتل الناس کا کیا جواب ہے پھر؟

1)یہ منسوخ ہے اور ناسخ یہ آیت ہے

2)یہ عام مخصوص منہ البعض: معاھدین

3)ناس سے مراد مشرکین

4)ناس سے مراد یہود و نصاری

5)اسلام قبول کرے یا اسکے قائم مقام متبادل چیز اختیار کرے (عھد)

6)اگر فی میدان القتال مراد لے تو اشکال ہی نہ ہو گا

-اشکال: جب ابن عمرؓ کو یہ حدیث معلوم تھا تو ابو بکرؓ اور عمرؓ کے درمیان میں مناظرہ ہوا.........

1)لم یحضر ابن عمر ھذہ المناظرۃ

2)اسکا استحضار نہیں تھا

3)یؤتوا الزکوۃ یہ منکرین کے بارے میں اور مناظرہ تارکین کے بارے میں

4)ان کو شک یہ تھا کہ زکوۃ تو مانتا ہے لیکن امام المسلمین کو نہیں دیتے

بَابُ مَنْ قَالَ إِنَّ الإِيمَانَ هُوَ العَمَلُ(حدیث:26)

- مرجئہ کی تردید ہے کہ ایمان بھی عمل ہے اور یہاں مراد عمل قلبی وھذا العمل لیس بخارج من الإیمان
- اشارہ محدثین کے مذہب کی طرف کہ ایمان عمل ہے اسلئے ایمان عمل میں داخل ہے
- اسی طرح کرامیہ کی تردید ہے؛معتزلہ اور خوارج کے مذہب کی طرف اشارہ
- الجنۃ تحصل بالإیمان والدرجۃ تحصل بالعمل
- اشکال:1)معلوم ہوا کہ جنت عمل سے ملتی ہے لیکن دوسری حدیث میں ہے کہ جنت اللہ کی رحمت سے ملے گی

2)جنت کوروراثت کیوں کہا؟

1) عمل سے مراد ایمان اور ایمان سبب جنت اور.....

2)باء تعلق کے لئے نہ کہ سبب

3)باء مقابلے کے لئے

یہ بھی اچھا4) عمل سبب حقیقی نہیں بلکہ سبب تفضیلی(احسان کر کے سبب بنایا)

5) عمل سبب قریب ہے اور فضل اللہ سبب السبب ہے یعنی سبب بعید

اصل جواب6) سبب ظاہری عمل ہے اور سبب حقیقی فضل اللہ ہے

7)مطلق عمل................اور عمل مقبول سبب ہے جنت کے لئے؛اشکال: پھر لن یدخل أحدکم الجنۃ بالعمل، قیل ولا أنت؟ قال نعم

8) عمل سبب جنت نہیں احیاناً اور استمرار عمل سبب ہے جنت کے لئے اور فضل اس میں شامل ہے۔

-اشکال:جنت کووراثت کہا: تلک الجنۃ التی أورثتموھا بما کنتم تعملون

جواب:1)وارث کاوارث ہونا یقینی ہے تو اسی طرح مؤمن کے لئے جنت یقینی ہے(کونہ وارثاً یقینی ہے وکذلک الجنۃ)

2) عمل کووراثت کہا:الوارث یتصرف فی المیراث کیف یشاء

3)جنت وراثت ہے آدمؑ کی اور باپ کی وراثت بیٹے کی بھی ہے

4)وراثت بغیر مشقت کے ملتی ہے اور جنت بھی تو پھر اعمال؟ درجات کے لئے

سوال: لنسئلنھم ہے یہاں اور بعض جگہوں میں لایُسئل عن....

جواب:1) أحیاناً سوال ہو گا یعنی محشر میں مواقف ہونگے

2)سوال توبیخ ہو گا اور سوال استعلام نہیں ہو گا

3)سوال کیفیت کے بارے میں نہیں ہو گا بلکہ سبب کے بارے میں، کیوں کیا۔

جہاد کو پہلے مقدم کیا کہ پہلے فرض(اگرچہ کفایہ)اور حج مبرور أی مقبول یامثابٌ

بَابُ إِذَا لَمْ يَكُنِ الإِسْلاَمُ عَلَى الحَقِيقَةِ، وَكَانَ عَلَى الِاسْتِسْلاَمِ أَوِ الخَوْفِ مِنَ القَتْلِ(حدیث:27)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:الإسلام والإیمان یکونان متحدان لیکن کبھی متغائر بھی ہیں
- الإسلام:1)الانقیاد الحقیقی الباطنی

2)انقیاد ظاہری یعنی استسلام خاصیت اظہار

3)تعارض کو دفع کرتے: پہلی آیت سے معلوم ہو تا کہ اسلام مفضول جب حقیقی معنی میں نہ ہو

دوسری آیت اسلام افضل جب اپنے معنے میں ہو

4)بیان الفرق بین الإسلام المنجی وغیر المنجی

اسلام کا مطلب استسلام اظہار یا تکلف ظاہر

اظہار الإسلام مع عقیدۃ أن جمیع الأدیان حقّ کفر

- حقیقت اسلام: اظہار الإسلام مع الانقیاد الباطنی وبراءۃ الأدیان کلھا

- فإذا کان علی الحقیقۃ: 1)جب اسلام واقعہ میں موجود نہیں بلکہ خوف قتل کی وجہ سے ض فھذا لاینفع فی الآخرۃ أو غیر معتبر

2)یا حقیقت کا مطلب وہ حقیقت جو مجاز کے مقابلے میں ایمان سے متحد نہیں اگر مجازی معنی پر ہو

3)حقیقت کا مطلب انتہاء و کمال: إذا لم یکن الاسلام علی سبیل الکمال والانتھاء فھذا أدنی درجۃ الإسلام

- قالت الأعراب

اعراب جمع ہو جس کا مفرد ہو یا اسم جمع جس کا مفرد نہ ہو؛ دیہات کے رہنے والے کو کہتے چاہے عربی ہو یا عجمی ہو

اختلاف ہے کہ منافقین یا ضعفاء مسلمین تھے؛ چند لوگ مدینہ منورہ آئے اور احسان جتلانے لگے

- اسلمنا کہنا چاہئے کہ تم میں صورت اسلام موجود ہے نہ کہ حقیقت اسلام

- بنی اسلم ابن خزیمہ قبیلہ کے لوگ؛ بعض کہتے کہ منافقین (لا یصح) بلکہ ضعفاء

- لمّا آئندہ کی امید کے لئے (لمّا یدخل الإیمان فی قلوبکم)

- ابو الیمان کا نام: حکم بن نافع ہے؛ شعیب: جماعت کے برابر

- وہ صحابہؓ جن کو جنت کی بشارت ملی: طاؤ، زاؤ 4 عین 2 الف 2 سین ہے

- سعدؓ 57ھ مدائن کو فتح کیا؛ أول من رمی سھمًا فی سبیل اللہ فی سریۃ عبیدۃ بن الحارث؛ 70 سال کی عمر سے تجاوز تھے وفات کے وقت؛ فداک أبی وأمی: آپ ﷺ نے استعمال کیا تھا ان کے لئے؛ وکان مستجاب الدعوات

- رھط: 3 سے 10؛ وسعد جالسٌ أی أنا جالسٌ یا تجرید پر محمول ہے۔

- تطاول لیلی بالإثمد ونام الخلیُّ ولم ترقدی وبات وباتت لہ لیلۃٌ کلیلۃ ذی العار الأرمد

وذلک من بنأ جاءنی

- رجلاً: جُعیل بن سراقہ (آپ ﷺ نے ان کی بہت تعریف فرمائی)۔

- عطاء تالیف قلب وحاجت کی دلیل؛ محبت کی دلیل نہیں ہے

- مالک أی شیء ثبت لک عن فلان أی أعرضت عن فلان

- لا أُراہ أی لأظنّہ مؤمنًا لیکن أصح لأعلم کیونکہ جب آپ ﷺ نے تردید کی تو امر یقینی

- فواللہ: قسم علی الظنّ لا علی مایقع علیہ الظنّ (فھذا العلم عند اللہ)

- بغیر مطالبہ کے قسم کھائی اہمیت بتانے کے لئے

- 1) أو مسلمًا: یعنی قل مؤمنًا أو مسلمًا بالشک

2) أو بمعنی بل یعنی لا تقل مؤمنًا بل قل مسلمًا؛ اسکو حروف تلقین کہتے کہ معطوف کی تلقین دی جاتی

3) أو مسلمًا یعنی أنقول مؤمنًا وینبغی لک اَن تقول مسلمًا

-سعد نے بار بار کیوں کہا؟

جواب: 1) شفقۃً؛ 2) تعجبًا

یہاں مؤمن اور مسلم مقابلے میں حالانکہ جُعیلؓ پکے مؤمن ہیں تو کیا وجہ ہے؟

جواب: مغیبات کی چیزوں پر حکم نہیں لگانا ہے (نامناسب ہے) خصوصًا صاحب وحی کے سامنے

ہاں اگر رجاء امید کے الفاظ استعمال کرے تو ٹھیک ہے۔

مثال: عائشہؓ نے ایک بچے کے انتقال پر کہا تھا عصفور من عصافیر الجنۃ تو کہا آپ ﷺ نے کہ ایسا نہ کہے بلکہ عصفور من عصافیر الجنۃ ان شاء اللہ

عثمان بن مظعون کے انتقال پر کسی نے کہا: شھادتی علیک أکرمک اللہ تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کہے

تو یقینی الفاظ استعمال کرنا ظن اور رجاء کے مقام پر نامناسب ہے۔

اسی طرح من تکلم فی القرآن برأیہ وقد أصاب فقد أخطأ، ہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ میرا خیال ہے لیکن اسکو یقینی نہ بنائے۔

ھذا من قبیل تھذیب الألفاظ

- کبَّ مجرد متعدی اور مزید لازم ہے (أکبَّ: سرنگوں ہونا) جیسے أنسل ریشُ طائر؛ نسلتُہ

- أنزحتُ البئرُ؛ نزحتُ البئرَ

- اس باب میں اسلام اور ایمان یا مترادف یا متلازم ہے یا متغائر

بَابٌ: إِفْشَاءُ السَّلَامِ مِنَ الإِسْلَامِ (ص9) (حدیث:28)

- أی من شعب الإسلام

- ترجمۃ الباب کا مقصد: المندوبات من الإسلام

- افشاء سلام اسلام سے ہے کیونکہ کھلا ہوا ہے ظاہر ہے اور حیاء ایمان سے کیونکہ دونوں چھپے ہوئے۔

- عمّارؓ شہید ہوئے 37ھ جنگ صفین میں۔

- یہ روایت موقوف اور مرفوع بھی ہے (مرفوعًا ضعیف ہے لیکن صحیح ہے)

- مبارک بن احمد نے نقل کیا عبد العزیز دباغ سے (امی تھے انکو علم لدنی حاصل تھا انکو) کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سورج کی روشنی کی طرح ہے اور جب حدیث تو چاند کی روشنی کی طرح۔

- ثلاث من جمعھن فقد

1) مبتداء شرط وجزاء ملکر خبر

2) موصوف صفت ملکر مبتداء............ خبر

-الانصاف من نفسک: 1) دوسرے کے حکم سے نہ ہو ریاکاری نہ ہو خود اپنے اندر سے نکلا ہو بانشاء نفسک لا بأمر الغیر ودون الریاء

2)بعرض نفسک علی الانتقام (بھائی میں نے غلطی کی تو مجھ سے انتقام لے لو)

3)بقیاس غیرک علی نفسک (جو معاملہ اپنے ساتھ پسند تو دوسروں کے ساتھ وہی پسند کرو)

4)بمحاسبۃ نفسک (میں نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کتنے ضائع کیا تو انکو ادا کرے)

5)فی طبعک کہ انصاف آپکی عادت وطبیعت بن جائے

بذل السلام للعالم: موضع ترجمۃ الباب

والإنفاق من الأقتار: 1) أی فی الأقتار 2) أی عند 3) مع

1)ھذا للمتوکلین ورنہ خیر الصدقۃ ماتکون عن ظھر غنی

ویؤثرون علی أنفسھم

ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق

2) فقیری کی حالت میں انفاق قلیل کرے تا کہ الید العلیا خیر من الید السفلی ہو جائے

-دیوبند میں ایک مزدور گھاس جمع کرکے آدھا حصہ خرچ کرتا اور آدھا بچا کر سال کے آخر میں اساتذہ کی دعوت کرتے اور اساتذہ بڑے شوق سے ان کی دعوت قبول کرکے کھاتے اور منتظر رہتے اسلئے کہ 40 دن تک اسکا نور محسوس فرماتے تھے۔

-امام شافعیؒ کا واقعہ ہے کہ امام مالکؒ کے پاس پہنچ کر 127 احادیث حافظہ سے سنائی اور سب کھانا کھایا (تو کہا برکت کے غرض سے)

-نعم العبد صھیب لو لا یخف اللہ

بَابُ كُفْرَانِ العَشِيرِ، وَكُفْرٍ دُونَ كُفْرٍ (حدیث:29)

- شوہر کی نافرمانی: إن اللہ لا یغفر أن یشرک بہ
- دون کے 3 معانی: 1) کم؛ 2) غیر؛ 3) اقرب
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ایمان کے بیان کرنے کے بعد کفر کا بیان اور اسکے بعد نفاق کو بیان کریں گے
- مصنفؒ نے بخاری شریف کو قرآن کے طرز پر لکھا کہ مؤمنین کا کر پہلے پھر کافر اور آخر میں منافقین کا۔

2) کفر ایمان کی ضد اور فبضدھا تتبین الأشیاء

3) الإیمان یزید وینقص فکذلک الکفر یزید وینقص

1) کفر اعتقادی؛ 2) کفر عملی

-ابن عباسؓ: من لم یحکم بما أنزل اللہ فأولئک ھم الکافرون: وہ کفر مراد نہیں جس سے آدمی اسلام سے نکل جائے بلکہ وکفر دون کفر کے قبیل سے ہے اور اسی طرح من ترک الصلوۃ متعمداً فقد کفر۔

-یمکن أن یکون فی المؤمن خصال الکافر ولیس بکافر وھکذا

ابوذرؓ کے بارے میں: إنک امرء فیک جاھلیۃ

- أشج بن عبد القیس کو آپ ﷺ نے فرمایا: إن فیک........
- کفر لغۃً: چھپانا؛ یعجب الکفار: کاشتکار لوگ

- کافر اللہ کی توحید کو چھپاتا ہے جبکہ دلائل ظاہر ہیں۔
- کفر کے اقسام: 1) کفر نفاق

2) کفر ارتیاب

3) کفر تعطیل: عالم کو معطل ماننا

4) کفر دھری: عالم کو قدیم

5) کفر کتابی

6) کفر مجوسی: 2 معبود کو مانتے خیر و شر کے لئے: اٰھر من و......

7) کفر جحود: دیدہ دانستہ کا انکار کرنا جیسے ابلیس

8) کفر عناد: حسد یا دشمنی کی وجہ سے

9) کفر زندقہ: تاویل کرنا ضروریات دین میں مثلاً آپ ﷺ خاتم النبیین کو افضل النبیین کہتے

10) کفر الحاد: یدعی الإسلام ویدّھن ویطعن فیہ

-ابن عباسؓ: وفات 68ھ طائف میں اور 2 مرتبہ جبریلؑ کو دیکھا چنانچہ آخر میں نابینا ہو گئے

إذا رأیت ابن عباس قلت أجمل الناس وأفصح الناس وأعلم الناس (مکثرین میں سے 1660 روایات)

- أُریتُ النار: 1) کشف کے ذریعہ؛ 2) لیلۃ المعراج؛ 3) خواب میں؛ 4) صلوۃ کسوف میں

- اشکال: عورتوں کو اکثریت کیسے اسلئے کہ ہر جنتی کی دو بیوی ہو گی

جواب: 1) عورتیں ابتداءً جہنم میں زیادہ پھر جنت میں جائیں گی

2) عورتوں کی پیدائش زیادہ ہے مردوں کے مقابلے میں (جھنمیات زیادہ جنتیات سے اور جنتیات زیادہ ہیں جنتیوں سے)

3) عورتیں زیادہ یعنی جاہلیت کی عورتیں اور مسلمانوں کو 2 بیوی ھذا من الإسلام (وھذا مما لا یفھم)

4) اسکی تشریح 2 حدیث میں جس کو قسطلانی نے ذکر کیا: "أکثر ما رأیت إذا أُتمِنّ أفشین، وإذا سئلن بخلن إن أعطین لم یشکرن" تو جہنم میں اس قسم کی عورتیں زیادہ دیکھی جن میں خیانت بخل اور ناشکری

-العشیر یہاں زوج مراد ورنہ اور بھی مطلب ہے: المعاشر المصاحب الخلیط

- یکفرن: ناشکری کے معنی میں اور جو عورتیں ناشکری کرتی انکو کافرات نہیں بولا جائے گا کہ کافرۃ خارجۃ عن الإسلام کو کہتے۔

-کسی نے کہا دیکھو عورتوں کی مذمت ہے تو مردوں کی زیادہ مذمت ہے: ما رأیت من ناقصات عقل أذھب للب الرجل الحازم اور اصل عورت اور مرد کی مذمت نہیں بلکہ ان صفات خبیثہ کی مذمت کی۔

بَابٌ: المَعَاصِي مِنْ أَمْرِ الجَاهِلِيَّةِ، وَلاَ يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا إِلَّا بِالشِّرْكِ (حدیث: 30)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) معصیت کے درجات کو بیان کرنا ہے: 1) معصیت شرک؛ 2) معصیت گناہ کبیرہ

2) معتزلہ اور خوارج کی تردید: لایکفر صاحبھا، ایمان باقی

3) کفر دون کفر کو تشریح ماقبل کے لئے مثال ہے

-حدیث میں: اثنان (أی خصلتان) فی الناس ھنّ بھم کفرٌ (کفر کی عادات): الطعن فی الأنساب والنّیاحۃ
خلاصۃ الإیمان کالنور والکفر کالظلمۃ، والنور ینقسم إلی نور قوی وضعیف

- إن اللہ لا یغفر أن یشرک بہ
- بعض روایت میں: وحشیؓ آئے اور کہا: إنی مستجیرٌ بک حتی أسمع کلام اللہ، پھر کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں لیکن میں نے شرک کیا، زنا اور قتل کیا تو آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی (سورۃ فرقان)
- تو کہا کہ اسمیں اعمال صالحہ کی قید ہے تو یہ آیت پڑھی: إن اللہ لا یغفر أن یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء تو کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں مشیت میں داخل ہونگا یا نہیں تو یہ آیت سنائی: یاعبادی الذین أسرفوا تو یہ آیت سن کر مسلمان ہوئے (وفی إسنادہ کلامٌ)
- اشکال: آیت میں ویغفر مادون آیا یعنی "ماسوی" تو کفر معاف ہوگا؟ حالانکہ یہ بھی معاف نہیں ہے؟!

جواب: 1) شرک کو معاف نہیں کرتے اور کفر اس میں آیا تو شرک مشتمل دو چیزوں پر: 1) کفر؛ 2) غیر اللہ کو شریک شرک خاص اور کفر عام تو خاص عام کو مستلزم ہے

2) دونوں کو معاف نہیں کرتے لیکن عرب کے لحاظ سے شرک کا ذکر کیا

3) اس آیت میں شرک آیا اور دوسری آیت میں کفر کے بارے میں آیا کہ معاف نہیں ہے۔

-إن الذین کفروا سواء......... والذین کفروا وکذبوا......... إن الذین کفروا من أھل الکتاب

بَابُ {وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا} [الحجرات: 9] (حدیث:31)

- واقعہ جمل 36ھ: ایک طرف علیؓ اور دوسری طرف عائشہؓ، طلحہؓ، زبیرؓ
- القاتل والمقتول فی النار؛ یہاں 2 بات اور دونوں فریق مبشر بالجنۃ تھے تو کیسے القاتل؟

جواب: 1) إذا کان القتال للعصبیۃ اور صحابہؓ کا قتال للحق

علیؓ: تعجیل البیعۃ لاستحکام الخلافۃ اور دوسرے لوگ: تعجیل ھلاک المفسدین لاستحکام الخلافۃ

2) ھذا فی قتال شخصیّ لا فی قتال اجتماعیّ اور یہاں قتالٌ اجتماعیّ اجتھادیّ

ابو بکرۃؓ نے تحذیرًا وتھدیدًا احنف بن قیس سے یہ بات کہی۔

- احنف بن قیسؒ: تابعی اور اسی طرح حسن بصریؒ (حسن بصریؒ اتنے بڑے آدمی تھے کہ علیؓ کہتے تھے کہ سلوا مولانا حسن فإنہ سمع وسمعنا، فإنہ حفظ ونسینا)
- ابو بکرۃؓ کا نام نُفَیع اور معنی صبح سویرے والے اسلئے کہ طائف میں صبح سویرے قلعے سے اترے اور اسلام لائے۔
- منکرین حدیث ابو بکرۃؓ کی اس روایت کو نہیں مانتے: لن یفلح قوم ولّی أمرھم امرأۃً تو ابو بکرۃ صحابی ہیں۔

اور وہ کہتے کہ ان پر حد قذف جاری اسلئے کہ مغیرۃ بن شعبۃ پر زنا کی گواہی دی لیکن تعداد گواہی مکمل نہیں ہوئی تو ان پر حد جاری ہوا۔

اور جن پر حد قذف جاری وہ فاسق لیکن بعد میں اگر انکی سچائی اور عدل ظاہر ہو تو پھر فسق کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

مغیرۃ بن شعبۃ نے نکاح السر کیا تھا اور عمرؓ نے اسے منع کیا تھا اور جو گواہی دی وہ صحیح تھی اسلئے کہ وہ کسی عورت کے ساتھ مشغول تھے تو وہ بھی سچا ہوا۔

- توصحابہ میں تین گروہ تھے: 1) فریق اَول: علیؓ اور 2) فریق عائشہؓ اور 3) مانع من القتال (نہ دفاع، نہ حملہ)

-ابن عمرؓ: حملہ کے قائل نہیں تھے، دفاع کے قائل

-ھذا إذا کان من غیر تأویل صائغٍ

-ارادہ قتل پر

-شعر: مراتب القصد خمس ھاجسٌ....

یلیہ ھم

- 1) ھاجسٌ: گناہ کا وسوسہ 2) خاطرٌ: بار بار آنا

- 3) حدیث النفس: جاء واستقرّ

- 4) ھمٌّ: استحکم وترجّح

- 5) عزم: استحکام یا پکا ارادہ

- محققین کہتے کہ پکڑ نہیں ہے عزم میں بھی، یہاں عزم کے ساتھ عمل ہے کہ میدان قتال میں گیا ہے

- اشکال: إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشۃ، انکے لئے عذاب أليم بتایا تو یہ عزم ہے؟

جواب: وہاں عزم نہیں بلکہ معصیۃ القلب

اسی طرح اجتنبوا من الظن تو ظن بھی عزم کے درجے میں ہے تو وہ بھی معاصی قلب میں سے ہے جیسے بغض، حسد وغیرہ

- جاہلیت: ایک دن ختم اور دین لاحق اب تک آیا نہیں

- آپ ﷺ کا مقصد مؤاسات ہے غلام سے اور ابوذرؓ نے مساوات کا معاملہ کیا

- عمرؓ اور انکا غلام القدس میں آئے تو غلام کی باری تھی اونٹ پر تو عمرؓ چلنے لگے اور غلام کو بٹھایا اونٹ پر اور جب عمرؓ سے کہا گیا کہ کپڑے پرانے ہیں تو اگر اس کو تبدیل کیا جائے اسلئے کہ امراء سے ملنا ہے۔ ص 893 پر روایت ہے کہ ان پڑ ایک رداء تھی اور دوسری غلام پر اور ایک ازار اور اسی کے موافق ازار غلام پر۔

- ابوذرؓ: جندب بن جنادۃ؛ 32ھ ربضۃ میں عثمانؓ کے دور خلافت میں۔

بَابٌ: ظُلْمٌ دُونَ ظُلْمٍ (حدیث:32)

- عطاء بن رباح سے مروی کفر دون کفر والظلم کالکفر فی کونہ متفاوتًا

- إن الشرک لظلم عظیم دون: 1) غیر؛ 2) قرب؛ 3) کم

- والکافرون ھم الظالمون

- ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہ

- ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین

- نزلت یہاں مطلب آیت کو پڑھا اسلئے کہ پہلے سے یہ آیت نازل ہو چکی سورۃ لقمان میں

- حسینؓ کی شہادت پر یعنی 61ھ سلیمان أعمش کی ولادت ہوئی اور انکی سچائی کی وجہ سے انکو مصحف کہا کرتے تھے۔

- ظلم کی کئی قسمیں ہیں: 1) اپنے نفس پر؛ 2) علی الغیر؛ 3) علی حقوق اللہ

- الظلم لغۃً: وضع الشیء فی غیر محلہ
- جب دو چیزیں مل جائے تو اختلاط کہا جاتا اور جب دو چیزیں ایک صورت میں ہوا اور اشتباہ ہو تو لُبس ٗ کہا جاتا
- اشکال: ایمان کو شرک ملانے کے ساتھ کا کیا مطلب ہے؟ (آیت: الذین آمنوا ولم یلبسوا اِیمانھم بظلم اَی بالشرک)

جواب: 1) ایمان لغوی کو شرک کے ساتھ ملایا

2) ایمان ہے ظاہراً اور شرک و کفر ہے باطناً تو منافق ہے

3) مراد ارتداد، ایمان کے بعد شرک، ایک دوسرے کے پیچھے کا آنا

- یہاں ظلم سے مراد شرک کا کیا قرینہ ہے؟

جواب: 1) حدیث ہے کہ ظلم سے مراد شرک اور آیت بھی ہے اِن الشرک لظلم عظیم

2) بقرینۃ ما سبق من الآیۃ و کیف أخاف ما أشرکتم ولا تخافون أنکم

3) ظلم میں تنوین عظمت کے لئے: ظلمٌ عظیمٌ

4) جب کوئی چیز مذکور تو فرد کامل مراد ہے تو یہاں شرک ہے

- زمخشری اور معتزلہ کے نزدیک ظلم سے معصیت مراد ہے۔ تو پھر اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے نزدیک معصیت سے آدمی خارج ایمان ہوتا ہے تو کیسے جمع ہو گا ایمان کے ساتھ۔

بَابُ عَلاَمَةِ المُنَافِقِ (ص 10) (حدیث: 33-34)

- 1) نفاق اعتقادی؛ 2) نفاق عملی: منافقین کی علامت موجود ہو
- سوال: نفاق دون نفاق کیوں نہیں کہا

جواب: عطاء بن ابی رباح سے نفاق دون نفاق منقول نہیں

نفاق: گوہ یا چوہا کے گھر میں 2 سوراخ ہے: ایک سے دخول (ضبٌّ اور یَربوع) اور دوسرے سے نکلتے۔

تو جس طرح دھوکہ دیتا تو منافق بھی دھوکہ دیتا ہے۔

- سوال: آیۃ مفرد کیوں آیا؟ آیات ہونا چاہئے

جواب: 1) جنس آیۃ مراد ہے

2) یہ 3 علامات ایسی ہیں منافق میں ایسے جمع گویا ایک ہے

اِذا اؤتُمِن: خیانت فی الفعل؛ وعد: خیر کا اور ایعاد: شر کا

واِنی اِذا أوعدتہٗ أو وعدتہٗ لمخلف وعدی و منجزٌ موعدی

- اشکال: یوسفؑ کے بھائی میں یہ صفات

جواب: 1) انہوں نے بطور امانت کے جھوٹ بولے

سوف استغفر لک ربی

2) ھذا فی منافقٍ مخصوصٍ

3)یہ مدینہ منورہ کے منافقین میں

4)ھذا فی منافق عملیّ

5)ھذا فیمن یعتاد ھذہ الثلاث

6)ھذا منافقٌ عُرفیٌّ

7)یہ علامات میں چنانچہ ضروری نہیں کہ علامت ہو اور حقیقت بھی ہو

8)مشابہت مراد؛مشابہ بالمنافق

9)ھذا فی مقام التھدید والتوبیخ جیسے کوئی کہے کہ I kill you تو مراد اظہار ناراضگی ہے نہ کہ حقیقت

10)منافق کی 3 علامت:إذا حدّث کذب؛إذا جاءک المنافقون قالوا نشھد إنک لرسول اللہ:کذب فی ھذہ الشھادۃ

إذا وعد أخلف:ومنھم من عاھد اللہ لئن آتانا من فضلہ لنصدقنّ

ثعلبہ بن حاطب بدری ہے اور منافق کوئی اور آدمی تھا

إذا اؤتمن خان:امانت میں خیانت کہ دین پر عمل ظاھراً اور باطناً نہیں مانتا جیسے شیعہ

وہ تقیہ کرتے:التقیۃ من دینی؛لا دین لمن لا تقیۃ لہ

- دوسری حدیث:إذا عاھد:اجتماعی فعلی خیانت

پہلے خیانت قولی:إذا حدّث کذب اور یہاں خیانت قولی اجتماعی:إذا خاصم فجر(گالیاں دینے لگتے)

- جب قبیصہ بن..........سفیان سے روایت کرتے تو ضعیف....

- منافق کے 3 پھر 4 علامات،تو اس میں تضاد ہو گیا!

جواب:1)پہلے 3 بتایا پھر 4

2) 4 میں 3 شامل ہے

3) 3 شدید المشابھۃ بالمنافق

4) 3 سے مراد تبعیض ہے اور 4 کل ہے۔

بَابٌ: قِيَامُ لَيْلَةِ القَدْرِ مِنَ الإِيمَانِ(حدیث:35)

- 1)ما قبل علامۃ النفاق

2)ما قبل کفر کا بیان اور درمیان نفاق جملہ معترضہ کے طور پر اور ما قبل افشاء السلام اور لیلۃ القدر میں افشاء السلام:سلام ھی حتی مطلع الفجر

3)المندوبات من الإیمان اور لیلۃ القدر کا قیام ایمان سے

قیام ضدّ النوم أو ضدّ القعود

- لیلۃ القدر:1)عظمت والی رات

2) تنگی جس کے بیان میں تنگی کی یعنی مجہول رکھا اور اسکی تعیین نہیں کی

3)زمین تنگ ہو جاتی فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے

4)عابد کا مرتبہ بلند ہو جائے

5)تقدیر سنوی   ویسمی تنفیذہ بالقضاء

- 1)ایک تقدیر علمی ہے:وھو بکل شیء علیم (تمام چیزوں کی پلاننگ)

2)تقدیر ازلی:کائنات سے پہلے نقشہ بنایا:إن اللہ کتب مقادیر السماوات والأرض قبل أن یخلق بخمس الف سنۃ

3)تقدیر ذریّتی:آدمؑ کی پشت سے نسل نکالا عالم ارواح میں اپنی ربوبیت کا وعدہ لیا(سرخ چھیونٹیوں کی شکل میں)وإذ أخذ ربک من بنی آدم من ذریتہم و........وأشھدھم علی أنفسھم الست بربکم

4)تقدیر رحمی:ماں کے رحم میں یجمع خلق أحدکم فی بطن أمہ.........40دن نطفۃ ثم علقۃ......پھر فرشتے پوچھتے اللہ سے مذکر یا مؤنث ہے،شقی یا سعید ہے اور اجل کیا ہے؟

5)تقدیر سنوی:إنا أنزلناہ فی لیلۃ القدر...........ایک سال کی تقدیر

إنا أنزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ،إنا کنا منذرین

6)تقدیر یومی:کل یوم ھو فی شأن:روزانہ کسی کو پستی،کسی کو بلندی دیتے؛بیدہ القسط

تو تقدیر کا آسان ترجمہ Planning ہے اور یہ ہم کو سکھانے کے لئے ورنہ اللہ کو یہ ضرورت نہیں

- ایمانًا:ای فی حالۃ الإیمان وأما الکافر فأعمالھم کرماد اشتدت بھم الریح

- احتساب لوجہ اللہ؛   حسبان:گمان اور آدمی کو جو ثواب ملتا ہے تو گمان کے درجے میں ہے

- مولانا انور شاہ کشمیریؒ:ایمان واحتساب 3 چیزوں کے ساتھ آتا ہے

1)وہ چیز جس میں مشقت ہو جیسے لیلۃ القدر کا قیام کہ اگر ثواب کی نیت نہیں تو بڑی مشقت ہے۔

2)وہ جو لوگوں کے عادات میں داخل ہے مثلاً نفقۃ الرجل علی أھلہ لیحتسبھا نفقۃ اگرچہ ڈیوٹی ہے لیکن ثواب بھی ہے

3)جو چیز غیر اختیاری جیسے مصیبت:مثلاً من اتبع جنازۃ مسلمٍ(ص12)عام طور پر لوگ مصیبتوں کے وقت ایک دوسرے کے پاس آتے اور بدلے سمجھتے ہیں حالانکہ ثواب کا کام ہے احتساب کرنا ہے

-یہاں من یقم مضارع ہے اور رمضان میں من قام آیا ہے۔

تو مضارع والی چیزوں میں شک ہوتی ہے اور اسی لئے کہ لیلۃ القدر معلوم نہیں ہے اسی طرح معلوم نہیں کہ تم قیام کروگے اس رات کو اور قیام رمضان متعین ہے۔

غفر لہ.......ابن حزم:کبائر صغائر معاف؛جمہور اور ابن عبد البر:صرف صغائر

کبائر کا ذکر نہیں اسلئے کہ یہ مسلمان کی شان ہی نہیں یا اسلئے کہ توبہ کرلی لیلۃ القدر میں

بَابٌ: الجِهَادُ مِنَ الإِيمَانِ(حدیث:36)

- 1)لیلۃ القدر جہاد کے مقابلے میں ملی تھی کہ لوگوں نے کہا کہ پہلے لوگ تین سو چار سو سال جہاد کرتے اور ہم نہیں کرسکتے

2)لیلۃ القدر کا قیام یہ جہاد فی مقابلۃ النفس اور یہاں جہاد فی مقابلۃ المعاندین

- کبھی 1)جہاد القلب؛2)جہاد باللسان؛ 3)جہاد بالمال؛ 4)جہاد فی مقابلۃ الکفار؛ 5)جہاد فی مقابلۃ النفس؛ 6)جہاد فی مقابلۃ الشیطان؛ 7)جہاد بالقلم؛ 8)بالعلم؛9)بالأولاد

-ترجمۃ الباب کا مقصد: جہاد فرض کفایہ داخل ہے ایمان میں

-بذل المحبوبات فی سبیل رب الکائنات یسمّٰی بالجهاد؛ جهد کرنا

-انتدب: 1)ذمہ داری لی ہے اللہ نے کہ اسکو اجر یا غنیمت یا جنت دے

2)جلد فرماتے اللہ اجر یا غنیمت یا جنت دینے میں

3)اجاب اللہ عزو جل

4)اللہ کی رضامندی کے راستے پر چلنا جنت تک پہنچاتا ہے: المشی فی رضاء اللہ یُشبہ المشی فی سبیل اللہ الذی یوصل إلی المقصود أی إلی الجنۃ؛

-ایمان أو تصدیق کا کیا مطلب؟ أو بمعنی "مع"

أو بمعنی مانعۃ الخلوۃ یعنی جس کا جمع واجب یا واؤ کا معنی اور

أو أدخلہ الجنۃ: یہ تو خود بہ خود بنا یہ اسکے مقابلے (اجر کے) کیسے بنا

جواب: أو أدخلہ الجنۃ بغیر حساب تو 3 قسمیں: 1)اجر؛ 2)الغنیمۃ مع الأجر: ربنا آتنا فی الدنیا....؛ 3)دخول الجنۃ بغیر حساب

ادنی سے اعلی کی طرف ترقی ہے

السریۃ: قطعۃ من الجیش جو 400 یا 400 سے کم ہو

لولا.......امت کا خوف: 1)علی الأُمراء یعنی ہر امیر کو نکلنا پڑے گا

2)علی المعذورین

3)القاعدین لانتظام الناس

-لوددتُ: 2 احتمال: 1)قعدتُ پر عطف یا 2)واؤ استینافیہ اور واؤ موطئۃ للقسم واللہ لوددتُ (جواب قسم میں واقع)

-حدیث: ای الناس افضل؟ من جاھد بنفسہ ومالہ

-اشکال: آپ ﷺ نے شہادت کی تمنا کی حالانکہ یہ ادنی مرتبہ بہ نسبت نبی کے (من النبیین والصدیقین والشھداء)

نبی علم اور عمل میں اس کمال تک پہنچا کہ اسکا علم یقینی

صدیق...................... لیکن الہام یقینی نہیں

شہید: جو عمل کے اعتبار سے انتہاء تک پہنچا

صالح: من ینفق بدنہ بالطاعات

جواب: 1)عادۃً افضل کی موجودگی میں کبھی مفضول کی تمنی کی جاتی مثلاً: Chicken Braï سب کچھ ہے لیکن پھر بھی چٹنی کا مطالبہ کرتا

2)ھذا لتحصیل جمیع المراتب

3)ھذا لتعلیم الأمۃ کہ تم اس طرح تمنی کرو

تو آپ ﷺ کے بدن کو محفوظ بھی کیا اور شہادت بھی دیا (زہر کے اثر کی وجہ سے)

- حیات برزخی اتنی قوی کہ انکو سلام پہنچایا جاتا ہے انکی بیوی سے کوئی شادی نہیں کر سکتے اور مٹی انکے بدن کو نہیں کھاسکتی تو حیات پہلے سے ہے پھر حیاۃ کی تمنا کرنا تحصیل حاصل ہے؟

جواب: الحیاۃ الدنیویۃ التی یعود بھا إلی الدنیا لیکن یہ ناممکن ہے أصلاً: وحرام علی قریۃ أھلکناھا...
تو یہ تمنا فقط شہادت کے مرتبہ کی وجہ سے

بَابٌ: تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنَ الإِيمَانِ(حدیث:37)

- تطوع کا مطلب سنت تو کیوں مقدم کیا
- 1) جب چاند ہوتا ہے تو قیام رمضان مقدم ہے وجود میں؛ اشارہ ہے کہ مندوبات بھی ایمان سے ہے

2) قیام رمضان وجودی ہے اور صوم رمضان ترکی ہے
3) عمل اللیل کو مقدم کیا عمل النہار پر اور یہی رائج ہے شریعت میں
قیام کل اللیل أو نصف أو ثلث یا ادنی درجہ صفور العشاء والفجر
قیام رمضان بہ منزلہ دوا اور صوم بہ منزلہ پرہیز

بَابٌ: صَوْمُ رَمَضَانَ احْتِسَابًا مِنَ الإِيمَانِ(حدیث:38)

بَابٌ: الدِّينُ يُسْرٌ(حدیث:39)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اگر صوم نہیں رکھ سکتا تو دین آسان ہے بعد میں رکھے مریض ومسافر کے لئے

2) معتزلہ کی تردید: دین آسان ہے اور انہوں نے بہت مشکل کر دیا؛ ترک اعمال
3) ما قبل کی تکمیل
- اشکال: جب دین آسان ہے تو دین میں جہاد صوم مشقت کے کام ہیں!
جواب: 1) ادیان سابقہ کے مقابلے میں آسان ترہے پہلے زکوۃ ربع مال ہوتا، قصاص میں قتل ہی تھا اور مسجد ہی میں نماز پڑھ سکتے
2) دین میں عزیمت کے ساتھ رخصت بھی ہے جیسے معذور وغیرہ کے لئے جہاد نہیں اور جہاد امور طبعیہ بھی ہے کہ اپنا دفاع مقصود اور شریعت میں بھی ہے۔
3) فی مقابلۃ النعم السابقۃ الکاملۃ
- احب الدین أی الأعمال جو منسوب ہو حنفیت کی طرف ابراہیمؑ کی طرف انکا لقب تھا مطلب یکسو ہو کر جو صرف اللہ کی طرف متوجہ پورے طور پر؛ المعلن عن الباطل إلی الحق
سب کو چھوڑدے اور ایک اللہ کی طرف متوجہ
ابرہیمؑ کی قربانی: قدم نفسہ للنیران وولدہ للقربان وأھلہ للھجران ومالہ للضیفان وعرضہ للعدوان وضربہ للطغیان (اصنام) وتوحیدہ للسلطان وقدم لوالدہ البرھان ورمیۃ للشیطان ولقومہ الإیمان فصار خلیل الرحمن۔
- لن یشاد الدینُ: کشتی نہیں کی جائے گی دین کے ساتھ مگر اس پر غالب آئے گا
- سدّدوا: أطلبوا السداد بین الإفراط والتفریط (اعتدال) اطلب الأکمل أو قاربوا إلی الأکمل

- وقاربوا:1) قاربوا إلى الاعتدال أو إلى الأكمل
2) قاربوا فيما بينكم ولا تختلفوا
3) اطلبوا القربۃ والثواب
4) مسلسل عمل کرو
-وأبشروا: بالثواب والعمل الدائم
-الدُّلجۃ: آخر اللیل یعنی نشاط کے وقت عبادت کرو صبح وشام اور آخری رات........
کامل عمل کا مطالبہ ممنوع نہیں بلکہ افراط ممنوع: حد سے زیادہ عمل کرے پھر بعد میں عاجز ہو جائے یہ مطلوب نہیں۔

بَابٌ: الصَّلاَةُ مِنَ الإِيمَانِ(ص10)(حدیث:40)

- 1) صوم کو مقدم کیا قیام رمضان کے مناسب تھا
2) اور جہاد کے مشابہ
-استعینوا بالغدوۃ...... نماز سے تعلق ہے
یا نماز آسان ہے کہ کھڑے ہو کر نہیں تو بیٹھ کر بھی پڑھ سکتے
وماکان اللہ لیضیع إیمانکم: إلی القبلتین
عند البیت: کا کیا مطلب انہوں نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی
2 مواقع پر صحابہؓ کو شک ہوا اور پریشانی ہوئی: 1) تحویل قبلہ (تو نماز قبول ہے)؛ 2) خمر کی حرمت
پریشانی کیوں ہوئی؟
1) نسخ ابتدائی
2) ثواب ملا یا نہیں اسلئے کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی (کم یا زیادہ عند البعض)
1) عند بمعنی إلی اور بیت سے مراد بیت المقدس وھذا الا لیصح
2) ھذا من غلط الکاتب
3) عند البیت إلی بیت المقدس تو جو مدینہ منورہ میں پڑھا تو بدرجہ اولی
-حکمت بیت المقدس: 1) یہود کی ترغیب
2) الجامع بین القبلتین
3) دونوں کے نبی
4) امتحان العرب
-حکمت بیت اللہ: 1) ابراھیمؑ کا قبلہ تھا
2) سب سے افضل
3)

4)اول مرکز الإسلام

5)اللہ کی تجلیات کا مرکز

-کتاب التفسیر ص645اور 647

زُھیر کا اختلاط ہوا لیکن متابع موجود ہے؛ سفیان واسرائیل جو.....

جب آپ ﷺ مدینہ منورہ آئے تو اپنے اجداد کے اخوال کے پاس اترے

- عبد المطلب اصل وہ مطلب کے بھتیجے تھے لیکن جب لوگوں نے پوچھا وہ سفر میں پرانے کپڑے میں تو بھتیجے کہنا چاہئے تھا لیکن عار کی وجہ سے عبد المطلب کہا۔

- آپ ﷺ 12ربیع الأول داخل ہوئے مدینہ منورہ میں اور تحویل قبلہ 15 شعبان

- دونوں کو شمار کرے تو18 (یہ بہت ضعیف) ناقص کو خارج کر دے تو16 مہینے ہو جائے گا اور دونوں کو اکٹھا کرے تو17 مہینے۔

- تحویل قبلہ کی ترتیب: 1) کعبہ پھر حکم ہوا بیت المقدس کی طرف پھر کعبہ کی طرف

2)اشکال: فیہ النسخ مرتین!

نسخ ایک مرتبہ ہوا اسلئے کہ مدینہ منورہ میں جمع بین القبلتین کرتے تھے

اشکال: جب جبریلؑ آئے تو کعبہ کے دروازے میں آئے جو جانب مشرق پر ہے۔

3)ابتداء ہی سے بیت المقدس کی طرف پڑھتے تھے تو16 مہینے تک مدینہ منورہ میں بھی پھر تحویل ہوئی

4)آپ ﷺ کعبہ کی طرف اجتھاداً پڑھتے تھے پھر3 سال پہلے بیت المقدس کی طرف، پھر ہجرت کے بعد16 مہینے، پھر کعبہ کی طرف حکم ہوا (طبرانی کی روایت کے موافق)

-تحویل کہاں ہوئی؟

1)مسجد نبوی ظہر کی نماز میں (وھذا الایصح)

2)آپ ﷺ بشر بن سواء بن معرور کی تعزیت کے لئے آئے مسجد قبلتین کے محلے میں (وھذا الایصح) چونکہ آپ ﷺ وہاں موجود نہیں تھے بلکہ خبر دینے والا

3)عصر کی نماز اور دو رکعات پڑھنے کے بعد لیکن یہ بھی صحیح نہیں

4)قبل صلوۃ الظھر: ابو سعید بن معلی: میرے ساتھ ایک ساتھی تھے اور مسجد نبوی میں لوگ جمع تھے اور آپ ﷺ تحویل قبلہ کے بارے میں بیان کر رہے تھے تو ابو سعید نے کہا: ہم کیوں سب سے پہلے نہ بنے جو نئے (کعبہ) قبلہ کی طرف نماز پڑھے لیکن یہ دوسرا دن ہو گا تب لوگ دیہات کے جمع ہوئے ہونگے۔

حضرت شیخؒ: وھذا اَصح: 5) مابین الظھر والعصر اور عصر میں پہلی مرتبہ کعبہ کی طرف پڑھی، پھر صحابہؓ مسجد قبلتین کے پاس گزر کر انکو بتادیا

- صلی إلی بیت المقدس: إضافۃ الموصوف إلی الصفۃ جیسے الروح الأمین کو روح الأمین بنایا اور اضافت کی وجہ سے 'ال' گر گیا اور یہ کوفیین کے نزدیک ہے اور بصریین کہتے کہ بیت البلد المقدس یا بیت المکان المقدس ہے۔

- عصر: نچھوڑنا تو عصر کے وقت سورج کی روشنی نچھوڑی جاتی ہے تو تھوڑی سی رہ جاتی ہے

- فخرج رجلٌ: عباد بن نھیک یا عباد بن بشر نے بتایا تھا

- 2وقعات: 1)واقعۃ العصر مسجد قبلتین

2)واقعۃ الفجر مسجد قباء

-آپ ﷺ نے یہ انتظام نہیں کیا کہ بتلائے کہ قبلہ کی تحویل ہو گئی تو اسمیں یہ حکمت ہے کہ اگر اجتہاد سے نماز شروع کیا قبلہ کی طرف پھر درمیان میں کسی نے بتایا ادھر قبلہ نہیں بلکہ اُدھر ہے تو نماز ہی میں گھومے اور نماز صحیح رہے گی

-سوال: خبر واحد نے متواتر کو کیسے منسوخ کیا(اسلئے کہ ایک ہی آدمی نے بتایا)

جواب: 1)جب خبر واحد مشتمل ہو قرائن پر (محتف بالقرائن)تو مقبول ہے

2)آیت کریمہ سنائی جو کہ قطعی ہے اگرچہ سنانے والا ایک ہی ہے

3)آپ ﷺ کے زمانے میں خبر واحد قطعی کے حکم میں تھا اور بعد میں ظنی ہوا۔

-خارج الصلوۃ کی تلقین و تعلیم غیر قراءت میں لے سکتے ہیں جیسے یہاں۔

کُ فُ: جو دار الحرب میں مسلمان ہوئے اور کوئی ذریعہ تعلیم نہیں تو سابقہ نمازوں کی قضاء نہیں ہو گی

- بنو حارثہ یا بنو سلمہ کے لوگ تھے مسجد میں یا دونوں ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتے

- فداروامع تبدیل مکان الإمام ضرورۃً بلکہ نقل و حرکت جائز تھی 2ھ میں

- اہل کتاب: نصاری

- اشکال: یہود کو پسند ہے لیکن نصاری نہیں پسند کرتے بلکہ بیت اللحم کی طرف مکاناً شرقیاً کو پسند کرتے!

جواب: 1)جب بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تو بیت اللحم ایک ہی سمت میں تھے مدینہ والوں کے لئے (ایک ہی جہت تھی)

2)یہود مراد ہے

3)واوَ بمعنی مع: نبی ﷺ اور اہل کتاب

4)اہل کتاب کا عطف یہود پر نہیں بلکہ یصلی کی ضمیر پر: إذ کان یصلی آپ ﷺ اور اَہل کتاب

یہ سوال پیدا ہوا کہ انکو ثواب ملا (حکم پر تو عمل کیا) اور اگر ملا، کم ملا یا زیادہ یا برابر۔

- سوال: قتلوا کیوں آیا حالانکہ ایک ہی آدمی تھا؟

جواب: 1)قُتِلوُا ولم یشتھروا (مضبوط جواب نہیں)

2)سُوید بن صامت: ھذا القول حسنٌ (اسلام کے بارے میں) پھر جب مدینہ منورہ لوٹے تو بُعاث میں قتل ہوا؛ اوس اور خزرج کی جنگ جو 120 سال سے چل رہی تھی

3)قتلوا سے مراد مستضعفین جو مکہ میں قتل کئے گئے جیسے یاسرؓ کے والدہ سُمیہؓ جو ابو جہل نے نیزے سے مارا یا چیرا اونٹ سے تو پھر قتلت آنا چاہئے تھا

4)زھیر نے ابو اسحاق سے بعد الاختلاط روایت لی اور دوسری روایات میں قتلوا نہیں ہے

5)یا اشتباہ ہو گیا اور اسکا تعلق واقعہ خمر کے ساتھ ہے

ابو اسحاق سبیعی نے قتلوا کو اس واقعہ پر فِٹ کیا

- ربط:1)

2)جو نماز کی پابندی کرے تو یہ حسن اسلام کے قبیل سے

3)بیان فضیلۃ الِاسلام

4)جو لوگ تحریم الخمر سے پہلے مرے یا تحویل قبلہ سے پہلے تو اللہ نے انکی نماز واعمال ضائع نہیں کیا

-صلوۃ: علامۃ الِاسلام ظاھرًا

پہلے مسئلہ: ائمہ ثلاثہ: الِاسلام یھدم ما قبلہ اِلا کہ حقوق العباد ہو

جمہور: و قل للذین کفروا اِن ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف

- اسامہ بن زید نے جب غلطی سے قتل کیا تو آپ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا: ھلا شققت قلبہ تو انہوں نے تمنا کی کہ کاش میں آج...یالیتنی اَسلمت یومئذ

- امام احمدؒ: اسلام لانے کے بعد وہ حسن الاَعمال ہے تو ما قبل کے گناہ معاف اور اگر اسلام لانے کے بعد وہ سیئ الاَعمال ہی پر رہے تو ما قبل کے گناہ باقی ہیں

- پہلی دلیل: اِذا اَسلم العبد فحُسُن اِسلامہ

ہم جواب دیتے: حسن اِسلامہ کا مطلب لم یشک یا اَخلص یا اَن تعبد اللہ کانک تراہ یہ اعلی درجہ ہے

دوسری دلیل: ایک صحابیؓ نے آپ ﷺ سے سوال کیا: اَنؤاخذ بما عملنا؟ فقال: من اَحسن فی الِاسلام لم یؤاخذ بما فعل فی الجاھلیۃ و من اَساء فی الِاسلام......یؤاخذ بالاَول والآخر

ہم جواب دیتے: 1) پکڑ کا مطلب عقاب نہیں بلکہ عتاب ہے

2)مؤاخذہ سے مراد حقوق العباد

-واِن الکافر اِذا حسن اِسلامُہ تو اسکے حسنات لکھے جاتے یعنی قبول کئے جاتے (یہ دوسرا ٹکڑا ہے) تو مصنفؒ نے کیوں چھوڑا؟

جواب:1)مصنفؒ کے پاس نہیں پہنچا تو یہ قول بعید ہے اسلئے کہ دار قطنی میں روایت ہے اور امام بخاریؒ حافظ حدیث تھے

2)دین کے اصول کے خلاف: وقدمنا اِلی ما عملوا من عمل........فجعلناہ ھباءً منثورًا (لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتی؛ اصول کے خلاف فقہاء کا کام ہے)

یہ اصول کے خلاف نہیں کہ حدیث میں ہے کہ کافر کے حسنات کا ثواب ملتا ہے (عبادات مخصوص ہے مسلمان کے ساتھ)

اِن الکافر یثاب بحسناتہ فی الدنیا بالرزق علی مایفعلہ

ابو طالب نے خدمت کی آپ ﷺ کی تو بخاری ہی میں مذکور ہے کہ عذاب کی تخفیف ہوگی کہ آگ صرف ٹخنون تک ہوگی اور اس سے دماغ ابلے گا۔

ابولھب نے جو ثویبہ باندی کو آزاد کی آپ ﷺ کی ولادت پر تو پیر کے دن اسکے کچھ تخفیف ہوتا ہے اگرچہ جہنم سے نجات نہیں تو پھر لایخفف عنھم العذاب کا کیا مطلب ہے؟

جواب:1)عذاب مقدار مخصوص سے کم نہیں ہوگی

2) اگر تخفیف ہو گی تب بھی وہ سمجھیں گے نہیں اور سمجھتے ہونگے کہ انکو سب سے سخت عذاب ہو رہا ہے

جنت کی نعمتوں کی نظیر اللہ نے عقل رکھی کہ ہر ایک اپنی عقل سے خوش ہے

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت سے ابو طالب کے عذاب میں تخفیف ہو گی

- حکیم بن حزام نے سوال کیا: أرأیت أمورًا أتحنث بها من صدقة وعتاقة وصلة، هل تنفعني؟ فقال أسلمتَ مع ما أسلفتَ أی ماقدّمتَ من الخيرات أو أسلمتَ ببركة ما أسلفتَ یا اچھا کام آپکی طبیعت بن گئی تو زاسی لئے اسلام میں داخل ہوئے۔

- اور آیت ھباءً منثورًا کا تعلق: 1) عبادات سے مقصود لذاتہ

2) یہ محمول ہے عدم نجات پر

3) وہ محسوس نہیں کرے گا کہ کم درجے کا عذاب ہے اگرچہ وہ سمجھے گا کہ سب سے بڑا عذاب مجھ ہی کو ہو رہا ہے

بَابٌ: أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَدْوَمُهُ (حدیث:43)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) حسن العمل بمواظبۃ العمل اگر انفرادی عمل اور اجتماعی عمل میں جبتک ثابت ہو جیسے سنن مؤکدہ جیسے کہ ابن مسعودؓ: لایجعل أحدکم نصیبًا للشیطان أن.................

الإصرار علی المندوب بدعۃٌ

تو دین کے احکام مسنونات مندوبات اسی پر پابندی کرنے سے حسن اسلام ہو گا

قالت فلانۃُ: 2 سبب یوں ہے: 1) تانیث؛ 2) علمیت یعنی متعین عورت ہے

- تذکر من صلاتھا: 1) اگر تکبر پیدا نہ ہو تو تعریف جائز

2) مدح الغائب تھا جب چلی گئی تھی

- المدح فی الوجہ إذا لم یکن بباطل ولم یؤدی إلی باطل فھو جائز

- مَہ: 1) انکی تعریف نہ کر سامنے؛ 2) یہ کام نہیں کرنا چاہئے: لاتبالغی فی العبادۃ

عوام الناس: طاقت کے موافق اور خواص کی بات اور ہے کہ وہ نہیں تھکتے

قصیدہ بردہ کا شعر ہے: ظلمت سنۃ من أحیا الظلام أن اشتکت قدماہ.............ورم

- عبد اللہ بن عمرو بن علی و کیع بن جراح کانا یصومان الدھر

- عثمانؓ، تمیم داری ایک رات ختم قرآن کرتے تھے

- کعب بن مالکؓ پورا مال خرچ کرنا چاہتے تھے تو آپ ﷺ نے قبول نہیں کیا

- امام ابو حنیفہؒ ایک دن میں قرآن کو ختم کرتے تھے

- ابو بکر صدیقؓ نے پورا مال خرچ کیا اور آپ ﷺ نے قبول کیا۔

- لا یملّ اللہ: ھذا من قبیل المشاکلۃ

- اشکال: اللہ نہیں اکتاتے جب تک تم نہیں (وھذا لایصح)

جواب: 1) حتی نتیجہ کے لئے کہ اللہ نہیں تھکتے تو نتیجہ یہ ہے کہ تم تھکو گے

2) حتیٰ "إذا" یا "إذ" کے معنے میں: اللہ نہیں اکتاتے جب تم اکتا جاؤ گے

3) یہ الفاظ دوام و ہمیشگی کے لئے مستعمل ہے لایملُ اللہ اَبدًا؛ مثال: کوئی کہے کہ میرے پاس آجائے تو کہا: لا آتیک حتی یبیض القارُ (تارکول) یا حتی یشیب الغراب

4) لایمل اللہ حتی تملّوا اَی فإذا مللتم فترکتم العبادۃ فیقل ثوابکم

بَابُ زِيَادَةِ الإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ(حدیث:44)

- یہ باب تین مرتبہ آیا ہے
- 1) ما قبل ایمان کی ذات کے اعتبار سے ہے اور یہاں مؤمن بہ کے اعتبار سے

2) ما قبل زیادت و نقصان باعتبار اجزاء اور یہاں باعتبار کیفیت کے

وزدناھم ہدی: احکام زیادہ ہونگے

- اليوم أكملت لكم دينكم (فلاينقص)وأتممت عليكم نعمتي (فلايزاد) ورضيت لكم الإسلام دينا(فلاينسخ) [المائدة: ٣].

(بإنزال الحج؛ ارکان مکمل ہو گئے)(بتوفیق الحج) (بالقاء محبۃ الحج فی قلوبکم)

(بالحجۃ) (بالغلبۃ) (کہ مشقت کے کام سے نہیں ڈریں گے)

- تو عمر رضی اللہ عنہ کے جواب کے ۲ مطلب ہو گئے:

۱- اپنی طرف سے عید بنانے کی ضرورت نہیں ویسے ہی من جانب اللہ عید کے دن میں واقع ہوا۔

6 عید جمع ہو گئے: 1) عید مکانی (خوشی کی جگہ اور دعا قبول ہے عرفہ میں)؛ 2) عید زمانی (مسلمان کی خوشی کا زمانہ؛ گناہ معاف)؛ 3) عید اسبوعی (جمعہ کا دن بہ منزلہ عید)؛ 4) عید سنوی (عرفہ کے دن کے بعد والی رات وقوف عرفات عید کی رات ہے)؛ 5) عید اجتماعی (عرب عجم سب جمع)؛ 6) عید فراغی (اسکا بدل نہیں یعنی عرفہ کا بدل نہیں؛ سب لوگ اہم رکن سے فارغ ہو گئے یعنی وہ رکن جس کا بدل نہیں)

- شعر: عید عید وعید وجہ الحبیب.................... مجتمعا

۲- یا اپنی طرف سے عید نہیں بنا سکتے جب تک اللہ نہ بتائے تو عرفہ کا دن یوم العید نہیں کہہ سکتے۔

اسی طرح یہ ۲ جواب حضرت شیخ زکریاؒ کی تقریر بخاری میں (۱/۱۴۶) اور الخیر الساری (۱/۳۰۶) میں مذکور ہیں۔

- معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے کوئی دن عید مقرر کرنا تحریف فی الدین اور دین پر بہتان لگانا ہے اسلئے کہ دین مکمل ہے جس طرح آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا۔
- پتہ چلا کہ عرفہ کا دن افضل ہے
- ابن قیم کے نزدیک: ذوالحجۃ کے 10 دن افضل ہیں اسلئے کہ اسمیں عرفہ کا دن اور رمضان کے 10 رات بہتر ہیں اسلئے کہ اسمیں لیلۃ القدر ہے۔
- اشکال: الیوم اکملت لکم فرمایا تو کیا پہلے ناقص تھا؟ تو گزرے ہوئے لوگوں کا کیا حال ہے؟

جواب: پہلے جو گزر چکے تو وہ کامل تھے اور اب اکمل ہے۔

بَابٌ: الزَّكَاةُ مِنَ الإِسْلاَمِ(حدیث:45-46)(انعام الباری ص533)

-ما قبل میں صلاۃ کا ذکر تو اسکے مناسب زکوۃ ہے اور زکوۃ مکمّلات سے ہے

-ایتاء: عظیم الشان چیز کا دینا؛ جس کو دیا اور دوسری طرف نے قبول کیا اور وہ اِعطاء سے مختلف ہے۔

-طلحۃ الخیر: عشرۃ مبشرۃ میں سے استشھد یوم الجمل 36ھ أتاہ سھم غرب فدفن ببصرۃ بعد سنین

-نجدٌ: المرتفع من الأرض اور تہامہ کے مقابلے میں ہے اور نجد عراق تک ہے

-ثائر: منتشر؛ بکھرے ہوئے بال؛ دویٌّ: الصوت الخفیّ دور سے آنے کی وجہ سے یا سوال یاد کر رہا تھا

بعض کہتے کہ ضمام بن ثعلبہ لیکن ابن حجرؒ نے کہا کہ ضمام نہیں ہے

-آپ ﷺ نے پہلے نماز بتایا حالانکہ شہادت پہلے بتانا چاہئے تھا؟

جواب: 1)شرائع فعلیّہ کا سوال کیا

2)کان مسلمًا تو شھادتین کی ضرورت نہیں تھی

3)راوی نے اختصار کیا

4)فأخبرہ بشرائع الإسلام میں شامل ہے

5)حج کا بھی ذکر نہیں اپنی وجوہات کی وجہ سے

6)حج اب تک فرض نہیں ہوا تھا۔

-اشکال: پتہ چلا کہ 5 نماز لازم اور وتر نہیں

جواب: الزامی جواب: زکوۃ کا ذکر ہے لیکن صدقۃ الفطر کا ذکر نہیں حالانکہ تم اسکو فرض سمجھتے یا یہ کہتے کہ صدقۃ الفطر بعد میں فرض ہوا تو ہم بھی کہہ سکتے کہ وتر بعد میں لازم ہوا۔

-وتر اب تک واجب نہیں تھا: إن اللہ أمدکم بصلوۃ وھو الوتر

من نسی منکم الوتر أو نام عنہ فلیصل متی یذکرہ

والوتر تابعٌ للعشاء اسی لئے مستقل اذان و اقامت نہیں ہے

فأخبرہ بشرائع الإسلام میں وتر شامل ہے (شوافع: وتر کی سنت و تحول إلی آکد السنن)

-لکن التطوع محبوب ممایعمل بہ (استثناء منقطع)

-الا التطوع لازم إذا شرع (استثناء متصل) عند الأحناف

-اشکال: جب نفل و وتر لازم ہے شروع کرنے سے تو زکوۃ بھی لازم ہونا چاہئے

جواب: نفل لازم ہوتا إذا شرع إذا کان أمرًا منظمًا مرتبًا

-دوسری روایت میں صرف افلح تو ممکن ہے کہ ایک روایت میں صرف افلح اور دوسری میں افلح اِن صدق یا اِن صدق کہا تکبر سے بچنے کے لئے

فلاحٌ: بقاء بلا فناء؛ عزة بلا ذلة؛ علمٌ بلا جھالة؛ نعمة بلا نقمةٍ

فوز: کامیابی؛ فلاح: کھلی ہوئی وسیع کامیابی

-اشکال: کمی زیادتی نہیں کرونگا تو یہ کیسے صحیح؟

جواب: 1) لا أزید ولا أنقص فی التصدیق

2) لا أزید ولا أنقص فی التبلیغ

3) لا أزید علی ھذا ولا أنقص فی الکیفیة

4) لا أزید ولا أنقص من عندی (نفسی)

5) کنایة عن کمال الإطاعة

6) کنایة عن عدم النقصان

7) کان إمھالاً له، پھر آپ ﷺ نے دعا کی انکے لئے جس کی وجہ سے اللہ نے زیادتی کرنے کی توفیق دی

حضرت گنگوہیؒ خود ذکر کرنے لگے جب حاجی صاحب کو دیکھا حالانکہ پہلے سے بتایا تھا کہ نہیں کر سکتا تھا۔

8) یہ مستثنی تھے جیسے ابو بُردة بن نیار؛ ان کے لئے آپ نے جواز دی ایک سال سے کم بکرا قربانی کی تو یہ خصوصیت کے قبیل سے ہوگی

اور سنت تکمیلات میں شامل ہے

من حلف بغیر اللہ فقد أشرک

-مسلم کی روایت میں أفلح وأبیه: تو یہ غیر اللہ کی قسم سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے!

جواب: 1) یہ حلفٌ عرفیٌ لا تعظیمیٌ

2) ھذا کان قبل النھی لیکن اگر شرک کا راستہ ہے تو شروع سے منع تھا

3) الکراھة تنزیھیة

4) وربِّ أبیه مقدر ہے لیکن تقدیر اسی وقت ممکن ہے جب کہ اشتباہ نہ ہو یا غلط معنی نہ ہو

5) ناسخ کی غلطی کہ واللہ کے بجائے وأبیه لکھا

6) ھذا مخصوص بغیر النبی (یعنی نھی قسم غیر اللہ) لیکن یہ بھی سمجھ میں نہیں آتی اسلئے کہ آپ ﷺ مقتدا تھے۔

قسم کی 4 قسمیں: 1) تعظیمی قسم: غیر اللہ کو متصرف سمجھے تو من حلف بغیر اللہ فقد أشرک

2) قسم استشھاد کے لئے؛ مقسم بہ بطور گواہ پیش کیا جیسے والضحی واللیل والتین

متنبی: فو من أحب لا مضینّک فی الھوی قسمًا بہ بحُسنہ وإبائہ وبھائہ

3)قسم دعاکے لئے:لعمرک إنھم لفی سکرتھم یعمھون

عبداللہ بن مسعودؓ:لعمری إن کلکم لو صلیتم فی البیوت لترکتم سنۃ نبیکم

4)قسم بد دعا کے لئے؛حسان:ثکلت بنیتی إن لم تروھا......تثیر النقع..........کداء

تو یہاں وأبیہ تیسری قسم:اللہ برکت دے انکے اہل خانے میں۔

بَابٌ: اتِّبَاعُ الجَنَائِزِ مِنَ الإِيمَانِ(ص12)(حدیث:47)

- زکوۃ میں فقیر عاجز کی مدد اور جنازے میں عاجز میت کی مدد: دعاء استغفار تو مقصد یہ ہے کہ فرض کفایہ بھی ایمان سے ہے
- ماقبل فرض عین کا ذکر تھا اور یہاں فرض کفایہ کا
- سند میں حسن بصریؒ اور محمد بن سیرین؛ حسن چونکہ مدلّس ہے اسی لئے ابن سیرین لگایا ساتھ
- احتساب اسی وجہ سے لگایا کہ امر عادی اور رسوم سمجھتے
- قیراط اصل قرّاط اس وجہ سے کہ جمع قراریط
- قیراط الذھب:212 گرام اور یہاں قیراط سے مراد قیراط الدنیا یا قیراط الآخرۃ
- احد کی تخصیص کہ مدینہ کے سب سے بڑا پہاڑ یا محبّ المؤمنین اور محبوب المؤمنین
- جنازے کے ساتھ ایمان
- اتباع کے لفظ سے پتہ چلتا کہ پیچھے چلنا چاہئے جیسے احناف؛ اور شوافع کے نزدیک آگے
- الجنازۃ متبوعۃ لا تابعۃ: حدیث میں وفی إسنادہ أبو ماجدۃ وھو ضعیف
- نافع نے ابن عمرؓ سے پوچھا تو کہا: الا تری أنی أمشی خلفھا

بَابُ خَوْفِ المُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لاَ يَشْعُرُ(حدیث:48)

- عمل واجب کے چھوڑنے سے کافر نہیں ہوتا لیکن عمر ضروری ہے
- ترک عمل مکفِّر نہیں لیکن حرام ہے اور عمل کرنا لازم ہے جیسے جنازے میں احتساب ہے
- مرجئۃ معتزلہ کی تردید: عمل کو بے کار سمجھتے اور ترک عمل سے جہنم کے قائل نہیں
- مرجئۃ: الکافر فی النار والمؤمن فی الجنۃ تو ہم کہتے کہ عمل تو رفع درجات کے لئے اور اہل ایمان جنت میں جائیں گے بعد التطھیر فی النار؛ اور مرجئۃ یہ بھی کہتے کہ لا ینفع مع الکفر طاعۃ ولا یضر مع الإیمان معصیۃ
- کفر زہر ہے اور ایمان روشنی ہے اور معصیت پردہ ہے تو پردے سے روشنی خراب ہو جاتی اور معصیت مضر ہے
- معتزلہ:1)معصیت کی وجہ سے ایمان ختم؛لا ترفعوا أصواتکم........أن تحبط أعمالکم
- سب کچھ برباد اسلئے کہ حبط اعمال ارتداد میں ہے
- ہم کہتے: مخافۃ حبط الأعمال اسلئے کہ رفع الصوت بے ادبی اور گستاخی ہے اور یہ ایمان کے ختم ہونے کی علامت ہے نبی کے سامنے

2)عاصی جب معصیت کرتا ہے تو اسکو جہنم کا یقین نہیں تو ایمان ختم

جواب: ایمان نہیں جاتا بلکہ معصیت کرنے کا مطلب غفلت یا غلبہ شہوت یا رحمۃ اللہ کا یقین

3)لایزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن تو ایمان باقی نہیں رہا

جواب: اسکو زانی کہا جاتا یعنی ایمان کا نور نہیں رہتا۔

مصنفؒ نے باب کو 2 جزء پر رکھا: 1)خوف المؤمن علی حبط الأعمال

2)ومایُحذر من الإصرار علی التقابل والعصیان

-ابراھیم تیمی اور نخعی معاصر تھے اور تابعی ومات فی السجن اور 30 دن تک نہیں کھایا وکان واعظًا

- أیھا المطیع لاتعتمد علی عملک ولکن اعتمد علی فضل اللہ

- أیھا العاصی تُب إلی اللہ

-ابراھیم تیمی کے قول کا مطلب: آپکا قول آپکے عمل کے موافق ہونا چاہئے اور یہ مطلب نہیں کہ اگر عمل نہ ہو تو قول کو بھی چھوڑے اسلئے کہ دگنا گناہ ہے

1)نفاق سے مراد نفاق عملی: کہ قول عمل کے موافق نہ ہو

2)یخافون نفاقًا دون نفاقٍ

3)یخافون عروض النفاق کہ ایسا نہ ہو کہ نفاق اعتقادی ہو (الإیمان بین الخوف والرجاء)

فارسی شعر کا مفہوم: واعظ حضرات اپنا جلوہ دکھاتے تقریر میں منبر پر اور جب میدان عمل میں آئے تو کچھ اور دکھاتے

شعر کا مفہوم: جو توبہ کی تلقین کرتے تو خود کیوں کم توبہ کرتے

- فرشتوں کا ایمان محفوظ ہے نفاق سے حسن خاتمہ یقینی ہے اور سلمان..........

- 3قسم کی عبارات: 1)یقول ایمانی کإیمان جبریل ولایقول مثل؛کاف فی الذات اور مثل فی الصفات

ہمارا ایمان بالغیب؛وہ بالمشاھدۃ؛ہم خوف رکھتے وہ نفاق سے پاک ہیں

2) أکرہ أن یقول ایمانی کإیمان جبریل (القسم الأول للعالم والقسم الثانی للجاھل) ورنہ تعارض ہے۔

3)إن إیماننا مثل إیمان الملائکۃ لأنا آمنا بکل ما آمنت بہ الملائکۃ (بہ ظاہر پہلی عبارت کے مخالف ہے) مثل کو استعمال کرنا جائز جبکہ کوئی خاص صفت مذکور ہو یعنی تفصیل ہو۔

عمرؓ مرفوعًا: ما أصرّ من استغفر وإن عاد مأۃ مرۃ فی یوم

والذین إذا فعلوا فاحشۃً أو ظلموا أنفسھم فاستغفر والذنوبھم ولم یصرُّوا علی ما فعلوا وھم یعلمون

إن المعصیۃ تضرُّ یا إن الاصرار مضر

مرجیۃ: أرجأ: الذین یؤخرون العمل وھم یقولون لایضرّ مع الإیمان معصیۃٌ

- قتالہ کفر: 1)دون کفر

2) أعلی بالاستحلال
3) کفران نعمت کہ مسلمان کو سینہ سے لگانا چاہیئے
4) یالأجل ﴿ إیمانہ (قتال کرنا)
5) محمول علی التغلیظ والتشدید والوعید

-قتال اور تقاتل کی وجہ سے لیلۃ القدر کی تعیین اٹھائی گئی یا جس طرح قتال سبب بنالیلۃ القدر کی تعیین سے تو اسی طرح کبھی معصیت سبب ہے حبط اعمال کا، یا معصیت سے خیر کی محرومی ہوتی ہے

-رجلان:

-شیعہ فرُفعت یعنی ختم اور ہم کہتے کہ تعیین ختم ہے؛ دلیل التمسوھا اور خیر کا سبب کہ تم محنت کروگے تلاش کرنے میں اور تلاش کرنے کا بھی ثواب ملے گا۔

-ما قبل حبط الأعمال کا ذکر اور یہاں حفظ الأعمال بالإحسان

-جو درجہ احسان کو پہنچے گا لایحبط عملہ

-اثبات الاتحاد بین الإیمان والإحسان والدین والإسلام

-ایمان اسلام فقہ عقائد سب پر مشتمل ہے اسی لئے ام السنۃ یا أم العقائد

بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الإِيمَانِ، وَالإِسْلاَمِ، وَالإِحْسَانِ، وَعِلْمِ السَّاعَةِ(حدیث:49-50-51)

- جبر: ملانا/پٹی لگانا
- احسان: 1) اخلاص؛ 2) احسان العمل: اتقن 3) کسی پر احسان کرنا
- شمس سورج، دھوپ اور دونوں کو بھی کہتے تو اسی طرح ایمان
- اسلام: ظاہری اعمال اور پورے دین کو بھی کہتے ہیں
- قیامت کا علم باعتبار علامت؛ تصدیق ظاہری، انقیاد اور اعمال اسلام کا نام ہے
- لہ: 1) لکل واحد؛ 2) للأکثر؛ 3) لجبریلؑ أی أمامہ
- حدیث جبریل میں جو اسلام کی تشریح ہے وہی تشریح ہے وفد عبد القیس کی حدیث میں ہے تو ایمان واسلام ایک ہے کبھی
- ایمان: اعتقادات اور اسلام: عبادات واعمال ظاہری ہیں (حدیث جبریل سے)
- وفد عبد القیس چونکہ عالم نہیں تھے تو انکو بتایا کہ کہ اسلام اور ایمان ایک ہے یعنی ایک ہی تشریح بنائی
- الإیمان اسلامٌ والإسلام دینٌ فالإیمان دینٌ
- حدیث جبریل: فأتاہ رجل: اکثر کا قول یہ ہے کہ دحیۃ الکلبی نہیں تھے اسلئے کہ عمرؓ نے فرمایا: لایعرفہ منا أحدٌ اور انکے افعال سب معارض تھے یعنی صاف کپڑے میں آئے، سفر کا اثر نہیں
- کبھی یا محمد کہتے (تو مسلمان نہیں) کبھی یا رسول اللہ کہتے تو مسلمان کی نشانی

- زانو سے زانو ملایا یا زانو پر ہاتھ رکھا یا آپ ﷺ کے زانو پر ہاتھ رکھا
- آپ ﷺ : ماجاءنی جبریل قط إلا وأنا أعرفہ إلا إذا حضر ھذہ المرۃ اسلئے کہ وحی کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ سائل کی حیثیت سے آئے تھے؛ صحابہؓ سوال کرنے سے ڈرتے تھے تو آئے آپ ﷺ کی وفات سے کچھ پہلے تا کہ دین کا خلاصہ بتائے
- الإیمان کی تعریف میں کہا: أن تؤمن.... تو یہ تعریف الشیء بنفسہ!

جواب: الإیمان سے مراد شرعاً اور أن تؤمن لغۃً مراد (اختیاری یقین)

- ملائکۃ: ملئک ألئک قلب مکانی: قسمٌ نورانی یتشکل بشکل الإنسان
- لہ من بین یدیہ ومن خلفہ؛ بعض عرش پر؛ لہ معقبات من بین.....
- لا تدرکہ الأبصار: 1) أی لا تحیطہ الأبصار یا 2) فی الدنیا
- بعث: القیام من القبور

3) لقاء: مابعد البعث اور........: 1) رؤیت؛ 2) موت؛ 3) بعث بعد الموت

-سوال: موت تو محسوسات میں سے ہے

جواب: موت کی 2 قسمیں: 1) موت شخصی محسوسات سے

2) موت قرنی محسوسات سے

3) موت عالمی (اس پر ایمان مطلوب ہے)

صحف: ابراھیمؑ اور شیثؑ: 50؛ ادریس: 30؛ موسیٰؑ: 10..........

الإیمان: مصدر صریحی (زمانہ پر دال نہیں)

- اسلام کا تعلق: 1) اقرار (تین چیزوں سے تعلق شہادت)؛ 2) صلوۃ؛ 3) زکوۃ؛ 4) صوم؛ 5) حج (حج کا ذکر نہیں اختصار کی وجہ سے)؛ 6) احسان
- تصوف وہ ہے جسکے ابتداء میں اخلاص ہو اور انتہاء احسان ہو اسلئے کہ اعمال اس طرح جس طرح اللہ دیکھ رہا ہو
- بیعت: أخذ العھود علی بذل المجھود لرضاء المعبود
- بعض کہتے کہ 3 یا 2 درجات پر مشتمل
- 1) مواجھۃ (عبادت کی طرف توجہ: صلوۃ، زکوۃ، صوم وغیرہ)؛ 2) مشاھدۃ (جیسے غلام آقا کو دیکھ رہا ہو تو خوب محنت کرتا ہے: یہ احسان کا پہلا جزء)؛ 3) مراقبۃ (تصور کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے تو خوف محنت کرتا ہے)
- 2 درجات: 1) اعلی الخشوع: أن تعبد اللہ کأنک تراہ؛ 2) أدنی الخشوع: فإن لم تکن تراہ فإنہ یراک
- سوال: قیامت کا کیا تعلق ہے ما قبل سے؟

جواب: 1) جب آدمی اچھی طرح عمل کرے یعنی بہترین عمل کرے (احسان کے ساتھ) تو قیامت میں اسکا صلہ ثمرہ ملے گا

2) ما قبل میں احسان کا ذکر: أن تعبد اللہ کأنک تراہ اور عبادت کا احسان دین کا مکمل ہونا

احسان العمل باعتبار کیفیت (کان فی زمان الصحابۃ والتابعین) وباعتبار الکمیّۃ (عیسیٰؑ اور مھدی کے زمانے میں)

جب دین مکمل ہوا کیفیت و کمیت کے اعتبار سے تو وہ چیز ختم ہو جاتی ہے، خیمہ اکھاڑ دیا جائے گا تو یہی قیامت ہے۔

- قیامت کو کیسے ساعۃ کہا گیا حالانکہ ایک دن 50000 دن کے برابر

جواب: 1) اسکا آنا یا قائم ہونا فی قلیل من الساعۃ (کوئی لپائی کر رہا ہو گا، کوئی بائع و مشتری معاملہ میں مشغول ہو گا)

2) قلیل للمؤمن و طویلاً لغیر ھم اور مؤمن کے لئے 2 رکعات نماز کے برابر

3) تفاؤلاً اسلئے کہ اللہ کرے کہ قیامت جلدی ہو جائے

سوال: شرطٌ اور جمع أشراط جو 3 کم از کم ہو حالانکہ یہاں 2 علامت بتائی گئی: 1) ماں بیٹی کی جگہ؛ 2) تطاول بنیاد

جواب: 1) دوسری روایت میں 3 کا ذکر ہے: إذا کان الحفاۃُ رؤوسًا للناس

2) یا اشراط: مافوق الواحد مراد

بیٹی اپنی والدہ کو جنے گی: 1) یعنی بیٹی کا معاملہ اپنی والدہ سے ایسا ہو گا جیسے آقا اپنی باندی کے ساتھ

2) انقلاب الأحوال کی طرف اشارہ (یعنی أعلی اسفل بنے گا)

3) إشارۃ إلی کثرۃ السراری تو باندی کا بیٹا بہ منزلہ آقا مالک سمجھا جائے گا (اسلئے کہ وہ باپ کا قائم مقام)

4) بادشاہ أولاد الإماء سے ہو گا

5) أمھات الأولاد کی بیع کی کثرت جس سے خریدنے والا اپنی ماں کو خریدلے گا بغیر جانے ہوئے

اور ایک روایت میں ربّتھا ہے تو بیٹی مراد ہے

- تطاول: فخر کرنے لگیں گے؛ البُھم: 1) کالے اونٹ؛ 2) وہ چرواہے جو کالے ہوتے (نااہل کے قبیل سے)

- اگر اونٹ کی صفت تو بھماء کی جمع اور راعی کی صفت ہو تو بھیم کی جمع ہے۔

- 1) علم الساعۃ (مقدر): مبتداء اور فی خمس (خبر)

- 2)........... متفکرین فی خمس: قیامت، بارش، بچہ یا بچی، کل کیا کریں گے، عمر کتنی ہو گی یہ 5 چیزیں مفاتیح الغیب کو کہتے۔

- عالم الغیب لا یظھر علی غیبہ؛ لا یعلم غیب السماوات والأرض إلا اللہ

- غیب اصطلاحی: مالا یدرک بالحواس ولا ببداھۃ العقل من غیر توسط الأسباب

- غیب کی 2 قسمیں: 1) تشریعی: احکام شرعیہ کا علم

2) تکوینی: چیز کے ہونے نہ ہونے کا علم

- علم غیب کی 4 قسمیں: 1) علم ذاتی ہو کسی کے پاس نہیں سوائے اللہ

2) علم عطائی: اللہ نے دیا ہے چابی کو جب چاہے دنیا یا آخرت کی چیز کو معلوم کرے (یہ بھی مخصوص للہ)

3) اللہ نے دیا مخلوق کو

4) اللہ نے دیا ہے، دنیا کے تمام چیزوں کا علم دیا قیامت تک (یہ صرف اللہ کو معلوم) بریلوی کہتے کہ یہ علم آپ ﷺ کو دیا گیا لیکن یہ غلط ہے اور اسکی متعدد دلائل ہیں:

- موت الإمرأة (احمد رضا کی کتاب: دولۃ المکیۃ؛ انباء المصطفی اور خالص الاعتقاد)

- 5 کی تخصیص کیوں ہوئی؟

1) حارث نے ان 5 چیزوں کا سوال کیا

2) لوگ ان 5 چیزوں میں سوچتے رہتے

3) ان 5 قوانین واصول کی طرف اشارہ؛ علم الآخرۃ: إن اللہ عندہ علم الساعۃ

- دنیا کے علم کی دو قسمیں: 1) علم المکان: ماتدری نفس بأی أرض تموت

علم الزمان 3 ہیں: 1) ماضی: ینزل الغیث (یعنی شروع سے) 2) حال: یعلم مافی الأرحام: خوش قسمت یا بد قسمت ایکس رے: 1) آلہ کے واسطے سے یا 2) مشاہدہ بنے گا اور 3) ہر وقت پتہ نہیں چلتا

3) مستقبل: ماذا تکسب غدًا۔

- دوسرے طریقہ پر اصول و قوانین کی طرف اشارہ: 1) علم الآخرۃ: عندہ علم الساعۃ

2) علم الدنیا: علم العلویّات: وینزل الغیث

3) علم النفوس: یعلم مافی الأرحام

4) علم الزمان: ماذا تکسب غدًا

5) علم المکان: بأی أرض تموت

- یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ فوراً بتایا کہ جبریلؑ تھے اور ایک روایت میں 3 دن بعد بتایا تو ممکن ہے کہ 2 مرتبہ بتایا جاء لیکون سببًا لتعلیم الدین لأن المعلم کان النبی ﷺ

- دین ایمان کامل اور اسلام کامل کے ساتھ مترادف ہے

بَابٌ

- 1) الإیمان والدین متحدان فی الأدیان السابقۃ

2) اختصار الحدیث کا بیان کہ عالم باللغۃ والحدیث کرسکتے

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جس کے دل کے ساتھ ایمان کی بشاشت، ذائقہ، ٹیسٹ مل جائے تو نہیں ڈرنا چاہئے کہ کیا بنے گا

- ایمان سے مراد دین (عند المصنف) وکذلک الإیمان حتی یتمّ

توھرقل نے یہ بات کتب سابقہ سے استدلال کیا اور یہ دلیل ہے اسلئے کہ ابوسفیان نے اسلام لانے کے بعد یہ بات نقل کی۔

بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ(ص**13**)(حدیث:52)

- ماقبل سے تعلق: جس کو ایمان کی بشاشت وذائقہ مل جائے تو اپنے دین کو پاک صاف رکھے گا مشتبہات سے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)

2) دین کامل جب مشتبہات سے بچے

-مشتبہ میں مکروہ بھی ہے اور وہ حلال جو حرام تک لے سکتا

-عوام کے لئے: کسی مسئلہ میں علماء کا اختلاف تو متقی اور افقہ کا فتوی لے لے

مجتھدین کا اختلاف ہو: دلائل کے تعارض کی وجہ سے تو احتیاط والے معاملے کو لے لے

- اشتباہ: 1) قدینشأمن دلیل قوی: عدی بن حاتم: میرا کتا مجوسی کے کتے سے مل گیا شکار میں.........
- 2) کبھی دلیل ضعیف کی وجہ سے: ایک عورت نے کہاے آپکو اور تیری بیوی کو میں نے دودھ پلائی تو استحباب یہ ہے کہ چھوڑدے (ص275)

3) وسوسہ سے تولا اعتبار لہ جیسے حدیث میں ہے کہ بعض لوگ مسلمان ہے ذبح کے وقت لیکن معلوم نہیں کہ بسملہ پڑھا یا نہیں تو آپ ﷺ نے کہا یہ شبہ چھوڑو

-الحمی: سرکاری چراگاہ: مایُحمی ویحفظ: جانور کے لئے حیوان کے لئے

-انسان مشابہ ہے راعی سے اور نفس مشابہ جانور کے اس اعتبار سے کہ کھانا کھاتا رہتا اور محرمات مشابہ ہے چراگاہ سے اور مشتبہات چراگاہ کے ماحول کے مشابہ

- خلاصہ: انسان کو چاہیئے کہ اپنے نفس کو محرمات کے قریب نہ لگائے جیسے جانور کو سرکاری چراگاہ کے قریب نہ لگانا چاہیئے اسلئے کہ وہ ہلاک ہو جائے گا۔

-کیسے بچیں گے محرمات سے اور مشتبہات سے؟ تو کہا یہ کام دل پر کرنا ہے تو قلب کونٹرول رموڑ ہے

-قلب لغتہً: الٹنا، تصرف کرنا

وجہ تسمیہ: 1) قلب الٹا ہے یعنی موٹا حصہ نیچے نہیں بلکہ اوپر ہے

2) قلب حرکت کرتا جبتک زندہ ہو

3) قلب تصرف کرتا کہ خون ہر جگہ پہنچاتا ہے

4) وما سمّی الِانسانُ اِلا لِانسہ ولا القلب اِلا لتقلبہ

-احناف: عقل یا بصیرت یا فہم کا تعلق اصل قلب سے اور دماغ سے بھی لیکن جنازے میں سینے کے پاس جہاں قلب ہو وہیں کھڑے ہو جاتے یعنی جہاں قلب ہو جس میں ایمان ہے۔

اصل قلب ہے اور دوسرا دماغ۔

- قلب: لحم سنوبریٌّ (گاجر کی شکل یا مولی کی شکل میں): مرکوز فی الجانب الأسیر

- حقیقی قلب: لطیفۃ ربانیۃ متعلقۃ بھذہ القطعۃ
- قرآن میں آیات ہیں: ولکن تعمل القلوب التی فی الصدور

أم علی قلوب أقفالھا؛ یوسوس فی صدور الناس؛ وقلبہ مطمئن بالإیمان

- بادشاہ صحیح تو رعیت بھی صحیح اور بادشاہ خراب تو رعیت بھی خراب
- شبلی نے ایک مجنون دیوانے کو دیکھا بچے اسکو پتھر مار رہے تھے تو کہا کہ کیوں؟

شعر: جمالک فی عینی وذکرک فی فمی ومثواک فی قلبی فأین تغیبُ

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں تو نہیں آتا بس میں جان گیا یہی تری پہچان ہے

دل ودماغ منور جن کے کرنوں سے......................

جب سے ملی ہے تصور کی روشنی.................

- خون بہ منزلہ روح ہے اور قلب مخزن الروح ہے اور دماغ وزیر اعظم اور کان وآنکھ وزیر اطلاعات
- ہاتھ پاؤں بہ منزلہ فوج تو دل پر محنت کرنے سے یہ سب صحیح ہو جاتے
- ڈاکٹر لوگ کہتے کہ دل جب مر جاتا ہے تو تین منٹ کے بعد دماغ بھی مر جاتا ہے۔
- دل جب خالی ہو تکبر، طول امل، حسد، حبّ جاہ اور حب مال سے تو دماغ بھی خالی ہو گا ان چیزوں سے
- جو دماغ حکم دیتا ہے اعضاء کو جس کی وجہ سے اعضاء بھی ان چیزوں سے خالی ہو گی
- صبر شکر خوف خدا، رجاء، توکل اچھے اخلاق واعمال
- دماغ میں شہوت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے شہوت اعضاء میں بھی سرایت کر جاتی ہے لیکن خون اور روح ملا ہوا ہے اور دماغ قلب سے تو سبب دماغ ہے اور سبب السبب قلب ہے۔
- الأعضاء موقوفۃ علی الدماغ والدماغ موقوف علی القلب فجمیع الأعضاء موقوفۃ علی القلب۔
- إن اللہ لایغیر مابقوم حتی یغیروا ما بأنفسھم
- 1) نعمت نہیں چھینا جائے گا جب تک تم نعمت کو ناشکری سے نہ بدلے

2) جب تک تم حالات بدلنے کی کوشش نہ کریں گے

3) کیفیات کو نہیں بدلیں گے جب تک تم دل کو نہیں بدلیں گے جو تم میں ہے (ما بأنفسھم)

علی بیض قلبک کن........کانک طائر............فمن ذلک الأحوال تولّد

بَابٌ: أَدَاءُ الخُمُسِ مِنَ الإِيمَانِ (حدیث:53)

- حدیث کے تمام اجزاء پر ترجمۃ الباب قائم ہو چکا تھا اور ایک چیز باقی تھی تو اسی کو اختیار کیا
- ما قبل سے ربط: خمر کے برتنوں سے بچنا مشتبھات سے بچنا ہے

- ابو جمرۃ فارسی جانتے تھے اور ترجمانی کرتے تھے ابن عباسؓ کے لئے (اکرام کی وجہ) اور ابو جمرۃ کا نام: نصر بن عمران تھا
- ابن عباسؓ تمتع کے قائل تھے تو ابن جمرۃ نے حج تمتع کیا تو خواب میں دیکھا (اور کسی نے کہا عمرۃ مقبولۃ وحج مبرور)
- علی بن الجعد: رمی بالتشیع: ما اکرہ أن یعذبہ اللہ معاویۃ کہا تھا اور یہ بھی کہا کہ عثمانؓ نے 2 لاکھ بیت المال سے لے کر اپنے اوپر خرچ کیا (نعوذ باللہ من ذلک)
- وفد (الجماعۃ المختارۃ): 1) أبو جمرۃ

2) عبد القیس قبیلہ سے تھے (اصل ربیعہ سے)

- ربیعہ الأحمر بن سعد بن عدنان

ربیعہ بن نزار؛ مضر بن نزار؛ انوار بن نزار؛ زید بن نزار (زید الخیل)

- نزار کے چار بیٹے: احمر اور بحرین کے قرب وجوار میں رہتے تھے
- نطار: قلیل النظیر یا کمزور یا پیدائش پر باپ نے بڑی دعوت کی تو کسی نے کہا: آپ نے بڑی دعوت کی
- منقذ بن حیان ربیعہ کا تاجر تھا مدینہ آیا آپ ﷺ سے ملاقات کی اور ان کے سرداروں کے نام بتایا آپ ﷺ نے تو بہت متأثر ہوئے اور جب لوٹنے لگا تو نماز پڑھنے لگا تو بیوی جو منذر بن عائذ کی بیٹی تھی تے باپ کو بتایا
- اشج عبد القیس: نام منذر بن عائذ
- مرحبًا أی أتیتم مرحبًا (کھلی جگہ) یا صادفتم
- خزیان، (ج) خزایا؛ نادم (ج) ندامی (خلاف قیاس)
- بعض کہتے کہ ندمان نادم کے معنی میں ہے (جاءوا طوعًا ولم یقاتلوا)
- شہر حرام سے مراد: 1) رجب اس لئے کہ اسکا بہت احترام کرتے تھے یا 2) تمام اشھر حرم مراد
- معلوم ہوا کہ عالم ہونا ضروری نہیں تبلیغ کے لئے (نخبر بہ من وراءنا)
- پہلی مرتبہ وفد آئے 13 لوگ اور 6ھ اور دوسری مرتبہ 40 / 45 لوگ 8ھ
- حکم دیا ایمان باللہ جو مشتمل ہے 4 پر تو اشکال نہ ہو کہ ایمان باللہ ایک ہے
- حج کا ذکر نہیں: 1) فرض نہیں ہوا اب تک

2) فرض علی التراخی (کَ فَ) (اور احناف علی الفور کے قائل)

3) استطاعت نہیں تھی

4) مسند احمد و بیہقی میں حج کا ذکر ہے (ممکن ہے کہ 2 مرتبہ بتایا)

5) جس روایت میں حج کا ذکر وہ ضعیف اس میں ابو قلابۃ رقاشی ہے

ایمان کی حقیقت کیوں نہیں بیان کیا؟

جواب: پہلے سے مؤمن تھے

-اشکال: اٗمر ھم باٗربع وھھنا خمسٌ

جواب: 1) زیادۃ علی الجواب جائز ہے

2) ھذا من قبیل التبرعات (قتال میں مال غنیمت)

3) 4 ہے اصل اور اقامت صلوۃ وایتاء زکوۃ ایک ہے اور اللہ کی حاکمیت کی علامت

4) صرف ایمان کی تفصیل ہے اور باقی 3 متروک لیکن یہ صحیح نہیں کیف اتفق الرواۃ علی ثلاثۃ

5) اٗن تعطوھن الخمس کا عطف باٗربع پر تو باٗربع کے ماتحت نہیں

بہتر جواب 6) شہادت تبرع وبرکت کے لئے، ص 912 جلد 2 میں شہادت کا ذکر نہیں کیونکہ پہلے سے مؤمن تھے

ص 188 پر روایت عقد بیدہ یعنی ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایک ہے!؟

جواب: یہ ایک نہیں بلکہ توحید کی طرف اشارہ

اشارۃ علی التوحید نہ کہ علی التعداد

7) اِعطاء زکوۃ اور خمس دونوں ایک ہے مستحقین کو دینا ہے

حنتم: سبز مٹکا؛ سوراخ بند جس کی وجہ سے چیز جلدی متغیر ہو جاتی؛ دباء: گول کدّو

نقیر: درخت کے ٹنے کو خالی کرکے اوپر ڈھکن؛ مزفّت: جس پر تیل لگایا یا پیٹرول لگایا تاکہ اسمیں ہوا نہ جائے

فۃ حۃ: برتن کو نہ استعمال کرنا منسوخ ہے.............................. ان الظرف لایحل شیئًا ولایحرم................

کۃ ذۃ: موجودہ مذکور ظروف اب بھی ممنوع ہے

ان برتنوں کی حرمت کی حکمت: 1) یہ ظروف خمر کے ساتھ مخصوص تھے تاکہ شراب یاد نہ آجائے

2) خمر اور شراب کا اثر تھا بقیۃ الشراب نجس

3) جب کوئی چیز حرام ہوتی تو ابتداء میں متعلقات کو بھی حرام کیا جاتا، جس طرح کتے رکھنے کو حرام کیا تو قتل کا حکم بھی

4) یہ حکم منسوخ ہوا جس طرح کتے کے قتل کو منسوخ کیا

5) فساق فجار کی مشابہت کی وجہ سے

6) نفرت دلانے کے لئے

7) لعدم نفوذ الھواء فیھا

بَابٌ: مَا جَاءَ إِنَّ الأَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالحِسْبَةِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى (ص **13**) (حدیث: 54-55-56)

- حسب لایا اسلئے کہ احتساب اور ثواب دونوں چاہیئے
- ترجمۃ الباب میں تین جزء ہیں اور 3 مثال دی پھر 3 احادیث لائے اور ثابت کیا۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) کرامیۃ کا رد کہ صرف اقرار نہیں بلکہ نیت اعمال اور اللہ کی رضا ہے

2)نیت قربِ اِلٰہی اور نیت ثواب دونوں کرنا چاہیئے

3)سلف صالحین: الاِیمان قول و عمل ونیۃ تو ما قبل قول و عمل کا بیان ہو چکا اور یہاں نیۃ کا بیان ہے کہ ایمان میں بھی ہے۔

4)ایمان میں احتساب بھی ہونا چاہیئے

-وضوء بہ حیثیت ایمان میں نیت کی ضرورت

-زکوۃ میں عند الأداء اور الگ کرنے کے وقت اور اگر مسلمان حکومت میں ڈاکو نے لیا مال تو دوبارہ ادا کرنا ہو گا۔

صوم بالاتفاق نیت ہے

- احکام: معاوضات مناکحات، معاملات
- قل کل یعمل علی شاکلتہ: شِکال: مایقید بہ الدابۃ: مراد وہ عادت جس میں آدمی محبوس رہتا ہے
- عادی چیزوں میں بھی نیت کرو؛ مشاکلۃ: عادۃ مع النیۃ
- نفقۃ الرجل علی أھلہ حِسبۃ اور ولکن جھادٌ ونیۃ: لکل امرءمانوی (مستقبل کے لئے نیت کرے)
- رد ودیعت میں نیت کی ضرورت نہیں تو معلوم ہوا کہ نیت موقوف علیھا نہیں بلکہ ثواب کی چیز ہے

- عدی بن ثابت کو بھی شیعہ لکھا
- نیۃ المؤمن خیر من عملہ و عمل المنافق خیر من نیتہ
- 3احادیث: لکل امرءمانوی (یہ نیت بہ ظاہر غیر محل پر ہے لیکن مباح میں نیت ثواب کا باعث)
- سعدؓ نے کہا میں اگر مکہ میں مر جاؤں تو ڈر ہے کہ میری ہجرت باطل ہو گی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ زندہ رہیں گے اور لوگ آپ سے فائدہ اٹھائیں گے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الدِّينُ النَّصِيحَةُ: لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ المُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ(حدیث:57)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) فرق باطلہ یا..................... کی تردید کی تو جن کی تردید کی نصیحت و خیر خواہی کے طور پر ہے

2) عمل بھی ہو اور نیت بھی ہو تو نصیحت للہ یعنی وفاداری اللہ کے لئے اور وفاداری اللہ کے احکام پر پابندی کے ساتھ چلنا

شعر: وفاء کے واسطے میری تلاش ہوتی ہے....

نصح: خالص عسل

- یا منصحۃٌ: سوئی (اِبرۃٌ) اور نصیحت جس طرح خیاطت و سلائی مل جائے تو اسی طرح مخلوق کو خالق سے ملائے
- توبوا اِلی اللہ توبۃً نصوحًا کا مطلب ایسا توبہ جس سے مخلوق خالق سے جُڑ جائے

- أئمۃ المسلمین: علماء؛ آپ ﷺ نے سرداروں سے نصیحت کی بیعت لی (النصح لکل مسلم)
- آپ ﷺ نے عورتوں سے ترک نیاحت کی بیعت لی تو بیعت میں أخذ العھود فی بذل المجھود ہے

- عام لوگوں کے لئے: تبلیغ انکو کرو؛ حق انکے سامنے پیش کرو
- إذا نصحوا اللہ ورسولہ
- عبادت غیر مقصودہ میں نیت کی ضرورت نہیں
- الحمد للہ صفت ایجابیہ واثنی علیہ صفت سلبیہ
- امیر کم: زیاد بن سفیان؛ تعزیتی جلسہ کا ثبوت
- مسجد کوفہ یا کعبہ مراد؛ ھذا المسجد الحاضر فی الذھن
- نزل: براعت اختتام: کام ختم ہوا تو اتر گئے
- حضرت شیخؒ: اشارہ ہے موت کی طرف
- مغیرہؓ کی وفات ہے تو اپنی وفات کو بھی یاد کرو
- عمل موقوف ہے علم پر اور علم ....
- جریر بن عبد اللہ البجلیؓ: آپ ﷺ کی وفات سے 6 مہینے پہلے اسلام لائے اور جب بھی آپ ﷺ انکو دیکھتے تو مسکراتے، یوسف ھذہ الأمۃ اور عمرؓ اپنی مجلس میں رکھتے تھے اور سب کو وضوء کرنے کا مشورہ دیا عار سے بچانے کے لئے۔

3 – كِتَابُ العِلْمِ(حدیث:59-134)

- علم جب معرفہ مراد ہو تو ایمان سے مقدم ہے اور جب اضافت ہو تو علم الدین مراد ہے تو اس وقت اسکا محل ایمان کے بعد ہے۔
- العلم: 1)إدراک الشیء بحقیقتہ
2)حصول صورۃ الشیء فی الذھن
3)الحاضر فی المدرک
4)الاعتقاد الجازم الثابت لایزول بتشکیک
5)اصول کلیۃ
6)صفۃ یتجلی بہ الشیء لمن قام بہ
7)دانستن: سمجھنات، جاننا
8)صفۃ توجب التمیز لایحتمل النقیض

-ابن قیم کی تعریف: علم: نقل صورۃ المعلوم من الخارج وإثباتھا فی الذھن۔
اور عمل کی تعریف: نقل صورۃ علمیۃ من الذھن وإثباتھا فی الخارج۔

- فضیلۃ العلم: ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ: علم افضل الاشغال ہے؛ فؒ: الاشتغال بالنفل أولی
- آدمؑ کو فضیلت ملی علم مع العمل کی وجہ سے، انابت، خشوع و عاجزی کی وجہ سے؛ إنی جاعل فی الأرض خلیفۃ اور خلافت کے لئے علم کی ضرورت ع ہے۔

بَابُ فَضْلِ العِلْمِ(ص14)(حدیث:......)

- اشکال: یہ باب کیوں مکرر آتا ہے؟
جواب: 1)ایک نسخہ میں مکرر نہیں ہے
2)یہاں زیادۃ العلم مراد ہے اور آنے والا باب میں کثرۃ الثواب مراد ہے
3)فضیلۃ العلم مراد ہے یہاں اور آنے والے باب میں فضیلۃ العلماء مقصود ہے۔
4)یہاں فضیلۃ العلم ہے ارو آنے والے باب میں قدر زائد کو خرچ کرنے کی ترغیب ہے۔

-فضیلت: یہاں بقاء العالم بتفویض الأمر إلی أہلہ و تفویض الأمر إلی أھلہ یکون بالعلم تو نتیجہ یہ ہے کہ: فبقاء العالم یکون بالعلم۔
-سوال: حدیث کیوں ذکر نہیں کی؟
جواب: 1)ھذا اکتفاء بالأقوی (قرآن)
2)لایوجد الحدیث علی شرطہ
3)یمکن إدراج الحدیث الآتی ھھنا
4)اختبارًا او امتحانًا: کہ تم یہاں کچھ ذکر کرو: إن الملائکۃ لتضع اجنحتھا، العلماء ورثۃ الأنبیاء
-آیت میں تخصیص بعد التعمیم فضیلت کی وجہ سے اور علم مع العمل اور واللہ بما تعملون خبیر: اعمال کی فضیلت

-علم اتنی اونچی چیز ہے کہ اسکی دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد:1) علم کے زیادہ کرنے کا طریقہ حسن سوال ہے۔

2) یہ مقصود ہے کہ بعض جوابات کو چھوڑ دے (کتمان علم کے قبیل سے نہیں) فی الحال مناسب نہیں، اولئک یلعنہم اللہ میں داخل نہیں 3) تاخیر الجواب جائز، ہاں اگر سال اہم ہے تو فی الفور دینا چاہئے یا موقت ہو تو فوراً جواب دے۔

-دوسرا جواب دیا (محذوف جواب کا) تو یہ جواب علی اسلوب الحکیم (جائز ہے) کہ علامات پوچھو

یسألونک عن الأھلۃ؛ یسألونک ماذا ینفقون

بَابُ مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَهُوَ مُشْتَغِلٌ فِي حَدِيثِهِ، فَأَتَمَّ الحَدِيثَ ثُمَّ أَجَابَ السَّائِلَ(حدیث:59)

- مقصود کو پہلے ختم کرنا چاہئے
- فإذا ضیعت الأمانۃ:1) شریعت کے احکام کو ضائع کریں گے: التکلیف الشرعیۃ
- إنا عرضنا الأمانۃ علی السماوات والأرض الجبال............ فحملہا الإنسان أنہ کان ظلومًا جھولاً: 1) نتیجہ سے بے خبر تھا؛ 2) باعتبار اولاد
- امانت کو اٹھایا آدمؑ نے
- زجاج: امانت میں خیانت کرنا؛ خیانت کی انسان نے
- امانت: شریعت یا تبلیغ الشریعۃ یا حقیقی امانت
- حدیث: لا إیمان لمن لا أمانۃ لہ
- إن الأمانۃ نزلت فی جزر قلوب الرجال ثم نزل القرآن
- إذا وسد الأمر:1) رشوت یا رشتہ داری یا کوئی قرض کی وجہ سے نااہل کو کام سپرد کرے اہل کو چھوڑ کر
  2) فانتظر الساعۃ علی ھذا الشيء (أی ھذا الأمر)

-مسائل کے ساتھ نرمی کرنا چاہئے اور اسبق واہم کو مقدم کیا جائے گا۔

بَابُ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالعِلْمِ(حدیث:60)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1) معلم کو کبھی رفع الصوت کی ضرورت ہے تبلیغ یا تنبیہ یا زجر یا اہمیت کے لئے
- سوال: لم یکن صخابًا بالأسواق آپ ﷺ کے بارے
  جواب: مصنف کہتے کہ کوئی خاص وجہ ہو تو ممکن ہے اور رفع الصوت جائز ہے
- علم کی فضیلت ہے تو اسکو حاصل کرو پھر عمل ہے، تو عمل کرو پھر الأھم فالأھم اور پھر جب مدرس بیٹھ جائے تو لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کرو پھر حدثنا وأخبرنا وغیرہ چلتا رہے گا جبتک کہ امتحان ہو گا
- ماھک: کاف تصغیر کے لئے، قمیر مطلب پیارا چھوٹا سا چاند اور بعض کہتے: المبالغۃ فی الصحک أو فی الجماع
- أرھقنا الصلوۃ وأرھتنا الصلاۃ: فجعلنا نمسح أی نغسل خفیفًا
- اشکال: ارجلنا: رِجل کی جمع ہے تو جمع کے مقابلے جب جمع ہو تو افراد پر تقسیم ہوتا ہے تو نمسح علی أرجلنا

جواب: اَرجل، رِجل کی جمع نہیں بلکہ جنس رِجل مراد

- مقصود: اِبلاغ الصوت اگرچہ مسجد میں
- معلوم ہوا کہ پورا پاؤں کا دھونا فرض ہے۔

بَابُ قَوْلِ المُحَدِّثِ: حَدَّثَنَا، وَأَخْبَرَنَا، وَأَنْبَأَنَا(حدیث:61)

- یہاں 5 الفاظ کا بیان: حدثنا، اخبرنا، اَنبأنا، وسمعتُ وعن تو امام کے نزدیک یہ سب الفاظ ایک ہے
- مسلمؒ کے نزدیک فرق ہے ان الفاظ میں
- استاد نے پڑھایا شاگرد نے تو حدثنا، اخبرنا کہہ سکتے
- 1)حدثنا، واَخبرنا، واَنبأنا ایک ہے (عن مستعمل غیر مدلس کے لئے تو سماع پر محمول ہے)

2)یہ منقول ہے پہلے سے

3)علم حدیث اس وقت ہو گا؛ العلم ماکان فیہ حدثنا

المصدوق الذی یلقی اِلیہ الصدق

- غیر مدلس کا عن سمعتُ کے برابر
- ایک روایت میں عن رہے، ایک میں نہیں ہے دونوں برابر ہے
- صحابہ ہو یا آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دونوں حدثنا مستعمل ہے: قراءۃ الشیخ اَو التلمیذ ہو دونوں حدثنا مستعمل
- ایک روایت میں اخبرونی اور دوسری میں انبئونی تو یہ 3 ایک ہے
- شجرۃ میں تنوین کو تنکیر کے معنے میں لیا اور آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تنوین کو تعظیم کے لئے مراد لیا
- تقی الدین سبکی سے کسی نے کہا کہ انکے بیٹے تاج الدین کا درس بہتر ہے
- دروس ابنی خیرٌ من دروس اَبیہ   وذاک عند اَبیہ غایۃ الاَمل
- فاستحییت اسلئے کہ بڑے بڑے صحابہؓ موجود ہیں مجلس میں
- مسلمان مشابہ ہے کھجور کے درخت سے:

1)انسان کا سر کو کاٹا جائے تو ختم تو اسی طرح کھجور

2)انسان پانی میں ڈوب جائے تو ختم تو اسی طرح کھجور کے درخت

3)دونوں کی منی ایک جیسی

4)مذکر و مؤنث کے ملاپ سے زبردست بچے پیدا ہوتے ہیں

5)کھجور خلق من بقیۃ الطین آدم یہ روایت ضعیف ہے اسلئے کہ سند میں سعید بن مسرور ہے وھو ضعیف

- مسلمان مشابہ ہے کیسے؟

1)کھجور میں چار چیزیں ہیں: ایک جڑ (عرق) اور پھر تنا ہے اور پھر شاخ ہے اور پھر پھل ہے

تو مسلمان میں تصدیق ویقین پھر اقرار لا اِلہ اِلا اللہ اور پھر اعمال ہے جن پر جنت مرتب ہے

2) کھجور کے تمام اجزاء مفید ہیں: پھل پتے شاخیں (جلاتے ہیں) لکڑی، شحم، گٹھلی تو اسی طرح مسلمان کے تمام اجزاء وصفات مفید ہیں پیشاب، پاخانہ سے بھی اسکو ثواب ملتا ہے اسلئے کہ تیاری کرتا ہے نماز کے لئے اور صحت و بیماری ہر حالت میں رحمت ہے

حتی اللقمۃ یضع فی فی امرأتہ، نیند، جاگنا، پڑھنا سب عبادت ہیں۔

دعا، ذکر: کثیر الخیر والنفع ہے

3) جب پانی نہیں ملتا تو کھجور کا درخت سوکھ جاتا ہے اور کم ملے تو کمزور رہتا ہے تو مسلمان کے پاس اگر وحی والے اعمال نہ ہو تو ایمان سوکھ جائے گا اور اگر کم وحی والے اعمال ہو تو کمزور رہے گا

الإیمان یخلق کما أن الثوب یخلق فجدّدوہ

4) کھجور کے اطراف جب گھاس زیادہ ہو تو خراب ہوتا ہے تو اسی طرح مسلمان کے اطراف جب معاصی اور وسوسہ زیادہ ہیں تو برباد ہوتا ہے

5) کھجور ہمیشہ ملتے ہیں تو اسی طرح مسلمان کے اعمال ہمیشہ رہتے ہیں

6) کھجور طیب المنظر ہے چھوٹے ہو یا بڑے تو اسی طرح مسلمان داڑھی وغیرہ رکھ کر، خوبصورت کپڑے پہن کر تو کوئی بھی ہو افریقی ہو یا یورپ کا ہو اسکے چہرے پر نور ہوتا ہے

7) پتے نہیں گرتے تو مسلمان کی دعا نہیں گرتی اور انگلیاں بھی

8) کھجور میں تفاوت عمدگی میں ہے: عجوۃ، سکری تو اسی طرح مسلمان میں بعض اولیاء اللہ ہوتے ہیں

9) کھجور نرم اور گٹھلی سخت تو اسی طرح مسلمان کی صفت ہے: اشداء علی الکفار، رحماء بینھم

10) کھجور کو جتنی طویل العمر اتنا ہی طیب الثمر ہوتا ہے تو مسلمان طویل العمر ہو تو اسکے اعمال بہترین ہو جاتے (حدیث میں ہے کہ خیر الرجل من طال عمرہ وحسن عملہ)

11) کھجور کثیر الصبر (تیز ہوا ہو یا پانی کی کمی ہو وغیرہ) تو مسلمان بھی بیماری یا مصیبت کی حالت میں ہر وقت صبر کرتا ہے

12) کھجور میٹھا اور لذیذ ہوتا تو مسلمان کے بارے میں بھی کہا گیا (ص 7) پر کہ ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الإیمان

13) انسان بھی کاربون ڈائی آکسائیڈ نکالتا ہے اور آکسیجن لیتا ہے جس طرح کھجور کے درخت کرتا ہے۔ اسی لئے مدینہ منورہ میں زیادہ بیماری تھی پھر آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ یہاں کے بخارات کو جحفہ میں لے جاؤ۔

اسکے بارے میں تفصیل دیکھئے: التوضیح والبیان فی لشجرۃ الإیمان (عرب کا ایک عالم ہے: عبد الرحمن آل سعدی)

الکتاب: التوضيح والبيان لشجرة الإيمان

المؤلف: أبو عبد الله، عبد الرحمن بن ناصر بن عبد الله بن ناصر بن حمد آل سعدي (المتوفى: 1376هـ)

بَابُ طَرْحِ الإِمَامِ المَسْأَلَةَ عَلَى أَصْحَابِهِ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ العِلْمِ(حدیث:62)

- امام: شیخ، یا استاد
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ذہن کو تیز کرنے کے لئے اور طالب علم کی محنت واجتہاد کو بڑھانے کے لئے اسکا امتحان لینا چاہئے تاکہ اور محنت کرے۔

- اشکال: نھی رسول اللہ ﷺ عن الاغلوطات (ایسے اقوال جو دوسروں کو مغالطہ میں ڈالے اور وہ جواب نہ دے سکے)

جواب: 1) اسکی سند میں عبد اللہ بن سعد ہے جو ضعیف ہے

2) جن اغلوطات سے منع فرمایا وہ ہے جو دوسرے کی تعجیز و تحقیر و شرم دلانا مقصود ہو

3) یا مطلب یہ ہے کہ مکمل سوال نہ ہو

4) یا وہ ہے جسمیں تعلی و تکبر مقصود ہو

5) یا جسمیں ابہام کثیر ہو

6) یا جسمیں کوئی فائدہ نہ ہو

7) یا جس اغلوطات میں غلط عقائد کی ترویج ہو اور گمراہ کرنا مقصود ہو؛ مثال: کوئی کہے کہ دیکھو عیسیٰؑ کلمۃ اللہ اور کلمۃ اللہ غیر مخلوق ہے تو نتیجہ یہ ہے کہ عیسیٰؑ غیر مخلوق ہے، حالانکہ کلمہ "کُن" مقصود ہے اور اللہ کا کلمہ صفت کلام غیر مخلوق ہے

کوئی کہے کہ: یحذرکم اللہ نفسہ اور کل نفس ذائقۃ الموت تو اللہ ذائقۃ الموت (العیاذ باللہ)

جواب: نفسہ بمعنی ذات ہے اور کل نفس سے مراد کل متنفس

یا کوئی کہے کہ اللہ تعالی شیء ہے اور قرآن میں ہے وإن من شیء إلا عندنا خزائنہ تو بے شمار اللہ ہے

جواب: پہلے شیء بمعنی شائی ہے اور دوسرے جملے میں شیء بمعنی مشیءٌ، مخلوق ہے

یا کوئی کہے کہ الطلاق موقوف علی النکاح والنکاح موقوف علی الشھادۃ تو نتیجہ یہ ہے کہ طلاق موقوف علی الشھادۃ ہے

جواب: مطلب طلاق موقوف ہے علی بقاء النکاح اور بدء النکاح موقوف علی الشھادۃ تو دونوں الگ الگ ہے: ایک بقاء اور ایک ابتداء مراد

8) اسی طرح معمہ جسمیں دوسرے کے عقل کا امتحان مقصود اور تیز کرنا ہو تو جائز ہے

الأشباہ والنظائر کے آخر میں الغازات ہیں (معمہ) أی بیع یجوز لیلاً ولا یجوز نھارًا

جواب: بیع الحمامات اسلئے کہ رات اپنے مستقر پر ہیں اور دن میں اڑ رہے ہوتے ہیں

یا أی ماء لا یجوز شربہُ ویجوز بہ تطھیر الثوب: جواب: ماء تفتت فیہ الضفدع

یا أی بئر تنجس ویجوز بہ الوضوء بإخراج دلو واحد؟

جواب: وہ کنویں جسمیں 40 ڈول نکالنا واجب ہے تو چالیسویں ڈول مراد ہے

خذ المیمین من میم ولا تنقط علی الأمر (حد) وأدرجہ (م ح م د) فذاک اسم لمن کان بہ فخری

چشم بکشا (افتح العین) زلف بشکن (موڑو).............................

بَابُ مَا جَاءَ فِي العِلْمِ. وَقَوْلِهِ تَعَالَى: {وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا} [طه: 114] (حدیث:63)

- ماقبل باب کا عکس ہے، قراءۃ التلمیذ وعرض علی الشیخ
- 1) قراءت وعرض کبھی مترادف ہے کہ قراءت کرنا اور اسی کو پیش کرنا محدث پر: القراءۃ وعرض القراءۃ علی المحدث

2) متغایر: قراءت بمعنی مقروء اور عرض: مکتوب کو پیش کرنا

3) عموم خصوص من وجہ: 1) قراءت میں عرض المکتوب بھی ہے؛ 2) قراءت ہے اور عرض المکتوب نہیں ہے؛ 3) قراءت نہیں ہے اور عرض المکتوب ہے

سفیان ثوریؒ: ثور بن منام انکے اجداد میں سے ہے اور عرب کا دستور تھا کہ جانور کے نام اپناتے تھے۔

- قراءت علی الشیخ جائز اور قراءۃ الشیخ بھی جائز لیکن کونسا افضل ہے؟

تو بعض کہتے کہ: قراءۃ الشیخ أولی من قراءۃ التلمیذ ہے اسلئے کہ آپ ﷺ حدیث سناتے تھے اور صحابہؓ سنتے تھے

بعض: کل ماکان فیہ الأمن من الخطا فھو أولی

بعض: إن کان من حفظ فقراءۃ الشیخ أولی وإن کان من مکتوب فقراءۃ التلمیذ أولی

- امام مالکؒ دونوں کو جائز کہتے تھے لیکن قراءۃ التلمیذ کو أولی سمجھتے تھے
- بعضھم: ابوسعید حداد: قراءۃ الصک علی الشاھد معتبر ہے (تکفی للشھادۃ إن لم یقرء الشھادۃ) تو اسی طرح قراءۃ المقری کافیۃ لاتصال السند وإن لم یقرء الشیخ، ھکذا للقراءۃ۔
- حدیث کا درجہ قرآن سے کم ہے تو جو قرآن میں جائز ہے حدیث میں بہ درجہ اولی جائز ہے۔
- نسائی میں لیث اور مقبری کے درمیان محمد بن عجلان ہے تو ممکن ہے کہ پہلے بالواسطہ سنا، پھر مباشرۃً، لیث کی روایت اوثق و مضبوط ہے سعید کی روایت سے۔
- اکثر کہتے کہ نجدی جسکا ذکر طلحہ بن عبید اللہ کی روایت میں مذکور ہے ص 11 پر اور ضمام بن ثعلبۃ ایک ہے
- قرطبی کہتے کہ دونوں الگ ہیں: اسلم قبل وفودہ او بعد وفودہ اور إعلاء سند کے لئے آئے تھے اور قرطبی اور ابو داؤد کے لئے اسلم بعد وفودہ
- ~~5ھ، 8ھ~~، 9ھ (اصح قول کے مطابق)
- مسجد میں اونٹ بٹھایا تو امام کؒ کہتے کہ بول الإبل پاک
- امامۃ بنت زینب کی روایت: آپ ﷺ نے داخل کیا مسجد میں اور دوسری روایت مسند احمد میں ہے کہ أناخہ علی باب المسجد اور ایک روایت میں اناخہ ثم دخل فی المسجد
- اکثر کہتے کہ ضمام پہلے سے مسلمان تھے اور ابو داؤد: یہ مسافر...............
- ظھرانین: تثنیۃ التثنیۃ علی خلاف القیاس اور اصل بین ظھرَیھم
- محمد کہا یا ابن عبد المطلب تو انکو آداب معلوم نہیں یا خود کرنے کی وجہ سے یا قوم نے الفاظ ادا کئے اور وہی استعمال کیا
- آپ ﷺ نے أجبتک: 1) قد سمعت کلامک؛ 2) جلستُ؛ 3) قد تکلمتُ
- مشدد علیک: 1) دیہاتی ہونے کی وجہ سے کہ انکی زبان سخت ہے

2) الفاظ ادا کیا امتحان کے لئے

3) قوم نے جن الفاظ کو استعمال کیا وہی استعمال کیا

- اللھم: 1) کبھی نداء کے لئے

2) مستثنی کے نادر ہونے کی طرف اشارہ: طالب سے کہا جائے کہ تم حاضر ہو: اللھم إن کنت مریضًا أشد المرض

3) تیقن جواب کے لئے: مجیب کو اپنے جواب پر یقین

- نشد: آواز کو بلند کرنا / سوال کرنا جیسے انشدتُ شعراً کہ شعر بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے
- فقراء: 1) کثرت کی وجہ سے
2) غیر اغنیاء مراد ہے
-سوال: حج کا ذکر نہیں؟ جواب: آنے والی روایت میں حج مذکور ہے
-بعض بنی سعد کے قبیلے سے تھے، ھوازن کے تو یہی قبیلہ جسمیں ثویبہ اسلمیہ بھی تھی
-رواہ موسی: حدثنا کیوں نہیں کہا؟ تو ممکن ہے کہ بالواسطہ سنا اور بلا واسطہ
-لاتسالوا عن اشیاء: 1) فتیح غرض نہ ہو / متسابہات نہ ہو
2) دوسروں کو چُپ کرنا مقصود نہ ہو
3) تعمق فی السوال مت کرو جیسے بنی اسرائیل نے کیا تھا
4) بے فائدہ سوال نہ کرو
5) اغلوطات و معمہ مراد
-لا أزید فی السؤال ولا انتقص فی العلم
-ضمام بن ثعلبۃ کا ایمان تقلیدی تھا تو جب آپ ﷺ کے پاس آئے تو تحقیقی بن گیا۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي المُنَاوَلَةِ، وَكِتَابِ أَهْلِ العِلْمِ بِالعِلْمِ إِلَى البُلْدَانِ(ص15)(حدیث:64-65)

- ماقبل میں 5 الفاظ بیان کیا حدیث نقل کرنے کے لئے اور چھٹا طریقہ: وجادۃ ہے: شیخ کی کتاب پالے اور بیان کرے اس سے
- شروع کرے تو یہ جائز نہیں سوائے کہ مقرون بالاجازۃ ہو
- اور ساتواں طریقہ: اجازۃ ہے؛ کؒ: جائز نہیں یعنی نااہل کو اگر اہل بن جائے تو جائز ہوگا اسی پر عرف وعادت ہے
- آٹھواں طریقہ: المناولۃ المقرونۃ بالإجازۃ
- نواں طریقہ: کتاب اہل العلم بالعلم: خط لکھنا اور اجازت دینا
- مصنفؒ کے نزدیک مناولۃ اور کتاب ایک ہی چیز ہے اور بعض نے مناولۃ کو ترجیح دی ہے
- حؒ: کتابت فی الحدیث، کتاب إلی القاضی کی طرح ہے اور اسکے لئے بھی شاھدین چاہئے
- شیخ الہندؒ: مصنفؒ کا مقصد مناولۃ کو ثابت کرنا ہے لیکن انکو حدیث نہیں ملی اس پر تو کتابت کے احادیث سے ثابت کردی
- مناولۃ اور قراءۃ میں فرق ہے: حؒ فؒ: المناولۃ منحطٌ عن القراءۃ
کؒ اور شعبہ: اجازت کا انکار یعنی نااہل
- آپ ﷺ نے خط لکھا اور دحیۃ کلبی کو بھیجا، بحرین کے گورنر کی وساطت سے کسری تک پہنچایا
- فارس (پرویز) کے بادشاہ نے آپ ﷺ کو پکڑنے کے لئے 2 آدمی کو بھیجا تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو خوشخبری دی کہ شیروے نے پرویز کو قتل کیا۔
- کتابت حجت ہے تو حدیث میں بھی۔

- مصاحف کو بھیجا: کوفہ، بصرہ، یمن، بحرین، شام، مکہ، مدینہ (7 نسخے تھے) اور بعض کہتے کہ صرف 4 تھے: مکہ شام بحرین اور مدینہ
- اعتماد علی المکتوب کا حکم دیا عثمانؓ نے۔

جمع ابی بکرؓ و عثمانؓ کے درمیان میں چند فروق:

1) ابو بکرؓ نے مصحف کو لکھا اور دونوں قراءات یعنی متواتر و غیر متواتر شامل تھیں اور عثمانؓ نے صرف متواتر کے لکھنے کا حکم دیا

2) ابو بکرؓ کے دور میں ترتیب نہیں تھی اور عثمانؓ کے دور میں ترتیب کے مطابق جمع کیا گیا

3) ابو بکرؓ کے دور میں متابت عام تھی اور عثمانؓ کے دور میں کتابت علی جمع القراءۃ تھی

4) ابو بکرؓ کے دور میں قریش کی لغت کا خیال نہیں رکھا گیا تھا اور عثمانؓ کے دور میں اسکی رعایت کی گئی

5) ابو بکرؓ کے دور میں صرف ایک نسخہ تیار ہوا اور عثمانؓ کے دور میں 7 یا 4 نسخے وبعث بھا إلی الآفاق

-ورآی عبد اللہ بن عمرو ہے یعنی واؤ ساقط ہے اور بعض کہتے کہ عبد اللہ بن عمر عُمری ہے جو ضعیف ہے۔

-اعتماد علی الکتابۃ جائز

-عبد اللہ بن جحشؓ المجدّع: أول سریۃ غنم فیھا المسلمون اور عمرو بن الحضرمی کو قتل کیا؛ 8 یا 12 آدمی تھے

2 دن کی مسافت طے کر کے مقام نخلہ پر پہنچ کر پھر خط کو کھولے؛ معلومات حاصر کریں کہ قریش کی کیا حرکت تو عمرو بن الحضرمی ملا تو اسکو قتل کیا اور پھر مشرکین نے اعتراض کیا کہ اول رجب میں قتل کیا اسکو۔

- یسألونک عن الشھر الحرام پھر نازل ہوا
- کہتے ہیں کہ یہ لکھا تھا کہ نیا کوئی کام نہ کرے بلکہ صرف تلاش کرے لیکن بعض کہتے کہ جہاد کا حکم دیا تھا۔
- حدیث: بعث بکتابہ رجلاً: عبد اللہ بن حذافۃ (اسیر الروم) رومی بادشاہ نے کہا تھا کہ آپ ہمارا سجدہ کرے اور ہمارا ہو جاؤ تو آپکو حکومت دیں گے تو انکار کیا، تو تیل ابالا بادشاہ نے اور ایک ساتھی کو ڈالا تو کہا کہ ڈالتے جاؤ لیکن سجدہ نہیں کرونگا پھر کہا ٹھیک ہے تو بوسہ دے دو
- عظیم البحرین: منذر بن ساوی اور کسری کا نام: پرویز (کامیابی) بن ھرمُز (إلہ الخیر) بن نوشیروان (نوشین روان: جان بہت پیاری)
- شعر: وکلما أبصرت عیناہ من رجل   إلا ومعناہ إن فطشت فی لقبہ
- 4 سال میں 10 آدمی بادشاہ بنے، پھر ایک عورت حاکمہ بنی تو آپ ﷺ نے فرمایا: لن یفلح قوم ولّوا أمرھم امرأۃً
- منکرین حدیث اعتراض کرتے صحابی (ابو بکرۃؓ) پر وغیرہ کہ ان پر حد قذف واقع ہوا۔
- حدیث: انس بن مالکؓ: خاتمًا: انگوٹھا اور مہر کو کف کی طرح رکھتے۔
- ابو بکرؓ کے خاتم پر لکھا: نعم القادر اللہ؛   عمرؓ کے خاتم پر لکھا: کفی بالموت وعظًا
- عثمانؓ کے خاتم پر لکھا: لتصبرن أو لتندمَنَّ؛ علیؓ: الملک للہ؛   ابو حنیفہؒ: قل الخیر أو اسکت؛   سؒ: من عمل برأیہ ندم
- مؒ: الحمد للہ
- احناف، مالکیہ اور حنابلہ: بائیں ہاتھ افضل انگوٹھا رکھنے کے لئے اور شافعیہ: دائیں ہاتھ افضل
- انسؓ عبد اللہ بن جعفر: دائیں ہاتھ پر رکھتے۔ اور ابن عمرؓ بائیں ہاتھ پر۔
- اگر بائیں ہاتھ رکھے تو اتارنے اور لگانے میں دائیں ہاتھ استعمال کرنے کی فضیلت ہو گی۔ بہر حال دونوں کی گنجائش ہے جیسے معانقہ
- عثمانؓ کے زمانے میں بئر أریس میں آپ ﷺ کے مہر گر گئے اور برکت ختم ہونے کی علامت تھی۔

بَابُ مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ المَجْلِسُ، وَمَنْ رَأَى فُرْجَةً فِي الحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا(حديث:66)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: علم کے حلقے میں خالی جگہ دیکھے تو وہاں بیٹھ جائے تو یہ اولی ہے
مجلس علم کے آداب طالب علم کے لئے
- ماقبل سے ربط: مناولۃ مجلس میں اور یہ مجلس کے آداب معلم و متعلم کے لئے ہے۔
- ابوواقد: 1) یہ ہے جو صرف ایک ہے پورے بخاری میں اور نام: حارث بن مالک
2) مولی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
3) ابن نمیر

-مستدرک حاکم میں ہے کہ دوسرا چلا گیا تھوڑی دیر کے لئے پھر دوبارہ آیا۔
- 3 آدمی آئے تھے: 1) واپس گیا منافق یا صاحب حاجت تھا تو ثواب سے محروم
2) ایک نے فرجۃ پایا تو بیٹھ گیا
3) ایک پیچھے بیٹھا (یعنی حیا کی اور حیاء شعبۃ من الإیمان اور تخطی الرقاب نہیں کیا) اسی لئے بعض کے نزدیک یہ بہتر ہے۔
-بعض کہتے کہ دوسرا آدمی بہتر اسلئے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قرب کو پایا اور خلا پُر کرنے کی سنت ادا کی اور تخطی رقاب ضرورت کی بنا پر جائز ہے اور اسنے بھی حیا کی لیکن حیا شرعی اور تیسرے نے حیا عرفی کی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ»(حديث:67)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: غیر فقیہ اور فقیہ دونوں سے علم حاصل کرو، جو فقیہ نہ ہو تو ممکن ہے کہ وہ متعلم فقیہ ہو اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے احادیث جامع الکلمات
- 1) جواز الحمل علی من لیس بفقیہ تو جو فقیہ ہے یا نہیں ہے اسکو متعلم یا معلم بنادو
2) جو حلقے میں بیٹھے وہ مبلغ تو یہ آداب مبلغ کو بیان کرے:
من آداب المبلغ أن یبلّغ الکامل والناقص
مبلَّغ ایسا لفظ جو مشترک ہے مبلغ شامل ہے مبلغ إلیہ
- رب: (حرف) اسم (بصریین کے نزدیک) المبالغون الکثرون أوعی من سامع یوجد فی الناس اور کوفیین کے نزدیک (مبتداء)
- زمامٌ نکیل؛ الخطام: الحبل الذی یتصل
- سکتت طائفۃ وأجابت جماعۃ تو اشکال نہ ہو کہ 2 روایت میں بولے یا ابتداءً ساکت بھے پھر بولنے لگے۔
- امسک انسانٌ: 1) بلال یا عمرو بن خارجۃ یا ابو بکرۃ (اصح)
- سوال کیوں کیا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے؟ جواب: 1) تاکہ اوقع فی الذھن اور متوجہ ہو جائے
- عام طور پر مشبہ بہ اقوی ہوتا ہے؛ انسان کی حرمت
جواب: مشبہ بہ اقوی نہیں بلکہ مشبہ بہ اشہر ہوتا ہے
- کبھی غیر صحابی افضل ہو سکتا ہے فضیلت جزئی کی بناپر اور علو درجات و کثرت ثواب حاصل ہے صحابہؓ کو اور یہ فضیلت کلی ہے۔

بَابٌ: العِلْمُ قَبْلَ القَوْلِ وَالعَمَلِ(حدیث:....)

- 1)علم مقدم ہے عمل اور تبلیغ پر اوپہ معلم کے آداب میں سے اور آداب معلم کو بیان کیا

واضع العلم عند غیرہ أھلہ کمقلد الخنازیر اللؤلؤ

2)دوسرا ادب: اے معلم علم پہلے اور تبلیغ بعد میں

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) آداب العلم اور 2) تقدم العلم ذاتًا و شرفًا۔

- تقدم کی کئی قسمیں ہیں: 1) تقدم علت: وجود الشمس مقدم تقدم نہار پر

2) تقدم زمانی جیسے موسیٰ مقدم ہے عیسیٰ پر

3) تقدم طبعی: مؤخر مقدم کا محتاج ہو کتقدم الواحد علی اثنین

4) تقدم وضعی: ایک چیز دوسری پر مقدم ہو بالنسبۃ إلی مکان معین کتقدم الصف الأول إلی المنبر

5) تقدم شرفی: ابو بکرؓ کا تقدم عمرؓ پر

-علم علت ہے تبلیغ کا اور علم زمانہ میں بھی مقدم ہے اور تقدم طبعی بھی ہے

-العلم قبل القول: علم کو مت چھوڑو اس بہانے سے کہ عمل نہیں کرتا

-علم پہلے استغفار بعد یعنی عمل استغفار

-سابق گناہوں پر ندامت فی الحال چھوڑدے اور آئندہ نہ کرے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرے: واستغفر لذنبک: وسوسہ دل سے مٹا دے واللہ یعلم متقلبکم و مثواکم تو یہ نہ سوچے کہ کام کرتا ہوں لوگ نہیں مانتے

-وإن العلماء ورثۃ الأنبیاء حدیث میں اور أنّ ہو تو باب پر عطف ہے

-انبیاء کی وراثت علم و عمل تبلیغ ہے اور ابو داؤد کی روایت: من سلک طریقًا یلتمس فیہ علمًا سھل اللہ لہ طریقًا إلی الجنۃ (اعمال صالحہ کی توفیق یا عمل کا راستہ آسان ہوگا)۔

-وراثۃ العلم مقدم ہے وراثۃ العمل سے

-علماء أمتی کنبی بنی إسرائیل والحدیث لیس ثابت بھذا اللفظ

-بعض روایت میں: إنما یخشی اللہ أی یعظّم اللہ من عبادہ العلماء اور تجوید میں یہ روایت نہیں ہے

-وما یعقلھا إلا العالمون عالمین سمجھتے آیات کو (تو اسکے مطابق عمل کرتے) وما یتذکر إلا أولو الألباب

-نسمع (تقلید کی طرف اشارہ ہے) أو نعقل (اجتہاد کی طرف اشارہ): یہ کافی نہیں بلکہ سننا سمجھنا اور اس پر چلنا یہ کامیابی

-عالم أفضل: إنما یتذکر أولو الألباب

-من یرد اللہ بہ خیرًا یفقھہ فی الدین (دین کی گہری و عمیق سمجھ خیر ہے)(مصنفؒ نے اسکو ترجمۃ الباب میں ذکر کیا اسلئے کہ انکی شرائط پر نہیں)

-فقہ: 1) علم استدلالی جو علم دلائل سے ثابت

2) العلم العمیق الدقیق

1) وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ (7)(سورة المنافقين)

2) وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لا يَعْلَمُونَ (8) (سورة المنافقين)

-ایک شعور ہے جو حواس خمسہ سے حاصل ہو

3) العلم الراسخ الظاهر اثره علی البدن

4) فهمُ مراد المتکلم (آپ ﷺ نے ابن عباسؓ کے لئے فقاہت کی دعا کی: اللھم فقهه فی الدین وعلمه التأویل)

-حکمۃ: 1) فراسۃٌ یوضع بها کل شیء فی محله

2) السنۃ المحکمۃ القائمۃ فی الناس

3) اتقان العلم والعمل

4) استخراج العلل واللطائف والنکت (گویا حکمت فقہ سے بھی اونچی چیز ہے)

- هل یستوی الذین یعلمون (الدین) والذین لایعلمون

- دنیا کے علم کو صنعت کہتے اور اصل علم دین ہے

- یاَیها الناس تعلموا فإن العلم بالتعلم (یہ حدیث مرفوع کا ایک ٹکڑا ہے جو مصنفؒ کے شرائط پر نہیں اترتا)

- تبلیغ کی اہمیت کا بیان شروع ہوتا: قال ابوذرؓ:..................

معاویہؓ شام کے گورنر تھے تو عثمانؓ سے شکایت کی کہ وہ مال کے خلاف بیان دیتا رہتا ہے کہ مال جمع مت کرو سوائے زکوۃ کے تو ربذہ مقام میں ٹھہرایا اور حج وعمرے کے لئے آتے تھے اور پھر مال کے خلاف تقریر کرتے تھے (اور یہ آیت بطور مقدمہ پڑھتے تھے والذین یکنزون الذهب والفضۃ..........) تو کسی نے کہا کہ آپکو تو منع کیا ہے تو کہا کہ تقریر تبلیغ ہے اور تبلیغ کو کیسے روکوں؟!

-صمصامۃ: مضبوط تلوار جو ٹیڑھی نہ ہو یا جسکی ایک تیز جانب ہو

-"لو" دوام کے لئے، تلوار رکھو گے تو تب بھی تبلیغ کرونگا تو بغیر تلوار کے بدرجہ اولی کرونگا

- نعم العبد صهیبٌ لو لم یخف الله لم یعصه

-قفا: گدی: سر کے آخری حصے

-ابو ذرؓ کا نام: جندب بن جنادۃؓ اور امیر کی اطاعت ان چیزوں میں نہیں سمجھتے تھے او اشکال پیدا نہ ہو۔

-لیبلّغ الشاهدُ الغائبَ: بعد العلم؛ شاھد جو آپ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہو

-علم قبل العمل آیات پیش کیا اور قال ابو ذرؓ سے علم قبل التبلیغ کو ثابت کیا

-ربّانی: 1) اللہ والے (الف اور نون دونوں خلاف قیاس جیسے نور نورانی)؛ 2) جو لوگوں کی تربیت کرتا ہے چھوٹے علم سے (مقدمات یا علوم آلیہ یا فروع یا واضحات) بڑے علم سے پہلے (مقاصد یا علوم عالیہ یا اصول یا مشکلات) جیسے عرب کا طریقہ: مثال سمجھائیں گے پھر تعریف بتائیں گے

-فقہاء گ اتقان العلم والعمل

-حکماء: حکمۃ سے: لوہے جو گھوڑے کے لگام سے لگایا جاتا ہے اور گھوڑے کے منہ میں رکھتے اس پر قابو پانے کے لئے یا اسکی تربیت کرنے کے لئے اور مالک کے تابعدار بنتا ہے تو اسی طرح آدمی حکمت میں لگا ہو تو اللہ اور اسکے رسول کی تابعداری کرتا ہے

-حکمت: السنۃ المحکمۃ

-مولانا بنوریؒ کا واقعہ: مصر سے کوئی قاری بغیر ڈاڑھی کے آئے تو لوگ تعجب میں پڑ گئے تو مولانا نے فرمایا قاری صاحب کے باطن مجھ سے اچھا اور میرے ظاہر ان سے اچھا ہے تو اللہ توفیق دے ہم کو بدلنے کی تو قاری صاحب نے کہا کہ آج سے میں ڈاڑھی مولانا کی طرح رکھونگا۔

-شاہ عبد العزیزؒ کا واقعہ: کسی کو دیکھا جسکا ازار ٹخنوں سے نیچے تو اس آدمی کو بلایا اور کہا کہ میں نماز پڑھتا ہوں اور آپ دیکھو کہ میرے ازار ٹخنوں سے نیچے تو نہیں

-یتلو علیھم آیاتہ: مکاتب اور تلی علی دعوت کی طرف اشارہ

ویزکیھم: خانقاہ کی طرف اشارہ اور ویعلمھم الکتاب: مدارس کی طرف اشارہ والحکمۃ: جامعات کی طرف اشارہ جسمیں لطائف و نکات بیان کرتے تو ایسی بات کہے جسمیں سختی نہ ہو اور کام بھی ہو جائے

- اِنہ لمجنون (سورۃ ق) ماانت بنعمۃ......... اس آیت کے ذیل میں شاہ عبد العزیزؒ نے بہت سے واقعات بیان کیا جو آپ ﷺ کی حکمت و عقلمندی پر دال ہیں
- حجر اسود کا واقعہ بھی ایک نمونہ ہے
- سوال: حکمت تو بعد کی چیز ہے تو پہلے کیوں ذکر کیا؟ جواب: حکمت اعلی درجے کی چیز ہے

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالعِلْمِ كَيْ لاَ يَنْفِرُوا(ص16)(حدیث:68-69)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وقت مقرر ہو تا کہ لوگ نہ اکتائے اور جو تبلیغ میں نکلتے یا علم سیکھنے جائے تو انہوں نے اپنا وقت اسی کے لئے فارغ کیا ہے اسی لئے وقت متعین کرنے کی ضرورت نہیں، صبح شام پڑھتے رہو!
- مخافۃ السامۃ علینا: تعب کے خوف سے شفقۃً علینا (الواقعۃ علینا یا حال کونہ واقعۃً علینا)
- علم کی مجلس عوام کے لئے احیاناً اور خواص کے لئے زیادہ لمبا ہو
- بُندار: محمد بن بشار: حافظ و محافظ کے معنے میں
- سوال: یسروا آیا تو ولا تعسروا کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: 1) یسروا امر ہے تو ایک مرتبہ آسانی کرکے پھر جو بھی کرو

2) یسروا علی الکلام ولا تعسروا علی الاشخاص

-نہی عن المنکر میں آسانی کرو، نرمی کرو قریب البلوغ یا قریب التوبۃ کے ساتھ

-سوال: بشرواولا تنفروا آیا تو بشارت کے بعد ولاتنذروا ہونا چاہئے اور رغبوا کے مقابل میں لا تنفروا آنا چاہئے!؟

جواب: 1) تقدیر علی سبیل الاحتباک، بشروا کے قرینے سے اسکے بعد لاتنذروا مقدر ہے اسی طرح لا تنفروا سے پہلے مقدر ہے انذار کیوں نہ ہو کہ قرآن میں اسکا حکم آیا ہے: مطلب مؤلفۃ قلوب، قریب البلوع التوبۃ سے

2) یالاتنذروا اِنذاراً ایوجب التنفیر

3) شیخ الھندؒ: لوگوں کی طبیعت مختلف ہیں، کسی کے لئے بشارت، کسی کے لئے بشارت بمعنی انذار

تو مطلب یہ ہے کہ اَخبروا الناس بالبشارات ولا تنفروا

- بشر: تغیر الوجہ۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ لِأَهْلِ العِلْمِ أَيَّامًا مَعْلُومَةً(حدیث:70)

- جب علم یا تعلیم کی مجلس ہو تو دن مقرر کرے تا کہ لوگوں کے لئے آنا اور مستفید ہونا آسان ہو، تو یہ مصلحت ہے
- 1)دن مقرر کرے اور اسکو ثواب سمجھے یہ بدعت ہے: الزیادۃ والنقصان بمالم یأذن بہ الشارعُ (جعل غیر الشریعۃ شریعۃً)

2)دن مقرر کرنا آسانی کے لئے

-رجل: یزید بن عبد اللہ نخعی

-وعظ: جسمیں وعید اور دانٹ ہو، عام وعظ کو نصیحت کہتے۔

بَابٌ: مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ(حدیث:71)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مذکر کو چاہئے کہ فقیہ ہو یعنی یہ سمجھے کہ کونسی بات کس وقت اور کہاں کہنی ہو اور کس طریقے سے، دقائق ودخائل کو جانے اور دلائل کو سمجھے۔
- اشکال: کوئی غیر مکلف مر جائے (مجانین وصبیان) یا نیا مسلمان ہوا ولم یتفقہ تو خیر پر نہیں مرا!؟

جواب: خیر میں تنوین تعظیم کے لئے تو وہ خیر پر مرے لیکن خیر عظیم نہیں

فقیہ واحد أشد علی الشیطان من ألف عابد

- سوال: قسمت کو رسول کی طرف منسوب کیا اور اِعطاء اللہ کی طرف، کیوں؟ حالانکہ حقیقی معطی و قاسم اللہ ہی ہے!

جواب: 1) اِعطاء جو أعلی ہے اور تقسیم ادنی ہے

2) اعطی الغنیمۃ ہذہ الأمۃ شرافۃً لھم ورسول اللہ ﷺ یقسّم

3) واللہ یعطی الفھم ورسول اللہ ﷺ یقسم الحدیث

4) آپ ﷺ یقسم العلوم واللہ ینزّل العلمَ

-ہذہ الأمۃ: 1) اہل سنت والجماعۃ، محدثین، فقہاء، مجاھدین مفسرین۔

2) طائفۃ من ہذہ الأمۃ

-أمر اللہ أی دین اللہ؛ لا یضرھم من خالفھم

-اشکال: اہل حق کو ضرر تو دیا جاتا ہے!

جواب: 1) اپنے موقف سے نہیں ہٹا سکیں گے

2) یعنی دلیل وحجت کی رو سے مخالفت نہیں کر سکیں گے

-حتی یأتی أمر اللہ أی قیامت تو کیسے کہ حدیث میں ہے کہ قرب قیامت میں دین اٹھائی جائے گی اور ریح آئے گی

جواب: 1) حتی یأتی قرب القیامۃ

2) یہاں تک کہ ریح طیبۃ آئے

3) حتی یأتی کا تعلق لا یضرھم سے اللہ کا حکم یعنی مصیبتیں اور تکالیف ان پر آئے گی

4) کنایۃ عن مکث الطویل یا دوام کے لئے

-معاویۃؓ: عام الفتح مسلمان ہوئے، وحی کے کاتب 61ھ 78 سال کی عمر۔

بَابُ الفَهْمِ فِي العِلْمِ(حدیث:72)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)تفقہ نہ ہو تو فہم حاصل کرو

2)الفہم فی المناسبات مقدمۃٌ للتفقہ

3)اللہ اسی کو فقہ دیتے جسکو فہم ہو

-جُمار: کھجور کے خوشے سے سفید مغز۔

کھجور کی صفت ھاضم ہے تو مسلمان فتح کرے گا(تاکل القری)

- باغ ہی میں مؤنث کھجور عاشق ہو جاتی ہے مذکر پر اور دوسرے باغ کی بیوی سے تعلق نہیں رکھتے

بَابُ الِاغْتِبَاطِ فِي العِلْمِ وَالحِكْمَةِ(ص17)(حدیث:73)

- 1)فقہ و فہم کا نتیجہ رشک کریں گے دوسرے پر اور خود رشک کرے گا دوسروں پر

2)بتایا کہ حسد یہاں مراد غبطۃ ہے اور حسد: تمنی زوال النعمۃ من الغیر (چاہے ہمیں وہ نعمت ملے یا نہ ملے)

3)علم کے طلب میں ترغیب سردار بننے سے پہلے.........

-حسد: 1)نعمت زائل اور میرے پاس آئے

2)نعمت زائل اور میرے پاس آئے یا نہ آئے

3)نعمت زائل اور میرے پاس نہ آئے مجھ میں اہلیت نہیں(حِقدٌ)

-شماتۃ: تمنی نزول المصیبۃ علی العدو

-خیر میں کوشش کرے گا، خیر میں تو منافست ہو گا۔

-غبطۃ و منافست(جائز فی العلم والحکمۃ)طاعات میں محمود اور معصیت میں مذموم اور مباحات میں مباح ہے

-عمرؓ: تفقھوا قبل أن تسوَّدوا

- 1)جوانی میں حافظہ قوی ہو گا؛ 2)اشتغال کم ہو گا؛ 3)علم بہترین چیز ہے تو اسمیں استعمال کرنا چاہئے؛ 4)پھر حیا نہیں ہو گی سردار بننے کے بعد۔

- قبل أن تسودوا ای قبل أن تتزوجوا(عند البعض)یا قبل أن تسوّدوجو ھکم باللحیۃ

-امام بخاریؒ: قید احترازی نہیں بلکہ قید ترغیبی بعد میں بھی حاصل کر سکتے

-حسد: تمنی زوال النعمۃ من الغیر کافر شدید یا عاصی سے کرنا جائز ہے

- 2چیز:1)کمال عملی خارجی استثناء متصل ہو گا اگر حسد غبطہ مراد لے۔

2)کمال باطنی علمی(کمال علمی داخلی)یا استثناء منقطع، اگر حسد اپنے ہی معنے میں ہے، پھر تقدیر یوں ہو گی........

-ص751 پر یہی حدیث ہے اور حسد کی جگہ غبطۃ کا ذکر ہے، لاحسد و لکن الغبطۃ فی اثنتین

- آتاہ اللہ الحکمۃ: یہاں حکمت آئی نہ کہ علم اسلئے کہ حکمت اونچی چیز ہے۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي ذَهَابِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي البَحْرِ إِلَى الخَضِرِ (حدیث:74)

- 1) جو قابل رشک آدمی ہو گا تو لوگ اسکی ملاقات کے لئے مشقت برداشت کریں گے جیسے موسیٰؑ نے برداشت کی خضرؑ کی ملاقات میں

2) علم حاصل کرو مقتدا بننے کے بعد بھی اسلئے کہ موسیٰؑ علم تکوینی حاصل کرنے گئے تھے خضرؑ کے پاس

-إلی الخضر پر متعدد اشکال کہ موسیٰؑ تو ساتھ گئے بحر میں خضر کے.......

جواب: 1) إلی مقصود الخضر یا إلی تعلیم الخضر

2) نبعًا إلی الخضر.....(سوراخ بنا سمندر میں اور مچھلی چلی گئی اندر تو سمندر ہی کے پاس تھے)

3) مع الخضر 4) إلی ساحل الخضر 5) فی جزائر الخضر 6) فی البحر والبرّ إلی الخضر

-خضر کا وجہ تسمیہ: 1) انکالباس سبز تھا؛ 2) حسن وجمال کی وجہ سے؛ 3) جہاں نماز یا بیٹھتے تھے تو سبز ہو جاتی

-ترجمۃ الباب کا مقصد: اگرچہ بحر میں سفر خطرناک لیکن علم کی وجہ سے جاسکتے

-حدیث میں آیا: إن تحت البحر نارٌ

-لا یرکب البحر إلا حاج أو معتمر

-أعلی علم موجود ہو تو أدنی علم کے لئے سفر کر سکتے

-علم کی راہ میں مشقت کو برداشت کو: لقد لقینا من سفر ناھذا نصبًا

-موسیٰؑ تقریر کر رہے تھے تو کسی نے پوچھا آپ سے زیادہ کوئی عالم ہے تو کہا نہیں، تو اللہ کو یہ بات پسند نہیں آئی تو عتاب آیا

-موسیٰؑ نے سوال کیا اللہ سے: أی الناس أحب إلیک، قال: من ذکرنی ولم ینسانی

أی الناس أقضی قال الذی یقضی بالحق، أی الناس أعلم: الذی یبتغی علم الناس مع علمہ

- اس روایت میں موسیٰؑ کے ساتھی کو خضرؑ کو بتایا ہے ابن عباسؓ نے اور ص 23 نوف بکالی نے کہا موسی بن میشا بن یوسف ہے۔
- نام خضر یا بلیا بن ملکا اور کنیت ابو العباس
- کہتے کہ قابیل کے بیٹے یا فرعون کے یا آدمؑ کے الیاس کے بھائی، ابراہیمؑ کے زمانے میں تھے۔
- ولی یا نبی تھے؟ ولی ہونا مردود اسلئے کہ بار بار کہتے کہ وما فعلتُہ من أمری، وقولہ تعالی: وآتیناہ رحمۃً منا؛ وعلمناہ من لدنا علماً
- ولی کی ولادت سے یہ قتل سوراخ وغیرہ ممکن نہیں، تو معلوم ہوا کہ ولی نہیں ہے۔
- جب نبی تھے رسول تھے تو کیا بشر یا فرشتے تھے؟

جواب: عام مفسرین: بشر انسان تھے۔ اکثر صوفیاء حضرات کہتے کہ زندہ ہے اور کہتے کہ دجال جو قتل کرے گا وہ خضر ہو گا پھر قدرت نہیں رکھے گا اسکو قتل کرنے پر

- 1) قالہ معمر مسلم بن سفیات (راوی)

2) عمر بن عبد العزیز کے ساتھ کوئی چل رہے تھے، پھر غائب، جب پوچھا کہ کون تو کہا کہ خضر تھے (روایت ضعیف ہے اور سند میں رباح سری ضمری ہے)

3) آپ ﷺ کے وفات کے بعد تعزیت کے لئے آئے اور پھر غائب ہوئے: إن للہ عزاءً من کل مصیبۃ (سند میں عباد بن عبد الصمد وکان شیعیًا اور وہ یہ عقیدہ رکھتے کہ قیامت تک زندہ ہے)

4)صوفیاء حضرات ان سے ملاقات کرتے، مجدد الف ثانیؒ نے کہا کہ میں نے ملاقات کی تو میں نے پوچھا کہ آپ زندہ ہیں یا مر چکے ؟تو جواب دیا کہ میں مر چکا ہوں لیکن اللہ نے میری روح کو اجازت دی ہے۔

- قائلین وفات کے دلائل:

1)وفات ہو گئی (ص 22) سے استدلال کرتے کہ 100 سال بعد کوئی زندہ نہیں رہے گا اگرچہ اسکا جواب دیا گیا ہے

2)وماجعلنا لبشر من قبلک الخلد اور خُلد: ہمیشہ یا عادت کے خلاف مکث طویل کو کہتے

3)لوکان حیًّا لجاء إلی النبی ﷺ و آمن بہ تو کیوں نہیں آئے ؟وإذ أخذنا میثاق النبیین لما آتیتکم .... لتؤمنن بہ ولتنصرنہ

4)لوکان موسی حیًّا لما وسعہ إلا اتباعی

5)بدر میں دعا فرمائی: إن تُھلک ھذہ العصابۃ لن تُعبد فی الأرض أبدًا

6)وما محمد إلّا رسول قد خلت من قبلہ الرسل، ہاں عیسیؑ باقی ہیں دوسری دلائل سے

7)نوح أطول الأنبیاء عمرًا 1060 سال

-ابن جوزی کا رسالہ ہے (عجالۃ المنتظر فی شرح حال الخضر) اور حافظ ابن حجر کا: الزھر النضر فی حیاۃ الخضر اور ابن کثیر نے قصص الأنبیاء میں وفات کے دلائل دی ہے۔ اور ملا علی قاری کا رسالہ ہے: کشف الحذر عن أمر الخضر

-اگر کہے کہ فرشتہ ہے جیسے مولانا حبیب احمد کیرانوی نے اپنی تفسیر حل القرآن میں لکھا ہے جو مولانا تھانویؒ کی نظر سے حرفًا حرفًا گزری ہے

-مخلوقات میں سے انسان ہیں، فرشتے، جنات اور چوتھی مخلوق برزخی میں ایک مخلوق ہے جو فرشتہ اور انسان کے درمیان ہے جیسے خضرؑ اور پانچویں مخلوق وہ ہے جو انسان اور جنات کے درمیان جیسے دجال

-فرشتہ ہونے کے دلائل:

1) حتی إذا رکبا فی السفینۃ خرقھا............... تو سوال یہ ہے کہ کسی نے نہیں دیکھا کہ کشتی میں سوراخ کر رہے ہیں ؟تو یہ جواب ہو سکتا ہے کہ فرشتہ کا کام انسان نہیں دیکھ سکتے ورنہ انکی پٹائی کرتے اور فرشتے نظر نہیں آتے إلا أحیانًا

2) فلقیا غلامًا فقتلہ تو دوسرے بچے نے نہیں دیکھا نہ یہ کہا کہ اسکو پکڑو ؟إذا جاء أحدکم الموت توفتہ رسلنا

3)فوجدا فیھا جدارًا......... فأقامہ بیدہ تو یہ بھی فرشتہ کرتے اسلئے کہ صاحب المعجزات موسیؑ موجود تھے

4)فاستطعما أھلھا تو ممکن ہے کہ موسیؑ کے لئے مانگا تھا۔

طبقات الحنابلۃ میں (1/ 187) میں لکھا ہے کہ امام احمدؒ کو شوق تھا حج کو جانے کا لیکن وسائل نہیں تھے پاس تو کوئی آئے اور کہا کہ میرے ساتھ چلو تو کہا کہ بہت دور تک لے گئے اور میرے ساتھی لذیذ کھانا لاتے تھے اور خود الگ ہوتے تھے، حج بھی میرے ساتھ کیا، پھر جب میں نے پوچھا کہ کون ہو تو کہا کہ لوگ مجھے خضر کہتے۔

تو اگر فرشتہ مانا جائے، اکثر مسائل حل ہو جاتے اور صحابہؓ سے دحیۃ کلبی کی شکل میں جبریلؑ کی ملاقات ہوئی تھی۔

- الملأ: الجماعۃ المختارۃ یملأ قلوب الناس رُعبًا
- یہ واقعہ بائبل میں مذکور نہیں تو تحریف کی وجہ سے ہے یا یہ کہ موسیؑ نے انکو مصلحت کی وجہ سے یہ واقعہ انکو نہیں بتایا یا پھر تورات نازل ہوئے واقعہ کے ساتھ ساتھ۔
- مچھلی کے تمام نام اس لفظ میں جمع ہے: ف محسن (فاء سے فِش، میم سے ماھی، حاء سے حوت، سین سے سمک اور ن سے وذالنون)

- مچھلی کا زندہ ہونا اور سرنگ کا ہونا یہ سب خلاف عادت ہے تو اسکے لئے خلاف قیاس لفظ لایا
- نبغ حالانکہ نبغی ہونا چاہئے (جیسے مسجِد کا اصل مسجَد ہونا چاہئے)
- قصصًا: تلاش کرتے ہوئے اپنے قدمون کی نشانات پر واپس آنا
- جو کہتے ہیں کہ ولی تھے تو کہتے کہ کشتی میں سوراخ وغیرہ کرنا، نبی کے حکم سے تھا
- موسیٰؑ کو علم الظاھر اور خضرؑ کو علم الباطن عطا کئے گئے تو یہ کہنا صحیح نہیں اسلئے کہ شریعت میں دونوں شامل ہیں
- محی الدین ابن عربی: ولی کی ولایت نبی کی ولایت سے افضل کیسے تو اسنے جواب دیا کہ نبی کے تعلق کی 2 حیثیت ہیں: ایک تعلق............................ الفرق بین أولیاء الرحمن وبین أولیاء الشیطان

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الكِتَابَ»(حدیث:75)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آپ ﷺ نے ابن عباسؓ کے لئے دعا کی علم کی کیونکہ مشقت اٹھائی انہوں نے جیسے موسیٰؑ نے تکوینی علم کے حصول کے لئے مشقت اٹھائی تھی۔
- ابن عباسؓ پوری رات تقریباً جاگے میمونہؓ کے گھر پر تاکہ آپ ﷺ کے اعمال کو دیکھے (تو جاگتے رہنے میں بھی مشقت ہے)
- پھر جس طرح آپ ﷺ نے کیا تو اسی طرح کیا (اطاعت)
- آپ ﷺ کے لئے پانی لوٹا میں بھرا (خدمت اور سلیقہ سے خدمت کی کہ پانی کو نہ دور نہ قریب میں رکھا)
- ساتھ کھڑا کر دیا آپ ﷺ نے انکو (ادب اور عزت) حالانکہ وہ پیچھے ہٹے تھے
- آپ ﷺ خوش ہوئے تو دعا دی (انکے حق میں دعائے نبوی)
- اللہ کے لئے گئے تھے تو یہ اخلاص (حسن نیت)
- جس طالب علم میں ابن عباسؓ والی صفات ہو تو انکے لئے یہ دعا ہوگی اسلئے کہ ضمیر سے پہلے علمہ ہے اور ابن عباسؓ کا ذکر نہیں ہے۔
- أفصح الناس إذا تکلم وأجود الناس وأعلم الناس (مسروق نے انکے حق میں کہا تھا)

انکے بارے میں حسان بن ثابتؓ نے چند اشعار کہے تھے:

إذا قال لم يترك مقالا لقائل ... بملتقطات لا ترى بينها فصلا

كفى وشفى ما في الصدور ولم يدع ... لذي اربة في القول جدا ولا هزلا

سموت إلى العليا بغير مشقة ... فنلت ذراها لا دنيا ولا وغلا

وقد جاءت هذه القصيدة بتمامها في ديوان حسان، قال:

إذا ما اِبنُ عَبّاسٍ بَدا لَكَ وَجهُهُ رَأَيتَ لَهُ في كُلِّ أَحوالِهِ فَضلا

إذا قالَ لَم يَترُك مَقالاً لِقائِلٍ بِمُلتَقَطاتٍ لا تَرى بَينَها فَصلا

كَفى وَشَفى ما في النُفوسِ فَلَم يَدَع لِذي إِربَةٍ في القَولِ جَدّاً وَلا هَزلا

سَمَوتَ إِلى العَليا بِغَيرِ مَشَقَّةٍ فَنِلتَ ذُراها لا دَنِيّاً وَلا وَغلا

خُلِقتَ خَليقاً لِلمَوَدَّةِ وَالنَدى فَليجاً وَلَم تُخلَق كَهاماً وَلا جَهلا

- محمد بن حنفیہ نے انکا جنازہ پڑھایا اور کہا کہ قرآن کریم کا ترجمان اور حبر ھذہ الأمۃ کا انتقال ہوا
- ضمّنی إلی صدرہ یعنی معانقہ کیا
- اشکال: معانقہ منع ہے

جواب:وہ معانقہ جسمیں قمیص حائل نہ ہو اور فتنہ کا خوف ہو تو منع ہے ورنہ نہیں

- ایک روایت میں اللہم فقھہ فی الدین وعلمہ التأویل، ص753 تو فی رسول اللہ ﷺ وأنا ابن عشر سنین اور ایک روایت میں 13 سال
- انہوں نے مشقت فی الحضر کو برداشت کیا اور ترمذی میں اللہم علمہ الحکمۃ بھی ہے

بَابٌ: مَتَى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيرِ؟(حدیث:76-77)

- ما قبل میں دعاء الصغیر، یہاں سماع الصغیر کا ذکر ہے
- ابن عباسؓ نے احادیث سنی جبکہ صغیر تھے تو اسی طرح عبد اللہ بن زبیرؓ، نعمان بن بشیرؓ، محمود بن ربیعؓ
- امام نوویؒ: اگر مشاہدہ سے تعلق ہو تو مشاہدۃ الصغیر صحیح ہے ورنہ اگر عقل سے متعلق ہو تو صحیح نہیں ہو گا (لیکن یہ صحیح نہیں ہے)۔
- یحیی بن معین: بالغ ہو ناضروری، تو ممکن کہ بالغ ہو ناضروری ادائے گی کے لئے، خود دیکھنے کے لئے بالغ ہو ناضروری نہیں۔
- ابن لبان: میں مقری ابو بکر کے پاس تھا تو کوئی آیا اور کہا کہ یہ قرآن کریم کے حافظ ہے اور میری عمر 5 سال کی تھی تو قاری ابو بکر کو شک ہوا تو سوالات کرنے لگے۔
- سوال کرتے رہو والعُھدۃ علی تو بہت سے نابالغ بالغ ہونے سے پہلے ہوشیار ہیں
- بعض کہتے کہ حد 4 سال یا 5 سال کی عمر ہے اور اصح قول یہ ہے کہ تحدید نہیں بلکہ فہم اور حافظہ کر سکے تو ٹھیک ہے۔
- یا جب بالغ ہو تو علم ضروری اسکے لئے حاصل کرنا ہو گا۔
- حمارۃ نہیں آیا بلکہ حمار أتان زیادہ صحیح و فصیح ہے۔
- بزار کی روایت لیس شيء یسترہ: روایت بالمعنی یا دیوار نہیں تھی بلکہ سترہ تھا۔
- ص527 عبد اللہ بن زبیرؓ کی حدیث موجود ہے لیکن یہاں یہ حدیث ذکر کیا کہ مشتمل ہے حکم من أحکام الشریعۃ
- سترۃ الإمام کافیۃ للمقتدی
- مجھافی وجھی: 1) برکت کے لئے؛ 2) شفاء کے لئے؛ 3) مزاح کے لئے۔

بَابُ الخُرُوجِ فِي طَلَبِ العِلْمِ(حدیث:78)

- متعلمین کے آداب کا ذکر: اگر بحری سفر کی ضرورت تو موسیٰؑ نے بحری سفر کیا ہے۔
- ابن عباس کی طرح بننا چاہیئے (6 نمبر صفات)
- طلب العلم فی الصغر کالنقش علی الحجر
- الخروج عام ہے چاہے بحری ہو یا بری
- اگرچہ السفر قطعۃ من العذاب اور فإذا قضی أحدکم نھمتہ فلیرجع یا فلیتعجل إلی أھلہ
- ما قبل: صرف بحر کا ذکر تھا اور یہاں دونوں کا ذکر ہے
- ما قبل بعید یا قریب کا سفر ہو جابرؓ: ایک مہینے کا سفر کیا شام تک ایک حدیث کے لئے

- یحشر اللہ العباد فیناد یھم
- ابوایوب انصاریؓ مصر گئے عقبہ بن عامرؓ کے پاس ایک حدیث کے لئے
- محمد بن مسلمہ نے کہا عقبہ بن عامر کے پاس پہنچاؤ من ستر علی مسلم فی الدنیا.....
- اوزاعی: تبع تابعی دمشق میں رہتے، پھر بیروت آئے اور سرحد پر رہتے تھے، حمام میں آئے متوسداً یمینہ إلی القبلۃ
- اوزاع حمیر یمن کا ایک قبیلہ اور 157ھ وفات ہوئی۔
- سرنگ میں داخل ہوئے سمندر میں اپنے قالین کو بچھا کر سوئے ہوئے
- فرشتے کی دو قسمیں ہیں: 1)علوی: آسمانی فرشتے؛ 2)سفلی: اسکی بھی دو قسمیں: 1)جو فرشتے کی حالت میں رہتے
2)اکثر انسانی شکل میں متشکل ہوتے اور انکو رجال الغیب کہتے۔

-ابن مبارکؒ: میں جہاد میں تھا میرا گھوڑا گرا اور مر گیا تو ایک آدمی آیا اور کہا کہ آپ بڑے مشکل میں پڑ گئے تو گھوڑا کو اٹھایا، پھر جب جنگ ختم ہوئی تو گھوڑا مرا، دوسرے دن وہی آدمی ملے تو کہا کہ میں خضر ہوں

- 2 سبق پڑھا: 1) کشتی میں سوراخ (تاکہ ظالم بادشاہ انکی کشتی نہ چھین لے) نبی والا کام یہ ہے کہ ظلم کا مقابلہ کرے اور نہ کر سکے تو مظلوم کو بچائے ظالم سے اور اصلاح المعاش

2) نفس کو قتل کیا جو والدین اور دوسروں کی بربادی کا باعث: نبی والا کام یہ ہے کہ جو لوگ نسلوں کو بگاڑ رہے ہو تو انکا صفایا کرنا چاہئے 2.1) نفس اَمّارۃ کو دفع کرنا چاہئے: دفع مضرّت۔

3) بستی میں دیوار ٹھیک کر دی حالانکہ کھانا نہیں دیا: کیونکہ انکے والد یا دادا اچھے تھے

سبق: نبوت والا کام یہ ہے کہ جو دین کا خزانہ ہمارے پاس ہے تو مستحقین تک پہنچائے، صرف اللہ کی رضامندی کے لئے نہ اسمیں کوئی غرض ہو کہ لوگ ہمیں کھلائے، تبلیغ جماعت کی اہمیت کہ اپنا خرچہ کرتے اور دین کو پہنچاتے، یہ اصل مقصد ہے۔

- اَرَأیت: کیا آپکو معلوم ہو؟ یا اَخبرنی کے معنے میں

بَابُ فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ (ص18) (حدیث:79)

- ترغیب التعلیم بعد التعلم
- آداب المعلمین میں پہلے فضیلت ہے چونکہ متعلم کے بعد معلم بنتے
- علم کو پھیلانا ہے
- علم کو تشبیہ دی بارش سے
- ھدی: عمل؛ دین کی مثال بارش کثیر
- مطر عام ہے اور غیث: نافع مفید بارش کو کہتے
- نقیۃ: عمدہ زمین؛ کلأ: عام تازہ یا سوکھا گھاس؛ عشبٌ: تازہ حشیش
- اَجدب: سخت زمین؛ 1) پہلی زمین منتفع بھا: زمین پانی، گھاس، فصل
2) دوسری زمین: زمین سے فائدہ لیکن نباتات نہیں

3) تیسری قسم کی زمین: منتفع بھا زمین نہیں

- مولانابنوریؒ: إن الإمام البخاری صنف کتابًا فی الدین قبل أن صنف کتابًا فی الحدیث

قاعًا صفصفًا قرآن میں آیا

- اشکال: اس حدیث میں 3 مشبہ بہ مذکور اور مشبہ کی جانب میں دو چیزیں ہیں۔

جواب: 1) مثل من فقہ........وعلم وعلّم میں تعمیم یعنی عمل اولم یعمل: زمین میں پانی یعنی تعلیم اور عمل تو اسکی مثال یہ ہے کہ زمین میں خوبصورت پھول درخت اور تیسرا لم یرفع بذلک رأسًا: علم ضائع یا جاھل یا دین کو سرے سے نہیں مانتا

2) اجتھد أولم یجتھد، استنبط اولم یستنبط: زمین میں پھل پانی سے فائدہ اٹھایا، ہر قسم کے اناج اگاتی تو اسی طرح مجتھد سے ہر جگہ فائدہ اٹھاتے۔

- لم یجتھد: جیسے محدث معلم پانی سے فائدہ اٹھاتے لیکن اجتھادات سے نہیں اسلئے کہ ہے ہی نہیں۔ اور تیسرا عالم یا معلم جو بے فائدہ یا جاہل ہے۔

3) بلّغ ام لم یبلّغ: اگر تبلیغ کرے تو پہلی زمین کی طرح اور اگر نہ کرے تو اصل دین کا مغز و عمل نہیں پہنچاتا

4) مثل من فقہ و من نفعہ بما میں "من" مقدر ہے یعنی مثل من فقہ: ھ پہلی قسم کی زمین اور دوسری قسم؛ جامع بین العلم والعمل؛ من نفعہ: تعلیم کرتا لیکن عمل نہیں تو فائدہ دیتے؛ فمن یھجر رسول اللہ منکم ویمدحہ وینصرہ سواء

5) حدیث میں اعلی کا اور ادنی کا ذکر اور متوسط محذوف: اعلی فقہ و علم و علّم (پہلی قسم کی زمین)

ادنی: بے کار زمین، عالم غیر معلم اور غیر عمل اور متوسط زمین پانی ہے لیکن نباتات نہیں تو اسکا مشبہ محذوف ہے: علم و معلم لیکن فقاہت نہیں۔

سب سے اچھا جواب: 6) مشبہ 2 ہیں اور مشبہ بہ بھی لیکن نمبر 1 کی دو شاخ مذکور: 1) أرضًا منتفعۃً بھا کی 2 قسمیں: 1) ینتفع بما ئھا و نباتھا 2) منتفع بھا بماءھا (أجادب)

اسی طرح مثل من فقہ و علم و علّم کی 2 قسم: 1) اسکے احادیث و بیان و اعمال سے فائدہ اٹھاتے لوگ

2) لوگ اسکے پانی سے فائدہ اٹھاتے لیکن اسکے عمل و نتیجہ سے نہیں، عالم و معلم لیکن دین پر چلنے والا نہیں۔

بَابُ رَفْعِ العِلْمِ وَظُهُورِ الجَهْلِ (حدیث: 80-81)

- اشکال: جب علم اٹھ جائے گا تو خود بہ خود جہالت ہوگی تو کیوں ظہور الجہل ذکر کیا؟

جواب: ایسی جہالت ظاہر ہوگی کہ لوگ اسکو علم سمجھیں گے

- ما قبل کی ضد: ما قبل علم کے پھیلنے کا ذکر اور یہاں علم کے ختم ہونے کا ذکر

ما قبل میں ترغیب فی العلم اور یہاں تنفیر عن الجھل

ما قبل میں علم سبب بقاء العالم اور یہاں علم نہ ہوگا تو قیامت قریب

- رفع علم کا مطلب: علم ختم یا قلیل ہو جائے

- ربیعۃ الرائ: امام مالکؒ کے استاذ، انکے والد نے 30 دراھم چھوڑ دیا اور جہاد میں گئے، پھر 30 سال بعد آئے تو سوال کیا دراھم کے بارے میں تو بیوی نے کہا کہ جاؤ مسجد میں دیکھو......
- رائی کہتے لکثرۃ اجتھاداتہ (شیخ عبد الفتاح نے اس قصے کا انکار کیا)
- تضییع العلم: 1) علم کو مستحقین سے روکے اور غیر مستحقین کو دے
تضییع نفس: 2) علم کی مشغولیت کو چھوڑ دے
3) اپنا تعارف نہ کرے؛ تعارف کا ایک طریقہ یہ ہے کہ شہروں میں منتقل ہو
- امام طحاویؒ طحا کو چھوڑ کر قاہرہ میں آئے اور شیخ عبد القادر نے جیلان کو چھوڑ کر بغداد میں آئے۔
الحمد اللہ الذی................وأعلی حزبہ فی الأمصار (کنز کا مقدمہ)
4) علم کی تعظیم نہ کرے؛ نعم الأمیر علی باب الفقیر وبئس الفقیر علی باب الأمیر
- علم کا ختم ہونا: اختلال فی الدین ہے اور پھر انسان کا بنایا ہوا قانون چلے گا تو یہ جہل ہے۔
دین عقل نسب نفس مال 5 بنیادی چیز ہیں تو رفع علم سے اختلال فی الدین
شرب خمر سے خلل فی العقل، زنا سے اختلال فی النسب، پھر قتل سے اختلال فی النفس، پھر ایک کے مال کو چھین لینا یہ اختلال فی المال
- اشکال: یہ ہر زمانے میں ہوتے! جواب: 1) اتنی کثرت سے نہیں ہوگی؛ 2) اجتماع ھذہ الأمور فی قرب القیامۃ
- رفع العلم: 1) علماء ختم ہونگے:.............ولکن یقبض العلم بقبض العلماء
2) بترک العمل
3) بترک الجُھدلہ والمحنۃ
4) قرب قیامت میں خالی اوراق دیکھیں گے جب صبح اٹھیں گے: محو الحروف عن المصاحف فی قرب الساعۃ
- انسؓ آخر صحابی موتًا فی بصرۃ 93ھ اور ابو الطفیل آخر الصحابی موتًا ص20 110ھ
- لڑائی ہوگی جسمیں مرد زیادہ قتل ہونگے یا زیادہ فتوحات کی وجہ یا باندیاں زیادہ ہونگے یا ولادت لڑکیاں کی زیادہ ہوگی یا موطوءۃ زیادہ ہونگی، زیادہ جماع کریں گے۔
- القیم الواحد لخمسین: 1) جماع کرے گا؛ 2) یقوم بأمرھن یعنی نگرانی کرے گا؛ 3) خمسین کثرت کے لئے
- ایک مرد متعدد عورتوں کے ساتھ جماع کر سکتا اور طاقت رکھتا ہے
- مرد اقوی عقلاً (حرارت زیادہ جسکی وجہ سے کثرت جماع کی طرف مائل) وشرعًا (ایک مرد کے لئے 4 بیویاں کی اجازت دی ہے) وتجربۃً: مرد بلاتا ہے جماع کے لئے۔ اور قیاسًا: مرد کو قیاس کرے بھیڑ بکریوں پر اور اونٹوں پر اور گائیوں پر
- مفسرین کے یہاں مشہور ہے کہ عورت میں شہوت زیادہ: الزانیۃ والزانی تو زانیہ مقدم کیا
محققین کا جواب: تقدیم کا مطلب ملامت کرنا اسلئے کہ اے عورت تم میں اللہ نے شہوت کم رکھی، پردہ رکھا تو کتنی بری بات ہے کہ تم زنا کرے؟!
اسی طرح والسارق میں سارق کو مقدم کیا اسلئے کہ مرد کما سکتا ہے کام کر سکتا ہے تو یہ بہت شرم کی بات ہے!؟
- وہ روایات جسمیں عورت میں زیادہ شہوت تو ضعیف ہیں یا تاویل کی گئ یعنی عورت میں زیادہ رغبت ہوتی۔
- شفقت غالب مودت پر اور مرد کی قوت زیادہ اور شہوت مبنی ہے قوت پر

- ایک مرد کے لئے 4 بیویوں کی اجازت ہے اسلئے کہ عورت 4 مہینے صبر کر سکتی، الگ الگ بیوی اگر نوبت ایک مہینہ کا ہو۔
- اس پر ایلاء ہے، عدت وفات 4 مہینے ہے اور حفصہؓ کا قول: عمرؓ جا رہے تھے گشت کے لئے تو ایک عورت کو سنا جو اشعار پڑھ رہی تھی

والله لولا الله یُخشی عواقبہ　　　لزحزح عن ھذا السریر جوانبہ

تو عمرؓ بہت پریشان ہوئے تو صبح جب بلایا تو کہا میں کوئی فاحشہ عورت نہیں ہوں لیکن میرے شوہر ایک فوج میں ہے تو عمرؓ نے حفصہؓ سے مشورہ کیا تو 4 مہینے کے بعد ہر سپاہی ہو چھٹی دی جاتی تھی

- مرد ایک مرتبہ جماع کرے مہینے میں تو اسکا کام چل جائے گا اور عقل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ مہینے میں حیض ہے جب پاک ہو جاتی تو رغبت ہوتی ہے کہ جماع کرے۔
- خمسین پر اگر نگران مرد لے لے تو کوئی اشکال نہ ہو مگر اگر جماع مراد لے لے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے تو جوب دیتے کہ اگر جوانی محفوظ کر لی تو اسمیں اتنی قوت ہو گی۔
- قتال کا مطلب حروب اور صراحت ایک اور روایت میں ہے تو اختلال النفس والمال ہو گا۔

بَابُ فَضْلِ العِلْمِ(حدیث:82)

- یہ باب مکرر ہے (یہاں فضل العلم ہے اور پہلے فضل العلماء کا بیان تھا)
- القدر الزائد من العلم یعنی زائد علم کو سیکھ لو کہ فتوی میں کام آجائے یا دوسرے حکمت کے مسائل
- علم کی حفاظت بھی ہو گی، فرائض وواجبات کو سیکھنا اور علاوہ مندوبات بھی
- زائد علم سیکھ لو تا کہ لوگوں پر تقسیم کرے (زائد کتاب بھی ہو تب بھی رکھ لو)
- منھومان لا یشبعان: منھوم فی العلم و منھوم فی المال
- ما قبل سے ربط: رفع العلم ہے پہلے اور یہاں حفظ العلم کہ قدر زائد کو سیکھ لو
- فضل: جو بچا ہے تقسیم کرو کہاں؟ آگے باب الفتیا اور یہ کام کی چیز ایسا نہیں ہے کہ لایعنی میں داخل ہے
- ایک روایت میں ہے کہ میرے زائد علم کو میں نے ابو بکرؓ کے سینے میں ڈالا
- اور یہاں عمرؓ: علم سیاست اور علم نظام حکومت ہے: دفاتر قائم کیا، فوج، فتوحات وغیرہ
- دودھ علم کے مشابہ: 1) مقوی؛ 2) لذیذ؛ 3) دودھ غذاء الجسم اور علم غذاء الروح
- اشکال: ماذا یفعل بالقدر الزائد من العلم؟

جواب: مصنف کا باب الفتیا ہے آگے اسلئے کہ علم زائد کی ضرورت ہو گی فتاوی میں۔

بَابُ الفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الدَّابَّةِ وَغَيْرِهَا(حدیث:83)

- علی ظھر الدابۃ: 1) اسلئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لا تجعلوا دوابکم مراکبَ
- یہاں وقوف علی ظھر الدابۃ نہیں بلکہ دوسری روایت میں ص234 پر اسکا ذکر ہے (باب الخطبۃ أیام منی)
- فتوی: الإخبار بحکمٍ شرعیٍّ قویٍّ اور قوی کہاں سے؟ فتوی فتی سے اور فتی مضبوط ہے اور راجح قول بتائے گا

- قضاء:الفصل بین الخصومات

1)القاضی یقضی فی الواقعات والمفتی یفتی فی المفروضات

2)القاضی مُجبر والمفتی مُخبر

3) القاضی یقضی بالیقین والمفتی یفتی بالدّین(أی بالا حتیاط)

4) القاضی یحل کلّ اِشکال والمفتی لایجیب عن کل سوَال

5) القاضی یقضی فی الحفلۃ والمفتی یفتی فی الخلوۃ

6)القاضی یقضی بالیمین والشھادۃ والمفتی یفتی بالدیانۃ

مثال:کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ بچہ ہو تو ایک طلاق اور بچی ہو تو 3 طلاق

....

جواب:تمہ اور جگہ پر ہے ؛ 2)أو غیر ھاذ کر کیا۔

- امام مالکؒ کھڑے کھڑے جواب نہیں دیتے تھے

- امام ابو یوسفؒ نے سوال کیا اور امام مالکؒ کھڑے تھے تو فرمایا:ھذا اِذا جلسنا للبُغاۃ(أی للطالبین)

- رنحط:رمی، نحر، حلق اور طواف زیارت(ترتیب لازم ہے)حؒ:ترتیب واجب، باقی ائمہ کہتے کہ سنت اور استدلال کرتے اس حدیث سے؛ احناف:لا حرج کا مطلب لا اثم فی الآخرۃ۔

- لا حرج فی الصلوۃ:گناہ نہیں، فساد نہیں اور لا حرج فی الحج کا مطلب گناہ نہیں۔

- لا حرج فی من اقترض................المسلمین یعنی گناہ

- لا حرج:احناف:لا معصیۃ ولا اِثم

- ابن عباسؓ کے قول سے استدلال کرتے:من قدّم شیئًا أو أخرہ فلیُھرق دمًا تو معلوم ہوا کہ تقدیم و تأخیر میں دم ہے

- لیکن سوال یہ ہے کہ ابن عباسؓ کے موقوف روایت کو مرفوع کے مقابلے میں کیوں لائے؟اور ابراھیم بن مھاجر سند میں ضعیف ہے لیکن طحاوی نے جواب دیا کہ دوسری سند موجود ہے۔

- لم أشعُر میں مبالغہ ہے کہ بالکل احساس نہیں ہوا۔

بَابُ مَنْ أَجَابَ الفُتْيَا بِإِشَارَةِ اليَدِ وَالرَّأْسِ(حدیث:84-85-86)

- کبھی کبھی فتوی میں اشارہ بھی ہے اور وہ وضاحت کے لئے اگرچہ بیان باللسان مطلوب ہے لیکن ضرورت کی وجہ سے اشارہ سے کام چلتا ہے جبکہ وہ واضح ہو مثلاً نماز میں اشارہ ضرورۃً سے ہو گا یا اشارہ تاکید کے لئے آتا ہے تو یہاں لا حرج کہا اور اشارہ بھی فرمایا۔

- اسماءؓ(عائشہؓ کی باپ شریک بہن اور 100 سال کی عمر پائی اور جب وفات ہوئی اس وقت بھی سب دانت صحیح سالم تھے)روایت میں اشارۃ الرأس ہے اسی لئے یہاں ذکر کیا اور پہلی حدیث میں اشارۃ باللسان ہے۔

- ابو بکرؓ کی 5 بیویوں کا ذکر:1)ام بکر ہجرت نہیں کی اور نہ مسلمان ہوئی

2)ام رمان(عائشۃ اور عبد الرحمن کے والدہ)؛ 3) اسماءؓ جنکا بیٹا محمد بن أبی بکر (عثمانؓ کی داڑھی کو پکڑا اور طعنہ دیا اور واپس آیا لیکن صحیح یہ ہے کہ عثمانؓ نے انکو سمجھایا اور پھر آرام سے چلا آیا، طبری کی روایت ہے)

4)ام حبیبۃ: بیٹی: کلثوم (معنی موٹی تازی لڑکی یعنی صحتمند) اور 5) قیلہ یا قتیلہ، اولاد: عبد اللہ بن ابی بکر اور اسماء

-کسوف ہوا تھا 27 جنوری 633، 8 بجکر 30 منٹ تقریباً (29 شوال)

-سبحان اللہ: بتانے کے لئے کہ میں نماز میں ہوں

-کوئی کہے کہ یہ حضرت عائشہؓ کا فعل ہے تو آپ ﷺ نے اسپر انکار نہیں کیا

-الغشی: یعنی بے ہوشی کی کیفیت نہ کہ مکمل بے ہوشی

-آپ ﷺ کی رؤیت ہوئی بر فع الحجاب یا عالم مثال میں دکھایا آپ ﷺ کو دیوار کے سامنے (تصویر کی شکل)

-عالم کی متعدد قسمیں: 1) عالم ارواح: سرخ چھونٹیاں کی طرح: عالم ذرّ بھی کہتے؛ من بنی آدم من ظھورھم

2)عالم دنیا؛ 3)عالم آخرت؛ 4)عالم ارحام؛ 5) عالم رؤیا؛ 6)عالم مثال: غیب میں جو چیزیں ہیں تو اسکی شکل وصورت یا فلم (یعنی عکس ہوتی ہے)

-جنت اور نار کو دیکھا آج حالانکہ معراج میں دیکھا تھا مکہ مکرمہ میں تو حتی الجنۃ والنار کیوں آیا؟

جواب: 1) اس عالم میں دیکھا جنت ونار (عالم مثالی) آج دیکھا

2)امور عظام کے ساتھ اسکا تعلق ہے: ما من شیء من أمور العظام / حتی الجنۃ والنار من أمور العظام

-مسیح: ممسوح العین الیُسری یا الیمنی یا ماسحٌ فی الأرض سوائے مکہ اور مدینہ یا ممسوح الشر

-عیسیٰؑ کو مسیح بھی کہتے!؟: ماسحٌ فی الأرض للتبلیغ یا مسح الموتی کی وجہ سے اور ماشیح عبرانی زبان میں: مبارک کے معنے میں ہے

-دجال: مکر وفریب، ساحر: حقیقت کو چھپاتا ہے اور کچھ اور ظاہر کرے گا

-ھذا الرجل: 1) آپکے سامنے کیا جائے گا اور اشارہ کیا جائے گا (یہ صحیح نہیں کہ قبر میں لایا جائے گا)

2)درمیان قبور میں حجاب ہٹایا جائے گا (یہ دونوں قول ضعیف ہے)

یہ بہتر ہے 3) من، فی الذھن کی طرف اشارہ ہے جیسے ھرقل کی حدیث: إنی سائل عن ھذا الرجل

- نم کا مطلب سو جاؤ حالانکہ روایات میں سے پتہ چلتا ہے کہ قبر میں بعض نماز پڑھتے ہیں اور بعض کچھ اور کرتے

جواب: 1) ممکن ہو کہ بعض سوتے

2)نم کا مطلب استَرِح یعنی آرام کرو

-صالحاً أی نافعًا نفسک بإیمانک یا منتفعًا بأعمالک

-امرءالقیس کا شعر: الارُبّ یوم کان منھن صالحٍ ولا سیما یومٌ بدار جلجل

دیر ہوگئی تھی اور لڑکیوں کو بھوک لگی تھی تو اپنا اونٹ کو ذبح کیا اور بھون کر کھلایا، پھر کہا کہ اب سواری نہیں تو میں عُنیزۃ سے ساتھ سوار ہونگا

- وإنہ فی الآخرۃ لمن الصالحین: أی النافعین یا الصالحین الکاملین

- اشکال: منافق سے سوال ہوگا تو کافر سے نہیں؟

جواب: 1) کافر کا معاملہ کھلا تھا چنانچہ سوال کی ضرورت نہیں یہ صحیح نہیں اسلئے کہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ

2)کافر کو بھی سوال ہو گا(ابو سعید خدریؓ کی روایت میں اور براء بن عازبؓ کی روایت میں)

-مؤمن کے لئے مبشر و بشیر اور کافر کے لئے منکر و نکیر

-اتمام حجت کے لئے کافر سے سوال ہو گا،ہاں بعض لوگ سوال وجواب یا عذاب قبر سے مستثنی ہونگے جیسے مرابط،مطعون(طاعون کی بیماری میں مبتلا ہوا)اور صدیق اور شھید اور الصابر علی المصائب اور اطفال المؤمنین اور انبیاءؑ اور الذی یموت فی یوم اولیۃ الجمعۃ اور الذی یقرء سورۃ الملک فی اللیل اور جو مرض الموت میں قل ہو اللہ احد پڑھتا تھا۔

بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ ﷺ وَفْدَ عَبْدِ القَيْسِ عَلَى أَنْ يَحْفَظُوا الإِيمَانَ وَالعِلْمَ، وَيُخْبِرُوا مَنْ وَرَاءَهُمْ(ص**19**)(حدیث:87)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:جب فتوی یا علم کے باب اہم ہے تو اسکو یاد کرنے پر ترغیب دینا چاہئے
- اے متعلم و معلم دونوں کے لئے معلم نشاندہی کرے اور متعلم یاد کرے
- رحّب اللہ مرحبًا بالقوم مفعول مطلق،فراخی پیدا کرے
- مرحبًا مفعول بہ اور قوم فاعل،اصاب القوم مرحبًا(باء زائد)

مرحبًا مفعول فیہ اور قوم فاعل:اتی القوم مرحبًا:کھلی ہوئی جگہ میں

- وتھاہم.........شعبہ کا قول شک فی وجود الرابع وفی تلفظ الثالث

بَابُ الرِّحْلَةِ فِي المَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ، وَتَعْلِيمِ أَهْلِهِ(حدیث:88)

- موسیٰؑ نے سفر فرمایا مطلقًا علم کے لئے
- جابرؓ نے سفر کیا تھا ایک علم کے لئے،یہاں سفر ایک خاص واقعہ کے حل کے لئے
- 1)السفر لمسألۃ خاصۃ

2)جب فتوی اہم تو سفر کرنے سے پیچھے مت ہٹو

-بعض روایات میں ہے کہ وہ عورت نے کچھ مانگا تو عقبہ نے انکار کیا تو پھر کہا کہ ٹھیک ہے تو میں نے تم دونوں کو دودھ پلائی تو شک پیدا ہوا انکو، جس کی وجہ سے مدینہ کا سفر کیا تو وہاں یہ جواب ملا کہ کیف تباشرھا؟(إذاتت الشبھۃ فلم یبق الانبساط)

-دؒ:ایک عورت کی گواہی کافی ہے رضاعت کے لئے لیکن یہاں مشکل ہے کہ مدعی ہے اور گواہی نہیں

-کؒ:2عورتیں ہونی چاہئے؛ فؒ:4عورتیں؛ احناف:رجلان یا رجل وامرأتان

-بعض کہتے کہ ایک عورت کی گواہی مقبول ہے اور بعض کہتے کہ نہیں تو تطبیق یوں دے سکتے کہ قاضی قبول نہیں کرے گا لیکن مفتی دیانۃً قبول کرے گا یا تقبل قبل النکاح ولا تقبل بعد النکاح اور اگر پہلے سے کچھ شک ہو پھر ایک عورت آئی اور گواہی دے تو پھر ماننا چاہئے۔

بَابُ التَّنَاوُبِ فِي العِلْمِ(حدیث:89)

- علم کبھی اجتماعی طور پر ہو گا اور کبھی باری باری
- 1)مشغول ہونے کا عذر پیش نہ کرے بلکہ باری باری متعین کرو

2) تعلم العلم جائز ہے بالواسطۃ المعتمدۃ
3) الحرص علی العلم (تو ایک وکیل یا نائب کو بھیجے اگر خود نہ جا سکے)
- جار: اوس بن خولی یا عتبان بن مالک
- معلوم ہوا کہ حالات دنیویہ سے بھی غافل نہیں ہونا چاہئے کہ کپڑوں میں بدبو آنے لگی
وغیرہ: ماوقع فی المدینۃ من الأحداث والأخبار
- یہاں مقدر فسمع فراقَ أزواج النبی ﷺ
- أثَمَّ ھو؟ کیا وہ یہاں ہے؟ (ساتھیوں میں بے تکلفی)
- امر عظیم: دوسری روایت میں ہے کہ عمرؓ نے سوچا کہ کہیں رومیوں کا حملہ ہوا
- کبھی واسطوں سے غلط خبر پہنچتی ہے
- اللہ اکبر: تعجب کے لئے، تو معلوم ہوا کہ اظہار تعجب یا اظہار تنبیہ کے لئے جائز ہے (وفیہ مقال) تنبیھًا علی خطأ صاحبہ

بَابُ الغَضَبِ فِي المَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيمِ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ (حدیث: 90-91-92)

- وعظ: عوام کے لئے؛ تعلیم: متعلمین کے لئے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: غصہ کا آنا عارضی چیز ہے جیسے باری باری لگانا علم کے حصول کے لئے۔
- باب قائم کیا غصہ پر کہ اگر کوئی کہے کہ غصہ شریعت میں متروک ہے اسلئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لا تغضب۔
- ایک حدیث میں ہے (مؤطا امام مالکؒ میں 1892): عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم قَالَ: لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.
- من کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابہ یوم القیامۃ، والکاظمین الغیظ
- ابو الحسن زرقانی کا واقعہ: انکو ملنے کے لئے ایک شخص آیا اور بیوی نے بہت ڈانٹا اس شخص کو تو جنگل میں ابو الحسن سے ملے اور شیر پر سوار تھا اور ایک سانپ تھا ہاتھ میں کوڑے کے طور پر تو آدمی نے کہا ان سے کہ میں چاہتا تھا کہ قتل کروں تو آدمی نے چھپ کرایا..............
- غصہ مصلحت وفائدہ کی وجہ سے ہونا چاہئے مثلاً طالب علم تاخیر کرے یا سو جائے کلاس میں یا محنت نہیں کرتا یا بے فائدہ سوال کرے (ورنہ اچھا سوال تو نصف العلم ہے) یا معصیت کرے تو رسی سے باندھ لے اسکو (ص 326 باب التوثق............)
- قیل: مفتی اور معلم کو کبھی کبھی غصہ ہونا چاہئے لیکن قاضی کو نہیں اسلئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لا یقضی القاضی وھو غضبان۔
- ایک روایت میں قریب ہے کہ میں نماز باجماعت کو چھوڑ دوں
- معاذؓ نے تطویل کی تھی عشاء کی نماز میں اور ابی بن کعبؓ نے فجر میں۔
- آپ ﷺ کا غصہ: اللہ کے دین کی بے حرمتی کی وجہ سے یا خلاف فطرت کام پر (مثلاً رسی سے اپنے آپکو باندھے) یا فطرت سلیمہ کے خلاف لمبی نماز پڑھنے پر یا ایسا کام جو باعث تنفیر جس کی وجہ سے لوگ متنفر ہو جائے۔
- امام کو رکوع وسجود میں 5،5 تسبیحات پڑھنا چاہئے؛ 3 ادنی الکمال ہے اور 5 اوسط الکمال اور 7 اعلی الکمال ہوگا

- شعر: انکا آتا ہے پیار پر غصہ اور ہم کو غصے کے پیار آتا ہے۔
- لقطہ: اٹھائی ہوئی چیز؛ ح کا ایک قول ف ک: ایک سال؛ ح: ایک سال نہیں بلکہ علی حسب ظنہ؛ 10 درہم سے کم ہو تو چند دن تک اسکا اعلان کرے اور 200 تک ایک مہینے تک اور زیادہ قیمت ہو تو ایک سال تک۔
- احناف کے نزدیک: فائدہ اٹھا سکتا ہے اگر فقیر ہو یا صدقہ کرے: علیؓ، عمرؓ، ابن عباسؓ اور ام سلمۃؓ سے مروی ہے
- علیؓ: یعرفھا صاحبھا سنۃً.......................ولا تصدق بھا
- ضالۃ المسلم حرق النار؛ من أکل من الضوال فھو ضال؛ ابو حمرۃ: نصر بن عمران الضبعی البصری
- عائشہؓ نے اس عورت کو جواب دیا جو بار بار سوال کر رہی تھی کہ کیا تمہارا ارادہ ہے کہ میں کہوں کہ ذبح کرو اور بیچو؟!
- اونٹ چونکہ باہر رکھ کر وہ خود بہ خود گھر آتا تھا تو وہ لقطہ نہیں ہے۔
- فؒ: اونٹ لقطہ نہیں ہو سکتا ہے؛ کؒ: حمار اور بغل لقطہ نہیں؛ حؒ: عرف پر مبنی ہے
- آپ ﷺ کے زمانے میں اونٹ کو کھلا چھوڑتے تھے
- آپ ﷺ کا غصہ اس پر تھا کہ مال ضائع نہ ہو جائے یا جھگڑا نہ ہو جائے
- غنم کو نہیں پکڑو گے تو بھیڑیا کھالے گا۔
- لک: ملتقط کی حیثیت سے اور لأخیک: حقدار تک پہنچائے اور ذئب علت ہے پکڑنے کی۔
- کؒ اس سے استدلال کرتے "لک" تو لے سکتے۔
- آپ ﷺ کا غصہ بے کار سوالات پر یا یا غیر ضروری چیز پر یا غیب پر یا احکام کے بارے سوال ہے جو نہیں کرنا چاہئے اسلئے کہ حج کرنے کا سوال ہر سال، ایسا نہ ہو کہ لازم ہو جائے
- ابو موسی اشعریؓ کا نام: عبد اللہ بن قیس اور ابو بردہؓ انکے بیٹے ہیں جنکا نام عامرؓ ہے۔
- بریلوی کہتے کہ آپ ﷺ کو ہر غیب کا علم حاصل ہے۔
- مرض وفات میں ایک دن پہلے آپ ﷺ نے پوچھا کہ نماز ہوئی یا نہیں؟ تو گھر والوں نے کہا کہ نہیں
- ہاں یہ حالت وقتیہ پر محمول ہے جیسے جلد نمبر 2 ص 1083 پر مذکور ہے۔
- عمرؓ علی رکبتیہ اور دعا کرنے لگے ہیئت صلوۃ پر یا تشہد کی حالت پر یا عقبین پر بیٹھ گئے اور پاؤں کھڑا کر دے۔

بَابُ مَنْ بَرَكَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الإِمَامِ أَوِ المُحَدِّثِ(حدیث:93)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ازالۃ الغضب کا ذکر اور ما قبل غصہ کا ذکر ہے

2) فیہ ادب المتعلم اور ما قبل آداب المعلم ہے کہ غصہ نہیں ہونا چاہئے۔

3) معلم کو چاہئے کہ غصہ کا ازالہ جلدی کرے

-دعا کرنے لگے کہ عذاب نہ ہو نبی کو تکلیف پہنچانے سے

فسکت غضبہ یا خاموش ہوئے۔

بَابُ مَنْ أَعَادَ الحَدِيثَ ثَلاَثًا لِيُفْهَمَ عَنْهُ(حدیث:94-95-96)

- ترجمۃالباب کا مقصد: غصہ ہوناچاہئے لیکن عدم فہم پر نہیں اسلئے کہ ذکی ومتوسط اور غبی ہیں تو تین مرتبہ تکرار کرے
- آپ ﷺ کبھی اشارات میں بات فرماتے اور کبھی مکرر فرماتے۔
- تکرار اہم کلام کی وجہ سے یادور تک آواز پہنچے یا تفہیم کے لئے یا تاکہ متوسطین اور اغبیاء کالحاظ ہو یامسئلہ کی اہمیت کی وجہ سے جیسے حدیث میں آتا ہے: الاانبئکم بأکبر الکبائر ، قالوابلی یارسول اللہ قال: الإشراک باللہ، وعقوق الوالدین وکان متکئًا فجلس وقال: قول الزور، فمازال یکررھا(اہمیت اور سختی کی وجہ سے)۔
- اذا تکلم بکلمۃ: ذکر کلمۃ ومرادھاکلام
- کلمۃ قالھالبید: ألاکل شیءماخلااللہ باطل وکل نعیم لامحالۃزائل
- ثلاثًا: یمیناوقُدامًاوشمالاً یابدءالمجلس، مجلس کے درمیان فی انتھاءالمجلس
- ایک مرتبہ اجازت لینے کے لئے، پھر تحیۃ پھر جب واپس، دوبارہ سلام
- یا تین مرتبہ استیذان کے لئے اسلئے کہ پہلی دوسری مرتبہ نہیں سنا۔
- ابوموسی اشعریؓ نے 3مرتبہ سلام کیا، پھر واپس ہوئے تو عمرؓ نے بلوایااور پوچھاتوجواب دیاکہ ہم نے جواب نہیں دیاکہ ہمیں اچھالگتا تھا سلام کو تو کہا گواہ لاؤ اس حدیث پر توگھبڑاکر آئے مجلس میں تو ابوسعید خدریؓ نے فرمایابالکل معلوم ہے تو آئے اور عمرؓ کو سنایا۔
- ویل للأعقاب من النار سے پتہ چلتاہے کہ مسح سے غسل خفیف مراد ہے یہاں، تو ویل اہمیت کی وجہ سے جہنم سے ڈرایا

بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أَمَتَهُ وَأَهْلَهُ(حدیث:97)

- ترجمۃالباب کا مقصد: ماقبل: تعلیم خارجی کابیان اور یہاں تعلیم داخلی
  تعلیم الرجال کاذکر تھااور یہاں گھر کی مستورات کی تعلیم اور اسکی دو قسمیں ہیں: 1) گھر کی مستورات (یہ باب اسی کے متعلق ہے) اور 2) باہر کی مستورات کی تعلیم (اگلے باب)
- اکثر لوگ گھر کی مستورات کی تعلیم سے شرماتے ہیں تو بتایا کہ یہ شرم کی چیز نہیں ہے بلکہ اسکا اہتمام کرناچاہئے اور حکومت کو انکے لئے انتظام کرناچاہئے۔
- روایت کاشان ورود: خراسان کے ایک آدمی نے کہا شعبی سے کہ اہل خراسان کہتے کہ جس نے جاریہ کو آزاد کیااور پھر اسکے ساتھ نکاح کیاکالراکب علی بدنتہ تو شعبی نے کہا یہ صحیح نہیں بلکہ یہ ہے: إذا أعتق الرجل أمتہ ثم تزوج بھا.... یہ حدیث سنائی اور یہ اعلی درجہ کا ثواب ہے اور یہ روایت انسؓ سے مروی (کالراکب)
- 3 آدمی ہیں جن کو دگنااجر ملتاہے: 1) یہودی یانصرانی جو محمد ﷺ پر ایمان لے آئے
  2) عبد مملوک جو حقوق اللہ اور حقوق المولی کی تعمیل کرے
  3) جس نے اپنی باندی کے ساتھ 4 کام کیا: ادب سکھائے، علم اور آزاد کیا پھر اس سے نکاح کیا۔

- 4 کام 2 اجر تو کم ہو گیا
- ص490 نصاری بھی شامل ہے تو یہود مراد ہے یانصاری؟

جواب: 1)اس سے مراد عام ہے یہود ہو یا نصاری (بعض کے نزدیک مجوس بھی شامل ہے)

منسوخ پر عمل کرتے ؟!

جواب: 1)انکا دین منسوخ ہے لیکن 2 جزء ہیں: آمن بموسی وأنکر عیسی ومحمداً توجب ایمان لائے آپ ﷺ پر تو انکا کفر معاف ہو گیا اور موسیٰؑ پر ایمان قبول ہوا تو 2 اجر

2) 2 اجر 2 کام کی وجہ سے نہی /ں ہے بلکہ اس وجہ سے کہ بہت مشقت برداشت کیا: یضاعف لتحمل المشقۃ جیسے ازواج مطہرات: ومن یقنت منکن للہ ورسولہ وتعمل صالحاً نؤتھا اجرھا مرتین

-کہ نبوی زندگی گزارنی ہے اور آپ ﷺ کی بے ادبی ناراضی نہ ہو

-علامہ سیوطی نے صحاح ستہ کی شروحات لکھی: بخاری کی التوشیح؛ مسلم کی: الدیباج اور ابو داؤد کی: الصعود؛ ترمذی کی: قوت المغتذی، سنن نسائی کی: زھر الربی فی شرح سنن المجتبی اور ابن ماجہ کی: الزجاجۃ۔

-بخاری کی شرح میں انہوں نے لکھاہے کہ متعدد لوگوں کو ڈبل اجر ملتا ہے مشقت کی وجہ سے جیسے الوضوء علی الوضوء

-حدیث میں ہے کہ جو قرآن اچھی طرح پڑھے تو مع السفر الکرام البررۃ اور جو اٹک کر پڑھتا ہے فلہ أجران

-دائیں صف سے بائں صف گئے جگہ پر کرنے کے لئے، یا رشتہ دار پر صدقہ کیا تو دگنا اجر، غنی شاکر کو بھی اجران، من سن سنۃ حسنۃً.....، وضوء کے ساتھ تیمم

- 3)ایک یہود المدینۃ اور دوسرے یہود دمشق تو شام کے یہودی ایسے تھے کہ عیسیٰؑ سے کفر کرتے تھے اور مدینہ کے یہودی ایسا نہیں کرتے تھے، انکے لئے اتنا کافی تھا کہ ایمان لائے عیسیٰؑ پر لیکن ضروری تھا کہ دین کی تابعداری کرے تو کفر بعیسی نہیں کیا بلکہ مذہب پر عمل نہیں کیا تو یہود المدینۃ دون یہود الشام مراد ہے

یہود نے کفر کیا اور نصاری بھی تو اجر ملا کہ مثبت لیا اور منفی کو رد کیا

- وفاء الوفاء فی أخبار المصطفی: مدینہ منورہ سے باہر ایک قبر تھی جس پر لکھی ہوئی تھی: ھذا قبر رسول رسول اللہ عیسیٰؑ، اراد أن یأتی المدینۃ فلم یقدر لہ (طبری میں یہ لفظ غلط چپ گیا: ھذا قبر رسول اللہ عیسیٰؑ)
- وقالت الیھود لیست النصاری:
- 4)ابن حجرؒ: یہ بطور مثال ہے: جہاں مشقۃ مع التزاحم
- 5) 3 جو یہاں مذکور ہیں، انکی خصوصیت یہ ہے کہ غیر مأجور بنایا اسلئے کہ تعلیم وتأدیب وغیرہ بطور مقدمۂ نکاح کے لئے بن گیا تو نکاح کی برکت سے غیر مأجور کو مأجور بنایا یا اعتاق کی برکت سے غیر مأجور مأجور بن گیا
- اجرکم بقدر نصبکم، افضل الأعمال احمضھا
- 1) 2 اجر ملنے کا مطلب مشقت پر اجر.........

2) ....

3) 2 جو مذکور انکا ڈبل اجر

4) غیر مأجور کو مأجور بنایا اللہ نے

- التأديب یکون فی الأخلاقیات والتعلیم فی الشرعیات ثم اعتقها..........................تو یہ 4 عمل ہیں؟!
جواب:1) بہ ظاہر یہ 4ہیں لیکن حقیقت میں یہ 2ہیں کہ تأدیب و تعلیم ایک ہے اور اعتاق مقدمۃ النکاح تو نکاح شمار کریں گے
2) تادیب و تعلیم مقدمہ ہے اعتاق و تزوج کے لئے تو 2 عمل ہوئے
3) تادیب و تعلیم لا یختص بالإماء
- قال عامر:1) اپنے تلمیذ صالح سے کہا یا خراسانی سے
- بغیر شيء یعنی بغیر فلوس یا بغیر مشقۃ سفر

بَابُ عِظَةِ الإِمَامِ النِّسَاءَ وَتَعْلِيمِهِنَّ(ص20)(حدیث:98)

- تمام عورتوں کو وعظ کرا اور وعظ: نصیحت جو وعیدات پر مشتمل ہے اور یہاں
1) اجنبیات کی تعلیم
2) خلوت کا مسئلہ ہے تو جواب دیا تعلم بغیر خلوت ممکن ہے کہ درمیان میں متعدد حجاب ہو(حدود میں پڑھانا)
3) تعلیم النساء امام المسلمین کا کام ہے
- صدقہ کا حکم: صدقہ وہ خیرات ہے جو اخلاص اور صدق دل سے دیا جائے۔
انکے دل نرم ہوتے ہیں اور غیبت وحسد وغیرہ میں زیادہ مشغول رہتی ہیں اسلئے صدقہ کا حکم دیا
معلوم ہوا کہ شوہر کی اجازت کے بغیر خود صدقہ دے سکتی اپنے مال سے۔

بَابُ الحِرْصِ عَلَى الحَدِيثِ(حدیث:99)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1) یہاں تعلیم الخواص والحریصین والحریصات کا ذکر ہے
- جنکے پاس شوق ہے تو حدیث کی اہمیت ہے
- منھومان لا یشبعان.........
- حریص علم کو مقدم کیا اسلئے کہ وہ محمود ہے۔
- ابو ھریرہؓ کا نام نہیں لیا گیا بلکہ قیل کہا گیا تو اپنے آپکو غائب فرض کیا تواضعًا پھر جب آپ نے نام لیا تو ظاہر کیا
- آپ ﷺ نے تعریف کی تو کم سے کم ابتداء تعریف سے
- شفاعۃ: طلب الخیر للغیر اور لغۃً: ملانا مجرم کے ساتھ اپنی دعاء کو ملایا
- معتزلہ صرف وہ شفاعت مانتے جو رفع درجات کے لئے ہے۔
- تحمّر واکدا: ت: تخفیف العذاب جیسے ابو طالب؛ خ: الخروج من النار؛ م: من تستحق النار ممن یستوی حسناتہ وسیآتہ؛ ر: رفع درجات؛ ک:1) کبیرہ گناہ اور 2) شفاعت کبری؛ د: دخول الجنۃ بغیر حساب
- اسعد: اسم تفضیل ہے جسکا تقاضا یہ ہے کہ دوسرے جانب بھی جائز ہے جب کہ مؤمن سب سے خوش قسمت تو کافر بھی خوش قسمت!؟
جواب:1) کبھی اسم تفضیل مجرد فعل کے معنے میں آتا ہے اور مقابلہ اسمیں مقصود نہیں ہے۔

2)اسعد اپنے معنے میں ہے سب سے کامیاب مسلمان ہونگے اور کافر کو بھی فائدہ ہو سکتا ہے تخفیف عذاب کی شکل میں

3)جواب علی اسلوب الحکیم: مذکور سوال کو چھوڑ کر محذوف سوال کا جواب دیا جیسے یسألونک عن الأھلۃ یا یسألونک ماذا ینفقون۔ تو یہاں اسعد کا پوچھا لیکن آپ ﷺ نے سعید کا جوب دیا جو شقی کے مقابلے میں ہے

4)من قال لا إلہ إلا اللہ سے مراد مؤمن کامل اور اسکے مقابلے میں ناقص مؤمن کو بھی فائدہ ہو گا لیکن تطھیر کے بعد ایک مدت کے بعد۔

-سوال: شفاعتی لأھل الکبائر من أمتی، تو کبائر ولوں کے لئے شفاعت ہے اور دوسروں کے لئے نہیں؟

جواب: 1)الشفاعۃ النافعۃ لأھل الکبائر مراد ہے

2)حرص: زیادت شوق فی المال مذموم ہے وفی الحدیث ممدوح ہے

خلوص: مالا غشّ فیہ تو اس قید سے منافق وکافر نکل گئے

قلبہ: مجاز مرسل: ذکر الجزء ومرادہ الکل۔

بَابٌ: كَيْفَ يُقْبَضُ العِلْمُ (حدیث:100)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)علم حاصل کرنے میں حرص کرو جبتک وہ ہے ورنہ ایسا نہ ہو کہ علم اٹھایا جائے اور تم رہ جاؤ

2)ما قبل حرص مع وجود الحدیث اور یہاں عدم العلم (فبضدھا تتبین الأشیاء)

3)علماء کی فضیلت کہ جب اٹھایا جائیں گے تو قیامت قریب ہو گی

-استفہام کا طریقہ شوق پیدا کرنے کے لئے کہ کیا طریقہ ہو سکتا ہے تو قبض العلم بمحو الحروف نہیں بلکہ بقبض العلماء

عمر بن عبد العزیزؒ: م120ھ اور زھلی: م125ھ

- دروس تا العلم: دَرَسَ یَدْرُسُ: مٹانا وإنی خفتُ محوَ العلم، چنانچہ احادیث کو جمع کرو پڑھنا فإنی خفتُ ذھاب دروس العلم أی اسباق العلم

- علم طب (حکمت) یا تعویذات کو کسی کو نہیں بتاتے اور فنا ہو جاتے اور وہ ملکہ بھی ساتھ

- درس: جہل مٹ گیا اور علم آیا۔

- مولانا بنوریؒ: کاش شاہ صاحب زندہ ہونے تو ہم یہ یہ، یہ سوال کرتے۔

- سند کو مؤخر کیا اسلئے کہ اس سند سے حدیث مکمل نہیں بلکہ اسکا ایک حصہ ہے۔

- انتزاعًا مفعول مطلق من غیر لفظہ "لیقبض کے لئے"

- علماء کو فتنہ میں نہیں ڈالا جائے گا بلکہ اٹھایا جائے گا: أفلا یرون أنا نأتی الأرض ننقصھا من أطرافھا

- 1)فتوحات کے ذریعہ کفار کی زمین کم اور مسلمان کی زیادہ ہو جاتی ہے

2)زمین کو کم کرتے نشر و دعوتِ اسلام کے ذریعہ یا علماء کی وفات سے (أفإن مت فھم الخالدون)

جو علم و عمل اور دین ہے مشابہ ایک باغ کے جس میں ثمرات فصل و محلات ایک جگہ حدیث کا پھل، تفسیر کا محل اور علم وعقائد والکلام ہے تو سب موجود ہیں

- باغ کی زمین کے چار جانب ہیں تو اسی طرح علم دین کے چار کنارے ہیں:

1) تبلیغ و تعلیم؛ 2) خانقاہ و اصلاح: التحلی بالفضائل و التخلی عن الرذائل؛ 3) التصنیف والتألیف 4) الدفاع عن الدین، یہ 4 کنارے ہیں تو اگر اس عالم کا تعلق ان 4 کناروں سے ہے تو سب کا دل ٹوٹ جائے گا اسلئے کہ تعلیم کے لوازم میں سے اصلاح وغرہ بھی ہے اور دین کے دفاع میں مؤلفت قلوب کی مدد کرتا ہے۔

-الفربی: امام بخاریؒ کے شاگرہے تو معلوم ہوا کا استاد و شاگرد کے آپس میں مذاکرہ ہوتا تھا۔

بَابٌ: هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلَى حِدَةٍ فِي العِلْمِ؟(حدیث:101-102)

- أی لتحصیل العلم
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) حریص کا خیال رکھو جیسے عورت نے کی اور الگ مجلس قائم کرو

2) معذورین و..........

3) علم کی مجلس میں تعمیم ہونا چاہئے لیکن بعض موقعوں پر مصلحت کو دیکھا جائے گا

-ھل لائے جزئی واقعہ کی طرف اشارہ کے لئے

-جمع تکثیر غیر سالم کے لئے: قال الرجال یا قالت الرجال

-تعیین آسانی کے لئے ہے۔

-فضیلت مرد و عورت دونوں کو حاصل ہے لیکن عورت کو ذکر کیا اسلئے کہ وہ زیادہ متأثر ہوتی ہے۔

-فقال اثنین: ام سلیم، ام أیمن یا ام بشیر

-حنث کا مطلب گناہ اور جب بلوغ کو پہنچتا ہے تو حنث: 1) گناہ؛ 2) حانث ہونا؛ 3) القول القبیح

بَابُ مَنْ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَفْهَمْهُ فَرَاجَعَ فِيهِ حَتَّى يَعْرِفَهُ(ص21)(حدیث:103)

- ما قبل میں عورتوں کا باب گزرا جس میں قصور فی العقل غالب جس کی وجہ سے بار بار سوال کرتی
- جہاں فہم نہ ہو تو پوچھنا چاہئے یا سوال جواب کی مجلس میں کوئی بات نہیں یا یہ ہے کہ اشیاء میں داخل نہیں اسلئے کہ اشیاء سے مراد متشابھات اور اگر جواب نہ ہو تو یہ کہنا کہ سوچ کر بتائیں گے۔
- صحابہؓ پوچھتے رہتے تھے: الذین آمنوا لم یلبثوا
- أینا لم یظلم؟
- وإن منکم إلا واردھا، کان علی...........تو بتایا کہ ایک مرور اور ایک دخول ہے۔
- وجوہ یومئذ ناضرۃ إلی ربھا ناظرۃ: تو صحابہؓ نے کہا کہ ہجوم ہوگا پھر......
- حتی یتبین لکم الخیط الأبیض عدی بن حاتم کو معلوم نہیں تھا اور دیگر لوگ من سببیہ نہیں بلکہ بیانیہ ہے۔
- المراجعۃ من آداب المتعلم
- آپ ﷺ نے جواب دیا: 1) حساب حقیقی اور 2) ایک حساب عرفی تو یہ دونوں مراد ہے یہاں (حوسب عذب)

- اقرأ کتابک، کفی:.....ینبأالإنسان یومئذ بماقدم وأخر
- حساب یسیر حساب لغوی ہے یعنی گننا کہ تم نے فلاں فلاں گناہ کیا اور ہم نے چھپایا تو آج بھی
- محوالسیآت بالحسنات یاالدخول من غیر حساب مراد
- جسکے ساتھ مناقشہ (اعتراض وسوال) اور کرید ہوگا
- مناقشۃ:الاستقصاء فی الحساب بحیث لا یترک شیٔ

بَابٌ: لِيُبَلِّغِ العِلْمَ الشَّاهِدُ الغَائِبَ(حدیث:104-105)

- ماقبل میں غائب ذھنًا کا ذکر ہے اسلئے مراجعہ کرتا ہے یا من غاب فھمًا اور یہاں من غاب جسمًا کے بارے میں
- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہاں: التفہیم للغیر اور ماقبل الفہم لنفسہ
- عمرو بن سعید مدینہ منورہ کے والی یزید کی طرف سے یعنی یزید بن معاویؓ
- ابو شریح عدوی، خویلد بن عمرو (صحابی)
- عبداللہ بن زبیر اور حسین اور محمد بن ابی بکر نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کیا
- بعض کہتے کہ محمد بن ابی بکر سب سے پہلے انتقال کر گئے 53ھ اور بعد عبداللہ بن زبیرؓ اور پھر حسینؓ شہید ہوئے۔
- امیر سے اجازت لینا بات کرنے کے لئے ادب ہے تاکہ وہ مہربان ومتوجہ ہو جائے۔
- مکہ حرمھا اللہ: شکار گھاس کاٹنا و قتل ممنوع ہیں۔
- أن یسفک بھا دمًا: 1) حرم میں کوئی قتل کرے یا شرب خمر ہو یا زنا تو بالاتفاق حد یا قصاص لیا جائے گا
  2) حرم کے باہر کسی کے پاؤں کاٹا تو قصاص لیا جائے گا تو اس سے مال لیا جائے گا حرم میں (اطراف)
  3) حرم کے باہر قتل کیا یا حد والا کام کا ارتکاب کیا تو حؒ: باہر قصاص یا حد اور استدلال کرتے ابن عباسؓ کے قول سے: من أصاب حدًا خارجَ الحرم ودخل الحرم لم یجالس ولم یبایع
  التجأ بالحرم لم یبایع حتی یضطر إلی الخروج (استدلوا بقول الصحابی)
  فؒ: حرم ہی میں قصاص یا حد اس سے لیا جائے گا اور وہ کہتے کہ حرم عاصی کو پناہ نہیں دیتا اور وہی عمرو بن سعید تابعی نے کہا (تو استدلوا بقول التابعی)
- درخت کو نہیں کاٹا جائے گا: 1) ایک قسم جو نابت یعنی خود بہ خود اگا اور من جنس النابت ہے اسکو نہیں کاٹا جائے گا (ناجائز) اور اگر من جنس النابت اور مُنبَت ہو یا منبت من غیر جنس النابت ہو تو کاٹ سکتے
  2) اور وہ گھاس جو لوگ نہیں اگاتے بلکہ خود بہ خود اگے تو کاٹ سکتے
  - کؒ: حشیش منبت (اگایا گیا) کاٹ نہیں سکتے لوکنہ حشیشًا منبَت
  - کسی چیز کو اگایا تو نہیں کاٹ سکتے جیسے انار وغیرہ
  - معاویہ بن یزید پھر مروان پھر عبدالملک بن مروان نے حجاج کو بھیجا جس میں عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہوئے
  - صدق رسول اللہ ﷺ: 1) رب مبلغ أوعی من سامع (افقہ تابعی ہوئے بعض صحابہ سے)

2) آپ ﷺ کو خطرہ تھا کہ بعض مسلمان بعض کا خون بہائیں گے
3) بلّغ الشاھدین الغائبین

بَابُ إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(حدیث:106-107-108-109-110)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: علیک بالتعلیم و لکن مع الاجتناب عن الکذب
- 1) ابو محمد جوینی جو امام الحرمین کے والد: آپ ﷺ پر جھوٹ باندھنے والا کافر ہے

2) جھوٹ بولنا ترغیب یا شر سے تائب کرنے کے لئے جائز ہے (یہ دونوں باطل ہیں) آپ ﷺ پر جھوٹ باندھنا حرام ہے

-بعض کہتے کہ گنجائش ہے کہ روایت میں لیضلوا کا لفظ آیا تو "لام" علت کے لئے نہیں بلکہ نتیجہ کے لئے

-و من أظلم ممن افتری علی اللہ کذبًا: اور آپ ﷺ پر جھوٹ باندھنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے

3) مفہوم مخالف ثابت نہیں ہے لیضل سے جیسے لا تاکلوا الربو أضعافًا مضاعفًا (یہ قید اتفاقی ہے) یا ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء، إن أردن تحصنًا بھی قید اتفاقی ہے۔

- فلیلج النار: بد دعاء ہے اور الولوج: الدخول فی مکان ضیق کو کہتے۔

-حدیث میں ہے: من کذب علی متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار تو آپ ﷺ پر جھوٹ بولنا یہ جہنم میں جگہ خریدنا ہے۔

اور غلطی اکثار کا نتیجہ ہے تو اسی لئے ہم اکثار نہیں کرتے تو جن حضرات نے زیادہ روایت بیان کی ہیں تو انکو اعتماد و یقین تھا جیسے ابو ھریرۃؓ اور اگر کوئی اشکال کرے کہ تکثیر احادیث خیر ہے یا شر؟

جواب: تکثیر احادیث خیر ہے لیکن شر ملحق ہو سکتا ہے کہ غلطی اور خطأ کا احتمال حب بار بار بیان کرے گا۔

- اشکال: انسؓ تو مکثرین حدیث میں سے ہے (2286 مرویات ہیں)

جواب: 1) انسؓ کا مقصد محفوظاتہ اکثر من مرویاتہ

2) میں زیادہ بیان نہیں کرتا لیکن طول عمر کی وجہ سے کثرت ہوئی (93ھ)

3) انسؓ کی احادیث زیادہ ہوگئی لکثرۃ الأسئلۃ منہ (قصدًا نہیں ہوئی) اور اسی طرح ابو ھریرۃؓ

-مکی بن ابراہیم ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں اور 11 ثلاثیات نقل کرتے

ابو عاصم نبیل: 6؛ محمد بن عبد اللہ انصاری (ابو یوسفؒ کے تلمیذ)؛ عصام بن خالد اور خلا بن یحیی سے ایک ایک مروی تو یہ سب ابو حنیفہؒ سے متعلق ہیں۔

- سب سے زیادہ ثلاثیات دارمی میں ہے اور پھر ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی ہے اور ثلاثیات کی اہمیت اسلئے ہے کہ وہ خیر ہے
- اصمعی کہتے جو مسلم کے شیخ ہیں: کہ جو غلط عبارت پڑھتا ہو تو وہ اس وعید میں شامل ہے
- اور بعض کہتے کہ روایت بالمعنی بھی اسمیں شامل ہے لیکن یہ غلط ہے اسلئے کہ اسمیں مفہوم صحیح ہے، ہاں فقہاء اتنا کہتے کہ غریب ہیں یعنی معنی ثابت نہ کہ الفاظ۔
- آپ ﷺ نے پہلے کتابت سے منع کیا: 1) لکھیں گے نہیں تو یاد کریں گے اور پھر ادا کریں گے مختلف الفاظ سے اور مختلف الفاظ سے اجتہاد کا دروازہ کھل جائے گا۔ 2) عالم بالحدیث ہو تو معنی خود بیان کر سکتے ہیں

- ولا تكتموا: عند البعض في حياۃ النبی ﷺ اور بعض کہتے کہ مکروہ تنزیہی ہے اور بعض مکروہ جب جمع ہو، محمد ابو القاسم: اصح یہ ہے کہ آپکی وفات کے بعد جائز اسلئے کہ علیؓ نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا اور کنیت ابو القاسم۔
- کنیت وہ ہے جو ابن یا اب کے ساتھ ہو اور لقب وہ ہے جو کسی صفت یا تعریف پر مشتمل ہو۔
- من رآنی فی المنام کا بعض ترجمہ کرتے: فسیرانی فی یوم القیامۃ أو فی الیقظۃ أو روضتی۔
- اصل 2 قسم کے الفاظ ہیں: فسیرانی اور فقد رآنی
- شیطان کہ سکتا ہے کہ میں خدا ہوں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں رسول ہوں
- اللہ خالق ضلالت ہے اور شیطان مُظہر ضلالت ہے اور نبی مُظہر ہدایت ہے
- صورت: مثالی یا عکس دیکھا یا اللہ نے............
- ابن سیرین: جب آپ ﷺ سیرت کی کتابوں کے مطابق ہو تو واقعی آپ ﷺ ہیں۔
- شاہ عبد العزیزؒ: جو صورت دیکھیں گے وہی آپ ﷺ ہیں
- مولانا عبد العلی دہلویؒ جو مولانا قاسم نانوتویؒ کے شاگرد تھے، انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کوٹ پتلون میں ملبوس ہیں تو مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو لکھا تو جواب دیا کہ آپکے لئے پریشانی نہیں بلکہ امت کے لئے کہ انگریزی تمدن و تہذیب کا غلبہ ہوگا
- حضرت علی متقی گجراتی (صاحب کنز العمال و مجمع البحار) کہتے کہ کسی نے دیکھا آپ ﷺ کو اور وہ اشرب الخمر کہہ رہے تو بتایا کہ آپ ﷺ نے لا تشرب الخمر کہا اور آپ نے غلط سمجھا یا بطور وعید یا استفہام میں ہے
- یا پھر 1) شراب مخصوص مراد: 2) شراب معنوی یعنی جو آدمی میں مستی پیدا کرے جیسے یہ شعر میں: عُناب لب لعاب دہن شربت وصال یہ نسخہ چاہئے تیرے، تو مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی محبت کی شراب پیا کرو۔
- آپ ﷺ کو عالم یقظۃ میں دیکھ سکتے ؟

جواب: علامہ ابن تیمیہ اور سلفی وغیرہ سخت انکار اور مخالف ہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے مستقل رسالہ لکھا اس پر: "تنویر الحلق فی رؤیۃ النبی والملک"

- شاہ ولی اللہؒ کے والد شیخ عبد الرحیم سفر میں جارہے تھے تو ایک مصرعہ بھول گئے سعدیؒ کے اشعار سے تو کسی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا، پھر جب پوچھا کہ کون ہو تو بتایا کہ لوگ مجھے سعدی کہتے۔
- علامہ تفتازانیؒ پڑھتے تھے اور ایک شخص آیا اور کہا فلاں جگہ حاضر ہو جاؤ تو میں نے کہا میں نہیں جاسکتا اسلئے کہ مجھے کچھ یاد نہیں ہوتا تو سوچا کہ میں پڑھونگا، پھر ایک صاحب آیا اور کہا کہ آپ ﷺ آپکو یاد کررہے ہیں تو بھاگے، تو دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف فرماہیں بعض ساتھی کے ساتھ تو میں نے بتایا کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ ﷺ بلارہے ہیں تو آپ ﷺ نے دعا کی انکے لئے تو پھر سبق میں وہ باتیں بتانا شروع کردیا جس سے استاد حیران ہوجاتے تو استاد نے کہا کہ آپ وہ نہیں ہے جو کل کے تھے۔
- بریلوی جو خالی کرسی رکھتے اور کہتے کہ آپ ﷺ تشریف لاتے ہیں تو وہ بھی اسی وعید یعنی تعمد کذب میں آئے گا۔
- رؤیۃ اللہ فی المنام:

قاضی خان: جس نے کہا کہ اللہ کو دیکھا تو وہ زندیق ہے (تاویل کہ فلاں شکل میں ہے) لیکن اگر کہے کہ کیفیت بیان نہیں کرسکتے تو ممکن ہے۔

- امام ابو حنیفہؒ: 99 مرتبہ رؤیت باری ہوئی تو پھ ایک دعا کا القاء ہوا جس میں انسان کی نجات ہے (دعاص.........پر ہے شامی میں)
- اس حدیث کے 4 جملوں میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: نام کنیت میں ظاہر ہے اور من رآنی کا جسنے مجھے خواب میں دیکھا اور وسمیتُ فی قلبہ بانی محمد ﷺ فقد رآنی اور جو جھوٹ بولے گا کہ خواب میں یوں یوں دیکھا تو کہتے کہ خواب کا جھوٹ زیادہ سخت وشدید ہے یقظت کے جھوٹ سے اسلئے کہ خواب وحی کا حصہ ہے (1/46) حصہ ہے نبوت کا۔

بَابُ كِتَابَةِ العِلْمِ (ص21) (حدیث: 111-112-113-114)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جھوٹ سے بچنا چاہئے تو علم کو لکھو
2) علم کے ضائع ہونے سے بچانا ہے تو کتابۃ العلم زندہ باد
3) کتابت علم تبلیغ الحاضر إلی الغائب میں داخل ہے

- ابتداء میں کتابت سے منع فرمایا تھا

- ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے اگر چہ بعض کہتے کہ یہ روایت موقوف ہے یا مطلب یہ کہ کتابت مشکل ہے اور ہر ایک کے پاس اسباب نہیں تو پھر نہی شفقت ہے یا حافظ کام کرے او سب کے لئے آسانی یا مخلوط بالقرآن کی ممانعت ہے یا اسلئے کہ مختلف الفاظ سے مختلف معانی نکلتے۔

- کتابت جائز ہے یا مستحب اور بعض صورتوں میں واجب ہے

- شیعہ کہتے کہ علیؓ اور بعض کے پاس مخصوص تحریریں تھیں تو تردید فرمائی علیؓ نے

- أو فهمٌ أعطیہ: المسائلۃ المفہومۃ الملتویۃ، اصل فہم مکتوب نہیں

- عقل: 1) باندھنا

2) منع کرنا کہ آدمی کو منع کرتے کہ احتیاط کرو کہ دیت وجب نہ ہو جائے انعام الباری (ص190)

- فَکّ کُ دُ (1): مسلمان ذمی کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا یا قصاص لیا جائے گا

- احناف: یقتل المسلم بالذمی اور دلیل: یہاں کافر مراد حربی ہے: 1) لایقتل مسلم بکافر ولا ذو عہد (ذمی) فی عہدہ أی بذمی تو معلوم ہوا کہ کافر حربی مراد ہے 2) اسکا تعلق ماضی سے نہ کہ مستقبل سے اور حال سے فی الحال اور ماضی میں مسلم کو قتل کیا جاتا تھا کافر کے بدلے میں 3) الذمی فی حکم المسلم جب دونوں کا حکم ایک ہے تو ذمی کو قتل کیا جائے گا مسلم کے بدلے میں اور اسلام کا قائم مقام جزیہ دینا ہے

دلائل: 1) قتل علی مسلما بذمی لیکن سند میں عبد الرحمن بیلمانی متکلم فیہ ہے
2) دماء ھم کدماءنا و أموالہم کأموالنا
3) عمر بن عبد العزیزؒ نے امیر الحیرۃ یا امیر الجزیرۃ کو خط لکھا کہ ذمی کو اختیار دیا جائے اور مسلم قاتل کو حاضر کیا جائے گا مقتول کے ولی سے پوچھا کہ کیا معاف کرتے ہو تو کہا کہ نہیں میں قصاص لے لونگا

رواہ الطحاوی بسند جید..........

- الا من قتل عاھداً لہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ.......... فقد أخفر ذمۃ اللہ (تو سزا قتل ہی ہوگا)

- فلا یروح رائحۃ الجنۃ (رواہ الترمذی)
- پہلی حدیث اس باب میں صحیفہ اور دیت اور فکاک الأسیر اور قتل کے احکام بتلایا
- طحاوی نے دلیل پکڑلی کتابت کے لئے اس آیت کو: إذا تداینتم بدین إلی أجل...........
- کہتے ہیں کہ حدیث کو پہنچانا امت کو یہ بھی ایک دین ہے
- بنولیث کے ایک آدمی کو قتل کی حراش ابن امیہ نے (جو بنو خزاعۃ کے تھے) تو احناف کے مذہب کے مطابق قصاص لینا چاہئے تھا

1) قصاص نہیں لیا اسلئے کہ مقتول مستأمن تھا (لیکن یہ جواب سمجھ میں نہیں آتا ہے)

2) فتنہ کو ختم کرنے کے لئے دیت پر راضی کیا اور آئندہ کے لئے قصاص مقرر کیا

فؒ: لقطۃ الحرم جسنے اٹھایا تو پوری زندگی اعلان کرے گا اور حؒ: علی حسب ظنہ الغالب

- إلا لمنشد کا فائدہ یہ ہے: بتایا کہ یہاں کے لقطے دوسرے لقطے کی طرح ہے کہ اسکا اعلان کیا جائے گا، ایسا نہیں ہے کہ پتہ نہیں گم کرنے والا کہاں پہنچ گئے تو اعلان کی ضرورت نہیں
- احناف کا مذہب: حکم اللہ القصاص: کتب علیکم القصاص فی القتلی
- 1) ولی مقتول دیت کو اختیار کرے اور قاتل قصاص کو اختیار کرے توفؒ: ولی مقتول کو مانا جائے گا (جو خیر النظرین)

حؒ: قاتل کی بات مانی جائے گی اسلئے کہ اصل حکم یہی ہے۔

2) قصاص کو معاف کیا تو دیت بھی ختم اسلئے کہ اصل حکم قصاص ہے؛فؒ: دیت کو اختیار کرسکتے مجلس میں لیکن شافعیہ کا مسلک احناف کی طرح ہے (جلالین میں)۔

- فھو بخیر النظرین، یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ ولی مقتول کو اختیار ہے؟

جواب: ولی مقتول دو مفید باتوں میں سے ایک پسند کرے گا پھر اختیار قاتل کو ہے۔

عام طور پر قاتل دیت اختیار کرتے اور جو موت اختیار کرتے وہ شعر وشاعری میں ہے

- یمن سے ابو شاہ آئے
- اذخر کو مستثنی کیا اجتہاد سے یا وحی سے تو اسکو استثناء تلقینی کہتے
- استثنی منقطع کا یہ ترجمہ ہوگا: لم یکن أحدٌ أکثر حدیثاً (مرویًا) إلا ماکان من کتابۃ عبد اللہ
- متصل کا یہ ہوگا لیس أحدٌ أحادیثہ أکثر منی إلا ماکان من أحادیث عبد اللہ بن عمرو
- اشکال: عبد اللہ بن عمرو بن العاص 700 احادیث اور ابو ھریرۃؓ تو مکثرین حدیث سے ہیں: 5374 مرویات

جواب: عبد اللہ بن عمرو کی احادیث زیادہ تھی لیکن کم منقول ہوئی اسلئے کہ وہ طائف پھر مصر میں رہے اور ابو ھریرۃؓ مدینہ منورۃ میں رہے تو انکا علم پھیل گیا، اور کبھی وہ اسرائیلیات کو نقل کرتے توراۃ سے تو بعض.......

وکان مستغرقًا فی العبادۃ، تو احادیث کے پھیلانے کی طرف توجہ کم تھی

عبد اللہ بن عمرؓ: 2635 مرویات؛ انسؓ: 2286 مرویات؛ عائشۃؓ: 2210 ابن عباسؓ: 1660؛ جابرؓ: 1574؛ ابو سعید خدریؓ: 1170؛

- متوسطین: ابن مسعودؓ:800؛ پھر عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ (اکثر مروی ہے عبد اللہ بن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ): 700، عمرؓ:537؛ علیؓ:536
- الصحیفۃ الصادقۃ صحیفہ کا نام ہے جو عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے پاس تھا
- زندگی کے آخر میں کتابت کی خواہش و تمنا فرمائی اسلئے کہ دوات منگوائی آپ ﷺ نے
- لکھنا آسان ہے اور املاء کرانا مشکل ہوتا ہے
- لا تضلوا بعدہ: 1) گمراہ نہ ہوگے؛ 2) غلطی نہیں کروگے؛ 3) پریشان نہیں ہونگے
- حضرت عمرؓ کی رائی پر خوش تھے (اسلئے کہ جہاں آپ غصے ہوئے تھے تو عمرؓ کی یہ کیفیت تھی کہ برک علی رکبتیہ تاکہ آپ ﷺ کو راضی کرے) اور یہ اختلاف ایسا تھا جیسا لا یصلین العصر إلا فی قریظۃ
- بعض لوگ کتابت کے حامی اور بعض نہیں، یہ واقعہ جمعرات کا ہے اور پھر 5 دن زندہ رہے تو معلوم ہوا کہ یہ معاملہ کتابت آپ ﷺ کی رائے سے ختم ہوا۔
- شیعہ کہتے کہ علیؓ کی خلافت لکھوانا چاہتے!

الزامی جواب: عمرؓ کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے تو عمرؓ نے انکار کیا

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صلوۃ وماملکت أیمانکم اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کے بارے میں لکھنا چاہتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ صلوۃ وزکوۃ کے بارے میں لکھنا چاہتے تھے

- ابن عباسؓ کا خیال یہ تھا کہ ممکن ہے کہ اگر آپ ﷺ کتابت کرتے تو ممکن ہے کہ جھگڑا نہ کرتے
- 1) مشہور اور بہتر قول: ابو بکر صدیقؓ کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے جیسے روایت عائشہؓ سے معلوم ہوا: ادعی لی أباک وأخاک........فإنی أخاف................(مسلم کی روایت)

2) الصلوۃ والزکوۃ وماملکت أیمانکم (مسند احمد)

3) أخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب، أکرموا الوفد کما کنت أکرمھم اور اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کو بھیج دے

- اس سلسلے میں عمرؓ پر 4 اعتراضات ہیں

1) گویا عمرؓ نے وحی کو رد کیا اور یہ خطرناک ہے

الزامی جواب: اس قسم کا واقعہ علیؓ کے ساتھ بھی ہوا تھا: أمرنی أن آتی بطبق تو جواب دیا کہ یا رسول اللہ آپ بولئے میں یاد رکھونگا لیکن دوات کتابت کے لئے نہیں لاؤنگا

- روایت: آپ ﷺ آئے فاطمہؓ اور علیؓ کو اٹھایا تہجد کے لئے: واللہ لا نصلی إلا ما کتب اللہ لنا تو اللہ تعالی کا حوالہ دیا تو آپ ﷺ واپس چل کرت اپنی ران پر مارتے ہوئے اور فرماتے ہوئے: کہ انسان جھگڑالو ہے، قرآن میں ہے: وکان الإنسان أکثر شیء جدلاً
- آپ ﷺ نے علیؓ کو 7 درہم دی، فقراء آئے تو ان پر خرچ کئے اور خود فاقہ سے رہے تو یہاں بھی امر کو اباحت پر محمول کیا
- تحقیقی جواب: آپ ﷺ کے دو مشیر آسمان میں اور دو زمین میں اور مشیر مشورہ دیتے ہیں اور آپ ﷺ کبھی عمرؓ کے مشورہ کو قبول کرتے تھے اور کبھی رد کرتے تھے۔

- حاطب بن أبي بلتعۃ کو قتل کرنے کا مشورہ دیا عمرؓ نے لیکن آپ ﷺ نے انکار کیا اور کہا کہ وہ بدری ہے اے عمر۔
- اسی طرح عمرؓ نے کہا: عبد اللہ بن ابی بن سلول کو قتل کرنا چاہئے تو آپ ﷺ نے انکار کیا۔
- عبد اللہ بن رواحۃ اشعار پڑھ رہے تھے مسجد میں تو عمرؓ نے روکا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پڑھتے رہو اسلئے کہ وہ مشرکین پر تیر سے بھی زیادہ مؤثر ہے اور ممانعت اشعار کی وہ ہے جس میں شور و شغب ہو، فحش کلمات و قبیح معانی وغیرہ ہو۔
- عمرؓ توریت پڑھتے تھے تو آپ ﷺ بہت غصے ہوئے اور لال ہوئے تو منع فرمایا
- بدر کے اسیر کے قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا، حجاب، خمر وغیرہ کے بارے میں (موافقات عمر)
- لکھوانے میں تنگی و حرج ہیں اسلئے فرمایا کہ میں حفظ کرونگا۔
- 2) دوسرا اعتراض: عمرؓ نے ھُجر کو آپ ﷺ کی طرف نسبت کی؟

جواب: 1) أھجر: اکثر جگہوں میں ہمزہ استفہامیہ ہے اور جہاں نہیں تو مقدر ہو گا

2) اھجر کہتے وہ لوگ جو کتابت کے حامی تھے

3) ھجر بمعنی ہُجر بعید بلکہ دوسرے معانی ہیں جیسے إنی مھاجر إلی ربي

- 3) تیسرا اعتراض: عمرؓ نے حدیث کی حجیت کا انکار کیا: حسبنا کتاب اللہ یعنی فی.......

جواب: 1) حسبُنا کتاب اللہ فی ھدایۃ الأصول، ما فرطنا فی الکتاب من شيء أی......................یا مدد کے لئے کافی

2) حسبنا کتاب اللہ فی إنشاء الاتفاق والاتحاد فیما بیننا

3) حسبنا للکتابۃ کتاب اللہ فی وجوب الکتابۃ، فأما الحدیث فلیس واجب کتابتہ بل یُحفظ

- 4) چوتھا اعتراض: عمرؓ نے آواز بلند کی آپ ﷺ بر حالانکہ سورۃ حجرات میں آیا ہے کہ لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

جواب: 1) یہاں آپ ﷺ خاموش تھے اور قرآن کے خلاف نہیں اسلئے کہ قرآن میں فوق صوت النبی ہے اور یہاں صوت النبی ہے ہی نہیں؛ 2) کجھر بعضکم لبعض: رفع الصوت نہیں تھا لیکن سب کے لولنے کی وجہ سے جہر ہوا

- ابو بکرؓ نے امات کی، اور علیؓ نے دو مرتبہ بیعت کی تھی انکے ہاتھ پر

بَابُ العِلْمِ وَالعِظَةِ بِاللَّيْلِ(ص22)

۱- جیسے کتابت علم میں معاون اسی طرح رات کو جاگ کر سبق پڑھنا معاون ہے۔

۲- رات کو اٹھ کر قصے کہانیاں اچھا نہیں ہے بلکہ علم کی خدمت کرنا اچھا ہے۔

۳- رات کو وقت النوم استراحت ہے تو مصنف نے کہا استراحت کے بعد پڑھ لو۔

بعد النوم کا مرحلہ مقدم کیا کہ اس وقت نیند پوری ہو جاتی ہے تو مکمل طور پر پڑھ سکتا ہے۔

- أُنزِلَ: أُعلم، أوحيَ ؛ فتنہ: عذاب، مصیبت، امتحان، قتل۔
- خزائن: مال کے خزانے یا برکت: ام عندھم خزائن ربک، قل لو انتم تملکون خزائن ...
- أُعلم بالرؤيا أو بالوجود المثاليِّ اور وجود کے کئی قسمیں ہیں: وجود علمی، لوحی، ذریتی...
- جسمانی روحانی مثالی (جیسے سورۃ بقرۃ اور آل عمران بادل کی شکل میں آئینگے) برزخی، اخروی، رحمی...

- قول البعض: فتنہ عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے لیکن یہاں یہ عورتوں کا فتنہ مراد ہے (حدیث: رب کاسیۃ..........)
- حجرۃ: حجر (چار دیواری)، تو فتنہ کا علاج دعا تہجد ہے اسی لئے فرمایا: ایقظوا صواحب الحجر
- اس سے دین پر چلیں گے چنانچہ خزانہ صحیح جگہ پر خرچ ہو گا۔

بَابُ السَّمَرِ فِي العِلْمِ

ما قبل میں رات کو اٹھنے کے بعد علم کا مشغلہ رکھنے کا حکم ہے۔

گپ شب (بے فائدہ باتیں کرنا) ممنوع ہے اس باب میں۔

عشاء کے بعد علم کی بات چیت و تکرار ممکن ہے اگرچہ نھی وارد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہی بے فائدہ کلام پر محمول ہو گا۔

سمر اتنا لمبا ہو جاتا ہے کہ پتہ نہیں چلتا کتنا وقت ختم ہو گیا ہے اور سمر بالعلم میں یہ بات نہیں ہے۔

سمر: چاند کی روشنی لغۃً: گندمی رنگ اور چاند کی روشنی کا رنگ گندمی ہے۔............

....

....

ابو الطفیل واثلہ ۱۱۰ ھجری میں وفات پائی۔

لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض من الصحابۃ یا جزیرۃ العرب میں یا من یکون فی البر یا من ہذہ الامۃ چنانچہ جو خضر علیہ السلام کے حیات کے قائل ہیں تو اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں، محققین کے نزدیک تمام انسان مر جائیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی، اور جو فرشتہ مانتے ہیں تو کوئی سوال نہیں وفات کا۔

عشاء کے بعد یہ حدیث سنائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

بعثہ والدہ لیستقرض.............

نام: الغلیم: اسلئے کہا کہ اگر سوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات چیت اور مس میں مشغول ہو جائے لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ بتبدیل المکان یوقظ الانسان وما سال لیتلاعب الزوجان۔

- اس روایت میں ۵ رکعات دوسری میں زیادہ، اگر سب جمع کیا جائے تو ۶ ہو گا۔

  ۱) عشاء پڑھائی، ۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے ۴ رکعات (۲ سنت ۲ نفل) پھر سوئے، ۳) اٹھے، وضو فرمایا اور ۸ رکعات کا ذکر، ۴) پھر لیٹ گئے پھر اٹھے اور وتر پڑھی اور وتر سے پہلے ۲ یا بعد میں ۲ رکعات پڑھی تو ۵ ہوئی (اصح رکعتین بعد الوتر)
- امام احمدؒ: لا افعل ولا امنع، امام مالکؒ: امنع (اجعلوا آخر صلوٰتکم وترا)، احناف کا کوئی تخصیص نہیں، امام شافعیؒ: کبھی پڑھے کبھی چھوڑے۔
- کان کا لفظ آیا ہے جو دوام کے لئے، ہر وقت کے لیے نہیں بلکہ "احیاناً" کے معنے میں ہے۔

  مثال: کان یصبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو جنب، کان یطوف علی نسائہ بغسل واحد۔
- ۵) ۵ رکعات کے بعد لیٹے پھر جب اذان ہوئی تو ۲ سنت فجر کی پڑھی اور لیٹ گئے پھر ۶) بلال رضی اللہ عنہ آئے اطلاع دینے کے لئے تو فجر کی نماز پڑھی۔
- اشکال: ترجمۃ الباب کیسے ثابت ہوا "السمر بالعلم" چونکہ یہاں حدیث سنانے یا بات چیت کا ذکر سرے سے ہی نہیں۔

جواب: ۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر آئے تو عادت یہ ہے کہ بات چیت ہوتی، گویا ترجمۃ الباب عادت کے موافق ہے (مرجوح)۔

– ۲) آپ ﷺ نے نام الغلیم کہا، یہ ہے بات (لیکن یہ سمر بالعلم نہیں) اور جملے کو بات چیت نہیں کہتے عادۃً۔
– ۳) ابن عباس رضی اللہ عنہ کو بائیں طرف سے دائیں طرف لائے تو یہ سمر بالفعل تو بتایا بالفعل کہ مقتدی دائیں جانب ہونا چاہئے لیکن یہ بھی سمر بالعلم ای بالقول نہیں۔
– ۴) اصل اور راجح یہ ہے کہ امام بخاریؒ ایک جگہ پوری روایت نہیں لائے بلکہ ص ۶۵۷ پر "فتحدث مع اہلہ ساعۃً" کا ذکر ہے۔

بَابُ حِفْظِ العِلْمِ

ترجمۃ الباب کا مقصد:

۱) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو اللہ نے بہت علم عطا کیا اسلئے کہ انہوں نے علم حفظ کیا لیلاً۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ: آپ ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی: ۱) اشراق پڑھو تو پورا بدن کا زکوۃ نکل جائے گا۔

۲) مہینے میں تین روزے رکھنا۔

۳) وتر پہلے پڑھا کرے (مطلب یہ ہے کہ رات کو یاد کرتے تھے تو دیر ہو جاتی)۔

حفظ العلم لیلاً ببرکۃ السمر بالعلم،السمر بالعلم یقوّی الحفظ والعلم۔

۲) مطلق ہے لیلاً کان او نھارا

– یہ آیت علماء یہود کے بارے میں ہے تو ایک قید لگائی "الاّ الذین تابوا واصلحوا (ما افسدوا) وبینوا (صحیحا)"
تو مولوی کا تابہ زیادہ سخت اسی لئے شرائط ہیں۔
– جواز الاعمال لمن کان لہ عیال کہ مہاجرین تجارت کرتے تھے۔
– کوئی اور قوم کا ذکر ہے تو بھائی کا لفظ ساتھ لگانا چاہئے یعنی مہذب الفاظ کہنا۔

بشبع بطنہ: منکرین حدیث کا اعتراض ہے کہ دیکھو صرف پیٹ پالنے کا مقصد تھا!

جواب: ۱) اہل و عیال کا نہ ہونا مطلب ہے ورنہ تو لقیمات یقمن صلبہ کا ذکر ہے۔

۲) بشبع بطنہ یلزم کے ساتھ آیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہمیشہ رہنا تھا سیر ہو کر (یعنی احادیث سن کر): یہ محاورہ ہے: کلمۃ بشبع بطنی (دل بھر بات کی اس سے)، تو اسکا تعلق علم اور لزوم کے ساتھ ہے۔ (ما قبل میں صرف علم کا ذکر ہے نہ اکل نہ شرب ہے)۔

– ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ دن رات محنت کرتے تھے اور ساتھ آپ ﷺ کی دعاء ملی اسلئے امام الحدیث بن گئے (یہ روایت ص ۲۰۵ پر ہے: "فما نسیت من مقالۃ النبی ﷺ ذلک من شیء")۔
– فغرف بیدیہ: غیر محسوس چیز کو ڈالا
– جواب: ۱) "من" سببیہ ہے یعنی اس قول کے سبب سے۔
۲) ص ۲۷۵ پر: مجلس کے مقالے سے متعلق اور یہاں دوسرا واقعہ ہے۔

اشکال:......

جواب:......

......

کیا مطلب ایک بوڑی کو پھیلایا اور ایک کو نہیں۔

- ممکن ہے کہ فتنہ سے ڈرتے تھے (حاشیہ 1 ص 23) یہ الفاظ نہیں بلکہ "تعوذوا باللہ من رأس الشبعین"

بعض احادیث میں شرائط ہیں یا مطلب یہ ہے کہ حدیث تو یہاں بیان کیا لیکن تشریح نہیں کرتے تھے۔

مثلا "من قال لا إلہ إلا اللہ دخل الجنۃ" تو عمرؓ نے ابوہریرۃؓ کی پٹائی کی۔

- دونوں بوڑی کو ہر ایک نے سامنے بیان کر دی (خواص و عوام) تو لوگ ان کو قتل کریں گے۔

- یشتتہ: بکھیرنا اور جو چاہے لے لے۔.................لما خلق اللہ الرحم

- "أنت الرحمٰن و أنا الرحم فأخذہ بحقوہ" (شدید التجاء مراد ہے)..................................

تو یہ حدیث عوام کے سامنے بیان کرنے سے وہ کیا سوچیں گے۔

- "إنہ لیغان علی قلبی" تو خواص کہیں گے: بوجھ مراد ہے۔

- اللہ جہنم میں قدم رکھے گا فتقول قط قط۔

- امام غزالیؒ کا رسالہ ہے: المظنون بہ علی غیر أہلہ۔

- مثل: شریک فی الذات والصفات، جو اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھانے کے لئے مستعمل ہے: مثل نورہ کمشکوۃ۔

- روح اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو سمجھانے کا ایک ذریعہ ہے، تو اشکال نہ ہو کہ انہوں نے علم چھپایا ہے بلکہ انہی کو بیان کیا جو اسکا اہل ہے۔

بَابُ الإِنْصَاتِ لِلْعُلَمَاءِ

عالم و معلم جب بیان کرے تو خاموش رہے اور حفظ کا طریقہ انصات ہے

1) علماء کی تعظیم۔ 2) اسکے سامنے خاموش رہنا۔

انصات و استماع میں عموم ہے خصوص من وجہ، کبھی ایک ہو گا اور دوسرے نہیں۔

سفیان ثوری: أول العلم الاستماع ،ثم الانصات ثم الحفظ ثم العمل ثم النشر

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ إِذَا سُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَيَكِلُ العِلْمَ إِلَى اللَّهِ ص23

1) المتعلم یفوض امرہ الی المعلم والمعلم إلی اللہ

2) تعلیم التواضع: اللہ أعلم کہنا

3) ما قبل آداب متعلم یہاں آداب معلم کا بیان ہے۔

یجوز تعلم العلم من الأدنی جیسے موسیٰؑ نے علم حاصل کی خضرؑ سے

تعلموا العلم الأدنی مع الوجود العلم الأعلی

نوف بکالی: کعب الاحبار کی بہن کا لڑکا ہے

تورات میں مذکور نہیں موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ چنانچہ وہ کہتے کہ موسی کوئی اور تھے۔

جھوٹ بمعنی اَخطاَاور عدو اللہ سے زجر وتوبیخ..

اشکال: یہاں خضر کو عبد کہا تو پہلے آپ نے کہا کہ فرشتہ ہے

جواب: وجعلوا الملائکۃ الذین ہم عباد الرحمٰن

مجمع البحرین: ایک بحر موسیٰؑ اور ایک بحر خضرؑ: مجازی معنی ہے۔

طنجہ یا بحر اردن اور قلزم جہاں ملتے، بعض: خرطوم میں بحر اَبیض اور اَزرق، بعض: بحر اَحمر اور بحر اَبیض متوسط لیکن اس پر اشکال ہے کہ ملانے والی بحر SUEZ ہے اور یہ فرانس نے بنایا بعد میں۔ بعض: نیل اور بحر اَبیض۔

1) مچھلی دریا میں خوش رہتی ہے تو طالب علم اور عالم علم کے پانی میں (جیسے علم کو تشبیہ دی پہلے بارش سے) خوش رہتا ہے۔

مجھے دنیا سے کیا مطلب یہ معہد ہے وطن اپنا مرونگا کتابوں پر اور ورق ہو گا کفن اپنا۔

2) مچھلی کے لئے سمندر ایک وسیع علاقہ ہے اسی طرح طالب علم گھومتا جائے گا نئی کتابوں میں، علوم میں، فنون میں۔

3) مچھلی میں کانٹے اور گوشت ہے اسی طرح طالب علم کے پاس کانٹے: اَشداء علی الکفار اور گوشت: رحماء بینہم۔

4) مچھلی کو جب صاف کیا جاتا ہے تو لذیذ ہے اسی طرح طالب علم و عالم جب اپنا تزکیہ کریں گے تو بہت لذیذ و مزیدار بنیں گے اور خون پیدا کرنے والا ہو گا، جو قوت ہے دین کے لئے۔

5) مچھلی جب چلتی ہے پانی میں تو چھینٹیں اڑاتی ہے اسی طرح طالب علم و عالم جب چلتے ہیں تو نور کی چھینٹیں اپنے منہ سے اڑائیں گے اور لوگ مستفید ہونگے۔

6) مچھلی کی آنکھیں پانی میں کھلی رہتی ہے گویا سونا جاگنا ایک ہے اسی طرح طالب علم ہوتا ہے کہ اسکی نیند گہری نہ ہو گی کہ تہجد کی نماز و مطالعہ چلی جائے (یعنی جاگنے کی فکر ہے)۔

7) مچھلیوں کو جب کھانا دیتے ہیں تو لمحوں میں اپنا خوراک لے کر واپس چلے جاتے ہیں تو اسی طرح طالب علم ایک دوسرے کو خیر کا موقع دیں گے، آپس میں اتفاق سے رہیں گے۔

8) مچھلیوں کو کئی دنوں کے بعد کھانا ملتے ہیں اسی طرح طالب علم گزارا کرے گا علم پر اور بقدر ضرورت کھانا کھائے گا۔

9) مچھلی پانی میں ڈوبی ہوئی رہتی ہے اسی طرح طالب علم علم و عمل میں ڈوبا ہوا رہتا ہے ہر وقت۔ (تجھے غیروں سے کب فرصت ....)

10) مچھلی پانی کے بغیر مر جاتی ہے اسی طرح طالب علم بغیر علم: کأنہ میّت۔

-خادم: یوشع بن نون.   صخرۃ: بڑی چٹان

-دونوں سو گئے اور یوشع جلدی اٹھے تو دیکھا کہ مچھلی زندہ ہو رہی ہے یا موسیٰؑ سوئے اور یوشع لیٹ گئے۔

-فانسلّ: خروج الشيء بخفیۃ تو اس طرح اگر آدمی غافل رہے گا تو علم خفیہ طور پر چلا جائے گا (مثال قرآن جو نکل جاتا دل سے)

-کان لموسی عجبا فی الاَخیر ولفتاہ ابتداءً

- 2 جگہ روایت گ: جلد 2 ص 687 فانطلقا بقیۃ یومھما ولیلھما، دونوں صبح کو چلے تھے روشنی میں پھر پوری رات چلے تب فلما اَصبح صحیح ہو گا۔

-یہاں کی عبارت پر لوگ کہتے کہ قلب ہوا راوی سے، بعض کہتے کہ صحیح اور عبارت یوں ہے فانطلقا بقیۃ لیلتھما و یومھما یعنی 24 گھنٹہ (مثال 9 بجے چلے اور صبح 6 بجے سے ہے تو 24-3= 21 تو 21 گھنٹہ چلے جو انکے دن کے پورے ہونے میں باقی تھا)

-علم کے راستے میں مشقت ملی۔
-خادم اگر کوئی چیز بھول جائے تو غصہ نہیں ہونا چاہئے حالانکہ موسیٰؑ جلالی آدمی تھے۔
-علم کی جگہ پر مچھلی زندہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ جاہل مردہ ہے اور عالم حیّ ہے۔(الناس موتیٰ و أھل العلم أحیاء)۔
-معلم حیاوالا لباس پہنے گا(مسجّی بثوب)
- أنی بأرضک السلام:1)اسلئے کہا کہ وہاں سلام کے کلمات کچھ اور تھا(یہ جواب سمجھ میں نہیں آتا اسلئے کہ سلام آدمؑ سے چلا آرہا ہے)۔
2)بلاد الکفر سے کہاں سلام(لم یفہم،وہاں کوئی نہیں تھا)۔
3)اس زمین میں کیسے سلام والے انسان آگئے تو معلوم ہوا کہ خضرؑ لا یعلم الغیب اسلئے کہ کائنات کے تیسرے نمبر کے پیغمبر آئے۔
- "ھل اتبعک" تلمیذ استاد کی پیروی کرے گا۔
اشکال:اللہ کے علم میں کمی تو نہیں ہے!
جواب:نقص کا مطلب أخذ اور یہ بھی تفہیم کے لئے ورنہ انسان کے علم اور اللہ کے علم میں متناھی اور غیر متناھی کی نسبت ہے۔(تشبیہ فی القلۃ)
- کتاب التفسیر میں تمام مخلوق کا علم کو مقابلے میں لایا۔
- (لتغرق أھلھا)معلوم ہوا کہ کشتی پر اکیلے نہیں تھے۔اور معلوم ہوا کہ بعض کام بہ ظاہر خلاف شریعت ہے لیکن اندر سے موافق ہے۔
- ابن عباسؓ کا قول:کان لم یبلغ الحنث،تو مراد بعد میں گمراہی کا سبب بنتا،ایک روایت میں کہ " طبع کافرا" اور ایک روایت میں ہے کہ اسکے گوشت کو ہٹایا تو "لایؤمن باللہ أبدا" لکھا ہوا تھا۔
- قتل الغلام:اشارہ ہے قتل النفس الأمارۃ کی طرف،اگر دینی اعتبار سے کوئی مضر ہے تو اسکو ہٹانا چاہئے۔
- ایک قول یہ بھی ہے کہ بالغ تھا اور جیسور نام تھا لیکن قاطع الطریق اور مفسد تھا(بالغ ہونے کا استدلال:أقتلت نفسازکیۃ بغیر نفس،اور قصاص بالغ سے لیا جاتا ہے)،لیکن ممکن ہے کہ اس زمانے میں نابالغ سے بھی قصاص لیا جاتا تھا(تونفسازکیۃ بغیر نفس أی بغیر حق)۔
- أھل قریۃ:أھل إیلہ ہے۔
سوال:2مرتبہ أہل کیوں آیا؟
جواب:أھل کی تکرار قباحت بیان کرنے کے لئے ہے۔
- دیوار(اسرائیلی روایت):500گز*500گز*50گز،تو ایسی دیوار کو سیدھا کرنے والا نبی کا معجزہ ہوگا یا فرشتہ کا کام ہوگا؟۔
- حکمت:خدمۃ الخیار،دین کی خدمت میں توقع نہ رکھے اجرت کا۔
اشکال:حدیث میں تو "لو" کی ممانعت آئی ہے؟
جواب:1) "لو" کی ممانعت دنیوی کام میں نہ کہ دینی کام میں بلکہ اسمیں ترغیب پیدا ہوتی ہے دینی کام میں۔
2) "لو" کی ممانعت تقدیر کی نفی کے لئے(مثلاً فلاں ڈاکٹر کے پاس لے جاتے تو ٹھیک ہوتا)۔
3)افسوس کا اظہار کی گنجائش ہے:"لو استقبلتُ ما استدبرتُ"۔
- "لو" کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں دینی فوائد حاصل ہوئے اور میں عالم الغیب نہیں ہوں۔

بَابُ مَنْ سَأَلَ، وَهُوَ قَائِمٌ، عَالِمًا جَالِسًا

- عالم کے لئے مستحب کہ بیٹھ جائے اور متعلم کو چاہئے کہ بیٹھے لیکن اَحیاناً کھڑے ہو کر سوال کر سکتے، خلاف اَدب نہیں ہے۔

(امام مالکؒ زیادہ خیال کرتے تھے اپنے متعلق بٹھانے کے لئے)اور کراہت کے قائل۔

- تو یہاں معلوم ہوا کہ مکروہ نہیں ہے۔
- فی سبیل اللہ کا اَعلی درجہ ہے۔

بَابُ السُّؤَالِ وَالفُتْيَا عِنْدَ رَمْيِ الجِمَارِ

اسماعیلی نے کہا کہ مصنف کو تین باتیں بیان کرنا چاہئے، اَین، متی و کیف وقع الجواب۔

- شارحین نے کہا کہ 3 جواب آگیا، کیف: کان واقفا علی الدابۃ................
- یہ باب ما قبل کا عکس ہے۔ جمرہ مطلق ہو تو جمرہ عقبہ مراد ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ العِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا} [الإسراء: 85]

1)ضروری نہیں کہ عالم ہمیشہ جواب دے

-امام مالکؒ: 48 مسائل پوچھے گئے تھے تو 32 کے جواب دیے اور باقی "لا اَدری" کہا۔

من قال لایدری لمالم یدرہ...فقد اقتدی فی الفقہ بالنعمان فی الدہر.....

2)العالم لم یعُدَّ نفسہ من الاَصاغر۔

-روح متعدد معانی کے لئے آیا:- کبھی روح قرآن کے معنے میں: و اَوحینا إلیک روحا من اَمرنا.

- کبھی قوت کے لئے: و اَیدہم بروح منہ
- کبھی جبریل کے لئے:
- کبھی عیسیٰؑ کے لئے:

-الروح: 1) جسم لطیف سار فی البدن کسریان النار فی الفحم۔

2)جوھر مجرد عن المادۃ یتعلق بالبدن۔

-روح کی کیفیات حقیقت وغیرہ صرف اللہ کو معلوم ہے، اجمالی جواب: عالم اَمر سے اسکا تعلق ہے۔

-اس روایت میں مدینہ منورہ میں سوال ہوا اور دوسری روایت مکہ مکرمہ میں۔

تو تطبیق: مکہ مکرمہ میں سوال ہوا مشرکین سے باِعانۃ الیہود اور مدینہ میں خود یہود نے۔

علم اَمر: غیر محسوس اور ایک عالم خلق ہے (جو محسوس) جو تکوین وایجاد بھی کہتے۔

- جو تشریعات سے متعلق ہے وہ عالم اَمر سے۔
- مافوق العرش وہ عالم اَمر سے اور عالم خلق تحت العرش
- جو غیر مادی جو مادی

عالم کی تین قسمیں: 1)مادی اور مقداری بھی جیسے حیوان انسانی

2)نہ مادی اور نہ مقداری جیسے روح

3)مادی نہیں لیکن مقداری جیسے جسم مثالی

یہاں روح حیوانی و انسانی ہے۔

- خرجت نفسہ: مطلب روح ....

- کبھی فرق: 1) مابہ الحیاۃ: روح اور مابہ العلم والشعور: نفس

اللہ یتوفی الأنفس حین موتہاوالتی لم تمت فی منامہا

2) جب تزکیہ کے بعد تو روح مراد اور جب مزکّٰی نہیں تو عام ہے

-حدیث: آدمؑ کو پید کیا: جعل فیہ روحاو نفسافمن الروح عفافا......... ومن النفس سفھہ و شہوتہ وسبہ وعضبہ

3) ما قبل اور مابعد: التعلق بالبدن: روح ماینعلق بالبدن: نفس۔

4) الروح نورانیۃ والنفس طینیۃ

5) الروح لاھوتیّاوالنفس مایکون ناسوتیا(ناس انسان سے تعلق)

-روح کی مثال مشین کی سی ہے کہ مشین بجلی سے متحرک ہوتی ہے تو اسی طرح بچہ ماں کے پیٹ میں، چار مہینے کے بعد جب بجلی آتی ہے یعنی اسکی روح تو وہ بھی متحرک ہونے لگتا ہے۔

-باقی روح کے تصرفات تعلقات عالم بالا سے متعلق ہے اور یہ اللہ ہی جانتا ہے۔

--جنگ یمامہ میں ثابت بن قیس شریک تھے، خالد بن ولید نے خواب دیکھا اور ثابت کہہ رہا ہے کہ میں شہید ہوا ہوں اور میرا فلاں قرض ہے اور فلاں خیمہ میں کسی سپاہی نے میرے اسلحہ کو چھپایا ہے اور فلاں غلاموں میں سے آزاد کرو۔

-مرنے کے بعد ایسے شخص کا اعتاق نافذ نہیں ہوا سوائے ثابت بن قیسؓ کا۔

-واقعہ لکھا ہے کہ نور الدین زنگی خواب میں دیکھ رہے ہیں کہ 2 کتے ان کے پیچھے لگے ہیں، مدینہ منورہ میں آئے تو آپ ﷺ نے بتایا کہ کون ہے۔

تمام مدینہ آئے سلطان کے پاس ہدیہ لے کر سوائے 2 آدمی تو حکم دیا کہ ان کو لایا جائے اور کہا کہ یہی لوگ ہونگے جنکو نبی ﷺ شکل بتائی تو تفتیش کی تو پتہ چلا کہ وہ سرنگ بنا رہے ہیں آپ ﷺ کے قبر تک تو ان کو پکڑ لیا اور پھر سیسہ پلائی ہوئی دیوار لگائی۔

- فیصل عراق کا بادشہ کا واقعہ 1932 بادشاہ اور قاضی نے خواب دیکھا کہ 2 صحابی: حذیفہؓ اور عبد اللہ بن جابرؓ، وہ کہ رہے ہیں کہ ہم ڈھیلے ہورہے ہیں ہم کو منتقل کیا جائے تو جح کے بعد طے ہوا کہ کھدائی ہوگی، بدن بالکل صحیح سالم تھے۔

- کوئی ڈاکٹر کہے کہ روح..... تو غذا کہ اس سے خون بنتا ہے جس سے قوت ہوتی ہے جس سے دل کے پنکھے چلتے ہیں، تو ٹھیک ہے لیکن عالم بالا سے اسکا کیا تعلق وغیرہ یہ غیر محسوس چیز ہے۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الِاخْتِيَارِ، مَخَافَةَ أَنْ يَقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ عَنْهُ، فَيَقَعُوا فِي أَشَدَّ مِنْهُ(ص24)

مقصد ترجمۃ الباب: ما قبل میں بعض سوال کا جواب نہیں دیا جاتا اور یہاں بعض مرتبہ مرجوح قول کو لے گا مصلحت کی وجہ سے اور راجح کو چھوڑے گا لیکن واجب کو نہ چھوڑے گا (اسلئے کہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق) اور کبھی منکر پر انکار نہیں کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اس سے زیادہ انکار نہ کرے۔

- سوال اسلئے کہ ابن زبیر بھول گئے یا طلباً للزائد یا امتحانا۔

- بناء ابراھیمی راجح ہے اور بناء جاہلیت مرجوح ہے۔ ابن زبیرؓ نے بعد میں اسکے مطابق بنایا(یعنی 2 دروازے کے ساتھ)
- پھر حجاج بن یوسف نے دوبارہ بنایا اور دروازے کو اونچا رکھا اور حطیم کو باہر رکھا۔
- امام مالکؒ نے بعد میں فتویٰ دیا بادشاہ کو اسی طرح رکھے ورنہ کھیل بن جائے گا۔
- کعبہ شریف کی ناپ: 5 ذراع بغیر دیوار اور 7 ذراع دیوار کے ساتھ۔
- 1040 ھجری میں خلافت عثمانیہ کے خلیفہ "مراد خان" نے تجدید کی تھی، اور اب چند سال پہلے تجدید ہوئی۔

بناء کعبہ:

- 1)ازرقی نے کہا کہ 10 مرتبہ بنایا:

شعر: بنى بيت رب العرش عشرٌ ....فخُذهم ملائكة الله الكرام

وآدم فشيث فإبراهيم ثم عمالق ... قصي قريش قبل هذين جُرهم

وعبد الإله بن الزبير بنى .... كذا بناء لحجاج وهذا متمم

ثم جاء بعد ذلك السلطان مراد العثماني فبنى المرة الحادية عشرة.

وعلى هذا القول كأن الكعبة بُنيت إحدى عشرة مرةً، لا يعنينا إلا أن ما ذكره القرآن الكريم أن إبراهيم هو الذي بنى البيت وكان معه إسماعيل، وهذا ثابت في القرآن، وما كان بعد ذلك من بناء قريش وعبد الله بن الزبير والحجاج ونحو ذلك، هذا تذكره كتب التاريخ، أما قبل إبراهيم، فكما ذكر العلامة ابن كثير أن البيت لم يُذكر في خبر صحيح عن المعصوم من الذي بناه قبل إبراهيم – عليه السلام–. (الدخيل فى التفسير 114/1)

- 2)ابراہیمؑ سے پہلے بناء ثابت نہیں۔
- ابن کثیر اور محققین علماء اس کی طرف گئے لیکن مفتی صاحب کا خیال ہے کہ پہلے بن چکا تھا "إن أول بيت وضع للناس...."
- حدیث میں بیت اللہ اور بیت المقدس کے درمیان 40 سال حالانکہ سلیمانؑ اور ابراہیمؑ کے درمیان 1000 سال۔
- "وإذ يرفع إبراهيم" تو یرفع سے پتہ چلتا کہ بنیاد اٹھائی، تو پہلے سے موجود۔
- "وإذ بوأنا لإبراهيم" واپس کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گم ہوا، اب واپس کر رہا۔
- آپ ﷺ: إن هذا البلد حرمه الله يوم خلق السموٰت والأرض۔

بَابُ مَنْ خَصَّ بِالعِلْمِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ، كَرَاهِيَةَ أَنْ لاَ يَفْهَمُوا

مقصد ترجمۃ الباب:

پہلے باب میں بعض مسائل راجح کو چھوڑنے کی بابت تھی، اب یہاں بعض لوگوں کو چھوڑنے کے بارے میں (سمجھنے والے اور نہ سمجھنے والے)۔

- انسؓ نے جب حجاج بن یوسف کے سامنے عرنیین کا قصّہ بیان کیا تو حسن بصری کو پسند نہیں آیا کہ مثلہ کا ذکر ہے اسمیں۔
- ألب لك إلبابا بعد إلباب ألب کو حذف کیا اور إلبابين بنایا / ألب لبين لک "ن" کو حذف کیا اضافت کی وجہ سے۔
- سعديك: موافقت کرنا / خوش قسمت آپکے ساتھ: وتسعدني في غمرة بعد غمرة سبوح لها منها عليها شواهد۔

اشکال: مرجئہ کے مذہب کے موافق ہو گا پھر اگر صرف کلمہ پڑھنا ہے صدق دل سے!

جواب: 1)حرم اللہ خلوده في النار

2)حرمہ اللہ علے نار الکفار

3)شہادت اور محمد ﷺ کی شہادت کنایۃ ہے پوری شریعت سے

4)هذا قبل نزول الأحکام (هذا بعید)

5)من مات قبل وقت العمل (یہ کلمہ پڑھاتو حرمہ اللہ النار)

6)حرم اللہ لسانہ و قلبہ علی النار

7)هذا من قبیل تأثیر المفردات، لیکن اسکے ساتھ مُضر چیزیں مل گئیں تو نار میں پہنچادے گا جیسے شہد کے ساتھ زہر۔

اشکال: بہ ظاہر معاذؓ نے آپ ﷺ کی بات کے خلاف کام کیا جبکہ بتلایا تھا کہ بیان نہ کرے!

جواب: 1)مطلب یہ تھا کہ بیان نہ کر و عام لوگوں کے سامنے جو اسکا مطلب نہیں سمجھ سکتے / خواص شرائط کو سمجھتے ہیں۔

2)اسمیں موقع محل کو دیکھوائے معاذ: یعنی جب اشکال پیدا ہو تو بیان نہ کرے اور اشکال نہ ہو تو بیان کرے۔

3)آپ بیان نہ کرے اسلئے کہ دوسروں نے بیان کیا تو فرض کفایہ ادا ہو گیا اور آخری زندگی میں بتایا تاکہ کتمان علم نہ ہو۔

4)آخر میں بتایا کہ اسکا بیان بتلانا تھا کہ موت کے وقت جو کلمہ پڑھے صدق دل سے تو خوش قسمتی حاصل ہے۔

5)آپ ﷺ کا مشورہ تھا اور اسکے مقابلہ میں "بلّغوا عني ولو آیۃ" اَمر پر عمل کیا۔

6)بیان کرنا رخصت ہے اور نہ کرنا عزیمت ہے تو بیان کیا تاکہ کتمان علم نہ ہو، گویا منع کرنا مصلحۃ تھا (إذا كان فيه اشكا أو لم تكن في عامة الناس)۔

بَابُ الحَيَاءِ فِي العِلْمِ

بعض مسائل کو چھوڑنا حیاء کی وجہ سے ناجائز ہے ہاں عدم فہم کی وجہ سے ممکن ہے۔

- امام اَبوحنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ علم کیسے حاصل کیا؟ جواب دیا کہ ما بخلت بالإفادة و مااستنكفت عن الإستفادة
- الحياء: انقباض يعتري الإنسان مخافة أن يُذمَّ
- متأخرین: إن الله لا يستحيي أي لا يترك اسلئے کہ اللہ کے لئے انقباض اور انکسار نہیں ہے۔
- عورتوں میں احتلام قليل الأقل ہے، کیوں؟ 1) قلت شہوت کی وجہ سے، 2) حضرت شیخؒ: جن پر برودت غالب ہے تو ان میں شہوت جوش میں نہیں آتی، 3) یا رحم منکوس ہو (یعنی رحم الٹا ہے) جس کی وجہ سے خارج میں ظاہر نہیں ہوتا۔
- اَنبیاء کو احتلام نہیں ہوتا اسلئے کہ یہ شہوانی وسوسہ سے یا خواب سے ہے اور وہ اس سے پاک ہیں۔
- مرد: XY   عورت: XX

  اگر مرد سے Y اور عورت کے X جمع ہو جائے تو مرد کے مشابہ ہوتا ہے۔

  فتاوی دار العلوم زکریا (1/417)۔

بَابُ مَنِ اسْتَحْيَا فَأَمَرَ غَيْرَهُ بِالسُّؤَالِ (ص24)

حیاء عرفی باقی رہے اور علم کا حصول ہو تو بہت اچھا ہے؟۔ إذا حصل المقصود فيجوز الحياء العرفیّ۔

- ایک روایت میں ہے کہ علیؓ نے خود سوال کیا (تطبیق: کسی اور کے لئے سوال کیا)۔
- مفتی محمود حسنؒ: ایک شیعہ آیا سہارنپور تو مفتی صاحب نے ان سے کہا کہ آپ کے پاس جہاد کے 5 مواقع:

آپ ﷺ کی معیت، علیؓ کی، حسنؓ کی (قبل الصلح بمعاویہؓ)، حسینؓ کی یزید کے مقابلے میں اور امام مہدی کی معیت جب وہ ظاہر ہونگے قیامت کے قریب۔ اور باقی فساد ہے۔

- تو عمرؓ کے زمانے میں جب یزدجرد بادشاہ کے 3 لڑکیاں لائی گئیں تو ایک محمد بن اَبی بکر کے حصے میں آئی جن سے قاسم پیدا ہوئے، دوسری ابن عمرؓ کے حصے میں آئی جن سے سالم پیدا ہوئے اور تیسری حسینؓ کے حصے میں آئی جن سے زین العابدین پیدا ہوئے جو 12 اماموں میں سے ایک ہے، حالانکہ تمہارا موقف یہ ہے کہ جہاد میں باندی وغیرہ لینا ناجائز ہے!

- مذی: شہوانی تصورات یا چھیڑ چھاڑ کے وقت جو مادہ نکلتا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ العِلْمِ وَالفُتْيَا فِي المَسْجِدِ(ص25)

مقصد ترجمۃ الباب:- جس مسئلہ میں بے حیائی نہ ہو تو مسجد میں سوال کرنا چاہئے۔

-جس پر عرفی حیاء غالب ہے تو چاہئے کہ مسجد میں سوال کرے (حیاء ختم کرنے کا ایک طریقہ ہے)۔

-فتوی علم کے قبیل سے ہے تو یہ بھی مسجد میں جائز ہے۔

-فائدہ عامہ ہوگا جز مسجد میں موجود شریک ہیں۔

-اِہلال: تلبیہ کے ساتھ احرام باندھنا۔

اھل شام: جحفہ سے جو km 186 دور ہے، اب رابغ نام ہے۔ اھل مدینہ منورہ: ذوالحلیفہ سے جو km428 دور ہے۔ قرن: جو km75 دور ہے مکہ مکرمہ سے (السیل الکبیر)۔ یلملم جو km120 دور ہے مکہ مکرمہ سے، ذات عرق km100 دور ہے۔

بَابُ مَنْ أَجَابَ السَّائِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ

مقصد ترجمۃ الباب:- جب مسجد میں جواب دیتے تو مسئلہ کے تمام اطراف پر روشنی ڈالے کہ سب سمجھ میں آئے۔

-تفصیلی جواب وزائد مفید بات لایعنی میں داخل نہیں ہے۔

-یہ نہیں فرمایا کہ غیر مخیط کپڑے نہیں پہنے گا۔ برنس: کرتے کے ساتھ وہ ٹوپی جو ملی ہوئی۔

-ورس: زعفران کے مشابہ، تو آپ ﷺ غیر مخیط کی جگہ تفصیل سنائی۔

مثبت سے منفی جواب دیا تفصیل کے لئے۔

منفی کو اسلئے ذکر کیا کہ منفیات یعنی ممنوعات ملبوسات سے زیادہ اہم۔

- براعۃ الاختتام: میت کو مخیط کپڑا نہیں پہناتے، میت کے لئے قمیص تو ہے لیکن دوسری قسم کی ہے، تو موت کی تذکیر کی طرف اشارہ ہے۔

- 1)اعتقادات، 2)عبادات، 3)معاملات، 4)عقوبات، 5)اخلاقیات، 6)ترکات۔

- نماز جامع العبادات ہے: 1) قیام: عبادۃ الأشجار۔

2)رکوع: عبادۃ الحیوانات

3)سجود

4)قعود: پہاڑوں کی عبادت کی طرح۔

5)صفوں میں کھڑا ہونا: فرشتے جیسے۔

-زکوۃ-صوم-حج: خانہ کعبہ کے پاس-اعتکاف: ایک جگہ جمے رہنا۔

-لمس نابا: "لام" لباس کے لئے، "میم" مکان کی طہارت، "سین" ستر عورت، "نون" نیت، "الف" استقبال القبلۃ، "باء" بدن کی طہارت۔

-لیکن عبادت سے پہلے چند شرائط اصل سے مقدم ہے۔

ابن فارس کا شعر: فلو خاطرتنی فی سواک إرادۃٌ   علی خاطری سھوٌ حکمت بُردّتی

-کثرت وقوع:

1)طہارۃ من الحدث

2)طہارۃ من المعاصی والآثام

3)طہارۃ القلب من الرذائل

4)طہارۃ القلب مماسوی اللہ

-اشکال: کتاب اور باب ایک ہوگئے   -ذکر خاص مراد عام۔

-کتاب الوضوء اصل کتاب الطہارۃ ہے اور وضووضاءۃ سے: روشنی توروشنی والا کلمہ استعمال کیا۔-بعض نسخوں میں کتاب الوضوء نہیں ہے۔

-اشکال: طھارۃ عند وجود النجاسۃ ہونا چاہئے اور تم عند خروج النجاسۃ کہتے ہو!-جواب: نجاست کا بھرنا علامت ہے خروج نجاست کی

سوال: صرف 4 اعضاء پر کیوں اکتفاء کیا؟

جواب: 1)پورے بدن کا دھونا حرج عظیم ہوگا؟

2)گناہ اکثر شہوت کی وجہ سے ہے اور شہوانی کاموں میں ان چاروں اعضاء کا بڑا دخل ہے۔

-انسان کے اندر 2 قسم کی قوت ہے: 1)قوت فعلیہ: علمیہ، ہنر، چہرہ،

2)قوت عملیہ: ہاتھ، پاؤں

4 – كِتَابُ الْوُضُوءِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ

1)إذا أردتم القيام إلى الصلوة ارادہ مقدر ہوتا ہے جیسا کہ آنے والے صفحہ پر: إذا أتى أهله/ أتى الخلاء۔

2)إذا قمتم من النوم إلى الصلوة

-اشکال: کیا جب بھی نماز کے لئے کھڑا ہونا ہو تو وضو کرنا ہے؟

-جواب: 1)وجوبا اگر حدث ہو اور استحبابا اگر باوضو ہو جیسے کہ نور علی نور کہا گیا روایت میں "وضوء علی الوضوء" کو۔

2)اس زمانے پر محمول ہے جس زمانے پر ہر نماز کے لئے وضوء واجب تھا پھر تخفیف ہوئی۔

أمرالنبی ﷺ بالوضوء طاهرا أو غير طاهر فلما شقَّ عليه خفّف.

3) أحدثتم مقدر ہے بہ قرینہ (تیمم وضوء کا خلف ہے) أو جاء أحد منكم من الغائط أو لُمستم النساء

حدث اصغر و اکبر کا ذکر ہے تو جب تیمم کے لئے احداث کا ذکر ہے جو کہ خلف ہے تو اصل کے لئے بہ درجہ اولیٰ ہے اقتضاء النص سے حدیث مانا جائے گا۔

4) إذا قمتم إلى الصلوة و كنتم محدثين مقدر ہے بہ قرینہ "فاغسلوا وجوهكم" اسلئے کہ تطہیر حدث کا تقاضا کرتا ہے یا پانی کا ذکر ہے جو مطہّر ہے اور مطہر حدث کو دور کرنے کے لئے ہے۔

-اشکال: مغسولات کو اکٹھا کیوں ذکر نہ کیا؟

-جواب: 1) إشارة إلے الترتيب ۔

2) رِجل راَس کے مشابہ ہے ساقط ہونے میں تیمم کے وقت تو مشترک فی السقوط ہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ: واوَ بمعنی مع ہے۔

للبس عباءة أحب إلیّ من لبس الشفف ....فقوموا أنتم و بنو أبيكم.

جمہور کا اشکال: معیت تو معلوم ہوگا اگر واوَ بمعنی مع ہے لیکن حکم مجہول ہوگا کہ مغسول یا ممسوح ہے حالانکہ یہ حکم بتلانے کے لئے لایا گیا یعنی سیق الکلام لبیان الحکم۔

-غایت مغسول کے لئے بیان کیا جاتا (إلی الکعبین)

-وعید بالنار بھی ہے: ویل للأعقاب من النار اور یہ فرضیت کے چھوڑنے پر سنایا جاتا ہے۔

....

....

اشکال: 3 سے زیادہ ظلم ہے نہ کہ کم

جواب: 1) اکثر روایتوں میں "نقص" نہیں۔

2) کم کو سنت سمجھے تو اَساء ہوگا۔

بَابٌ: لاَ تُقْبَلُ صَلاَةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ (ص 25)

ما قبل وضوء کا طریقہ اب الطهارة شرط للصلوة اسلئے کہ لا تقبل اَی لا تصحّ

قبول کے 2 قسمیں: 1) قبول اَدنیٰ: جسکے بغیر صحیح نہیں، صحّت کے مترادف: لا تقبل اَی لا تصحّ۔

2) قبول اَعلیٰ: جسمیں صحت ثواب و استحسان بھی ہو جیسے: حدیث میں

قبول اَدنیٰ کی مثال: لا تقبل صلوة حائض إلا بخمار.

قبول اَعلیٰ کی مثال: لا تقبل صلوة امرأة و زوجها غضبان عليها.

- سوال: یہاں قبول بمعنی صحت کیوں ہے؟

جواب: 1) الحديث يفسر بعضه بعضا: ایک حدیث میں آیا کہ مفتاح الصلوة الطهور.

2) إذا قمتم إلى الصلوة فاغسلوا امر وجوب یعنی فرضیت کے لئے۔

3) لا تقبل ذات کی نفی کے لئے کہ نماز نماز نہیں۔

4) امت کا اجماع ہے کہ بغیر طہارت کے نماز نہیں ہوتی۔

5)ایک حدیث میں آیا کہ لا تقبل صلوٰۃ من دون طھور و لا صدقۃ من غلول.

-جنازے کے لئے طھارت ضروری ہے خلافاللشافعیؒ اسی طرح سجدہ تلاوت کے لئے۔

- مسئلۃ فاقد الطھورین:

حؒ:یقضی فقط / دؒ:یؤدّی فقط / فؒ: 1)یؤدّی ویقضی، 2)حؒ کی طرح، 3)دؒ کی طرح، 4)استحباب الأداء مع وجوب القضاء۔

کؒ:لایؤدّی ولایقضی۔-سمؒ: تشبہ بالمصلین کرے گا جیسے کہ حج میں گنجا تشبہ بالحالقین کرتا ہے، یا عورت رمضان میں تشبہ بالصائمین کرتی ہے، یا گونگا تحریک الشفتین کرتا ہے تشبہ بالقارئین کے لئے۔

- قبول الصلوٰۃ موقوف ہے طہارت پر اور حتیٰ یتوضأغایت ہے لاتقبل کے لئے۔
- یا أحدث کے لئے غایت تو حدث موقوف ہے وضوء پر اور یہ معنی صحیح نہیں چنانچہ حتیٰ غایت لاتقبل کے لئے ہوگا۔
- بعض: حتیٰ بمعنی إلاَّ أنْ.......................... حتیٰ یتوضأفتقبل۔
- فساءٌ:بغیر آواز کی ریح اور ضُراط: آواز کے ساتھ۔
- حدیث کا ایک معنی 1): فضول ھذیان بات چیت

2)بدعت کو ایجاد کرنا: من أحدث................ أو آویٰ فیھا محدثا۔

-اسم لئے حدیث کی تشریح کی ضرورت پڑی۔

-سوال: کیوں یہی دو کو ذکر کیا؟

جواب: اکتفاء بھا نظرا إلی الأعم الأغلب

أو اکتفاء بالأخف عن الأغلظ۔

1) کثیر الوقوع کو ذکر کیا، 2)حدث فی الصلوۃ کو ذکر کیا، 3)حدث فی المسجد کو ذکر کیا، 4)اکتفاء بالأخف عن الأغلظ

-پہلے باب میں: وضوء کی کیفیت کا ذکر ہے

-دوسرے باب میں: وضوء کی شرط

-تیسرے باب میں: وضوء کی فضیلت کا بیان

بَابُ فَضْلِ الوُضُوءِ، وَالغُرُّ المُحَجَّلُونَ مِنْ آثَارِ الوُضُوءِ

غرٌّ:أغرّ کی جمع ہے۔وغرٌّ:البیاض علی وجہ الفرس،و محجّل:تحجیل: گھوڑے کے تین پاؤں میں سفیدی (حاشیہ 6 ص25).

-ذکر الجزء ومراد الکل.   اس امت کی خصوصیت ہے.

-وضوء اس امت کی خصوصیت نہیں ہے اسلئے کہ سابقہ دین میں حضرت سارۃ نے وضوء کیا۔

-جریج کا واقعہ ہے کہ واقعہ ہے کہ وضوء کرکے نماز پڑھی۔

-غر محجلین ہمیشہ کے لئے حالانکہ حال کے لئے انتقال ہونا چاہئے۔

-جواب: 1)متغیر ہونے کا مطلب کسی کی زیادہ روشنی ہوگی کسی کی کم۔

2)بعض کے پاس ہیں بعض کے پاس نہیں یا جو لوگ آخر میں جنت آئیں گے انکے پاس نہیں۔

-استطاعت کا مطلب پانی کافی ہو۔
-مسند أحمد میں ہے کہ نُعیم المُجمر نے کہالا أدری هذا من قول أبی هریرةؓ أم لا۔
-إطالة الغرة: 1) پانی کو کہنی و ٹخنوں سے بڑھادے۔
2) پانی کو نصف تک بڑھادے۔
3) پانی کو بغل و گھٹنوں تک پہنچادے۔
-حؒ فؒ: مندوب و مستحب (إطالة الغرة)، کؒ: مُنکر ہے۔
- قائلین: 1) فمن استطاع منكم أن يطيل غرته فليفعل۔
2) غسل يده اليمنىٰ حتى أشرع فى العضد...۔
3) ابن عمرؓ: آپ ﷺ نے فرمایاتبلغ الحلية من المؤمن حيث يبلغ الوضوء، تو إطالہ حلیا ہو گا۔
-منکرین: یہ یقین حاصل کرنے کے لئے تھااور چھپکے سے کرتے تھے، حدیث کے ظاہر پر عمل کرنے کے لئے اور مقصود استیعاب............
-أبو هریرةؓ سے بھی مروی، تو چھپ کر کیوں کرتے تھے؟
-جواب: 1) تاکہ لوگ اسکو وضوء کی سنت اسکو نہ سمجھے۔

بَابُ مَنْ لاَ يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ (ص25)

1) ما قبل وضوء کی شرط اور دوسرے باب میں وضوء کی فضیلت اور یہاں متی یجب الوضوء۔
2) شرح الحدیث مقصود کہ تیقن حدث مراد ہے۔
3) امام کؒ اور حسن بصریؒ کی تردید کہ خارج یاداخل صلوٰۃ میں شک کی وجہ سے وضوء نہیں توٹتا۔
-حتى يجد ريحا أى يتيقن۔

بَابُ التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوءِ

ترجمۃ الباب کا مقصد:-وضوء کی دو قسموں کا بیان: خفیف اور کامل یا تین قسموں کا بیان: خفیف، کامل اور متوسّط (آنے والے صفحہ پر)۔
- تخفیف: 1) پانی کم خرچ ہو 2) ایک مرتبہ کرے، 3) جلدی وضوء کرے۔
يخففه كيفا(قلة الدّلك) و يقلله كمّا

ليلة التعريس میں آپ کو معلوم نہ ہوسکے حالانکہ دل بیدار تھا۔
جواب: 1) رؤیۃ الشمس فی الصبح تکون بالعین لا بالقلب۔
2) أحیانا ایسا ہوا کہ دل میں غفلت ہوئی تاکہ قضاء کے احکام معلوم ہو۔
3) دل ودماغ اگر بیدار ہو پورے طور پر تو آرام کبھی نہ ملتا(كان نومه مرتبة بين المرتبتين)۔
4) آپ کی نیند وَسَنْ اور نوم عمیق کے درمیان تھی یعنی نُعاس۔(رُقاد اور کریٰ بھی نیند کے اقسام میں سے)۔
-إقدام على الذبح يدل على الوحى و الوحى يكون فى حالة اليقظة و حالة اليقظة تدل على أن القلب يقظان۔

بَابُ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ

-وضوء کو مکمل و کامل بنانا۔

-مسنون 3 مرتبہ، مندوب اِطالۃ الغرۃ ودلک۔

-تثلیث، دلک، اِطالۃ الغرۃ علی سبیل الاختلاف گ۔

کؒ: دلک واجب ولازم، فؒ حؒ: مستحب ہے۔

عرفہ: میدان اور یوم دونوں کو کہتے ہیں۔، یہ وضوء استمرار ودوام کے لئے تھا نہ کہ نماز کے لئے۔

-الصلوٰۃ حاضرۃٌ یا الصلوٰۃَ أی أتريد الصلوٰۃَ۔

-فؒ: نماز ہو گی لیکن مستحب ہے کہ مزدلفہ میں ادا کرے، کؒ: اگر عذر ہو مثلاً سواری تھکی ہے تو راستے میں پڑھ سکتے۔

-احناف: مغرب کو مزدلفہ پڑھنا ضروری ہے۔

محل الصلوٰۃ مکان الصلوٰۃ أمامک۔

احناف: ایک اقامت۔/فؒ: 2اقامت.

بَابُ غَسْلِ الوَجْهِ بِاليَدَيْنِ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ

-ترجمۃ الباب کا مقصد: اسباغ کا طریقہ بیان کرنا یا وضوء خفیف یا متوسط کا طریقہ کا بیان۔

کرمانی کہتے ہیں کہ أبواب الوضوء میں ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔

- جواب: وضوء کے اقسام کا بیان ہے ابھی وضوء کا طریقہ مقصود نہیں، بعد میں آئے گا، چنانچہ ابھی شروع نہیں ہوا لیکن مصنفؒ کا طریقہ ہے کہ جب کوئی باب تبعاً ذکر کرتے ہیں پھر دوبارہ نہیں لاتے۔
- رشؒ: کبھی غسل خفیف کے معنی میں آتا ہے جیسے یہاں مذکور ہے (ص26)۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَعِنْدَ الوِقَاعِ(ص26)

- اسباب لزوم الوضوء کا بیان ہے: الحدث: ومن الحدث، البول والغائط تو آداب بیت الخلاء کا بیان ہے۔
- دلالۃ النص سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء سے پہلے تسمیہ پڑھنا چاہئے۔
- 3 چیزوں کو جمع کیا: التسمیۃ قبل الجماع، الوضوء وبیت الخلاء۔
- کان النبیﷺ یذکر اللہ علی کل أحیانہ أی کلّ أحوال متجددة۔
- سوال :لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ أو لم یسم اللہ۔
- جواب: روایت ضعیف ہے: أبو سفاح أبو رباح دونوں مجہول ہیں، یا وضوء کامل پر محمول ہے، یا وضوء بغیر بسم اللہ ناقص ہے اور ناقص کالعدم ہے، یا وضوء بمعنی وضاءۃ یعنی روشنی۔
- وضوء میں بسم اللہ: ما من عبد یقول حین یتوضأ بسم اللہ ثم یقول لکل عضو أشھد أن لا إلٰہ إلاّ اللہ و أشھد أن محمّدا عبدہ و رسولہ........
- لا تتمّ صلوٰۃ أحدکم إذا قمتم إلی الصلوٰۃ میں بسملہ نہیں ہے۔

کان النبیﷺ یکرہ أن یسم اللہ علی غیر وضوء۔

- ابن ھشام:تقدیر الإرادۃ بعد إذا شائع:أإذا أراد إتیان أھلہ،و سبعۃ إذا رجعتم
- عبد العزیز کی روایت:إذا أراج أن یدخل

- لم یضرَّہ: 1)جنات وشیاطین کا اثر نہ ہو گا اس پر۔

2)عاقًّا للوالدین نہ ہو گا۔

3)یکون من عباد اللہ الصالحین۔

- الأدب: ما یُحمدُ قولاً و فعلاً۔ بسملہ: ذؒ:بدعت، داؤد ظاھری:فرض،جمہور:مسنون۔

باب ما یقول عند الخلاء

- خلاء کے آداب و دعاء مقصود ہیں۔ کؒ: بیت الخلاء داخل ہونے کے بعد دعاء پڑھے گا۔
- تو یہ باب تردید ہے انکی اور إن ھذہ الوحوش محتضرۃ، اگر کرسی والا بیت الخلاء جو اوپر سے بند ہو تو بسملہ پڑھ سکتے اور اگر نہ ہو تو باہر سے یا دل دل میں پڑھے۔

باب وضع الماء عند الخلاء

- بیت الخلاء میں پانی رکھنا بھی آداب میں سے ہے۔
- بعض کہتے کہ وِضوء برتن ہے لیکن روایت میں وِضوء مستعمل نہیں بلکہ میضاۃ کہا گیا۔
- مفتی صاحب کا شعر: وُضوء کو وِضوء......................اور تلاوت.......................

باب: لا تستقبل القبلة بغائط أو بول، إلا عند البناء، جدار أو نحوه

- آداب بیت الخلاء میں سے: استقبال سے بچنا۔
- حؒ: جائز نہیں / ذؒ: استقبال مطلقاً جائز نہیں ہاں استدبار جائز ہے۔
- فؒ کؒ: عمارت میں استدبار کی گنجائش اور صحراء میں۔ / سؒ: یجوز الاستدبار فی البنیان۔ / ابن سیرین:...............
- حؒ کی ایک روایت: نہی تنزیہی ہے اور عائشہؓ............
- ترمذی میں أبو أیوبؓ کی روایت ہے: کنا نحرف ونستغفر اللہ۔
- اشکال: حدیث ترجمۃ الباب کے موافق نہیں ہے!
  - جواب: 1)موافق ہے غائط کے لفظ سے اسلئے کہ غائط کا مطلب: المکان المتسع۔
  - 2)حدیث میں صحراء وبناء کی تصریح نہیں لیکن سب روایات کو جمع کرتے ہوئے یہ مفہوم نکل جاتا ہے۔
  - 3)عرب کی عادت ہے کہ صحراء میں جاتے غائط کے لئے۔
  - 4)"شرقوا أو غربوا" اس وقت ممکن ہو گا جب صحراء میں ہو۔
  - 5)آنے والے باب میں تذکرہ ہو گا اور یہ باب بطور باب فی الباب ہے، جب حدیث پر کوئی نیا فائدہ ہو تو نیا ترجمۃ الباب قائم کرتے۔

....

- جواب: 1)..۔
- 2)..

- 3)..۔

4)اکثر صحابہؓ کا یہی مسلک ہے اور ابن عمرؓ کی روایت میں بہت سے احتمالات ہیں۔

- اشکال:..............................!

- جواب:1)اچانک نظر پڑی۔
- 2)آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔

3)اتفاقی نظر میں غلطی ہو سکتی ہے۔

4)نصف اَسفل کا اعتبار ہے اور ابن عمرؓ نے سر کو دیکھا۔

5)قبلہ کی طرف تھوکنا منع ہے۔

باب من تبرز علی لبنتین

- اونچی جگہ پر بیٹھنا خلاء کے آداب میں سے ہے تا کہ چھینٹیں نہ اڑے۔
- بیت المقدس کی طرف استقبال و استدبار ممکن کہ منسوخ ہو۔
- علی ظھر بیت لنا(بہن کا گھر کو اپنا سمجھا) علی بیت حفصۃ، علی بیت رسول اللہ
  - مستقبلا:جواب:1)اچانک نظر پڑی۔
  - 2)آپ ﷺ کی خصوصیت تھی۔

3)خطاء فی النظر:اتفاقی نظر میں غلطی ہو سکتی ہے۔

4)نصف اَسفل کا اعتبار ہے اور ابن عمرؓ نے سر کو دیکھا۔

5)آپ ﷺ کی شان کعبہ سے اونچی ہے۔

6)آپ ﷺ کے فضلات پاک ہے۔

بہتر جواب7)ابن عمرؓ استقبال قبلہ کو جائز نہیں سمجھتے اور تسویہ قبلتین کا انکار کرتے تھے۔

اور یہ ضروری نہیں کہ اگر استقبال بیت المقدس کا ہے تو خانہ کعبہ کا استدبار ہو جائے گا بلکہ کعبہ جانب جنوب غربی پر ہے۔

- بعض روایات میں استدبار آیا تو راوی کا تصرف ہے یا"تقریبا"پر محمول حقیقت نہیں۔
- جابرؓ کی روایت:..فرأیتہ بعام
- سند میں اَبان بن صالح ہے جسکو ابن عبد البر نے ضعیف کہا اور محمد بن اسحاق ہے جس پر کلام ہے۔
- دوسری سند میں جابرؓ روایت کرتے اَبو قتادۃ سے اور سند میں ابن لھیعۃ ہے۔
- یا انحراف پر محمول لیکن انہوں نے دیکھا نہیں اسلئے کہ ایسی حالت نہ کوئی دیکھنا چاہتے اور نہ جائز ہے۔
- حقیقت کا ادراک نہیں کیا۔
- عائشہؓ کی روایت ابن ماجہ میں:"کرہ قوم ذکر عند النبی ﷺ کرھوا اَن یستقبلوا القبلۃ فقال استقبلوا بمقعدتی القبلۃ" اسمیں خالد جسنے عراک سے سماع نہیں کیا، اور عراک نے عائشہؓ سے سماع نہ کیا۔

- سوال:.................

جواب:1)سرین پر بیٹھ کر نماز پڑھتے یعنی عورت کی طرح ہے تو جہالت میں ہو(آپکو یہ بھی معلوم نہیں کہ دونوں قبلہ برابر نہیں)۔

2)جبکہ استقبال قبلہ کا مسئلہ معلوم نہیں تو سجدہ کا طریقہ بھی معلوم نہ ہو گا۔

3)جب آپ بیت المقدس کی طرف استقبال کے قائل نہ ہو تو تم آلہ تناسل کو وَرِکَین کے درمیان دباتے ہو۔

4)صلی وسجد علی طریق غیر السنۃ۔

باب خروج النساء إلى البراز(ص26)انعام الباری(2/255)

یہ بھی آداب میں سے کہ اگر گھر میں قضائے حاجت کا انتظام نہ ہو تو لیلاً اور انکے مخصوص جگہ پر جاسکتی ہیں۔

مناصع:مصع سے بمعنی خالص کہ خالص عورتوں کی جگہ تھی فھو صعید اَفیَحُ:کھلا ہوا۔

-آپ ﷺ کو سب سے زیادہ غیرت تھی لیکن وحی کا انتظار کیا تاکہ امت پر حرج نہ ہو۔

عمرؓ کا مقصد یہ تھا کہ سودہؓ کو غصہ آجائے اور شکایت کرے آپ ﷺ سے اور حجاب نازل ہو۔

دوسری حدیث پر 3 اشکالات ہیں:

اشکال 1)پہلی حدیث میں عمرؓ کی تمنّا پوری ہوئی اور دوسری حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ پوری نہ ہوئی!

جواب:1)ایک حجاب الوجوہ ہے اور ایک حجاب الخروج ہے تو عمرؓ کو دونوں حجاب کی تمنّا تھی،تو اللہ نے حجاب الوجوہ نازل کیا اور نکالنے کی اجازت دی۔

2)شاہ صاحب:فأنزل اللہ الحجاب:یہ مؤخر من المقدم ہے کہ پہلے تمنا پوری ہوئی تھی فأنزل اللہ الحجاب اور پھر تمنا کی کہ خروج نساء بھی بند ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں(یعنی نکلنے کی اجازت برقرار ہے)۔

3)حضرت گنگوہیؒ:"فاء" بمعنی "ثمّ" یعنی عمرؓ کی تمنا تھی کہ انکو نہیں نکلنا چاہئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:قد اُذن لکن...........
پھر جب گھروں میں انتظام ہوا بیت الخلاء کا،تب "ثمّ اَنزل اللہ الحجاب"۔

4)مصنف کی عادت ہے کہ جو روایت مجمل آئی تو پھر مفصل لاتے تاکہ مجمل روایت کی تفصیل و تشریح ہو جائے یعنی وہی حجاب نازل ہوا جو سابقہ تھا(حجاب الوجوہ)نہ کہ حجاب الخروج۔

5)حضرت شیخؒ:عمرؓ کی تمنا پوری ہوئی لیکن ضرورت شدیدہ کی بناء پر نکل سکتی ہیں(رخصت احتیاج پر).

اشکال 2)یہاں سودہؓ کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ حجاب نازل ہوا اور دوسری روایت میں زینبؓ کے بارے میں ہے!

جواب:1)تطبیق والی صورت:فأنزل اللہ الحجاب السابق المنزل فی زینبؓ۔

2)زینبؓ کے حجاب کا مطلب عورتوں کے پاس نہ جاؤ:"وإذا سألتموھن متاعا فاسألوھن من وراء حجاب"حجاب فی الخارج اور سودہؓ:حجاب جلباب ہے "یدنین علیھن من جلابیبھن"

اشکال 3)حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ سودہؓ کا نکلنا قبل نزول الحجاب تھا اور یہی حدیث دوسری جگہ پر آئی "کتاب التفسیر" میں،جہاں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نکلی بعد نزول الحجاب!

جواب:قبل نزول الحجاب بھی نکلی تو عمرؓ نے اعتراض کیا اور بعد نزول الحجاب بھی نکلی تو بھی عمرؓ نے اعتراض کیا۔
شاہ صاحب والی توجیہ میں تطبیق ہو گی۔

باب التبرز في البيوت(ص26)

- یہ بھی آداب میں سے ہے اور اسمیں تعارض کا جواب ہے کہ آپ ﷺ دور چلے جاتے تھے قضائے حاجت کے لئے اور یہاں گھر میں قضائے حاجت کا ثبوت ہے تو حالت مسافرت پر محمول ہو گا، جب گھر میں بیت الخلاء ہے تو باہر جانے کی ضرورت نہیں۔
- اِن ہٰذہ الحشوش محتضرۃٌ تو بسملہ سے دفع ہوتے۔

باب الاستنجاء بالماء

- مصنفؒ نے پہلے استنجاء بالماء کو ذکر کیا اسلئے: 1) کہ وہ اَطھر ہے۔

2) اکتفاء بالماء جائز ہے اور حجر صرف بعض صورتوں میں۔

یہ بھی آداب میں سے ہے کہ استنجاء بالماء کرے۔/ شافعیہ کے نزدیک واجب ہے۔

احناف کے نزدیک تفصیل ہے:- تجاوز ہو تو مثقال سے زیادہ ہو تو فرض، قدر مثقال ہو تو واجب، اور قدر مثقال سے کم ہو تو سنت ہے۔

پیشاب بقدر کف تو فرض، اور کم ہو تو سنت یا مستحب۔

- ہر حالت میں استنجاء بالماء فرض نہیں۔
- لا تتمُّ صلوٰۃ اَحدکم حتی یتوضا کما اَمرہ اللہ تعالی

.... فتیمموا صعیدا

ہاں اللہ تعلی نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی: "فیہ رجال یحبون اَن یتطھروا"۔

- غرض مصنفؒ: 1) استنجاء بالماء ضروری ہے یا نہیں؟

2) بعض حضرات پر رد ہے جیسے ابن حبیب جو قائل ہے کہ پانی مطعوم ہے، اسکا جواب: جب پییں تب مطعوم ہو گا۔

3) ان لوگوں کی تردید ہے جو پانی کو عورت کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں۔

-ابن عمرؓ: فعلناہ فوجدناہ دواءً / ابن عباسؓ: اِنا نتبع الحجارۃ بالماء / ابن زبیرؓ: ما کنا نفعلہ (یعنی جب پانی کی قلت ہوتی) /

................: کنا نبعر بعرا واَنتم تسلطون سلطا۔

بعض کہتے کہ غلام سے مراد ابن مسعودؓ، یہ صحیح نہیں چونکہ "غلام من الاَنصار" آیا اور غلام کا مطلب جوان یا نابالغ اور ابن مسعودؓ معمر تھے۔

-اِداوۃ: چمڑے کا برتن یا ڈول۔

-استخدام سبب برکۃ العلم / -یجوز استخدام الحرّ۔

باب من حمل معه الماء لطهوره(ص27)

1) یہ بھی آداب میں سے ہے

2) خود پانی لے جائے یا دوسروں سے

علقمہ نے دعاء کی: اللہم یسر لی جلیسا صالحا تو اَبو الدرداءؓ کو دیکھا اور کہا کہ میری دعاء قبول ہوئی۔

صاحب الطھور: پانی کا انتظام کرنے والا، بعض روایت میں: صاحب السواد: یعنی صاحب السر۔

معلوم ہوا کہ اپنے ساتھ پانی لے جانا چاہئے۔

باب حمل العنزة مع الماء في الاستنجاء

رمحؒ:اصل ہے اور عنزۃؒ اس سے چھوٹا ہے جس پر تیز لوہے کا حصہ لگا ہوا ہے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ بھی آداب میں سے ہے کہ عصا اور پانی لے جائے۔

- لاٹھی ستر ا کے طور پر لدفع المؤذیات وللوقار وللسّتر ولتلیین الأرض ولإخراج المدَر۔
- 40سال کے بعد عصا لینا چاہیئے (الحاوی للفتاوی: امام سیوطی کی کتاب میں ہے: ولحمل المتاع وللتخویف وغیرہ)

باب النهي عن الاستنجاء باليمين

- کراہت تنزیہی أئمہ أربعہ کے نزدیک / ظاھریۃ: حرمت۔
- خطابی نے دو طریقہ بیان کئے / عضو مخصوص کو بائیں ہاتھ سے پکڑے اور ڈھیلے بھی۔
- ایک ادب: برتن میں سانس نہ لے، دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے (استنجاء بالیمین نہ کرے)۔

باب: لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال(ص27)

یمین سے نہ پکڑے پیشاب کے وقت، مطلقا مس بالیمین نہ کرے: کانت یدہ الیمنی لطھورہ ویدہ الیسری للخلاء ومافیہ أذًی۔

باب الاستنجاء بالحجارة

یہ أدنی اور بالماء أعلی ہے۔

حجر ہو یا حجر کا قائم مقام–ان لوگوں کی تردید:.................................

فؒ دؒ: مطھر ہے خلاف قیاس / حؒ کؒ: مقلّلُ النجاسۃ۔

بالعظم: احناف: تقلیل اور تطھیر حاصل ہوگی.................بکل جامد غیر مؤذی لایتعلق بہ، حتی الغیر ولا یکون ذا شرف۔

روث: مایخرج من الفرس والبغال والجمل، اور خثی صرف گوبر ہے۔

باب: لا يستنجى بروث

روث: لید، گوبر: طعام دواب الجنّ۔ / یہ بھی آداب سے ہے کہ نجس چیز سے استنجاء نہ کرے اسلئے کہ قلّاع نہیں ہے۔

یہ روایت منقطع ہے امام ترمذیؒ کے نزدیک۔

- امام ترمذیؒ نے اسرائیل کی روایت کو ترجیح دی کہ اسکے متابع موجود (قیس کی روایت) اور اسرائیل أبو اسحاق کی روایت میں اوثق ہے۔ امام بخاریؒ نے زھیر کی روایت کو ترجیح دی 2 وجوہ سے: 1) یہ رؔوایت متصل ہے، 2) زھیر کے متابع موجود ہے، شریک بن ابراھیم بن یوسف، یحیی ابن أبي زائدہ اسکے متابع ہیں۔

  تیسری سند معمر اور عمار أبو اسحاق سے اور وہ علقمہ سے اور وہ ابن مسعود سے۔

چوتھی سند...اسود عبد اللہ بن مسعود ہے۔

- اگر اشکال ہو کہ اس روایت میں أبو اسحاق مدلس ہے اور "حدثنا" کی تصریح نہیں تو جواب یہ ہے کہ ابراھیم کی روایت میں "حدثنا" کی تصریح ہے۔
- إذا أراد أحدکم أن یستنجی فلیذھب معہ بثلاثۃ أحجار فلیستطب بھا فإنہ یجزئہ
- ترمذی کی روایت: نھی رسول اللہ ﷺ أن یستنجی أحدکم بأقل من ثلاثۃ أحجار تو جواب سنیت پر محمول اور استحباب پر۔
- مسند أحمد میں ہے کہ ابن مسعود تیسرا پتھر بھی لائے تھے، جواب: روایت ضعیف ہے ابو اسحاق کا سماع علقمہ سے نہیں۔

باب الوضوء مرة مرة

جس طرح استنجاء میں تین مرتبہ دھونا مستحب تو وضوء میں بھی مقصد اِنقاء۔

نسائی کی روایت میں رِجلین یدین کو 2مرتبہ اور چہرہ 3مرتبہ تو بعض اَعضاء 3مرتبہ اور بعض اَعضاء 2مرتبہ۔

بَابٌ: الوُضُوءُ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

بَابُ: الوُضُوءُ ثَلاَثًا ثَلاَثًا(ص27)

یہ سنت طریقہ، سند میں حُمران بن اَبان بن خالد پر کلام اور خود امام بخاریؒ نے ضعفاء میں شمار کیا تو پھر کیوں لیا انکی روایت:

1)اسکے شواھد تائید میں موجود ہے اور یہ فضائل میں یا بعض راوی کے منتخبات لیتے ہیں۔

مغفرت وبشارت مرتب ہے 2 چیزوں: وضوء اور رکعتین اور سنن کی روایت میں صرف وضوء پر تطبیق:

1)مغفرت ہر ایک پر مرتب ہے اور یہاں 2کا ذکر اتفاقا ہے۔

2)صلوٰۃ وضوء کی تکمیل کے لئے اسلئے کہ وہ شکر الوضوء ہے: مایرید اللہ..............ولکن یرید لیطہرکم۔

لایحدث فیہانفسہ: دنیا یا آخرت کی چیز ہو جو نماز سے غافل کردے۔

- نوادر الاَصول (حاکم ترمذی) من کلام الدنیا آیا تو یہ قباحت بتلانے کے لئے۔
- اشکال: عمرؓ نے غلطی کی مغرب میں: إنی کنت اَجھزّ جیشی فی صلوٰتی۔
- جواب: عمرؓ کا یہ فعل درجہ کمال سے کم تھا لیکن ہم کہتے نہیں بلکہ یہ 2نمبر ہے پوری دنیا کا۔

وخشعت الاصوات للرحمن، وإنّ من الحجارۃ لما یتفجر منہ الأنہار، اَلم یأن للذین آمنوا اَن تخشع، تو یہ طریق اَولی ان میں خشوع تھی، تو بطور الہام یا بے اختیار یہ کام کیا۔ مثلا: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نماز میں سونے کا ٹکڑا یاد آیا تو جلدی کی، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو غسل نہ کرنے کو یکدم یاد آیا تو چلے گئے۔

- صفات الٰہیہ میں تفکر کرے، فاتحہ کے مضامین میں بھی تفکر کرے، یہی اقرا ٔبہا فی نفسک کا مطلب ہے
- سعد بن اَبي وقاصؓ: لوکان فيّ ثلاث لکنت اَنا و اَنا................................لا اَشک فیما اَسمع رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔
- 1)جمہور کے نزدیک تکفیر الصغائر ہے۔
- 2)اجماع ہے کہ کبائر کے لئے توبہ کی ضرورت ہے
- 3)..............................جو توبہ نہ کرے وہ ظالم
- 4)الصلوٰۃ والجمعۃ إلی الجمعۃ مکفرات مالم یغش الکبائر۔
- 5)ترمذی کی پہلی روایت: حتی یخرج نقیّا(من الصغائر اَو من الکبائر مع التوبۃ یا نقیا من الصغائر واَما الکبائر فلیس بشأن المؤمن)۔
- ماحد ثتکموہ: 1)کہ تم تکذیب کروگے، عثمانؓ کو کشف ہوا کہ بعض لوگ اسکی تکذیب کریں گے۔

2)تاکہ تم یہ گمان نہ کرو کہ عمل قلیل سے گناہ مٹ جائیں گے اور تاکہ تم گناہ پر جری نہ بنو۔

-آیت کونسی ہے؟ 2قول: 1)إن الحسنات یذھبن السیئات

2)إن الذین یکتمون ما اَنزلنا

بَابُ الِاسْتِنْثَارِ فِي الوُضُوءِ(ص28)

1)حکمت ہے کہ:وضوء میں ترتیب لازم نہیں اسلئے ترتیب کا لزوم نہیں کیاامام بخاریؒ نے وضوء کے ابواب میں۔

ابو داوٗد کی ایک روایت اس پر دال ہے:.................................

2)استنشاق کی اہمیت کو بتلانے کے لئے اور اسمیں امام احمدؒ کے 3 قول ہیں:1)کلاہماسنۃ فی کلیہما(یعنی استنشاق ومضمضہ فی الغسل والوضوء)۔

تو تیسرے قول کی طرف اشارہ مقصود تھا 2)کلاہماواجب فی کلیہما۔

3)الاستنشاق واجب فیہما والمضمضۃ سنۃ فیہما۔

3)استنشاق کو مقدم کیا کہ ماقبل استنجاء کے ابواب گزر گئے اور وجہ اشتراک:دونوں میں گندگی دور کرنا مقصود ہے۔

4)استنشاق کو مقدم کیا مضمضہ پر کہ تطہیر الباطن أہم من تطہیر الظاھر۔

-احناف کے نزدیک کلاھماواجب فی الغسل کیوں؟

1)وإن کنتم جنبا فاطھروا

3 ،4مرتبہ مراد نہیں ہو سکتا کہ ظلم وأساء کے ماتحت داخل ہے،اگر دلک مراد جیسے امام مالکؒ:............................

2)قراءت قرآن ممنوع ہے کہ بعض حروف خیشوم سے ادا ہوتے اور تمام منہ سے تو تطہیر فرض ہے۔

3)حدیث میں تحت کل شعرۃ جنابۃ تو ناک میں بھی شعور ہیں....

4)ابن عباسؓ..................

بَابُ الِاسْتِجْمَارِ وِتْرًا

3ڈھیلے مسنونا عند الأحناف ووجوبا عند الشوافع۔

- سوال:مصنفؒ کیسے دوبارہ استنجاء میں پہنچ گئے حالانکہ وضوء کا بیان شروع کیا تھا؟!

جواب:1)یہ باب فی الباب کے قبیل سے ہے،ابھی تک استنشاق ہی کا باب چل رہا ہے۔

2)استنشاق کی تثلیث کی طرف اشارہ ہے(جیسے استجمار وترًا)لیکن مصنفؒ کے پاس تثلیث استنشاق کی حدیث نہیں تھی۔

-استجمار کے 3معانی:1)استنجاء،2)جمرات کے لئے کنکریوں کو طلب کرنا،3)انگاڑوں کو رکھنا انگھیٹی پر(مُجمِرُ)۔

-ید سے جنس ید مراد.........تو مصاحفہ بالید اگر آجائے تو یدین ہی مراد ہو گا جیسے یہاں۔

-ہاتھوں کو دھویا اور اس پر نجاست حقیقی نہیں ہے تو پانی پاک(الیقین لایزول بالشکّ)۔

-پانی کی قلت کی وجہ سے عرب استنجاء بالماء نہیں کرتے تھے،سخت گرمی میں تو خوب پسینہ ہوتا اور ازار پہنتے تھے،مچھر اور خارش وغیرہ تو بہت زیادہ امکان ہے کہ ہاتھ پر نجاست لگ جائے۔

- 1)بستان العارفین میں امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ ایک مبتدع نے مذاق اڑایا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے ہاتھ نے کہاں رات گزارے،بستر پر،تو جب صبح اٹھا تو اسکا ہاتھ ذراع تک اسکے مقعد میں پھنس گیا تھا۔

– وذكر الإمام أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن محمد بن الفضل التيمي رحمه الله في كتابه شرح صحيح مسلم هذه الحكاية فيها وشلت رجلاه ويداه وسائر أعضائه. قال وقرأت في بعض الحكايات أن بعض المبتدعة حين سمع قول النبي صلى الله عليه وسلم) إذا استيقظ أحدكم من نومه فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها فإنه لا يدري أين باتت يده (. قال ذلك المبتدع على سبيل

التهكم أنا أدري أين باتت يدي في الفراش فأصبح وقد أدخل يده في دبره إلى ذراعه. قال التيمي فليتق المرء الاستحفاف بالسنن ومواضع التوقيف فانظر كيف وصل إليهما شؤم فعلهما. (بستان العارفين 1/50)

-2)بستان ہی میں حدیث پر مذاق اڑانے والوں کے اور 2 قصے ہیں:

- أخبرنا أبو الحسن بن علي بن محمد بن طلحة حدثنا سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني قال سمعت أبا يحيي زكريا بن يحيي الساجي رحمه الله قال كنا نمشي في أزقة البصرة إلى باب بعض المحدثين فأسرعت المشي وكان معنا رجل منهم ماجن في دينه فقال ارفعوا أرجلكم عن أجنحة الملائكة لا تكسروها كالمستهزئ فما زال في موضعه حتى جفت رجلاه وسقط. وقال الحافظ عبد الحافظ إسناد هذه الحكاية كالوجد أو كرأي العين لأن رواتها أعلام أئمة.

- وبالاسناد إلى المقدسي قال أخبرنا أبو الحسين يحيى بن الحسين العلوي أخبرنا ابن الحسين الضبعي: قال سمعت عبد الله بن محمد بن محمد العكبري يقول سمعت أبا عبد الله محمد بن يعقوب المتوثي يقول سمعت أبا داود السجستاني يقول كان في أصحاب الحديث رجل خليع إلى أن سمع بحديث النبي صلى الله عليه وسلم أن الملائكة لتضع أجنحتها لطالب العلم رضا بما يصنع فجعل في عقبيه مسامير حديد وقال أريد أن أطأ أجنحة الملائكة فأصابه أكلة في رجليه.

-3)مشہور قصہ ہے محدث کا جسنے حدیث کو آزمایا(امام سے پہلے رکوع وسجدہ کرتا تھا)توچہرہ مسخ ہوا گدھے کی شکل پر.

-استیقاظ کا لفظ یا قید احترازی ہے...............

یا قید اتفاقی ہے،تو یہ ہو گا کہ استیقاظ کے بعد ہاتھوں کا دھونا زیادہ مؤکد ہو گا اور دوسری حالت میں نہیں۔

-اگر کوئی اشکال کرے کہ نیند کے بعد پھر وضوء نہیں کرنا چاہئے کہ الیقین لا یزول بالشک،تو جواب یہ ہے کہ شریعت نے نیند کو قائم مقام بنایا حدث کا اور وضوء شرط الصلوۃ ہے تو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ، وَلاَ يَمْسَحُ عَلَى القَدَمَيْنِ

- پھر چہرہ چھوڑ کر رِجلین پر آیا!تو جواب دیا کہ "وجہ"تبعاً آگیا تھا ص26پر۔
- سوال:غسل الیدین کا کوئی باب قائم نہیں کیا؟

جواب:1)باب غسل الوجہ میں تبعًا آیا تھا۔

2)یا باب التیمّن فی الوضوء میں تبعًا آنے والا ہے۔

3)یا کسی کا اختلاف نہیں ہے اسکے بارے میں۔

-استجمار واستنشاق کے بعد رجلین کا باب رکھا:

1)کہ دونوں محلِ قذورت ہے،

2)دونوں لاالگ الگ جانب پر ہے،

3)کلاھما من المغسولات۔

-وأرجلکم کی قراءت میں مسح کا مفہوم ہے۔

جزواب:1)قراءت جر منسوخ ہے اجماع امت سے،2)محمول ہے حالت تخفیف پر،

3)واؤ مفارقت کے لئے بمعنی "مع"،

4)محمول ہے وضوء علی الوضوء پر،

5) محمول ہے جرّ جوار پر جیسے وحورٍ عینٍ کہ ما قبل باکوابٍ آیا۔
بہترین جواب:6)ابن ماجہ میں آیا تھا اس سے مراد غسل خفیف ہے جس کا خود تذکرہ ہے اس حدیث میں:"و نمسح علی أرجلنا"تو:
معلوم ہوا کہ مسح کے معانی ہو سکتے ہیں:1)إمرار الید المبتلۃ:[1]مع صبّ الماء،[2]بدون صبّ الماء۔
2)غسل خفیف۔
-حقیقت اور مجاز جمع ہو گئے کہ 2 معانی پر مشتمل لیکن ہم نے ایک معنی لیا اور ایک معنی کے 2 شاخ ہو سکتے ہیں:اسکو عموم مجاز کہتے ہیں۔
-ویل لأصحاب الأعقاب یا ویل لدخول الأعقاب لأجل الا.........بالنار۔
-صرف پاؤں کے لئے غسل خفیف آیا اور چہرے ہاتھ کے لئے نہیں!
جواب:پاؤں محل ہے:کثرت پانی کا استعمال۔

بَابُ المَضْمَضَةِ فِي الوُضُوءِ

-الگ ذکر کیا توجیھا للفعل (الگ پانی سے)
سوال:وضوء میں مضمضہ واستنشاق کیوں واجب نہیں؟
جواب:1)مضمضہ اور استنشاق اللہ کا حکم نہیں ہے بلکہ احادیث سے معلوم ہوا اور قاعدہ یہ ہے کہ ما ثبت بحکم اللہ فھو فرض وما ثبت بغیر حکم اللہ فسنۃ۔ 2)عشر من الفطرۃ(حدیث میں آیا)اور ایک روایت میں"من السنۃ"آیا،تو اسمیں ڈاڑھی اور مونچھ بھی ہے حالانکہ وہ لازم ہے!
جواب:سنت بھی ہے اور لازم بھی ہے کہ أنبیاء کا طریقہ ہے اور اسکے خلاف کرنے سے وعید آئی ہے۔

بَابُ غَسْلِ الأَعْقَابِ

-اشکال:مضمضہ کے بعد أعقاب تک پہنچ گئے!
جواب:1)مصنفؒ اشارہ کرتے اسباغ کی طرف کہ غرغرہ کرنا مضمضہ میں ہے جیسے کہ استیعاب ہے رِجل میں۔
یا یہ کہ منہ میں استیعاب کرو جیسے کہ رِجل میں أعقاب دھونے میں استیعاب ہے۔
2)یہ باب فی الباب ہے اور فائدۃ جدیدۃ کی وجہ سے عنوان الگ سے لگایا۔

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ، وَلاَ يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ

- ما قبل سے اسکا تعلق واضح ہے کہ ما قبل باب فی الباب ہے۔
- اگر منہ میں کوئی چیز ہو تو پورے طور پر پانی پہنچانا ضروری ہے تو اسی طرح رِجلین جو نعلین میں ہیں۔
- رِجلین فی النعلین کے 2 معنے:1)غسل الرّجلین الکائنتین فی النعلین

2)غسل الرِّجلین بعد إخلاع(نَزِع)النعلین۔
-ترجمۃ الباب کا مقصد:مقصد اگر نعلین میں رجلین دھوتے ہو تو پورے طور پر دھونا ہے۔
-اشارہ ہے ایک حدیث کی طرف:"مسح علے الجوربین والنعلین"،جواب:واؤ بمعنی "مع" ہے۔
-إذا کان فی وضوء مندوب۔
-منسوخ ہو گیا جیسے امام محمدؒ سے مروی ہے۔
سبتٌ منقطع یعنی الذی قُطع شعرُہ/ بعض کے نزدیک نرم جوتے کے معنے میں ہے۔

حؒ ذؒ:احرام بعد صلوٰۃ نفل و تلبیہ۔ / فؒ کؒ:تلبیہ پڑھے گا جب سواری اٹھ جائے گا۔

-عمرؓ نے مکہ مکرمہ والوں سے کہا کہ تم یکم ذوالحجۃ سے احرام باندھ لو کہ لوگ احرام پہن کر آئیں گے تو موافقت ہوگی۔

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الوُضُوءِ وَالغَسْلِ(ص28–29)

-ترجمۃ الباب کا مقصد:ما قبل میں مغسولات کا ذکر ہے اور اسمیں یمین سے شروع کرنا چاہئے۔

روافض:فرض ہے ابتداء بالیمین / ائمہ:مندوب و مسنون

- یدین کی طرف اشارہ ہے / تیمّن:1)یمین سے پکڑنا/2)یمین سے شروع کرنا(جو یہاں مراد ہے)،3)قسم کھانا۔
- ابنتہ:زینبؓ یا امّ کلثومؓ / جب غیر مکلف کے لئے ابتداء بالیمین ہے تو حیّ مکلف کے لئے بدرجہ اُولیٰ ہے۔
- اِن اللہ اخیّر آدمؑ فاختار الیمین وکلتا یدی الرحمٰن یمینٌ۔

بَابُ التِمَاسِ الوَضُوءِ إِذَا حَانَتِ الصَّلاَةُ(ص29)

-ترجمۃ الباب کا مقصد:1)مغسولات کے لئے پانی کی ضرورت ہے تو پانی تلاش کرو۔

2)اختلاف کی طرف اشارہ ہے:پانی تلاش کرنالازم ہے شوافع کے نزدیک اور احناف کے نزدیک اگر ظنّ غالب ہو یا یقین ہو تب تلاش کرے ورنہ نہیں۔

-التماس کے 2 طریقے:1)معتاد طریقہ:کنواں سے

2)غیر معتاد:مثلاً آپ ﷺ کے معجزے سے۔

90 یا 70 یا 700 اور علماء کہتے کہ یہ سب سے بہتر پانی پھر زمزم پھر آب کوثر ہے۔

-یہ غزوہ حدیبیہ کا واقعہ ہے۔

لحم سے پانی نکلا یہ زیادہ تعجب کی بات ہے۔ زمزم سے وضوء ممکن ہے اور استنجاء مکروہ ہے۔

بَابُ المَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ الإِنْسَانِ

ما قبل سے تعلق:جب پانی تلاش کرے گا ممکن ہے کہ اسمیں بال ہو۔

باب الانجاس کا بیان ہے، پانی میں پاک چیز کو ملائے تو پاک اور ناپاک چیز سے ناپاک ہوگا۔

سؤر الکلب:کؒ:نجس نہیں اور دھونے کا حکم اَمر تعبدی ہے۔

فؒ:کتا خنزیر نجس العین چنانچہ سور بھی نجس۔

احناف:سباع البھائم نجس اور سؤر سباع الطیر مکروہ ہے اسلئے کہ چونچ سے یعنی منقار سے پانی لیتے اسی طرح دجاجۃ مخلاۃ۔

فؒ:جو شعور مقلتع ہو،اگر پڑے تو نجس ہے۔ احناف:دونوں حالتوں میں پاک ہے۔

انسان کے بال سے دھاگے اور رسیاں نہیں بناسکتے

اس ترجمۃ الباب میں چار مباحث ہیں:1)شعور الانسان طاھر۔

2)سؤر الکلب کو دھویا جائے گا خلاف قیاس۔

3)بول الکلب نجس دھویا جائے گا یا احناف کے نزدیک سوکھایا جائے گا۔

4)مرور الکلب فی المسجد

مسئلہ ولوغ الکلب:فؒ کؒ:7مرتبہ۔ دؒ:8مرتبہ والثامن بالتراب۔ حؒ:3مرتبہ دھویاجائے گا۔

احناف:7محمول ہے 1)استحباب پر 2)یامنسوخ ہے 3)یاعلاج پر محمول ہے 4)یااحتیاط پر۔

-عبد الوھاب شعرانی:ہماراایک ساتھی نے کتے کاسورپیاتواسکے تمام کیفیات سلب ہوگئیں۔

-إذاولغ الکلب فی إناء أحدکم فلیغسلہ ثلاثا،اس سند میں حسین بن علی کرابسی ہے لیکن وہ ثقہ راوی ہے۔

-انہوں نے لفظی بالقرآن مخلوق کہا۔

-احناف:پیشاب اور حیض کاخون أغلظ ہے اور پھر بھی تین مرتبہ کافی ہے۔

-جس زمانے میں کتے کے قتل کرنے کاحکم تھاتواس زمانے میں پاکی کے حکم میں بھی شدت تھی۔

-معلوم ہواکہ حکم میں تدریج تھی یعنی انتقال من التشدید إلی التخفیف ضرورت کی بناءپر۔(خمرمیں انتقال من التخفیف إلی التشدید ہوئی تاکہ لوگوں کی عادت چھوٹ جائے اور عادت کابدلنادیر طلب أمرہے اسی لئے حکم بھی بہ تدریج سخت ہوئی)۔

-کتاضرورت کی چیزہے نہ کہ محبت کی چیز۔ کؒ:پاک ہے اور دھوناصرف شریعت کاحکم ہے اور سمجھ میں نہین آتی بات۔

-کتے کے اوصاف سے صوفیاءنے عبرت لیں ہیں:

-رات کو جاگتاہے عابدانہ زاہدانہ(اپنے لئے مکان نہیں بناتا)متوکلین کی صفت کہ کھاکر چلاجائے گا۔

- محبّانہ صفت ہے،عاجزانہ صفت ہے،مجاہدانہ صفت،خادمانہ صفت...(تقریبا16صفات ہیں جو فتاوی میں کتاب الکراھیۃ میں چھپے گی)۔لیکن متنجسانہ عادت بھی ہے اسلئے محبت کی چیز نہیں ہے،حارصانہ صفت بھی ہے،معاندانہ صفت بھی(خوداپنی قوم سے لڑے گا)۔

- أئمہ ثلاث:ناپاک ہے۔/ مسلم کی روایت:طھورإناء أحدکم إذاولغ فیہ الکلب۔

ابن عباسؓ:فلیغسلہ سبع مرات فإنہ رجس۔

- ممرفی المسجد سے نجاست یقینی نہیں ہے اور الیقین لایزول بالشک۔

- ولوغ:إدخال اللسان فی المائع۔ لعق:جامد چیز کوچاٹنا۔ لَحِسٌ:خالی برتن۔

- أئمہ ثلاث:تیمم فقط۔

دائیں جانب والے بال کو تقسیم کیااور بائیں جانب والے بال أمّ سلیم کو دیا۔

أبوطلحہؓ أنسؓ کے سوتیلے باپ ہیں۔ أمّ سلیم نلکی میں بال رکھتی تھی اور پانی میں ملاکر مریضوں کاعلاج کیاکرتی تھی۔

سیرین:غیر منصرف ہے علمیت اور عجمہ کی وجہ سے،اور اصل شیریں تھا،بعض کہتے کہ یاءاور نون کی وجہ سے جو الف نون زائد تان کی طرح ہے۔

بَابُ إذا شرب الكلب في الإناء

-پیچھلے باب کافرع ہے۔ اختلاف کی طرف اشارہ ہے:کؒ اور امام بخاریؒ کے نزدیک پاک ہے اور غسل کاحکم تعبدی ہے جیسے احناف کے نزدیک قہقہہ توشریعت کے حکم کی وجہ سے دھوناہے۔

-................

1)دوسری روایتوں میں اسکی پاکی معلوم ہوتی ہے کہ موزے میں کتّے کوپانی پلایاپھراسی میں نماز پڑھی ہوگی۔

2)مسجد نبوی میں کتے کی آمدورفت ہوتی تھی اور نہیں دھوتے تھے۔

3)شکار کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایاکہ تم کھاؤ معلَّم کتے کے شکار کو۔

-جوابات:1)یہ شرائع من قبلنا ہے۔

2)ممکن کہ موزے سے پانی نکالا اور پھر کسی چیز میں انڈھیل دیا۔

3)حدیث میں صلوٰۃ کا تذکرہ نہیں ہے۔

-رش: ملے بغیر صبّ الماء / یقینی طہارت مشکوک سے ختم نہیں ہوتا ہے۔

-.........................

1) عائشہؓ: زکوۃ الأرض یبسھا(یہ حدیث مرفوع نہیں ہے)۔

2)جب دیکھا نہیں تو ناپاک نہیں ہو گا۔

3)إحراق بالنار سبب الطھارۃ ہے۔

4)..............

-کلب معلم: فؒ: زخم بنانا ضروری نہیں // احناف: یُذھب إذا اُرسل وانزجر إذا زُجر۔

-کتے میں برے اور اچھے صفات ہیں:

1)حرص،2)قوم کی دشمنی،3)أکل نجاست،4)شیطان کا تعلق۔

1)حراست مجاہدانہ،2)عابدانہ: رات کو نہ سونا،3)ظاہرانہ،4)ساکتانہ: خاموش،5)صابرانہ،6)شاکرانہ،7)معلّمانہ،8)خادمانہ،9)عاجزانہ، 10)محبّانہ۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الوُضُوءَ إِلَّا مِنَ المَخْرَجَيْنِ: مِنَ القُبُلِ وَالدُّبُرِ

-اس باب میں امام بخاریؒ امام شافعیؒ کی تائید کرنا چاہتے ہیں بہ ظاہر لیکن امام بخاریؒ اس سے بھی آگے چلے گئے کہ امام فؒ کے نزدیک "مس مرأۃ" اور "مس ذکر" ناقض وضوء ہے اور امام بخاریؒ کے نزدیک نہیں۔

-نواقض وضوء کا بیان ہے۔

-یا یہاں مقصود نجاست باطنہ کا بیان ہے نجاست ظاہرہ کے بعد۔

-2 قانون کو ذکر کیا1):1)ایجابی: کل ما خرج من السبیلین فھو ناقض(معتاد ہو یا نہ ہو)۔

2)سلبی: مالم یخرج من السبیلین فھو غیر ناقض(کما قال الشافعیؒ)۔(مصنفؒ اسی کی طرف مائل ہے)تو تقدیر باب یوں ہو گی: "من لم یری الوضوء لازماً إلاّ من المخرجین"۔

فؒ: وضوء واجب سبیلین سے کوئی چیز خارج ہو یعنی مخرج معتاد کا اعتبار ہے اور مخرج معتاد سبیلین ہے(نجاست معتاد ہو یا نہ ہو)۔

حؒ: مخرج اور خارج دونوں کا معتاد ہونا ضروری ہے(چنانچہ اگر مخرج معتاد سے کوئی غیر معتاد چیز خارج ہو تو ناقض وضوء نہیں ہے اسلئے کہ غیر معتاد چیز کا مخرجین سے نکلنا نادر ہے والنادر کالمعدوم)۔

دؒ: نہ مخرج اور نہ خارج کا معتاد ہونا ضروری ہے، نجاست کا خروج جہاں سے بھی ہو ناقض وضوء ہے چاہے خون، پیپ، رعاف یا قے یعنی مطلقاً خروج النجاسۃ ناقض وضوء ہے۔

امام بخاریؒ کا مسلک: مخرجین سے جو نکلے ناقض وضوء ہے فقط۔

-سوال فی قوله تعالی:وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى (1) أَوْ عَلَى سَفَرٍ(2) أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ(3) أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ(4) فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً ...

تو"فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً" کا تعلق کس سے ہے؟

-جواب:1)سب کے ساتھ اسکا تعلق ہے اور مریض کے لئے مطلب یہ ہو گا کہ:1)حقیقۃً پانی نہیں

2)حکماً پانی نہیں اسلئے کہ وہ استعمال نہیں کر سکتا تو"لم تستطیعوا" کے معنے میں ہو گا۔

2)تقریر بخاری(مولانا شبیر احمد عثمانی): آخرین کے ساتھ لگا ہوا ہے۔(اسلئے کہ دونوں کا تعلق حضر سے ہے)

-پانی کا نہ ہونا بہت نادر کالمعدوم ہے۔

-فؒ حؒ: فی الفور دھونا ضروری نہیں جب موزے نکالے۔ //کؒ: موالات کے قائل ہیں.

-.........................نوم اِغماء غیر سبیلین سے ہے پھر بھی وضوء ختم ہے۔

-اُسید بن حضیر سو گئے اور عبّاد بن بشر نماز میں مشغول تھے تو کیسے وضوء ناقض نہیں جبکہ خون نکلا فوّارہ کی طرح.

- أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ: باری تعالی نے حدث اکبر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے کوئی غائط سے آیا ہو تو امام بخاریؒ فرماتے کہ سبیلین سے بول وبراز کے خارج ہونے سے کنایہ ہے تو معلوم ہوا کہ بول وبراز ناقض ہے(استدلال تام نہیں اسلئے کہ صرف ایک قسم کے حدث کا بیان ہے)۔

-اُسید بن حضیر والی حدیث کے جوابات:

1)سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔

2)ان پر غلبہٗ حال تھا، تو غلبہٗ حال میں کبھی آدمی یوں بھی کہتا ہے کہ یااللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب ہوں۔

3)صحابہ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اور یہ انکی شان کے خلاف نہیں جیسے کہ معاذؓ 2 مرتبہ عشاء کی نماز پڑھتے تھے، یا عمّارؓ وغیرہ نے تیمم کیا اِلی الِابط یا تمعّک فی الطین یا چھوٹے عمر کے صحابی کو امام بنایا اور ایک عورت نے کہا: استُر عنّا استَ اِمامکم۔ تو انہوں نے نماز کی صورت کو رکھا کہ اچھی صورت میں وفات ہو۔

-ابو سعید خدریؓ نئے کپڑے پہنے لگے موت سے پہلے یعنی ظاہری حدیث پر عمل کے لئے: کہ جس طرح مرے اسی طرح آدمی کا حشر ہو گا۔

-مازال المسلمون یصلّون فی جراحاتہم تو زخم اور خون الگ ہیں اور اگر خون بھی نکلے تو معذور کے حکم میں ہو گا۔

-طاؤس سے بھی مروی ہے کہ اگر ناک سے خون بہے تو وضوء کر کے بناء کرے۔

....

جوابات:1)ابن عمرؓ: یہ مُخرج ہے، خارج نہیں۔(لیکن یہ صحیح نہیں اسلئے کہ فقہاء کے یہاں..............................)

2)اس سے دم سائل نہیں نکلتا۔

3)وضوء کی ضرورت نہیں چونکہ نماز کا وقت نہیں۔

-ابن اَبی اَوفیٰ نے تھوکا: اس سے استدلال مشکل ہے کہ خون لعاب سے کم ہو سکتا ہے(اگر سر سے)، اور اگر معدہ سے اور دم سائل ہو تو ناقض ہو گا اور اگر جما ہوا خون ہو تو قے کے حکم میں ہو گا۔

-غسل المحاجم: یعنی یہ ثابت کرنا چاہے کہ وضوء کی ضرورت نہیں حالانکہ یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ لیس علیہ إلّا غسل محاجمہ دون سائر البدن یا محض تنظیف کی ضرورت غیر اوقات نماز میں۔

احناف کے مستدلات:

-1)خون نجس ہے لہذا ناپاک ہے اور وضوء ٹوٹ جائے گا۔

-2)الوضوء من کل دم سائل (اس روایت پر اشکال ہے کہ اسماعیل بن عیاش غیر شامی سے روایت کرتے، توجواب یہ ہے کہ اسکے متابع موجود ہیں)

-3) 582 - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ , عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيْسَ فِي الْقَطْرَةِ وَالْقَطْرَتَيْنِ مِنَ الدَّمِ وُضُوءٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ دَمًا سَائِلًا». (الكتاب: سنن الدارقطني).

-4)وہ روایات جہاں حضور ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا وضوء ٹوٹ جائے تو ناک پکڑ کر چلا جائے، وضوء کرے اور بناء کرے (معلوم ہوا کہ اس عرف میں بھی یہی مشہور تھا کہ رعاف ناقض وضوء ہے)۔

-5)فإنہ دم عرق (استحاضہ کے خون کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا)

اگر کوئی اشکال کرے کہ یہ سبیلین سے ہے اور ہمارا کلام غیر سبیلین پر ہے۔ توجواب علت دم عرق ہے یعنی خون کا نکلنا نہ کہ سبیلین سے نکلنا۔

-6)ابن عمرؓ (موقوفا) إذا رعف انصرف فتوضأ و بنٰی علی صلوٰتہ........ولم یتکلم (سند بالکل صحیح ہے)۔

-بعض کے نزدیک یہ ہے کہ اگر غائط سے گندگی کو چھوڑے اور سبیلین سے مراد لے تو بہتر ہے: جواب: أخذ غیر المنطوق وترک المنطوق لازم ہو گا۔

-أبو الدرداءؓ: قاء فتوضأ.......................................ثوبان: أنا صببت لہ الماء

-اس حدیث کا کیا ربط ہے ترجمۃ الباب سے؟

منی سے پہلے مذی ہوتی ملاعبت کی وجہ سے۔

-خود صحابہؓ کے آپس میں اختلاف رہا کہ منی نکلے یا نہ نکلے تو غسل ہے یا نہیں:

تو پہلے "الماء من الماء" رخصت تھی ثم نُسخ پھر عمرؓ کے زمانے میں اجماع ہوا

-إذا جلس بین شُعبھا الأربع وجھدھا فعلیہ الغسل۔

بعض (حضرت عثمانؓ) نے کہا کہ یہ وضوء النوم ہے کہ اگر منی نہ نکلے تو مذی نکلے، تو اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا تو اشکال نہ ہو

-عائشہؓ نے میمونہؓ سے سوال کیا: ھل یرقد الجنب.............

-اسی طرح دوسری حدیث: لعلنا أعجلناک، قال نعم پھر فرمایا کہ جب آپ سے جلدی کی جائے اور منی رک................

فعلیہ الوضوء: إما منسوخ (کما قالہ ابیّ بن کعب) أو محمول علے الفور۔

بَابٌ: الرَّجُلُ يُوَضِّئُ صَاحِبَهُ (ص30)

استعانۃ فی الوضوء کی تین قسمیں: 1) الاستعانۃ بطلب الماء (بالإتفاق جائز ہے)

2) الاستعانۃ بصبّ الماء (خلاف أولیٰ إلاّ یہ کہ معذور یا مریض ہو، بیان جواز کے لئے کیا تھا)

3) الاستعانۃ صبّ الماء مع الدلک (مکروہ إلّا أن یکون معذورا)۔

بَابُ قِرَاءَةِ القُرْآنِ بَعْدَ الحَدَثِ وَغَيْرِهِ

-ترجمۃ الباب کا مقصد: حدث مانع الصلوٰۃ ہے لا مانع القراءۃ۔

-باب کے کئی معانی ہیں:

1): باب جواز قراءۃ القرآن بعد الحدث وغیر الحدث أی بعد الطھارۃ

اشکال: "وغیرہ" کی کیا ضرورت ہے کیونکہ اسوقت تو کوئی شک نہیں؟

جواب: (تسویہ فی الثواب بتانے کے لئے کہ طھارت اور غیر طھارت دونوں میں ثواب ملے گا) جیسے: یکلم الناس فی المھد وکھلاً۔

2) باب قراءۃ القرآن بعد الحدث الأصغر وغیرہ أی بعد الحدث الأکبر (حیض کے بعد)۔ (یہ مصنف کے نزدیک ہے)۔ ہمارے نزدیک یہ ممکن نہیں ہے اسلئے کہ کان النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ لا یحجبہ شيء من القرآن إلا الجنابۃ (روایت ضعیف ہے: سند میں عبد اللہ بن مسلمہ ہے جو متکلم فیہ ہے) اور روایت ضعیف ہے اسماعیل بن عیاش کی وجہ سے جو مدنی سے روایت کرتے، جواب: مغیرہ بن عبد الرحمن اسکے مؤید ہے۔ اور دوسری روایات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حدث أکبر کے بعد قراءت ممنوع ہے۔

3) باب قراءۃ القرآن بعد الحدث وغیر القرآن: نہ قرآن کے لئے ضروری نہ غیر قرآن کے لئے جیسے ذکر وأذکار میں طہارت ضروری نہیں۔

4) وغیرہ کی ضمیر "الحدث" کی طرف راجع ہے، یہ دوسرے أئمہ کے خلاف ہے سوائے کؒ کہ ان کے کزدیک مس قرآن بغیر الطھارۃ جائز ہے۔

أئمہ ثلاث (مرفوع روایات سے ثابت ہے): لا یمسُّ القرآن إلّا طاھرٌ، اور قرآن میں: لا یمسہ إلا المطھرون اور اسمیں دونوں شامل: فرشتے اور انسان۔

-عمرؓ کا واقعہ جب سورۃ طٰہٰ سنی تو پٹائی کی بہن کی پھر کہا کہ وہ أوراق دے دو، تو انہیں وضوء کرایا پہلے۔

-5) بعض کہتے کہ وغیرہ سے مراد مظانّۂ نقض وضوء جیسے مس مرأۃ (کما قالہ ابن حجرؒ) لیکن (علامہ عینی نے اس پر اشکال بھی کیا) یہ صحیح نہیں اسلئے کہ مصنفؒ کے نزدیک ص 161 پر مس مرأۃ ناقض وضوء نہیں۔

-کؒ: حائضہ کچھ آیات کی تلاوت کر سکتی اور احناف: وقفہ سے کچھ گنجائش ہے اور جنبی بھی۔ فؒ: تلاوت سرے سے نہیں کر سکتے۔

حمّام محل نجاست ہے اور فقہاء کہتے کہ نجاست کی جگہوں پر تلاوت نہ کرو۔

-میت کے قریب قرآن پڑھنا: 1) نہ پڑھے اسلئے کہ میت نجس ہے۔

2) پڑھ سکتے اسلئے کہ میت نجس نہیں بلکہ موت کی وجہ سے صرف حدث لاحق ہوا۔

-جب خط لکھتے تو خط مشتمل ہو گا بسملہ پر، لیکن لکھسکتے ہیں اور پڑھ سکتے اور بسملہ بطور تلاوت نہ ہو گی بلکہ بطور تبرک۔

-سلام علیکم طبتم.................جواب: یہ ترحیب کے لئے ہے۔

-اشکال: شن معلقۃ: موصوف مذکر ہے اور صفت مؤنث ہے تو موصوف صفت میں مطابقت نہیں ہے!

جواب: شنّ بتأویل قَرِیۃ ہے اسلئے صفت مؤنث ہے۔

حدیث ابن عباسؓ، ترجمۃ الباب سے کیا مناسبت ہے؟ چونکہ أنبیاء کی نیند ناقض وضوء نہیں ہے!

-جواب: 1) الحدث لم یکن بالنوم بل بالملامسۃ۔ (وہذا الایصح)

2) الحدث من الریح بعد النوم۔ (قول بلا دلیل)

3) ہمیں نیند میں حدث لاحق ہو سکتا ہے بغیر علم کے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو علم ہے اگر حدث لاحق ہو نیند میں۔ (ہذا ممّا لا یفہم)

اصل جواب 4) ابن عباسؓ نے کہا: میں نے وہی کیا جو آپ نے کیا (صنعت مثل ما صنع) تو مطلب یہ ہے کہ بغیر وضوء کے 10 آیات میں نے پڑھی اور اگر چہ وہ چھوٹے تھے یعنی مکلف نہ تھے لیکن بچوں کو بالغین ہی کا حکم دیا جائے گا۔ تو اگر حدث کے بعد تلاوت نہیں کر سکتے تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ضرور تنبیہ کرتے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ إِلَّا مِنَ الغَشْيِ المُثْقِلِ

–اغماء کا تعلق دماغ سے اور وہ خفیف ہے ، غشی کا تعلق قلب سے اور وہ ثقیل ہے: تعطل الحواس المدرکۃ۔

-ما من شیء کنت ....

اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہر چیز دیکھی بلکہ کل شیء ضروریّ

اور دوسری روایت میں اسکی تشریح ہے: کل شیء وعدتُم یعنی جنت، جہنم، حشر وغیرہ دیکھا۔

ایک روایت میں: عرض علی کل شیء تولجونہ (جس میں تم داخل ہونگے)؟۔

بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهِ(ص31)

یہاں سے مصنف ان مسائل کو بیان کرتے ہیں جن میں اختلاف ہیں۔

امام کؒ: کل الرأس

امام فؒ: ادنی الرأس

احناف: ربع الرأس

امام دؒ: 1) مرد اور عورت کے لئے الگ ہے، عورت کے لئے استیعاب ہے نہ کہ مرد کے لئے۔

2) احناف کی طرح

مصنفؒ اس مسئلہ میں امام کؒ کے ساتھ ہیں

امام کؒ کے دلائل: 1) حدیث الباب۔

2) قیاسًا علے التیمم (امسحوا)

3) باء زائد ہے تو مطلب یہ ہو گا: امسحوا رؤسکم کلہ

4) احتیاط اسی میں ہے کہ پورے سر کا مسح کرے۔

امام فؒ: 1) أخذًا بالیقین۔

2)باء داخل ہے رأس پر اور چونکہ باء آلہ پر داخل ہے تو معلوم ہوا کہ سر آلہ ہے تو استیعاب نہ ہو گا۔

3)لایکون استیعاب فی الممسوح۔

-امام حؒ کے دلائل: 1)ربع الر أس اور ان روایات سے استدلال کرتے جسمیں مقدم الر أس اور ناصیۃ ہے۔

حدیث:توضأو مسح بناصیتہ وعمامتہ۔

2)حدیث: مسح علی مقدم رأسہ۔

3)جب رأس کا ذکر ہے تو بہت سی مرتبہ ناصیۃ مراد ہے: جیسے لا تأخذ بلحیتی ولا برأسی أی بناصیتی۔

4)عبارت کی تقدیر یوں ہے:"وامسحوا أیدیکم برؤوسکم"یعنی امرار الید سر پر اور پھر چھوڑ دے۔

5)بالفرض اگر پورا سر مراد ہے تو قاعدہ یہ ہے کہ الربع یقوم مقام الکل۔(نجاست میں ربع کا اعتبار ہے اور حج میں ربع کا حلق کل کے قائم مقام ہے)۔

6)شاہ صاحب: باء مسح کے بعد: مسح شرعی مراد ہے اسلئے کہ مسح خود متعدی ہے اور مراد:"افعلوا فعلَ المسح الشرعیّ"جو حدیث میں آیا یعنی مقدم الر أس۔

7)بعض کے نزدیک مسح کے بعد"علی"آجائے تو غسل خفیف مراد ہے اور"باء" آجائے تو امرار الید المبتلۃ مراد ہے۔

-أبو داؤد کی روایت میں عبارت چھوٹ گئی"رجل" نہیں تو ضمیر عبد اللہ بن زید کو راجع ہو گی جو کہ غلط ہے اور محل اشکال بھی بنتا ہے۔

اشکال:..........

جواب:1)اصل تو یہی ہے لیکن اقبال: تفاؤلا مقدم ذکر کیا جاتا ہے اگرچہ واضع ہونے میں بعد میں ہے جیسے شعر

مکر مفر مقبل غیر مدبر معا کجلمود صخر حطہ السیل من عال۔

2)واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔

3)ہاتھ مقدم الر أس بن گیا شروع میں اور اصبح صاحبَ مؤخّرِ الر أس۔

(درس ترمذی ملاحظہ ہو ص..........)۔

-سوال: فرض کا منکر کافر ہے تو کیا ربع رأس جو فرض ہے، اسکا منکر بھی کافر ہو گا؟

جواب: یہ فرض عملی ہے نہ کہ اعتقادی چنانچہ دوسرے مذہب والے پر انکار کا فتوی نہ لگایا جائے گا۔

-شوافع:"وامسحوا برؤوسکم" مطلق ہے والمطلق یطلق عل شعرۃ أو علی شعرات(مطلق أدنی اور أعلی پر بھی بولا جاتا ہے)۔

-احناف: "وامسحوا برؤوسکم" مجمل ہے، تشریح کی ضرورت ہے اور تشریح حدیث کے ذریعہ سے ہوئی۔

اشکال: مولانا عبد الحیؒ نے مؤطا امام محمد کے حاشیہ میں اشکال کیا کہ "وامسحوا برؤوسکم" پر عمل ممکن ہے، تو کیسے مجمل کہا گیا؟ چنانچہ شعرۃ اور شعرات کافی ہونا چاہئے!

جواب: مسح الر أس کو مستقلاً فرض کرنے کی ضرورت نہ تھی اگر صرف 2یا3 بال مراد ہیں اسلئے کہ چہرے کے دھونے میں ہو ہی جاتا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ 2یا3 بال سے زیادہ ہے۔

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الكَعْبَيْنِ

-اشکال: مصنفؒ پھر رجلین کی طرف لوٹ گئے؟

جواب: 1) مصنف نے مسح اُذنین کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس طرح کعب رِجل میں داخل ہے اسی طرح اُذن رأس میں داخل ہے۔

2) ما قبل کے لئے تکمیل ہے کہ استیعاب کرنا چاہئے جیسے کعبین رجلین میں۔

3) مفتی صاحب کا خیال: جس طرح مسح رأس مختلف فیہ مسئلہ ہے اسی طرح مسح الاُذنین بھی مختلف فیہ ہے اسلئے اسکے بعد رجلین إلی الکعبین کو ذکر کیا کہ دونوں مختلف فیہ ہیں۔

4) غسل الرِّجلین ہر حالت پر ہے چاہے منصوب کی قراءت ہو یا مجرور کی قراءت ہو، غایت مذکور تو غایت مغسول میں داخل ہے۔

سوال: کعبین رجلین میں داخل ہیں، اسکی کیا دلیل ہے؟

جواب: عام طور پر غایہ مغیا میں داخل ہے جب ایک ہی جنس ہو: جیسے "من المسجد الحرام إلی المسجد الأقصیٰ" تو مسجد اقصیٰ بھی معراج میں داخل ہے، دونوں مسجد ہیں (مسجد حرام اور مسجد اُقصیٰ)۔ یا قرأت القرآن إلی آخرہ۔

اور جب ما قبل کی جنس سے مختلف ہے تو پھر داخل نہیں: جیسے "أتموا الصیام إلی اللیل" اور "فنظرۃ إلی میسرۃ" تو لیل اور غنی مغیا میں داخل نہیں ہیں۔

اسکے علاوہ احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ غسل یدیہ إلی المرفقین حتی أشرع فی العضُد و غسل رجلیہ إلی الکعبین حتی أشرع فی الساق۔

-رجلٌ کا نام یہاں مذکور ہے: عمرو ابن أبی حسن۔

بَابُ اسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوءِ النَّاسِ

-استعمال کے 2 باب اور 2 معنے ہیں 1) تبرک کے لئے، 2) استشفاء کے لئے تو یہاں پہلا معنی لیں گے۔

وضوء علی الوضوء یا وضوء علی الحدث، دونوں کو شامل ہے، استعمال بھی عام ہے چاہے للشرب یا کپڑے دھونے کے لئے یا اور کوئی مقصد کے لئے۔

فضل بھی عام ہے: چاہے برتن کا بچا ہوا یا جو استعمال کیا گیا، اسکا بچا ہوا۔

استعمال جس طریقہ اختیار کرے: چاہے لعاب لگایا یا عضو یا ہاتھ لگایا تو مستعمل ہو گا۔

-ماء مستعمل ہو گا امام فؒ کے نزدیک: بإزالۃ الحدث (اور دیگر حضرات)، امام مؒ: بنیۃ القُرب۔

-ماء مستعمل کا حکم: حؒ: طاہر ہے مطہّر نہیں (مفتی بہ قول احناف کے لئے) یہی امام مؒ کی روایت ہے۔

اور سؒ: نجس ہے نجاسۃً خفیفۃً۔ اور حسن بن زیاد کی روایت: نجس ہے نجاسۃً غلیظۃً۔

تو یہ امام صاحب کی کرامت تھی کہ وضوء سے کونسے گناہ دھویا جا رہا ہے، دیکھ سکتے تھے اسلئے اگر گناہ کبیرہ کیا یا زنا یا شرب خمر وغیرہ تو اسی کے مطابق حکم لگاتے۔ اور یہی وجہ ہے اختلاف الروایۃ کا۔

-نجاست کا قول بطور باطن ہے نہ کہ ظاہر اسلئے کہ امام صاحبؒ کو کشف ہوتا تھا۔

-تطبیق: مولانا انور شاہ کشمیریؒ: ماء مستعمل پاک ہے ظاہراً کما قالہ مؒ اور نجس ہے باطناً اور شریعت ظاہر پر چلتی اسلے ماء مستعمل کو پاک کہیں گے۔

-طاہر ہونے کی دلیل: 1) جابرؓ کی روایت "أتانی النبی ﷺ اور مجھ پر بے ہوشی طاری تھی تو آپ ﷺ نے وضوء فرمایا اور مجھ پر پانی بہایا"

2) آنے والی روایت میں: حضور ﷺ اپنے بدن کو ملتے تھے اس پانی سے۔

3)حدیث: پانی محمود بن ربیع پر ڈالا یعنی ان پر............تو معلوم ہو کہ پاک ہے۔

-ماء مستعمل سے وضوء ممکن نہیں، ہاں نجاست ظاہریہ کو دور کر سکتے۔

-اگر پیا یا طعام میں استعمال کیا تو مکروہ تنزیہی ہے، ہاں برکۃً ہو تو کوئی حرج نہیں۔

-یہ روایت ص620 پر مذکور ہے، لھما: اَبو موسیٰؓ اور بلالؓ۔

بَابٌ (ص31)

خاتم النبوۃ: ایک روایت میں کالبیضۃ / کجمع الکفِّ / اٹھا ہوا گوشت کی طرح۔

لا تعجبوا من بلا غلالتہ قد زُرّ زرارتہ علی القمر

-حجلۃ: 1)وہ کپڑا جو چھپر کھٹ پر لٹکایا جاتا ہے۔ یا شادی ہال میں جو لگایا جاتا ہے دلہا اور دلہن کے لئے کونڈی لگا کر۔

-2)وہ ڈولی جسمیں دلہن کو لے کر آتے تھے پہلے زمانے میں۔

3)چکوڑ(partridge)۔

-خاتم پر کیا لکھا تھا؟

کہتے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد ختم ہو گئی، بعض کہتے کہ اس پر کلمہ لکھا ہوا یا "امضِ اَین شئت فإنک اَنت المنصور" لیکن یہ سب ثابت نہیں۔

بَابُ مَنْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ

غُرفۃٌ: چلو، غَرفۃٌ: مصدر: پانی لینا۔

حؒ اور دوسرے أئمہ: اسمیں فصل بہتر ہے۔

فؒ: بہتر وصل، انکی مختلف روایات ہیں: 1)امام حؒ کی طرح، 2)دونوں ایک غرفہ میں، 3)غرفتین، 4)ثلاث غرفات۔

-فصل کا معنیٰ: ترک عطف، اور عاشقین کی اصطلاح میں "وصل": محبوب سے ملاقات اور "فصل" محبوب سے جدائیگی۔

-1)مضمض رسول اللہ ﷺ ثلاثا واستنشق ثلاثا یأخذ لکل واحد ماءً جدیداً۔

2)طلحہ بن مصرف ابن عمرو بن کعب: مضمضہ کو استنشاق سے الگ الگ دیکھا (فرأیتہ یفصل بین المضمضۃ والاستنشاق: روایت پر کلام ہے لیکن تائید کے طور پر صحیح ہے)۔

3)شقیق سے مروی ہے کہ علیؓ اور عثمانؓ نے مضمضہ اور استنشاق کو الگ الگ فرمایا۔

احناف تأویل کرتے ان روایات میں جسمیں صرف ایک مرتبہ مضمضہ یا استنشاق کا ذکر ہے۔

جواب: 1)من غُرفۃ واحدۃ یعنی دونوں ہاتھوں کو ملایا۔

2)من غُرفۃ واحدۃ اَی بالیمین دون الشمال۔

3)ہذا کان لبیان الجواز۔

اصل تأویل یہ ہے 4)عبد اللہ بن زیدؓ کے گھر پر (2/3) لہذا کم پانی استعمال کیا تو یہ عادت مستمرّۃ نہیں تھی، پانی قلیل ہونے کی دلیل: فغسل یدیہ إلی المرفقین مرّتین مرتین، تو معلوم ہوا کہ پانی کم تھا۔

بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ مَرَّةً(ص32)

حقیقت میں یہ نیاباب نہیں بلکہ باب فی الباب ہے اسلئے کہ ما قبل باب سے غسل چل رہاہے اور اسلئے وہی حدیث عبد اللہ بن زید کی، ذکر کی۔

اور چونکہ یہاں مسئلہ نکلتا ہے اسلئے نیاباب قائم کیا۔

أئمہ ثلاث: مسح الرأس مرۃ۔

امام فؒ: مسح الرأس ثلاث مرات۔ دلیل:1) أبو داؤد کی روایت ہے۔

"فمسح رأسہ ثلاثًا" اسکی 2 سند ہے:1) ایک سند میں عبد الرحمن ابن وردان جو ضعیف ہے۔

2)اور دوسری سند میں عامر بن شقیق ہے جو ضعیف ہے۔

اسی لئے أبو داؤد نے فرمایا کہ جو روایات صحیحہ ہم تک پہنچے ہیں مسح الرأس کے بارے میں تو وہ مرۃً واحدۃً ہے اور اسمیں 3 مرتبہ کا ذکر نہیں ہے۔

2)قیاس کرتے ہیں مسح رأس کو مغسولات پر

جواب: مسح الرأس کو دوسرے أعضاء کے مسح پر قیاس کرنا چاہئے جیسے مسح علی الخف، مسح علی الجبیرۃ وغیرہ۔

مقصد: ماء مستعمل اس وقت ہوگا جب زمین پر گر جائے۔

-اشکال: اس حدیث میں "مرۃ" کا ذکر نہیں ہے!؟

جواب: مصنف نے جواب دیا کہ وھیب کی روایت میں "مرۃ" کا ذکر ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مصنف نے پہلے مبہم روایت کو ذکر کیا پھر اسکی تفصیل کے لئے دوسری روایت لائے جیسے مصنف کی عادت ہے۔

-امام نوویؒ: مسح علی العنق بدعت ہے۔

اور جن روایتوں میں مسح عنق ثابت ہے وہ......................(ابو نعیم نے آتاریخ اصبہان میں ذکر کیا)۔

-ایک اور روایت ہے کہ حضور ﷺ: "توضأ و مسح علی قفاہ" لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

بَابُ وُضُوءِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهِ، وَفَضْلِ وَضُوءِ المَرْأَةِ

-مقصد ترجمۃ الباب:-مرد یا عورت ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے وضوء کرسکتے ہیں۔

-امام دؒ کی تردید ہے کہ ان کے نزدیک "لا یجوز" ہے، حدیث کی وجہ سے:"لا یتوضأ الرجل بفضل ماء المرأۃ"، دوسری روایت بھی ہے کہ مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضوء نہ کرے اور اسکا عکس جائز ہے۔

"نھی أن یغتسل الرجل بفضل المرأۃ و تغتسل بفضل الرجل"۔

-علماء: اسمیں 16 اصورتیں ہیں:

1)فضل الرجل للرجل، 2)فضل المرأۃ للمرأۃ، 3)فضل الرجل للمرأۃ، 4)فضل المرأۃ للرجل۔

پھر یہ 4 وضوء بعد الوضوء، غسل بعد الغسل، وضوء بعد الغسل، غسل بعد الوضوء۔

-بعض روایتوں میں غسل کی ممانعت آئی ہے جیسے اوپر امام دؒ کے دلائل میں سے ذکر کی۔

-جوابات:1)ممانعت بالماء المتقاطرۃ ہے(یہ جواب صحیح نہیں)۔

2)شاہ صاحب کا قول: عورتوں میں قلت احتیاط کی وجہ سے(وہذا ممالا یفہم)۔

3) أجنبیہ پر محمول ہے۔

ہمارے دلائل: 1) مولا شبیر احمد عثمانی: یہاں اپنی بیوی یا محارم کا ذکر ہے نہ کہ اجنبیات، یعنی میاں بیوی میں بے تکلفی ہونی چاہئے حتی کہ ساتھ بھی وضوء کرسکتے ہیں۔

2) "ھن لباس لکم وأنتم لباس لھن" اسلئے تکلفات نہ کرے۔

3) اُم سلمہؓ: میں اور حضور ﷺ ساتھ وضوء کرتے تھے (تو یہ بے تکلفی ہے)۔

4) حضرت عائشہؓ والی روایت: یضع فمہ من حیث أتعرق (تو یہ بے تکلفی ہے)۔

شعر: تیرے بغیر وضو بھی ثقیل بیوی	اور ہوں تیرے ساتھ تو نالہ بھی ہے نیل بیوی
وضو کا نور ہے ظاہر تیرے چہرے پر	اور میں دیکھتا ہوں تیرا چہرہ ہے جمیل بیوی۔

ترجمہ سے مناسبت: پانی کو گرم کرتی ہے عورت اور ہاتھ لگاتی ہے پانی میں درجۂ حرارت کو دیکھنے کے لئے (temperature)۔

احناف اور شوافع کے نزدیک، مشرک کا پانی استعمال کرنا جائز ہے جبکہ اسکا پاک ہونا یقینی ہو۔

-اشکال: "کان الرجال والنساء یتوضؤون فی زمن رسول اللہ ﷺ جمیعًا"؟!

جواب: 1) ہذا کان قبل الحجاب۔

2) درمیان میں حجاب تھا۔

3) یہاں محارم اور زوجات کا ذکر ہے تو یہی مراد ہے۔

بَابُ صَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوءَهُ عَلَى المُغْمَى عَلَيْهِ

-ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) حضور ﷺ کا پانی استشفاء کے لئے مریض پر ڈال سکتے ہیں۔

-اشکال: یہ مسئلہ گذر چکا ہے!

جواب: وہ قلیل تھا، یہ کثیر ہے۔

2) استشفاء کے 2 طریقے ہیں: 1) وضوء کا پانی کو ڈالنا جبکہ قلیل ہو۔ 2) غسل کرنا اس پانی سے۔

-کلالۃ: 1) وہ میت ہے جو: لا أصل لہ ولا فرع۔

2) وہ وارث جو: لا أصل لہ ولا فرع۔

3) وہ مال جس میت کا کوئی اصل یا فرع نہ ہو۔

بَابُ الغُسْلِ وَالوُضُوءِ فِي المِخْضَبِ وَالقَدَحِ وَالخَشَبِ وَالحِجَارَةِ

4 چیزوں کو ذکر کیا اور چند چیزوں کی طرف اشارہ ہے: بڑا ہو جیسے مخضب، یا چھوٹا ہو جیسے قدح، تعمیم المادۃ جیسے لکڑی اور شاذونادر چیز کی طرف اشارہ کہ پھتر کا ہو تب بھی۔

-ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اشارہ إلی تعمیم الظروف۔
2) ابن عمرؓ کے قول کی تردید: وضوء پیتل کے برتن سے مکروہ ہے۔
3) آپ ﷺ نے خاتم الحدید کو دیکھا تو فرمایا: "مالی أری حلیۃ أھل النار" تو بتایا کہ یہ حکم خاص انگوٹھی میں ہے نہ کہ برتن میں۔
4) آپ ﷺ نے خاتم الصُفر کو دیکھا تو فرمایا کہ بت کی بو محسوس کر رہا ہوں۔ تو مصنف بتانا چاہتے کہ برتن میں جائز ہے۔
عورتوں کے لئے انگوٹھی استعمال کرنا جائز ہے اور مردوں کے لئے پیتل وغیرہ مکروہ تنزیہی ہے۔
تمریض: مریض کی خبر گیری اور اسکی خدمت۔
سوال: آپ ﷺ کتنی نمازوں کے لئے نکلے تھے؟
جواب: حضرت شاہ صاحب: 4 نمازوں کے لئے نکلے تھے: مغرب، عشاء، فجر اور ظہر کے لئے۔
ف: عصر کے لئے نکلے تھے، علامہ عراقی اور ہمارے اکثر حضرات: صرف ظہر کے لئے نکلے تھے۔
جمعرات کے دن آپ ﷺ کی بیماری سخت ہوئی، امّ فضل کہتی کہ گھر پر نماز پڑھی اور جن روایتوں میں "خرج" کا لفظ ہے تو خروج من الغرفۃ إلی الصحن مراد ہے، تو حساب یوں ہے: جمعرات کو 2 نماز: مغرب اور عشاء اور جمعہ سے اتوار تک 15 نمازیں تو 17 ہیں اور پیر کے دن فجر کی نماز کے بعد انتقال کر گئے تو کل 18 نمازیں بنتی ہیں۔
ایک روایت میں ہے کہ فجر کی نماز أبو بکرؓ کے پیچھے پڑھی اور دوسری رکعت میں شرکت کی، تو یہ روایت صحیح نہیں اسلئے کہ سند میں ابن لھیعہ ہے اور دوسری روایتوں کے خلاف ہے۔
- محققین کے نزدیک آپ ﷺ ایک نماز کے لئے نکلے تھے 18 نمازوں میں اور أبو بکرؓ نے امت کو 17 نمازیں پڑھائی۔
- عصر، مغرب اور عشاء بھی ثابت نہیں تو صرف ظہر باقی ہے سنیچر یا اتوار کے دن۔
- ص 94، 95 پر صلوۃ الظہر کے لئے نکلے اور پیر کے فجر کے لئے نہیں نکلے تھے بلکہ صرف پردے کو ہٹایا ص 94۔
- جب آپ ﷺ نکلے تو آپ ﷺ جالسًا تھے اور أبو بکرؓ پیچھے آئے تو آپ ﷺ نے ابو بکرؓ کے پیچھے نماز شروع کی پھر آگے بڑھے۔
- تبوک کے سفر میں آپ ﷺ حضرت جابرؓ (روایت میں مغیرۃ کا نام ملا مجھے، ممکن کہ دوسری روایت ہو) کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے گئے تھے (مسلم کے اخیر میں طویل روایت ہے) تو عبد الرحمنؓ نے فجر کی نماز شروع کی اور جب پیچھے ہٹنا چاہا تو آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ جاری رکھے تو انکے پیچھے ایک رکعت پڑھی۔
مسلم 1/317: 105 - (274) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، قَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ زِيَادٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ «أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبُوكَ» قَالَ: الْمُغِيرَةُ «فَتَبَرَّزَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَخَذْتُ أُهَرِيقُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ وَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ جُبَّتَهُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهِ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الْجُبَّةِ، حَتَّى أَخْرَجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ، وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ عَلَى خُفَّيْهِ»، ثُمَّ أَقْبَلَ قَالَ: الْمُغِيرَةُ «فَأَقْبَلْتُ مَعَهُ حَتَّى نَجِدُ النَّاسَ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَصَلَّى لَهُمْ فَأَدْرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلَّى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الْآخِرَةَ، فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتِمُّ صَلَاتَهُ فَأَفْزَعَ ذَلِكَ الْمُسْلِمِينَ فَأَكْثَرُوا التَّسْبِيحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ» ثُمَّ قَالَ: «أَحْسَنْتُمْ» أَوْ قَالَ: «قَدْ أَصَبْتُمْ» يَغْبِطُهُمْ أَنْ صَلَّوُا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا.

-عصر کی نماز کے وقت آپ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے درمیان صلح کرانے گئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر دیر ہو تو ابو بکرؓ نماز پڑھائے، چنانچہ اسی طرح ہوا اور ابو بکرؓ نے نماز شروع ہی کی کہ اتنے میں آپ ﷺ تشریف لائے تو فوراً ابو بکرؓ پیچھے ہٹے تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے ابو بکر ﷺ کے پیچھے کوئی نماز نہیں پڑھی۔

-"رجل آخر": علیؓ یا اسامہؓ یا فضل بن عباسؓ۔ ممکن کہ باری باری تھی، بریرۃؓ کا بھی ذکر ہے ایک روایت میں لیکن ابن ماجہ میں ہے کہ وہ روایت ضعیف ہے، بریرۃؓ آپ ﷺ کی باندی نہیں تھی۔

-ھر یقوا علیَّ، دوسری روایت میں أھر یقوا علیَّ: ھاء زائد ہے خلاف قیاس تاکہ حال اور قول برابر ہو جائے۔

اصل أَرْيَقَ ہے یاء کو ساکن کر دیا اور راء کو ھاء بنا دیا۔

-لم تحلل: حاشیہ نمبر 1 ص 32،

سبع قربٍ کی تخصیص: 1) کثرت کے لئے

2) 7 کنویں مراد ہیں (1) عریس، (2) غرس، (3) بُضاعۃ، (4) بیر بسا، (5) بیرُحاء، (6) عبس، (7) بیر رَوما)

3) بعض: 7 کے عدد میں برکت ہے: 7 آسمان و زمین، 7 سیّارات، 7 برّ أعظم۔

7 کے بعد واوِ ثمانیہ آتا ہے: سورۃ عبس:

فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا (27) وَعِنَبًا وَقَضْبًا (28) وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا (29) وَحَدَائِقَ غُلْبًا (30) وَفَاكِهَةً وَأَبًّا (31) مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ (32)۔ تو "أبًّا" "فاکھۃ" میں داخل ہے تو تخصیص بعد التعمیم ہو گئی۔

(1) سلالة من طين ،(2) نطفة 3) علقة في قرار مكين 4) مضغة 5) عظاما 6) لحمًا 7) خلقًا آخر.

بَابُ الوُضُوءِ مِنَ التَّوْرِ

-ما قبل فی الوعاء اور یہاں من الوِعاء وضوء کا ذکر ہے۔

پانی برتن سے لینے میں کم خرچ ہوتا ہے اور اوپر ڈالنے سے، زیادہ خرچ ہوتا ہے۔

-دوسری روایت میں "قدح" ہے اور ترجمۃ الباب میں "تور" ہے تو کیسے مطابقت ہے؟

جواب: القدح یصدق علیہ التورُ أیضا۔

بَابُ الوُضُوءِ بِالْمُدِّ

-حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ وضوء فرماتے تھے 2 رطل سے اور غسل کو 8 رطل سے؛ ایک مُدّ[2] میں تقریباً 2 رطل ہیں اور ایک صاع میں تقریباً 4 مُدّ ہیں۔

-ایک روایت میں "صاعنا أصغر الصاعَين" (بالنسبۃ إلی الصاع الشام جو تقریباً 1.32 litre ہے)۔

-صاع مدنی یا حجازی * 5 رطل اور 1/3 = 30 استار = 160۔

-صاع عراقی * 20 استار x 8 رطل = 160۔

[2] قاموس الفقه(216/4) اور شامي(365/2)علامة شامي كي تحقيق .

-مسلم کی روایت: 10 - بَابُ الْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ، وَغُسْلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ فِي حَالَةٍ وَاحِدَةٍ، وَغُسْلِ أَحَدِهِمَا بِفَضْلِ الْآخَرِ 41 - (319) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، ح، وَحَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، ح، وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وأَبُو بكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ، وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيانُ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ، وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ» وَفِي حَدِيثِ سُفْيانَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، قَالَ قُتَيْبَةُ: قَالَ سُفْيانُ: «وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ»(255/1).

بَابُ المَسْحِ عَلَى الخُفَّيْنِ(ص33)

مسح علی الخفین کی روایات حدّ تواتر کو پہنچی ہیں۔امام ؒ:"ما قلت بالمسح حتی جاءنی مثل ضوء النہار" اور جو اسکے قائل نہ ہو،اس پر مجھے کفر کا اندیشہ ہے۔

حسن بصریؒ:70 صحابہؓ کو دیکھا اور سب مسح علی الخفین کے قائل تھے۔

ہمارے عقائد میں سے ہے: نفضل الشیخین، ونحب الختنین ونری المسح علی الخفین۔

-خوارج اور روافض مسح علی الخفین کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن سے ثابت نہیں۔

- مسح علی الخفین کی روایت جریرؓ سے مروی ہے (حاشیہ 10 ص33)[3]۔

-کؒ: صرف مسافر کے لئے مسح اور مقیم کے لئے نہیں ہے اور کوئی حد نہیں وقت میں۔

اشکال: روایت میں ہے "ولو استزدناہ لزادہ" تو معلوم ہو کہ 3 دن حرف آخر نہیں ہے۔

جواب: 1)زیادہ طلب نہیں کیا۔

2)ایک روایت میں ہے کہ 2 دن، 3 دن، وماشئت۔

جواب: 1)یحیی ابن ایوب انتہائی ضعیف ہے۔

اور عبد الرحمن، محمد ابن یزید اور اَیوب ابن قطن تینوں مجہول ہیں۔

2)اسکے شرائط کے ساتھ زیادہ کر سکتے ہو چاہے ایک ہفتہ یا ایک سال ہو، یہ اسی طرح جیسے کوئی کہے کہ تیمم جائز ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ جائز ہے اسکے شرائط کے ساتھ یعنی پانی نہ ہو تو معلوم ہوا کہ ہر چیز کے ساتھ شرائط مقرر ہوتے ہیں۔

-وقّاص: وقص: گردن کو توڑنا، ایک کتاب کا نام ہے: الوھص والوقص فی حرمۃ الرقص

-اشکال: ابن عمرؓ اتنے بڑے صحابی، پھر بھی انکو مسح کی روایت معلوم نہیں اور پوچھنے کی نوبت آئی؟

---

[3] الكتاب: فتح القدير(143/1) المؤلف: كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ), (حاشیہ 10 ص33):

جواب: 1) ممکن کہ ابن عمرؓ سفر پر محمول کرتے اسکو۔

2) ممکن کہ ابن عمرؓ اسکو منسوخ سمجھتے تھے آیۃ غسل سے۔

3) ممکن کہ روایت مراسیل سے ہو اور روایت لی تاکہ قوت کو پہنچے۔

-عمامہ پر مسح کا مسئلہ: ائمہ ثلاث: نہیں ہے۔

دؒ: جائز ہے شرائط کے ساتھ؛ اور شرائط: 1) طھارت پر پہنا ہو، 2) پورے سر کو چھپایا، 3) کو نھا مُحَنَّکَۃً، 4) مقیم یومًا ولیلۃً اور مسافر: 3 دن ورات۔

-روایت مسح علی العمامۃ میں ائمہ ثلاث تاویل کرتے:

1) مسح اس شخص کے لئے تھا جسکے سر میں زخم یا شدید درد تھا۔

---

١ قوله: باب المسح على الخفين قال ابن الهمام فى فتح القدير والاخبار فيه مستفيضة قال أبو حنيفة ما قلت بالمسح حتى جاء نى فيه مثل ضوء النهار وعنه اخاف الكفر على من لم ير المسح على الخفين لان الآثار التى جاءت فى حيز التواتر وقال أبو يوسف خبر المسح يجوز نسخ الكتاب به لشهرته انتهى كلام ابن الهمام وفى العينى لا ينكره الا المبتدع الضال وقال الحسن البصرى ادركت سبعين من الصحابة كلهم يرى المسح على الخفين ولهذا راه أبو حنيفة من شرائط السنة والجماعة فقال نحن نفضل الشيخين ونحب الختنين ونرى المسح على الخفين وحديث المغيرة كان غزوة تبوك فسقط قول من يقول ان آية الوضوء مدنية والمسح منسوخ بها لان المائدة نزلت قبل غزوة تبوك ويدل عليه حديث جرير انه رأى النبى ﷺ مسح على الخفين وهو اسلم بعد المائدة وكان القوم يعجبهم ذلك انتهى .

"ویسقط مسحُ الرأس عمن برأسہ من الداء إن بلّہ یتضرّر"

2) یہاں عبارت کی تقدیر یوں ہے: یمسح بالرأس متعمّمًا ویمسح علی الخف متخففًا۔

3) امام محمدؒ: بلغنا أن المسح علی العمامۃ کان فنُسِخَ۔

4) ہذا من قبیل خطأ النظر کہ مسح کے بعد عمامہ کو ٹھیک کیا تھا۔

اور صحابہؓ غلطی وخطا سے پاک نہیں: 1) الخیط الأبیض، 2) امامت کاشف الاست، 3) بعل تک مسح کرنا۔

اصل 5) بعض مسح سر پر اور بعض عمامہ پر تو مسح علی الرأس کی تکمیل عمامہ پر کرتے تھے یعنی مقدم الرأس کا مسح اور باقی عمامہ پر۔

علی العصائب والتساخین (موزے) پر مسح کیا تو عصائب کو بعض نے عمامہ مراد لیا۔

6) اکثر روایتوں میں مسح علی العمامۃ نہیں اسلئے بعض نے کہا کہ یہ شاذ ہے۔

یہ روایت 60 طرق سے زیادہ مروی ہے لیکن اور صرف اس روایت میں مسح علی العمامۃ کا ذکر ہے، لیکن اسکے متابع موجود ہے۔

اور بعض کے نزدیک: یہ زیادت راوی ہے۔

بَابُ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ

-ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا: مسح خفین کے لئے شرط ہے کہ حدث سے پہلے طہارت موجود ہو یا طہارت کاملہ موجود ہو، یہ امام أبو حنیفہؒ کا مسلک ہے یا طہارت عند اللُّبس عند الشافعیؒ۔

-فؒ: آپ ﷺ ترتیب سے وضو کرتے تھے پھر موزے پہنتے تھے۔ احناف کا جواب: آپ ﷺ کا طہارت کاملہ کے بعد پہننا اور چیز ہے لیکن دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے بغیر ترتیب وضوء کیا (أبو داوٗد میں مذکور ہے) اور خفین پہنا تو کیا مسح کر سکے گا یا نہیں: تو احناف کے نزدیک کر سکے گا، اگر کسی نے ترتیب سے وضوء کیا لیکن ایک پاؤں دھو کر موزہ پہنا پھر دوسرے پاؤں دھو کر پہنا تو احناف کے نزدیک مسح کر سکے گا۔

-فؒ کی دوسری دلیل: طہارت حدث کے بالمقابل اور وہ غیر منقسم ہے، تو صرف ایک قسم یعنی طہارت کاملہ اور صرف پاؤں دھو کر پہننا طہارت کاملہ نہیں ہے۔

-جواب الأحناف: طہارت نجاست کی ضد ہے اور نجاست کے اقسام ہیں: خفیف، شدید، غلیظ تو طہارت خفیفہ اور کاملہ بھی ہوگا (اس مسئلہ میں مصنفؒ احناف کے موافق ہیں)۔ تو ایک طہارت من النجاسۃ ہے اور ایک طہارت من الحدث بھی ہے۔ "أدخل رجلیہ حال کونہما طاہرتین"۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيقِ وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، «فَلَمْ يَتَوَضَّئُوا»(ص34)

-ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ان چیزوں کا بیان ہے جو ناقض وضوء نہیں۔

2) "مَن" سے اشکال کا جواب کی طرف اشارہ ہے۔

-سوال: مماست النار سے وضوء نہیں؟

جواب: 1) جابرؓ کی روایت میں موجود ہے کہ ترک کیا آپ ﷺ نے آخر میں تو منسوخ ہوا۔

2) وضوء لغوی مراد ہے یعنی ہاتھ، منہ کا دھونا ان چیزوں سے جسمیں دسومت ہے (ترمذی کی روایت میں اسکی تشریح ہے: عِکراش)۔

مصنفؒ نے لحم الشاۃ کا ذکر کیا، تو ممکن ہے کہ یہ قید احترازی ہو کہ لحم الإبل سے وضوء ہے اور لحم الشاۃ سے نہیں ہے۔

-یہی امام ؒ کا مسلک ہے اور ان کے نزدیک مَمَّاست النار کی قید نہیں ہے۔

عبداللہ بن مسلمہ کی روایت[4] میں ہے: «صَلَّى العَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى المَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ»

-(اور جابرؓ کی روایت[5]): فَأَتَتْهُ بِعُلاَلَةٍ مِنْ عُلاَلَةِ الشَّاةِ، فَأَكَلَ، ثُمَّ صَلَّى العَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

....

-جوابات: 1) المراد بہ الوضوء اللغوی۔

2) منسوخ ہے۔

3) مستحبات پر محمول ہے (کہ دنیا کی چیزوں سے تعلق ہوگیا اور دسومت والی چیزوں میں حکم مضبوط ہے)۔

-حدیث 208: "فألقى السكين" سے معلوم ہوا کہ چھری سے کاٹ کر کھانا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

-ترجمۃ الباب کا مقصد: 1 وضوء لغوی کی طرف اشارہ ہے۔

-واقعہ ردّ شمس وہیں ہوا تھا "صہباء" مقام پر، امام بخاریؒ نے یہ قصہ مشکل الآثار میں ذکر کیا۔[6]

---

[4] بخاری میں: 4195 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ، أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ، «صَلَّى العَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى المَغْرِبِ، فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ»

[5] ترمذی میں: 80 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، سَمِعَ جَابِرًا، قَالَ سُفْيَانُ: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَذَبَحَتْ لَهُ شَاةً، فَأَكَلَ، وَأَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ تَوَضَّأَ لِلظُّهْرِ وَصَلَّى، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَتْهُ بِعُلاَلَةٍ مِنْ عُلاَلَةِ الشَّاةِ، فَأَكَلَ، ثُمَّ صَلَّى العَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَأُمِّ الحَكَمِ، وَعَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، وَأُمِّ عَامِرٍ، وَسُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، وَأُمِّ سَلَمَةَ"

-وایضافی الترمذی: 1836 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَزَّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ مَضَى إِلَى الصَّلاَةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. وَفِي البَابِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ.

[6] (بَابُ بَيَانِ مُشْكِلِ مَا رُوِيَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْأَلَتِهِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَرُدَّ الشَّمْسَ عَلَيْهِ بَعْدَ غَيْبُوبَتِهَا وَرَدِّ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِيَّاهَا عَلَيْهِ , وَمَا رُوِيَ عَنْهُ مِمَّا يُوهِمُ مَنْ تَوَهَّمَ مُضَادَّ ذَلِكَ ص3/92 شرح مشكل الآثار)۔

ابن تیمیہ نے موضوع کہا حالانکہ اسکے 3 سند ہیں: 1) .... جو صدوق ہے۔
2) ابن عقدۃ: مختلف فیہ (حسن کے درجے میں)، 3) داوٗد ہے (وہ بھی مختلف فیہ ہے)۔
-"فأکل وأکلنا": شرکت فی الطعام کا ثبوت، اسی لئے فقہاء نے لکھا کہ قربانی میں اگر مثال کے طور پر: ....
....
1) بعض نے کہا کہ کاتب کی غلطی ہے کہ "کتف" کی جگہ پر "سویق" لکھا (ہذا لایصح)۔
2) جب کتف سے ثابت ....
اصل جواب 3) یہ باب فی الباب ہے، تو اصل مسئلہ "شاۃ" ہی کا ہے اور یہاں اہم اور نیا مسئلہ ثابت کرنا تھا، تو نیا باب قائم کیا۔

بَابٌ: هَلْ يُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ؟ (ص34)

-ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ مضمضہ واجب ہے، دودھ پینے کے بعد۔
2) "ھل" اسکی طرف اشارہ ہے کہ اگر دسومت ہو تب مضمضہ کرے، ورنہ نہیں۔
-یہاں تک ان چیزوں کو بیان کیا جو ائمہ اربعہ کے یہاں ناقض وضوء نہیں۔

بَابُ الوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ مِنَ النَّعْسَةِ وَالنَّعْسَتَيْنِ، أَوِ الخَفْقَةِ وُضُوءًا[7]

1) اس پر اتفاق ہے کہ نوم ناقض وضوء ہے، پھر نوم میں سے کونسی قسم ناقض ہے؟ اسمیں اختلاف ہے!
-اصل، نوم کے مختلف درجات ہیں:
1) وَسَن (العیون قد تنفتح)، 2) نعاس (سر جھوم جائے)، 3) نوم فی القلب (دل و دماغ غافل)، 4) رُقاد (گہری اور لمبی نیند)، 5) کریٰ (شوق کے بعد یا بعد سَھَرِ طویل)۔
-کؒ: نوم کثیر و قلیل کا فرق کرتے؛ فؒ: ممکّن مقعد کا فرق کرتے؛ فؒ: مقعد اچھی طرح زمین پر لگا ہو تو نیند ناقض نہیں۔
دؒ: قائم اور قاعد کی نیند ناقض نہیں اگرچہ کثیر ہو۔
احناف: نوم إذا کان من إحدیٰ ھیئات الصلوٰۃ فلا ینقض و أیضا إذا نام متربّعًا، اگر ٹیک لگایا تو دیکھا جائے گا کہ اگر ٹیک کو ہٹا دیا جائے تو گر نہ جاتا تب ناقض نہیں اور اگر سیٹ پر بیٹھا اور مقعد اچھی طرح لگا ہوا ہے تو ناقض وضوء نہیں (جیسے شامی میں مذکور ہے) تو ہوائی جہاز میں ....
....
- احادیث میں مختلف روایات ہیں: مثلاً 1) کان أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینامون ولا یتوضؤن، تو ہلکی نیند ہو گی۔
2) کان أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینتظرون الصلوٰۃ حتی یخفق رؤسھم ثم یصلون ولا یتوضؤن۔
3) وِکاء السہ العینان فمن نام فلیتوضأ۔
4) إنما العینان وکاء السہ أی وکاء الاست فإذا نام استطلق البطن۔
5) آپ صلی اللہ علیہ وسلم: لیس علی من نام مضطجعًا- فلیس علیہ الوضوء

[7] (توضیح السنن ص344)

6)..........إذا اضطجع استرخت مفاصله

7)كان أصحاب النبی ﷺ یوقطون................ حتى إنی لأ سمع خطیطا.......

8)كان أصحاب النبی ﷺ ینامون ثم یضطجعون ثم یصلون ولا یتوضؤن۔

ڈ:راوی کی طرف سے اضافہ ہے(یضطجعون)۔

9)...................... فمنهم من یتوضأو منهم من لا یتوضأ

10) أنه رأى النبی ﷺ ساجدا...................... فقال إن الوضوء لایجب إلا على من نام مضطجعا۔

-تونوم مضطجعا یا مستلقیا سے وضوء توٹ جائے گا۔

-اشکال:ترجمۃ الباب سے کیا مناسبت ہے؟

جواب:1) حضرت شیخ الہندؒ:حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تم جلدی نماز پورا کرو اور باقی نماز بعد میں پڑھے یعنی باقی وضوء

2)شاہ ولی اللہؒ:بلکہ نیند سے وضوء نہیں توٹتا کہ وہ ناعس اور مصلی بھی ہے،سماہ مصلیا والمصلی ہو مع الوضوء۔

3)نوم المصلی کالنعاس اور اس سے استرخاء مفاصل نہیں ہے۔

4)نماز کا فاسد ہونا2سبب سے:1)علت قریب جیسے نقض الوضوء

2)علت بعیدہ:جیسے سب النفس(گالی یالعنت)۔

توحدیث میں علت بعیدہ کو بیان کیا،اور معلوم ہوا کہ علت قریبہ نہیں ہے۔

-آدمی کو منقول دعاء کرنا چاہیئے کہ اسمیں خرابی نہیں اور اچھی دعاء ہے اور خود کی دعاء میں ضروری نہیں کہ اسمیں خیر اور بھلائی ہو اور نقصان کا بھی احتمال ہو سکتا ہے۔حدیث کی دعائیں جامع ہیں اور نقصان کے احتمال سے خالی ہے(حضرت شیخؒ نے قصہ نقل کیا ہے:کسی آدمی نے گھوڑے ملنے کی دعاء کی)۔

_فلیتم:جلدی ختم کرو۔

بَابُ الوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ

وضوء علی الوضوء کا بیان ہے اور وہ نور علی نور کی طرح ہے اور مندوب ہے إذا فعل بالوضوء الأول مایتوقف أو تبدل المجلس۔

جامع صغیر میں روایت[8] ہے کہ وضوء علی الوضوء پر10 حسنات ہیں۔

ابتداء میں وضوء علی الوضوء واجب تھا پھر مسواک آئی تو منسوخ کر دیا وضوء علی الوضوء کو۔

- آپ ﷺ نے مختلف نمازوں کو ایک وضوء سے ادا کی:خیبر،فتح مکہ اور خندق میں،جواز بتلانے کے لئے۔

بَابٌ: مِنَ الكَبَائِرِ أَنْ لاَ يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهِ[9] (ص34)

- ماقبل بول کے نجس ہونے کا ذکر ہے یعنی حدث ہے،اور یہاں بول الانسان نجس ہے۔

[8] نمبر 12314 - مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طُهْرٍ كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حسنات. (د ت ه) عن ابن عمر. الكتاب: صحيح وضعيف الجامع الصغير وزيادته -المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911هـ).

[9]انعام الباری(343/2)۔

- غیر ماکول اللحم کا پیشاب نجس ہے۔
- دؔاور کؔ: ماکول اللحم کا پیشاب پاک ہے (استدلال کرتے قصہ ٔ عرنیین سے)۔
- حؔ اور فؔ: ناپاک ہے اور عرنیین کا واقعہ مخصوص اور بطور علاج تھا۔
- حکم دیا آپ ﷺ نے کہ "صلوا فی مرابض الغنم ولا تصلوا فی مرابض الجمل"
- اشکال: حدیث میں 'من بولہ' آیا تو غیر کا پیشاب پاک ہو گا حالانکہ کوئی اسکے قائل نہیں ہے!

جواب: البول عام ہے، بول الانسان والحیوان، وزیادۃ الثقۃ مقبولۃ۔

- آپ ﷺ: نھی عن أکل الجلالۃ (جو گندگی کھاتے رہتے ہیں)۔
- گناہ کبیرہ کی تعریف:

1) جس پر لعنت آئی ہو یا وعید یا حد یا جس پر شدید..................

ابن عباسؓ کی روایت[10]: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلُّ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ فَهُوَ كَبِيرَةٌ.

- قرآن میں: الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ[11]

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ(سورة النساء)

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ (سورة القمر).

- کبائر کی تخصیص شریعت میں نہیں تاکہ آدمی مطلق طور پر گناہوں سے بچے:

خَلِّ الذنوبَ صغيرها .... وكبيرها ذاك التقى

واصنع كَمَاشٍ فوق أرض الشوك ... يَحْذرُ ما يرى

لا تحقِرنَّ صغيرةً .... إن الجبالَ من الحصى.

- کشف القبور و کشف الامور والصدور
- یہ واقعہ متعدد بار پیش آیا: ابن عباسؓ کا واقعہ فی الحضر اور جابرؓ کی روایت حالت سفر پر۔
- سبب عذاب کا ذکر ہے......................
- شاخ لگانا آپ ﷺ کی خصوصیت ہے (قول قاضی عیاض)۔
- یہ خصوصیت نہیں(............................)۔
- اشکال: یعذبان ہے اور آگے "وما یعذبان فی کبیر"!

جواب: 1) وما یعذبان علی عقید تہم

2) کبیرہ نہیں محسوسا اور شریعت میں بڑا گناہ ہے

3) قبل الوحی............ اور بعد الوحی

---

[10] المعجم الکبیر میں (منقطع روایت): 293 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ الدِّمَشْقِيُّ، ثنا أَبُو الْجَمَاهِرِ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ التَّنُوخِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَرَأَيْتُمُ الزَّانِي وَالسَّارِقَ وَشَارِبَ الْخَمْرِ مَا تَقُولُونَ فِيهِمْ؟» قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ، أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ؟ الْإِشْرَاكُ بِاللهِ» ثُمَّ قَرَأَ: {وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْمًا عَظِيمًا "} [النساء: 48] ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: {اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ} [لقمان: 14] ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَاحْتَفَزَ فَقَالَ: «أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ» وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلُّ مَا نَهَى اللهُ عَنْهُ فَهُوَ كَبِيرَةٌ.

[11] (سورة الشورى)

4)اکبر الکبائر یا سبع الموبقات میں شمار نہیں ہے۔

5)یعنی اجتناب اس سے مشکل نہیں ہے۔

- نمیمۃ: نقل الحدیث لأجل الخبیث

-غیبت: ذکر العیب فی حالۃ الغیب

-ایک نسخہ میں: لایبالی لا یستبرأ من بولہ / اور نمیمۃ: مقدمۃ القتل اور مفضی إلی النزاع۔

قبر مقدمۃ القیامۃ تو مقدمۃ میں مقدمۃ پوچھا گیا۔

اسی طرح طہارت مقدمۃ الصلوۃ ہے اسی لئے قبر میں مقدمۃ الصلوٰۃ کے بارے میں پوچھا گیا۔

-جریدۃ، جب تر و تازہ ہے تو تسبیح قوی ہے جسکی وجہ سے سفارش قوی ہے۔

-شاخوں کا رکھنا: اسی پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے اسلئے کہ اصل آپ ﷺ کی دعاء کے نتیجے میں عذاب میں تخفیف ہوئی۔

-قرآن میں دعاء کا ذکر ہے: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ....

-بہ ظاہر یہ دونوں مسلمان تھے اسلئے کہ تازہ قبر تھیں اور ایک روایت میں حائط کا ذکر ہے اور ایک اور روایت میں بقیع کا ذکر ہے۔

-سوال: سعد بن أبي وقّاص ؓ: مبشّر بالجنۃ میں سے ہیں لیکن ان پر ضغطۃ القبر[12] پھر بھی ہوا!؟ اور حدیث میں بھی انکی بڑی فضائل ہے مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا[13]: لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا.

جواب: قبر میں ایک حیثیت کے اعتبار سے، دنیا سے ملحق ہے اور ایک حیثیت کے اعتبار سے، آخرت سے ملحق ہے، یہ حالت برزخ ہے کہ کوئی برزخ میں پہنچ جاتا اور حج نہیں کیا مثلاً یا زکوۃ ادا نہیں کیا تو اگر کوئی اسکی طرف سے ادا کرے تو صفایا ہو گا برزخ ہی میں۔

دنیا میں کوئی اجتہادی غلطی کرے یا نامناسب کام کرے تو قبر میں جب سزا ہو گی گویا مکفّر ہے آخرت کے لئے، تو برزخ کا کفّارہ گویا اسکے لئے آخرت کے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

- تو پیشاب کے قطرے کو گناہ نہیں سمجھتا تھا حالانکہ گناہ تھا تو برزخ میں سزا ملی اور صاف ہو گیا۔
- اسی طرح نمیمہ اور جس نے چادر لی تو مشترک مال سمجھ کر لیا تھا اسلئے کہ مال غنیمت مال مشترک ہے۔
- اسی طرح مرنے والا "بِمُشْقِصٍ" یہ سمجھتا تھا کہ مرنے والا ہی تو ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ البَوْلِ

-ترجمۃ الباب کا مقصد:-1) پیشاب سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ بول کو دھویا جائے۔

-2) بول نفسہ والغیر، بول الانسان وبول الحیوان، جو بول غسل کیا جاتا ہے وہ بول انسان ہے مصنف کے یہاں بول مایؤکل لحمہ پاک ہے۔

سوال: اس باب میں قضائے حاجت کا ذکر ہے حالانکہ مقصود بول ہے۔

---

[12] الجزء اللطيف ص76

[13] بخاری کی روایت ہے (اور 5 جگہوں میں یہ حدیث مذکور ہے) 2615- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سُنْدُسٍ، وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الحَرِيرِ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا».

جواب: عام طور پر قضائے حاجت کے ساتھ بول بھی ہے، چنانچہ قضائے حاجت کا جو ذکر ہے اسمیں بول بھی شامل ہے۔

..........کہا جاتا ہے کہ 3 احجار میں ایک ڈھیلہ بول کے لئے، باقی 2 محل استنجاء کی صفائی کے لئے۔

بَابُ

1) باب اَی باب الاستنجاء بالحجر 2) باب اَی باب وجوب غسل البول، 3) باب اَی البول یوجب عذاب القبر (اگر اس سے نہ بچے)، 4) باب اَی باب کون البول نجاسۃ غلیظۃ۔

1) بول الإنسان، بول الآدمی الکبیر (نجاست غلیظہ)

2) بول الصبی الصغیر الذی لا یأکل: شوافع: نجاست خفیفہ—احناف: نجاست غلیظہ ہے۔

3) مأکول اللحم کا پیشاب: کؒ، حؒ، فؒ: ناپاک ہے / مؒ: پاک ہے۔

پہلے زمانے میں گیہوں کو پیسا جاتا تھا بیل کے ذریعہ اور کبھی اس پر بیل کا پیشاب بھی لگتا تھا، تو پاک کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ اسکو تقسیم کیا جائے

اور بعض کے نزدیک: ضرورت کی وجہ سے پاک سمجھا جاتا تھا اسلئے کہ اس زمانے میں آلات جیسے "تریشر" وغیرہ نہیں تھے۔

اور یہی امام محمدؒ کا قول ہے اور اسی پر فتوی ہے آج کل۔

4) بول مالا یؤکل لحمہ۔

سمؒ: نجاست خفیفہ کے سبب میں اختلاف المجتہدین ہے۔

حمار اور فرس کے فضلی کو "روث" کہتے، اور فیل وبقر کے فضلی کو "خثٰی" کہتے، اور کتے کے فضلے کو "نَجْوٌ" اور انسان کے فضلے کو "عذرۃ" کہتے اور "غائط" کنایۃ مستعمل ہے اور اونٹ اور غنم کے فضلے کو "بعر" کہتے اور پرندوں کے لئے "خرءٌ" مستعمل ہے۔

بَابُ تَرْكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ الأَعْرَابِيَّ حَتَّى فَرَغَ مِنْ بَوْلِهِ فِي المَسْجِدِ

-ترجمۃ الباب کا مقصد:-1) جب پیشاب نجاست غلیظہ ہے تو حضور ﷺ نے ان کو پھر بھی نہیں روکا درمیان میں، مصلحت کی وجہ سے۔

2) اگر ان کو اٹھایا جاتا تو بول اور زیادہ پھیل جاتا۔

3) یکدم پیشاب بند کرنے سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔

4) کشف عورت کا خیال رکھا کہ کشف عورت نہ ہو جائے۔

بعض کے نزدیک: یہ ذوالخویسرۃ تھا لیکن یہ صحیح نہیں اسلئے کہ ذوالخویسرۃ منافق تھا اور یہ خالص مؤمن تھا اور حضور انہوں نے حضور ﷺ کی تعریف بھی کی کہ آپ نے مجھے ڈانتا بھی نہیں۔

اور دار قطنی میں روایت ہے جسمیں المعلی ہے اور وہ مجہول ہے۔

اصل روایت وہی ہے "المرء مع من اَحب" والی اور یہ وہی صحابی ہے جنھوں نے قیامت کے بارے میں سوال کیا تھا۔

بَابُ صَبِّ المَاءِ عَلَى البَوْلِ فِي المَسْجِدِ

معلوم ہوا کہ پیشاب صاف کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اسکو دھو دیا جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسکو سکھایا جائے کما قال محمد بن حنفیۃ: "وأمنا عائشۃؓ ...."

احناف کے یہاں اور بھی طریقے ہیں:

1) کوئی مائع چیز بہادے جیسے پیٹرول وغیرہ

2) اسکو کرچ ڈالنا

3) پونچ لینا جیسے چھڑی پر نجاست لگی ہو۔

4) کپڑے پر اگر...............................

5) احراق مثلاً کسی جانور کا خون ہے تو آگ پر جلانے سے پاک ہو گا

6) ومنہ النحت: چھیلنا جیسے لکڑی پر ناپاکی ہو تو چھیلنے سے پاک ہو گا

7) گھی کے اطراف والے حصوں کو نکال دے جہاں چوہا گرا ہے، اسکو تکویر کہتے (کھدائی)

8) دخول الماء من جانب وخروج الماء من جانب آخر (جیسے ٹنکی میں جسکے 2 ٹیپ ہو)

9) دباغت چاہے بالتراب یا بالشمس

10) کنویں سے پانی نکالنے سے پاک ہو جاتا ہے

11) الندف: اڑانا

بَابُ: يُهَرِيقُ المَاءَ عَلَى البَوْلِ

سَجلًا: ڈول کے معنے میں آیا اور سِجل: رجسٹر کو کہتے، تو دونوں میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: 1) رجسٹر میں حصے لکھنے جاتے ہیں اور ڈول میں حصے ہوتے ہیں کہ ایک ڈول فلاں کے لئے وغیرہ

2) رجسٹر لپیٹ دیتے ہیں تو گول ہو جاتے اسی طرح ڈول بھی گول ہو تا ہے

-ذَنُوبٌ: 1) دلو من الماء   2) دلو عظیم

-قضی کا لفظ آیا کہ اتنی دیر پیشاب کر رہا تھا گویا وہ قضا کر رہا تھا۔

بَابُ بَوْلِ الصِّبْيَانِ

- بالاتفاق نجس ہے؛   کؒ فؒ: یُرشُّ

حؒ کؒ: غسل خفیف یعنی پانی بہہ جائے اور دلک نہ ہو: صبّ، رشٌّ، نَضْحٌ، اِتباع الماء

صبّ: صریح ہے غسل میں اور اِتباع الماء بھی صریح ہے، رش و نضح محتمل ہیں۔

روایت[14]: قَالَتْ: بَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حِجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: اعْطِنِي ثَوْبَكَ وَالْبَسْ ثَوْبًا غَيْرَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى، وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذِّكْرِ».

-آپ ﷺ کے گود پر متعدد بچوں نے پیشاب کیا: بعض لوگوں نے ایک نظم میں[15] ان کا نام پیش کیا:

---

[14] المعجم الکبیر میں روایت ہے (26/25) 40- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ، ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ غَنَّامٍ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَابُوسِ بْنِ الْمُخَارِقِ، عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، قَالَتْ: بَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حِجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: اعْطِنِي ثَوْبَكَ وَالْبَسْ ثَوْبًا غَيْرَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى، وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذِّكْرِ».

[15] أوجز المسالك (ط: دار القلم) "حواشي الاقناع" کے حوالے سے (1/644-645).

قَـــــدْ بَـــــالَ فِيْ حِجْـــــرِ النَّبِـــــيِّ أَطْفَـــــالُ   حَسَـــــنٌ حُسَـــــيْنُ ابْـــــنُ الــــــزُّبَيْرِ بَـــــالُوْا
وَكَـــــذا سُــــــلَيْمَانُ بْنِـــــيْ هِشَـــــامِ   وَابْـــــنُ أُمِّ قَـــــيْسٍ، جَـــــاءَ فِـــــى الْخِتَـــــامِ

-ام قیس کا نام: 1) آمنہ یا 2) جذامۃ لکھا؛ ابن ماجہ میں ص 38: اِنما یکفیک والی روایت میں نضح غسل کے معنے میں۔

-مذی کے بارے میں انتضح فرجک یعنی پانی بہاؤ

- الغسل من غیرہ بہاء النضح؛ ص 45 پر نضح کا ذکر ہے جو غسل کے معنے میں ہے۔

-خون پر چھڑکنا نہیں کہ نجاست زیادہ پھیل جائے۔

نضح کے 2 معنے: 1) چھڑکنا (تو اس سے پیشاب اور پھیل جائے گا)۔

2) بہانا: تو اسمیں احناف اور شوافع کا مسئلہ قریب ہے۔

فؒ دؒ: نضح: اسپرے کرنا (SPRAY) اور ایک اِسالۃ الماء ہے۔

سوال: بچے اور بچیوں میں کیا فرق ہے؟

جواب: 1) عرب، بچوں کو زیادہ گود میں لیتے ہیں بہ نسبت بچیوں کے تو اسی لئے بچوں میں تخفیف ہے۔

2) لقلۃ نتنہ کہ بچہ کی حرارت اوپر ہے غالبًا اور بچی میں زیادہ برودت ہے جسکی وجہ سے بدبو زیادہ ہے۔

3) لڑکا اصل کے اعتبار سے مٹی ہے اور لڑکی پسلی سے خون لہٰذا اصل کے وجہ سے تشدید ہے۔

4) انتشار ہے، پھیل گیا تو پھر تخفیف ہوگی۔

بَابُ البَوْلِ قَائِمًا وَقَاعِدًا

پہلی حدیث سے احناف کی تائید ہوتی ہے اور ان کی طرف مصنف کا رجحان لگتا ہے۔

دوسری حدیث سے شوافع کی طرف میلان لگتا ہے۔

فؒ حؒ: بول قائمًا مکروہ ہے؛ دؒ: جائز ہے (والیہ مال الامام البخاری)؛ کؒ: قیام کا جواز بشرط عدم تطیر البول۔

-اشکال: مصنف نے قاعدًا اور قائمًا دونوں کو ترجمۃ الباب میں ذکر کیا حالانکہ میں صرف قائمًا کا ذکر ہے؟

جواب: 1) ممکن ہے کہ حدیث انکی شرط پر نہیں اترتی تھی۔

2) حوالۃً علی حدیث آخر جیسے بال النبی ﷺ جالسا فقال المشرکون انظروا إلی ہذا.............

مثال: -عائشہؓ کی روایت قاعدًا: ماکان یبول اِلا قاعدًا۔

-حضرت عمرؓ سے بھی بیٹھنے کی روایت مروی ہے۔

- أبو عبیدہ: اِن من الجفاء أن تبول قائمًا (دیہاتی اور جنگلی ہونے کی علامت ہے)۔

-کان النبی ﷺ اِذا...

بیت الخلاء میں جاتے وقت سر چھپانے اور جوتا پہننے کی ترغیب ہے جیسے حدیث میں موجود ہے:

حکمت: سر چھپانے اور جوتے پہننے میں حیاء پر دال ہے، اتنا حیا ہے کہ سر کو چھپایا اور جوتا پہنا اور کشف عورت ضرورۃً ہے۔

بول قائم کے وجوہات:

1)نجاست سے بچنے کے لئے کیونکہ گندگی تھی۔

2)جواز بیان کے لئے لیکن خلاف اَولی ہے۔

3)تحصینا للدبر

4)اتفاقاً کان المکان مرتفعاً تو پیشاب واپس آتا ہے۔

5)دواءً ایسے کیا جیسے گھٹنوں میں تکلیف تھی یا پیٹھ میں۔

6)للبس الدِّرع تو بیٹھنا مشکل تھا۔

*توجو لوگ کہتے کہ ہم صرف امام بخاری کو مانتے ہیں تو انکے مرد وعورت کو کھرے ہو کر پیشاب کرنا چاہیئے،اسلئے کہ قاعداً کی حدیث ذکر نہیں کیا۔

بَابُ البَوْلِ عِنْدَ صَاحِبِهِ، وَالتَّسَتُّرِ بِالحَائِطِ(ص 35)

-ترجمۃ الباب کا مقصد:اگرچہ ساتھی قریب ہو تو قضائے حاجت ممکن ہے اور خالی میدان میں ہو تب بھی ممکن ہے اور یہ پردہ رکھنے سے تاکہ کشف عورت نہ ہو۔

*کمایقوم اَحدکم:ان لوگوں کی تردید کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ جلدی جلدی پیشاب کرنے کے لئے کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔

-سوال:آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے دور تک جاتے تھے تو یہاں سباطۃ قوم کے پاس کیوں گئے؟

جواب:1)تقاضا غالب ہونے کی وجہ سے۔

2)السباطۃ کانت لذلک اسی لئے وہاں گئے۔

3)گذرنے کا راستہ تھا اور قریب یہ جگہ واقع تھی۔

4)بیان جواز کے لئے۔

5)ضروری کام تھا اسلئے یہاں پیشاب کیا قریب میں تاکہ جلدی کام کرے۔

بَابُ البَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ

-ترجمۃ الباب کا مقصد:ایک اشکال کا جواب ہے کہ حضور ﷺ نے سباطۃ قوم کے پاس کیسے پیشاب کیا بغیر قوم کی اجازت؟۔

جواب:1)اجازت عرفی تھی۔

2)حضور ﷺ کا پیشاب پاک ہے تو وہاں پیشاب کرنے سے کوئی نقصان نہیں تھا۔

3)سباطہ سب لوگوں کے لئے مشترک تھا۔

4)سباطۃ قوم کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اسکو استعمال کرتے تھے اور یہ نہیں کہ ان کی ملکیت تھی۔

*دوسری روایت میں ہے:إذا اَصاب جسد اَحدھم قرضہ(کاٹ دیتے)

-اشکال:پھر تو سب مرجاتے اگر کاٹنے کا حکم تھا!

جواب:1)یہ روایت بالمعنی ہے،اصل یہ ہے کہ إذا اَصاب جلدَ اَحدھم،اور مراد کپڑے ہیں۔

2)یا یہ کہ قبر میں وہ عضو کاٹا جاتا تھا۔

3)ذُکر المحل ویراد بہ الحال، أی ذکر الجسد ویراد بہ الملابس۔

* فبال قائمامن غیر سعی واجتہاد: بأن البول کان فی القاذورۃ(بوتل میں نہیں کیا)۔

بَابُ غَسْلِ الدَّمِ(ص36)

-ترجمۃ الباب کا مقصد:-الدم نجس کالبول

-لابدفیہ من الغسل کمافی البول　　　　بالاتفاق نجس ہے۔

-فتؒ:لیس فی الدم قدرٌ معفوٌ اِلادم البراغیث

احناف:قدر درہم یاقدر درہم سے کم معفوعنہ ہے اور زیادہ ہوتو مکروہ تحریمی ہے،جرم والی نجاست 4.5ماشہ تک اور بہنے والی نجاست:بقدرالکف اور استدلال کرتے:1)ابن عباسؓ کے قول سے،2)ودمًامسفوحًا؛معلوم ہوا کہ مسفوح ہوتوناپاک ورنہ نہیں،3)قلیل معاف ہے اکتفاء بالحجر فی الاستنجاء کے جواز کی وجہ سے،4)اور اگر مچھر کاٹے تو معاف ہے بالاتفاق،تو معلوم ہو کہ قلیل وکثیر کا فرق ہے۔

اور قدر درہم کو مستنبط کیا"موضع نجاست"سے۔

-سوال:کرچنے اور رگڑنے کا حکم کیوں دیا"تحتُّہ ثم تقرصہ"؟

جواب:1)یہ تدبیر بتلائی تاکہ کم پانی خرچ ہو

2)تاکہ اچھ طرح نجاست نکل جائے(دھاگے سے وغیرہ)

3)نجاست جیسے خون میں چکناہت ہے تو اسکو نکالنے کے لئے صرف دھونا کافی نہیں۔

* لفظ"استحاض"مجہول آتا ہے کیوں؟

حکمت:کیونکہ اسکے أیام بھی معلوم نہیں ہوتے کہ کب آئیگا تو معنی کا لحاظ کرتے ہوئے لفظ کو بھی مجہول لائے۔

* عِرقٌ:سے پتہ چلتا ہے کہ اِحدی السبیلین کی تخصیص نہیں ہے اور خون کا نکلنا سبب نقض وضوء ہے۔

بَابُ غَسْلِ المَنِيِّ وَفَرْكِهِ، وَغَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنَ المَرْأَةِ

- 1)ترجمۃ الباب کا آخری حصہ بہ ظاہر اسکا حدیث کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے!

جواب:1)مصنف کی خطاء ہے۔

2)کاتب کی غلطی ہے۔

3)مصنف کو نظر ثانی کا موقع نہیں ملا(وہذا الاصح)۔

* 2)وَمایصیب من المرأۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب:جو آلہ عضو کو لگے اور منی یامذی یارطوبت نکلے تو بالاتفاق دھونا چاہئے،اور منی المرأۃ یخرج أولاً ومنی المرء یصل اِلی الرَّحم،ومایصیب من المرأۃ"کنت أغسل الجنابۃ من ثوب النبی ﷺ میں آگیا"۔

3)رطوبۃ الفرج کے لئے غسل متعین ہے،فرک کافی نہیں ہے۔

-کؒ:منی نجس ہے،دھوناواجب ہے؛　　فؒ اور دؒ:1)منی پاک ہے اور 2)ایک روایت میں مرد کی پاک اور عورت کی نجس ہے 3)دونوں کی ناپاک(جب فرک آیا تو معلوم ہوا کہ پاک ہے)۔

حؒ: منی نجس ہے اور اگر خشک ہو تو فرک کافی ہے اسلئے کہ تقلیل نجاست واقع ہو گی اور اگر تر ہو تو دھونا لازم ہے۔
- قائلین طہارت کے دلائل:
1) منی أصل الأنبیاء ہے اور ناپاکی کا حکم ان کی شان کے مناسب نہیں ہے۔
جواب: منی نجس ہے اصلاً لیکن تغیر آگیا اسلئے نجس کا حکم لگانے میں کوئی حرج نہیں اور اصل قریب مراد ہو تو خون بھی شامل ہے اور اصل بعید مراد ہو تو منی ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ موجودہ حالت کو دیکھنا چاہیئے۔
2) ابن عباسؓ کا قول ہے: "المنی کالمخاط" تو دونوں پاک ہے؛ جواب: تشبیہ لزوجت میں ہے کہ دونوں چپک والی مادّے ہیں اور سند میں محمد بن عبد اللہ ہے جو ضعیف ہے۔
3) أفرک المنی عن ثوب رسول اللہ ﷺ:
جواب: اگر پاک ہوتا تو فرک کیوں ہے؟ تو ہم کہتے تقلیل نجاست کے لئے۔
امام طحاویؒ جواب دیتے کہ تفریک کان فی ثوب النوم لا فی ثوب الصلوۃ اور ثوب الصلوۃ کے لئے غسل ہوتا تھا۔
لیکن پھر امام طحاوی پر اعتراض ہے کہ حدیث میں: "کنت أفرک المنیّ من ثوب رسول اللہ ﷺ ثم یصلّی فیہ" اور "ثم" تعقیب کے لئے ہے!
جواب: تعقیب کل شیءمایناسبُہٗ جیسے کہتے ہیں کہ تزوج فلان فولد لہ یعنی 9 مہینے کے بعد فی الفور بچہ پیدا ہوا تو "فیصلی فیہ" کا مطلب یہ ہے کہ درمیان میں زقفہ تھا، یا یہ بھی ہو سکتا کہ ہم غسل کی روایات غسل پر محمول کرے اور فرک کی روایات غسل کے ضمن میں مان لے جیسے امام کؒ، تو اس صورت میں مطابقت ہو گی.
- ام حبیبہؓ سے سوال کیا گیا: "ھل کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی الثوب الذی یجامع فیہ؟" قالت نعم إذا لم یری فیہ أذًی۔
- ایک مہمان آیا عائشہؓ کے یہاں تو صبح کو چادر دھونے لگے تو عائشہؓ نے کہا: إنما تکفیک أن تغسل مکانہ۔
- نضحت ما حولہ، ولقد رأیتنی أنی أفرکہ من ثوب رسول اللہ ﷺ فرگا تو فرک ضمن الغسل ہوا۔
- قل ہو أذی: حیض نجس ہے۔
بعض: مصنفؒ امام کؒ کے ساتھ ہیں؛ احناف کہتے کہ مصنفؒ ہمارے ساتھ ہیں اسلئے کہ فرک اور غسل دونوں کا ذکر آیا ہے۔
شافعیہ کہتے ہیں کہ مصنف ہمارے ساتھ ہیں اور اگر فرک فی ضمن الغسل مان لے تو مالکیہ کی طرف میلان ہو گا۔
غسل: وہ ہے جسکے ساتھ رگڑنا بھی ہو۔ بعض کہتے کہ بُقعُ الماء فرک کی دلیل ہے اسلئے کہ فرک سے دھبہ رہ جاتا ہے۔
منی: أبیض اور صفر ثخین یخرج عند الشھوۃ بدفق، رائحتہ کرائحۃ العجین۔
مذی: ماء یخرج عند ملاعبۃ أہلہ أو عند الشھوۃ ولا یحسبہ۔
ودی: ماء یخرج بعد البول (لعاب کی طرح)۔

بَابُ إِذَا غَسَلَ الجَنَابَةَ أَوْ غَيْرَهَا فَلَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: غسل کے بعد أثر باقی رہے تو کوئی حرج نہیں۔
أبو داوٗد کی روایت ہے کہ عورتیں سوال کرتی تھی أثر حیض کے بارے دھونے کے بعد تو آپ ﷺ نے فرمایا "إصْبِغْنَ" تاکہ شک نہ رہے۔
دوسری صریح روایت ہے کہ اصل منی کے دھبہ رہے، تو مجمل روایت کے بعد محکم روایت لائے۔

ما قبل میں احتمال تھا کہ پانی کہ پانی کے دھبوں میں منی کا احتمال ہے۔

بَابُ أَبْوَالِ الإِبِلِ، وَالدَّوَابِّ، وَالغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا

-ترجمۃ الباب کا مقصد: اس باب سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنفؒ امام مالکؒ کے مذہب کی طرف مائل ہے۔

-ظاہریہ: مأکول اللحم أو غیر مأکول اللحم کا بول پاک ہے۔ کؒ دؒ: مأکول اللحم کا بول پاک اور ایک روایت میں براز بھی ہے۔

حؒ اور فؒ: بول وبراز سب ناپاک ہے؛

-دلائل: 1) یحل لکم الطیبات ویحرم علیکم الخبائث

2) استنزہوا من البول عام ہے

3) نسقیکم مما فی بطونہا من بین فرث ودم لبنا............ تو فرث کو نجاست شمار کیا۔

4) آپ ﷺ نے دونوں ڈھیلے لیے اور "ألقی الروثۃ" وقال اِنہا رِکس"۔

5) اکا جلالۃ سے منع فرمایا آپ ﷺ نے۔

-دار البرید پہلے خچر گھوڑے سب آتے تھے، برید اصل فارسی ہے بُریدن سے جو کاٹنے کے معنے میں ہے۔ اور جانور کے دم کو کاٹ دیتے تھے تاکہ معلوم ہو کہ برید کا جانور ہے۔

-سوال:...................

جواب: 1) محل پاک یا سجدہ کی جگہ، گھٹنوں کی جگہ اور بیٹھنے کی جگہ پاک ہو تو کوئی حرج نہیں۔

2) سرقین قریب میں تھا اور انہوں نے پاک جگہ پر نماز پڑھی.

3) ممکن کہ وہ سوکھا ہوا ہو اور اس پر کپڑا بچھایا تھا۔ اور جب بدبو نہیں آتی موٹے کپڑے لگانے سے تو کوئی حرج نہیں۔

-دوسری روایت: عرنیین والا واقعہ 6ھ کا ہے اور مُثلہ 3ھ میں واقع ہوا (ترمذی میں ہے: کان قبل أن تنزل الحدود)۔

-7 یا 8 آدمی تھے ص 423 میں 8 کا ذکر ہے اور "أو" تقسیم کے لئے: 4 عرینہ کے اور 3 عکل کے تھے۔

فاجتووا: پیٹ کی بیماری بلقاحٍ أو بلزوم۔

-ایک روایت میں ألبان مقدم ہے۔

-راعی کا نام: یسار یا بلال بن أبی ذر ہے اور اونٹ آپ ﷺ کے تھے یا صدقہ کے اونٹ تھے۔

-آپ ﷺ نے 20 آدمی کو بھیجا اور کُرز بن جابر کو امیر بنایا۔

اشکال: تداوی بالحرام کا حکم کیسے دیا؟

جواب: 1) یہ حدیث منسوخ ہے جیسے کہ اسمیں مثلہ کا ذکر ہے جو منسوخ ہے۔

مثلہ اسمیں مذکور ہے اور منسوخ یہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ مثلہ .... یہ منسوخ ہوا احد میں اور عرنیین کے ساتھ قصاص کا معاملہ ہوا۔

2)شفاء یقیناً معلوم تھا اسی لئے انکو کہا کہ پی لو (وہذا محمول علی التداوی بالمحرم جو جائز ہے جبکہ اسکا بدل نہ ہو کلُبس الحریر فی الحرب یا أنف الذہب وغیرہ)۔

سوال یہ بات بہ ظاہر اس اصول کے خلاف ہے: إن اللہ لم یجعل شفاء أمتی فی الحرام اور خمر کے بارے کہا: إنہا داءٌ ولا دواء۔

جواب: 1) حرام چیز اضطرار کے وقت حلال ہو جاتا ہے

2) نہی کے معنے میں ہے: یعنی حرام استعمال مت کرو

3) یہ مخصوص بالخمر ہے دوسرے محرمات کبھی دوا بن سکتے۔

4) مطلب یہ ہے کہ داء غالب ہے اسمیں چنانچہ اسکا لحاظ رکھو، إلا کہ مجبوری ہو تو پھر الگ بات ہے۔

* تداوی بالمحرم پر کچھ روشنی۔[16]

3) وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ خبیث ہیں اسلئے خبیث چیز ان کے لئے مقرر کی گئی۔

4) تضمین ہے: و أن یستنشفوا من أبوالہا یا و أن یدّہنوا من أبوالہا۔

5) آپ ﷺ نے دودھ پینے کو کہا تھا تو انہوں نے اپنے تجربہ سے (استسقاء کی بیماری میں) اور رواج کے مطابق پیشاب کو بھی پینے لگے (ص 423 پر یہی مذکور ہے اور ص 1005 پر بھی.......)

راوی کا تصرف ہے کہ دودھ پینے کو کہا تھا: أمر ھم بلقاحٍ (دودھ والی اونٹنی)۔

-فاجتووا بالمدینۃ: بیمار ہوئے یا مدینہ کے آب وہوا ان کے موافق نہ ہو گی۔

-یستسقون ولا یُسقون: ہذا لیس.........

- أبو قلابۃ: عبد اللہ بن زید جَرَمی

-ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے کہ مدّعی علیہ پر قصاص ہے عرنیین والا قصہ جیسا۔ تو وہ کہتے کہ ارتداد اور محاربۃ اللہ ورسولہ کی وجہ سے قصاص ہے، تو یہ بات صحیح نہیں اسلئے کہ 50 آدمی سے قسم لی جائے پھر مدعی علیہ پر قصاص ہے۔

فٓ: اگر لوٹ ہو (گواہ ہیں جو عورتیں ہیں مرد نہیں) تو أھل بلد سے 50 آدمی کی قسم لی جائے گی پھر مدعی علیہ پر دیت ہو گی۔

اگر لوٹ نہ ہو.................................

---

[16] درس ترمذی میں مذکور ہے (۱/۲۹۱-۲۹۲):

دوسرا مسئلہ تداوی بالمحرم کا ہے، یعنی کسی حرام چیز کو بطور دوا استعمال کرنا جائزہ ہے یا نہیں؟ اس میں تفصیل ہے یہ ہے کہ اگر حالت اضطرار کی ہو، یعنی وہ محرم استعمال کئے بغیر جان کا بچنا مشکل ہو تو بقدر ضرورت تداوی بالمحرم بالاتفاق جائز ہے، لیکن اگر جان کا خطرہ نہ ہو بلکہ مرض کو دور کرنے کیلئے تداوی بالمحرم کی ضرورت ہو تو اسمیں ائمہ کا اختلاف ہے، امام مالکؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی تداوی بالمحرم مطلقاً جائز ہے، جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی تداوی بالمحرم مطلقاً ناجائز ہے، امام بیہقیؒ کے نزدیک تمام مسکرات سے تداوی ناجائز ہے، جبکہ باقی محرمات سے جائز ہے، حنفیہ میں سے امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ بھی امام شافعیؒ کی طرح مطلقاً عدم جواز کے قائل ہیں، جبکہ امام طحاویؒ کا مسلک یہ ہے کہ خمر کے علاوہ باقی تمام محرمات سے تداوی جائز ہے، حنفیہ میں سے امام ابو یوسفؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی طبیب حاذق یہ فیصلہ کرے کہ تداوی بالمحرم کے بغیر بیماری سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے، تو اس صورت میں تداوی بالمحرم جائز ہو گا، حدیث باب ان لوگوں کی دلیل ہے جو مطاقاً جواز کے قائل ہیں، حنفیہ کے مفتٰی بہ قول کے مطابق اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی یہ بات معلوم ہو چکی تھی، کہ ان کی شفاء ابوال ابل میں منحصر ہے، اسلئے آپ ﷺ نے ابوال ابل کا استعمال کا حکم فرمایا.

فالخلاصة أن بول مأكول اللحم عند الأحناف و الشوافع نجس خلافا للمالكية و الحنابلة ولأجل هذا الاختلاف يُعَدُّ بول مأكول اللحم عند الأحناف نجس نجاسةً مخففةً .

- و استخدام بول الإبل للعلاج يصار إليه فقط في حالة الضرورة الشديدة عند فقد علاج آخر بتصريح طبيب حاذق مسلم.

فتاوی دار العلوم زکریا میں بھی انسان کے پیشاب سے علاج کرنے کا حکم مذکور ہے (۶/۷۷۶).

کؒ: مدّعی پر قسم ہے؛ دؒ: اگر لوث ہو تو 50 مدّعی علیہم پر قسم ہے اور لوث نہ ہو تو ایک آدمی کی قسم لی جائے گی۔
احناف: مدّعی علیہم پر قسم ہے اسلئے کہ عمرؓ کا قول ہے اور قانون بھی وہی ہے کہ گواہ...........
رافع بن خدیج کی روایت أبوداوٗد میں موجود ہے جہاں مدعی علیہ سے قسم لینے کا ذکر ہے:........فاستحلفوہم.......................
اور جہاں مدّعی سے قسم لینے کا ذکر ہے تو صحیح تصویر کے لئے یا استفہام کے طور پر، تو بیّنۃ........
مدّعیٰ.......................
حارث: لا أیماننا دفعت عن أموالنا ولا أموالنا دفعت عن أیماننا۔
قسامۃ میں مدعی علیہم سے قسم لینا زمانۂ جاہلیت سے تھا اور آپ ﷺ نے اسکو برقرار رکھا۔
مرابض الغنم الگ ہے معاطن الإبل سے اسلئے کہ إبل میں شرارت زیادہ ہے اور چھینٹیں کا زیادہ امکان وخوف ہے۔

بَابُ مَا يَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِي السَّمْنِ وَالمَاءِ(ص37)

-ترجمۃ الباب کا مقصد: نجاسۃ الماء وطھارۃ الماء کے مسئلہ کا بیان ہے۔
ظاہریہ: نجس نہیں ہے۔ کؒ: نجس ہے جب متغیر بالنجاسۃ ہو ورنہ نہیں (جو متغیر ہو اوہ قلیل، بیر بضاعۃ سے استدلال کرتے)
ائمہ ثلاث: کثیر لا یتنجس و قلیل یتنجس۔
-قلیل اور کثیر کا فرق: کؒ: پاک ہے مالم یتغیر أحد أوصافہ: الماء طھور لا یتنجس إلا إذا تغیر لونہ وطعمہ
فؒ: إذا بلغ القلتین فھو کثیر (320 لیٹر) اور ایک قلہ: 160 لیٹر
احناف: 1) مبتلا بہ کی رائے کا اعتبار ہے؛ 2) ما یتحرک بجانب لا یتحرک بہ الآخر فھو کثیر؛ 3) عشر فی عشر (10 ذراع) کثیر ہے
مالکیہ کی دلیل: بیر بضاعۃ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: إن الماء طھور لا ینجسہ شیء
جواب: اس روایت پر بہت کلام ہے اور اسمیں اضطراب وضعیف راوی ہیں
1) سند میں عبید اللہ بن عبد اللہ ضعیف ہے اسلئے کہ عبید اللہ بن عبد الرحمن کا بھی ذکر ہے دوسری روایتوں میں۔
2) معنی میں اضطراب ہے اسلئے کہ "قلۃ" کے کئی معانی ہیں: 1) رأس الجبل؛ 2) قامۃ الإنسان؛ 3) مٹکا۔
3) قلۃ کی روایت کی سند میں ولید بن کثیر (خارجی) محمد بن جعفر سے روایت کرتے۔
دوسری سند میں محمد بن اسحاق ہے جو خوب متکلم فیہ ہے۔
زہری.....عبید اللہ
- صحیح بات یہ ہے کہ حدیث حسن ہے۔
4) الفاظ میں بھی اضطراب ہے: 1) قلتین آیا، 2) 3 قلۃ آیا، 3) ذَنوب أی دلو عظیم بھی آیا۔
احناف کے دلائل: 1) زمزم کے کنویں میں حبشی کے گرنے سے عبد اللہ بن زبیر نے تمام پانی نکلوایا تھا۔
آثار طحاوی میں ہے موجود ہے کہ اگر چوہا گرے تو اتنے ڈول نکالے یا مرغی گرے تو اتنے ڈول۔
إذا استیقظ أحدکم من نومہ فلا یغمسن یدہ فی الإناء
اور احناف تطبیق کا راستہ اختیار کرتے: 1) لا ینجسہ شیء / بیر بضاعۃ: بڑا کنواں تھا اور جاری پانی کے حکم میں تھا۔

2)ماء البحار پر محمول۔

اور یہ روایت: لایحمل خبثًا أی لم یحتمل /

اور "لا یبولن أحدکم فی الماء الدائم": بیر بضاعۃ یابرتن یاصغار الحیاض پر محمول ہے یاعلی الآبار الصغار۔

-بعض کے نزدیک: مصنفؒ امام کؒ کے ساتھ ہیں جو تغیر اور عدم تغیر الماء کا اعتبار کرتے تو جامد چیزوں سے تغیر نہیں اور..........

-الرّیش المقطوع نجسٌ اگر فیل مر جائے تو اسکے سینگ پاک ہے۔

فؒ دؒ: عظام المیتۃ نجس ہے؛ اور کؒ حؒ: پاک ہے۔

-نجس تیل: دؒ: لا یباع ولا یستعمل؛ حؒ: یُباع ویستعمل؛ فؒ: لایُباع ولکن یستعمل

-معلوم ہو کہ اعتبار نجاست کے پہنچنے اور نہ پہنچنے کا ہے۔

-کل کَلمٍ یکلمہ أی کل زخم یُجرح بہ............ تاکہ اسکی مظلومیت ظاہر ہو جائے۔

-العَرفُ: خوشبو (شاہ صاحب کی تقریر ہے ترمذی پر: العرف الشذی کے نام سے) تو پتہ چلا کہ خون جب متغیر ہوا تو پاک ہوا اسلئے کہ مشک کو کوئی ناپاک نہیں کہتے۔

"ما أبین من المیتۃ" کے قاعدہ سے مستثنٰی ہے، مشک (نافہ) اسکو رکھ کر مشک سے متغیر ہو جاتا ہے۔

-شعر مشک پر: متنبی: فإنْ تَفُق الأنَامَ وأنْتَ مِنْهُمْ ... فإنَّ المِسْكَ بَعْضُ دَمِ الغَزَالِ

-اگر کوئی اشکال کرے احناف پر: تم حدیث قلتین کو چھوڑتے ہو اگرچہ ضعیف ہے تم اسکو مقدم کرتے قیاس پر، تم دوسری چیز......

جواب: مبتلابہ کی رائے کا اعتبار ہے اور تحریک جانب، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی حدیث سے مأخوذ ہے کہ چوہا کی تأثیر کو دیکھا جائے گا اور خود حدیث قلتین رائے مبتلا بہ پر دال ہے کہ کبھی قلتین، کبھی 4 غرفا اور تأثیر و تغیر۔

بَابُ البَوْلِ فِي المَاءِ الدَّائِمِ

ترجمۃ الباب کا مقصد:-احناف کے مذہب کی طرف اشارہ ہے۔

-پہلی حدیث اور دوسری: لا یغمسن أحدکم یدہ..........

تیسری دلیل: طھور إناء أحدکم إذا ولغ الکلب فیہ.....

-ماء راکد: الذی ینقطع أصلہ کماء المطر۔

-ابن تیمیہ: کثیر البول سے تغیر ہے۔

"نحن الآخرون فی الدنیا والسابقون فی الجنۃ" اسکا کیا تعلق ہے بول سے؟

جواب: 1) ایک جواب حاشیہ میں کہ 2 باتیں ایک ہی ہیں، مجلس میں سنی تو ابو ھریرہؓ نے دونوں کو ملایا تو راوی نے بھی (لایفھم ہذا)۔

2) حدیث موجود ہے اور پہلی حدیث صحیفہ أبی ھریرہؓ بواسطہ أعرج ہے۔

-"ثم یغتسل فیہ": 1) تبعید کے لئے کہ کتنے عجیب بات ہے؟..................

بَابُ إِذَا أُلْقِيَ عَلَى ظَهْرِ المُصَلِّي قَذَرٌ أَوْ جِيفَةٌ، لَمْ تَفْسُدْ عَلَيْهِ صَلاَتُهُ[17]

-اشکال: یہ کتاب الصلوٰۃ کا مسئلہ ہے ؟!

جواب: یہ کتاب الطھارۃ سے تعلق رکھتا ہے اس طرح کہ کثیر پانی میں تھوڑی نجاست ہو تو پاک ہے ں تو اسی طرح اگر مصلّی کی پیٹھ پر نجاست یا لاش ڈالا جائے تو نماز فاسد نہیں امام کؒ (ابتداءً یا بقاءً) اور امام اوزاعیؒ (بقاءً فاسد نہیں) کے نزدیک اسلئے کہ کپڑے کی طہارت من قبیل المسنونات اور مصنفؒ اسی کی طرف مائل ہے۔

- أئمہ ثلاث: تفسد علیہ صلوٰتہ۔

-اصل روایت مصنف ابن أبي شیبہ میں ہے کہ ابن عمرؓ جب خون دیکھتے تو نکالتے اور اگر نہ نکال سکتے تو نکال کر دھو لیتے۔ پھر آکر بناء کرتے تھے یا انکے نزدیک 2) بقدر اداء رکن تک فاسد نہیں، 3) یا خون قلیل تھا، "وإن لم يستطع خرج فغسله ثم جاء يبني على ماكان صلّىٰ"[18]

حؒ: لایعید الصلوٰۃ؛ شافعیہ: اعادہ ہے۔

لا إغنی شیئا: معلوم ہوا کہ جہاں آدمی عاجز ہے تو خواہ مخواہ بہادر بننے کی ضرورت نہیں۔

-عیسیٰؑ کوہ طور پر مسلمان کو لے جائیں گے، یاجوج ماجوج سے بچنے کے لئے، اسی طرح موسیٰؑ اور خضر کے قصے: ظالم بادشاہ کے سامنے کشتی کو عیب دار بنایا۔

-منعۃ: قوت والی جماعت، تو اس روایت سے کؒ یا اوزاعیؒ......................

جوابات: باطن نجس تھا لیکن اوپر سے پاک، نجاست نہیں تھی، تو جبتک نجاست فی محلہ ہے تو ناپاک نہیں۔

-اشکال: ذبیحۃ المشرک ناپاک ہے!

جواب: 1) ذبیحۃ المشرک کے خون نکالنے کی وجہ سے پاک ہے (خون دم مسفوح نکالنے کی وجہ سے) اور بعض کے نزدیک ناپاک ہے۔

2) آپ ﷺ نے نماز جاری رکھا کہ آپ ﷺ کو معلوم نہ تھا تو یہ عدم علم کا نتیجہ تھا۔

اشکال: بعد میں جب معلوم ہوا تو قضاء ثابت نہیں!

3) سؒ: ایک رکن سے کم میں نجاست زائل ہو جائے تو نماز جاری رکھ سکتے، رکن بدلنے سے فساد آتا۔

4) فؒ: آپ ﷺ نفل پڑھتے تھے اور اسکا اعادہ نہین اگر باطل ہو جائے، لیکن نماز کا نفل ہونا ثابت نہیں۔

5) نماز باقی نہیں رہی لیکن آپ ﷺ نے سجدہ باقی رکھا لإغاضۃ الکفار بعدم ترک الصلوٰۃ۔

6) آپ ﷺ نے نماز کی شکل کو باقی رکھا لإثبات مظلومیتہ تا کہ اللہ کی رحمت آپ ﷺ پر متوجہ ہو جائے۔

7) ہذا کان قبل آیۃ: "وثیابک فطھّر" (یہ جواب کمزور) کیونکہ یہ ابتداء نازل ہوئی جب فاطمہؓ پیدا ہوئی یا 2 سال کی تھی۔

8) سجدہ کو باقی رکھا لاشتغالہ بلذۃ الصلوٰۃ۔

لیکن جب آپ ﷺ اٹھے اور بددعاء شروع کی تو معلوم ہوا کہ ترک صلوٰۃ ہوا۔

سوال: کیا بددعاء آپ ﷺ کی شان کے خلاف نہیں؟

جواب: بددعاء حق اللہ کے توڑنے کی وجہ سے یا رکاوٹ پیدا کرنے کی وجہ سے درمیان میں۔

---

[17] انعام الباری (ص 287)

[18] انعام الباری (ص 288)

-معاذبن عفراء اور معاذبن عمروبن جموح نے ابوجہل کو قتل کیا۔

-حمزہؓ: نے شیبہ اور عتبہ کو قتل کیا، عبیدہ بن حارثؓ نے ولید بن عتبہ یا حمزۃ یا علیؓ نے قتل کیا۔

-اُمیۃ بن خلف کو علیؓ نے یا حمزہؓ نے قتل کیا؛ عقبہ بن ابی معیط کو علیؓ یا عاصم نے قتل کیا۔

-عمارہ بن ولید بھاگا اور حبشہ آیا، تو بادشاہ کی بیوی کے ساتھ ملوث ہوا جس کی وجہ سے بادشاہ نے اس پر ساحر مسلط کیا: اور سحر کی وجہ سے آلہ تناسل میں درد محسوس کرنے لگا تو صحراء میں بھاگا اور مر گیا۔

بَابُ البُزَاقِ وَالمُخَاطِ وَنَحْوِهِ فِي الثَّوْبِ(ص38)

یہ چیزیں پاک ہیں لیکن قابل نفرت یعنی انسان اس سے گھن محسوس کرتا ہے۔

-مروان آپ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے لیکن آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ وہ طائف بھیجا گیا شرارت کی وجہ سے کہ وہ آپ ﷺ کے اسرار کا افشا کرتا تھا، یہ صحیح نہیں 2ھ میں پیدا ہوا اور وہ اور اپنے والد حَکَم، فتح مکہ میں مسلمان ہوئے۔

منہاج السنۃ یا منہاج الاعتدال میں ابن تیمیہ اسکا انکار کرتے اور کہتے کہ سند میں مجاھیل ہیں۔

صحابی من سادات قریش۔ غلط واقعہ منسوب ہے کہ عثمان کے خط میں مروان نے بیدیلی کی۔

بلکہ مفسدین کی تدبیر تھی۔

مخاط: ما یسیل من الأنف (ریزش)

-شعر: عناب لب لعاب دہن وشریعت وصال یہی نسخہ چاہئے تیرے بیماری کے لئے۔

-بزاق الحبیب حبیبٌ، شامی میں مسئلہ ہے: کہ روزہ میں کسی کا لعاب پیا، تو کفارہ نہ ہو گا کہ پینے کی چیز نہیں۔

لیکن محبوب کا پیا تو کفارہ ہے ،بُصاق وبُساق بھی آیا ہے۔

بَابُ لاَ يَجُوزُ الوُضُوءُ بِالنَّبِيذِ، وَلاَ المُسْكِرِ

-نبیذ التمر کے 3 درجات ہیں: 1) پکایا گیا، (وضوء ناجائز بالاتفاق)۔

2) گاڑا ہو (وضوء ناجائز بالاتفاق)۔

3) تمر ڈالے اور ہلکی سی حلاوت ہو اور پانی اپنی ماہیت پر باقی تو اسمیں اختلاف ہے:

حؒ: یجوز الوضوء، باقی حضرات وسؒ ومؒ: لا یجوز اور امام مؒ نے اسی پر رجوع کیا۔

1) مطبوخ، 2) مُسکِر، 3) مُخلوؒ فقط۔

حؒ: ماء مطلق ہے مقیّد نہیں، مثال: کان رسول اللہ ﷺ یغسل رأسہ بالخطمی۔

-فإن لم تجدوا ماءً: مطلق ہے؛ ام سلمہؓ نے موت کے وقت وصیت کی تھی کہ پانی جسمیں نمک ڈالا جائے یا حائضہ کے لئے نمک والا پانی استعمال کرے: کماء الملح، کماء الأشنان یا کماء الکافور ہے۔

-دوسری دلیل آپ ﷺ ماء نبیذ التمر سے وضوء فرما چکے: ابن مسعودؓ کی روایت: تمرۃ طیبۃ وماء طھور ہے۔ (یہ روایت ضعیف ہے، سند میں ابو زید ہے جو مجہول ہے)۔

-عینی میں ہے کہ یہ 14 طریقے سے مروی ہے

-اشکال: ترمذی میں "لم یکن معہ أحد":

جواب: 1) لیلۃ الجن کا واقعہ 6 مرتبہ پیش آیا: 1) ....، 2) باعلیٰ مکۃ، 3) بالجیحون، 4) بقیع، 5) خارج المدینۃ، 6) سفر میں جنکے ساتھ بلالؓ تھے۔

2) عبارت ناقص ہے: لم یکن معہ أحد معہ غیری ہے۔

3) لم یکن معہ أحد عند خطابتہ الجنؓ۔

-نبیذ مقدمۃ المُسکر ہے لہذا جائز ہے............... الماء المنبوذ فیہ التمر۔

-مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے: لا بأس بہ: تو کراہت تنزیہی پر محمول ہو گا۔

-ابن عباسؓ کی روایت ہے: "کنا ننبذ لرسول اللہ ﷺ.."

بَابُ غَسْلِ المَرْأَةِ أَبَاهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مس مرأۃ سے وضوء ناقض نہیں مطلقًا

2) استعانت کی قسم ثالث کا بیان: پانی ڈال کر دَلک کرے۔

علاج کے 3 طریقے بتائے: 1) کسی کو زخم ہوا اور خون بہہ رہا ہے تو ڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے پہلے، ایسا نہ ہو کہ پہلے دم کروائے پھر ڈاکٹر کے پاس۔

2) زخم پر ٹھنڈا پانی ڈالے، 3) پانی کے علاوہ کوئی چیز استعمال کرے، مثلاً: Powder

بَابُ السِّوَاكِ

اشکال: سواک کا تعلق وضوء سے ہے!

جواب: مصنفؒ نے آخر میں یہ باب رکھا، بتانے کے لئے کہ السِّواک لایختص بالوضوء، بلکہ اہمیت بتلانا تھا کہ قبل الوضوء (طہارت میں) اور وضوء کے آخر میں بھی۔

-ربط ما قبل سے: نجاست اور گندی چیز کا ذکر تھا تو منہ میں گندہ لعاب بھی ہو سکتا ہے تو سواک سے اسکو دور کرے۔

کتاب الجمعۃ میں یہ روایت ذکر کیا: لولا أن أشق علی أمتی۔

-وہ روایت جسمیں وضوء کے وقت سواک ہو

-اور ان روایات کو ذکر کیا جو خاص بالوضوء نہ ہو تو مقصود یہاں بتلانا ہے کہ اصلًا وضوء میں ہے لیکن اسکا تعلق غیر وضوء سے بھی ہے۔

بَابُ دَفْعِ السِّوَاكِ إِلَى الأَكْبَرِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) سواک کسی کو دینا بے ادبی نہیں ہے۔

2) تبرکات ہو تو اکبر السن کو دینا چاہئے اور تفھات ہو تو أصغر کو دینا چاہئے کہ دونوں اسکا محل و مرتبہ جانتے ہیں۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ بَاتَ عَلَى الوُضُوءِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: وضوء مختص بالصلوٰۃ نہیں بلکہ تلاوت و نیند کے لئے بھی وضوء کرنا چاہئے۔

- حسن اختتام کتاب الوضوء یا موت کی طرف اشارہ مضمون:

نیند مشابہ ہے موت سے تو چاہئے کہ وضوء کرے یا تا کہ آخری عمل ہو یا تا کہ سچے اچھے خواب دیکھے اور شیطان کے وساوس دور رہے۔

-دائیں جانب پر سونا تا کہ ثقل قلب پر نہ پڑے۔

-و نبیک الذی أرسلت:1) تأسیس:..................،2)اعتراضًا عن جبریلؑ، 3) نبی اور رسول کی صفت جمع ہو جائے۔

5 – كِتَابُ الغُسْلِ

- غسل واجب کا بیان، اعضاء سے فارغ ہو کر یعنی غسل صغریٰ سے فارغ ہو کر غسل کبریٰ کا بیان کرتے ہیں۔

2 آیت پیش کیا: ایک سورۃ مائدۃ کی اور ایک سورۃ نساء کی۔

سورۃ مائدۃ میں طہارت کے چاروں اقسام کا بیان ہے اور تفصیل موجود ہے تو تیمم میں "منہ" کا لفظ آیا اور بتلایا کہ مٹی سے شروع کرے ارو ہاتھوں پر ختم کرے، اور سورۃ نساء میں صرف طہارت کبریٰ کا ذکر ہے تو "منہ" نہیں آیا۔

سوال: یہاں قرآن کی ترتیب کے خلاف سورۃ مائدۃ والی آیت کو کیوں مقدم کیا اور سورۃ نساء والی کو مؤخر کیا؟

جواب: 1)(ابن حجرؒ): اسمیں طہارت کا ذکر ہے، غسل کا نہیں اور بعد میں غسل صراحۃً مذکور ہے اور تفصیل ہے تو "ختامہ مسک" والا معاملہ اختیار کیا۔

-2)(ہمارے حضرات): تقدیم اہمیت کی وجہ سے ہے کہ "فاطّھروا" میں مضمضہ اور استنشاق بھی شامل ہیں (تا کہ تفعّل کے باب کی خاصیت مبالغہ و تکلف واقع ہو جائے)، اسی لئے مضمضہ اور استنشاق کا باب اگلے صفحے پر قائم کیا۔

بَابُ الوُضُوءِ قَبْلَ الغُسْلِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) غسل جامع الطھارات ہے (یعنی استنجاء اور وضوء بھی ہے، اور طہارت پورا بدن کا ہے)۔

2) وضوء بعد الغسل بدعت ہے، ہاں وضوء قبل الغسل ہے۔

3) وضوء کی کیفیت و ترتیب کا بیان کہ پاؤں مقدم ہے یا مؤخر۔

4) وضوء جزء الغسل ہے اور غسل سے مقدم ہے شرافت کی وجہ سے۔

سوال: رجلین کو کب دھوئے جبکہ دونوں روایتیں مختلف ہیں؟

جواب: تطبیق غسل رجلین: 1) عائشہؓ کی روایت مجمل ہے اور میمونہؓ کی روایت اسکی تشریح ہے۔

2) جواز امرین کی طرف اشارہ ہے۔

3) جہاں پانی جمع ہو تو میمونہؓ کی حدیث پر عمل کرے ورنہ عائشہؓ کی حدیث پر........... دلالت کرے۔

-علی جلدہ کلہ: پورے بدن یا کھال پر تو معلوم ہوا کہ مسّ ذکر سے وضوء نہیں ٹوٹے گا کیونکہ پورے کھال پر پانی پہنچانے کے لئے ہاتھ پھیرے گا پورے بدن پر۔

-ابن مبارکؒ کی روایت میں تقدیم الاستنجاء ہے۔

-میمونہؓ والی روایت میں: غسل فَرجَہ: استنجاء پر دال ہے اور "وما أصابہ من الأذی" سے معلوم ہوا کہ منی ناپاک ہے۔

-ہذہ غسلہ من الجنابۃ: سالم کا مقولہ ہے۔

بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) غسل مع الزوجۃ کے جواز کا بیان ہے۔

2) مقدار ماء کو بیان کرنا ہے۔

- "واوٗ" یہاں بمعنی "مع" ہے یا دوسری روایت میں معیّت موجود ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: "دعی لی...."

- فَرَق: 3 صاع (ابن عیینہ)

بَابُ الغُسْلِ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهِ

- ونحوہ: اسلئے کہ ایک صاع سے زیادہ ہے۔

ایک صاع: احناف: 3.262 لیٹر؛ شوافع: 2.748 لیٹر۔

- ابو سلمہؓ: عائشہؓ کے رضاعی بھانجے ہیں۔

- عملی طور پر دِکھانا زیادہ جامعیت اور اَوقع فی الذِّھن ہے اور صرف بیان محلّ نسیان ہو سکتا ہے۔

- مجاہد نے وہ برتن مانگا تھا اور ناپا تو ایک صاع تھا۔

مسلم میں مذکور کہ عائشہؓ کے بال کو دیکھا:

جواب: 1) کان من أزواج النبی ﷺ .... یأخذون من رؤوسھن کالوفرۃ (گردن کے نیچے) اور لِمۃ: کندھے تک۔

- وعن القصّۃ للامۃ: 1) بعض حضرات کہتے کہ کثرت عمرہ کی وجہ سے بال وفرۃ تک پہنچے۔

2) ترک زینت کی وجہ سے کچھ کاٹتی تھی (یہ صحیح نہیں)۔

3) معقودۃ کالوفرۃ لپیٹ لیتی تھی اور یہی یأخذون کا ایک مطلب (جوڑا باندھا)، تو أخذ کا مطلب پکڑنا یہاں جیسے لا تأخذ بلحیتی ولا برأسی،...... وأخذ برأس أخیہ: پکڑنے کے معنے میں ہے۔

- "من إناء واحد": معیت بھی ممکن ہے، باری باری۔

بَابُ مَنْ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلاَثًا

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) غسل کامل کی طرف اشارہ؛ امام کؒ کی تردید جو دلک کو ضروری سمجھتے۔

أفاض: دلک ضروری نہیں۔

أمّا مھما یکن شیءٌ یا امّا کبھی تفصیل و تقسیم کے لئے: "أمّا السفینۃ فکانت لمساکن، وأمّا الجدار....."۔

مہمّات کے لئے یعنی جس جو حالت ہو............

- محمد باقر کے والد زین العابدین اور وہ حسین بن علی کے بیٹے ہیں۔

- تو یہاں ابن عمّک سے مراد ابن عمّ أبیہ.... - حسین اور محمد حنفیہ بھائی ہیں۔

- محمد بن حنفیہ کے بیٹے حسن: حنفیہ: خولۃ بنت یمامۃ تھی۔

بَابُ الغُسْلِ مَرَّةً وَاحِدَةً

- ذکر کی جمع مذاکیر علی خلاف القیاس اور جب اونثی کے مقابلے میں تو ذکور ہے تاکہ ذکر عضو خاص اور مرد کے درمیان میں فرق ہو۔

-تحول من مکانہ: جہاں پانی جمع ہو وہاں سے ہٹنا: اس توجیہ کی تائید ہے۔

بَابُ مَنْ بَدَأَ بِالحِلاَبِ أَوِ الطِّيبِ عِنْدَ الغُسْلِ[19] (ص39)

حِلاب: دودھ والا برتن یا دودھ جو نکالا جاتا ہے۔

-اشکال: حدیث میں "طیب" کا ذکر نہیں، تو پھر حِلاب اور طیب میں کیا مناسبت ہے؟

جواب: 1) مصنف کی خطأ ہے (امام اسماعیل نے حلاب کو طیب سمجھا)۔

2) کاتب کی خطأ ہے: جُلاب کو حِلاب لکھا۔ (یہ دونوں توجیہ غلط ہیں)

-اشکال: اگر کہے کہ غلطی ہوئی باب لکھنے میں تو حدیث میں بھی حلاب لکھا ہے! اسکا کیا جواب دیں گے؟

جواب: 1) پانی متغیر ہو جائے تو استعمال کر سکتے جبتک مائع ہو، تو پانی میں اگر ددھ یا طیب کا اثر ہو پھر بھی استعمال کر سکتے، پانی میں تغیر یسیر کے با وجود۔

2) علامہ سندھی: حِلاب ابتداء کا ذکر ہے اور انتہاء طیب ہے اور طیب کا استعمال کرنا غسل کے بعد ہے (وہذا من قبیل العادۃ)۔

3) عینی: أحد الأمرین کو مصنف نے ذکر کیا اسلئے ترجمۃ الباب میں "أو" آیا۔ (تو دونوں کا ذکر لازم نہیں)۔

4) حِلاب اصل مِن جُلاب: عرق گلاب (ہذا ممالا یفہم)۔

5) شاہ ولی اللہ: حِلاب کا مطلب: عُصارۃ البذور ہے یعنی بیج کا تیل، تو تیل ہی خوشبوؤں کا اصل ہے۔

اس جواب پر اشکال ہے کہ حدیث میں حِلاب جو مذکور ہے، اس سے مراد دودھ یا دودھ والا برتن۔

6) حِلاب کا مطلب دودھ کا برتن جسمیں چکناہت ہو اور چکناہت خوشبو کا اصل ہے۔

7) مذکورہ چیزیں ترجمۃ الباب میں ضروری نہیں کہ اسکی تفصیل بھی ہو، بلکہ اسکی طرف اشارہ کافی ہے۔ ص41 آپ ﷺ نے خطمی کو استعمال کیا جسمیں خوشبو ہے اور طیب کا ذکر دوسری جگہ ص41 پر ہے۔

8) طیب بمعنی تطہیر ہے۔

9) حِلاب حدیث میں ہے اور الطیب من قبیل عادۃ العرب۔

10) حِلاب بمعنی دودھ اور حدیث میں اسکا مشابہ مذکور ہے یا مراد ہے دہی یا چھاچ (sour milk) جیسے لسّی، تو مصنف نے کہا کہ دہی اور چھاچ استعمال نہ کرے بلکہ دودھ کے مشابہ چیز مراد ہے، دلیل: فأخذ بکفّہ۔

بَابُ المَضْمَضَةِ وَالِاسْتِنْشَاقِ فِي الجَنَابَةِ

مصنفؒ شوافع کے مسلک کے ساتھ ہے اس مسئلہ میں (ابن حجرؒ)۔

لیکن بعض کہتے کہ مصنفؒ اسکو لازم سمجھتے اور اس لئے الگ باب قائم کیا اسکی اہمیت بتلانے کے لئے۔

-تولیہ کے استعمال کا حکم: 1) مکروہ، 2) مباح، 3) مستحب، 4) مکروہ فی الصیف، 5) ترکہ مستحب۔

---

[19] انعام الباری (ص420)

-منیۃ المصلی میں: تولیہ مستحب ہے، اور در مختار میں: مندوب لکھا، اور فتاویٰ خانیہ میں: لا بأس بہ ہے۔
-یہاں استعمال نہیں کیا: 1) اسلئے کہ میلا تھا، 2) مقصود تبرید تھا، 3) بتلانے کے لئے کہ لازم نہیں۔

بَابُ مَسْحِ اليَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُونَ أَنْقَى

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) غسل کے وقت ہاتھ کو اچھی طرح دھونا چاہیئے۔
2) چکناہٹ جو لگتی ہے نجس ہے یا أثر النجاست ہے تو مسح الید بالتراب لیکون أنقیٰ۔
-وضوءہ للصلوٰۃ: ....

بَابٌ: هَلْ يُدْخِلُ الجُنُبُ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا، إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ قَذَرٌ غَيْرُ الجَنَابَةِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ہاتھوں کو رگڑے گا اگر نجاست ہے یا جنابت۔
2) "ھل" اشارہ ہے اختلاف کی طرف: اگر ظاہری نجاست نہیں تو داخل کیا پانی میں تو پانی پاک رہے گا۔
-مصنف منی کے نجس ہونے کے قائل ہے۔
-لا یغمس أحدکم: محمول ہے استیقاظ پر۔
-چھینٹوں سے بچنا مشکل ہے اور اس سے پانی ناپاک نہیں ہوتا تو ہاتھ سے بہ درجہ اولیٰ۔

بَابُ مَنْ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فِي الغُسْلِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) یمین کو استعمال کرنا چاہیئے پانی ڈالنے میں اور دلک میں بائیں ہاتھ کو استعمال کرے۔

بَابُ تَفْرِيقِ الغُسْلِ وَالوُضُوءِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) موالات لازم نہیں؛ ابرہیم نخعی: وضوء میں موالات ضروری ہے اور غسل میں نہیں ہے۔
2) ترک الموالات فی الوضوء

بَابُ إِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ، وَمَنْ دَارَ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ

-الغسل الواحد یکفی لجماعات مختلفۃ..............سواء کانت بزوجۃ واحدۃ أو مختلفۃ۔
-ثم أراد أن یعود فالیتوضأ: استحباب کے لئے، واجب نہیں ہے۔
-3 طریقۂ غسل: 1) تجدید غسل، 2) تجدید وضوء، 3) آخر میں ایک ہی غسل۔
-اصل 9 تھیں کہ خدیجہؓ اور زینب بنت جحش انتقال کر گئی تھیں اور 2 باندی کی طرف اشارہ: 1) ریحانہ، 2) اور ماریہ قبطیہ۔
-صاح أخٌ عزٌّ جسمٌ: یعنی صفیہؓ، ام حبیبہؓ، حفصہؓ، ام سلمہؓ، خدیجہؓ، عائشہؓ، زینب بنت جحشؓ، زینب بنت خزیمہؓ، جویریہؓ، سودہؓ، میمونہؓ۔
اسی طرح بہت سے مجموعات ہیں تاکہ نام یاد رہے: مثلاً: -فخذ مدغم: فرج، خصیتین، ذ..........، مرارۃ، دم، غنوت، م.........
-مصّ جنا مرأۃ: م.............، صفت، جنس، نوع، ....، مقدار رأس المال، أجل، تسمیۃ المکان۔
- منازل قرآن: فمی بشوق: فاتحہ، مائدۃ، یونس، بنی اسرائیل، شعراء، والصفات، قٓ۔

-اَنبیاءؑ کے نام آسمانوں میں معراج کے سفر میں: اَعیاہما: آدمؑ، عیسیٰؑ، یوسفؑ، اور یحیٰؑ، ادریسؑ، ھارونؑ، موسیٰؑ، ابراہیمؑ۔
-30 آدمی کی قوت یا اسماعیلی کی روایت: 40،   ایک روایت میں 40 آدمی جنت کے تو 400 آدمی کی قوت ہوگی۔
-متعدد ازواج کی حکمتیں: 1) شریعت مطہرۃ کو نقل کرنا تھا (گھر میں شریعت مقصود تھی)۔
2) لیصرنَ فقیھات۔
3) ولأجل القوۃ التی أعطی۔
4) ولتشریف الشیخین۔
5) ولتسھیل التعلیم۔
6) ولرفع الدرجات۔
7) لتحمل أثقالہ
8) ولحلّ مسئلۃ المتبنیّ (زینب بنت جحشؓ)۔
9) ولجبر قلوبھن (صفیہؓ، جویریہؓ)۔
10) ولإعتاق الجاریات۔
11) ولھدم الرسومات الجاھلیۃ۔
12) ولإنشاء القربات بینھن فی القبائل (تاکہ تبلیغ ودعوت کا کام آسان ہوجائے)۔
-انسؓ کو یہ بات معلوم ہوئی الہام سے یا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے بتایا تھا انکو۔

بَابُ غَسْلِ المَذْيِ وَالوُضُوءِ مِنْهُ (ص41)

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) غسل کی طرف اشارہ کہ نضح کافی نہیں ہوگا۔
2) محل مذی کو دھونا ضروری ہے ≠ ظاہریہ: ذکر اور انثیین کو دھونا ضروری ہے ≠ امام ؒ: پوراذکر دھونا لازم ہے پانی سے۔
جمہور: حجر بھی کافی اور نجاست جہاں لگی ہو وہاں ازالہ کرنا ضروری ہے، پوراذکر دھونا لازم نہیں۔

بَابُ مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطِّيبِ

-خوش بو لگائی پھر جنابت ہوئی پھر غسل کیا اور خوشبو باقی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔
ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) بقاء اثر الطیب لایضر بعد الغسل، اسی طرح بقاء النتن لایضرّ۔
پانی کا نفوذ اچھی طرح نہ ہو مثلاً تیل کی طرح ہو تو کوئی حرج نہیں، یا اچھی طرح نہیں رگڑا۔

بَابُ تَخْلِيلِ الشَّعَرِ، حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 3 مسئلہ کی طرف اشارہ ہے: 1) حیض اور جنابت میں گوندی ہوئی بال کو کھولنا ضروری نہیں خلافاً لِإمام احمدؒ: حیض میں کھولنا ضروری ہے اسلئے کہ یہ صرف ایک مرتبہ مہینے میں) اور جنابت میں ضروری نہیں (اس لئے کہ اسمیں حرج ہے)۔
مصنفؒ بہ ظاہر امام احمدؒ کے ساتھ ہے۔

2)رجل اور مرأۃ میں فرق ہے یا نہیں؟فؒ اورحؒ:مرأۃ کے لئے جواز ہے اور مرد کے لئے ضروری ہے کہ کھولے بال کو۔

کؒ اور دؒ:فرق نہیں مرد اور عورت میں۔

3)احناف جو بال مسترسل اور گونڈی ہوئی تو کھولنالازم نہیں۔

فؒ:بال جو سر پر ہے کھولنا ضروری نہیں(اور جو مضفور و مسترسل ہے تو کھولنا ضروری ہے)۔

-ثوبان کی روایت:إن الرجل لیغسل رأسہ..............................فأماالمرأۃ فلا علیھل أن لا تنقضھا۔

کؒ اور دؒ اور فؒ:لا فرق بین الرجل والمرأۃ۔

بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فِي الجَنَابَةِ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ، وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الوُضُوءِ مَرَّةً أُخْرَى

ترجمۃ الباب کا مقصد:1)مسّ ذکر ناقض وضوء نہیں ہے۔

2)الوضوء جزء الغسل وإنما قدم تشریفاوتکریما۔

فؒ، کؒ اور حؒ:کسی نے وضوء کیا اور غسل میں أعضاءوضوء کو نہیں دھویا تو غسل ہو جائے گا،یہی امام بخاریؒ کا مسلک ہے اور أئمہ ثلاث۔

دؒ:شاید مخالف ہے۔

بَابُ إِذَا ذَكَرَ فِي المَسْجِدِ أَنَّهُ جُنُبٌ، يَخْرُجُ كَمَا هُوَ، وَلاَ يَتَيَمَّمُ

-جُنُبٌ جَنْبٌ سے:دور ہونا اور جنبی دور ہو گا مسجد سے، مسّ قرآن سے اور قراءت سے۔

احناف:1)وجوب التیمم، 2)استحباب التیمم، لا بجدران المسجد۔

..........(دیوار)پر کرے گا کسی عذر کی وجہ سے(مثلاً بارش ہو ہو وغیرہ)۔

دؒ:یجوز المکث للتیمم إذاتوضأ؛ فؒ:یجوز لعابر سبیل فقط۔

-ابوداؤد کی روایت میں:فانتظرنا التکبیر اور ایک روایت میں" فکبَّر"،جواب:أراد التکبیر یاوصل إلی مکان التکبیر۔

شیخ الہندؒ کا جواب:اللہ کہا تھا اور اکبر نہیں کہا تھا کہ یاد آیا۔

-اصل 2واقعہ ہے:ایک واقعہ الحدث میں تکبیر کہی تھی اور دوسرا واقعۃ الجنابۃ میں تکبیر نہیں کہی تھی۔

دار قطنی میں:فکبَّر بعد انصرافہ،توجنابت کی حالت میں آپ صَلَّىٰ اللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تیمم نہیں فرمایا۔

بَابُ نَفْضِ اليَدَيْنِ مِنَ الغُسْلِ عَنِ الجَنَابَةِ

ترجمۃ الباب کا مقصد:1)غسل کرنے والا کا غُسالۃ پاک ہے اسی طرح مابقی علی بدنہ۔

2)نفض الیدین لا یزیل أثر العبادۃ(اس بات کے منافی نہیں کہ وضوء کا أثر رہنا چاہئے)۔

3)اس روایت کی تردید ہے.................:أشربُوا منکم الماءولا تنفضوا أیدیکم فإنہ مراوح الشیطان۔

سند میں بختری اور انکے والد ہیں جو واضع الحدیث کہا گیا۔

بَابُ مَنْ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الأَيْمَنِ فِي الغُسْلِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) آداب الغسل کو بیان کرنا ہے: 3 طریقے: 1) الیمین من المنکب ثم الشمال ثم الرأس۔
2) الیمین ثم الرأس ثم الشمال۔
3) رأس پھر الأیمن پھر الأیسر (یہ اوفق لظاہر الحدیث)۔

بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي الخَلْوَةِ، وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اگرچہ ادب کا تقاضا ہے کہ غسل مع الازار ہو اور اکیلا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن تستر افضل ہے۔
2) ابن أبی لیلیٰ کی تردید: ستر ڈھانپنا واجب ہے وإن کان خالیًا۔
3) پردے کا انتظام نہ ہو تو لوگوں سے کہے کہ ہٹو، میں غسل کرنا چاہتا ہوں۔
4) ایک روایت کی طرف اشارہ ہے جو عطیہ سے مرفوعًا مروی ہے: من اغتسل بلیل فی.........فلیحاذر علی عورتہ و من لم یفعلہ وأصابہ لَمَمٌ فلا یلومن إلا نفسہ۔
-ستر کے 2 درجے ہیں: 1) ازار پہن لے 2) ازار کے ساتھ پردہ بھی لٹکائے۔
-بعض نے عبد الرزّاق پر تشیع کا حکم لگایا اور دوسری سند میں عوف پر بھی شیعہ کا حکم لگایا۔
-عریان: 1) بالکل ننگا، 2) قمیص نہیں (جیسے حدیث میں ہے: فخرج عریانًا یجر إزارہ)۔
-شعر: عریاں ہی دفن ہونا تھا زیر زمیں......................
-عورۃ کو چھپانا انسانی فطرت میں داخل ہے: آدمؑ اور حوّاءؑ: یخصفان علیھما من ورق الجنۃ
-بعض لوگ کہتے: کہ ننگا رہنا چاہئے کہ اسی طرح پیدا ہوئے تو فطرت پر رہنا چاہئے، تو ہم ننگا رہیں گے۔
الزامی جواب: بچے تو بغیر دانت کے پیدا ہوتے ہیں...
اشکال جدت پسند لوگوں کا ہے ورنہ ننگا رہنا عقلاً قبیح ہے، جبکہ حیوان کے مقعد کو دم سے چھپایا، شرعًا اور عرفًا بھی قبیح ہے۔
معمولی قبیح سے نکال کر زیادہ قباحت میں رکھا۔
جواب: عریانًا کا مطلب نہیں کہ بالکل ننگے بلکہ ازار کے ساتھ۔
-پانی کے ساتھ ازار چپک جاتا ہے تو اِعضاء کا تناسب نظر آتا ہے۔
-مستشرقین کا دوسرا اشکال: کیا مطلب ہے کہ پتھر کپڑے کو لے گیا؟ اور پھر مارا اور زخم بھی ہوا!
-شاہ اہل اللہ کا واقعہ: سانپ اور قتل (جو جن تھا سانپ کی شکل میں)۔
-یأیھا الذین آمنوا لا تکونوا کالذین آذوا موسیٰ: بعض کہتے کہ یہی اس کا شان نزول ہے۔
-بعض کہتے کہ شان نزول یہ ہے: کہ انہوں نے تدبیر کی کہ موسیٰؑ پر زنا کا الزام لگائے۔
شرائع مَن قبلنا حجت نہیں ہے۔

بَابُ التَّسَتُّرِ فِي الغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جب لوگوں کے سامنے غسل کرے تو تستر واجب ہے اور باہر کے حجاب سے چھپانا اولیٰ ہے۔

شعر: نَحَوْنَا نَحْوَ نَحْوِکِ یا حبیبی　　نحونا نحوَ ألفٍ من رقیبٍ

وجدناہم مراضًا نحو قلبی　　تمنوا منک نحوا من زبیبٍ

-علیؓ: ما أحسن ہذا النحو التی نحوتَ.............: أبو الأسود دؤلی۔

بَابُ إِذَا احْتَلَمَتِ المَرْأَةُ

-ابراہیم نخعی کی تردید کہ عورت کا غسل واجب نہیں۔

-فم الرحم منکوس ہے اسی لئے اسکی منی اندر اندر ہی چلی جاتی۔

-4صورتیں: 1)یقینی، 2)یقینی منی، 3)یقینی مذی، 4)یقینی ودی

-شک فی الأولین، شک فی الآخرین، شک فی الأول والآخر، شک فی الثلاثۃ، 7 میں تذکر الاحتلام أو لم یتذکر۔

بَابُ عَرَقِ الجُنُبِ، وَأَنَّ المُسْلِمَ لاَ يَنْجُسُ

-ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)جنب کا پسینہ پاک ہے، 2)ظاہریہ کی تردید ہے جو ناپاک کے قائل ہیں، /کؒ اور دؒ کی ایک روایت: کافر کا پسینہ ناپاک ہے۔(ہم کہتے کہ اہل کتاب سے نکاح کا جب جواز ہے تو نکاح کے بعد ایک دوسرے کا پسینہ لگے گا)۔

3)کافر کل پسینہ بھی پاک ہے۔

-ترجمۃ الباب: الجنابۃ لا تسری إلی العرق۔

-اشکال: اگر کوئی کہے کہ مسجد حرام سے مشرکین کو منع کیا اسلئے کہ "إنما المشرکون نجس"!

-جواب: 1)مشرک نجس ہے عقیدے کے اعتبار سے، نہ کہ بدن کے اعتبار سے۔

2)قول کے اعتبار سے ناپاک اسلئے کہ وہ کہتے "إلّا شریکًا ھو لک" (تلبیہ میں)۔

3) افعال کے اعتبار سے (وماکان صلاتہم عند البیت إلا مکاءً وتصدیۃ)۔

4)اخلاق کے اعتبار سے ناپاک ہے کہ عریانًا طواف کرتے تھے۔(الیوم یبدو بعضہ أو کلہ............)۔

-سوال: کافر مسجد میں آسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: آسکتا ہے جیسے بنو ثقیف کے لوگ آئے تھے، ابوسفیان تجدید عہد کے لئے آئے تھے، اسی طرح ثمامۃ ابن أثال کو مسجد کے ستون سے باندھا تھا 3 دن تک، آپ ﷺ نے مشرکین سے کلام کیا تھا حرم میں۔اور نجران کا وفد بھی مسجد میں آیا تھا۔

-المؤمن لا ینجس: 1) نجاسۃً لا تزول۔

2) أی لا ینجس عرقہ۔

3) أی لا یُبغِضُ۔

4) نجاسۃً تمنع المصافحۃ

5) عقیدتہ۔

-سوال: المؤمن کا مفہوم مخالف معتبر ہے؟ یعنی الکافر ینجس!

جواب: 1)مفہوم مخالف معتبر نہیں متأخرین احناف کے نزدیک ورنہ متقدمین نے لی ہے، جیسے امام محمدؒ نے لی سیر صغیر میں۔

2)جو حضرات مفہوم مخالف کا اعتبار کرتے (جیسے شوافع) تو شرائط کے ساتھ اعتبار کرتے: 1)شرط کی شکل میں ہو "وإن کن اولات حمل"، 2)یا مفہوم الصفۃ کا ہو، 3)یا مفہوم الغایۃ کا ہو جیسے "فلا تحل حتی تنکح زوجا غیرہ"۔

3)ابو ھریرۃؓ کی تشجیع.............

-یہاں مفہوم الصفۃ ہے تو 4)اگر مفہوم مخالف کا اعتبار ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ المؤمن لاینجس عقیدۃً والکافر ینجس عقیدۃً۔

بَابٌ: الجُنُبُ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهِ وَقَالَ عَطَاءٌ: «يَحْتَجِمُ الجُنُبُ، وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ، وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ، وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ»(ص42)

-ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)ان لوگوں کی تردید جو کہتے ہیں کہ جنبی آدمی نہیں نکل سکتا گھر سے۔

2)حجامت اور تقلیم الأظفار عام طور پر بازار میں ہے اسی طرح تحلیق کی دکان۔

-سبحان اللہ تنبیہ کے لئے فرمایا۔

بَابُ كَيْنُونَةِ الجُنُبِ فِي البَيْتِ، إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ

-ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جنبی کے لئے دوسرے اعمال جائز ہے جیسے گھر میں رہنا، کھانا، پینا وغیرہ اور وضوء استحبابًا ہے اور بعض ظاہریہ کا رد ہے۔

حدیث میں ہے: إن الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلبٌ ولا تصویر ولا جنبٌ۔

جواب: 1)اس شخص کے لئے جسکی عادت ترک غسل ہو۔

2) نماز کا وقت ہو اور غسل نہیں کرتا۔

3)تہاونًا (یعنی غسل کو معمولی اور ہلکا سمجھتا ہے)۔

4) فرشتوں کا نہ آنا چیز کی حرمت پر دال نہیں بلکہ رحمت کے فرشتے مراد جیسے لہسن وپیاز کھایا ہوا ہو۔

5)اگر وضوء کرے پھر بھی وہ آتے......................

6) یہ روایت ضعیف ہے، اسکی سند میں "نُجیح الحضرمی" اور ان سے ان کا بیٹا "عبید اللہ" روایت کرتے، تو یہ دونوں مجہول ہیں، اگرچہ عینی اور ابن حجر نے حاکم کی توثیق بیان کی ہے۔

بَابُ نَوْمِ الجُنُبِ(ص42) (وإن لم یتوضأ)

-ظاہریہ کی تردید ہے؛ -نوم اور موت بھائی بہن ہے تو اچھی حالت میں آنا چاہئے چنانچہ بہتر ہے کہ وضوء کرے سونے سے پہلے۔

بَابُ الجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ

-داؤد ظاہر: وجوب کے قائل / طریقۂ غسل مختلف

1)یغتسل قبل النوم، 2)صرف وضوء کرے، 3)بہت مرتبہ تیمم کا ذکر ہے، 4)نہ وضوء اور نہ تیمم کرے،

5)نام ولم یمس ماء۔

-ائمہ ثلاث وضوء لغوی (اسلئے کہ روایت میں ہے کہ ابن عمرؓ رِجلین کو نہیں دھوتے تھے، جواب: انکی ذاتی رائے تھی یا عذر کی وجہ سے)،

احناف:وضوء شرعی:"توضأوضوءہ للصلوۃ"۔
-اغسل ذکرک کہ اس پر منی لگی ہے،شوافع کہتے کہ استحباب ہے، مصنفؒ:دونوں جائز ہے۔

بَابٌ: إِذَا التَقَى الخِتَانَانِ

- عورت کے لئے خفاض کہتے لیکن یہاں تغلیبا ختان استعمال کیا۔
- حؒ:نفس دخول سے غسل واجب ہوگا(والإکسال یوجب الاغتسال)۔اور یہ عمرؓ کے زمانے سے اس پر اتفاق ہوا ہے۔
- اُبی ابن کعب سے مروی ہے کہ پہلے انزال سے غسل لازم ہو تا بعد میں منسوخ ہوا۔
- مہاجرین وانصار کا اختلاف ہوا اس مسئلہ میں تو اَبو موسیٰ اشعریؓ عائشہؓ کے پاس گئے،تو عائشہؓ نے کہا:إذا مس الختانُ الختانَ فقد وجب الغسل(رواہ مسلم)۔
- بین شعبہا الأربع:1)رجلین اور یدین،2)یدین اور استین،3)فرج کے جوانب اربعہ،4)رجلین اور فخذین۔
- سوال:غسل احوط تو ترک غسل بھی جائز؟

جواب:مجتہد جب"احوط" لیتے تو بدرجہ وُجوب پر ہے،ہاں اگر 2 جائز مسئلہ اور ایک کو احوط کہے،تب جائز کے مقابل ہے۔

- مصنفؒ جمہور کے خلاف ہے کہ احوط کہا،معلوم ہوا کہ واجب نہیں التقائے ختانین سے۔
- شاہ ولی اللہؒ،حضرت گنگوہیؒ،مصنفؒ جمہور کے ساتھ کہ احوط فی الاجتہاد واجب کے درجے میں ہے۔

بَابُ غَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنْ فَرْجِ المَرْأَةِ

-ترجمۃ الباب کا مقصد:یہاں مقصود رطوبۃ الفرج کا بیان ہے،اور پہلے رطوبۃ مرأۃ کے(ص36)غسل واجب ہونے کا بیان ہے۔

- رطوبۃ الفرج پاک ہے کہ اکثر اوقات اسمیں موجود ہے اور جو رطوبۃ الفرج ذکر کی حرکت سے نکلتی ہے وہ نجس ہے اور رطوبۃ الفرج جو خارج ہے،وہ پاک ہے۔
- یہ بعض صحابہؓ کا عمل ہے کہ صرف وضوء کرتے تھے بغیر انزال کی صورت میں(ممکن ہے کہ دوسری روایات انکو نہیں پہنچی اور"إنما الماء من الماء،رخصۃً فی أول الإسلام")۔
- إذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل(أنزل أو لم ینزل یعنی حدیث مطلق ہے)۔
- فقہ البخاری فی ترجمتہ مشہور ہے تو معلوم ہوا کہ وہ قائل نہیں تھلے کہ غسل نہیں۔
- ذلک الآخر:براعت اختتام:عورت کی طرف اشارہ ہے،کتاب کی یا انسان کی(عورت)۔

6 – كِتَابُ الحَيْضِ(ص43)

قول اللہ تعالی:

-حدث کی تین قسمیں:1)اصغر: تلاوت کر سکتا ہے۔

2)متوسط: جنابت(نماز، مس قرآن، اور تلاوت نہیں کر سکتا ہے، ہاں روزہ رکھ سکتا ہے)

3)حدث اکبر: حیض:(نماز، مس قرآن، اور تلاوت نہیں کر سکتی ہے، اور روزہ رکھ بھی نہیں رکھ سکتی ہے)۔

-حیض: دمٌ ینفضہ رحمُ المرأۃ سالمۃٍ عن داءٍ لا صغیرۃٍ ولا کبیرۃٍ۔

-احناف:3 دن اقل ہے اور اکثر 10 دن ہے؛/ اس باب میں مختلف مسائل: حیض کے کیا احکام؟

2)مدت حیض اور حائضہ کا پسینہ، حیض نجس ہے یا نہیں، نجاست متجزی ہے یا نہیں؟، شوہر کیا عمل کر سکتا ہے۔

-حاض یحیض: بہنا۔

-سوال: استحاضہ اور نفاس کا ذکر نہیں؟

جواب: حیض کثیر ہے اور باقی قلیل ہے یا دونوں حیض کے تابع ہیں، یا نفاس والا خون اصل حیض کا خون ہی ہے۔

-ویسألونک عن المحیض: مصدر حیض مراد ہے یا ظرف مکان محل الحیض یا ظرف زمان: مدۃ الحیض۔

-اعتزال کا مطلب یہود والا اعتزال مراد نہیں کہ بالکل الگ رکھتے اور عیسائی حیض کی حالت میں محل استعمال کرتے تھے اور مشرکین دُبر کو استعمال کرتے تھے، و تو مسلمان کو فرمایا کہ ان کے ساتھ رہو لیکن قربت نہ کرو۔

-قرب: الاتیان بمادی الشیء

-یطہرون: پاک ہو جائے اگرچہ غسل نہ ہو تو یہ محمول اکثر مدت پر۔

تطھرن: محمول ہے 10 دن سے کم پر یا غسل کا قائم مقام اسلئے کہ ایک نماز اسکے ذمّہ پر قضاء ہو گئی۔

اور جب عادت گزر جائے اور اگر 5 دن کی عادت ہے اور 4 دن پر خون بند ہو جائے تو ایک دن اور انتظار کرے۔

-حیث أمرکم اللہ أی موضع الحرث نہ کہ موضع الفرث۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الحَيْضِ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ»

کیف کان جمیع أحوال الحیض أی تاریخ الحیض

-حیض آدمؑ کے اولاد سے اور جو روایات بنو اسرائیل کے بارے میں موقوف ہے یا ان پر شدت سے جاری ہوئی یا کہ منقطع ہوئی کہ نسل موقوف کر دی گئی۔

-ہذا شیء.......... علی بنات آدم: معلوم ہوا کہ حوّاء آدمؑ کے کسی حصہ سے بنی تھی اور بنات آدم سے مراد فروع آدم اور حوّاء فرع اس معنے میں ہے کہ ان کے حصے سے بنی۔

-مستدرک حاکم: إن أول من حاضت کانت حواء حین خرجت من الجنۃ۔

-أکثر شمولاً یا قبولاً، أکبر مرتبۃً۔

-لا نُری أی لا نظُنُّ

-اَشہر حج میں عمرہ کو اکبر الکبائر سمجھتے تھے تو عقیدہ کی تصحیح کے لئے حج کو توڑنے کا حکم دیا تھا۔
عمرہ سے محرومی یہ ہے کہ طواف نہ کر سکیں گے اور حج کی محرومی یہ ہے کہ وہ مرتب ہے عمرہ پر۔
نُفستِ: ایک ہی خون حیض اور نفاس / عِراک، ضراس، طمس، فراک، اِعصار، ضحک، یہ سب حیض کے معنے میں ہے۔
-حائضہ سے طواف قدوم ساقط ہے (سنت ہے) اور طواف زیارت مؤخر ہو گا۔
-ایک روایت میں بالبقر اور دوسری روایت میں بالبقرۃ ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ بعض ازواج کی طرف سے (عائشہؓ اور سودہؓ کی طرف)،
تو"ۃ" تانیث کے لئے یا وحدت کے لئے، کبھی "ۃ" مذکر و مؤنث دونوں کے لئے مستعمل اور تمیز ضمائر کے ذریعہ سے، اسی طرح بقرۃ مذکر و مؤنث کے لئے مستعمل ہے، اگرچہ غالب استعمال مؤنث کے لئے۔
-قتادہؒ اور ابو حنیفہؒ کا سوال:......................(جو مرضی سوال کرو)
نملۃ سلیمانؑ کہ مذکر یا مؤنث تو جواب دیا: قالت نملۃ فرمایا قرآن میں، تو وہ حیران رہ گیا۔

بَابُ غَسْلِ الحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) خدمت کر سکتی ہے حالت حیض میں،، ولا تقربوھن کی تشریح۔
- 1) الغسل یکون بعد غالبًا اَی بعد الترجیل۔
- 2) دوسری حدیث کی طرف اشارہ ہے (ص44 سطر 7)۔
- 3) علی سبیل القیاس کہ دونوں من قبیل الخدمۃ
- حیض 3 ارکان پر موقوف اسلئے اسکے مسائل مہتم بالشان ہے اور امام نوویؒ نے شرح مہذب میں 300 صفحات لکھے اور ابن عربی نے 8000 صفحات لکھے اور البحر الرائق کے مسائل سے آدمی کو چکر آ جاتا ہے۔

بَابُ قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِي حَجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) استخدام الحائض جائز ہے۔
2) مریض فی الصلوۃ حائضہ پر تکیہ لگا سکتا ہے۔
3) قراءۃ جائز ہے فی قرب الحائض اسلئے کہ نجاست مستورۃ ہے۔
4) حائضہ قرآن کو اٹھا سکتی ہے غلاف کے ساتھ، فؒ اور کؒ: نہیں اٹھا سکتی چاہے متصل ہو یا منفصل۔
-حائضہ کے گود پر قراءۃ کرنا بے ادبی نہیں جس طرح میت کے پاس۔
-میت محدِث ہے نہ کہ نجس چنانچہ قراءۃ ممکن ہے، بعض کے نزدیک نجس ہے تو اگر چہرہ کھلا ہوا ہو تو قراءۃ القرآن لا یجوز۔

بَابُ مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا، وَالحَيْضَ نِفَاسًا

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) یہ تو لغت کی بات ہے؛ اِن الإمام صنف کتابًا فی اللغۃ قبل اَن صنف کتابًا فی الدین۔
2) اشارہ احکام کے تلازم کے ساتھ کہ نفساء کے وہی احکام ہیں جو حائضہ کے ہیں، تو اتحاد الاَحکام کی طرف اشارہ ہے۔
3) دم نفاس اور دم حیض ایک ہی ہے یعنی دم النفاس من دم الحیض فی الحقیقۃ۔

-سوال: حدیث میں حیض کو نفاس کہا گیا اور یہاں برعکس ہے کیوں؟
جواب: 1) من سمی النفاس للحیض حیضتی: حالت حیض کو کہتے۔
2) سمی: اطلاق کے معنے میں ہے یعنی من أطلق النفاس علی الحیض۔
3) سمی کے لئے: من سمی الحیض نفاسًا
4) مصنفؒ نے آپ ﷺ کے کلام کو اصل بنایا اور عام نعت کو تابعدار اور فرع بنایا ہے۔

بَابُ مُبَاشَرَةِ الحَائِضِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: اخلاقی مسائل کی طرف اشارہ ہے۔
-ملاقاۃ البشرۃ بالبشرۃ: دؒ: اتقوا الفرجَ، بقیہ جسم سے استمتاع جائز: دلائل: 1) اصنع کل شیء إلا النکاح (أي الجماع)۔
2) کان النبی ﷺ إذا أراد أن یُجامعھا القی الثوبَ۔
سمؒ: مافوق الإزار بھی استعمال نہ کرے (ممکن کہ اسلئے کہ نفس پر قابو پانا مشکل ہے) چھیڑ چھاڑ نہ کرے۔
فؒ اور حؒ: مافوق الإزار سے استمتاع ممکن ہے اور ما بین السرۃ إلی الرکبۃ پر کپڑا ڈالو۔
- أربۃ: 1) تم کو کونٹرول نہیں تو مافوق الإزار سے بھی اجتناب کرو۔
2) چنانچہ مباشرت جائز ہے مافوق الإزار سے۔
-آپ ﷺ قدرت رکھتے تھے اپنے اوپر اور پھر بھی صرف مافوق الإزار سے استمتاع کرتے تو تم بدرجہ اُولی احتیاط کرنا چاہئے۔
-صوم میں کثرت نہیں اور نماز میں ہے، تو صوم کی قضاء ہے نہ کہ نماز کی۔ (اشکال: مصنفؒ: نے نماز کا ذکر نہیں کیا)۔
-صلوۃ کے لئے اہلیت کی ضرورت ہے یعنی طہارت..........
-صوم کے لئے طہارت کی ضرورت نہیں چنانچہ اہلیت ہے۔

بَابُ تَرْكِ الحَائِضِ الصَّوْمَ

-یجوز اللعن علی صفۃ قبیحۃ أو علی کفرٍ؛ اللعن: 1) البُعد عن کل رحمۃٍ (یہ کافر کے لئے خاص ہے)۔
2) البُعد عن صفۃٍ مخصوصۃ

بَابٌ: تَقْضِي الحَائِضُ المَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) حائضہ اور جنبی تلاوت کرسکتے؛ کؒ: حائضہ اور نفساء تلاوت کرسکتی ہے ورنہ قرآن پھولے گی، معلمہ اور متعلمہ مسّ بھی کرسکتی۔
فؒ: آیۃ اور مادون الآیۃ نہیں کرسکتی؛ احناف: 1) آیۃ نہیں پڑھ سکتی، ہاں مادون الآیۃ پڑھ سکتی۔ کاٹ کاٹ کر پڑھ سکتی ہے
2) مادون الآیۃ بھی نہیں پڑھ سکتی۔ اور ایک قول مقدار پر ہے۔
3) جب افعال کرسکتی ہے تو اقوال بھی کرسکتی؛۔
-ابراہیم نخعیؒ: لا بأس أن تقرأ الآیۃ:

-جنب: 1) آیت یامادون الآیۃ، 2) آیت بطور دم یا ذکر۔
1) ایک آیت کا ذکر۔، 2) مقطعۃ کا ذکر، 3) تابعی کا ذکر، 4) آیات الذکر مراد ہے۔
-کلّ اَحیانہ: 1) ذکر قلبی مراد
2) احوال متواردہ نہ کہ احوال متشابہۃ پر (ہر نئی حالت پر: دخول و خروج، سواری سے اترتے ہوئے یا سوار ہوتے وقت)۔
-ذکر عام ہے اور قراءت ذکر خاص ہے چنانچہ اس پر قیاس نہیں کرسکتے (اِنا نحن نزلنا الذکر تو کیا قرآن بھی ذکر ہے؟)۔
-سوال: ہرقل نے خط لیا حالانکہ اسمیں بسملہ لکھا تھا، تو بے وضوء کیسے پکڑا؟
جواب: 1) اہل کتاب اور اہل فترت سے تھے اور غسل جنابت جانتے تھے۔
2) عدم غسل مشکوک اور دلیل کی بنیاد اس پر نہیں ہے۔
3) خط کا مضمون مقصود تھا تلاوت مقصود نہ تھی۔
4) کفّار مخاطب بالفروع نہیں ہیں کہ وضوء کرے وغیرہ۔
-مصنفؒ نے ذکر عام اور ذکر خاص میں فرق نہیں کیا، حالانکہ فرق ہے؛ "من شغلہ القرآنُ عن ذکری"، تو تلاوت کا تقابل کیا ذکر سے۔
-ذبح کے وقت: ذکر عام ہے، الجنب یذبح، ومن ذبح فیذکر اللہ تو معلوم ہوا کہ جنبی اللہ کا ذکر کرے گا۔
-مقام سَرِف: نکاح رخصتی اور موت وہی جگہ پر ہوئی میمونہؓ کی۔

بَابُ الِاسْتِحَاضَةِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) استحاضہ کے حکم کا بیان
-باب استفعال سے: مبالغہ و کثرت کی بناء پر؛ 3 دن سے کم یا 10 دن سے زیادہ کا خون کو استحاضہ کہا جائے گا۔
-آیسہ، صغیرۃ، یا حاملہ اگر خون دیکھے تو استحاضہ ہوگا۔
-مجہول لفظ استعمال کرتے کہ خلاف عادت ہے۔ یا اسلئے کہ مدت مجہول ہے۔
-ایک روایت میں ہے کہ یہ بیماری ہے، اسلئے علماء کہتے: جو خون اندر رہے صحت ہے اور جو خارج ہو جائے تو بیماری ہے یعنی استحاضہ اور جو خون خارج ہونا صحت ہے اور اندر رہے تو بیماری ہے وہ حیض ہے۔
-ایک روایت میں دمُ عرقٍ، اور ایک روایت میں "رَکضۃٌ من رکضات الشیطان" کہا یعنی شیطان خوش ہوتا ہے کہ اسکی عادت میں خرابی ہو جائے یا کبھی عورت کو جنّات کے ذریعہ سحر کیا جاتا تو اندر کے نظام خراب کرتے لاٹھ مار کر، یعنی تصرف کرتا تو پھر اسکے 2 علاج: 1) تعویذ، 2) ڈاکٹر۔
-سوال: مستحاضہ کب وضوء کرے: 1) غسل اور وضوء لکل صلوۃ، 2) غسل لکل صلوٰۃ یا 3) یا غسل پانچوں نمازوں کے لئے۔
-مستحاضہ کی 4 قسمیں اور احناف کے یہاں 3 قسمیں: 1) مبتدَأۃ: حکم: 10 دن حیض اور بقیہ استحاضہ۔
2) معتادہ: عادت 5 دن مثلاً اور 2 مہینے سے 10 دن سے متجاوز ہو گیا تو 5 دن حیض اور باقی استحاضہ۔
3) ممیّزہ (یہ دوسرے أئمہ کے نزدیک ہے) تمیز کرسکتی ہے کہ دم الحیض ہے یا نہیں، ؛فؒ اور کؒ: تمیز کا اعتبار ہے اگر..................................۔ دؒ: عادت کا اعتبار اور اگر صرف تمیز تو أئمہ ثلاث صرف تمیز کا اعتبار کرتے۔
4) متحیّرۃ: گمان غالب ہیں جو حیض ہے تو حیض اور جو استحاضہ ہے تو استحاضہ شمار ہوگا۔

-ایک سے 5 دن تک عادت ہے مثلا اور 7 دن خون آیا........................اور 2 تاریخ شک ہے تو وضوء لکل صلوٰۃ پھر 3 دن تترک الصلوۃ اور 6،7 دن غسل کلل صلوٰۃ۔

-متحیرۃ:ناسیۃ:1)ناسیۃ العَدَد (یاد ہے کہ پہلی تاریخ سے) حکم:3 دن حیض اور 7 دن غسل لکل صلوۃ اور بقیہ أیام (20 دن) وضوء لکل صلوٰۃ۔

2)ناسیۃ الوقت وذذاکراۃٌ العددَ، حکم: أیام عادت میں وضوء لکل صلوۃ باقی أیام غسل لکل صلٰوۃ۔

3)ناسیۃ الوقت والعدد:3 دن وضوء لکل صلوۃ اور 27 دن غسل لکل صلوٰۃ۔

-فاطمہ بنت جبیشؓ:.........................

لتنتظر عدد اللیالی والأیام.

-تمیز والے:"إذاکان دم الحیض فہودم أسود": یہ روایت مضطرب ہے: عن عائشۃؓعن عروۃ یاعن فاطمۃ بنت أبی حبیشؓ

-ابو حاتم:...اسی طرح ہشام عن فاطمۃ یاہشام عن عروۃ عن فاطمۃ۔

-بعض کے نزدیک:علاء بن مسیب مرفوع کہتے اور شعبۃ کہتے کہ موقوف ہے۔

-احناف کے نزدیک:اسود، احمر، اشقر، اصفر، اکدر، اترب یہ سب الوان الحیض ہے۔

-فتاوی:بعض صورتوں میں کدورت حیض نہیں مثلاً اگر 55 سال کی عمر میں خون مکدر نکلے إلاّ یہ کہ پہلے سے مکدر تھا۔

-جن روایات میں غسل لکل صلوۃ مذکور ہے تو محمول ہے:1)علاج پر۔

2)متحیرۃ پر۔

3)راویہ کے اجتہاد پر۔

4)تنظیف پر۔

بَابُ غَسْلِ دَمِ المَحِيضِ

ترجمۃ الباب کا مقصد:1)فرک کافی نہیں بلکہ غسل بھی ہے۔

2)اور جن روایات میں نضح مراد غسل ہے نہ کہ پانی چھڑکنا۔

3)تشریح لفظ الحدیث۔

-سألت امرأۃٌ:اسماء بنت أبی بکر ہی مراد ہے لیکن تستُّر سے کام لیا۔

بَابُ اعْتِكَافِ المُسْتَحَاضَةِ

ترجمۃ الباب کا مقصد:کوئی اشکال کرے کہ ہمارے پاس دلیل ہے کہ حاضہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی۔

جواب:صغریٰ:المستحاضۃ تکون متنجسۃ والمتنجسۃ(جب نجاست کبریٰ ہو یعنی حیض)لاتدخل المسجد، نتیجہ:المستحاضۃ لاتدخل المسجد؛حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

-بعض لوگ کہتے کہ ازواج مطہرات میں سے کوئی مستحاضہ نہ تھیں لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے اور وہ لوگ اسلئے کہتے کہ آپ ﷺ نے استحاضہ کو رکضۃ الشیطان فرمایا۔

جواب: رکضۃالشیطان معصیت نہیں ہے اور زینبؓ، ام سلمۃؓ، اُم حبیبہؓ، اور سودۃؓ مستحاضہ تھیں اور یہاں اُم سلمۃؓ مراد ہے راجح قول کے مطابق (سنن میں اسکا ذکر ہے)۔ طستٌ: تھالی، مٹی کا برتن۔

-دخول مسجد کے لئے شرائط یہ ہیں کہ: 1) بدبو نہ ہو، 2) غلاظت نظر نہ آئے، 3) مسجد کے ملوث ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

-فلانۃُ: غیر منصرف ہے تانیث وعلمیّت کی وجہ سے۔

-ماء العصفر: زعفران کے مشابہ جسکا پانی پیلا ہوتا ہے۔

-بعض لوگ کو نجاست کی تھیلی لگی ہے اور ساتھ نلکی لگی ہے تو وہ مسجد میں آسکتے ہیں[20]۔

بَابٌ: هَلْ تُصَلِّي المَرْأَةُ فِي ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيهِ؟

-حدیث میں ہے کہ نماز پڑھتی تھی تو "هل" لانے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: "هل" اسلئے لایا کہ ازواج مطہرات کے پاس ایک ہی کپڑا تھا اور اسی میں نماز پڑھتی، تو دوسری حدیث تلاش کرو جسمیں دوسرا کپڑا موجود ہو یا اسلئے کہ تقسیم کے لئے کہ کپڑا میں نجاست لگی ہے یا نہیں۔

-شافعیہ: غسل ضروری ہے؛ احناف: لُعاب بھی مطہِّر ہے اور تھوڑا خون قدر درہم تب بھی نماز ہو جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ مطہِّرات میں سے لعاب بھی ہے۔

....

1) تنگی کے زمانے میں ایک ہی کپڑا تھا اور وسعت کے زمانے میں ایک سے زیادہ کپڑا تھا۔

2) لاحدانا یعنی بعض کے یہاں ایک ہی کپڑا تھا اور بعض کے پاس ایک سے زیادہ ہوتا تھا۔

بَابٌ: الطِّيبُ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ المَحِيضِ

-خوشبو لگانے کے کئی فوائد ہیں: 1) شک زائل ہو جائے۔

2) جماع کی رغبت پیدا ہو یا بڑھ جائے شوہر میں۔

3) ولد کے تولد میں معاوی ہے (علوق)

4) شوہر کی طبیعت کا انقباض ختم ہو جائے۔

5) خون کے نشانات ختم ہو جائے۔

6) چمڑا جو سخت ہو گیا، نرم ہو جائے۔

-عشر سے مراد عشر لیالٍ ہے کہ عرب میں دن، رات سے شروع ہوتا ہے اور جیسے مذکور ہے ص44، لخمسٍ بقینَ۔

-عصب عند البعض: 1) بردٌ یمانیٌّ لیس فیہ زینۃٌ۔

2) بے ترتیب رنگ کا کپڑا۔

تو معلوم ہوا کہ عورت رنگ دار کپڑے پہن تو سکتی ہے لیکن جاذب نظر نہ ہونا چاہئے۔

---

[20] فتاوی دار العلوم زکریا (2/633)

-کُست:عود ہے۔

-أظفار:1)اسلئے کہ ناخن کی شکل میں آتے اور پھر خوشبو بناتے (علی صورۃ الظفر)۔

2)یستعملُ بقدر الأظفار(دھنی دی جاتی ہے)۔

3)جگہ کا نام ہندوستان میں کہ وہاں سے آتی تھی، أو یأتی من بلدۃ اسمہا "أظفار"۔

بَابُ دَلْكِ المَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ المَحِيضِ، وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ، وَتَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً، فَتَتَّبِعُ أَثَرَ الدَّمِ

ترجمۃ الباب کا مقصد:1)آداب الغسل:مبالغہ مطلوب ہے اور وہ بدن کے رگڑنے اور ملنے میں ہے۔

2)غسل کی نیت۔

-فِرصۃٌ:قطعۃٌ من القُطن أو الصوف یا من الثیاب؛ -مُمَسَّکَۃً:خوشبو لگا ہوا۔ -مَسکٌ:الجِلدُ:چمڑا۔

-آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تفصیل نہیں کی اسلئے کہ محل حیاء ہے۔

-اشکال:مصنفؒ نے ترجمۃ الباب میں دلک فرمایا اور حدیث میں نہیں ہے!؟

جواب:1)علی سبیل القیاس ہے کہ جب خوشبو مطلوب ہے تو دلک بہ طریقہ أولی۔

2)اون کو جب خون کا اثر پر..........(اسمیں آگیا لفظ تتبعی میں)

3)جو سری حدیث کی طرف اشارہ ہے جو مسلم میں ہے:....................(ثم تصب علی رأسھا فدلکھا).......شدیداً حتی تبلغ............،اسکی سند میں ابراہیم بن مہاجر ہے لیکن وہ مقبول ہے۔

-کؒ:دلک لازم ہے۔ -دیگر أئمہ:سنت۔

بَابُ غَسْلِ المَحِيضِ

ترجمۃ الباب کا مقصد:1)اگر غسل ہے تو غسل کی کیفیت مراد ہے۔

2)حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اخلاق کی طرف اشارہ ہے کہ اتنی مرتبہ سوال کیا پھر بھی ناراض نہیں ہوئے۔

3)حیاء کو باقی رکھنے کا ذکر ہے۔

4)متعلم کے ساتھ نرمی برتنا چاہیئے۔

5)تعلیم الجنس إلے الجنس أولی،کہ عورت ہی عورت کو تعلیم دے تو معاملہ آسان ہے۔

بَابُ امْتِشَاطِ المَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ المَحِيضِ

-غسل کے بعد زینت کا ذکر ہے:1)بالوں کی کنگھی کرے،2)میل کچیل ختم اور بالوں کا انتشار ختم کرے،شوہر کے لئے۔

-تمتعؒ:عمرہ کی نیت کی اور بعد میں حج کی۔

-أنقضی رأسَکِ:احرام کو توڑدو؛ -أمسِکی عن أی دَعِی یا اُترکی یا اُرفضی دوسری روایت میں۔

-حج کے لئے طہارت کی ضرورت نہیں سوائے طواف زیارت کے لئے جو بعد میں ادا کر سکتی ہے،جب بھی پاک ہو جائے۔

-شافعیہ: کانت متمتعۃً فصارت قارنۃً؛ -احناف: صارت مفردۃً کہ عمرہ کو توڑ دیا تھا۔
-اگر اشکال ہے کہ حدیث میں ہے: طوافک بالبیت .... یکفیک لحجک وعمرتک یعنی دونوں کے لئے!
جواب: 1) نیۃً کافی ہے یعنی اسکا ثواب ملے گا اور حج کے عمل کا ثواب ملے گا۔
14 تاریخ کی رات کو (رات وادی محصب میں ٹھہرے تو لیلۃ المحصب کہتے) عبد الرحمن کے ساتھ عمرہ کیا۔

بَابُ نَقْضِ المَرْأَةِ شَعَرَهَا عِنْدَ غُسْلِ المَحِيضِ

- جنبی عورت کے لئے ضروری ہے کہ بالوں کو کھولے اور حائضہ کے لئے ضروری ہے۔
-ائمہ ثلاثۃ: نہ حیض نہ جنابت میں بالوں کو کھولنا ضروری۔
-پہلے حکم دیا کہ عمرہ کی نیت کر و پھر حج کی .... پھر مقام سَرف میں حج کو توڑنے کا حکم دیا اور عمرہ کی نیت کا حکم دیا تاکہ عقیدہ کی اصلاح ہو جائے۔
-انقضی رأسکِ خاص ہے اس عورت کے ساتھ جو احرام کو توڑنا چاہتی تھی۔
-لم یکن فی شیء من ذلک: ....
-اشکال: کانت متمتعۃً فصارت قارنۃً عند الشوافع تو دم شکر ہے؛ احناف کے یہاں دمِ جبر ہے۔!؟
جواب: 1) ہشام بن عروۃ کو معلوم نہ تھا۔
2) لم یکن فی شیء من ذلک من المدینۃ
احناف 3) یعنی دم شکر نہ تھا۔
اصل 4) عمرہ جو حج کے بعد کیا تمتع نہیں اسلئے کہ حج کے بعد ہے تو نہ اسمیں قربانی نہ روزہ نہ صدقہ تھا۔4
- العمرۃ قبل الحج سبب للھدی والعمرۃ بعد الحج...............

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ} [الحج: 5][21]

- اشکال: مشکل اور غیر مشکل یہ علم طب سے اسکا تعلق ہے تو حیض کے ابواب میں کیوں بیان کیا!؟
جواب: معنی المخلقۃ وغیر المخلقۃ: 3 معانی: 1) مشکّل و غیر مشکّل (أعضاء کی بناوٹ ہوگئی ہو یا نہیں)
2) تام المدّۃ اور غیر تام المدّۃ (مدت پوری ہو یا نہ ہو)
3) تام الخلقۃ اور ناقص الخلقۃ۔
-حکمۃ ذکر ہذا الباب فی کتاب الحیض:
1) شاہ ولی اللہؒ: حیض سے ادنی ملابست کی بناء پر ذکر کیا گیا کہ حیض و نفاس میں خون کا ذکر ہے۔
اب وہ خون کسی وقت علقۃ اور مضغۃ کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور مقصد اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے۔
(یہ جواب دل کو نہیں لگتا اسلئے کہ اگر تفسیر ہی مطلوب تھی تو کتاب التفسیر میں ذکر کرتے)۔

---
[21] انعام الباری (ص486)۔

2) علامہ کشمیریؒ (فیض الباری میں): حقیقت یہ ہے کہ یہ پچھلے باب کا تکملہ ہے (باب من سمی النفاس حیضًا)، اگر مخلقۃ ہو تو خون جاری نہیں ہوتا بلکہ جمع ہوتا رہتا ہے اور غذا بنتا ہے 9 مہینے تک، بچے کے لئے اور جب وضع حمل ہوتا ہے تو یہی خون باہر نکلتا ہے نفاس کی شکل میں۔
اور غیر مخلقۃ کی شکل میں حیض کے ذریعہ سے نکلتا ہے تو اصل یہ بتلانا ہے کہ نفاس اور حیض کی ماہیت ایک ہے، صرف خروج کے وقت میں فرق ہے لہذا جو حکم حیض کا ہے وہی حکم نفاس کا بھی ہے۔

3) اکثر یہ وجہ بتلاتے شراح: ابن حجرؒ، علامہ عینیؒ وغیرہ: ایک فقہی مسئلہ بیان کرنا مقصود ہے:
اگر کسی عورت کو حالتِ حمل میں حیض آجائے تو حیض کے احکام جاری ہوں گے یا اسکو استحاضہ میں شمار کرے گا، تو عام طور پر حالت حمل میں عورت کو خون نہیں ہوتا اسلئے کہ یہ خون بچے کی غذا کے طور پر مستعمل ہے لیکن کسی اور علت سے خون اگر بالفرض نکلے تو اختلاف ہے اس خون کے بارے میں:

1) حؒ، دؒ، کؒ کی ایک روایت اور فؒ کے قدیم قول: حالتِ حمل میں خون استحاضہ شمار ہو گا اور نماز روزہ سب بر قرار.
2) فؒ کے جدید قول: حیض کے احکام جاری ہوں گے اگر مدت کے لحاظ سے حیض ہونا چاہیئے تھا یا حیض قرار دینا ممکن ہو۔
3) امام بخاریؒ: قول نمبر 1 والوں کے ساتھ، گویا حمل اور حیض میں تعارض، تضاد اور تناقض ہے۔

-عدت کے 4 مہینے 10 دن کیوں ہو گی؟ حکمت؟
جواب: 1) استبراء رحم، 2) سوگ منانا، 3) شوہر کا اکرام۔
-اور مطلقہ کے لئے 3 حیض کیوں؟
جواب: 1) استبراء رحم، 2) شوہر کا اکرام، 3) رجوع کی مہلت۔
-حیض لغۃً: بہنا؛ اصطلاحًا: دمٌ ینفضہ رحم المرأۃ سالمۃ عن داء وصغر و کبر۔
-نفاس: عبارۃ عن دم خارج عقیب خروج ولد۔
-حیض کی اقل مدت[22] واکثر مدت: کؒ: اقل: کوئی حد نہیں اور اکثر: 17 دن۔
فؒ اور دؒ: اقل: ایک دن اور ایک رات؛ اور اکثر: 15 دن۔
حؒ: اقل 3 دن 3 رات اور اکثر: 10 دن۔
سؒ: 2 دن اور تیسرا دن کا اکثر حصہ ہو۔

-عورتوں کی چار قسمیں ہیں: 1) مبتدأۃ: وہ عورت جسکی بلوغت ابتداءً حیض سے شروع ہوا اور پھر مرض استحاضہ میں مبتلا ہو گئی یعنی دم حیض کے بعد خون جاری۔
2) معتادہ: حیض کی عادت مقرر ہو پھر استحاضہ شروع ہوا مگر اپنی عادت یاد ہے۔
3) متحیّرۃ: حیض اور استحاضہ کے درمیان فرق کرنے میں حیران ہے (الطھر المتخلل بین الدمین اسی سے متعلق ہے)۔
4) متمیّزہ: احناف کے یہاں نہیں ہے؛ وہ عورت جو دم حیض اور دم استحاضہ میں رنگوں کے ذریعہ یا کسی اور طریقہ سے امتیاز کر سکتی ہے۔
-اسقاط کے بعد خون آیا: تو اگر اعضاء کی بناوٹ ہو چکی تھی (عام طور پر 4 مہینے کے بعد) تو نفاس ہو گا ورنہ حیض یا استحاضہ ہو گا۔

---
[22] مدت حیض کے دلائل: درس ترمذی (1 / 361)۔

بَابٌ: كَيْفَ تُهِلُّ الحَائِضُ بِالحَجِّ وَالعُمْرَةِ

1) کیفیت احرام کیاہے؟اور غسل تنظیف ہے؛سوال کا جواب ہے: تُهِلُّ بالغسل؛ ائمہ اربعہ: غسل مستحب اور ظاہر یہ کے نزدیک واجب ہے۔ تاخیر عمرہ نہیں بلکہ ترک عمرۃ۔

بَابُ إِقْبَالِ المَحِيضِ وَإِدْبَارِهِ

-ترجمۃ الباب کا مقصد: حیض کی ابتداء وانتہاء کیاہے؟ تو اسکا تعلق بیاض سے نہ کہ تمیز سے۔

-احناف: بعض مرتبہ رنگ (یعنی تمیز) کا اعتبار ہے ضرورت کے موقع پر۔

-صفرۃ: قریب إلی الحمرۃ کو حیض کہتے اور قریب إلی البیاض کو طہر کہتے۔ -مصنفؒ بیاض کے قائل ہے۔

-بالدِّرَجَةِ: دھبہ؛ -کُرسف: اونی کپڑا خون کو روکنے کے لئے۔

-سوال: مصابیح منگوانے پر کیوں اعتراض ہے؟

جواب: 1) ممکن ہے لیل غلطی ہو کہ سفیدی سمجھی حالانکہ ابھی تک خون جاری۔

2) اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ صبح پر فیصلہ ہو گا۔

-فاطمۃ بنت أبي حبیشؓ: معتادۃ تھی؛ حدیث میں: إن امر أۃ تھراق الدم فاستفتت..................

فقال لتنظر عدد اللیالی التی کانت تستحیض..............................تو معلوم ہوا کہ انکی عادت تھی تب عدد کو دیکھ سکتی تھی۔

بَابٌ: لاَ تَقْضِي الحَائِضُ الصَّلاَةَ (لا اداءً ولا قضاءً)

-اتجزی إحدانا: أتقضی؛ تُجْزِئُ: أی أتکفی إحدانا۔

-خوارج کا پہلا اجتماع حروری مقام پر ہوا تھا اسلئے انکو حروریۃ کہتے (عثمانؓ، علیؓ اور معاویہؓ کے دشمن ومخالف)۔

بَابُ النَّوْمِ مَعَ الحَائِضِ وَهِيَ فِي ثِيَابِهَا

-ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) حائضہ کے ساتھ سونا صحیح ہے جب کہ اعتماد ہو کہ آگے نہیں جائے گا اور کپڑا ہو۔

2) لم ندنُو منہ کی تردید اور آپ ﷺ کے دنو کا ثبوت۔

3) نجاست چھپی ہوئی ہو تو قابل نفرت نہیں۔

-وَقَدْ وَصَفَ بَعْضُ الشُّعَرَاءِ الْإِنْسَانَ فَقَالَ[23]:

يَا مُظْهِرَ الْكِبْرِ إعْجَابًا بِصُورَتِهِ ... اُنْظُرْ خَلَاكَ فَإِنَّ النَّتْنَ تَثْرِيبُ
لَوْ فَكَّرَ النَّاسُ فِيمَا فِي بُطُونِهِمْ ... مَا اسْتَشْعَرَ الْكِبْرَ شُبَّانٌ وَلَا شِيبُ
هَلْ فِي ابْنِ آدَمَ مِثْلُ الرَّأْسِ مَكْرُمَةً ... وَهُوَ بِخَمْسٍ مِنْ الْأَقْذَارِ مَضْرُوبُ
أَنْفٌ يَسِيلُ وَأُذْنٌ رِيحُهَا سَهِكٌ ... وَالْعَيْنُ مُرْمِصَةٌ وَالثَّغْرُ مَلْعُوبُ

[23] الكتاب: أدب الدنيا والدين(238/1)

يَـا ابْـنَ التُّـرَابِ وَمَـأْكُولَ التُّـرَابِ غَـدًا ... أَقْصِـرْ فَإِنَّـك مَـأْكُولٌ وَمَشْـرُوبُ

بَابُ مَنِ اتَّخَذَ [ص:72] ثِيَابَ الحَيْضِ سِوَى ثِيَابِ الطُّهْرِ

-ترجمۃ الباب کا مقصد:1)دوسرا کپڑا طہر کے لئے اسراف نہیں۔

بَابُ شُهُودِ الحَائِضِ العِيدَيْنِ وَدَعْوَةَ المُسْلِمِينَ، وَيَعْتَزِلْنَ المُصَلَّى(ص46)

-ترجمۃ الباب کا مقصد:1)حائضہ آئنگی عیدین میں تا کہ دعاء میں شامل ہو اور اسلئے کہ آپ ﷺ صرف وعظ فرماتے اور مسلمان کی شان وشوکت کا بھی مظہر ہے اس دن۔ تو تکثیر سواد بھی ہے۔

لیکن مصلیات سے میل ملاپ نہ ہو بلکہ الگ انتظام ہو۔ یا ادب کی وجہ سے یا اجتناب عن قطع الصفوف یا تلویث المصلیٰ نہ ہو۔

-عواتق:عاتقۃ:جوان لڑکی، غیر شادی شدہ جو حقوق الزوج سے آزاد ہو۔

-معلوم ہوا کہ عید میں دعاء ہے۔

-الحُیّض:اجتماع ساکنین علی غیر حدہ ہے، کوفیین کے نزدیک جائز ہے اور بصریین جائز کہتے جب 2 الگ کلمہ ہو۔

-قرآن میں آجائے تو متواتر میں جائز ہے؛ الف کو لمبا کرنا قائم مقام حرکت ہے۔

بَابُ إِذَا حَاضَتْ فِي شَهْرٍ ثَلاَثَ حِيَضٍ، وَمَا يُصَدَّقُ النِّسَاءُ فِي الحَيْضِ وَالحَمْلِ، فِيمَا يُمْكِنُ مِنَ الحَيْضِ

- "ما" مصدریہ ہے؛
- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)عورتوں کی خصوصی چیزوں میں انکی تصدیق کرنی چاہئے۔

2)لا تحدید فی الأیام(بس شرط یہ ہے کہ مدت میں تحمّل کی صلاحیت ہو)۔

3)اقل مدت حیض کی کوئی حد نہیں مصنف ؒ کے نزدیک۔

-قاضی شریح، عمرؓ کے زمانے سے حجاج بن یوسف کے زمانے تک قاضی رہے۔

-علیؓ قاضی شریح کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اور کہا کہ میرے شوہر نے طلاق دی ایک مہینے پہلے، تو علیؓ نے کہا:اے شریح آپ فیصلہ کرو، تو فیصلہ کیا کہ گھر کے لوگ خصوصی گواہی دیں گے کہ 3 حیض گذر گیا، تو علیؓ نے "قالون" کہا یعنی حبشی زبان میں یعنی بہت اچھا فیصلہ کیا۔[24]

[24] الكتاب: عمدة القاري شرح صحيح البخاري(306/3) :ويذكر عن علي وشريح إن امرأة جاءت ببينة من بطانة أهلها ممن يرضى دينه أنها حاضت ثلاثا في شهر صدقت – الكلام فيه على أنواع: الأول: أن عليا هذا هو ابن أبي طالب، وشريحا هو ابن الحارث بالمثلثة الكندي أبو أمية الكوفي، ويقال: إنه من أولاد الفرس الذين كانوا باليمن، أدرك النبي صلى الله عليه وسلم ولم يلقه، استقضاه عمر، رضي الله تعالى عنه، على الكوفة وأقره من بعده إلى أن ترك هو بنفسه زمن الحجاج، كان له مائة وعشرون سنة، مات سنة ثمانية وتسعين، وهو أحد الأئمة. الثاني: أن هذا تعليق بلفظ التمريض، ووصله الدارمي: أخبرنا يعلى بن عبيد أخبرنا إسماعيل بن أبي خالد عن عامر هو الشعبي، قال: (جاءت امرأة إلى علي، رضي الله تعالى عنه، تخاصم زوجها طلقها، فقالت: حضت في شهر ثلاث حيض، فقال علي لشريح: إقض بينهما. قال: يا أمير المؤمنين، وأنت هاهنا؟ قال: إقض بينهما. قال: إن جاءت من بطانة أهلها ممن يرضى دينه وأمانته يزعم أنها حاضت ثلاث حيض تطهر عند كل قرء وتصلي جاز لها. وإلا فلا. قال علي، رضي الله تعالى عنه: قالون) . ومعناه بلسان الروم: أحسنت. ورواه ابن حزم، وقال: رويناه عن هشيم عن إسماعيل بن أبي خالد عن الشعبي: (أن عليا، رضي الله تعالى عنه، أتى برجل طلق امرأته فحاضت ثلاث حيض في شهر أو خمس وثلاثين ليلة، فقال علي لشريح: إقض فيها. فقال: إن جاءت بالبينة من النساء العدول من بطانة أهلها ممن يرضى صدقه وعدله أنها رأت ما يحرم عليها الصلاة من الطهر الذي هو الطمث، وتغتسل عند كل قرء وتصلي فيه، فقد انقضت عدتها. وإلا فهي كاذبة. فقال علي بن أبي طالب: قالون) . ومعناه: أصبت. قال ابن حزم: هذا نص قولها. انتهى. واختلف في سماع الشعبي عن علي بن أبي طالب، رضي الله تعالى عنه، فقال الدارقطني: لم يسمع منه إلا حرفا ما سمع غيره. وقال الحازمي: لم تثبت أئمة الحديث سماع الشعبي من علي. وقال ابن القطان: منهم من يدخل بينه وبينه عبد الرحمن بن أبي ليلى، وسنه محتملة لإدراك علي. وقال صاحب (التلويح) : فكأن البخاري لمح هذا في علي لا في شريح، لأنه مصرح فيه بسماع الشعبي منه، فينظر في تمريضه الأثر عنه، على رأي من يقول: إنه إذا ذكر شيئا بغير صيغة الجزم لا يكون صحيحا عنده، وكأنه غير جيد، لأنه ذكر في العتمة. ويذكر عن أبي موسى: كنا نتناوب بصيغة التمريض، وهو سند صحيح عنده.

-عطاء کا قول شافعیہ کے مسلک کے مطابق؛ احناف: اکثر 10 دن اور استدلال انسؓ کی روایت سے: "أدنی الحیض ثلاث وأقصاھا عشر" اور یہ بھی فرمایا کہ 3 سے 10 تک حیض ہے۔

-ائمہ اربعہ: کؒ: اقل الحیض فی حق الصلوٰۃ: ایک لحظہ اور اقل الحیض فی العدۃ 3 دن؛

-فی حق الصلوۃ والا قول: 30 دن اور کچھ لمحات؛ کؒ: عدت بالطھر ہے تو طہر کی اقل مدت 15 دن ہے تو 2 طہر 15+15=30 اور 4 لمحات۔

دوسرا قول: اقل الحیض: 3 دن- 2 طہر=30 دن اور 3 طہر کے درمیان 2 حیض (3+3=6) تو کل 36 دن۔

فؒ: 36 دن مدت بالطھر؛ ایک طہر کے آخر میں طلاق دی: 2 طہر=30 دن اور حیض کی اقل مدت ایک دن تو کل 32 دن۔

دؒ: 2 قول: 1) راجح قول عدت بالحیض، تو 3 حیض=3 دن اور طہر کی اقل مدت 13 دن تو 13+13=26+3=29 دن۔

2) مرجوح قول کے مطابق عدت بالطھر...=28 دن۔

سمؒ: 3 حیض=9 دن اور 2 طہر=30 دن..= 39 دن۔

-حؒ: 2 تخریج: 1) محمدؒ کی تخریج: عدت بالحیض المتوسط=5 دن اور 3 حیض=3*5=15؛ طہر کی ابتداء میں طلاق تو 2 طہر=15*3=45=45+15=60 دن۔

2) اور ایک تخریج حسن بن زیادؒ کی: طہر کے آخر میں طلاق دی تو 3 حیض: 10*3=30 دن اور 2 طہر درمیان: 2*15= 30+30=60 دن۔

-تو اب تینوں ائمہ کو کیا جواب دیں گے؟

فؒ: 36 دن: اسقاط الکسر اور ایک مہینہ تقریباً مراد ہے۔

سمؒ: کے لئے بھی یہی جواب دے سکتے: 39 دن کہ اسقاط الکسر کیا: 9 دن تک تو تقریباً ایک مہینہ بنے گا۔

کؒ: 36 دن تو وہ بھی اسقاط کا جواب دے سکتے۔

حؒ: 1) 60 دن کو 30 بنانا مشکل ہے، 2) علامہ شمس الأئمہ سرخسیؒ: تعلیق بالمحال ہے یعنی ایک مہینے میں تین حیض ناممکن ہے۔ جیسے قرآن میں ہے: "إن کان للرحمٰن ولد فأنا أول العابدین"۔

3) یہ بینہ کا فرق ہے یعنی بینہ ہے تو 39 دن کو اور بینہ نہ ہو تو 60 دن۔

4) حؒ کا قول (دیانت) (قضاء کہ گواہ لینا) پر محمول ہے اور سم اور دوسرے حضرات کا قول محمول ہے افتاء پر۔

-النساء أعلم بذلک: 1) بیان کی ضرورت نہیں کہ عورت خوب جانتی ہے تمیز کے ذریعہ۔

2) استظہار کی تردید ہے۔

النوع الثالث: في معناه: فقوله: (إن جاءت) في رواية كريمة: (ان المرأة جاءت) بكسر النون (ببينة من بطانة أهلها) أي خواصها. وقال القاضي إسماعيل: ليس المراد أن تشهد النساء أن ذلك وقع، وإنما هو فيما نرى أن يشهدن أن هذا يكون، وقد كان في نسائهن وفيه نظر، لأن سياق هذا الحديث يدفع هذا التأويل، لأن الظاهر منه أن المراد أن يشهدن بأن ذلك وقع منها، وكأن مراد إسماعيل رد هذه القصة إلى موافقة مذهبه. ومذهب أبي حنيفة أن المرأة لا تصدق في انقضاء العدة في أقل من ستين يوما. وعن محمد بن الحسن، فيما حكاه ابن حزم عنه أربعة وخمسين يوما. وعن أبي يوسف: تصدق في تسعة وثلاثين يوما. قال ابن بطال: وبه قال محمد بن الحسن والثوري. وعن الشافعي: تصدق في ثلاثة وثلاثين يوما. وعن أبي ثور: في سبعة وأربعين يوما. وذكر ابن أبي زيد عن سحنون: أقل العدة أربعون يوما.

النوع الرابع: في أن هذا الأثر يطابق الترجمة في قوله: (وما يصدق النساء) إلى آخره، لأن المراد: ما يصدق النساء فيما يمكن من المدة، والشهر يمكن فيه ثلاث حيض خصوصا على مذهب مالك والشافعي فإن أقل الحيض عند مالك في حق العدة ثلاثة أيام، وفي ترك الصلاة والصوم وتحريم الوطيء دفعة، وعند الشافعي في الأشهر إن أقله يوم وليلة، وهو قول أحمد: فإن قلت عندكم أيها الحنفية أقل الحيض ثلاثة أيام، فلم شرطتم في تصديقها بستين يوما على مذهب أبي حنيفة؟ قلت: لأن أقل الطهر عندنا خمسة عشر يوما، فإذا أقرت بانقضاء عدتها لم تصدق في أقل من ستين يوما، لأنه يجعل كأنه طلقها أول الطهر وهو خمسة عشر، وحيضها خمسة إعتبارا للعادة، فيحتاج إلى ثلاثة أطهار وثلاث حيض.

-5 دن انتظار بقول حسن اور 3 دن امام مالکؒ اور بعد میں استحاضہ ہو گا۔

- أیام: افعال کے وزن پر جمع قلت ہے 3 دن سے 10 تک تو معلوم ہوا کہ 3 اقل اور اکثر 10 دن ہے۔

-کلواواشربوا بما اسلفتم فی الأیام الخالیۃ کا کیا مطلب ہے؟ تو دنیا کے أیام کالعدم ہے آخرت کے أیام کے مقابلے میں۔

بَابُ الصُّفْرَةِ وَالكُدْرَةِ فِي غَيْرِ أَيَّامِ الحَيْضِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: دو روایتوں میں تطبیق: 1) جب قصۃ البیضاء دیکھے تو طہر ہے۔

2) ام عطیہ کی روایت: کنا لا نعد الکدرۃ والصفرۃ شیئا اور یہاں حیض کہا گیا۔

-حیض کے ایام تو کدرت و صفرت حیض ہے اور حیض کے ایام کے علاوہ حیض نہ ہو گا۔

-احناف: کنا لا نعد الکدرۃ والصفرۃ شیئا أی شیئا ممتازًا عن الحیض؛ أو القریبتین إلی البیاض شیئا۔

بَابُ عِرْقِ الِاسْتِحَاضَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حیض و استحاضہ میں کیا فرق ہے: حیض رحم کا خون اور استحاضہ رگ ہے، تو ایک دم فاسد اور ایک بیماری کا خون ہے۔
- فکانت تغتسل تنظیفًا یا احتیاطًا یا علاجًا (خون کو کم کرنے کے لئے) یا اجتھادًا یا متحیرۃً کہ وہ متحیرۃ تھی۔
- 3 دن وضوء لکل صلوۃ اور 27 دن غسل لکل صلوٰۃ (متحیرۃ کے لئے)۔

بَابُ المَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الإِفَاضَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: طواف زیارت فرض ہے، تو اسکے بعد حیض آئے تو طواف وداع (واجب) چھوڑ دے گی، تو طواف وداع حیض کی وجہ سے ساقط ہے۔
- ابن عمرؓ: طواف وداع ہے، تو اس قول کی گویا تردید ہے۔ (لیکن ابن عمرؓ نے رجوع کیا)۔

بَابُ إِذَا رَأَتِ المُسْتَحَاضَةُ الطُّهْرَ

- مستحاضہ مراد حائضہ لیکن گمان سا ہے کہ مستحاضہ بننے والی ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) الحائض لا تدع الصلوٰۃ فی ظنّ الحیض یعود (امکان ہے)۔

2) حائضہ کو یقین ہو کہ دم منقطع ہے تو تصلی۔

3) زہری کی تردید: لا یجوز جماع المستحاضۃ۔

4) طہر متخلل (جو درمیان) طہر شمار کیا جائے گا۔

-جمہور: اقل مدت طہر: 15 دن اور امام دؒ: 13 دن۔

-حسن بن زیاد: قید کو بھی ختم کرتے: 2 دن حیض اور 3 دن طہر، ایک دن خون آیا تو 3 دن حیض ہے چاہے غالب یا مغلوب (یہ تیسرا قول ہے)۔

-فؒ: 2 قول: 1) سحبؒ: کھینچ لیا: طہر متخلل بین الدمین تو حیض بھی ہے، اکثر ایام حیض 15 دن۔

2) تلفیق: ایام حیض کو حیض کہے اور.......................

-لا أقل لمدة الطهر عند المصنفؒ۔ -ابن عباسؓ کا مسلک ہے کہ طہر تھوڑی دیر کے لئے بھی ممکن ہے۔

بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى النُّفَسَاءِ وَسُنَّتِهَا

ترجمۃ الباب کا مقصد: نفاس والی عورت پر نماز جنازہ ہو گی، اگر حمل وغیرہ سے موت پائے۔

-اشکال: نفاس ہے نجاست تو جواب: نفاس موت سے منقطع اور غسل سے پاک۔

-شہید: نجاست ظاہری نہ کہ حکمی تو جنازہ پڑھا جائے گا۔

حؒ: سینہ کے بالمقابل کھڑے رہے امام۔

-وسط اسلئے کہ رأس اور یدین ایک طرف اور دوسری طرف بطن ور جلین۔

بَابُ

1) یہ باب ما قبل کے لئے فصل ہے اسلئے کہ اسمیں میت پر جنازہ پڑھنے کا ذکر (ما قبل کے لئے جزء ہے)۔

2) بعض نسخوں میں یہ باب نہیں ہے۔

3) بعض میں یہ باب کا نام: باب الصلوٰۃ بقرب الحائض۔

4) إذا مسّ ثوب المصلی ثوب الحائض لا تنقطع الصلوٰۃ۔

5) باب الصلوۃ علی الحائض بعد الموت۔

-آخر میں جنازہ کا ذکر ہے براعت اختتام کے طور پر: جنازہ آخری عبادت ہے۔

جب آدمی مرتا ہے تو نماز نہیں پڑھتا......... مفترشۃ جنازہ کی لاش امام کے سامنے رکھا جاتا ہے۔

7 – كِتَابُ التَّيَمُّمِ[25]

- ایک نسخہ میں باب ہے۔
- تیمم: لغۃً: القصد   شعر: تیممتکم لما فقدت أولی النهی... ومن لم یجد ماء تیمم بالتراب
- اصطلاحًا: القصد إلی الصعید الطیب لاستباحۃ الصلوٰۃ۔
- مٹی پانی کے ساتھ شریک فی الأنبات؛ انسان وحیوان پانی کے محتاج اسی طرح مٹی بھی۔
- تیمم میں 2 آیتیں: 1) سورۃ مائدۃ   2) سورۃ نساء
- کونسی پہلے نازل ہوئی: 1) مصنفؒ نے کہا سورۃ مائدۃ اسلئے کہ لفظ "منہ" کا ذکر کیا اور ص 663 پر سورۃ مائدۃ کی پوری آیت مذکور ہے۔
- اشکال: سورۃ نساء نزولاً 92 ہے اور سورۃ مائدۃ 112 ہے۔
- اور سورۃ نساء میں "لا تقرب الصلوٰۃ وأنتم سکٰری" جیسی آیت ہے جو احد میں نازل ہوئی۔
- یہ آیت ذات الرقاع میں نازل ہوئی اور ابو هریرۃؓ موجود تھے حالانکہ اسلام لائے آخر میں۔

---

[25] انعام الباری (2/522)۔

– اشکال: لوگ کیوں پریشان اسلئے کہ تیمم کا حکم نازل ہو چکا تھا سورۃ نساء میں!؟

– مسلم میں عائشہؓ کی روایت کہ جب گم ہوئی تو سورۃ مائدۃ کی آیت نازل ہوئی۔

جواب: 1) سورۃ النساء کی آیت میں جنبی کی صراحت نہیں اسی لئے لوگ پریشان تھے کہ جنبی کیا کرے؟ (لایفہم)

اسلئے کہ دونوں آیتوں میں جنبی کا ذکر نہیں ہے (سورۃ نساء میں صرف حکم، ابتداء نہیں تھا اور سورۃ مائدۃ کے نزول کے بعد اضافہ ہوا)۔

2) پہلے سورۃ نساء کے بعض آیات نازل ہوئی پھر سورۃ مائدۃ (تو اضافہ اسلئے ہوا تاکہ کوئی نہ سمجھے کہ سورۃ نساء کی آیت نے تیمم للجنب کو منسوخ کیا) سورۃ نساء میں غسل کا حکم تھا پھر سورۃ مائدۃ میں تیمم کا ذکر آیا پھر اللہ نے سورۃ نساء کو مکمل کیا۔

3) تیمم کا حکم پہلے موجود تھا، پھر جو لوگ احد میں زخمی ہوئے، ان کے لئے آیت نازل ہوئی کہ سورۃ نساء میں اور سورۃ مائدۃ حالت سفر کے لئے وغیرہ۔ تو آیۃ التیمم پہلے نازل ہو چکا تھا سورۃ نساء میں لیکن صحابہؓ جب 12 درہم کے ہار کے لئے رُکے اور تلاش کرے تو معمولی حالت میں تیمم کرنا انکے لئے محل نظر تھا اسلئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ تیمم شدید حالت پر منحصر ہے۔

4) التحیر لعدم الماء لالأحکام التیمم۔

سوال: تکرار کیوں ہوا پھر سورۃ مائدۃ، اور سورۃ نساء میں بھی؟

جواب: 1) یہ حکم غیر مدرک بالعقل ہے چونکہ تراب کا مطہِّر ہونا خلاف قیاس ہے تکرار ہوا تاکہ ذہن نشین ہو جائے۔

2) مٹی تلویث کا باعث ہے تو بتایا کہ مٹی پاک ہے۔

3) مسافر ہو تو پانی تک نہیں پہنچ سکتا تو شیء قلیل کی وجہ سے رک سکتے۔

- فامسحوا بوجوھکم میں باء کا کیا فائدہ ہے؟ مسح شرعی مراد ہے أی فامسحوا مسحًا شرعیًا۔

- "منہ"

جواب: 4 اقسام کا ذکر ہوا: طہارت صغریٰ اور کہارت کبریٰ

سورۃ مائدۃ میں "منہ" آیا اور یہ طہارت کی تفصیل ہے کہ مٹی سے شروع کرے یعنی ابتداء سے إلی الانتہاء کی طرف اشارہ ہے یعنی ابتداء من التراب والانتہاء علی الیدین۔

- قولہ "في بعض أسفارہ"[26] یہ واقعہ سفر میں پیش آیا (حاشیہ 1): غزوۃ بنی المصطلق یا مریسیع کا ذکر ہے (جو 4یا 5ھ میں واقع ہوا)۔

اور "عِقد" کا گم ہونا ذات الرقاع میں جو بعد کا واقعہ ہے 6یا 7ھ، تو دونوں الگ واقعہ ہیں۔

- اور اسکے کئی دلائل موجود ہیں:

1) جب تیمم نازل ہوا تو اسیدؓ کا قول: ماھی بأول برکتکم یا آل أبي بکر۔

2) عائشہؓ کا بیان ہے: فلما وقع ماوقع خرجتُ مع رسول اللہ ﷺ في غزوۃ أخریٰ، تو معلوم ہوا کہ واقعہ افک کے بعد ہے۔

3) لما نزلت آیۃُ التیمم لا أدری کیف أفعل (أبو ھریرۃؓ) تو وہ 7ھ میں اسلام لائے۔

4) ابو بکرؓ: في کل سفر تکونین: ہر سفر میں تو باعث مشقت بنتی ہے۔

---

[26] قوله فتح الباری (432/1): في بعض أسفاره قال بن عبد البر في التمهيد يقال إنه كان في غزاة بني المصطلق وجزم بذلك في الاستذكار وسبقه إلى ذلك بن سعد وبن حبان وغزاة بني المصطلق هي غزوة المريسيع وفيها وقعت قصة الإفك لعائشة وكان ابتداء ذلك بسبب وقوع عقدها أيضا فإن كان ما جزموا به ثابتا حمل على أنه سقط منها في تلك السفرة مرتين لاختلاف القصتين كما هو مبين في سياقهما

5) بنی مصطلق کا واقعہ: عائشہؓ پیچھے رہ گئی اور ہار کو خود تلاش کی اور ملی، اور ذات الرقاع میں سب نے مل کر تلاشی لی، اور اسید بن حضیرؓ امیر تھے تلاش کرنے والوں کے۔

-معلوم ہوا کہ اگر معمولی سی چیز گم ہو جائے تو حتی الوسع اسکو تلاش کرنا چاہئے۔

-یزید الفقیر: فقیر اسلئے کہ ان کے ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف تھی۔

-سوال: رعب جب پڑ جاتی ہے دشمن پر تو پھر مقابلہ میں کیسے آئے احد اور خندق میں کیوں اقدام ہوا؟

جواب: رعب تو تھا لیکن ملامت اور شرم اور عیب لگنے کی وجہ سے آئے۔

-اشکال: حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں آتا ہے کہ "کان سیاحا" تو پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا فرمان کیسے؟ کہ یہ میری خصوصیات میں سے (جعلت لی الأرض مسجدا وطھورًا)۔

جواب: 1) حضرت عیسیٰؑ کے لئے پوری زمین مسجد تھی لیکن طھور نہ تھی اور دونوں کا مجموعہ خصوصیت ہے۔

2) یا یہ کہ اس سے مراد أرض الشام ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے لئے شام انکی خصوصیت تھی، اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی پوری دنیا خصوصیت تھی۔

-"احلت لی الغنائم"................

یعنی پہلے آگ کھالیتی تھی اور یہ مقبولیت کی علامت ہوتی تھی۔

شاید اسی وجہ سے کبش ابراہیمؑ کو آگ نے کھالیا یا پرندوں نے (کمافی حاشیۃ الجلالین)۔

-سوال: حضرت نوحؑ بھی سب کی طرف مبعوث ہوئے تھے!؟

جواب: 1) وہ اتفاق سے ایسا ہوا اور لوگ اتنے نہیں تھے اس وقت۔

2) یا یہ کہ ان کی بعثت عام تھی مکاناً نہ کہ زماناً اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی بعثت عام ہے مکاناً وزماناً۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً وَلاَ تُرَابًا

- فاقد الطھورین کا مسئلہ: حؒ: یقضی فقط۔ دؒ: یؤدی ولا یقضی۔
- فؒ: یؤدی ویقضی۔ کؒ: لا یؤدی ولا یقضی۔
- مولانا اسد اللہ سہارنپوری نے اسکو ایک شعر میں جمع کیا: مالک ہے شافعی ہے احمد ہے اور ہم (لالا) (نعم نعم) (نعم لا) (ولا نعم)۔
- سمؒ: تشبہ بالمصلین اور اسی پر فتوی ہے جیسے امساک (عن الطعام وغیرہ) نابالغ کے لئے اور تحریک الشفتین گونگے کے لئے اور امرار الموسیٰ اس آدمی کے سر پر جسکے بال نہ ہو۔
- مصنفؒ اس مسئلہ امام احمدؒ کے ساتھ ہیں۔
- ہلکت: ذی روح کے لئے مستعمل ہے تو ہار کے گم ہونے کو ذی روح کا درجہ دیا۔
- ایک روایت میں ہے: وجدنا العقد تحتہ: ابن طیب کہتے کہ یہ محفوظ نہیں۔
- بعضوں نے کہا: کہ یہ حضرات فاقد الماء تھے نہ کہ تیمم کی حاجت میں!

جواب: 1) بھائی! اس وقت ان کو تیمم کے احکام معلوم نہ تھے تو وہ بھی گویا مفقود تھے۔

2)یہ ان کی خصوصیت تھی(ہذا الاصح)

3)ان سے زیادہ سچا حضرت عمرؓ ہیں اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی جب جنابت ہوا(وہذا الاصح ایضا)

4)اسمیں تقدیم و تاخیر ہے کہ فصلوا کو بعد میں کر دیا اور فشکوا کو پہلے کر دیا اسلئے کہ پہلے آیت نازل ہوئی پھر نماز پڑھی۔

لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا اسلئے کہ ص532 پر پورا واقعہ مذکور ہے اور بغیر تیمم کے نماز پڑھی تھی اور پھر شکایت کی اور پھر آیت تیمم نازل ہوئی۔

(یہ سارے جواب دینے کی کوشش میں ہے لیکن ناکام ہے تو ہم کہتے: کوئی بات نہیں اسلئے کہ فتوی صاحبین کے قول پر ہے)۔

بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الحَضَرِ، إِذَا لَمْ يَجِدِ المَاءَ، وَخَافَ فَوْتَ الصَّلاَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)حالت سفر کا ہونا ضروری نہیں، تیمم کے لئے(امام زفرؒ اور سؒ کی ایک روایت کا ایک قول کی تردید ہے)۔

2)امام زفرؒ کے قول پر فتوی دیا۔ وضوء کرنے سے نماز میں قوت ہوگی تو تیمم سے نماز ادا ہوگی امام زفرؒ کے نزدیک

-حؒ: پانی قریب تو قضاء نماز کرے گا اور پانی سے وضوء کرنا چاہئے تو نماز قضاء ہو جائے گی۔

-نماز کے وقت میں پانی مل گیا جبکہ تیمم سے نماز پڑھی توفؒ: یعید وجوبًا۔ اور کؒ: لا یعید(مصنفؒ کا یہی مسلک ہے)۔

-اگر مقطوع الیدین و بوجھ جراحۃ: تیمم نہیں کرسکتے کہ زخم ہے اور تیمم کرانے والا بھی نہیں تو بغیر وضوء کے پڑھے گا اور فاقد الطھورین اور معذور سمجھا جائے گا۔

-القادر بقدرۃ الغیر لیس بقادر عند حؒ : نماز اور وضوء مستثنی ہے۔

-اشکال: مدینہ منورۃ میں پانی تھا تو تیمم سے کیوں نماز پڑھی ابن عمرؓ نے؟ حالانکہ وقت ابھی باقی تھا جب کام سے فارغ ہو کر پہنچے۔

جواب: 1)انکا خیال تھا کہ کام لمبا ہے لیکن کام جلدی ہوا۔

2)جس حاجت کے لئے ٹھہرے تھے، چھوڑ دیا۔

3)کان من عادتہ الوضوء علی الوضوء لیکن پانی نہ تھا تو تیمم کیا۔

اچھا جواب4)ابن عمرؓ نے یہ کام کیا مسئلہ بتانے کے لئے کہ پانی ایک میل دور ہو تو تیمم کرکے نماز پڑھ سکتے اگرچہ وقت ختم ہونے سے پہلے ہے(اگرچہ بہتر تو یہ ہے کہ نماز کو مؤخر کرے لیکن تیمم کرکے نماز پڑھے تو جائز ہے)۔

-کؒ: اعادۃ استحبابًا ہے۔ فؒ: اعادۃ واجب چونکہ شہر میں پہنچ گئے اور وقت باقی۔

-ابواب التیمم اور ابواب السترۃ میں ابو جہیم مصغر اور اگر ابواب اللباس میں ہو تو ابو جہم مکبر مراد ہے۔

-دار قطنی میں: فمسح علی ذراعیہ إلی مرفقیہ۔

-التیمم مع وجود الماء کا جواز معلوم ہوا کہ کام فوت ہونے کا اندیشہ ہے: جیسے جنازہ میں یا جیسے یہاں سلام کے جواب دینے کے لئے(اگرچہ جواب دینے کے لئے وضوء ضروری نہیں ہے)۔

بَابٌ: المُتَيَمِّمُ هَلْ يَنْفُخُ فِيهِمَا؟

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)اختلاف کی طرف اشارہ ہے: فؒ اور کؒ: الصاق التراب لازم ہے؛ حؒ اور دؒ: لازم نہیں(استحباب کے درجے میں ہے)اور مصنفؒ کا یہی مسلک ہے۔

2) اگر تیمم کرے تو ضروری نہیں کہ مٹی رہ جائے ہاتھوں اور چہرے پر۔

-صعید: فؒ: التراب المنبت؛ احناف: مطلق تراب (منبت ہو یا نہ ہو)، زمین کی سطح سے یعنی مایکون من جنس الأرض اور اسکی تفصیل یہ ہے: جو گلانے سے گلتا نہیں اور جلانے سے جلتا نہیں۔

-اشکال: جب غبار فی سبیل اللہ لگے تو یحرم النار، تو یہاں بھی صاف نہیں کرنا چاہئے کہ نماز فی سبیل اللہ ہے؟! (من اعبرت قدماہ فی سبیل اللہ لم تمسہ النار)۔

جواب: 1) غبار کو ہٹا دے تو کوئی حرج نہیں۔

2) تیمم وضوء کا خلیفہ ہے اور وضوء میں تقاطر ہے تو تیمم میں ضروری نہیں کہ غبار کو باقی رکھے تا کہ تقاطر ہو بلکہ مصنفؒ نے بتایا کہ خود حضور ﷺ نے جھاڑ دیا (نفض)۔

-سوال: مصنفؒ نے ترجمۃ الباب میں "ھل" کیوں استعمال کیا؟

جواب: 1) ممکن ہے کہ پھونکا غبار ہٹانے کے لئے۔

2) یا تنکا ہٹانے کے لئے۔

3) تقلیل الغبار مقصود تھا۔

4) یہاں بیان تشریع کے لئے۔

5) اراءۃ التیمم مقصود تھا۔

6) طریقہ کی طرف اشارہ ہے۔

-تو نفخ امر شرعی ہے یا نہیں تو ان احتمالات کی وجہ سے ھل استعمال کیا۔

-اشکال: تیمم نازل ہو چکا تھا یا نہیں؟ اگر نازل ہو چکا تو عمرؓ نے کیوں نہیں کیا اور اگر نازل نہیں ہوا تو عمارؓ......

جواب: 1) عمرؓ کا گمان یہ تھا کہ (لمستم النساء فلم تجدوا ماء) کو لمس بالید پر محمول کرتے تھے (ہذا لا یصح) اسلئے کہ ان کے نزدیک لمس سے جماع ہی مراد ہے۔

2) نازل ہو چکا تھا لیکن عمرؓ نے تیمم کا طریقہ نہیں دیکھا تھا اور عمّارؓ نے دیکھا تھا اور مبالغۃً تمعک کیا۔ (وہذا مما لا یفہم ایضا) اسلئے کہ عمرؓ موجود تھے آیت تیمم کے نازل ہوتے وقت۔

3) عمرؓ نے یہ آیت سنی نہیں (ہذا لا یصح)۔

4) لظنہ أنہ یجد الماء اور عمارؓ نے تیمم کو قیاس کیا غسل پر۔

بَابُ التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالكَفَّيْنِ

- تیمم میں: دؒ: ضربۃٌ دونوں کے لئے۔ ائمہ ثلاث: ضربتان۔ ابن ابی لیلی: ضربتان واحد لہما وواحد لہا۔

ابن سیرین: 3 ضرب: ضربۃ للوجہ وضربۃ للیدین وضربۃ لہا۔ ابن بزاز: 4 ضرب۔ مقصد: امام احمدؒ کی موافقت۔

- دؒ: پہنچے تک وجوبًا (رسغٌ)۔ ائمہ ثلاث: مرفقین تک۔ فؒ حؒ: مرفقین تک وجوبًا۔ کؒ: مرفقین تک استحبابًا۔

دلیل: کفین کا ذکر ہے حدیث میں۔ الزامی جوابات: ابوداؤد میں صرف ایک کف ہے اور مسلم میں ظاہری کف ہے تو کیا ایسے کریں گے؟۔

- اشارۃ إلی طریقۃ التیمم
- احناف اور شوافع کے دلائل:
- جابرؓ: التیمم ضربتان: ضربۃ للوجہ وضربۃ للذراعین إلی المرفقین۔ عائشہؓ اور ابوجہیم سے بھی یہی مروی ہے۔
- ابن عمرؓ: التیمم ضربتان: ضربۃ للوجہ وضربۃ للکفین إلی المرفقین۔
- اسلع: التیمم ضربتان: ضربۃ لوجہک وضربۃ لذراعیک۔
- یکفیک الوجہ والکفین أی مع الکفین، یکفیک الوجہ والکفان۔
- یکفیک الوجہ أی أن تمسح الوجہ
- اشکال: عمارؓ کی حدیث میں اضطراب ہے تو مصنف کیسے ایسی روایت کو لائے؟!۔

جواب: اضطراب اس حدیث میں جسمیں تیمم کی ابتداء ہے نہ کہ عمر اور عمار والی حدیث میں۔

- اشکال: یہ اشارہ إلی التیمم المعلوم ہے لیکن یہاں تو قولی حدیث ہے!

جواب: 1) ہذہ روایۃ فعلیۃ اصلا جعلہا بعض الرواۃ قولیۃ، اس روایت کے علاوہ باقی روایات میں اشارۃ إلی التیمم۔

2) ہذا من قبیل الروایۃ بالمعنیٰ

3) یہ ذکر جزء اور مراد الکل ہے یعنی کفین کا ذکر ہے اور مراد مرفقین جیسے کباسط کفیہ إلی الماء لیبلغ فاہ.... میں

حدیث میں: أمّا أنا فأفرغُ علی رأسی ثلاث حثیات (ذکر الرأس مراد کل بدن ہے)۔

4) یا فقال بمعنی "ضرب" ہو اور ضرب بمعنی "اشار" اور اسکی تشریح یکفیک الوجہ والکفین۔ یہ معنی اگر لیا جائے تو دوسری روایت کے موافق ہو گا۔

-کف کے قائلین قیاس کرتے قطع الید پر جو کہ کف پہنچوں تک ہے!

جواب: طہارت کو عقوبت پر قیاس نہیں کرنا چاہئے بلکہ طہارت ہی پر کرنا چاہئے یعنی وضوء پر۔

اور سرقہ میں قطع الید سے مراد قطع الکف ہے اور اسکے مقابلہ میں کوئی حدیث نہیں اور یہاں سارے احادیث ہیں تو مرفقین ثابت ہے احادیث متواترہ سے اور عقوبت میں اسقاط ہے اور طہارت میں احتیاط ہے۔

تیسری حدیث فعلی اور تشریح ہے دوسری حدیث کے لئے۔

بَابٌ: الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ المُسْلِمِ، يَكْفِيهِ مِنَ المَاءِ

- وجہ الأرض: مایصعد علی الأرض یا کل مایکون من جنس الأرض۔
- ابن عباسؓ: مُنبت۔ ابن مسعودؓ: طاہر۔ طیب طاہر کے معنے میں۔

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اختلاف کی طرف اشارہ ہے کہ طیب سے منبت مراد ہو یا طاہر، تیمم کر سکتے۔

2)صعید: مطلق زمین جیسے جعلت لی الأرض مسجدًا و طھورًا اور علیک بالصعید الطیب۔

3) تیمم طہارت ضرور یہ جیسے شوافع کہتے اور احناف: تیمم طہارت مطلقہ و کاملہ ہے اور مصنف کا یہی رجحان ہے (ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج)۔

- کؒ: فرض مع السنن پڑھ سکتے تیمم سے۔ فؒ: صرف ایک فرض نماز۔
- حسنؒ: یجزیٔ التیمم الواحد مالم یحدث
- بیہقی کی روایت: ....ولو إلی عشر سنین
- ابن عباسؓ نے نماز کی امامت کی..............
- السبخۃ: نمکین زمین جو نہیں اگاتی۔
- لیلۃ التعریس: متعدد بار یا زائد بار پیش آیا تھا، مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف بار پیش آیا تھا۔
- کوئی مسئلہ پیش آئے تو امام کے پاس جانا چاہئے۔ ورفع صوتہ بالتکبیر: تنبیہ کے طور پر معلوم ہوا کہ اگر cellphone میں اذان رکھے alarm کے لئے تو جائز ہے۔
- ینبغی الارتحال من مثل أماکن الغفلۃ
- رجل منعزل: 1) تیمم انکو معلوم نہیں۔

2)خیال کہ پانی ملے گا۔

3)طریقہ معلوم نہ تھا جنابت کے تیمم کے لئے۔

(4

-یہ قصہ تبوک یا خیبر یا جیش الامرا کے واپسی سے واقع ہوا۔

-مزادتین: مشکیزہ چمڑے سے چمڑا ملاتے۔ سطیعنتین: ایک چمڑے کو دوسرے چمڑے پر لگاتے مضبوطی کے لئے۔

-نفرنا خلوفا: 1) مرد کا کام ہے کہ باہر نکلے اور ہمارے مرد غائب یا 2) یہ کہ وہ غائب اسلئے میں آئی ورنہ مرد ہی آتے۔

-پانی سے مضمضہ کیا اور دوبارہ مشکیزہ میں ڈالا۔

-اشکال: دوسرے کے مال میں کیسے تصرف کیا؟!

جواب: 1) حربی کے مال میں تصرف کیا۔

2) برکت کی وجہ سے زائد پانی آیا تو اس زائد پانی میں تصرف کیا۔

-افواھھما: جب مضاف مضاف إلیہ کا جزء ہو تو جمع لائیں گے جیسے فقد صغت قلوبکما: اشتباہ نہ ہو گا کہ آدمی کے پاس 2 دل نہیں ہے۔

-جب جزء نہ ہو اور تثنیہ ہو تو تثنیہ ہی لائیں گے جیسے سیفاکما

فاہاہما:.........ہے اسلئے تثنیہ نہ لائے۔

-ویم اللہ اصل وایمن اللہ ہے

-صابی: 1) سورج کی عبادت کرنے والے 2) ستاروں کی عبادت

3) روحانیات کی پرستش کرتے تھے۔

بَابٌ: إِذَا خَافَ الجُنُبُ عَلَى نَفْسِهِ المَرَضَ أَوِ المَوْتَ، أَوْ خَافَ العَطَشَ، تَيَمَّمَ

- اگر اکثر بدن مجروح تو بھی تیمم کرے گا۔
- یُذکر: ضعف روایت کی طرف اشارہ ہے یا روایت بالمعنی ہے: اے عمرو: صلیتَ النّاسَ وأنت جنُبٌ
- روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مسکرائے جب انکو معلوم ہوا۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: تیمم استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے بھی ہے نہ صرف فقدان الماء پر اور عمرو بن العاص والی روایت غزوۃ ذات السلاسل میں۔
- لا یُصلی کا مطلب یہ ہے پانی کو طلب کرے، تلاش کرے۔
- شہرًا: یعنی تھوڑی سی عذر میں تیمم نہ کرو اور خود تشریح کی۔
- قال ھکذا أی ضرب (اسی طرح ص 49)۔
- فتح: عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت لائے مفصلاً۔
- بھذا الآیۃ: أو لمستم النساء فلم تجدوا ماءً: لمستم مراد جماع ہے اسلئے کہ مفاعلۃ جانبین سے۔
- اور آیت کریمہ تمام اقسام کو شامل ہے (حدث اکبر اور حدث اصغر)۔
- فقال انا لو رخصنا: ابن مسعودؓ کا قول بطور سدّ باب (اسکا مستقل باب ہے جدید اصول کی کتابوں میں)۔

بَابٌ: التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ

- عمارؓ کی روایت میں ایک ضرب کا ذکر ہے! جواب: اشارۃ إلی التیمم المعلوم المعروف۔
- کہتے ہیں کہ اس روایت میں تقدیم و تاخیر ہے: پہلے عمّارؓ کے قول پیش کیا پھر آیت کریمہ (ختامہ مسک کی حیثیت سے)۔
- عائشہؓ اور ابو ھریرۃؓ وغیرہ، سب سے مروی ہے کہ کفین سے مراد ذراعین ہے۔
- ثم مسح بھما وجھہ اسمین بھی تقدیم و تاخیر ہے۔
- و مسح وجھہ وکفیہ واحدۃ أی مسحۃً واحدۃً۔

بَابٌ:

- ما قبل کے لئے بہ منزلہ فصل ہے۔ -شاہ ولی اللہؒ: یہ باب یہاں خطاً ہے۔
- ذہن کے امتحان کے لئے: باب المصلی إذا لم یجد الماء تیمم (اشکال: اتنی بدیہی بات لائے آخر میں)۔
- باب الاکتفاء بضربۃ واحدۃ عزیمۃٌ لا رخصۃٌ (ادنیٰ درجہ) کہ میں نے ضربتین للیدین کا ذکر ہی نہیں کیا۔
- رجلاً معتزلاً: الگ: براعۃ الاختتام کہ ایک دن تم بھی سب سے الگ تلگ رہو گے قبر میں۔
- لم یصل: براعۃ الاختتام کہ ایک دن تم بھی نماز نہ پڑھ سکو گے۔ -بالصعید: براعۃ الاختتام کہ تمکو زمین میں رکھا جائے گا۔

8 – كِتَابُ الصَّلاَةِ

بَابٌ: كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلاَةُ فِي الإِسْرَاءِ؟

صلوات خمسہ کی طہارت کو بیان کیا پہلے اور شرائط یعنی نیت، طہارت مکان ولباس اور ستر عورن بعد میں بیان کریں گے۔

سوال: طہارت کو کیوں مقدم کیا؟

جواب: 1) اسلئے کہ طہارت کی بہت اہمیت ہے، اسکے بغیر نماز ہی نہیں پڑھ سکتے، فاقد الطھورین کو بعد میں قضاء کرنا ہے۔

2) یا اسلئے مقدم کیا طہارت لکثرۃ اقسامہ وو قوعہ۔

-صلوۃ: لغۃً:

-شافعیہ: صلوۃ اللیل پہلے فرض تھی پھر صلوات خمسہ۔

-احناف: فجر اور عصر کی نماز پہلے فرض تھی: " وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ "۔

-قرآن میں صلوات خمسہ کی طرف اشارہ ہے: " فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ "۔

"وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا": فجر اور عصر کی طرف اشارہ ہے

"وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى ": ظہر کی طرف اشارہ ہے۔ 3 کنارہ اور مغرب کی طرف اشارہ ہے۔

-احادیث میں صلوات خمسہ مذکور ہیں: ....

-ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) بعد یا قبل الھجرۃ مشروع ہوئی؟ کہاں فرض ہوئی، آسمان یا زمین پر؟ جبریلؑ کی وساطت سے یا کوئی اور؟ 5 ابتداءً یا 50؟ تو کیف میں ان تفصیلات کی طرف اشارہ ہے۔ 2) فرضیت اور کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔

-لیلۃ المعراج میں 3 تحفے: 1) صلوات خمسہ؛ 2) جو لا الٰہ إلا اللہ پڑھے آخر میں تو جنت میں ہوگا اور 3) سورۃ بقرۃ کے آخری آیات (کا مضمون) کہ وہ مدنی ہے۔

-اسراء: لے جانا کسی کو اسکے بدن کے ساتھ: مثال: "فأسرِ بأھلک"۔

-ایک روایت: معاویہؓ: "کانت رؤیا من اللہ صادقۃ" رؤیۃ عین یعنی بیداری رؤیا مراد ہے۔

-روي عن عائشة، رضي الله تعالى عنها: ما فقد جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم. سند میں بعض آل ابی بکر مجہول ہے اور اس وقت آپ ﷺ عائشہؓ کے پاس نہیں تھے۔

-متنبی کا شعر ہے: مضى الليلُ والفضلُ الذي لك لا يمضي ... ورؤياك أحلى في العيون من الغُمْضِ (نیند سے)

- معراج کا واقعہ کب واقع ہوا؟: 1) بعض: قبل الھجرۃ بثلاث سنین (یہی تحقیقی بات ہے)۔

2) بعض: قبل الھجرۃ بسنۃٍ

شعر: فکبر للرؤیا وھشّ فؤادہ رؤیا یعنی رؤیا عین۔

- معراج کے تمام احادیث انسؓ کی وساطت سے۔

- سوال: چھت سے کیوں آیا فرشتہ؟

جواب: 1) سقف البیت کھولنے میں شق صدر کی طرف اشارہ ہے۔

2) خلاف عادت چیز کی طرف اشارہ ہے یعنی عروج إلی السماء۔
3) آپ ﷺ اپنے گھر میں تھے، دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ امّ ھانیٔ کے گھر پر تشریف فرما تھے (تطبیق: اپنے گھر جیسے تھے) (لایفھم)۔ اور جس روایت میں ام ھانیٔ کے گھر کا ذکر مراد یہ باعتبار مایؤول یعنی آپ ﷺ اپنے گھر پر تشریف فرما تھے، بعد میں ام ھانیٔ کا گھر بنا۔
-شق صدر 4 مرتبہ ہوا: 1) بچپن جبکہ حلیمہ سعدیہ کے پاس تھے۔
2) 10 سال کی عمر میں تاکہ بالغ ہونے سے قریب خیالات سے پاک ہو۔
3) نبوت سے پہلے تاکہ نبوت کے اثقال کو برداشت کرے۔
4) معراج سے پہلے تاکہ عالم بالا کا متحمِّل ہو جائے۔
-الم نشرح لک صدرک: تو شرح صدر اور چیز ہے اور آپ ﷺ کے دل کا وسیع ہونا یعنی ظرف والے تھے۔
-شاہ عبد العزیزؒ: آپ ﷺ کی شان ایک بڑے محل جیسے جسمیں بڑے بڑے کمرے۔
-ایک مین قاضی اور ایک معلم (قال اللہ قال الرسول کہتا ہے) ایک میں مبلغ ایک میں مُرشد (تزکیہ) ایک میں محتسب، ایک میں عارف اور ایک میں جمیل خوبصورت آدمی۔
-سب سے بہتر پانی وہ ہے جو آپ ﷺ کی مبارک انگلی سے نکلا پھر 2) زمزم کا پھر 3) حوض کوثر کا، 4) اسی لئے آسمان سے پانی نہ لائے بلکہ زمزم ہی استعمال کیا۔
-تطہیر القلب تطہیر الثیاب کی طرح ہے اور دونوں کو پاک کرنا ضروری ہے۔
-طستٍ من ذھب: ذھبٌ ناجائز: 1) حرمت مدینہ منورہ میں ہوئی۔
2) ذھب الدنیا ممنوع ہے۔
3) یہ عالم مثال ہے اور حقیقی سونا نہ تھا۔
-یہاں حکمت کا مطلب استحکام و مضبوطی ہے اور ایمان سے مراد قوت و توکل۔
-شق صدر کی مثال یہ ہے کہ آپریشن کرا دی دل کو صاف کرنے کے لئے اور injection لگایا تاکہ دوسرے ملک یا عالم میں چلے جائے (إلی السماء الدنیا القریبۃ)۔
-دنیا کا وجہ تسمیہ: 1) قرب ہے اور آخرت بعید ہے۔
2) دَنِیَ یدنا دَناءۃً (خساست والی چیز)
3) قریبۃ الزوال: الدنیا حلوۃ خضرۃ، فإن اللہ مستخلفکم فیہ فناظر فیہ کیف تعملون۔
4) قریبۃ إلی القلب۔
-حدیث میں دنیا کی حقیقت و تصویر پیش کی گئی: ''مالي وللدنیا إنما أنا والدنیا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا'' الحدیث
-شعر: ھی الدنیا.......................

5) قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَاللهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ هَذِهِ – وَأَشَارَ يَحْيَى بِالسَّبَّابَةِ – فِي الْيَمِّ، فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ؟»[27]

– اشکال: اگر آپ ﷺ بلائے گئے تو دروازے پہلے سے کھولنا چاہیئے تھا تاکہ استقبال اور اعزاز بھی ہو۔

جواب: 1) معلوم نہ تھا کہ کس دروازے سے آئیں گے۔

2) دروازہ کھولنا اور بند کرنا انتظام کی مضبوطی کی طرف اشارہ ہے۔

3) تاکہ دروازے کے حسن کو بھی دیکھے۔

– خازن السماء کا نام اسماعیل، اور اسکو معلوم نہ تھا کہ آپ ﷺ تشریف لانے والے تھے، ہاں رسالت معلوم تھی لیکن دعوت سے ناواقف تھا۔

– بیت المقدس تک بُراق پر گئے بہت تیز کہ اپنا قدم رکھتا تھا حد نظر پر تو گویا برق کا ایک نمونہ تھا اور اتنی طاقت و قوت سے کہ ایک جگہ دوسری جگہ تک بہت تیز رفتار سے جاتا۔ تو "برق" استعمال کروگے تو کام جلدی ہو گا۔

– سوال: اتنی لمبی سیاحت کیسے ہوئی کم مدت میں؟

جواب: 1) برق کے ذریعہ۔

2) البرق کانت قوۃ ملکیۃ ، 3) کبھی بدن روح کا حکم لیتا ہے۔

4) انجذاب کی قوت کے ذریعہ آسمانوں تک کھینچ لیا۔

یہ تینوں ممکن ہے تطبیقی شکل میں۔

– أسودۃ: اشخاص سائے کی طرح اور پہچان نہیں کرسکتے۔

– آدمؑ اور إبراھیمؑ نے ابن کا لفظ استعمال کیا: آدمؑ أبو الناس ہیں اور إبراھیمؑ أبو الأنبیاء سے مشہور ہیں۔ إدریسؑ عمودُ النسب میں ہیں

– أعیاھما: آپ ﷺ نے دونوں (براق اور جبریلؑ کو تھکادیا): 1) آدمؑ، 2) عیسیٰؑ، 3) یوسفؑ، اور یحییٰؑ، 4) ادریسؑ، 5) ھارونؑ، 6) موسیٰؑ، 7) ابراہیمؑ۔

– معراج رات کے وقت اسلئے کہ دن دن کے واقعات دکھانے کے مناسب ہے اور رات کو آسمان کو دیکھنے کے مناسب ہے۔

اور دن میں مشغولیت زیادہ ہے: إِنَّ لَكَ فِي النَّهارِ سَبْحاً طَوِيلاً اور رات کو اہم واقعہ ہوا کرتا ہے: فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأى كَوْكَباً تو محبوب کو دکھانے کے لئے رات کو لے گئے۔

– مسئلہ رؤیت إلٰھی: 1) عائشہؓ اور ابن مسعودؓ: رؤیت کے قائل نہیں ہیں۔

2) ابن عباسؓ حسن بصریؒ، ابو الحسن الأشعریؒ رؤیت کے قائل ہیں۔

تطبیقی جواب: 1) جسم کی آنکھوں سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھا۔

2) رؤیت ذات نہیں بلکہ رؤیت تجلی ہوئی۔

– آدمؑ کو پہلے ملاقات کرنے کی حکمت: 1) پہلے نبی تھے۔

2) کان أول الأنبیاء مھاجراً فی الأرض۔

3) آدمؑ نے شیطان سے تکلیف اٹھائی اور آپ ﷺ نے شیاطین الإنس سے تکلیف اٹھائی اور ہجرت پر مجبور ہوئے۔

---

[27] مسلم (نمبر 2858)

-سوال: آسمان میں اہل یمین علیین میں ہونا چاہئے اور اہل شمال سجین میں ہونا چاہئے!؟

جواب: 1) آدمؑ کے پاس سجین کو حاضر کر دیا گیا آپ ﷺ کی سیاحت کے وقت۔

2) اس وقت ارواح کو حاضر کر دیا گیا۔

3) یہ عالم مثالی کا واقعہ ہے اور اسکی فلم دکھائی گئی۔

4) ارواح کی 3 قسمیں ہیں: 1) ارواح منتظرۃ (یہاں یہی مراد ہے دجو ابتک دنیا میں نہیں آئے) 2) داخلۃ فی الأرحام (یہ دنیا میں)، 3) ارواح منتقلۃ إلی الآخرۃ (سجین وعلیین میں)۔

-مالک بن صعصع کی روایت میں منازل ثابت و معین ہے (أعیاھما) کے مطابق۔

-دوسرے آسمان پر عیسیٰؑ اور یحییٰؑ ساتھ تھے کہ دونوں ابناخالۃ اور معاصر تھے۔

-ملاقات کی حکمت: عیسیٰؑ دوبارہ آئیں گے دنیا میں آپ ﷺ کے دین پر چلیں گے اور مشقت اٹھائیں گے۔

-یوسفؑ: حسن وجمال میں أعلیٰ درجے کے تھے تو آپ ﷺ بھی؛ بھائیوں نے یوسفؑ کو اذیت دی تو اسی طرح مشرکین قریش نے آپ ﷺ کو اذیت دی: اور دونوں نے "لاتثریب علیکم الیوم" (أنتم الطلقاء)۔ اور یوسفؑ نے مصر کی حکومت کی تو آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کی حکومت کی بلکہ عرب کی حکومت کی۔

-إدریسؑ: سب سے پہلے خط انہوں نے لکھا تو آپ ﷺ نے بھی بادشاہوں کو خطوط لکھے تبلیغ کے لئے؛ ورفعناہ مکانًا عالیا اور آپ ﷺ کے لئے فرمایا گیا "ورفعنا بعضھم درجات" تو دونوں رفع درجات کی نعمت سے نوازے گئے۔

-ھارونؑ: بنی إسرائیل نے بچھڑے کی پوجا کی تو 70000 قتل ہوئے اسی طرح جنگ بدر میں 70 مارے گئے اور 70 قید کئے گئے۔

ھارونؑ افضل بنی إسرائیل؛ وہ آپ ﷺ کے مشابہ تھے اور بیت المقدس انکے خلیفہ یوشع بن نون سے فتح ہوا، تو اسی طرح عمرؓ نے فتح کیا تھا۔

- إبراھیمؑ: کعبہ بنایا تو آپ ﷺ نے بھی شرکت کی تعمیر میں؛ کاسر الأصنام ہیں تو آپ ﷺ بھی۔

إبراھیمؑ نے آپ ﷺ کی آمد کی پیشن گوئی دی تھی تو محبت رکھتے تو تقاضا یہ تھا کہ ملاقات ہو (إبراھیمؑ نے حج کے احکام بھی جاری کئے)۔

- مرحبًا: رحبت مرحبًا: آپ کشادہ جگہ میں آئے۔

- إدریسؑ کو أخ الصالح کہا آپ ﷺ کی تعظیم واکرام کی وجہ سے اور یہ اخوّت اسلامی ونبوّت اور اسلئے کہ تمام أنبیاء علاتی بھائی ہوتے ہیں۔

- بعض کہتے کہ إدریسؑ: أجداد میں سے نہیں تھے بلکہ بنو إسرائیل سے تھے اور وہی الیاسؑ؛ (إدریسؑ خط کا موجد أول)۔

- ایک روایت میں إبراھیمؑ چھٹی آسمان پر تھے (جواب: ملاقات کے لئے)، اور ایک روایت میں ساتواں آسمان پر تھے تو متعدد معراج میں الگ الگ آسمان پر تھے یا روح سادسہ پر اور روح مع الجسد ساتواں آسمان پر۔

- زمین میں کہا گیا آپ ﷺ سے کہ یہاں نماز پڑھے اور فرمایا کہ یہ یثرب ہے یا آپکی ہجرت کی جگہ پھر دوسری جگہ بتلایا کہ مدین ہے اور ایک درخت کے پاس کوہ طور کے پاس اور ایک جگہ بیت اللحم عیسیٰ کے جائے پیدائش۔

- اور روایات میں ہے کہ معذّبین کو دیکھا: 1) ہونٹ کو پھاڑا جارہا تھا تو بتلایا کہ خطیب جو عمل نہ کرتا تھا اپنی بات پر۔

- خمسین صلوٰۃ کی تفصیل ہی نہیں تو یہ نسخ قبل العمل ہے۔

- سوال: راستے میں إبراھیمؑ نے کچھ نہیں کہا، کیوں؟

جواب: خلیل اللہ ہے تو خلت کا تقاضا ہے کہ جو دوست کہے وہی کرے: شعر (متنبی): ما الخل إلا من أود بقلبهِ ... وأرى بطرفٍ لا يرى بسَوائه.

سوال: اور موسیٰؑ بولنے لگے؟ جواب: کلیم اللہ تھے اور تجربۃً بولے۔

- نسخ قبل العمل کی مثال: اسماعیلؑ کے ذبح کو نسخ کر دیا: وفدیناه بذبح عظیم۔
- جس روایت میں ہے کہ 10 کم کر دیا تو مراد 10 بمرّتین۔
- شطر: ہمیشہ نصف کے معنے میں نہیں بلکہ کبھی ایک حصے کے معنے میں آتا ہے:

حیض کے مسئلہ میں: تقعُدُ شطرَ عمرِها لا تصلي (سند موجود نہیں) اور شطر حصے کے معنی میں بھی ہے۔

- استحییتُ: 1) چونکہ تمام أنبیاء کے دین میں نماز ہوتی تھی۔

2) 5 کم ہوتا جارہا ہے تو اگر میرے لئے نہ ہو تو لا خیر فی دینٍ لا صلوٰۃ فیہ۔

3) ہدیہ ہاتھ سے نکل جائے گا تو ناشکری و ناقدری ہوگی۔

- السدرۃ: بیری کے درخت۔

المنتھی: 1) لِإقدام الملائکۃ: نیچے والے فرشتے آگے نہیں جاسکتے۔

2) لعلوم الملائکۃ

3) لأرواح الشھداء أو لأرواح المؤمنین۔

- آخری روایت میں مرّتین مراد نہیں: 2 کو 4 پھر 4 کو 2 کیا بلکہ 2 کو بر قرار رکھی گئی۔

- جس طرح حضر میں 4 کی جگہ 2 نہین ہے اسی طرح سفر میں 2 کی جگہ 4 نہیں ہے۔

- اشکال: عائشہؓ راویہ ہے اور وہ خود اتمام کرتی تھی!؟

جواب: 1) میں اُمّ المؤمنین ہوں تو ہر جگہ پر گویا میں حضر میں ہوں۔

2) قصر اس سفر میں ہے جو چلتا رہے اور نہ رُکے۔

3) یا ممکن ہے کہ اتمام سے مراد سنن۔

4) ہذہ صدقۃ اللہ فاقبلوا صدقتہ۔

- لا جناح علیکم ان تقصروا: تو لا جناح کا مطلب واجب ہے۔

- صلوٰۃ کی تعداد رکعات کا ذکر: جب 5 نمازیں ہیں تو وتر کہاں سے واجب ہوگئی؟

جواب: 1) واجب کا مطلب: ادائے گی قطعی ہے اور ثبوت قطعی نہ ہو (اور یہ أخبار آحاد سے ثابت ہے مثلاً)۔

اور فرض میں ادائے گی قطعی اور ثبوت بھی قطعی۔ تو وتر واجب ہے فرض نہیں۔

2) لأیُبَدَّل بالنقصان تو وتر سے زیادتی ہوئی۔

3) لأیُبَدَّل القول "إن الخمس بالخمسین"۔

بَابُ وُجُوبِ الصَّلاَةِ فِي الثِّيَابِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ستر عورۃ کا بیان (عام مقدم)، طہارت بدن، ثوب بعد میں۔ نماز لازم وجوب بمعنی فرض ہے۔

- مصنفؒ کے لئے کوئی فرق نہیں۔

2) کؒ کے قول کی تردید: خارج الصلوٰۃ فرض اور نماز میں سنت

جواب: جبکہ خارج الصلوٰۃ فرض ہے تو داخل الصلوٰۃ بہ درجہ اَولیٰ۔

- الثوب زینۃٌ والعری شھوۃ۔ -کل مسجد اَی صلوۃٍ۔
- 3 کپڑے سنت اور بہتر۔
- ایک کپڑے میں بعض کمروہ سمجھتے: وإن کان أوسع من السماء، تو اسکی تردید کی۔
- ابن مسعودؓ خلاف اَولی سمجھتے تھے: إذاوسع اللہ فوسعوا۔
- ابن عمرؓ: إذاوسع اللہ فزیّنوا۔
- جابرؓ ایک کپڑے میں پڑھتے تھے تاکہ لوگ ناجائز نہ سمجھے (وسعت کے زمانے میں)۔
- جبکہ ستر چھپانا عین مصلی سے تو دوسروں سے چھپانا بدرجہ اَولیٰ ہے۔
- نظر: موسیٰ بن محمد منکر الحدیث: ابن حجر کہتے کہ یہ مخزومی ہے وہ نہیں جو منکر ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: الطواف بالبیت کالصلوٰۃ تو جب طواف کے لئے کپڑے کی ضرورت ہے تو نماز کے لئے بدرجہ اَولیٰ۔
- عورتیں آتی تھیں اسلئے کہ آپ ﷺ فقط مبلغ اور معلم تھے۔
- ایک مرتبہ آپ ﷺ نے بلال کی معیت سے عورتوں کے پاس جاکر تبلیغ کی اور چندے بھی کی۔
- حائضہ مسجد میں نہ آئے تاکہ انقطاع صفوف نہ ہو۔

بَابُ عَقْدِ الإِزَارِ عَلَى القَفَا فِي الصَّلاَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ایک کپڑے میں کیسے نماز پڑھے؟
- قفا: سر کے آخری حصے؛ فودَین: جانب یمین و شمال۔
- کپڑے کے تین درجے: 1) قصیر (إزار بناوے)؛ 2) طویل (التحاف)؛ 3) متوسط (اشتمال)۔
- اشکال: لوگ استدلال کرتے بغیر ٹوپی کے نماز پڑھی (اس حدیث سے)!؟

جواب: 1) لباس ضرورت تھا۔

2) عمامہ سے خاموش ہے۔

3) صلّٰی فی ثوب واحد اور قلنسوۃ لباس عادت تھی (عمامہ کے لئے علی کا لفظ استعمال کرتے)۔

4) سر کا ذکر نہیں۔

جواب: 1) کانوایسجدون علی قلنسوتھم وعمامتھم

2) کساعلیًّا.............................تسمی الصحاب۔

3) یسجد الرجل منھم علی قلنسوتہ وعمامتہ۔

4) یلبس قلنسوۃً بیضاء وربّمایضعہ بین یدیہ؛ -لباس کے آداب میں دیکھنا چاہئے.................

بَابُ الصَّلاَةِ فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهِ

- اشتمال: دونوں کندھوں کو چھپائے۔ ڈؒ: واجب ہے کہ ایک کندھا چھپا ہوا ہو۔ ائمہ ثلاث: مستحب ہے۔
- قسطلانی: دائیں طرف کا کپڑا بائیں طرف پر اور بائیں طرف بغل کے نیچے سے گزار کر دائیں کندھے پر رکھے (التحاف)
- یہ بیان الثوب الطویل ہے، عقد کی ضرورت نہیں اسلئے کہ گرنے کا اندیشہ نہیں ہے۔
- ام ھانی کا نام: فاختہ؛ شوہر کے اقارب کے لئے امان لینے آئی یا اپنے اولاد کے لئے یا اپنے ربیب کے لئے۔
- لحاف کو سر پر ڈالتے سردی کے زمانے میں۔ 8 رکعات منسوخ یا ضحیٰ اور صلوٰۃ شکر بھی تھا۔

بَابٌ: إِذَا صَلَّى فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلَى عَاتِقَيْهِ

ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اختلاف کی طرف اشارہ: امر وجوب کے لئے عند ڈؒ اور ائمہ ثلاث: استحباب ہے۔
2) ما قبل کے لئے تتمّہ ہے۔

بَابٌ: إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا (فاجعلہ إزارًا)

- دوسری روایت میں آتا ہے کہ کپڑا چھوٹا ہونے کی وجہ سے میں جھکا ہوا تھا تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ازار بنا دے۔
- ازار: نصف اسفل کے لئے؛ رداء: نصف اعلیٰ کے لئے؛ جبّۃ: آستین کھلا ہوا اور پورے بدن کو ڈھانپ لے (مشقوق القُدام)۔
- قباء: قمیص پر پہنتے (مضموم الجانبین)؛ قمیص: نصف اعلی کے لئے جسمیں دخریص ہو: کپڑا لگایا گیا اور چھٹی بھی ہو۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي الجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) غیر مسلم نے جو رنگ کیا وہ کپڑا استعمال کر سکتے۔
2) امام کؒ کی تردید: اگر کافروں کا بنایا ہوا ہو تو اعادۃ فی الوقت ہے۔
3) سم: جبتک نجاست یقینی نہ ہو نماز پڑھ سکتے۔
4) کافروں نے کپڑا پہنا ہو تو اس کپڑے کو پہن سکتے؛ فوقانیہ پہن سکتے۔

-ڈؒ: 1) تحتانیہ کپڑا انجس؛ 2) مکروہ ہے کہ وہ استنجاء بالماء نہین کرتے۔

-اشکال: پیشاب سے رنگا ہوا ہے تو کیسے اجازت دی: 1) مأکول اللحم کے بول پاک ہے۔
2) مسبوغ بالبول سے مشہور تھا لیکن اسکی تحقیق نہیں تھی۔
3) مصبوغ بالبول تھے پھر دھو لئے گئے۔
4) وقت النسج مستثنی ہے نجاست سے تو اسی طرح پہننے کے وقت۔

-مقصور: المغسول والمدقوق بالقُصارۃ۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّي فِي الصَّلاَةِ وَغَيْرِهَا

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ستر عورت صلوۃ اور غیر صلوۃ دونوں کو شامل ہے۔

2)جب غیر صلوۃ میں ستر عورت تو صلوۃ میں بدرجہ اَولیٰ۔

3)جو بدن عادۃً چھپایا جاتا ہے تو اسکو ننگا نہیں کرنا چاہئے۔

-ناجائز ہے صلوۃ میں اور غیر صلوۃ میں کہ ننگا ہو۔

-عمر:15، 25یا35سال(اصح قول کے مطابق)۔

-اشکال:لباسًایواری سوآتکم وریشًایہ تو انسانیت کی ابتداء سے رائج ہے!؟ولقد آتینا اِبراھیم رشدہ من قبل۔

جواب:عام طور پر ازار کے ساتھ رداء یا قمیص پہنتے ہیں لوگ،تو جس وقت ازار کھولا تو قمیص یا رداء تھا تو کشف عورت نہ تھا بلکہ خطرہ تھا اور خطرۂ کشف عورت کو بھی برداشت نہیں کیا اپنے نبی کے لئے۔

- قمیص:.................................جیب الشاق النازل علی الصدر۔

-دخریص:جو شق دامن والا ہو۔

-بعض لوگ کہتے کہ قمیص میں شق نہیں تھا بلکہ گول تھا اور دلیل پکڑتے کہ سلمۃ بن الأکوع شکار کرتے تھے ایک قمیص میں:تو اگر شق رُکبۃ کے نیچے ہو تو کشف عورۃ نہیں ہے۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي القَمِيصِ وَالسَّرَاوِيلِ وَالتُّبَّانِ وَالقَبَاءِ

(چوغا:سردی میں پہنتے اور جو پٹی سے بند کیا جاتا اور جبہ کھلا ہوا ہوتا ہے)۔

- ترجمۃ الباب کا مقصد:مقصود صلوۃ فی ثوب واحد(ہذا لایصح)۔

1)صلوۃ فی ثوبین مقصود ہے۔

2)کپڑوں کی تخصیص نہیں بلکہ جسمیں تشبہ بالغیر نہ ہو تو جائز ہے یہاں تک کہ تبّان میں بھی۔

-سأل رجل:ابن مسعودؓ قائل تھے کہ متعدد کپڑے ہونا چاہئے اور اختلاف تھا اَبی بن کعبؓ سے۔

-جب محرم نہین پہنیں گے ان کپڑوں کو تو غیر محرم پہنیں گے:اشارہ ہے کہ نماز کے لئے مخیط کپڑے ضروری نہیں کیونکہ محرم بھی نماز پڑھے گا

بَابُ مَا يَسْتُرُ مِنَ العَوْرَةِ

- "ما"مصدریہ:ستر کے معنے:باب ستر جمیع العورۃ۔

- "ما"موصولہ:بابٌ الذی یستر من العورۃ۔ مِن:تبعیضیہ یا بیانیہ۔

- مصنفؒ جمہور کے ساتھ کہ ستر عورت لازمی ہے؛یا ظاہریہ کے ساتھ جو کہتے کہ ستر عورت غلیظہ ہونا چاہئے(باب مایستر من بعض العورۃ)۔

- یہ بہتر ہے کہ مِن بیانیہ مراد لے اَی الذی یستر اَی من جمیع العورۃ۔

- اشکال:یہ باب ابتداء میں ہونا چاہئے!؟

جواب:1)ما قبل بتایا کہ جس کپڑے کے ساتھ اور کپڑا مقدمہ ہے ستر عورت کے لئے اور ستر عورت نتیجہ ہے۔

2)مقصود سترُ العورۃ الغلیظۃ۔

-ران ائمہ اربعہ کے نزدیک چھپانا ضروری ہے:

-شاہ ولی اللہؒ: مزدوروں کے لئے تخفیف ہے جو سمندر کے پاس کام کرتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں کہ 3 چیزوں میں دل مجبور ہے (بطور الہام): 1) دل چاہتا تھا کہ علیؓ کو فضیلت دے دوں لیکن تفضیل شیخین کو ہے۔

2) دل چاہتا ہے کہ اپنے اجتہاد پر چلوں تو بتلایا کہ التحلی بمذھب اَبی حنیفۃؒ، تو تقلید پر مجبور ہوا۔

3) اسباب کو ترک کرنے کا خیال تھا لیکن مجھے ترک کرنے سے منع کیا۔

-اشتمال الصمّاء: 1) اپنے کو چادر میں لپیٹ لے ہاتھ سمیٹ (الصمّاء: ہو پتھر جسمیں سوراخ نہ ہو)۔

2) ایک چادر اوڑھ لے اور ایک کنارے کو کندھے پر رکھے۔

-احتباء: 1) بالید؛ 2) بالثوب؛

-لیس علی فرجہ منہ شیءٌ: بعض لوگ اس سے استدلال کرتے کہ مصنفؒ کشف عورت خفیف کو جائز سمجھتے، صرف عورت غلیظہ کو ڈھانپنے کے قائل ہیں!

-مشرکین کی چار قسمیں تھیں: 1) ناقضین عہد: حکم: اشہر حرم کے علاوہ تم سے قتال ہو گا۔

2) المعاہدون إلی مدۃ: بنو مدلج، بنو حمزۃ (9 مہینے کا معاہدہ تھا 10 رمضان تک)۔

3) المعاہدون بغیر مدۃ۔

4) غیر معاہدین (4 مہینے کی مدت: 10 ذی الحجۃ سے 10 ربیع الثانی تک)۔

-براءۃ: معاہدہ ختم اور تعلق ختم-اعلان 9ھ میں ہوا۔

بَابُ الصَّلاَةِ بِغَيْرِ رِدَاءٍ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صلوۃ کے لئے رداء اور چادر مسنون نہیں اگرچہ آپ ﷺ استعمال کرتے۔

نماز کے مندوبات میں عمامہ داخل ہے: المندوب للرجل اَن یصلی فی ثلاثۃ اَثواب: قمیص وإزار وعمامۃٍ۔

- ازار ہو یا شلوار ہو (ابن ماجہ میں 4 درہم میں خریدا تھا شلوار)۔
- عمارؓ رئیس الکوفۃ اور جمعہ کے دن سیاہ عمامہ پہنتے، آپ ﷺ نے فتح مکہ پر سیاہ عمامہ پہنے تھے۔
- علیؓ عید کے دن داخل ہوئے 4000 لوگ کے ساتھ اور سیاہ عمامہ پہنے ہوئے تھے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الفَخِذِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ(53)[28]

- کؒ اور فؒ: رکبۃ خارج ہے عورت سے؛ حؒ: داخل ہے۔ سُرَّۃ: فؒ، کؒ: داخل ہے اور حؒ: خارج ہے۔ (ابو ھریرۃؓ نے حسینؓ کے سرۃ کو بوسہ دیا)۔
- فخذ: اتفاق ہے کہ عورت میں داخل ہے۔ دؒ: 2 روایت: 1) فخذ عورت ہے اور......... 2) فخذ عورت نہیں ہے۔
- کؒ: عورت غلیظہ کا چھپانا نماز میں فرض ہے اور عورت خفیفہ نہ چھپانا نماز میں إعادۃ فی الوقت کا باعث ہے جو کہ مستحب ہے۔
- (نظر کے بارے میں دوسروں سے متفق ہے یعنی ناجائز ہے)۔

---

[28] انعام الباری (3/70) اور فتاوی دار العلوم زکریا میں اسکے دلائل ہیں ج 5 ص 678۔

- قائلین: فخذ عورت کے دلائل: 1) آپ ﷺ نے جرھد کو دیکھا : وَقَدْ انْكَشَفَ فَخِذُهُ فَقَالَ: إِنَّ الفَخِذَ عَوْرَةٌ[29] (ترمذیؒ نے سند کو حسن غریب کہا اور سند میں ابویحیی قتات ہے)/ ایک روایت میں: غطِّ فخذک فإن الفخذ من العورۃ۔

2) معمر کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد کے فناء میں تھے محابیاً.................. خمّرِ فخذک یا معمر فإن الفخذ من العورۃ۔

3) یا علیّ لا تنظر إلی فخذ حیّ ولا میت۔

- قائلین: فخذ عورت نہیں، کے دلائل: 1) حسر النبی ﷺ ثم حسر الإزار عن فخذہ (انسؓ کی روایت ہے)۔

2) عثمانؓ کے واقعہ میں جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے فخذ کو چھپایا حیا کی وجہ سے۔

3) زید بن ثابتؓ کی روایت سے فخذہ علی فخذی نزول وحی کے وقت۔

جوابات: 1) حسر، انْحَسَرَ کے معنے میں ہے یعنی لازم ہے اور اسکی تشریح دوسری جگہ پر ہے: ص458 مسلم میں: انحسر الإزار عن فخذ النبی ﷺ، خیبر کی گلیوں میں سورای دوڑ رہی تھی اور ہوا تیز چل رہی تھی، اور اس روایت کے راوی عبد العزیز عن انسؓ۔

- احتیاط للمجتہد: لازم، واجب کے درجے میں ہے اور دوسرا احتیاط: فی المسٔلۃ ہے جسمیں گنجائش ہے۔

2) کا جواب: 1) ایک روایت میں رکبتین یا رُکبتہ کا ذکر ہے یا فخذہ (اور وہ حوض پر تھے) اور وہی روایت بخاری میں ص 1051 جسمیں ساقَہ کا ذکر ہے۔

2) پہلے چھپا ہوا تھا تو مزید چھپایا یعنی اسپر توجہ دی یا برابر کیا اسکو۔

3) رکبتین کا ذکر قرب کی وجہ سے ہے اصل ساق ہی کو چھپایا: مثال: والذی کفّ أیدیھم عنکم ببطن مکۃ (سے مراد حدیبیہ)، وکان رسول اللہ ﷺ یضحی بالمصلی أی قریب منہ۔

4) جب یہ سب الفاظ آئے تو احتیاطی طور پر ساق مراد لینا چاہیئے۔

3) کا جواب: کپڑے کے ساتھ ہو یا نہ ہو دونوں کو فخذ ہی کہیں گے۔

کپڑا ہو اور شہوت کا خوف نہ ہو تو خادم دَبا سکتا ہے۔

- بغلسٍ: ضروری کام کی وجہ سے اندھیرے میں نماز پڑھ لی۔

- إن فخذی لتمسّ فخذ النبی ﷺ، ص86 میں: إن قدمی لتمسّ قدم النبی ﷺ اور دوسری روایت میں حسر الإزارُ۔

- خربت خیبر: 1) بد دعاء ہے؛ 2) خبر ہے؛ 3) اشتقاق کبیر (جو مشتق ہو اور مصدر کے حروف ایک ہو لیکن ترتیب حروف میں فرق ہو) کی وجہ سے تفاؤلا کہا جیسے جَبَذَ اور جَذَبَ؛ اور اشتقاق اکبر: مثلا: نَعق سے نَہق۔

- وجہ تسمیہ خمیس: 1) لأجل خُمس مال الغنیمۃ (لا یصح)؛ 2) زمانہ جاہلیت کا اصطلاح ہے اسلئے کہ 5 حصے ہوتے لشکر میں: مقدمۃ الجیش، میمنۃ، میسرۃ، ساق اور قلب۔

- عنوۃً: بعض علاقہ پر اور ابو داؤد میں صلحًا، تو بعض علاقہ پر محمول ہو گا۔

- صفیۃ کا نام: زینب اور صفیۃ اسلئے کہتے کہ آپ ﷺ نے پنے لئے چُن لیا تھا۔

- حُیَیّ بن احطب: سردار بنی قریظہ و بنی نظیر؛ شوہر: کنانۃ ابن ابی الحقیق بھی سردار تھے۔

---

[29] ترمذی (2795)

- دحیا کو دیا خُمس الخمیس سے یا ابھی دیا اور بعد میں قیمت لی۔
- مسلم میں: اشتری صفیۃ بسبعۃ أرؤسٍ[30]
- دؒ: اعتاق مہر بن سکتا ہے؛ ائمہ ثلاث: لایجوز اسلئے کہ مہر مال ہونا چاہئے (أن تبتغوا بأموالکم)۔
- أعطاھا رزینۃ (سند میں قلیلۃ ہے اور اسکی ماں آمنہ اور تیسری عورت أمۃ اللہ ہے اور تینوں مجہولۃ ہیں)۔
- دؒ کی دلیل: ایک روایت میں: جعل عتقی..........
- النکاح بغیر مھر من خصائص النبی ﷺ (خالصۃ لک من دون المؤمنین) تو ترجی من تشاء وتؤوی إلیک من تشاء۔
- اشکال: ولیمہ شوہر کے مال سے ہوتا ہے!؟

جواب: 1) صحابہؓ نے آپ ﷺ کو ہدیہ دے دیا تھا۔

2) آپ ﷺ نے انکو کھانے پینے کی چیزوں کو دیا مالِ غنیمت سے تو واپس لے لیا۔

- حیسًا: تمر، پنیر اور أقِط اور گھی کا مجموعہ ہے۔(ہدایہ میں شعر ہے: وإذا تکون کریھۃ أدعی لھا ... وإذا یحاس الحیس یدعی جندب)۔

بَابٌ: فِي كَمْ تُصَلِّي المَرْأَةُ فِي الثِّيَابِ(54)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) عورت کے لئے بھی کپڑے کی تعداد متعین ہے، ہاں کامل کپڑا ہونا چاہئے؛ دؒ: صرف وجہ مستثنٰی
- حؒ: قدمین بھی مستثنٰی ایک روایت (اصح: قدمین بھی حرج کی وجہ سے)۔ سمؒ: قدمین اور وجہ مستثنٰی

2) ان لوگوں کی تردید جو کہتے ہیں کہ ثوبین لازم قمیص اور ازار۔

- کپڑے کی چار قسمیں: 1) لباس فضیلت: ساتر ہو، 2 یا 2 سے زائد کپڑے جیسے ابن عمرؓ نے نافع کو دیکھا ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے تو فرمانے لگے: إن اللہ حق أن تتزین لہ۔

2) لباس کفایت: ایک کپڑا ہو لیکن ساتر ہو۔

3) لباس کراہت: ٹخنوں کے نیچے تک پہنا۔

4) لباس حرمت: مغصوب یا چوری یا ریشم کے کپڑے میں ہو۔

ننگا نماز پڑھنے کی صورت میں: 1) قائمًا لکونہ مؤدیًا الأرکان۔ 2) قاعدًا پڑھے گا لکونہ أستر۔

- مرط: بڑی چادر جو اون سے بنی ہوئی ہو: کساء من صوف أو خزٍّ۔
- سوال: ....

جواب: 1) ممکن ہے کہ تنگی کا زمانہ تھا تو ایک ہی کپڑے میں تھا۔ 2) لم یثبت ثوبٌ آخر تحتہ۔

- "مایعرفھن احد" سے بعض استدلال کرتے کہ غلس میں نماز پڑھے گی!؟

جواب: 1) نسائی کی روایت میں "تعنی مایعرفھن احد" ہے تو معلوم ہوا کہ راوی کا درج ہے اور یہ روایت بالمعنی ہے۔

2) یہاں اوقات بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ عورتوں کے پردے اور حیا کا ذکر ہے۔

3) یا یہ ہے کہ معلوم نہ کر سکے کہ زینبؓ ہے یا فاطمہؓ ہے۔

---

[30] مسلم(1365)

4) یا یہ کہ مسجد میں غلس تھا اگرچہ باہر اسفار ہو چکا تھا۔
-ماقبل میں عورتوں کے کپڑوں کی تعداد متعین نہیں بلکہ ساتر ہونا چاہئے۔
لکامقام مقال: تو پیچھلے والے باب میں حیاء کا بیان کرنا مقصود تھا اور اسکی نظیر احادیث میں کثیر ہے۔
-حدیث: اس حدیث کا موضوع یہ ہے کہ گلیوں کے دروازے بند مت کرو جس وقت کوئی آنا چاہے تو آسکے۔
- حدیث: اگر گناہ نہیں کروگے تو اللہ تعالی ایسی مخلوق پیدا کریں گے جو گناہ کرے اور پھر توبہ کرے، تو اس حدیث کا موضوع یہ ہے کہ اللہ تعالی استغفار قبول کرتا ہے۔
- حدیث: پہلی نظر تو آپکے لئے نہ کہ ہمارے لئے تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورتوں کو دیکھنا چاہئے ایک مرتبہ بلکہ اسکے لئے دوسری آیات واحادیث موجود ہیں۔
- حدیث: غریق شھید ہے، تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ ایک دوسرے کو سمندر میں ڈال دو، بلکہ اسکا مقصد یہ ہے کہ اتفاقا کوئی ڈوب گیا تو شھید کے حکم میں ہو گا، ورنہ لا تقتلوا النفس وغیرہ جیسے آیتوں کا کیا جواب دیں گے؟

-شعر: حسدوا الفتى إذ لم ينالوا سعيه ... فالقوم أعداء له وخصوم
كضرائر الحسناء قلنَ لوجهها ... حسداً وبغياً إنه لدميم
يلقى اللبيب مشتماً لم يحترم ... شيم الرجال وعرضه مشتوم

بَابُ إِذَا صَلَّى فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلاَمٌ وَنَظَرَ إِلَى عَلَمِهَا

- ماقبل سے ربط: یہ بھی عورتوں کے کپڑے کی طرح جو منقش ہو اس سے بچنا چاہئے کہ توجہ نہ ہٹائے۔
- خمیصۃ: کالی چادر جسکے کنارے پر نقش و نگار ہو۔
- یہاں "اَلھتنی" اور 2روایت میں "کادت تلھینی" کا ذکر ہے!؟

جواب: اسی معنیٰ پر مراد لیں گے کہ اگے میں "اَخاف" آیا؛ تو معلوم ہوا کہ اس قسم کے کپڑے میں نماز ہو جاتی ہے لیکن بہتر نہیں؛ آج کل عادت کی وجہ سے قالین پر نقش و نگار میں کوئی زیادہ حرج نہیں اسلئے کہ ذہن اسکی طرف نہیں جاتی۔
- سوال: اگر نماز پڑھے اس کپڑے پر جس پر صلیب ہو یا عام تصویر ہو یا ذی روح والی تصویر ہو تو کیا حکم؟ آگے اسکا باب آرہا ہے۔
- سوال: جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے استعمال نہیں کیا تو ابوجہم کیسے استعمال کر سکتے؟

جواب: 1) غیر صلوۃ میں استعمال کرے۔
2) انکو غافل نہیں کرتے (قلب کا فرق)۔
3) کسی اور کو ہبہ کر سکتا ہے۔

بَابُ إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ، هَلْ تَفْسُدُ صَلاَتُهُ؟ وَمَا يُنْهَى عَنْ ذَلِكَ؟

- حؒ اور فؒ: کراہت کے ساتھ نماز صحیح؛ دؒ: لا تصح۔ کؒ: تصح ولکن تعاد فی الوقت۔
- ص880 کی روایت میں تصالیب کا ذکر ہے اور یہاں نہیں؛ یا یہ کہے کہ تصویر والے کپڑے میں جب کراہت ہے تو صلیب والا بہ درجۂ اَولیٰ ہے (دلالۃ النص کے ذریعہ)۔
- اس حدیث مین آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ نہیں کہا کہ نماز کو فاسد کرتی یا اعادہ کیا ہو۔

بَابُ مَنْ صَلَّى فِي فَرُّوجِ حَرِيرٍ ثُمَّ نَزَعَهُ

- اگر کپڑا حریر کا ہو اور نکالا نماز ہی میں بعملٍ قلیلٍ یا بعد الصلوۃ........
- بعض کہتے کہ حرمت آچکی تھی پہلے تو آپ ﷺ نے پڑھی اسمیں تاکہ بتلادے کہ نماز ہو جاتی ہے یا آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔
- بعض کہتے کہ اسی وقت حرمت نازل ہوئی تو اسی لئے اتارا۔
- ماتکون لُحمتہ (عرضًا: بانا) وسداہ (طولًا: تانا) حریرًا إلّا قدر أصابیع ولا یُجمع المفرق۔ } یہ دونوں پہن نہیں سکتے۔
  ماتکون لُحمتہ حریرًا وسداہ غیر حریر
- أکثرہ حریر تو پہن نہیں سکتے ورنہ پہن سکتے اور غیر حریر ولکن سداہ حریرا تو پہن سکتے۔
- فرّوج: مایکون الشقُّ فی الخلف۔
- لاینبغی ہذا: مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي الثَّوْبِ الأَحْمَرِ

- ثوب احمر اگر حریر سے زعفران سے یا عصفر سے تو پہننا جائز نہیں اگر سُرخ رنگ عمیق یا جاذب النظر یا عورتوں کے مشابہ ہو تو مکروہ ہے اور اگر یہ سب باتیں نہ ہو تو خلاف أولیٰ ہے (یعنی لال رنگ)۔
- ابن حجرؒ: یہ ترجمۃ الباب احناف کی تردید کے لئے جو مکروہ کے قائل ہیں۔
- جواب: بہت ساری روایات ہیں: بعض کراہت پر دال ہیں اور بعض جواز پر۔
- حضرت گنگوہیؒ: فتویٰ کی رو سے جواز ہے اور تقویٰ کی رو سے خلاف أولیٰ ہے۔
- ذلک الوضوء: 1) مابقی من الماء یا 2) مایُترشّح من الأعضاء؛ ص 503 پر حدیث مذکور ہے اور مابقی مذکور ہے۔
- محل ترجمۃ الباب: حُلّۃ حمراء: جواب: داری رھار خطوط والے کپڑے تھے۔
- ایک روایت میں آپ ﷺ 2 آدمیوں کے پاس سے گزرے اور ایک سُرخ کپڑا پہنا تھا تو سلام نہیں کیا (فتح القدیر نے ضعیف کہا)۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي السُّطُوحِ وَالمِنْبَرِ وَالخَشَبِ

- پلین میں (Plane) سب کہتے کہ نماز جائز ہے اسلئے کہ پلین (Plane) موقوف ہے ہوا پر اور ہوا زمین پر۔
- ابن عمر بن عبد العزیز: مٹی رکھتے تھے اپنے سامنے ....
- مالکیہ کی تردید جو کہتے کہ نماز علی المنبر مکروہ اور ابن سیرین اور حسن بصری کی تردید جو کہتے ہیں کہ خشب پر نماز جائز نہیں ہے۔
- سجدۃ: وضع الجبھۃ علی الأرض، تو "علی الأرض" قید اتفاقی ہے۔
- پیشاب کا رائحہ کریھہ نہ پہنچے تو پڑھ سکتا ہے ورنہ مکروہ ہے۔
- صلوۃ علی المنبر: 1) تاکہ کیفیت نماز دیکھ لے لوگ۔ 2) برکت کے لئے۔
- 3 قدم بغیر توالی الحرکات پیچھے ہٹے، بعض کہتے کہ یہ عمل کثیر کے مقابل ہے۔
- قال الشیخ زکریاؒ: قال سے امام دُمراد ہے اسلئے کہ مجتہد ہی یہ بات کہہ سکتے۔

- ح: ایک ذراع تک گنجائش ہے۔ ک: مطلقًا ارتفاع مکروہ ہے۔ ڈاورف: بکرہ قدرًا زائدًا من قدامۃ الرجل۔
- سوال: مسند احمد میں سفیان بن عیینہؒ کی وساطت سے حدیث مروی ہے تو امام احمدؒ نے کیسے کہا کہ نہیں سنی!؟
جواب: 1) لم یسمعہ إلی ہذا الوقت ثم سمعہ بعدُ؛ 2) مختصر والی روایت سنی ہو۔
- 5ھ سقوط الفرس کا واقعہ ہوا اور ایلاء 4 مہینے سے کم یعنی ایلاء لغوی 9ھ میں واقع ہوا۔
- مشربۃ: بالاخانہ جہاں پانی کو محفوظ رکھتے تھے۔
- سوال: 2 الگ واقعہ کو مصنف (راوی) نے کیسے جمع کیا؟
- جواب: 1) ایلاء کا واقعہ تبعًا ہے۔ 2) دونوں مشترک ہے مشربہ میں بیٹھنے کے اعتبار سے؛ سقوط عن الفرس کے بعد دن ورات مشربۃ میں تشریف رکھتے تھے، اور ایلاء کے موقعہ پر رات کو تشریف رکھتے تھے اور دن کبھی گھر اور کبھی شجرۃ الإراک کے نیچے۔
- ص256 پر مذکور کہ آپ ﷺ کی ہڈی بھی ہٹ گئی تھی۔
- جذعٌ: (ج) جذوع: شاخ یا کھجور کے ٹنے۔
- صلوٰۃ جالسًا کے 3 واقعات ہیں: 1) غزوۂ احد سے واپسی کے بعد سب زخمی تھے۔
2) جب صحابہؓ عیادت کے لئے آئے اور آپ ﷺ بیٹھتے تھے مشربہ میں تو یا نفل ہے یا منسوخ ہے
(صلوۃ القائم خلفَ القاعد والا مسئلہ)
3) ناسخ آپ ﷺ کا عمل ہے اور وفات سے پہلے آپ ﷺ بیٹھتے تھے اور صحابہؓ قائم تھے۔

بَابُ إِذَا أَصَابَ ثَوْبُ المُصَلِّي امْرَأَتَهُ إِذَا سَجَدَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اگر کپڑا عورت سے لگ جائے تو کوئی کراہت نہیں یہ مسّ المرأۃ نہیں ہے۔
2) سامنے تصویر ہو تو مکروہ ہے اور اگر سامنے عورت ہو تو کیا حکم ہے؟ مکروہ نہیں اسلئے کہ شہوت نہیں۔
3) محاذات کے مسئلہ کو رد کرتے، کہ کپڑا الگ جائے یا عورت سامنے تو حرج نہیں، تو محاذات میں بھی وہی۔
- ابن مسعودؓ: أخروھن من حیث أخرھن اللہ[31]۔
- انسؓ کا واقعہ گھر کا: ام سلیم کو پیچھے کھڑا کر دیا[32]۔

بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الحَصِيرِ

- چٹائی پر جائز ہے نماز پڑھنا؛ لغۃً: محصور کرنا، گھیرنا؛ وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا: یہاں گھیرنے کے معنی میں۔
- نماز کی توہین نہیں؛ سفینہ میں اکثر چٹائی بچھاتے تھے (تو اشکال نہ ہو کہ باب سے کیا تعلق ہے)۔
- ائمہ ثلاث اور سمؒ: کشتی میں قیام پر قادر ہے تو قیام ضروری ہے؛ ح: قاعدًا جائز ہے اگرچہ قیام پر قادر ہے لمظنّۃ الدوَرَان بخلاف ہوئی جہاز اور ٹرین[33] میں؛ اگر سفینہ میں حصیر نہیں تو سفینہ اور حصیر دونوں مشابہ ہے، کہ زمین اور مصلّی کے درمیان حائل ہے۔

[31] مصنف عبد الرزاق: 149/3 نمبر 5115
[32] بخاری: 55/1 (فتاوی دار العلوم زکریا: 346/2)
[33] جہاز: (فتاوی دار العلوم زکریا: 133/2) اور ٹرین: (فتاوی دار العلوم زکریا: 127/2)

- جدّتہ کی ضمیر اسحاق کی طرف راجع ہے یا ام سلی کی طرف؛ اسحاق کے والد عبد اللہ اور عبد اللہ کی والدہ ام سلیم ہے ص 101، ص119 ملیکۃ یا انسؓ کی طرف راجع ہے لیکن اصح یہی ہے کہ ام سلیم مراد ہے تو اسحاق کی طرف راجع جیسے کہ دوسری روایت میں صراحت ہے: ص120 پر۔
- فقہاء لکھتے ہیں کہ جب 4 افراد ہو تب تداعی ہے۔
- لُبِسَ کا مطلب استعمال، تو اگر کسی نے قسم کھایا کہ استعمال نہیں کرونگا حریر اور سواری پر رکھ دی تو کیا حانث ہوگا؟
جواب: أیمان عرف پر مبنی ہے اور اوپر بیٹھنا استعمال نہین کہا جائے گا کیونکہ استعمال پہننا ہے۔
- یتیم: ضمیرۃ بن روح بن أبي ضمیرۃ۔

بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الخُمْرَةِ

- یعنی جسم اس پر بعض خارج ہوگا۔

بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الفِرَاشِ(ص55)

- الفراش: مایفرش علی الأرض۔
- نماز پڑھنا قالین پر یا بچھونے پر جائز ہے چاہے متصل ہو یا منفصل۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: صلوۃ علی الحصیر اہانت نہیں ہے اور علی الفراش تکبر نہیں ہے۔
- شیعہ کی تردید ہے جو ڈھیلے پر سجدہ کرتے؛
- ترب وجہک کا مطلب یہ ہے کہ اگر زمین پر چہرہ لگاؤ تو پیشانی نہ بچھاؤ۔
- معلوم ہوا کہ تہجد فرض نہیں اسلئے کہ صرف وتر کے لئے اٹھاتے تھے۔
- حضرت تمیم داریؓ نے 9ھ میں سب سے پہلے چراغ لگایا مسجد میں، تو آپ ﷺ نے ان کو دعاء دی کہ اللہ آپ روشن کردے جس طرح آپ نے مسجد کو روشن کیا۔
- معلوم ہوا کہ نماز میں روشنی کو آپ ﷺ نے پسند فرمائی تو آنکھوں کو نہیں بند کرنا چاہئے نماز میں چاہے دن یا رات (بند کرنا مکروہ ہے)۔
- غمزنی: معلوم ہوا کہ مس مرأۃ سے وضوء ناقض نہیں ہے۔

بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي شِدَّةِ الحَرِّ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام فؒ کے قول کی تردید ہے: کپڑا متصل ہو تو سجدہ ممکن نہیں اِلّا یہ کہ کپڑا اتنا لمبا ہو کہ حرکت کرنے سے، دوسری طرف حرکت نہ ہو۔
- سجدے میں اطمینان ہونا چاہئے۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي النِّعَالِ

- ما قبل میں جبھۃ کی حفاظت چادر سے اور یہاں صلوٰۃ فی النعال رجلین کی حفاظت کے لئے ہے۔
- یہود لا یصلون فی النعال، تو ان کی تردید ہے کہ اللہ نے موسیٰؑ کو فرمایا: اخلع نعلیک کہ یہ طریقہ زیادہ ادب اور اوفق بالتعظیم ہے لیکن یہودیوں نے اسے واجب سمجھا تو آپ ﷺ نے یہود کی مخالفت کی۔
- سوال: تو پھر اس زمانے میں بھی نعال میں پڑھنا چاہئے مخالفت کے لئے!؟ کیوں نہیں پڑھتے؟

جواب: 1)اس زمانے میں کنکریاں یا مٹی پر پڑھتے تھے اور اس زمانے میں قالین پر پڑھتے ہیں۔
2) اکثر جوتے آج کل ایسے ہیں کہ پاؤں اور انگلیاں زمین پر نہیں لگتے جیسے بوٹ وغیرہ۔
3)اس زمانے میں یہود کی مخالفت اس میں ہے کہ جوتے بغیر پڑھے۔
4) تطہیر مکان کا تقاضا ہے۔
5)ادب کا تقاضا بھی ہے فاخلع نعلیک۔
6)جہاں کسی قوم کی مخالفت کا حکم ہو اور دوسری روایت اسکابر عکس بھی ثابت ہو تو مخالفت وجوب پر محمول نہ ہو گا بلکہ استحباب پر۔(حافیاً صلوٰۃ پڑھنا بھی ثابت ہے اور جوتے کے ساتھ بھی: کان النبی ﷺ یصلی حافیاً ومتنعلًا) تو جب دونوں ثابت ہے تو صلوٰۃ فی النعال استحباب پر محمول ہو گا۔

- اس زمانے میں اکثر قدم معلق ہوتا ہے اور وہی حکم ہے ڈاڑھی اور کپڑے کو رنگنے کا۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي الخِفَافِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: شیعوں کی تردید ہے جو مسح اور صلوٰۃ فی الخفاف کو ناجائز سمجھتے ہیں۔
- خف: رجل کی حفاظت کے لئے ٹھنڈک سے۔
- جریرؓ نے مسح علی الخفین کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ غسل رجلین کا حکم ناسخ نہیں مسح علی الخفین کے لئے۔
- مصنف ابن ابی شیبۃ کی روایت: «كَانَتْ الْأَنْبِيَاءُ إِذَا أَتَتْ عَلَى الْحَرَمِ نَزَعُوا نِعَالَهُمْ»[34]۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُودَ

- اشکال: مصنفؒ سجدے تک کیسے پہنچے اسلئے کہ ابتک طہارت مکان کی بات ہو رہی تھی اور یہ مکرر بھی ہے (ص112 پر آیا)!؟

جواب: 1)جب سخت اور شدید حرارت کو کپڑے پر نماز پڑھو تو اسی طرح جوتے میں سجدہ کرو اِلا تمام السجود (یعنی جلدی نہ ہو)۔
2)شاہ صاحب: اتمام السجود کا تعلق مکان اور صلوٰۃ سے ہے کہ نماز میں سجدہ مکمل ہونا چاہیئے۔
-ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کپڑا صغیر ہو تب بھی اتمام سجود نہ چھوڑو۔
یہاں یہ باب اس حیثیت سے کہ اتمام سجود کا تعلق کپڑا سے ہے اور بعد میں بھی آئے گا کہ تعلق صلوٰۃ سے بھی ہے۔
- ترک الستر کترک السجود

بَابُ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُودِ

- یہ بھی مکرر ہے ص112، تعلق ما قبل سے کہ اتمام سجود کا طریقہ یہ ہے کہ بازو کو دور رکھے پہلو سے۔
- اِبعاد العضُدین عن الفخذین یا بازو کو دور رکھے اپنے پیٹ سے۔

[34] مصنف ابن ابی شیبۃ(3/238/ 13803)

- عبد اللہ بن مالک ابن بحینۃ: عبد اللہ والد ہے اور بحینۃ والدہ ہے، تو اشکال نہ ہو کہ ابن کا ہمزہ لکھا ہوا ہے حالانکہ باپ بیٹے کے درمیان اگر ابن آئے تو ہمزہ نہیں لکھا جاتا ہے اور نہ ہی پڑھا جاتا ہے تو یہاں ابن باپ بیٹے کے درمیان نہیں بلکہ والد اور والدہ کے درمیان آیا اسلئے لکھا گیا۔

بَابُ فَضْلِ اسْتِقْبَالِ القِبْلَةِ

- استقبال قبلہ بھی شرط صلوٰۃ ہے، پہلے طہارت بدن و مکان کا بیان ہو چکا تو یہ شرائط کی فہرست میں ہے۔
- اگر کوئی اشکال کرے کہ مصنفؒ اطراف رِجلین سے استقبال کرے سجدہ میں تو کیسے سجدے میں پہنچے جبکہ ابھی تک استقبال قبلہ کا بیان ہو رہا ہے!؟
- دوسرا اشکال یہ ہے کہ یہ باب بھی مکرر ہے ص112۔
- تیسرا اشکال: یستقبل ....القبلۃ یہ ترجمۃ الباب میں شامل ہے حالانکہ اسکا ذکر نہیں ہے تو تینوں اشکالات کا جواب یہ ہے کہ یستقبل ماقبل کے لئے بطور دلیل ہے، مدّعٰی نہیں ہے بلکہ بتلانے کے لئے کہ استقبال اتنا اہم ہے کہ سجدہ میں بھی انگلیوں کو قبلہ کی طرف رُخ کرنا ہے۔
- تکرار کی بات سجدہ کی حیثیت سے ہے اور یہاں استقبال کی حیثیت سے اسکا ذکر ہے، اور سجدے تک کیسے پہنچے تو یہ مبالغہ فی الاستقبال کے لئے ورنہ سجدے کا ذکر مستقل بعد میں آنے والا ہے۔
- فلا تُخفروا: اللہ کی دی ہوئی امان وذمّہ کو مت توڑو اور نہ خیانت کرو اسمیں
- اگر کوئی اشکال کرے: من صلی صلوتنا یعنی صلوتہم لیس کصلوتنا اور انکا قبلہ ہمارے قبلہ کی طرح نہیں تو صحیح لیکن یہ نہیں کہیں گے کہ انکا ذبیحہ ہمارے ذبیحہ کی طرح نہیں۔ تو ذبیحتہم لیس کذبیحتنا:

1) بأنھم لایذکرون اسم اللہ عند الذبحۃ۔

2) اشارۃ إلی شعائر الإسلام یعنی قربانی فی إظھار شعائر الإسلام، ہماری طرح نہیں اسلئے کہ ہم ظاہر کرتے ہیں اور وہ نہیں۔

3) وہ غیر اللہ کی نذر کھاتے اور ہم نہیں۔

4) وہ خنزیر بھی کھاتے اور ہم نہیں۔

-دوسری حدیث: اشکال: اسمیں آپ ﷺ کی رسالت کا ذکر نہیں ہے!؟

جواب: 1) رسالہ اسمیں مندرج ہے "صلوا صلوتنا" یعنی رسالت کا عقیدہ رکھتے۔

2) لا إلٰہ إلّا اللہ عنوان ہے تمام مقدمات سے، تمام عقائد پر ایمان رکھتا ہو أی یُصَدِّقُون بجمیع مایصدق بہ۔

-اس روایت کو ماقبل کی تائید کے لئے مصنفؒ نے ذکر کیا۔

بَابُ قِبْلَةِ أَهْلِ المَدِينَةِ وَأَهْلِ الشَّأْمِ وَالمَشْرِقِ

- یہاں 2 نسخے ہیں: 1) ایک میں یوں ہے: "قبلۃ أھل المدینۃ وأھل الشام والمشرق لیس فی المشرق ولا فی المغرب (یعنی جنوب میں ہے)" اور بابٌ تنوین کے ساتھ ہو گا۔

2) اور ایک میں قبلۃ نہیں ہے تو باب منون نہ ہو گا۔ تو لیس فی المشرق ولا فی المغرب قبلۃٌ الگ ہو گا۔

-شرقوا أو غربوا: 1)قبلۃ الصلوۃ نہیں اس لئے یہ حکم دیا۔
-اشکال: اہل مدینہ اور اہل شام کے لئے یہ بات تو صحیح ہے کہ لیس فی المشرق ولا فی المغرب قبلۃ لیکن والمشرق یعنی مشرق والوں کے لئے کیسے؟
جواب: 1)اصل میں والمشرقُ ہے یعنی حکم أھل المشرق بخلافھما (لایصح اسلئے کہ مجرور بھی آیا، تو اگر مشرق خلاف ہے تو مغرب بھی)
2)والمغرب أیضا یعنی والمشرق والمغرب أیضا بخلاف أھل المدینۃ ہے اسلئے کہ جو مشرق میں رہتا ہے اور جو مغرب میں رہتا ہے ان کا قبلہ مشرق و مغرب میں ہے تو یہ من قبیل "سرابیل تقیکم الحر" یعنی والبرد محذوف ہے۔ (لایصح)
3)مشرق میں آبادی زیادہ تھی اسلئے اسکا حکم بیان کیا اور مغرب کا نہیں (لایصح)
4)یہاں غائط مراد ہے تو قبلۃ الغائط کا ذکر ہے، اہل مشرق و مغرب قبلۃ نہیں ہے غائط کے لئے (لایصح اسلئے کہ یہاں قبلۃ الصلوٰۃ کی بات)
5)تخصیص قبلۃ الصلوۃ أی لیس فی المشرق ولا فی المغرب تخصیص (لایصح اسلئے کہ جس طرف کعبہ ہو دیکھا جائے گا)
6)لیس فی المشرق ولا فی المغرب تخصیص قبلۃ الغائط
7)مشرق الأرض کمشرق أھل المدینۃ وأھل الشام تو صرف اہل مدینہ کی مشرق نہیں (لایصح)
اصل 8)مشرق سے مراد وہ لوگ جو مشرقِ شمال میں واقع ہیں (خراسان: Ouzbekistan آج کل، تو انکا قبلہ جنوب مغرب میں ہے)۔
اسکو امام ترمذیؒ نے بیان کیا: اہل مَرْو وغیرہ کے لئے قبلہ جنوب مع التیاسر ہے یعنی جنوب مغرب میں ہے۔
- سوال: اگر کوئی جماع کرے اور مستقبل القبلۃ ہو تو کیا حکم؟
جواب: 1)اگر ممانعت کشف عورت ہو تو پھر استقبال واستدبار نہیں ہونا چاہئے من باب الأولی۔
2)اگر ممانعت اسی لئے کہ باہر نجاست گرتی ہے تو یہاں نجاست نہیں ہے۔
-ص26 پر یہ حدیث بیان نہیں کی حالانکہ یہ حدیث مناسب تھی!؟
جواب: 1)انکی شرائط پر نہیں اترتی تھی
2)جو حدیث انکے مسلک کے خلاف ہو تو فی غیر محلہ اسکو ذکر کرتے۔
-سوال: استغفار کیوں کیا انہوں نے؟
جواب: 1)یا اللہ ہمیں معاف کردے اور ہمیں کافروں کی طرح نہ بنائیں۔ (بعید توجیہ)
2)یا یہ کہ جو مسلمان باقی تھے ان کے لئے دعاء مغفرت کی۔ (بعید توجیہ)
اصل 3)انحراف کامل نہ ہونے کی وجہ سے استغفار کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى} [البقرة: 125]

- ترجمۃ الباب کا مقصد: استقبال قبلہ کا ذکر اور اس قول کی تشریح: {وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى}
- 5 تفسیر: 1)مقام ابراھیم سے مراد کعبہ یعنی نماز کی جگہ وتوجہ۔
2) مقام ابراھیم کو محل دعاء بناؤ: کعبہ، صفاء، مروۃ، منی، مزدلفۃ.........
3) مقام ابراھیم اور ماحول کو طواف کے دو رکعات کا محل بناؤ۔
4)یعنی نماز کی ابتداء مقام ابراھیم سے ہو۔ 5)مقام صلوۃ بناؤ لا ممسوحًا۔

-خانہ کعبہ کی اہمیت کو محل توجہ بناؤ۔

-ابن عباسؓ کہتے تھے کہ جب آدمی خانہ کعبہ کا طواف کرلیتا ہے تو بیوی حلال ہو جاتی ہے تو اسی لئے انہوں نے ابن عمرؓ سے سوال کیا۔

-بعض تأویل کرتے: 1)طاف البیت مع تکمیل السّعی۔

2)ابن عمرؓ فسخ الحج بالعمرۃ کے قائل تھے۔

3)تمکّن فی الحِل بعد قلیل۔

بعض حقیقت پر محمول کرتے 4)ابن عباسؓ جماع کو جائز کہتے تھے: مثلاً: جمرات کی رمی نہیں کی لیکن طواف زیارت کے بعد جماع کر سکتا ہے، قربانی کے بعد حلق کرا سکتا ہے اگرچہ طواف اور رمی جمرات باقی ہے، تو یہ انکا تفرد و مسلک ہو گا (مولانا بنوریؒ)۔

- وصلی خلف المقام رکعتین محل ترجمہ ہے جسکو مصنفؒ نے منتخب کیا۔

- دوسری روایت میں ہاتھ سے اشارہ کیا "نعم" کے بجائے یا 2 رکعات کہا معتمداً علی القدر الیقینی تو اشارۃ بالید یا اشارۃ إلی القدر المتیقن یا مختلف موقعوں پر بتایا تو اشکال نہ ہو کہ ابن عمرؓ نے کہا کہ میں تعداد رکعات پوچھنا بھول گیا۔



- بین الساریتین اللتین علی یسارہ: 6 ستون تھے تو مختلف روایات ہیں اسکے بارے میں۔



- تو یہاں لم یصل ہے اور بلالؓ کی روایت میں ہے کہ پڑھی ہے!؟

جواب: 1)مثبت مقدم ہے منفی روایت پر۔

2)بلالؓ موجود تھے اور ابن عباسؓ نہیں تھے تو موجود کے قول کا اعتبار ہو گا۔

3)بعض مواقع پر نماز پڑھی اور بعض پر نہیں جیسے عمرۃ القضاء میں نہیں پڑھی اسلئے کہ دار الأصنام تھا ص 218 پر مذکور ہے، فتح مکہ پر نماز پڑھی (ابن ماجہ ص 220) اور حجۃ الوداع میں پہلے دن یعنی یوم النحر میں نہیں پڑھی اور دوسرے دن پڑھی۔

بَابُ التَّوَجُّهِ نَحْوَ القِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ

- حیث کان: بعید قریب، زمین، پہاڑ پر جہاں بھی۔

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آیت کی طرف اشارہ ہے: اینما تولوا فثم وجہ اللہ: محمول ہے خاص معانی پر۔

- اندھیرے میں یا دابّۃ پر یا کعبہ پر یا کعبہ میں، اسی طرح جو معلوم نہیں کہ قبلہ کس طرف ہے تو تحری کرے۔

- کوئی خائف ہو اور سواری پر پڑھتا تھا اور مطلوب ہے یا قبلہ کے تحری میں غلطی ہوئی۔

- اصل اس آیت میں تحویل قبلہ پر تسلی دی ہے۔

- آپ ﷺ کے سہو کا ذکر اور 5 واقعات: 1)ظہر میں 4 کی جگہ 5 پڑھی۔ 2)ظہر میں 4 کے بجائے 2 پڑھی۔

3)قاعدہ اُولیٰ کو ترک کیا۔ 4)آیت کریمہ بھول گئے۔ 5)مغرب میں قاعدہ اُولیٰ بھول گئے۔

-إنما أنا بشر متکلم: 1)فی النسیان، 2)لا أعلم باطن الأمور۔

-التحری: طلب الصواب بالإجتہاد یعنی ظنّ غالب (یعنی احناف کا مسلک)۔

-شوافع اور مالکیہ: بناء علی الأقل؛ دؒ: امام تحری اور ظنّ غالب پر عمل کرے اور منفرد بناء علی الأقل کرے گا۔

-یہاں سلام قبل السجدتین اور بعد السجدتین ہے جیسے احناف قائل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي القِبْلَةِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ الإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا، فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ القِبْلَةِ

- ترجمة الباب کا مقصد: یہ باب حضرت شیخؒ نے بیان کیا کہ مسائل شتی پر مشتمل ہے۔
- مفتی صاحب: 2 جزء کو بیان کرنا ہے: 1) قبلہ کبھی ساقط ہے (یعنی وہ معبود نہیں ہے)؛ اور 2) قبلہ کی اہمیت۔
- مولانا قاسم نانوتویؒ پر ہندوؤں نے اعتراض کیا تھا کہ تم پتھر ہی کی تو عبادت کرتے ہو تو پھر ہم اور تم میں کیا فرق ہے!؟

جواب: 1) جب ہم نماز پڑھتے تو اللہ تعالی کی تعظیم کے الفاظ کہتے نہ کہ کعبہ کی تو یہ اتحاد کے لئے۔

2) جب حجاج کے زمانے میں کعبہ کو شہید کیا گیا تب بھی وہ مرکز توجہ رہا۔

3) کعبہ کی چھت پر بھی نماز صحیح ہے تو معبود پر کون نماز پڑھے گا؟

4) فاتحہ میں کعبہ کی معبودیت پر کوئی لفظ نہیں ہے۔

5) اللہ کو متصرف سمجھتے ہیں نہ کہ کعبہ کو، اسی لئے عمرؓ نے فرمایا تھا حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے: لولا رأیت النبی قبلک لما قبلتک۔

6) خانہ کعبہ کیا نام بیت اللہ تو معلوم ہوا کہ یہ دون اللہ ہے۔

- پھر بھی خانہ کعبہ کی اہمیت و فضیلت اپنی جگہ پر مسلم ہے، اور انحراف 45° تک گنجائش ہے۔

- اگر انحراف عن القبلۃ سہوًا ہو تو کیا حکم ہے؟

- مصنفؒ نے احناف کی موافقت کی ہے اس مسئلہ میں؛ مالکیہ إعادۃ فی الوقت کے قائل ہیں إن سہٰی فصلی فی غیر القبلۃ۔

- ذؒ: الإعادۃ فی الحضر ولا إعادۃ فی السفر۔

- ابن حجرؒ نے 15 موافقات گنے عمرؓ کے، اور تاریخ الخلفاء میں امام سیوطیؒ نے انکو ذکر کیا؛ تو بعض نے 18 اور بعض نے 21 موافقات گنے ہیں۔

- یہ 2 کی تخصیص ہے کہ حدیث میں ایک ہی جگہ مذکور ہے۔

- شیعہ استدلال کرتے کہ دیکھو ازواج مطہرات افضل نہیں: "یانساء النبی لستن کأحد من النساء" اور خیرًا منکن اس وقت ہے جب زوجیت میں نہ رہے (العیاذ باللہ من الشیعۃ)۔

- موافقات عمرؓ: حجر اسود کو کعبہ کے کونے میں رکھا جائے؛ اساری بدر؛ قرطاس (خط نہ لکھا جائے)؛ کہا تھا منافقین کے بارے کہ استغفر لہم أولا تستغفر لہم تو یہی آیت نازل ہوئی؛ ایلاء میں موافق آیت نازل ہوئی: فإن تظاھر اعلیہ فإن اللہ ھو مولاہ و جبریل و.....؛ نطفۃ اور علقہ و مضغۃ کے بارے میں کہا تھا فتبارک اللہ أحسن الخالقین تو اسی طرح نازل ہوئی؛ سبحانک ہذا بہتانٌ عظیم فرمایا تھا واقعۂ افک میں۔

- اللیلۃ کا مطلب: بعد الظھر قبل العصر۔

- سوال: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے کیوں انتظام نہیں فرمایا کہ ہر ایک کے پاس قاصد بھیجے بتانے کے لئے تحویل قبلہ کے بارے!؟ بلکہ اہل قباء کو فجر کے وقت بتایا اور بنو سلمہ کو عصر کے وقت بتایا۔

جواب: اشارہ لطیف ہے کہ قبلہ کی جہالت کے باوجود نماز پڑھی تو سابقہ نمازوں کا اعادہ نہیں ہوگا (بنو سلمہ نے نماز کو جاری رکھا تھا)۔

- کعبہ: اونچائی کو کہتے ہیں تو کعبہ کا درجہ بہت اونچا ہے؛ یا مربع کو کہتے تو کعبہ بھی مربع ہے (صورۃً)۔
- یحیی بن أیوب پر کلام ہے لیکن اسکے متابع موجود ہے اسی لئے مصنفؒ نے اسکو ذکر کیا۔
- غیرت: امر مخصوص میں کسی کی شرکت کو برداشت نہ کرنا۔
- ثنی رِجلہ: محل ترجمۃ الباب۔

بَابُ حَكِّ البُزَاقِ بِاليَدِ مِنَ المَسْجِدِ

- أبواب آداب المساجد یہاں سے شروع ہورہاہے:اور یہ تقریباً 55 ابواب پر مشتمل ہے۔
- قاضی عیاضؒ:انتھاءً مجرم ہے؛ امام نوویؒ:ابتداءً مجرم ہے۔(مصنفؒ دونوں کے قول کی طرف اشارہ کرتے اگر چہ دونوں مصنفؒ کے زمانے میں نہیں تھے لیکن اقوال موجود تھے بعد میں ان دو حضرات کی طرف یہ اقوال منسوب ہوئے)
- حک البزاق کے وجوہات:1)کاتب الحسنات کے احترام میں۔

2)لاحترام المسجد والقبلة۔

3)مسلمانوں کو اذیت سے بچانے کے لئے۔

-بزاق:ویُصاق:من الفم(Saliver)؛ مخاط:من الأنف؛ نخامة:من الصدر والنخاعة:من الرأس و قیل عکسہ۔

-قبلہ کا شدید تعلق ہے مسجد سے اسی لئے مسجد کے ابواب یہاں لائے۔

-فحکہ بیدہ:ممکن ہے کہ عصا سے؛ مناجاۃ:چھپے ہوئے مشورہ کرنا۔

-متشابہات:إن ربہ أی رحمۃ ربہ یامقصودبینہ وبین القبلۃ یاعظمۃاللہ بینہ وبین القبلۃ۔

- سلَف:1)تفویض کرتے جیسے امام صاحبؒ(لا ندری معناہ):مثلاً:امر الروح علی الظاھر۔

2)تأویل کرنے والے:لہ وجہٌ لا کوجھناوالمراد بہ الذات والرضاوالنعمۃیایہ کہ لہ یدٌ لا کأیدینااوراس سے قوت مراد لے (یہ تأویل تفصیلی ہے)/اور تأویل اجمالی:لیس لہ وجہ کوجوھنا ولیس لہ ید کأیدینا۔

-کؒ:1)الاستواء غیر مجھول والکیفیۃ غیر معقول والسوٴال عنہ بدعۃ والإیمان بہ واجبٌ؛ 2)لایقال عنہ کیفَ!والکیف عنہ مرفوعٌ۔

-تاویل قریب تو کرنی چاہئے جیسے "نسوا اللہ فنسیھم"، "أقرب مایکون العبد إلی اللہ وھو ساجدٌ" تو تأویل والے تأویل قریب کرتے نہ کہ بعید۔

-اللہ تعالی سامنے ہیں کمایلیق بشأنہ؛ وھو معکم أینما کنتم(علم کے اعتبار سے)؛ نحن أقرب إلیہ من حبل الورید۔

بَابُ حَكِّ المُخَاطِ بِالحَصَى مِنَ المَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «إِنْ وَطِئْتَ عَلَى قَذَرٍ رَطْبٍ، فَاغْسِلْهُ وَإِنْ كَانَ يَابِسًا فَلاَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)مخاط کو صاف کرے بنفسہ أو بید الغیر۔

2)مخاط نہ کرے مسجد میں،نجس تو نہیں ہے لیکن احتراماًاور نظافت کی بناء پر۔

-عینی:گندی چیز رطب ہو تو ڈھوناچاہئے جیسے مخاط اور اگر یابس ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں۔

-ابن حجرؒ:مخاط اور قذر کا فرق ہے:مخاط کو دھونے کی ضرورت نہیں،کرچنا کافی ہے۔

-بُزاق-تفل-نفث اور پھر نفخ ہے جو سب سے کم درجہ ہے۔

بَابُ لاَ يَبْصُقْ عَنْ يَمِينِهِ فِي الصَّلاَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد:اختلاف کی طرف اشارہ ہے کہ دائیں طرف تھوکنا ممنوع ہے صلوۃ میں(امام کؒ کی تائید کی)۔
- امام نوویؒ:صلوۃ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ عام ہے۔
- کاتب الحسنات کا درجہ اونچاہے واعلی ہے اور ہو دائیں طرف پر ہے یاوہ امیر ہے اور کاتب السیئات مأمور ہے تو اسکی رعایت کرنی چاہئے۔

- اور بائیں طرف شیطان ہے؛سوال:دائیں طرف بھی فرشتہ ہے تو بائیں طرف بھی ہے اور دونوں محترم ہیں!؟حالانکہ حدیث میں ہے کہ:
إن اللہ قدر ملکایحفظ العبد ویقوم عن یمینہ و عن شمالہ الشیطان۔
جواب:یہ ایک فرشتہ ہے جو قلب پر مقرر ہے اور نماز میں دائیں طرف پر ہے۔

بَابٌ: لِيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ اليُسْرَى

- ترجمۃ الباب کا مقصد:2اقوال میں سے ایک کی طرف اشارہ ہے جو قاضی عیاض کا قول ہے کہ بزاق فی المسجد جائز ہے بشرط أن یدفنہ اور اسکی تائید بعض روایات سے ہوتی ہے:جیسے مسلم میں روایت[35] ہے: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا، فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ، لَا تُدْفَنُ»
- مَنْ تَنَخَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فلم يدفنه فسيئة وإن بدفنه فحسنة.
- دوسری روایت[36] میں: «مَنْ تَنَخَّمَ فِي الْمَسْجِدِ طَاهِرًا كُتِبَتْ عَلَيْهِ خَطِيئَةً، فَلْيُغَيِّبْ أَحَدُكُمْ نُخَامَتَهُ»
- عبیدۃ بن جراح نے تھوکا تھا اور دفن کرنا بھول گئے تورات کو چراغ لے کر آئے اور کہا:الحمد للہ الذی لم یکتب علیّ خطیئۃً اللیلۃ؛تو معلوم ہوا کہ دفن نہ کرنا جرم ہے۔
-

بَابُ كَفَّارَةِ البُزَاقِ فِي المَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد:امام نوویؒ کے قول کی طرف اشارہ ہے اور تائید ہے۔
- کفارہ کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے غلطی کی تو دونوں کے اقوال میں تطبیق ممکن ہے:
إذا لم تکن ضرورۃ إلی الإلقاء تو امام نوویؒ کا قول زندہ باد وإذا کان حاجۃ فقول قاضی عیاضؒ اصح۔
- مسجد:شرعی یا لغوی(جسکو مصلّٰی کہتے)اور یہاں یہی ہے یہ ظاہر۔

بَابُ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِي المَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد:رویانی کی تردید ہے:دفن کرنا مسجد اس لئے کہ ما تحت الثری إلی السریا ہے،تو دفن کرنا اہانت اور بے عزتی تو مصنفؒ نے بتایا کہ بے عزتی جب ناپاکی ہوگی یہ ناپاک نہیں ہے۔
- دفن کا مطلب کہ نیچے دبائے اچھی طرح کما یدفنُ المیتُ
- جو لوگ کہتے ہیں کہ بائیں طرف پر بھی فرشتے ہیں تو کہتے کہ دائیں طرف میں ملکٌ عظیم۔

بَابُ إِذَا بَدَرَهُ البُزَاقُ فَلْيَأْخُذْ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ

- یہ تیسرا طریقہ ہے یعنی کپڑے کے دامن میں،نیچے بھی نہیں تھوک سکتے تو چادر زندہ باد؛پہلے طریقہ:عن یسارہ اور دوسرا:تحت قدمہ۔
- بدر:غلب یعنی تھوک غالب آجائے منہ میں۔

---
[35] مسلم (390/1؛ نمبر553)
[36] مصنف عبد الرزاق(123/5؛ نمبر 9145)

بَابُ عِظَةِ الإِمَامِ النَّاسَ فِي إِتْمَامِ الصَّلاَةِ، وَذِكْرِ القِبْلَةِ

- یہ بھی آداب مسجد سے کہ لوگوں کو منکرات سے روکے۔
- وعظ: منع کے معنے میں ہے: فلان یعظ أخاہ فی الحیاء أی یمنعہ۔ -ترُون: تظُنُّون
- خشوع: 1) عاجزی (سجود میں) اور رکوع: صلوۃ اور رکوع کا ذکر اہم ہے اسلئے کہ لوگ جلدی کرتے رکوع میں، اور مدرک الرکوع، مدرک الرکعۃ ہے۔
- إنی لأراکم من وراء ظھری: 1) بالالتفات؛ ابن عباسؓ: کان الناس یری النبی ﷺ ....

2) الجدار لہ کالمرآۃ۔

3) بالوحی أو بالإلھام

4) بالعینین فی الکتفین (لایصح: لو کانتا لاشتھر فی کتب السیرۃ)

5) بإلقاء الجھۃ أحیانًا (اللہ جہت کو کبھی ختم کر دیتے)

-ایک آدمی نے دوڑ کر سب سے پہلے رکوع کیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس نے ایسا کیا تو فرمایا: لا تعُد زادک اللہ حرصًا۔

-اسی طرح قومہ کی حالت میں کسی نے الحمد للہ حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ کما تحب و ترضی تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کون ہے؟

-کما أراکم فی القدام أو فی الأمام۔

بَابٌ: هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِي فُلاَنٍ؟

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ابراہیم نخعی کی تردید جو کہتے کہ نہیں کہہ سکتے۔
- اشکال: منسوب کرنے میں شرک کی بو ہے اور قرآن میں فرمایا گیا: إن المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ أحدا!

جواب: 1) نہیں بلکہ اضافت تعارف کے لئے ہے،

2) یا بانی کی طرف نسبت

3) یا نسبت ان لوگوں کی طرف جو اس مسجد میں نمازی ہیں

4) یا احترام کے لئے جیسے مسجد شیخ زکریا اور اسکی نظیر: بلال رسول اللہ خیر بلال

5) یا برکت و عظمت کے لئے جیسے ناقۃ اللہ اور بیت اللہ۔

-سوال: ترجمۃ الباب میں ھل کیوں لائے؟

جواب: 1) حدیث میں جو نام آیا، مسجد بنی زُریق، تو ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں اس نام سے مشہور تھا یا نہیں؟

2) کثیر بن صلت کے دار کے قریب نماز پڑھی حالانکہ اس وقت وہ دار نہ تھا۔

3) یا نسبت کرنے میں خوب غور و فکر کرے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ قابض ہو جائے جن کے نام پر مسجد رکھی۔

-بنی زُریق کی نسبت اسلئے کہ وہاں نماز پڑھتے یا کبھی محبت کی وجہ سے بھی نسبت۔

بَابُ القِسْمَةِ، وَتَعْلِيقِ القِنْوِ فِي المَسْجِدِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: «القِنْوُ العِذْقُ وَالِاثْنَانِ قِنْوَانِ وَالجَمَاعَةُ أَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلَ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیان المأذونات بعد بیان المندوبات۔

- حنابلہ کی تردید ہے: جائز نہیں کہ کسی چیز کو تقسیم کرے مسجد میں؛ ائمہ ثلاث: خلاف اَولی ہے۔
- مسجد میں تقسیم یعنی صحن میں یا مطلب یہ ہے احیاناً تقسیم کرتے۔
- شاہ صاحب: بخاری کے تراجم الأبواب مفید بھی ہے اور مضر بھی ہے اس اعتبار کہ جزئی واقعہ سے استدلال کرتے اور کلی طور پر قانون لگاتے تو کبھی نقصان ہو جاتا ہے۔
- مُحبس الأسیر کی وجہ سے مسجد کو جیل خانہ نہیں بناسکتے اور استعداد طعام المعتکفین کی وجہ سے مسجد کو ہوٹل نہیں بناسکتے۔
- صنوٌ: ایک جڑ سے 2 درخت نکلے۔
- لانے والے ابوعبیدہؓ تھے (بحرین سے): 1) مسجد سے مراد: احاطہ مسجد۔

2) یہ تقسیم احیاناً اور مجبوراً مسجد میں رکھی گئی کہ اتنا مال کہاں رکھے؟

-عباسؓ: اصح قول: فتح مکہ پر اسلام لائے یا ہجرت سے پہلے اور بطور جاسوس رہے مکہ مکرمہ میں۔

-تعلیق القنو کا ذکر نہیں ہے حدیث میں:

1) التمر کالقنو اور جب دراھم کو تقسیم کرسکتے تو تمر بھی (دراہم مقیس علیہ اور قنو: مقیس)

2) دوسری احادیث: کان الناس یعلقون الأقناء فی المسجد تو حضرت نے ردی کھجور دیکھ کر فرمایا کہ اگر آدمی چاہتا تو اَچھی کھجور لٹکاتا۔

3) امر بین کل حائط قنوٍ.............. لیأکل منہ من لا شیء عندہ یعنی دیواروں کے درمیان کھجور کے شاخ کو لٹکاتے تا کہ فقراء اس سے کھائے۔ تو ان روایتوں کی طرف گویا اشارہ ہوا۔

- جنّبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراءکم وبیعکم وصل.............. یعنی جسمیں شور و شغب ہے تو مسجد سے دور رکھو۔

بَابُ مَنْ دَعَا لِطَعَامٍ فِي المَسْجِدِ وَمَنْ أَجَابَ فِيهِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگرچہ طعام کی دعوت امور دنیویہ میں سے ہے لیکن چونکہ امور مستحبّہ میں سے ہے اسلئے دے سکتے اگرچہ ولیمہ کی دعوت نہ ہو۔ انسؓ نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو دعوت دی تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے قبول فرمایا۔

بَابُ القَضَاءِ وَاللِّعَانِ فِي المَسْجِدِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام شافعیؒ کے قول کی تردید: کہ قضاء مسجد میں مکروہ ہے۔
- لعان میں قضاء ہے تو کیا ضرورت ہے الگ ذکر کرنے سے اور لعان میں اُحدھما کاذب ہے تب بھی مسجد میں جائز ہے۔
- ما بین الرجال والنساء کا تعلق قضاء سے تو معلوم ہوا کہ عورتیں مسجد آسکتی ہیں اور حیض کی حالت میں بھی۔
- نہیں آئیں گی تو قاضی دروازے پر آئے گا۔
- رجلاً: عویمر عجلانی یا ھلال ابن اُمیۃ مراد ہے۔

بَابُ إِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّي حَيْثُ شَاءَ أَوْ حَيْثُ أُمِرَ وَلاَ يَتَجَسَّسُ

- المرء اَدری بما فی بیتہ اسلئے لا یتجسس۔ مسجد کا افتتاح کے لئے گھر میں کسی کو بُلانا بہتر ہے۔
- مدعو للصلوۃ تھے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اسی لئے پوچھا کہ کہاں چاہتے کہ میں نماز پڑھوں۔

- کسی مکان میں برکت کی نیت سے کسی کو بُلانا جائز ہے، نماز پڑھنے کے لئے یا مکان میں چکر لگانے کے لئے (جابرؓ نے آپ ﷺ کو اپنے باغ میں بلایا چکر لگانے کے لئے)۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوتِ(ص61)

- بیوت: (محلہ یا گھر میں)؛ گھر میں مسجد لغوی؛ مسجد شرعی: وقف اور اذن عام ہو؛ مسجد محلہ: مسجد شرعی۔
- ابوداوٗد کی روایت ہے: أمرنا رسول اللہ ﷺ أن نضعها في دورنا؛ مسجد کی اتنی اہمیت ہے کہ محلہ میں اور گھر میں سب جگہ مسجد بنانی چاہئے۔
- قد أنکرت بصری: کمزور ہو گئی؛ ایک روایت میں نابینا ہونے کا ذکر ہے اور ایک روایت میں: أناضریر البصر آیا!؟
- تو تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ: پہلے سے نہیں دیکھتا تھا تو بینائی اور خراب و کمزور ہو گئی، یا یہ کہ ضریر البصر کا مطلب یہ نہیں کہ نابینا ہوئے بلکہ بینائی کمزور ہو گئی۔
- نابینا کی امامت جائز ہے جبکہ طہارت کا لحاظ رکھتا ہو اور نجاست سے بچتا ہے۔
- سوال: آپ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی حالانکہ عتبان بن مالک کو اجازت دی؟!

جواب: 1) انہوں نے مسجد نبوی کے بارے میں پوچھا تھا اور عتبان نے مسجد محلہ کے بارے میں پوچھا تھا۔

2) ابن ام مکتوم مادر زاد نابینا تھے تو آنا جانا آسان تھا ان کے لئے۔

3) ابن ام مکتوم کا تعلق آپ ﷺ سے جو موجود تھا وہ تعلق عتبان بن مالک سے نہیں تھا۔

4) آیت عبس و تولی نازل ہوئی ابن ام مکتوم کے لئے اسی لئے آپ ﷺ بہت خیال رکھتے تھے: اور هل ترید من شيء؟ کہتے تھے اور مرجبًا بمن عاتبني ربي کے جیسے الفاظ (جو جلالین میں مذکور ہے) نہ موقوفًا ثابت ہے نہ مرفوعًا۔

5) ابن ام مکتوم کو عزیمت پر عمل کرنے کا حکم دیا اور عتبان کو رخصت پر عمل کرنے کا حکم دیا۔

-معلوم ہوا کہ جو چیز مقصود ہے اسکو پہلے ادا کرنا چاہئے المقصود یکون سابقًا علی غیر المقصود؛ تبرّک بالصالحین ثابت ہے؛ اجازت دینی چاہئے اگرچہ دعوت نہ ہو۔

-فصففنا: ابتداء بغیر تداعی کے یعنی لوگوں کو بلائے بغیر اور بعد میں فصفّنا: یعنی جب لوگ آتے گئے تو پھر صف ٹھیک کرنے کا حکم دیا۔

تداعی: 1) 3 سے زیادہ کو بلائے تو تداعی کہا جائے گا۔ 2) 3 سے زیادہ خود بہ خود آجائے تو تداعی نہیں اسلئے کہ نماز کے لئے نہیں بُلایا۔

- خزیرۃ: 1) حلوی: آٹا، دودھ وغیرہ ملا کر۔ 2) حلیم: گوشت اور آٹا، اور اگر گوشت نہ ہو تو عضیرۃ۔
- معلوم ہوا کہ اگرچہ کسی کو دعوت نہیں دی ہو لیکن کھانے کا وقت ہو تو کچھ حاضر کر کے دے دے۔
- معلوم ہوا کہ ختمِ قرآن کے بعد کھانا کھلا سکتے۔
- دعوت کے ناموں کا مجموعہ: أنعمُوا مُخًّا:

أ: إعذار (ختنے کی دعوت)؛ ن: نقیعہ (سفر سے واپسی پر دعوت)؛ ع: عقیقۃ اور عتیرۃ؛ م: مائدۃ (دوست واحباب کی دعوت)؛ و: ولیمہ اور وکیرۃ (مکان بنانے کی دعوت) اور وضیمۃ (مصیبت کو دفع کرنے کے وقت) اور ملاک: نکاح کے وقت خ: خُرسٌ (ولادت کے وقت) اور حِذاق: جب بچہ ہوشیار ہو کر قرآن ختم کرے۔

- نکتہ: حلیم اسلئے کہتے کہ بہت صبر چاہئے اسکو بنانے کے لئے۔

- فثاب:لوٹے یعنی تفرقوا ثم اجتمعوا یا اجتمعوا ہے (سب تفسیر.........................)
- ذوعدد: کثیرون یا قلیلون کے معنی میں۔
- فتح الباری اور فیض الباری میں ایک روایت ہے: والحرص والاعذار والتوکیر انت فی الاختیار، لیکن سند میں یحیی بن عثمان جسکو بخاری نے ضعیف کہاہے۔ اور ابوزرعہ رازی نے ثقہ بتایا۔
- منافق: 1) غصہ کی وجہ سے کہا کہ نہیں آیا حالانکہ اتنی بڑی شخصیت آئے تھے (غضبًا)

2) لم یعلم

3) تاب من النفاق۔

4) لمودّتہ بالمنافقین وتعلّقہ

5) نفاق عملی

-منافقین کے ساتھ تعلق: 1) موالات: گہری دوستی؛ مسلمانوں کے راز بتلانا اور مسلمانوں پر انکو ترجیح دینا (حرام ہے)۔

لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ/لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ.

2) مؤاسات: جیسے مہمان کا اکرام، عیادت ومدد: جائز ہے سوائے ان لوگوں جو بالکل ہمارے مقابلے میں اڑے ہوئے دسمن ہو۔ لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ.

3) مدارات: حسن اخلاق؛ 4) مداہنت؛ 5) معاملات

-مداہنت اور مدارات میں 3 فروق ہیں: 1) مدارات: التلطف لإخراجہ من المعصیۃ؛ والمداہنۃ: التلطف لإثباتہ علی المعصیۃ

2) مدارات: اظہار الرفق بالفاسق؛ والمداہنۃ: اظہار الرفق بفسقہ وکفرہ۔

3) مدارات: بذل الدنیا لأجل الدین؛ والمداہنۃ: بذل الدین لأجل الدنیا۔

یہ 3 فروق رسالۃ المسترشدین کی تعلیق میں مذکور ہیں

- مالک بن دُخشم کو آپ ﷺ نے مسجد ضرار کو گرانے کے لئے بھیجا تاکہ الزام ان پر ختم ہو جائے اور معن ؓ کو۔
- قد حرم علی النار أی خلودہ فی النار یا حرمہ علی نار الکفار۔
- محمد بن ربیع کی روایت میں ہے کہ بعض نے تردد کیا کہ وہ جھوٹے تھا اسلئے دوسرے حضرات سے نقل کی یہ حدیث۔

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي دُخُولِ المَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اچھے اور زینت اور عزت کے کاموں میں تیامُن ہونا چاہئے۔
- یہ بھی آداب مسجد میں سے ہے۔

بَابٌ: هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الجَاهِلِيَّةِ، وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ

- تتخذ: یجعل کے معنے میں ہے اور دو مفعول چاہتا ہے۔
- سوال: ھل کیوں استعمال کیا ترجمۃ الباب میں؟

جواب:1) ھل بمعنی قد ہے جیسے ھل اَتی علی الِانسان.....

2) اپنے معنے میں ہے یعنی پہلے غور کرے اگر اکھاڑنے میں فتنہ ہو گا تو نہ اکھاڑے۔

-ترجمۃ الباب کا مقصد:1) لایُصلّٰی فی مقبرۃ الرسول تو یہاں کیسے پڑھیں گے؟

2) انکی ہڈی اکھاڑنے کے بعد مسجد بنائے تو لعنت ختم ہو گی ورنہ محل لعنت ہے اور مسجد محل رحمت ہے۔

معلوم ہوا کہ قبور المشرکین کو مسجد بنا سکتے بعد محو الآثار۔

3) مقبرۃ کو مسجد نہ بنائیں اسلئے کہ مسجد اور مقبرۃ جمع نہیں ہو سکتے، اگر مسجد ہی بنانا ہو تو قبروں کو اکھاڑ کر منتقل کیا جائے گا۔

-جبکہ انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانا ناجائز ہے تو مشرکین کی قبروں کتہ بہ درجہ اَولی۔

-انسؓ نے سوچا کہ تمر کہہ رہے ہیں پھر جب سمجھے تو تقدّم۔

-اصل جائز ہے لیکم بعض لواحق کی وجہ سے (خارج سے عارض) ناجائز ہو جاتی ہے (نھی عن الأفعال الشرعیۃ)۔

-ام حبیبۃ کا نام: رَملَۃ اور ام سلیم: ہندؓ۔

-تصویروں سے دل کی تسلی ہوتی تھی پھر کچھ مدت بعد اسکی پرستش کرنے لگے اسی لئے ہر انبیاء کے زمانے میں تصویر کو منع کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ شرار الخلق نے بنایا نہ کہ خیار الخلق۔

-شام کی کھدائی میں بنو اِسرائیل کے انبیاء کے اجساد ملنا چاہئے!؟

جواب: انبیاء کو اللہ تعالی نے بچایا لوگوں کی نظروں سے۔ یعنی تبتلعھم الأرض: زمین ان کو نگل لیتی ہے۔ جیسے بلیع الأرض: عاصم بن عبد اللہؓ۔

- مدینہ منورۃ یوم الِاثنین آئے اور عوالی میں ارترے قباء مقام پر، 24 دن رہے ص 555 اور ص 560 پر 14 دن رہے اور تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ 4 دن رہے۔ اور جمعہ نہیں پڑھا تو معلوم ہوا کہ دیہات میں جمعہ نہیں ہے۔
- راستے میں بنو سالم کی مسجد میں (یعنی مسجد جمعہ) جمعہ کی نماز پڑھائی تو اگر 24 دن کا حساب لگائے تو بدھ یا جمعرات کو نکلے تھے تو یہ حساب نہیں بنتا! ہاں، اگر یوم الدخول اور یوم الخروج (پیر اور جمعہ) کو شمار نہ کرے تب 24 دن بن سکتا ہے۔
- اشکال: 14 والی روایت بہ ظاہر نہیں بنتا ورنہ حساب یوں ہو گا کہ اتوار کے دن آئے قباء میں حالانکہ جمعہ کا دن تھا!؟

جواب: یوم الدخول اور یوم الخروج کو شمار کرے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پیر کی رات کو پہنچے یعنی اتوار کے شام کو قباء میں تو سنیچر کی رات کو پہنچے مدینہ منورہ میں کہ جمعہ پڑھانے کے بعد تبلیغ، ملاقات، دعوت وغیرہ کے کام میں لگے تو پہنچتے پہنچتے سنیچر کا دن تھا۔

- 3 تاریخی روایت: 4 دن (پیر سے جمعرات 4 دن) اور جمعہ کو نکلے تھے۔
- جن لوگوں نے 14 دن کہا تو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک 10 دن لگے تو 10 اور 4 کا حساب 14 بنتا ہے۔
- حضرت شاہ صاحبؒ: جمعہ کو گئے اور جمعہ پڑھایا اور واپس آئے اور 14 دن قیام کیا پھر نکلے مدینہ منورہ کے لئے۔
- اگرچہ ابو بکرؓ کی اونٹنی تھی لیکن انکو اپنے پیچھے لگایا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تاکہ خلافت کی طرف اشارہ ہو اور قرب کی وجہ سے۔
- اَبو اَیوبؓ کا نام: خالد بن زید بن کلب، تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے گھر پر ٹھہیر گئے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ اصل تبع حمیری نے مکان بنایا تھا بہت پہلے کچھ آثار دیکھ کر اور پھر یہی گھر اَبو اَیوبؓ کو ملا۔
- حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سب سے پہلے مکان کی فکر نہیں کی بلکہ مسجد کی فکر کی۔
- حائط: وہ باغ جس کے ارد گرد میں دیوار ہو۔

- ملأ: تعاون: 1)يتعاونون فيما بينهم

2)لأن بيوتهم مملوء بالأمتعة

3)يملأ قلوب الناس بالرعب

- سہل اور صھیب 2 یتیم کی میراث میں یہ زمین تھی اسی آپ ﷺ نے مفت میں نہیں لیا۔

- مسلمانوں کے قبروں کو دوسری جگہ منتقل کرسکتے یا اگر ذاتی ملکیت ہو تو تعمیر کرسکتے فصل کے ساتھ۔

- ثمر والے درخت کاٹ سکتے ضرورت کی وجہ سے۔

- رجز: چھوٹے اشعار جیسے مُستَفعِلُ مستفعل مستفعل مستفعل (یا مفاعل)

لقد قعدنا....................يعمل لذاک منا العمل المضلل..........

لا يستوي من يعمر المساجد يد فائيها قاعداً و قائماً.............

هذا الحمال لا حمال خيبر ا هذا ابر ربنا و أطهر

اللهم لا خير إلا خير الآخرة فاغفر الأنصار والمهاجرة (يعنی جماعة المهاجرة)

- 1)چند اشعار بنانے سے شاعر نہیں بنتا؛ 2)انشاء الشعر نہیں ہے بلکہ انشادٌ؛ 3)والمهاجرةَ اور پہلے الآخرةِ میں وزن نہیں بنتا۔

- قرآن میں وزن فاعل کی مثال: لن تنالوا البر حتى تنفقوا۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي مَرَابِضِ الغَنَمِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)جوازاً او استحباباً مقام تواضع پر نماز پڑھو اور مستی کی جگہ پر نہ پڑھو اسی لئے مواضع ابل میں نہ پڑھو (یعنی بہتر نہیں چونکہ زیادہ پیشاب؛ غصہ و سرکشی اور تکبر عام طور پر غالب ہے اونٹ میں)۔

- مربَض: لٹانے بٹھانے کی جگہ؛ گائے کی جگہ میں اختلاف ہے۔

- 2)حنابلہ کی تردید ہے: مرابض الغنم میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔

- غنم: غنیمت سے رکھنا آسان ہے کہ چرتی رہتی ہے تو خدمت آسان (مال غنیمت میں اصل ثواب ہے)۔

- قبور المشرکین کی جگہ پر نماز نہیں پڑھنا چاہئے اور چونکہ اسکا حکم مرابض کے حکم سے زیادہ سخت ہے اسلئے پہلے ذکر کیا۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي مَوَاضِعِ الإِبِلِ

- معاطن: وہ جگہ جہاں پانی پینے کے لئے لے جاتے۔

- احادیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں: معاطن؛ مبارک؛ مرابض۔ تو مصنفؒ نے مواضع کا لفظ استعمال کیا بطور شمولیت۔

- لا تصلوا فی معاطن الإبل والبقر ضعیف روایت ہے۔

بَابُ مَنْ صَلَّى وَقُدَّامَهُ تَنُّورٌ أَوْ نَارٌ، أَوْ شَيْءٌ مِمَّا يُعْبَدُ، فَأَرَادَ بِهِ اللَّهَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: احناف و حنابلہ کی تردید ہے: صلوۃ إلی النار یا إلی ما یُعبد مکروہ ہے۔

- مصنفؒ کے نزدیک یہ نماز سے ہٹانے والی چیز نہیں ہے جیسے تصویر وغیرہ۔

- تو اس حدیث کا کیا جواب ہے، ہمارا؟

1) یہ آگ غیر اختیاری تھی اور ہمارا کلام اختیاری آگ میں ہے۔

2) ہمارا کلام نار الدنیا میں ہے اور یہ نار الآخرۃ تھی۔

3) ہمارا کلام نار قریب میں ہے اور یہ نار بعید تھی۔

4) ہمارا کلام اس نار میں ہے جو قُدّامًا ہو، تو ممکن ہے کہ یہ نار یمینًا یا شمالًا میں تھی۔

5) ممکن کہ یہ آگ چھپی ہوئی تھی اور رَ آھَا بِعَیْنِ الکَشْفِ۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلاَةِ فِي المَقَابِرِ (ص62)

- دؒ: حرام ہے مقبرۃ میں نماز؛ حؒ: مکروہ ہے؛ فؒ: اگر قبور منبوش ہو تو جائز ورنہ مکروہ ہے۔ کؒ: لا بأس بہ۔
- سنت نفل گھر میں پڑھو تا کہ گھر زندہ رہے۔
- ولا تتخذوھا قبورًا کا مطلب: 1) جیسے قبر میں نماز نہیں تو گھر میں بھی نماز نہیں پڑھتے (تو ایسا نہ کرو)۔

2) موتیٰ کو دفن نہ کرو گھروں میں۔

3) گھروں کو قبر کی طرح نہ بناؤ مہمانوں کے لئے۔

4) مقبرۃ میں گھر نہ بناؤ: ورنہ عبرت فوت ہوگی چونکہ مانوس ہونگے اور عادت پڑ جائے گی۔

-دوسری روایت: «الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلَّا الْحَمَّامَ وَالْمَقْبَرَةَ» [37] (رواہ ابوداؤد عن أبي سعید الخدریؓ)

بَابُ الصَّلاَةِ فِي مَوَاضِعِ الخَسْفِ وَالعَذَابِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) محل رحمت وعذاب کو محل رحمت نہ بناؤ تو خسف اور عذاب کی جگہ پر نماز نہ پڑھو۔

2) خسف وعذاب کا محل، محل فرار ہے تو اسکو محل قرار نہ بناؤ۔

3) آپ ﷺ نے ان مقامات کو محل بُکاء فرمایا تو نماز میں رونا، ہر ایک کو نہیں آئے گا۔

- وَيُذْكَرُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «كَرِهَ الصَّلاَةَ بِخَسْفِ بَابِلَ» علیؓ نے نماز پڑھنا مکروہ سمجھا بخسف بابل: نہانی النبی ﷺ أن أصلی بخسف بابل[38]۔

-نمرود نے کہا تھا کہ میں آسمان میں دیکھنا چاہتا ہوں تو 40000 گز لمبا منار بنایا پھر جب ختم ہوا تو میلا لگایا..........وہ منار گر گیا اور سب ہلاک ہوئے-سب مجرم تھے اس اعتبار سے کہ انہوں نے نمرود کو نہیں روکا نہ ہی اختلاف کیا بلکہ سوچا کہ اچھا کام کیا (گویا وہ مؤیدین میں سے تھے)۔

-اگر وہ مؤیدین نہ ہوتے تو اس آیت پر عمل کرتے وَاتَّقُوا فِتْنَةً لا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ.

- یا بعض کی ہلاکت تعذیبًا ہوئی اور بعض کی ہلاکت اَجلًا جیسے کہ حدیث میں ہے کہ پھر ہر ایک اپنی اپنی نیت پر اٹھائے جائیں گے[39]۔

---

[37] أبوداؤد(132/1/ نمبر 492)

[38] السنن الكبرى للبيهقى(632/2): 4364 - أنبأ أَبُو عَلِيٍّ الرُّوذْبَارِيُّ، أنبأ أَبُو بَكْرِ بْنُ دَاسَةَ، ثنا أَبُو دَاوُدَ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، أنبأ ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ، وَيَحْيَى بْنُ أَزْهَرَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ الْمُرَادِيِّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْغِفَارِيِّ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرَّ بِبَابِلَ وَهُوَ يَسِيرُ، فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ يُؤْذِنُهُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ، فَلَمَّا بَرَزَ مِنْهَا أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: " إِنَّ حَبِيبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانِي أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَقْبَرَةِ، وَنَهَانِي أَنْ أُصَلِّيَ فِي أَرْضِ بَابِلَ فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ "

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) یہ تعمیم بعد التخصیص ہے: ما قبل مقابر الکفار سے منع کیا گیا اور اب مقبرۃ کے علاوہ مقام خسف وعذاب سے۔
2) ما قبل میں مقابر کا ذکر ہے اور یہاں موضع العذاب والخسف کا ذکر ہے (عموم خصوص من وجہ)

-احناف کا مذہب: طحاوی نے مراقی الفلاح میں لکھا: جہاں اللہ کا عذاب ہوا تو وہاں نماز مکروہ ہے جیسے أرض ثمود پر، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مدائن صالح سے گزرے تو فرمایا: پانی مت لو اور آٹا نہ گوندو تو جنھوں نے گوند لیا تھا تو جانوروں کو کھلانے کا حکم دیا۔

ایک آدمی قوم لوط کی جگہ سے پتھر اٹھالایا اور انگھوٹی بنایا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انکی طرف نظر نہیں کی۔

- بحر میت قوم لوط کے عذاب کا مقام ہے: ہو سکتا ہے کہ نیا پانی.........
- اشکال: عذاب کی جگہ پر نماز نہیں پڑھنا چاہئے تو عراق میں نماز نہیں پڑھنا چاہئے اسلے کہ قوم لوط پر عذاب آپڑی وہاں!؟
جواب: نماز پڑھنا جہاں اثرات باقی، وہ مکروہ ہے اور یہاں نوحؑ کے عذاب کا پانی ختم ہو گیا: وغیض الماء۔
- رونے کا مطلب یہ ہے کہ عبرت لے لے تو ایسی جگہوں پر آدمی عبرت حاصل کرنے کے لئے جائے، نہ کہ سیاحت کے لئے تو جائز ہے۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي البِيعَةِ

- بعض کے نزدیک بیعۃ وکنیسۃ دونوں نصاری کے لئے استعمال کرتے لیکن کبھی بیعۃ یہود کے معبد کے لئے بھی مستعمل ہے۔
- صومعۃ: پادری، تارک وقاطع من الدنیا۔
- ذ؎: ناجائز؛ ک؎: جائز ہے بشرط عدم التصاویر؛ احناف بھی تقریبًا یہی ہے، طحاوی نے مراقی الفلاح میں نماز مکروہ کہا لما فیھا من التماثیل اور اگر نہ ہو تو ممکن ہے۔
- صنم: جو انسان کی شکل پر ہو عام طرز پر؛ اور وثن: جو پتھر سے بنا اور بھاری ہو؛ تمثال: کسی کے مشابہ بنائے؛
- پھر تمثال کا استعمال کبھی تصویر کے لئے بولا جاتا ہے؛ اور تصویر: جو قائم بالغیر ہو (دیوار پر مثلاً) اور کبھی قائم بذاتہ بھی ہے (فی أی صورۃ ماشاء رکبک)۔
- ماریۃ: عربی ہو تو گوری، چمکدار یا پتھر کہتے ہیں؛ یا ممکن کہ مریم کا بگڑا ہوا ہو۔
- کنیسۃ: قد یُنسب إلی النصاری وقد یُنسب إلی الیہود۔

بَاب (ص 62)

- 1) ہذا باب فی الباب؛ 2) مسائل شتی؛ 3) کراھۃ الصلوۃ فی معابد اھل الکتاب (یہ گزر چکا)۔
- مفتی صاحب کا خیال: باب کراھیۃ الصلوۃ إلی سید أھل القبور۔
- تجوز اللعنۃ علی الکفار وعلی صفۃ قبیحۃ (کلعنۃ اللہ علی الکافرین) وعلی شخص معین إذا تیقن موتہ علی الکفر (کأبی لھب وأبی جھل)۔
- ولا تجوز اللعنۃ علی المسلم ومن لم یعلم موتہ علی الکفر۔
- إشکال:................................

[39] 2 – وعن أمِّ المؤمنينَ أمِّ عبدِ اللهِ عائشةَ رضي الله عنها، قالت: قالَ رسول الله – صلى الله عليه وسلم: «يغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الأَرضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وآخِرِهِمْ».قَالَتْ: قلتُ: يَا [ص:10] رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ يُخْسَفُ بأوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أسْوَاقُهُمْ (1) وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ؟! قَالَ: «يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيّاتِهِمْ». مُتَّفَقٌ عَلَيهِ. (2) هذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

جواب:1)یہود ونصاری ملکر سب کے لئے انبیاء.........

2)یاانکانبی ایک لیکن سب انبیاء کومانتے تھے۔

3)عیسائی کے ایک ہی نبی عیسیٰؑ لیکن وہ بہ منزلہ اہل..........

4)عیسیٰؑ کے بعد انکے رسول کاذکر (خلیفہ)۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " جُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ما قبل کا خلاصہ اور بیان قاعدہ کلیہ ہے اور بعض مستثنیات لأجل العوارض۔
ما قبل صلوۃ مکروہ کا بیان اور یہاں صلوۃ جائز ہے لیکن مت پڑھو کراہت کی وجہ سے۔

بَابُ نَوْمِ المَرْأَةِ فِي المَسْجِدِ

- سوال: نوم المرأۃ کو پہلے کیوں ذکر کیا؟

جواب: دلالۃ النص کی طرف اشارہ ہے کہ عورت باوجود حیض ونفاس اور احتمال فتنہ، پھر بھی جائز ہے تو مرد کے لئے بہ درجۂ أولی جائز ہو گا۔
اور مسکوت عنہ کا حکم منطوق سے دلالۃ النص میں أولی ہے۔

- کؒ: جائز نہیں؛ ائمہ ثلاثہ: مکروہ (خلاف أولیٰ) فتنہ کے خوف سے۔
- سرخ دھاگے سے اور سفید پتھر وموتیاں تھی تو چیل نے سمجھا کہ گوشت ہے جس پر چربی ہے۔
- معلوم ہوا کہ مظلوم کی دعاء مقبول ہے اگرچہ کافر ہے۔
- إذا اشتدت بک البلوی ففکر فی ألم نشرح فعسرٌ بین یسرین إذا فکرتہ فافرح
- بلد المحنۃ سے بلد العافیۃ میں جانا چاہئے۔
- خیمہ مسجد میں لگایا لیکن اصل یہ ہے کہ مسجد کی صحن تھی۔ حفشٌ: جھونپڑی۔

بَابُ نَوْمِ الرِّجَالِ فِي المَسْجِدِ

- احناف: معتکف یا مسافر جسکے پاس کوئی جگہ نہیں تو اعتکاف ان کے لئے جائز ہے۔
- (مسند جابر) أتانا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن مضطجعون في مسجده فضربنا بعسيب كان في يده وقال: "قوموا لا ترقدوا في المسجد". (کنزالعمال)[40] تو اس روایت کو مرجوح قرار دیا ہے
- مصنفؒ نے نوم الرجال کو صحیح قرار دیا اگرچہ احتلام کا قوی امکان ہے۔
- اصحاب صفہ مسجد میں رہتے تھے، ابن عمرؓ مسجد میں رہتے تھے۔
- أین ابن عمک؟ اشکال: این ابن عم أبیک ہونا چاہئے!؟

جواب: 1)راوی نے اختصار کیا۔

---

[40] كنز العمال(325/8 نمبر 23126): (عب وفيه: حرام بن عثمان الأنصاري متروك باتفاق).

2) عرف میں والد کا ابن العم اور اپنا ابن العم ایک ہی حکم میں ہے اور شرعًا بھی ایک ہی حکم ہے۔

3) آپ ﷺ کو جھگڑا کے بارے میں معلوم ہو چکا تھا تو استر حام کے طور پر ابن عمک کہا۔

-این؟ کہا تو پتہ چلا کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں۔

شیعہ کہتے کہ ابو بکرؓ نے فاطمہؓ کو غصہ دلایا اور کہا کہ فاطمۃ بضعۃ منی اور من آذاھا فقد آذانی، تو یہاں علیؓ اور فاطمہؓ کا واقعہ ہے، تو اصل یہ ہے کہ یہ شیعہ کا غلط عقیدہ ہے جسکا کوئی اصل نہیں ہے۔

- قم یا ابا تراب فرمایا، تو پتہ چلا کہ بہتر نہیں مسجد میں سونا (یعنی خلاف اَولی ہے)۔
- کنیت کا حکم: جائز ہے جب غصّہ کا سبب نہ ہو؛ باپ بیٹے کے گھر جاسکتے بغیر اجازت۔
- اصحاب صفہ: تقریبًا 200 یا 400 یا کم از کم 70 یا کثرت پر دال اور یہ ان 70 کے علاوہ جو بیر معونۃ پر شہید ہوئے تھے۔
- یہ واقعہ ابو ھریرۃؓ کے اسلام لانے سے پہلے ہے۔
- معلوم ہوا ان روایات سے کہ مسجد میں سونا جائز ہے معتکف یا مسافر یا متعلمین کے لئے۔

بَابُ الصَّلاَةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صلوۃ القدوم من السفر یا تحیۃ المسجد: إذا قدمت من السفر فابدأ بالرکعتین۔
- تو یہ بھی آداب مسجد میں سے ہے۔

بَابُ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تحیۃ المسجد کا بیان ہے؛ ظاہریہ: امر وجوب کے لئے؛ ائمہ: سنت مؤکد یا استحباب کے لئے، اسی طرح احناف کا قول ہے۔
- اکثر فقھاء کی عبارات استحباب پر دال ہے اور شامی نے سنت کہا؛
- فمنہم من یصلون و منہم من لا یصلون
- جمعہ کی نماز میں ایک صحابی جو تخطی رقاب الناس فقال لہ رسول اللہ ﷺ : اجلس۔
- کب پڑھنا چاہیئے؟

فؒ: یہ صلوۃ ذات السبب ہے: ہر وقت پڑھ سکتے (اوقات مکروھۃ تب بھی)

کؒ: جلوس کے ارادے کے وقت ہو تو پڑھ سکتے اور اگر صرف مرور ہو تو نہیں

ؒد: عند خطبۃ الصلوۃ

حؒ: عند الأوقات المکروھۃ و عند خطبۃ الصلوۃ نہیں پڑھ سکتے۔

- یکفی مرۃ واحدۃ فی یوم واحد؛ محدث کا گزر ہو تو سبحان اللہ و الحمد للہ ولا إلہ إلا اللہ پڑھے۔
- إذا جلس ثم قام وصلی: حؒ: لا تفوت التحیۃ؛ حؒ اور کؒ: عمدًا بیٹھا یا سہوا کوئی حرج نہیں۔ فؒ: عمدًا بیٹھا تو باطل؛ ؒد: عمدًا بیٹھا لیکن فی الفور کھڑا ہوا تو باطل نہیں ہوگا (انکے مذہب میں اقوال میں اضطراب ہیں)۔

متاَخرین:فؒ اور حؒ: بیٹھ گیا اور فی الفور کھڑا ہوا تو لا تفوتہ اگر چہ قصداً ہو۔
مصنفؒ نے قبل اَن یجلس کی قید لگا کر بتلایا کہ اگر بیٹھ گیا تو باطل ہو گا۔
ابو ذرؓ بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: قم فارکع رکعتین (اس سے استدلال کرتے جو کہتے کہ بیٹھنے سے باطل نہ ہو گا)

بَابُ الحَدَثِ فِي المَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) خلاف اَولی لیکن جائز ہے۔
2) الحدث فی المسجد یعنی مُحدِث فرشتوں کی دعا سے محروم
3) تردید ان لوگوں کی جو کہتے ہیں کہ نہیں جاسکتے مسجد

-مالم یُحدث: 1) سوءً؛ 2) مالم یؤذی اَحداً (کمافی مسلم)؛ 3) جبتک حدث لاحق نہ ہو۔
-اشکال: آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے رحمت اور استغفار مانگتے ہیں تمام مسلمانوں کے لئے:
الذین یحملون العرش...................... / ویستغفرون للذین آمنوا، ربنا وسعت کل شیء رحمۃ......
اور یہاں فرشتے ان کے لئے دعاء مانگتے جو محدِث نہیں!؟
جواب: 1) عرش والے فرشتے تمام مسلمان کے لئے دعاء کرتے اور مسجد والے فرشتے مغفرت مع الرحمۃ کی دعاء کرتے۔
2) جب فرشتوں نے (عرش والے) دعاء مانگی تمام مسلمانوں کے لئے تو مسجد میں جو بیٹھے انکے لئے رفع درجات ہو گی۔
المغفرۃ إذا تصادف محلاً مغفوراً لہ فترفع الدرجات۔
3) عرش والے (general) جیزل دعاء کرتے اور مسجد کے فرشتے (special) خاص دعاء کرتے۔
-مغفرت: 1) گناہوں کا بخشنا اور پردہ ڈالنا۔
2) اللہ نے معاف کیا یعنی خصوصی رحمت میں چھپایا
-فرشتوں کی دعاء مقبول (ولایشفعون إلا لمن ارتضی) اور انبیاء کی دعا بھی قبول، تو جب تمام مسلمانوں کے لئے دعا قبول ہے تو پھر عذاب کی احادیث کا کیا بنے گا؟ ص185 کی لمبی حدیث میں، سب مسلمان ہیں!
جواب: 1) مغفرت کی 3 قسمیں: 1) رفع الدرجات؛ 2) تخفیف العذاب؛ 3) تقلیل العذاب؛
1) فرشتوں کی دعا اور انبیا کی دعا کے نتیجے میں بعض سے رفع العذاب اور بعض سے تخفیف العذاب (مثلا بچھو کے بجائے سانپ) اور بعض سے تقلیل العذاب ہو گا (مثلا 150 سال کے بجائے 100 سال)۔
-جالس فی المسجد إذا اَخرج الریح: 1) بعض کے نزدیک نہیں کرنا چاہئے اسلئے کہ بدبو ہو گی مسجد میں اور 2) بعض کے نزدیک: لا بأس بہ۔

بَابُ بُنْيَانِ المَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مسجد بنانے کی اہمیت؛ 2) إحکام المسجد ولکن اجتناب من التزخرف والتزین؛
3) بناء مسجد النبوی اور آنے والے باب میں باب زیادۃ بناء المسجد (عمرؓ کے زمانے 2 صف بڑھایا)
-جرید: شاخ بغیر پتے کے؛ سَعَف: پتوں کے ساتھ شاخ۔

-لایعمرونهاروحانیًا؛ عثمانؓ نے خوبصورتی پیدا کی مسجد میں تو ان پر اعتراض کیا(جانب قبلہ نہیں پڑھایا)

1)ریاکاری 2)اسراف؛ 3)زینۃ الدنیا سے محبت؛ 4) شیخین کے طریقہ کار سے اعراض؛ 5)التفات عن الصلوۃ؛

توجواب:"من بنی بیتاللہ بنی اللہ لہ بیتافی الجنۃ"

اور دوسری وجہ:اونچی عمارت کی وجہ سے مسجد کی توہین واہانت نہ ہو جائے

تیسری وجہ:لمبی مدت تک رہ جائے۔

- ولید بن عبدالملک بن مروان کی مسجد اب تک کھڑی ہے1300 سال بعد۔

بَابُ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ المَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کامقصد:1)مسجد کے بنانے میں تعاون واشتراک کرناچاہئے خاص طور پر فضیلت کی چیزوں میں آدمی کو حصہ لیناچاہئے

2) أولیۃ التعاون فی بناء المسجد۔

3)ینبغی أولا التعاون فی بنائہ للمصلین فیہ کلھم لأن بنائہ حق مشترک علیھم أجمعین لا علی التولی فقط

والثانی رفع مایتوہم من قصۃ بنائہ............... اور حدیث میں:"لانطلب ثمنہ إلا إلی اللہ"تو ثواب اللہ دے گا

اور لوگ شرکت کریں۔

- آیت:ماکان للمشرکین......:بعض لوگ کہتے کہ یہ آیت مناسب نہیں اس باب کے لئے چنانچہ علامہ عینی کہتے کہ بہتر یہ تھا کہ اس سے اگلی آیت کاذکر کرتے یعنی إنمایعمر مساجد اللہ من............کیونکہ ظاہر کہ مسجد کے لئے تعاون مشرکین نہیں کریں گے بلکہ مسلمان ہی کریں گے۔

- آیت:ماکان للمشرکین کامطلب:1) آیت مناسب نہیں

2)بعض یہ مطلب بیان کرتے کہ متولی نہیں بن سکتے

3)یاباطنی تعمیر نہیں کرسکتے۔

باقی نفس تعمیر میں اگر حصہ لے تو کوئی حرج نہیں اگر وہ اسکو کارخیر سمجھتاہو(خانہ کعبہ کی تعمیر جدید مشرکین نے کی اور آپ ﷺ نے شرکت فرمائی)۔

اور کافر کیوں مسجد بنائے جبکہ وہ نماز نہیں پڑھتے:"وماکان صلوتھم عند البیت إلا مکاءوتصدیۃ"

- ابن حجرؒ:اسمیں 2احتمال ہیں:1)نفس عمارت کی تعمیر

2)مساجد مطلق:وہ جگہیں جہاں نماز پڑھی جاتی اور عمارت سے مراد ذکر اللہ، نماز اور عبادت سے آباد کرناتو امام بخاریؒ نے پہلے احتمال کو ترجیح دینے کے لئے یہ آیت ذکر کی(لیکن یہ توجیہ دور از کار ہے)۔

-بعض حضرات:مفہوم مخالف مراد ہے کہ مساجد کی تعمیر تو مؤمنین کاکام ہے اور اسمیں تعاون کرناباعث اجر وثواب ہے۔

-اور یہ بھی کہاجاسکتاہے کہ الآیۃ ذکر کرکے دوسرا حصہ مقصود جس سے ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت ہو گی۔

-دوسری روایت میں فاسمعامن حدیثہ فی الخوارج؛ حدیث سنانے کے لئے زینت کااہتمام کرناچاہئے۔

-عمارؓ:(الذی عذب فی اللہ أشد تعذیبًا)اور2،2اینٹ اٹھاتے تھے،ایک اپنے لئے اور ایک آپ ﷺ کے لئے۔

توالفئۃالباغیۃ سے کیامراد ہے؟الباغیۃ سے مراد جواماحق سے بغاوت کرے توتقتلہ الفئۃالباغیۃ سے بعض لوگ یہ مراد لیتے کہ حضرت معاویہؓ کے گروہ مراد ہے لیکن یہ سراسر غلط ہے اور غلطی انکو ہوئی حضرت معاویہؓ کے قول کو سمجھنے میں اسلئے کہ معاویہؓ نے کہا: قتلوہ الذین جاءوابہ اور انکی مراد یہ تھی کہ قتلوہ الجماعۃ المعروفۃ بالبغاوۃ یعنی جنہوں نے عثمانؓ کو شہید کیا تھا اور مل گئے علیؓ کے فوج میں۔

- آپ ﷺ نے عثمانؓ سے فرمایا تھا:«يَا عُثْمَانُ، إِنْ وَلَّاكَ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ يَوْمًا، فَأَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تَخْلَعَ قَمِيصَكَ الَّذِي قَمَّصَكَ اللَّهُ، فَلَا تَخْلَعْهُ»[41]
- ابوعاصم نے کتاب السنۃ میں نقل کیا: کہ آپ ﷺ نے یہ مراد لیاجو خارجی قتل کیا گیا(ذوالثدیۃ)
- علیؓ کے مقابلے میں آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ فتنہ باغیۃ مین قتل ہوگا(یُقتل فی الفئۃالباغیۃ)۔
- معاویہؓ کا مطلب یہ نہیں تھا کہ جولائے وہی انکے قتل کا سبب بنے ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ جولائے انکو انہی کے لوگ میں سے یعنی خوارج قتل کرے گا؛ ذلک فعل الأشقیاء الأشرار(کنزالعمال)اور ایک روایت میں:لاتقتلک أصحابی۔
- ابوسعید خدریؓ، ابن عمرؓ، ابوایوب انصاریؓ، سب نے اجتناب کیااس قتل قتال سے حالانکہ..............
- فقاتلواالتی تبغی حتی تفیء............اور جریر بن عبداللہؓ(جو جلیل القدر صحابی تھے معاویہؓ کے ساتھ تھے توپھر انکو علیؓ کے گروہ میں ہونا چاہئے تھا)۔
- معاویہؓ کے لئے آپ ﷺ نے دعافرمایا(اللھم اجعلہ ہادیًامہدیًّاواہدبہ)؛ لاتمسہ نار من رآنی أو أری من رآنی۔
- باغی:جسنے بیعت کی اور عہد شکنی کی۔تو معاویہؓ نے تو بیعت کی ہی نہیں، انکا موقف یہ تھا کہ پہلے قاتلین عثمانؓ سے قصاص لیا جائے۔
- توالفئۃالباغیۃ سے مراد باغی منافقین اور انکے ساتھ کچھ مسلمان بھی مل گئے غلط فہمی کی وجہ سے جیسے عمرو بن الجموح، عمار بن یاسر وغیرہ۔
- سوال:باغی لوگ اور عمارؓ ایک ہی فوج میں تھے تو قتل کنے کا کیا فائدہ؟!

جواب:تاکہ الزام معاویہؓ پر لگ جائے اسلئے کہ سب کو آپ ﷺ کی حدیث معلوم تھی۔

- یدعوہم إلی الجنۃ ویدعوہ إلی النار:عمارؓ انکو بلاتے رہے جنت کی طرف؛اس عبارت کا کیا مطلب؟

جواب:1)لولاعفوالاجتہاد تو عمارؓ داعی إلی الجنۃ اور مخالفین داعی إلی النار ہوتے(لایصح)

2)علامہ کشمیریؒ:اسکا تعلق الفئۃالباغیۃ سے نہیں بلکہ مشرکین سے:ابتداءاسلام میں عمارؓ کو بہت اذیت پہنچائی تھی تو گویا آپ ﷺ نے عمارؓ کو دیکھ کر2جملۃ فرمائے:ایک کا وقوع آئندہ سے متعلق کہ الفئۃالباغیۃ ان کو قتل کرے گا اور دوسرا جملہ کا تعلق ماضی سے ہے کہ صرف کلمہ پڑھنے کی وجہ سے مشرکین نے انکو اذیت دی۔(فیض الباری)

3)علامہ کرمانیؒ:اس جملہ کا تعلق خوارج سے ہے یعنی علیؓ نے عمارؓ کو بھیجا تھا خوارج کو سمجھانے کے لئے اور اسکے نتیجے میں یہ آیا کہ وہ انکو برابر جنت کی طرف بلاتے رہے اور خوارج انکو جہنم کی دعوت دے رہے(لایصح اسلئے کہ خوارج صفین کے بعد ظاہر ہوئے جب تحکیم کا مسئلہ آیا)۔

4)یہ فقرہ اس حدیث میں موجود ہی نہیں بلکہ ناسخ کی غلطی ہے۔

---

[41]ابن ماجه(41/1): 112 – حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا عُثْمَانُ، إِنْ وَلَّاكَ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ يَوْمًا، فَأَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تَخْلَعَ قَمِيصَكَ الَّذِي قَمَّصَكَ اللَّهُ، فَلَا تَخْلَعْهُ» ، يَقُولُ: ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ النُّعْمَانُ: فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَا مَنَعَكِ أَنْ تُعْلِمِي النَّاسَ بِهَذَا؟ قَالَتْ: أُنْسِيتُهُ

5)جنت کنایہ ہے حق سے اور نار کنایہ ہے باطل سے کہ حق کا تقاضایہ ہے کہ جنت تک لے جائے اور باطل کا تقاضایہ ہے کہ نار تاک لے جائے (لیکن یہ بات ممکن ہوگی جب کوئی مانع نہ ہو اور یہاں مانع یہ ہے کہ ہر گروہ نے اجتہاد کیا)۔

-مفتی صاحب کے نزدیک اصل جواب:

نار کو "حرب" کہتے جیسے کلما اَوقدوا نارًا للحرب اور جنت سے مراد تابعداری و صلح ہے، تو عمارؓ جب مصر گئے یا جب علیؓ کے فوج میں تھے تو ان غلط قسم کے لوگوں کو دعوت دیتے رہے صلح اور تابعداری کی اور مخالفین عثمانؓ نار یعنی حرب کی تلقین دیتے رہے جسکے سبب سے لڑائی ہوئی اور چونکہ عمارؓ انکے ساتھ ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ویح": افسوس ہے عمارؓ پر۔

- اصل تشریح البدایۃ والنہایۃ میں ہے (7/287 دار الافتاء کے نسخے میں نشان لگایا مفتی صاحب نے)

- ابو جندل کے بارے میں، بخاری ثانی: مِسْعَرُ حربٍ

- علیؓ سے پوچھا گیا: ما حملہم علی قتل عثمانؓ؟ تو جواب دیا حسد نے (ابن سبا وغیرہ) چونکہ انکا مطالبہ تھا کہ عثمانؓ خلافت سے برخواست ہو جائے اور امراء کے تقرر و عزل کے معاملہ کا اختیار انکو دے دے۔

بَابُ الِاسْتِعَانَةِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِي أَعْوَادِ المِنْبَرِ وَالمَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: نجار کو مسجد میں لاسکتے تاکہ لکڑی کا کام کرے اور صناع کو بھی تاکہ اپنی صنعت کرے۔

- ایک روایت کی طرف اشارہ: جنبوا مساجدکم عمالکم

- مصنفؒ نے کہا: یعنی محل تجارت نہ بناؤ لیکن بنانے کے لئے لاسکتے۔

- ایک عورت نے کہا کہ منبر بنائے گی تو تاخیر ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے بھیجا مطالبہ کرنے کے لئے یا یہ کہ صنعت بتانے لئے (یعنی کیا کیفیت ہونی چاہئے)

- اَجلس علیھن: معلوم ہوا کہ اصل خطبہ بیٹھ کر ہے: نکاح کا خطبہ (جب تک قیام ثابت نہ ہو (جیسے عید کے خطبہ کے لئے)۔

- تو اشکال نہ ہو کہ بعض روایت مین عورت نے کہا تھا اور یہاں آپ ﷺ نے مطالبہ کے لئے بھیجا (بَعَثَ)۔

بَابُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا

- ترجمۃ الباب کا مقصد: فضیلۃ المسجد المستحکم المزیَّن۔

ما قبل مسجد نبوی کا ذکر تھا اور یہاں عام مسجد کا ذکر ہے۔

- 13ھ میں انہوں نے بنایا: اکثر تم الاعتراض

- یہاں: من بنی مسجدا: ابن ماجہ میں: ولوکَ محفص قطاۃ: کبوتر کے گھونسلے کی طرح: کنایۃ ہے صغیر ہونے میں یا زیادتی کے لئے۔

- سوال: مثلہ فی الجنۃ کا کیا مطلب ہے۔

جواب: 1) بنی اللہ مثلہ اَی فی کونہ بناءً وان کان اضعافًا مضاعفًا: مثال: آدمی بادشاہ کو تحفہ دے کھانے کی کوئی چیز اور بادشاہ بھی اسکو کھانے کی کوئی چیز بھیج دے تو دونوں میں آسمان و زمین کا فرق ہوگا اگرچہ دونوں نے کھانا دیا (ہر ایک اپنے حیثیت کے مطابق دے گا)

2) بنی اللہ مثلہ اَی فی الجودۃ والاستحکام

3) بنی اللہ مثلہ اَی فی کونہ اَفضل (یہ اچھا جواب ہے)

4) بنی اللہ مثلہ اَی لا ینفی الزیادۃ

5)بنی اللہ مثلہ اَی فضل ہے اور دوسری جگہ عدل آیا
6)ہذا قبل نزول الآیۃ: من جاء بالحسنۃ فلہ عشر اَمثالہا
-جس نے زمین دی وقف کے طور پر اسکو بھی فی الجملۃ شمار کیا جائے گا اور جسنے مسجد میں مزدوری کی اخلاص کے ساتھ تو اسکو بھی اجر ملے گا اگر چہ مفت میں کام کرنے والے کے اجر کی طرح نہیں تو ہر ایک اپنے عمل کے حساب سے اجر ملے گا۔

بَابُ يَأْخُذُ بِنُصُولِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِي المَسْجِدِ(ص64)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کسی کو اذیت نہیں پہنچانا چاہیے مسجد میں جاکر۔
- متنبی کا شعر ہے: رمـاني الـدهر بـالأرزاء حـتى ... فـؤادي في غشـاء مـن نبـال
فصـرت إذا أصـابتني سـهام ... تكسـرت النصـال علـى النصـال

بَابُ المُرُورِ فِي المَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مرور جنبی کے لئے جائز ہے (یہ مقصد نہیں بنتا ترجمۃ الباب کا) یہ لازم نہیں کہ مرور خاص ہو (جنبی کے لئے)۔
- مسجد کو ممر بنانے کا حکم: احناف: مکروہ (ابن ماجہ: نزهوا المساجد ولا تتخذوها طرقًا)؛ ائمہ ثلاث: جائز
- ایک روایت میں ہے: لا تنبغی المساجد اَن تتخذ طرقًا
- ممکن کہ یہاں مرور سے مراد دخول ہو ورنہ استدلال تام نہیں۔

بَابُ الشِّعْرِ فِي المَسْجِدِ[42]

- ترجمۃ الباب کا مقصد: شعر حسن مسجد میں پڑھ سکتے
- نھی عن تناشد الاَشعار فی المسجد اور عمرؓ منع کرتے تھے اور مسجد کے باہر ایک جگہ بنائی گئی تھی شعر وغیرہ پڑھنے کے لئے؛
- اشعار نہیں پڑھنا چاہیے جب
- مسجد میں اشعار نہیں محمول ہے بعض عوارض پر: 1) زمانہَ جاہلیت کے اشعار؛ 2) فخر ومفاخرۃ کے لئے ہو؛ 3) غلبۃً نہیں پڑھنا چاہیے 4) جبکہ شور وشغب کا اندیشہ ہو۔ 5) تشویش المصلین ہو۔ 6) مشاعرہ ہو (یعنی اشعار کا مقابلہ)

-تو اگر یہ کیفیات نہ ہو اور آپ ﷺ کی تعریف ہو تو پڑھ سکتے
-عمرؓ نے عبد اللہ بن رواحۃ کو روکا تھا تو آپ ﷺ نے چھوڑنے کا حکم دیا۔
-فإنہ احد علیہ من شدۃ النبل............................
-اللہم ایدہ بروح القدس، تو روح القدس کا کیا تعلق ہے شعر سے؟!
جواب: اشعار بطور القاء ہوتا ہے دل ودماغ پر تو وہ جبریلؑ کے مناسب ہے کہ وہ القاء کرے۔

بَابُ أَصْحَابِ الحِرَابِ فِي المَسْجِدِ(ص65)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مسجد سے ملحق صحن کو استعمال کرنا جائز ہے جیسے کہ یہاں اصحاب حراب نے استعمال کیا۔
- مسجد کے ساتھ ہاسپٹال، ٹریننگ سنٹر وغیرہ بناسکتے؛ ابن ماجہ میں روایت[43] ہے: وَلَا يُشْهَرُ فِيهِ سِلَاحٌ

---

[42] فتاوی دار العلوم زکریا(696/4)

- عبادت کی نیت ہو اور خطرہ نہ ہو وغیرہ تو پھر جائز ہے حراب کے ساتھ ٹرینگ۔
- مسجد کا مطلب ملحقات المسجد جسکو مجازاً او توسعًا مسجد کہا گیا۔
- عائشہؓ کا دیکھنا لعب ہے نہ کہ مردوں کو دیکھنا۔ اصل ٹرینینگ کو دیکھنا تھا۔
- عورتوں کے ساتھ کلام کرنے کے بارے میں اصول یہ ہے:triple خاء:1)خوف فتنہ نہ ہو۔ 2)اختلاط نہ ہو۔ 3)خلوت نہ ہو۔ تو اگر یہ تین چیزیں نہ ہو تو گنجائش ہے۔
- جہاں تک نظر کا حکم ہے:1) نظر إليها:خواہش کی تکمیل وہم کے درجے میں۔
2) نظر إليه:خواہش کی تکمیل ظن کے درجے میں ہے تو اسمیں زیادہ کراہت ہے۔

- ابتدؤھا بالسلام وجوابھا بالسلام:زیادہ سے زیادہ مکروہ لکھا(جبکہ زیادہ فتنہ کا خوف ہو)اور اسکے بر عکس اس درجہ کی کراہت نہیں ہے۔
- فتنہ نہ ہو تو سلامہ وسلامھا کی گنجائش ہے جیسے کہ بخاری ثانی میں مقبلین من عرس سے سلام کیا یعنی پوری جماعت کو سلام کیا۔
- حبشی تیروں کے پھل کو نہیں پکڑ رہے تھے اسلئے کہ ہجوم نہیں تھا تو اندیشہ زخم نہ تھا۔

بَابُ ذِكْرِ البَيْعِ وَالشِّرَاءِ عَلَى المِنْبَرِ فِي المَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد:البیع والشراء یُمنع فی المسجد ولا حرج فی ذکر البیع والشراء فیہ جیسے کہ ذکر المسٔلۃ فی المسجد مطلوب لا ممنوع اور ذکر مسٔلۃ البیع کذکر الفاظ البیع۔
- البیع بالکلام بغیر إحضار المبیع لا حرج فیہ أحیانًا۔
- ہم کہتے ہیں کہ ذکر بیع وشراء بھی نہ کرے اسلئے کہ کلام کبھی لمبا ہو جاتا ہے(الکلام یجرُّ)

بَابُ التَّقَاضِي [ص:99] وَالمُلاَزَمَةِ فِي المَسْجِدِ

- دین کے مطالبہ میں مدیون کا پیچھا کرنا
- ترجمۃ الباب کا مقصد:مسجد میں ملازمت اور فیصلہ اور صلح سب کر سکتے(دار الشوری والمصالحۃ)
- یہ سب مسجد کے ملحقات میں جائز ہے تو مسجد مسلمانوں کے لئے ایسا ہے جیسے دار العاصمۃ(capitale)یعنی مرکز۔
- اشکال:یہاں ملازمت کا ذکر نہیں ہے؟!

جواب:1)ص373 پر یہ حدیث مذکور ہے اور ملازمت صریح مذکور ہے(........فلزمہ......)
2)ارتفاع الأصوات بھی ملازمت کی ایک شکل ہے۔

- اشکال:حدیث[44] میں اسکی ممانعت ہے:جنبوا مساجدکم..............................رفع الأصوات،تو یہاں کیسے؟!

جواب:1)رفع الأصوات قصداً مکروہ ہے اور تبعًا ہو جیسے مطالبۂ دین میں تو گنجائش ہے۔
2)یا رفع الصوت بے فائدہ ہو تو نا جائز ہے۔

---

[43]ابن ماجہ(247/1): 748 - يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جَبِيرَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " خِصَالٌ لَا تَنْبَغِي فِي الْمَسْجِدِ: لَا يُتَّخَذُ طَرِيقًا، وَلَا يُشْهَرُ فِيهِ سِلَاحٌ، وَلَا يُنْبَضُ فِيهِ بِقَوْسٍ، وَلَا يُنْشَرُ فِيهِ نَبْلٌ، وَلَا يُمَرُّ فِيهِ بِلَحْمٍ نَيِّءٍ، وَلَا يُضْرَبُ فِيهِ حَدٌّ، وَلَا يُقْتَصُّ فِيهِ مِنْ أَحَدٍ، وَلَا يُتَّخَذُ سُوقًا "

[44]ابن ماجہ(247/1): 750 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ يَقْظَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ، وَمَجَانِينَكُمْ، وَشِرَاءَكُمْ، وَبَيْعَكُمْ، وَخُصُومَاتِكُمْ، وَرَفْعَ أَصْوَاتِكُمْ، وَإِقَامَةَ حُدُودِكُمْ، وَسَلَّ سُيُوفِكُمْ، وَاتَّخِذُوا عَلَى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ، وَجَمِّرُوهَا فِي الْجُمَعِ»

3) یہاں مسجد کی حیثیت سے یہ حدیث ذکر کی اور بعد میں خصومت کی حیثیت سے ذکر ہو گی۔

4) یا یہ بتلانا ہے کہ رفع الصوت متخاصمین کرتے۔

-فخرج إلیہما: اور ایک روایت میں مرّ بہما؛ تطبیق: فخرج و مر بہما۔

-معلوم ہوا کہ دین کو کم کرنا جائز ہے۔

بَابُ كَنْسِ المَسْجِدِ وَالتِقَاطِ الخِرَقِ وَالقَذَى وَالعِيدَانِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مسجد کی صفائی و خدمت محمود ہے اور اگر کوئی چیز پڑی نظر آئے تو اٹھانا چاہئے، بلکہ وہ عمل موجب ثواب ہے۔
- بیہقی کی روایت[45]: فَقَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَلْتَقِطُ الْخِرَقَ، وَالْعِيدَانَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: " أَيْنَ فُلَانَةٌ؟ " قَالُوا: مَاتَتْ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ لیکن مصنفؒ کی شرط پر نہیں۔
- معلوم ہوا کہ حاضری لینی چاہئے کہ فلاں کہاں ہے؟
- اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے!
- اشکال: ابوداؤد میں[46] ہے کہ کنکریوں کو نہ اٹھائے!؟ «إِنَّ الْحَصَاةَ لَتُنَاشِدُ الَّذِي يُخْرِجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ»

جواب: کبھی کنکریاں مقصود جیسے اس زمانے میں اور کبھی مقصود نہیں جیسے اس زمانے میں۔

- امام سیوطیؒ نے انموذج اللبیب[47] میں لکھا کہ بغیر ان کی نماز جنازہ کی فرضیت ساقط نہ ہوتی۔
- وصلِّ علیہم إن صلاۃ سکن لہم؛ حدیث میں: ان ہذہ القبور ظلمۃ............
- آپ ﷺ نے دوبارہ قبر پر جنازہ کی نماز پڑھی! کیوں؟

جواب: 1) لأنہ کان مأمورًا بالطہارۃ؛ 2) لأن الظلمۃ تتبدل بالنور بصلوتہ؛ 3) لأنہ ولیٌّ وللولی حق الإعادۃ۔

بَابُ تَحْرِيمِ تِجَارَةِ الخَمْرِ فِي المَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: محرمات کا ذکر ممنوع نہیں مسجد میں بلکہ مطلوب ہے۔
- ربا یربو، واوی ہے اور زکا یزکو بھی اور صلی یصلی یائی ہے لیکن تعظیم کی وجہ سے واؤ کے ساتھ لکھتے۔
- خمر اور خمر کی بیع و شراء کی حرمت 3ھ غزوہ احد میں نازل ہوئی اور ربا کی حرمت فتح مکہ کے بعد تو ثم حرم تجارۃ الخمر کیسے بنے گا؟!

جواب: 1) بینہا مرّۃ ثانیۃ؛ 2) پہلے پینے کی ممانعت تھی اور اب تجارت خمر کی حرمت بیان کیا۔ 3) أی جعلہا مشبہۃً بالربٰو

بَابُ الخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مسجد کے لئے خادم رکھنا اسراف نہیں چاہے مسجد کے مال سے یا اپنے مال سے، مجانًا کان أو بالأجرۃ۔

---

[45] السنن الکبری للبیہقی(52/4): 6918 - أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ، أنبأ أَبُو عُثْمَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَصْرِيُّ، ثنا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، أنبأ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: فَقَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَلْتَقِطُ الْخِرَقَ وَالْعِيدَانَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: " أَيْنَ فُلَانَةُ "، قَالُوا: مَاتَتْ، قَالَ: " أَفَلَا آذَنْتُمُونِي "، قَالُوا مَاتَتْ مِنَ اللَّيْلِ وَدُفِنَتْ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَكَ، فَذَهَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِلَى قَبْرِهَا، فَصَلَّى عَلَيْهَا وَقَالَ: " إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا تَدَعُوا أَنْ تُؤْذِنُونِي "

[46] سنن أبی داود (125/1): 460 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي الصَّاغَانِيَّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، حَدَّثَنَا أَبُو حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ أَبُو بَدْرٍ: أُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْحَصَاةَ لَتُنَاشِدُ الَّذِي يُخْرِجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ»

[47] انموذج اللبیب (151/1): وذكر بعض الحنفية: أن في عهده لا يسقط فرض الجنازة إلا بصلاته، فيؤول إلى أن صلاة الجنازة في حقه فرض عين، وفي حق غيره فرض كفاية.

2)مسجد کی خدمت اور صفائی مسجد کی تعظیم ہے؛اجیر: اجرت کے ساتھ کام کرے تو جائز ہے چونکہ مسجد عوام و قائدین کے لئے، ہاں اپنی ذات کے فائدے کے لئے جائز نہ ہو گا۔

-نذرت لک مافی بطنی محرَّرا: أی محرّرا للمسجد أی مفوّضًا إلی خدمۃ المسجد۔

-ہماری شریعت میں ایسا نہیں، تو اگر کسی نے ولد کو آزاد کیا مسجد کے لئے تو لازم نہیں۔

-آپ ﷺ نے فرمایا: تلتقط القذی من المسجد یعنی قبولیت کی طرف اشارہ۔

بَابُ الأَسِيرِ – أَوِ الغَرِيمِ – يُرْبَطُ فِي المَسْجِدِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مسجد کی اہانت نہیں ہے اگر قیدی کو باندھ دیا جائے اور مسجد سے مراد ملحقات (یعنی صحن)۔
- عفریت: 1) شریر؛ 2) قوی الجثۃ والجسد؛
- سلیمانؑ کو عفریت نے کہا تھا: (قال عفریت من الجن أنا آتیک بہ قبل أن تقوم من مقامک) تو وہ شریر نہیں تھا بلکہ قویّ الھیکل والجثۃ
- ممکن ہے کہ عفریت عَفَر سے ہو جو مٹی کے معنے میں ہے۔
- لیقطع علی خشوع صلوٰتی؛ کہ میں باندھ لوں: 1) اسلئے کہ انسان کی شکل میں آیا تھا؛ 2) ایک روایت میں بلی کی شکل میں آیا تھا۔
- تو مسجد کے ایک ستون سے باندھنا جائز ہے لیکن یہ مراد نہیں ہے کہ مسجد کو جیل خانہ ہی بنا دے۔
- قول أخی سلیمان: ہر نبی اپنے برادری پر شفقت رکھتا ہے تو گویا بطور شفقت کے أخی کہا اور یہ جہنم والے کے بالکل برعکس ہے: کلما دخلت أمۃ لعنت أختھا۔
- سلیمانؑ نے دعاء کی تھی کہ ایسے ملک عطا فرما جو "لاینبغی لأحد من بعدی" تو اسمیں بخل کی بو ہے!؟

جواب: 1) "لاینبغی لأحد من بعدی" أی لایُغتصبُ منّی۔

2) "لاینبغی لأحد من بعدی" أی من دونی (مجھ سے کم درجے والا نہ ملے تاکہ غلط فائدہ نہ اٹھائے کوئی) تو ادنی کے لئے مناسب نہیں۔

3) یکون دائمًا و أبدًا معی۔

4) ہذا بأمر اللہ تعالی کہ یہ معجزہ آپ کے لئے خصوصیت ہے کہ انس و جن و طیر تابع ہیں آپکے لئے تو آپ ﷺ نے احترامًا چھوڑ دیا تاکہ ظاہری مشابہت بھی نہ ہو ورنہ ایک جنّ پکڑنے سے مشابہت اور برابری پھر بھی نہیں ہے۔

بَابُ الِاغْتِسَالِ إِذَا أَسْلَمَ، وَرَبْطِ الأَسِيرِ أَيْضًا فِي المَسْجِدِ

- اسمیں 4 نسخے ہیں: 1) باب الاغتسال إذا اسلم وربط الأسیر أیضًا فی المسجد؛ 2) باب الاغتسال إذا اسلم 3) بابٌ 4) باب دخول المشرک فی المسجد۔

-اشکال: اس باب کا تعلق غسل سے ہے نہ کہ مسجد سے!؟

جواب: غسل ہے لیکن إذا أسلم وأراد دخولَ المسجد۔

- اور یہ باب فی الباب ہے: ماقبل میں 2 چیزوں کا ذکر ہے: 1) قیدیوں کو باندھنا؛ 2) مدیون کو باندھ لینا۔ یہ ظاہری ربط ہے لیکن یہ تشریح

کے اعتبار سے ربط ہو گیا۔

- تو غسل: ڈؒ: واجب ہے؛ ائمہ ثلاث: واجب نہیں إلا أن یکون جنبًا أو حائضًا۔
- إذا أسلم الجنبُ فالغسل واجب عند فؒ اور عند حؒ 2 قول ہیں لیکن راجح وجوب والا قول ہے۔
- کافر کا غسل کافی ہے اسلام کے لئے؛ احناف: کافی صلوٰۃ وغیرہ کے لئے؛ فؒ: دوسرا غسل کی ضرورت ہے (لانیۃ للکافر)۔
- کؒ: ارادۂ اسلام ہو تو کافی یعنی ایک آدمی کفر کی حالت میں جنابت کی وجہ سے غسل کرے پھر مسلمان ہو جائے تو اسلام لانے کے بعد تو فؒ: لازم ہے دوبارہ غسل کرنا؛ حؒ: دوبارہ لازم نہیں اسلئے کہ نیت کے بغیر غسل ہو جاتا ہے (مثلاً پانی میں غوطہ لگانے والا)۔
- غسل مستحب تو ہے اگر حالت کفر میں غسل کرے
- "وکان شریح یأمر الغریم" کے 2 معنی: 1) أی بالغریم (تو باء محذوف) جیسے أمرتک الخیر لکن لست تفعلہ أی أمرتک بالخیر۔
  2) أن یُحْبَسَ نفسہ مع ساریۃ المسجد
- خیل: گھوڑ سوار؛ نجد: اونچی زمین اور عرب کی زمیں کے 5 حصے ہیں: 1) تہامۃ؛ 2) نجد؛ 3) حجاز؛ 4) عروض؛ 5) یمن۔
- تو یہ مطلب نہیں ہے کہ مسجد کو جیل خانہ بنادو لیکن مصلحت کی بناء پر نظام کرسکتے۔ جیسے ثمامۃ بن اثال کو صحابہ کے اعمال و اخلاق دکھانے کے لئے وغیرہ (قصۃ دیکھنا صور من حیاۃ الصحابۃ میں: إن تقتل تقتل ذا دم وإن تنعم تنعم علی شاکر)
- فاغتسل: یعنی خود غسل کیا تو معلوم ہوا کہ غسل کرنا بہتر ہے۔
- قیس بن عاصم جب آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے اسلام لانے کے لئے: فأمرنی أن أغتسل؛ تو معلوم ہوا کہ غسل مستحب ہے اسلام لانے کے لئے۔
- تو ثمامۃ بن اثال مسجد میں 3 دن رہنے سے اسلام لائے تو مسجد کے کام کرو اسلئے کہ اسمیں برکت ہے۔

بَابُ الخَيْمَةِ فِي المَسْجِدِ لِلْمَرْضَى وَغَيْرِهِمْ

- مسجد کے پاس ہاسپٹال، اسکول (جیسے اصحاب صفہ)، کھیل کا میدان (ٹریننگ سنٹر جیسے حبشی والا واقعہ میں) اور بازار (شوپینگ سنٹر)، مسافر خانہ (جیسے مسافر عورت آئی تھی جسکی ہار گم ہوئی تھے)، جمعیت کی آفس یا الإمداد جہاں سے تقسیم کرتے، تبلیغی مرکز؛ پارکینگ (باب إدخال البعیر میں اسکا ثبوت ہے)۔
- الکحل: عرقٌ فی الذراع؛ کؒ: خون کا ازالہ ضروری نہیں۔
- خیمہ کو قریب المسجد لگایا، اندر نہیں یا یہاں مسجد لغوی مراد یعنی مصلی (نماز کی جگہ)؛
- سعد بن معاذ بنو قریظہ میں لائے گئے اور انہوں نے دعاء کی تھی۔
- الآن نأتیہم ولا یأتوننا۔
- موت کی دعاء آخرت کی ملاقات کے لئے جائز ہے اور دنیاوی مصیبتوں کی وجہ سے موت مانگنا جائز نہیں ہے۔
- نجاست کا ازالہ سنت ہے۔

بَابُ إِدْخَالِ البَعِيرِ فِي المَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ پارکینگ ضرورت و مصلحت کی بناء پر جائز ہے۔

- طاف: طواف الوداع علی البعیر: 1) تعلیم کے لئے؛ 2) بیماری کی وجہ سے؛ 3) کانت مجربۃ (سکھائی ہوئی): ہر جگہ حاجت نہیں کرتی تھی (یعنی بول وبراز)۔
یا مسجد کے باہر سے طواف کر رہا تھا۔
- اسی طرح جو اعرابی آیا تو بعیر کو دروازے پر باندھا اور پوچھا: أفیکم محمدًا۔
- سب سے پہلے دیوار لگانے والا حرم کے آس پاس عمرؓ ہیں۔

بَابٌ

- اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کا واقعہ (انکی لاٹھی سے روشنی نکلتی تھی)۔
- ترجمۃ الباب: 1) باب فضل الجلوس فی المسجد للعبادۃ
2) باب النور الخارج من المسجد
3) باب فی الباب ہے
4) باب فضیلۃ الانتظار فی المسجد۔
5) باب الیُسر والسہولۃ علی من کان فی المسجد
6) باب العصا یشبہ البعیر (یعنی جس طرح بعیر کے پیروں کے نیچے مٹی ؤغیرہ ہو گی تو عصا کے نیچے بھی)
7) باب جواز الکلام فی المسجد۔

-اشکال: یہاں یہ بات ہے کہ دونوں کی لاٹھی سے روشنی نکلتی تھی اور دوسری روایت میں ایک کی لاٹھی سے!؟
جواب: تطبیق اس طرح ہو سکتی کہ جب تک ایک ساتھ تھے تو علی سبیل التناوب (باری باری) اور جب الگ ہوئے تو دونوں کی لاٹھی سے۔
اس نور کو حدیث میں ذکر ہے: بشر المشائین فی الظلم بالنور التام یوم القیامۃ۔

بَابُ الخَوْخَةِ وَالمَمَرِّ فِي المَسْجِدِ

- خوخۃ: 1) روشندان؛ 2) الباب الصغیر۔
- بعض نسخوں میں ترجمۃ الباب میں واؤ ہے اور بعض میں نہیں تو جن نسخوں میں واؤ نہیں ہے تو ممر خوخۃ کی تفصیل ہو گی، اور جہاں واؤ آیا تو خوخۃ کا مطلب باب صغیر ہو گا اور ممر الگ ہو گا۔
- مسجد کو ممر بنا سکتے عند المصنفؒ۔
- بعض مصنفؒ کا مقصد یوں بیان کرتے: 1) مسجد میں ممر جائز ہے۔
2) خوخۃ کی تفسیر روشندان نہیں بلکہ الباب الصغیر
3) مرور فی المسجد جُنُب کے لئے جائز (قیاس کیا کہ جب چھوٹا دروازہ ہے تو اس سے گزرنا پڑے گا)

-ابو سعید کا نام: سعد بن مالک؛ ابو بکرؓ أعلم تھے لیک أروی نہیں: 142 مرویات ہیں۔
-تو معلوم ہوا کہ وہ أرق قلبًا اور أحبّ للرسول وأمنّ الناس علی الإسلام (ص 67): 1) اکرمہم جودًا؛ 2) اپنے اوپر آپ ﷺ کا احسان مانتے۔
-والد نے کہا کہ اعتاق نہ کرو لیکن پھر بھی آزاد کرتے تھے (معلوم ہوا کہ والد کی اطاعت ہر صورت میں ضروری نہیں بلکہ شریعت کے کسوٹی سے دیکھنا پڑے گا)۔

-خلیلًا: قلبی دوست: 1) الحبُّ الذی دخل فی خلال القلب (متنبی کا شعر ہے: عذل العواذل حول قلبي التائه ... وهوى الأحبة منه في سودائه)
خُلَّۃ 2) الحب الداخل فی خلال القلب الذی ینقطع إلیہ ویتوجہ إلیہ اور یہ محبت صرف اللہ سے ہے۔
شعر: دوستی ایک سے ہوتی ہے ہزاروں سے نہیں روشنی چاند سے ہوتی ہے ستاروں سے نہیں۔
شعر: ساری دنیا سے نفرت ہو گئی اب تو آ جا خلوت ہو گئی

- عام محبت: المیل إلی المحبوبین والمحبوبات
- خُلّت: الانقطاع إلی اللہ فی الحاجات۔
- الحبّ: الذی یحیط بالقلب (أن یملأ القلب من حبّ المحبوب)
- کبھی خلت خاص ہے: ایک کی طرف متوجہ و منقطع ہو اور اسی کا ذکر ہو ہر وقت اور اس سے دل غافل نہ ہو۔
- کبھی خلت عام ہے: جیسے کہ فلاں شخص میرا دوست ہے
- متنبی کا شعر ہے: ما الخلُّ إلّا من أودُّ بقلبهِ ... وأرى بطرفٍ لا يرى بسَوائه
- اشکال: دوسری روایت میں ہے: سدّوا الأبواب إلّا باب علیّ (حاشیہ میں موجود ہے)!؟

جواب: 1) یہ روایت ضعیف ہے سند میں مسکین بن بُکیر اور ابراھیم بن مختار ضعیف ہیں
ترمذی کی روایت کی سند میں محمد بن حمید رازی بھی ضعیف ہے؛ اور اگر کہے کہ متابع موجود ہے تو وہ بھی ضعیف ہے۔
تطبیق: سب دروازوں کو بند کر دے اور علیؓ کا دروازہ کھلا اور سب کی کھڑکیاں کھولی (ابتداءً) پھر صرف علیؓ کا دروازہ کھلا چھوڑا اور سب کا بند کر دیا اور بعد میں سب دروازے مع ابواب صغیرہ سب بند سوائے خوخۃ أبي بکرؓ اور یہ اشارہ إلی خلافتہ۔

- خلۃ: رجوع فی الحاجات إلی اللہ تو کسی اور کے ساتھ خلت نہیں اور یہاں خلۃ الاسلام آیا!؟

جواب: خلۃ الإسلام عام محبت ہے۔

بَابُ الأَبْوَابِ وَالغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالمَسَاجِدِ(ص67)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مسجد کے لئے دروازے اور تالے لگانا جائز ہے جیسے کعبہ شریف کے لئے جو افضل المساجد ہے۔
- سوال: ومن أظلم ممن منع مساجد اللہ........ تو کیسے مسجد بند کرنا جائز ہوگا؟

جواب: یہاں مسجد سے منع کرنا مقصود نہیں بلکہ مسجد کے اشیاء کی حفاظت اور کتوں اور بلیوں سے حفاظت مقصود ہے

- لورأیت مساجد ابن عباس لسررت و فرحت: بعض کہتے کہ نہیں دیکھ سکے کہ گر چکے تھے۔ تو یہ بات صحیح نہیں اسلئے کہ ابن جریج کی پیدائش 80ھ میں اور ابن عباسؓ کا انتقال 68ھ میں۔ تو مطلب یہ ہو گا کہ ابن عباسؓ کی مسجد طائف میں اور عبد الملک (ابن جریج) طائف نہیں گئے تو اس پر افسوس کر رہے تھے۔
- فتح مکہ حجۃ الوداع دوسرے دن نماز پڑھی کعبہ میں تو اغلاق الباب تاکہ ہجوم نہ ہو۔

بَابُ دُخُولِ المُشْرِكِ المَسْجِدَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ ہے: حؒ: مطلقا جائز؛ کؒ: ممنوع مطلقًا؛ فؒ: مسجد حرام کے علاوہ جائز ہے؛

کؒ: 1) لا یجوز مطلقًا اور کؒ 2): جائز باجازۃ الحاکم۔

- امام فؒ کا استدلال اس آیت سے: إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا.

جواب: 1) یعنی متولی ہو کر داخل نہ ہو: أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ.

2) لایقرب المسجد الحرام أی للحج والعمرۃ جیسے حضور ﷺ نے علیؓ سے اعلان کروایا تھا۔ الا لا يطوفنّ بالبيت مشرك بعد عامنا هذا.

3) یا اپنی نجاست پھیلانے کے لئے نہ آئے یعنی انکے غلط عقیدہ: قولاً، إلا شریکًا ہو لک کہتے طواف کرتے کرتے۔ اور اخلاقاً بھی نجس کہ طواف ننگے کرتے تھے اور عملاً بھی (ماکان صلوتہم عند البیت إلا مکاء وتصدیۃ)

- تو ان تمام وجوہات کی بناء پر نہیں آسکتے، ہاں اگر عظمت اسلام دل میں ہو اور ڈرتے ڈرتے آئے تو جائز ہے۔
- ابو حنیفۃ: الملۃ الحنیفیۃ کے پھیلانے والے۔
- احناف کے دلائل:

1) ابوداؤد[48] میں: " الْيَهُودُ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا مِنْهُمْ "

2) اسی طرح وفد نجران آئے تھے مسجد میں[49]: قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ نَصَارَى نَجْرَانَ .

3) اسی طرح جبیر بن مطعم نے اسلام سے پہلے سورۃ طور سنا تھا مسجد حرام میں۔

-تو جواز تو ہے لیکن یہ بات اپنی جگہ پر ہے کہ احتیاط کرنا چاہئے[50]۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي المَسَاجِدِ

- جمہور اور عام علماء ضرورۃً بات جائز ہے: غرض دنیوی یا دینی ہو اور عام حالات میں مکروہ ہے
- کؒ: مطلقاً مکروہ، ولو للعلم۔
- مصنفؒ کرہیت کی طرف مائل ہیں یا جواز کے قائل جیسے آخری حدیث سے پتہ چلتا ہے۔
- بعض کہتے کہ کراہیت ہے اور بعض کہتے کہ آپ ﷺ نے صراحۃً رفع الصوت پر تنبیہ نہیں فرمائی۔
- سائب بن یزید چچا ہے اور یزید بھتیجہ ہے۔
- اگر مضاف مضاف الیہ کا جزء ہو اور تثنیہ ہو تو دونوں مضاف جمع ہونگے تاکہ 2 تثنیہ جمع نہ ہو اور اشتباہ نہ ہو: جیسے اصواتکما؛ اور اگر جزء نہ ہو تو مضاف کو تثنیہ ہی لائیں گے۔
- شور وشغب کو روکنا چاہئے خاص طور پر نکاح کے وقت، ہاں دینی غرض ہو تو حکم الگ ہے۔

بَابُ الحِلَقِ وَالجُلُوسِ فِي المَسْجِدِ

[48] ابو داود(132/1): 488 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا رَجُلٌ، مِنْ مُزَيْنَةَ وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: " الْيَهُودُ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ فِي رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا مِنْهُمْ "

[49] المعجم الاوسط(176/4 نمبر3906)

[50] فتاوى دار العلوم زكريا(724/4): غیر مسلم کا مسجد میں عبادت کرنے کا حکم۔

- اِنما المساجد بنیت لذکر اللہ ولعبادتہ
- الحلق للعلم ولقراءۃ القرآن وللذکر یہ سب جائز ہے: " إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ، فَارْتَعُوا "، قَالُوا: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: " حِلَقُ الذِّكْرِ "[51]
- ترجمۃ الباب کا مقصد: نھی النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عن الحلق قبل صلوۃ الجمعۃ اسلئے کہ صفوف کا اہتمام کرنا ہے۔
- وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً یعنی عاجزی کے ساتھ۔
- دون الجهر أي دون الجهر المفرط (مولانا گنگوہیؒ)
- اربعوا على أنفسكم یعنی جہر مفرط نہ کرو بلکہ معتدل طریقہ اختیار کرو۔
- ماجلس قوم یذکرون اللہ اِلا حفتہم الملائکۃ
- ہاں حلقے کے درمیان سے منع فرمایا تا کہ مسخرۃ نہ ہو جائے۔
- ورکعتین بعد الوتر: حؒ سے کوئی روایت نہیں؛ فؒ: احیانا پڑھ سکتے؛ کؒ: نہیں ہے؛ دؒ: نہ میں پڑھتا ہوں اور نہ میں منع کرتا ہوں۔
- تو وتر کا مطلب: 1) آخر میں وتر رکھو؛ 2) یارات کی نماز کی تعداد کو وتر رکھو۔
- حلقۃ کی شکل ہو یا نہ ہو اسکو حلقۃ العلم کہتے یعنی مجلس العلم، تو ضروری نہیں ہے کہ دائرہ ہے۔
- ایک رکعت وتر پھر اجازت تھی پھر منسوخ..............
- پہلی رکعت: سبح اسم ربک؛ دوسری رکعت: سورۃ کافرون؛ تیسری رکعت: سورۃ احد۔
- نھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عن البتیرۃ۔
- جمہور علماء: اَولہم افضلہم (خلا کو پُر کیا) اور دوسری نے حیا کی لیکن حیا فی غیر محلہ ہے۔

بَابُ الِاسْتِلْقَاءِ فِي المَسْجِدِ وَمَدِّ الرِّجْلِ

- چت لیٹنا یا پشت کے بل پر بیٹھنا۔ مصنفؒ اشارۃ کر رہے ہیں اس حدیث کی طرف: "لا يستلقين أحدكم ثم يضع إحدى رجليه على الأخرى"[52]
- سوال: ممانعت کی کیا وجہ ہے؟

جواب: 1) نھی منسوخ اور جواز ناسخ

2) ممنوع جب کشف عورت کا خوف ہو۔

3) یہ ممنوع اور خلاف اَولی عند اجتماع الناس۔

4) ممنوع جب کشف عورت کا خوف ہو اگر پاؤں کو ایک دوسرے پر رکھے۔

- واضعًا اِحدی رجلیہ مدًا تو جائز ہے۔

- عمرؓ اور عثمانؓ بھی کرتے تو معلوم ہوا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خصوصیت نہیں تھی۔

بَابُ المَسْجِدِ يَكُونُ فِي الطَّرِيقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ

---

[51] ترمذی (413/5 نمبر 3510)

[52] ابو داؤد (267/4): 4865 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، ح وحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: " نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَضَعَ - وَقَالَ قُتَيْبَةُ: يَرْفَعَ - الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى " زَادَ قُتَيْبَةُ: «وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ»

- لوگوں کو ضرر نہیں تو مسجد بنا سکتے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مسجد کے اقسام کی طرف اشارہ ہے: 1) بنی المسجد فی ملکہ یعنی اپنی ملکیت میں ہو تو احسن۔

2) بنی المسجد فی ملک الغیر من غیر إذنہ تو ناجائز (یہ غصب ہے)۔

3) بنی المسجد حیث لا یضر المارّ (عام لوگ کی اجازت یا قاضی کی)

مسجد راستے میں ہو تو یہ مسجد اختلافی ہے۔ ترجیح: جواز کو ہے مگر مارِّین کو تکلیف نہیں ہونا چاہئے

- 2) مسجد کو راستہ نہیں بنا سکتے اسلئے کہ قیامت تک وقف رہے گی۔
- 3) ربیعہ اور ابن عمر کی تردید جو ناجائز ہونے کے قائل ہیں۔
- 4) راستے کے کسی حصہ کو شامل کر سکتے اگر راستہ وسیع ہو۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي مَسْجِدِ السُّوقِ (ص69)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مسجد کے اقسام کی طرف اشارہ ہے: 1) لغوی: اپنے گھر میں جہاں اذن عام نہ ہو (محل مجوب و مفتوح ہو تو بھی)

2) مسجد شرعی: وقف ہو (محل مجوب و مغلوق میں نہیں بنا سکتے)

جیل میں اگر مسجد ہے یا فوجی چھاؤنی میں: تو عام اجازت[53] اندر والوں کو ہے اور باہر والے نہیں آسکتے سیکیورٹی کی بنا پر (اس وجہ سے نہیں کہ ان کو نماز پڑھنے سے روکا جارہا ہے اسلئے کہ باہر متعدد جگہ پر پڑھ سکتے ہیں)

2) نماز پڑھنا صحیح ہے مسجد السوق میں اگرچہ صیاح ہو یعنی چیخ و پکار وغیرہ۔

جبریلؑ سے پوچھا گیا کہ خیر البقاع کیا ہے تو کہا کہ مجھے معلوم نہیں تو میکائیل سے پوچھا تو کہا: خیر البقاع مساجد اور شر البقاع بازار ہیں[54]۔

- تو پھر دونوں (بازار اور مساجد) کیسے جمع ہوگئ؟ جواب: استثناء کے ذریعہ۔
- ابن عون نے مسجد الدار میں نماز پڑھی جو مسجد السوق کے مشابہ ہے۔
- اگر مسجد لغوی ہے تو مسجد کا ثواب نہیں ہے۔
- مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے 25 یا 27 درجات ملیں گے۔
- اور اگر مسجد میں نہیں لیکن باجماعت نماز پڑھی تو کیا 25 یا 27 درجات ملیں گے؟

جواب: 1) ابن دقیق العید اور ابن حجر: درحاصل نہ ہوگی۔

2) عام کتابوں میں ہے کہ ملیں گے۔ اور مسجد کی فضیلت سے وہ محروم ہوگا جو مسجد کے علاوہ پر نماز پڑھے۔

بَابُ تَشْبِيكِ الأَصَابِعِ فِي المَسْجِدِ وَغَيْرِهِ

- تشبیک: انگلیوں کو ایک دوسرے میں لگانا: 2 قسم: 1) تشبیک بالأصابع جبکہ انگلی کھڑے ہوں؛ 2) تشبیک مع الضم۔

---

[53] عام اجازت ہو (اس شرط میں تفصیل ہے: آج کل کے جو آفس، فکٹریاں، اسکول وغیرہ جن کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور باہر سے لوگ نہیں آسکتے ہیں، وہ سیکیورٹی اور مصلحت کی بناء پر ہے، نماز سے روکنے کے لئے نہیں، نیز دروازے بند رکھنے کی صورت میں باہر کے لوگوں کی نماز کے فوت ہونے کا خطرہ نہیں اسلئے کہ نماز کیلئے دوسرے مقامات اور جگہیں موجود ہیں)۔

[54] عن ابن عمر أن رجلاً سأل النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أي البقاع شر؟ قال: "لا أدري حتى أسأل جبريل"، فسأل جبريل، فقال: لا أدري حتى أسأل ميكائيل، فجاءه فقال: خير البقاع المساجد، وشرها الأسواق. (صحيح ابن حبان و مستدرك)

- تشبیک کے حکم کے درجات ہیں: 1) تشبیک فی الصلوۃ: مکروہ تحریمی (نماز کی نیت کے خلاف ہے)

2) تشبیک عند دخول المسجد اَو قبل الصلوۃ فی الصف: مکروہ اسلئے کہ منتظر صلوۃ بھی مصلی کے حکم میں ہے۔

«إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فَإِنَّ التَّشْبِيكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَزَالُ فِي صَلَاةٍ، مَا دَامَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهُ»[55]

3) تشبیک بعد الصلوۃ خلاف اَولی (اسلئے کہ مادام فی المسجد کا لفظ آیا)۔

4) خارج الصلوۃ وخارج المسجد (جائز عند المصلی وعند غیر المصلی جائز تو ہے لیکن بہتر نہیں)۔

-سوال: تشبیک قبل الصلوۃ کے مکروہ ہونے کی کیا حکمتیں ہیں؟

جواب: 1) شیطان کی طرف سے؛ 2) مفضی إلی النوم؛ 3) وضوء کے ٹوٹنے کا خطرہ ہے؛ 4) انگلیوں کو اگر کھڑا کر دے تو اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) تشبیک فی الصلوۃ مکروہ ہے لیکن خارج المسجد جائز۔

2) ابن عمرؓ کی تردید اور انکے بیٹے سالم کی اور انکے مولی نافع اور ابراھیم نخعی سب انکے قول کے خلاف تھے۔

-حُثَالَة: الفُضالة: خس وخاشاک۔

-یہاں تشبیک اختلاف کی طرف اشارہ ہے ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہیٹ اور گھس گئے۔

-حدیث میں: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى المسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ» (ترمذی)

-دوسری حدیث میں: تشبیک اصابع اتحاد کی طرف اشارہ ہے (کالبنیان)۔

-اور تیسری حدیث میں: ابو هریرۃؓ موجود نہیں تھے تو صلی بنا کا مطلب صلی باخواننا اور یہ واقعہ بدر سے پہلے تھا اسلئے کہ ذوالیدین اسمیں شامل تھا اور یہ اس وقت تھا جب کہ بات چیت نماز میں جائز تھی اور وہ 2ھ میں منسوخ ہوا تھا۔

-خلاف شریعت کام ہوا تو غصہ ہوئے۔

-ذوالیدین: 1) لمبے ہاتھ۔ 2) ہاتھ سے محنت کرتے تھے؛ اور 3) بہت سخاوت کرتے تھے۔

-مصنفؒ کے مسلک کا خلاصہ: خارج الصلوۃ کر سکتا ہے اور داخل الصلوۃ نہیں۔

بَابٌ: المَسَاجِدُ الَّتِي عَلَى طُرُقِ المَدِينَةِ، وَالمَوَاضِعِ الَّتِي صَلَّى فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

- حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں آپ ﷺ نے جن مساجد مین نماز ادا کی: اسکا ذکر ہے اور مساجد نہیں ہے تو مواضع ہیں۔

- ترجمۃ الباب کا مقصد: الِاستبراک والتبرک بمواضع صلوٰۃ النبی ﷺ یجوز؛ ابن عمرؓ جائز سمجھتے تھے اور سختی سے تعین کرتے۔

- عمرؓ ایک جگہ پہنچے تو فجعل الناس یاتونہ فی المسجد: إنما ہلک بنو اسرائیل إذا تتبعوا آثارہم تو عمرؓ قائل نہیں تھے[56]۔

---

[55] مصنف ابن أبی شیبة (419/1 نمبر 4824)اور مسند احمد(77/18): 11512 - حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَوْهَبٍ، عَنْ عَمِّهِ، عَنْ مَوْلًى لِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ أَبِي سَعِيدٍ وَهُوَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَدَخَلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى رَجُلًا جَالِسًا وَسَطَ الْمَسْجِدِ، مُشَبِّكًا بَيْنَ أَصَابِعِهِ، يُحَدِّثُ نَفْسَهُ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَفْطِنْ، قَالَ: فَالْتَفَتَ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَقَالَ: «إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، فَإِنَّ التَّشْبِيكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَزَالُ فِي صَلَاةٍ، مَا دَامَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهُ»

[56] مُخْتَصَر صَحِيحُ الإِمَامِ البُخَارِي(174/1) وتتبعها من أجل الصلاة فيها مما نهى عنه عمر، خلافاً لصنيع ابنه، وهو أعلم منه قطعاً، فقد ثبت أنه رأى الناس في سفر يتبادرون إلى مكان، فسأل عن ذلك؟ فقالوا: قد صلى فيه النبي - صلى الله عليه وسلم -، فقال: من عرضت له الصلاة فليصل، وما لا فَلْيَمْضِ، فإنما هلك أهل الكتاب لأنهم تتبعوا آثار أنبيائهم، فاتخذوها كنائس وبيعاً. (مصنف ابن اَبی شیبۃ اور مصنف عبد الرزاق میں بھی ہے)

- اگر غور کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی قائل تھے لیکن لوگوں کو منع کرتے تاکہ وہ اسمیں شرک ومبالغہ نہ کرے۔
- تسھیلان ابن عباسؓ سے بچو اور تشدیدات ابن عمرؓ سے بچو (یہ حکم دیا بادشاہ صفاح نے مالکؒ کو جب فقہ کے مسائل جمع کرنے لگے)۔
- نفس تبرک جائز ہے: دلائل: 1) عتبان بن مالکؓ کا واقعہ۔

2) آپ ﷺ نے اپنے بالوں کو تقسیم کیا عام لوگ اور طلحہؓ (تاکہ ام سلیم کو دے دے)۔

3) ابو محذورہؓ کے بالوں کو پکڑا اور فرمایا کہ شہادتین پڑھو تو انہوں نے پھر یہ بال نہیں کاٹے۔

4) خالد بن ولیدؓ اپنے ٹوپی (خود) میں آپ ﷺ کے مبارک بال رکھتے تھے، مدد و تبرک کے طور پر۔

5) إن آیۃ ملکہ أن یأتیکم التابوت..........

6) وہ نیزہ جو آپ ﷺ نے زبیرؓ سے لیا (باب شھود الملائکۃ ببدر)

7) عمرؓ پر عباسؓ کے پرنالے سے پانی گرا تو اکھاڑنے کا حکم دیا تو جب بتایا کہ آپ ﷺ نے لگایا تھا تو دوبارہ خود لگایا۔

-سلفی: تبرکات مخصوص ہے آپ ﷺ کے ساتھ (لیکن اشکال یہ ہے کہ دوسر لوگ سے بھی ثابت ہیں)۔

-سلمۃ بن الأکوعؓ کے پاس ایک تابعی آئے اور انکے ہاتھ پر بوسہ دیا اور وجہ یہ بتایا کہ اس ہاتھ سے آپ نے آپ ﷺ سے بیعت لی ہے [57]۔

-شاہ اسماعیل شہیدؒ سے کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کے بال فلاں جگہ پر ہے اور لوگ جمع ہو رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں آپکو ایسے تبرک بتاؤں کہ اسکو نہ چھوڑو اور پڑھو: قرآن وسنت۔

-یوم السبت کو چلے اور 7 دن کے حساب سے ۲۵ یا ۲۶ ذی قعدۃ کو چلے تھے تو 4 ذی الحجۃ کو پہنچے اور ہم آسانی کے لئے 8 دن کا حساب لیں گے:

1) ذوالحلیفۃ میں ذھابًا اختلاف نہیں اور إیابًا میں اختلاف ہے۔ 2) شرف الروحاء؛ 3) رُوَیثۃ؛ 4) عرج؛ 5) ہرشیٰ؛ 6) مرالظھران؛ 7) ذی طوی۔

-اشکال: 35 ہونی چاہئے تو صرف 7 مذکور ہے!؟

جواب: 1) جن جگہوں میں اختلاف تھا اسی پر اکتفاء کیا۔

2) ان 7 جگہوں پر استراحت طویلہ تھی۔

3) لو قوع التصحیح فیھا۔

-3: شرف الروحاء: مدینہ منورہ سے 36 میل دور ہے اور وادی انبیاء سے مشہور اور وادی جنت ہے اور 70 انبیاء نے نماز پڑھی اسمیں۔ اور موسیٰؑ وہاں سے گزرے حج کرتے ہوئے 70 بنی اسرائیل کے لوگ کے ساتھ۔

- ابن عمرؓ ان مقامات مبارکۃ کے (Specialist) تھے جیسے کہ أبوذرؓ مال کے خلاف بیان دینے میں (Specialist) تھے۔
- مغیرۃ بن شعبۃؓ مسح علی الخفین کے (Specialist) تھے۔
- حذیفۃ بن الیمان فتن کے باب کے (Specialist) تھے۔
- حضرت عثمانؓ اور عبد اللہ بن زبیر المازنی (Specialist) تھے وضوء کے مخصوص طریقہ کو بیان کرنے میں۔
- حضرت جابرؓ (Specialist) تھے صلوۃ فی ثوب واحد میں۔

[57] الادب المفرد (542/1): 973 - عن عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ رَزِينٍ قَالَ: مَرَرْنَا بِالرَّبَذَةِ فقيل لنا: ها ههنا سلمة بن الأكوع فأتيته فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ فَقَالَ: بَايَعْتُ بِهَاتَيْنِ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَخْرَجَ كَفًّا لَهُ ضَخْمَةً كَأَنَّهَا كَفُّ بَعِيرٍ فَقُمْنَا إليها فقبلناها.

- ابو ھریرہؓ ہر فن مولی تھے سب قسم کے احادیث ذکر کرتے تھے۔
- حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ، بلالؓ، ابو محذورۃؓ اذان کے باب میں (Specialist) تھے۔
- عدی بن حاتم اور بلالؓ شکار کے بیان میں (Specialist) تھے۔
- وادی: کھلی جگہ جہاں پانی بہتا ہے، کھلی ہوئی جگہ بین الجبلین۔
- بطحاء: کنکریوں والی زمین۔ خلیج: وادی اور نہر کو بھی کہتے۔ کثبٌ: ریت کے ٹیلے۔
- دلہا دلہن آخر اللیل میں سو جاتے اور اول اللیل میں بات چیت کرتے۔
- شرف الروحاء بستی کے قریب ایک اور مسجد ہے۔
- حیثُ: جملے کی طرف مضاف ہوتا ہے اور مابعد مرفوع ہوتا ہے جیسے حیثُ ہو المسجدُ الصغیرُ۔ (یہی اصل استعمال ہے)
الخیر الجاری میں: حیث مضاف اور مابعد مضاف الیہ ہو گا (یعنی مجرور): حیث المسجدِ الصغیرِ
- عِرق کو رگ کہتے تو بڑے پہاڑ کا ایک شاخ ہے یعنی ایک چھوٹا پہاڑ ہے اسی لئے ممکن ہے کہ جبل صغیر کو عِرق کہتے۔
- یروحُ: زوال کے بعد چلنا۔
- 4: رویثہ کے قریب؛ 5: فی طرف تَلعَۃٍ وراء العرج؛ 6: ہرشٰی کے قریب (پہاڑ کا نام)؛ 7: المسجد الذی فی اَدنی مرّ الظہران
8: ذی طوی: عزیزیہ کے قریب۔
- لغات: تفضی: 1) پہنچنا؛ 2) نکلنا۔ - سرحۃٍ ضخمۃٍ: بڑے درخت؛ - اَکمۃٌ: ٹیلہ / چھوٹی پہاڑی۔ - ھضبۃٌ: چھوٹا پہاڑ۔ - سلمات: بیری کے درخت یا بڑی چٹانیں۔
- تبرکات پر ختم کیا ابواب المساجد کو اور 55 ابواب ختم ہوا تو ابواب المساجد ختم کر کے سترہ کا باب قائم کیا۔

بَابُ سُتْرَةُ الإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ

- احکام المساجد کے بعد سترہ کا بیان مناسب ہے اور مسجد میں سترہ کی ضرورت نہیں اسلئے کہ دیوار کی طرف اکثر نماز پڑھتے ہیں اور باہر پڑھیں گے تو سترہ کی ضرورت ہو گا اور مصنفؒ کے نزدیک سترہ کا کوئی ناپ متعین نہیں ہے یعنی چھوٹا ہو یا بڑا، کوئی حرج نہیں۔
- مقتدی کے لئے سترہ منقول نہیں اسلئے ترجمۃ الباب مین نتیجہ بتایا۔
- اور ترجمۃ الباب طبرانی کی ایک روایت کا حصہ ہے لیکن مصنف کی شرط پر نہیں ہو گا: «سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ»[58]۔ سند میں ایک راوی یعنی سُوید ضعیف ہے۔
- اِلی غیر جدار کا مطلب سترۃ تھا، دیوار نہیں (بیہقی کی روایت میں اِلی غیر سترۃ ہے تو غیر جدار کو غیر سترۃ سمجھا)۔
- مسند بزار میں[59]: وهُو يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ، لَيْسَ شَيْءٌ يَسْتُرُهُ يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ: 1) روایت بالمعنی (پہلی تاویل)۔
2) مراد پردہ دیوار پر نہیں تھے جو آپ ﷺ کو چھپائے۔

[58] المعجم الاوسط للطبرانی (147/1): 465 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خُلَيْدٍ قَالَ: نا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: نا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ» لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَاصِمٍ إِلَّا سُوَيْدٌ، تَفَرَّدَ بِهِ: الرَّبِيعُ

[59] مسند بزار میں (201/11): 4951- حَدَّثنا بِشْر بن آدم، قَال: حَدَّثنا أَبُو عَاصِم، عَن ابن جُرَيج، قال: أَخْبَرنا عَبد الْكَرِيمِ، أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِي اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَتَيْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ عَلَى أَتَانٍ، فَمَرَرْنَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم بِعَرَفَةَ، وهُو يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ، لَيْسَ شَيْءٌ يَسْتُرُهُ يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ.

-معلوم ہوا کہ حمار قاطع صلوٰۃ نہیں۔

- 3 باتوں سے معلوم ہوا کہ سترۃ تھا: 1) اِلی غیر جدار۔ 2) لم ینکر ذلک علیَّ أحدٌ (اسلئے کہ سترۃ تھا)۔ 3) من عادۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایقاف السترۃ امامہ

- مولانا رشید احمد گنگوہیؒ: اگر مقبرۃ مین پڑھے تو ہر ایک کے لئے سترۃ ہونا چاہئے۔

-سوال: امام کا سترہ ہے تو مقتدیوں کا سترہ بھی وہی ہے یا ان کا سترہ خود امام ہے؟

جواب: 1) امام کا سترۃ مقتدیوں کے لئے بھی سترہ ہے تو کوئی امام اور سترہ کے درمیان گزرے تو عاصی فی حق الإمام والمقتدی ہو گا۔

2) مصنفؒ اس قول کی تردید کرتے: امام سترہ ہو گا مقتدیوں کے لئے تو کوئی امام اور سترہ کے درمیان سے گزرے تو عاصی فی حق الإمام ہو گا صرف اور اگر امام اور مقتدی کے درمیان سے گزرے تو عاصی نہ ہو گا جیسے کہ حدیث مذکور ہے۔

-حرَبۃ: بعض نیزے کی عبادت کرتے لیکن مشہور بالعبادۃ نہیں۔

-فتوضع بین یدیہ فلم یثبت وضعہا بین یدی الناس۔

بَابُ قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَ المُصَلِّي وَالسُّتْرَةِ؟

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ممرّ الشاۃ کی جگہ تھی محل سجدہ اور سترۃ کے درمیان۔

2) بعض مالکیہ کی تردید: محل سجدہ اور سترۃ کے درمیان ممرّ شاۃ ہے نہ کہ پاؤں اور سترۃ کے درمیان۔

-ائمہ ثلاث 3 ذراع۔ کؒ: بقدر مایرکع فیہ اور پھر سجدے لئے پھر سجدے کے لئے پیچھے ہٹے

1) موضع رجلین اور سترۃ کے درمیان قدر مایرکع ویسجد؛ 2) تھوڑی جگہ۔

-موضع السجود کا اعتبار ہے نہ کہ موضع القیام۔

-تو مقصود سترہ ہے نہ کہ جدار، تو یہاں کیوں جدار کا ذکر ہے!؟

جواب: جدار بہ منزلۂ سترہ ہے۔

- مکی بن ابراہیم بلخ کے رہنے والے جو افغانستان کے شمال پر ہے اور وہاں نہر ہے جو آج کل آمو کہتے اور پہلے جیحون کہا جاتا تھا، اور امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔

- منبر محل سجدہ کے پاس ہو تا تھا تو منبر محراب سے دور کیوں ہے؟

- اشکال: ما قبل میں ہے کہ ممرّ الشاۃ تھا اور دوسری حدیث میں ہے کہ ماکادت الشاۃ تجوزھا!؟

جواب: 1) شاۃ سمینۃ نہیں گزر سکتی اور شاۃ ھزیلۃ گزر سکتی۔

2) یہ تخمینہ پر محمول ہے تو ناظر کے تخمینہ کا فرق ہے۔

3) ممر الشاۃ علی الأکثر اور ماکادت الشاۃ علی الأقل۔ شاۃ کا اطلاق دنبہ پر بھی ہوتا ہے.............۔

بَابُ الصَّلاَةِ إِلَى الحَرْبَةِ

- چھوٹے نیزے کی طرف نماز پڑھنا۔

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) موٹائی کا اعتبار نہیں اور لمبائی بقدر ذراع۔

2) الصلوٰۃ اِلی الحربۃ جائزۃ اگرچہ بعض معبود بناتے ہیں اسکو، لیکن مشہور نہیں۔

-تُرْكَزُ:لازم،ویُرکزُویَرکُزُ؛ نجاشی نے آپ ﷺ کے لئے حربۃ بھیجااور جب امام عید کے دن نکلتا تھاتو ان کے ساتھ بھیجاجاتا تھا اور پھر بنو اُمیہ نے اسکو اپناشعار بنایا۔

-بعض کہتے کہ حربۃ ایک مشرک کا تھااور آپ ﷺ نے مال غنیمت سے اپنے لئے لیا۔

بَابُ الصَّلاَةِ إِلَى العَنَزَةِ

- رمح اور عنزۃ میں فرق:رمح:اعلیٰ حصہ میں نیزہ(لوہا)لگاہوا ہے اور غالباًلغت میں عصا کو کہتے جو اوپر سے مڑا ہوا ہو پکڑنے کے لئے۔

اور عنزۃ:مایکون السِّنانُ(لوہا)فی الاَسفل یاوہ عصاجوزمین کی طرف تیز لوہالگاہواہو۔

اور عکّازۃ:آخر میں پنجے لگے ہو(یہ حضرت شیخؒ کی تفصیل ہے)؛حاشیہ میں عصا.................

بَابُ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا

مکہ ہو یاغیر مکہ سترہ ضروری ہے

- ترجمۃ الباب کا مقصد:اختلاف کی طرف اشارہ ہے:مکہ یاحرم ہو تو سترہ ضروری ہے یانہیں؟

ؒ:مسجد حرام میں سترہ کی ضرورت نہیں:1)اسلئے کہ ازدحام ہے۔

2)مسجد کبیر ہے اور ایک روایت میں محل نظر تک اور ایک میں محل سجود تک گزر سکتے

3)اسمیں احادیث وارد ہیں۔

- أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ، عَمَّنْ، حَدَّثَهُ، عَنْ جَدِّهِ، «أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي، مِمَّا يَلِي بَابَ بَنِي سَهْمٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّوَافِ سُتْرَةٌ، وَالنَّاسُ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ»[60]

- و حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالنَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ سُتْرَةٌ»[61]

- شرح مشکل الآثار میں حرم میں ضرورت نہیں زحمت اور حرج کی وجہ سے؛ شامی:آسانی ہے حرم میں[62]۔

مصنفؒ کے نزدیک:حرم اور غیر حرم میں سترۃ ضروری ہے۔

بَابُ الصَّلاَةِ إِلَى الأُسْطُوَانَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)صلوۃ جبکہ ستون سامنے ہو مستحب ہے۔

2)مسجد میں بھی سترۃ ہوناچاہئے سوائے کہ ایسی جگہ کھڑا ہو کہ مرور کا امکان نہ ہو۔

-دو آدمیوں کے درمیان جگہ ہو تو پیچھے سے کسی کو بلاناچاہئے(یہ حدیث کا مضمون ہے)

---

[60]مصنف ابن أبی شیبة(371/3): 15039 -

[61]المعجم الكبير(288/20): 680 -

[62]شامی میں مذکور ہے: [تنبيه]قال العلامة قطب الدين في منسكه رأيت بخط بعض تلامذة الكمال بن الهمام في حاشية الفتح إذا صلى في المسجد الحرام ينبغي أن لا يمنع المار لهذا الحديث(وهو ما روى «المطلب بن أبي وداعة قال رأيت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وسلم حين فرغ من سعيه جاء حتى إذا حاذى الركن فصلى ركعتين في حاشية المطاف وليس بينه وبين الطائفين أحد» رواه أحمد وابن ماجه وابن حبان وقال في روايته «رأيت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يصلي حذو الركن الأسود والرجال والنساء يمرون بين يديه ما بينهم وبينه سترة.»)، وهو محمول على الطائفين لأن الطواف صلاة فصار كمن بين يديه صفوف من المصلين اهـ وقال ثم رأيت في البحر العميق حكى عز الدين بن جماعة عن مشكلات الآثار للطحاوي أن المرور بين يدي المصلي بحضرة الكعبة يجوز.

-معلوم ہوا کہ غیر مصلی کی بات مصلی مان سکتا ہے غیر قراءت میں۔
-جہاں آپ ﷺ نماز پڑھتے بعد میں اسطوانۃ عائشۃ بنا۔
-سبقت: ستون کی طرف: جب آپ ﷺ تاخیر سے آتے تو وقت سے فائدہ اٹھا کر 2 رکعات پڑھتے تھے (حتی یخرج النبی ﷺ) اسی لئے کبار صحابہؓ نہیں پڑھتے۔ ابن عمرؓ کہتے کہ عمرؓ کے زمانے میں کسی کو نہیں دیکھا اس نماز کو پڑھتے ہوئے۔

بَابُ الصَّلاَةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ

- 2 ستون کے درمیان منفرد ہو کر کوئی حرج نہیں۔ امام نہ ہو اور مقتدی نہ ہو۔
-لایصلِّی فی الصفّ بین السواری: کیوں؟: 1) انقطاع الصف کی وجہ سے
2) صلوۃ الجن کا محل
3) گزرنے والوں کو تکلیف ہو گی (مطلب یہ ہے کہ منفرد کے لئے بھی بہتر نہیں)
4) ولعدم سواء الصفّ
5) موضع النعال ہے
6) ایک روایت میں محل الشیطان ہے۔

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ: ائمہ ثلاث: صلوۃ جماعۃً مکروہ بین الساریتین۔
احناف: اباحت (شمس الائمہ سرخسی نے لکھا مبسوط میں)
- تطبیق بین الاَحادیث: بغیر ضرورت کو مکروہ کہیں گے اور ضرورت کے وقت مباح۔
- حدیث[63]: صلينا خلف أمير من الأمراء، فاضطرنا الناس فصلينا بين الساريتين فلما صلينا، قال أنس بن مالك: كنا نتقي هذا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم.
- اشکال: پہلی روایت عمودًا عن یسارہ اور عمودًا عن یمینہ اور بعد میں عمودین تو حساب سے 5 ستون سمجھ میں آتا ہے اور یہاں 6 بتایا!؟
جواب: 1) عمودًا جنس عمود مراد ہے تو سب کو شامل ہے اسی لئے بعد میں عمودین کا ذکر اور مصنفؒ کی عادت ہے کہ اجمالی روایت لا کر اسکی تفصیلی روایت بعد میں لاتے۔
2) ایک عمود بالکل یمین پر اور ایک تھوڑا سامنے تھا تو شمار نہیں کیا اسکو اور دوسری روایت میں دونوں کو شمار کیا۔
3) ایک بعید ہونے کی وجہ سے شمار نہیں کیا اور بعض نے شمار کیا۔
4) اصل 6 ستون لیکن ممکن کہ بعد میں 5 بن گئے، تو جب 5 بن بنا تو عمودًا عن یمینہ ہو گیا۔
5) جو بے ترتیب عمود تھے اسکو شمار نہیں کیا اور ایک سیدھ میں تھے تو شمار کیا۔

بَاب

- معری باب کا مقصد: 1) ما قبل کے لئے بہ منزلہ فصل اور الگ اسلئے کیا گیا کہ صراحۃً سواری کا ذکر نہیں تو الگ لگایا۔

[63] ترمذی(304/1): 229 – حدثنا هناد، قال: حدثنا وكيع، عن سفيان، عن يحيى بن هانئ بن عروة المرادي، عن عبد الحميد بن محمود، قال: صلينا خلف أمير من الأمراء، فاضطرنا الناس فصلينا بين الساريتين فلما صلينا، قال أنس بن مالك: كنا نتقي هذا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم.

2)3 تجوز الصلوۃ فی جمیع أطراف الکعبۃ۔
3) التبرک بموضع النبی ﷺ۔

بَابُ الصَّلاَةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ، وَالبَعِيرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ

- بعیر مذکر مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے۔
- رحل: 1) پالان؛ 2) کجاوہ؛ 3) سامان؛ 4) منزل کو بھی کہتے۔
- فؒ اور کؒ کے قول کی تردید کہ راحلۃ مکروہ ہے سترہ کے طور پر؛ حؒ اور دؒ: جائز ہے تو مصنفؒ نے بھی اس قول کی موافقت کی۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) حؒ کی موافقت۔

2) ابو داوٗد میں[64] ایک روایت کی طرف اشارہ ہے: «كَانَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرٍ»

-راحلۃ اور بعیر میں کوئی فرق نہیں اور ابو داوٗد میں بعیر کا لفظ آیا تو فلا إشکال۔

-ترجمۃ الباب میں شجر کا بھی ذکر ہے!؟ جواب: 1) شجر ملحق بالرحل ہے۔

-نسائی[65] کی ایک روایت کی طرف اشارہ ہے: 2) «لَقَدْ رَأَيْتُنَا لَيْلَةَ بَدْرٍ وَمَا فِينَا إِنْسَانٌ إِلَّا نَائِمٌ، إِلَّا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي إِلَى شَجَرَةٍ، وَيَدْعُو حَتَّى أَصْبَحَ»

– إذا هبّت الركاب: جب سواریاں کودتی تھی یا اچلتی تھی یا چلتی تھی۔

لیکن مناسب یہ ہے کہ إذا ذہبت الرکاب إلی المرعی تو رحل (پالان) کو سترۃ بنائے۔ مؤخّر: ترمذی میں 4 لغات ہے اسکی۔

بَابُ الصَّلاَةِ إِلَى السَّرِيرِ

- سریر: چارپائی (جسمیں کھجور کی رسیاں ہوتی) یا تخت اور یہاں چارپائی مراد۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: ایسی چیز کو بھی سترۃ بنا سکتے جسکے اندر خلا ہو مثلاً: ٹپائی اگرچہ درمیان کھلا ہوا۔
  اسلئے کہ مقصود توجہ کی ترکیز ہے اور پردہ بھی کافی اور لاٹھی بھی اور رومال بھی لٹکا سکتے۔
- کیا سترۃ کے لئے خط کافی ہے یا نہیں؟! ترمذی میں آپ ﷺ نے خط کھینچا تھا طولاً وعرضًا۔

احناف کہتے کہ حدیث ضعیف اسلئے کہ سند میں ابو عمرو محمد ابن ادریس ہے اور وہ ضعیف ہے لیکن ضعیف حدیث پر تو عمل ہوتا ہے؛

قال ابن الہمام: اگر کچھ نہیں تو خط کھینچے گا۔

- مصلی کے سامنے سے کہاں تک گزر سکتے؟

جواب: 1) محل نظر سے آگے گزر سکتے۔

2) مسجد کبیر ہو یعنی 40 ذراع سے زیادہ تب گزر سکتے اور اگر 40 سے کم ہے تو مطلقاً ممنوع ہے۔

اور صحراء میں محل سجدہ سے آگے گزر سکتے (واختارہ شمس الأئمہ السرخسی) اور اسمیں آسانی ہے۔

محل نظر کا اعتبار ہے (اسی کو اکثر فقہاء نے اختیار کیا) احتیاط اسمیں ہے۔

---

[64] ابو داؤد(184/1): 692 – حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَوَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، وَابْنُ أَبِي خَلَفٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَانَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرٍ»

[65] السنن الكبرى(406/1): 825 – أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: «لَقَدْ رَأَيْتُنَا لَيْلَةَ بَدْرٍ وَمَا فِينَا إِنْسَانٌ إِلَّا نَائِمٌ، إِلَّا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي إِلَى شَجَرَةٍ، وَيَدْعُو حَتَّى أَصْبَحَ»

نمازی کا حق محل سجدہ ہے اسلئے کہ وہاں سترۃ لگاتے تھے۔

- اشکال: أعدلتمونا کیسے کہا عائشہؓ نے جبکہ آپ ﷺ نے ایسا کہا؟

جواب: 1)عائشہؓ نے انکار نہیں کیا حدیث کا بلکہ لوگوں کے مفہوم کا انکار کیا: التسویۃ بین ہؤلاء ھن اگرچہ خشوع قطع کرنے میں مشترک ہیں۔ ورنہ عورت میں محبوبیت ہے اور کلب وحمار میں مبغوضیت (کراہیت)۔ اور گدھا: إذا سمعتم نھیق الحمار فتعوذوا باللہ فإنہ ینظر الشیطان

2) عائشہؓ نے اس حدیث کو منسوخ سمجھا۔

3) تاویل کی عائشہؓ نے: قاطع الصلوۃ أی قاطع خشوع الصلوۃ۔

-عائشہؓ لیٹی ہوئی تھی اور ابن عباسؓ سامنے سے گزرے تھے ص 71 ،تو قاطع الصلوۃ نہ تھے۔

-یتوسط السریر: سریر کے درمیانی حصہ کی طرف نماز پڑھ کر اسکو سترۃ بنایا۔

-ایک روایت میں إلی السریر آیا اور کرمانی اور سندھی نے إلی کو علی کے معنے میں لیا تو اشکال ہوگا کہ سترۃ کا بیان نہیں ہے (حاشیہ نمبر 10)۔

-پشت اگر مصلی کی طرف ہو کر کھڑے ہو اور پھر پھر جائے تو گنجائش ہے۔

بَابٌ: يَرُدُّ المُصَلِّي مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ

- مرور میں سر کا اعتبار ہے۔

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ ہے: واپس کرنا: ظاہریہ: واجب؛ جمہور أئمہ ثلاث: مستحب؛ احناف: جواز ہے؛ قتال کیا اور مر گیا تو دیت لازم ہوگا اور شوافع کے نزدیک لازم نہیں۔

- ردّ کرنے کے کئی طریقے ہیں: 1) ہاتھ رکھے۔

2) سرّی نماز ہے تو جہر ببعض الجہر یا جہری نماز میں آواز اور بڑھادے۔

3) قراءت کا محل نہ ہو تو تسبیح پڑھے۔

-فی الکعبۃ اور ایک نسخے میں فی الرکعۃ: تو أول رکعت میں یا آخری...

-قتال کا مطلب احناف کے نزدیک: 1) یدفعہ بشدۃ۔

2) یا اس زمانے پر محلول ہے جب عمل کثیر جائز تھا۔

3) قتال بعد الصلوۃ (لا یصح)

4) قاتلہ إن قاتلک

5) لعنت مراد ہے جیسے "قُتِل الخرّاصون" أی لُعن۔

-شابؓ: عقبہ بن ابی معیط کا بیٹا ولید بن عتبہ بن أبی معیط

-ابن حجرؒ نے انکار کیا کہ وہ ولید بن عتبہ بن أبی معیط نہیں ہے اسلئے کہ وہ چلے گئے تھے دجلہ اور..........کے درمیان اسلئے وہ نہیں بلکہ انکے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا تھا۔

-فؒ: دھکہ دیا اور مرا تو دیت نہیں؛ احناف: دیت ہے۔

-تو دھکہ دینے سے معلوم ہوا کہ قریب گزرا یعنی محل سجدہ سے۔

-فإنما هو شیطانٌ اَی کالشیطان یا مانع الصلوٰۃ (نماز کو خراب کرنے والا) اور دفع کرنا نماز میں اطمینان حاصل کرنے کے لئے اور اپنی نماز کی حفاظت

بَابُ إِثْمِ المَارِّ بَيْنَ يَدَيِ المُصَلِّي

- ترجمۃ الباب کا مقصد: دفع کرنا نماز میں اطمینان حاصل کرنے کے لئے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: گزرنے والے کو دفع کرنا نماز میں اطمینان حاصل کرنے کے لئے اور دوسرے کو گناہوں سے بچانے کے لئے اور اپنی نماز کی حفاظت کے لئے۔
- سامنے گزرنا: آدھی نماز ختم کردیتا ہے اسلئے کہ خشوع کو ختم کردیتا ہے۔
- طحاوی میں خریفًا آیا سنۃً کی جگہ پر تو سال مراد ہے اور چونکہ خریفًا مشقت و مصیبت کے لئے مستعمل ہے۔
- 40 کی تخصیص اسلئے کہ انتقال من حالۃٍ إلی حالۃٍ کی مدت ہے اور مدت کثیرۃ مراد ہے۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ صَاحِبَهُ أَوْ غَيْرَهُ فِي صَلاَتِهِ وَهُوَ يُصَلِّي

- احناف: مکروہ ہے کسی بھی حال میں (اسلئے کہ وہ سامنے بیٹھا ہوا ہے تو غفلت پیدا ہوگی)؛ ائمہ ثلاث اور امام بخاریؒ: مکروہ نہیں مگر وہ اس وقت جب توجہ نہ ہٹائے۔
- حضرت عثمانؓ سے روایت نہیں ملی محدثین کے یہاں اور ابن عمرؓ کی ملی۔
- عدم قطع میں مساوی ہے اور شر میں۔
- استقبال کا مطلب: مضطجعۃ متوجہ ہو یا نہ ہو نائم ہو یا نہ ہو۔

بَابُ الصَّلاَةِ خَلْفَ النَّائِمِ(ص73)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام کؒ کی تردید: جو کہتے کہ مکروہ ہے۔ باقی: جائز ہے مکروہ نہیں۔
- نھی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن الصلوٰۃ خلف المتحدث والنائم (اسکا مطلب یہ ہے کہ احتمال تشویش ہو کہ نائم سے خروج ریح ہو جائے تو کراہت لغیرہ ہوگی اور جو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے منع کیا خلاف اَولیٰ پر محلول ہے)۔
- امام دؒ سے 3 قول مروی: 1) مکروہ؛ 2) مکروہ نہیں؛ 3) فرض میں کراہت ہے اور نفل میں نہیں۔
- معلوم ہوا کہ تہجد پڑھنا ضروری نہین اور اٹھنا لازم نہیں بہ خلاف وتر کی، بہتر کہ پڑھے سونے کے بعد۔

بَابُ التَّطَوُّعِ خَلْفَ المَرْأَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ممکن ہے کہ امام احمدؒ کے ایک قول کی تائید کہ فرض نماز مکروہ اور نفل نماز جائز۔

2) محاذات مفسد ہے اسی لئے خلف المرأۃ

3) بعض کہتے کہ محاذات مفسد نہیں اسلئے کہ جب............

4) اصح قول: نہ محاذات کا ذکر اثباتًا ہے اور نہ نفیًا؛ شرائط برابر کھڑی، ایک ہی نماز ہو، صلوۃ کاملہ امام کے پیچھے۔

5) جب تطوع خلف المرأۃ جائز ہے تو مرور بہ درجۂ اَولی قاطع صلوۃ نہ ہوگی۔

-اشکال: پہلے باب سے استقبال کا پتہ چلتا ہے اور یہاں خلفیت کا پتہ چلتا ہے (استدبار)

جواب:1)جب کوئی سویاہو تو کبھی استقبال اور کبھی استدبار کرے گا تو دونوں صورت ہیں۔(الاستدلال بکل المحتملات)

2)استقبال بطور وجھۃ اور خلفیت بطور مکان

3)دونوں صحیح جب بیدار ہوتی تو مستقبلۃً اور ارادۂ نوم میں متدبرۃً ہوتی تھی۔

4) 2واقعات ہیں: 1 مستقبلۃً اور 1 متدبرۃً۔

یہاں سریر کا ذکر نہیں چنانچہ یہ الگ واقعہ ہے؛ مس مرأۃ ناقض وضوء نہیں۔

بَابُ مَنْ قَالَ: لاَ يَقْطَعُ الصَّلاَةَ شَيْءٌ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)مسلم کی روایت[66] کی طرف اشارہ ہے: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ، وَيَقِي ذَلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ»

- مطلب واضح کرتے: 1)منسوخ؛ 2)قطع الخشوع مراد۔

- اشکال: لایقطعھا شیء حالانکہ خروج ریح سے تو نماز فاسد!؟

جواب: لایقطعھا شیء: 1)ممایکون خارجَ الصلوۃ؛ 2)من ہذہ الأمور الثلاثۃ۔

بَابُ إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلاَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)جب بچی کا اٹھانا قاطع صلوۃ نہیں تو مرور مرأۃ بہ درجۂ اَولی۔

2)مس الصغیرۃ لیس بناقض الوضوء(شافعیہ بھی یہی کہتے)

3)اختلاف کی طرف اشارہ ہے: بچے کو اٹھائے اور عمل کثیر ہو تو مُفسد صلوۃ ہے؟ ذ: یہ صورت مستثنی ہے؛

احناف اور شافعیہ: اگر عمل قلیل ہو تو مکروہ ہے، ہاں اگر حاجت ہو تب کراہت نہ ہوگی۔

- اشکال: بچے کو اٹھانا عمل کثیر کو مستلزم ہے!؟

جواب: 1)یہ منسوخ ہے "اِن فی الصلوۃ لَشُغلٌ"

2)عمل قلیل کے ساتھ تھا اور یہ بیان جواز تھا۔

3)یہ قبل حرمۃ العمل الکثیر تھا۔

4)ممکن ہے کہ 2رکن میں ہوا ہو کہ ایک رکن میں اٹھایا اور دوسرے میں اتارا۔

5)یہ مجاز ہے اور مراد خود بہ خود اگر چڑھتی تھی۔

-اشکال: عقیقہ کا لفظ نہیں آیا یہاں!؟

دواب: مسلم میں آیا اور ابوداؤد میں علی رقبتہ اور مسند احمد میں علی عاتقہ آیا۔

- سوال: نسبت ماں کی طرف کیا: امامۃ بنت زینب کیوں کیا حالانکہ نسبت تو باپ کی طرف سے ہوتی ہے؟!

جواب: 1)ماں کو وہ شرافت حاصل ہے جو باپ کو نہیں۔ 2)یا باپ مسلمان نہین تھا۔

- اٹھانے کا یہ مقصد تھا کہ لوگوں کے دلوں میں کراہت اتر جائے۔

---

[66] مسلم(365/1): 266 - (511) وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَصَمِّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ، وَيَقِي ذَلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ»

- امامہؓ کا نکاح ہوا علیؓ سے جب فاطمہؓ کا انتقال ہوا۔

بَابُ إِذَا صَلَّى إِلَى فِرَاشٍ فِيهِ حَائِضٌ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جب حائضہ کی طرف پڑھ سکتے تو مرور مرأۃ بدرجہ اولی قاطع صلوۃ نہیں ہوگا۔
- نماز صحیح بجنب الحائض اگرچہ کپڑا الگ جائے، جب تک کہ کپڑے پاک ہو۔

بَابٌ: هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ عِنْدَ السُّجُودِ لِكَيْ يَسْجُدَ؟

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جب یہ عمل مکروہ اور مفسد نہیں تو مرور بہ درجہ اولی ناقض نہیں۔

2) مس مرأۃ ناقض وضوء نہیں (من جانب الرجل اس باب میں)

3) مس صغیرۃ لا ینقض الوضوء

-کؒ: مس مرأۃ ناقض ہے شہوۃً؛ فؒ: ناقض؛ احناف: ناقض نہیں شہوت ہو یا نہ ہو سوائے یہ کہ خروج منی ہو جائے۔

بَابُ المَرْأَةِ تَطْرَحُ عَنِ المُصَلِّي، شَيْئًا مِنَ الأَذَى

- فاطمہؓ کو انہوں نے کچھ نہیں کہا۔
- سوال:

جواب: 1) اسلئے کہ بنو ہاشم سے تھی

2) چھوٹی بچی تھی

3) لوگ بچے کی حمایت میں کھڑے ہونگے

-براعت اختتام: تم بھی گر جاؤ گے اپنے قبر میں یا اختتام کتاب کی طرف اشارۃ ہے۔

9 – كِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلاَةِ

بَابُ مَوَاقِيتِ[67] الصَّلاَةِ وَفَضْلِهَا

-جب نماز پڑھتے تو وقت میں پڑھنا چاہئے۔

-مواقیت: میقات کی جمع ہے: مکان معین یا وقت معین جیسے میقات الحج: معین مکان حج کے لئے۔

-متعدد نسخے: 1) ایک جو ہمارے سامنے ہے۔

-کتاب میں صرف مواقیت کا ذکر ہے اور باب ڈبل ہے تو تابع متبوع سے بڑھ گیا؛ باب میں زیادتی ہے بہ نسبت کتاب (باب جو بچہ ہے بڑھ گیا باپ سے) تو جواب......................

2) اور ایک نسخے میں کتب مواقیت الصلوۃ وفضلہا اور باب مواقیت الصلوۃ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) صلوٰۃ کے اوقات کی اہمیت وفضل الصلوٰۃ (جبکہ وقت ہو) یا فضل المواقیت (جب اسمیں نماز پڑھے)۔

2) باب بدء مواقیت الصلوٰۃ وفضلہا وباب أہمیۃ مواقیت الصلوۃ یا باب أہمیۃ فضل مواقیت الصلوٰۃ۔

قرآن میں اسکی مثال ہے: حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ: اسمیں 5 نمازوں کی طرف اشارہ ہے: حافظوا: جمع کا صیغہ ہے تو 3 نماز اسمیں آ گئے، اور صلوۃ وسطیٰ: ایک تو 4 ہو گئے لیکن وسطی کے تحقق کے لئے یہ ماننا پڑے گا کہ وسطی بیچ میں ہے اور اسکے دونوں جانب 2،2 نماز ہیں تو 5 ہو گئے

- فسبحان اللہ حین تمسون وحین تسبحون: (تمسون) مغرب وعشاء اور (تصبحون): صبح کی طرف اشارہ؛ وعشیًا: عصر؛ وحین تظھرون: ظہر کی طرف اشارہ ہے۔

- اقم الصلوۃ لدلوک الشمس إلی غسق اللیل: زوال سے غسق اللیل تک 4 نمازیں اور "وقرآن الفجر" سے پانچویں نماز۔

- اقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفًا من اللیل: (طرفی النھار): صبح اور عصر؛ اور (زلفًا من اللیل): مغرب وعشاء: 4 نمازوں کی طرف اشارہ اور توسعا اسمیں ظہر بھی داخل کر سکتے۔

- اوقات پر تقسیم کرنے کی حکمت[68]:

فجر کے بعد بیدار ہونا موت کے بعد زندگی ملنے کے مترادف ہے، لہذا شکریہ کے طور پر آدمی فجر کی نماز ادا کرتا ہے۔

ظہر زوال کے بعد تو زوال میں انسان کی زندگی کے زوال کی طرف اشارہ ہے لہذا موت کی تیاری میں لگنا چاہئے تو ظہر کی نماز ادا کرتا ہے ۔عصر کا وقت گویا موت کے قریب ہونے کی علامت ہے کہ سورج کی طرح میں بھی غروب ہونے والا ہوں۔

مغرب میں سورج ڈوبنے میں زندگی کے سورج کے ڈوبنے کی طرف اشارہ ہے تو یہ بطور مذکّر ہے اسی لئے عبادت میں مشغول ہونا چاہئے۔ اور عشاء میں سورج کے نشانات بھی مٹ جاتے ہیں تو ایک دن آپ کے نشانات اور ذکر بھی ختم ہو جائے گا لہذا خود اپنے لئے تیاری کر لو اور عشاء پڑھ لو اسلئے کہ صرف عمل صالح ہی باقی رہے گا۔

- فجر میں 2 رکعات پڑھنے کی حکمت: 1) ظلمت گئی اور روشنی آ گئی۔

---

[67] فتاوى دار العلوم زكريا(46/2).
[68] فتاوى دار العلوم زكريا(48/2).

2) آدمی بھوکا ہوتا ہے تو قوت ذائقہ کی طرف اشارہ ہے(لذیذ و غیر لذیذ کا فرق کرنے کی قوت)اور کام کا وقت شروع تو قوت لامسہ کی طرف اشارہ (ہاتھ پاؤں کا استعمال کام کے لئے)تو ان 2 نعمتوں کے شکریہ کے لئے 2 رکعات ادا کرتا ہے۔

-اس سے پتہ چلتا ہے کہ ٹھنڈا ہے یا گرم سخت ہے یا نرم نماز تو پڑھنا ہی ہے۔

-صبح کی نماز: اشارہ ہے آدمی کی پیدائش کی طرف

-زوال: آدمی کی عمر 40 سال ہو گئی۔

-عصر: آپ 60 سے اوپر ہو گئے تو اب توجہ کرو۔

-غروب: وفات کی طرف اشارہ ہے۔

-عشاء: اشارۃ اِلی زوال الآثار اسی لئے عبادت کرو۔

-فجر کے وقت بھوک لگتی ہے: قوت ذائقہ کی طرف اشارہ ہے جس سے لذیذ و غیر لذیذ کا فرق معلوم ہوتا ہے۔

-ظہر: قوت لامسہ کی طرف اشارہ ہے، گھومتا پھرتا، کام کرتا ہے، پیر ہاتھ استعمال کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ کہ ٹھنڈا ہے یا گرم سخت ہے یا نرم نماز تو پڑھنا ہی ہے ہر حال۔

-عصر: عاشقانہ اور محبوبانہ ہوا چلتی ہے تو یہ قوت شامہ کی طرف اشارہ ہے اور آپ ہر طرف خوشبو محسوس کرتے ہو یعنی جہات اربعہ سے، چنانچہ 4 رکعات پڑھو بطور شکریہ۔

- مغرب: اندھیرا ہے: اشارۃ قوت باصرۃ کی طرف جسمیں 3 طرف سے آگے، دائیں اور بائیں طرف نہیں دیکھ سکتے تو 3 رکعات ادا کرو۔
- عشاء: دیر تک پڑھتے ہو یعنی ثلث اللیل یا نصف اللیل جب سب بچے خاموش اور عورتیں سو جاتی ہیں تو فضاء میں ایک ہیبتناک ماحول بنتا ہے اور ہر طرف سے آدمی چھوٹی سے چھوٹی آواز سن سکتا ہے اپنے قوت سامعہ سے تو اسکا شکریہ ادا کرو 4 رکعات پڑھ کر۔
- وفضلھا: فضل الصلوۃ یا فضل المواقیت:
- آیت: اِن الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔
- وقت کی اہمیت کی فضیلت..............................عینہ فی الوقت علیھم
- نماز کی ایک اور حکمت: نھار اور لیل کو پیدا کیا اور نھار میں حق اللہ اور حق العبد بھی ہوتا ہے تو جب دن شروع کرتا ہے، تو انسان ضعیف ہے اسی لئے دن کا پہلا آدھا حصہ انسان کے لئے رکھا، اپنی مرضی سے جو چاہے کرو: چاہے چاشت پڑھے چاہے یا کام کرے۔

اور دوسرا حصہ اللہ نے اپنے لئے رکھا یعنی ظہر سے غروب تک اور وہ اس حالت میں کہ تم تھکے ہوئے ہو، اپنا کام نہیں کر سکتے تو ہمارے لئے کام کرو اسلئے کہ ہم قدرداں ہیں یعنی تمہارے عیبدار چیزوں کو بھی قبول کرتے ہیں۔

- رات بھی دو حصے: اور پہلا حصہ اللہ کے اور دوسرا حصہ حق العبد ہے: چاہے تہجد پڑھے، چاہے نہ پڑھے۔
- آدمی امیر کو بھی تبلیغ کرے گا؛ اس روایت میں اختصار ہے کہ جبریلؑ دو دن آئے تھے
- یا صلی کا مطلب مطلقًا نماز پڑھائی: اول الیوم ہو یا دوسرا دن۔
- شافعیہ: اقتداء المفترض خلف المتنفل کے جواز کے قائل ہیں اور اس حدیث سے استدلال کرتے جب جبریلؑ نے نماز پڑھائی۔

- احناف کے جوابات: 1) جبریلؑ کا پڑھانا متلقنًا تھا یعنی معلم کی حیثیت سے (ہذا الاصح اسلئے کہ تلقین کی اور امام بھی تھے!)[69]

افضل جواب: 2) کان مأمورًا بالصلوٰۃ (مأمورًا الیومین اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لطول العمر) اور فرشتے: لایعصون اللہ ما أمر ھم ویفعلون مایؤمرون۔

3) اسکی ممانعت مدینہ منورہ میں آیا (الإمام ضامنٌ)

4) آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر بھی فرضیت نہیں تھی اس وقت اسلئے کہ فرضیت تفصیل بتانے کے بعد شروع ہوگی۔ (لاالصحیح: نماز تو فرض تھی اس تفصیل کے ساتھ)۔

- سوال: حدیث میں "صلّی فصلّی" ہے اور فاء تعقیب کے لئے ہے یعنی پوری نماز کے بعد!؟

جواب: 1) فاء تعقیب الکل کے لئے نہیں بلکہ تعقیب الأجزاء کے لئے۔ فؒ: تعقیب الأجزاء مضبوط ومؤکد اور احناف کے یہاں اسی پر فتوی ہے۔

2) تعقیب کی دو قسمیں: 1) تعقیب زمانی: آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نماز جبریلؑ کی نماز کے بعد ہو زمانے میں۔

2) تعقیب ذاتی: جبریلؑ کی نماز بہ منزلہ سبب وعلت آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نماز کے لئے: مثال: حرّکتُ المفتاح ففتحتُ القُفْلَ: تقدیم العلۃ علی المعلول۔

3) جبریلؑ نے امامت نہیں کرائی، اور امّ کا مطلب یہ ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پہلے نماز پڑھی اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اتباع کیا (نہ کہ اقتداء) (ہذا الاصح)۔ امامت کے الفاظ کو کیوں مجازی معنی پر محمول کریں بغیر ضرورت کے۔

- خلاف جنس کے پیچھے اقتداء ممکن ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرشتے کے پیچھے نماز پڑھی۔

- البتہ نکاح منفعقد نہیں (آکام الجان فی احکام الجان)۔

- امرتُ: أی جبریلؑ یا أمرتَ: أی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

- أتعلم ماتحدث بہ: 1) تم سمجھ لو کہ تم کیسی بات بیان کرتے! آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کیسے مقتدی بن سکتے؟

2) أعلم أی أسنِد ماتحدّث بہ: اہمیت کی وجہ سے یا اسلئے کہ وہ نہیں جانتے تھے۔

3) أعلم یعنی میں جانتا ہوں لیکن یہ ضعیف ہے اسلئے کہ بعد والے جملے سے لاعلمی ظاہر ہے۔

- أتقول ہذا وإن جبریلؑ ہو أقام لرسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

- فی حجرتھا: انکے گھر کے 4 دیواری میں دھوپ ہوتی تھی یعنی صحن۔

- شوافع: دیوار اونچی تھی توجب دھوپ ہے تو تعجیلاً پڑھی۔

- احناف: دیوار اتنی تھی جتنی پردے کے لئے ضرورت اور دھوپ دیر تک رہتی۔

- قبل أن تظھرَ الشمسُ فی الحجرۃ: پھیل جائے۔ یا قبل قبل أن تعلوَ الشمسُ فی الحجرۃ: دیوار پر چڑھنے سے پہلے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلاَةَ وَلاَ تَكُونُوا مِنَ المُشْرِكِينَ} [الروم: 31]

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) نماز کی فضیلت کا بیان کہ وہ علامۃ الإیمان اور جو علامۃ الإیمان تو اسکی فضیلت ہے۔

2) اسکا تعلق مواقیت کے ساتھ کہ نماز کی اقامت کا مطلب ارکان شرائط اور اوقات کا لحاظ کرنا ہے (تو اوقات کی فضیلت یا اہمیت کا ذکر ہوگا)۔

[69] توضیح السنن (398/1).

۔بعض لوگ استدلال کرتے کہ تارک صلوۃ کافر ہے اسلئے کہ "ولا تکونوا من المشرکین" آیا(ہذا الاصح ورنہ ولا تکونوا من الکافرین کہتے) تو مطلب یہ ہے کہ ترک صلوۃ مشرکین کا کام ہے چنانچہ تم انکے مشابہ مت بنو تو "مِن" تشبیہ کے لئے ہو گا۔

- ایک روایت میں: آدمی اور کفر کے درمیان ترک صلوۃ ہے یعنی کفر تک پہنچا سکتا ہے یا کفر سے کفران نعمت مراد ہے۔
- ابن ماجہ کی ایک روایت ہے: ایسا زمانہ آئے گا کہ صرف کلمہ پر نجات ہو گی انکی۔
- ابہام کامل کی تشریح: وفسرھا آیا تو فسرہ ہونا چاہئے تھا: توھاء سے مراد شہادت یا خصلت۔
- برتنوں کو منع کیا تاکہ دل سے محبت نکل جائے اور شراب یاد نہ آئے۔
- ایمان کی تفصیل میں صلوۃ داخل ہے نہ کہ نفس ایمان میں۔

بَابُ البَيْعَةِ عَلَى إِقَامِ الصَّلاَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اقامۃ الصلوۃ کی اہمیت ہے اسی لئے بیعت ہوئی یا بیعت اسکی فضیلت کی وجہ سے ہے۔

2) اِقامۃ الصلوۃ فی البیعۃ کی حقیقت: اِقامۃ الصلوۃ فی اَوقاتھا۔

۔بیعت: کسی کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر معاہدہ کرنا اور یہ بیعت توبہ ہے (مخاطب کے حال کو سامنے رکھا جاتا ہے)۔(رافضی توبہ کرے تو حب الشیخین کا اقرار کرے گا اور زانی کبائر سے بچنے کا وعدہ کرے گا)۔

۔جریرؓ نے بیعت کی علی النصح لکل مسلم اسلئے کہ ہو امیر تھے۔

۔بیعۃ المشائخ بھی ہے اور عام طور پر وہ بیعت علی الذکر لیتے اسلئے کہ لکل شیءٍ صقالۃ و صقالۃ القلب ذکر اللہ؛ اور ذکر کی اہمیت ہے قرآن میں فرمایا آیتک اَلا تکلم الناس............پھر فرمایا کہ ذکر کثرت سے کیا کرو۔

حتی کہ دشمن کے سامنے بھی: اِذا لقیتم فِئۃً فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرًا۔

- پھر ذکر کی 2 قسمیں: 1) جہری: اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخفیۃ ودون الجھر اَی دون الجھر المفرط۔
- ابوداؤد: کتاب الجنائز: آپ ﷺ نے قبر میں صحابی کو اتارا وکان یرفع صوتہ بالذکر۔

بَابٌ: الصَّلاَةُ كَفَّارَةٌ(ص75)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) صلوۃ کی فضیلت کہ وہ کفارۂ سیأت ہے۔ 2) اپنے وقت پر پڑھنے کی فضیلت ہے۔
- اشکال: کیسے صلوۃ کفارہ ہے جب کہ قرآن میں اجتناب عن الکبائر کفارہ سیأت ہے: " إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا "اور" إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ"
- جواب: 1) تکفیر الصلوۃ فی یوم اور اجتناب الکبائر لجمیع العمر (ہذا مما لا یفھم)

2) اجتناب عن الکبائر مستلزم حسنات کے کرنے کو اور حسنات کرنا مستلزم ہے اجتناب عن الکبائر۔

3) قرآن کریم کی آیت کا مطلب: گناہ کبیرہ سے بچتے ہو تو اسکے مقدمات کو مٹا دیں گے۔(جیسے کہ لڑکی کو بلایا، کرایہ دیا پھر عین وقت توبہ کیا): حدیث میں اسکی مثال ہے: 120 دینار دیا اپنے چچا کے لڑکی کو اور ننگا بھی کیا پھر عین وقت پر توبہ کیا تو اللہ نے معاف کیا۔

4)سیآت صغائر مراد اور صلوۃ کنارہ ہے سیآت کے لئے اور کبائر کے لئے توبہ کی ضرورت ہے:" إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ" بالحسنات

5)اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں صغیرہ خود بہ خود مٹ جاتے اعمال صالحہ سے اور کبائر بھی حسنات کے ذریعہ مع التوبۃ(صابون اور شامپو کے درجے میں ہے)۔

-فی أهله أی فی حب أهله؛ اگر گناہ نہیں ہے تو رفع درجات ہے۔

-قسطلانی:بیت............................حضرت گنگوہی:یہ تعریف ہے کہ علم ہے تو جری ہے اسکو بیان کرنے پر۔

-اشکال:فتنۃ الرجل: أہل،مال،ولد میں وغیرہ کبائر ہے تو صلوۃ،صوم وغیرہ کیسے کفارہ ہوں گے!؟

جواب:1) 2حیثیت ہے:1)حقوق اللہ:تو اس حیثیت سے معاف ہو گا۔ 2)حقوق العباد:اس حیثیت سے ادا کرنا ہو گا(مال واپس کرے)۔

2)اہل مال ولد اور جار کا مطلب یہ ہے کہ کبائر کا ارتکاب نہیں کیا بیوی کی محبت کی وجہ سے جماعت میں نہیں نکلا یا مال کی محبت کی وجہ سے صرف پانی پلایا مہمان کو(تو خلاف أولی کا ارتکاب کیا)۔

-إذا لا یغلق یا إذا ہو لا یغلق -خفی المعنی نہیں،اغلوطۃ نہیں

-معلوم ہوا کہ پہلے شاگرد استاذ سے ڈرتے تھے:فَهِبْنَا۔

-گناہ کبیرہ کا تعلق باطن کے ساتھ کا تعلق باطن کے ساتھ چنانچہ توبہ باطن کی صفائی کے لئے۔

-صلوۃ کفارۂ ظاہر کے لئے۔

-طرفَی النهار:1)غداءً وعشاءً۔ طرف:طائفۃ من البدایۃ والنہایۃ؛ 2)نھار کے دو جانب:ایک حصہ فجر اور دوسرا زوال سے غروب تک:ظہر وعصر وزلفًا من اللیل:مغرب وعشاء۔

- طرفَی النھار سے پتہ چلتا ہے کہ پورا دن مشتمل ہے صلوۃ پر اور زلفًا:ایک حصہ اسلئے کہ رات کا صرف ایک حصہ مشتمل ہے صلوۃ پر۔
- بوسہ لینا گناہ صغیرہ ہے اور کبیرہ بنے گا اگر اس پر اصرار کیا جائے۔
- قرآن میں:کبائر الإثم إلا اللمم اور لمم یہی ہے کہ احیانًا ارتکاب کیا۔
- اشکال:قُبلۃ کیسے گناہ صغیرہ ہے جبکہ حدیث میں آیا کہ زنا العین النظر وزنا الید البطش!؟

جواب:آپ ﷺ نے فرمایا والفَرجُ یصدق أو یکذب تو تصدیق ہو تب زنا ہو گا۔

بَابُ فَضْلِ الصَّلاَةِ لِوَقْتِهَا(ص75)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)یہاں مرکب کو بیان کیا صلوۃ بھی ہو اور اپنے وقت پر بھی ہو۔

2)حدیث میں "علی" کا لفظ آیا:الصلوۃ علی وقتھا تو مصنفؒ نے بتلایا کہ علی بمعنی "لام" ہے تو اشکال نہ ہو کہ علی فوقیت کے لئے اور فوق خارج کے لئے بلکہ "لام" کے معنے میں ہے اور لام تاریخ کے لئے:مثال:فطلقوھن لعدتھن؛أقم الصلوۃ لدلوک الشمس تو ترجمۃ الباب شارح للحدیث ہے۔

-أفضل:کل واحد أفضل من وجہ باعتبار السائل یا باعتبار الأحوال یا من جنس الأفضلیۃ(ص نمبر 8 پر)۔

-بھن أی بھأولاء الکا............اسمیں الصلوۃ لوقتھا مصنفؒ نے بتایا۔

بَابٌ: الصَّلَوَاتُ الخَمْسُ كَفَّارَةٌ

- اشکال: ترجمۃ الباب مکرر ہے!؟

جواب: 1) پہلے مطلق صلوۃ کا ذکر تھا اور اب صلوات خمسہ کا ذکر ہے۔

2) پہلے نوافل کے لئے تھا اب فرائض کے لئے۔

3) پہلے اوقات کا ذکر نہیں تھا اب اوقات پر ادا کرنے کا ذکر ہے۔

-دَرَن: اشارہ صغائر اور تطہیر الظاھر کی طرف۔ اور کبائر زنگ اور توبہ سے متعلق ہے۔

بَابُ تَضْيِيعِ الصَّلاَةِ عَنْ وَقْتِهَا

- ما قبل صلوۃ کو وقت پر پڑھنے کی فضیلت اور یہاں صلوۃ خارج الوقت یا مکروہ وقت پر پڑھنے کی قباحت کا بیان ہے۔ تو ما قبل کی ضد ہے اور فبضدھا تتبین الأشیاء-فخلف من بعد ھم خلف أضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشھوات.....

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ذکر بیان الضد؛ 2) وقت پر پڑھنا فضیلت ہے۔

- ما أعرف شیئًا من الأشیاء التی کانت علی عھد النبی باقیًا علی حالہ۔

- اشکال: ص100 سے پتہ چلتا ہے کہ صرف صفوف میں گڑبڑ ہے اور یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ اوقات وغیرہ میں بھی!؟

جواب: یہ شام کا واقعہ ہے (یعنی انسؓ جب شام گئے تو لوگ تاخیر فی الصلوۃ کرتے تھے) اور صفوف کا واقعہ مدینہ منورہ میں تو دو الگ واقعہ ہیں۔ اور اسکی تائید اگلی حدیث: بدمشق کی تصریح ہے اور شام میں حجاج بن یوسف تاخیر فی الصلوۃ کرتے تھے۔

بَابٌ: المُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صلوۃ مناجاۃ کا نام ہے اور جب کسی سے آدمی مناجاۃ کرتا ہے تو التفات نہیں کرتا ہے اور چپکے چپکے سے بات کرتا ہے دعا کرتا ہے اور خیالات کسی کی طرف نہیں گھوماتے۔ تو لا تضیع صلوتک فی المناجاۃ مع مالک الملوک۔

بَابُ الإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الحَرِّ(ص76)

- اِبراد: اِدخال الظھر فی البرد یا اِدخال الصلوۃ فی الوقت البارد۔

- اشکال: ظہر سے شروع کی تو فجر سے کیوں نہیں کی اور پھر اگر ظہر ہی سے شروع کرنا تھا تو زوال سے شروع کرنا چاہئے تھا!؟

جواب: جبریلؑ نے پہلے ظہر کی نماز پڑھائی اسی لئے ظہر سے شروع کیا اور جس روایت میں ابتداء بالفجر ہے تو سند میں محبوب بن جُھیم ضعیف ہے۔

- تو ظہر سے شروع کرنے کی چند حکمتیں ہیں: 1) آپ ﷺ سو رہے تھے فجر کے وقت (ہذا لا یصح اسلئے کہ یہ لیلۃ التعریس میں ہوا تھا)

2) تفاءُلًا کہ اللہ آپ ﷺ کے دین کو ظاہر و منتشر (پھیلا دے) کر دے۔

3) تا کہ سب لوگ دیکھے اور نماز کی کیفیت و ھیئات ظاہر ہو۔

4) فجر کی نماز کو آپ ﷺ نے انبیاء کو پڑھائی۔

5) فجر اور عصر پہلے سے پڑھتے تھے اور ظہر جدید نماز تھی (وکل جدید لذیذ الا المرض والموت)۔

-تو پھر زوال جو مقدم ہے ابراد پر، اسکو کیوں نہیں لایا؟

جواب: 1) ابراد کو مقدم کیا اسلئے کہ اسکا تعلق ما قبل سے ہے کہ اَبراد مؤثر ہے فی المناجاۃ اسلئے کہ ابراد میں آدمی اطمینان وسکون اور خوش طبیعت والا ہوگا۔ تو اِبراد لتحصیل الطمأنینۃ ہوا۔

2) شافعیہ کی تردید: تو پھر اختلاف کی طرف اشارہ ہے اور اختلافی مسئلہ کی اہمیت ہوتی ہے اسی لئے مقدم کیا کہ کسی قید سے مقید نہیں کیا اور شوافع کے نزدیک ابراد ہے لیکن چند قیود کے ساتھ: 1) مسجد سے لوگ بعید ہو؛ 2) سایہ نہ ہو؛ 3) بلاد حارّہ ہو۔

-اشکال: ابردخود بہ خود متعدی ہے تو "باء" کیوں آیا؟!

جواب: قانون ہے کہ جب متعدی کے بعد "باء" آتی ہے تو مبالغہ کے لئے ہے: مثال: وھُزی إلیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبًا جنیا یعنی اچھی طرح ہلاؤ۔ تو مراد یہ ہوگا کہ ابردوا صلوۃ الظھر بحیث ینظر الناظر...............

فإن شدۃ الحر من فیح جھنم...........

- فیح: تیزی، جوش مارنا۔

- اشکال: شدت حر تو بُعد اور قرب کی وجہ سے ہے!؟

جواب: 1) ایک سبب ظاہر یہ ہے: سورج کا قرب وبعد اور ایک سبب باطنی ہے: جہنم کی تیزی وجوش۔

2) یہ بتایا کہ سورج جہنم کے "پائپ لائن" میں سے ایک جزء ہے اور آگ حدیث میں ہے کہ دو سانس لینے کی اجازت دی اللہ تعالی نے جب اسنے شکایت کی اور سورج کے ذریعہ وہ اپنی حرارت باہر نکالتی ہے تو سبب قریب سورج ہے اور سبب بعید فیح جہنم ہے (سائنس والون نے تصویر لی سورج کی تو پیچھے کالا بادل نظر آیا)۔

3) مِن تشبیہ یا بیان نوع کے لئے جیسے: الکمأۃ من المنّ: مشابہ ہے اس چیز میں کہ دونوں مفت میں ملتا ہے۔

ولا تکونوا من المشرکین أی کالمشرکین

خلق لکم من أنفسکم أزواجا أی من نوعکم

ما ننسخ من آیۃ أو ننسھا

- إن لم ینتھوا عما یقولون لیمسن...........

- گرمی میں اللہ کا غضب ہے اور غضب روزانہ ہے تو نماز نہیں پڑھنا چاہئے اس وقت لیکن جہاں شریعت نے حکم دیا تو وہاں پڑھا جائے گا جیسے صلوۃ کسوف؛ لیکن یہ بات کہنا صحیح نہیں ہے کہ اللہ کے غضب کا وقت ہے۔

- دوسری حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اذان کا تعلق نماز سے ہے نہ کہ ابتدائے وقت سے۔

- شدۃ الحر تخرج من فیح جھنم یا مثل فیح جہنم ہے۔

- ظلّ: وہ سایہ جو صباحًا ہو اور فیءُ بعد الزوال کا سایہ ہے۔

- ص88 پر: حتی ساوی الظلُّ التلولَ تو یہ روایت یہاں رکھنا چاہئے تھا لیکن چونکہ مصنفؒ کے مسلک کے خلاف ہے تو فی غیر محلہ اسکو ذکر کیا۔ ابن حجرؒ تاویل کرتے: برابر ہوگیا، وجود میں۔ شافعیہ: عصر کے وقت ظہر پڑھی تو جمع بین الصلوتین ہوا لیکن اس پر اشکال ہے کہ دوسری نماز کا کوئی ذکر نہیں۔

- ہمارے حضرات: یہ عجیب تاویل ہے اگر کوئی کہے النمل یساوی الجبل تو کیا.........................

- شدد حرارت کو ذکر کیا حالانکہ سفر ذکر کرنا چاہئے اسلئے کہ یہ جمع بین الصلوۃ کی علت ہے تمارے نزدیک!

- زوال کے بعد 3 اوقات ہیں: 1) ایک وقت بالاتفاق ظہر کا ہے، اور وہ مثل اول ہے۔

2) مثل ثانی سے غروب تک عصر کا وقت ہے۔

3) مثل ثانی کے وقت میں اختلاف ہے۔

-اشکال: حدیث جبریلؑ میں ہے کہ پہلے دن زوال میں ظہر پڑھائی اور عصر کو مثل ثانی میں!؟

احناف جمع بین الروایات کرتے یعنی تطبیق دیتے پہلے اگر ممکن ہے چنانچہ حؒ کی دو روایات ہیں: 1) حؒ: مثل ثانی ظہر کے لئے؛ 2) حسن بن زیادؒ: مثل ثانی کا وقت عصر کا ہے۔

جوابات حدیث جبریلؑ: 1) سند میں عبد الرحمن بن الحارث جسکو نسائی نے لیس بقویؒ کہا اور امام ؒ نے متروک کہا۔

2) یہ محمول ہے نسخ پر۔ 3) الزامی جواب: دوسرے دن اسی وقت ظہر پڑھی یا یہ مکہ کا واقعہ ہے اور............

-روایات کی تطبیق: 1) حدث جبریلؑ (قطع نظر کہ اسمیں کلام ہے) مثل ثانی پر عصر کے لئے قریب تھی۔

2) دوسری روایت میں: حتی ساوی الظلُّ التلولَ: مثل ثانی ظہر کے لئے۔

3) عمرؓ نے پیغام بھیجا تھا اپنی مملکت کے گورنر کو: صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ.

4) حدیث اجر سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مثل ثانی ظہر کے لئے: یہود نے فجر سے زول تک کام کیا تو ایک دینار مل گئے ر اور نصاری نے زوال سے غروب تک کام کئے تو انکو بھی ایک دینار ملا اور مسلم عصر سے مغرب تک کام کیا تو 2 دینار ملے۔

تو اگر زوال کو مثل ثانی تک لے لے تب حدیث کا مفہوم صحیح ہو سکتا ہے ورنہ مثل اول تک مراد لینے سے مفہوم نہیں بنتا (روایت ص 491)۔

ابن عمرؓ کی روایت ص 79۔

مثال یکم جنوری میں زوال 9 گھنٹے کے بعد ہے۔ اور یکم اگست 6:45 گھنٹے کے بعد زوال ہے تو زوال سے مثل اَول تک 3 گھنٹے اور غروب تک ڈھائی گھنٹے تو پتہ چلا کہ مثل ثانی ظہر کے لئے۔

5) اسی طرح مسلم کی روایت[70] سے پتہ چلتا ہے: وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ، مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ...

-تو احناف کی تطبیق یہ ہے کہ عام حالات میں ظہر مثل اول میں پڑھو اور حاجت یا ضرورت ہو تو مثل ثانی میں عصر پڑھ سکتا ہے (حسن بن زیادؒ کے قول کے مطابق)۔ مثال: کثیر صحابہؓ عوالی میں جاتے تھے: تو تاویل یہ ہے کہ عصر مثل ثانی میں پڑھ لی۔

اور اونٹ کو ذبح کرکے پکایا تو مثل ثانی میں عصر پڑھائی تاکہ قربانی کر سکے۔

- ظہر کا آخری وقت: حنفیہ کے دلائل: توضیح السنن (ص 412)۔

- سوال: عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: «شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فِي الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ يُشْكِنَا» اسکے مقابلے میں ص 77۔

---

[70] مسلم(427/1): 173 - (612) وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ، مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ، وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ، وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ»

- جواب: 1)یہ منسوخ ہے:كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الظُّهْرِ بِالْهَاجِرَةِ، فَقَالَ لَنَا: «أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ؛ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ»[71]
- مغیرۃ بن شعبہؓ سے بھی یہی مروی ہے اور انسؓ کی روایت ہے:" إذا اشتَدَّ الحرُّ فأبرِدُوا بالصلاةِ؛ وإذا كان في الشتاء.....................
- ابوداؤد میں[72]:كانت قدرُ صلاةِ رسولِ الله – صلى الله عليه وسلم – في الصَّيفِ ثلاثةَ أقدامٍ إلى خمسةِ أقدامٍ، وفي الشِّتاءِ خمسةَ أقدامٍ إلى سبعةِ أقدامٍ
- 2.5 گھنٹہ زوال کے بعد.....................

2) یا محمول ہے اس بات پر کہ انہوں نے مزید تاخیر چاہی۔

3)تاخیر عن الوقت پر محمول(جو کہ جائز نہیں تو اسی لئے اجازت نہیں ملی)۔

- اشتکت النار: 1) حقیقت پر محمول:" تَقُولُ جَهَنَّمُ لِلْمُؤْمِنِ: يَا مُؤْمِنُ جُزْ فَقَدْ أَطْفَأَ نُورُكَ لَهَبِي "

2)کنایہ ہے حرارت کی شدت سے؛اردو میں کہتے کہ مسجد اتنی بھر گئی کہ اپنی تنگ دامنی کا ثبوت دیا۔

یا جیسے:دامن نچھوڑدے تو فرشتہ اس سے وضو کرے(کنایہ عن التقوی)۔

- حقیقت پر محمول کرنا اولی ہے اور امام نوویؒ کہتے کہ حقیقت حق وصواب ہے۔
- اکل بعضی بعضًا:ایک بڑا شعلہ آتا ہے تو چھوٹا شعلہ کو کھاتا ہے۔
- بنَفَسَيْنِ:عام طور پر کہتے کہ ایک گرم سانس اور ایک ٹھنڈا سانس اسلئے کہ جہنم میں 2 طبقہ ہے ایک طبقہ جسمیں آگ اور ایک طبقہ زمہریر
- دوسرے حضرات کہتے ہیں کہ کوئی زمہریر کا طبقہ نہیں ہے اور ٹھنڈک اگر بالفرض ہو تو جہنم سے الگ ہو گا۔
- تو معنی یہ ہو گا کہ 2 سانس اصل ایک ہی سانس ہے لیکن ہمارے لئے 2 سانس لگتے ہیں۔
- اجازت دی حرارت کو باہر نکالنے کے لئے جیسے ہانڈی کو کھولا جاتا ہے تا کہ بھاپ دھواں نکلے تو اسی طرح جہنم اپنی آگ باہر نکالتا ہے اور وہ سورج کے ذریعہ۔
- تو سال بھر جہنم اپنی حرارت نکالتی رہتی ہے اور 2 سانس ہمارے اعتبار سے ہے کہ جب ہم سے قریب ہے تو ایک کیفیت اور جب ہم سے بعید ہے تو دوسری کیفیت محسوس کرتے ہیں ہم۔
- محل تعجب والی چیز کو مقدم کیا کہ گرم سانس نکالتا ہے لیکن ہم ٹھنڈک محسوس کرتے(نفس حارٍّ في الشتاء مصروفٍ عنا:زاویۃ حادّۃ؛)(ونفس حار في الصيف مصروفٍ ومتوجہٍ إلينا:زاويۃ قائمۃ)
- لف نشر غیر مرتب تفصیل وھو أشد ما تجدون من الحرّ لکونہ متوجھا إلینا / یالکون الحرّ مصروفًا عنکم۔
- معلوم ہوا مہ جہنم مخلوق ہے: أُعدت کا لفظ آیا اور ایسا نہیں کہ بعد میں بنائیں گے جیسے معتزلہ کا گمان ہے۔
- اور التخویف بالموجود زیادہ مؤثر ہے یا ممکن کہ بعض ارواح کو بھیجا جاتا ہے ابھی سے جیسے شہید وغیرہ۔

---

[71]ابن ماجہ(223/1): 680 – حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الظُّهْرِ بِالْهَاجِرَةِ، فَقَالَ لَنَا: «أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ؛ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ»

[72]ابو داؤد(301/1): 400 –

- حدیث کا مفہوم ہے: 1000 سال جہنم کو جلایا گیا تو سرخ پھر 1000 سال تو سفید پھر 1000 سال تو کالا ہوا۔

«إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمَرَ بِجَهَنَّمَ فَأُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ عَامٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ، ثُمَّ أَمَرَ فَأُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ عَامٍ حَتَّى احْمَرَّتْ، ثُمَّ أَمَرَ فَأُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ عَامٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ، فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ لَا يُضِيءُ شَرَرُهَا، وَلَا يُطْفَأُ لَهَبُهَا، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَوْ أَنَّ قَدْرَ ثُقْبِ إِبْرَةٍ فُتِحَ مِنْ جَهَنَّمَ لَمَاتَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا مِنْ حَرِّهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَوْ أَنَّ ثَوْبًا مِنْ ثِيَابِ النَّارِ عُلِّقَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَمَاتَ مَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْ حَرِّهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَوْ أَنَّ خَازِنًا مِنْ خَزَنَةِ جَهَنَّمَ بَرَزَ إِلَى أَهْلِ الدُّنْيَا، فَنَظَرُوا إِلَيْهِ لَمَاتَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ مِنْ قُبْحِ وَجْهِهِ وَمِنْ نَتْنِ رِيحِهِ، وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَوْ أَنَّ حَلْقَةً مِنْ حَلْقَةِ سِلْسِلَةِ أَهْلِ النَّارِ الَّتِي نَعَتَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وُضِعَتْ عَلَى جِبَالِ الدُّنْيَا لَارْفَضَّتْ، وَمَا تَقَارَبَتْ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ السُّفْلَى»[73]

بَابُ الإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي السَّفَرِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے کہ مسافت بعیدہ سے آنے کی وجہ سے ابراد ہے؛ شافعیہ کی تردید ہے۔
ایک روایت میں فأراد بلال أن یؤذن اور اسی میں ثم أذن فأقام تو معلوم ہوا کہ اقامت نہیں تھی تو اَذان نماز کے لئے نہ کہ وقت نماز کے لئے۔
- فیء: مال الظلّ من المغرب إلی المشرق۔

بَابٌ: وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ

- اسمیں بھی اختلاف ہے لیکن قلیل: دؒ: جمعہ کے دن قبل الزوال جمعہ جائز ہے تو انکی تردید ہے گ
- سایۂ اصلی جو ہمیشہ رہتا ہے، کبھی ختم نہ ہو۔
- بالھاجرۃ أی بعد الزوال: تو ابتداء پر محمول ہے یا منسوخ؛ - ضحوۃ: ضحی سے پہلے۔
- ھاجرۃ: اسم فاعل: لوگوں کو باہر نکلنے سے مجبور کر دیا۔
- إلا أخبر تکم أی أُخبر کم ماضی کا صیغہ امر متیقن کی وجہ سے (عبر المضارع بالماضی لتیقن وقوعھا)۔
- مولانا بنوریؒ: اللہ اپنے علم کی تجلی آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ڈالتے ہیں۔
- فلم أر خیرا کھذا الخیر ولم أر شرًّا کھذا الشر۔
- عصر کے لئے مدنی روایت ہے تو معلوم ہوا کہ عام حالات مثلین میں عصر پڑھتے تھے لیکن عذر کی وجہ سے مثل اوّل میں کبھی کبھی پڑھتے تھے۔
- معلی ابن منصور: إلی قریب المثلین تک ظہر کا وقت ہے۔
- علامہ کشمیریؒ: مثل ثانی وقت مشترک ہے معذورین کے لئے۔
- احناف کے یہاں فتوی مختلف ہے: در مختار، فتاوی ظاہر یہ وغیرہ میں مثل اول پر فتوی ہے اور متون میں اور ہدایہ میں اور بدائع میں اور محیط میں مثلین پر فتوی ہے (تو تطبیق کی شکل وہی ہو گا: عام حالات اور حالت عذر پر محمول کریں گے)۔

بَابُ تَأْخِيرِ الظُّهْرِ إِلَى العَصْرِ

- باوجود یہ ہے کہ مصنفؒ احناف کے خلاف چلتے ہیں لیکن یہاں مثل اور مثلین کے مسلے کو نہیں چھیڑا۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اشتراک الوقت کی طرف اشارہ؛ کؒ: 4 رکعات کی مقدار وقت مشترک ہے ظہر اور عصر کا (حدیث جبریلؑ)

[73] پوری روایت المعجم الأوسط(89/3): 2583

2)وقت مہمل کی نفی ہے کہ ظہر عصر تک پڑھسکتے (اسد بن عمرو کے قول کی تردید ہے)

3)اشارہ إلی عدم التیقن بآخر الظہر

4)فیہ اشارۃ إلی جمع الصوریّ إلی العصر أی إلی قرب العصر؛ (جابرؓ اور ابن عباسؓ سے مروی کہ ظہر کو مقدم اور عصر کو مؤخر)۔

-ابن عباسؓ مسلم میں:لعلہ..................

-نسائی کی روایت: أخّر الظہر و عجّل العصر لئلایحرجون...........

بَابُ وَقْتِ العَصْرِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: عصر پڑھ سکتے مثلین کے بعد اور احیاناً مثل کے بعد۔
- حسن بصری: وأنا مراھق فأنال السقفَ
- کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی حجرتہ فرآی الناس شخصہ، لیکن اسکا تعلق حجرۃ الاعتکاف سے
- لم یظہر الفیء:1)لم ینتشر الفیء۔ 2)لم یظہر الفیء من حجر تھا۔
- عام طور پر عصر میں تاخیر فرماتے تھے آپ ﷺ جیسے اکثر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔
- علی بن شیبان کی روایت: ہم حضور ﷺ کے پاس آئے اور وہ عصر کو مؤخر کرتے تھے اور سورج صاف ہوتا تھا۔
- حضرت جابرؓ کی روایت: میں بھی عصر میں تاخیر کرتے تھے۔
- علیؓ(ابن ماجہ کی روایت[74]): کہ حضور ﷺ اشراق کے وقت 2 رکعات پڑھتے اور سورج اتنا اونچا ہوتا تھا جتنا عصر کے وقت ہوتا تھا، اور چاشت پڑھتے تھے اس وقت جب سورج زوال کے اتنے قریب ہوتا جیسے عصر پڑھتے تھے قبل الغروب۔
- ابو ھریرۃؓ: .... حتی رأینا الفیء علی أطول جبل..............
- ....فإن استطعتم أن لا تُغلَبوا.....................
- حدیث: رویت باری تعالی کے بارے میں................اگر تمہار طاقت میں ہو کہ فجر اور عصر کی پابندی کرو تو کرو اسلئے کہ اسکا تعلق رؤیت باری تعالی سے ہے۔
- مصنفؒ پہلے مفرد روایت لائے جسمیں صرف تعجیل کا ذکر ہے اور اب یہاں سے مصنفؒ مرکب روایت کو لائیں گے کہ بعضوں نے تعجیل کی اور بعضوں نے تاخیر کی۔
- فجر میں تاخیر کرتے تھے (حین یعرف الرجل جلیسہ) اور کبھی تعجیل بھی کرتے اسلئے کہ انصار زراعت کرنے والے تھے۔
- اور عصر بھی کبھی تعجیل کے ساتھے پڑھتے اور اکثر تاخیر سے پڑھتے تھے تو ضرورت کی وجہ سے وہ تعجیل کرتے تھے۔

[74]ابن ماجہ(367/1): 1161 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، وَأَبِي، وَإِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ، قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا، عَنْ تَطَوُّعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَا تُطِيقُونَهُ، فَقُلْنَا: أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمْهِلُ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا - يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ - بِمِقْدَارِهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هَاهُنَا - يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ - قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُمْهِلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا، - يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ - مِقْدَارَهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هَاهُنَا قَامَ فَصَلَّى أَرْبَعًا، وَأَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَأَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ، يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ» قَالَ عَلِيٌّ: فَتِلْكَ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً، تَطَوُّعُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ، وَقَلَّ مَنْ يُدَاوِمُ عَلَيْهَا، قَالَ وَكِيعٌ: زَادَ فِيهِ أَبِي: فَقَالَ حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ يَا أَبَا إِسْحَاقَ مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِحَدِيثِكَ هَذَا مِلْءَ مَسْجِدِكَ هَذَا ذَهَبًا.

- عصر: نچھوڑنا: روشنی کی تیزی ختم ہو جاتی ہے یہاں تک کہ تھوڑی سی باقی ہے جیسے نچھوڑے ہوئے کپڑوں میں تھوڑا پانی باقی رہتا ہے۔
- عوالی: مدینہ منورہ کے باہر 8 میل کے فاصلے پر ہے اور 4 میل کے فاصلے پر جو وارد ہے وہ اصل قباء ہے اور وہ 2 میل پر ہے (چونکہ عربی میل انگریزی میل سے زیادہ ہے)۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ العَصْرُ (ص78)

- فات اور ترک میں فرق: فاتتہ العصر: چاہے عمداً ہو یا سھوًا؛ اور ترک الصلوۃ: عمداً ہوتا ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: ماقبل میں عصر کا وقت کا بیان تو یہاں اسکی اہمیت کا بیان ہے۔
- وتر أھلہ ومالہ: أی کأنہ أُھلک ونقص فی أہلہ۔
- سوال: عصر کی کیوں تخصیص ہے؟

جواب: 1) کیونکہ یہ صلوۃ وسطی ہے اسلئے اسکی اہمیت ہے۔

2) اسلئے کہ ملائکۃ اللیل والنھار جمع ہو جاتے (فجر میں بھی اسی طرح ہے لیکن اس وقت عام طور پر غفلت کا وقت ہے)۔

3) سوال ہوا تھا عصر کے بارے تو عصر کے بارے میں جواب دیا۔

4) مشغولی کا وقت ہے تو بتلایا کہ سب مشغولیاں چھوڑ دو اور نماز کی فکر کرو۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ العَصْرَ

- عصر کی تخصیص کی وہی وجوہات جو بالا مذکورہ ہیں۔
- ابو قلابۃ کا نام: عبد اللہ بن زید۔
- بکّروا: ترک سے بچنا ہے اور التبکیر أبعد من الفوات اسی لئے جلدی پڑھو۔
- اشکال: اعمال کیسے ضائع ہو گا ترک عصر سے جبکہ حبط اعمال یہ ارتداد کا نتیجہ ہے!؟

جواب: 1) فقد حبط عملہ: یعنی جب ترک الصلوۃ وجحدھا۔

2) إذا ترک الصلوۃ واستھزأ بمن صلی۔

3) ہذا فی محل الزجر فھو مَوھدّدٌ ومُوَبَّخٌ (I kill you والی بات۔)

4) قریب ہے کہ اعمال ضائع ہو جائے کہ ترک کر کے کر کے، انکار تک لے جاسکتا ہے جو بہت خطرناک ہے۔

سب سے آسان ہے 5) حبط نقصان مراد ہے یعنی انتقص عملُہ۔

6) حبط کی دو قسمیں: 1) حبط الأعمال بالکفر۔ اور 2) حبط الأعمال بعدم الانتفاع إلی مدۃ عندرجان السیآت۔

(قاضی ابو بکر عربی کا قول ص308 پر انعام الباری میں)۔

7) عندرجان السیآت جب گناہوں کا اور معصیت کا غلبہ ہو اس پر۔

8) حبط عملُہ فی الدنیا یعنی عصر کا عمل ضائع ہو گیا تو ہم اسکو غیر مصلی کہیں گے۔

بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ العَصْرِ

- اشکال: حدیث میں فجر اور عصر دونوں کا ذکر ہے یعنی اللہ کی رؤیت کے لئے دونوں کا دخل ہے تو پھر عصر کی تخصیص کیوں ہے؟

جواب: 1) ہذا من قبیل سرابیل تقیکم الحر أی الحر والبرد (ہذا لا یصح)۔

بعض 2) باب فضل العصر علی سائر الصلوات سوی العصر (ہذا لا یصح)۔

3) عصر کے ابواب چل رہے ہیں اس لئے اسکی تخصیص کی گئی۔

-یتعاقبون: اشکال: قانون کے خلاف ہے یعنی فاعل اسم ظاہر تو "وُحِّدِ الفعل أبدا" کا قاعدہ جاری ہونا تھا!؟

جواب: 1) ہذا من قبیل "أکلوني البراغیث" واؤ فاعل کی علامت ہے تاکہ جمع پر دلالت کرے۔

2) ضمیر جو ملائکہ کی طرف راجع ہے، حکماً مقدم ہے اور ظاہراً مؤخر ہے۔

3) ص 457 قانون کے موافق مذکور ہے: الملائکۃ یتعاقبون تو یہ رواۃ کے تصرف کے قبیل سے ہوگا۔

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ العَصْرِ قَبْلَ الغُرُوبِ

- عصر کے ابواب کو ختم کر رہے ہیں اور مغرب کی طرف چل رہے ہیں تو یہ باب بہ منزلہ برزخ ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: اشارۃ: عصر کی نماز میں آکر غروب الشمس ہو جائے تو عصر ہو جائے گی اور فجر میں آکر اگر سورج طلوع ہونے لگے تو بھی ہو جائے گی؛ ح: عصر میں ہو جائے گی مع الکراھۃ اور فجر میں نماز فاسد ہوگی۔ (در مختار میں کراہت تحریمی مذکور ہے)۔
- حدیث میں سجدہ کا لفظ؛ ک: ایک رکعت سے کم ملی تو مدرک الصلوۃ نہیں۔ ح ف: مدرک الصلوۃ ہے؛
- من أدرک رکعۃً کی متعدد روایات ہیں:
- 1) من أدرک رکعۃً من الفجر فقد أدرک الفجر أی وقت الفجر یا حکم الفجر یا فضل الفجر۔

2) جو یہاں مذکور ہے۔

باب قائم کیا من أدرک رکعۃً اور حدیث میں من أدرک سجدۃً اور ایک روایت میں سجدۃً مع الإمام (اشارہ ہے کہ سجدہ ملنے سے نماز ہوگی)۔

3) دار قطنی: من صلی رکعۃً من العصر قبل أن تغرب الشمس.................... لم یفتہ العصر و من صلی رکعۃ من الفجر قبل أن تطلع الشمس لم تفتہ الفجر (طلوع و غروب فی وسط الصلوۃ)

4) من صلے رکعۃ من العصر قبل أن تغرب الشمس فلیصل إلیھا أخری۔

-احناف کے مشہور قول: کہ فجر میں فاسد ہو جاتی اور عصر میں نہیں طلوع و غروب کا وقت:

جواب: 1) محمول ہے نفساء پر یا جدید بالغ پر یا حائضہ پر لیکن اسپر اشکال: یہ تأویل اسمیں صرف چلے گا "من أدرک رکعۃً من الفجر فقد أدرک الفجر"۔ (اتمام نہیں کر سکے گی)

2) محمول ہے مسبوق پر ایک رکعت ملی تو جماعت کی فضیلت ملی لیکن اسپر اشکال ہے کہ فجر اور عصر کے ساتھ کیوں مخصوص اسی طرح پلے جوابات دے چکے۔

مشترکہ جواب: ان 2 نمازوں کی تخصیص: انکے ختم ہونے کا ظہور۔

اور یہ کہنا کہ دار قطنی یا بخاری کی روایت، روایت بالمعنی ہے تو اسپر کوئی دلیل نہیں ہے۔

3)اصولیین کا جواب: چونکہ احادیث میں تعارض ہے تو ہم منتقل ہو گئے قیاس کی طرف؛ روایت: فجر اور عصر طلوع و غروب میں مت پڑھو اور دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اگر پڑھ لے تو ہو جائے گی تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ فجر فاسد اور طلوع سے پہلے تمام اَجزء صحیح (یعنی وجوب کے اسباب) اور ادا کما واجب نہیں ہو گا اگر اس وقت مکروہ میں پڑھ لے اور عصر کے لئے سبب بھی ناقص اور ادا بھی ناقص تو ادا کما وجب ہوا؛ لیکن اسپر متعدد اشکالات ہیں:

- 1)احناف کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے نسخ پھر ترجیح پھر تطبیق پھر انتقال اِلی دلیل آخر (یعنی قیاس) تو قیاس آخری درجہ ہے تو یہاں پہلے سے قیاس کی طرف کیوں چلے گئے؟

2) یہاں تعارض ہے! کہاں تعارض؟ تعارض تو نفی اور اثبات میں ہے اور یہاں نہی اور اثبات ہے جو کہ منعقد ہو سکتا ہے جیسے ظہار ممنوع ہے لیکن اگر کیا تو منعقد ہو گا: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اونٹوں کے معاطن میں نماز نہ پڑھو لیکن اگر کسی نے پڑھ لی ہو تو منعقد ہو گا۔

3) تطبیق ہو سکتی ہے: جو ممنوع ہے فالا بتداء ممنوع اور جو شروع ہو گیا تو جائز ہے جاری رکھنا یعنی بقاءً ممنوع نہیں تو نہی ابتداء پر محمول ہو گا: مثال: محرم ابتداءً خوشبو نہیں لگا سکتا لیکن اگر پہلے سے لگا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

4) تطبیق کی ایک صورت یہ ہے کہ آپ تخصیص اور استثناء کرے جیسے حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی تو عرفات، مزدلفہ مستثنی ہیں۔

5) جب آپ قیاس کی طرف جاتے تو آپ ترجیح کیوں نہیں دیتے؟ جیسے امام طحاویؒ نے کیا ہے۔

نہی اور جواز میں نہی کو ترجیح دیتے ہیں ترجیحا للمحرم علی المبیح (نہی کی روایت متواتر ہیں)۔

6) قیاس پر یہ بھی اشکال ہے: کہ ادا کما وجب ہونا چاہئے تو تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی نے عصر کو صحیح وقت میں شروع کیا اور ختم کیا فاسد وقت میں تو فاسد ہونا چاہئے لیکن کوئی یہ نہیں کہتے (اصول کی کتاب میں جواب)۔

جواب: فجر اور عصر میں فرق احادیث کی وجہ سے ثابت ہے۔

- فجر میں لیلۃ التعریس جب سورج طلوع ہوا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابہؓ اُٹھے تو فی الفور نماز نہیں پڑھی حالانکہ حدیث میں سے پتہ چلتا ہے کہ فورًا اقضاء کو ادا کرنا چاہئے: من نام عن صلوۃ اَو نسیھا فلیصلھا اِذا ذکرھا۔
- 2کام کیا: 1) تبدیل المکان (لاَجل الشیطان) اور 2) تبدیل الزمان: فلما ارتفعت الشمس وابیضت قام فصلی۔
- تو معلوم ہوا کہ طلوع کے وقت کراھت اَشدّ ہے (ص83 پر روایت ہے) بعض نے فساد کہا اور جیسے صاحب در مختار نے کراہت کہا اور کراہت سے کراہت تحریمی مراد جو قریب اِلی الفساد ہے۔
- پھر یہ مسئلہ لکھا کہ جب آدمی کی عادت یہ ہے تو اسکو منع نہ کیا جائے گا اسلئے کہ کسی نہ کسی درجے میں نماز ہو جاتی ہے اگرچہ زیادہ کراہت ہے تو کراہت شدیدہ کو فقھاء نے تعبیر کیا: قریب اِلی الفساد تو اسکو فساد ہی کا حکم دیا۔ (قرب فساد کی وجہ سے)۔
- اور عصر میں اتنی کراہت نہیں جتنی فجر میں ہے: مثال: " وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ " اور " أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ " پورا وقت نماز کا ہے۔
- یہ منافق کی مثال ہے جو چار چونچ مارے تعجیل کی وجہ سے تو اسکو منافق کے مشابہ کہا لیکن یہ نہین کہا کہ نماز نہیں ہو گی۔

- نسائی میں عبداللہ بن زبیرؓ رکعتین بعد العصر پڑھتے تھے تو معاویہؓ نے کسی کو بھیجا سوال کرنے کے لئے تو انہوں نے ام سلمہؓ کے پاس بات پہنچائی تو ام سلمہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ غروب الشمس سے قبل نماز پڑھتے تھے: نسائی (ص 67)[75]۔
- علیؓ کی روایت[76]: مؤذن نے کہا 3 مرتبہ کہ نماز پڑھ لے........ تو جواب دیا کہ ھذا الکلب یعلمنا بالسنۃ،... فجثونا للرکب ننتظر نزول الشمس
- تو ان دلائل سے پتہ چلتا ہے کہ کراہت تو ہے لیکن اتنی شدید نہیں ہے۔
- اور یہاں کی جو روایت جسمیں اتمام کا حکم ہے تو فجر میں کراہت شدیدہ کی وجہ سے فقہاء نے کہا کہ بعد میں دوبارہ پڑھو اور عصر نہیں۔
- دوسری روایت میں: وقتھم کثیر وأجرھم قلیل: زوال تک اور اسی طرح زوال سے عصر تک اور عصر سے غروب تک: وقت قلیل وأجر کثیر تو معلوم ہوا کہ عصر کا وقت قلیل ہے۔
- شوافع اسکا جواب دیتے: یہود و نصاری دونوں ملا کر اسکا وقت کثیر ہو جاتا اور مسلمان کا وقت قلیل (اگرچہ مثل ثانی سے شروع کیا)۔

پھر اسپر اشکال ہوتا ہے کہ پھر مساوی أجرًا کہنا چاہیئے اگر مجموعہ مقصود ہو اس طرح کہ دیکھو ہم دونوں برابر ہو گئے اجر میں (نحن نساوی أمرًا مع أنّا أکثر عملاً) لیکن یہ نہیں کہا بلکہ کہا کہ ہم اکثر عمل اور کم اجر ہے۔

2) یہاں کثرت عمل مراد ہے؛ جواب: تو وقت کا کیوں ذکر کیا پھر؟

- ایک قول یہ ہے کہ یہود نے کہا تھا کہ ہم اکثر عملاً ہے! لیکن یہ بات صحیح نہیں اسلئے کہ اہل کتابین کا ذکر ہے۔
- شاہ صاحب نے ایک اشکال کیا: کہ نصف تمہارے یہاں نصف نہار شرعی ہے تو ضحوۃ الکبری مراد ہے تو پھر شوافع کا مذہب ثابت ہو گا!؟

جواب: یہ نصف نہار عُرفی ہی مراد کہ مسروق کی روایت ہے..........

- ابوداود کی روایت[77]: ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ حَتَّى قَالَ: الْقَائِلُ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ أَعْلَمُ...
- کـ: أدرکت أھل العلم والفضل یتحرون الصلوۃ عند نصف النھار۔
- مثل یہاں حالت عجیبہ اور دوسرے معانی بھی ہے: صفات یا ضرب المثل یا تشبیہ مراد۔
- بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہود و نصاری کے وقت کا مجموعہ مراد ہے تو پھر الگ کیوں ذکر کیا گیا؟ تو معلوم ہوا کہ ہر ایک کے ساتھ مقابلہ ہے۔

---

[75] نسائی (ص 67) 581 – أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ لَاحِقًا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَقَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يُصَلِّيهِمَا، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ: مَا هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ؟ فَاضْطَرَّ الْحَدِيثَ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَصْرِ فَشُغِلَ عَنْهُمَا، فَرَكَعَهُمَا حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، فَلَمْ أَرَهُ يُصَلِّيهِمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ»

[76] دار قطنی (471/1): 988 – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ صَالِحٍ الْأَزْدِيُّ , ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ , ثنا يَحْيَى بْنُ آدَمَ , ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الشَّافِعِيُّ , وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ , قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ الْجَوْهَرِيُّ , ثنا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ , قَالَا: نا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ , نا الشَّيْبَانِيُّ , عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ , عَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ , قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ الْأَعْظَمِ , وَالْكُوفَةُ يَوْمَئِذٍ أَخْصَاصٌ , فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ: الصَّلَاةُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لِلْعَصْرِ , فَقَالَ: «اجْلِسْ» , فَجَلَسَ ثُمَّ عَادَ فَقَالَ ذَلِكَ , فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «هَذَا الْكَلْبُ يُعَلِّمُنَا بِالسُّنَّةِ» , فَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَصَلَّى بِنَا الْعَصْرَ , ثُمَّ انْصَرَفْنَا فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي كُنَّا فِيهِ جُلُوسًا فَجَثَوْنَا لِلرُّكَبِ لِنُزُولِ الشَّمْسِ لِلْمَغِيبِ نَتَرَآهَا.
زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ مَجْهُولٌ لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ الْعَبَّاسِ بْنِ ذَرِيحٍ.

[77] ابوداود (108/1): 395 – حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، حَدَّثَنَا بَدْرُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِي مُوسَى، " أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا حَتَّى أَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ، فَصَلَّى حِينَ كَانَ الرَّجُلُ لَا يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ – أَوْ أَنَّ الرَّجُلَ لَا يَعْرِفُ مَنْ إِلَى جَنْبِهِ – ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ حَتَّى قَالَ: الْقَائِلُ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ أَعْلَمُ، ثُمَّ أَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ مُرْتَفِعَةٌ، وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ [ص:109] الْغَدِ صَلَّى الْفَجْرَ وَانْصَرَفَ، فَقُلْنَا أَطَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَأَقَامَ الظُّهْرَ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ الَّذِي كَانَ قَبْلَهُ وَصَلَّى الْعَصْرَ، وَقَدِ اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ – أَوْ قَالَ: أَمْسَى – وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ "، ثُمَّ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ الْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَغْرِبِ بِنَحْوِ هَذَا قَالَ: «ثُمَّ صَلَّى الْعِشَاءَ». قَالَ بَعْضُهُمْ: «إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ». وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «إِلَى شَطْرِهِ». وَكَذَلِكَ رَوَى ابْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

- اشکال: ما قبل کی روایت سے بہ ظاہر تعارض ہے کہ ما قبل وہ عاجز ہوئے کام کرنے سے اور ایک قراط ملا اور یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے خود کام چھوڑ دیا اور اجرت کا انکار کیا۔

جواب: 1) ما قبل کی روایت ذکرُ حال الصلحاء اور دوسری روایت میں حالۃ الطلحاء۔

2) ما قبل ان لوگوں کا ذکر جنہوں نے عمل کیا تھا شریعت کے منسوخ ہونے سے پہلے اور اجر ملا اور دوسری روایت میں وہ لوگ جو بعد النسخ آئے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا زمانہ پایا تو انہوں نے کہا کہ اجرت کی ضرورت نہیں یعنی اپنی یہودیت و نصرانیت پر رہیں گے یعنی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دین کے ثواب کا ہمیں ضرورت نہیں۔

3) ما قبل میں غیر محرّفین کا ذکر اور بعد میں محرفین کا ذکر ہے جنہوں نے کہا کہ ہمیں کوئی اجر کی ضرورت نہیں۔

بَابُ وَقْتِ المَغْرِبِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مغرب کے وقت کا بیان۔

2) امام شافعیؒ کی 2 روایتوں کا رد: 1) غروب سے شفق احمر تک

2) مغرب کا وقت 5 رکعات کی مقدار اور دلیل: امامت جبریلؑ؛ وقت موسّع نہیں۔

3) وقت مشترک کا بیان مغرب و عشاء میں۔

- ائمہ اربعہ: ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا تو مریض ہو یا نہ ہو۔

- ولید بن عبد الملک نے 73ھ میں حجاج کو گورنر بنایا۔

- والصبح کانوا (شافعیہ کا ترجمہ) مجتمعین أولا یکونوا مجتمعین کان النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم یصلیھا بغلسٍ اور اگر بغلس کے تنوین کو تقلیل کے لئے مانا جائے یعنی غلس میں شروع کرتے تھے بغلسٍ قلیلٍ اور ختم فرماتے تھے اسفار میں۔

- جابرؓ سے مروی کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم یصلی الفجر.....................

- ابراھیم نخعی: ما اجتمع أصحاب النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم علی شیء کما اجتمعوا علی التنویر فی الصبح۔

اور مزدلفہ کے لئے: ما صلی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فی ھذا الوقت إلا فی ھذا المقام۔

- إذا توارت بالحجاب: شمس کو تشبیہ دی دلہن کے ساتھ (استعارۃ مکنیۃ)

- تخییلیہ ترشیحیہ

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُقَالَ لِلْمَغْرِبِ: العِشَاءُ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اصطلاحات شرعیہ کو تبدیل کرنا مکروہ جب التماس ہو (یہ باب) مثال: مزدور رکھا عشاء تک.....

2) اصطلاحات شرعیہ کو تبدیل کرنا جائز ہے جب التماس نہ ہو (یہ دوسرے باب)

- اعراب: عربی ہو جیسے اہل مکہ یا نہ ہو جیسے اہل مدینہ یا جنوب افریقہ کے۔

بَابُ ذِكْرِ العِشَاءِ وَالعَتَمَةِ، وَمَنْ رَآهُ وَاسِعًا

- ترجمۃ الباب کا مقصد: عشاء: الظلام لغیوب الشمس؛ العتمۃ: 1) الحلبۃُ التی یحلبونھا (دودھ نکالنے کے لئے تاخیر کرتے تھے، تاکہ کسی کی نظر نہ لگ جائے یا فقراء کی لائن نہ بن جائے)۔

2) تاخیر؛ 3) ظلمۃ اللیل۔

-ابو بکرؓ اور ابن عباسؓ جائز سمجھتے تھے لیکن خلاف أولی۔

-تاخیر العشاء جائز اور تسمیہ بالعتمۃ خلاف أولی۔

-ابو موسی: یمن کے رہنے والے جب مدینہ آنے والے تھے تو ہوا نے انکو پھیر دیا حبشی تک۔

-ایک دن بھوکے تھے تو اپنوں میں سے کسی کو بھیجا کسی صحابی یا آپ ﷺ کے پاس تو صحابی نے یہ آیت سنی: وما من دابۃ فی الأرض...

-کوفیین: أرأیتم أنفسکم لیلتکم ہذہ یعنی آخبروا..............

بصریین: أرأیتکم: أخبروا کے معنے میں ہے۔

- عیسیؑ فی السماء اور یہاں فی الأرض کا ذکر ہے اور زمین عرب مراد ہے (خاص ہے صحابہؓ کے ساتھ)

- دجال: قسم من الشیطان: ماں جنیہ تھی۔

بَابُ وَقْتِ العِشَاءِ إِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ أَوْ تَأَخَّرُوا

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 2 ہیں: 1) عشاء کو عشاء ہی کہنا چاہئے چاہے مقدم ہو یا مؤخر۔

2) عشاء ربڑ کی طرح ہے (یعنی لوگ جمع ہو تو تعجیل ورنہ تاخیر ہے اسی طرح موسم کو دیکھا جائے گا)۔

-عشاء: حؒ اور ذؒ: شفق بیاض کو کہتے: عائشہؓ، أبی ابن کعبؓ، ابن زبیرؓ، ثعلب لغوی اور مبرد سے مروی کہ شفق بیاض کو کہتے اور بعض روایات کا تقاضا بھی ہے: حدیث میں ہے:......................إذا اشتد الأفق.......................کان النبی ﷺ یصلی العشاء إذا اسود الأفق

فؒ: شفق حمرۃ کو کہتے اور عام طور پر اسی میں زیادہ مستعمل ہے اور کہتے کہ اسی کی طرف رجوع کیا امام حؒ۔

ابن عمرؓ: وقت المغرب مالم یسقط نور الشفق أی حمرتہ

- دونوں میں زیادہ فرق نہیں ہے بلکہ صرف 10 یا 12 منٹ کا فرق ہے۔ احناف کے نزدیک: دوسرا قول بھی مفتی بہ ہے۔

بَابُ فَضْلِ العِشَاءِ

- مصنفؒ نے عشاء کے اسماء کو بیان کیا پھر اسکا وقت پھر اسکی فضیلت۔

- شافعیہ: تعجیل: مستحب ہے (قول قدیم)۔ (قول جدید): تاخیر مستحب؛ احناف: تاخیر مستحب ہے: إلی ثلث اللیل مستحب، نصف اللیل تک جواز اور آخر اللیل تک مکروہ ہے۔

- فضیلت: 1) وقت غفلۃ الناس وقت عبادتکم؛ 2) یا فضیلت انتظار کی وجہ سے؛ 3) یا یہ کہ یہ امت مخصوص ہے عشاء کی نماز کی وجہ سے؛ 4) اس وقت میں فرضًا یا جماعۃً؛ 5) یا دوسری امتوں میں تھی لیکن تحریف کرکے انہوں نے ختم کردی۔

- بقیع: المتسع من الأرض تکون فیھا الأشجار؛ بقیع الغرقد اسلئے کہ غرقد ایک درخت ہے جو وہاں پایا جاتا تھا۔

- فی بعض أمرہ: 1) حقیقی کام ہوتے تھے؛ 2) یا تربیت مقصود تھی (حلم، امتحان، صبر) وغیرہ کی تکمیل مقصود تھی۔

- ابھارؒ: اشتباکت النجوم اور یہاں انتصف۔
- عشاء کی تاخیر کی حکمت: 1) وقت غفلت کو وقت عبادت بنایا۔
2) آخری عمل جو صحیفہ میں لکھا جائے گا سونے سے پہلے۔
3) انتظار کے بعد پڑھی نماز کو اور انتظار موت احمر ہے۔
-فرحیٰ خلاف قیاس ہے: فرحین ہونا چاہیئے تھا لیکن خلاف عادت وقت پر پڑھی ہوئی نماز کے لئے خلاف قیاس لفظ مناسب ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ العِشَاءِ(ص80)

- نوم قبل العشاء کی شرائط (مکروہ ہونے کے وجوہات): 1) مغلوب النوم نہ ہو جائے۔
2) کوئی موقظ نہ ہو۔
3) نوم مستغرق نہ ہو۔
4) وقت داخل ہونے کے بعد سو جائے۔

-ابن عمرؓ: 1) کان ینام ایک روایت میں اور دوسری روایت میں 2) سبّ من ینام!؟ تطبیق: جب مغلوب النوم نہ تھے تو سو جاتے اور سبّ اس وقت جب پاؤں پھیلا کر سوتے تھے کوئی۔

بَابُ النَّوْمِ قَبْلَ العِشَاءِ لِمَنْ غُلِبَ

- ما قبل سے یہ باب مستثنیٰ ہے: بیٹھے بیٹھے نیند آگئی تو کوئی حرج نہیں۔
- ناداہ عمر: معلوم ہوا کہ مغلوب النوم کی حالت مکروہ نہیں (لکڑی لے کر نہیں نکلے تھے)۔
- اول ثلث کی صفت جیسے شاطی الوادی الأیمن۔
- شفق 18 درجے پر ہے اور ایک درجہ کے 4 منٹ ہے تو 18*4=72 اور شفق احمر 12 منٹ پہلے۔ (روح المعانی میں والصبح إذا تنفس کے ذیل میں یہی لکھا کہ 18 پر)۔ دوسری روایت میں بھی مغلوب النوم کا ذکر اور تاخیر عشاء۔

بَابُ وَقْتِ العِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ(ص81)

- ائمہ اربعہ: عشاء فجر تک (لیس التفریط فی النوم والتفریط أن تؤخروا الصلوۃ إلی صلوۃ أخریٰ)۔
- اور فؒ اور امام کؒ کے ایک قول اور ایک روایت: نصف اللیل تک اور مصنفؒ بہ ظاہر یہی کہتے۔
- عائشہؓ:........................حتی ذہب عامۃ اللیل أی اکثر اللیل۔
- عمرؓ نے ابو موسی اشعریؓ کو خط لکھا: صلا العشاء فی أی جزء اللیل شئت۔
- عالمگیری میں لکھا کہ منتظر صلوۃ کو سلام نہ کہے اسلئے کہ ہو فی حکم الصلوۃ لیکن جو بات چیت کر رہے ہیں تو ان سے سلام کرنے کی گنجائش ہے۔

بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ الفَجْرِ

- ترجمۃ الباب میں اشکال ہے: الحدیث کا تعلق کیا ہے فجر کے ساتھ اور 2 نسخے ہیں: ایک میں ہے اور ایک میں نہیں ہے۔
جواب: 1) فضل الحدیث المشتمل علی رؤیۃ اللہ، والحیاۃ بعد الموت = الیقظۃ بعد النوم۔

شعر: يراه المؤمنون بغير كيف ... وإدراك وضرب من مثال   فينسون النعيم إذا رأوه ... فيا خسران أهل الاعتزال

2)وفضل الحدیث الدینی بعد العشاء اور باب بہ منزلہ برزخ ما قبل اور مابعد سے اسکا تعلق فجر اور عشاء سے دونوں کا تعلق

3)باب (الکلام)الحدیث بعد الفجر غیر اُولی (اشارۃً ثابت) فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس تو بطور شکر یہ حیاۃ بعد الموت۔

نوم میں روح الشعور ختم اور روح الحیاۃ باقی۔

- لا تضامون یا لا تضامُّون ولا تضامون ہے

- البردَین: فجر اور عصر جبکہ سورج نیچے ہو جاتا ہے (خوشگوار ہوا کا وقت)۔

- ان کی کیا خصوصیت ہے؟

جواب: 1)جو ان 2 نمازوں کی پابندی کرے گا تو دوسرے نمازوں کا بہ درجہ اولی کرے گا۔

2)بقیہ اب تک فرض نہ تھی (لا یصح)

3)لوگ اسمیں تقصیر کرتے (یہ خاص آدمی کے لئے فرمایا)

4)اجتماع فرشتہ کا وقت

5)فجر وقت النوم والغفلۃ اور عصر وقت الاشتغال والعمل اسی وجہ سے اسکا اہتمام کیا گیا۔

بَابُ وَقْتِ الفَجْرِ

1)ابتداء وقت الفجر یا صلوۃ الفجر؛ طلوع فجر: عرضًا روشنی پھیل جائے نہ کہ طولاً۔

-ایک روایت میں صرف زید نے سحری کی تو ممکن کہ ایک واقعہ ہو اور یہ بھی ممکن کہ زید بطور اصل اور باقی بطور تابع۔

-سَحُور: جو کھانا سحری کے وقت کھایا جاتا ہے۔ اور سُحُور: سحری کا وقت۔

-رمضان میں فجر جلدی پڑھاتے تھے۔

-سوال: جب فاعل اسم ظاہر تو ''وُحِّدَ الفعل أبدا'' کا قاعدہ جاری ہونا تھا!؟

جواب: 1)ہذا من قبیل ''أکلونی البراغیثُ'' واؤ فاعل کی علامت ہے تا کہ جمع پر دالالت کرے۔

2) ''ن'' بطور جمع ہے۔

-سوال: عام کی اضافت خاص کی طرف مفید نہیں ہے!؟

جواب: 1) کنَّ جماعۃ المؤمنین۔

2) کنّ نساء الأنفس المؤمنات (تخصیص ہو گئی نساء کی)

-لا یمنعو نھنّ احدٌ: نوعًا یا شخصًا؛ بعض کتابوں میں یعنی من الغلس تو معلوم ہوا کہ یہ کلام مدرج من الراوی ہے۔

-یا دوسری کی وجہ یا رمضان میں کہ جلدی پڑھتے: (یہ روایت ص106 پر ہے اور یہ روایت ص78 پر بھی ہے)۔

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الفَجْرِ رَكْعَةً(ص82)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)بیان آخر الوقت؛ 2)فجر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ قانون تمام نمازوں میں ہے۔

- یہاں حائضہ نفساء کی تاویلات ممکن ہے اور مراھق فھو مؤدو لیس قاض۔

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلاَةِ رَكْعَةً

- اسمیں ایک اور فائدہ بتلاتا ہے کہ جس نے بھی اتنا وقت پایا کہ اگر ایک رکعت پڑھ سکتا ہے تو وہ نماز اس پر لازم ہے اگر چہ اسکو بعد میں اسکی قضاء کرنی پڑے گی۔
- مولانا عبید اللہ سندھیؒ: اصل بخاری مسلم، امام مالکؒ کے مؤطا کی شرح ہے۔

بَابُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الفَجْرِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ

- اب اوقات مکروھۃ کا بیان ہے لیکن پہلے اشراق کا معنی بتلاتے یعنی لغت کو بیان کرتے؛ اشراق: ارتفاع۔
- 5 اوقات کی تفصیل: فؒ کؒ دؒ: تجوز الفرائض فی المنھیۃ إلّا أنّ مالکاً یخص الاستواء اور فؒ صلوۃ ذات السبب کا استثناء کرتے اور دؒر کعتین طواف اور جمعہ کے رکعتین (تحیۃ المسجد) کا استثناء کرتے
- احناف: اوقات منھیہ میں صلوات مکروہ ہیں إلاّ عصر یومہ اور رکعتی الطواف نہیں پڑھ سکتے۔
- دؒ: جمعہ میں زوال سے پہلے پڑھ سکتے۔
- شیطان کی عبادت کا وقت ہے تو ہم کو عبادت بھی کرنا چاہئے اسلئے کہ ہم خالق الشمس کی عبادت کرتے۔
- اس وقت اہل تدبیر مکر و فریب کرتے اسلام کے خلاف۔
- شیطان مزین کرتا ہے سورج کو بندوں کے لئے اور شیطان کے اس فعل کی وجہ سے 10 منٹ تک وقت مکروہ رہتا ہے اسی لئے سجدہ نہیں کریں گے پورا وقت مکروہ بن گیا: اسکی مثال: کمرے میں کوئی بیٹھا اور بدبو دار چیز رکھے تو پورا کمرہ میں بدبو پھیل جاتا ہے تو اسی طرح پورا وقت جب ملوث ہو گیا تو نماز نہیں پڑھنا چاہئے۔
- تو پھر ذکر کیوں کرسکتے اس وقت؟! جواب: عابدین کے لئے مزین کیا گیا نہ کہ ذاکرین کے لئے۔

بَابٌ: لاَ تُتَحَرَّى الصَّلاَةُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ابن حزم اور ابن قیم کا مسلک کو بیان کرتے کہ قصداً (بیٹھا رہے تا کہ اس وقت پڑھ لے) منع ہے، اتفاقاً جائز ہے۔
2) بعض ظاہر یہ کا رد ہے جو کہتے کہ اباحت والی روایات ناسخ ہے اور منع والی روایات منسوخ ہے۔

-احناف: تحری یعنی قصداً کرے تو ممنوع اور اتفاقاً ہو تو کراہت ہے۔

-معاویہؓ نے دیکھا نہیں آپ ﷺ کو ورنہ آپ ﷺ نے پڑھا تھا لیکن امت کو منع کیا۔

-ابوداوٗد کی روایت[78]: «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ، وَيَنْهَى عَنْهَا، وَيُوَاصِلُ، وَيَنْهَى عَنِ الوِصَالِ»
اور قولی اور فعلی روایت میں قولی روایت کو ترجیح ہے۔

-مال آیا تھا اور آپ ﷺ تقسیم میں مشغول تھے تو 2 رکعات بعد الظہر چھوٹ گئی تو پھر عصر کے بعد پڑھ لی، گویا یہ آپکی خصوصیت تھی۔

---

[78] ابوداوٗد (25/2): 1280 – حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا عَمِّي، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ ذَكْوَانَ، مَوْلَى عَائِشَةَ، أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ، وَيَنْهَى عَنْهَا، وَيُوَاصِلُ، وَيَنْهَى عَنِ الوِصَالِ»

۔بعد العصر اور بعد الفجر کو مخصوص کیا فرائض کے لئے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَكْرَهِ الصَّلاَةَ إِلَّا بَعْدَ العَصْرِ وَالفَجْرِ[79]

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام کُ کا مذہب کا بیان ہے: استواء کے وقت جائز ہے نماز پڑھنا: مؤطا میں حدیث موجود ہے جو ممانعت پر دال ہے استواء کے وقت لیکن اہل مدینہ کے عمل کو دیکھتے تھے: ما أدرکتم من أھل العلم والفضل إلا أنھم یتحرون الصلوۃ (ما أدرکت أھل الفضل والعباد إلا وھم یھجورون ویصلون الصلوۃ فی نصف النھار فی تلک الساعۃ)۔
- ائمہ ثلاثۃ: استواء کے وقت نماز مکروہ ہے: عمرؓ، ابن مسعودؓ منع فرماتے تھے اور آپ ﷺ نے منع فرمایا:

سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: «حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ» "[80]

- عمرو بن عنبسۃ: حتی یستقبل الظل بالرمح
- ابو ھریرۃؓ: نھی عن الصلوۃ حتی تستوی الشمس علی رأسک۔
- شیطان کے بارے: إذا طلعت الشمس قارنھا وإذا ارتفعت فارقھا إذا استوت قارنھا وإذا زالت فارقھا۔

بَابٌ: مَا يُصَلَّى بَعْدَ العَصْرِ مِنَ الفَوَائِتِ وَنَحْوِهَا

- عصر کے بعد فوائت قضاء پڑھ سکتا؛ شوافع: نحوھا سے مراد: نوافل ذات الأسباب۔
- احناف: سمجھ میں نہیں آتا کہ فوائت واجب اور نوافل نہیں، چنانچہ سجدہ تلاوت وجنازہ مراد۔
- الحاق الواجب بالواجب أولی من إلحاق النوافل إلی الواجب۔
- احناف پر اشکال: 1) جو مقصود ہو۔ 2) جو واجب من جانب اللہ؛ 3) واجب من العباد

جواب: رکعتین طواف یا واجب لعینہ یا لغیرہ (یعنی مقصود نہیں بلکہ مقصود طواف ہے اور رکعتین شکریہ ہے اور طواف کے اختتام تبعًا ہے)

اور جو واجب لعینہ تو وہ پڑھ سکتے: واجب ہو مستقلاً۔

اور اصل اگر طواف کی 2 رکعات کو واجب لعینہ بھی مانے تو احادیث میں اسکا استثناء ہے۔

- 1) ابن عمرؓ: إن عمرؓ طاف بعد الفجر ولم یصل حتی وصل إلی مقام ذی طوی: مقام ذی طوی تک مؤخر کیا۔

2) عائشۃؓ مؤخر کرتی تھی: إذا أردت الطواف بعد صلوۃ الفجر والعصر فأخر الصلوۃ حتی تطلع الشمس أو تغرب۔

3) أمّ سلمۃؓ نے طواف کیا بعد الفجر تو آپ ﷺ نے فرمایا: إذا أقیمت صلوۃ الصبح فطوفی علی بعیرک فطافت ولم تصل حتی خرجت (لأنھا مریضۃ اور لوگ نماز پڑھ رہے ہیں)۔

---

[79] انعام الباری (345)

[80] مسلم (568/1): 293 - (831) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، يَقُولُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ، أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: «حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ»

-باقی ائمہ کے نزدیک: پڑھ سکتے؛ ام سلمہؓ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مرتبہ پڑھی تھی (ابتدائی حالت) اور پھر عائشہؓ کے یہاں پڑھتے تھے ہمیشہ یعنی وہ دو رکعات بعد العصر۔

بَابُ التَّبْكِيرِ بِالصَّلاَةِ فِي يَوْمِ غَيْمٍ

- عصر عشاء میں تعجیل ہے اگر یوم غیم ہے یعجل العین فی الغیم (اسلئے کہ ممکن ہے کہ وقت نکل جائے)۔
- عشاء میں خطرہ ہے لیکن اسمیں آسانی ہے، ہاں ممکن ہے کہ وقت مستحب نکل جائے۔
- 1) دعوی: تبکیر ہے اور دلیل میں ترک؟

جواب: اگر تعجیل نہیں کی تو تاخیر ہو گی اور تاخیر سے ترک لازم ہو گا۔

بکروا بالصلوۃ فلاتوخروا فإن التأخیر نوع من الترک

- 2) دعوی: تبکیر کا ہے اور دلیل میں عصر کی نماز کا ترک؟

جواب: 1) جب فوت ہو گی تو حبط عمل ہو گا (یہ اجتہاد ہے)

2) تعجیل کرو ورنہ تاخیر ہو گی اور تاخیر سے فوت ہو گی۔

بَابُ الأَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الوَقْتِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگ تاخیر فی الصلوۃ ہو اور وقت نکل جائے تو اذان ہے یا نہیں؟
- احناف اور حنابلہ: اذان ہے؛ مالکیہ کے نزدیک نہیں ہے اور شافعیہ میں دو قول: ایک قول احناف کے ساتھ۔
- وقت نکلنے کے بعد اذان ثابت ہے چند شرائط کے ساتھ: اذان کا مقصد اِعلام اور یہ تجہیل ہے۔

1) معجل ہو، فوت نماز قریب ہو، منفرد اپنی فوت شدہ نماز کے اذان کو لوگوں کے پاس نہ دے۔

2) صحراء میں ہو (مسجد میں نہ ہو)۔

3) جماعت کے ساتھ ہو، منفرد نہ ہو؛

-محققین: 2 مرتبہ واقع ہوا: لیلۃ التعریس کا واقعہ۔

-روح الحیاۃ تھی لیکن روح التمیز ختم۔

-انتظار کیا پھر پڑھا ؛ عمران بن حصین کی روایت: انتظر حتی ارتفعت الشمس۔

-تبدیل المکان والوقت دونوں ثابت ہے؛ تو نماز سب سے فوت ہو گئی تو بلالؓ نے اذان اور اقامت دی۔

-اجتماعی آفت و مصیبت؛ اگر مسجد میں ہو تو اکیلے اکیلے پڑھیں گے۔

بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الوَقْتِ

- وقت قریب ہو؛ یہاں عصر فوت ہوئی اور موطا میں 2 نماز: ظہر اور عصر فوت ہوئی اور نسائی میں 3: ظہر، عصر اور مغرب۔
- ترمذی کی روایت میں 4 نمازوں کا ذکر ہے یعنی عشاء کو بھی ذکر کیا گ
- تطبیق: 1) بخاری کو ترجیح دے: پھر 3 فوت ہوئی: ظہر عصر اور مغرب۔

2) مختلف اَیام پر محمول: اور جس روایت میں 4 تو عشاء اپنے وقت مستحب سے مؤخر ہوئی۔

3) کثیر عدد قلیل کو شامل ہے یعنی عدد اقل عدد اکثر کے منافی نہیں ہے۔

4) عصر کی تخصیص کی اہمیت کی وجہ سے اور مشغولیت کی وجہ سے یا نسیان تو اشتغال صحیح (سبب تاخیر)

-ماکاد: اثبات اثبات کے لئے اور نفی نفی کے لئے۔

-فذبحوھا وماکادوا یفعلون: 1) ولکن فعلوھا فی وقت آخر

اور جب فعل کا ہونا 2) بطوء کے لئے (قریب نہ تھا کہ کرتے لیکن بہت دیر کے بعد کر لیا)۔

3) ماکدت اَفعل ولکن فعلتُ اور کدتُ اَفعل ولکن مافعلتُ: نفیہ اثبات وإثباتہ نفیٌ۔

4) نفیُہ إثبات إلا فی المضارع: لایکاد الحبُّ یزول فی القلب۔

بَابُ مَنْ نَسِيَ صَلاَةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ، وَلاَ يُعِيدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلاَةَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) احناف کی تردید: کہ جب بھی یاد آجائے نماز پڑھے، چاہے اوقات مکروھۃ میں ہو اور احناف: اگر اوقات مکروھۃ میں پڑھ لی تو إعادہ ہے۔

2) احناف کی تردید: خلاف ترتیب نماز قضاء کی تو نماز نہ ہوگی (اگر صاحب ترتیب)

3) جب یاد آجائے تو نماز پڑھ لے فإنھا وقتھا، ومن الغد للوقت یعنی آئندہ کل وقت کا خیال رکھے، یہ نہیں کہ بار بار اعادہ کرے یا خلاف ترتیب کی وجہ سے اعادہ کرے۔

-لذکری: 1) تو نماز کو ذکر کہا اور ذکر ہر وقت ہو سکتا ہے چاہے اوقات مکروھۃ کیوں نہ ہو!

2) لتذکیری إیاک

3) لذکر صلوٰتی

بَابُ قَضَاءِ الصَّلاَةِ، الأُولَى فَالأُولَى

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اشارہ ہے کہ نمازوں میں ترتیب ہے یا نہیں؟

فؒ: ترتیب نہیں مطلقًا (کثیر ہو یا قلیل) ہاں ترتیب مستحب اور اَولی ہے۔

دؒ: مطلقًا واجب ہے: الأولی فالأولیٰ؛ حؒ اور کؒ: جب 5 نماز تک ہو تو ترتیب لازم اور 6 یا 6 سے زائد میں نہیں۔

حؒ: قلیل ہو تو ترتیب ساقط نسیان کی وجہ سے؛ کؒ: تب بھی ساقط نہیں۔ اور کؒ اور حؒ: کثیر میں ترتیب مشکل ہے اسلئے ساقط ہے۔

مدار: دار قطنی کی روایت[81]: «إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ فَلْيُصَلِّ مَعَ الْإِمَامِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَلْيُصَلِّ الصَّلَاةَ الَّتِي نَسِيَ ثُمَّ لِيَعُدِ صَلَاتَهُ الَّتِي صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ».

كؒ: دیکھو نسیان کی صورت میں آپ ﷺ نے ترتیب کو لازم قرار دیا۔

- سبّ: بُرا بلا، لعنت۔

[81] سنن دار قطنی(295/2): 1559 - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَاسِطِيُّ , ثنا مُوسَى بْنُ هَارُونَ , ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ , ثنا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُمَحِيُّ , عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ , عَنْ نَافِعٍ , عَنِ ابْنِ عُمَرَ , قَالَ: «إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ فَلْيُصَلِّ مَعَ الْإِمَامِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَلْيُصَلِّ الصَّلَاةَ الَّتِي نَسِيَ ثُمَّ لِيَعُدِ صَلَاتَهُ الَّتِي صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ».

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّمَرِ بَعْدَ العِشَاءِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) گپ شب لگانا عشاء کے بعد مکروہ ہے: آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے: "مستکبرین بہ سامرا تھجورون" تو یہ ایک مطلب ہے اور "بہ" سے مراد ایمان سے اور قصے کہانیاں سناتے اور چھوڑتے ہو قرآن کریم کو۔

2) تکبر کرتے ہیں ایمان سے سامراً أی واعظًا (اکثر رات کو ہوتا ہے وعظ) تھجرون واعظا باللیل۔

3) تکبر کرتے ہیں حرم کی وجہ سے اور سامراً: قصہ گوئی / خوانی کرتے ہیں کعبہ کے ارد گرد؛ تھجرون: ھذیان وبکواس کرتے ہو (ھُجر سے) اسلام پر اعتراض کرتے۔

-فی موضع الجمع أی سامرین جیسے یُخْرِجُکم طفلاً أی أطفالاً۔

-عشاء کے بعد گپ شب اتنی لمبی ہو جاتی ہے کہ رات کی نماز خطرے میں پڑ جاتی ہے بہ خلاف علمی بحث۔

بَابُ السَّمَرِ فِي الفِقْهِ وَالخَيْرِ بَعْدَ العِشَاءِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: علمی بات چیت مستثنی ہے گپ شب سے اسلئے کہ شیطان کا وسوسہ اسمیں شامل نہیں۔
- والخیر جیسے حدیث میں ہذا مندوبٌ۔
- صحابہ کرامؓ جو جزیرۃ العرب میں ہیں وہ باقی نہیں رہیں گے اور 100 سال تک بتایا: اسمیں دین کی حفاظت ہے۔
- أبو ھریرۃؓ: بصرہ 93ھ؛ عبد اللہ بن مسعود: کوفہ 87ھ؛ عبد اللہ بن بُسر: شام 88ھ؛ سھل بن سعد 88ھ؛

ابو الطفیل: 110ھ آخر الصحابۃ موتا ووفاۃً۔ اور نام: عامر بن واثلہ۔

بَابُ السَّمَرِ مَعَ الضَّيْفِ وَالأَهْلِ(ص84)

- بات چیت بیوی سے من وجہ دین اور من وجہ دنیا ہے تو وہ بھی جائز جبتک غیبت پڑ مشتمل نہ ہو۔ اور اسمیں مہمان کا اکرام ہے اگر مہمان ہو۔
- وإن أربع فخامس وإن کان أربعٌ فالذی یُذھب بہ فخامسٌ۔ یا وإن کام طعام أربع فلیذھب بخامسٍ۔
- اشکال: اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 2 مرتبہ عشاء کا کھانا کھاتے تھے۔

جواب: 1) ثم لبث: ما قبل کے لئے تفصیل ہے کہ عَشاء کھایا جسکی تفصیل یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر عَشاء کھایا۔

2) ابو بکرؓ نے کھایا اور آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نہیں کھایا بعد میں جو باقی رہ گیا تو عشاء کے بعد کھایا۔

3) راوی کی خطا ہے: فلبث حتی نعس النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم کی روایت)۔

-امر أتی: ہے یا نہیں اور خادم یقینی ہے یا مشکوک۔

-اصل لوگ 2 وقت پر کھاتے تھے (عام طور پر) غدوًّا وعشیًّا۔

-عن عائشة قالت: كنا ننبذ لرسول الله صلى الله عليه وسلم في سقاء، يوكأ في أعلاه، له عزلاء ننبذه غدوة ويشربه عشاء، وننبذه عشاء ويشربه غدوة. (ترمذی کی روایت[82])

[82] ترمذی(360/3): 1871 - حدثنا محمد بن المثنى، قال: حدثنا عبد الوهاب الثقفي، عن يونس بن عبيد، عن الحسن البصري، عن أمه، عن عائشة قالت: كنا ننبذ لرسول الله صلى الله عليه وسلم في سقاء، يوكأ في أعلاه، له عزلاء ننبذه غدوة ويشربه عشاء، وننبذه عشاء ويشربه غدوة.

- آپ ﷺ: اِیاک والِاسراف فاِن الاَکلتین فی الیوم اسراف (بیہقی کی روایت[83] جو کہ ضعیف ہے)۔
- امراَة اَبی بکرؓ: امّ فراس۔
- قد عُرِضُوا: ہذا من باب القلب: اصل کھانا پیش کیا جاتا ہے غیر ذی شعور کو شعور والے پر۔ قد عُرِضُوا: یہ تحقیق گھر والوں نے پیش کیا فاَبُوا تو مہمانوں نے انکار کیا۔ غنثر: ناک کٹے ہوئے؛ دنیئ: کمینہ؛ ثقیل وست وحم جاہل......................
- مقصود توبیخ: وقال کلوا لاھنیئًا لکم: اسمیں تقدیم ز تاخیر ہے فاَبوا وقال کلوا۔
- 1) یہ خطاب اپنے اہل کو ہے: کام اچھا نہ کیا تو تمہارے لئے خوشگوار نہ ہو یہ کھانا: مہمانوں کی حق تلفی کی یا انکا حق ادا نہیں کیا

هنیئًا (خوشگوار) مریئًا (مزے دار) غیر داء مخامر لعزة من اَغراضنا ستحلتی

2) خطاب مھمانوں کو دعا نہیں بلکہ خبر: یہ کھانا تمہارے لئے خوشگوار نہ ہوگا کہ کافی وقت گزر چکا غیر وقت پر کھانا۔

مہامانوں کا اکرام ہوا قسم توڑا اور پورا قصہ بھی اکرام ضیف کے لئے۔

- وایمُ اللہ: جمع مفرد کے معنے میں اصل واَیمُن اللہ ہے جو یمین کی جمع۔
- جدّع وسبّ کہا کہ انکا خیال تھا کہ انہوں نے تقصیر کی مہمانوں کے حق میں۔
- یا اُخت بنی فراس: وہ بنو فراس کے قبیلہ سے تھی تو معلوم ہوا کہ پہلے لوگ اپنی بیوی کو انکے نام سے نہیں پکارتے۔
- لا وقرة عینی: میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم یعنی میرا شوہر گواہ ہے کہ کھانا زیادہ۔

1) قسم استشہاد کے لئے۔ 2) دعاء کے لئے اللہ آپکو میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میری خوشی کا ذریعہ بنادے (اگر لا زائدہ مانے) اور اگر "لا" زائدہ نہ مانے تو مطلب: لا شیءَ غیرُ ھا اَقولہ لھی الآن اَکثر منھا قبل ذلک بثلاث مرار۔

- آپ ﷺ کے پاس کیوں لے گئے: 1) اس کھانے پر فقراء کی نیت کی تھی۔ 2) تحدیث بالنعمۃ کے طور پر۔ 3) تشریکًا للاَصحاب۔

- فمضی الاَجل: کتاب کی اجل پوری ہوئی اسلئے تم بھی فکر کرو (براعت اختتام)۔

- 12 جماعات: کھانے والے مسلمان تھے یا کافر: 1) بعض مسلمانوں نے کھایا کہ معاہدہ ختم تو فتوحات کے لئے جارہے ہیں۔

2) کافروں نے کھایا اور 12 آدمی انکے سردار اور معاہدہ کی تجدید کے لئے آئے۔

[83] شعب الإيمان(441/7): وَفِي حَدِيثِ ابْنِ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَكَلْتُ فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ: " يَا عَائِشَةُ " أَمَا تُحِبِّينَ أَنْ يَكُونَ لَكَ شُغُلٌ إِلَّا فِي جَوْفِكَ الْأَكْلُ؟ فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ، مِنَ الْإِسْرَافِ، وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ "

10 – كِتَابُ الأَذَانِ

- أذان: 1) إيصال الكلام إلى الأُذُن۔ 2) الإعلام (خبر دینا)۔
- کیوں؟: 1) الإعلام بدخول الوقت۔ 2) للدعوة إلى الجماعة؛ 3) فيه إظهار شعائر الإسلام
4) فيه إظهار التوحيد والرسالة؛ 5) فيه تعيين لمكان الصلوة؛ 6) فيه فرار الشيطان
7) فيه تعظيم اسم الله تبارک وتعالی۔

بَابُ بَدْءِ الأَذَانِ (ص85)

- مصنف کی عادت ہے جب کتاب شروع کرتے تو "بدء" کا لفظ استعمال کرتے۔
- اشارہ ہے کہ اذان مدنی ہے چونکہ 2 مدنی آیت کو ذکر کیا۔
- اشارہ ہے: جو لوگ کہتے کہ لیلۃ الإسراء میں صلوۃ کے ساتھ اذان بھی پہنچائی تھی جبریلؑ کے وساطت سے، تو یہ انکار دہے۔
ایک اذان عام: نادیتم إلی الصلوۃ اور ایک اذان خاص: جمعہ کی۔
نادی إلی نودی للصلوۃ
- ناقوس (لکڑی پر لکڑی بجانا) نصاری کا طریقہ۔ بوق: تو بتایا کہ یہ یہود کا طریقہ ہے اور نار مجوس کا طریقہ ہے۔
- عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ نے خواب دیکھا تھا اور 20 دن پہلے عمرؓ نے بھی خواب دیکھا تھا لیکن بھول گئے۔
- اصل یہ ہے: واللذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا تو عبد اللہ بن زیدؓ بہت متفکر تھے اِس معاملہ میں۔
- بلالؓ کو بلایا اذان کے لئے: 1) لأنہ أندی صوتًا۔ 2) لأنہ عُزّز بالتوحید فعزَّز بإعلان التوحید۔
- اذان ایک دعوت ہے: اور ومن أحسن قولا ممن دعا إلی اللہ کی تفسیر میں مؤذن داعی ہونے میں شامل ہے۔
- اللہ أکبر 4 مرتبہ: اللہ کی عظمت کو پہنچاؤنگا چاروں اطراف پر۔
- پھر شہادت 4 مرتبہ (ہر ایک شہادت کے ساتھ دوسری لازم (توحید اور رسالت))۔
- اشارہ: اللہ کی توحید اور آپ ﷺ کی رسالت وپیغام کو چاروں اطراف کو پھیلاؤنگا اور پوری کائنات تک۔
- پھر صلوۃ اور فلاح 4 مرتبہ: صلوۃ کے ساتھ کامیابی لازم اور کامیابی کے ساتھ صلوۃ لازم تو اے بھائیو آپ بھی اس کامیابی کے لئے آجاؤ
- اللہ أکبر 2 مرتبہ: اسلئے کہ لوگ چاند پر اور نیچے امریکہ تو اگر اوپر کوئی مخلوق ہو یا نیچے تو وہاں بھی اللہ کی عظمت پہنچاؤنگا۔
- لا إلہ إلا اللہ: دین کا خلاصہ پیش کیا۔
- سننے والا جب وہی کلمات کہتا ہے تو خطاب اپنے نفس کو ہے کہ میں بھی یہ پیغام لوگوں کو پہنچاؤنگا۔
- یا حوقلہ پڑھیں گے: جب اللہ کے راستے میں جاؤنگا تو مشکل ہے۔
- لا حول عن المعصیۃ ولا قوۃ إلا باللہ: اکثر یہ کہتے: لا صرف (حول) عن المعصیۃ ولا قوۃ علی العبادۃ إلا باللہ۔
- لا حرکۃ فی سبیل الدعوۃ ولا قوۃ إلا باللہ
- یا تبدیلی نہیں ہے مگر اللہ کی مدد سے اور توفیق سے (لا تغیر................ولا مہارۃ)
- مہارت نہیں ہے دعوت کے کام میں مگر اللہ کی مدد اور توفیق سے۔

- 1) یابلال قم فنادبا"الصلوۃ جامعۃ" اور اب تک اذان نازل نہ ہوئی تھی۔
2) فقال رسول اللہ ﷺ بعدمانزل الاذانُ یابلال قم فناد، تواسمیں اختصار ہوا۔

بَابٌ: الأَذَانُ مَثْنَى مَثْنَى

- احناف اور حنابلہ کی موافقت: تربیع بدون برجیع۔
- اور شافعیہ اور مالکیہ کی تردید: فؒ: ترجیع اور تربیع ہے؛ کؒ: ترجیع بدون تربیع۔
- فؒ: اذان کے 19 کلمات ہیں؛ کؒ: تربیع نہ ہونے کی وجہ سے 2 کم ہے تو 17 کلمات۔ اور احناف وحنابلہ: 15 کلمات (تربیع بدون ترجیع)
- عبداللہ بن زید بن عبدربہ اور فرشتے جونازل ہوئے اور بلالؓ اور عبداللہ بن اُم مکتومؓ اور زیاد بن حارث صدائیؓ (قباء کے مؤذن) کی اذان میں ترجیع نہیں تھی۔
- أبو محذورۃؓ نے پست آواز سے شہادتین کہا تھا تو حکم دیا آپ ﷺ نے دہرانے کا اور مکہ مکرمہ چونکہ شرک کی جگہ تھی تو اسی لئے ترجیع کرتے تھے اذان میں تو یہ بھی طریق من طرق الأذان ہے لیکن مرجوح ہے اور احیاناً ہے اور خاص ہے۔
- احناف: اقامت: 2،2 مرتبہ جیسے اذان اور اقامت کے 17 کلمات ہیں؛ فؒ اور دؒ: 11؛ کؒ: 10۔
- أن یوتر الإقامۃ: عند الأحناف: إیتار فی الصوت مراد ہے اور اقامت 2،2 مرتبہ کی دلیل مسند أبی عوانہ میں۔ اور اقامت 2-2 مرتبہ عبداللہ بن زید بن عبدربہ سے مروی ہے جو اس باب کا (Specialist and authority) ہے۔
- پھر اشکال کرنا سند پر کہ عبدالرحمٰن ابن أبی لیلی ہے متوفی (17ھ) اور انہوں نے ملاقات نہیں کی عبداللہ بن زید سے ہے متوفی (32ھ) صحیح نہیں ہے۔
- اور بعض اصحاب النبی ﷺ سے بھی مروی: کان أذان رسول اللہ ﷺ شفعًا والإقامۃ شفعًا (مسند أبی یعلی موصلی)
- طحاوی: بلالؓ سے تثنیۃ الأذان مروی ہے اور سلمے بن الأکوع سے بھی اور ابن ماجہ میں أبو محذورۃ سے تثنیۃ الأذان مروی ہے۔
- أن یوتر الإقامۃ: 1) اذان اول قبل الفجر بلالؓ دیتے تھے اور اذان ثانی عبداللہ بن ام مکتوم فجر کی اذان دیتے تھے تو اقامت میں ایتار کا مطلب ایک آدمی دے گا بجائے 2۔ (لا یصح)

2) ایتار فی الصوت مراد کہ 2 کلمات ایک سانس میں لیکن إلا الإقامۃ پھر نہیں بنے گا کہ قد قامت الصلوۃ میں ایتار فی الصوت نہیں ہے تو یہ صحیح نہیں اور إلا الإقامۃ کی یہ تاویل کرنا کہ اقامت کے کلمات یخالف الأذان یعنی اذان میں نہیں ہے، یہ ذرا دور کی بات ہے۔

- البرہان فی شرح مواہب الرحمٰن: اذان اور اقامت کے کلمات میں جو اختلاف ہے أولی اور غیر اولی کا ہے۔
- اقامت میں تثنیہ ہے اور ایتار بھی ہے دونوں اقامت کے طریقے ہیں لیکن احناف نے وہ طریقہ اختیار کیا جسمیں زیادت ہے اور جو عام طریقہ تھا، اور ایتار فی الإقامۃ بھی ایک طریقہ ہے لیکن مرجوح جیسے ترجیع۔
- توجو اکثر صحابہؓ سے مروی ہے اسکو قانون بنایا اور ابو محذورۃ کے لئے ترجیع مخصوص ہے (سب سے اچھا جواب ہے جسکو مشکوۃ کے حاشیہ پر مولانا نصیر الدین غُستوی نے ذکر کیا)۔
- کؒ: إلا الإقامۃ: مدرج من أیوب سختیانی ہے۔

-احناف کے نزدیک ایتار مرجوح ہے اور دیگر ائمہ کے نزدیک تثنیہ مرجوح ہے۔
-سوید بن غفلۃؓ/سلمۃ بن الاکوعؓ اور بلالؓ سے یہی روایت کرتے کہ کان یثنی................

بَابٌ: الإِقَامَةُ وَاحِدَةٌ، إِلَّا قَوْلَهُ قَدْ قَامَتِ الصَّلاَةُ

- احناف کی تردید جو کہتے کہ اقامت 2.2 مرتبہ ہے اور مالکیہ کی تردید جو کہتے کہ قد قامت الصلوۃ ایک ہی مرتبہ ہے۔
- احناف: لا فرق بین الإذان والإقامۃ إلّا فی قول قد قامت الصلوۃ۔

بَابُ فَضْلِ التَّأْذِينِ(ص85)

- اذان کی فضیلت: سبب لفرار الشیطان ومردۃ الجن۔
- اشکال: صلوۃ اذان سے بہتر ہے تو پھر شیطان کیوں نہیں بھاگتا ہے صلوۃ سے؟

جواب: 1) شیطان سے پوچھنا چاہئے

2) اذان میں اللہ تعالی کی کبریائی اور رفع الصوت ہے۔

3) ہر چیز کی اپنی خاصیت ہے اور ضروری نہیں کہ خاصیت والی چیز افضل ہے۔

4) اذان میں غفلت نہیں تو اسمیں قوت ہے تو شیطان پر بوجھ ہے، غلطی بہت کم ہے اذان میں اور صلوۃ میں کبھی غفلت کبھی غلطی۔

-جیسے گاؤوالی دوا سے پیٹ جاری نہیں۔
-یا مچھر مارنے کی دوا: 10 رینڈ اور عود کی شیشی 500 رینڈ تو مچھر کی دوا سے مرتے نہ کہ عود سے تو یہ نہیں کہ وہ مفضول بنا۔
-شیطان کی آواز کی وجہ: 1) اسپر اذان ثقیل ہے۔ 2) یا ضراط اسوجہ سے کہ اذان کو نہ سنے۔
3) یا استہزاءً کرتا ہے۔ 4) تاکہ قیامت کے دن شہادت نہ دے۔ 5) اذان کی ہیبت کی وجہ سے۔
-حتی 5 مرتبہ آیا: 3 مرتبہ غایت کے لئے انتہاء اور 2 مرتبہ حتی ثمرۃ ونتیجہ کے لئے ہے۔
-تثویب کا معنی یہاں: اقامت ہے۔
-ان روایت کو ذکر نہیں کیا جو اذان کی فضیلت پر صریح طور پر دال ہیں اسلئے کہ انکی شرط پر نہیں اترتی۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالنِّدَاءِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اذان کا طریقہ ہے کہ آواز کو بلند کرے نہ اتنی بلند کہ کھانسی ہو جائے اور نہ اتنی پست کہ نہ سنائی دے۔
- بعض کہتے کہ یہ باب فی الباب یعنی اذان کی فضیلت لیکن چونکہ ساتھ ساتھ ایک نئی بات ہے تو مستقل باب قائم کیا۔
- معلوم ہوا کہ اگر آدمی منفرد ہے تب بھی اذان اور اقامت دینا چاہئے۔
- جب آخری حصہ اذان کا سُن لیتے حالانکہ بہت پست آواز ہے تو اونچا حصہ بہ درجہ اولی سُن کر گواہی دیں گے۔

بَابُ مَا يُحْقَنُ بِالأَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ

- یہ اذان کا حکم ہے اور ماقبل میں اذان کی فضیلت ہے۔
- یہاں قدم ذکر کیا اور بعض روایت میں رکبۃ اور بعض میں فخذ آیا ہے۔
- خمیس: جیش عظیم جو 5 حصوں پر مشتمل ہے: میمنۃ / میسرۃ / مقدمۃ الجیش / قلب / اور ساق

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ المُنَادِي

- اجابت اذان مسنون (مستحب)؛ اگر تلاوت میں مشغول ہے تو بند کر کے جواب دے یا صلوۃ میں مشغول ہے تو نماز پڑھنے کے بعد جواب دے۔
- ایک اجابت باللسان ہے جو مستحب ہے اور ایک اجابت بالفعل ہے جو: سنت و قیل واجب؛ اصل: سنت فی درجۃ الواجب ہے
- ایک طریقہ: مثل مایقول المؤذن اور دوسرا طریقہ: حوقلہ عند الحیعلتین: مسلم میں اور یہاں بھی مروی ہے: قولوا مثل مایقول المؤذن (تو اکثر کلمات پر محمول ہے)
- حافظ بن ہمام کہتے کہ دونوں کو جمع کر دے پھر الصلوۃ خیر من النوم کے جواب پر صدقت وبررت: کشف الخفاء ومزیل الإلباس میں ہے کہ یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں[84]۔
- اول أ قامها اللہ وأ دامها: فی اسنادہ مجھولان وضعیفٌ۔
- اشکال: حیعلہ کو دہرانا جواب میں مذاق ہے ایک قسم کا؟

جواب: 1) خطاب ہے اپنے نفس کو۔

2) یہ نقل اور حکایت ہے (جو آپ ﷺ نے فرمایا ہم اسکا اعادہ کرتے ثواب کے حصول کے لئے) تحصیل ثواب کے لئے۔

3) سننے والوں نے اپنا وہی مہم (mission) بنایا کہ لوگوں کے پاس جاکر صلوۃ اور کامیابی کی دعوت دیں گے۔

- بعض اخوان سے مراد علقمہ یا انکا بیٹا عبد اللہ یا عمرو یا مراد امام اوزاعی۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ النِّدَاءِ (ص86)

- أی بعد النداء أو بعد الأذان۔
- ہاتھ اٹھانا ہے کہ یہ من آداب الدعاء؛ بعض: نہیں اٹھانا ہے اسلئے کہ ثابت نہیں ہے[85]۔
- مولانا اشرف علی تھانویؒ: دعاء کی 3 قسمیں: 1) خاص مقامات کی دعا ذکر کے حکم میں ہے: رفع الأیدی نہیں

2) چلتے پھرتے دعا؛ 3) مجلس میں جو دعا کی جاتی اسمیں رفع الأیدی ہے اسلئے کہ دعا کے لئے بیٹھنا مقصود ہے۔

- اللہم: 1) اقصدنی بخیر۔

2) یارب ہذہ الدعوۃ التامۃ (الکاملۃ): وہ دعوت جو عہد ورسالت پر مشتمل ہے: اوپر سے نماز کی دعوت اور اندر سے پوری دین کی دعوت

والصلوۃ القائمۃ: خصوصًا جو نماز قائم ہونے والی یا دائمۃً۔

- الوسیلۃ: 1) درجۂ وسیلہ؛ 2) ثواب الوسیلۃ (وسیلہ کا نتیجہ اسلئے کہ آپ ﷺ پوری کائنات کا وسیلہ ہیں)

---

[84] فتاوی دار العلوم زکریا (108/2)

[85] فتاوی دار العلوم زکریا (109/2)

- والدرجۃ الرفیعۃ مدرج ہے لیکن ابن سنیؒ کی عمل الیوم واللیلۃ (کے بعض ہندی نسخوں میں ہے اور مخطوں) اور اسکی تفصیلی بحث فتاوی دار العلوم زکریا میں ہے[86]۔
- إنک لا تخلف المیعاد سنن کبری للبیہقی میں موجود ہے۔
- وارزقنا شفاعتہ یوم القیام یا أرحم الراحمین بھی موجود نہیں۔
- اذان میں "أشہد أن محمدا رسول اللہ" پڑھ کر یا سن کر درود پڑھنے کا حکم[87]: ثابت نہیں ہاں اذان کے بعد ہے۔
- مسلم کی روایت[88] (1/166): عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ»
- تقبیل ابہام کے بارے میں[89]: من قبل إبہامیہ عند سماع "أشہد أن محمداً رسول اللہ" أنا قائدہ إلی الجنۃ

من قال عند سماع الأولی صلی اللہ علیک یا رسول اللہ و من قال عند سماع الثانیۃ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ: اللہم متعنا بالسمع والبصر۔

کان رسول اللہ قائدَہ ومُدخلہ إلی الجنۃ یوم القیامۃ

تو یہ سب ثابت نہیں ہے اور ملا علی قاریؒ نے موضوعات کبیر میں کہا: لایثبت اور مراد لایصح۔

- اشکال: جب وہ درجہ آپکو ملتا ہے تو دعا کا کیا مقصد؟!

جواب: 1) ممکن ہے کہ ان دعاؤوں کو اس مرتبہ ملنے میں دخل ہو۔

2) وسیلہ جنت میں ایک درجہ کلی مشکک کی طرح (تمام افراد برابر نہ ہو) اور دعاؤوں کی وجہ سے علوّ ہو گا۔

- والفضیلۃ: المرتبۃَ الزائدۃَ علی سائر الخلق۔

- وابعثہ مقامًا محمودًا: مقام شفاعت کبریٰ اسلئے کہ آپ ﷺ کے وسیلے سے ہم حامد بنتے ہیں (الحمد للہ رب العالمین)۔

بَابُ الِاسْتِهَامِ فِي الْأَذَانِ (ص86)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اذان میں قرعہ ڈالنا جائز ہے اسلئے کہ قرعہ 2 قسم: 1) ایک مستحق محروم اور ایک مستحق کو مل جائے (یہ ناجائز)

2) سب مستحقین کو مل گیا یا سب غیر مستحقین اور ایک مستحق مل گیا۔ (یہ جائز)

جیسے قربانی کا گوشت سب کا حصہ لیکن پہلا حصہ زید کو ملا پھر فلاں کو پھر فلاں کو

اور غیر مستحق کی مثال: کوئی شخص سفر پر جائے اور بیویوں میں قرعہ ڈالا تو کسی کے حق میں نکلا

2) ان لوگوں کی تردید جو کہتے کہ ایک سے زائد مؤذن رکھ سکتے ایک مسجد کے لئے۔ (اگر بہت بڑی مسجد اور آواز نہیں پہنچتی تو متعدد اطراف پر جیسے جامع مسجد دمشق)۔

---

[86] فتاوی دار العلوم زکریا (88/2)

[87] فتاوی دار العلوم زکریا (82/2)

[88] مسلم (288/1): 11 - (384) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ حَيْوَةَ، وَسَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، وَغَيْرِهِمَا عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ»

[89] فتاوی دار العلوم زکریا (86/2)

- قادسیہ کے جنگ میں اور سپہ سالار بعد سعد ابن اَبی و قاصؓ تھے اور مؤذن مجروح ہوئے تھے(15ھ)۔
3) حدیث میں استہم کا لفظ آیا: 1) قرعہ ڈالنا تو مصنفؒ نے ترجمۃ الباب میں اس لفظ کی تشریح کی۔
2) سہمٌ چلانا (فأقرع بینهم)
- صف اَول: 1) پہلی قطار؛ 2) پہلے آنے والے چاہے وہ پیچھے ہو (لا یصح)؛ 3) امام کے ساتھ کوئی حائل نہ ہو من الجدار إلی الجدار۔
- تھجیر: اول وقت میں نماز پڑھنا: اشکال: پہلے تو ابراد کہتے تھے!؟
جواب: 1) دوپہر میں تیاری اور نماز تاخیر میں (ھاجرۃ میں چلنا)
2) اصل تھجیر ہے لیکن موسم کی وجہ سے۔
- حبوًا: گھٹنوں اور ہاتھوں اور سرین کے بل چلنا
- سعدؓ اگرچہ امیر تھے تو انکو اختیار تھا کہ کسی کو مؤذن مقرر کرے لیکن قرعہ ڈالا تاکہ کسی قسم کے طعن ان پر وارد نہ ہو جاہلوں کی طرف سے۔

بَابُ الكَلاَمِ فِي الأَذَانِ

- ائمہ ثلاث: مکروہ ہے؛ دؒ: جائز ہے۔ ائمہ ثلاث: اگر کلام کثیر فاصل بن جائے تو اعادہ ضروری ہے اور قلیل میں کراہت ہو گی صرف۔
- اس مسئلہ میں مصنفؒ امام دؒ کے ساتھ ہیں۔
- سلیمان بن مرد: تابعی؛ ممکن ہے کہ کوئی ضرورت کی وجہ سے؛ حسن بصریؒ: جب ہنسنے میں حرج نہیں تو کلام بہ درجہ اولی۔
- یوم رَزْغٍ: کیچڑ کے دن اور اصل رزغ بادل کو کہتے۔ حیّ: ائتِ إلی الصلوۃ۔
- الصلوۃ فی الرحال اَی تکون فی البیوت یا خیموں میں۔
- إنھا عزمۃٌ: إن صلوۃ الجمعۃ پکی مؤکد ہے لیکن میں نے رخصت پر عمل کیا تو یہ ابن عباسؓ کا اجتہاد تھا کہ محل اعلان (اشدُّ اجتھادا)
- ابن عمرؓ کی حدیث موجود ہے کہ اصل اذان ہونے کے بعد اعلان ہوا تھا: صلوا فی الرحال (اور یہ قول اکثر متبعٌ ہے) ص 88 اور 92 پر روایت

بَابُ أَذَانِ الأَعْمَى إِذَا كَانَ لَهُ مَنْ يُخْبِرُهُ

- اَعمی اذان دے سکتا جب کوئی ثقہ خبر دینے والا وقت بتائے۔ امام نوویؒ نے امام حؒ کی طرف منسوب کیا کہ وہ قائل نہیں تھے لیکن یہ بات صحیح نہیں۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اعمی ہوشیار ہو تو اذان دے سکتا ہے۔
ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے کہ اذان اعمی جائز نہیں۔ عالم بالوقت متقی اور مخبر ثقہ کے بتانے اذان دے سکتے
- بلالؓ تہجد کی اذان دیتے تھے اور پورے سال ہوتی تھی کما قال صاحب البدائع یا رمضان میں صرف کما قال الإمام محمدؒ لیکن یہ منسوخ ہو گیا اسلئے کہ جب بلالؓ نے اذان قبل الفجر دیا تو آپ ﷺ نے انکار کیا۔
- ابراھیم: شیّعنا علقمۃ............. فسمع مؤذنا یؤذن باللیل تو علقمہ نے کہا: اَما ھذا فقد خالف سنۃ اَصحاب محمد ﷺ۔
- شرعۃ الإسلام: تصوف کی ایک کتاب ہے جسمیں لکھا ہے کہ اذان قبل الفجر مستحب ہے۔

- اذان باللیل[90]: تاکہ تہجد پڑھنے والے لوٹے سحری کے لئے اور سونے والے جاگ جائے۔
- حی علی الصلوۃ کا کیا مطلب ہے رات کو: تہجد کے لئے آؤ اگرچہ مندوب ہے یا فجر کی تیاری کرو۔
- ابن ام مکتوک کا نام: عبد اللہ یا عبد الرحمٰن۔
- اصبحت: دخلتَ فی الصباح۔
- اشکال: فکلوا واشربوا

جواب: 1) حتی یقرُبَ أذان ابن اُم مکتوم

2) نفس صباح کا اعتبار نہیں بلکہ انتشار صباح معتبر ہے (لا یصح اسلئے کہ معاملہ برعکس ہے)۔

3) جملہ کا خلاصہ: ابن ام مکتوم کی اذان حرمت اکل کی علامت ہے جب انکی اذان ہو تو حرمت پہلے ہو چکی ہے۔

- 6 مرتبہ اللہ اکبر کی حکمت اذان میں: 1) اللہ بہت بڑا تو اسکی عبادت کریں گے۔ 2) عالم الغیب ہے؛ 3) اللہ متصرف فی الکائنات ہے۔
4) مختار کل ہے؛ 5) قاضی الحاجات ہے؛ 6) دافع البلیات ہے۔

بَابُ الأَذَانِ بَعْدَ الفَجْرِ (ص86–87)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اذان بعد دخول وقت الفجر بالاتفاق جائز، ہاں اگر پہلے ہے تو فؒ کؒ دؒ کے نزدیک کافی ہو گا۔
- حؒ: اعادہ لازم ہو گا۔
- اعتکف: یعنی بیٹھ جاتا تھا / بیٹھنا اور انتظار کرنا اور انتظار اسی لئے تاکہ اذان بعد الفجر کے لئے ہو۔
- اکثر روایت: إذا سکت المؤذن صلی رکعتین۔
- طحاوی[91] : عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِنْتِ عُمَرَ «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ بِالْفَجْرِ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ , ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ الطَّعَامَ , وَكَانَ لَا يُؤَذِّنُ حَتَّى يُصْبِحَ.
- عائشہؓ کی روایت[92]: أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكَتَ المؤَذِّنُ بِالأُولَى مِنْ صَلاَةِ الفَجْرِ قَامَ، فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ صَلاَةِ الفَجْرِ، بَعْدَ أَنْ يَسْتَبِينَ الفَجْرُ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ المؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ»
- بلالؓ رمضان کے بعد فجر کے بعد اذان دیتے تھے اور رمضان میں قبل الفجر۔

بَابُ الأَذَانِ قَبْلَ الفَجْرِ (ص87)

- سحری کی مصلحت کی وجہ سے؛ دؒ: رمضان میں قبل الفجر مکروہ ہے؛ اعادہ کرنا چاہئے۔
- امام ترمذیؒ نے اشکال کیا کہ احناف کہتے کہ اذان قبل الفجر کا اعادہ ہونا چاہئے۔
- آپ ﷺ نے بلالؓ کو اعادہ کا حکم دیا: إن العبد قد نام تو یہ اس حدیث کے منافی ہے جو کہتے کہ بلالؓ یؤذن باللیل۔

---

[90] فتاوی دار العلوم زکریا (88/2)
[91] شرح معانی الآثار (865/140/1)
[92] بخاری (626/128/1)

جواب: بلالؓ سحری کے لئے اذان دیتے تھے رمضان میں اور رمضان کے بعد جب قبل الفجر اذان دی فجر کے لئے تو اعادہ کا حکم دیا اسی طرح ابن عمرؓ نے اپنے مؤذن کو حکم دیا اذان کے اعادے کا (اور امام ترمذیؒ کہتے کہ یہ سند منقطع ہے) تو ابو داؤد میں 2 صحیح سند ہیں۔

- شوکانی کہتے کہ اذان معروف نہ تھی بلکہ الصلوۃ جامعۃ کے قبیل کے الفاظ تھے (قوموا للسحر) اور جمہور: اذان معروف تھی۔
- امام طحاویؒ: 2 اذان بعد الفجر تھیں (یہ خلاف ظاہر ہے)۔
- رجوعًا: واپس ہونا (لازم) اور رجعًا: واپس کرنا (متعدی)۔
- ولیس أن یشیر الرجل الفجر أو الصبح ہکذا طولا بل عرضًا۔

بَابٌ: كَمْ بَيْنَ الأَذَانِ وَالإِقَامَةِ، وَمَنْ يَنْتَظِرُ الإِقَامَةَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ ہونا چاہئے، ہاں مغرب میں نہیں سوائے یہ کہ امام دیر سے آئے تو 2 رکعت
- اجعل بین اذانک واقامتک: کہ آدمی کھانا سے فارغ ہو جائے اور قضائے حاجت سے۔
- فؒ: اباحت واستحباب؛ احناف: نہیں پڑھنا چاہئے (رکعتین قبل المغرب)۔
- ابن عمرؓ: سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ، عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، فَقَالَ: «مَا رَأَيْتُ أَحَدًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا، وَرَخَّصَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ»[93]
- مسند بزار میں[94]: وقد رويت عَن أَنَس من وجوه وعارضها حديث بريدة أنه قَالَ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاةٌ إِلاَّ الْمَغْرِبَ.
- اس پر اشکال کیا کہ سند میں یحیی بن عبد اللہ واضع الحدیث ہے تو جواب یہ ہے کہ اصل یحیی عن عبد اللہ ہے جو کہ صدوق ہے۔
- احناف تطبیق دیتے دونوں روایتوں کے درمیان: رکعتین أحیانًا تھا عادی نہیں بلکہ اتفاقًا۔
- ابن ہمام کے نزدیک وقت کے اعتبار سے نماز کی 3 قسمیں: 1) نماز مندوب۔ 2) وقت کے اعتبار سے مکروہ۔ 3) وقت کے اعتبار سے مباح تو 2 رکعات پڑھ سکتے (لمن شاء: واجب نہیں بلکہ مستحب ہے)۔

بَابُ مَنِ انْتَظَرَ الإِقَامَةَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اقامت سے پہلے نکلنا چاہئے لیکن انتظار الاقامۃ جائز ہے امام کے لئے چونکہ امام مُنتَظَر اور مقتدی نہیں یا اگر امام کا گھر متصل ہو مسجد سے تو اقامت کے وقت نکل سکتے۔
- صلوۃ أولی سے فجر مراد یہاں اور ظہر کے لئے اسلئے کہ جبریلؑ نے پہلے پڑھائی۔

2) صف اول کا اہتمام۔

بَابٌ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ لِمَنْ شَاءَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ہذہ الصلوۃ لیست واجبۃً۔

---

[93] ابو داؤد(1284/26/2)

[94] (7436/28/14).

بَابُ مَنْ قَالَ: لِيُؤَذِّنْ فِي السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مصنف حدیث کا مطلب بیان کرتے: ایک اذان دے اور ایک اقامت: "أذنا اور أقیما" کی تشریح۔
2) الردّ علی أذان الجوق: اجتماعی اذان
- ابن عمرؓ کی روایت جو بخاری میں جلد 2 فی ابواب الحدود میں۔
3) سفر میں 2 اذان کی ضرورت نہیں فجر ہو یا غیر فجر۔
4) شافعیہ کے ایک قول کا رد کہ اذان بعد الاذان ہو۔
5) یجوز الاکتفاء بالإقامۃ فی السفر۔

بَابُ الأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ، إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً، وَالإِقَامَةِ، وَكَذَلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ، وَقَوْلِ المُؤَذِّنِ: الصَّلاَةُ فِي الرِّحَالِ، فِي اللَّيْلَةِ البَارِدَةِ أَوِ المَطِيرَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کؒ کی تردید: 1) اگر امام ہو مزدلفہ اور عرفہ میں تو اذان اور اقامت ہونا چاہئے اور اگر امام نہ ہو تو اقامت کافی ہے۔
2) اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں جب جماعت ہو اور اگر منفرد ہو تو نہیں، یہ معنی مصنفؒ کی روایت کے مطابق نہیں ہے۔ مالک بن حوریث کا واقعہ الگ سے اگلی روایت میں۔
- "أو" شک کے لئے تو یہ ایوب سختیانی کا قول ہے۔
- اگر "أو" تقسیم کے لئے تو ابو قلابۃ کا قول ہے جو مالک نے بیان کیا: بعض مجھے یاد ہوا......
- صلوا فی الرحال: اپنے خیموں میں جماعت کرسکتے (یہ سفر کا واقعہ)۔
- عنزۃ: رمحٌ فیہ سلاحٌ۔

بَابٌ: هَلْ يَتَتَبَّعُ المُؤَذِّنُ فَاهُ هَا هُنَا وَهَا هُنَا، وَهَلْ يَلْتَفِتُ فِي الأَذَانِ

- 1) ادھر ادھر منہ کرے مؤذن؛ 2) آدمی بھی مؤذن کی نقل اتارے۔
- اختلاف: مصنفؒ اور کؒ: التفات مستحب نہیں؛ ائمہ ثلاث: مستحب ہے۔
- کانوں میں انگلی: 1) اگر رفع الصوت مطلوب۔ 2) داعی اپنے کانوں کو بند کرے گا، سب و شتم کو نہیں سنے گا۔
- ابن عمرؓ:.................

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: فَاتَتْنَا الصَّلاَةُ

- ابواب الجماعۃ شروع ہو رہا ہے؛ لغت کا مسئلہ ہے کہ فاتتنا الصلوۃ۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) فاتتنا الصلوۃ کہنا جائز؛ 2) ابن سیرین کی تردید کہ تقصیر صلوۃ کی طرف منسوب جیسے کہ کوئی کہے: اوہو نماز جلدی ہوئی! تو ہذا من قبیل تھذیب الألفاظ: مثال: آپکے والد کہاں رہتے؟ 1) میرے ساتھ رہتے؛ 2) میں انکے ساتھ رہتا ہوں تو یہ کہنا چاہئے کہ اوہو ہم دیر سے آئے لیکن یہاں حدیث میں فاتتنا الصلوۃ موجود اور مطلب یہ نہیں کہ نماز جلدی ہوئی بلکہ فاتتنا صلوتنا

- قول النبی ﷺ اصح بہ نسبت قول ابن سیرین۔

بَابُ ما أدركتم فصلوا وما فاتكم فأتموا

- اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ: کہ مسبوق اول الصلوۃ کو پاتا ہے یا آخر الصلوۃ
- فؒ دؒ: جو آدمی امام کے ساتھ پڑھتا وہ اُول الصلوۃ اور جو اکیلا پڑھتا تو وہ آخر الصلوۃ اور انکی تائید "فاتمّوا"۔
- حؒ: امام کے ساتھ آخر الصلوۃ اور اکیلا تو اُول الصلوۃ اور انکی دلیل دوسری روایت ہے: "فاقضوا" کا لفظ آیا ہے۔
- اس زمانے میں نزاع لفظی رہ گیا ہے اور فتوی کؒ اور مؒ کے قول پر ہے اور شوافع (قسطلانی نے لکھا بخاری کی شرح میں) کا فتوی بھی اسی پر ہے۔ امام کے ساتھ اول الصلوۃ فی حق القاعدۃ اور آخر الصلوۃ فی حق القراءۃ۔
- "فأتموا" ما قبل کی تکمیل کرو فی حق القعدۃ اور "فاقضوا": ما قبل کی قضاء کرو فی حق القراءۃ۔
- اسی طرح معلوم ہوا من أدرک الرکوعَ فقد أدرک الرکعۃَ۔
- اسی طرح جمعہ میں قعدۃ ملا تو مافاتکم "فأتموا" پر عمل کرو عند الاحناف اور یہ نہیں کہ ظہر کو مکمل کرو جیسے ائمہ ثلاث کے نزدیک ہے۔
- یہ بھی روایت: إذا کان أحدکم یمشی إلی الصلوۃ فہو فی الصلوۃ تو سکون و اطمینان کا اظہار کرے
- بیہقی کی روایت ہے: ما ادرکت مع الإمام فھو أول صلوتک۔
- السکینۃ فی الحرکات والوقار فی الھیئۃ۔

بَابٌ: مَتَى يَقُومُ النَّاسُ، إِذَا رَأَوُا الْإِمَامَ عِنْدَ الْإِقَامَةِ(ص88)

- آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں نہ اذان دی نہ اقامت دی اور جو روایت میں أذّن النبی ﷺ ہے اسکی تشریح دوسری روایت میں آئی ہے کہ أمر بلالاً أن....
- مختلف وجوہات و حکم کی بناء پر (اکثر وجوہات زُرقانی نے مواہب لدنیہ میں ذکر کیا ہے):

1) آپ ﷺ مشغول ہیں امامت، تعلیم، جہاں ہر دم مشغول...

2) جب آپ ﷺ ایک کام کرتے تو مواظبت کرتے اسپر ہمیشہ۔

3) آپ ﷺ نے اذان نہیں دی تاکہ مشابہ بالتزکیۃ نہ ہو یعنی خود اپنی تعریف و شہادت نہ ہو۔

4) یا أیھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول۔ تو اجابت فرض ہوتی ہے۔

5) آپ ﷺ مرتبہ امامت پر فائز تھے اور اذان نائب امامت ہے۔

6) آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں دعوت کا کام لوگوں کو سکھایا اور انکے حوالے کر دی تو اذان بھی دعوت تامہ۔

-اختلاف کی طرف اشارہ: 1) حؒ: حی الصلوۃ کے وقت۔ 2) دؒ: قد قامت الصلوۃ کے وقت۔ 3) فؒ: بعد الفراغ۔ 4) کؒ: فی بدء الإقامۃ۔

5) طحاوی نے در مختار کے حاشیہ میں لکھا: اختلاف کا خلاصہ یہ ہے کہ جو بیان کیا اس سے تاخیر نہ ہو۔

-کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر امام جانب محراب سے آجائے تو کھڑے ہو جائے اور اگر پیچھے سے آجائے تو جس صف سے گزر جائے تو وہ صف کھڑا ہو جائے اور یہی حدیث کا تقاضا ہے۔

- تو مصنفؒ نے ان اقوال کے علاوہ وہ رائے لی جو حدیث کے زیادہ موافق ہے

- اگر امام پہلے سے مصلی کے پاس موجود ہے تو حی علی الصلوۃ کے وقت یا بدء الاِقامۃ کے وقت کھڑا ہو تا کہ تسویۃ الصفوف بھی صحیح طور پر ہو جائے۔

بَابٌ: لاَ يَسْعَى إِلَى الصَّلاَةِ مُسْتَعْجِلًا، وَلْيَقُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالوَقَارِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) فاسعوا إلی ذکر اللہ: جمعہ کے لئے اور مطلب یہ نہیں کہ دوڑے بلکہ فامشوا إلی...
2) سعی بمعنی اطاعت وعبادت اور عمل أی فاعملوا جیسے وسعی لھا سعیھا أی عمل لھا عملھا۔

بَابٌ: هَلْ يَخْرُجُ مِنَ المَسْجِدِ لِعِلَّةٍ؟

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مسجد میں داخل ہونے کے بعد جماعت کے بغیر نہیں نکلنا چاہئے سوائے کہ ضرورت ہو۔
أبو هریرۃؓ نے کہا اس شخص کے بارے جو نکل گئے: أما ہذا فقد عصا سنۃ أبي القاسم
- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَسْمَعُ النِّدَاءَ فِي مَسْجِدِي هَذَا ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهُ، إِلَّا لِحَاجَةٍ، ثُمَّ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ إِلَّا مُنَافِقٌ»[95]
- ضرورت: حدث، جنابت، حائضہ یا دوسری مسجد کا امام ہو مثلاً۔
- سوال: ھل کیوں لگایا جبکہ حاجت کی وجہ سے نکل سکتا ہے؟
جواب: یہاں جنابت کا ذکر ہے حدیث میں تو غیر جنابت کے لئے نکلنا کیسے ہے؟ کیا حاجت میں شمار ہو گا یا نہیں؟
- أن یکبر أی أراد التکبیر یا اللہ کہا اور اکبر نہیں کہا۔

بَابٌ: إِذَا قَالَ الإِمَامُ: مَكَانَكُمْ حَتَّى رَجَعَ انْتَظَرُوهُ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ینبغی أو یجوز الانتظار اگر امام کہے کہ میں واپس آجاؤنگا اور یہ نماز کے شروع کرنے سے پہلے۔
- اگر نماز میں حدث لاحق ہو تب تو استخلاف لازم (من الامام یا من المقتدی بنفسہ)
- فصل کثیر ہو تو اعادہ ہو گا اقامت کا ورنہ نہیں۔
- آپ ﷺ کا انتظار کیا اسلئے کہ آپ ﷺ منصب امامت کے درجہ پر فائز تھے تو اسوقت تک جب آپ نہ ہو کسی کو اجازت نہیں ہے اسی لئے دوسرے عام لوگوں سے فرق ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا صَلَّيْنَا

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ابراہیم نخعی اور ابن سیرین کی تردید جو کہ مکروہ سمجھتے یہ کہنا: "ماصلینا" اسلئے کہ اسمیں جرأت ہے ترک صلوۃ پر تو مصنفؒ نے کہا کہ کہہ سکتے۔
- ائمہ ثلاث کے نزدیک: تارک الصلوۃ کے لئے قضاء ہے[96] اگرچہ عمداً ہو اور امام ؒکے لئے بھی لیکن ابن تیمیہؒ کہتے کہ نہیں اگر عمداً ہو اور نوم ونسیان کی صورت میں قضاء ہے۔

---

[95] المعجم الأوسط(3842/149/4).
[96] فتاوی دار العلوم زکریا(758/2).

- 1)اقتضاء النص سے بہ درجہ اولی قضاء ہونا چاہئے اسلئے کہ نوم ونسیان کی صورت میں قضاء ہے۔
2)لا یصلینّ أحد کم العصر إلا فی بنی قریظۃ تو بعض نے راستے ہی پر ادا کی اور بعض نے قصداً قضاء کی۔
3)سیکون فی أمتی أمراء یؤخرون الصلوۃ من میقاتھا قالوا أفنقضیھا قال نعم۔
4)ایک عورت نے آپ ﷺ کو پوچھا اپنے والد کے بارے میں حج: فدین اللہ أحق أن یقضی تو نماز بھی اللہ کا دین ہے۔
سلفی کہتے کہ قضاء نہیں تارک صلوۃ عمداً کے لئے۔
- "واللہ ماصلیتھا" آیا تو ماصلینا بھی جائز ہے؛ بعض روایت میں عمرؓ نے بھی کہا: ماصلیتُ تو دونوں کو ملائے تو ماصلینا بنے گا۔

بَابُ الإِمَامِ تَعْرِضُ لَهُ الحَاجَةُ بَعْدَ الإِقَامَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام جاسکتا ہے کسی ضرورت کی وجہ سے اور وہ منتظر ہو گا نہ کہ مقتدی اور اقامت کے لئے فصل کو دیکھا جائے گا۔
- ابن حجرؒ کہتے کہ میں انکے نام پر مطلع نہیں ہوا لیکن اپنی قوم کے بڑے ہونگے یا فرشتے ہیں جو قوم کی تہذیب کے لئے آیا تھا۔
- صحابہؓ کے صبر کو پولش کیا جائے اور بعض کہتے کہ اعرابی آیا تھا۔

بَابُ الكَلاَمِ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ

- احناف: بغیر ضرورت کے کلام مکروہ ہے اقامت کے وقت۔

بَابُ وُجُوبِ صَلاَةِ الجَمَاعَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اشارہ اختلاف کی طرف اور بیان کرنا کہ واجب ہے: داؤد ظاہری: فرض اور شرط بھی ہے اور اکیلے پڑھنے سے ادا نہ ہو گی؛ ﷺ: فرض عین (لیکن جماعت سے ادا نہیں کی تو نماز ادا ہو گی)۔
فؒ: 1)فرض کفایہ؛ 2)سنت؛ عام فقھاء: واجب مفتی بہ قول: سنۃ فی درجۃ الواجب۔
- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ، إِلَّا مِنْ عُذْرٍ»[97]
- مامن ثلاثۃ فی بلد أو قریۃ لا تقام فیہ الصلوۃ إلا استحوذ علیہ الشیطان
- فلتقم طائفۃ: وجوب جماعت پر دال نہیں ہے؛ جب شرط کے ساتھ مشروط ہو تو لازم نہیں بلکہ متحقق ہونے کے لئے ہوتا ہے۔
- گھر کو جلانا: 1)منافق ہیں تو انکے گھر جلانے کے قابل ہیں 2)تو بچا فرمایا۔
- اھل وجوب اس سے استدلال کرتے یعنی ان روایتوں سے۔
- حسن بصریؒ: ماں اگر شفقۃ منع کر دے عشاء سے: لا تطعھا لأن صلوۃ الجماۃ أقوی من إطاعۃ الوالدین اور ترک اطاعت وجوب میں نہیں ہے۔
- ہاں سنت و مستحب کے لئے ترک اطاعت ممکن نہیں اور واجب کے لئے ممکن کہ اطاعت نہ کرے۔

[97]ابن ماجۃ(793/260/1).

- آپ ﷺ کا خود پیچھے رہنا لکڑیوں کو جمع کرنے کے لئے عدم وجوب کی دلیل ہے اور منافقین کا ذکر ص 90 پر: أثقل علی المنافقين...... / ثم أخالف المصلين ذاهبًا إلى
- مرقاً: ہڈی جس پر تھوڑا گوشت۔(یہ بھی نفاق کی علامت ہے کہ اگر ہڈی بھی ملے تو فورًا بھاگے اور یہاں نماز کے لئے نہیں جائیں گے
- اسلئے کہ دلچسپی نہیں ہے انکو ثواب میں)۔
- مرماتین: 1) ظلفُ الشاۃ؛ 2) سہمٌ: آلۃ الرمی۔ 3) گھر کے درمیانی وال حصہ۔

بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ الجَمَاعَةِ وَكَانَ الأَسْوَدُ: «إِذَا فَاتَتْهُ الجَمَاعَةُ ذَهَبَ إِلَى مَسْجِدٍ آخَرَ» وَجَاءَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: «إِلَى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ، فَأَذَّنَ وَأَقَامَ وَصَلَّى جَمَاعَةً»

- جماعت: صلوۃ کی فضیلت ہے اور اقامت اور اذان کے جواب کا ذکر اسلئے کہ وہ جماعت ہے اور تحیۃ المسجد کا ذکر کا ربط یہ ہے کہ اذان کا مطلب یہ ہے کہ آؤ مسجد میں اور تحیۃ المسجد پڑھو۔
- فوائد جماعت: 1) اذان کا جواب دیا؛ 2) اقامت کا جواب ملا؛ 3) تحیۃ المسجد خود فرض نماز میں آئے گی اگر نہ پڑھے۔
4) فرشتوں کی دعا کا حصول۔ 5) تکثیر الجماعۃ والمسلمین کی فضیلت۔ 6) عیادت آسان اگر کوئی بیمار ہو۔
7) تعلیم و تعلم آسان؛ 8) اللقاء: ملاقات اور بے شمار فوائد ہیں

-ترجمۃ الباب میں فضیلت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واجب نہیں بلکہ اشارہ عدم وجوب کی طرف۔

-جماعت ثانیہ[98] کرنا چاہیئے یا نہیں؟ مصنف ؒ کہتے کہ کر سکتے (مسجد سے باہر تمام جائز کہتے)؛ ائمہ ثلاث: نہیں، مکروہ ہے۔

تو مسجد میں مکروہ اور باہر بالاتفاق جائز؛ ذ: مسجد میں بھی جائز (مستحب)۔

انکے دلائل: 1) سوال: انس بن مالک ؓ مسجد میں آئے اور اذان اور اقامت کہہ کر جماعت قائم کی!

جواب (عندنا): 1) مسجد الطریق تھی جسکا امام مقرر نہیں ہے۔ 2) اذان و اقامت کسی مذہب میں نہیں اور ایسی مسجد میں رواج نہیں، معمول بہ نہیں۔ 3) اس روایت میں اضطراب ہے: ایک روایت میں: امام تقدم فصلی بہم اور روایت میں قام فی وسطھم۔

4) مقتدی متطوع تھے اور امام مفترض تو جائز ہے پھر۔

2) ابن مسعود ؓ نے نماز پڑھائی علقمہ اور اسود کو!

جواب: تو وہ بھی مسجد الطریق ہو گا ورنہ خود ابن مسعود ؓ سے نہ پڑھنا ثابت ہے۔

لوگ ابن مسعود ؓ کو اپنے گھر لے گئے تو گھر میں پڑھایا اور ایک کو بائیں طرف اور ایک کو دائیں طرف رکھا۔

3) آپ ﷺ نے فرمایا: أیکم یتجر علی ہذا؟ تو ابو بکر ؓ نے پڑھائی جماعت ثانیہ!

جواب: 1) امام مفترض تھے اور مقتدی متنفل۔

لا تصلوا صلوۃ مرتین کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ جماعت ثانیہ مت پڑھو۔

2) صحابہ کرام ؓ (ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ) إذا خلوا فی مسجد قد صُلِّیَ فیہ صلوا فرادیٰ فرادیٰ

---

[98] فتاوی دار العلوم زکریا (335/2): جماعت ثانیہ کے احکام۔

3)کان عمر یکرہ أن یصلی صلوۃ الجمعۃ بعدھا أی بعد الجمعۃ مثلھا (طحاوی میں روایت ہے)
4) آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم صلح کے لئے گئے تھے تو أقبل من نواحیھا المدینۃ یرید الصلوۃ تواپنے گھر واپس آئے اور فجمع مع أہلہ (باوجود مسجد نبوی کی فضیلت) تو جماعت کی نماز نہیں پڑھی۔
5) ذہب سالم بعد الجمعۃ إلی مسجد جعفۃ فقیل لہ صلِّ.......................لا تجمع صلوۃ مرتین۔
-تو احناف، خاص طور پر علماء دیوبند بلکل قائل نہیں ہیں جماعت ثانیہ فی المسجد کے اور حنابلہ اسمیں بہت نرمی برتے ہیں۔
اور اگر مسجد ہی میں پڑھنا ہے تو بتغیر الھیئۃ سے پڑھتے تھے۔(قالہ شمس الدین السرخسی) یعنی امام کی جگہ پر نہیں اور صف اول کو چھوڑ کر امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتوی دیتے کہ اگر لوگوں کی عادت نہ بنے تو جائز۔
- صلوۃ باجماعت صلوۃ منفرد سے 27 درجہ زیادہ ہے لیکن معلوم ہوا کہ نماز تو ہو جاتی ہے تو یہ جاماعت کے سنت ہونے کی دلیل ہے۔
- بعض روایت مین 27 اور بعض میں: 25 ہیں! تو فرق کیوں ہے!؟
جواب: 1) اخلاص زیادہ تو 27 درجہ اور کم ہو تو 25 مرتبہ؛ 2) جماعت قلیلۃ پر 25
3) فجر اور عشاء مشقت ہے تو 27 اور بقیہ میں 25
4) جھری نمازوں میں 27 اور سری میں 25
5) دور سے آنے والوں کے لئے 27 اور قریب والوں کے لئے 25
6) پہلے اللہ نے 25 بتایا بعد میں 27
7) اعداد میں منافات نہیں اسلئے کہ 27 میں 25 موجود ہے۔
- قائلین سنیت جماعت 1) اس رویت سے استدلال کرتے اور
2) دوسری دلیل ابن مسعودؓ نے کہا: علمنا سنن الہدی وإن من سنن الہدی الصلوۃ بالجماعۃ۔
3) صلوۃ الرجل مع الرجل أزکی من صلوتہ وحدہ تو معلوم ہوا کہ اکیلا بھی نماز جائز ہے لیکن جماعت اعلی ہے۔
4) عمرؓ: لأن أشہد صلوۃ الصبح أحب إلی من أن أقوم اللیل تو احبّ دلیل سنیت جماعت پر دال ہے۔
5) اگر عَشاء اور عِشاء ہو تو عَشاء مقدم کرو عِشاء پر، تو اگر جماعت فرض ہوتی تو طعام کیسے مقدم ہوتا؟
6) إذا ابتلت النعال فصلوا فی الرحال۔
7) ص 90 پر: حتی یصلیھا مع الإمام أعظم أجرا.....
8) تفضل صلوۃ الجماعۃ والی روایت میں فضیلت کی بات ہے
- حضرت شیخؒ: خمسٍ وعشرین ضِعفًا ہے ایک روایت میں تو حساب لگایا: 33554000 تین کڑوڑ پینتیس لاکھ چون ہزار۔
2^{25}=33554432 (فتاوی دار العلوم زکریا میں اسکا حساب ہے[99])

بَابُ فَضْلِ صَلاَةِ الفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ

- فجر کی تخصیص: 1) مشقت زیادہ؛ 2) فرشتے حاضر ہوتے (مشھودًا)

[99] فتاوی دار العلوم زکریا(460/3).

- ما قبل میں وجوب کا باب ہے اور یہاں فضیلت؟ جواب: کوئی منافات نہیں بلکہ وجوب و فضیلت میں زیادہ ثواب ہے نفل سے۔ اور شامی میں لکھا ہے کہ عام طور پر فرض اور واجب کی فضیلت و ثواب زیادہ ہے۔
- اختلاف کی طرف اشارہ ہے: پہلے ان لوگوں کا مسلک ذکر کیا جو وجوب کے قائل اب جو سنت کے قائل ہے
- یہ باب فی الباب ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) فجر کی فضیلت کا بیان۔ 2) اختلاف کا بیان؛ 3) باب فی الباب (بہتر ہے)
- اشارت کلیبٌ بالأکف الأصابع أی بالأصابع جیسے یہاں خمسٍ آیا اور "باء" محذوف اور جزءً سے مراد درجۃً
- ام الدرداء سے مراد ھُجیمہ جو تابعیہ ہے؛ ابو الدرداء: عُویمر بن قیس اور ام الدرداء صحابیہ انتقال کر گئی تھی اور نام: خَیرۃ تھا۔
- نماز ہر جگہ اسی لئے اسکو ذکر کیا، حج ایک مرتبہ زندگی میں اور صوم و زکوۃ امور مخفی ہیں۔
- اس حدیث میں فجر کی تخصیص نہیں تو ہم نے کہا تھا کہ باب فی الباب ہے تو اصل ترجمۃ الباب کے ماتحت جو نفس صلوۃ کی فضیلت ہے۔
- یا دلالۃ النص ہے جبکہ مطلق صلوۃ کے لئے فضیلت ہے تو دلالت فجر کے لئے بھی (مسکوت عنہ بہ درجہ اولی مراد ہے منطوق سے)۔

بابُ فَضْلِ التَّهْجِيرِ إِلَى الظُّهْرِ

- دوپہر یا ھاجرۃ تو تھجیر بہتر جانے کے لئے اور اِبراد بہتر ہے نماز پڑھنے کے لئے۔
یا غیر گرمی میں تھجیر بہتر اور اِبراد بہتر گرمی میں
یا تھجیر خواص کے لئے اور اِبراد عوام کے لئے۔
- غرق سے پناہ مانگا آپ ﷺ نے اسلئے کہ موت فجأۃً ہے یا کبھی مسخ ہو جاتا ہے۔
- 5 بتایا اور یہاں صرف 4 کا ذکر ہے:! جواب: 1) الشھید شھیدٌ (لا یصح)
2) شھید سے مراد قتیل؛ 3) والشھید فی سبیل اللہ شھیدٌ کاملٌ
-شہادت کا مدار 3 چیزوں پر ہے: 1) کلفت؛ 2) فجأۃ؛ 3) خوف

بابُ احْتِسَابِ الآثَارِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جب حرارت میں چلتے ہو تو چھوٹے چھوٹے قدم پر چلو (لا تُبَعِّدْ خُطواک فإن الآثار تُکتب)
2) عبادت کے نشانات کا احتساب۔
3) گرمی کی وجہ سے مسجد کو مت چھوڑو اسلئے کہ ایک طرف گرمی ہے اور دوسری طرف قدم کے نشانات کا ثواب لکھا جاتا ہے۔
-احتساب کا لفظ اسلئے آیا کہ جب آدمی ثواب کا استحضار رکھتا ہے تو بہت آسان ہو جاتا ہے عمل۔
-لم یرفع قدمہ الیمنیٰ إلا کتب اللہ لہ حسنۃ ولم یضع قدمہ الیُسری إلا حط لہ سیئۃً۔

بابُ فَضْلِ العِشَاءِ فِي الجَمَاعَةِ

- یہ باب ص.......پر گزرا لیکن الگ مقصد کے لئے، وہاں عشاء کی فضیلت اس حیثیت سے تھی کہ اس امت کی خصوصیت ہے۔

بابٌ: اثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ

- جمع 2 سے ہے یعنی جمع لغوی مراد اور تثنیہ کے لئے کبھی جمع مستعمل ہے: "إذ تسوروا المحراب" اور "فإن كان له اخوةٌ فلأمه السدس" تو 2 بھائی بھی کافی ہے۔
- ترجمۃ الباب میں ابن ماجہ کی حدیث ہے:
- مالک بن حویریث کے 2 واقعات: 1) نوجوان کی جماعت جو آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ وہ گھر جانے کے مشتاق ہیں۔

2) مالک بیٹھے تھے آپ ﷺ کے پاس اور دو آدمی آئے جیسے ص 88 پر۔

بابُ مَنْ جَلَسَ فِي المَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلاَةَ وَفَضْلِ المَسَاجِدِ(ص90)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جالس فی المسجد کو مغموم نہ ہونا چاہیئے اسلئے کہ انتظار میں بڑا ثواب ہے۔

2) مسجد کی فضیلت کہ أحب البلاد إلی اللہ ہے اور جسکا دل معلق بالمسجد تو قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہو گا۔

-سبعۃ میں حصر نہیں ہے بلکہ 90 تک تعداد جاتی ہے اور 1) فی ظلہ أی خصوصی سایہ اور دوسری روایت میں سایہ 2) ظل المخلوق۔

-ظلہ مرفوع کہ کلام غیر موجب میں ہے (مغرب کے بعد سنت کے 2 رکعات کے بعد 2 رکعات پڑھنے والا بھی اسمیں شامل ہے)۔

-امام عادل کو مقدم کیا لعموم حکومتہ ونفعہ؛ نشأ: تربّٰی مشتغلاً فی عبادۃ ربہ۔

-معلق: یکون حبُّہ شدید للمسجد یعنی مسجد سے نکلتا ہے تو بے قرار رہتا ہے کہ کب واپس مسجد میں جاؤں۔

-تحابا فی اللہ أی فی نشر وخدمۃ دین اللہ وو تفرقا علیہ: کہ مرتے وقت بھی محبت باقی ہے اللہ کے لئے۔

-اجتمعا قلبًا وجسمًا وتفرقا جسماً (قالبًا) أو بالموت۔

-طلبتہٗ: جاریۃٌ ذات منصب کی تخصیص اسلئے کہ زیادہ رغبت ہے اسمیں۔

-لا تعلم شمالہ: مبالغۃ فی الإخفاء۔

بابُ فَضْلِ مَنْ خرج(غَدَا) إِلَى المَسْجِدِ وَمَنْ رَاحَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مسجد کی طرف جانا اور نکلنا بھی فضیلت (علی نیۃ الرجوع)
- مشہور حدیث[100]: عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ، لَا أَعْلَمُ رَجُلًا كَانَ أَبْعَدَ مِنْهُ مَنْزِلًا، أَوْ قَالَ: دَارًا، مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، فَقِيلَ لَهُ: لَوْ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا فَرَكِبْتَهُ فِي الرَّمْضَاءِ وَالظُّلُمَاتِ، فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّ دَارِي، أَوْ قَالَ: مَنْزِلِي، إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ، فَنُمِيَ الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "مَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِي، أَوْ قَالَ: دَارِي، إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ؟ " قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ يُكْتَبَ إِقْبَالِي إِذَا أَقْبَلْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي. قَالَ: "أَعْطَاكَ اللهُ ذَلِكَ كُلَّهُ " أَوْ " أَنْطَاكَ اللهُ مَا احْتَسَبْتَ أَجْمَعَ " أَوْ " أَنْطَاكَ اللهُ ذَلِكَ كُلَّهُ مَا احْتَسَبْتَ أَجْمَعَ "
- مصنفؒ نے غدا کی جگہ خرج کا لفظ استعمال کیا!

جواب: 1) غدا پر خرج رکھا تاکہ رات بھر شامل خروج اللیل بھی شامل۔

---

[100] مسند أحمد(21214/139/35).

2) صبح مراد نہیں بلکہ مطلقاً نکلنے پر دلالت کرنے کے لئے جیسے "وإذ غدوت" بمعنی خرج۔
-جب راح خرج کے مقابلے میں آیا تو معنی رجع ہے (گھر کو لوٹنے میں شام کو)
-النُّزُل کُل مایعد للضیف أول ما نزل۔
-یا غدا معنی نکلنا اور اس پر رات کے لئے قیاس کیا جائے گا۔

بابٌ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ صَلاَةَ إِلَّا المَكْتُوبَةَ

- ظہر اور عشاء میں اتفاق ہے کہ نماز کھڑی ہونے کے بعد سنت نہ پڑھی جائے گی۔
- فجر میں اختلاف ہے: کہؒ حؒ اور فؒ اور دؒ: یکمّل خُماعاجلاً إذا شرع؛ ظاہر یہ کے نزدیک سنت فاسد۔
- اگر شروع نہیں کی تو فؒ اور دؒ: سنت نہیں پڑھے گا اور کؒ اور حؒ: سنت پڑھ سکتا ہے شرائط کے ساتھ اور حؒ: اگر إدراک الرکعۃ الأولی ہو سکتا ہو اور خارج المسجد ہو۔
- پھر امام محمدؒ نے توسیع کی پہلی شرط میں آخری قعدہ تک پھر امام طحاوی نے اور توسیع کی دوسری شرط میں کہ داخل المسجد بھی پڑھ سکتا ہے۔ تو امام فؒ اور دؒ اس حدیث سے استدلال کرتے جو ترجمۃ الباب میں ہے۔
- احناف: حدیث میں استثناء رکعتین کا آیا لیکن سند میں حجاج بن نُصیر ہے جو ضعیف ہے اور دوسری سند میں عباد بن کثیر ہے جنکے بارے میں لکھا: کان من الصالحین اور ابن معین نے صدوق کہا۔
- ابن عباسؓ میمونہؓ کے گھر پر سنت فجر پڑھتے تھے۔
- ابو الدرداءؓ: صلاھما فی ناحیۃ المسجد؛ ابن عمرؓ: صلاہما فی بیت حفصۃ (اپنی بہن)
- ابن مسعودؓ کی روایت: سعید بن العاص جو گورنر تھے، انہوں نے ابو موسی اشعریؓ اور ابن مسعودؓ کو بلایا تو ابن مسعودؓ نے ستون کے پیچھے 2 رکعات پڑھ لی (صلاہما إلی ساریۃ المسجد)۔
- فلا تصلوا صلاۃً أخری مخلوطۃً بالصفّ اور اسکی تائید آگے آنے والے باب ہی میں۔
- عبد اللہ ابن مالک بن بُحینۃ: مالک شوہر ہے اور بُحینۃ بیوی ہے اسلئے بن پر ہمزہ نہیں آیا۔
- عمرؓ، معاذ بن جبلؓ، حذیفۃؓ، ابو الدرداءؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رکعتین پڑھا تھا۔
- مالک بن بُحینۃ خطا ہے اصل اسمیں بتلانا کہ عبد اللہ مسلمان ہے ورنہ مالک کا اسلام لانا ثابت نہیں۔
- سنۃ الفجر اور دوسری سنت میں فرق: 1) یہ سنت مشابہ بالواجب ہے؛ (آپ ﷺ: لا تدعوھما ولو طردتکم الخیل)؛ 2) اور جتنی پابندی کی فجر کی سنت کے لئے کسی اور کے لئے نہیں کی۔

بَابٌ: حَدُّ المَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الجَمَاعَةَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جماعت میں حاضر ہونے کی ترغیب۔
- حدّ: حدۃ سے: 1) مشقت پر اسکا اطلاق ہے یا 2) حدٌّ: بمعنی انتہاء، جب سہارا ہو کہ آسکتا ہے (إلی ہذا الحدّ)۔
- ایک نسخے میں جِدٌّ: کوشش۔
- حضرت شیخؒ: اگر دوسرے کے سہارے پر آسکتا ہے تو آجائے تاکیداً اور اگر نہ ہو تو استحباب پر محمول ہے۔
- مریض آسکتا ہے مسجد میں اگر: 1) تلویث کا خطرہ نہ ہو؛ 2) ضرر پہنچانے کا خطرہ نہ ہو۔

- اِنکن صواحب: 1) جس طرح عورتوں نے پریشان کیا تھا یوسفؑ کو تو تم بھی پریشان کرتے ہو۔
2) جس طرح انہوں نے اصرار کیا تو تم بھی....
3) ایک چیز کو ظاہر کرتی اور اندر سے کچھ اور چھپاتی ہو (جیسے کہ یوسفؑ کے زمانے میں اوپر سے ضیافت اور اندر سے زیارت) اوپر سے پھل کی دعوت اور اندر سے رؤیت۔

سوال: مقتدی امام کے دائیں طرف ہونا چاہئے، کیوں؟
جواب: 1) جب کوئی قیمتی چیز ہو تو اسکی حفاظت کے لئے داہنی طرف رکھی جاتی ہے۔
2) مقتدی ایک صف کے قائم مقام ہے تو صف دائیں طرف سے شروع ہوتا ہے۔ اور دائیں طرف کو زیادہ فضیلت حاصل ہے۔
- رجلین: کون تھے؟ 1) عباسؓ اور 2) فضل بن عباسؓ (ابن ماجہ میں بریرۃ تھی لیکن یہ صحیح نہیں ہے)۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي المَطَرِ وَالعِلَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي رَحْلِهِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ترک جماعت جب زور کی بارش ہو جائز ہے تو اسی طرح ہے جب بیماری ہے۔
- خلاصہ یہ ہے کہ اعذار ترک الجماعۃ کو بیان کیا کہ ان دو کی وجہ سے یعنی بیماری یا شدید بارش ہو اور اسی پر قیاس کرو۔
- مدافع الأخبثين، لنگڑا، خوف علی النفس والمال وغیرہ
- شامی میں 20 اعذار تک بیان کیا[101]: اور میں نے اسکو ایک جملہ میں جمع کیا: "جمع الخوف والظلمۃ"

ج: جوع؛ م: مطر، مرض، مدافع الأخبثين (اور مطر کے ساتھ ریح، برد بھی متعلق ہے)؛ خ: خوف علی النفس والمال اور ظلمت خود ایک وجہ ہے۔

- حضرت عتبانؓ کو گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت ملی لیکن ابن ام مکتوم کو نہیں! کیسے؟[102]
جواب: 1) ابن ام مکتوم قریب رہتے اور اذان سن سکتے تھے۔
2) عتبان کے بدن بھاری تھا اور ابن ام مکتوم دبلے پتلے تھے۔
3) عتبان امام قومہ تھے اور ابن ام مکتوم مسجد نبوی میں پڑھتے تھے
4) عتبان اصل أعمی نہیں تھے اور ابن ام مکتوم مادر زاد اندھے تھے۔
5) ابن امکتوم کا تعلق آپ ﷺ سے زیادہ تھا۔

بَابٌ: هَلْ يُصَلِّي الإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ؟ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الجُمُعَةِ فِي المَطَرِ؟

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صلوا فی الرحال: امر وجوب کے لئے نہیں لیکن جو مسجد میں آئیں گے تو باجماعت نماز ادا کریں گے۔
- بمن حضر: 1) فی المسجد؛ 2) فی البیت۔
- "هل" 1) اختلاف کی طرف اشارہ ہے: جو اصحاب عذر انکے ساتھ جمہ منعقد ہوتا ہے یا نہیں؟
- ائمہ ثلاث: منعقد ہے۔ کؒ: لاینعقد بالمرضٰی (ہاں مسافر سے منعقد ہو سکتا ہے)۔

---

[101] شامی (306/1) اور فتاوی دار العلوم زکریا (630/2)۔
[102] یہ سوال ص115 پر بھی گزر چکا۔

- بارش کی وجہ سے خطبہ ساقط نہیں ہے۔

2)اشارہ ہے کہ جنکے نزدیک نماز نہیں تو خطبہ بھی نہیں

-اذان کا حکم: محل ترجمہ ہے کہ اذان جماعت کے لئے۔

- إنها عزمةٌ: إن الجمعة لازمةٌ لیکن یہ رخصت ہے۔

- أو نثلكم:1)حرج؛ 2)أو نعكم في الضرر؛ 3)گناہ میں (اثمٌ كبير و منافع: گناہ کے معنے میں نہیں)؛ 4)بارش میں کپڑے گیلے جس سے نجاست کا خوف۔ اور کثیر بھاری تو یہ ثقیل ہو گا تم پر۔

-رجلاً ضخمًا: عتبان بن مالک ہے یا نہیں؟ بعض کہتے کہ عتبان کے لئے ضریر البصر آیا تھا اور عتبان اپنی مسجد کے امام تھے اور یہ مسجد نبوی ہے۔

-اکثر محققین: تطبیق: اپنی مسجد میں آسکتے تھے کثیراً و غالبًا اور مسجد نبوی میں أحیانًا۔

-چٹائی پر پانی چڑکا تو یہ مطر کی طرح نہیں (مطر بھی عذر اور آنکھوں کا خراب ہونا بھی عذر)۔

-حصیر: حصر سے ہے: اپنے آپکو محبوس رکھنا اور پہلے پردے کے لئے مستعمل تھی۔

-مسلم: من صلی الضحی بنی اللہ لہ بیتًا فی الجنۃ

-ما رأيتُه صلاها:1)جلوت میں عند الناس؛ (تداعی نہیں ہے) 2)بالجماعۃ إلا یومئذ۔

بَابٌ: إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ

- عشاء کو عِشاء پر مقدم کرے؛
- ترجمۃ الباب کا مقصد: اشکال: صلوۃ اہم ہے تو مناسب یہ ہے کہ اسکو مقدم کرے! تو بتایا کہ نہیں۔
- شرائط: حؒ: مقدم کرے إذا کان الطعامُ شاغلاً (اور وقت تنگ نہ ہو)

کؒ: إذا کان الطعام قلیلاً و الطاعم کثیرًا؛ فؒ: طعام کے خراب ہونے کا خطرہ ہو تب مقدم کر سکتے۔

- اور یہ حالت اکثر صوم میں پیش آتی ہے اسی لئے بعض نے مخصوص کیا روزے کے ساتھ۔
- امر ظاہریہ کے نزدیک وجوب کے لئے ہے اور ہمارے نزدیک اباحت۔

بَابٌ: إِذَا دُعِيَ الإِمَامُ إِلَى الصَّلاَةِ وَبِيَدِهِ مَا يَأْكُلُ

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)امام کو چاہئے کہ صلوۃ کو مقدم کرے طعام پر اسلئے کہ سب اسکا انتظار کر رہے۔

2)اتنا کھائے کہ چلنے کے قابل رہے۔

3)کھانا مقدم کرنا امر واجب نہیں بلکہ مباح و مستحب کے درجے میں ہے۔

4)اسمیں عزیمت (نماز کو مقدم کرنا) اور رخصت یہ ہے کہ کعام کو مقدم کرے۔

5)امام تو قان (شدید خواہش) ہو تو تقدیم الطعام ہے۔

بَابٌ: مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ فَأُقِيمَتِ الصَّلاَةُ فَخَرَجَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اشکال کا جواب: یہ ایسا ہے کہ تیمم کا مسئلہ معلوم ہوا تو ہر وقت تیمم کرتا ہے، کھانا اور پینا الگ بات ہے!

جواب: فخرج و فرغ من سائر الحاجات؛

بَابٌ: مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ وَهُوَ لاَ يُرِيدُ إِلَّا أَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلاَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَهُ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ماقبل سے مناسبت: نماز پڑھاتا ہے لیکن دل مشغول ہے کھانے میں (بھوک کی وجہ سے) تو پھر بھی نماز ہو گی۔
- مادوسرے کو سکھائیں گے تو ریاکاری نہیں کہیں گے، اگر کسی مصلحت دینیہ کی وجہ سے نماز یا روزہ رکھے تو پھر بھی مقبول ہے۔
- ابو ابو الإمامۃ چل رہا ہے اور یہ نہیں، ریاء الشیخ اولی من إخلاص المرید۔
- شیخ: عمرو بن سلمۃؓ؛ جلسہ استراحت مالک بن حوریث کرتے اور آپ ﷺ نے انکو سکھایا تھا عذر کے موقع پر یا آپ ﷺ کے بدم بھاری ہو گیا تھا یا یہ بھی ایک طریقہ ہے لیکن غیر معروف اسلئے کہ کوئی نہیں کرتا تھا۔
- مسیء الصلوۃ کی حدیث میں ہے کہ سجدتین کے بعد سیدھے قائم ہوئے (ج2/ص986) تو وہاں بیان کیا فی غیر محلہ۔
- ایک روایت میں: لاتبادرونی فی الرکوع فإنی قد بدّنت۔

بَابٌ: أَهْلُ العِلْمِ وَالفَضْلِ أَحَقُّ بِالإِمَامَةِ(ص93)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کون احق بالإمامۃ ہے ؟؛ دَسَّ فَّ (غیر مشہور قول): اقرء أحق ہے؛ حَکَّ فَّ: أعلم أولی ہے۔
- درجات: أعلم پھر أسن، أحسن خلقًا، أحسن وجھا: أقرؤھم لکتاب اللہ کا مطلب اکثر قراءۃ لکتاب اللہ۔
- ابو بکرؓ أعلم تھے (ص67)
- ما کنت لإصیب منک خیرا (یہ بات حفصہؓ نے محض عائشہؓ کی موافقت کے لئے کہا)۔
- انسؓ نے آپ ﷺ کی خدمت کی 10 سال۔
- برؤیۃ النبی ﷺ: اسکو توجہ کہتے؛ آپ ﷺ کی وقات پیر کو ہوئی۔
- ابن لھیعۃ کی روایت قابل توجہ نہیں جسمیں آپ ﷺ نے ایک رکعت کی نماز پڑھائی۔

بَابُ مَنْ قَامَ إِلَى جَنْبِ الإِمَامِ لِعِلَّةٍ

- جگہ کی تنگی کی وجہ سے کھڑے ہونے میں دشواری ہو گی امام کے پیچھے۔
- لوگ ابو بکرؓ کی آواز اور نقل و حرکت کی تابعداری کرتے تھے کہ آپ ﷺ جو اصل امام کی آواز بہت پست تھی۔
- آپ ﷺ بائیں طرف بیٹھے اور صفوں کو چیر کر آئے تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ امامت چاہتے تھے اور آپ ﷺ کا قول مخالف "إن کما کنت" تو گویا فعل اور قول میں تضاد ہے!؟

جواب: 1) جب آدمی کے لئے کوئی جگہ متعین ہے تو وہیں جانا چاہئے کہ اسمیں بے تکلفی و آسانی ہے (جیسے کوئی استاد آئے اور پیچھے بیٹھے)۔

2) ینبغی للإنسان أن یستعدّ لما وسیقع: دل کی بات تھی کہ آپ ﷺ آگے رہے لیکن اگر ابو بکرؓ آگے نہ رہنا چاہے تو کیا ہو گا؟ تو اسلئے آگے بڑھے (جیسے مؤذن صاحب کو تیار رہنا چاہئے کہ اگر امام نہ ہو تو کیا پڑھیں گے) الاستعداد لما سیقع اور ممکن ہے کہ فعلاً مجھے آگے کر دیں گے (اور یہی ہوا یہاں) اسلئے کہ آپ ﷺ نے کہا کہ آگے رہے تو پیچھے ہٹے اور عبد الرحمن بن عوف سفر میں: جب آپ ﷺ نے کہا کہ آگے رہے تو آگے رہے۔ (یہ کیوں؟)

جواب: 1) عبد الرحمن بن عوفؓ کی امامت سفر میں تھا اور ایک رکعت ہو چکی تھی۔

2)ابو بکرؓ نے ادب پر عمل کیا اور عبد الرحمن بن عوفؓ نے امر پر عمل کیا(الأمر فوق الأدب إذا كان الأمر مؤكدًا)
والأدب فوق الأمر إذا كان الأمر غير مؤكدٍ أو لإجابة اور خلفاء راشدین اکثر ادب پر عمل کرتے تھے(قرطاس کا واقعہ)۔
- آپ ﷺ گود میں سو رہے تھے تو اٹھایا نہیں حتیٰ کہ نماز قضاء ہوئی تو یہ ادب ہے۔
- قریش جب عثمانؓ کو کہا کہ آپ عمرہ کرو(حدیبیہ کے موقع پر)

بَابُ مَنْ دَخَلَ لِيَؤُمَّ النَّاسَ، فَجَاءَ الإِمَامُ الأَوَّلُ، فَتَأَخَّرَ الأَوَّلُ أَوْ لَمْ يَتَأَخَّرْ، جَازَتْ صَلاَتُهُ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلافی مسئلہ کو بیان کرنا ہے: جب غیر امام نماز پڑھا رہا ہے تو امام راتب آگے بڑھے گا۔
- فؒ اور دؒ: امام راتب آگے بڑھے گا جیسے ابو بکرؓ خود پیچھے ہوئے۔
- احناف مالکیہ: نہیں بڑھے گا امام راتب جبکہ اجازت ہو سوائے یہ کہ امام محصور ہو جائے یا وضوء ٹوٹ جائے یا اجازت نہ ہو۔
- فؒ دؒ: ابو بکرؓ کو اجازت تھی پھر بھی پیچھے ہٹے!؟

جواب عند الأحناف: 1) آپ ﷺ کی خصوصیت کی وجہ سے۔ 2)ابو بکرؓ حصر میں مبتلا ہوئے(یعنی زبان بند ہو گئی)

- استأخر أبو بکرؓ: 1) فحمد الله على أمر رسول الله ﷺ بالإمامة؛ 2)حصر کی وجہ سے۔

3)اسلئے کہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ﷺ مقتدی بنے اور میں امام رہوں(امتی کی حیثیت سے)

- فحمد الله؟ کیسے؟ فعلاً: ہاتھ اٹھائے یا قولاً: سبحان الله یا الحمد لله کہا۔

بَابٌ: إِذَا اسْتَوَوْا فِي القِرَاءَةِ فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ

- جب سب امامت یعنی قراءت و علم میں برابر ہو تو پھر اکبر کی طرف جائیں گے۔ وأکبر أی أکثر عمرا فی الإسلام
- مصنف کی ترتیب بہ ظاہر حدیث کی ترتیب کے خلاف ہے اسلئے کہ حدیث میں أقرؤہم پھر أعلمهم بالسنة پھر أقدمهم هجرةً

جواب: 1) أكبرهم: أكثرهم عمرًا في الإسلام اور أقدمهم هجرةً برابر ہے۔

2)اور ہجرت منقطع ہو گئی فتح مکہ کے بعد(اسی لئے ذکر نہیں کیا)۔

3)ہجرت کے اعتبار سے سب صحابہؓ برابر تھے اسی لئے أکبر کہا۔

بَابُ إِذَا زَارَ الإِمَامُ قَوْمًا فَأَمَّهُمْ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)امام جب کسی جگہ یا قوم کے پاس آئے تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں إلا استحبابًا۔

2)امام المسلمین بغیر اجازت کے پڑھائے تو اعادہ کی ضرورت نہیں۔

3)اس شبہ کو دفع کرنا ہے: إذا زار الرجل أو الإمام قومًا فلا يؤمهم إلا رجل منهم۔

بَابٌ: إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)مقتدی امام کی تابعداری کرے گا إلا کہ امام نے کسی فرض کو چھوڑا کسی عذر کی وجہ سے مثلاً امام نے قیام چھوڑ دیا تو مقتدی نہیں چھوڑے گا۔

2) امام احمدؒ کی تردید: انکے نزدیک اگر امام بیٹھا ہے تو مقتدی بیٹھ سکتا ہے وجوبًا یا استحبابًا یا اِباحۃً
3) مقتدی فرض کو نہیں چھوڑے گا اگر امام سے پہلے سر اٹھایا تو واپس آئے گا امام کے ساتھ موافق ہونے کے لئے۔
- حسن بصریؒ کا قول: اگر 2 رکعات کے سجدے نہ کئے اسلئے کہ بہت سے لوگ تھے (ہجوم) یا کسی اور وجہ سے اور اگر سجدہ چھوٹ گیا بھول کی وجہ سے تو آخر میں ادا کرے گا۔
- معلوم ہوا کہ فرائض معاف نہیں ہوتے؛ احناف کے نزدیک اگر ہو جوم ہو تو یسجد علی ظہرِ المصلّی؛ کؒ: زمین پر سجدہ کرے گا۔
- اگر ایک رکعت میں امام سے پہلے رکوع و سجدہ کیا اور موافقت نہیں ہوئی امام کے ساتھ تو سلام کے بعد ایک رکعت بڑھا دے گا، گویا وہ رکعت ہوئی ہی نہیں تو اسکی دوسری رکعت پہلی شمار ہو گی۔
- اگر سب سجدے امام سے پہلے کئے اور موافقت نہ ہوئی تو دو رکعات کو قضاء کرے گا اسلئے کہ پہلا سجدہ شمار نہیں کیا جائے گا۔
- اگر سب رکوع امام سے پہلے کیا تو شامی میں لکھا کہ 4 رکعات قضاء کرے گا اسلئے کہ رکوع نہیں ہوا پھر سجدہ ہوا اور یہ شکل پیدا ہوا کہ سجدہ قبل الرکوع تو کوئی بھی رکعات نہیں ہوئی، لیکن علامہ رافعی نے لکھا کہ 2 رکعات قضاء کرے گا اسلئے کہ دوسرے رکوع پہلی رکعت کے لئے شمار ہو گا، اور یہ معقول ہے۔ (مسئلۃ السجدۃ کو حضرت شیخؒ نے لامع کے حاشیہ پر بیان کیا ہے)
- اگر امام کے ساتھ رکوع کیا اور 2 سجدے نہیں کئے اور دوسری رکعات میں 4 سجدے کئے تو ایک رکعت لازم، وہ 2 سجدے شمار نہیں ہونگے دلیل: لأن الثانیۃ حصلت قبل إتمام الأولی۔ (شامی نے لکھا کہ 4 رکعات کی قضاء کرے گا)
- دوسری حدیث: امام دؒ کا متدل ہے کہ قیام لازم نہیں اور یہ مرض وفات کا واقعہ ہے۔
- مرض وفات کے قصے سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ صحابہؓ نے قیام کیا لیکن فرضیت کہاں سے ثابت ہے؟!
جواب: جبکہ انہوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو معلوم ہوا کہ قعود منسوخ ہے ورنہ چند صحابہؓ بیٹھ کر پڑھتے۔
- صلی قائمًا فإن لم تستطع فقاعدًا فإن لم تستطع فعلی جنبک (یہ اس واقعہ کے بعد ہے) اور قوموا للّٰہ قانتین بھی حکم آیا ہے تو شیخ البانی کا اشکال دفع ہوا (مشکوۃ کے حاشیہ میں لکھا انہوں نے)
- کؒ: قاعد کے پیچھے معذورین نماز پڑھیں گے۔ دؒ: ایک روایت: جلوس جائز ہے امام راتب کے پیچھے جو ابتداء سے بیٹھے اور بیماری کے زوال کی امید ہو۔
- رکوب فرس والا واقعہ 5ھ فجحش: چمڑا اتر جائے؛ انسؓ: بیان الافعال کے لئے۔ اور بیان الأقوال والافعال کے لئے ابو موسیٰؓ اور ابو هریرۃؓ کی روایت ہے جسمیں: وإذا قرأ فأنصتوا۔
- اشکال: فصلینا وراءہ قعودًا، وہاں ص 95 میں وصلی وراءہ قومٌ قیامًا!؟
جواب: 1) وہاں بعض لوگ کھڑے تھے تو انکو کہا بیٹھ جاؤ اور بعض.............
2) قیامًا ابتداء پر محمول ہے اور قعودًا انتہاء پر محمول ہے۔
3) یہ 2 واقعات ہیں کہ کھڑے تھے تو کہا اجلسوا فرض نماز میں اور قیامًا والی بات نفل میں تو انکو قائم رکھا بر قرار رکھا۔
- امام بخاریؒ ائمہ ثلاث کے موافقت کرتے یعنی امام دؒ کے مخالف (قال ابو عبد اللّٰہؒ...)

بابٌ: مَتَى يَسْجُدُ مَنْ خَلْفَ الإِمَامِ؟(ص96)

- مقتدی کے لئے 3 اوقات: 1) ابتداء یعنی اگر امام سے پہلے کیا تو نہیں ہو گا۔

2) وقت السلام: اگر تقدیم کیا امام پر سلام میں توفؒ کے نزدیک: فاسد؛ کؒ: مقارنت یا تقدیم کی صورت ہو تو نہیں ہو گی۔ حؒ: تقدیم کی صورت میں ہو جائیگی اگرچہ کراہت ہے اور مقارنت میں بھی ہو گی۔

-احناف: مقارنت ہے حیث یشعر بالحرکۃ؛ معاقبت: امام پہنچ گیا سجدہ میں تو پھر شروع کرے گا۔

-احناف کا اصل مذہب مقارنت کا ہے اسلئے کہ "إذا" ظرفیہ ہے: إذا سجد فاسجدوا أی وقت سجودہ۔

مثال: إذا قریٔ القرآن فاستمعوا أی وقت القراءۃ لیکن مقارنت میں چونکہ تقدیم کا اندیشہ ہے تو اسی لئے فتوی معاقبت پر ہے (سمؒ کے قول پر) اور مقارنت حؒ اور کؒ کا مسلک ہے، تو اس حدیث کو محمول کریں گے اس پر کہ آپ ﷺ کے بدن بھاری ہو گیا تھا.

بَابُ إِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الإِمَامِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اگر سر اٹھایا امام سے پہلے تو گناہ ہے لیکن نماز فاسد نہیں

2) تقدم نہیں ہونا چاہئے امام پر

3) امام کے ساتھ موافقت ہونا چاہئے ابتداءً وانتہاءً

-ابن خزیمہ کی روایت میں سجود کا ذکر ہے۔

-یجعل اللہ صورتہ صورۃ حمار: 1) حمار کی شکل پر اسکو اٹھایا جائے گا۔

2) ممکن کہ دنیا میں حمار کی شکل بنادے (جیسے کہ ملا علی قاریؒ نے ذکر کیا مرقاۃ میں[103])

3) مثل فی الحماقۃ: امام کو چھوڑا اور خود امام بن گیا گویا

بَابُ إِمَامَةِ العَبْدِ وَالمَوْلَى

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) کؒ کی تردید جو کہتے ہیں کہ امامۃ العبد مکروہ ہے۔

2) فؒ دؒ سمؒ: مکروہ ہے مصحف سے پڑھنا؛ دؒ کی دوسری روایت اور کؒ: نوافل میں ممکن ہے۔ اور حؒ: عمل کثیر کی وجہ سے ناجائز ہے۔ ہاں اگر تقلیب اوراق نہ ہو اور پہلے سے یاد ہو تو صرف کراہت رہے گی۔

-عائشہؓ: یؤمّھا عبدھا: 1) پڑھتے تھے پھر رجوع کرتے تھے۔

2) مصحف میں پڑھتے تھے نھارًا وبالحفظ لیلاً

-مصحف: مکتوب بین الجلدین۔

-احناف کے دلائل کہ نہیں پڑھنا چاہئے: 1) مسیء الصلوۃ سے آپ ﷺ نے فرمایا: إن کان معک من القرآن فاقرء بہ وإلا فاحمد اللہ (طبرانی)

2) قال رجل إلی النبی ﷺ: إنی لا أستطیع أن أقرأ القرآن............ قل سبحان اللہ والحمد للہ ولا حول......................

[103] مرقاۃ(879/3): قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَقِيقَتِهِ، فَيَكُونُ ذَلِكَ مَسْخًا خاصًّا، وَالْمُمْتَنِعُ الْمَسْخُ الْعَامُّ كَمَا صَرَّحَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ الصِّحَاحُ، وَأَنْ يَكُونَ مَجَازًا عَنِ الْبَلَادَةِ، وَيُؤَيِّدُ الْأَوَّلَ مَا حُكِيَ عَنْ بَعْضِ الْمُحَدِّثِينَ أَنَّهُ رَحَلَ إِلَى دِمَشْقَ لِأَخْذِ الْحَدِيثِ عَنْ شَيْخٍ مَشْهُورٍ بِهَا، فَقَرَأَ عَلَيْهِ جُمْلَةً، لَكِنَّهُ كَانَ يَجْعَلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابًا وَلَمْ يَرَ وَجْهَهُ، فَلَمَّا طَالَتْ مُلَازَمَتُهُ لَهُ رَأَى حِرْصَهُ عَلَى الْحَدِيثِ كَشَفَ لَهُ السِّتْرَ، فَرَأَى وَجْهَهُ وَجْهَ حِمَارٍ فَقَالَ لَهُ: احْذَرْ يَا بُنَيَّ أَنْ تَسْبِقَ الْإِمَامَ، فَإِنِّي لَمَّا مَرَّ بِي فِي الْحَدِيثِ اسْتَبْعَدْتُ وُقُوعَهُ فَسَبَقْتُ الْإِمَامَ فَصَارَ وَجْهِي كَمَا تَرَى اه.

3)عمرؓ:ابن عباسؓ:نهانا أمير المؤمنين عمر أن نقرأ من المصحف۔
-توحضرت عائشہؓکا قول مرجوح ہو گا اور یہ انکا اجتہاد تھا۔
- کوئی دودھ نکالے اور بوٹل میں رکھے تو رضاعت ثابت حالانکہ تمام ازواج نے رد کیا۔
- ولد زنا کی امامت:کؒ:مکروہ تو مصنفؒ نے رد کیا۔
- دیہاتی بھی امامت کر سکتا ہے اور جنہوں نے کہا کہ مکروہ ہے تو جہالت کی وجہ سے کہا۔
- نابالغ کی امامت:فؒ:جائز نفل یا غیر نفل؛ حؒ:جائز ہے:لایؤم الغلام حتی یحتلم
- ابن مسعودؓ:لایؤم الغلام.........حتی تجب علیه الحدود۔
- الإمام ضامنٌ اور ضعیف قوی کو متضمن نہیں ہو سکتا ہے۔
- عمر بن عبد العزیز بھی کہتے:لایؤم من لا یحتلم۔
- ابراھیم نخعی نے..........بن سُوید کو رمضان میں آگے کیا پھر جب بات عمر بن عبد العزیز کو پہنچی تو کہا...............
- عمرو بن سلمۃ نے امامت کرائی تھی 8 سال کی عمر میں اور ایک عورت نے کہا:استر واعنا إست إمامکم
- اگر أقرء لکتاب اللہ عورت یا عیسائی تو کیا امام بنے گا؟ نہیں
- عصبۃ:قبا میں ایک جگہ کا نام؛ اقرء کا مطلب:أعلم اور اکثر قراءۃً بھی۔
- وإن استأمر علیکم حبشی کأن رأسه زبیبۃ:1)سر مشابہ ہو کشمش کے ساتھ؛ 2)چھوٹا سر مراد؛ 3)سر کے بال کشمش کے مشابہ ہے
- اشکال:حبشی کیسے امیر بن سکتے؟وہ تو قریش میں سے نہیں!؟
جواب:1)امیر المؤمنین ہونے کے لئے قریش میں سے ہونا شرط نہیں ہے۔
امام الحرمین نے توقف کیا؛ جوینی نے کہا کہ شرط نہیں۔
- عمرؓ نے کہا تھا اگر ابو عبیدہؓ زندہ ہو تو اسکو خلیفہ بناؤنگا یا معاذ بن جبلؓ حالانکہ وہ أنصاری ہیں
- بعض کہتے کہ اسکی سند میں ابراھیم بن سعد ہے(جو حدیث بیان کرنے سے پہلے تغنی کرتے تھے)؛
- توالأئمۃ من قریش:یا استحباب پر محمول............
- دوسری روایت:من بطأبه عمله لم یسرع به نسبه(مسلم)
- امیر منطقۃ بن سکتا ہے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ الإِمَامُ وَأَتَمَّ مَنْ خَلْفَهُ

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)اگر امام اتمام نہ کرے اور مقتدی صحیح کرے تو نماز ہو جائیگی۔
- فؒ:اگر امام کو حدث لاحق ہوا تب بھی مقتدی کی نماز ہو گی؛ ذکؒ:ناسیًا نماز پڑھائی تو صحیح ہو گی
- احناف:ناسیًا یا عمدًا اور مقتدی کو علم ہو یا نہ ہو.......

بَابُ إِمَامَةِ المَفْتُونِ وَالمُبْتَدِعِ

- المفتون: باغی یاالواقع فی الفتنۃ   اسی طرح فاسق کو بھی شامل ہے۔
- کؒ کی تردید جو کہتے کہ مکروہ تحریمی ہے۔   ابن عمرؓ حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھتے تھے
- باغی کی مثال وہ ہے جو یہاں مذکور ہے
- یہ الفاظ ثابت نہیں: صلوا خلف کل بر وفاجر
- لیکن یہ الفاظ ثابت ابوداود میں: الصلوۃ المکتوبۃ................صلوا خلف علی کل میت وجاھدوا مع کل بر وفاجر
- مخنّس کے پیچھے نہیں پڑھنا چاہئے: 1) فاسق ہے؛ 2) عورت کے مشابہ ہے: ما یکون فی أعضائہ لیّنٌ
- إلا من ضرورۃ: کہ وہ صاحب شوکت وحکومت ہو۔

بَابٌ: يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الإِمَامِ، بِحِذَائِهِ سَوَاءً إِذَا كَانَا اثْنَيْنِ

- اصل یہ ہے کہ برابر کھڑا ہو جائے لیکن تقدم کے احتمال کی وجہ سے احتیاطاً مقتدی کی انگلیاں امام کی ایڑی تک ہو سکتا ہے
- ابن جریج نے عطا سے پوچھا کہ أین یقوم المقتدی قال عند شقۃ الأیمن قلت أیحاذی معہ
- فؒ مؒ: پیچھے کھڑا ہو جائے
- امام نخعی کی تردید ہے: رکوع تک پیچھے رہے گا اگر نماز میں کوئی نہ آجائے ورنہ امام کے برابر کھڑا ہو جائے۔

بَابٌ: إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الإِمَامِ، فَحَوَّلَهُ الإِمَامُ إِلَى يَمِينِهِ، لَمْ تَفْسُدْ صَلاَتُهُمَا

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) دؒ کی تردید: مقتدی یسار میں کھڑا رہے۔
2) دفع الکروہ یجوز فی الصلاۃ (ٹوپی گر جائے مثلاً) اور شلوار جو پھنس گیا تو اسکو نکال سکتا ہے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَنْوِ الإِمَامُ أَنْ يَؤُمَّ، ثُمَّ جَاءَ قَوْمٌ فَأَمَّهُمْ(ص97)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: فؒ: امامت کی نیت کی ضرورت نہیں اور یہی مصنفؒ نے اختیار کیا ہے؛ دؒ: فرض میں ضروری اور نفل میں نہیں۔
- احناف: رجال کے لئے ضرورت نہیں اور نساء کے لئے ضرورت ہے اور حرمین کے لئے جہاں بڑی جماعت ہو تو نساء کے لئے بھی ضروری نہ ہو گی

بَابُ إِذَا طَوَّلَ الإِمَامُ، وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ، فَخَرَجَ فَصَلَّى

- إذا (شرط) طول (فعل شرط) فخرج وصلی (ما قبل پر عطف ہے یا یہ جزاء ہے لیکن فعل ماضی پر قد داخل ہونا چاہئے تو فقد خرج وصلی لیکن ماضی پر چونکہ فاء نہیں ہے اسی لئے قد کو مقدر مانیں گے) جازت صلوتہ (جزاء محذوف)
- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ ہے: فؒ: خروج کی نیت کرے تو بناء کرے گا
حؒ: جب اقتداء سے نکلے گا تو استیناف ہو گا (دونوں سے نکلا)
دؒ: 2 قسم کی روایت؛   فؒ دؒ: اقتداء سے نکلا اور صلوۃ سے نہیں نکلا
- الرجل: حزم بن أبي بن کعب: ایک روایت میں سُلیم رجل من بنی سلمۃ

- مسلم: صلی فی ناحیۃ المسجد تو معلوم ہوا کہ صلوۃ اور اقتداء سے نکل گیا تھا۔
- عمرو کی روایت یا دوسری روایت میں ص 98 پر والشمس اور سبح اسم ربک
- شافعیہ اس واقعہ سے استدلال کرتے کہ اقتداء المفترض خلف المتنفل جائز ہے۔
- ائمہ ثلاث جواب دیتے: 1) یہ اس زمانے کی بات ہے جب نماز مرتین پڑھ سکتے تھے جیسے روایت: إن أہل العوالی صلی صلوۃ مرتین فنھاھم رسول اللہ ﷺ؛ احد سے پہلے کا واقعہ ہے اسلئے کہ وہ صحابی احد میں شہید ہوئے۔

2) کان یصلی مع النبی ﷺ نافلۃ و مع القوم فریضۃ اسلئے کہ ہذہ فریضۃ و تلک نافلۃ کے الفاظ وارد ہیں۔

3) ہذا کان منہ اجتھادًا اور آپ ﷺ نے انکے اجتہاد کو ختم کیا یا معاذ: إما أن تخفف بقومک وإما أن تصلی معی

4) ایک دن آپ ﷺ کے پاس پڑھتے تھے عشاء کو اور دوسرے دن قوم کے ساتھ

5) آپ ﷺ کے ساتھ مغرب پڑھتے تھے اور قوم کے ساتھ عشاء پڑھتے تھے جیسے ترمذی میں مغرب کا ذکر ہے (یہ جواب ضعیف ہے)۔ کہتے ہیں کہ مغرب خطاء الراوی یا مغرب سے مراد عشاء ہے (یعنی غروب کے بعد کی نماز) اس مسئلہ کے لئے مستقل باب منعقد ہو گا۔

بَابُ تَخْفِيفِ الإِمَامِ فِي القِيَامِ، وَإِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

- تخفیف کا مطلب لمبی قراءت نہ ہو بلکہ سنت کے مطابق: کان النبی ﷺ أخفّ الناس صلوۃ فی تمام......
- فجر میں تطویل: أبی ابن کعبؓ اور عشاء میں تطویل: معاذ بن جبلؓ اور جہاں مطلق صلوۃ کی تطویل کا ذکر ہے تو دونوں کا امکان ہے۔

بَابٌ: إِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ترک التطویل امامت میں ہے نہ کہ منفرد کے لئے یہاں تک کہ منفرد رکن صغیر کو مطول کر سکتا (رکوع و سجود وغیرہ)۔ فلیطوِّل ماشاء أی بقدر ماشاء یا أیَّ جزءٍ ماشاء / قدأوھَم۔

بَابُ مَنْ شَكَا إِمَامَهُ إِذَا طَوَّلَ(ص97-98)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام کی شکایت تو غیبت میں شمار ہے!؟ تو کہا کہ نہیں اور تحقیر بھی نہیں بلکہ اصلاح کی نیت سے:

الذَّمُّ لَيْسَ بِغِيبَةٍ فِي سِتَّةٍ ... مُتَظَلِّمٍ وَمُعَرِّفٍ وَمُحَذِّرٍ
وَلِمُظْهِرٍ فِسْقًا وَمُسْتَفْتٍ وَمَنْ ... طَلَبَ الْإِعَانَةَ فِي إِزَالَةِ مُنْكَرٍ

- قیس بن حازم: افضل التابعین: مخضرمین میں سے اور عشرہ مبشرہ کی زیارت کی وکام تغیر بآخرہ؛ 100 سال سے متجاوز یہاں تک کہ ایک کمرے میں رکھا اور کھلونا رکھا اور ایک جاریۃ اسکی خدمت کرتی تھی
- ناضح: اونٹنی جو پانی نکلنے کے لئے مستعمل ہے؛ جنح: اقبل: رات نے اپنے پر کو لوگوں پر بچھایا
- برّک: جہاں اونٹ بیٹھ جاتے تو پھر منتقل نہیں ہوتے اسی لئے دعا مانگتے اللہ سے کہ برکت دے یعنی مؤکد برکت۔
- معلوم ہوا کہ حق العبد مقدم کہ وہ محتاج ہے حق اللہ پر۔

بَابُ الإِيجَازِ فِي الصَّلاَةِ وَإِكْمَالِهَا

- مخلوق اور خالق کی رعایت- اسی لئے جب جدید مسئلہ میں تدبیر ممکن ہے تو تدبیر کرے مخلوق کی آسانی کے لئے اور تدبیر جب شریعت کے لئے ہے تو اللہ بھی خوش ہے۔
- ابو بکرؓ آہستہ پڑھتے تھے قراءت تہجد میں تو آپ ﷺ نے فرمایا آواز کو ذرا اونچا کرو تاکہ مخلوق کو فائدہ ہو۔
- اور عمرؓ سے فرمایا کہ ذرا پست کرو کہ اگر کوئی نہیں اٹھنا چاہے تو اسکی نیند میں خلل نہ ہو۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: ایجاز واکمال کے طریقہ پر جو چلے گا تو اسکی شکایت نہیں ہو گی۔

بَابُ مَنْ أَخَفَّ الصَّلاَةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ما قبل میں تخفیف کا ذکر ہے مقتدی کی وجہ سے لغیر المقتدی

2) نماز کے ارکان واجزاء برابر برابر ہونا چاہئے اِلا یہ کہ کوئی عارض ہو ضرورت ہو یا سبب ہو

3) غیر مقتدی کی وجہ سے اِطالۃ الرکوع جائز ہے یا نہیں تو دؒ: گنجائش ہے خلافاً للأئمۃ الثلاثۃ

-احناف کی کتابوں میں لکھا کہ خلاف اولی ہے اور ایک روایت میں خلاف اَولی نہیں ہے بلکہ اعانۃ علی العبادۃ ہے تو گنجائش ہے کچھ شرائط کے ساتھ: 1) لایعرفہ (یعنی مقتدی کو نہ جانتا ہو تاکہ شرک شے بچے)

2) انتظار زیادہ نہ ہو؛ 3) جماعت قلیلۃ کثیرۃ نہیں ورنہ تطویل ہی تطویل ہو گی؛

4) اَن لا تکون الاِطالۃ تقلیلاً علی القوم

-روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے کندھے پر حسنؓ سوار ہوئے تو سجدہ میں تطویل کی: اِن الحسن ارتحلنی........

-دوسری روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں 60 آیات اور دوسری رکعت میں 30 آیات پڑھی۔

-اَن تفتتن اُمہ: توجہ نماز سے ہٹ کر بچے پر ہو جائے...

سبعہ معلقہ کا شعر ہے:................

بَابُ إِذَا صَلَّى ثُمَّ أَمَّ قَوْمًا (ص98)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: متنفل کے پیچھے مفترض کا کیا حکم ہے؟ فؒ: جائز ہے؛ ائمہ ثلاث: ناجائز۔
- دلائل: 1) صلوۃ الخوف اسی لئے جائز ہے کہ متنفل کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ورنہ چلنے پھرنے کی کیا ضرورت تھی۔

2) اِنما جعل الاِمام لیؤتم بہ فلا تختلفوا علیہ یعنی ایسا اختلاف نہ کرو کہ تم امام پر غالب آجاؤ

اگر اشکال کیا جائے کہ مفترض کے پیچھے متنفل کی نماز بھی تو اختلاف ہے!؟ تو جواب یہ اختلاف منہ جو کم درجہ کی ہے 4

3) الاِمام ضامن والقوی یتضمن الضعیف والضعیف لا یتضمن القوی۔

4) روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص نے نماز نہیں پڑھی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ من یتصدق علیہ تو ابو بکرؓ انکے پیچھے کھڑے ہونے کے لئے تیار ہوئے۔

بَابُ مَنْ أَسْمَعَ النَّاسَ تَكْبِيرَ الإِمَامِ

- ترجمۃالباب کا مقصد: 1) جمہور: آپ ﷺ امام تھے اور ابو بکرؓ مکبر تھے (یہی باب میں بیان کیا)

2) بخاری و شعبی: آپ ﷺ امام تھے، ابو بکرؓ مقتدی تھے اور ابو بکرؓ قوم کے لئے امام تھے

-اختلاف کا فائدہ: اگر رکوع سے آپ ﷺ فارغ لیکن ابو بکرؓ رکوع میں ہو تو ادراک رکوع و رکعت ممکن ہو گا۔

-امام احمدؒ 3) ابو بکرؓ امام تھے اور آپ ﷺ اور قوم مقتدی تو پھر اشکال ہے کہ امام کو بائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے تو جواب دیں گے کہ جگہ کی تنگی تھی۔

بَابٌ: الرَّجُلُ يَأْتَمُّ بِالإِمَامِ وَيَأْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَأْمُومِ

- ترجمۃالباب کا مقصد: 1) ایک مقتدی یمین میں ہے اسلئے کہ وہ صف ہے جو یمین سے شروع ہوتا ہے۔

2) یسار جوتوں کو رکھنے کی جگہ ہے۔

اقتداء بابی بکرؓ کا مطلب یہ ہے کہ استدلال کرنا ابو بکرؓ کی حرکات و سکنات سے آپ ﷺ پر۔

- اقتدوا بأفعالی و من خلفکم یقتدون بأفعالکم (اقتداء ظاہری)

- یا اسکا تعلق صلوۃ سے صرف نہیں بلکہ ہر چیز سے کہ تم مجھ سے سیکھو اور بعد والے تم سے سیکھیں گے۔

بَابٌ: هَلْ يَأْخُذُ الإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ؟

- ترجمۃالباب کا مقصد: اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ: دؒ: یأخذ بقول عدلین (گویا یہاں تردید ہے اس مسلک کی)

یہی مصنفؒ کا مسلک ہے: کؒ: یأخذ بقول عدلین إن شکّ۔

فؒ: اگر شک ہو تو اعادہ نہ کرے جب تک یقین نہ ہو

احناف: اگر شک ہے تو ایک عادل آدمی کے قول پر اعادہ مستحب اور 2 عادل کے قول پر اعادہ واجب

- اگر امام اور مقتدی کو شک ہے اور ایک کو یقین بالنقصان ہے تو اعادہ مستحب ہے۔

- اگر قوم میں بعض بعض کا اختلاف ہو تو جسکے ساتھ امام ہے وہی قول معتبر ہو گا۔

- دؒ: دیکھو لوگوں کے قول کو لیا اگر چہ ان کو شک نہیں تھا؛ فؒ: یہاں یقین ہوا کہ کمی ہوئی؛ تو ہر ایک اپنے مذہب کو ثابت کریں گے

بَابُ إِذَا بَكَى الإِمَامُ فِي الصَّلاَةِ

- ترجمۃالباب کا مقصد: امام کا رونا مفسد صلوۃ ہے یا نہیں؟ فؒ: بکاء، مفسد صلوۃ ہے (دنیوی یا اخروی وجوہات سے بھی)

ائمہ ثلاث: اگر آخرت کی وجہ سے تو فی حکم الثناء والدعاء اور اگر درد کی وجہ سے تو مفسد ہو گا۔

- مصنفؒ: ائمہ ثلاث کے ساتھ ہے۔

- ابو داؤد کی روایت: رأیتُ النبی ﷺ یصلي وفی قلبہ أزیز کأزیز المرجل یا کأزیز الرحی بھی آیا ہے۔

- تنقیح: اگر حروف پیدا ہوا تو فاسد ورنہ نہیں۔

- صاحب فتح القدیر نے تدبیر کی لوگوں کی نماز بچانے کے لئے اور کہا: اگر حروف بھی پیدا ہو تب بھی نماز جاری۔

- بثّ: پھیلانا، ذہن منتشر ہو جائے۔
- البکاء للدنیا تأسّفٌ أو إظھار تأسف" (أعینوني علی دَیني)، والبکاء للآخرۃ: دعاءٌ و ثناءٌ (اللھم أغنّي)۔
- حفصہؓ نے عائشہؓ کی موافقت میں یہ بات کہی نہ یہ کہ عمرؓ کو خلیفہ بنا دے آپکے بعد
- ایک روایت میں صواحب یوسف (خلاف قیاس) اسلئے کہ ازواج نے خلاف قیاس بات کی تھی۔

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ عِنْدَ الإِقَامَةِ وَبَعْدَهَا(ص100)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تسویۃ الصفوف سنت ہے اقامت کے وقت یا بعد: دونوں جائز ہے
ذؒ: اکیلے نماز پڑھے تو بطلت صلوتہ؛ دیگر ائمہ: نماز ہو جائیگی لیکن خلاف سنت۔
تسویۃ الصفوف کا مقصد خلا کو پُر کرنا ہے یعنی فُرجۃ نہ ہو اور صف برابر ہو۔
- لیخالفن اللہ بین وجوھکم: 1) آپ میں بغض پیدا کرے گا؛ 2) پیچھے کی طرف کر دے گا؛ 3) بدل دے گا یعنی مسخ؛
4) چہرہ کو دیوار کی بنائے گا۔

بَابُ إِقْبَالِ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ، عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ

- کہیں قدم قدم سے ملانا نہیں ہے بلکہ تسویۃ الصفوف کا ذکر ہے۔
- ارأکم خلف ظھری: 1) یہ حالت أحیانًا تھا اور اسکے مختلف دلائل ہیں: حاشیہ 3 پر ص 100 میں یہ بات صحیح نہیں، خود بخاری کے خلاف ص56: والبیوت لیس فیھا مصابیح
- اشکال: حدیث میں صفوف کو برابر کرنے کا حکم ہے اسمیں وقت کے بارے کچھ نہیں ہے!؟
جواب: 1) اقیموا صفوفکم عام ہے قبل اور بعد الإقامۃ کو شامل ہے تو مصنفؒ نے اسکے عموم سے استدلال کیا۔
2) مسلم کی روایت[104] کی طرف اشارہ ہے: إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا
3) آنے والا باب، باب فی الباب ہے اور اسمیں بعد الإقامۃ کا ذکر ہے
- ابن حزم: تسویہ فرض و لازم ہے؛ ائمہ اربعہ: سنت ہے۔
- امام کی ذمہ داری ہے کہ انکو سیدھا کھڑا کر دے صفوف میں۔
- التوجہ إلی إقامۃ الصفوف لیس إعراضا إلی التوجہ إلی اللہ
- تراصّوا: مل کر کھڑے ہو جاؤ یہ نہیں کہ چپک جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قریب قریب آجائے۔

بَابُ الصَّفِّ الأَوَّلِ

- صف أول: امام کے پیچھے من الجدار إلی الجدار۔
- ابن عبد البر کی تردید ہے اور ان لوگوں کی جو کہتے کہ صف اول وہ ہیں دو پہلے آجائے اگرچہ صف آخر میں کھڑا ہو جائے۔

بَابٌ: إِقَامَةُ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلاَةِ

[104] مسلم (404/303/1)

- اقامت صفوف کے بارے تین مسلک ہیں: 1) ابن حزم: فرض؛ 2) ائمہ اربعہ: سنت؛ 3) مصنفؒ: واجب۔
- علامہ سندھیؒ: انسؓ نے صفوف کے اقامت کا انکار کیا لیکن اعادہ کا حکم نہیں دیا تو معلوم ہوا کہ واجب نہیں ہے، اور بعض کہتے کہ انسؓ کا انکار دلیل وجوب ہے یعنی صفوف کی تکمیل واجب۔
- پہلے حدیث: من حسن الصلوۃ آیا تو پتہ چلا کہ اقامۃ الصف مستحسنات میں سے ہے۔
- دوسری حدیث: اقامۃ الصفوف من تمام الصلوۃ: امر اصل وجوب کے لئے۔
- مصنفؒ نے یہ تأویل کی کہ حُسن تکمیل ہے نہ کہ حسن ترغیبی / خارجی۔
- عدم وجوب کی دلیل: انسؓ نے جب دیکھا کہ صف سیدھا نہیں تو عادہ صلوۃ نہیں فرمایا۔
- مصنفؒ کی عادت ہے کہ آخری حدیث کو قول فیصل بنائے گا۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَمْ يُتِمَّ الصُّفُوفَ(ص100)

- وجوب کی دلیل بیان کریں گے اس باب میں: جب انسؓ شام سے مدینہ منورہ آئے تو مدینہ والوں نے پوچھا کہ ہم میں کیا تغیر ہے تو کہا کہ صفوف کی تغیر ہوگئی تو انکار من ترک الواجب لازم ہوگا اسی لئے ہم کہتے کہ من ترک السنۃ (اقامت صفوف کا انکار کیا)۔

بَابُ إِلْزَاقِ المَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالقَدَمِ بِالقَدَمِ فِي الصَّفِّ

- اقامت صفوف کا طریقہ بتایا: اس حدیث سے غیر مقلدین استدلال کرتے۔
- امام بخاریؒ نے باب باندھا الزاق القدم بالقدم اور نعمان اور انسؓ الزاق الكعب بالكعب کہتے ہیں اور الزاق حقیقی مراد نہیں ہے۔
- ہم کہتے کہ کہ یہاں ملانا کا معنی مجازی ہے یعنی قریب قریب اس طور پر کہ کچھ اور رکھ سکتے اور الزاق الكعب بالكعب کنایہ ہے تسویۃ الصفوف سے۔
- آپ ﷺ اہتمام کرتے تھے تاکہ صف سیدھی ہو

ابوداوٗد کی روایت[105] : 662 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ الْجُدَلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ:«أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ» ثَلَاثًا، «وَاللَّهِ لَتُقِيمُنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ» قَالَ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَلْزَقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَرُكْبَتَهُ بِرُكْبَةِ صَاحِبِهِ وَكَعْبَهُ بِكَعْبِهِ.

- تو الزاق مجازی[106] مراد ہے مع تسویۃ الصفوف اور اسکے متعدد دلائل ہیں:

1) آپ ﷺ: إذا صلی أحدکم فلا یضعن حذاءه عن یمینہ ولا عن یسارہ
تو معلوم ہوا کہ جوتا رکھنے کی گنجائش ہوتی تھی۔

احناف: 2 آدمیوں کے درمیان اتنی جگہ بقدر أربعۃ أصابع مفتوحۃ؛ فؒ: بقدر شبرٍ؛ کؒ: لایقرّب ولایبعّد۔

2) انسؓ: لایفرج بین قدمین ولا یمس لا یقارب ولا یباعد

---

[105] ابو داؤد(662/178/1)
[106] فتاوی دار العلوم زکریا(146/2)

3) آپ ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے جاتے تو بعض صحابہؓ کہتے تھے کہ ہم کو رحم آتا تھا آپ ﷺ پر اسلئے کہ وہ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں سے بہت دور رکھتے تھے۔

4) آپ ﷺ صفوف کی ایک جانب سے دوسرے جانب تک جاتے تھے اور سینوں اور کندھوں کو سیدھے رکھتے تھے۔

5) ابن مسعودؓ: رأی ابن مسعودؓ رجلاً................ بین قدمین فقال أخطأت السنۃ لوراح لکان أحب إلیّ؛ اور مراوحہ چار انگلی کی جگہ دونوں پیر کے درمیان پھر کبھی ایک پاؤں پر زور اور کبھی دوسرے پاؤں پر اور یہ تدبیر اس وقت ممکن ہے جب پاؤں قریب ہو۔

6) آپ ﷺ نے اقیموا صفوفکم اور استقیموا بھی آیا: کہ تم سیدھے ہو جاؤ اور صف بھی سیدھی ہو۔

7) ابن مسعودؓ: رکوع میں تطبیق کیا کرتے تھے اور صحابہؓ بھی ابتداء میں کیا کرتے تھے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب قدمین قریب ہو ورنہ تعلیق ہو گی۔ تطبیق: 2ہاتھ پاؤں کے درمیان رکھنا۔

8) اگر الصاق سے الصاق حقیقی مراد لے تو ناممکن ہے اسلئے کہ منکب، کعب اور رکبۃ کا بھی ذکر ہے، تو لوگوں میں سے بعض طویل القامۃ ہوتے اور بعض قصیر القامۃ تو الصاق منکبین کیسے ہو گا؟ تو معلوم ہوا کہ الصاق مجازی مراد ہے۔

9) اگر بالفرض معنی حقیقی مراد ہے تو صفوف میں قبل اقامت أو قبل الدخول فی الصلوۃ مراد ہے۔

انسؓ: لو تفعلون مافعلنا فی زمن الرسول ﷺ لنفر أحدکم کأنہ بغلٌ شمس۔

10) اور جو الصاق کے قائل ہیں تو پوری نماز میں الصاق ہونا چاہئے، صرف قیام میں نہیں! تو یہ ممکن ہی نہیں۔

- حقیقی الصاق: بہ داءٌ یا بہ دمّلٌ؛ الصاق مجازی: مررت بزید یعنی قریب سے گزرا تو الصاق مجازی زیادہ مستعمل ہے اور زیادہ واقع ہے جیسے قرآن میں: "إِذا مرّوا بھم یتغامزون"

11) آپ: جب جگہ ہو صف میں تو پیچھے سے آدمی کو بُلائے صف میں اور اگر قدم ملانا ہی ہو تا تو پیچھے سے بلانے کا حکم نہ دیتے بلکہ خوب پاؤں کو کشادہ کرنے کا حکم دیتے۔

بَابٌ: إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الإِمَامِ، وَحَوَّلَهُ الإِمَامُ، خَلْفَهُ إِلَى يَمِينِهِ تَمَّتْ صَلاَتُهُ

- آگے سے پھر نا تقدم علی الإمام ہو گا جو کہ مفسد صلوۃ ہے لیکن کؒ کا ایک قول ہے جو فاسد نہیں اور آج کل جنازہ اسی طرح پڑھاتے ہیں حرم میں۔ یہ ترجمۃ الباب کا مقصد مکرر ہے (ص 97 پر بھی آیا) کیوں؟

جواب: فرق ہے دونوں میں: 1) ص 97 پر مقصود عمل قلیل تھا اور یہاں مقصود یہ ہے کہ نماز ہو جاتی مع التحویل

2) پہلے امام اور مقتدی کی جگہ بتلانا مقصود تھا اور یہاں مقصود: التحویل ہے کہ پھر جانا جائز ہے یا نہیں۔

3) پہلے مقام الإمام والمقتدی بتلانا تھا اور اب التقدم علی الإمام مفسدٌ للصلوۃ (اسی لئے پیچھے سے گزرا)

4) الصلاۃ صحیحۃ مع التحویل اور تحویل کو عملاً حسنًا بتلایا۔

5) إزالۃ المکروہ حسنۃٌ فی الصلوۃ: یمین مقتدی کے لئے بہتر ہے اسلئے کہ صف ہے اور تابع ہے تو امام اسکو بہتر جگہ پر رکھے گا اور یسار جوتوں کو رکھنے کی جگہ ہے۔

بَابٌ: المَرْأَةُ وَحْدَهَا تَكُونُ صَفًّا

- ذؒ: یمین لازم ہے اگرچہ ایک مقتدی بھی ہو اور ہمارے نزدیک لازم نہیں بلکہ مسنون ہے۔

- ایک مرد ہے تو دائیں طرف اور ایک عورت ہے تو پیچھے یعنی بتلانا ہے کہ مرأۃ و غیر مرأۃ میں فرق ہے اگرچہ ماں ہی کیوں نہ ہو۔
- محاذات مفسد صلوۃ ہے؛ ملا علی قاریؒ: لا یلزم بلزوم التاخیر فساد الصلوۃ۔
- بن مسعودؓ موقوفا: أخروھن من حیث أخرھن اللہ (اس روایت کو رزین نے مرفوعا نقل کیا ہے مشکوۃ میں لیکن سند ضعیف ہے)
- احناف: اگر عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو سکتی تھی تو ام سلیم اپنے بیٹے کے ساتھ کھڑی ہوتی۔

بَابُ مَيْمَنَةِ المَسْجِدِ وَالإِمَامِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: فضیلۃ الیمین فی المسجد۔
- عائشہؓ سے مرفوعا مروی ہے: إن اللہ وملائکتہ یصلون علی میامن المسجد۔
- من عمرّ میمنۃ المسجد فلہ کفلان۔
- انسؓ: کنا خلف النبی ﷺ، احببنا أن نکون عن یمینہ۔
- پھر میمنۃ سے کونسا حصہ مراد؟ مصنفؒ نے جواب دیا کہ میمنۃ المسجد والإمام واحدٌ جس طرح مقتدی اسی طرح امام و محراب کا منہ کعبہ کی طرف ہے۔
- اشکال: پہلے سے سر ذکر کیا اب عضد کا ذکر ہے!؟
  جواب: تعارض نہیں، پہلے سر پکڑ لیا ثم اخذ بعضدی
- ایک روایت میں میسرۃ کا ذکر ہے کہ اسکے 2 حصے یعنی اجر تو اسکی تاویل کریں گے: اگر میسرۃ پر جگہ خالی تو میمنۃ سے آدمی میسرۃ پر جائیں گے تاکہ جگہ پُر ہو تو فلہ کفلان۔

بَابُ إِذَا كَانَ بَيْنَ الإِمَامِ وَبَيْنَ القَوْمِ حَائِطٌ أَوْ سُتْرَةٌ

- مانع من الاقتداء کیا ہے کیا نہیں؟ اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔
- کؒ: نہ حجاب نہ اختلاف مکان مانع ہے اور مصنفؒ نے یہی اختیار کیا۔
  فؒ: حجاب مانع ہے فقط؛ احناف: اختلاف مکان مانع ہے فقط اور یہی امام دؒ کا مختار مسلک۔
- حسن بصریؒ: احناف: اگر نہر صغیر حائل تو حرج نہیں اور اگر نہر کبیر ہو تو پھر شوافع کے موافق ہو گا اسلئے کہ اختلاف مکان ہو گا۔
- فقہاء لکھتے ہیں: مسجد صغیر یا کبیر تو ایک مکان کے حکم میں ہو گا اور صحراء میں فصل 3 صفوف تک ہو گا۔
- اسی طرح اجتماع گاہ میں ایک مسجد کے حکم میں ہے تو اگر 3 صف سے زیادہ مانع من الاقتداء ہو گا۔
- اگر بہت بڑی مسجد ہے تو پھر صحراء کے حکم میں ہو گا (3 صف سے زیادہ مانع من الاقتداء ہو گا)۔
- لیکن اس زمانے میں فتوی اس پر ہونا چاہئے کہ مسجد کبیر اور اجتماع گاہ ایک مکان کے حکم میں ہے (فتوی دار العلوم زکریا میں اسی پر فتوی)۔
- حسن کی روایت میں انقطاع ہے۔
- یصلون بصلوتہ سے شوافع استدلال کرتے کہ اختلاف مکان کے ساتھ اقتداء ہو رہی ہے۔

- احناف کا جواب: حجرۃ سے مراد حجرۃ الاعتکاف ہے (جو چٹائی لٹکا کر بناتے تھے تو پھر اختلاف مکان نہیں ہو گا) ورنہ ازواج مطہرات بھی نظر آتی چونکہ آپ ﷺ کی شخصیت نظر آتی۔
- بعض روایت میں حجرۃ النساء آیا تو یہ من قبیل تصرف الراوی یا روایۃ بالمعنی ہے۔
- فلم یخرج: 1) من المعتکف؛ 2) فلم تظہر؛ 3) من المکان المعہود۔
- اشکال: خوف کیسے حالانکہ مایبدل القول لدیّ ہے؟!

جواب: 1) تکتب کا مطلب تجبَ علیکم تو واجب اور ہے اور فرض اور ہے۔

2) دائمی فرض ہو نگی اور یہ مؤقت فرض ہے تو فرض مؤقت بڑھ جائے گا (رمضان میں)

3) صلوۃ اللیل کی جماعت فرض ہو جائے گی

4) کمی نہ ہو گی لیکن زیادتی ممکن ہے۔

بَابُ صَلاَةِ اللَّيْلِ (ص101)

- اشکال: صلوۃ اللیل کا ذکر بعد میں آنا چاہئے چونکہ اب جماعت کے احکام چل رہے ہیں!

جواب: 1) ہذا بابٌ فی الباب (تو یہ باب تبعًا قائم ہوا)

2) ما قبل کے لئے بہ منزلہ دلیل ہے (ما قبل میں ہے کہ درمیان میں حائل ہو تو کوئی حرج نہیں تو بتایا کہ لیل (ظلمت) حائل نہیں ہے تو اسی طرح پردہ بشرطیکہ امام کے حرکات و سکنات پر مطلع ہو سکے)۔

3) باب صلوۃ اللیل بالجماعۃ مراد ہے۔

4) 4 دیواری کی تفصیل یہاں ذکر کرنا تھا کہ اصل ایک چٹائی تھی "یتخذہ مثلَ الحُجرۃ"

- عورت کے لئے بہترین نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھی جائے ؛ یہاں تک کہ مقدمات صلوۃ کا ذکر ہوا

بَابُ إِيجَابِ التَّكْبِيرِ، وَافْتِتَاحِ الصَّلاَةِ

- کؒ: صرف اللہ اَکبر؛ فؒ: اللہ اَکبر یا اللہ الاَکبر؛ سؒ: 4 الفاظ: اللہ کبیر اور اللہ الکبیر بھی حؒ اور مؒ: شروع کرنے کے 2 درجات ہیں: 1) فرض کا درجہ: کل لفظ مایعظم اللہ: وربک فکبر اَی فعظم اور 2) واجب کا درجہ۔
- کبر بغیر مفعول کا مطلب: تکبیر کہنا۔
- اللہ اَعظم سے افتتاح ہو جائے گا؛ ابو العالیۃ سے کسی نے پوچھا: بای شیء الاَنبیاء یبدؤون فقال.................
- شعبی سے......................
- ائمہ ثلاثۃ اللہ اکبر یا اللہ الاَکبر فرض: 1) إن ہذہ الصلوۃ لایصح فیھا شیء من کلام الناس إنما ھو التحلیل والتمھید والتسبیح۔

2) شرائط الصلوۃ کے وہی شرائط ہیں تکبیر کے؛ احناف: یہ اتصال کی وجہ سے۔

-3) باب میں مصنفؒ نے تکبیر کو فرض کہا؛ تکبیر خارج الصلوۃ من قبیل الشرط عند حؒ اور دیگر اَئمہ: داخل الصلوۃ تو مصنفؒ نے حؒ کی موافقت کی

اور افتتاح الصلوۃ کو الگ کیا۔

- لو کبر منحرفاً عن القبلۃ پھر قبلہ کی طرف پھر گیا تو نماز صحیح ہے۔
- اسی طرح لو کبر حاملًا النجاسۃ ثم اُزیلت النجاسۃ تو نماز ہو جائیگی ؒ کے نزدیک۔
- اسی طرح مکشوف العورۃ ثم سُتر۔
- 4) اگر فرض نماز کے لئے تحریمہ باندھا پھر نفل کو شروع کیا تو یصحؒ عندحؒ اسلئے کہ خارج ہے
- مایصح فیہ الاَبتداء یجوز فیہ البناء (قاعدہ)
- احناف: چونکہ اقتداء المفترض خلف المتنفل۔
- سوال: ....

جواب: 1) ایجاب کا مطلب ایجاب الشرع؛

2) اگر وجوب و فرضیت کو ذکر کرتے تو یہ الفاظ الفقہاء

3) ایجاب کے لفظ میں قوت ہے اللہ نے فرض کیا

4) تاکہ بتائے کہ وجوب وضعی ہے تکلیفی نہیں تو دخول فی الصلوۃ کے لئے وسیلہ بنایا۔

-واؤ اسی لئے ذکر کیا............. تفسیری ہے

یا واؤ بمعنی مع........................ عطف کے لئے مقدمات سے فارغ اور افتتاح الصلوۃ وصفۃ الصلوۃ۔

- اشکال کہ موافقت ترجمۃ الباب سے کہاں ہے؟!

جواب: 1) اِنما جعل الاِمام لیؤتم بہ تو امام تکبیر کہے گا اور مقتدی بھی کہے گا۔

2) آنے والی حدیث سے پتہ چلتا ہے: اِذا کبر فکبروا تو جب مقتدی پر واجب ہے تو امام پر بطریق اَولی۔

بہتر جواب 3) مصنفؒ دوسری روایت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو انکی شرط پر نہیں ہے "تحریمھا التکبیر و تحلیلھا التسلیم" اگر امام پانچوں رکعات کے لئے کھڑے ہو جائے اور کوئی شخص آئے اقتداء کر کے تو صحیح ہے لیکن اگر امام واپس لوٹے اور سجدہ سہو کرے تب تو صحیح نہ ہو گا۔

مسافر جسکے ذمہ 2 رکعات ہے تو اگر 3 رکعات کے لئے اٹھا پھر واپس آیا اور سجدہ سہو کرے تو ٹھیک ہے اور اگر تیسری رکعات کا سجدہ کیا تو ایک رکعت ملانے سے 2 رکعات نفل ہو گی اور نماز واجب الاِعادۃ ہو گی۔

بَابٌ: رَفْعُ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَةِ(ص102)

- رفع یدین: پہلی مرتبہ: ابن حزم: فرض ہے؛ داؤد ظاہری: واجب ہے اور دیگر ائمہ: سنت بالاتفاق؛ حؒ: رفع یدین مقدم ہے تکبیر پر۔
- حکمت: 1) رفع یدین اِشارۃ اِلی اِلقاء الدنیا خلف والتوجہ اِلی الصلوۃ

2) ہاتھوں کو بھی متوجہ کی قبلہ کی طرف۔

3) تنبیہ بہروں کے لئے جو لایسمعون کہ نماز شروع ہوئی۔

4) شوکت و عظمت کی طرف اشارہ

-اختلاف رفع یدین اَولی اور غیر اَولی میں ہے یعنی سنت اور غیر مسنون۔(ترک کے احادیث: فتاوی دار العلوم زکریا2/155)
-کؒ اور حؒ: پہلی مرتبہ رفع یدین ہے اور باقی میں نہیں؛ فؒ اور دؒ: پہلی مرتبہ رفع یدین ہے اور قبل الرکوع اور بعد الرکوع۔
-صحابہؓ کا خود اختلاف ہے اسمیں؛ متأخرین نے فتوی دیا: عند القیام اِلی الثالثۃ بھی۔
رفع الیدین کے قائلین کی دلیل: ابن عمرؓ (جو 21 سال کی عمر) اور مالک بن حویریث (جو 20 دن کے مہمان تھے) ابو حمید ساعدی، وائل بن حجر، علیؓ اور جابرؓ سے رفع یدین ثابت ہے۔ اور ابو بکرؓ، ابن مسعودؓ، ابو ھریرۃؓ، براء بن عازبؓ سے ترک ثابت ہے۔
-احناف: جو صحابی ملازم رہے آپ ﷺ کے ساتھ اور قول و عمل میں مطابقت ہے تو انہی کا قول لیا ہم نے۔
-ابن عمرؓ کی روایت 6 طریقہ سے مذکور ہے: 1) قبل الافتتاح؛ 2) عند الافتتاح و بعد الرکوع؛ 3) عند الافتتاح و قبل الرکوع و بعد 4) افتتاح رکوع والرفع عنہ و عند القیام اِلی الثالثۃ؛ 5) ما بین السجدتین کو بھی شامل ہے؛ 6) عند کل رفع و خفض۔
-احناف ترک کو ترجیح دیتے اسلئے کہ ترجیح دیا ان روایت کو جو مروی ہیں ایسے صحابی سے جو آپ ﷺ کے ساتھ زیادہ رہے یا ان روایات کو ترجیح دیتے جسمیں قول و عمل میں مطابقت ہو اور جو صحابہؓ فقھاء ہو۔
-امام اوزاعی نے جب ابو حنیفہؒ سے کہا کہ میں عالی سند استدلال کرتا ہوں تو امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا فقاہت سے (حاشیہ ص 102 پر ہے)
-حماد افقہ من الزہری
-وکیع عن سفیان عن عاصم بن کُلیب عن عبد الرحمن ....علقمۃ عن ابن مسعود
-اس روایت سے استدلال کرتے پھر ابن مسعودؓ پر اعتراضات کرتے کہ کبھی کبھی مسئلہ کو نہیں سمجھتے۔
-وہ کہتے کہ دیکھو 1) ابن مسعودؓ معوذتین کو قرآن کا جزء نہیں سمجھتے تھے تو امام رازی قسطلانی وغیرہ کہتے کہ یہ نسبت غلط ہے۔
-..... عن زرّ عن ابن مسعود کی روایت موجود ہے؛ محض یہ کہ کتابت نہیں کرتے قرآن میں اسلئے کہ ہر ایک آدمی کو یاد ہے یا اسکی حیثیت دم اور قرآن کی ہے
یا وہ کہتے کہ وہ تطبیق کرتے تھے! جواب: تطبیق کو عزیمت سمجھتے تھے اور ترک کو رخصت سمجھتے تھے تو وہ عزیمت پر عمل کرتے تھے۔
-اسی طرح یہ اشکال کہ 2 مقتدیوں کو بائیں اور دائیں طرف کھڑا کر دیا! جواب: جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایسا کیا۔
-جمع بین الصلوتین صرف عشائین کا ذکر ہے مزدلفہ میں! جواب: نسائی میں جمع بین العصرین کا بھی ذکر ہے۔
اور چونکہ مزدلفہ میں بیان کیا تو یہ مسئلہ پیش آیا۔
- والذّکر والاُنثیٰ پڑھتے تھے تو یہ قراءت ابو الدرداء سے بھی مروی ہے
- احناف استدلال کرتے ہیں ابن مسعود کی ایک روایت سے جو حاشیہ میں ہے اور دوسری روایت ابن مسعود یہ ہے: الا اُصلی بکم صلوۃ رسول اللہ ﷺ اور اسکی سند میں عاصم بن کلیب ہے (مسلم کے راوی ہیں) تو ترمذی نے کتاب اللباس میں حدیث حسن صحیح کہا ہے۔
- مطلب اعلی درجہ کی حدیث جیسے حسنؓ حسینؓ؛ اشکال: تو صحیح پہلے ہونا چاہئے اور حسن بعد میں
جواب: کبھی مبالغہ کے لئے صفت کو مقدم کرتے جیسے قرآن میں اسود غرابیب کو غرابیب سود کہا۔
اور ہمارے نسخے میں ابن مسعودؓ کی روایت جو شاہ ولی اللہ سے ہمیں پہنچی ہے اسمیں صرف صحیح ہے۔
- دار الکتب المصریۃ / الشیخ احمد شاکر نے اصح الکتب کہا تو اسمیں حسن صحیح ہے
- تیسری دلیل: براء بن عازب کی روایت بھی ہے: کان النبی ﷺ اِذا افتتح الصلوۃ................ثم لا یعود.........

اور اسکی سند میں یزید بن زیاد ہے جس پر کلام ہے: کہتے کہ آخر میں مختلط ہوئے لیکن سفیان نے ان سے روایت کی ہے قبل الاختلاط۔

- ابو داؤد نے کہا کہ یزید بن زیاد "لا یعود" کا لفظ نہیں کہتے!

جواب: طحاوی نے 3 اسانید سے یہ لفظ ثابت کیا ہے؛ کبھی کبھی محدث "خرم" کرتے (حذف)

- محمد بن حسین اور غرامی کہتے کہ "لا یعود" کا لفظ مکہ میں نہیں کہا تو یہ سند ضعیف ہے۔
- ابن عباسؓ: لا ترفع الأیدی إلا فی سبعۃ مواضع: 1) افتتاح صلوۃ؛ 2) استقبال کعبہ؛ 3) عند الجمرات؛ 4) اور 5) اور 6) صفا و مروۃ و مزدلفہ میں اور 7) عرفہ میں اور یہ سب مواضع اسمیں جمع ہے: "اِجمع": ا: استقبال کعبہ اور افتتاح صلوۃ؛ ج: جمرات؛ م: مروۃ وصفا اور ع: عرفہ۔
- مجاہد نے ابن عمر سے نقل کیا: کان لا یرفع یدیہ إلا فی أول مرۃ
- ترک رفع یدین کی روایت کو وہ کہتے ہیں کہ مرجوح یا منسوخ ہیں تو منسوخ کا مطلب یہ ہے کہ اسکی سنیت منسوخ ہے لیکن اس پر عمل جائز ہے۔
- حدیث: خرج إلینا النبی ﷺ فقال: مالی أراکم رافعی أیدیکم..............
- جو کہتے کہ ہاتھ اٹھائے عند السلام تو جواب: یہ الگ حدیث ہے لیکن یہی الفاظ آئے، صرف کنا مع النبی ﷺ ہے۔
- اور راوی بھی الگ ہے؛ مسلم کی روایت اور دونوں کا مقصد ایک ہے کہ رفع یدین نہ کرو۔
- جیسے کہ سجود میں منسوخ ہے یعنی اسکی سنیت ختم تو اسی طرح...
- مسند ابو عوانہ اور حمیدی میں مذکور ہے کہ قبل الرکوع اور بعد الرکوع رفع یدین نہیں کیا۔
- تو نماز کے بارے میں احکام منتقل ہوئے من الحرکات إلی السکون
- ابن مسعودؓ اور براء بن عازب کی روایت میں: ایک مرتبہ کیا اور ابن عمرؓ کی روایت میں: قبل الرکوع اور بعد الرکوع بھی مذکور ہے۔
- تو تم کہتے ہو کہ زیادت راوی مقبول ہے یعنی معتبر ہے!

جواب: یہ من قبیل زیادۃ الراوی فی النسخ اور ابن عمر کی روایت میں: 1) نسخ سنیت کی ہے؛ 2) یا مرجوح ہے؛ 3) یا روایت میں اضطراب ہے کہ کان فی السجود اور بعض میں ہے کہ نہیں تھا۔

- کان: استمرار کے لئے! جواب: ہمیشہ استمرار کے لئے نہیں ہے: کان رسول اللہ ﷺ یتکئ فی حجرھا وھی حائض۔

آپ ﷺ: کان یرقد وھو جنب۔ / کان یقبل بعض أزواجہ وھو صائم / کان النبی ﷺ یباشرنی وأنا حائض ؛ اور خود امام نوویؒ نے کہا کہ کبھی زائد ہے

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ

- رفع یدین حین یرکع و حین یسجد بہت سی روایت سے ثابت ہے اسکے باوجود مصنفؒ نے یہ روایت لی جسمیں: "وکان لا یفعل ذلک" تو معلوم ہوا کہ مصنفؒ بھی اسکے نسخ کے قائل ہیں۔ تو یہ ثابت ہے مذکورہ صحابہ سے: 1) وائل بن حجر؛ 2) انس بن مالک؛ 3) مالک بن حویرث اور 4) ابو ھریرۃ رضی اللہ عنھم أجمعین۔ (ماعند السجدۃ و مابین السجدتین کا رفع یدین)

- ابوھریرۃ کی روایت ابن ماجہ میں : 860 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ، وَحِينَ يَرْكَعُ، وَحِينَ يَسْجُدُ»

بَابٌ: إِلَى أَيْنَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ؟

- فؒ اور دؒ: إلى حذو منكبيه؛ کؒ حؒ: إلی الأذنین: اصل اختلاف لفظی ہے کہ فروع یا اصول کا اعتبار کیا جائے گا۔
- مسلم: حتی یحاذی بإبھامیہ أذنیہ ابوداؤد: رفع یدیہ............ حتی کانتا بحیال منکبیہ

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ

- فؒ کی تردید: انکے نزدیک رکعتین کے بعد رفع یدین نہیں، ہاں متأخرین قائل ہیں اور بعض حنابلہ: عند کل اسلئے کہ متأخرین یہ دلیل پیش کرتے: إذا صح الحدیث فھو مذھبی لیکن یہ اسوقت ہے جب حدیث کی تاویل نہ کی گئی ہو اور یہاں تاویل کی انہوں نے۔

بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ

- مؒ: قراءت کے لئے باندھنا ہے اور جہاں قراءت نہ ہو تو ارسال ہے؛ سؒ: وضع ہے جبکہ ذکر طویل ہے۔
- اکثر حضرات امام مؒ کے قول کو اختیار کرتے
- کؒ کی تردید ہے: اور انکی 2روایت ہیں: 1) ابن القاسم کی روایت میں ارسال ہے تو اسکی تردید ہے
2) ابن عبد الحکم کی روایت میں وضع الیدین کا ذکر ہے (آج کل اکثر مالکیہ اسی پر عمل کرتے یعنی وضع کرتے)

-مالکیہ اس حدیث سے استدلال کرتے: "مالی اراکم رافعی أیدیکم کاذناب خیل شمس" ہم اسکا جواب دیتے کہ یہ حدیث رفع الیدین کو منع کرنے کے بارے میں ہے ہے نہ کہ ارسال اور وضع کے بارے میں۔

اور انکی دوسری دلیل: کنا نعتمد علی أیدینا فی الصلوۃ فنھینا عنہ

- بعض سلفی گلے کے پاس ہاتھ رکھتے ہیں تو سلفی خود اسکا انکار کرتے جیسے بکر بن عبد اللہ
- احناف: تحت السرۃ: وکیع بن موسی بن عُمیر عن وائل بن حجر عن علقمۃ
- مصنف ابن أبی شیبہ میں مذکور ہے: 1) 3939 - حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: «يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ» ایک نسخے میں.
- اکثر نسخوں میں یہ روایت موجود ہے جو أعلی درجہ کا نسخہ ہے جیسے عبد القادر مفتی کا نسخہ میں ہے اسی طرح پیر جھنڈا کا نسخہ اور قاسم بن قطلوبغا کے نسخے وغیرہ میں ہے۔ ہاں عبد اللہ بن سالم کے نسخے میں نہیں ہے لیکن وہ غیر مصحح نسخہ ہے۔
- 2) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: " إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضَعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ " عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ هَذَا هُوَ الْوَاسِطِيُّ الْقُرَشِيُّ جَرَّحَهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَالْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهُمْ، وَرَوَاهُ أَيْضًا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَذَلِكَ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ مَتْرُوكٌ.(السنن الکبری للبیھقی)
- سند میں اگرچہ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ مذکور ہے لیکن ہم اسکو بطور تائید لیتے ہیں۔

- 3)ابو مجلز: من السنة ثلاث: 1) تعجیل الافطار؛ 2) تاخیر السحور؛ 3) وضع الیمین علی الشمال تحت السرة۔
- حضرت شیخؒ: وضع الیمین علی الشمال 2 طرح کا ہے: 1) اظہار محبت کے لئے تو سینہ پر رکھتے اور 2) اظہار تعظیم کے لئے تو وہ تحت السرۃ پر رکھتے اور اس پر انہوں نے شعر بھی کہا: حاولن تفدیتی وخفن مراقبًا ووضعن أیدیھن فوق ترائبًا
- شعر: قتل کرڈالو ہمیں یا جرم الفت..........اور لوگ کھڑے ہی ہاتھ باندھتے اور ہم تمہارے سامنے....
- 4) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «أَخْذُ الْأَكُفِّ عَلَى الْأَكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ»(ابوداؤد)
- وضع اليمين على الشمال قومہ میں ہے یا نہیں؟ خود سلفیوں میں اسکا اختلاف رکھتا، البانی قائل نہیں تھا لیکن بن باز اور انکے متبعین اسکے قائل ہیں۔

جواب: 1) حدیث میں ہے کہ حتی یرجع کل عضو إلی أصلہ

2) استوی حتی یقر کل عضو علی حالہ (أو کما قال)۔

- ابو الحسن کبیر سندھی: حنفی تھے پہلے پھر مکہ مکرمہ گئے تو غیر مقلدیت کی طرف مائل ہوئے۔

محمد معین سندھی نے تقلید کے خلاف دراسات اللبیب لکھی۔ عبد اللطیف سندھی نے ذب ذباب............

- قاضی نے جیل میں ڈالا پھر جب نکلا وہی سینہ پر رکھتے تھے۔
- انکے شاگرد محمد حیات: فتح الغفور.................
- شیخ عوامہ نے بھی اسپر تعلیق لکھی جو حدیث مصنف ابی شیبۃ میں ہے
- ....

بَابُ الخُشُوعِ فِي الصَّلاَةِ(ص102)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ:
- حؒ دؒ: ثناء ہے؛ فؒ: آیت توجیہ ہے؛ کؒ: کچھ نہیں ہے فورا فاتحہ ہے؛ تعوذ: قراءت کے تابع ہے (مختار قول) یا ثناء کے تابع ہے
- مقتدی احناف کے نزدیک قراءت نہیں کرے گا تو تعوذ اور بسملہ بھی نہیں
- استعیذ یا أعوذ (تو مختار اعوذ ہے) فؒ: جہر سے بسملہ؛ کؒ: کچھ نہیں؛ دؒ: اسرار واخفاء سے۔
- پہلی حدیث کؒ کا مستدل ہے؛ احناف: جہر فاتحہ سے شروع ہوتی ہے۔
- ....ولم یسمع أحد منھم یقرأ
- ....یسرؓ بسم اللہ الرحمن الرحیم وابا بکر وعمر
- بسملہ جزء القرآن ہے یا نہیں؟ کؒ: نہیں؛ حؒ دؒ فؒ: جزء ہے۔
- حدیث:.....................لا یعرف سورۃ الفصل حتی............
- فؒ: بسملہ ہر سورت کا جزء ہے؛ احناف: ہر سورت کا نہیں اسلئے 1) کہ فرشتہ جب سب سے پہلی مرتبہ نازل ہوا تھا تو کہا "اقرأ"
- 2) حدیث: سورۃ فاتحہ میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم ہے اور درمیانی آیات مشترک ہیں

قال أبو هريرة: وقال قبل ذلك: حبيبي – صلى الله عليه وسلم –، قالَ: فقال: "يا فارسَي، اقرأ بفاتحة الكتاب"، فإني سمعت رسول الله –صلي الله عليه وسلم – يقول: "قال الله عز وجل: قسمت الصلاة بيني وبين عبدي، وقال مُرَّة: لعبدي ما سأل، فإذا قال: {الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ}، قال: حمدني عبدي، فإذا قال: {الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} قال: مجدني عبدي، أو أثنى عليّ عبدي، فإذا قال: {مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ}، قال: فوض إليّ عبدي، فإذا قال: {إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ}، قال: فهذه بيني وبين عبدي، ولعبدي ما سأل، وقال مَرَّةً: ما سألني، فيَسأله عبده: {اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ}، قال. هذا لعبَدي، لك ما سألت، وقال مُرَّة، ولعبدَي ما سألني".

- پہلی 2 آیات میں اللہ تعالی کے محامد ہیں پھر {إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ}، بندہ عابد اور اِلہ معبود مستعین اور مستعان 2 آیتیں مشترک بین الخالق والمخلوق
- آخری 2 آیت بندے کے لئے اسلئے کہ حاجت انسانیہ کا ذکر ہے۔ تو اسمیں بسملہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔
- 3)اور سورۃ ملک پر سب کا اتفاق ہے کہ 30 آیتیں ہیں اور وہ بسملہ کے بغیر 30 بنتا ہے؛ اور اسی طرح سورۃ کوثر کا 3 آیت ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور وہ بھی بغیر بسملہ کے 3 آیت ہو جاتی ہے۔
- اشکال: آپ ﷺ معصوم تھے تو نقنی من الخطایا کا کیا مطلب ہے!؟

جواب: 1)اظہار عبدیت کے لئے۔ 2)امت کو تعلیم دینے کے لئے۔ 3)خطایا کا مطلب خلاف اولی والا کام

- بالماء والثلج والبرد: معلوم ہوا کہ گناہوں کی تاثیر میں حرارت ہے اور اسکا تعلق جہنم سے ہے اسلئے بالماء والثلج والبرد کہا۔

اور مطہرات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ کبھی گناہ صغیرہ کا صدور ہے تو پانی کی ضرورت ہے اور کبھی گناہ کبیرہ کا صدور تو ثلج کی ضرورت اور کبھی گناہ کبیرہ مع حق العبد کا صدور ہوا تو برد کی ضرورت ہے۔

- فؒ: محمد بن مسلمۃ: ان النبی ﷺ اِذا قام یصلی تطوعا قال (آیت توجیہ) (ابن ماجہ کی روایت)
- احناف اور حنابلہ: مختلف صحابہؓ سے مروی ہے: واثلہ بن اسقعؓ، عمرؓ، عائشہؓ، ابن مسعودؓ، عثمانؓ، انسؓ، حکم بن عُمیرؓ، جابر بن عبد اللہؓ۔
- انسؓ اور عائشہؓ: کان رسول اللہ ﷺ یفتتح الصلوۃ وکان یقول سبحانک اللّٰھم....

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ (ص103)

- 1)ہذا باب فی الباب یعنی اسمیں مایقرء بعد التکبیر کا ذکر ہے۔

2)یجوز الدعاء فی اوساط القراءۃ۔ 3)اشارۃ اِلی ضم السورۃ۔ 4)باب جواز الدعاء فی الرکوع۔

5)اشارۃ کہ قیام لمبا نہیں ہونا چاہئے فرائض میں۔

- آیت توجیہ اور اللّٰھم باعد وغیرہ فرائض میں پڑھ سکتے ہیں اِذا لم تکن ثقیلۃ علی القوم۔
- تو یہ نفل نماز تھی تو فأطال الرکوع یعنی اسمیں دعاء کی۔ فأطال القیام سے معلوم ہوا کہ درمیان قراءت میں دعاء جائز۔
- أو أنا معھم: أی أوَیُعذبون وأنا معھم!

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى الإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ

- کؒ: مقتدی امام کی طرف دیکھے گا؛ احناف: قیام میں محل سجود کو اور رکوع میں قدمین کو اور سجدے میں انف کو۔

اور جلسہ کے وقت فخذین کو، تو امام کی طرف نہیں دیکھے گا، اِلا کہ ضرورت ہو یا اتفاقاً نظر پڑی۔

- آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آگے دیکھتے تھے تو وہاں مقصود ہی آگے دیکھنا تھا۔
- سوال: ماقبل میں لو جر أت علیھا اور یہاں تناولتُ شیئًا؟

جواب: 1) اگر اراد کرتے تو لیتا لیکن نہیں لیا؛ 2) شیئًا لنفسی ولو جر أتُ علیھا لکم؛ 3) اظھرت التناولَ لیکن نہیں لیا۔

حكاية: عن الجاحظ قال مر أبو علقمة ببعض طرق البصرة وهاجت به مرة فسقط فظن من رآه أن مجنون فأقبل رجل يعصر أصل أذنه ويؤذن فيها فأفاق فنظر إلى الجماعة حوله فقال ما لكم تكأكأتم عليّ كتكأكئكم على ذي جنة افرنقعوا عني قال فقال بعضهم لبعض دعوه فإن شيطانه يتكلم بالهندية.

بَابُ رَفْعِ البَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلاَةِ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام کی طرف دیکھنا یا زمین کی طرف صحیح ہے، آسمان کی طرف نہ دیکھے
- 1) آخرت میں انکی نظر ختم؛ 2) دنیا میں اس قابل ہے کہ انکی نظر چھین لیا جائے۔

بَابُ الِالْتِفَاتِ فِي الصَّلاَةِ(ص104)

- التفات کی 4 قسمیں: 1) التفات بالقلب (مکروہ اشد کراھۃً)

2) بأطراف العین (کم کراہت)

3) بِلَیِّ العنق (مفسد نہیں لیکن مکروہ)

4) بتحویل الصدر اِلی 45 درجے تک (مفسد صلوۃ ہے)

-خمیصۃ: کالی کمبل؛ یہ التفات غیر اختیاری تھا یا اگر اختیاری تھا تو تعلیمًا تھا کہ اتنا التفات سے نماز فاسد نہیں۔

بَابٌ: هَلْ يَلْتَفِتُ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ، أَوْ يَرَى شَيْئًا، أَوْ بُصَاقًا فِي القِبْلَةِ؟

- التفات اگر حاجت کی وجہ سے تو لا حرج فیہ
- حدیث میں آخر الیوم اور تاریخ میں ضحیٰ کا وقت تو ممکن ہے کہ کسی نے ضحیٰ کہا اور کسی نے آخر الیوم کہا قربت کی وجہ سے۔

بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ

- تمام نمازوں میں قراءت فرض ہے: پھر فاتحہ: فؒ: فرض؛ احناف: فاتحہ واجب ہے اور مطلق قراءت فرض ہے۔
- مصنفؒ نے اسی کی طرف اشارہ کیا کہ قراءت واجب ہے۔
- "فاقرؤوا ما تیسر من القرآن" سے امام نوویؒ نے 'ماتیسر' کو فاتحہ مراد لیا۔
- مسیء الصلوۃ سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا: فاقرء ما تیسر معک من القرآن۔
- فؒ: تمام رکعتوں میں؛ کؒ: للأکثر حکم الکل؛ احناف: اُولیین میں اور امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا لیکن چونکہ دوسری رکعت پہلی کے مشابہ ہے اس لئے وہی حکم لگایا۔ ملا علی قاریؒ: اِقرء فی الأولیین و سبح فی الأخرین۔
- مصنف عبد الرزاق میں: اِن شاء سبح واِن شاء سکت۔
- مقتدی کے بارے میں: حؒ: جہری یا سری نماز میں تو قراءت ممنوع ہے؛ کؒ دؒ: سری میں مستحب اور جہری میں ممنوع۔

- فؒ کا مشہور قول: سری وجہری میں فاتحہ لازم ہے اور جہری میں بھی ہے لیکن کتاب الأم میں (1/یا2میں) ہے کہ جھراً میں نہیں ہے (7/256) لکھا ہے کہ کل صلوۃ صلیت خلف الإمام والإمام یقرء القراءۃ.......
- ابن تیمیہ: والسکوت فی الجھر أحد قولی الشافعي واختارہ حذاق من أصحابہ (فتاوی ابن تیمیہ میں[107])
- دوسرے حضرات نے بھی اس مسلک کو نقل کیا ہے جیسے المغنی لابن قدامۃ میں
- خلاصہ: فؒ: جہری اور سری دونوں میں ہے اور سری میں فاتحہ لازم
- احناف کے دلائل: 1) وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (204) الأعراف

2) إنما جعل الإمام لیؤتم بہ............وإذا قرأ فأنصتوا

3) خود امام بخاریؒ نے ص269پر ذکر کیا: إذا قرأ (القاری)

4) حدیث: انصرف رسول اللہ ﷺ من صلوۃ جھر بھا فی القراءۃ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: «أَيُّكُمْ قَرَأَ» - أَوْ أَيُّكُمُ الْقَارِئُ - فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا، فَقَالَ: «قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا» (رواہ مسلم)

5) ابوداوٗد کی روایت: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: «هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا؟»، فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «إِنِّي أَقُولُ مَالِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ؟»، قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

- 6) قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجُلٌ خَلْفَهُ يَقْرَأُ، فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَنْهَاهُ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: أَتَنْهَانِي عَنِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَنَازَعَا حَتَّى ذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ فَإِنَّ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ» قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهِ نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(الآثار لمحمد بن الحسن:168/1)

- دار قطنی نے اس سند پر اعتراض کیا ہے کہ اسکو امام ابو حنیفہؒ سے حسن بن عمارۃ اور موسی بن عائشۃ نے نقل کیا ہے جو ضعیف ہیں لیکن دوسری سند موجود ہے مسند احمد منیع میں جو بالکل صحیح ہے عن اسحاق بن الأزرق عن سفیان عن شریک عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبد اللہ بن شوار عن جابر: " مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَتُهُ لَهُ قِرَاءَةٌ "

-7) إذا قال الإمام ولا الضالین فقولوا آمین۔ تو یہ نہیں کہا کہ إذا قال الإمام وأنتم ولا الضالین......

-8) آپ ﷺ نے منفرد کو نماز سکھائی اور کہا فاقرؤوا ما تیسر لک من القرآن تو یہ منفرد کی قراءت کا ذکر ہے اور جہاں حضور کی امامت کا ذکر ہے وہ صرف قراءۃ الإمام کو ذکر کیا۔

- 9) ائمہ اربعہ کے نزدیک مدرک الرکوع مدرک الرکعۃ ہے حالانکہ مقتدی نے قراءت نہیں کی۔

-10) الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن: امام کی قراءت مقتدی کی قراءت کو متضمن ہے۔

- 11) سترۃ الإمام مقتدی کے لئے بھی سترہ ہے تو قراءت بھی مقتدی کے لئے کافی ہونی چاہئے اور امام کی مثال وکیل بالکلام کی ہے یعنی کوئی جماعت اپنے ایک آدمی کو منتخب کرے بات کرنے کے لئے سب کی طرف بادشاہ کے سامنے۔

[107] وَهَذَا مِثْلُ تَنَازُعِهِمْ فِي قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ حَالَ الْجَهْرِ، فَإِنَّ لِلْعُلَمَاءِ فِيهِ ثَلَاثَةَ أَقْوَالٍ. قِيلَ: لَيْسَ لَهُ أَنْ يَقْرَأَ حَالَ جَهْرِ الْإِمَامِ إذَا كَانَ يَسْمَعُ، لَا بِالْفَاتِحَةِ وَلَا غَيْرِهَا، وَهَذَا قَوْلُ الْجُمْهُورِ مِنْ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ، وَهَذَا مَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَحْمَدَ، وَأَبِي حَنِيفَةَ وَغَيْرِهِمْ، وَأَحَدُ قَوْلَيْ الشَّافِعِيِّ. وَقِيلَ: بَلْ يَجُوزُ الْأَمْرَانِ، وَالْقِرَاءَةُ أَفْضَلُ.(الفتاوى الكبرى لابن تيمية134/2)

12)سفیان ثوری: کل صلوۃ لم یقر أفیھا بفاتحۃ الکتاب فھی خداج (کتاب القراءۃ للبیہقی)

-اشکال: مقتدی پر قراءت ہے کماذکر فی الترمذی عن عبادۃ بن صامت: کنا نصلی خلف النبی ﷺ صلوۃ الفجر فثقل علیہ القرآن

جواب: 1) یہ روایت صحیح نہیں: محمد بن اسحاق اور مکحول شامی کا عنعنہ ہے اور یہ دونوں مدلس ہے۔

2) اسمیں بہت اضطراب ہے ایک روایت میں مکحول اور عبادۃ کے درمیان کوئی واسطہ نہیں اور اگر واسطہ ہے تو نافع بن محمود ہے یا ابو نعیم ہے دونوں میں سے ایک تو یہ اضطراب ہے اور اگر 2 وسطے ہو تو نافع اور ابو نعیم ہے یا رجاء عن محمود ہے تو اسمیں بھی اضطراب ہے کہ کیا عبادۃ بن صامت تھے یا عبد اللہ بن عمرو بن العاص

حقیقت یہ ہے کہ یہاں 2 روایتوں کو ملا یا گیا ہے: ایک روایت "لا صلوۃ إلا بفاتحۃ الکتاب" ہے اور دوسری روایت فجر والی روایت جسمیں آپ ﷺ نے فرمایا: "مالی أنازع القرآن" تو اب مت پڑھو تو یہ دو روایت ہے اور کسی نے اسکو ایک بنایا گویا یہ مرکب روایت ہے۔

- اشکال: أبو ھریرۃؓ کی روایت میں آیا کہ ان سے سوال کیا تو جواب دیا: اقرء بھا فی نفسک یا فارسی جب انہوں نے کہا تھا إنا نکون مع الإمام

جواب: احناف: 1) یہ أبو ھریرۃؓ کا قول ہے اور انکی رائے تھی اور اس بات پر کوئی دلیل مرفوع پیش نہیں کی بلکہ صرف فاتحہ کی اہمیت بتلانا مقصود تھا۔

2) فی نفسک کا مطلب ہے کہ دل ہی دل میں پڑھو اگرچہ تکلم نہ کرے جیسے کوئی آکر سوال کرے دورے والے کیا کر رہے ہیں؟ پڑھ رہے ہیں حالانکہ تم تھوری پڑھ رہے ہو۔

3) یا مطلب منفردًا ہے اور یہ بہت سی جگہوں پر آیا کہ فی نفسک منفرد کے معنے میں، اسم اپنے معنے پر اکیلا دلالت کرتا ہے اسی طرح فعل بھی اکیلا دلالت کرتا ہے، ہاں حرف کو ملایا جائے گا۔

4) اقرء بھا فی نفسک، یہ انہوں نے زجرًا کہا تھا اور اسکے 2 دلائل ہیں: 1) یا فرسی یعنی اے عجمی تم کو سمجھ نہیں آیا؛ 2) یا یہ کہ فغمزنی: مجھے کوکھ میں کچو کے مارے۔

5) ایک عقلی بات بھی ہے کہ اگر قراءت ہوتی تو کم از کم نبی ﷺ اسکا محل بتلاتے کہ کہاں پڑھنا ہے، تو یہ کیا بات ہے کہ امام کے آمین کہنے پر تم آمین کہتے ہو اور پھر دوبارہ فاتحہ پڑھ کر آمین کہتے ہو۔ بہر حال احناف کا اصل جواب تو یہی ہے کہ فی نفسک کا مطلب دل ہی دل میں پڑھا کرو۔

6) ایک اور بات یاد آئی! دیکھو تم نے ابن ماجہ میں روایت پڑھی ہے کہ جب مرض الوفاۃ کے ایام میں آپ ﷺ امامت کے لئے آئے اور ابو بکرؓ پیچھے ہٹ گئے اور آپ ﷺ آگئے تو وہاں بھی آپ ﷺ نے قراءت کو وہیں سے شروع کی جہاں ابو بکرؓ نے چھوڑا تھا یعنی دوبارہ فاتحہ نہیں پڑھا تھا تو اگر فرض ہوتا تو آپ ﷺ ضرور فاتحہ پڑھتے!

-لا یسیر بالسریۃ: خلاصہ یہ ہے کہ یخاف الموت؛ -لا یقسم بالسویۃ: خلاصہ یہ ہے کہ بخیل ہے؛ -لا یعدل فی القضیۃ یعنی ینشئ الفساد والفتنۃ

-سری نماز میں کؒ اور دؒ: مستحب ہے فاتحہ۔

احناف کے نزدیک فاتحہ واجب ہے اگر بھول جائے تو سجدہ سہو لازم ہو گا؛ شوافع کے نزدیک: فرض ہے اور "لمن" عام ہے مقتدی امام منفرد سب کو شامل ہے۔

احناف: مقتدی شامل نہیں: اور اسکے متعدد دلائل ہیں:

- 1) ترمذی میں جابرؓ کی روایت ہے: من صلی رکعۃ لم یقر أفیھا بأم القرآن فلم یصل إلا وراء الإمام۔

2)ابن عمرؓ: إذا صلی مع الإمام فحسبہ قراءۃ الإمام وإذا صلی....

3)سفیان ثوری: کل صلوۃ لم یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب فھی خداج إلا أن یکون خلف الإمام (کتاب القراءۃ للبیہقی)

4) مسلم وغیرہ میں: لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب.................. فصاعدًا / وسورۃ معھا / وما تیسر أو ثلاث آیات۔

5)ذ: یہ امام اور منفرد کے لئے ہے مقتدی کے لئے نہیں۔

6)مدرک الرکوع مدرک الرکعۃ ہے تو معلوم ہوا کہ قراءت فاتحہ فرض نہیں ہے۔

7)سعد بن ابی وقاصؓ: جو قراءت کرتا ہے امام کے پیچھے تو اسکے منہ میں جمرۃ بھر دو۔

8)عمرؓ: جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے تو اسکے منہ میں مٹی بھر دو۔

9)علیؓ: جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے تو لیس علی الفطرۃ۔

10)وإذا قرأ فأنصتوا

-اشکال: مَن عموم کے لئے ہے!؟

جواب:1) مَن جنس کے لئے: مثال: فرشتوں کے لئے کہا: یستغفرون لمن فی الأرض / أأمنتم من فی السماء أن یخسف بکم الأرض / ومن یأت ربہ مجرمًا فإن لہ جہنم اور بعض کے لئے شفاعت ہے / ومن یعص اللہ ورسولہ یدخلہ نارًا / من شھد منکم الشھر فلیصمہ / کل من دخل ہذہ الدار فلہ درھم: تو "کل" کے لفظ سے عموم پیدا ہوا۔

- اور جو کہتے کہ "من" عموم کے لئے ہے تو عموم عرفی مراد ہے اور اگر بالفرض مان لیا جائے کہ "من" عموم کے لئے تو قراءۃ الإمام قراءۃ المقتدی ہے جیسے امام کا سترہ اور خطبہ کافی ہے مقتدی کے لئے؛ مثال: لا جمعۃ إلا بالخطبۃ / الناس یصلون بقراءۃ إمامھم / من کان لہ امام فقراءۃ الإمام لہ قراءۃ۔
- ابن ماجہ سنن بیہقی اور سنن الکبری میں وہ روایت موجود ہے جہاں ابو بکرؓ نے قراءت چھوڑ دی تو وہاں سے آپ ﷺ نے جاری کی۔
- لا صلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب
- سوال: پہلی مرتبہ کیوں نہیں سکھایا؟

جواب:1) تاکہ اوقع فی النفس ہو؛2) دیکھنا تھا کہ اتفاقا سے ایسے پڑھا یا قصدًا

- یہ پوری روایت ص986 پر جہاں جلسۂ استراحت ثابت ہوتا ہے ثم أرفع حتی تستوی قائمًا (امام بخاریؒ نے جزء القراءۃ میں لکھا ہے)
- فصاعدًا کو کہا کہ اختیار ہے اور کہا کہ اس پر قیاس کیا ہے کہ جیسے چوری کی ربع دینار تک فصاعدًا تو ہاتھ کاٹا جائے گا تو اسی طرح یہاں فصاعدًا امام اور مقتدی کے لئے اگر زیادہ پڑھنا ہے تو جواز ہے۔
- فصاعدًا کبھی اختیار کے لئے جیسے بع ہذا الکتاب بدرھم اوبدرھمین فصاعدًا: تو اسمیں اختیار ہے اور کبھی لزوم کے لئے بھی آتا ہے: أُمرنا أن نستشرف العینَ والأذنَ فصاعدًا۔

بَابُ القِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ (حدیث:758،759،760)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ابن عباسؓ کے ان روایات کو رد کرنا ہے جہاں سورۃ فاتحہ لازم نہیں اور ان روایات کو پیش کرنا جسمیں قراءت فاتحہ لازم ہے۔

- ابن عباسؓ: 1) کوئی قراءت نہیں؛ 2) جو سری نمازوں میں قراءت کرتے توانکے زبان کو اکھاڑ دونگا؛ 3) مجھے معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے کیا پڑھا۔
- مُ دُ: تمام نمازوں میں پہلی رکعت تطویل ہے پھر تقصیر
- فؒ: تمام نمازوں میں برابری؛ حؒ: صرف فجر کی پہلی رکعت میں تطویل پھر باقی میں برابری ہے۔
- دلیل: 30 آیات فی الاَولیین لیکن فتوی مُ کے قول پر ہے۔
- چھوٹی آیت کی مقدار: 29 حروف۔

بَابُ القِرَاءَةِ فِي العَصْرِ

وبَابُ القِرَاءَةِ فِي المَغْرِبِ(حدیث:761، 762، 763، 764)

- المرسلات کے بعض حصے اسلئے کہ آپ ﷺ مرض الوفاۃ میں پڑھ لیا تھا اور یہ نماز آخر ماسمعت فی صلوتہ
- مروان ابن الحکم کے صحابی اور تابعی ہونے میں اختلاف ہے، بہ ظاہر صحابی تھے اسلئے کہ 2ھ میں پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی وفات پر عمر 8 سال کی تھی تو ممکن ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھا جبکہ نعمان بن بشیر نے 4 سال کی عمر میں آپ ﷺ کو دیکھا تھا
- اور یہ بات کہ آپ ﷺ نے انکو نکالا اور طائف بھیجا، یہ سراسر جھوٹ ہے (ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے)۔
- اور جو کہتے کہ انہوں نے شامیوں کو خط لکھا تھا کہ جب محمد بن ابی بکر عثمانؓ کے پاس آئے تو قتل کرے تو یہ بات بھی غلط ہے۔
- طوال: بقرۃ سے توبہ کے آخر تک؛ مئین: یونس سے فاطر تک؛ مثانی: یس سے حجرات تک۔
- مفصلات (کثرت مفاصل کی وجہ سے مفصلات کہتے): طوال مفصل، اوساط مفصل اور قصار مفصل۔

بَابُ الجَهْرِ فِي المَغْرِبِ

وبَابُ الجَهْرِ فِي العِشَاءِ(ص105) (حدیث:765، 766، 767)

- باب القراءۃ بالعشاء کو پہلے کیوں نہیں ذکر کیا؟
  جواب: مناسبت کی وجہ سے کہ باب الجھر فی المغرب پھر باب الجھر فی العشاء

بَابُ القِرَاءَةِ فِي العِشَاءِ بِالسَّجْدَةِ(حدیث:768)

- یہ باب فی الباب ہے اسلئے کہ اسمیں نیا فائدہ ہے اسلئے قائم کیا۔
- مالکیہ کی تردید ہے جو کہتے کہ جہری فرض نمازوں میں سجدہ والی آیت نہیں پڑھ سکتے۔

وبَابُ القِرَاءَةِ فِي العِشَاءِ(ص106) (حدیث:769)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: سجدہ نہ ہو تب بھی قراءت لازم ہے۔

بَابُ يُطَوِّلُ فِي الأُولَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِي الأُخْرَيَيْنِ(حدیث:770)

- اختصار کا مطلب خود مصنفؒ بیان کریں گے ص 107 پر اور مصنفؒ نے ترجمۃ الباب میں اَمُدُّ کا ترجمہ کیا یُطَوِّلُ سے
- آلو: 1) کوتاہی نہیں کرتا ہوں؛ 2) منع نہیں کرتا ہوں اس نماز کو۔

بَابُ القِرَاءَةِ فِي الفَجْرِ(حدیث:771)

- فجر میں جہر اور طول قراءت؛ یہ 14 ذی الحجۃ جب واپس آرہے تھے۔(دیکھیے حاشیہ 5)
- اسماعیلی کی روایت میں فی الصبح ہے تو معلوم ہوا کہ فجر کی نماز تھی؛ دونوں رکعتوں میں 60 سے 100 تک آیات۔
- (حدیث:772)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ:
- ابو ھریرۃؓ کی حدیث سے شافعیہ استدلال کرتے کہ ضم سورت مستحب ہے۔
- ائمہ ثلاث: ضم سورت واجب: لاصلوۃ اِلا بفاتحۃ الکتاب فصاعداً / وسورۃ معھا(رواہ ابن عدی فی الکامل)
- اُمرنا اَن نقرأ بفاتحۃ الکتاب وماتیسّر / ابن عمرؓ کی روایت: لا تُجزِئ المکتوبۃ الکتاب وثلاث آیات معھا فصاعداً
- اس روایت کا جواب(وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَى أُمِّ القُرْآنِ أَجْزَأَتْ وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ): 1)ابو ھریرۃؓ کی رائے واجتہاد پر محمول ہے۔

  2)اجزأت عن الفرض اور واجب رہے گا(تاویل بعید)

  بہتر جواب 3)ہذا فی الآخریین۔
- 2 چیزیں: جہری نماز میں ہم جہر کرتے اولیین میں اور سرّی نماز میں ہم سِر کرتے اب میری بات اخریین میں رہ گئی تو اخریین میں فاتحہ پڑھتے۔

بَابُ الجَهْرِ بِقِرَاءَةِ صَلاَةِ الفَجْرِ(حدیث:773-774)

- ماقبل میں قراءت کا ذکر ،اب جہر کا ذکر ہے؛ ام سلمۃؓ نے سُن لی اسلئے کہ جہر کیا تھا قراءت میں۔
- 10 ذی قعدۃ سے 20 ذی قعدۃ تک بازار چلتا تھا۔
- اشکال: شہاب ثاقب تو پہلے سے !؟

  جواب: 1)پہلے قلیل تھے اور آپ ﷺ کے زمانے میں اکثر وکثیر ہوئے

  2)اس مقصد کے لئے مستعمل نہیں تھے، اب انکو اس کام کے لئے استعمال کیا۔

-میلا لگتا تھا جسمیں مشاعرہ ہوتا تھا فخریہ انداز میں جسکی وجہ سے سوق عکاظ کا نام رکھا گیا(عکاظ: فخر)

-فاستمعوا لہ: غیر مقلدین اس سے دلیل پکڑتے اور کہتے کہ دیکھو جس طرح اذان میں مؤذن کو سن کر جواب دیتے تو یہاں بھی فاتحہ امام کو بھی پڑھنا ہے اور ہمیں بھی پڑھنا ہے!

جواب: اذان کے باب میں فاسمعوا کا لفظ آیا ہے، قراءت کے سننے کے لئے استماع کا لفظ آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خاموشی سے اور غور سے سنو اور کچھ مت پڑھو اور مؤذن کا جواب دینا ہے ساتھ ساتھ۔

-یہ معمہ ہے(یعنی جس کا سمجھنا مشکل، عربی میں لُغز کہتے اور اسکی جمع اَلغاز ہیں)تو معمہ یوں ہے کہ کونسی باب ایسی ہے کہ صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے اور آپ ﷺ نے اللہ سے اور اللہ نے بندے کے کلام کو نقل کیا؟ تو اسکا جواب یہی حدیث ہے جسمیں یہ واقعہ ہے کہ جنات نے سُنا اور فوراً ایمان لائے تو آپ ﷺ نے جنات کو نہیں دیکھا تھا اور اللہ تعالی نے ان کی بات نقل کی قرآن میں(سورۃ الجن)......اس سے پتہ چلتا کہ فجر میں جہر تھا۔

بَابُ الجَمْعِ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ(حدیث:775)

- قراءت کے مختلف مسائل کا بیان۔
- ایک ہی رکعت میں 2 سورت کو ملانا اگر احیانًا ہو تو ٹھیک ہے لیکن ہمیشہ کرنے سے کراہت پیدا ہوتی ہے: ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث: لا یُجمع بین سورتین فی رکعۃ واحدۃ۔ حدیث: أعط کل رکعۃ حظها من السورۃ (أو کما قال)
- زید بن ثابتؓ: ما أحبّ أن أجمع بین سورتین فی رکعۃ واحدۃ۔
- والقراءۃ بالخواتیم: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صحیح اور احناف بھی کہتے کہ جائز ہے یعنی گنجائش ہے۔ اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے لیکن الأصح أنہ لا یکرہ (جیسے شامی میں اور منیۃ المصلی میں ہے)۔
- تیسرا مسئلہ: سورۃ قبل سورۃ پڑھنا: کؒ: مکروہ ہے؛ فؒ دؒ: جائز ہے پھر جب ترتیب عثمانی پر اجماع ہوا تو یہ مروج ہو گیا۔
- ما استدل بہ المصنف کان قبل الإجماع علی ترتیب العثمانی۔
- چوتھا مسئلہ: ابتداء سورت کی قراءت صرف: جمہور کے نزدیک کراہت نہیں اور کؒ کے نزدیک کراہت ہے۔
- عبد اللہ بن السائبؓ نے آپ ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی یہاں تک کہ حضرت موسیؑ اور حضرت ہارونؑ کا ذکر یا حضرت عیسیؑ کا ذکر آیا تو کھانسنے لگے اور رکوع کر لیا۔
- کؒ کی تردید ہے جو اول السورۃ کے قائل
- دونوں روایت ہے: فجر اور ظہر میں طوال اور عصر و عشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھنا چاہئے: عمرؓ نے اپنے گورنر کو لکھا (مؤطا امام مالک میں مذکور ہے صحیح سند کے ساتھ با مصنف ابی شیبہ میں)۔
- اور احیانا دوسری جگہ سے بھی پڑھنا چاہئے تا کہ قرآن کا ترک کرنا لازم نہ آجائے (جیسے مفتی سعید نے تحفۃ الألمعی میں لکھا)۔
- تو فجر میں 40 سے 50 آیتیں پڑھنا چاہئے تو کہیں سے بھی ہو اور بہت سی روایت ہیں جہاں غیر مفصل میں سے پڑھنا صحابہؓ سے بھی ثابت ہے: صحابی جب فجر کی نماز میں زخمی کئے گئے تھے تو اس وقت غیر مفصل سے پڑھ رہے تھے؛ آپ ﷺ نے مغرب میں أعراف بھی پڑھا ہے؛ ابو بکرؓ نے بقرۃ کا کچھ حصہ پڑھا تھا اور عمرؓ نے آل عمران اور 130 آیات سورۃ بقرۃ کی۔
- مثانی میں: ڈبل یعنی آیات الرحمۃ والزحمۃ دونوں ملی ہوئی ہیں۔
- پانچواں مسئلہ: تکرار السورۃ مکروہ ہے اور ضرورت کے موقع پر جائز ہے: دلیل: وہ صحابی جو قل ھو اللہ أحد بار بار پڑھتے تھے نماز میں یعنی شروع رکعت میں پڑھتے تھے اور پھر دوسری سورت ملاتے اور بعض روایت میں ہے کہ آخر میں پڑھتے تھے۔
- تو آپ ﷺ نے انکے عمل کو رد نہیں کیا بلکہ انکی شفقت و محبت کی تعریف فرمائی اور یہ مصلحت کی وجہ سے تھا اسی لئے بدعت نہیں کہا جائے گا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ سنت نہ سمجھ کر دوسری چیزیں پڑھتے ہیں مثلاً حافظہ کے لئے پیشانی پکڑ کر یا قویّ پڑھتے تو یہ بدعت نہیں کہا جائے گا اسلئے کہ یہ مندوب نہیں بلکہ یہ میرا محبوب ہے۔
- ص 107 پر مفصل باعتبار اکثر ہے اسلئے کہ اسمیں سورۃ دخان ہے جو مفصل سے نہیں ہے۔
- مطلب یہ ہے کہ اسرعت فی القراءۃ یعنی قراءت کو کاٹ دیا جیسے شعر کو کاٹا جاتا ہے (یعنی تقطیع کر کے جیسے کہ اشعار کا وزن)
- اشکال: اشعار کو تو لوگ کاٹ کاٹ کے نہیں پڑھتے بلکہ مزے لیکر اور لمبے لمبے پڑھتے ہیں!

جواب: 1) اگر شعر فخر مفاخرہ یا ضرب المثل کے طور پر پڑھتے تو جلدی پڑھتے ہیں (ہذا لا یفہم)

2)حضرت شیخؒ: اگر اسکی جگہ شعر ہوتا تو بہتر کہ شعر کو قینچی سے ٹک ٹک جلدی کاٹتے ہیں۔

3)مفتی صاحب کا خیال: شعر سے مراد تقطیع ہے کہ شعر کے بعض حروف آگے پیچھے اوپر نیچے ہو جاتے ہیں یعنی جب وزن شعری کے مطابق پڑھا جاتا ہے تو کاٹنا پڑتا ہے جیسے جرحات الـ سِّنان لها الـ تِيَامُ.ولا يلـ تام ما جرح الـ لِّسانُ.

- اشکال: تقطیع تو امام خلیل فراہیدی نے مرتب کیا تو تقطیع کا معنی کیسے مراد لیا؟

جواب: پہلے وزن شعری کا لحاظ ہوتا تھا لیکن قانون مرتب نہیں تھا جیسے کہ فاعل مرفوع ہوتا ہی ہوتا تھا اگر چہ نحو کے قواعد بعد میں مرتب کئے۔

- يُقرِنُ: 11 یا 9 بہ خلاف ظاہر کہ وتر میں 3 الگ سورتیں پڑھتے تھے (سبح اسم؛ سورۃ الکافرون اور اِخلاص) تو 8 رکعاتیں باقی بغیر وتر۔

- عشرين سورةً میں سورۃ دخان مجازاً ہے تو مفصل کا اطلاق اسپر مجازی ہے، 2 سورت ہر رکعت تو 10 رکعات۔ 8 اور 2 رکعات جو وتر بعد کو شامل (حاشیہ 10)۔

- اقبال کا شعر: تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرائے اے عقاب یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

بَابٌ: يَقْرَأُ فِي الأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ (ص **107**) (حدیث:776)

- فؒ: کی تردید جو کہتے ہیں کہ اخریین میں ضم سورت ہے۔ فؒ کا قول جدید: ضم سورت مستحب آخری 2 رکعتوں میں۔

- ذؒ: ضم سورت اخریین میں واجب ہے؛ احناف: اگر ضم کیا تو سجدہ سہو نہیں ہے اور فاتحہ نہ پڑھے تب بھی ٹھیک ہے اسلئے کہ علیؓ نے کہا کہ تسبیح یا سکوت ایک روایت میں۔

- فاتحہ کو "اُمُّ الکتاب" کی کیا وجہ ہے؟

1) پورے قرآن کے مضامین اسمیں موجود ہے گویا اسکا خلاصہ اور نچوڑ ہے: 1) توحید، 2) رسالت، 3) تخویف، 4) بشارت، 5) احکام، اِیاک نعبد: عبادت قلبی وبدنی ومالی وقولی سب اللہ کے لئے، 6) قیامت: مالک یوم الدین۔

2) حاجۃ الِانسان اِلی اللہ تعالی: 1) ہم مدد مانگتے ہیں اللہ سے تو یہ الوہیت کا ثبوت۔ 2) الرحمٰن الرحیم: رحمت عامہ وخاصہ، انسان کی طرف سے عادت واستعانت اور اللہ کی طرف سے رحمانیت اور رحیمیت ہے۔

3) ترغیب وترھیب پر مشتمل ہے۔

4) قرآن کا خلاصہ اصلاح العلم والعمل ہے اور اسکا خلاصہ فاتحہ میں ہے۔

بَابُ مَنْ خَافَتَ القِرَاءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ (حدیث:777)

- ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے کہ سری نماز میں اگر جہر پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے؛ شامی میں ہے کہ سجدہ سہو واجب نہیں اسلئے کہ سری میں جہری ثابت ہے۔

- ظہر اور عصر میں کی قراءت سِرّ ہے اور اگر جہر کیا تو ایک روایت میں: 29 حروف کی مقدار عمداً زور سے پڑھا ہے تو نماز فاسد۔

بَابُ إِذَا أَسْمَعَ الإِمَامُ الآيَةَ (حدیث:778)

وبَابُ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى (حدیث:779)

- شافعیہ کی تردید جو کہتے کہ تمام رکعات برابر اور احناف کی تردید جو کہتے کہ صرف فجر کی پہلی رکعت میں تطویل ہے۔

- معراج الدرایۃ میں، فاوی خانیۃ، سب میں ہے کہ فتوی امام مؒ کے قول پر ہے۔

بَابُ جَهْرِ الإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ(ص107)(حدیث:780)

- مصنفؒ نے دؒ اور فؒ کے قدیم قول کی موافقت کی کہ امام و مقتدی جہر کریں گے۔
- فؒ کے قول جدید صرف یہ ہے کہ امام تامین بالجھر کریں گے اور احناف: سرّاً کریں گے اور جہر تعلیم پر محمول ہے(ما أری ذلک إلا لیعلمنا)، اگر کہے کہ اس روایت میں یحیٰی بن أبي سلمۃ ہے تو جواب یہ ہے کہ اگر ابن روایت کرتے تو ضعیف اور غیر ابن روایت کرے تو ٹھیک ہے۔
- دعاء میں جہر کے وجوہات: 1) تعلیم؛ 2) تاثیر فی القلب؛ 3) ترغیب دوسروں کو؛ 4) دفع وساوس؛ 5) دفع غفلت 6) تشویق۔

-دعا میں اصل اخفاء ہے: "إذ نادی ربہ نداءً خفیًّا" اور واذکر ربک فی نفسک؛ آمین دعا ہے اور دعا میں سِرّ ہے تو نتیجہ یہ ہے کہ آمین بھی سرّاً ہونا چاہئے اور ذکر جہری ان مصالح کے لئے؛ خیر الذکر الخفیُّ(اگرچہ روایت ضعیف ہے)

-عمرؓ: اربع یخفیھن: تعوذ، بسملہ، تسمیع اور آمین۔

-إذا قال الإمام ولا الضالین فقولوا آمین..........فإن الملائکۃ تقولھا تو معلوم ہوا کہ اسمیں سرّ ہے ورنہ کہتے کہ إذا قال الإمام آمین فقولو...

-عمرؓ و علیؓ: کانا لا یجھران بآمین اور اسی طرح ابن مسعودؓ

-وائل بن حجر جو شعبہ کی روایت: فلما بلغ ولا الضالین: قال آمین وأخفی بھا صوتہ

-سفیان کی روایت میں رفع بھا صوتہ آیا ہے!؟ جواب: انکے 9 شاگرد ہیں جو أمدّ بھا صوتہ کہتے اور دسواں محمد بن کثیر اکیلے ہیں جو کہتے کہ رفع بھا صوتہ؛ عبد الجبار کہتے کہ جہر بھا لیکن روایت منقطع ہے(اسلئے کہ عبد الجبار کا اپنے والد وائل سے ملاقات نہیں ہوئی ہے)

-اسی طرح امّ حسین کی روایت میں ہے لیکن سند میں اسماعیل بن مسلم ہے۔

- سمرۃؓ: حفظ من رسول اللہ ﷺ سکتتین: ایک لما حین افتتح الصلوۃ اور دوسرا جب ولا الضالین کہتے تو یہ آمین کے لئے؛ فأنکر ذلک عمران بن حصین کہ دوسرا سکتہ کو سکتہ ہی نہیں سمجھا تھا اسلئے کہ وہ خفیف تھا تو انہوں نے ابی بن کعب کو لکھا سوال کے طور پر تو سمرۃ کی تصدیق کی۔

-عطاء: 200 صحابہؓ سے آمین بالجھر سنا(لیکن سند میں محمد بن اسماعیل ہے)

-فأجیبت دعوتکما: ھارونؑ آمین کہتے تھے موسیٰؑ کی دعاء پر۔

-اصل راجح مرجوح کا اختلاف ہے: احناف کے نزدیک: راجح اور اصل اخفاء ہے اسلئے کہ ابو بکرؓ عمرؓ علیؓ سب اخفاء کرتے تھے۔

-سکتہ کا مطلب خاموشی اور اسمیں خاموشی ہوگا جب اخفاء کرے؛ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ۔

-جہر کی دو قسم کی روایت: 1) رفع الصوت کو(نفس جہر) تو تعلیم پر محمول ہے یا بیان جواز کے لئے یا جہر خفیف(غیر مفرط) اور 2) جہر شدید: سفیان کی روایت میں جہر آیا اسی طرح متعدد روایات میں جہر آیا جیسے فارتجّ المسجد کے الفاظ(لیکن سند میں بشر بن رافع اور ابن عم أبي عروبۃ ضعیف ہے لیکن متعدد روایت کی وجہ سے وہ ضعیف سے بھی استدلال کرتے)۔

- بن زبیرؓ کی روایت: مسلم بن خالد سند میں ہے / صلوۃ کا ذکر نہیں / اگر صلوۃ ہو تو قنوت نازلہ ہو گا / یا انکی رائے و تفرد پر محمول ہو گا جیسے ارسال الیدین اور عیدین کے لئے اذان دیتے تھے
- لجۃ: شور مسجد میں ممنوع ہے؛ آپ ﷺ: إیاکم ولجۃ الأسواق فی المسجد
- ابو ھریرۃؓ: اسکا مطلب یہ ہے کہ آہستہ فاتحہ پڑھے تاکہ آمین میں شرکت ہو جائے۔

- ابو ھریرہؓ کی روایت سے مصنف آمین بالجھر کا استدلال پکڑتے لیکن یہ ثابت نہیں ہے
- إذا کبر الإمال فکبر وانو جہر ثابت نہیں ہے اسی طرح إذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا... / یہاں یہ مراد: إذا أراد الإمام آمین فآمِّنوا یا إذا وصل فی مقام آمین فقولوا آمین
- احناف کہتے کہ إذا قال الإمام ولاف الضالین فقولوا آمین سے پتہ چلنا فإن الإمام یقولھا
- وافق سرًّا وفی الوقت.............................امام نووی وہی کہتے

بَابُ فَضْلِ التَّأْمِينِ(ص108)(حدیث:781)

- آمین اسم فعل بمعنی استجِبْ اور اسکی فضیلت کی طرف اشارہ کہ نماز کے باہر ہو یا نماز میں ہو آمین کہنا ہے اور آمین کہنا مستحب ہے۔

بَابُ جَهْرِ المَأْمُومِ بِالتَّأْمِينِ(حدیث:782)

- ایک نسخہ میں جھر الإمام تو دونوں کو ملائیں گے تو امام ؒاور فؒ کے قول قدیم کی موافقت ہو گی۔
- ص176: إذا قال القاری غیر المغضوب.....................فقال من خلفہ آمین...............

بَابُ إِذَا رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ(حدیث:783)

- رکوع کے آداب وشرائط آمین کے بعد
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) رکوع میں پہنچے تو مل جائے اگرچہ صف نہیں؛ حنابلہ کی تردید جو کہتے کہ صف بنانا چاہئے رکوع میں جانے سے پہلے؛ 2) التکبیر عند الوصول إلی الرکوع۔

بَابُ إِتْمَامِ التَّكْبِيرِ فِي الرُّكُوعِ(حدیث:784-785)

- 1) اتمام الصلوۃ بالتکبیر فی الرکوع
2) حروف کو مکمل کرو حذف نہ کرو، اعداد مکمل ہو اور تکبیر رکوع تک ہو

-بعض بنی امیہ پر رد ہے جو کہتے تھے کہ تکبیر میں اخفاء ہے اور استدلال کرتے: عثمانؓ سے جو خفیف الصوت تھے۔
-تکبیر کی تکمیل رفع الصوت اور اعداد کے ساتھ؛ التکبیر عند کل رفع وخفض۔

بَابُ إِتْمَامِ التَّكْبِيرِ فِي السُّجُودِ(حدیث:786- 787)

- اگرچہ قومہ اور سجدہ تھوڑا دور ہو لیکن تکبیر کو ذرا لمبا کرنا تاکہ سجدے تک یعنی پورے انتقال میں تکبیر ہو۔
- مدّ: بعض کتاب میں 5 الف اور بعض میں 7 اَلف اور بعض کہتے کوئی حد نہیں اسلئے کہ جتنا مدّ ہو گا اُتنا رفع الصوت ہو گا جو مطلوب ہے
- مکی بن اَبی طالب: المدُّ برفع الصوت: فتح الفم بخروج النَّفَسِ مع امتداد الصوت (مد کی تعریف)
- بعض کتاب میں: مد جو تعظیم کے لئے ہے 14 فتحہ تک یعنی 7 الف تک۔
- لا اَمّ لک: اظہار افسوس اور ملامت مقصود جیسے عقریٰ اور حلقیٰ تو بددعاء مقصود نہیں ہے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ(حدیث:788-789)

- 1)اتمام کا لفظ نہیں لایا اسلئے کہ ضروری نہیں
2)اسلئے کہ سجدے میں جاتے وقت تعجیل نہیں تو اتمام آسان اور جب اٹھتے ہیں تو جلدی سے عادةً
-ہر رکعت میں 5 تکبیریں تو چار رکعات میں 20 اور جلسہ استراحت سے اٹھنے سے پہلے 2 تکبیر تو 2 2 بنے گی، اور پھر جلسہ سے قومہ تک تکبیر بھی کہتے تو 24 ہونگے اسلئے شافعیہ کہتے کہ سجدے سے قومہ تک تکبیر لمبا کرے جلسہ استراحت کرتے ہوئے۔
-ثلاثی نماز میں 17 اور ثنائی میں 11 تکبیریں اور صلوات خمسہ میں 94 تکبیریں ہیں

بَابُ وَضْعِ الأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ(ص109)(حدیث:790)

- ابن مسعودؓ کا رد ہے جو تطبیق کے قائل ہیں، تو وہ دوسری روایتوں کا کیا جواب دیں گے؟
1)لعلہ لم تبلغ (ہذا بعید اسلئے کہ وہ آپ ﷺ کے ملازم تھے)؛ 2)ابن مسعودؓ کو معلوم تھا لیکن انہوں نے نہی کو شفقت پر محمول کیا کہ آپ ﷺ نے مشکل ہونے کی وجہ سے منع کیا تھا ورنہ وہی عزیمت ہے۔ مثال: مریض و مسافر کو افطار کی اجازت دی ہے شفقةً عبد اللہ ابن عمرو بن العاص صوم الدھر رکھتے تھے اگرچہ آپ ﷺ نے منع کیا تھا۔
3)وضع الکف علی الرکب کو رخصت سمجھتے تھے اور عزیمت پر عمل کرتے تھے۔
-علیؓ کی روایت مصنف ابن ابی شیبۃ میں: إذا رکعت فإن شئت قلت ہکذا یعنی وضعت رکبتیک علی یدک وإن شئت طَبَّقْتَ
-فطبقت بین کتفیّ: معلوم ہوا کہ دونوں ٹانگ قریب تھے ورنہ تطبیق کے بجائے تعلیق بن جاتا۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوعَ(حدیث:791)

- طمانینت: فؒ اور دؒ: فرض ہے اور مسیء الصلوۃ والی روایت سے استدلال کرتے
- احناف کی 2 روایات ہیں: 1) کرخی: واجب اور جرجانی: سنت اور فتوی واجب پر ہے۔
- مصنفؒ نے یعید جزاء کا ذکر نہیں کیا: 1)اختلاف کی طرف اشارہ کے طور پر؛ 2)حدیث کی طرف رجوع کرو۔

بَابُ اسْتِوَاءِ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوعِ(ص109)(حدیث:.......)

بَابُ حَدِّ إِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالِاعْتِدَالِ فِيهِ وَالطُّمَأْنِينَةِ(حدیث:792)

- حدّ إتمام الرکوع مبتداء اور خبر محذوف: یعنی مساواتہ فی السجود۔
- 1) قومہ قومہ کے برابر رکوع رکوع کے اور سجدہ سجدہ کے برابر یعنی تشابہات کے ساتھ برابری
2)رکوع سجدود کے برابر اور قعود جلسہ کے برابر؛ 3)رکوع سجود قومہ جلسہ سب برابر فی النوافل۔

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لاَ يُتِمُّ رُكُوعَهُ بِالإِعَادَةِ(حدیث:793)

- رکوع اور سجدہ کا اتمام واجب عند الاحناف اور فرض عند فؒ دؒ اور سؒ اور جب اعادہ کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ سنت نہیں۔
- مسیء الصلوۃ کی حدیث کہتے ہیں۔

- اشکال: جب واجب الاعادۃ ہے اللہ کے یہاں یہ نماز کا اعتبار نہیں تو پہلی مرتبہ بتانا چاہئے!؟

جواب: 1) آپ ﷺ نے سکوت فرمایا اسلئے کہ فرائض کے اعتبار یا واجبات کے اعتبار سے ان لوگوں کے لئے جو طمانینت کو سنت کہتے تو صحیح تھا۔ (ایسا نہیں ہے کہ بغیر وضوء کے نماز پڑھی!)

2) آپ ﷺ نے زجراً فرمایا کہ انکو پوچھنا چاہئے کہ کہاں غلطی واقع ہوئی

3) دیکھنا تھا کہ وہ بھول سے ایسی نماز پڑھی یا عادۃً ایسے پڑھتے ہیں

- مصنف ابن ابی شیبۃ میں:..................................لم یتم رکوعھا و سجودھا

- جلد2 میں ص986 ثم ارفع حتی تستوی قائمًا..................

فإذا فعلت ذلک فقد تم صلوتک اور ایک روایت میں انتقصت کا لفظ آیا۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ (حدیث:794)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کؒ کی تردید: ہر جگہ دعا ممکن لیکن رکوع میں نہ کرے

- تسبیحات پر اتفاق ہے اسی لئے اسکا تذکرہ نہیں کیا اور دعاء پر اختلاف ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ الإِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ (حدیث:795)

- فؒ: لا ھما لکلیھما: تسمیع و تحمید؛ دؒ اور سمؒ اور مصنفؒ: کلا ھما للإمام فقط اور مقتدی صرف تحمید؛ حؒ: اولھما لاَولھما: تسمیع امام کے لئے، وثانیھما لثانیھما: تحمید للمقتدی۔ امام طحاوی نے سم کے قول پر فتویٰ دیا۔

- روایت میں آیا کہ ابو بکر صدیقؓ رکوع میں پہنچے

- ربنالک الحمد أی اللھم یاربنا وحمدنا لک الحمد: واوَ عاطفہ

- اللھمّ..................................: واوَ حالیہ

- حافظ ابن قیم: اللھمّ ثابت نہیں تو یہ بخاری میں ہے۔

- فؒ کؒ: ربنا لک الحمد؛ احناف: اللھمّ ربنا ولک الحمد۔ دؒ: ربنا لک الحمد۔

- بعض: یااللہ اُمّنی بغیر معنی ہے یعنی اقصدنی بخیر۔

- اس حدیث سے سمؒ کا مسلک ثابت اور إنما جعل الإمام لیؤتم بہ اور احناف کا مسلک آنے والا باب میں ثابت ہوتا ہے جو اصل فی الباب۔

بَابُ فَضْلِ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ (حدیث:796)

- اتنی بڑی فضیلت ہے کہ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ؛ اسمیں تقسیم ہے اور التقسیم ینافی الشّرکۃَ

بَاب (معرّٰی) (حدیث:797-798-799)

- 1) باب فی الباب ہے: قومہ میں حمد و ثنا

2)باب في القنوت:یعنی عاجزی والی دعا قومہ میں
3)باب مایقول الإمام والمقتدی(لا یصح)
4)باب ذکر الأذکار والتسبیحات التی قد تذکر فی بعض الأحیان یعنی ھی غیر معمول بھا(emergency)اور ما قبل میں معمول (regular)کا ذکر ہے۔
-آخری رکعت یعنی رکوع کے بعد قومہ میں۔
-ایک روایت میں: آپ ﷺ نے نام لے کر بد دعا کی، احد کے واقعہ کے بعد یا بئر مَعونۃ کے واقعہ کے بعد
پھر اللہ نے فرمایا لیس لک من الأمر شيء أو یتوب علیھم یعنی انکے استیصال تمہارے اختیار میں۔
1)لیس لک من الأمر: استئصالھم أو تحصیل الغلبۃ شي ءاسی لئے فاصبر إلی أن یتوب اللہ علیھم۔
2)نصر کم اللہ لیقطع طرفاً من الذین کفروا أو یکبتھم أو یتوب علیھم أو یعذ بھم: تو لیس لک جملہ معترضہ ہے أی لیس لک من الأمر من ھذہ الأمور الأربعۃ شي ء۔
-اسی حدیث سے شافعیہ استدلال کرتے قنوت نازلہ کے لئے۔ اور احناف دوسری حدیث سے استدلال کرتے جہاں جہری نماز ہو: کان القنوت فی الفجر والمغرب۔ انسؓ: آپ ﷺ نے قنوت نازلہ نہیں پڑھی مگر ایک مہینہ تک
-مالک ابن اشجعی نے کہا اپنے بیٹے سے ھذا بدعۃ: اگر ہمیشہ پڑھا جائے
-ابو خالدگ میں انسؓ کے پاس ایک مہینے کے لئے تھا فلم یقنت فی صلوۃ الغداۃ
-امام طحاویؒ: قنوت نازلہ بالکل منسوخ ہے لیکن فتوی اس پر نہیں ہے۔

بَابُ الطُّمَأْنِينَةِ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ(حدیث:800-801-802)

- دؒ: تطویل مستحب ہے؛ احناف: مباح اگر بوجھ نہ ہو مقتدیوں پر؛ فؒ: مکروہ
- مصنفؒ: تطویل نہ کرے تمام فرائض نمازوں میں، بس اتنا کرے کہ ہر ہڈی اپنی جگہ لوٹ جائے؛
- لمبا قومہ جائز ہے لیکن نفل نماز میں انفرادی طور پر۔
- 1)رکوع وسجدہ۔ 2)جلسہ وقومہ۔ 3)قومہ وقومہ میں۔ یعنی سب میں اعتدال ہے۔

بَابٌ: يَهْوِي بِالتَّكْبِيرِ حِينَ يَسْجُدُ(ص110) (حدیث:803-804-805)

- یکبر حین یھوی ویسقط للسجود
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)پورے انتقال میں محیط ہونا چاہئے تکبیر سے؛ 2)ہاتھوں کو پہلے یا رکبتین کو پہلے رکھے گا۔
- نافع کا قول: یہ امام کؒ کا مسلک؛ ائمہ ثلاثۃ: اصل ابن عمرؓ کمزور ہو گئے تھے یا یہود نے انکو چھت سے پھینک دیا تھا خیبر میں
- رأیت النبی ﷺ یضع رکبتیہ قبل یدیہ؛ ابو ھریرۃؓ: إذا سجد أحد کم فلا یضع یدیہ قبل رکبتیہ۔
- ویبرک بروک الجمل اور رجلین مقدمین ہاتھ کے قائم مقام ص554 اور سند میں عبد اللہ بن سعید مقبری ضعیف ہے لیکن تائید کے لئے ہے۔؛ ابو ھریرۃؓ کی دوسری روایت: إذا سجد أحد کم فلا یبرک کما یبرک البعیر ولیضع یدیہ قبل رکبتیہ
- ابن قیم: انقلب علی الراوی والأصل: ولیضع رکبتیہ قبل یدیہ

- یا ولیضع یدیہ علی رکبتیہ قبل وضع رُکبتیہ ہے
- ایک روایت میں: یعمد اَحدکم یبرک کمایبرک الجمل یعنی اس طرح مت کرو
- جو لوگ کمزور ہیں انکے لئے گنجائش ہے؛ ربناولک الحمد: سنت مؤکدہ ہے اور زیادتی مستحب ہے نوافل میں
- حین یھوی ساجداً: حین یسقط حالَ کونہ ساجداً۔
- جلسہ میں: اللھم اغفرلی کہنا: ذ: واجب؛ دیگر اَئمہ: مستحب لیکن پڑھناچاہئے اختلاف سے نکلنے کے لئے
- اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی واجبُرنی وارزقنی بھی ثابت ہے (ترمذی)
- زہری کے تین شاگرد ہیں: سفیان، معمر اور ابن جُریج تو ابن جریج نے "شقہ الأیمن" کے بجائے ساقہ کہا۔

بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ (ص111) (حدیث:806)

- سجدے کی قسمیں: 1) سجدہ صلوتیہ یا سجدہ صلبیہ؛ 2) سجدہ تلاوت؛ 3) سجدہ سھو؛ 4) سجدہ شکر (عند سم اور اسی پر فتوی ہے) جیسے مسیلمۃ کذاب کی شکست پر ابو بکرؓ نے کیا تھا؛ 5) سجدہ انابت: ھذہ إنابۃ بعد الصلوۃ فتجوز عند الشوافع وتکرہ عند الأحناف۔
- سوال: دو سجدے کیوں حالانکہ ایک ہی رکوع ہے؟

جواب: 1) ترغیماً للشیطان یعنی شیطان کو غصہ و ذلیل کرنے کے لئے کہ اسنے سجدے سے انکار کیا تھا تو اس سے بہت چھڑ تا ہے۔

2) ملائکہ کی پیروی کرتے کہ انہوں نے 2 سجدے کئے تھے۔

3) ایک سجدہ اصل اور دوسرا سجدہ شکراً التوفیق الأول

4) ایک میں اشارہ ہے: منھا خلقناکم اور دوسرے میں: وفیھا نعیدکم۔

- تجلی: ظھورُ الشیء فی المرتبۃ الثانیۃ کظھور الإنسان فی المرآۃ۔

- اشکال: اسمیں امت کی فضیلت ہوئی دوسرے انبیاء پر!؟

جواب: 1) دخول الأمۃ تبعًا والأصل ہو دخول محمد ﷺ اور اسکی آسان مثال: وزیر کا ڈرائور۔

2) انبیاء کا دخول امت پر مقدم ہے

- سعدان: افضل الطعام للإبل (cactus)؛ اس روایت میں سجدے کی فضیلت کے مواقع سجدے محفوظ ہونگے؛ مکمل سجدے میں ثواب زیادہ ملے گا؛ السجدۃ: وضع الجبھۃ مع وضع إحدی الیدین وإحدی الرکبتین اور پاؤں کی انگلیاں تھوڑی دیر کے لئے لگائے اور جو سواری پر ہے وہ ساجد نہ ہو گا بلکہ مؤمی: اشارہ کرنے والا اسلئے کہ گھٹنے لٹکے ہوئے ہیں سواری کی حالت میں۔

بَابُ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُودِ (حدیث:807)

- یبدی: ظاہر کرے گا یعنی دور رکھے گا بازو پیٹ سے اور دور رکھے گا پیٹ کو ران سے

بَابُ يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ القِبْلَةَ (حدیث:....)

- یہ بھی آداب سجود میں سے کہ پاؤں قبلے کی طرف رکھے اور یہ گزر چکا اس حیثیت سے کہ استقبال قبلہ کا ذکر تھا۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُودَ(حدیث:808)

- وعید کی طرف اشارہ اور اتمام حاصل ہو گا طمانینت سے۔
- پاؤں ملا کر رکھے ساجداً راصًّا عَقِبَیہِ اور دوسرے حضرات: فوقعت یدی علی بطن قدمیہ کے الفاظ ہیں۔
- یہ روایت شاذہ ہے اور یحیٰ بن ایوب کو بعض عادل کہتے اور بعض مجروح۔
- اگر شاذہ نہ ہو تو مطلب یہی ہے کہ راصًّا صف بنانے میں: سوّوا صفوفکم، استوُوا، اَقیموا صفوفکم اور رُصُّوا کا مطلب درمیان میں فاصلہ لیکن تھوڑا سا، تو ملانا یعنی الصاق مجازی ہے (فتاوی دار العلوم زکریا میں تفصیل ہے جو پہلے بھی گزر چکا: باب الزاق القدم بالقدم)

بَابُ السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ(حدیث:809-810-811)

- مصنفؒ نے فؒ اور دؒ کا مسلک کو اختیار کیا: 7 اعضاء پر سجدہ فرض ہے اور ہم نے وہی تعریف سجدہ میں بتایا کہ پیشانی، ایک گھٹنہ اور ایک قدم کم از کم لگنا چاہیئے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ: سجدہ 7 اعضاء پر سجدہ فرض ہے یا نہیں تو صرف فؒ اور دؒ کے یہاں فرض باقی سنت کے قائل ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ: فرقٌ بین المأمور والمفروض۔
- حتی یضع جبھتہ باستعانۃ الأعضاء الستۃ الباقیۃ تو مطابقت ہو گی ترجمۃ الباب سے

بَابُ السُّجُودِ عَلَى الأَنْفِ(حدیث:812)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اتمام السجود یکون بوضع الأنف؛ 2) یا ناک لگانا کافی عند أبی حنیفۃؒ (اسمیں تفصیل ہے)
3) أن الجبھۃ والأنف کلتیھما لازم وضعھما

- اکتفاء بالأنف لغیر المعذور جائز عند أبی حنیفۃؒ خلافاً للثلاثۃ اور انکا استدلال: جب آپ ﷺ نے جبھۃ لگانے کا ذکر کیا تو انف کی طرف اشارہ کیا۔
- کہتے ہیں کہ امام أبو حنیفۃؒ نے اس مسئلہ میں رجوع کیا جیسے تکبیر بالفارسیۃ سے رجوع کیا تو سمؒ أئمہ ثلاث کے ساتھ ہو گئے تو نتیجہ یہ ہوا کہ اکتفاء بالأنف لا یجوز إلا للمعذور؛ لا صلوۃ لمن لا یُمِسّ أنفہ الأرضَ (مستدرک حاکم میں)
- مصنفؒ کے نے کہا کہ ناک رکھنا اتنا اہم اور ضروری ہے کہ باب قائم کیا خاص طور پر، اگر کیچڑ میں ہو۔

بَابُ السُّجُودِ عَلَى الأَنْفِ، وَالسُّجُودِ عَلَى الطِّينِ(حدیث:813)

- یہ اتنا اہم ہے کہ آپ ﷺ نے کیچڑ میں بھی ناک لگایا؛
- 1) روایت سے استدلال کرتے: جبھۃ کے ساتھ ناک لگانا فرض ہے دؒ کے نزدیک۔
2) اسکو مُثلہ نہ سمجھے بلکہ ھل أنت إصبع دمیتِ وفی سبیل اللہ مالقیتِ کے قبیل سے ہے۔
ائمہ ثلاث: ناک کے لزوم کا ذکر نہیں بلکہ لگانے کا تذکرہ ہے
- معلوم ہوا کہ پورا مہینہ آپ ﷺ نے اعتکاف کیا۔

- بعض لوگ انکار کرتے اور کہتے کہ صرف ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اعتکاف فرمایاپورامہینہ توجو ایک مرتبہ آپ ﷺ نے کیاہے تم ہر وقت اسکو لے کے بیٹھے ہو!؟

جواب: آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے لیلۃ القدر بتایاجاتا لیکن ہمیں معلوم نہیں

- إنا أنزلناه في ليلة القدر اور سب کو معلوم ہے کہ صرف آخری 10 دن کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔

بَابُ عَقْدِ الثِّيَابِ وَشَدِّهَا، وَمَنْ ضَمَّ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ، إِذَا خَافَ أَنْ تَنْكَشِفَ عَوْرَتُهُ(حدیث : 814)

- ترجموالباب کا مقصد: اصل سنت تجافی العضدِ والبطن ہے لیکن اگر ستر کے کھولنے کا خوف ہو توضمّ کی شکل اختیار کرے گا اور قانون ہے کہ فرض مقدم ہے علی المسنون اور ستر عورت فرض ہے۔

- عاقدی أزرھم: یعنی "کانوا" مقدر ہو گا یاحال بنے گا و ھم یصلون عاقدی أزرھم۔

بَابُ لاَ يَكُفُّ شَعَرًا(ص **113**)(حدیث:815)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) لایکف شعرہ فی السجود أو فی الصلوۃ أو مطلقا اور جوڑا باندھنا عورتوں کے لئے نماز میں بہتر ہے (اسلئے کہ أبلغ فی التستر ہے) اور غیر صلوۃ میں جائز۔

- روایت میں ابورافع نے حسن کو دیکھا کہ اپنے زلفوں کو گردن میں باندھا تھا تو ابورافع نے کھلوایا (غرز ضفیرہ فی قفاہ فحلّھا) اور کہا کہ میں نے حضور سے سنا کہ یہ شیطان کی بیٹھے کی جگہ ہے یعنی شیطان خوش ہوتا ہے (رواہ ابوداؤد)

بَابُ لاَ يَكُفُّ ثَوْبَهُ فِي الصَّلاَةِ(حدیث:816)

- اگر کھلا ہوا کپڑا ہے تو چھوڑ دے اسکے ساتھ نہ کھیلے ورنہ ترک التواضع لازم ہو گا یعنی خشوع سے التفات، إلا یہ کہ مشکل ہو یا مجبوری ہے شدید گرمی میں مثلا پسینہ زیادہ نکل رہا ہو تو اسکو چادر سے پونچ سکتا ہے۔

بَابُ التَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ(حدیث:817)

- سجدہ اہم ہے اسی لئے تسبیح کا ذکر کیا: وأما الدعاء فی السجود فقمنٌ أن یستجاب لہ

- بتأویل: قرآن کا مطلب واضح کرتے یا مصداق واضح کرتے۔

بَابُ المُكْثِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ(حدیث:821-820-819-818)

- دٌ: مستحب جلسہ کو لمبا کرنا؛ فٌ: اگر زیادہ دیر ہو جائے تو مفسد صلوۃ ہے؛ کٌ حٌ: نہ انکار کریں گے اور نہ کریں گے

- فی الثالثۃ انتھاءً أو الرابعۃ ابتداءً

بَابُ لاَ يَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهِ فِي السُّجُودِ(حدیث:822)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: لا بمعنی نہی یا بمعنی خبر۔

- ابو حمید ساعدی کی حدیث کی تشریح ہے کہ انبساط کا مطلب افتراش۔

- ہجرت والی حدیث میں جب سراقۃ آپ ﷺ کے پیچھے لگے تو انکے گھوڑے کے 2 ہاتھ یعنی آگے کے پاؤں رکبتین تک دھنس گئے۔

بَابُ مَنِ اسْتَوَى قَاعِدًا فِي وِتْرٍ مِنْ صَلاَتِهِ ثُمَّ نَهَضَ(ص**114**)(حدیث:823)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جلسہ استراحت کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے: فؒ: ہے اور ائمہ ثلاث: نہیں ہے۔
- بعض: مصنفؒ نے شوافع کی موافقت کی اور بعض: موافقت مقصود نہیں اسلئے کہ "مَن" کا لفظ آیا یعنی انکا مسلک بیان کر رہا ہوں لیکن بہ ظاہر یہی مصنفؒ کا مسلک ہے ورنہ ص986 پر مسیء الصلوۃ کی حدیث کو یہاں ذکر کرتے!
- دلائل: 1) جو لوگ جلسہ استراحت کرتے تھے تو صحابہ کرام تعجب کی نظر سے انکو دیکھتے تھے۔

2) ابو ھریرۃؓ کی روایت میں: 4 رکعات میں 22 تکبیریں اور یہ بنتا ہے جبکہ جلسہ استراحت نہ ہو (کلما رفع وخفض)

3) حاشیہ نمبر 14: کان ینھض فی الصلوۃ علی صدور قدمیہ ولم یجلس: سند میں خالد بن ابان ضعیف ہے لیکن دوسرے روایات موجود ہیں اور شیخ البانی نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ حدیث جلسہ استراحت کے منافی نہیں۔

-جواب: 1) اسکی تفصیل ابن مسعود سے مروی ہے: کان ینھض فی الصلوۃ علی صدور قدمیہ ولم یجلس۔

2) أی ینھض من السجود علی صدور قدمیہ اور نھوض کا مطلب: الإنتقال إلی القیام: ص110 / ص108: إذا نھض من الرکعتین کبّر

3) علیؓ، عمرؓ، ابو بکرؓ وغیرہ جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔

4) مسیء الصلوۃ کی حدیث میں ص986 حتی یستوی قائمًا۔

5) ابو مالک اشعری نے اپنی قوم بیوی بچوں کو جمع کیا نماز کی تعلیم کے لئے... "فانتھض قائمًا" ص343 (مسند احمد)

6) ابو داوٗد: عباس بن سھل کی روایت ایک مجلس میں: سھل، ابو ھریرۃؓ، ابو حمید وغیرہ موجود تھے، ثم کبّر وقام ولم یتورک ص102۔

7) صلوۃ عبادت ہے استراحت کے لئے نہیں، وہ ضرورت کے درجے میں۔

-مالک بن حویریث 20 دن کے مہمان تھے اور جلسہ استراحت کو دیکھا تو وہ محمول حالت کبر پر۔

-لا تبادرونی فی الرکوع والسجود فإنی قد بدنت تو کمزوری یا بڑھاپے کی وجہ سے تھا۔

-یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے مالک کو ہر قسم کی نماز سکھائی تو ابن مسعودؓ وغیرہ نے صلوۃ معتادۃ عامۃ کا ذکر کیا اور مالک کو آپ ﷺ نے معذورین کا طریقہ بھی بتایا۔

بَابٌ: كَيْفَ يَعْتَمِدُ عَلَى الأَرْضِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ؟(حدیث:824)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) زمین پر اعتماد کی کیا کیفیت ہوگی؟ تو یہاں اسکا بیان ہے۔

2) اختلاف کو بیان کرنا: فؒ: اعتماد بالید علی الأرض ہے؛ احناف: اعتماد علی الرکبتین ہے۔

1)-ابو داوٗد: کہ آپ ﷺ إذا نھض، نھض علی صدور قدمیہ ویعتمد علی فخذیہ

2)- علیؓ: من سنۃ الصلوۃ المکتوبۃ إذا رفع من السجدۃ أن لا یعتمد علی الأرض

3)-ابن عمرؓ: نھی رسول اللہ ﷺ أن یعتمد الرجل علی یدیہ (رواہ ابو داوٗد وسکت عنہ) اسکی سند میں محمد بن عبد الملک ہے مختلف فیہ راوی ہے۔

-حدیث میں اعتماد علی الأرض کا ذکر ہے لیکن کیفیت نہیں تو موافقت کیا ہے ترجمۃ الباب سے۔

-اشکال: مصنفؒ نے جو حدیث ذکر کی ہے اسمیں اعتماد علی الأرض کا ذکر ہے اور کیفیت کا ذکر نہیں!؟

جواب: 1) کیف کبھی اختلاف کی طرف اشارہ کے لئے ہے تو اختلاف بیان کرنا مقصود ہے۔

2) الجلوس ثم الاعتماد علی الأرض ثم القیام یہ کیفیت ہوگی۔

3) الکیفیۃ: الاعتماد عن الجلوس لا عن السجود۔

-مالک بن الحویرث کی حدیث کا جواب: ممکن ہے کہ حضور بیمار تھے یا تعب ہو یا ممکن ہے کہ کیفیت غیر معتادۃ کو بتلایا۔

-ایوب سختیانی تابعی: مالک بن حوریث نے اسی نماز پڑھائی جو ہمارے شیخ (عمرو بن سلمۃ) نے پڑھائی اور وہ اعتماد علی الأرض کرتے تھے اور شیخ معمر ہونے کے معنے مین ہونگے اس زمانے میں یعنی شیخ بمعنی پڑھاپہ۔ اور یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ مثل صلاۃ الصحابۃ عامۃ نہیں فرمایا بلکہ مثل صلوۃ شیخنا ہذا یعنی عمرو بن سلمۃ فرمایا۔

بَابُ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ (حدیث:826-825)

- کؒ کی تردید جو کہتے کہ تیسری رکعت میں تکبیر افتتاح تو بتایا کہ تکبیر انتقالیہ یہی ہے۔

بَابُ سُنَّةِ الجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ (حدیث:828-827)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) تشہد میں بیٹھنے کا کیا طریقہ ہے؟ 2) اختلاف کی طرف اشارہ: کؒ: تورک مطلقًا؛ حؒ: افتراش مطلقًا

فؒ: افتراش اور تورک قید سلامیہ کے ساتھ تفرق الأولی بالثانیۃ

دؒ: سلامیہ اور ثانیہ مین ہو تو تورک ہے ورنہ نہیں ہے اور فجر میں افتراش ہے۔

أم الدرداء: کؒ فؒ: فرق نہیں مرد اور عورت کی نماز میں فرق نہیں؛ حؒ اور دؒ: فرق ہے۔

أم الدرداء ایک صحابیہ ہے: خیرہ بنت أبي............ اور ایک تابعیہ جنکا نام هُجیمہ تو یہاں بہ ظاہر صحابیہ مراد ہے اور اگر تابعیہ ہے تو وہ حجت نہیں صحابی پر تو حجت تمام نہیں۔

- دلائل: 1) ابن عباسؓ سے سوال ہوا تو فرمایا تجتمع و تحتفزن
- 2) عطاء بن ابی رباح: إن المرأۃ لیست فی ذلک کالرجل و کرہ ذلک۔
- 3) کرہ مجاھدؒ أن یضع الرجل بطنہ علی فخذیہ کما تفعلہ المرأۃ۔
- 4) حدیث: إذا جلست المرأۃ فی الصلوۃ وضعت فخذھا علی فخذھا اور جب سجدہ کرے تو الصقت بطنھا بفخذھا کاستر ما یکون لھا فإن اللہ ینظر إلیھا و یقول یا ملائکتی اشھدوا فإنی غفرت لھا۔
- 5) ابن عباس سے سوال کیا گیا تو پہلے فرمایا کہ یتربعن پھر حکم ہوا أن یحتفزن أی یتورکن
- 6) حضرت علیؓ: إذا صلت المرأۃ فلتحتفز و لتضمّ فخذیھا
- 7) علیؓ: مر النبی علیہ السلام علی امرأتین تصلیان فقال إذا سجد تما فضُمّا (فتاوی دار العلوم زکریا میں بقدر ضرورت تفصیل مذکور ہے)
- تورک کے تین طریقہ ہیں: 1) سرین پر بیٹھنا اور بائیں پاؤں کو ڈباتے دائیں پیر کے نیچے۔

2) افتراش: اور دائیں پیر کو کھڑا کر دے اور بائیں پاؤں کو نکالے دائیں پاؤں کے نیچے

3) مقعد پر بیٹھے اور دونوں پاؤں کو نکالے (اکثر شافعیہ کا اسی پر عمل ہے)

-افتراش کے دلائل: 1) حاشیہ نمبر 10 اور مسلم کی روایت میں بھی ہے۔

2) مسلم کی روایت: عائشہؓ سے مروی: کان النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یقول فی کل رکعتین التحیات وکان یفرش رجلہ الیسری وینصب رجلہ الیمنی وکان یختم الصلوۃ بالتسلیم۔

3) ابو حمید ساعدی کی روایت ہے جو اضطراب سے خالی ہے: فلیح عن عباس عن ابی حمید: حتی فرغ ثم جلس فافترش رجلہ الیسری۔ (ابو داؤد کی روایت)

-اشکال: اِن رجلای لا تحملانی (یہود نے چھت سے گرائے تھے تو پاؤں کے جوڑ ہٹ گئے تھے): یہ جملہ بہ ظاہر صحیح نہیں ہے کیونکہ اِنّ کی وجہ سے رِجلَیَّ ہونا چاہئے؟!

جواب: 1) نہر میں دوسرا نسخہ ہے جو صحیح ہے تو اس پر کوئی اشکال نہیں۔

2) اسمیں ضمیر الشان مقدر ہے تو اِن مخففہ ہوگا یا اِنّ ہذان من مقدر ہے۔

-حدیث 828: محمد بن عمرو بن عطاء مدار السند ہے اور انکی ولادت 40ھ یا 38ھ ہے۔

سلمان فارسیؓ کی وفات 34ھ ہے، ایک ابو حمید ساعدی جن کی ولادت 30ھ ہے اور ابو قتادۃ کی وفات 40ھ ہے اور عمار کی وفات 38ھ ہے تو یہ حضرات جو مذکور ہیں اور جو کہتے ہیں کہ مجلس میں حاضر تھے تو انکی ملاقات ممکن نہیں ہے تو مجلس لگانا تو دور کی بات ہے۔

سمرۃ بن جندبؓ: اِن النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نھی عن التورک والاِقعاء اور آنے والی حدیث میں تورک کا ذکر ہے؛ فقارۃ: عظم الظہر۔

تو احناف اسپر کلام کرتے: 1) یہ روایت مضطرب ہے: محمد بن عمرو کی ملاقات ممکن نہیں

2) دوسرا اضطراب یہ ہے کہ آخر میں تورک ہے یا افتراش؟ (ابو داؤد کی روایت میں افتراش ہے مطلقا اور یہ اصح ہے)۔

3) اسکی دوسری سند میں عبد الحمید بن جعفر ہے: طحاوی اور ابن قطان اور شعبی کہتے کہ محمد بن عمرو کا سماع ابو حمید سے ثابت نہیں ہے۔

4) دوسری روایت میں محمد بن عمرو بن عطاء عن رجل عن اَبی حمید ہے تو رجل مجہول ہے

5) ایک اور روایت میں محمد بن عمرو عن عباس بن سھل عن اَبی حمید ہے

6) ایک اور روایت میں محمد بن عمرو بن عطاف عن ابی حمید

-ابو داؤد کی روایت کی سند میں جو فُلیح عباس بن سھل سے اور وہ اَبو حمید سے روایت کرتے ہیں تو اسمیں وہ تمام اضطراب نہین اور بالکل صحیح ہے اور فلیح متفرد نہیں اسلئے کہ اسکے متابع موجود ہے: عتبہ اور حسن بن حُرّ اور اس زروایت میں افتراش الیسری ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ التَّشَهُّدَ الأَوَّلَ وَاجِبًا لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَرْجِعْ»(ص114)(حديث:829)

- واجبًا کا مطلب فرضًا؛ احناف کے نزدیک 2 التحیات واجب اگرچہ قعدوں میں فرق ہے: پہلا قعدہ واجب اور دوسرا فرض۔
- کؒ: دونوں قعدوں میں سنت مؤکدہ لیکن انکے نزدیک سنت مؤکدہ چھوٹنے سے سجدہ سھو لازم ہے۔
- فؒ دؒ: پہلا تشہد واجب اور دوسرا فرض
- ترجمۃ الباب کا مقصد: کؒ کی تردید جو تشہد اَول کو سنت سمجھتے؛ ص58 پر ثم یسلم ثم یسجد سجدتین
- معلوم ہوا کہ 2 سجدہ سھو کافی ہے اگرچہ متعدد واجبات چھوٹ گئی ہو اسلئے کہ قعدہ اور تشہد دو واجب چھوٹ گئی تھی

بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الأُولَى(ص115)(حدیث:830)

- پہلے اور یہ میں کیا فرق؟ پہلے میں فرضیت کی نفی ہے اور یہاں میں وجوب کا اثبات ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: پہلے تشہد میں دعاء نہیں ہے اور دوسرے میں ہے۔

بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الآخِرَةِ(حدیث:831)

- فؒ: تشہد فرض ہے؛ احناف: آخری قعدہ فرض اور تشہد واجب؛ ابن عبد البرؒ نے تمہید میں لکھا: رکوع سجدہ قیام قعدہ اخیرہ سب کا اتفاق ہے کہ فرض ہے؛ یہاں تشہد مذکور ہے احناف اور حنابلہ کے موافق
- کؒ: وہ روایت جو موقوفًا ہے علی اور عمرؓ سے جسمیں عطف؛ فؒ: وہ روایت جو ابن عباسؓ پر موقوف ہے اور جسمیں عطف نہیں
- یہ تشہد: 1) اصح مافی الباب ہے؛ 2) متفق علیہ؛ 3) فلیقل: امر ہے؛ 4) اسمیں "ال" یعنی السلام؛ 5) یہ منقول بأخذ الید ہے؛ 6) اسمیں واوین یعنی والصلوات والطیبات ہے اسی لئے ابو یوسف سے کسی نے پوچھا بواوٍ اَو بواوین تو فرمایا بواوین
- ایک روایت میں والسلام علی اللہ بھی ہے فقال فی جواب من قال السلام علی اللہ: إن اللہ ھو السلام
- السلام علیک: یہ خطاب حاضر فی القلب؛ بعض کہتے کہ حکایت مافی المعراج کہ اللہ نے فرمایا تھا۔
- عباد اللہ الصالحین: فرشتے

بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلاَمِ(حدیث:834-833-832)

- اشکال: دعاء سے پہلے صلوۃ ہے، آپ ﷺ پر تو کیوں چھوڑ دیا یہ اہم چیز ہے! اگر کہے کہ مصنفؒ کے پاس صلوۃ علی النبی کی حدیث نہیں تو جواب ہے کہ کتاب الدعوات میں ہے تو پھر کیوں ذکر نہیں کیا؟
- فؒ: صلوۃ یعنی درود نماز میں فرض ہے اور باقی حضرات: سنت ہے اور صلوا علیہ وسلموا تسلیمًا کے بارے مختلف اقوال ہے:
- امام کرخیؒ: فرض فی الحیاۃ مرۃً؛ امام طحاوی: کلما ذکر اسمُہ؛ مجلس میں بار بار ہو تو ایک مرتبہ کافی ہے
- جواب: 1) فرضیت کی نفی کے لئے صلوۃ کا باب کا تذکرہ نہیں کیا (لا یصح) ذکر ممکن ہوتا ہے بغیر وجوب یا فرض کا لفظ اور سنت کا لفظ لگا سکتے تھے۔ 2) مفتی محمودؒ: مصنفؒ نے چونکہ تراجم الأبواب ریاض الجنۃ میں لکھا مدینہ منورہ میں روضہ مبارک کے پاس تو رعب کی وجہ سے نہیں لکھا۔

3) مفتی رضاء الحق: مصنف کی یہ عادت ہے کہ جو چیز اور جو عبادت خاص نہ ہو تو اس عبادت کو ذکر نہیں کرتے

مثال: مسواک کی حدیث مصنف کے پاس تھی لیکن مسواک کے باب میں نہیں ذکر کیا لیکن وضوء کے باب میں ذکر کیا تو یہاں بھی وہی کام کیا یعنی ذکر نہیں کیا بتلانے کے لئے کہ صرف نماز میں نہیں اور پھر چھٹی بلکہ ہر دعاء سے پہلے، گویا اسکی تعمیم بتلانے کے لئے ذکر نہ کیا ہو۔

مولانا بنوریؒ کہتے تھے: اگر شاہ صاحب موجود ہوتے تو ہم یہ مسئلہ پوچھتے ان سے (اور یہ بات کہتے اس بات کو بتلانے کے لئے کہ اپنے استاد سے کوئی مستغنی نہیں ہوتا ہے)۔

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) محل دعاء کا بیان: قبل السلام یا یہ کہ دعاء پوری صلوۃ ہے ص937 پر جلد2 دعاء مذکور ہے۔

2)اھمیۃ الدعاء: حدیث: أی الدعاء أسمع: فی جوف اللیل وخلف الصلوات المکتوبۃ

آپ ﷺ فرماتے تھے نماز کے بعد: اللھم إنی أسألک علمانافعا...............اللھم لامانع لما أعطیت

" إِنَّ اللهَ لَيَسْتَحِي أَنْ يَبْسُطَ الْعَبْدُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ يَسْأَلُهُ فِيهِمَا خَيْرًا، فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ "

إذا مد يديه في الدعاء يسمع بهما على وجهه

إذا سألتم الله فاسألوه ببطن أكفكم

إن رسول الله ﷺ رفع يديه بعد ما سلّم وهو مستقبل القبلة وقال اللهم أنج الوليد بن الوليد قد أجيبت دعوتكما...

ابن زبیرؓ ایک شخص..................ہاتھوں کو اٹھایا قبل أن یفرغ من.......

ان النبی ﷺ کان لایرفع یدیہ قبل أن یفرغ (ترمذی)

عن الفضل بن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصلاة مثنى مثنى، تشهد في كل ركعتين، وتخشع، وتضرع، وتمسكن، وتقنع يديك، يقول: ترفعهما إلى ربك، مستقبلا ببطونهما وجهك، وتقول: يا رب يا رب، ومن لم يفعل ذلك فهو كذا وكذا.(ترمذی385)

- ان روایات سے پتہ چلتاہے کہ دعا بھی ہے اور بعد الصلوات بھی ہے
- لایجتمع قوم یدعو بعضھم............
- سعدؓ اور عبد اللہ بن جحشؓ: احد سے پہلے دونوں بیٹھے تھے تو ایک دوسرے نے دعاء کی اور امین بھی کہے
- درود اگر زور سے پڑھے اور دوسرے آمین کہے تو آمین درود ہے یا نہیں؟

  شوافع کی کتاب میں (مغنی المحتاج) ہے کہ درود ہے۔
- مسیح کا نام عیسیٰ اور دجال دونوں کے لئے آتا ہے تو کیا فرق ہے؟

  جواب: عیسیٰؑ: 1) کان ممسوحا بالدھن؛ 2) کان یمسح المریض؛ 3) کان یمسح الأرض للتبلیغ

  4) کان ممسوحا بالخیر؛ کثیر سیاحت والے

  اور دجال: 1) ممسوح بالشر؛ یا 2) ممسوح العین؛ 3) یمسح فی الأرض لنشر الشر

  دجل: باطل اور حق کو ملانا؛ یا تلبیس واشتباہ ڈالنا۔
- فتنۃ الممات: 1) موت کے وقت آدمی گمراہ ہوجائے؛ 2) مرنے کے بعد فتنہ پیدا ہوجائے؛ 3) عذاب قبر۔
- مغرم: 1) تاوان؛ 2) دین: جھوٹ اور بوجھ ہے
- قال محمد بن یوسف: یہاں مصنفؒ اپنے تلمیذ سے نقل کرتے
- من عندک: بغیر استحقاق کے میری مغفرت فرمائے یا اپنی طرف سے مغفرت یعنی جو مغفرت آپکی ذات کے لائق ہو

  مثال: ایک بادشاہ ایک فقیر کو پیسے دے فقیر کی شان کے مطابق تو 1000 دے گا اور اگر بادشاہ اپنی حیثیت کے مطابق دے تو 20000 دے گا۔

بَابُ مَا يُتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ(حدیث:835)

- ماینخیر سے بتلایا کہ وہ دعاء دوابو بکرؓ کو بتایالازم نہیں اگرچہ اسمیں علمنی: امر کاصیغہ ہے۔
- بعض حنابلہ کا رد ہے: یجب التعوذ من ہذہ الأمور الأربعۃ
- السلام علیک سے جو بریلوی استدلال کرتے صحیح نہیں!
- 1)"ک" خطاب اسلئے کہ یہ حکایت کی نقل ہے مراد قال اللہ تعالی: "السلام علیک أیھا النبی" لیکن شامی نے تردید کی اور کہا کہ یہ انشاء ہے (یااپنی طرف سے کہا ہے)
- 2)حاضر فی القلب کے لئے مثال: ان بفراقک یاإبراھیم لمحزون یاصفیہؓ نے آپ ﷺ کی وفات لأر کہا تھا: الا یارسول اللہ کنت رجاءنا وکنت بنابرّاولم تک جافیًاتو یہاں خطاب حاضر فی القلب کو ہے یعنی اظہار افسوس کے لئے۔
- اگرچہ عروۃ نے صفیہ کو نہیں پایا: خيالك في عيني وذكرك في فمي ... ومثواك في قلبي فأين تغيب؟
- 3) آپ ﷺ کو سلام ہے اسلئے کہ وہ حاضر ہے اگر قریب ہو اور اگر دور ہو تو فرشتے پہنچاتے ہیں جیسے لفظ اُبلغتہ فرمایا آپ ﷺ نے توجب فرشتے پہنچائیں گے تو حضور کے پاس آکر کہیں گے توان کے لئے صحیح۔
- دعاء قضاء الحاجۃ میں رفع یدین ہے اور دعاء العمل میں رفع یدین نہیں مثلاً مسجد سے یا بیت سے یا بیت الخلاء سے یا سوق کی دعاء...

بَابُ مَنْ لَمْ يَمْسَحْ جَبْهَتَهُ وَأَنْفَهُ حَتَّى صَلَّى...(حدیث:836)

- تشہد کے وقت پیشانی اور ناک کو صاف نہ کرے بلکہ غایت تواضع کی دلیل ہے اگرچہ عمل قلیل سے زائل ہو سکتا ہے۔
- رأیتُ رسول اللہ (الحدیث) ؛ جب ابتداء حسن ہے تو انتہاء بھی حسن ہونا چاہئے۔

بَابُ التَّسْلِيمِ(حدیث:837)

- ائمہ ثلاث: سلام فرض ہے؛ ح: واجب اور دونوں سلام؛ ابن ہمام: پہلا واجب اور دوسرا سنت ہے۔ اور دلیل: تحریمھا التکبیر وتحلیلھا التسلیم۔
- احناف: 1) یہ خبر واحد ہے! چنانچہ اس سے فرضیت ثابت نہیں ہو سکتی۔

2): عبد اللہ بن محمد بن عقیل کو ضعیف کہا طبقات ابن سعد میں لیکن سب کا اتفاق ہے کہ تحلیل تسلیم ہی سے ہو گا۔

-تو 2 قسم کی احادیث ہیں: 1) تحلیلھا التسلیم اور 2) إذا قلت هذا (تشہد) أو فعلت هذا (قعود) فقد تمت صلوتک یعنی أدّیتَ ماعلیک

؛ مثال: حلق فی الحج لازمٌ ولکن خارجٌ عن الإحرام لأنہ ینافی الإحرام تو اسی طرح تسلیم واجب ہے لیکن وہ خارج صلوۃ ہے اسلئے کہ وہ اسکے منافی۔

- قوم: رجال کو کہتے ہیں اور نساء تبعًا اسمیں داخل ہو گا: الذین یقومون بالأمور وحاجاتھم وحاجات النساء۔

بَابُ يُسَلِّمُ حِينَ يُسَلِّمُ الإِمَامُ (ص116)(حدیث:838)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) امام کؒ کی تردید کہ مقارنت مفسد الصلوۃ ہے۔

2) اور امام فؒ کی تردید ہے کہ ان کے نزدیک معاقبت ہے نہ کہ مقارنت، انکے نزدیک مقارنت مکروہ ہے اور احناف کے نزدیک: سلام میں اصل مقارنت ہے لیکن چونکہ تقدیم علی الإمام کا خوف ہے اسلئے تاخیر کرے کچھ۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ رَدَّ السَّلاَمِ عَلَى الإِمَامِ وَاكْتَفَى بِتَسْلِيمِ الصَّلاَةِ(حدیث:840-839)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)اگر کوئی کسی پر سلام کی نیت نہ کرے یمین یا شمال یا امام کے پیچھے تو تحویل کافی ہے یعنی إذالم ینو السلام علی أحد فلا حرج لأن ہذا اسلام التحلیل لا سلام التحیۃ اگر چہ بہتر تو یہی ہے کہ نیت کرے دائیں بائیں سلام پھیرتے وقت۔

2)بعض کے نزدیک: امام کؒ کی تردید جو 3 سلام کے قائل ہیں یعنی دائیں بائیں اور امام کو۔

3)من لم یرد السلام فلا حرج چونکہ یہ سلام تحلیل ہے نہ کہ سلام ملاقات

تو سلام کی دو قسمیں:1)سلام تحلیل اور 2)سلام ملاقات تو دونوں میں کیا فرق ہے؟

جواب:1)سلام تحلیل میں اخفاء ہے اور سلام ملاقات میں جہر ہے

2)سلام ملاقات میں جواب دیناواجب ہے یعنی وعلیکم السلام نہ کہ سلام تحلیل میں

3)اگر یہ سلام ملاقات ہوتا تو جب امام السلام علیکم کہتے تو ہمیں اسکو دیکھ کر جواب دیناتھا وعلیکم السلام۔

4)سلام تحلیل واجب ہے اور سلام ملاقات سنت ہے۔

-اشتدؔ کا لفظ آیا اسمیں تضمین ہے: إذاارتفع تو اسمیں شدت پائی یعنی ارتفعت الشمس حالَ کونہاشدیدۃً اشتدت الشمس حال کونھا مرتفعۃً

- وافق سلامُنا سلامَہ لیکن تقدم کے اندیشہ سے عقبت کو اختیار کیا۔

بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلاَةِ(حدیث:844-843-842-841)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)ذکر سنن مؤکدہ سے پہلے ہونا چاہئے؛ فقھاء کہتے کہ سنن راتبہ کے بعد۔

- مصنفؒ:بعد الصلوۃ المفروضۃ اور یہی زیادہ مناسب ہے کہ صحابہؓ.........

2)علامہ ابن تیمیہ کی تردید کہ دعا نماز کا جزء ہے تو معلوم ہوا کہ الگ ہے اسلئے بعد السلام ہے یعنی فی دبر الصلوات المکتوبۃ جو روایت آئی تو وہ استدلال کرتے کہ دبُر جزء ہے صلوۃ کا جیسے دعاء۔

3)الفصل بالدعاء جائز بین الفرض والسنۃ

-ائمہ اربعہ: ذکر بالجھر بعد الصلوۃ نہیں اور یہاں جھراً ہے۔

-تاویلات:1)یہ تعلیمًا تھا؛ 2)ذکر سے مراد اللہ أکبر(دشمن کو ڈرانے کے لئے میدان جنگ میں)

3)جبتک تکبیر سنتے تو نماز جاری ہونے کی علامت تھی اور جب ختم ہوا تو ختم(ہذا الایصح)فراغت کے بعد تکبیر ہوتی تھی

سب سے اچھا جواب:4)یہ منٰی پر محمول ہے، نماز کی بعد تلبیہ اور تکبیر لوگ سنتے تھے یہ ذکر وقتی أیام النحر جو أیام تشریق سے عبارت ہے۔

کان علی عھد النبی ﷺ : جمہور کے نزدیک یہ مرفوع کے حکم میں ہے اور بعض کہتے کہ اگر آپ ﷺ کو علم ہوا تب مرفوع

- عمرو شاگرد اور ابو معبد استاد ہے اور مسلم میں ابو معبد نے انکار کیا اپنے تلمیذ پر: ماحدثتک

- سوال: تو انکار کا کیا مطلب ہے؟

جواب:1)انکار نسیان: لا أتذکّر(تو حجت ہوگا)؛ 2)انکار تکذیب: تم جھوٹے ہو(حجت نہیں)؛ 3)انکار توقف(تو اس صورت میں تلمیذ کا کہنا حجت ہے)؛4)انکار تحدیث(ابن حجرؒ: مقبول ہے، محمول ہے استاد کی نسیان پر، ابن صلاح: مقبول نہیں)

- ایک لاکھ سے زیادہ کا مجمع تھا اور ابن عباسؓ آخری صفوف میں ہوتے تھے تو تکبیر کی آواز سن لیتے تھے؛ مصنف نے اشارہ کیا کہ حدیث بالکل صحیح ہے۔
- دَثَرٌ: المال العظیم (ج) دُثُورٌ اور فقراء حسد نہیں کرتے بلکہ غبطۃ۔
- من سبقکم زمانًا أو مرتبۃً: یہاں خلفَ کل صلوۃٍ نہ کہ دُبُر تو احتمال نہیں ہے کہ نماز کا جزء ہے۔
- معلوم ہوا کہ تسبیحات فاطمیہ آپ ﷺ نے فقراء کو بتائی اور غناء میں دخل ہے اور وہاں خادمہ کے مسئلہ میں بتایا تو وہاں میں بھی غنا دخل ہے تو یہاں 2 فریق ہیں: 1) 33/33/34 اور 2) 33/33/33 تو اسی سے....
- غنا افضل ہے یا فقیری؟ بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ غنا افضل ہے اسلئے کہ فقیر والا کام بھی کرتا ہے اور مزید جیسے اس حدیث سے معلوم ہوا۔ جواب: 1) غنا افضل (لایفھم) اسلئے کہ حدیث میں ہے فقیر صابر افضل ہے غنی شاکر سے۔

2) فقیر افضل اسلئے کہ آپ ﷺ نے فقر کو اختیار کیا: اللھم أحینی مسکینا

3) کفاف افضل ہے: آپ ﷺ: اللہ نے مجھ پر پیشی کی کہ مکہ کے کنکریوں کو تیرے لئے سونا بنادے، لیکن انکار کیا

4) توقف: فقراء، اغنیاء سے 500 سال پہلے داخل ہونگے جنت میں

5) ھذا یختلف باختلاف الرجال والأشخاص یعنی بعض لوگوں کے لئے غنا افضل ہے کہ وہ رشتہ داروں پر اور فقیروں پر وغیرہ پر خرچ کرتے ہیں اور بعض کے لئے فقیری بہتر ہے جو شکر گزار ہوتے اور نہ ہاتھ پھلاتے اور نہ کسی سے شکایت کرتے۔

آپ ﷺ نے بھی فقر کی زندگی کو اختیار کیا: -اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا اور اللہم أحینی مسکینا وأمتنی مسکینًا

-اطلبونی فی ضعفائکم

-ما أوحی إلی أن أجمع المال وأکون من التاجرین بل أوحی إلی أن سبح بحمد ربک وکن من الساجدین

-ابن ماجہ میں: واحشرنی فی زمرۃ المساکین (سند ضعیف ہے)۔

-سعدیؒ نے واقعہ لکھا: موسیٰؑ ایک فقیر کے پاس سے گزرے جو سوال کر رہا تھا تو دعاء کی موسیٰؑ نے کہ وہ مالدار بنے پھر اس سے اگلے سال وہی راستے سے گزرے تو لوگوں نے ایک شخص کو پکڑا تھا جسنے ایک آدمی کو قتل کیا تھا یا لڑائی کی تو موسیٰؑ نے پوچھا یہ کیا ہوا؟ تو لوگوں نے بتایا کہ وہ فقیر تھا، اور پھر مالدار ہوا تو اس کے اندر مستی آئی تو موسیٰؑ نے کہا یا اللہ اسکے لئے فقیری ہی بہتر تھی۔

- 34 پر زیادتی جائز ہے؟ 1) لایزاد علی المنصوص؛ مثال: تالا کھلنا ہے اس چابی سے جو 3 دانت ہو تو اگر 4 دانت بنائے تو نہیں کھلے گا۔ دوسری مثال: ڈاکٹر نے ایک گولی لینے کو تجویز کیا تو اس سے زیادہ نہیں لیا جائے گا۔ اگر آپ 10 گولیاں لیں گے تو کیا ہوگا؟!

2) زیادہ جائز ہے اسلئے کہ یہ حسنہ ہے اور من جاء بالحسنۃ فلہ عشر أمثالھا

حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے دیکھا خواب میں کہ وہ 25/25/25 مرتبہ پڑھ رہا تسبیح اور 25 مرتبہ لا إلہ إلا اللہ تو آپ ﷺ نے برقرار رکھا تو تطبیق یوں ہوگی کہ اگر سنت سمجھ کر زیادتی کرے تو ناجائز ہے اور اگر سنت سمجھتے ہوئے کبھی زیادتی ہو جائے تو ٹھیک ہے۔

ولا ینفع ذالجدِّ منک الجد: 1) اور عظمت والے کے لئے نافع نہیں اسکی عظمت یا اسکی قسمت مفید نہیں بلکہ اللہ کے فضل مفید ہے

2) یا جدٌّ کے معنی غِنًا، غنا والے کو غنا فائدہ نہیں دیتا بلکہ اللہ تعالی کا فضل اور عمل صالح نفع دیتا ہے

3) یا نسب باپ دادا فائدہ نہیں دیتا بلکہ اللہ تعالی کا فضل اور عمل صالح نفع دیتا ہے

4)یا شرافت فائدہ نہیں دیتا بلکہ اللہ تعالی کا فضل اور عمل صالح نفع دیتا ہے
جِدٌّ: کوشش اور محنت مفید نہ ہو جبتک اللہ تعالی کا فضل اور عمل صالح شامل حال نہ ہو
- "مِنْ" 1)ابتدائیہ جو آپکی طرف سے آئی
2)عوضیہ یابدل: لاینفع الغنائی عوضک (منک) (حاشیہ نمبر 3 میں شعر: کاش ہمارے لئے زمزم کے پانی کے بدلے میں وہ مشروب ہوتا جو ٹھنڈا کیا گیا اور طہیان پر رات گزاری؛ طہیان: ٹھنڈا کرنے کا برتن)
-ابن حزم کا مسلک: اب بھی تکبیر وغیرہ جھراً کرسکتے بعد الصلوۃ

بَابُ يَسْتَقْبِلُ الإِمَامُ النَّاسَ إِذَا سَلَّمَ(ص117)(حدیث:845-846-847)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)امام لوگوں کی طرف منہ کرے گا یعنی متوجہ ہو گا جب سلام پھیر دے یعنی نماز کے بعد تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ نماز ختم ہو گئی؛ استقبال الناس فی جمیع الصلوات۔
2)اماک مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے؛ فقہاء: اگر سامنے مسبوق نہ ہو تو لوگوں کا استقبال کرے گا
3)أقبل بوجھہ: صبح کی نماز پڑھ کر آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔
-1)المتانۃ فی شرح الخزانۃ میں لکھا کہ امام تمام نمازوں کے بعد لوگوں کی طرف منہ کرے گا اور مصنفؒ نے یہی قول کو اختیار کیا۔
2)امام شمال کی طرف سے یمین تک آجائے: حدیث: ہم پسند کرتے کہ ہم یمین پر بیٹھے تا کہ آپ ﷺ متوجہ ہو جائے ہماری طرف
3)امام متوجہ إلی القبلۃ رہے پھر سنت پڑھے: حدیث: إن رسول اللہ ﷺ رفع یدیہ بعد ما سلم مستقبل القبلۃ (لیکن سند میں علی بن زید بن جدعان ہے جو بہت ضعیف راوی ہے یا محمول ہے منفرد پر یا احیاناً پر یا اس نماز پر جسکے بعد سنت ہو)
اکابر کا طریقہ جو چلا آرہا ہے: جس نماز کے بعد سنت نہیں تو متوجہ إلی الناس یا منحرفاً إلی الیمین اور جسکے بعد سنت ہے تو متوجہ إلی القبلۃ رہے۔
- لوگوں کی طرف متوجہ کی حکمت: 1)علامت انتھاء الصلوۃ
2)استقبال القبلۃ حق الإمامۃ اور اب حقوق الناس شروع اور استدبار الناس حق الصلوۃ ہے تو جب صلوۃ ختم تو پھر جائے
3)اجتناب عن التکبر
بہتر تو یہی ہے کہ سنت اپنے گھر جا کر پڑھ لے
-ابن مسعودؓ: لایجعل أحدکم للشیطان شیئًا من صلوتہ یُری أن حقًّا علیہ أن ینصرف علی یمینہ
-إثْرٌ یا أثر: خلفٌ؛ سماء سے مراد بارش
-مؤمن: جو اللہ یعنی توحید کو مانتا ہے اور کافر: ناشکری کرنا یعنی اسباب کو مانتا ہے لیکن مسبب الأسباب کو نہیں مانتا
-نوءٌ: 28 ستارے جنمیں سے کچھ طلوع ہوتے مشرق پر اور بعض مغرب پر غروب ہوتے ہیں۔

بَابُ مُكْثِ الإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ السَّلاَمِ(حدیث:849-848)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)امام کا چلا جانا ضروری نہیں ہے؛
2)تبدیل مکان الصلوۃ مندوب لا سنۃً ولا واجبًا؛ 3)استقبال المقتدین لا یلزم

-جگہ تبدیل کرنے کے بارے میں:لفظه عند أبي داود أيعجز أحدكم أن يتقدم أو يتأخر أو عن يمينه أو عن شماله في الصلاة ولابن ماجه إذا صلى أحدكم زاد أبو داود يعني في السبحة وللبيهقي إذا أراد أحدكم أن يتطوع بعد الفريضة فليتقدم الحديث قوله ولم يصح هو كلام البخاري وذلك لضعف إسناده واضطرابه تفرد به ليث بن أبي سليم وهو ضعيف واختلف عليه فيه وقد ذكر البخاري الاختلاف فيه في تاريخه وقال لم يثبت هذا الحديث وفي الباب عن المغيرة بن شعبة مرفوعا أيضا بلفظ لا يصلي الإمام في الموضع الذي صلى فيه حتى يتحول رواه أبو داود وإسناده منقطع وروى بن أبي شيبة بإسناد حسن عن علي قال من السنة أن لا يتطوع الإمام حتى يتحول من مكانه وحكى بن قدامة في المغني عن أحمد أنه كره ذلك وقال لا أعرفه عن غير علي فكأنه لم يثبت عنده حديث أبي هريرة ولا المغيرة وكان المعنى في كراهة ذلك خشية التباس النافلة بالفريضة وفي مسلم عن السائب بن يزيد أنه صلى مع معاوية الجمعة فتنفل بعدها فقال له معاوية إذا صليت الجمعة فلا تصلها بصلاة حتى تتكلم أو تخرج فإن النبي صلى الله عليه وسلم أمرنا بذلك ففي هذا إرشاد إلى طريق الأمن من الالتباس وعليه تحمل الأحاديث المذكورة.(فتح الباری) اور حاشیہ نمبر9ص117۔

لم یصح یعنی تفرد بہ لیث بن أبی سلیم یعنی سند پر کلام

- ھنڈ:اونٹوں کی جماعت اور ریوڑ، خدمت کرنے والی، بوجھ اٹھانے والی۔
- مکث الإمام:1)نماز کے لئے،2)دعاء کے لئے،3)ذکر کے لئے،4)تعلیم و تلقین کے لئے۔
- بعض روایات میں ھند کے ساتھ القرشیۃ اور بعض کے ساتھ الفراسیۃ ہے تو بعض نے کہا کہ اصل الفراسیۃ لیکن تصحیف ہوئی(ہذا الاصح) اصل:یہ ہے کہ بنو فراس قریش کا ایک چھوٹا قبیلہ تو بعض نے بڑے قبیلے سے اور بعض نے چھوٹے قبیلے کی طرف نسبت کی۔

بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ، فَذَكَرَ حَاجَةً فَتَخَطَّاهُمْ(حدیث:851)

- 1)ماقبل مکث ٹھہرنا لازم نہیں اگر ضرورت ہو؛ چلانگ:اوپر سے گزرنا
2)بجواز التخطی لإجل الضرورۃ لیکن ایذاء نہ ہو؛ 3)کوئی مبارک آدمی گزر جائے کندھوں پر تو ناراض نہ ہونگے تو ٹھیک ہے۔

بَابُ الِانْفِتَالِ وَالِانْصِرَافِ عَنِ اليَمِينِ وَالشِّمَالِ(ص118)(حدیث:852)

- انتقال:مسجد سے باہر نکلنا اور انصراف:مُڑ جانا مقتدیوں کی طرف یا دونوں ایک ہی چیز ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد:یمین کو لازم نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ شمال سے بھی احیاناً نکلنا چاہئے آپ ﷺ یمین سے نکلتے تھے اسلئے کہ ازواج مطہرات کے مکانات یمین پر ہوتے تھے۔

انسؓ:امالنا فاکثر ماراَیت النبی ﷺ انصرافہ عن یمینہ (شمال جبکہ جانب قبلہ کی طرف رُخ ہو)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الثُّومِ النِّيِّ وَالبَصَلِ وَالكُرَّاثِ(حدیث:856-855-854-853)

- الثوم:کچی لہسن؛ بصل:کچی پیاز؛ کُرّاث:گندنا(پیاز کا پھول جسے لمبے پتے ہوتے green onions)
- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)مسائل شتّٰی کا ذکر؛ 2)امامت کے مسائل؛ 3)جنہوں نے یہ چیزیں کھائی تو عارضی طور پر نہیں آنا چاہئے مسجد میں یہاں تک کہ بدبو زائل کردے۔
- یغشانا:اسلئے کہ بدبو پھیل کر ہمیں ڈھانپ لے گا۔
- آخر الطعام أکلہ النبی ﷺ البصل یعنی مطبوخًا
- ابن حزم:ان چیزوں کا کھانا حرام ہے ہے؛ دیگر ائمہ:مکروہ ہے سوائے یہ کہ بدبو زائل کردے۔
- بعض کہتے کہ یہ مسجد نبوی کے ساتھ خاص ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے!
- معلوم ہوا کہ جماعت فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے فی درجۃ الواجب۔

- آپ ﷺ کا بچنا او قات صلوۃ اور غیر او قات صلوۃ پر بھی تھا اور دوسرے لوگ کے لئے ممانعت صرف او قات صلوۃ کے لئے کراہت۔
- اشکال: ترجمۃ الباب میں 3 چیزوں کا ذکر ہے! اور اس باب کے تمام احادیث میں کراث کا ذکر نہیں ہے!؟
جواب: 1) دوسری روایت کی طرف اشارہ ہے جو مسلم شریف میں ہے: نھی النبی ﷺ عن أکل الکروث۔
2) ثابت ہے علی طریق القیاس کہ کراث بصل ہی کی نوع سے ہے۔
3) فیہ خضرات من بقول: کراث اور بصل دونوں کو شامل تو کراث تبعًا آگیا۔

بَابُ وُضُوءِ الصِّبْيَانِ، وَمَتَى يَجِبُ عَلَيْهِمُ الغُسْلُ وَالطُّهُورُ، وَحُضُورِهِمُ الجَمَاعَةَ وَالعِيدَيْنِ وَالجَنَائِزَ، وَصُفُوفِهِمْ

(حدیث: 857-858-859-860-861-862-863)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ما قبل ان لوگوں کا ذکر جن پر حاضر ہونا لازم یا مؤکد ہے جماعت میں مگر کسی عارض کی وجہ سے؛ اب ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر جماعت کے لئے حاضر ہونا مؤکد نہیں۔
2) حدیث میں: جنبوا مساجد کم مجانینکم وصبیانکم (اگرچہ سند پر کلام ہے؛ ابن ماجہ میں آیا ہے)
-صحابہ کرامؓ کے بچے آتے تھے مسجد میں جیسے ابن عباسؓ وغیرہ تو بہ ظاہر تعارض ہے تو مصنفؒ نے بتایا کہ مسجد میں بچے آسکتے ہیں تو جبکہ تلویث اور شور و شغب کا خوف نہ ہو تو آسکتے؛
- مصنفؒ نے وجوب کا لفظ کیوں استعمال نہیں کیا ترجمۃ الباب میں؟
جواب: وضوء بچوں کے لئے اعتیادًا و عادۃً نہ کہ وجوبًا من جانب الشریعۃ تو وجوب شرعی مراد نہیں ہے بلکہ وجوب عرفی
- ؒ: 1) احتلام؛ 2) 15 سال؛ 3) الانبات (زیر ناف کے بال)
- فؒ: کافر کے لئے علامت ہے نہ کہ مسلمان (انبات)
- بنو قریظہ کے واقعہ میں جو کہا گیا کہ بال دیکھا جائے گا بالغ اور نابالغ میں فرق کرنے کے لئے تو یہ بطور مجبوری تھا اسلئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ لڑکی کے لئے: 1) حیض؛ 2) حمل؛ -منبوذ: ڈالا ہوا منفرد کونے میں
- بعض شافعیہ: یقوم واحدٌ بین رجلین تا کہ بچہ شرارت نہ کرے۔
- رافعی: اگر بچہ شرارت و شور کرے تو صف کے جانبین پر کھڑا کر سکتے
- دار الإسلام کا لقیط: مسلمان ہو گا (منبوذ کے لفظ سے معلوم ہوا) حاشیہ نمبر 8 ص 118
- فقمت فتوضأتُ: ابن عباسؓ اگرچہ نابالغ تھے تو بغیر وضوء کے نماز نہیں پڑھی تو معلوم ہوا کہ بالغ کے احکام بھی نابالغ پر منطبق ہو گا۔
- نفخ: ہلکی خراتیں؛ -یتیم کا معنی صغیر اسلئے کہ حدیث میں: لا یتمٰی بعد البلوغ؛ عجوز: ام سلیم
- ص 101 پر گزرا چکا ہے: جدتہ میں "ہ" راجع ہے اسحاق کو اسلئے کہ انکا باپ عبد اللہ اور عبد اللہ کی ماں ام سلیم ہے اور یہ انسؓ کا جدۃ نہیں ہے (ص 120)۔
- أعتم: أخّر؛ نام الصبیان الذین حاضر وا المسجد (یہی أولی ہے) یا جو گھروں میں وہ سو گئے
- لیس احدٌ: 1) فی أطراف المدینۃ؛ 2) یا یہ نماز تمہارے لئے مخصوص ہے (لم تصلھا بالجماعۃ اممٌ قبلکم)

- ھدایہ کے بعض شروحات میں لکھاہے: فجر کی نماز آدمؑ نے پڑھی: ظلمت کے جانے پر اور روشنی آنے کی وجہ سے تو2رکعات پڑھی۔
ظہر کی نماز ابراھیمؑ نے پڑھی: انکو یہ غم تھاتو1) اللہ نے غم کو ختم کیا؛2) قد صدقت الرؤیا: توبہ قبول کیا؛3) اللہ راضی ہوا؛ 3) اسماعیلؑ نے صبر کیا
عصر کی نماز یونسؑ نے پڑھی: مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے، رات کے اندھیرے اور سمندر کے اندھیرے میں اور لغزش کے اندھیرے سے نجات دی تو4رکعات شکرانہ پڑھا
مغرب کی نماز پڑھی عیسیؑ: 1) نفی الألوھیۃ عنہ؛ 2) عن أمہ؛ 3) اثبات لألوھیۃ للہ
عشاء کو موسیؑ نے پڑھی: اپنا اور بیوی، ماں اور اولاد کا غم ختم کیا تو4رکعات پڑھی
- ولولا مکانی منہ ماشھدتہ
- 1) ولولا وجودی منہ فی الصغر ماشھدت فی النساء تو میں حاضر ہوا اسلئے کہ میں بچہ تھا۔
2) لولا قدرتی علی الصغر..............إلی العید مراھق ہونے کی وجہ سے حاضر ہوا
3) ولولا مرتبتی عند النبی ﷺ ماشھدت إلی النساء: تو میرا مرتبہ تھا تو آپ ﷺ نے ساتھ رکھا۔

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى المَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالغَلَسِ(حدیث:869-868-867-866-865-864)

- عورتیں جاسکتی اندھیرے میں اور رات میں، تمام نمازوں کے لئے نہیں نکلے گی خوف فتنہ کی وجہ سے
- عاتقہؓ نے جب عمرؓ سے شادی کی تو یہ شرط لگائی کہ پٹائی نہ کریں گے اور مسجد جانے سے نہ روکیں گے پھر حضرت زبیرؓ سے شادی کی۔
- شوافع کے نزدیک مطلقًا جاسکتی ہے رات ہو یا دن۔
- احناف کے یہاں چند شرائط ملحوظ ہیں: 1) فتنہ نہ ہو؛ 2) اندھیرا ہو؛ 3) کونھا تفلۃً(سادہ کپڑا پہنی ہو)؛ 4) کونھا غیر مطیبۃ؛ 5) کونھا عجوزۃ؛ 6) کونھا مأذونۃ؛ 7) کونھا غیر مختلطۃً بالرجال؛ 8) کونھا خارجۃً قبل الرجال
- اسکے باوجود بہتر ہے کہ گھر میں نماز پڑھے اسلئے کہ اسکا ثواب و درجہ 25 گنا زیادہ ہے: حدیث میں: صلوتھا فی بیتھا أفضل من صلوتھا... (دیکھئے انعام الباری کی تعلیق پر 3/553)
- مابین ھذین الوقتین بین أن یغیب الشفق وبین ثلث اللیل الأول۔ بعض "إلی" کو واؤ کے معنے میں لیتے
- لا تمنعوا إماء اللہ المسجد وبیتھن خیر لھن (ابوداؤد)
- مایعرفن من الغلس: ابن ماجہ میں: یعنی من الغلس اور طحاوی میں قال الزھری مایعرفن من الغلس تو یہ کلام مدرج من الراوی ہے۔
- پہلی رکعت میں 60 آیات پڑھی اور دوسری میں 3 آیات پڑھی۔
- ما.........النساء من الزینۃ والطیب؛ کما منعت نساء بنی إسرائیل أی کما منعن بعد الإجازۃ یا منعن ابتداءً وانتھاءً
- آگے آنے والے تین باب: باب فی الباب ہیں لیکن نئے فوائد کی وجہ سے قائم کیا۔
- 1) عورتیں مردوں کے پیچھے؛ 2) عورتوں کم ٹھہرے گی مسجد میں؛ 3) عورت اجازت مانگے گی مسجد جانے کے لئے؛
- بہ ظاہر ان 3 باب میں براعۃ الاختتام سمجھ میں نہیں آتا ہے! جواب: الباب الرئیسیّ مشتمل علی براعۃ الاختتام: غلسٌ: اندھیرا۔

بَابُ صَلاَةِ النِّسَاءِ خَلْفَ الرِّجَالِ(حدیث:871-870)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)عورتوں کے صف پیچھے اور مرد کے صف آگے ہیں۔

2)نساء مقتدیات اور رجال امام ہیں

-ابن مسعودؓ: أخروھن من حیث أخرھن اللہ مرفوعًا(سند انتھائی ضعیف ہے)اور موقوفًا مروی ہے

-اشکال:جب عطف ہو تو قمتُ أنا ویتیمٌ ہونا چاہئے تھا تو فقمت ویتیمٌ کیوں؟

جواب: 1)یہ عطف کوفیین کے مذھب کے مطابق جو تاکید بضمیر منفصل ضروری نہیں سمجھتے اور نہ فصل کو ضروری کہتے ہیں

2)بصریین کے نزدیک مفعول لہ ہوگا۔ -ام سلیم خلفنا:صلوۃ النساء خلف الرجال۔

بَابُ سُرْعَةِ انْصِرَافِ النِّسَاءِ مِنَ الصُّبْحِ وَقِلَّةِ مَقَامِهِنَّ فِي المَسْجِدِ(ص120)(حدیث : 872)

- اگرچہ زیادہ روشنی نہیں لیکن پھر بھی انکو جلدی واپس جانا چاہئے اور عورتوں کا جانا آپ ﷺ کے زمانے میں بطور ضرورت تھی اسلئے کہ آپ ﷺ معلم تھے اور الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ۔
- اگر وہ عورتیں مسجد میں رُک جائیں تو وہ باتوں میں لگ جائیں گی تو قیام لمبی ہوگی اور مردوں کو تکلیف ہوگی۔
- فینصرف:...............1)خبر مقدم؛ 2)"ن"علامت فاعل نہ کہ فاعل جیسے اکلونی البراغیث۔
- من الغلس:براعت اختتام تو یہ 3باب فروع ہیں کہ قبر میں اندھیرا ہوگا۔

بَابُ اسْتِئْذَانِ المَرْأَةِ زَوْجَهَا بِالخُرُوجِ إِلَى المَسْجِدِ(حدیث:873-~~874-875~~)

- بعض لوگ نے تکلف کیا یہاں براعۃ الاختتام نکالنے میں لیکن ضرورت نہیں اسلئے کہ باب فی الباب ہے۔
- مسجد مصلی ہے اور مصلی عید گاہ ہے یا جنازہ گاہ کو کہتے۔
- فۃ:جب فتنہ نہ ہو تو بہتر ہے کہ مسجد میں نماز پڑھے اور گھر میں نماز پڑھنے کو محمول کرتے فتنے پر۔
- احناف:گھر مین پڑھنا بہتر ہے۔

11 – كِتَابُ الجُمُعَةِ(ص120)

- صلوۃ عامہ کا ذکر کر کے اب صلوۃ مخصوصہ کا ذکر ہے۔
- جمعۃٌ:مصدر:اجتماع کے معنے میں اور"ۃ"مبالغہ کے لئے یعنی بہت لوگ جمع ہیں یا تانیث کے لئے:بمعنی الساعۃ الجامعۃ للناس
- وجہ تسمیہ:1)آدمؑ اور حواء جمعہ کے دن جمع ہوئے تھے زمین میں۔

2)خَلق ُالإنسان جمع فیہ:روح ڈالی گئی آدمؑ کی جمعہ کے دن،تو اجزاء کو جمع کیا۔

3)لجمع الناس فیہ

4)کعب بن لؤی یا قصیؓ بن کلاب نے لوگوں کو جمع کیا تھا اس دن پر۔

5)ایک حدیث میں ہے کہ اجتماع الناس فی یوم القیامۃ یکون فی یوم الجمعۃ

-احناف:مکہ میں فرض ہوا اور ادا ہوا مدینہ منورہ میں اور شافعیہ:فرضت بالمدینۃ وأدیت بالمدینۃ

بَابُ فَرْضِ الجُمُعَةِ(حدیث:876)

-جمعہ فرض ہے:1)فاسعوا إلی ذکر اللہ:امر فرضیت کے لئے اور ذکر سے مراد خطبہ مقدمہ تو جب خطبہ کے لئے لزوم ہے تو نماز بطریق اَولی۔
2)وذروا البیع:امر وجوب کے لئے تو کاروبار چھوڑو اسلئے کہ جمعہ فرض ہے
3)ظہر کو چھوڑو جبکہ جمعہ فرض ہے تو معلوم ہوا کہ جمعہ "اس سے بھی زیادہ فرض ہے"
4)ڈبل اذان ہے اسکے لئے تو بطریق اَولیٰ فرض ہو گا۔

سوال:............................

جواب:1) کبھی خیر لازم کے مقابلہ میں مستعمل ہے:والصلح خیر،وأن تصوموا خیر لکم،الصلوۃ خیر من النوم...
2)یا خیر نفس فعل کے معنے میں ہے۔

-سب سے پہلے جمعہ جو پڑھی گئی مدینہ منورہ میں:1)ایک روایت میں اسعد بن زرارۃ نے
2)ایک روایت میں مصعب بن عمیر (لیکن سند میں احمد بن محمد متہم بوضع الحدیث ہے)

تو تطبیق اس طرح ممکن ہے:اسعد بن زرارۃ نے خارج المدینۃ، یا اجتھادًا یا بطور امیر پڑھی اور مصعب نے فی المدینۃ، آپ ﷺ کے حکم سے یعنی مأمور تھے۔

- سعی سے مراد مشی ہے اسلئے کہ دوڑنا ممنوع ہے:إذا أتیتم الصلوۃ فاتوھا وأنتم تمشون یا مطلب تیاری کرو(کوشش کے معنے میں)
- وذروا البیع:بیع کو چھوڑو اشارہ ہے کہ جمعہ وہاں ہو گا جہاں تجارت ہوتی نہ کہ چھوٹی بستی جہاں زراعت ہوتی
- نحن الآخرون السابقون:اشارہ إلی صحیفۃ الأعرج یعنی صحیفۃ أبی ھریرۃؓ بواسطۃ الأعرج
- اور مسلم کے یہاں صحیفہ ھمام تھا:اشارہ کرتے:فذکر أحادیث منھا
- 1)زمانا وجودًا اور سابق دخولاً فی الجنۃ

2)خُلقنا فی آخر الأیام أی یوم الجمعۃ اور سابقین اس اعتبار سے کہ جمعہ سے ابتداء کرتے ہیں ایام کی اسلئے کہ مرتبہ میں وہ افضل ہے

-یہود کے لئے یوم السبت اور نصاری کے لئے عبادت کا دن اتوار ہے۔

-اشکال:بہ ظاہر تعارض ہے الفاظ میں:فُرض علیھم سے پتہ چلتا ہے کہ متعین ہے اور فاختلفوا سے عدم تعیین اور اختیار معلوم ہوتا ہے!؟

جواب:1)جمعہ کے لئے اجتہادی تھا تو فُرض کا مطلب قُدِّر علیھم أن یختاروا یومًا للعبادۃ اجتھادًا تو یومٌ من الأیام للعبادۃ مقرر تھا اور تعیین یوم انکے اجتہاد پر مبنی تھا۔

کبھی اللہ امتحانًا تعیین بندوں پر چھوڑ دیتے:مثال:اساری بدر کے بارے میں اختیار دیا، اگرچہ اللہ کے یہاں بہتر قتل تھا۔

یا لیلۃ المعراج پر آپ ﷺ کو دودھ، پانی اور شراب پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے دودھ اختیار کیا اور آپ ﷺ سے فرمایا: آپ فطرت تک پہنچ گئے، اگر شراب لیتے تو امت گمراہ ہوتی۔ مسلمانوں نے جمعہ کو لیا تو وہ حق تک پہنچ گئے اور یہود نے یوم السبت لیا اسلئے کہ چھٹی کے معنے میں

- اتوار، پیر:زمین بنائی؛ منگل، بدھ:ما فی الأرض؛ جمعرات، جمعہ:آسمانوں کو بنایا اور آخر الجمعۃ:آدمؑ اور سنیچر کو چھٹی لی
- نصاری نے یوم الأحد لیا اسلئے کہ انہوں نے سوچا کہ جس دن آسمان وزمین کی بنیاد ڈالی تو اس دن کو لینا چاہئے(یعنی افتتاح کا دن)
- مسلمان:یوم ولادۃ العابد وہی عبادت کے لئے خاص ہونا چاہئے، تو جمعہ کا دن اختیار کیا۔
- اسعد بن زرارۃ نے اپنی اجتہاد سے جمعہ کو اختیار کیا اور مصعب بن عمیرؓ یا آپ ﷺ کے حکم سے اور پھر اللہ نے جمعہ کو برقرار رکھا

2)جمعہ سب کے لئے مقرر تھا تو فُرِضَ کا مطلب عُیِّن للکُلِّ (یہود، نصاری اور مسلمان) لیکن انہوں نے اسمیں اجتہاد کرنا شروع کیا جیسے یوم العطلۃ میں لوگ تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں (جمعہ کو اتوار یا اتوار کو جمعہ)
حنطۃ وزنی سے کیلی بنایا تو اس پر قیاس کیا کہ جمعہ کے معاملہ میں بھی یہی گنجائش ہو گی کہ تبدیلی کرے۔
بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جمعہ فرض کیا گیا تھا پہلی اُمتوں پر بھی جیسے عمالقہ پر جب یوشعؑ نے دعا کی کہ سورج رُک جائے اسلئے کہ وہ دن آنے والا تھا جسمیں قتال ناجائز تھا۔
تورات میں ایک آدمی کو صولی دینے کا حکم دیا تھا غروب ہونے کے قریب تھا تو کسی نے کہا کہ جلدی سولی دو غروب سے پہلے پہلے۔
عبد اللہ بن سلام کی روایت: اَبو ھریرۃؓ نے فرمایا: کہ عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ وقت اجابت عصر سے مغرب تک ہے اور کہا کہ منتظر الصلوۃ فی حکم المصلی ہوتا ہے تو جب عبد اللہ کو جمعہ کے وقت اجابت معلوم تھا تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کے یہاں بھی جمعہ کی تعظیم تھی تب یہ بات کہہ سکتے ہیں۔
3)جمعہ ان کے لئے اجتہادی تھا (فاختلفوا) اور ہمارے لئے متعین تھا فھدانا اللہ لہ

بَابُ فَضْلِ الغُسْلِ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَهَلْ عَلَى الصَّبِيِّ شُهُودُ يَوْمِ الجُمُعَةِ، أَوْ عَلَى النِّسَاءِ(ص120)(حدیث:877-878-879)

- جمعہ کی تیاری: ظاہر یہ کی تردید جو غسل کو لازم کہتے؛ دؒ: عمّال پر لازم و فرض ہے کہ بدن کی بدبو اور میل کچیل کا ازالہ کرے
- ابن عباسؓ کی حدیث ہے: لوگ کام کرتے تھے، بدبو پھیلتی تھی اسلئے کہ چھت نیچے تھی تو اس وقت آپ ﷺ نے غسل کا حکم فرمایا بعد میں جب فراخی پیدا ہوئی اور اونچی کر دی گئی اور کپڑے زیادہ ہونے لگے وغیرہ تو منسوخ ہوا لیکن اسکی فضیلت باقی رہی۔
- جمعہ کا غسل مندوب ہے اسی لئے فضل کا لفظ استعمال کیا اور سوال قائم کیا بچوں اور عورتوں کے لئے؟

جواب: بچوں پر جمعہ نہیں ہے اسلئے کہ محتلم کا لفظ آیا اور عورت کے لئے حائضہ و نفساء کا لفظ ہے۔

- فالیغتسل: امر وجوب کے لئے پھر منسوخ ہوا۔
- عورت پر ہے یا نہیں غسل؟ یوم کی وجہ سے یا صلوۃ کی وجہ سے ہے؟
- اگر وقت کے لئے ہو تو استحباب ہے اور اگر صلوۃ کے لئے تو غسل نہیں ہے لیکن احتیاط یہی ہے کہ غسل کرے۔
- جویریۃ: پیاری لڑکی (تصغیر شفقت کے لئے)
- سابقین الاَولین: 1) اَصحاب الھجرتین (انصار داخل نہیں)

2) اَصحاب القبلتین، 3) اَصحاب البدر، 4) اَصحاب الشجرۃ (یہ تین انصار کو بھی شامل)

-والوضوءَ: 1) ھل اقتصرتَ علی الوضوءِ استفہام مقدر ہے

2) ھل الوضوءُ یُقتصرُ علیہ؛ 3) ھل اَکتفیتَ علی الوضوء تو معلوم ہوا کہ غسل واجب نہیں

-بعض کہتے کہ واوَ استفہام کے لئے اگر چہ نہیں آتا لیکن اَحیانًا آتا ہے: مثال: وھل آمنتم بہ قبل اَن آذن لکم

-ابو داوَد میں آپ ﷺ: لا جمعۃ علی امراَۃ ولا صبی

-محتلم بالقوہ مراد ہے نہ کہ بالفعل؛ حاشیہ نمبر 1 پر غسل جمعہ کا پورا قصہ ہے؛

-ابو سعید کا نام: سعد بن مالک۔

بَابُ الطِّیبِ لِلْجُمُعَةِ(ص121)(حدیث:880)

- خوشبو کے ساتھ فضل نہیں لگایا اشارہ کہ غسل کا استحباب مؤکد ہے اور خوشبو لگانے کے درجے کا ہے
- جب غسل لازم نہیں تو خوشبو بہ طریق اولی لازم نہیں؛ کہؒ کی طرف وجوب کی نسبت ہے لیکن یہ نسبت صحیح نہیں۔
- من توضأیوم الجمعۃ فبھا و نعمت و من اغتسل فھو أفضل: ابن عباسؓ کی روایت...............
- من توضأفأحسن الوضوء ثم أتی الجمعۃ فاستمع و أنصت غفر لہ ما بین الجمعتین وزیادۃ ثلاثۃ أیام، تو مغفرت مرتب ہے وضوء پر اور غسل کا ذکر نہیں ہے۔
- واجبٌ لگایا غسل کے ساتھ اور مسواک اور خوشبو کے ساتھ نہیں اور اِن وجد کی قید لگائی، تو معلوم ہوا کہ خوشبو لگانا کم درجہ کا ہے؛
- ابو بکر: اسم فی صورۃ الکلیۃ
- بہر حال غسل واجب نہیں ہے جیسے پیچھے گزرا کہ حضرت عثمانؓ نے نہیں کیا اور غسل اور خوشبو میں فرق ہے اگر چہ دونوں میں واجب نہیں ہے: غسل بہت مؤکد ہے کیونکہ فرمایا الغسل یوم الجمعۃ واجب اور طیب کے بارے میں وأن یستنّ وأن یمس طیبًا اِن وجد
- دوسری بات یہ ہے کہ خوشبو میں اِن وجد کی قید ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ اتنا مؤکد نہیں جتنا غسل مؤکد ہے۔

بَابُ فَضْلِ الجُمُعَةِ(حدیث:881-882)

- جمعہ کی فضیلت کا بیان اور اسکا مطلب یہ ہے کہ جلدی جانا چاہئے جمعہ کے لئے۔
- سؒ: غسل للصلوۃ ہے، اگر وضوء ٹوٹ جائے تو فضیلت حاصل نہیں ہو گی۔
- مؒ: یوم کی عظمت کے لئے (دن میں غسل کیا تو فضیلت حاصل ہوا اور بچے اور عورت پر بھی غسل ہوا)
- غُسل الجنابۃ پر کاف مقدر یعنی ذٰلکَ احتیاط کے ساتھ
- مفعول مطلق: جنابت والا غسل اور جمعہ اور جنابت کا غسل دونوں کی نیت کرے۔
- راح: بعد الزوال آنا؛ شعر: تروحُ إلی العطار تبغی شبابھا فلن یصلح العطار ما أفسدہ الدھرُ
- یہ 5 نمبر کس وقت سے شروع ہے؟

1) أئمہ ثلاث: صبح سے اگر 7 گھنٹے تو ہر ڈیڑھ گھنٹے میں انعام بدلے گا۔

2) کؒ: اوقات شروع ہوتے زوال سے اگر ایک گھنٹہ، تو تقسیم ہو گا پانچ حصّہ اور ہر حصہ میں........

-دلائل: 1) من بکّر وابتکر (خطبہ کی ابتداء میں شامل ہو جائے) صبح کے جانے کو کہتے۔ باکرہ: جب سب سے پہلی ملاقات ہو

-من غدا إلی الجمعۃ: صبح جانے کو کہتے۔ مثل المھجّر کا لفظ آیا: یعنی قبل الزوال۔

2) 1) ثم راح کا لفظ آیا (شام کے وقت جانا)؛ 2) سلف صالحین سے مروی نہیں کہ طلوع الشس سے پہلے جایا کرتے۔ 3) عثمانؓ بعد الزوال گئے تھے تو کیا انہوں نے اتنی تاخیر کی؟

-حضرت شیخؒ کی تطبیق: ھاجرۃ میں چلا جائے تو (غدا قبل الزوال ہو گا) اور بکور اور راح (یعنی بعد الزوال) قرب کی وجہ سے۔ تو سب مل جائے گا

-اگر اسی قول میں توسع کرے اور دس بجے کا وقت کہے تو بھی سب فضیلت ملے گا۔

-بدنۃ: اونٹ اسلئے کہ بقرۃ بعد میں آیا اگر چہ احناف کے نزدیک بدنۃ: اونٹ گائے کو شامل ہے۔

-بقرۃ: بیل، گائے اور بقر کا مطلب پھاڑنا (زمین کو)؛ أقرن: سینگ والے یعنی کامل و مکمل
- قرّب کا مطلب اللہ کے تقرب کے لئے کوئی چیز دینا؛ بیضٌ: جمع انڈے
- قربانی کا مطلب: مأکولات میں سے بطور تقرب اللہ کو دے دے چنانچہ بیضۃ بھی اسمیں داخل ہے
-خطبہ: ذکر بھی ہے، تذکیر بھی ہے تو اگر کوئی کہے کہ تذکیر ہے تو ملکی زبان میں ہونا چاہئے تو جواب دیں گے کہ ذکر بھی اور ذکر منصوص علیہ زبان میں ہونا چاہئے۔

بَاب

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مالکیہ کی تائید کہ بعد الزوال سے وقت جمعہ شروع ہوتا ہے۔
- الذھاب مبکر الا یلزم
- ماھو إلا یعنی لیس التأخیر إلاّ أن سمعتُ النداء
- فلیغتسل: ملا علی قاریؒ: اشارۃ إلی الغسل للصلوۃ۔

بَابُ الدُّهْنِ لِلْجُمُعَةِ(حدیث:883-884)

- یہ بھی جمعہ کے آداب و مستحبات میں سے جیسے خوشبو لگانا
- عرب خوشبو بناتے تھے گھر میں: ابن عباسؓ کی روایت دُھن آیا ہے جو خوشبو کو شامل ہے۔
- فلا أدری کا مطلب: 1) نسی ثم تذکر أو تذکر ثم نسی؛ 2) مرفوعًا نہیں سنا بلکہ کسی صحابہؓ کے واسطے سے سنا یعنی ابو سعید خدریؓ سے۔

بَابُ يَلْبَسُ أَحْسَنَ مَا يَجِدُ(حدیث:886)

- جمعہ کے آداب میں سے ہے کہ یلبس أحسن ما یجد اور عیدین میں تجمّل کا لفظ آیا ہے اشارہ ہے کہ وہاں نئے کپڑے استعمال کرنا ہے
- حلۃ: دوسری روایت میں جُبَّۃٌ آیا ہے تو دونوں میں اوپر والا حصہ تحل علی ماھو الأسفل
- ریشم کا کپڑا گویا مشرکین کے لئے ٹھیک ہے
- 1) امام زفرؒ: کفار مخاطب بالفروع ہیں البتہ ذمی اگر ایسا کام کرتا ہے جو ہماری شریعت کے مخالف تو سزا نہ ہوگی (حربی ہو یا ذمی)
سمؒ: ذمی مخاطب بالفروع ہیں: ہم ان سے کچھ نہیں کہیں گے: اگر سود یا شراب کی رقم اسکے پاس اور ان پر قرض ہے تو ہمارے لئے یہ پیسے لینا جائز نہیں ہوگا اور حربی مخاطب نہیں۔
2) حؒ: ذمی اور حربی مخاطب بالفروع نہیں ہیں سود سے یا بیع فاسد سے رقم لی پھر بھی ہمارے لئے جائز ہوگا
ہاں وہ مخاطب بالمعاملات ہیں یعنی وہ کام نہیں کرسکتے جو شرعًا ممنوع ہے معاملہ میں۔
- اگر کوئی ناجائز کپڑا (ریشم) یا تصویر والا تو اسے مشرک کو بیچنا جائز ہوگا
- بعض کہتے کہ رضاعی بھائی اور بعض اخیافی بھائی: عثمان بم حُکیم قبل أن یسلم

بَابُ السِّوَاكِ يَوْمَ الجُمُعَةِ (ص122)(حدیث:887-888-889)

- وضوء کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جلسے کے لئے جمعہ کے لئے نماز سے پہلے، اٹھنے کے بعد وغیرہ سب مقام پر سواک کرے گا

- مع کل صلوۃ اَی مع کل وضوء صلوۃٍ(ص359)
- عائشہؓ:موارد الظمآن:..............عند کل صلوۃ
- مع کل صلوۃ والجمعۃ............؛ یشوص ُ:یدلک۔

بَابُ مَنْ تَسَوَّكَ بِسِوَاكِ غَيْرِهِ(حدیث:890)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)مسواک مؤکد ہے اسی لئے اگر اپنا مسواک نہ ہو تو دوسرے سے مانگ لے

2)دوسرے کے سواک کو استعمال کرنا ممکن ہے۔

3)یہ معمولی چیزوں میں سے تو اسکا مانگنا ممنوع سوالات میں سے نہیں ہے۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلاَةِ الفَجْرِ يَوْمَ الجُمُعَةِ(حدیث:891)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)فجر الجمعۃ کی قراءت کا ذکر؛ 2)کؒ کی تردید:فرض والی نماز میں آیت سجدہ نہ پڑھے
- بلوغ المرام میں:وکان یداوم علیھا پھر سنت مؤکدہ ہونا چاہیئے!

جواب:یداوم کا مطلب کان یکثر اسلیئے کہ دوسری سورتیں بھی ثابت ہیں

مصنف عبد الرزاق میں:سورۃ روم یا ملک بھی ثابت ہے۔

بَابُ الجُمُعَةِ فِي القُرَى وَالمُدُنِ(حدیث:892-893)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)اختلاف کی طرف اشارہ کہ جمعہ کہاں پڑھیں گے؟ چھوٹی بستی میں یا شہر
- فؒ:جمعہ وہاں پڑھ سکتے جہاں 40 آدمی عاقل بالغ ہو:لایتنقلون صیفًا ولا شتاءً؛ کؒ:موضعٌ فیہ مسجد اَو سوقٌ۔
- حؒ:1)بڑی بستی یا شہر میں پڑھ سکتے؛ 2)فناء البلد یا فناء المصر؛ 3)القریۃ الصغیرۃ التی تکون فی فناء المصر؛

4)القریۃ الکبیرۃ(قصبہ اور بڑا گاؤں 3000 لوگ پر مشتمل)؛ 5)القریۃ الصغیرۃ التی تکون خارج البلد؛ 6)الصحاری اور جنگل میں

-فؒ:اگر 40 آدمی ہو تو پڑھسکتے اور کؒ:موضعٌ فیہ مسجد اَو سوقٌ۔اسی لئے آپ ﷺ نے عرفات میں اگرچہ جمعہ کا دن تھا لیکن جمعہ نہیں پڑھایا

-منی میں اگر کچھ آبادی ہو اور نحر کی وجہ سے لوگوں کا اجتماع ہو تا تو جمعہ جائز(قریۃ صغیرۃ کبیرۃ بنے گی)

-جو کہتے کہ چھوٹی بستی میں جمعہ ممکن ہے:انکی دلیل:بنو سلمۃ میں آپ ﷺ نے جمعہ پڑھایا،تو اسکا جواب یہ ہے کہ

1)ھی محلۃ من محلات المدینۃ؛ 2)اسعد بن زرارۃ نے مدینہ سے باہر پڑھایا:جواب:وہ فناء مصر میں داخل تھا یا اپنا اجتہاد سے تھا

-علیؓ:لاجمعۃ ولا تشریق اِلا فی مصر جامع:امام نوویؒ:سند میں حارث اعور ہے لیکن مصنف عبد الرزاق میں حارث اعور نہیں ہے!اور اسی طرح معرفۃ السنن للبیھقی میں نہیں ہے

-عوالی میں جمعہ نہیں ہوتا،عرفات میں بھی آپ ﷺ نے جمعہ نہیں پڑھایا۔

-قریۃ صغیرۃ میں جمعہ نہیں:1)ص123:کان الناس یتناوبون الجمعۃ من منازلھم من العوالی

2)قباء میں جتنے دن ٹھہرے جمعہ نہیں پڑھا

3)آپ ﷺ نے عرفات میں جمعہ نہیں پڑھایا

4)مصنف ابن أبي شيبة میں: حذیفہؓ: ليس على أهل القرى جمعة، إنما الجمع على الأمصار مثل المدائن

-حضرت شاہ صاحبؒ: اللمعة في الجمعة اور حضرت گنگوہیؒ نے رسالہ أوثق العرى في تحقيق الجمعة في القرى لکھا

-ایک شاعر نے ابو بکرؓ کو لکھا: ألا أبلغ أبا بكر سلامًا وفتيان المدينة........... فهل لكم من قوم معاف قعود في الجواثي محصرين

-شیخ الہندؒ نے احسن القری لکھا۔

-سب سے پہلے جمعہ آپ ﷺ کی مسجد کے بعد جُواثی مقام پر ہوا (بڑی جگہ تھی: كان فيها حصن يسكن فيها أربعة آلاف)

-مسجد بنی عبد القیس میں: بحرین کا ایک قریہ ہے 6ھ جب اسلام پھیل چکا تھا۔

-اور قریہ شہر کے لئے بھی مستعمل ہے: 1) ربنا أخرجنا من هذه القرية؛ 2) واسئل القرية التي كنا فيها (کنعان یا مصر)؛

3) لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم (طائف یا مکہ)؛

-عثمانؓ: إن هذا يوم قد اجتمع فيه عيدان فمن احب أن ينتظر الجمعة من أهل العوالي فلينتظر ومن أراد أن يرجع فأذنت له

-سوال: 6ھ میں جب اسلام پھیل چکا تھا ن تو صرف جواثی میں کیوں جمعہ پڑھا گیا، پھر تو بحرین تک کی چھوٹی بستیاں ہیں انمیں کیوں جمعہ نہیں پڑھا گیا؟

-شہر کسکو کہتے ؟: 1) مايذكر عند ذكر الأمصار؛ 2) جسمیں قاضی، امیر، جوينفذ الأحكام حقيقة وياحكمًا؛

3) سب سے بڑی مسجد میں پوری شہر کے لوگ نہیں سما سکتے (اس پر اشکال ہے کہ مدینہ منورہ میں سب لوگ آسکتے تھے)

4) وہ قصبہ جسمیں عام ضروریات موجود ہو؛ 5) مافيه أسواق ولها............یعنی ماتحت میں دیہات ہو

بَابُ هَلْ عَلَى مَنْ لَمْ يَشْهَدِ الجُمُعَةَ غُسْلٌ مِنَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَغَيْرِهِمْ؟ (ص122)

(حدیث: 894-895-896-897-898-899-900)

- سؒ: غسل صلوۃ کے لئے یہی قول مصنفؒ نے لیا اور بتایا کہ عورتوں اور بچوں پر غسل نہ ہو گا۔
- مؒ اور حسن: یوم کے لئے ہے: برکة الزمان برکة المکان کی طرح، اگر جمعہ کی نماز بعد غسل کیا تو فضیلت حاصل نہیں ہو گی، وہ غسل معتبر ہے جو یوم اور جمعہ کے لئے ہو۔
- مرأة صبی پر جمعہ نہیں تو غسل بھی نہیں۔
- اشکال: آپ نے مفہوم مخالف مراد لیا حالانکہ احناف مفہوم مخالف مانتے ہیں سوائے قرآن وحدیث میں:

قرآن میں: لا تكرهوا فتياتكم على البغاء: قید احترازی نہیں ہے

جواب: جس پر جمعہ ہے اسپر غسل ہے اور حدیث سے ثابت ہے اور جس پر جمعہ نہیں تو اس پر غسل ثابت نہیں تو ہم کیسے ثابت کرے

مثال: سائمة میں زکوۃ ہے اور علوفة میں ؟ تو نہیں ہے

کھانے کے دوران سلام کا ذکر نہیں آیا ہے تو پھر ہم کیوں ثابت کرے!

نکرہ کبھی کبھی مبتداء واقع ہو جاتا ہے فخد (مبتداء)

- في كل سبعة: صحیح ابن خزیمہ میں اسکی تفسیر ہے اور رأس کا خاص ذکر کہ وہ لمبے بال رکھتے تھے۔

- شبابۃ بن سوّار لڑکا کا نام (ۃ) ہمیشہ تانیث کے لئے نہیں ہے لیکن یہاں شبہ تانیث
- عاتقۃ بنت زید بن عمرو بن نفیل سعید بن زید کی بہن تھی: صبح اور عشاء میں آتی تھی مسجد کو۔

بَابُ الرُّخْصَةِ إِنْ لَمْ يَحْضُرِ الجُمُعَةَ فِي المَطَرِ (ص123) (حدیث:901)

- ما قبل میں عزیمت کا بیان تھا اور اب رخصت کا بیان ہے اور نہ آنے کی گنجائش ہے اگر صحیح عذر ہو
- آپ ﷺ کے زمانے میں اقامت کے بعد یہ اعلان ہوا اور ابن عباسؓ نے اپنا اجتہاد سے
- أن أوقعکم فی الإثم والضرر والحرج۔

بَابُ مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الجُمُعَةُ، وَعَلَى مَنْ تَجِبُ (حدیث:902)

- ما قبل میں این تجب الجمعۃ ہے اب جہاں جمعہ واجب ہے تو من أین تؤتی إلیھا: اسمیں اختلاف ہے اسی لئے بیان فرمایا
- علی من تجب: جہاں جمعہ واجب 1) تو ایک میل یا دو میل یا تین میل وہاں سے آنا چاہئے

2) جہاں سے اذان سنائی دیتا ہو (علی من یسمع النداء)

3) اگر رات اپنے گھر پہنچ سکتا ہے (الجمعۃ من آواہ اللیل وفی إسنادہ عبد اللہ بن سعید المقبری جو ضعیف ہے)

پکی بات 4) ساکن مصر یا قریۃ کبیرۃ یا فناء مصر میں رہنے والوں پر لازم ہے کہ آئے

- تعدد جمعہ؟ مؒ: جائز؛ سؒ: لایجوز إلا أن یکون مثل بغداد
- جمعہ پڑھا اور عید کا دن تھا تو باہر کے لوگ اور عوالی کے لوگ آئے تھے تو آپ ﷺ نے اعلان کیا: اجتمع فی یومکم ھذا عیدان فمن شاء أجزأ من الجمعۃ................وإنا مجمّعون (رواہ ابوداؤد).......، اور اسی طرح عثمانؓ نے کہا تھا جو پہلے مذکور ہے
- تو جب تک مصر میں ہو تو جمعہ لازم اور اگر باہر نکل گئے تب لازم نہیں اور اعتبار یہ ہے کہ مدینہ قصبہ کبیرہ ہے یا نہیں؟
- تو باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جو محل جمعہ میں ہے اسپر لازم ہو گا ورنہ نہیں اور فاسعوا میں ایک یا دو میل کی قید نہیں ہے۔
- عطاء سے پوچھا گیا کہ مصر کیا ہے؟: کہا کہ جسمیں امیر قاضی اور مجتمع مکانات ہو۔
- وکان أنس فی قصرہ: ابن حجرؒ: انکا قصر جو زاویہ میں تھا اور 6 میل دور تھا بصرۃ سے (ایک فرسخ تین میل ہے)
- تو بعض مرتبہ پڑھتے اور بعض مرتبہ نہیں تو اشکال ہے!

جواب: عینی: مطلب یہ ہے کہ کبھی جمعہ کے لئے بصرۃ آتے تبرّعًا اور کبھی ضرورت کی وجہ سے اور کبھی نہیں آتے تھے۔

- معمر: کان بینھا وبین البصرۃ ثلاث أمیال تو یُجمِّع جو یہاں اور جو پہلے ص 122 پر ہے، مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے لئے جانا۔
- قصر: اسکی نظر مقصور رہتی ہے محل پر؛ 2) یا اندر رہتے تو گویا مقصور رہتا ہے بڑے دروازے میں محل میں

3) عمر مقصور اگرچہ محل بہت بڑا؛ ینتابون: تعلم کے لئے آتے تھے؛ لو أنکم: اگر "لو" تمنی کے لئے تو بدبو نہ ہوتا اور اگر "لو" شرطیہ کے لئے تو لکان أحب إلیَّ۔

بَابُ وَقْتُ الجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ(حدیث:903-904-905)

- ڑؒکی تردید:جو قبل الزوال کاجواز دیتے
- سلمۃ بن الاکوع اور سوید بن غفلۃ وغیرہ سے بعد الزوال منقول ہے
- ڑؒکی دلیل:1)دوسری بلکہ تیسری حدیث کہ جمعہ پڑھ کر قیلولہ کرتے تھے

2)ولیس للحیطان فیءٌ:جواب:دوسری روایت میں اسکی تشرح ہے:لیس للحیطان ظلٌ نستظل بہ۔

-مصنف ابی شیبۃ میں باب کے 4روایات موجود ہے

-عقیل بن ابی طالب کی قالین مغربی دیوار کے پاس ہوتی،جب اسپر سایہ ہوتا تھاتب عمرؓنکلتے تھے خطبہ کے لئے۔

-لوکہنے کی ممانعت جبکہ تقدیر کے مخالف ہے؛ -کنانبکر ای کنانعجل بعد الزوال یاالتکبیر بالنسبۃ الی القیلولۃ

اور اسکی نظیر موجود ہے:بکروابالمغرب ای عجلوا

- نقیل:قیلولۃ جو پہر کی نیند کو کہتے ہیں؛ مایقوم مقام الغیر فلہ حکم الغیر مثال:فجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا
- نبکر کامطلب بعض کے نزدیک:ہم جلدی آتے تھے۔

بَابُ إِذَا اشْتَدَّ الحَرُّ يَوْمَ الجُمُعَةِ(ص124)(حدیث:906)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:شدت حرارت یا گرمی کے موسم میں تاخیر ہے یا نہیں؟ترجمۃ الباب میں جزاء نہیں لگایا۔
- ڑفؒ:تعجیل کے قائل ہیں؛ تمام فقھاء اور اکثر احناف:تعجیل کے قائل؛شامی:تاخیر لکھی
- مصنفؒان کے موافق جو تاخیر کے قائل

بَابُ المَشْيِ إِلَى الجُمُعَةِ(حدیث:907-908-909)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:جمعہ کے مستحبات وآداب میں سے کہ چل کر جائے۔
- مشی:1)ضد الرکوب ہے؛ 2)فی مقابلۃ الجری
- تو مشی کے دو معنے لیں گے:الذھاب بالرجلین مع الطمانینۃ
- فاسعواالی ذکر اللہ:خطبہ کے لئے چلو فامشوا یا تیاری کرو؛ وسعی لھا سعیھا(سعی بمعنی عمل) عمل للآخرۃ
- بیع حرام یعنی مکروہ تحریمی؛الصناعات کلھا:یعنی تمام پیشے
- اسکا تعلق اذان اول یا ثانی کے ساتھ:احناف:اذان اول سے اسکا تعلق ہے اسلئے کہ اذان اول سے علامات دخول الوقت اور دوسرا قول احناف کا:اذان ثانی چونکہ یہ اصل تھی۔
- ائمہ ثلاث:اذان ثانی کے ساتھ؛ ہدایہ:اصح قول اذان اول اگرچہ عینی نے مرغینانی کے لئے اذان ثانی کہا
- فعلیہ ان یشھد استحبابًالأن لاجمعۃ علی المسافر۔
- قبل الزوال سفر کرنا:یجوز؛ امام نوویؒ:لایجوز اور بعد الزوال کےؒ ڑؒ:لایجوز؛ حؒ:یجوز۔

- ایک روایت میں: آپ ﷺ نے حذیفہؓ کو بھیجا، فلم یذھب إلا بعد الجمعة: لو أنفقت مافی الأرض ما أدرکت فی الغدوۃ (واللہ أعلم بصحۃ الروایۃ): اس روایت میں ابو عبس اور عبایۃ ابن رفاعۃ کے درمیان کلام ہوا اور نسائی کی روایت: یہ قصہ ابو عبایۃ یعنی رفاعۃ اپنے تلمیذ کے درمیان ہوا، تلمیذ نے کہا میں جمعہ کے لئے جاتا ہوں تو حدیث سنائی
- تو تعارض نہیں ہے ممکن ہے یہ دونوں واقع ہوا ہو جو ابو عبس نے عبایۃ سے کہا ہو وہی رفاعۃ نے اپنے تلمیذ سے کہا یا بخاری کی روایت کو ترجیح دے
- معلوم ہوا کہ فی سبیل اللہ قتال کے لئے خاص نہیں بلکہ غیر قتال بھی فی سبیل اللہ ممکن جیسے تبلیغ، اسی طرح ص10 پر "انتدب اللہ عز وجل لمن خرج فی سبیلہ........" یہاں قتل و قتال بھی آیا لیکن سب کو شامل ہے جہاد بالعلم بالقلم اور بالسیف
- منقطع الحاج کو پیسے دینا بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے؛ زکوۃ بھی فی سبیل اللہ ہے
- فأتموا: احناف استدلال کرتے کہ اگر جمعہ کے قعدہ مل جائے تو جمعہ ہی پورا کرے گا۔

بَابٌ: لاَ يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ يَوْمَ الجُمُعَةِ (حدیث:910)

- ازدحام ہوتا ہے تب بھی آداب کا لحاظ رکھنا ہے؛
- لا یفرق کا مطلب: 1) لعلھما أخوان یارفیقان؛ دونوں کو الگ کرکے درمیان بیٹھ جائے

2) ایک کے کندھے ادھر اور ایک کے کندھے ادھر گزرا تخطی بین الرقاب جب آگے جگہ نہ ہو تو جائز ورنہ نہیں

3) نمیمہ نہ کرے ایک کو ابھارے دوسرے کے خلاف

4) ایک کو اٹھایا اور اسکی جگہ بیٹھ گیا۔

- تطھر أی تنظف: دانت صاف کیا، خوشبو لگایا، خوب پاکی حاصل کی
- فصلی ماکتب لہ یعنی قبل الخطبۃ

بَابٌ: لاَ يُقِيمُ الرَّجُلُ أَخَاهُ يَوْمَ الجُمُعَةِ وَيَقْعُدُ فِي مَكَانِهِ (حدیث:911)

- إما باللسان أو إما بالوجاھۃ یعنی اسکی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور وہ اٹھنے پر مجبور ہو جائے۔

بَابُ الأَذَانِ يَوْمَ الجُمُعَةِ (حدیث:912)

- یعنی اذان ثالث (ورود اور جاری ہونے کے اعتبار سے اور عثمانؓ کے زمانے سے جاری ہوا) جو حقیقی وقت میں اذان اول۔
- ماقبل سے تعلق یہ ہے کہ اگر اذان سے پہلے چلا جائے تو تفریق کی ضرورت نہیں
- 3 اذان: 1) اذان ثالث (وضعًا وورودًا)؛ 2) اذان الخطبۃ؛ 3) اقامۃ
- غیر مقلد کہتے کہ یہ بدعت عثمانی ہے: اور دیگر مسائل کا وہ انکار کرتے اور مخالفت کرتے ائمہ اربعہ سے مثلا: جنازے میں جہر کرتے، تین طلاق کو ایک سمجھتے، باریک جرابوں پر مسح کرتے، جنازے میں 5 تکبیر کے قائل اور ضم سورت کرتے ہیں، مدرک الرکوع کو مدرک الرکعۃ نہیں کہتے، بھینس کو قربانی کے لئے نہیں مانتے، اور عذاب قبر کو نہیں مانتے، توسل بالذوات الفواضل کا انکار کرتے۔
- آپ ﷺ کے زمانے میں پہلی اذان نہیں تھی تو عثمانؓ جو بہت رحم دل اور نرم نے لوگوں کی سستی دیکھی تو اذان اول شروع کیا تاکہ لوگ حاضر ہو جائے اور اصل اذان خطبہ سے پہلے بیٹھ جائے۔

- مفتی صاحب کا خیال یعنی آنے دو جوابات الھامی ہیں:
- اگر کوئی کہے کہ شریعت میں کیسے اسکا ثبوت ہے؟ شریعت میں حکم کو ایجاد کرنے کے لئے وحی یا مستفاد من الوحی ہونی چاہئے!
- آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں اذان نہیں دی (ص 181 پر اسکی حکمت گزر چکی تفصیل سے): آپ ﷺ کے لئے شہادت ہے اذان میں اور شاھد غیر ہوتا ہے یعنی آپ ﷺ کے لئے دوسرے گواہی دیں گے!
- جتنی اذانیں امتیوں کے زبان پر وارد ہوئی تو آپ ﷺ نے تصدیق کی: 1) عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ کا خواب
2) اسی طرح انہوں نے اقامت دیکھی تو آپ ﷺ نے تصدیق کی۔
3) الصلوۃ خیر من النوم بلالؓ نے کہا تھا تو آپ ﷺ نے اذان میں رکھوایا تو یہ سب امتی کی طرف سے آیا۔
4) تو اذان ثالث بھی امتی کی طرف سے آیا اور آپ ﷺ کی تصدیق موجود ہے اس طور پر: علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین (اور خلفاء کا کام اصل کی طرف منسوب ہوتا ہے) المرضیین من بعدی، عضوا علیھا بالنواجذ (تو یہ وحی کی تائید ہے)

-اس اذان پر امت کا اتفاق اور اجماع ہے اور ائمہ اربعہ نے بھی لیا۔

-اصل یہ ہے کہ جمعہ مین 2 اذان ہونا چاہئے: ایک وقت کے لئے: إذا نادیتم إلی الصلوۃ اتخذوھا.......... اور ایک اذان خطبہ کے لئے: إذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا إلی ذکر اللہ (الآیۃ)

-عمرؓ کے زمانے تک ایک ہی اذان پر اس لئے اکتفاء کیا کہ سب لوگ پہلے سے آتے اور حاضر ہوتے تھے جیسے خیر القرون کے دور میں، پھر جب عثمانؓ کا دور آیا تو سستی شروع ہوئی لوگوں میں تو کفایت کو ختم کر دی اور اصل کی طرف رجوع کیا

-بریلوی اذان خارج المسجد دیتے اسلئے کہ حدیث میں (ابوداؤد) عند باب المسجد آیا۔

جواب: باب داخلی مراد ہے اسلئے کہ مسجد کی چار دیواری اس زمانے میں نہیں تھی: جیسے کتے گھومتے تھے مسجد میں۔

اور دیوبندی: امام کے سامنے اذان دیا جاتا ہے مسجد میں۔

بَابُ المُؤَذِّنِ الوَاحِدِ يَوْمَ الجُمُعَةِ (حدیث: 913)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اذان جوق پر رد ہے کہ ایک ساتھ چند مؤذنین کا اذان؛ لیکن ضرورت کے وقت ثابت ہے (بخاری کے آخر میں): فلما سکت المؤذنون قام عمرؓ۔
- 2) ابن حبیب کی تردید ہے: کہ 3 اذان ہونا چاہئے، ایک ختم پھر دوسری پھر تیسری
- 3) الأذان الأول: لم یکن فی عھد النبی ﷺ۔
- 4) جمعہ کے دن ایک مؤذن کا مقرر ہونا
- عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ، سعد قرظی، ابن ام مکتوم، ابو محذورۃ کی اذان ثابت ہیں لیکن جمعہ کی اذان کے لئے صرف بلالؓ کی اذان ثابت ہے۔
- فؔ: اذان جوق جائز ہے جبکہ شور و شغب نہ ہو؛ لم یکن غیر واحد......................

بَابٌ: يُجِيبُ الإِمَامُ عَلَى المِنْبَرِ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ(حدیث : 914)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اذان کا جواب دینا چاہئے یا نہیں ؟ وہ اذان جو امام کے سامنے مسجد میں دی جاتی ہے۔
- ح: خروج الإمام مانع عن الصلوٰۃ والکلام: إذا خرج الإمام فلا صلاۃ ولا کلام
- سم: خروج الإمام یمنع الصلوٰۃ دون الکلام لأن الصلوٰۃ تمتدُّ
- محققین: در مختار اور بدائع الصنائع میں: دنیوی کلام ممنوع ہے اور دینی کلام جائز ہے اور مانع عن الاستماع نہیں ہے، اسی لئے بہتر ہے کہ مقتدی اور امام جواب دے بالقلب (بعض کتابوں میں) یا باللسان بھی گنجائش ہے: معاویہؓ کی روایت: وأنا أی وأنا أشھد أیضًا۔
- امام متکلم ہے بات کر سکتا ہے جیسے آپ ﷺ نے خطبہ میں صدقہ کی ترغیب دی ہے۔
- اور ایک موقع پر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تیاری کی اعرابی سے تو جواب دیا.... المرء مع من أحب
- یجیب الإمام علی المنبر إذا سمع النداء
- مراقی الفلاح اور طحطاوی میں محققین ہی کا قول صحیح قرار دیا۔ اور دینی کلام بھی ایسا ہو جو مانع عن السماع نہ ہو۔

بَابُ الجُلُوسِ عَلَى المِنْبَرِ عِنْدَ التَّأْذِينِ(حدیث:915)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جمعہ پر بیٹھنا سنت ہے اور استسقاء میں منبر نہیں۔
- اختلاف ہے: یہ جلوس استراحت کے لئے ہے تو بیٹھ جائے

یا انتظار خطبہ کے لئے ہے تو پھر خطبہ عیدین کیں نہیں بیٹھنا چاہئے (نماز پہلے اور خطبہ بعد میں)

- عادت یہی ہے کہ عیدین میں نہیں بیٹھتے تھے، نماز سے فارغ ہو کر فورا منبر پر کھڑے ہوتے تھے۔
- امام منبر پڑ بیٹھتا تھا اذان کے انتظار میں

بَابُ التَّأْذِينِ عِنْدَ الخُطْبَةِ(حدیث:916)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اذان اور خطبہ میں اتصال ہے۔

بَابُ الخُطْبَةِ عَلَى المِنْبَرِ(حدیث:917-918-919)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: منبر پر خطبہ دینا سنت ہے، واجب نہیں: آپ ﷺ شروع میں کھجور کے درخت کے تنے پر بیٹھتے تھے تو متروک ہے منسوخ نہیں، چنانچہ کرسی پر بیٹھ سکتے۔
- 1) منبر پر کھڑا ہون مفید ہے تا کہ آواز سب کو پہنچے

2) الجلوس علی المنبر لیس من عادۃ الجبارین

3) قوم کی تحقیر نہیں بلکہ اسماع مقصود

4) خلیفہ ہو یا غیر خلیفہ ہو سب کے لئے مسنون، تو ابن بطال کا قول صحیح نہیں۔

-خطبہ کے لئے ضروری نہیں کہ قائم ہو، ہر جگہ قائمًا خطبہ مسنون نہیں ہے۔

-بخاری کے حاشیہ میں: جلس النبی ﷺ ذات یوم علی المنبر وجلسنا حولہ: سھل بن سعد کی روایت: مری غلامک النجار أن یعمل لی أعوادًا، اجلس علیہ إذا کلمت الناسَ

-جو بریلوی کہتے کہ خطبہ نکاح میں کھڑا ہونا چاہئے، پر خطبہ کے لئے کھڑا ہوا سنت ہوا سنت نہیں بلکہ جمعہ استسقاء یا عیدین کے لئے کھڑے ہو جائے؛ اگر جمعہ کے لئے بیٹھ گئے (حاشیہ 14)

-منبر نَبَر سے جسکا مطلب اونچا ہونا یعنی وہ آلہ جو آدمی کو اٹھائے

-عائشہ انصاریہ یا مینہ اور غلام کا نام میمون (یا باقون)

-یہ روایت دوسری کے خلاف ہے کہ عورت نے درخواست کی کہ میں منبر بنانا چاہتی ہوں آپ کے لئے۔

-تطبیق: وہی ہوا کہ عورت نے کہا تھا پھر تاخیر ہونے پر آپ ﷺ نے خود کہلوایا کہ کیا ہوا؟

-طرفاء: اسم شجرۃ: چھاؤ کا درخت: فارسی: گز کا درخت اور ہم خز کہتے اور اسکے پتے بہت باریک ہیں

-صلوۃ علی المنبر: دٌفٌ: صلوۃ عرفی ؛احناف: خصوصیت ہے۔

- 2 فائدہ: 1) سب آپ ﷺ کے اعمال وافعال دیکھے لیتعلموا اصلوتی (تو کیا اب تک نماز نہیں سیکھا تھا! زمین پر بھی سیکھ سکتے!) تو مطلب یہ ہو گا کہ تم منبر پر نماز سیکھو کہ جہاں سجدہ کی جگہ نہ ہو تو کس طرح پڑھیں گے۔

2) اگر کسی چیز کو مبارک بنانا چاہتے ہو تو اس پر نماز پڑھ لو جیسے عتبان بن مالک کا قصہ گزرا جبکہ گھر کی چھوٹی سی مسجد کا افتتاح کرنا چاہا تو آپ ﷺ کو دعوت دی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔

دوسرا طریقہ برکت کے حصول کے لئے چکر لگانا جیسے جابرؓ کی روایت: کھجور کے کٹائی کے وقت آپ ﷺ نے آکر چکر لگایا اور برکت ہوئی اور دین ادا کر دی مکمل۔

- معلوم ہوا کہ سجدہ محض وضع الجبھۃ نہیں ورنہ منبر پر سر رکھ کر سجدہ ہو جانا چاہئے تھا لیکن وضع الرکبتین نہ ہو تا تو معلوم ہوا کہ مراقی الفلاح اور طحطاوی کی تعریف ہی اصح ہے کہ وضع الجبھۃ اور أحدی الیدین اور أحدی الرکبتین اور وضع الرأس۔
- کھجور کا تنا ایک صحابی (ابی ابن کعبؓ) کے گھر پر رہا پھر دفن کیا گیا اور ایک روایت میں حتی بَلِیَ (پرانا ہوا) (فتاوی دار العلوم زکریا 1/319)۔

بَابُ الخُطْبَةِ قَائِمًا (ص 125) (حدیث:920)

- قیام مسنون ہے عندحؒ؛ کؒ: واجب؛ فؒ دؒ: شرط ہے قیام ورنہ خطبہ نہ ہو گا۔
- حؒ: ذکر مطلقًا؛ سمؒ: ذکر طویل؛ ائمہ ثلاثہ: 1) حمد؛ 2) صلوۃ؛ 3) تلاوت قرآن؛ 4) تذکیر ونصیحت؛ 5) دعا اور یہ 5 دونوں خطبہ میں اور امام فؒ کا دوسرا قول: ذکر التقوی شرعا اور امام شافعیؒ کا دوسرا قول: تقوی کا ذکر شرط نہیں وعلیہ الفتوی۔

بَابٌ: يَسْتَقْبِلُ الإِمَامُ القَوْمَ، وَاسْتِقْبَالِ النَّاسِ الإِمَامَ إِذَا خَطَبَ (حدیث:921)

- امام کی طرف منہ کرنا مستحب ہے (کبیری نے کہا ہے) لیکن لوگوں نے چھوڑ دیا اور استقبال قبلہ کرتے (منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المتملی جو ابراھیم حلبی کی ہے)۔
- دوسرے حضرات: عیدین اور جمعہ کے خطبہ میں استقبال قبلہ سے اور جہاں استقبال الإمام ہے تو مراد استقبال جھۃ الإمام یا مراد مسجد نبوی اسلئے کہ عمرؓ کے زمانے میں توسیع ہوئی تھی تو آگے کے صف مُڑ جاتے تھے یا انحراف قلیل کے ساتھ اور جو غیر خطبہ وعظ وغیرہ تو حلقہ میں لیکن جمعہ سے پہلے حلقہ ممنوع ہے: نھی رسول اللہ ﷺ عن الحلق قبل الجمعۃ تو صفوف میں بیٹھیں گے۔

بَابُ مَنْ قَالَ فِي الخُطْبَةِ بَعْدَ الثَّنَاءِ: أَمَّا بَعْدُ(حدیث:922-923-924-925-926-927)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: خطبہ میں اما بعد کہنا چاہیۓ، مصنفؒ نے شرط کو ذکر کیا جزاء نہیں: قعد أصاب الصواب
- 1)اما بعد کہنا خطبہ میں مستحب ہے، آپ ﷺ کے اتباع میں اور ایک اشکال کا جواب.........
- امابعد کا مطلب میری حمد و ثناء ختم ہوئی اور روایت میں ہے کہ حمد ختم نہیں: لک الحمد حمداً دائمًا مع دوامک / حمداً خالداً مع خلودک اور حمد ختم ہونے کا شبہ ہے اسلئے کہ وقتی اختتام ہے
- بعض لوگ امابعد کو فصل الخطاب اور بعض کہتے کہ یہ داوٗدؑ کو دیا تھا اور بمعنی الکلام الصواب الحق

شعر: جرى الخُلْفُ أما بعد من كان قائلًا ... لها خمسُ أقوالٍ وداودُ أقربُ

وكانت له فصلَ الخطابِ وبعدَه ... فقُسٌ فسحبانُ فكعبٌ فَيْعُربُ

واختلف في أول من قالها فقيل داود عليه السلام رواه الطبراني مرفوعا من حديث أبي موسى الأشعري وفي إسناده ضعف وروى عبد بن حميد والطبراني عن الشعبي موقوفا أنها فصل الخطاب الذي أعطيه داود وأخرجه سعيد بن منصور من طريق الشعبي فزاد فيه عن زياد بن سمية وقيل أول من قالها يعقوب رواه الدارقطني بسند رواه في غرائب مالك وقيل أول من قالها يعرب بن قحطان وقيل كعب بن لؤي أخرجه القاضي أبو أحمد الغساني من طريق أبي بكر بن عبد الرحمن بسند ضعيف وقيل سحبان بن وائل(یمن کا مشہور ادیب جو پورا دن خطبہ دیتے تھے اور ایک لفظ مکرر نہیں آتا تھا) وقيل قس بن ساعدة والأول أشبه ويجمع بينه وبين غيره بأنه بالنسبة إلى الأولية المحضة والبقية بالنسبة إلى العرب خاصة ثم يجمع بينها.

- اما بعد: 1)انتہاء کے معنے میں؛ 2)تاکید کے لئے: مهما يكن من شيء بعد الحمد والثناء فهكذا(بشرطیکہ کوئی بھی چیز حمد و ثناء کے بعد ہو تو تو میرا یہ مضمون ہے)
- اما بعد فقد قال الله تبارك وتعالى (بہر حال حمد و صلوۃ کے بعد کوئی بھی چیز ہو تو اللہ تبارک و تعالی کا یہ قول بھی یقینی و سچا ہے)
- مهما اصل مأما تها : پورے جملے کو حذف کیا اور اَمّا اسکی جگہ پر قائم کیا
- ہذہ آیۃ: العذاب؛ قرب القیامۃ؛ التخویف؛ عاجزۃ الشمس
- امابعد مبنی بر ضمہ جب مضاف اِلیہ منوی ہو
- اور جب مضاف اِلیہ منوی نہ ہو تو معرب: رُبَّ بعد یکون أحسن من قبلٍ اور جب منوی ہو گا تو مبنی ہو گا
- 1)لا أحفظ اللفظَ بل المفهوم والمعنى: غير أنها ذكرتُ مايُغلَظ عليه

2)لم احفظ اللفظَ والمعنى بل المضمون والخلاصة

- کسی کی تعریف کرنا ہو تو اسکے سامنے جائز ہے بشرطیکہ عجب اور تکبر پیدا نہ ہو

- عشیۃ: ظہر کے بعد سے: یہاں عشاء کے بعد مراد ہے۔

- سوال:...............

جواب: 1) آپ نے یہ بات عشاء کے بعد اور فجر کے بعد بھی یہ بات کہی

2) کچھ لوگ عشاء میں ہونگے اور فجر میں نہیں اور اسکا برعکس تو اعلان کیا دونوں نمازوں کے بعد تاکہ سب کو معلوم ہو۔

- حین تشہّد أی: خطب چونکہ خطبہ تشہد پر مشتمل ہوتا ہے

-عبد الرحمن بن سلیمان بن عبد اللہ بن حنظلۃ: غسیل الملائکۃ: حنظلہؓ کے نام سے مشہور۔

-دسمۃ: کالی پٹی یا میلی پٹی یا اس وجہ سے کہ عمامہ اور ٹوپی پر تیل نہ لگے۔

-معلوم ہوا کہ اگر ایسے لوگ سے نامناسب کام صادر ہو جائے جنکے بڑے کارنامے اور حسنات ہو تو معاف کرنا چاہئے۔

بَابُ القَعْدَةِ بَيْنَ الخُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الجُمُعَةِ(ص127)(حدیث:928)

- جمہور: بیٹھنا سنت ہے اور بعض شوافع کے نزدیک: خطبتین مقصود ہے اگرچہ نہ بیٹھے بلکہ وقفہ کرے
- القعود یکون من القیام ویستعمل عاماً والجلوس من الاضطجاع ویستعمل للعظماء۔

بَابُ الِاسْتِمَاعِ إِلَى الخُطْبَةِ(حدیث:929)

- استماع: توجہ سے سننا اور انصات: خاموشی سے رہنا
- اشکال: دونوں بیان کرنا چاہئے تھا ایک ساتھ................ تو کیا حکمت ہے؟

جواب: استماع قریب کے لئے اور انصات بعید کے لئے تو اسکو بعید رکھا

- استماع وانصات: عموم خصوص من وجہٍ: انصات ہے لیکن استماع نہیں
- استماع واجب: فاستمعوا له وأنصتوا اگرچہ نماز کے لئے نازل ہوا ہے
- یھدی: ھدی کا لفظ مستعمل جو قربانی کے لئے اور ماکولات کے قبیل سے
- سوال: سننا توجہ سے کیسے ذکر نہیں کیا؟

جواب: جب فرشتے رجسٹر بند کرتے تو توجہ سے سننے کے لئے تو انسان کو بطریق اَولی توجہ سے سننا چاہئے!

بَابٌ: إِذَا رَأَى الإِمَامُ رَجُلًا جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ، أَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ(حدیث:930)

- فؒ دؒ: رکعتین پڑھے گا اگرچہ امام خطبہ دے رہے اور کؒ حؒ: نہیں پڑھے گا اور عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ اور اکثر تابعین سے یہی مروی ہے اور اگر دونوں روایت کو قبول کرے تو محرِّم کو ترجیح مبیح پڑا اور پھر قرآن کا تقاضا یہ ہے: فاستمعوا له
- احناف اور مالکیہ: متعدد روایت سے ثابت ہے نہ پڑھنا: 1) اعرابی جو استسقاء کے لئے آیا تھا(ص127)

2) عثمانؓ دیر سے آئے تو عمرؓ نے نہیں کہا کہ 2 رکعات پڑھی

3) ابن مسعودؓ آئے اور خطبہ ہو رہا تھا اور آپ ﷺ نے کہا بیٹھ جاؤ تو دروازے ہی پر بیٹھ گئے

4) ینصت إذا تکلم الإمام

5) ص124: ثم إذا خرج الإمام أنصت

6) ص121: ثم یصلی ماکتب له ثم ینصت إذا تکلم الإمام

7) إذا لم یجد الإمام خرج صلی مابدا له، وإن وجد الإمام قد خرج جلس واستمع وأنصت

عطاء خراسانی جو نُبیشہ سے روایت کرتے (اسمیں انقطاع ہے)

8) إذا دخل أحدکم المسجد والإمام علی المنبر فلا صلوۃ ولا کلام (اگرچہ انکے راوی پر کلام ہے لیکن یہ تائید کے طور پر ہے)

-مذکورہ روایت کے بارے میں 2 روایت: 1) دار قطنی: آپ ﷺ رکے خطبہ سے تو یہ انکی خصوصیت تھی اور اسپر پانے کپڑے بتلایا تاکہ لوگ اسپر صدقہ کرے۔

2) نسائی کی روایت: جاء رجل ورسول اللہ ﷺ قاعد علی المنبر (یعنی بیٹھے تھے) تو معلوم ہوا کہ اب تک خطبہ شروع نہیں ہوا تھا

-موارد الظمآن میں ہے: لا تعودنّ لمثلہ أبدًا

-تطبیق: نسائی کی روایت اصل ہے اور امسک (دار قطنی کی روایت) کا مطلب امسک عن بدء الخطبۃ

1) پہلے جواب پر اشکال ہے حاشیہ کی روایت سے

2) یہ روایت ص 156 پر مذکور ہے لیکن جمعہ کا ذکر نہیں تو فی غیر محلہ ذکر کیا؛ پھر اشکال ہے کہ مسلم میں جمعہ کا ذکر تو ہے!

جواب: مسلم میں یخطب کا لفظ کسی راوی نے لگایا اور اسمیں اعمش کا عنعنہ ہے، تو عام قاعدے کے مطابق احناف اور مالکیہ کہتے کہ یہ کام نہیں کرے گا (إذا قلت لأخیک أنصت فقد لغوت) اور یہاں یہ فعلی روایت ہے۔

9) بعض نے کہا کہ یہ واقعہ نسخ الکلام سے پہلے کا ہے۔

بَابُ مَنْ جَاءَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ(ص127)(حدیث:931)

بَابُ رَفْعِ اليَدَيْنِ فِي الخُطْبَةِ(ص127)(حدیث:932)

- رفع یدین دعا یا استسقاء کے لئے
- عمارۃ: قبح اللہ ھاتین الیدین؛ آپ ﷺ صرف اشارہ کرتے تھے (مایزید رسول اللہ ﷺ علی ہذا)
- مصنفؒ: ہاتھ اٹھانا جائز ہے دعا یا استسقاء یا لوگوں کو سمجھانے کے لئے (جیسے ابو داؤد میں ہے شاھرًا یدیہ)

بَابُ الِاسْتِسْقَاءِ فِي الخُطْبَةِ يَوْمَ الجُمُعَةِ(حدیث:933)

- یہ احناف کی دلیل ہے کہ استسقاء کے لئے صلوۃ کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ الإِنْصَاتِ يَوْمَ الجُمُعَةِ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ،(حدیث:934)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: خطبہ کے وقت انصات ہے نہ کہ خروج امام کے وقت سے؛ حؒ: إذا خرج الإمام فلا صلوۃ ولا کلام

سمؒ: امام کا خروج مانع من الصلوۃ اور امام کا کلام مانع عن الکلام ہو گا۔

دوسرے کو خاموش نہ کرے ورنہ جھگڑا ہو گا؛ احناف کا استدلال ہے جب کہ: إذا ینصت فکیف یصلی؟

بَابُ السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الجُمُعَةِ(ص128)(حدیث:935)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وقت اجابت کب ہے؟ اللہ تعالی نے چھپایا جیسے لیلۃ القدر لیالی میں چھپایا اور جیسے اسم اعظم کو اپنے اسماء میں چھپایا تاکہ محنت کرے آدمی؛ مرقاۃ میں 50 اقوال منقول ہیں اور بذل المجہود میں 42 اور اوجز المسالک میں مشہور 11 اقوال بتایا اور اشہر 2 قول ہیں: 1) خطبہ سے نماز کے اختتام تک۔ 2) عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔

- فؒ:جمعہ کے آگے پیچھے؛ احناف:بعد العصر۔
- ابو موسی اشعریؓ سے مروی مرفوعا:ھی مابین أن یجلس الإمام إلی أن یقضی الصلوۃ۔
- جابرؓ کی روایت مرفوعا:فالتمسوھا آخر ساعۃ بعد العصر۔
- حاشیہ نمبر 1 میں 23 اقوال منقول ہیں
- لایوافقھا عبد مسلم وھو قائمٌ یصلی:تو بہ ظاہر یہ وقت صلوۃ ہے نہ کہ وقت دعاء(نفل میں)
- احناف کے یہاں سکوت ہے:1)بعض حضرات کہتے کہ یہ ظاہر پر محمول ہے:نفل پڑھ کر کھڑے کھڑے دعاء کرے
  2)یصلی بمعنی یدعو:یعنی کھڑے ہو کر دعا کرے گا،تو ٹھیک ہے لیکن قائمٌ کیسے؟

-دوسری روایت میں یصلی کی جگہ یدعوا اللہ بخیر تو یہ ٹھیک ہے لیکن قائم کا کیا ہو گا؟

-بعض:وھو قائم علی الدعاء(قام علی الأمر أی استمرّ علیہ أی دام علی الدعاء)اصر کے معنے میں،تو ترجمہ یہ ہو گا یدعو اللہ وھو قائم علی الدعاء۔

-حضرت شاہؒ:اور وہ نماز پر جما ہوا ہو یعنی دعا اس شخص کی قبول ہو گی اور تمام نمازوں پر جما ہوا ہو،تو یصلی کا مطلب نماز اور قائم کا مطلب جما ہوا یعنی پابند یعنی نمازوں میں پابند ہو۔

-بعد العصر:جابرؓ کی مرفوع روایت اور عبد اللہ بن سلام:سئلہ أبو ھریرۃؓ عن الوقت فقال بعد العصر فقال أبو ھریرۃ کیف لیس ھذا وقت الصلوۃ؟ فأجاب:کیا منتظر صلوۃ نماز کے حکم میں نہیں ہے تو جواب دیا ہاں جی نماز کے حکم میں ہے۔

-تو خلاصہ یہ ہے:1)ظاہر پر محمول:نفل میں کھڑے؛ 2)دعا پر جما ہوا ہو؛ 3)نماز پر پابندی کرتا ہے؛ 4)قیام صلوۃ کا منتظر ہے۔

بَابٌ: إِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الإِمَامِ فِي صَلاَةِ الجُمُعَةِ، فَصَلاَةُ الإِمَامِ وَمَنْ بَقِيَ جَائِزَةٌ(حدیث:936)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے اور سم کے مذہب کو اختیار کیا۔
- سمؒ:امام کے علاوہ 2 آدمی؛ حؒ:امام کے علاوہ 3 آدمی؛ فؒ:امام کے ساتھ 40 آدمی؛ کؒ:امام کے ساتھ 2 آدمی۔
- فؒ:اسعد بن زرارۃ نے جب جمعہ قائم کیا تو 40 آدمی تھے(لیکن یہ تو قبل الھجرۃ ہے)
- حؒ:جمعہ قبل الھجرۃ فرض ہوا لیکن موقع نہیں تھا تو بعد الھجرۃ ادا کیا(یہی اصح جواب)۔
- کؒ:جب آپ ﷺ جمعہ پڑھا رہا تھا تو 12 آدمی رہے تھے،تو ٹھیک ہے لیکن کہاں کہا کہ اگر 12 آدمی سے کم ہو تو جمعہ منعقد نہیں ہو گا وإذا رأوا تجارۃ.............تو اگر اتنے لوگ نہ رہے پہلی رکعت میں تو ظہر ہو گا یا نفل اور دوسری رکعت میں حرج نہیں ہے۔
- کؒ:پہلی رکعت میں تو ظہر بنے گا اور دوسری رکعت ہو تو نفل بنے گا۔فؒ دؒ:پہلی یا دوسری رکعت ہو انقلب ظھرًا۔
- سمؒ:عدد مطلوب کا رہنا ابتداء میں ہے نہ کہ انتہاء میں اور مصنفؒ کا یہی مسلک ہے(ومن بقی)۔
- فالتفتوا إلیھا:مائل ہوئے قافلہ کی طرف اور دوسری روایت میں عیرٌ من الشام اور طبلہ بجایا جاتا تھا جب کھانے کے قافلے آتے تھے
- اشکال:صحابہؓ.....................

جواب:1)ابو داؤد میں ہے:اس زمانے مین خطبہ بعد ہوتا تھا اور نماز پہلے تو انکا اجتہاد تھا کہ نماز ہو چکی اور خطبہ میں ایک دوسرے کے قائم مقام تھا تو بعد وہ سن سکتے لیکن انکی اجتہادی غلطی تھی جس پر اللہ نے تنبیہ فرمائی تو اسکے بعد جمعہ کا خطبہ پہلے رکھا گیا۔
2)ممکن ہے کہ انکا خیال تھا کہ جلدی واپس آئیں گے۔

بَابُ الصَّلاَةِ بَعْدَ الجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا(حدیث:937)

- سنن بعدیہ کو مقدم کیا سنن قبلیہ پر اسلئے کہ:1)تعداد میں زیادہ ہے
2)اور سنن بعدیہ اقوی ہے اور سنن قبلیہ کو ابن قیم اور ابن تیمیہ انکار کرتے اور آج کے سلفی بھی۔
-سنن بعدیہ:فؒ:4 : 2مؤکد اور 2غیر مؤکد؛ سم:6: 4اور 2فقہ کی کتابوں میں 4مقدم ہے 2پر چونکہ حدیث مین ایک نماز 2مرتبہ پڑھنے کی ممانعت ہے تو مشابہت نہ ہو جائے یعنی اسکا مثل نہ پڑھو(لایفہم)فجر میں 2کے بعد 2ہی ہے اور ظہر میں 4رکعات سنت کے بعد 4فرض بلکہ حدیث کا مطلب:1)فرض مرتین نہ پڑھو؛ 2)یا تکرار جماعت مت کرو۔
2پڑھنا چاہئے 4سے پہلے:ابن عمرؓ(إذا کان بمکۃ صلی رکعتین ثم أربع)اور علیؓ سے مروی:انہ امر أن یصلی بعد الجمعۃ رکعتین ثم أربعا
- مولانا انور شاہؒ:2پہلے پھر 4اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بھی اسی کے قائل تھے۔
- قسطلانی نے بخاری کی شرح میں ایک روایت: نقل کی کہ آپ ﷺ نے 6رکعتیں پڑھی اس طرح کہ 4پہلے اور 2بعد(ارشاد الساری)۔ حؒ کا اصل مذہب:یصلی اربعا بعد الجمعۃ اسلئے کہ عن علیؓ: أن النبی ﷺ صلی قبل الجمعۃ اربعا وبعدھا اربعا
- اور ابن عباسؓ کی روایت:..............................وفی اسنادہ مبشر بن عبید ہے اور ان پر سخت کلام ہے۔
- اور ابن عمرؓ:...سے بھی مروی ہے
- سنن قبلیہ:احناف:4رکعات اور سلفی نہیں مانتے اسلئے کہ سند میں مبشر بن عبید:کان ابن عمرؓ یصلی قبل الجمعۃ أربعًا لا یفصل بینھا بتسلیم
- دوسری سند میں ابو اسحاق عن عاصم عن علیؓ:کان النبی ﷺ یصلی قبل الجمعۃ اربعا وبعدھا اربعًا(رواہ حافظ ابو الحسن الخلعی اور شرح فیض القدیر میں یہی نقل کیا)اور ام سلمۃؓ اور ابن مسعودؓ سے بھی منقول ہے۔
- احناف:4مؤکد اور 2غیر مؤکد اور مشہور کتب فقہ میں ہے کہ مؤکد پہلے اور غیر مؤکد بعد میں پڑھے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلاَةُ فَانْتَشِرُوا فِي الأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ} [الجمعة: 10] (حدیث:938)

- رزق کی 2قسم ہیں:1)جسمانی؛ 2)روحاین(ابتغاء من فضل اللہ)
- قضیت کا لفظ آیا ہے اسلئے کہ تقریر خطبہ نماز میں تاخیر ہوتا
- فانتشروا:1)امر کا صیغہ استحباب کے لئے تو کھانا بعد الجمعۃ مستحب لیکن صحابہؓ غداء کھاتے تھے جمعہ کے بعد اور ہم پہلے سے یعنی صبح سے انڈے اور آملیٹ اور ڈبل روٹی اڑا چکے ہوتے ہیں تو جمعہ کے بعد کا ستحباب نہیں رہا۔
- مقصد سلام بھی تھا اور مخلصانہ کھانا؛ ملا علی قاریؒ:ایک بزرگ کو کشف ہوا تو دیکھا کہ ایک آدمی طواف کر رہا تھا لیکن اسکا دل بازار میں تھا اور ایک بازار میں تھا لیکن اسکا دل حرم میں تھا
- تمنی:1)بھوک کی وجہ سے؛ 2)نورانیت کی وجہ سے۔

بَابُ القَائِلَةِ بَعْدَ الجُمُعَةِ (حدیث:940-941)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:انتشر واجب نہیں تو قیلولہ بھی کر سکتے۔
- براعۃ الاختتام:قیلولہ نیند ہے اور نیند اخ الموت ہے اور حدیث میں:نم کنومۃ العروس آیا ہے:موت کے لئے۔

12 – أَبْوَابُ صَلاَةِ الخَوْفِ(ص128)

- عام طور پر مصنفین اور فقہاء جمعہ کے بعد عیدین کا ذکر کرتے ہیں لیکن مصنفؒ نے صلوۃ الخوف کو ذکر کیا اور اسمیں چند مناسبت ہیں
- 1)جمعہ فرض ہے تو صلوۃ الخوف بھی۔

2)جمعہ صلوۃ الظہر کے قائم مقام ہے اور صلوۃ الخوف صلوۃ الاطمینان کے قائم مقام ہے۔

3)جمعہ کی نماز بھی 2 رکعات ہیں اور صلوۃ الخوف میں بھی اکثر جگہوں میں 2 رکعات ہیں مسافر ہونے کی وجہ سے

- سؒ: مخصوص ہے آپ ﷺ کے زمانے کے ساتھ؛ جمہور: مخصوص نہیں اسلئے کہ بعد میں بھی صحابہؓ نے پڑھائی ہے

عبد الرحمن بن عوفؓ نے کابل میں، علیؓ نے صفین میں، ابو موسی اشعریؓ نے اصفہان میں، سعد بن ابی وقاص نے طبرستان میں۔

- امام مزنیؒ: صلوۃ الخوف منسوخ ہے اور سب سے پہلے غزوۃ ذات الرقاع میں نازل ہوئی
- اختلاف: غزوہ خندق سے پہلے نازل ہوئی یا بعد میں، اگر خندق سے پہلے تو وقت نہیں ملا تھا پڑھنے کے لئے اسلئے کہ نماز قضاء ہوئی اور اگر صلوۃ الخوف نازل نہیں ہوئی تھی تو تاخیر اسی لئے ہوئی کہ صلوۃ الخوف انکے پاس نہیں تھی
- نجد، طائف، ذی قرد اور عُسفان
- قرآن میں: إذا كنت فيهم فأقمت............
- دوسری نمازوں کی تشریح احادیث میں ملتی ہیں اور صلوۃ الخوف کی تفصیل قرآن میں بیان فرمایا اور وہ طریقہ زیادہ اقرب ہے احناف کے طریقہ سے (یعنی وہ طریقہ جو قرآن میں مذکور ہے)۔
- مشہور ہے کہ ابوداؤد میں 13 طریقہ مذکور ہین لیکن مفتی صاحب کے تتبع کے بعد انکو صرف 11 ملے
- امام شوکانی کے نزدیک: 17 اور ابن حجرؒ: 24
- حؒ: جتنے طریقے مذکور ہیں تو ایک مؤول اور ایک مختلف فیہ ہے اور باقی سب جائز ہے۔
- 1)جو طریقہ ناجائز ہے: آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی (یعنی تاویل کرتے کہ ایک رکعت جماعت کے ساتھ پڑھی اور ایک رکعت بغیر جماعت لوگوں نے پڑھی)۔
- 2)دوسرا طریقہ جو مختلف فیہ: آپ ﷺ نے اور صحابہؓ نے 4 رکعات پڑھی (تاویل: مسافر نہیں تھے یعنی ایک جماعت کے ساتھ 2 رکعات پڑھی اور دوسری جماعت کے ساتھ 2 رکعات)
- فؒ: استدلال کرنے اقتداء المفترض خلف المتنفل یعنی 2 رکعات فرضًا پڑھی اور 2 رکعات نفلاً پڑھی۔
- احناف: 1)بہتر طریقہ جو قرآن میں اشارہ ہے: ایک جماعت ایک رکعت آپ ﷺ کے ساتھ، پھر وہ جماعت دشمن کے سامنے جاکر دوسری جماعت آپ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں گے اور پھر دشمن کے سامنے جاکر پہلی جماعت آکر اپنی دوسری رکعت ختم کرے گی اور پھر دوسری جماعت آئے گی

حکمت یہ ہے اس صورت میں کہ دشمن کے سامنے آنے جانے کے ساتھ ساتھ فضیلت حاصل ہو

- 2)پہلی جماعت آپ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گی پھر دشمن کے سامنے جائے گی اور دوسری جماعت آکر آپ ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر اپنی دوسری رکعت بھی مکمل کرے گی اور پھر پہلی جماعت آکر اپنی نماز مکمل کرے گی۔
- عام طور پر پہلا طریقہ مذکور ہے متون میں عبد اللہ بن سمرۃؓ کی وساطت سے اور دوسرا طریقہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے۔

- اس وقت صلوۃ الخوف پڑھنا چاہئے جب کہ ایک ہی امام کے پیچھے سب لوگ پڑھنا چاہتے ہیں اور پہلے زمانے میں عام طور پر امیر العسکر ایک ہی ہو تا تھا اور وہی امام ہو تا تھا اسلئے کہ اگر 2 امیر ہیں تو اختلاف کا خطرہ رہتا۔
- شوافع: دشمن جانب قبلہ میں ہو تو بہتر طریقہ: الاشتراک فی القیام والرکوع والانفراد فی السجود اور طریقہ یوں ہو گا کہ 2 صف بنالے: پہلی جماعت امام کے ساتھ سجدے تک اور جب امام قومہ میں آئے گا تو دوسری صف سجدہ کرے گی اور دوسری رکعت میں دوسری صف آگے آئے گی اور پہلی صف پیچھے ہٹ جائے گی اور وہی طریقہ جاری کرے۔
- طریق الانتظارین: اگر دشمن جانب قبلہ میں نہ ہو: پہلی جماعت ایک رکعت پڑھ لے امام کے ساتھ اور پھر اپنی دوسری رکعت خود مکمل کرے اور امام انتظار میں رہے گا اور پھر دوسری جماعت آکر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گی اور پھر اپنی نماز خود مکمل کرے گی اور امام انتظار میں رہے گا سلام کے لئے۔

اس صورت میں 2 بنیادی خرابی ہیں جو خلاف اَولی کے درجے میں: 1) تقدیم السلام الجماعۃ الاَولی علی الاِمام 2) انتظار الاِمام للمقتدی۔

- ذؒ: دشمن جانب قبلہ میں ہو یا نہ ہو تب بھی طریق الانتظارین ہو گا (لیکن اشتراک والا قول نہیں لیا)

کؒ: طریق انتظار واحد: امام کے ساتھ ایک جماعت ایک رکعت پڑھ لے اور پورا کر کے چلے جائے اور امام انتظار میں رہے گا دوسری جماعت کے اور پھر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور دوسری جماعت اپنی نماز مکمل کرے گی۔

- مصنفؒ اس مسئلے میں احناف کے موافق ہیں۔
- فلیس علیکم جناح: 1) کبھی وجوب کے لئے مستعمل ہے: قرآن میں: لا جناح علیہ اَن یطوف بھما

2) آیت کریمہ کا ایک مطلب یہ ہے کہ قصر کرو تو گناہ نہیں یعنی 4 کی جگہ 2 (regular)

یا یہ مطلب کہ گناہ نہیں کہ تم قصر کرو یعنی تخفیف کے ساتھ (emergency)

- ان خفتم أن یفتنکم : اگر دشمن کا خوف نہیں تو قصر نہیں؟

1) آپ ﷺ نے ہر حالت میں قصر کی اور یہ قید اتفاقی ہے: جیسے لا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء میں

-واقعہ یہ تھا کہ صلوۃ الخوف پڑھتے تھے اور دشمن کا خوف تھا جیسے دوسری آیت میں حکم دیا کہ: لا تاکلوا الربو اَضعافا مضاعفۃ تو کیا تھوڑی سی ربو لے سکتے؟ نہیں، حاش وکلا بلکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ ڈبل در ڈبل ربو لیتے تھے۔

بَابُ صَلاَةِ الخَوْفِ رِجَالًا وَرُكْبَانًا رَاجِلٌ قَائِمٌ(ص129)(حدیث:943)

- رجال کے تین معانی: 1) بمعنی مرد اَی رجلٌ (یہاں یہ مراد نہیں ہے)؛ 2) قائمین علی الاَرجل (یہی مراد ہے یہاں)

3) راجل اَی الماشی علی الاَرجل (مصنفؒ نے یہ معنی نہیں لیا)۔ ص 651 پر مصنفؒ نے رجالاً کی تفسیر کی قیاما علی اَقدامھم

-ترجمۃ الباب کا مقصد: ان لوگوں کی تردید (فؒ ذؒ: مطلوب ماشی پڑھ سکتا ہے) جو قائل ہیں کہ ماشی بھی پڑھ سکتے ہیں۔

قال مجاہد: اِذا وقع الخوف یصلی الرجل علی کل جھۃ قائما اَو راکبا۔ اِذا اختلطوا قیاما فالاِشارۃ تکفی للرکوع والسجود۔

- اشکال: مصنفؒ نے عجیب کام کیا کہ مجاہدؒ کے قول کو مشبہ بہ بنایا حالانکہ وہ تابعی ہیں اور ابن عمرؓ کے قول (صحابی) کو مشبہ بنایا!؟

جواب: 1) حضرت شیخؒ: مجاہد کے قول میں تفصیل ہے اسی لئے اسکو مشبہ بہ بنایا (ہذا الایفہم) ابن عمرؓ کے قول میں زیادہ تفصیل ہے!

2)ابن عمرؓ کے قول میں زیادتی اور مشبہ مشبہ بہ میں برابری ہونا چاہئے تو مجاہد کا قول جتنا برابر ہے ابن عمرؓ کے قول سے اسکو بیان کیا پھر بعد میں اسکی زیادتی بیان کیا اور ابن عمرؓ کا قول چونکہ مقصود ہے تو بعد میں بیان کیا۔

بَابُ يَحْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي صَلاَةِ الخَوْفِ(حدیث:944)

-ترجمۃ الباب کا مقصد:1)صلوۃ الخوف میں صلوۃ بھی ہے اور حراست بھی مقصود ہے

2)یہ وہ صلوۃ ہے جسمیں التفات مطلوب ہے اسلئے کہ ہر جگہ کے مناسب آداب ہوتے ہیں۔

3)ایک اور طریقہ بیان کا بیان ہے:1)شرکۃ فی القیام اور 2)الانفراد فی الرکوع والسجود (فؒ کا طریقہ جب کہ دشمن جانب قبلہ پر ہو) دوسری جماعت بھی آگے آگئی تاکہ صف اولی کی فضیلت مل جائے اور اصل یہ ٹریننگ(training) بھی ہے تاکہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ متواضعانہ نماز پڑھ رہے ہیں بلکہ جیسے کہ نماز کے باہر چست ہوتے اسی طرح نماز میں بھی!

بَابُ الصَّلاَةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ الحُصُونِ وَلِقَاءِ العَدُوِّ(حدیث:945)

- لقاء کا لفظ تفاؤلا مستعمل ہوا کہ مقابلہ کے بجائے اللہ ملاقات کرائے
- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)صلوۃ مسائفہ کی تردید جسکا ائمہ ثلاث قائل یعنی تلوار کے ساتھ
- تستر ایران میں تھا شوستر فتح ہوا20ھ اور انکا امیر ھُرمزان پکڑا گیا پھر چھوڑ دیا گیا پھر پکڑا گیا آخر میں تو عمرؓ کے پاس لائے گئے اور کہا کہ مجھے خوف ہے کہ میں مارا جاؤں تو پانی مانگوایا اور پھر شرط لگائی کہ میں قتل نہ کیا جاؤں جبتک پانی نہ ختم کرے اسکو پی کر تو عمرؓ نے منظور کیا تو اسنے موقع پاکر پانی کو گرایا۔
- مشورہ ابولؤلؤ، ہرمزان اور بحینۃ نامی نصرانی تھا تو عبد الرحمن وہاں سے گزرے تو وہ لوگ جلدی منتشر ہوئے اور ھرمزان کا خنجر گرا اور شہادت عمرؓ کے موقع پر یہی خنجر استعمال ہوا۔
- ومایسرنی بتلک الصلوۃ الدنیا ومافیھا:1)صلوۃ مقضیۃ؛ 2)فائتۃ: چھوٹی ہوئی نماز۔

بَابُ صَلاَةِ الطَّالِبِ وَالمَطْلُوبِ رَاكِبًا وَإِيمَاءً(حدیث:694)

- جو دوسرے کے پیچھے جارہا ہو، لازم رہے اسکے پیچھے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلافی مسئلہ کا بیان:1)صلوۃ المطلوب راکبًا جائزۃ بالاتفاق اور عام حالات میں فرض نہیں پڑھ سکتے سواری پر۔
- وتر سواری پر: فؒ: جائز؛ احناف: نہیں پڑھ سکتے۔

2)صلوۃ الطالب راکبًا: حؒ: لایجوز؛ کؒ: جائز عند خوف فوت العدو؛ فؒ: جائز: بفوت العدو أو بفوت الرفقاء

-مصنفؒ اس مسئلہ میں: صلوۃ الطالب والمطلوب راکبًا جائزۃ اور ظاہر ہے کہ اشارے سے نماز پڑھے گا۔

-شرحبیل 9ھ میں اسلام لائے اور اصح قول یہ ہے کہ صحابی ہے اور امیر حمص معاویہؓ کی طرف سے مقرر تھے۔

-عینی نے لکھا ہے کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مطلوب تھے؛ تخوف:1)فوت العدو؛2)فوت الوقت؛ 3)فوت النفس۔

-ولید کا مقصد: ترک الأرکان ممکن ہے یا.......................

-جواب:1)اس حدیث میں ترک الوقت کی طرف اشارہ ہے اور ترک الوقت کترک الأرکان للمجاھد (قیاسًا)

2)بنو قریظہ میں جب نماز پڑھیں گے تو وہ مقابلہ کریں گے تو جب وہ مقابلہ کریں گے تو قتال کریں گے تو صلوۃ راکبًا پڑھا جائے گا تو اترنے کی نوبت نہیں آئے گی تو صلوۃ راکبًا گویا ثابت ہوا اس سے۔

-اشکال: یہاں عصر کی بات ہے اور مسلم میں ظہر کی نماز مت پڑھو تو بہ ظاہر تعارض ہے!؟

جواب:1) تطبیق بعض نے ظہر نہیں پڑھی اور بعض نے عصر نہیں پڑھی تھی۔

2)2 جماعت بھیجی: ایک ظہر کے وقت اور ایک عصر کے وقت اور دونوں میں مقصد جلدی پہنچنا تھا۔

بَابُ التَّكْبِيرِ وَالغَلَسِ بِالصُّبْحِ، وَالصَّلاَةِ عِنْدَ الإِغَارَةِ وَالحَرْبِ(حدیث:947)

- ایک نسخے میں تبکیر ہے یعنی دخول فی الحرب سے پہلے نماز پڑھو ورنہ بعد میں مشکلات ہوگی۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد:1) تعجیل دخور الحرب سے پہلے ثابت ہے

2)صلوۃ الخوف میں تعجیل ممکن ہے اور تاخیر اِلی آخر الوقت ضروری نہیں کہ حالت مطمئن ہو جائے

-اور اگر تکبیر:1) قتال میں خاموشی کا ذکر ابو داوٗد میں اور اس روایت میں تکبیر ہے آپ ﷺ نے بلند آواز سے کی تو مصنفؒ نے اشارہ کیا کہ اگر حملہ کرنا مخفی طور پر تو تکبیر نہ کہے اور اگر مخفی حملہ نہیں ہے تو تکبیر زور سے کہو تا کہ رعب ڈالے دشمنوں پر

- غلس: براعۃ الاختتام: فکر کرو اسلئے کہ قبر کا اندھیرا آنے والا ہے۔
- تقتل المقاتلۃ: زندگی ختم ہونے والی ہے اور خربت بھی براعت اختتام میں: ایک دن آئے گا کہ تم یہاں سے چلوگے تو تمہارا کام خراب ہوگا؛ صداقھا عتقھا: یہ انکی خصوصیت ہے احناف کے نزدیک۔
- فتبسّم: براعت اختتام کہ اللہ کرے کہ موت کے وقت تبسم کے ساتھ ہو جائے اور ملاقات تبسم سے ہو جائے اور براعۃ الافتتاح بھی ہے اور اشارہ ہے کہ بعد میں مسکرانے اور خوشی کا مضمون ہے(براعۃ الاستھلال)۔

13 – أَبْوَابُ العِيدَيْنِ(ص130)

- ربط: صلوۃ خوف 2 رکعات اکثر موقعہ پر تو عید بھی 2 رکعات ہیں؛
- کٌ فٌ: سنت ہے؛ حٌ: واجب؛ دٌ: فرض کفایہ؛ سم: سنت مؤکدہ۔
- عید: عاد یعود سے: بار بار واپس آنا اور جمع: اعیاد ہے اور عاد یعود داوی ہے۔
- وجہ تسمیہ: 1) یعود بالفرح والسرور

2) یعود بالرحمۃ أی برحمۃ اللہ

3) تفاؤلا: اللہ کرے کہ عید کی خوشی بار بار آئے

4) انسان کا توبہ مقبول اور بڑا ثواب ملتا اپنے اعمال کا

- ليس العيد لمن لبس الجديد إنما العيد لمن خاف الوعيد
- ليس العيد لمن بخّر بالعود إنما العيد لمن تاب ولا يعود
- ليس العيد لمن ركب المطايا إنما العيد لمن غُفرت له الخطايا
- ليس العيد لمن لمن جلس على البساط إنما العيد لمن جاوز الصراط
- ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا إنما العيد لمن تزود بزاد التقوى
- فارس میں 2 عید: 1) نوروز (مارچ میں) اور 2) مہرجان (ستمبر میں)

-شریعت عادت کے ازلے کے لئے نہیں ہے بلکہ امالے کے لئے

-تو عبادت بھی ہو اور عادت بھی ہو تو ان 2 عید کی جگہ 2 عید آئی اسلئے کہ عادت کو چھوڑنا مشکل

شعر: إذا سمعتم عن رجل زال عن عادتہ فلا تصدقوہ وإذا سمعتم عن جبل زال عن مكانہ

بَابٌ: فِي العِيدَيْنِ وَالتَّجَمُّلِ فِيهِ(حدیث:948)

- تجمل: نئے کپڑوں کا اہتمام؛ استبرق: موٹا ریشم اور سندس: نرم ریشم (جو لفظ سخت ہے تو سخت کپڑا کے لئے اور جو نرم وہ نرم کے لئے)۔ ترجمۃ الباب کا مقصد: التجمل مطلوب فی العیدین ویکون ہذا باشتراء الثوب الجدید (عمرؓ کو یہ مسئلہ معلوم تھا)

بَابُ الحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ العِيدِ(حدیث:949-950)

- الحراب: بُرچی (چھوٹا نیزہ)؛ الدرق: وہ ڈھل ل جس پر کھال ہو۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اگر عیدین کے دن ٹریننگ کرنا چاہے تو ممکن ہے۔

2) یغتفر فی العید مالا یغتفر فی غیرہ

3) اسلحہ لے جاسکتے جہاں لگنے کا خطرہ نہ ہو: ممنوع فی المصلی، جائز فی الخارج

-الحراب والدرق: ہذا من المباحات

-بغناء بُعاث: اوس اور خزرج کے درمیان جو قتال ہوا 120 سال تک

- وجہ قتل وقتال: 1) ایک قبیلے کے ناقے کے دودھ کو دوسرے قبیلے ولوں نے نکالے تھے تو انتقام کے طور پر اونٹنی کے تھن کو کاٹ دیا

2) ایک قبیلے کے ناقے دوسرے کے کھیت میں چرنے لگی تو ناقہ کو قتل کیا اور انتقام میں آدمی قتل ہوا
-فائدہ یہ ہوا کہ بڑے سے بڑے سردار قتل ہوئے اور چھوٹے سردار باقی رہے جسکی وجہ سے اسلام کو قبول کرنا آسان ہوا
-وہ لڑکیاں باقاعدہ گانے والی نہیں تھی اور قبیح اشعار نہیں تھے اور آلات نہیں تھی انکے پاس اور چھوٹی بچیاں تھی
-ابو بکرؓ نے اسلئے منع کیا کہ کبھی قلیل مفضی اِلی الکثیر ہوتا ہے: بچیاں ہیں ابھی، پھر بالغات کا بھی سننے لگے گا اور غیبت ہو گی...
تو ابو بکرؓ نے سد باب کی طرف اشارہ کیا اور آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نفس مسئلہ پر نظر کیا۔

- حوّل وجھہ: خلاف اَولی کام پر دلالت کرنے کے لئے اگرچہ جواز دی۔
- مزمارۃ: بانسری جو نلکی کی طرح جسمیں سوراخ ہو (flute)
- زمَرَ: آواز نکالنا؛ غمز تُھما: 1) ڈبایا، کچو کے مارا؛ 2) اشارہ کیا آنکھوں سے یا ہاتھوں سے کہ نکل جاؤ۔
- معلوم ہوا کہ عید کے دن غزل پڑھنا جائز ہے حدود شرعی میں رہ کر۔
- سودان: افریقی لوگ؛ حربۃٌ: جمع حِرابٌ: نیزہ؛ بنی اَرفدۃ: انکے پرانے دادا کا نام کسی زمانے میں۔
- خدی علی حدہ: اشکال: آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ منظر دکھایا جسمیں افریقی لوگ کھیل رہے ہیں تو یہ نظر اِلی الاَجنبی ہو گیا!؟

جواب: 1) یہاں مقصود کھیل کی طرف نظر رکھنا اور نیزوں کا چلانا۔

2) یہ قبل نزول الحجاب تھا (لایصح) تو پھر فاَقامنی وراءہ کی ضرورت نہ ہوتی۔

3) چہرے کی طرف دیکھنا اس وقت ممنوع ہے جب: 1) خلوت ہو؛ 2) خوف فتنہ ہو؛ 3) اور اختلاط ہو۔

اگر یہ تین چیزیں نہ ہو تو چہرے کی طرف دیکھنے کی گنجائش ہے۔

- روایات میں آتا ہے کہ عبد اللہ بن ام مکتومؓ آئے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس اور ازواج مطہرات بیٹھی تھیں تو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پردے میں جانے کا حکم دیا اور کہا کہ: اَفعمیا وان اَنتما؟
- جواب: 1) قرب پر محمول؛ 2) تقوی پر محمول
- تو خوف فتنہ نہ ہو جیسے بوڑھیا ہو تو اسکے پاس جانے کی گنجائش ہے جیسے چقندر کا سالن بنانے والی عورت کے پاس صحابہؓ جاتے تھے
- ابن عباسؓ کی تفسیر: اِلا ما ظھر تو وجہ اور کفین مستثنی انہی شرائط کے ساتھ و اَخذ بہ الاَحناف۔
- پردے کا حکم: اسماءؓ: المراَۃ اِذا بلغت المحیضۃ لم یُر منھا اِلا ھذا وھذا و اَشارت اِلی الوجہ والکف (خالد بن دریق لم یدرک اَسماء فالروایۃ منقطعۃ)۔
- جاءنی امراَۃ سعفاء (جسکے چہرے پر دھبہ ہو) اور نکاح کا پیغام دیا (جواب: فتنہ نہیں تھا اور معمر تھی)
- جاءت امراَۃ فعرضت نفسھا تو دوسرے لوگ بھی موجود تھے اور آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دیکھا تھا
- راَی النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کف امراَۃ غیر مخضوبۃ فقال اَکف رّجل ھذا؟ تو معلوم ہوا کہ شرائط کی وجہ سے پردے میں تخفیف ہے مثلا رشتہ داروں میں۔
- آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: الحمو الموت! یعنی جیسے موت مصیبت ہے وہ بھی یا جیسے موت سے بچتے ہیں تو اس سے بھی
- تو یہ محمول ہے خلوت پر: اگر صرف گزرنا اور سلام کرنا خطرہ سے خالی ہو تو ٹھیک ہے۔
- نظر کی تین قسمیں ہیں: 1) نظر شہوت: جسکی وجہ سے آلات حرکت میں آتی ہیں (اقبح)

2) نظر لذت: نصف أعلی چاہتا ہے کہ بار بار دیکھے اور نصف اسفل خاموش (قبیح وشدید)
3) نظر استحسان: دیکھا اور بھول گیا کالنظر إلی المتاع الجمیل
-عورت کی نظر رجل کی طرف خفیف ہے (یعنی فتنہ کم ہے) اور رد جل کی نظر عورت پر شدید ہے۔

بَابُ سُنَّةِ العِيدَيْنِ لِأَهْلِ الإِسْلاَمِ (ص130) (حدیث:951-952)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) عیدین میں مسلمانوں کو کیا اختیار کرنا چاہئے؟
2) عادات کیا ہے اور عبادات کیا ہے۔
-عبادات کی تقدیم کا حکم لھو لعب پر۔
-نماز کا طریقہ: احناف: سعید بن العاص جو گورنر تھے، انہوں نے ابو موسیٰؓ اور حذیفہؓ سے پوچھا کہ کیا طریقہ ہے تو ابو موسیٰؓ نے طریقہ بتایا: کہ 4 رکعات تکبیر کمثل الجنازۃ اور حذیفہؓ نے تصدیق کی۔
-ابو موسیٰؓ: کنت أکبّر بالبصرۃ کذلک حین کنت متوالیًا والیًا علیھا
-ابن مسعودؓ: جواب دیتے تھے اور ابو موسیٰؓ اور حذیفہؓ تصدیق کرتے تھے۔
-ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے بسند صحیح تو احناف کا طریقہ ان چار حضرات سے ثابت ہے
-فؒ: 7 تکبیریں پہلی رکعت اور 5 دوسری میں؛ کؒ: 6 اور 5 زائد تکبیریں اور اختلاف اولویت کا ہے۔
-اگر حنفی شافعی کے پیچھے پڑھے تو تابعداری کرے گا۔
-یتحمل فی یوم العید مالا یتحمل فی غیرہ
-سنۃ عیدین سے کیا مراد ہے؟ سنت عبادت یا عادت: اگر عبادت ہے تو پہلی حدیث مطابق ہے لیکن دوسری نہیں اور اگر عادت ہے تو اسکا برعکس
جواب: 1) سنت سے دونوں مراد ہوگا عادت اور عبادت تو اصولیین کہیں گے کہ 2 معنے کیسے جمع ہوسکتے؟! تو سنت کا مطلب طریق المسلمین فی العید سواء کانت عادۃ أو عبادۃً
2) عادت مراد لیں گے اور پہلی حدیث دلالۃ النص سے ثابت کہ جب عید میں عادات کرسکتے او عبادت کرنا بہ طریق أولی چاہئے

بَابُ الأَكْلِ يَوْمَ الفِطْرِ قَبْلَ الخُرُوجِ (ص130) (حدیث:953)

- یوم الفطر میں عید کی نماز سے پہلے کھانا چاہئے اسلئے کہ افطار کا دن ہے؛ حکم: مستحب ہے۔
- اور یوم النحر قربانی کے احترام کی وجہ سے بعد میں کھانا چاہئے۔

بَابُ الأَكْلِ يَوْمَ النَّحْرِ (حدیث:954-955)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) الأکل یوم النحر المندوب فیہ أن یکون من لحم الأضحیۃ
2) پہلے بھی کھاسکتے لیکن بہتر یہ ہے کہ بعد میں کھائے قربانی سے (فی أی وقت شاء فھو جائز)
-اشارۃ إلی ھذا الحدیث: کان النبی ﷺ لا یطعم فی یوم النحر حتی یرجع فیأکل من أضحیتہ (رواہ الترمذی وقال صحیح)

-دؒ:اپنی قربانی سے کھانا مستحب جب اپنی قربانی ہو اور دیگر ائمہ کے لئے بھی مستحب ہے جب امید ہو ملنے کی۔
-جس دن کی قربانی ہو اسی دن کی قربانی کا گوشت کھانا مستحب ہے۔
-فلیعد: امر ہے تو احناف کے نزدیک واجب ہے اعادہ اور قربانی بھی واجب
-جذعۃ: 6 مہینہ کا بکرا تو اجازت انکی خصوصیت تھی ورنہ بکری کے لئے ایک سال ضروری ہے۔
-جذعۃ من الإبل: ما تمت لہ رابعۃ من السنۃ و من البقر ما دخل فی الثالثۃ
-عناق: جس کا سال پورا نہ ہوا ہو اور جفرۃ: وہ بکری جو 4 مہینے کا ہو
-یہاں آپ ﷺ نے قربانی کا اعادہ کرنے کا حکم دیا کھانے سے منع نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ قبل الصلوۃ کھانا جائز ہے
-مفتی محمودؒ: مریضان محبت کو تمہاری چائے کافی ہے ندا ءپیالی سے آتی ہے کہو اللہ شافی ہے۔
نماز سے پہلے مناسب ہے کہ نہ کھائے کھانا اور وہ جو بھی من قبیل المأکولات سے ہو، اس سے پرہیز کرنا چاہئے تو پانی پی سکتے ہیں اور جو مخلوط ہے تو بھی نہیں لینا چاہئے۔
قربانی کب؟ فؒ (1) اور کؒ: بعد صلوۃ الإمام۔ ف (2): بعد ما مضی قدر وقت خطبۃ و صلوۃ، اگرچہ امام نے خطبہ نہ دیا ہو۔
حؒ: بعد الصلوۃ فی أی وقت کان۔
- و من نسک قبل الصلوۃ فلا اعتبار لہ فإنہ قبل الصلوۃ؛ شاۃ لحم لا شاۃ عبادۃ۔
- ولن تجزیٔ: جب باب افعال سے تو عن نہیں ہے ولن تکفی ولن تقتضی یعنی یہ کہ آپ کی خصوصیت ہے۔

بَابُ الخُرُوجِ إِلَى المُصَلَّى بِغَيْرِ مِنْبَرٍ(ص131)(حدیث:956)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: منبر کا نکالنا نہیں، زمین پر کھڑا رہے؛ اگر منبر کو سنت سمجھے تو بدعت ہے، ہاں آسانی سمجھے تو ٹھیک ہے۔
- وعظگ ممنوعات کو بیان کرنا؛ وصیت: وہ نصیحت جسمیں تاکید ہو، مصلی: عید گاہ یا جنازہ گاہ۔
- کثیر بن صلت کے مکان قریب تھا تقریبا 500 میٹر کا فیصلہ مسجد نبوی سے۔
- ممکن ہے کہ مروان نے خطبہ کی تقریر نماز سے پہلے کی اسلئے کہ لوگ ادھر ادھر چلے جاتے نماز کے بعد اسی لئے قعود کا لفظ آیا (ظاہر ہے کہ خطبہ بیٹھ کر نہیں دیا جاتا تھا)۔
- مروان کا خطبہ: 1) وہ خطبہ کی تاخیر کو واجب نہیں سمجھتے تو یہ خلاف اولی
2) مفتی صاحب کا خیال: یہ تقریر تھی اور خطبہ بھی کرتے تھے بعد
-ابو ھریرۃؓ سے خطبہ سے پہلے بیان ثابت ہے۔

بَابُ المَشْيِ وَالرُّكُوبِ إِلَى العِيدِ، وَالصَّلاَةِ قَبْلَ الخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلاَ إِقَامَةٍ(ص131)(حدیث:957-958-959-960-961)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مشی و رکوب دونوں جائز اور مشی بہتر ہے اسی لئے پہلے رکھا (مختلف روایات ہے)
- اذان و اقامت نہیں؛ ترمذی: علیؓ: من السنۃ أن یخرج إلی الخطبۃ ماشیا و أن یأکل قبل (یہ روایت ضعیف ہے سند میں حارث
- أعور ہے)۔

- إذا آتيتم الصلوة فأتوها وأنتم تمشون
- عید واجب ہے فرض نہیں اور اذان صرف فرض کے لئے اور مسلم کی روایت: بغیر اذان واقامت آیا ہے۔
- عن جابرؓ بن سمرة قال: صليت مع رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم العيد غير مرة ولا مرتين بغير أذان ولا إقامة
- ک ؒ ذؒ: اعلان کرنا الصلوة جامعة مکروہ ہے؛ ف ؒ: مستحسن ہے کہنا جبکہ اذان نہیں ہے۔
- 63ھ یزید کی وفات کے بعد: ابن عباسؓ نے تردید کی
- ابن زبیر کی عمر: 9یا10 سال آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی وفات کے بعد اور ابن عباسؓ کی عمر 13 سال
- بعدُ أی بعد الصلوة: مضاف إلیہ منوی ہے تو بعد مبنی علی الضم ہو گا۔
- یتوکأ: اشارۃ إلی جواز الرکوب اسلئے کہ جب تکیہ لگانا ممکن ہے تو رکوب بھی۔
- عطا کی رائے تھی کہ لازم ہے عورتوں کے پاس جانا: وما لھم أن لا یفعلوا یعنی لھم أن یفعلوا۔

بَابُ الخُطْبَةِ بَعْدَ العِيدِ (حدیث: 962-963-964-965)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ان لوگوں کی تردید ہے جو صراحۃً کہتے کہ خطبہ قبل الصلوۃ ہے۔
- خطبہ عرفیہ..............
- خرصھا: چاندی کا حلقہ جو گلے میں پہنتی ہے؛ سخاب: وہ ہار جسمیں خوشبودار لکڑی لگائی جاتی ہے تسبیح کے دانوں کی شکل میں۔
- حاشیہ میں لکھا ہے کہ خیط من خرزؒ؛ قرنفل: لونگ: امر أ القیس کا شعر ہے: إذا قامتا تضوّع المسک منھما نسیمَ الصباح جاءت بریّ القرنفل
- مسنّۃ لغۃ: سامنے والی دانت گرانا: فقہاء کہتے کہ اعتبار عمر کا ہے لیکن اگر معلوم نہیں تو دانت دیکھتے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ حَمْلِ السِّلاَحِ فِي العِيدِ وَالحَرَمِ (ص132) (حدیث: 966-967)

- ما قبل میں حبشی اسلحہ سے کھیل رہے تھے اور یہاں کہہ رہے ہیں کہ مکروہ ہیں
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جب ازدحام ہو تو مکروہ   أدم الھلال لأحمصیک

2) الگ میدان ہو تو مکروہ نہیں اور ذھاب إلی الصلوۃ میں مکروہ ہے۔

3) بغیر ضرورت کے لے جانا مکروہ ہے۔

4) حالت امن مین مکروہ اور حالت جنگ میں گنجائش ہے۔

5) کسی کو لگنے کا خوف ہو تو مکروہ ورنہ ٹھیک ہے۔

6) محل صلوۃ پر مکروہ ہے، باہر ٹھیک ہے۔

7) تجربہ کار نہ ہو تو مکروہ ورنہ نہیں۔

- عبد الملک بن مروان نے حجاج سے کہا تھا کہ آپ مسائل میں ابن عمرؓ سے مشورہ کرو تو انکو مشکل لگی تو کسی کو حکم دیا کہ انکو لگائے لیکن یہ بات بعید ہے؛ اصل یہ ہے کہ انکے حکم کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا تو نسبۃ إلی السبب کہ ابن عمرؓ نے

- ابن زبیرؓ 73ھ اور ابن عمرؓ 74ھ زخم لگا اسلحہ سے اور اسمیں زہر بھرا ہوا تھا اور کہتے کہ سب کچھ حجاج نے کیا (واللہ أعلم)

بَابُ التَّبْكِيرِ إِلَى العِيدِ(حدیث:968)

- عید کے دن تکبیر کہنا چاہئے آنے جانے کے راستے میں اور بعد میں
- عید الأضحی میں جھراً اور عید الفطر میں جہر نہیں حؒ کے نزدیک اور سمؒ کے نزدیک گنجائش ہے
- تکبیر تشریق: حؒ: جماعت کے ساتھ ہو تو جہراً اور سمؒ: سب کے لئے
- عام روایات میں ایک مرتبہ واجب ہے اور تین مرتبہ جواز ہے اور دو مرتبہ بدعت ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: نماز کے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ ہو بلکہ صلوۃ کی فکر کرے تو تبکیر تعجیل کے معنے میں۔

بَابُ فَضْلِ العَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ(حدیث:969)

- ایام تشریق: 11/12/13 اور ایام النحر 10/11/12 عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے
- سعید بن مسیب 10 ایام تشریق میں داخل ہے اور تشریق کا معنی جب سورج چمکے تو لوگ نماز کے لئے جاتے یا یہ کہ لوگ جب مزدلفہ سے اترتے تو کہتے: اشرق سبیر کی مانُغیر
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ایام معلومات (ایام عشرۃ) کا فرق کرنا ایام معدودات سے (ایام تشریق)
  2) ایام تشریق: تفریقھاللذکر والتکبیر

- مصنفؒ نے واذکروااللہ فی أیام معلومات کہا تو یہ سھو ہے اسلئے کہ فی أیام معدودات ہے تو ذھول ہوا

ایضاح الأدلۃ میں (ص فحہ ع پر یعنی مقدمہ میں خطبہ کتاب سے پہلے) لکھا ہے کہ فإن تنازعتم فی شیء فردوہ إلی اللہ ورسولہ وإلی اولی الأمر منکم تو وأولی الأمر منکم اصل آیت میں نہیں ہے تو ذھول ہوا۔

- امام شافعیؒ نے اصول کی کتاب میں فآمنوا باللہ ورسولہ کے بجائے ورسلہ لکھا ہے
- محمد تو یجری نے القول البلیغ فی ردِّ أھل التبلیغ: سلفی کہتا ہے کہ شیخ الہندؒ محمود الحسنؒ نے تحریف کی قرآن میں
- ایام معلومات: 1 سے 10 تک ذی الحجۃ تو مصنفؒ نے ایام تشریق کہا ہے
  1) دونوں مشترک فی التکبیر
  2) دونوں کے درمیان فرق بیان کرنا مقصودہ ہے
  3) سعید بن مسیب: ایام معلومات بھی ایام تشریق میں شریک ہے (یعنی 10 میں)

- تشریق: گوشت کو چیر کر سو کھانے کے لئے لٹکاتے تھے اور یہ کام 10/12/13 کیا جاتا تھا۔

- اگر احرام میں تھے تو تلبیہ مراد ورنہ تکبیر تو معلوم ہوا کہ استحباب میں جب التزام نہ ہو تو جواز ہے

- معلوم ہوا کہ جواب التکبیر التکبیر ہے

- محمد بن علی الباقر نفل کے بعد تکبیر کہتے تھے لیکن دیگر ائمہ کہتے کہ صرف فرض نماز کے بعد کہنا چاہئے

- حؒ: من فجر عرفۃ إلی عصر یوم النحر سمؒ اور فؒ: من فجر یوم عرفۃ إلی عصر آخر یوم التشریق (وعلیہ الفتوی)

- کؒ: من ظھر یوم النحر إلی فجر یوم التشریق۔

- تکبیر کی ابتداء مین 5 اقوال ہیں: 9 کی فجر سے یا ظہر سے یا عصر سے یا 10 کی فجر سے یا ظہر سے

اور انتہاء میں بھی 5 اقوال ہیں: 10 کی ظہر / 11 کی ظہر / 13 کی فجر یا ظہر یا عصر

- ایام عشرۃ مین اعمال بہت زیادہ بہتر ہے: ما العمل فی ایام أفضل منھا فی ہذا العشر

بَابُ التَّكْبِيرِ أَيَّامَ مِنًى، وَإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ(حدیث:970-971)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ماسبق عام تھا یہ تکبیر خاص ہے حاجی کے لئے
2) ما قبل عام اعمال کا ذکر اور یہاں صرف تکبیر
3) تکبیر بھی جائز تلبیہ کے ساتھ؛ اہل جاہلیت ان دونوں میں اصنام کے لئے قربانی کرتے تھے تو اللہ کے لئے قربانی کا حکم دیا۔

- جس وقت شیطان سورج کے سامنے ہوتا ہے تو پورا وقت مکروہ ہوتا ہے
- تلبیہ پہلے جمرۃ کی رمی سے ختم ہوگا اور عورتیں بھی تکبیر کہے گی لیکن پست آواز میں۔
- دوسری روایت میں محمد فربری ہے اور بعض میں نہیں ہے؛ بعض کہتے کہ محمد بخاری مراد بعض محمد ابن عمر ذُھلی
- خِدرٌ: 1) تخت جس پر میاں بیوی رہتے تھے پردے میں؛ 2) کمرہ؛ 3) ہودج؛ 4) کمرے کے کونے پر پردہ لگانا
- واثلہ بن اسقع آپ ﷺ سے ملے تو آپ ﷺ نے فرمایا تقبل اللہ منا و منک تو جواب دیا........
- ویدعون بدعائہم سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ دعا کرتے اور بعض کہتے کہ امام کی دعا ہے۔

بَابُ الصَّلاَةِ إِلَى الحَرْبَةِ يَوْمَ العِيدِ(حدیث:972)

- عام طور پر صحراء مین نماز ہوتی تھی تو سترۃ کی زیادۃ ضرورت تھی؛ حربۃ: چھوٹا نیزہ جو تقریباً عنزۃ کی طرح
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جب امام کے سامنے نیزے لے جائے گاڑنے کے لئے
2) تو لے جاتا ممنوع نہیں بلکہ سنت نہ سمجھے اسکو

- مصلی مدینہ منورۃ کے مشرقی دروازے کے پاس تھا۔

بَابُ حَمْلِ العَنَزَةِ أَوِ الحَرْبَةِ بَيْنَ يَدَيِ الإِمَامِ يَوْمَ العِيدِ(حدیث:973)

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ وَالحُيَّضِ إِلَى المُصَلَّى(ص133)(حدیث:974)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) تکثیر سواد کے لئے نکلتی تھی؛ 2) ولإظہار شوکۃ الإسلام؛ 3) لکون الزمان خیر القرون
4) ولتخصیص التعلیم بالنبی ﷺ؛ 5) ولأخذ أنوار النبوۃ؛ 6) وللخوف بالمدینۃ من العدو

- عواتق: غیر شادی شدہ لڑکیاں جو آزاد ہوتے زوج کے حقوق سے۔

بَابُ خُرُوجِ الصِّبْيَانِ إِلَى المُصَلَّى(حدیث:975)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بچوں کو بھی لے جانا چاہئے لإدخال السرور فی قلوبہم ولحصول العلم ولشوکۃ المسلمین

بَابُ اسْتِقْبَالِ الإِمَامِ النَّاسَ فِي خُطْبَةِ العِيدِ(حدیث:976)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ خطبہ یعنی عید کا مشابہ ہے جمعہ کے خطبہ سے نہ کہ استسقاء کے

- بقیع اصل جگہ جہاں مختلف درخت ہوتے تھے۔
- اشکال: إن أول نسکنا أن نبد أ بالصلوۃ (حاشیہ میں ص 133 پر اشکال کیا ہے) مصدر محمول نہیں ہے ذات پر!؟
جواب: إن شأن أول عبادتنا أن نبد أ بالصلوۃ تو شان بھی مصدر اور ماضی کے معنے میں ہے؛
- اشکال: مختلف لوگوں سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ صرف آپ کے لئے جائز: عقبۃ بن عامرؓ سے فرمایا کہ یہ صرف آپکے لئے؛ اور سعد بن ابی وقاص، خالد بن ولید بُردہ ابن نیار وغیر ھم
جواب: 1) ہر ایک کی تخصیص ہے بالنسبۃ إلی قومہ
2) صرف آپکے لئے ہے فھذا العلم
3) آپکے لئے اس سال ہے تو الگ الگ سال پر محمول
4) تین یا چاروں کو جمع کریں گے تو صرف ان چاروں کے لئے اور دوسرے شامل نہیں۔
جیسے حضور ﷺ کے لئے فرمایا: ومامحمد إلا رسول پھر قد خلت من قبلہ الرسل سوائے عیسیٰؑ کے، ماالمسیح بن مریم إلا رسول.. قد خلت من قبلہ الرسل۔

بَابُ العَلَمِ الَّذِي بِالْمُصَلَّى(حدیث:977)

- مصلی پر نشان یا جھنڈا لگانا بدعت نہیں بلکہ نشانی ہے اور جائز ہے، تعریف اور آسانی ہے اسمیں۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الإِمَامِ النِّسَاءَ يَوْمَ العِيدِ(حدیث:978-979)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ تتمہ ہے وعظ کا: عبد اللہ بن بُسر، ابو هریرہؓ اور تمیم داریؒ (عمرؓ کے نکلنے سے پہلے) وعظ فرماتے تھے
- چندے کی درخواست کرنا عیب کی بات نہیں، ہاں اپنے لئے سوال کرنا عیب ہے۔
- صدقۃ الفطر نہیں تھا؛ فتخ: چھلہ: انگھوٹی جسمیں نگینہ نہ ہو
- اولاد قتل کرنا: اسقاط اسمیں داخل ہے یا فقیری کی وجہ سے
- لا یفترینگ جھوٹ، غیبت، سب و شتم اور جھوٹی نسبت (یعنی غیر اب کی طرف نسبت کرنا): 6 نمبر کا بیان دیا اور کتاب الإیمان میں گزر چکا ہے۔ امر أۃ: اسماء بنت یزید: خطیبۃ النساء۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ فِي العِيدِ(ص134)(حدیث:980)

- فلتلبسھا صاحبتھا مقدر ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اس زمانے میں عیدین کے لئے جانا عورتوں کے لئے مؤکد تھا تو اگر کسی کے پاس جلباب نہ ہو تو سہیلی سے عاریت پر لے لے (share it)
2) حجاب ضروری ہے یہاں تک کہ دوسری عورت کے ساتھ حجاب میں شرکت کرے اگر نہ ہوا اپنے پاس۔
-سوال: عید کے لئے جانا مؤکد اور جمعہ کے لئے نہیں؟ تو کیا فرق ہے؟

جواب:1)جمعہ کی نماز مسجد میں ہے تو اختلاط کا بڑا خوف تھا
2)عید میں اظہار شوکت مقصود اور جمعہ مین اتنا مقصود نہیں ہے
3)عید چونکہ ایک نئ عبادت تھی تو ممکن ہے کہ اسمیں نئ چیز یا نئ بات کی تعلیم ہو اور ایک یا دو مرتبہ سال میں واقع ہے اسلئے زیادہ حرج بھی نہیں۔ 4)جمعہ شہر مین تو عورتوں کو گھروں میں رہنا چاہئے تا کہ خطرہ نہ ہو اور عید جب سب باہر نکل جاتے تو عورتیں بھی نکل جائیں تا کہ خوف وخطرہ دل کو مشغول نہ کر دے۔
-قصر:طلحہ بن عبد اللہ بن خلف کے داد کی ملکیت تھی۔
-جبکہ عورت کے لئے جانا جائز ہے غزوۃ میں جسمیں خطرہ ہے تو تبلیغ میں بطریق اولی جاسکے گی۔
-جلباب:جو سر پر ڈال کر نیچے تک لٹکائے؛ -معلوم ہوا کہ مصلی فی حکم المسجد نہیں ہے۔

بَابُ اعْتِزَالِ الحُيَّضِ المُصَلَّى(حدیث:981)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:حائضہ دور رہے گی عید گاہ سے۔
1)اختلاط بالمصلیات نہ ہو؛ 2)تلویث صفوف کا احتمال ہے؛ 3)تا کہ انقطاع صفوف نہ ہو؛
4)بعض کے نزدیک مصلی فی حکم المسجد ہے(ولیس ہذا بالقوی)؛ 5)خطرہ تھا شہر میں؛ 6)تعلیم کے لئے جاتی تھی۔

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُصَلَّى(حدیث:982)

- جو سینے کے قریب:نحر اور سر کے قریب تو ذبح کہتے
- ترجمۃ الباب کا مقصد:اجتماعی قربانی بہتر ہے عید گاہ کے قریب میں اور اسمیں بہت سے فوائد ہیں:
1)إظہار شوکۃ الإسلام والمسلمین۔ 2)اتباع النبی ﷺ؛ 3)اجتماع الفقراء فی مکان واحد؛
4)بقاء تنظیف الأمصار من الدماء۔ 5)إظہار اتحاد المسلمین۔ 6)اظہار المساوات۔
- "أو" تقسیم کے لئے یعنی ینحر فی البعض ویذبح فی البعض یا واؤ کے معنے میں ہے۔

بَابُ كَلاَمِ الإِمَامِ وَالنَّاسِ فِي خُطْبَةِ العِيدِ، وَإِذَا سُئِلَ الإِمَامُ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ يَخْطُبُ(حدیث:983-984-985)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:عید کے خطبہ میں دینی کلام ممکن ہے اگر سوال ہو تو مناسب ہے کہ جواب دے
- نُسُک:اس عبادت کو کہتے جسمیں حکمت زیادہ سمجھ میں نہ آئے۔(یعنی غیر مفہوم المعنی)اور دو چیز آدمی کے لئے مشقت کا باعث ہو جیسے حج کے افعال کو مناسک کہتے۔
- قربانی ضائع نہ ہوتی کہ لوگ گوشت سکھاتے تھے اور اب لوگ ذخیرہ کرتے اپنے لئے "فرج اور فریزر" میں۔
- عادۃ اللہ ہے کہ جو چیز لوگ زیادہ استعمال کرتے تو اسمیں برکت ڈال دیتے جیسے بھیر بکری گائے پانی، ہوا وغیرہ وغیرہ
- العناق من المعز:جو 6 مہینے سے زیادہ اور ایک سال سے کم
- ائمہ ثلاث:قربانی 3 دن ہے:1)ابو ھریرہؓ:الأضحی ثلاثۃ أیام

2)ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ: الأضحی یومان بعد یوم النحر۔
3) آپ ﷺ: لا تدخروا اللحم فوق ثلاثۃ أیام تو 3 دن ذبح کے دن ہیں، ذخیرہ نہیں اور 3 دن سے اوپر ذخیرہ کر سکتے ہیں
-فؒ: 4 دن ہے اور دلیل: آپ ﷺ نے فرمایا: أیام التشریق أیام ذبح (لیکن سلیمان بن موسی سند میں ضعیف ہے اور روایت میں اضطراب)
-قربانی واجب ہے حؒ اور کؒ کے نزدیک اور فؒ دؒ: سنت ہے۔
دلائل: 1) فصل لربک وانحر: الأمر للوجوب: اشکال: یہ سورت مکی ہے اور قربانی مدنی ہے!؟
2) علی کل أھل بیت .... أضحیۃ وعتیرۃ .... یعنی علی کل رئیس أھل بیت: باقی غریب ہوتے تھے
3) 7565 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَيُّوبَ، ثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَيَّاشٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "
[التعليق - من تلخيص الذهبي] 7565 - صحيح (رواہ الحاکم وصححہ الذہبی)
4) وَقَالَ مَرَّةً: «مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يَذْبَحْ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا» سند پر اشکال ہے لیکن سب کو جمع کرکے پتہ چلتا ہے کہ لازم ہے
5) مدینہ منورۃ میں ہر سال قربانی کی آپ ﷺ نے وصال تک
6) پھر جب اعادہ کا حکم دیا اس آدمی کو جسنے نماز سے پہلے ذبح کیا تو معلوم ہوا کہ قربانی واجب ہے
7) اور جسکے پاس ایک سال سے کم کا جانور ہے اسکو بھی اسی جانور کو ذبح کرنے کی رخصت دی ہے تو معلوم ہوا کہ لازم ہے۔

بَابُ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ العِيدِ (حدیث:986)

- راستے کو بدل دینا أفضل وأحسن ہے اور اسمیں اتباع النبی ﷺ بھی ہے۔
- حِکَم: 1) لیتبرک أھل الطریقین بالنظر إلی النبی ﷺ یا بڑی شخصیت کی زیارت نصیب ہو۔

2) زیارۃ الناس؛ 3) تعلیم الأدب (یعنی ازدحام نہ پیدا کرے)؛ 4) الحذر عن الأعداء
5) إظهار شوکۃ الإسلام؛ 6) لأن لا یصیبہ العین (یعنی نظر نہ لگے)؛ 7) ولیتخوف المنافقین
8) وللتصدق علی الفقراء؛ 9) ولإختیار الیمین

-اشکال: یہ کیسے متابعت ہے جبکہ راوی ہی بدل گئے؟! جابرؓ اور ابو ھریرۃؓ
جواب: 1) یہاں یونس وہاں یحیی اور آگے ایک تو متابعت لغوی مراد ہوگی یعنی موافقت وتاکید وتائید
2) اگر متابعت اصطلاحی مراد ہو تو دوسرے نسخے میں یونس بن محمد عن فلیح عن سعید عن جابر ہے اور ایک روایت مین جو نہر میں ہے لکھا ہے کہ اسکی متابعت نہیں اور جابرؓ کی روایت کی 2 متابعت ہوگئی یحیی اور یونس۔

بَابٌ: إِذَا فَاتَهُ العِيدُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَكَذَلِكَ النِّسَاءُ، وَمَنْ كَانَ فِي البُيُوتِ وَالقُرَى (حدیث:987-988)

- 2 شکل ہے: 1) بعض لوگوں سے فوت ہوئی یعنی ایک دو آدمی سے؛ 2) پوری بستی سے

- 1) کؒ فؒ: یؤدیھا مع التکبیرات الزائدۃ منفردًا اور حؒ دؒ: قضاء نہیں لیکن بہتر یہ کہ حؒ: 2رکعات پڑھے اور دؒ: 4رکعات پڑھے۔
- 2) کؒ فؒ: قضاء نہیں اور حنابلہ: سب قضاء کرسکتے ولو إلی أیام اور احناف: عید الفطر کے ایک دن بعد تک اور عید الأضحی میں 2دن تک کرسکتے اور کرنا ضروری ہے۔
- عید کی نماز جمعہ جمعہ کی طرح اور مصنفؒ کہتے کہ چھوٹی بستی اور دیہات میں بھی پڑھیں گے اور عورتیں...
- زاویہ: بصرۃ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر؛ احناف کے جواب: 1) یہ فناء مصر میں تھا (لایصح) پہلے گزر چکے کہ فناء سے باہر تھا 2) بڑی بستی بن گئی تھی: انسؓ 93ھ میں انتقال کرگئے

-عکرمہ کا قول انکی رائے پر محمول ہے اور 2رکعات پڑھنا وجوبًا نہیں بلکہ استحبابًا ہے

-تضربان: دف بجاتی تھیں؛ امن امان سے: محفوظ رہے اور اگر امن سے تو مطلب فتنے سے امن ملے۔

-عکرمۃ: کبوتر؛ أھل السواد: دیہات میں زیادہ درخت جسکی وجہ سے زیادہ سایہ ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ العِيدِ وَبَعْدَهَا (حدیث:989)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف مذاہب کی طرف اشارہ: فؒ: یکرہ للإمام فقط مطلقًا؛ کؒ: یکرہ فی المصلی فقط مطلقًا؛ دؒ: یکرہ قبلھا مطلقًا
- حؒ: قبل الصلوۃ مکروہ ہے مطلقًا اور بعد الصلوۃ جائز خارج المصلی (مثلاً گھر پر)
- 1293 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو الرَّقِّيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا، فَإِذَا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ» (ابن ماجہ)
- مصنفؒ نے امام دؒ کا مسلک اختیار کیا ہے
- براعۃ الاختتام: 1) فصلی رکعتین فی المصلی اور مصلی عید گاہ اور جنازہ گاہ بھی کہا جاتا ہے

2) اور لم یصلی قبلھا ولا بعدھا کہ تم بیمار ہو جاؤگے تو تم کچھ نہیں پڑھ سکوگے تو یہ موت کی طرف اشارہ ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الوِتْرِ (حدیث:994-993-992-991-990)

- عیدین لازم وواجب ہے تو وتر بھی؛ جو لوگ سنت کہتے تو وہ بھی کہتے کہ حکم میں واجب ہے یعنی وہ قضاء کے قائل ہیں تو معلوم ہوا کہ صرف نزاع لفظی ہے۔
- وتر: اکیلا ہونا / طاق ہونا؛ وَتر: الانتقام
- احناف کا مذہب[108] مبنی ہے عائشہؓ کے قول پر جسمیں اکثر 3 رکعات مذکور ہیں: 1) کان رسول اللہ ﷺ یوتر بثلاث لا یسلم إلا فی آخر ھن۔

2) کان النبی ﷺ یصلی إحدی عشرة رکعة یصلی أربعا فلا تسأل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثا۔

عائشہؓ سب سے محبوب بیوی تھی اور دو مرتبہ آپ ﷺ ٹھہرتے تھے انکے پاس اور اہتمام سے انکو اٹھاتے تھے

جبریلؑ نے سلام دیا عائشہؓ کو اور ابن عباسؓ کہتے کہ عائشہؓ وہ خوب آپ ﷺ کی وتر کو جانتی تھی

3) یوتر بثلاث لا یفصل بینھن بتسلیم

4) ابن عباسؓ، سعید بن جبیر اور عائشہؓ (بتغییر یسیر): یقرأ فی الأول سبح اسم ربک وفی الثانی بقل یآ أیھا الکافرون وفی الثالث بقل ھو اللہ أحد (ابو داؤد)

5) ابن عمرؓ: یصلی بأربع وثلاث وبست وثلاث

6) ابو بکرؓ کی وفات پر عمرؓ نے جنازہ پڑھایا پھر وتر پڑھی ....تو معلوم ہوا کہ رمضان کے علاوہ وتر با جماعت ممکن ہے۔

7) مدینہ منورۃ کے فقہاء سبعہ سے بھی مروی ہے کہ وتر 3 رکعات ہے

شعر : ألا كل من لا يقتدي بأئمة ... فقسمته ضيزى عن الحق خارجة

فخذهم عُبَيْدُ اللَّهِ عُرْوَةُ قَاسِمٌ ... سَعِيدٌ أَبُو بَكْرٍ سُلَيْمَانُ خَارِجَةْ

1) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر؛ 2) عروۃ بن زبیر؛ 3) قاسم بن محمد بن أبی بکر؛ 4) سعید بن مسیب؛ 5) ابو بکر بن عبد الرحمن؛ 6) سلیمان بن یسار؛ 7) خارجۃ بن زید۔

8) حسن بن بصری: اجمع المسلمون علی أن الوتر ثلاث لا یسلم إلا فی آخر ھنّ

- احناف: وتر واجب ہے؛ 1) آپ ﷺ: عن بریدۃؓ: الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا (رواہ ابو داؤد)

2) ابو سعیدؓ: اوتروا قبل أن تصبحوا؛ 3) من نام عن وتر أو نسیہ فلیصلہ إذا أصبح أو ذکرھا

4) إن اللہ زادکم بصلوۃ: ألا وھی الوتر / 5) زادنی ربی صلوۃ ألا وہی الوتر

- ابن حجرؒ: اگر امام بخاریؒ باب قائم نہ کردے کہ وتر علی الدابۃ جائز ہے تو میں کہتا کہ امام بخاریؒ احناف کے مسلک پر ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ وتر علی الدابۃ احناف کے نزدیک لا یجوز اور باقی کے نزدیک یجوز ورنہ وجوبیت کے بارے میں احناف کا مسلک خوب واضح وثابت ہے۔

---

[108] مذاہب کے اقوال وتر کے بارے میں مختصر اور مدلل کلام قاموس الفقہ میں ملاحظہ فرمائیں (5/258)۔

- صلوۃ اللیل مثنی مثنی: صلوۃ اللیل دو قسم کی: 1)2 سے کم نہیں اور 2)2،2 ہے چار نہیں

3) ہر دو رکعاتیں مستقل 2 شفعہ اور الگ الگ ہیں

4) یعنی آسانی 2،2 میں ہے؛ 5) ہر 2 رکعات پر تشہد ہے (حدیث: وفی کل رکعتین التحیات)

-اگر ہر دو رکعات مستقل ہے تو پھر لیل کی تخصیص کیوں ہے؟ جواب: سائل نے لیل کے بارے پوچھا تھا

-صلی رکعۃً واحدۃً ما قبل کو وتر بنادے گی؛ احناف: 1) صلی رکعۃ واحدۃ مضمومۃ إلی ما قبلھما (لیکن یہ تاویل بعید ہے) اسلئے کہ یہ روایت بھی ہے: کان رسول اللہ ﷺ یسلم فی کل ثنتین ویوتر برکعۃ (ابن ماجہ ص 82)

2) ابن عمرؓ: صلوۃ اللیل مثنی مثنی..................والوتر رکعۃ قبل الصبح۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ صلی قبل استحکام الوتر اور اب منسوخ ہے۔ بتیراء والی حدیث سے۔

3) اور بہتر جواب یہ کہ ایک رکعت پڑھنا منسوخ ہو گیا اور ابن عبد البر نے تمھید میں ابو سعید الخدریؓ سے نقل کیا ہے: نھی رسول اللہ ﷺ عن البتیراء اور اگر اشکال کرے کہ: سند میں عثمان بن محمد ہے جن پڑ کلام ہے تو

جواب: لم یتکلم علیہ إلا العقیلی (وہ کہتے کہ یَھِمُ لیکن یہ جرح معمولی ہے) لیکن امام بخاریؒ نے یا ابن المدیمی نے اس پر کلام نہیں کیا جیسے یونس جو بخاری کے شارح ہیں تو انکے بارے میں بھی آتا ہے کہ یَھِمُ۔

- ابن مسعودؓ..............(مؤطا امام................):..

- ابراھیم نخعی کی مرسل روایت ہے (جو من اقوی المرسلات میں سے ہے): ما أجزأت رکعۃٌ قطّ۔

- اور اگر یہ کہے کہ بتیراء کی تفسیر یوں آئی ہے: لم یتم رکوعہ و سجودہ تو یہ تفسیر ضعیف ہے نقلہ سلمۃ بن أبرس وھو ضعیف

- آپ ﷺ کا آخری دائمی عمل وہی تھا یعنی 3 رکعات پڑھتے تھے

- حسن بصریؒ سے کہا گیا: ابن عمر یسلم برکعتین! تو کہا فعمرؓ افقہ منہ وھو ینھض فی الثانیۃ بالتکبیر۔

- مذاھب: فؒ: وتر جائز ہے ایک سلام کے ساتھ اگر چہ 13 رکعات پڑھ لے لیکن 3 رکعات 2 سلام سے، بہتر ہے اور 3 یا 5 رکعت ایک سلام کے سات جائز۔

دؒ: 5 ہو تو ایک سلام و جلوس اور اگر 7 رکعات پڑھے تو آخر میں جلوس و سلام

کؒ: وتر 2 رکعات ایک سلام یا 2 سلام دونوں جائز ہے اور ایک رکعت کافی نہیں ہے۔ اور احناف: تین رکعات واجب ہے۔

- اگر آدمی حرمین میں ہو یا شوافع کے پیچھے پڑھ رہا ہو جو سلام کرے دوسری رکعت پر تو بہتر ہے کہ الگ سے اپنی وتر پڑھے اور اگر مشکل ہے جیسے جماعت کی مخالفت ہو گی تو پولیس یا مُطوّا آئیں گے تو جب دوسری رکعت پر امام سلام کرے تو اٹھ جائے بغیر سلام کے مسبوق کی طرح (مقتدی کی نیت کا اعتبار ہو گا اس صورت میں) اور اگر سلام کیا امام کے ساتھ تو وتر کو دوبارہ پڑھنا ہو گا؛ ھذہ الصلوۃ کی نیت کافی ہے اور وتر ان حضرات کے نزدیک بھی واجب ہے۔[109]

- حؒ: 4 بہتر ہے لیلاً و نھاراً اور سمؒ: 2 بہتر ہے لیلاً وعلیہ الفتوی

- ناسخ: حدیث البتیراء؛ یہاں روایت مختصر ہے اور ص 154 پر فی غیر محلہ پوری روایت مذکور ہے

[109] تفصیل فتاوی دار العلوم زکریا میں دیکھئے (2/456-464)۔

- اشکال: آپ ﷺ کی قوت مسلّم تھی: 11 شادیاں کی تو کیا اتنے کمزور ہو گئے کہ افتراش یا تورک نہ کر سکے اے احناف!
جواب: اتنے لمبے قیام سے پاؤں پر بوجھ پڑتی تھی تو اٹھنا مشکل ہو جاتا اور ورم آجاتا تھا اسی لئے فرمایا کہ لا تبادرونی فإنی قد بدنت

بَابُ سَاعَاتِ الوِتْرِ (ص135)(حدیث:996-995)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) وتر کے لئے وقت جمیع اللیل ہے۔
2) سحری کا وتر ناسخ نہیں بلکہ بہتر ہے

تقدیم علی صلوۃ العشاء قصداً لا یجوز و تبعاً لا حرج أی یغتفر مثلاً بعد میں معلوم ہوا کہ بغیر وضوء کے پڑھی تھی اور وتر کے لئے نیا وضوء کیا تھا

- تہجد کے فوت ہونے کا خطرہ تھا اسی لئے آپ ﷺ نے ابو ھریرہؓ اور ابو الدرداءؓ کو وصیت کی سونے سے پہلے پڑھنے کی اور یہ بھی علامت ہے کہ وتر واجب ہے، ورنہ بعد میں پڑھنے سے فوت ہو جائے گی۔
- بعض روایت میں: 1) آرام قبل الأذان اور 2) آرام بعد سنۃ الفجر؛ اور 3) آرام نہیں تو ھذا علی اختلاف الأحوال تو جب اذان کے بعد آرام ہوتا تو معلوم ہوا کہ تغلیس نہیں تھی بلکہ اسفار
- اوتر رسول اللہ ﷺ فی جمیع ساعات اللیل؛ صلوۃ المغرب وتر صلوۃ النھار تو اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وتر واجب ہے
- الوتر لیس کصلوتکم المکتوبۃ اسلئے کہ وتر واجب ہے۔

بَابُ إِيقَاظِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ بِالوِتْرِ (ص136)(حدیث:997)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وتر کے وجوب اور اہمیت کو بیان کرنا کہ تہجد کے لئے نہیں اٹھاتے لیکن وتر کے لئے: اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترًا میں امر وجوب کے لئے اسی طرح" اوتروا قبل أن تصبحوا"

بَابٌ: لِيَجْعَلْ آخِرَ صَلاَتِهِ وِتْرًا (حدیث : 998)

- یہاں رکعتین بعد الوتر پڑھنا چاہیئے یا نہیں؟ جو آپ ﷺ اکثر جالسًا ادا فرماتے تھے۔
- کؒ: أمنع؛ دؒ: لا أمنع ولا أصنع؛ فؒ: احیانًا پڑھنا چاہیئے؛ احناف: کوئی روایت نہیں تو ایسے موقع پر إذا صح الحدیث فھو مذھبی پر عمل ہو گا؛ اکابر: پڑھنا چاہیئے، پھر قائمًا پڑھنا چاہیئے اور مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ قاعدًا پڑھتے تھے اتباع اور عشقًا للنبی ﷺ۔
- جو تہجد نہیں پڑھ سکتے تو انکو وتر کے بعد یہ دو رکعات پڑھنا چاہیئے۔
- اجعلوا آخر صلوتکم وترا کا مطلب: 1) وتر کو آخر میں رکھو یہ مستحب ہے (اشکال: تو استحباب کا مطلب یہ ہوا کہ رکعتین بعد الوتر نہ پڑھو)؛ حضرت گنگوہیؒ: یہ 2 رکعات اصل تتمۃ الوتر ہے أی سنۃ الوتر۔
2) اجعلوا آخر صلوتکم باللیل وترًا (رات مین 2 نماز ہیں عشاء اور وتر) یعنی عشاء کے بعد وتر پڑھو
3) آخر کا مطلب آخری مجموعہ اسکو وتر عدد بناؤ مثلاً جو لوگ عشاء کے بعد وتر پڑھتے تو مجموعہ وتر بنایا اور جو فجر سے پہلے 2 رکعات پڑھتے تو وتر عدد نہیں بنایا تو خلاصہ یہ ہوا کہ وتر کو آخر اللیل پڑھو۔

علماء: الأفضل أن یصلی الوتر وقت التھجد لمن یشق علی نفسہ بالانتباہ تو وترًا طاق کے معنے مین بہتر ہے کہ وتر تہجد کے ساتھ پڑھو اور وتر اصطلاحی کے لئے عام طور پر الوتر کا لفظ آیا ہے (الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا)

4) آخر الصلوۃ عشاء ہے اسلئے کہ 2 نماز ہے رات میں: مغرب اور عشاء تو آخری نماز عشاء ہے تو اسکے ساتھ وتر پڑھو تاکہ طاق عدد ہو جائے۔

بَابُ الوِتْرِ عَلَى الدَّابَّةِ(حدیث:999)

- امام بخاریؒ وتر علی الدابۃ کے قائل ہیں، اگرچہ واجب ہے جیسے کہ سفر میں فرض کے ساتھ قصر ہے۔
- ابن عباسؓ: جب سنت دابۃ پر پڑھ سکتے ہو تو وتر بھی سنت ہے سفر میں
- احناف کی تردید ہے: جو کہتے کہ اترنا چاہئے؛ فؒ: پڑھ سکتے؛ کؒ: پڑھ سکتا ہے جب سفر قصر میں ہو۔
- احناف: کان ابن عمرؓ یصلی علی راحلتہ ویوتر علی الأرض۔
- اس روایت کا جواب: 1) یہ سفر میں تھا عند خوف العدوّ تو راکبًا پڑھ سکتے اس وقت

2) وتر سے مراد تہجد ہے یہاں اور وتر کا لفظ دونوں پر صادق آتا ہے جیسے حدیث میں: اوتروا یا أھل القرآن (تو وتر یہاں صلوۃ اللیل مراد ہے)
3) ممکن ہے کہ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ کے نزدیک وتر سنت کے درجے میں ہو (لا یصح اسلئے کہ حوالہ دیتے آپ ﷺ کا)۔
4) ھذا کان قبل استحکام الوتر اور بعد میں جب وجوب ثابت ہوا تو اب اتر کے پڑھنا چاہئے: اِن اللہ زادکم صلوۃً، الا وھی الوتر۔

بَابُ الوِتْرِ فِي السَّفَرِ(حدیث:1000)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ضحاک کی تردید ہے جو کہتے کہ سفر میں وتر نہیں
- ویوتر علی راحلتہ میں دونوں کا امکان ہے: 1) صلوۃ اللیل؛ 2) وتر اصطلاحی لیکن پھر اشکال ہو گا کہ صلوۃ اللیل کا ذکر پہلے ہو چکا ہے؛ احناف کے یہاں اس حدیث کا جواب نہیں پایہ کہا جائے گا کہ ھذا کان قبل استحکام الوتر۔

بَابُ القُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ(حدیث:1004-1003-1002-1001)

- قبل الرکوع اِذا کان دائمًا و بعد الرکوع اِذا کان نازلۃً
- اس مسئلہ میں مصنفؒ نے احناف کی موافقت کی ہے
- احناف: وتر میں قبل الرکوع فی جمیع السنۃ اور فجر میں بعد الرکوع قنوت نازلہ
- کؒ: سب قبل الرکوع نازلہ ہو یا نہ ہو؛ فؒ: سب بعد الرکوع ہے، ہاں مصنفؒ نصف رمضان میں قبل الرکوع فی الوتر قنوت پڑھیں گے۔
- یسیرًا: قنت شھرًا ثم ترکہ؛ فؒ: فجر میں دائمًا ہے اور رمضان میں نصف رمصان میں
- ابی بن کعب:..................
- اور ابن مسعودؓ اور دیگر سے مروی ہے:........................
- وقعہ رجیع میں 10 آدمیوں کو بھیجا ہے اور واقعہ بئر معونہ مین 70 آدمیوں کو بھیجا
- مغرب میں براعت اختتام کہ سورج غروب ہوتا ہے
- قبر والے سے کہا جاتا ہے من ربک فیقول دعونی اصلی فاِن الشمس تغرب یا روح بھی غروب ہو گا۔
- بنو عامر کے پاس بھیجا: سردار کا نام ابو براء: رعل ذکوان..................

- عاصم بن عبید اللہ انکے امیر تھے (واقعہ رجیع میں) یہ 2 واقعات قریب قریب ہوئے تھے تو آپ ﷺ دونوں کو ملا کر بد دعا کرتے تھے اور وصف ظالمین یا واقعی ظالم پر بد دعا کی ممانعت نہیں ہے۔

15 – أَبْوَابُ الِاسْتِسْقَاءِ

- ماقبل سے مناسبت: وتر کے آخر میں قنوت ہے جو مشامل ہے دعاء پر اور استسقاء میں بھی دعاء ہے
- قنوت عاجزی و تواضع اللہ کے سامنے تو استسقاء میں بھی۔
- ائمہ ثلاثہ سمؒ: خروج إلی الصحراء مع الصلوۃ۔
- حؒ: مختلف طریقے: استسقاء مخصوص نہیں خروج کے ساتھ بلکہ یہ بھی ایک طریقہ ہے
- صلوات خمسہ کے بعد دعاء، جمعہ کے بعد دعاء
- 1) قرآن: فقلتُ استغفروا ربکم، إنہ کان غفارًا ؛استغفار پر اکتفاء یہ سنت دائمہ نہیں بلکہ سنۃ من السنن
- عمرؓ نکلے استسقاء کے لئے فصعد المنبر فقال: استغفروا ربکم، إنہ کان غفارًا ثم نزل فقالوا یا أمیر المؤمنین لو استسقیتَ .... لقد طلبتہ بمجادیح السماء التی یُستنزل بھا المطر
- مِجْدَح: ایک آلہ جسکے 4 پر ہیں، ستارے کی طرح دودھ یا دہی کو ملاتے۔
- اگر یہ کہے کہ یہ جاہلیت کا طریقہ ہے (وہ کہتے لا تھے مطرنا بنوء کذو کذا)

جواب: 1) جاہلیت کے زمانے میں مشرکین جو ستارے سے بارش مانگتے تھے تو ہمارے لئے ستارے دعا..........۔

2) شکا قومٌ قحوطَ المطر فقال رسول اللہ ﷺ: اُحثُوا علی الرُّکب ثم قولوا یاربّ یاربّ (انزل المطر)

3) آپ ﷺ نے خطبہ کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی

فتوی سمؒ کے قول پر: 3 دن تک باہر نکلنا چاہئے پھر 2 رکعات نماز پھر 2 خطبہ پھر مستقبل القبلۃ دعا کرے عاجزی کے ساتھ۔ پُرانے کپڑے بچے، جانور سب کو لے جائے اور قلب رداء تفاؤلاً ہے

- ذؒ: اسمیں خطبہ نہیں ہے؛ فؒ کؒ: خطبہ بعد الصلوۃ مع التکبیرات الزائدۃ؛ حؒ: تکبیرات زائدۃ نہیں صرف خطبہ بعد الصلوۃ اور قراءت میں جہر ہوگا اگرچہ صلوۃ النھار۔

بَابُ الِاسْتِسْقَاءِ وَخُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الِاسْتِسْقَاءِ (حدیث:1005)

- استسقاء: طلب السقی: آپ ﷺ نکلے تھے 6ھ
- حضرت شیخؒ نے کہا کہ 4 واقعات ہوئے: 1) جب انہوں نے آپکے بیٹھ مبارک پر اوجھری ڈال دی مکہ مکرمہ میں تو بد دعا دی قحط سالی کی؛

2) مضر پر بد دعا کی اللھم اشدد وطئتک (وفد بنی عبد القیس کے درمیان مانع تھے)

3) استسقاء کے لئے نکلنے کا واقعہ

4) خطبہ میں 9ھ تبوک سے واپسی پر اسلئے کہ ابو ھریرہؓ شریک تھے۔

- آپ ﷺ کو: إذا حزبہ أمر بادر إلی الصلوۃ۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ»(حدیث:1006-1007)

- اگر کہے کہ یہ تو استسقاء نہیں ہے بلکہ بد دعاء ہے ؟!

جواب:1)یہ دلالۃ النص کے درجے میں ہے کہ جب کفار پر بد دعاء قحط سالی کی جائز ہے تو.......

2)جنکے لئے دعاء کی بارش کی تو سوچ لو کہ مستحق ہے یا نہیں ؟

3)وبضدھا تتبین الاشیاء　　متنبی کا شعر ہے:ونذيمهم وبهم عرفنا فضله ... وبضدها تتبين الأشياء

-یہ مدینہ منورۃ میں دعا فرمائی گئی۔ کفار ان لوگوں کو ہجرت نہین کرنے دیتے تھے

وطئتک:حملہ–شدت؛　　غفار:مدحُ قبیلۃ بعد ذم الاخریٰ:ضد سے اشیاء واضح ہو جاتا ہے

سلیمان:1)جو محفوظ ہو جنات اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہے

2)اللہ ان کو صحیح سالم رکھے(نیک فال)

-یہاں فی الصبح کا ذکر ہے، دوسری جگہ عشاء اور مغرب کا ذکر ہے:ص 661 جلد 2 اور عشاء کا ذکر ص 996

1)سنۃ:1)قحط سالی کا سال۔　　2)عامٌ:فیہ یغاثُ الناس وفیہ یعصرون تو خوشحالی والا سال کے لئے مستعمل

3)تذکر:وہ سال لوگ یاد رکھتے جسمیں قحط سالی۔

-دخان:1)بھوک کی وجہ سے جب آدمی کھڑا ہوتا ہے اور سر چکھراتا ہے تو اندھیرا نظر آتا ہے(دھواں)

2)جب قحط سالی تھی تو فضاء دھواں گرد و غبار سے بھری رہتی ہے۔

-ابوسفیان:صخر بن حرب معاویہ کے والد　　فاستسقی لھن فسقوا

-ابن مسعودؓ کی رائے:دھواں بھی گزر چکا ہے اور البطشۃ الکبری بھی بدر میں ہوا واللزام بدر میں اور روم:غلبت الروم

-جمہور:دھواں قرب قیامت ظاہر ہو گا کافر کے منہ سے داخل ہو گا اور ناک سے نکلے گا اور مؤمن کے لئے زکام کی طرح ہو گا بطش اور لزام آخرت میں ہو گا۔

- تطبیق:ممکن ہے کہ ایک چھوٹا سا دھواں گزرا اور ایک بڑا آنے والا ہے قرب قیامت میں۔

بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الإِمَامَ الِاسْتِسْقَاءَ إِذَا قَحَطُوا(ص137)(حدیث:1008-1009-1010)

- امام المسلمین سے درخواست کرنا آداب میں سے اور امام شریک ہو جائے۔
- اشکال:آنے والے 2 حدیث میں پہلی حدیث میں ہے کہ..............اور دوسری حدیث میں ابن عباسؓ سے استسقاء کرتے اور مذکور ہیں کہ لوگوں نے درخواست کی تو گویا مطابقت نہیں ترجمۃ الباب اور احادیث سے۔

جواب:1)تقدیمہ للدعاء بمنزلۃ السؤال کہ آپ آگے ہو کر دعا کیجئے اسی لئے ایک روایت میں حضرت عمرؓ آگے تھے اور حضرت عباسؓ کو آگے کر کے دعا کی درخواست کی۔

2)التوسّلُ بہ ینبغی ویسنُّ أن یدعوَ

-مثول:کھڑے ہو کر شعر پڑھنا:ابو طالب کا شعر کو صحابہؓ نے اپنا لیا تو ابو طالب کا شعر نہیں رہا تو استدلال صحابہؓ کے اعمال سے ہوا نہ کہ ابو طالب کے قول سے تو اشکال نہیں ہے۔

ثمال.............:1) کھلانے والے یتیموں کو اور حفاظت کا ذریعہ بیوؤں کے لئے۔
یتیموں کے لئے فرمایادرس (لوگ ان کے سامنے شکایت کرے اور وہ مدد کرکے مصیبت دور کرے)

- یلوذ بہ الھُلاّکُ من آل ھاشم فھم عندہ فی نعمۃ وفواضل
ولمارأیت القومَ لابدّ وقد قطعوا اکل العری والوسائل
وقد جاھر ونابالعداوۃ والأذی وقد طاوعوا کل العدو المزاول

وأبيض يستسقي الغمام بوجهه = ثمال اليتامى عصمة للأرامل
يلوذ به الهلاك من آل هاشم = فهم عنده في نعمة وفواضل
كذبتم وبيت الله يبزى محمد = ولما نقاتل دونه ونناضل
ونسلمه حتى نصرع حوله = ونذهل عن أبنائنا والحلائل

- توسل کا مسئلہ: انعام الباری (213/4)
- وأبیض..........: یہ مشہور شعر ہے اسمیں
- سلفی لوگ کہتے: کہ یہ ابو طالب کا قول ہے اور ترجمہ کرتے کہ انکی دعا سے بارش ہوتی اسلئے کہ وہ وسیلہ نہیں مانتے اور انکا قانون ہے کہ اپنے عمل سے وسیلہ صحیح اور توسل اللہ کی صفات سے تو ہم دونوں کو ے مانتے ہیں اور تیسرا طریقہ ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی کی ذات کے وسیلے سے دعا کرنا۔
- خود ابن تیمیہؒ توسل کے باب میں لکھتے ہیں کہ اصل توسل بالمحبۃ ہے اور یہ اعلی درجے کا توسل ہے اسلئے کہ قلب کا عمل ہے اور یہ بدن کے عمل سے بڑھ کر ہے اور دوسری وجہ توسل بالرحمۃ ہے اور دعا ہے اللھم إنی اسأل حبک وحب من یحبک والعمل...

توسل بالرحمۃ کی مثال: نظام الدین اَولیا آپکی رحمت کا محل ہے تو اس رحمت کے ذریعہ سے جو آپنے اتاری اس ولی پر تو ہماری دعا اسکے وسیلے سے قبول کر (ص137/حاشیہ 13): وفي حديث أبي صالح: (فلما صعد عمر ومعه العباس المنبر، قال عمر، رضي الله تعالى عنه: اللهم إنا توجهنا إليك بعم نبيك وصنو أبيه فاسقنا الغيث ولا تجعلنا من القانطين، ثم قال: قل يا أبا الفضل، فقال العباس: اللهم لم ينزل بلاء إلا بذنب، ولم يكشف إلا بتوبة وقد توجه بي القوم إليك لمكاني من نبيك، وهذه أيدينا إليك بالذنوب، ونواصينا بالتوبة، فاسقنا الغيث. قال: فأرخت السماء شآبيب مثل الجبال حتى أخصبت الأرض وعاش الناس.(عمدة القارى31/7-32)

-ابن ماجہ میں (441/1): 1385 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ سَيَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ» فَقَالَ: ادْعُهْ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ، وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى، اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ» . قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

لیکن سند میں ابو جعفر خطمی ہے

- قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ»
- عمرؓ کے زانے میں قحط سالی ہوئی تو آپ ﷺ کے قبر کے پاس آئے اور دعاء کی آپ ﷺ کے توسل سے تو خواب میں دیکھا کہ بارش ہو گی اور آپ ہوشیار رہے۔

سلفی اعتراض کرتے کہ یہ تو مردہ سے توسل ہے اور عباسؓ زندہ تھے
جواب: کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ زندہ ہو یا مردہ اسلئے کہ توسل کی بنیاد محل رحمت و محبت ہے۔

تو عباسؓ سے توسل ہوا نہ کہ آپ ﷺ سے!؟
جواب: 1) التوسل بالعباس توسلٌ برسول اللہ ﷺ گو یا عباسؓ.................

2)انمیں 2صفت ہونے کی وجہ سے متوسل بہ اور محتاجاہونے کی وجہ سے؛3)یجوز التوسل بالمفضول مع کون موجود الأفضل

4)لمیل الناس إلی المبصَر (مشاھدۃ الناس)؛5)توسل بالعباسؓ توسل بقرابۃ النبی ﷺ وتوسل بالقرابۃ بالنبی ﷺ توسل بمحبۃ النبی ﷺ۔

توتوسل بالقرب ہوا کہ عباسؓ آپ ﷺ کی قرایب ہے اور آپ ﷺ کا قرب اللہ سے۔

بَابُ تَحْوِيلِ الرِّدَاءِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ(حدیث:1012-1011)

- ائمہ ثلاث:امام اور مقتدی؛ حؒ:اصل مذہب:صرف امام تقاوًلاً تھا(مستدرک حاکم میں روایت موجود ہے جو حاشیہ میں بھی ہے)
- مسند احمد:وتحول الناس:جواب:متوجہ إلی القبلۃ ہوئے؛ فؒ:تحویل مع التنکیس(الٹا ہو جائے حالت)
- احناف کا ایک طریقہ(تنکیس)یا صرف بائیں کو دائیں طرف کردے(بعض کہتے کہ یہ جبہ کے لئے اور چادر کے لئے تنکیس ہے)
- آپ ﷺ کی چادر:6ذراع طولاً اور 3ذراع عرضًا؛ آپ کا ازار:4ذراع طولاً اور عرضًا:ذراعین وشبرٌ

باب انتقام الرب من خلقه بالقحط

- قحط سالی کا سبب اللہ کا عذاب ہے اور دور کرنا اعمال صالحہ وتوبہ کے ذریعہ۔
- حدیث بیان نہیں کیا ذہن کو تیز کرنے کے لئے:ابن مسعودؓ کی حدیث کو یہاں ذکر کرسکتے۔

بَابُ الِاسْتِسْقَاءِ فِي المَسْجِدِ الجَامِعِ(ص137)(حدیث:1013)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)خروج دائمہ نہیں بلکہ وقتیہ

2)استسقاء مسجد کے مناسب اسلئے کہ دونوں میں عبادت وتضرع کا پہلو ہے

رجل:خارجۃ بن حصن جو عیینۃ بن حصن کے بھائی

- معلوم ہوا کہ دعا 3مرتبہ کہنا چاہئے؛ سحاب اسلئے کہ ہوا یا فرشتے کھینچتے ہیں یا دونوں ہے
- سبتًا یعنی ایک ہفتہ ایک روایت میں سبعًا آیا اور ایک روایت میں ستًّا
- اللھم أمطر وأغث حوالینا:تثنیہ ہے:بائیں ودائیں سامنے پیچھے ولا تمطر علینا
- آدمی نعمت کے انقطاع کا سوال نہ کرے بلکہ تحویل کی دعا دوسروں تک اور اس سے حسد بھی ختم
- الآکام:جمع أکمۃ:ٹیلہ،پہاڑ؛ الآجام:جھاڑیاں اور گھنے درخت:أجمۃٌ
- ابو عوانہ کی روایت میں ھوھو آیا ہے یا حضرت انسؓ کو بعد میں یاد آیا یا بخاری کو ترجیح دیں گے صحیح ابو عوانہ پر۔

بَابُ الِاسْتِسْقَاءِ فِي خُطْبَةِ الجُمُعَةِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ القِبْلَةِ(ص138)(حدیث:1014)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)اس دعا میں استقبال قبلہ ضروری نہیں اور کبھی استقبال قبلہ بھی نہیں

2)جمعہ کا خطبہ عبادت اور استسقاء بھی تو یہ اسکے مناسب ہے

-شوافع کی کتابوں میں طریقہ لکھا:1)مصلی پر؛ 2)مطلقًا دعا؛ 3)بعد الصلوۃ؛ 4)فی الخطبۃ

-دار القضاء:1)أی الدار التی بیعت لقضاء دین عمرؓ(86000)

2)التی قضی فیھا بخلافۃ عثمانؓ اور یہ بات غلط ہے کہ دار الإمارۃ دار القضاء تھا

سحابۃ: نکرہ ہے جیسے ترس بھی نکرہ ہے اسلئے مثل ابہام میں اتناڈوباہوا ہے کہ اضافت سے بھی معرفہ نہیں بنتا ہے

- مشابہت: 1) مثل الترس آی فی الاستدارۃ؛ 2) مضبوط جے ہوئے اور سخت ہونے میں لا فی المقدار
- سوال: جب لوگ اتنے تکلیف میں تھے تو اہل مدینہ نے استسقاء کا سوال کیوں نہیں کیا بلکہ باہر سے آدمی کو آنا پڑا!؟

جواب: 1) آپ ﷺ اور صحابہ کمال صبر سے موصوف تھے اور باہر والے نہیں

2) شہر میں وہ حالت نہیں تھی جو دیہات میں تھی۔

3) آپ ﷺ اور صحابہؓ اللہ کے فیصلے پر راضی تھے اور باہر کے لوگوں نے ایسا نہیں کیا

-ظراب: الجبال المنبسطۃ علی الأرض

-شعر: گوہر نظر سے............................گو دشمن سے دیکھتے ہیں دیکھتے تو ہے میں بھی ہوں خوش کی ہوئی کسی کی نگاہ میں۔

بَابُ الِاسْتِسْقَاءِ عَلَى المِنْبَرِ (حدیث:1015)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اگر منبر موجود ہے تو استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے

2) مالکیہ کی تردید جو منبر کو خلاف تضرع و تواضع سمجھتے

-جب باہر نکلیں گے تو فؒ اور دؒ: منبر بر دیناچاہیئے ؛ ح کؒ: باہر میں زمیں پر دیناچاہیئے۔

-وادی قناۃ ایک مہینے تک بہتی رہی۔

بَابُ مَنِ اكْتَفَى بِصَلاَةِ الجُمُعَةِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ (حدیث:1016)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صلوۃ مقصودۃ وسنت دائمۃ نہیں ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا تَقَطَّعَتِ السُّبُلُ مِنْ كَثْرَةِ المَطَرِ (حدیث:1017)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: انقطاع کی دعا جائز ہے
- اگر کوئی اشکال کرے کہ یہ زوال نعمت کی دعا ہے!؟ جواب: ایک رحمت کے بجائے دوسری رحمت کا سوال ہے اروبہ رحمۃ دون رحمۃ اُخری کا سوال ہے
- انقطاع مطر کے لئے خروج ثابت نہیں ہے۔

بَابُ مَا قِيلَ: «إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُحَوِّلْ رِدَاءَهُ فِي الِاسْتِسْقَاءِ يَوْمَ الجُمُعَةِ» (حدیث:1018)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) استسقاء کے وقت تحویل اور عدم تحویل دونوں ثابت ہے

2) اگر استسقاء کی دعاء جمعہ کی خطبہ میں ہو تو تحویل نہیں ہے (تحویل عند الخروج فقط)

بَابُ إِذَا اسْتَشْفَعُوا إِلَى الإِمَامِ لِيَسْتَسْقِيَ لَهُمْ لَمْ يَرُدَّهُمْ (حدیث:1019)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اگر لوگ امام سے درخواست کرے تو امام کو نکلنا چاہیئے استسقاء کے لئے اسلئے کہ امام کے نکلنے سے سب نکلیں گے اور امام سب سے بہتر آدمی ہوا کرتا تھا (خلفاءراشدین کے دور وغیرہ)
- در مختار: الأولی الخروج معھم؛ رجل: کعب بن مرۃ وغیرہ

بَابُ إِذَا اسْتَشْفَعَ المُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ عِنْدَ القَحْطِ(حدیث:1020)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اگر غیر مسلم سوال کرے تو کیا ھل یجاب أم لا؟ حالت کو دیکھا جائے گا یا مراد ھل یستسقی الإمام إذا طلب المشرکون الإمامَ یعنی ھل یجاب أم لا۔
- ان منع المطر بدعائهم ینبغی أن یدعوا إلا فھو مختارٌ
- فسقوا الناسَ: 1) واؤ علامت ہے فاعل نہیں؛ 2) واؤ مبدل منہ ہے؛ 3) یا خبر مقدم ہے؛ 4) یا فسقوا الناسَ ہے اور یہ أکلونی البراغیث کے قبیل سے ہے۔
- اشکال: مدینہ کے واقعہ اور مکہ کے واقعہ کو کیسے ملایا؟ اتیان أبی سفیان یتعلق بمکۃ اور فأطبقت علیھم سبعًا یتعلق بالمدینۃ۔

جواب: 1) راوی نے مدینہ کا واقعہ تبعًا ذکر کیا لإظھار کمالات النبی ﷺ

2) مدینہ کے واقعہ کو ذکر کیا تا کہ آپ ﷺ کا معجزہ خوب ظاہر ہو جائے

-1) مکہ کا واقعہ: وزاد اسباطٌ تک ہے؛ 2) فسقوا الغیث تک ہے اور بعد مدینہ منورۃ کا ہے

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا كَثُرَ المَطَرُ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا(حدیث:1021)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) بہتر ہے کہ بارش کے انقطاع کے لئے یہی الفاظ استعمال کرے جو منقول ہیں: یہ الفاظ مناسب ہیں
- وایم اللہ: ذکر جمع اور مراد مفرد
- صاحوا إلیہ بعد ما قال: تھدمت البیوت او اشکال نہ ہو کہ صرف ایک آدمی نے چلایا اور درخواست کی تھی۔
- اکلیل: تاج تو جس طرح تاج میں موتیاں چمکتی ہیں تو مدینہ منورۃ چمک رہے تھی یعنی فضاء وغیرہ سب صاف

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ قَائِمًا(حدیث:1022-1023)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) استسقاء کی دعا میں قیام ثابت ہے اور ترتیب یہ ہے کہ صلوۃ ہو پھر خطبہ اور پھر دعا
- خطبہ بعد الصلوۃ: ابو ھریرۃؓ سے مروی ہے طحاوی میں اور انسؓ اور عائشہؓ کی روایت مؤطا امام مالک میں کہ خطبہ قبل الصلوۃ ہے۔

تو تطبیق:..............................

- مؒ: 2 خطبہ؛ سمؒ: ایک خطبہ جسمیں جلسہ نہ ہو؛ دؒ: خطبہ مسنون نہیں
- ایک دعاء الأعمال ہے جیسے اذان کے بعد مسجد کے داخل ہونے کے بعد وغیرہ تو اسمیں رفع یدین نہیں ہے۔
- اور ایک دعاء الآمال ہے جسمیں رفع یدن ہے
- جہر بالاتفاق ہے۔

بَابُ الجَهْرِ بِالقِرَاءَةِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ(ص139)(حدیث:1024)

- اتفق علیہ الأئمۃ الأربعۃ: وہذا مثل الجمعۃ؛ صلوۃ النھار عجماء وہذا مستثنی
- توجہ إلی القبلۃ اور دعاء بعد الصلوۃ ہے۔
- سوال: یہاں تو الٹا ذکور ہے کہ دعا پہلے آیا پھر رکعتین آیا؟!

جواب: 1) ثم ترتیب و تاخیر ذکر کے لئے: تو ثم کا مطلب یہ ہو گا کہ: پھر یہ بھی سن لو۔

2) ممکن ہے کہ دعا اور تحویل رداء کا طریقہ بتایا

بَابٌ: كَيْفَ حَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ إِلَى النَّاسِ(حدیث:1025)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) تحویل رداء میں اختلاف کی طرف اشارہ

مؒ: تحویل بعد الخطبۃ؛ فؒ: فی وسط الخطبۃ الأولی

1) کیف حول أی عند وقت الدعاء: 1) ما الکیفیۃ (قبلہ کی طرف؟)؛ 2) دعا کے وقت تحویل ہونی جاۓ ہئے تو کس طرح کس وقت کے معنے میں ہو گا 3) حول ظہر إلی الناس تحویلا کاملاً لا تحویلاً منعطفًا؛ تحویل تام لا ناقص

بہ ظاہر یہ ہے کہ خطبہ قبل الصلوۃ: یہ مشابہ بالخطبۃ: خطبہ نہیں جیسے تقریر وغیرہ

بَابُ صَلاَةِ الِاسْتِسْقَاءِ رَكْعَتَيْنِ(حدیث:1026)

- مصنفؒ، کؒ اور حؒ: تکبیرات زائدہ نہیں ہے (دلیل: طبرانی نے معجم اوسط میں لکھا ہے: فلم یکبر فیہما إلا تکبیرۃ)؛
- فؒ ذؒ: تکبیرات زائدہ ہے: وہ روایت جسمیں تکبیر کا ذکر ہے تو اسمیں محمد بن عبد العزیز کو منکر الحدیث لکھا ہے

بَابُ الِاسْتِسْقَاءِ فِي المُصَلَّى(حدیث:1027)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: استسقاء کے لئے دوسری جگہ متعین کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ مصلی کی جگہ پر کر سکتے۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ القِبْلَةِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ(حدیث:1028)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: دعا اور تحویل رداء میں استقبال ہے اور یہاں دعا بعد الصلوۃ آیا ہے۔
- خطبہ میں دعا کرے تو اس وقت استقبال قبلہ نہ کرے۔

بَابُ رَفْعِ النَّاسِ أَيْدِيَهُمْ مَعَ الإِمَامِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ(ص**140**)(حدیث:1029-1030)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: لوگ اور امام سب ہاتھ اٹھائیں گے؛ ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے کہ ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے۔

بَابُ رَفْعِ الإِمَامِ يَدَهُ فِي الِاسْتِسْقَاءِ(حدیث:1031)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) یہ پہلے گزر چکا ہے؟! تو مقصد یہ ہے یہاں کہ کہاں تک ہاتھ اٹھانا چاہئے؟

2) سب کا ہاتھ اٹھانا قصداً ہے اور ما قبل تبعًا تھا؛ 3) بہت زیادہ ہاتھ اٹھائیں گے تو اسمیں مبالغہ ہے

بہ ظاہر پتہ چلتا ہے کہ سوائے استسقاء میں ہاتھ نہیں اٹھانا ہے لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ متعدد موقع پر ہاتھ اٹھانا ثابت ہے: اللھم انج الولید بن الولید نماز کے بعد جب دعا کی؛ مسلم کی روایت میں: مقبرۃ میں بقیع الغرقد میں ہاٹھ اٹھایا؛ صفا مروۃ پر عرفات ومزدلفہ میں

- ان ربکم حییٌ.................یستحیی أن یرفع أحدٌ یدیہ یردہما صفراً
- اسی لئے یہاں تاویل کرنی پڑے گی: رفعًا بالغًا نہائیًا اور دلیل: یُری بیاضُ إبطیہ

بَابُ مَا يُقَالُ إِذَا مَطَرَتْ(حدیث:1032)

- "ما" استفہامیہ؛ 2) موصولہ؛ 3) موصوفہ: شیٔ کے معنے میں
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) بارش کی قحط سالی کے وقت دعا ہے اور پھر جب برسے تو کیا دعا ہے؟ تو بارش کے برسنے کے بعد کی دعا کا ذکر ہے
- قرآن میں صیّب مقام ضرر میں استعمال کیا تو مصنفؒ نے بتایا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ضرر ہو بلکہ کثیر مطر کے لئے بھی مستعمل ہے تو اشکال کا رفع دفع ہے۔ اور صاب کا مضارع چونکہ متعین نہیں ہے تو اسکا ذکر کیا۔

بَابُ مَنْ تَمَطَّرَ فِي المَطَرِ حَتَّى يَتَحَادَرَ عَلَى لِحْيَتِهِ(حدیث:1033)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) آپ ﷺ نے پہلی مرتبہ کو اپنے بدن پر لیا تھا قصدًا نہ کہ اتفاقًا اسلئے کہ بارش رحمت ہے اور اب تک کسی عاصی کو مس نہیں کیا تو اللہ تعالی کی رحمت ہے اسی لئے شوافع کہتے ہیں کہ اٴخذ المطر سنۃٌ؛ تو آپ ﷺ نے کپڑا ہٹایا اور اپنے بدن پر پانی لیا (انس ؓ کی روایت: حدیث عھدٍ بربی)۔
- نلبث فیھم اٴلف سنۃ اِلا خمسین عاما تو "سنۃ" مشقت کے سال مراد ہے اور عام خوشحالی اور دعوت کے سال مراد ہے لیکن ایک دوسرے کی جگہ پر بھی آتے ہیں۔
  - جوبۃ: کپڑا کو پھاڑ کر درمیان میں خلا پیدا کرنا۔
  - وادی قناۃ: مدینہ منورۃ کے ایک کنارے پر ہے؛ الجَود: المطر الکثیر

بَابُ إِذَا هَبَّتِ الرِّيحُ (ص 141) (حدیث: 1034)

- یہ تو استیقاء کا باب ہے تو ریح کہاں سے آیا؟ جواب: دونوں جویات میں سے ہے: مابین السماء والاٴرض اور ہوا بارش کے ساتھ مناسب ہے اسلئے کہ وہ مقدمۃ المطر ہے یا نتیجۃ المطر ہے؛ ہوا بادلوں کو ملاتی ہے جس سے پھر بارش ہوتی ہے
- جب ہوا چلتی ہے تو خوف کے آثار ظاہر ہوتے تھے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: علامات الخوف آدمی پر ظاہر ہونا چاہئے اِذا ھبت الریح
- تیز ہوا: آندھی تو جب ہوا چلتی ہے تو اللہ سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں عذاب نہ بیجھ دے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا (حدیث: 1035)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ہوا میں ضرر ہے لیکن باد صبا ہلکی ہوا ہے؛ صبا: مشرق الشمس سے چلنے والی ہوا۔
- عرب میں مشہور ہے کہ مشرق سے جو ہوا چلتی ہے تو بادلوں کو ملاتی ہے جس سے بارش برستی ہے اور باعث رحمت ہوتی ہے۔
- شعر: لونلتِ یا ریح الصبا یوما اِلی اٴرض الحرم بلّغ سلامی روضۃً فیھا النبی المحترم
- شعر: اِذا قامتا تضوع المسک منھا.......................... نسیم الصبا جاءت بریّ القرنفل
- دَبور: الریح الغربیّۃ۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الزَّلاَزِلِ وَالآيَاتِ (حدیث: 1036-1037)

- ماقبل سے تعلق: کہ ریح اور زلزلہ دونوں مخوّف ہے اور عام طور پر جب زیادہ بارش ہوتی ہے تو زلزلہ ہوتے
- آیاتِ اللہ کی قدرت و تخویف کی نشانیاں: سیلاب؛ کسوف و خسوف؛ دھند چھا جائے (کوہر) اندھیرا
- کؒ فؒ: انکے نزدیک نماز نہیں سوائے کسوف و خسوف میں؛ حؒ: نماز ہے اور مستحب ہے۔
- موفّق: زلزلہ کی نماز صلوۃ کسوف کی طرح
- یُقبض العلم ؟: 1) علم صدری کم ہوگا؛ 2) وہ علم معتبر ہے جسکے ساتھ عمل ہو۔

- يتقارب الزمان: 1) الساعة 2) أهل الزمان فيما بينهم في الشر؛ 3) كثرت اشغال کی وجہ سے وقت اتنی جلدی گزرے گی کہ پتہ بھی نہیں چلے گا؛ 4) مراد سرعت مرور زمانہ؛ 5) زمان الموت یعنی لوگوں کی عمریں کم ہوگی؛ 6) لوگ خوشحالی کی زندگی میں ہوں گے تو پتہ نہیں چلے گا اسلئے کہ خوشی کا زمانہ جلدی گزرتا ہے

- شعر: صبح تو جام سے گزرتی ہے شام دل آرام سے گزرتی ہے

شعر: روح المعانی: ليلي وليلى ففي نومي اختلافهما ... بالطول والطول يا طوبى لو اعتدلا

يجود بالطول ليلي كلما بخلت ... بالطول ليلى وإن جادت به بخلا

شعر: فياليت لأيام الوصال............................وياليت أيام ال.............قصير

- نجد: اونچی زمین: من تهامة إلى عراق

- قرن الشيطان يعنى: 1) جماعة الشيطان جس طرح قرن تکلیف دہ تو اسی طرح وہ جماعت 2) دجال

-کوفہ میں علیؓ کو شہید کیا گیا اور حسینؓ کو کربلہ میں شہید کیا گیا اور یہ سب عراق میں ہے

پھر صفوی حکومت میں لاکھوں مسلمان قتل ہوئے عراق اور ایران میں تو یہ سب نجد میں داخل ہے

- جنگیز خان کے زمانے میں 10 یا 16 لاکھ قتل ہوئے: ابن کثیر، امام نووی، سعدی شیرازی اس زمانے کے تھے اور آج تک وہاں حالات آتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ} [الواقعة: 82] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «شُكْرَكُمْ»(حدیث:1038)

- وتجعلون رزقکم: یعنی مقام شکر کو تم انکار کرتے ہو؛ تکذبون: 1) تکذیب باللہ؛ 2) نسبۃ المطر إلى غير الله

- نسبت اگر اللہ کی طرف ہو تو ٹھیک ہے

- سماء: جوّ ہے اور مراد بارش / الصيب: المطر الكثير في الربيع / غيث: مايكون بعد القحط والجدب

- شعر: إذا أنزل السماء بأرض قوم

- بنوء كذا: ستارے کے غروب یا طلوع سے

- تو جب بارش اللہ کی طرف سے ہے تو نسبت إلى غير الله نہ کرو

بَابُ: لاَ يَدْرِي مَتَى يَجِيءُ المَطَرُ إِلَّا اللَّهُ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «خَمْسٌ لاَ يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ»(حدیث:1039)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ان لوگوں کی تردید ہے جو خاص علت کو بتاتے ہیں یعنی کہتے کہ اسکی وجہ سے ہے...

- 5 کی کیوں تخصیص؟ جواب: ایک ہے آخرت اور ایک ہے دنیا پھر دنیا میں ایک ابتداء (ارحام) اور ایک وسط (2 قسمیں: 1) مکسوب: ما ذاتكسب غدًا؛ 2) غیر اختیاری: بارش کب ہوگی) اور ایک انتھاء (بأی أرض تموت).

16 - أَبْوَابُ الكُسُوفِ(ص141)

بَابُ الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ(حدیث:1040-1041-1042-1043)

- جیسے استسقاء مسنونات میں سے ہے تو اسی طرح صلوۃ کسوف[110]
- 10ھ 28یا29شوال 8H30کسوف ہوا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے زمانے میں اور بعض کہتے کہ 2مرتبہ ہوا اور بعض کہتے کہ متعدد بار ہوا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے زمانے میں؛ یہ بھی آیۃ الجو سے ہے
- ائمہ ثلاث: کسوف میں 2رکوع؛ حؒ: ایک رکوع
- فؒ: خطبہ مسنون؛ کسوف: شمس کے لئے اور خسوف: قمر کے لئے لیکن ایک دوسرے کے لئے مستعمل ہے
- یا کسوف: جب پوری روشنی ختم اور خسوف: جب بعض روشنی ہو۔
- 2رکوع کی حدیث ذکر کی لیکن باب قائم نہیں کیا اور مشہور ہے کہ فقہ البخاری فی تراجمہ: 1)انکا فکر ترجمۃ الباب میں؛ 2)انکا مذہب اسمیں سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ مصنفؒ احناف کے ساتھ ہیں
- 1)ابو بکرۃ کی روایت میں تعدد رکوع نہیں اسی طرح نعمان بن بشیر، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، سمرۃ بن جندب اور انکے بیٹے عبد الرحمن، قبیصۃ اور محمود بن لبید سے ایک ہی رکوہ مروی (ثم رکع ثم اعتدل ثم سجد)

2)رکوع: ابن عباسؓ اور عائشہؓ سے 2رکوع مروی؛

3)3رکوع: جابرؓ اور عائشہؓ؛ 4)4رکوع حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے مروی؛ 5)5رکوع حضرت علیؓ بسند صحیح اور اُبی بن کعب (ضعیف روایت ہے اسمیں ابو جعفر رازی ضعیف ہے)(اتنا لمبا قیام کیا، لم یکد یرکع اور اتنا لمبا رکوع کیا کہ لم یکد یقوم)

-احناف ایک رکوع کو ترجیح دیتے ہیں؛ ائمہ ثلاثہ: 2رکوع والی روایات کو ترجیح دیتے اسلئے کہ اسکے طرق زیادہ ہیں۔

احناف کی ترجیح کے وجوہات: 1) اسلئے کہ قاعدہ کلیہ کے مطابق ہے

2)اسمیں احادیث قولیہ موجود ہے: صلوا کاحدث صلوۃ صلیتموھا الآن اور وہ فجر کی نماز تھی تو گویا صلوۃ الفجر کو مقیس علیہ بنایا

3)اکابر صحابہؓ سے مروی ہے اور عائشہؓ گھر میں یا پیچھے کے صف میں ہوتی تھی اور ابن عباسؓ بھی پیچھے کے صف میں

4)سمرۃ بن جندبؓ اور اپنے بیٹے عبد الرحمن تیر اندازی کررہے تھے تو چھوڑ کر کہا کہ دیکھیں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا کیا عمل ہے؟

5)عبد اللہ بن زبیرؓ نے بصرۃ میں پڑھائی کسوف کی نماز ایک رکوع کے ساتھ تو کسی نے نکیر نہیں کی سوائے عروۃ بن زبیرؒ (تابعی)

ص142 تو معلوم ہوا کہ عمل آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد ایک رکوع پر جاری ہوا۔

-تو جن روایات سے متعدد رکوع ثابت ہیں تو اسکا کیا جواب ہے؟

1)خصوصیت پر محمول ہیں

2)رکوع کو قائم مقام سجدہ بنایا تھا (سجدہ تلاوت)

3)لمبا رکوع کیا اور رکوع ہی میں سر اٹھایا روشنی دیکھنے کے لئے اور متوجہ ہوئے رکوع میں تو صحابہؓ نے صورۃ الرکوع کو رکوع سمجھا

4)جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جنت کی نعمتوں کو دیکھا تو بے اختیار رکوع کی صورت پیدا ہوگئی۔

---

110 صلوۃ کسوف پر مختصر وجامع بحث قاموس الفقہ میں ملاحظہ فرمائیں (4/555-556)

5)لرؤیۃالآیات تو مختلف آیات دیکھنے کی وجہ سے رکوع میں چلے گئے تھے

ابن عباسؓ نے میمونہؓ کی وفات پر سجدہ کیا اور کہا کہ آیت دیکھنے کے وقت سجدہ کیا جاتا ہے۔

6)جب رکوع اتنا لمبا ہو تو صف اولی کو شک ہوا تو رکوع سے اٹھے آپ ﷺ کی حالت کو دیکھنے کے لئے پھر دوبارہ رکوع میں گئے تو پیچھے صف والوں نے سمجھا کہ متعدد رکوع ہوا تو کسی نے 2 مرتبہ سر اٹھایا کسی نے 3 مرتبہ تو کسی نے 4 مرتبہ...

7)راوی کی تعبیر کا بھی امکان ہو سکتا ہے کسی چیز کی تطویل کے لئے کہا: رکع فرکع ثم رکع اور یہ عرب کا ایک اسٹائل ہے

8)نسائی میں (السنن الکبری):505 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: «كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ إِلَى الْمَسْجِدِ يَجُرُّ رِدَاءَهُ، مِنَ الْعَجَلَةِ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا تُصَلُّونَ»

اور ایک روایت میں فصلی مثل صلوتکم

- ابن بشیر کی روایت میں: کما تصلون رکعتین وسجدتین
- لوگوں کا غلط عقیدہ تھا کسوف پر تو آپ ﷺ نے اسکی نفی کی اسلئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ کسی کی ولادت یا موت کے ساتھ متعلق ہے
- مولانا روم: جو لوگ سورج کی پوجا کرتے ہیں، ایسے ہیں جیسے بادشاہ نے باورچی رکھا اور اسکی عبادت شروع کرنے لگے۔
- آیتان: 1) آیۃ القدرۃ: بادل کے بغیر روشنی کو روک دیا تو اللہ کی قدرت غالب اور سورج کچھ نہیں ہے

  2) آیۃ التخویف

-سورج و چاند میں کشش کی صلاحیت رکھی اللہ تعالی نے اور تخویف کا پہلو یہ اسمیں کہ زمین اور سورج کے درمیان چاند واقع ہوا اور اگر زمین نے یا سورج نے اپنی طرف زیادہ کھینچ لیا تو قیامت برپا ہو گا اسلئے کہ مقناطیس کی طرح سورج اور زمین کھینچتے ہیں۔

بَابُ الصَّدَقَةِ فِي الكُسُوفِ(ص142)(حدیث:1044)

- کسوف میں متعدد اعمال کا ذکر ہے، سب پر مصنفؒ باب قائم کریں گے الأهم فالأهم والأول فالأول
- ترجمۃ الباب کا مقصد: جبکہ یہ آیت تخوف و تعظیم ہے تو صدقہ پیش کرنا چاہئے اسلئے کہ صدقہ اللہ تعالی کے غضب کو ٹھنڈا کرنے میں دخل ہے: الصدقۃ تطفئ غضب الرب...
- ائمہ کا اختلاف جو متعدد رکوع کے قائل: کؒ: دوسرے رکوع کا اعتبار کرتے اور رکوع اول کے بعد بھی فاتحہ پڑھتے؛ فؒ: پہلے رکوع کا اعتبار کرتے؛ عائشہؓ کی روایت: جو گھر میں بیٹھی تھی اور یہ ثابت ہے کہ اسماءؓ گھر میں آئے اور پوچھا کہ کیا ہو؟ تو اشارہ کیا آسمان کی طرف۔
- آپ ﷺ نے کسوف میں صلوۃ، صدقہ، دعا، ذکر، خطبہ کا حکم دیا لیکن خطبہ بہ ضرورت تعلیم کے لئے تو مسنون خطبہ نہیں تھا۔
- غیرۃ: تغیرٌ یحصل من الحمیّۃ یاھیجان الغضب لأجل ارتکاب القبیح / غیرت کا نتیجہ: منع کرنا

بَابُ النِّدَاءِ بِالصَّلاَةُ جَامِعَةٌ فِي الكُسُوفِ(حدیث:1045)

- فؒ: الصلوۃ جامعۃ کسوف کے لئے مسنون ہے حکمًا شرعیًّا؛ ائمہ ثلاث: جب جب حاجت ہو تو کر سکتے۔

- احضروا الصلوۃ حال کو نھا جامعۃ (دونوں منصوب) یادونوں مرفوع: مبتداء خبر کی ترکیب اور أن تفسیریہ أن الصلوۃ جامعۃٌ یا أن الصلوۃ حاضرۃٌ حال کو نھا جامعۃً
- مصنفؒ خطبہ کے قائل ہیں اسی لئے باب قائم کیا۔

بَابُ خُطْبَةِ الإِمَامِ فِي الكُسُوفِ(حدیث:1046)

- احناف: خطبہ غلط عقیدہ کا ازالہ کرنے کے لئے تھا اور فؒ: مسنون ہے۔

بَابٌ: هَلْ يَقُولُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ أَوْ خَسَفَتْ؟(حدیث:1047)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) شمس کے لئے کسوف اور خسوف بھی مستعمل ہے تو دونوں جائز ہے۔
2) وہ روایت ضعیف ہے جسمیں لا تقولوا کسفت الشمس وخسفت الشمس۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُخَوِّفُ اللَّهُ عِبَادَهُ بِالكُسُوفِ»(حدیث:1048)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ان لوگوں کی تردید ہے جو انکو امر عادی فقط مانتے ہیں اور تخویف والا پہلو کو نظر انداز کرتے تو اسمیں بتایا کہ دونوں پہلو ہیں۔
- جس طرح بنو اسرائیل کے لئے جبل کو معلق کیا تھا (ام حسابی) تخویف کے لئے یا زلزلہ آیا تھا تو یہ بھی تخویف کے لئے۔
- تابعہ: یعنی یونس کی متابعت کی اشعث نے: 1) فی عدم ذکرہ یخوف اللہ (لا یصح)
2) عینی: تابعہ فی نفس الحدیث (لا یصح) بغیر زیادۃ
3) تابعہ فی ذکر یخوف اللہ جو نسائی میں مذکور ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ فِي الكُسُوفِ(ص143)(حدیث:1049-1050)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) کسوف مشابہ ہے قبر کے اندھیرے کے ساتھ اور خسوف بھی اسی لئے عذاب قبر سے پناہ مانگنا چاہیئے
2) آپ ﷺ کو عذاب قبر کے بارے میں کسوف کے موقع پر معلوم ہوا اسی لئے اس وقت عذاب قبر سے پناہ مانگنا چاہیئے
ظہرانی: زائد یا وسط کے معنے میں اور "الف، نون" زائد ہے۔
- اس روایت کی تفصیل دوسری جگہ آئی: 123 - (584) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ، وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى - قَالَ هَارُونُ: حَدَّثَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ: - أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ، وَهِيَ تَقُولُ: هَلْ شَعَرْتِ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ؟ قَالَتْ: فَارْتَاعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: «إِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُودُ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ شَعَرْتِ أَنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ؟» قَالَتْ عَائِشَةُ: «فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعْدُ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ»(مسلم1/410)

- تو معلوم ہوا کہ ابتداء میں لاعلمی ظاہر کی پھر معلوم ہوا کسوف الشمس کے وقت، اسی لئے عائذاًباللہ کے 2 ترجمے: 1) اللہ کی پناہ اس قول سے؛ 2) اللہ کی پناہ مانگی بعد ما سمع ھذا القول (کچھ دنوں کے بعد پھر حقیقت معلوم ہوئی)
- مصنفؒ نے وہ روایت ذکر کیا جسمیں تعدد رکوع کا ذکر ہے اور اکثر عائشہؓ سے مروی ہے۔
- ثم أمرھم أن یتعوذوا: پہلے سے عذاب قبر کا علم ہو چکا تھا اور اس وقت ظاہر کیا
- اشکال: یثبت اللہ الذین آمنوا............. (مکہ مکرمہ)

جواب: 1) آپ ﷺ کو یہ معلوم تھا کہ یہ ثواب قبر و عذاب قبر کے لئے نازل ہوا لیکن مخصوص بالکفار سمجھتے تھے تو بتایا مدینہ منورۃ میں کہ مؤمنین کے لئے بھی وہی حکم ہے

2) فی الحیاۃ الدنیا و فی الآخرۃ تو ظاہر نہیں کہ قیامت کے بعد یا کب؟ تو بتایا آپ ﷺ کو مدینہ منورۃ میں کہ فی الآخرۃ: بعد الموت کو بھی شامل ہے۔

بَابُ طُولِ السُّجُودِ فِي الكُسُوفِ (حديث:1051)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بعض مالکیہ کی تردید ہے: جن رکعتوں میں تکرار تو اسمیں تطویل ہے (قیام رکوع) اور سجدہ میں تکرار نہیں (دوسری نمازوں کی بہ نسبت) تو تطویل نہیں
- شافعیہ کے یہاں دونوں روایات ہیں: رافعی: عدم تطویل؛ نووی: تطویل ہے اور یہی تقریباً ائمہ اربعہ کا مسلک بنا۔

بَابُ صَلاَةِ الكُسُوفِ جَمَاعَةً (حديث:1052)

جماعت مسنون ہے اسمیں اور مقرر امام کے پیچھے پڑھنا چاہئے اور اگر امام نہ ہو کوئی بھی یا منفرداً

- ابن عباسؓ نے 2 رکوع نقل کیا تو بصرۃ میں کیوں عمل نہیں کیا اس پر تو جواب میں یہ کہنا پڑے گا کہ وہ خصوصیت سمجھتے تھے اور اپنے لئے قانون صلوا کأحدث صلوۃ سمجھتے تھے۔
- ایک روایت میں کہ ان عورتوں کو دیکھا جو امانت میں خیانت کرتی اور افشاء کرتی
- تو جھنمیات زیادہ ہے جنتیات سے اور وہ زیادہ ہیں جنتیین سے یا جھنمیات جنتیات بنے گی کچھ مدت کے بعد
- سوال: آپ ﷺ نے لیلۃ المعراج میں بھی یہ منظر دیکھا تو "فلم أر منظراً أخوف وأفظع" کا کیا مطلب ہے؟

جواب: معراج میں گویا آپ ﷺ سیاحت کے لئے گئے تو جمال غالب تھا اور اب کسوف میں جلال غالب ہے۔

بَابُ صَلاَةِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الكُسُوفِ (ص**144**) (حديث:1053)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: معیت فی الزمان ہے نہ کہ معیت فی المکان
- اختلاف کی طرف اشارہ: احناف: بوڑھیا عاجز ہے، نہیں آئے گی اسلئے کہ لمباوقت ہے؛ شافعیہ: لاتحضر بارعۃ الجمال کۃ: تصلی فی البیت؛ مصنفؒ نے سب کی مخالفت کی اور کہا کہ آسکتی ہے۔
- ما من عام إلا وقد خُصَّ عنہ البعض / یصحّ رؤیتہ عقلاً و عرفاً

بَابُ مَنْ أَحَبَّ العَتَاقَةَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ(حدیث:1054)

- یہ بھی مندوبات ومستحبات میں سے کہ اللہ کو راضی کرنے کے لئے آزاد کرنا چاہئے اور حدیث میں ہے کہ جسنے آزاد کیا تو ہر عضو کے بدلے میں اسکو آگ سے آزادی ہو گی
- اللہ کے عذاب سے بچو ولو بشق تمرۃ؛ عتاقہ کا حکم دیا۔
- فؔ: یصلی فی کل وقت حتی فی الاستواء أو عند الغروب والطلوع؛ احناف: اوقات مکروھۃ مستثنی ہے

بَابُ صَلاَةِ الكُسُوفِ فِي المَسْجِدِ(ص144)(حدیث:1055-1056)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مسجد میں پڑھنا کافی ہے

بَابٌ: لاَ تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ(حدیث:1057-1058)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) کسوف میں عقیدہ جاہلیت کی تردید ہے۔

2) جہاں موقع ہو تو عقیدہ باطلہ کو رد کرنا چاہئے

-وہ کہتے کہ کسوف عظیم الشان شخصیت کی وجہ سے یا کسی کی موت کی وجہ سے ہے

-شرکت میں رکوع اول کا اعتبار کرتے شافعیہ اور رکوع ثانی کا اعتبار کرتے مالکیہ

-عھد النبی ﷺ: ایسا زمانہ کہ ہر مسلمان کو آپ ﷺ سے تابعداری کا عہد کرنا چاہئے۔

بَابُ الذِّكْرِ فِي الكُسُوفِ(ص145)(حدیث:1059)

- کسوف میں ذکر کرنا چاہئے اور جب مصیبت آئے تو ذکر مفید ہے اور دفع کرنے میں بھی بہت دخل ہے
- فإذا رأیتم ذلک فاذکروا اللہ
- آپ ﷺ نے خلفاء کا ذکر کیا تھا، خوارج کا، طلوع الشمس من المغرب کا، دابۃ الأرض، دجال، دخان، حضرت مہدی۔
- اشکال: قیامت کس طرح ہو گی جبکہ قیامت کی علامت صغری و کبری ظاہر نہیں ہوئی تھی ابتک؟

جواب: 1) جس انسان پر خوف کا غلبہ ہو تو علامت سے غافل ہوتا ہے: مثال: چڑیا گھر میں کوئی شیر دیکھنے جائے اور زہ پنجرے میں ہے لیکن اندر سے چنگاڑنا شروع کرے تو آدمی حواس باختہ ہو جائے۔

2) ھذا ظن الراوی وتعبیرہ

3) تشبیہ پر محمول ہے، آپ ﷺ کا خوف قیامت کے آنے کے خوف کے مشابہ تھا

4) اس وقت کی بات جب علامت قیامت نہیں بتایا تھا(لا یصح) یہ 10ھ کا واقعہ

5) ھذا من قبیل: جعلوا ما سیقع کالواقع یعنی مستقبل کو حال فرض کیا۔

6) ھذا من قبیل أن اللہ لا یجب علیہ شیٔ

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الخُسُوفِ(حدیث:1060)

دعا کرنا چاہئے اور مصیبت میں دعا قبول ہوتی ہے جیسے کافر عورت کی دعا قبول ہوئی تھی جب تہمت لگائی اسپر (وَيَوْمُ الوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا، ... أَلاَ إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الكُفْرِ أَنْجَانِي: فَلَمَّا أَكْثَرَتْ، قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: وَمَا يَوْمُ الوِشَاحِ؟ قَالَتْ: خَرَجَتْ جُوَيْرِيَةٌ لِبَعْضِ أَهْلِي، وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِنْ أَدَمٍ، فَسَقَطَ مِنْهَا، فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الحُدَيَّا، وَهِيَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا، فَأَخَذَتْهُ فَاتَّهَمُونِي بِهِ فَعَذَّبُونِي، حَتَّى بَلَغَ مِنْ أَمْرِي أَنَّهُمْ طَلَبُوا فِي قُبُلِي، فَبَيْنَا هُمْ حَوْلِي وَأَنَا فِي كَرْبِي، إِذْ أَقْبَلَتِ الحُدَيَّا حَتَّى وَازَتْ بِرُءُوسِنَا، ثُمَّ أَلْقَتْهُ، فَأَخَذُوهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: هَذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ "(بخاری)) تو معلوم ہوا کہ مجبور مضطر اور مصاب کی دعا مقبول جلدی ہو جاتی۔

بَابُ قَوْلِ الإِمَامِ فِي خُطْبَةِ الكُسُوفِ: أَمَّا بَعْدُ(حدیث:1061)

- مصنفؒ چونکہ خطبہ کے قائل بعد الصلوۃ تو امابعد کہنا چاہئے ہر خطبہ میں
- احناف: جو خطبہ تھا وہ صرف بطور ضرورت تھا لوگوں کو سمجھانے کے لئے، ورنہ خطبہ نہیں ہے (خطبہ میں امابعد نہ ذکر کرے تب بھی ٹھیک ہے)۔

بَابُ الصَّلاَةِ فِي كُسُوفِ القَمَرِ(حدیث:1062-1063)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام کؒ کی تردید: کسوف القمر نہیں ہے
- فؒ: صلوۃ خسوف صلوۃ کسوف کی طرح بتکرار الرکوع
- احناف: بغیر تکرار اور بغیر جماعت اسلئے کہ صلوۃ اللیل اور ہے اور جماعت کرنے میں لوگوں کو تکلیف ہو گی۔
- اشکال: حدیث کی کیا مناسبت ہے ترجمۃ الباب سے اسلئے کہ حدیث میں صرف کسوف شمس کا ذکر ہے!؟

جواب: 1) قمر کو شمس پر قیاس کی   2) یہ روایت مختصر ہے اور مفصل روایت میں دونوں کا ذکر ہے

3) اسمیں لاینخسفان لموت أحد (یعنی تثنیہ کا صیغہ آیا تو دونوں کے لئے آیا تو معلوم ہوا کہ حدیث مختصر ہے)

-ابو بکرۃ: نفیع بن حارث؛   یجرُّ رداءہ: کنایۃ عن السرعۃ یا خوف کی وجہ سے خیال نہ رہا کہ کپڑا کھینچ رہے ہیں

-نسائی: فصلی بھی رکعتین کما تصلون (دیکھئے پوری روایت ص287)؛   ابن حبان: مثل صلوتکم

باب صبّ المرأة على رأسها الماءَ

- بے ہوشی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی ڈالنا
- حدیث ذکر نہیں کیا تو 2 جواب: 1) وہی حدیث اسماءؓ والی حدیث جو گزر چکی ہے، یہاں فٹ ہے

2) اشارۃ کہ سر پر پانی ڈالنا ثابت ہے لیکن مسنون نہیں یا مقصود نہیں۔

بَابٌ: الرَّكْعَةُ الأُولَى فِي الكُسُوفِ أَطْوَلُ(حدیث:1064)

- 1) رکعت أولی أطول من رکعت ثانی (اس پر اتفاق ہے)

2) قیام أول قیام ثانی سے اطول ہے

3) رکعت ثانیہ کا پہلا قیام اطول من رکعت ثانیہ کے دوسرے قیام؟ اسمیں اختلاف ہے

-الأول والأول: قیام اول اطول من قیام ثانی وھو أطول من قیام ثالث (یہ دوسرے مذاہب کے مطابق ورنہ احناف کو یہ ضرورت نہیں)

-مصنفؒ تعدد قیام کے قائل نہیں اسی لئے باب الرکعۃ الأولی فی الکسوف اطول قائم کیا۔

بَابُ الجَهْرِ بِالقِرَاءَةِ فِي الكُسُوفِ(حدیث:1065-1066)

- دٌسٌ: طحاوی: جہر ہے؛ مصنفؒ نے بھی جہر کا باب قائم کیا اور یہی مختار ہے انکے نزدیک
- حٌ کٌ فٌ: اخفاء خسوف میں جہر اور صلوۃ کسوف
- سمرو بن جندبؓ: لم نسمع لہ صوتًا
- ابن عباسؓ: نحوًا من سورۃ البقرۃ وفی روایۃ: صلیت فی جنب رسول اللہ ﷺ ولم نسمع لہ صوتًا
- محمد بن لبید: ثم قام فقرأ فیما نُری بعض الٓمٓ
- عائشۃؓ: حضرتُ أظن قراءتہ فی سورۃ البقرۃ
- جہر: 1) أی ببعض الآیۃ لیعرف أن سورۃً فلانیۃً تقرأ

2) فی خسوف القمر: مابعد کا قرینہ اس پر دال ہے کہ بعد میں صلوۃ کسوف کا ذکر ہے تو کسوف الشمس کو تبعًا ذکر کیا۔

-مہران: جمع ہے مہر کا: سورج تو مراد ایک آدمی جسمیں اللہ نے شموس کو جمع کیا ہو۔

-براعۃ الاختتام: 1) اکثر ابواب میں کسوف کا ذکر ہے جو مشابہ ہے قبر کے اندھیرے کے ساتھ یعنی بہت کم روشنی اور اندھیر اغالب میت کہے گی کہ مجھے چھوڑو نماز پڑھ لوں کہ سورج غروب ہو رہا ہے: 4272 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَفْصٍ الْأُبُلِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ، مُثِّلَتِ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا، فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ، وَيَقُولُ: دَعُونِي أُصَلِّي(ابن ماجہ)

2) کسوف الشمس کی حقیقت یہ ہے کہ سورج کی روشنی باقی لیکن اللہ نے قبض کیا اسی طرح موت میں روح موجود ہے لیکن اللہ نے اوپر کی طرف کھینچ لیا

3) اجل اگرچہ نعم کے معنے میں لیکن اجل الموت کی طرف اشارہ ہے

4) جہر: ایک دن اعلان کیا جائے گا کہ فلاں کا انتقال ہوا۔

17 – أَبْوَابُ سُجُودِ القُرْآنِ

- ما قبل میں جو احادیث مذکور ہوئی تو ایک رکعت میں تعداد الرکوع تھا تو اب تعداد السجود کا ذکر ہے
- سجدہ تلاوت لازم جب پوری آیت پڑھے یا اکثر آیات مع السجدۃ پڑھے
- طریق السجود: سنیتھا: طریقہ یا ابتداء کیسے ہوئی یا لزومھا (لا یصح اسلئے کہ مصنفؒ لزوم کے قائل نہیں)

تو مراد طریقہ یا اصطلاحی معنی: کونھا سنۃً

- آپ ﷺ اور صحابہؓ کا سجدہ اختیاری تھا اور کافرین کا سجدہ مجبوری تھا (یعنی بے اختیاری)
- بعض حضرات نے وہ روایت لکھا کہ آپ ﷺ نے یا شیطان نے قراءت کے درمیان: تلک الغرانیق العلی وإن شفاعتھن لترتجی

(وَمَاأَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ) يعني أن الشياطين تحاول التلبيس على الوحي، والتأثير على النبي، بأن تدخل فيه ما ليس منه. ووجه دلالة الآية , من قوله: (تمنى) يعني تلا, وليس المراد تمنى من الأماني , وإنما من الأمنية وهي، التلاوة

(سورۃ حج) کو ملاتے سورۃ نجم سے تو یہ قصۃ الغرانیق ہے جو غلط ہے۔

- 1) اور ترجمہ یہ ہے إِلَّا إِذَا تَمَنَّى مگر جب آپ ﷺ تمنی کرتے کہ سب مسلمان ہو جائے تو شیطان رکاوٹ ڈالتا ہے اسکی خواہش میں اور اسکا کوئی تعلق نہیں آپ ﷺ سے۔
- تمنی تمنّی کے معنے میں مشہور ہے اور بمعنی قراءت شاذ ہے اور صرف أشعار میں کما قال الشاعر:

تمنى كتاب الله أول ليلة وآخرها لاقى حمام المقادر

تمنى كتاب الله أول ليلة وآخر ہ لاقى قضاء المحابر

تمنى كتاب الله أول ليلة تمنى داؤدَ الزبور على رسلى تو ان اشعار کی کوئی حقیقت نہیں ہے

2) اگر تمنی تلاوت کے معنے میں ہے تو: جب تلاوت کرتے تو شیطان انکے تلاوت کے بارے میں مختلف قسم کے وساوس پیدا کرتے اور پھر اللہ انکے وسوسے کو دور کرتا ہے جیسے قرآن میں انکم وماتعدون من دون اللہ حصب جھنم، تو شیطان یہ وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ پھر عیسیؑ اور عزیرؑ بھی جہنم میں ہوں گے چونکہ وہ معبود ہیں لیکی یہ وسوسہ دفع کیا اسلئے کہ "ما" استعمال کیا نہ کہ "من" یعنی غیر ذوی العقول۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ أموات بل أحیاء: تو پورے قرآن میں شک دور کر رہا ہے انکے زندہ ہونے کے بارے میں

متشابہات کے بارے وسوسہ ڈالتے پھر اللہ اسکو دور کرتا ہے

ید اللہ فوق أیدیھم سے لیس کمثلہ شیء اور قل ھو اللہ أحد کے ذریعہ سے وسوسہ دور کیا۔

3) جب وہ تلاوت کرتے تو شیطان اجتہادی خطاء کے ذریعہ سے وسوسہ ڈالتا ہے تو تمنی اجتہاد کے معنے میں ہے اور تمنی واجتہاد دونوں دل و دماغ میں ہے۔

مَا جَاءَ فِي سُجُودِ القُرْآنِ وَسُنَّتِهَا(حدیث:1067)

بعد قراءۃ الآیۃ اور بعد قراءۃ أکثر الآیۃ مع آیۃ السجدۃ

- سنتھا: 1) طریق السجدۃ؛ 2) کونھا سنۃً؛ 3) کیفیۃ وجوبھا؛
- سب سجدے میں گرے یعنی مسلمان اختیار طور پر اور غیر مسلمان اضطراری طور پر، غیر شیخ: امیۃ بن خلف اور غیر مسلمان کا سجدہ اس وجہ سے نہیں کہ آپ ﷺ کی زبان پر یا سکتات پر شیطان نے پڑھا تلک الغرانیق (مرغابی)

- إذا تمنى ألقي الشيطان: 1) پیغمبر لوگوں کے اسلام لانے کا تمنی کرتے اور شیطان انکو اسلام کی طرف نہیں چھوڑتے پھر اللہ اس......
2) تمنی بمعنی قرء یعنی شیطان قراءت میں شبہ ڈالتا ہے پھر اللہ اسکو دور کرتا ہے مثلا: کلمۃ اللہ و ألقاھا إلی مریم وروح منہ تو شبہ یہ ڈالتا ہے کہ اللہ کا مولود ہے۔
- یا انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم تو "ما" سے غلط استدلال کرتے اور انبیاء کو بھی شامل کرتے۔
3) تمنی أی اجتھد فی القلب تو خطا کرتا ہے اجتہاد میں اور چونکہ بُری چیز اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا ہے تو شیطان کی طرف منسوب کیا پھر اللہ اجتہادی غلطی کو دور کرتا ہے۔
- اکثر لوگوں نے غرانیق کا قصہ رد کیا: البانی نے ایک رسالہ لکھا: نصب المجانیق لنیف قصۃ الغرانیق
علی بن حسن حلبی: أدلۃ التحقیق فی إبطال قصۃ الغرانیق (مفصل کتاب)
1) {لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ} [الرعد: 11]
2) وما تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّياطِينُ [الشعراء: 210]

بَابُ سَجْدَةِ تَنْزِيلُ السَّجْدَةُ(ص146)(حدیث: 1068)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: فرائض میں آیۃ السجدۃ پڑھنا جائز ہے توکؒ کی تردید ہے جو مکروہ سمجھتے اسلئے کہ ایک سجدہ زیادہ ہوگا فرص میں تو جواب یہ ہے: یہ آیۃ السجدۃ ہے نماز کا رکن نہیں ہے۔
- یا مصلین پر اشتباہ ہوگا! تو جواب: وہ جانتے ہیں کہاں کہاں سجدہ ہے۔
- یا عوام اسکو لازم سمجھیں گے! جواب: یہ اس وقت جب سب نماز میں آیۃ السجدۃ پڑھیں گے۔
- عزائم السجود 4 ہیں: 1) الم السجدۃ؛ 2) حم؛ 3) النجم؛ 4) اقرء۔

بَابُ سَجْدَةِ ص(حدیث: 1069)

- دؒ: 15؛ کؒ: 11 (مفصل میں سجود نہیں)؛ حؒ: 14 (سورۃ ص کا سجدہ ہے اور حج کا دوسرا نہیں)؛ فؒ: 14 سورۃ ص نہیں اور سورۃ حج کے دونوں سجدے ہیں۔ احناف کے نزدیک سورۃ ص کا سجدۃ لازم ہے اور اسکے دلائل حاشیہ نمبر 4 ص 146۔
- احناف کے دلائل: 1) ابن عباس کو مجاہد نے پوچھا: "أفی الصاد سجدۃ قال نعم"
2) ابو سعید خدریؓ کی روایت: ان النبی ﷺ قرء صٓ فلما........................
3) ابن عمرؓ، عثمانؓ، ابو موسی اشعریؓ اور عمارؓ سب سے صٓ کا سجدۃ مروی
4) روایت: رأیت النبی ﷺ یسجد فی صٓ
5) نسائی: 957 - أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنُ ذَرٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي ص وَقَالَ: «سَجَدَهَا دَاوُدُ تَوْبَةً، وَنَسْجُدُهَا شُكْرًا»

6)ابوسعید خدریؓ نے خواب دیکھا کہ سورۃ ص پڑھ رہے اور جب آیت سجدۃ پر پہنچے تو دیکھا سب چیزیں سجدے میں ہیں تو آپ ﷺ کو یہ خواب بتایا، پھر آپ ﷺ بھی سجدہ کرنے لگے

-سورۃ ص کا سجدہ خارج الصلوۃ استحبابًا للشوافع وفی الصلوۃ لا یجوز اور احناف کے نزدیک لازم ہے ص کا سجدہ۔

اقتداء الشافعی خلف الحنفی:1)کھڑا رہے گا شرکت نہ کرے سجدے میں

2)سجدے میں شرکت کرے پھر سجدہ سہو بعد میں کرے

3)امام کی تابعداری کرے

-لیس من عزائم السجود:1)من اعتبار اللفظ والمنطوق اسلئے کہ یہ داؤدؑ..............(بہتر حسن مآب پر سجدہ کرے اگر اناب پر گیا)

2)اولاً ثم صار من عزائم السجود آخیراً اور اسی پر صحابہؓ کا عمل کما یدل علیہ حدیث أبی سعید الخدریؓ۔

بَابُ سَجْدَةِ النَّجْمِ(حدیث:1070)

- کؒ کی تردید جو کہتے کہ مفصل میں سجود نہیں تو نجم میں ہے، اذا السماء انشقت میں بھی ہے اور اقرأ میں بھی
- کؒ:زید بن ثابتؓ کی روایت سے استدلال کرتے۔
- جواب:لم یسجد فی الفور۔
- اور دوسرا مستدل ابن عباسؓ کی رویت:لیکن فی اسنادہ ابو قدامۃ ولیس بشیء۔
- سورۃ حج میں 2 سجدہ:فصلت سورۃ الحج میں سجدہ نہیں:سند میں ابن لھیعہ جو ضعیف ہے
- عمرو بن العاص:فی سورۃ الحج سجدتان:سند میں عبد اللہ بن مُنَین مجہول ہے
- احناف:دوسرا سجدہ واجب نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ کرے استحبابًا
- ابن عباسؓ:لا یروی فیھا إلا سجدۃ واحدۃ
- ابن عباسؓ:الأولی عزیمۃ والثانیۃ تعلیمًا

بَابُ سُجُودِ المُسْلِمِينَ مَعَ المُشْرِكِينَ وَالمُشْرِكُ نَجَسٌ لَيْسَ لَهُ وُضُوءٌ(حدیث:1071)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)سجدہ تلاوت مؤکد ہے باوجود اختلاط المشرکین جنہوں نے سجدہ کیا

2)وضو لازم نہیں؛ ائمہ اربعہ:وضو لازم ہے

-اشکال:مشرکین کا وضو نہیں تھا!؟جواب:سجدہ اضطراری تھا اور یہ بھی ہے کہ سجدہ تشریعی نہیں تھا

-ابن عمرؓ بغیر وضو کے سجدہ کرتے تھے:جواب:1)رجوع کر لیا؛ 2)وکان فتواہ علی الوضوء؛ 3)سجدہ نماز کا اہم رکن ہے تو جبکہ نماز کے لئے وضو ضروری ہے تو سجدہ جو اہم رکن ہے اسکے لئے بدرجہ اولی وضو لازم ہو گا۔

-رواہ البیھقی عن ابن عمر:فلا یسجد الرجل إلا وھو طاھر

جنات نے بھی سجدہ کیا تو یہ کیسے معلوم ہوا؟ پردے کو ہٹا کر بتایا یا بذریعہ وحی بتایا۔

بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَسْجُدْ(حدیث:1072-1073)

- ان لوگوں کی تردید جو کہتے کہ سورۃ نجم مین سجدہ نہیں
- سجدہ نہ کرنا مستلزم نہیں کہ سجدہ نہیں بلکہ یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ فی الفور نہیں کیا تو فلم یسجد فیھا أی فی ذلک الوقت۔

بَابُ سَجْدَةِ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ(حدیث:1074)

- مالکیہ کی تردید: مفصل میں سجود نہیں
- حدیث میں: سجدنا مع رسول اللہ ﷺ فی إذا السماء انشقت۔

بَابُ مَنْ سَجَدَ لِسُجُودِ القَارِئِ(حدیث:1075)

- سجدہ کیا جائے: احناف: سجدہ واجب ہے تالی و سامع پر (نیت ہو یا نہ ہو سماع کا)
- شوافع: یسن للسامع ویدموکد للمستمع
- مالکیہ اور شوافع کے چند قیود: 1) إذا کان التالی صالحًا للإمامۃ

2) کونہ مستمعًا، راستے پر سنا ہو تو سجدہ نہیں

3) وأن لا یقصد إسماع آیۃ السجدۃ بل کہ وعظ و نصیحت کر رہا ہے تو سجدہ نہیں یا مثلا استاد کہے کہ آیات سجود 14 ہیں اور شمار کرے تو سجدہ نہیں اسلئے کہ یہ صرف تعیین مواقع ہیں تو خلاصہ یہ ہے کہ تلاوت مقصود ہو۔

-امام احمدؒ وہی شروط جو شوافع کے لئے ہیں اور ایک شرط یہ بھی کہ بعد سجود التالی یعنی تب مستمع سجدہ کرے اور مصنفؒ اسی کی طرف مائل ہیں۔

- "من" اگر اجنبیت کے لئے تب انکا مسلک الگ ہے۔

بَابُ ازْدِحَامِ النَّاسِ إِذَا قَرَأَ الإِمَامُ السَّجْدَةَ(حدیث:1076)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) سجدے کا حکم اسی لئے کہ امتثال جلدی کرنا چاہئے۔

2) اللہ کی رضامندی سجدے میں ہے تو جلدی کرنا چاہئے

3) بعد میں بھول جائے گا تو سنت مؤکدہ رہ جائے گا عند البعض اور واجب رہ جائے گا عند الاحناف

4) سجدے کے وجوب کو بیان کرنا: وہذا الاصح فإنہ یجیئ فی مکان آخر۔

بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُوجِبِ السُّجُودَ(حدیث:1077)(لم یوجب السجود مطلقًا)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ان لوگوں کی رائے کو بیان کرنا جو سجدہ کو واجب نہیں سمجھتے مصنفؒ نے "من" کا لفظ استعمال کیا تو یا انکے موافق یا انکے خلاف

2) سجدہ مستمع پر ہے کہ سامع پر جیسے امام کؒ اور دؒ کے نزدیک

-احناف: تمام حالت میں واجب سوائے اس صورت میں کہ کسی نے نہیں بتایا۔

-زہری کے قول سے پتہ چلتا ہے کہ مصنفؒ کا آخری موقف یہی ہے کہ بغیر وضو سجدہ نہیں کر سکتے

-إلا أن تکون طاھرًا من الجنابۃ کی قید لگانا خلاف ظاہر ہے

-سائب بن یزید واعظ کے سجدے سے سجدہ نہیں کرتے تھے (قاصّ: قصہ بیان کرنے والا اور عام طور پر واعظین قصہ بیان کرتے ہیں)

-ربیعۃ: ابو بکر ابن ابی ملیکۃ کے شیخ یعنی دادا استاذ

-عما کا تعلق قول ابن جریج سے ہے؛"ما"مصدریہ عن حضورہ أی حضور ربیعۃ عند عمر
-ولم یسجد عمر سے پتہ چلتا ہے کہ سجدہ لازم نہیں اور احناف کے نزدیک لازم ہے
-سجدے کی آیات 3 قسم پر مشتمل ہے:1)جو آیتیں وعید پر مشتمل ہیں (مثلاً: مالھم لایسجدون)
2)جو کسی پیغمبر کی حکایت پر مشتمل ہیں (مثلاً: فظن داوٗد............فخرّ راکعًا وأناب)
3)جو أمر پر مشتمل ہیں (مثلاً: فاسجد واقترب)

تو خلاصہ یہ ہے کہ سجدہ لازم ہے اور حد............................

1)إذا سجد ابن آدم قال الشیطان: أمر ابن آدم للسجود فسجد وأمرتُ فلم أسجد (فالأمر للوجوب)
- حدیث میں:السجدۃ علی من تلا أو سمعھا(و"علی"للوجوب)
-باقی حضرت عمرؓ کے اثر کے متعدد جوابات ہیں:
1)ومن لم یسجد أی لم یقرأ فلا إثم علیہ
2)ومن لم یسجد بل یکتفی بالرکوع فلا إثم علیہ (داخل الصلوۃ أو خارجھا اسلئے کہ رکوع سجدے کے قائم مقام ہے)
لیکن بعض کے نزدیک رکوع میں اگر کرے تو نیت ضروری ہے ورنہ سجدے میں خود بہ خود ادا ہو گا
بعض کے نزدیک امام کی نیت کافی ہے اور آسانی کے لئے اسی پر بعض فتوی دیتے اور شافعیہ کے نزدیک رکوع سجدے کے قائم مقام نہیں ہو گا۔
3)ومن لم یسجد فی الفور فلا إثم علیہ
4)ومن لم یسجد بالھیئۃ الاجتماعیۃ فلا إثم علیہ (مثلاً خطبہ وعظ میں سجدے کی آیت پڑھی گئی ہو)
5)یہ حضرت عمرؓ کی رائے تھی۔

بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ فِي الصَّلاَةِ فَسَجَدَ بِهَا(ص**147**)(حدیث:1078)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)سجدۃ صلوتیہ تؤدی فی الصلوۃ

2)سری نماز میں نہیں پڑھنا چاہئے اسلئے کہ اشتباہ کا خوف ہے اور عید میں بھی إلا کہ رکوع میں ادا کرے فیصح عند بعض الاحناف؛ شوافع:قصداً آیت سجدہ نہ پڑھے سوائے صبح کی نماز جمعہ کے دن (نیت کرے یعنی قصد واہتمام)
-احناف وحنابلہ:سری نماز میں نہ پڑھے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَجِدْ مَوْضِعًا لِلسُّجُودِ مَعَ الإِمَامِ مِنَ الزِّحَامِ(حدیث:1079)

- مصنفؒ نے ترجمۃ الباب مطلق چھوڑا اختلاف کی طرف اشارہ کرنے کے لئے
- احناف:یسجد علی ظھر الآخر أو علی قدم الآخر
- مالکیہ:سجدے کو مؤخر کرے یہاں تک کہ دوسرا فارغ ہو تب ادا کرے؛ دوسرے ائمہ بھی کہتے ہیں کہ سجدہ کر سکتے علی ظھر الآخرین۔
- براعۃ الاختتام:ایک دن قبر میں رکھے جائیں گے اور قبر تنگ ہو گی اس طرح کہ پیشانی لگانے کی جگہ بھی نہ ہو گی تو قبر کو سوچو کہ ایک دن تمھیں بھی جانا ہو گا۔

18 - أَبْوَابُ تَقْصِيرِ الصَّلاَةِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيرِ وَكَمْ يُقِيمُ حَتَّى يَقْصُرَ(ص147)(حدیث:1080-1081)

- احناف: قصر واجب ہے؛ کؒ: قصر افضل و سنت ہے؛ شافعیہ: اتمام اور قصر دونوں برابر ہے (رخصت ہے فقط)
- تقصیر کے 2 معنے ہیں: 1) نماز کو مختصر کرے رکوع و سجود میں اختصار

2) قصر: رباعی کو ثنائی کرے جیسے ذوالیدین نے کہا "أقصرت الصلوۃ یارسول اللہ"

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ....(101)

تو اقتصار کا مطلب اختصار ہے یا قصر یعنی 4 کے بجائے 2۔

- بعض کہتے کہ عبارت مقلوب ہے: کم یقصّر حتی یقیم اور بعض کہتے: کم یومًا یقیم أی ینتظر حتی یقصّر
- فؒ کؒ: 4 دن میں مقیم ہوگا؛ دؒ: 21 نمازیں تک قصر کرے گے اس سے زیادہ میں اقامت ثابت ہوگی۔
- احناف: 15 دن سے کم میں قصر اور اگر 15 دن سے زیادہ ہو تو اتمام کرے گا اور وہ مقیم مانا جائے گا۔
- آپ ﷺ حج سے واپس آئے تو 4 کو پہنچے اور 8 تاریخ منی کو گئے (فؒ اور کؒ کے نزدیک) جواب: آپ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ 4 دن سے زیادہ ہو تو اتمام ہے!
- احناف: 15 دم ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ و مجاہدؒ سے مروی ہے۔
- یہاں 19 دن اور نسائی میں: أقام خمسة عشر یومًا یصلی رکعتین اور محمد بن إسحاق کا عنعنہ ہے سند میں نہیں ہے بلکہ عراقی ہے جو عبید اللہ سے نقل کرتے۔
- پہلے متعین دن کے ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تھا بلکہ اس پر مدار ہونت تھا کہ جتنے دن انتظام صحیح ہوجاتا تو اسی طرح 6 مہینے بھی گزر سکتے ہیں
- 13 دن فتح مکہ میں اور یہاں 10 دن ہے حجۃ الوداع میں۔
- مسافر مقیم کے پیچھے پڑھے تو کیا نیت کرے؟

جواب: 1) 2 کی نیت کرے اور امام کی تابعداری میں 4 خود بہ خود ہوگی۔

2) 4 کی نیت کرے اسلئے کہ امام ہونے کی وجہ سے 4 ہونے والی ہے۔

3) مطلق نماز کی نیت کرے۔

بَابُ الصَّلاَةِ بِمِنًى(حدیث:1082-1083-1084)

- عائشہؓ سے مروی ہے کہ اصل 2 رکعات تھی پھر اسپر اضافہ ہوا تو اصل 2 ہی رکعات تھی
- ائمہ ثلاثہ: سفر کی وجہ سے قصر ہے منی میں؛ کؒ: قصر حج کی وجہ سے ہے مع قلیل من السفر اور اگر کوئی منی میں رہتا ہو تو قصر نہیں کرے گا؛ یہ بھی قید ہے إذا بقی علیہ شيء من أفعال الحج۔
- حضرت عثمانؓ نے اتمام کیوں کیا؟

1) اعراب کی وجہ سے تو وہ نہ سمجھے کہ 4 کے بجائے 2 رکعات ہوگئی

2) مکہ میں اقامت کی نیت کی تھی

3)تزوّج بمکۃ زلہ أھل ؓفیھا وقد ورد فی الروایات: من تزوج فی بلد ولہ أھل فیہ

4)امیر المؤمنین کی حیثیت سے ہر جگہ اقامت ہے

5)قصر کا حکم مستعجل کے لئے تھا اور جو مستعجل نہیں تو دونوں کی اجازت ہے

6)وہاں زمین خریدی اور یہ کافی ہے مقیم بننے کے لئے

-ابن مسعودؓ کا مسلک یہ تھا کہ انکو قصر کرنا چاہئے تھا لیکن پھر بھی انکے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

-صلی بنا النبی ﷺ آمن ما کان بمنی رکعتین: 1)فی وقت کان آمن أو قاتنا؛ 2)فی حال آمن أحوالنا

-تو معلوم ہوا کہ إن خفتم کی قید، قید احترازی نہیں بلکہ قید اتفاقی تھی

مثال: لا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء إن أردن تحصنا (یہاں واقعہ یا بیان قباحت کے لئے قید لگائی)

- اگر حنفی امام اتمام کرے تو نماز واجب الإعادۃ ہے اسلئے کہ فرض کے ساتھ نفل کو ملایا تو ترک واجب ہوا

- اور اگر شافعی یا حنبلی امام اتمام کرے تو اسمیں 2 رائے ہیں: 1)مولانا انور شاہؒ: امام کی نیت کافی ہے؛ 2)اکثر فقہاء: نماز میں مقتدیوں کی نیت کا اعتبار ہے؛ 3)مولانا اشرف علی تھانویؒ نے شامی سے نقل کیا کہ اقتداء بالمخالف صحیح ہے[111]

- علامہ سندھی در مختار کے شارح نے مخالفت کی ہے لیکن تیسرے قول ہی پر فتوی ہے جو علامہ شامی کا ہے۔

بَابٌ: كَمْ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ؟(حدیث:1085)

- من تأھل ببلد فلیصل صلوۃ المقیم (مولانا ظفر احمد عثمانی نے اسکی تصحیح ذکر کی ہے) اگرچہ دوسرے لوگوں نے سند پر کلام کیا ہے۔

- مقدار سفر بنائیں گے مصنفؒ:..................

- داؤد ظاہری: 3 میل لیکن یہ بات صحیح نہیں اسلئے کہ آپ ﷺ عوالی وغیرہ گئے اور قصر نہیں کی اور جس روایت میں 3 میل ہے او آگے جانے کا ارادہ تھا۔

- اکثر فقھاء: 3 دن أیام الشتاء کے اور سفر زوال تک مراد ہے: اور دلیل: عورت سفر نہ کرے بغیر محرم 3 دن سے زیادہ (ابن عمرؓ کی روایت جو پہلی حدیث باب ہے)۔

- سفر کے تمام اقسام شامل ہوں گے اسلئے کہ سفر 3 دن یا زیادہ ہے

- عثمانؓ، ابن مسعودؓ، سوید بن غفلۃ ان سب سے 3 دن مروی ہے۔

- علی بن ربیعۃ سے پوچھا گیا تو 3 دن کہا: إذا خرجنا إلیھا نقصّر

- پھر بعد میں فرسخ کا اعتبار کیا گیا: 4 برید یا 16 فرسخ

اور ایک برید کے 12 میل ہے تو 4 برید کے 48 میل ہوئے اور 16 فرسخ: 48 میل اسلئے کہ ایک فرسخ 3 میل بنتا ہے۔

- 48 میل کا 89 کیلو میٹر بنتا ہے[112]؛

- شافعیہ کے الفقہ المیسّر: 84 کیلو میٹر؛ عام طور پر میلان 89 کیلو میٹر یعنی تقریباً 90 کیلو میٹر ہے۔

---

[111] پوری بحث فتاوی دار العلوم زکریا میں ملاحظہ فرمائیں 2/658-660۔

[112] فتاوی دار العلوم زکریا: مسافت قصر کی مقدار 2/641-644۔

- مختلف اَقوال:1) 15 فرسخ جو 45 میل شرعی
2) 16 فرسخ جو 48 میل شرعی
3) 18 فرسخ
4) 21 فرسخ

-عام طور پر اکابر نے 15 فرسخ والا قول کو اختیار کیا اور 45 میل کو انگریزی میل میں تبدیل کردی تو 48 انگریزی میل بنتی جو تقریباً 78 کیلو میٹر بنتے اور وہی مشہور قول ہے لیکن اگر مباشرۃ 45 میل شرعی لے لے تو جدید حساب کے مطابق تقریباً 82 کیلو میٹر بنتے تو جب 45 میل شرعی پر فتوی ہے تو 82-83 کے درمیان ہونا چاہئے تو آسان لفظوں میں 80 کیلو میٹر ہو تو مسافر ہوگا اور اکثر اکابر یہی کہتے

-احناف کا ایک قول یہ بھی ہے کہ 16 فرسخ یعنی 84 کیلو میٹر یعنی شوافع کی طرح۔

بَابٌ: فِي كَمْ يَقْصُرُ الصَّلاَةَ(حدیث:1086-1087-1088)

- السفر یومًا ولیلۃً:1) مجازًا کہا گیا

2) اگر پورا دن اور پوری رات سفر کرتا ہے تو 3 دن کا سفر (اور سفر بتایا جاچکا ہے کہ وہ زوال تک ہوتا تھا) تو ایک دن اور ایک رات مکمل بن سکتا ہے تو مطلب یہ ہوگا: السیر المستمرّ(المسلسل) فی یوم ولیلۃ یساوی ثلاثۃ اَیام

-ایک دن اور 2 دن اور 3 دن کی روایات ہیں تو اگر 3 دن کی روایت لے لے یعنی مؤخر فرض کرلے تو ایک دن اور دو دن والی روایت منسوخ ہونگے اور اگر ایک دن والی روایت کو مؤخر فرض کرلے تو 3 دن بطریق اولی عورت سفر نہ کرسکے گی تو 3 دن میں احتیاط ہے یا 2 دن یا ایک دن میں اختلاف ہے تو 3 دن والی روایت میں احتیاط ہے۔اور خروج عن الاختلاف بھی ہے اس پر اسلئے کہ سب متفق ہے اس پر تو یہ قول بہتر ہوگا۔

بَابُ يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهِ(ص148)(حدیث:1089-1090)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: سفر شروع کرنے کے بعد قصر ہے نہ کہ پہلے، تو عطاء کا رد ہے جو کہتے کہ اِذا اَراد السفر فلیقصِر اور مجاہد کا بھی رد ہے جو کہتے کہ اگر دن میں سفر شروع کرے تو رات کو قصر کرے گا
- خروج من البلد ضروری ہے قصر کے لئے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ الاعتبار من الخروج والدخول فی البلدۃ اور سفر شروع ہوگا جہاں آبادی ختم ہوگی۔
- دلائل:1) انس بن مالکؓ کی روایت:

2) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ فِي السَّفَرِ , وَيُفْطِرُ , وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ لَا يَدَعُهُمَا , يَعْنِي لَا يَزِيدُ عَلَيْهِمَا "(شرح معانی الآثار 2395)

3) عن ابن عباسؓ قَالَ: «فَرَضَ اللهُ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا، وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً» رواہ مسلم 687

4) ابن عباسؓ کی روایت: من صلی اَربعًا فی السفر فکاَنما صلی الرکعتین فی الحضر

5) عمرؓ: ھذہ صدقۃ تصدق اللہ بھا علیکم فاقبلوھا؛ اللہ کا صدقہ اسقاط ہے

6)عمرؓ:صلوۃالسفر رکعتان تمام غیر قصرٍ،عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ، قَالَا: سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – صَلَاةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ، وَالْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ(رواہ ابن ماجہ 1194)

7)ابن عمرؓ:صلوۃالسفر رکعتان، من ترک السنۃ فقد کفر(کفران نعمت)

8)ابن مسعودؓ:جب آپ ﷺ گھر سے نکلتے تو صرف 2رکعات پڑھتے تھے: أن النبی ﷺ إذاخرج فی السفر لم یصل إلا الرکعتین

9)عائشہؓ کی روایت:

بَابُ يُصَلِّي المَغْرِبَ ثَلاَثًا فِي السَّفَرِ(حدیث:1091-1092)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: رباعی نماز میں قصر ہے، ثلاثی میں نہیں۔
- استصراخ: چیخ کر پکارنا؛ کنایۃ عن العجلۃ
- صفیۃ بنت أبی عبید، مختار ثقفی کی بہن جسکو حدیث میں کذاب کہا گیا اور صفیۃ انتہائی پاکیزہ متقیۃ تھی۔

بَابُ صَلاَةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الدَّابَّةِ وَحَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ(حدیث:1092-1093-1094-1095)

- مطابقت ماقبل سے؟ باب صلوۃ التطوع فی السفر مراد ہے اور ح: سفر قصر میں ہو؛ ف دٌ: سفر قصر ہو یا نہ ہو۔
- معلوم ہوا کہ استقبال قبلہ ضروری نہیں: 1)النفل علی الدابۃ؛ 2)خوف کی حالت میں جب مطلوب ہو تب بھی ساقط ہے استقبال
- ح دٌ: بہتر یہ ہے کہ ابتداء میں استقبال کرے
- روایت میں ہے کہ: إن النبی ﷺ إذاسافر وأراد أن یتطوع علی الدابۃ استقبل القبلۃ فھذا محمول علی الندب۔

بَابُ الإِيمَاءِ عَلَى الدَّابَّةِ(حدیث:1096)

- ایماء اسلئے کہ رکوع وسجود نہ کرسکے گا دابۃ پر اسلئے کہ ایک ہاتھ ایک قدم ایک گھٹنا لگانا ضروری ہے
- ہاں اگر وسیع سواری ہو تو پھر ایماء نہیں کرے گا، تو ایماء اس وقت ہے جب لم یکن المکان واسعًا
- طالب جو خوف کرے دشمن یا ساتھی چھوٹ جائیں گے تو شافعیہ کے نزدیک سواری پر پڑھ سکتے ہیں۔

بَابُ يَنْزِلُ لِلْمَكْتُوبَةِ(حدیث:1097-1098-1099)

- اتفقوا علی النزول إلا من عذر مثلا مطلوب ہو یا شافعیہ کے نزدیک طالب یخاف فوت الأقران أوالعدوّ

بَابُ صَلاَةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الحِمَارِ(ص149)(حدیث:1100)

- ماقبل گزرا کہ دابۃ پر نفل جائز تو حمار کی تخصیص کیوں؟

جواب:1)حمار کا تعلق شیطان سے تو کوئی خیال کرسکتا ہے کہ اسپر نفل نہیں پڑھ سکتے

2)حدیث میں حمار مرأۃ اور کلب قاطع خشوع صلوۃ بتایا تو یہ بتایا کہ رکوب کے وقت نفل پڑھنا جائز ہے

3)حمار کا فضلہ مطلقًا نجس ہے تو کوئی خیال کرے کہ اسپر نماز نہیں پڑھ سکتے تو بتایا کہ فضلہ کا کوئی تعلق نہیں رکوب سے

-رأی النبی ﷺ یصلی علی حمار وہو ذاهب إلی خیبر
- حاشیہ میں مذکور ہے: رأیت أنسًا.......................

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلاَةِ وَقَبْلَهَا(حدیث:1101-1102)

- سب روایتوں کا خلاصہ یہ ہے: 1) ترک الکل؛ 2) اداء الکل؛ 3) الأداء فی غیر حالۃ السیر؛ 4) ترک الرواتب؛ 5) سنۃ الفجر کو نہ چھوڑو اور اسی طرح وتر کو مت چھوڑو اور باقی چھوڑو۔
- نسخوں کا اختلاف ہے یہ باب اور اگلے باب میں:

سب کا خلاصہ یہ ہے: 1) پہلا نسخہ (ترک الرواتب) باب 1: سفر میں قبلیہ اور بعدیہ کو نہ پڑھے؛ باب 2: اور غیر بعدیہ وغیر قبلیہ کو پڑھے

2) دوسرا نسخہ: باب 1: دبر الصلوۃ وقبلھا کا ذکر نہیں تو باب من لم یتطوع فی السفر (أحیانًا)؛ باب 2: وباب من تطوع فی السفر (أحیانًا)۔

3) تیسرا نسخہ: من لم یتطوع فی السفر دبر الصلوۃ یعنی بعدیہ کو نہ پڑھے؛ باب 2: وباب من لم یتطوع فی غیر دبر الصلوۃ یعنی قبلیہ کو پڑھے اور بعدیہ کو نہ پڑھے۔

-اس روایت کے علاوہ رکعتین قبل الزوال ثابت اور رکعتین بعد الظہر ثابت ہے
رکعتین بعد المغرب بھی ثابت ہے ابن عمرؓ سے مرفوعًا اور صلوۃ الضحی بھی ثابت ہے
تو یہ روایت نافی ہے اور باقی مثبت تو مثبت کو ترجیح ہے نافی پر یا نوافل پڑھ لی یا انہوں نے نہیں دیکھا تھا۔

بَابُ مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ، فِي غَيْرِ دُبُرِ الصَّلَوَاتِ وَقَبْلَهَا(ص**149**)(حدیث:1103-1104-1105)

- رکعتی الفجر قبلیہ ہے اور قبلھا اکثر نسخوں میں نہیں ہے؛ (تشریح ماقبل باب میں ہو چکی ہے)۔

بَابُ الجَمْعِ فِي السَّفَرِ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ(حدیث:1106-1107-1108)

- فؒ کؒ: جمع تقدیم وجمع تاخیر دونوں کے قائل سفر اور مطر کی وجہ سے اور دؒ: مرض کی وجہ سے بھی۔
- جمع تقدیم کی شرائط: 1) پہلی نماز ختم ہونے سے پہلے نیت کرے جمع کی
جمع تاخیر: أن ینوی قبل انتہاء الوقت
2) ترتیب سے پڑھے؛ 3) درمیان میں سنت نفل نہ پڑھے

-حضرت شیخؒ: ایسا لگتا ہے کہ امام بخاریؒ عشائین میں جمع تقدیم وتاخیر دونوں کے قائل ہیں اور ظہرین میں جمع تاخیر کے قائل، جمع تقدیم کے قائل نہیں۔

- مفتی صاحب کا خیال: امام بخاریؒ جمع صوری کے قائل ہیں اسلئے کہ دوسرا باب منعقد کیا کہ جمع صوری کا کیا طریقہ ہے ص150 پر۔
ابو داوٗد: لیس جمع تقدیم الجمع حدیثٌ قائمٌ

امام بخاریؒ نے جمع تقدیم کی روایت ذکر نہیں کی اسلئے کہ انکی شرط پر نہیں اترتی تھی اور اگر اشکال کرے کہ ابو داوٗد کی روایت ص149 حاشیہ 8 پر تو جمع تقدیم کی روایت موجود ہے۔

توجواب دیتے:1)یہ صرف قتیبۃ بن سعید کی روایت میں اس طرح مذکور گویا وہ منفرد ہے لیکن یہ صحیح نہیں اسلئے کہ قتیبہ کے علاوہ 2اور طریق موجود اور تائید میں شبابۃ کی روایت اور اسحاق بن راہویہ کی روایت موجود ہے۔

2)اسمیں تاویل کرتے جب زوال کے بعد سفر شروع کرتے تھے تو ظہر پڑھتے تھے اور عصر اپنے وقت پر پڑھتے تھے لیکن جہاں اچھی جگہ ہوتی تو انتظار کرتے تھے اور مثل اول کے بعد عصر پڑھتے تھے اور اگر سفر زوال سے پہلے شروع کرتے تو ظہر کو مؤخر کرتے تھے۔

-احناف:جمع تقدیم و تاخیر صحیح نہیں:(اسکے چند وجوہات سے):

1)اِن الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابًا موقوتًا

2)من جمع بین الصلوتین من غیر عذر فقد اَتی بابًا من اَبواب الکبائر

3)شرح معانی الآثار: 987 -عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقَظَةِ بِأَنْ يُؤَخِّرَ صَلَاةً إِلَى وَقْتِ أُخْرَى».

4)حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی تو حفاظت ہر چیز پر ہے:اوقات، شرائط، آداب...

5)فویل للمصلین:جو نماز میں تاخیر کرتے یا برباد کرتے

6)ابن مسعودؓ:ماصلی رسول اللہ ﷺ صلوۃً إلا فی وقتھا، إلا فی عرفۃ ومزدلفۃ

7)فخلف من بعدھم خلف اَضاعوا الصلوۃ

-اور جو روایات سے جمع معلوم ہو تو جمع صوری مراد ہوگی:

1174 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ جَابِرًا، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيعًا، وَسَبْعًا جَمِيعًا»، قُلْتُ: يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ، أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ، وَعَجَّلَ العَصْرَ، وَعَجَّلَ العِشَاءَ، وَأَخَّرَ المَغْرِبَ، قَالَ: وَأَنَا أَظُنُّهُ.(رواہ البخاري بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ بَعْدَ المَكْتُوبَةِ و رواه مسلم: بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ)

- جمع صوری کے متعدد دلائل ہیں:

1)جمع رسول اللہ ﷺ بالمدینۃ من غیر فرص ولا مطر ولا خوف تو جمع صوری مراد ہے

2)حمنہؓ مستحاضہ تھی اور جمع صوری کرکے نماز پڑھتی تھی یعنی ظہر و عصر ایک غسل سے اور مغرب وعشاء ایک غسل سے پڑھتی تھی

-عشاء اور فجر میں جمع نہیں ہے اسلئے کہ اسکے کنارے(border)دور ہیں،اسی طرح فجر و ظہر کے درمیان تو معلوم ہوا کہ انہی نمازوں کی جمع کی گنجائش ہیں جنکے(border)قریب ہیں

احناف:جمع حقیقی نہیں(بحر کا ایک قول ہے لیکن اس پر فتوی نہیں دیتے)

بَابٌ: هَلْ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ إِذَا جَمَعَ بَيْنَ المَغْرِبِ وَالعِشَاءِ؟(حدیث:1109-1110)

- اَذناواَقیما بھی آیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک اذان اور ایک اقامت جیسے مزدلفہ میں احناف کرتے یا ممکن ہے کہ اکتفاء کرے اقامت پر۔

- جنکے نزدیک جمع نہیں ہے جیسے احناف تو الگ اذان واقامت ہوگی۔

- ابوداؤد: 1212 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَاقِدٍ، أَنَّ مُؤَذِّنَ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: الصَّلَاةُ، قَالَ: سِرْ سِرْ، حَتَّى إِذَا كَانَ قَبْلَ غُيُوبِ الشَّفَقِ نَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ، صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعْتُ، فَسَارَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ مَسِيرَةَ ثَلَاثٍ»، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ ابْنُ جَابِرٍ، عَنْ نَافِعٍ، نَحْوَ هَذَا بِإِسْنَادِهِ.
- تو یہ روایت جمع صوری پر صریح ہے
- جس روایت میں ہے کہ مغرب پڑھی حین غاب الشفق اَی حین قرُب غیبوبۃ الشفق مراد ہوگا۔

بَابُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى العَصْرِ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ(ص150)(حدیث:1111)

- زوال کے بعد کا سفر ہو تو ظہر اور عصر اپنے اپنے وقت پر پڑھتے تھے؛ حضرت شیخؒ کا استدلال پہلے ذکر ہو چکا ہے۔
- یہاں ابوداؤد کی روایت کو ذکر کرنا چاہئے لیکن مصنفؒ کو اطمینان نہیں ہے اس روایت پر۔

بَابُ إِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا زَاغَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ(حدیث:1112)

- اگر غور کیا جائے ترجمۃ الباب پر تو نفیٔ جمع تقدیم پر دال ہے اور یہاں خاص قتیبہ بن سعید کی روایت لائے ہیں، تو معلوم ہوا کہ مصنفؒ کے نزدیک ابوداؤد کی روایت مرجوح ہے۔

بَابُ صَلاَةِ القَاعِدِ(حدیث:1113-1114-1115)

- اشکال: یہ صلوۃ کا تعلق معذور کے ساتھ یا نوافل سے ہے تو سفر سے اسکا کیا تعلق ہے؟

جواب: 1) ما قبل میں تقصیر الصلوۃ کا ذکر ہے اور یہاں تقصیر الصِلاۃ کا ذکر ہے (انعام واجر)

2) ما قبل میں معذور عن المُقام (چونکہ وہ مسافر ہے) اور یہاں معذور عن القیام کا ذکر ہے۔

3) ما قبل میں صلوۃ السفر کا ذکر ہے اور یہاں صلوۃ العذر کا ذکر ہے اور دونوں کی نماز مشابہ ہے تخفیف میں

4) یہاں صلوۃ القاعد فی السفر مراد ہے۔

5) ما قبل میں یسقط الرکعتین اور یہاں یسقط الاَرکان تو سقوط میں دونوں مشابہ ہے

-ص95 پر گزرا: فصلی خلفہ قوم قیامًا: 1) یہاں قعودًا یعنی بعد الاِشارۃ اَن اجلسوا (تو اس روایت میں اختصار ہے)

2) بعضہم قیامًا و بعضہم قعودًا

3) دو واقعات ہیں: ایک فرض نماز سے متعلق تھا اور ایک نفل نماز سے متعلق تھا۔

-بواسیر: 1) ریاحی: ریح نکلتا رہتا ہے؛ 2) دموی: خون نکلتا رہتا

-عمران بن حصین کی حدیث پر اشکال ہے: کہ یہ محمول ہے فرض یا نفل پر اور اگر فرض پر محمول ہے تو فرض الصحیح ہے یا فرض المریض پر؟ اور اگر فرض الصحیح پر تو قاعد اور نائم کیسے؟ اور اگر فرض المریض پر محمول تو تنصیف کیسے؟ اور اگر نفل مراد تو اضطجاع نہیں ہے تو اضطجاع کیسے؟

جواب:1)یہ محمول ہے اس شخص پر جو قدرت رکھتا ہو قیام پر تکلف کے ساتھ (مریض ہونے کی وجہ سے) تو تکلف سے بچا اور بیٹھ گیا تو نصف اجر ملا یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تکلف کے ساتھ تو لیٹ کر پڑھا تو تنصیف ہو گا۔

2)یہ اس شخص پر محمول ہے جب کہ وہ بیمار ہو اور قاعداً پڑھتا ہے اور اسکے لئے تنصیف ہے اسلئے کہ پہلے نماز نہیں پڑھی یعنی جب قادر علی القیام تھا تو نہیں پڑھا، اب معذور ہوا تو نماز پڑھنے لگا تو اسکے لئے تنصیف ہے۔

3)یہ نفل نماز پر محمول ہے تو اضطجاع کیسے؟ محمول امام مالکؒ کے مسلک پر: نفل قائمًا قاعداً و مضطجعًا جائز؛ قائم: پورا اجر، قاعد: نصف اجر اور اضطجاعًا: 1/4 اجر (نصف النصف یعنی ربع)

4)ابتداء میں تنصیف تھی بعد ختم ہو گئی (مریض کے لئے فرض نماز میں) وھذا الاصحؒ چونکہ وہ حدیث ہے جب مدینہ منورۃ آئے تو بیمار ہوئے........

اچھا جواب ہے 5) یہاں مقصود بیان اجر ہے قطع نظر کہ کونسی نماز صحیح کونسی نہیں (ھذا بیان القاعدۃ بقطع النظر أی فرد یصح وأی فرد لا یصح)

قائمًا: پورا ثواب؛ قاعداً: نصف اجر اور مضطجعًا اگر صحیح ہو تا نو ربع اجر ملتا لیکن مضطجعًا صحیح نہیں ہے۔

بَابُ صَلاَةِ القَاعِدِ بِالإِيمَاءِ(حدیث:1116)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1) قاعد سجدے پر قادر نہ ہو تو اشارہ کرے گا: یعنی رکوع کے لئے اشارہ اور سجدے کے لئے زیادہ جھک جائے گا
- صلوۃ القاعد کی 2 قسمیں:1) مع السجدۃ؛ 2) بدون السجدۃ أی بالإیماء

2) نائمًا کی تشریح: یعنی مضطجعًا بالإیماء

-اشکال: حدیث میں نائمًا مذکور ہے اور ترجمۃ الباب میں ایماء کا ذکر ہے تو کیا جوڑ ہے؟!

جواب:1) مضطجعًا کے ساتھ ایماء لازم ہے

2) دوسرے نسخے میں بایماء ہے جیسے نہر میں مذکور ہے۔

3) اضطجاع سبب نوم ہے تو سبب ذکر کر کے مسبب مراد لیا۔

معلوم ہوا کہ نماز کسی حالت میں بھی ساقط نہیں تو عام حالات میں بدرجہ اولی ساقط نہ ہو گا۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ(حدیث:1117)

- سر کے نیچے تکیہ رکھے گا، پاؤں کو سمیٹ لے گا تو شافعیہ کے لئے مختار یہ ہے کہ کروٹ پر لیٹے اور منہ قبلہ کی طرف رخ کرے
- احناف: مختار یہ ہے کہ: أن یصلی مستلقیًا علی قفاہ: ابن عمرؓ سے مروی ہے: تلی قدماہ إلی القبلۃ اور اس روایت کے بارے احناف کے نزدیک یہ ہے کہ عمران بن حصین کے ساتھ خاص ہے کہ وہ بواسیر کی بیماری میں مبتلا تھے تو علی الجنب پڑھنے سے خون زیادہ نہیں نکلتا اور لیٹ کر علی القفا پڑھنے سے زیادہ خون نکلتا اور حدیث میں خطاب مخصوص بھی ہے: "فإن لم تستطع"۔

بَابُ إِذَا صَلَّى قَاعِدًا، ثُمَّ صَحَّ، أَوْ وَجَدَ خِفَّةً، تَمَّمَ مَا بَقِيَ(حدیث:1118-1119)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اگر قاعداً نماز شروع کی پھر طبیعت اچھی ہوئی تو کھڑا ہو کر پڑھنا لازم ہے اور اگر نفل پڑھ رہا تھا تو کھڑا ہو کر بہتر ہے جب اچھا ہو جائے؛ یہ بناء القوی علی الضعیف: معذور کے لئے اور نفل میں دونوں جائز ہے۔

2) ان لوگوں پر رد ہے جو استیناف کے قائل ہیں تو کہا "یتمّم مابقی"؛ احناف بناء القوی علی الضعیف کے قائل نہیں ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ مفترض کی نماز متنفل کے پیچھے صحیح نہیں ہے۔

- آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی طاقت اپنی جگہ مسلم ہے لیکن کثرت صلوۃ وطول قیام کی وجہ سے گھٹنوں میں تکلیف ہوتی تھی

- نہر میں نحوًا ہے اور قراءتہ کے لئے مفعول بہ اور مِن زائد: إذا بقیت قراءتہ نحوًا.....

یا حال پر محمول ہے............

- حاشیہ نمبر 1 میں لکھا ہے کہ عائشہؓ کی روایت میں جالسًا نماز پڑھتے تھے اور حفصہؓ کی روایت میں ایک سال وفات سے پہلے کا ذکر ہے تو بہ ظاہر تناقض ہے؟

جواب: 1) تناقض نہیں ہے اسلئے کہ دونوں میں جالسًا کا ثبوت ہے۔

2) یا حضرت حفصہؓ نے نہیں دیکھا

- براعۃ الاختتام: 1) اضطجاع ہے تو قبر میں بھی مضطجعًا لیٹنا ہے۔

2) صلوۃ المریض کا ذکر ہے اور مرض موت کا مقدمہ ہے۔

19 – كتاب التهجد

- التہجد: إزالة الهجود؛ بعض: نوم اور یقظہ تو مطلب یہ ہے اٹھنا / نیند سے بیداری تک
- تہجّد اور صلوۃ الوتر ایک؛ بعض فرق: تہجد: صلوۃ بعد لا لنوم اور صلوۃ اللیل عام قبل اور بعد النوم ہے
- وتر عام ہے: اصطلاحی: ایک یا 3 رکعات اور صلوۃ اللیل وغیرہ کا مجموعہ بھی وتر کہتے ہیں۔
- ما قبل میں فرائض و سنن کو بیان کیا، اب اسکے مشابہ چیز کو بیان کیا فرض نہیں ہے لیکن مؤکد ہے۔

بَابُ التَّهَجُّدِ بِاللَّيْلِ وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ} [الإسراء: 79] (حدیث:1120)

- 1) آپ ﷺ پر فرض تھی اور امت پر نہیں: روایت: کتب علیہ دون امتہ (ضعیف ہے)

2) سب پر فرض تھی پھر منسوخ ہوا اور سنیت باقی رہی: عائشہؓ کی روایت مسلم میں: افترض صلوۃ اللیل فی أول ہذہ السورۃ (مزمل) فقام رسول اللہ ﷺ وأصحابہ حتی أنزل اللہ تعالی التخفیف فی آخر السورۃ فصار قیام للیل تطوعًا۔

1) تو ناسخ کیا ہے؟ فاقرؤوا ما تیسر من القرآن؛ اشکال: یہ تو تطویل کے لئے ناسخ ہے نہ کہ فرضیت کے لئے

ذکر تلاوت قرآن کریم اور مراد صلوۃ ہے تو فرضیت ثابت ہے تخفیف کے ساتھ (الأمر للوجوب)

2) ناسخ صلوات خمسہ: ھل عليَّ غیرھا؟ قال: لا (لا یفھم)

صلوات خمسہ تہجد کے ساتھ منافی نہیں ہے اسلئے کہ صلوات خمسہ فرض ہے اور تہجد لازم ہے۔

3) فتاب علیکم، فاقرؤوا ما تیسر منہ: اللہ نے مہربانی کی فتاب علیکم منسوخ کے معنے میں ہے

دوسری جگہ آیا: علم اللہ أنکم کنتم تختانون أنفسکم فتاب علیکم: مہربانی کر کے ثقل کو دور کیا یعنی منسوخ کیا

عائشہؓ کی روایت: فصار قیامُ اللیل تطوعًا مؤید ہے۔

3) ابتداء ہی سے فرض نہیں تھی: 1) ....مزدلفہ پر نہیں پڑھی

2) اسی صفحہ پر 2 رات کے لئے نہین اٹھے بیماری کی وجہ سے تو ابو لھب کی بیوی نے کہا کہ شیطان نہیں آیا اٹھانے کے لئے؛ تو اگر فرض ہوتی تو نہ چھوڑتے اسلئے کہ فرض میں تخفیف ہے نہ کہ ترک۔

3) ایک روایت میں ایک عورت نے کہا ما أری صاحبک إلا قد أبطأعلیک یعنی جبریلؑ نہیں آیا

4) ھل علی غیر ھنّ قال لا إلا أن تطوّع

امت پر بھی فرض نہیں ابتداء سے: وطائفۃ من الذین معک

قم اللیل إلا قلیلا میں قم أمر ہے تو: 1) ضروری نہیں کہ امر وجوب کے لئے

2) شاہ ولی اللہؒ: قم فی کل اللیالی إلا فی بعض اللیالی

- پھر حضرت عائشہؓ کی حدیث کا کیا جواب کہ سورت کے شروع میں فرض پھر تخفیف ہوئی؟

جواب: 1) یہ انکی رائے اور قم اللیل سے استدلال کیا

2) افترض کا مطلب متعین و تقدیر کیا، نصف یا ثلث اور تطوعا کا مطلب یہ ہو گا کہ فصار تقدیر قیام اللیل یعنی مقدار تطوع بن گیا۔

نافلۃً لک: 1) صلوۃً زائدۃً لک (لایصح)

2) آپکے لئے نفل ہے یعنی ثواب خالص اور خالص نفع وانعام اور دوسرے لوگوں کے لئے مکفِّر ہوگا سیئات کا اور نفل امر انفرادی ہے جیسے مال غنیمت امر اجتماعی ہے اور نفل امر انفرادی کسی کو ملتا ہے کسی کو نہیں۔

-معلوم ہوا کہ تہجد میں انفراد چاہئے

-نور أی: 1) ھادی من فی السموات والأرض

2) منوّر من فی السماوات والأرض

3) موجد السموات والأرض

-سوال: بعض جگہ الحق اور بعض جگہ حق نکرہ آیا، کیوں؟

جواب: 1) جو چیز ہر وقت معلوم ہے، ہر وقت ذہن میں ہے تو معرفہ آیا اور جنت، نار وغیرہ کے لئے نکرہ آیا۔

2) یا معرفہ آیا ان چیزوں کے لئے الذی یعرفہ کل أحد اور نکرہ آیا الذی لایعرفہ کل أحد

3) اللہ تعالی کے لئے الحق آیا مشار إلیہ کی طرح اور دوسری مرتبہ تاکید ہے اور باقی نکرہ اصل کے مطابق اصل نکرہ ہے اسلئے کہ خبر نکرہ ہوتا ہے اصل میں

- وبک خاصمتُ: تیرے دلائل کے ساتھ مخاصمت کرتا ہوں

- لاحول ولا قوۃ: أی لا حرکۃ ولا طاقۃ إلا بتوفیق اللہ

: لاحول عن المعصیۃ ولا قوۃ إلا بتوفیق اللہ۔

بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ (ص151) (حدیث:1121-1122)

- ترجمۃ الباب: ثبوت کے بعد فضیلت

- 1) حدیث: بہتر نماز صلوات خمسہ کے بعد صلوۃ اللیل ہے۔

2) عبد اللہ بن سلام: سب سے پہلے جو سُنا آپ ﷺ سے جب مدینہ منورہ آئے: افشوا السلام وصلوا الأرحام وصلوا باللیل والناس نیام

3) پڑھا کرو اگرچہ مختصر: لابد من صلوۃ اللیل ولو قدر حلبۃ شاۃ

4) علیکم بقیام اللیل فإنہ دأب الصالحین

5) قام النبی ﷺ حتی ترما قدماہ

6) سبحان اللہ (ص22 باب العلم والعظۃ باللیل) ص151 آخری حدیث: أیقظوا صواحب الحجرات۔

-قصّ: پیچھے چلنا / قصہ بیان کرنا، اسلئے کہ جب آدمی قصہ بیان کرتا ہے تو واقعہ کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔

-اشکال: جب کہ تہجد لازم نہیں، سنت مؤکد بھی نہیں (سوائے تفسیر مظہری کے مصنف کے لئے) تو کیسے جہنم کے کنارے تک کیسے پہنچے؟

جواب: 1) نجاتہ من النار لأداء الواجبات والمسنونات، وقربہ من النار لترک آکد / أحکم المندوبات مع نومہ فی محل العبادات (مسجد میں سورہے ہیں)۔ یعنی کوئی سورہا ہے اور نماز باجماعت قائم ہے تو کتنا عجیب ہوگا

2) ھذا من قبیل حسنات الأبرار وسیئات المقربین: بہت اچھا کام کرنا چاہئے نہ کہ صرف اچھا کام: مثال: معذور کے لئے ترک جماعت جائز ہے لیکن ابن ام مکتوم کے لئے ترک کی اجازت نہیں دی آپ ﷺ نے۔

بَابُ طُولِ السُّجُودِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ(حدیث:1123)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1) قیام اللیل کی فضیلت:طور سجود کی وجہ سے ہے۔

2) یہ مت سمجھو کہ صرف قیام ہے نام کی وجہ سے بلکہ سجود بھی لمباہے۔

3) سجود کا جو ذکر ہے وہ سجدہ صلوتیۃ نہ کہ سجدہ انابت (بعد الصلوۃ متصلاً جو کہ مکروہ عند الأحناف وجائز عند الشوافع)

-سجدے میں دعااور تواضع ہے؛ 1)سجدہ؛2)صلوتیۃ؛ 3)انابت؛ 4)شکر؛ 5)سھو۔

بَابُ تَرْكِ القِيَامِ لِلْمَرِيضِ(حدیث:1124-1125)

- 1)مریض قیام نہ پڑھے اور قیام سے مراد اٹھنانوم سے۔

2)ترک الصلوۃ مراد، ترک القیام من النوم نہیں

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض نہیں، اسی طرح لیلۃ مزدلفہ سے ثابت اور طائفہ کے لفظ سے بھی ثابت کہ فرض نہیں۔

ابولھب کی بیوی جو ابوسفیان کی بہن: عوراء بنت حرب۔

بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى صَلاَةِ اللَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ(حدیث:1126-1127-1128-1129)

- وجب نہیں ہے لیکن ترغیب کی چیز ہے۔
- طرق: کھٹکٹانا، رات کو آنے والا مہمان کو بھی طارق کہتے:

شعر:هو ضيف طارق في أرضكم ... هل تضيفوه إلى وقت السحر(نفحۃالیمن)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: قیام اللیل اور دوسرے نوافل لازم نہیں بلکہ بہتر ہے؛ آپ ﷺ علیؓ اور فاطمہؓ کے پاس آئے تو کہا کہ ہماری آنکھیں اللہ کے قبضے میں ہے....
- تفسیر مظہری میں ایک واقعہ ہے کہ کوئی تہجد کے عادی تھے اور ایک رات نیند غالب ہوئی تو خواب میں حور کو دیکھا۔
- يروى أن مالك بن دينار كان له حزب من القرآن يحافظ على قراءته كل ليلة فنام عنه إحدى الليالي فرأى جارية ذات حسن وجمال وبيدها رقعة فقالت له: أتحسن أن تقرأ؟! فقال: نعم , فدفعت إليه الرقعة فإذا مكتوب فيها هذه الأبيات:

لهاك النوم عن طلب الأماني = وعن تلك الأوانس في الجنان

تعيش مخلدا لا موت فيها = وتلهو في الخيام مع الحسان

تنبه من منامك إن خيرا = من النوم التهجد بالقران!

- رُبَّ کاسیات عاریات:1)اعمال ظاھرۃ کرتی لیکن آخرت میں عاری(کچھ نہیں)

2)تنگ کپڑا دنیامیں تو آخرت میں عاری ہونے کے برابر ہے

- ممکن ہے کہ یہ ٹکڑا تھجد کے ساتھ نہیں بلکہ عام: کہ مال ودولت اور خزائن (پیٹرول وغیرہ دات وغیرہ سب امت کے پاس ہوں گے) اور پھر مال وغیرہ کا فتنہ ہو گا اور عورت کا فتنہ ہو گا، زناوشراب کا فتنہ

-اور یوقظ کا مطلب متنبہ کرنااور ابتلاء اس طرح کہ اس زمانے مین حجرات کو لازم پکڑناہو گا اسلئے کہ باہر چست کپڑا پہنے گی، شراب کباب میں مبتلاہو گی۔

پہلے فتنے کو ذکر کیا کیونکہ فتنے سے بچانا مقصود اور پھر وسائل ذکر کئے۔

- علیؓ کا جملہ: اظہار عاجزی لیکن الفاظ مناسب نہیں تھے اسلئے کہ مسائل میں تقدیر کا حوالہ دیا حالانکہ تقدیر کا حوالہ مصیبت ونعمت میں دے سکتے نہ کہ مسائل میں۔
- حوالۃ التقدیر لا تکون فیما یکون فیہ الخیار ولکن یکون فیما یختار فیہ القھار
- موسیٰؑ نے تقدیر کا حوالہ آخرت میں دیا تھا نہ کہ دنیا میں!
- اشکال: آپ ﷺ تو سنن مؤکدہ پر دوام فرماتے تھے لیکن فرض تو نہیں ہوا؟!

جواب: آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ بعض اعمال کے نوافل پر دوام کرنے سے لازم ہو گا: علم بالوحی أن الدوام ببعض الأعمال غیر اللازمۃ سبب للوجوب، جیسے تراویح پر آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ دوام کرنے سے لازم ہو گا۔

- اشکال: آپ ﷺ نے چاشت کی نماز نہیں پڑھی کبھی حالانکہ عائشہؓ کہتی: کان النبی ﷺ یصلی صلوۃ الضحی

جواب: 1) ما سبّح سبحۃ الضحی عندی؛ 2) ما سبح سبحۃ الضحی فی السفر۔

بَابُ: قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّيْلَ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ (ص152) (حدیث:1130)

ظلمت سنّة من أحيا الظلام إلى ... أن اشتكت قدماه الضرّ من ورم

- شقوق: نئی چیز نکلنا / پھٹنا
- ابن عباسؓ: میں فطور کا معنی نہیں جانتا تھا جبتک 2 اعرابی میرے پاس آئے اور جھگڑا کرنے لگے ایک کنویں کے بارے میں تو ایک نے کہا: أنا فطرتہ.......
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) قیام اللیل لازم نہیں لیکن اسپر اہتمام ودوام بہتر واچھا ہے
- مصنفؒ نے تین قسم کے ابواب قائم کئے: 1) عزیمت جیسے یہاں "کانوا قلیلا من اللیل یھجعون" تو یہ اقویاء کے لئے۔

2) رخصت: جیسے علیؓ کا واقعہ یا ابو ھریرہؓ سے کہا کہ سونے سے پہلے وتر پڑھے تو یہ ضعفاء کے لئے۔

3) متوسطین کے لئے تہجد کے لئے اٹھتے ہیں بقدر ضرورت۔

2) تشدید فی العبادۃ ممنوع ہے: آپ ﷺ نے اس عورت کو بتایا: "مہ" جبکہ پوری رات عبادت کرتی رہی تو فجر کے لئے نہ اٹھ سکی ممانعت تب ہے جب تعب وملال پیدا کرے عبادت میں، نفس تشدید فی العبادۃ ممنوع نہیں ہے اور نفس تشدید مکروہ وناجائز تب ہے جب خلاف فطرت ہو مثلاً عورت نے بال باندھا تھا چھت کے ساتھ

- جب ورم آیا تو درد بھی ہو گا اسی لئے نفل جالسًا پڑھتے تھے۔
- أفلا أکون عبداً شکورًا: تہجد شکر ہے؛ سر تا پا اللہ کی نعمت ہے تو جب اٹھے تہجد کے لئے تو پورا دن اللہ تعالی کے شکر میں؛ یا تقدیر ہے: أأترک فلا أکون عبداً شکورًا؟

بَابُ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحَرِ (حدیث:1131-1132-1133)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: سحری کے وقت سونا مکروہ ہونا چاہئے اسلئے کہ قرآن میں: وبالأسحار ھم یستغفرون۔

- حدیث میں: تجلّی کا نزول ثلث اٰخیر میں: اور حدیث میں: اَلا ھل من مستغفر؟..... اَلا ھل من سائل......
- تو مصنفؒ نے بتایا کہ سحری کے وقت سونا خلاف اولیٰ نہیں بلکہ نشاط کے لئے: وإن لبدنک علیک حقًّا اور سونے سے پہلے تو استغفار بھی کیا اور تہجد بھی پڑھا اور سدس اٰخیر یا ثلث اٰخیر تو ایک منٹ کا وقت بھی نہیں ہے تو ممتد ہے۔
- بہترین نماز وصوم داؤدؑ کے: اسلئے کہ دونوں حق اللہ اور حق العبد دونوں ادا ہوتے ہیں۔
- حق العبد ڈبل ہے اسلئے کہ وہ زیادہ محتاج ہے: ینام نصف اللیل، وینام سدسَہ
- الدائم: معلوم ہوا کہ مفروضات واجبات مسنونات مندوبات پر دوام کرنا چاہیئے، ہاں مندوبات میں اگر عقیدہ غلط ہونے کا خوف ہو تو کبھی چھوڑنا چاہیئے (اور یہ وہ عمل ہے جو لوگوں کے سامنے کیا جائے)۔
- الصارخ: آواز دینے والے، اعلان کرنے والا (مرغ می آذان) ناداھم صارخ من بعد ماذُنوا
- روایت گ ایک سفید مرغ ہے آسمانوں میں تو جب واذان دیتا ہے تو دنیا کے مرغ بھی دینے لگتے ہیں (وفی سندہ کلام)
- ترجمۃ الباب ثابت نہیں، تو کہا کہ ایک ٹکڑا ہے ثم ینام عند السحر (الصارخ کے بعد
- اور آپ ﷺ کبھی سوتے کبھی نہیں سوتے۔
- عائشہؓ کی روایت اکثر اوقات پر محمول ہے۔

بَابُ مَنْ تَسَحَّرَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ فَلَمْ يَنَمْ حَتَّى صَلَّى الصُّبْحَ(ص152)(حدیث:1134)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بعض اوقات آپ ﷺ سحری کے وقت نہیں سوتے تھے مثلاً رمضان میں اسلئے کہ جلدی نماز پڑھتے تھے یا بعض اوقات میں سوتے بعض میں نہیں یا لمبی رات میں نہیں سوتے اور چھوٹی رات میں سو جاتے تو بہتر ہے کہ یہ محمول کرے اللیالی الطوال پر کہ نیند حد کمال کو پہنچتی تھی۔
- حتیٰ: نتیجہ کے لئے، نہ سونے کا ثمرہ یہ ہے کہ نماز پڑھی (یہاں غایت کے لئے نہیں ورنہ سونا نماز کے بعد ہو تا جو کہ ثابت نہیں ہے)۔

بَابُ طُولِ القِيَامِ فِي صَلاَةِ اللَّيْلِ(حدیث:1135-1136)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تہجد میں 2 چیزیں مطلوب ہیں: 1) طول القیام؛ 2) طول السجود۔
- صوفیاء کہتے ہیں: من اشتاق رؤیۃ اللہ طال القیام ومن اشتاق القرب إلی اللہ طال السجود
- امر سُوء: 1) بے ادبی آپ ﷺ کے ساتھ

2) مخالفت کی صورت ہونے کی وجہ سے

3) ترک النفل بعد الشروع۔

4) النبی قائم وانا قاعد

-حذیفہؓ کی حدیث ترجمۃ الباب سے بالکل الگ ہے! (حذیفۃ: حَذف سے: 1) بطخ جو سفید وروشن تو وہ شخص مراد ہے جو اعمال باطنی سے منور ہے اور تصغیر پیار کے لئے ہے؛ 2) کپڑے کا ٹکڑا جس سے خدمت لیا جائے تو وہ شخص مراد ہو گا جو خلق کی خدمت کرے)۔

جواب: 1) خالی جگہ چھوڑی تھی مصنفؒ نے تا کہ حدیث کی تکمیل کرے یا دوسرا ترجمۃ الباب لگائے (لا یفھم)

2)وفات پاگئے اور موقع نہ ملا صاف کرنے کے لئے (لایصح)اسلئے کہ ہر سال پڑھاتے رہے اور اسکے بعد 23سال تک زندہ رہے تھے۔

3)تطویل السّواک کی طرف اشارہ ہے کہ مسواک مقدمۃ الصلوۃ ہے توجب مقدمۃ اتنالمباہے تو نماز بہ درجہ اولی ہو گی

4)إذا قام للتھجد یشوص فاہ بالسّواک و من المعلوم أن القیام کان طویلاً

اصل جواب 5)حذیفہؓ کی مفصل روایت کی طرف اشارہ ہے جو ابوداؤد میں ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نماز شروع کیااور سورۃ بقرۃ، آل عمران،نساء، اور مائدہ پڑھی اور رکوع کیا جتنی دیر قراءت کی تھی پھر اٹھے تو اتنی دیر تک کھڑے رہے۔

- مسواک کرنا دفع نوم کے لئے اور یہ تطویل قیام کے لئے معین ہے۔

بَابٌ: كَيْفَ كَانَ صَلاَةُ النَّبِيِّ ﷺ؟ وَكَمْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ؟(حدیث:1140-1139-1138-1137)

- یہ نمبر8 کیف ہے۔
- کیف یعنی صلوۃ اللیل کی کیا کیفیت تھی:ثنائی،رباعی طویل یا مختصر یاوتر کے ساتھ؟
- رکعتین بعد الوتر تو 13 ہو جاتا ورنہ عام طور پر 8 رکعات ہوتے تہجد میں۔
- طبیعت یا عذر کے اعتبار سے یا وقت کے اعتبار سے زیادہ یا کم پڑھتے تھے۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ مِنْ نَوْمِهِ، وَمَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ(ص153)(حدیث:1141)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)قیام اللیل میں نسخ جاری ہوا؛آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور امت کے لئے منسوخ ہے

2)بعض حصے رات کے قیام اللیل اور بعض حصے نوم کے لئے

3)پوری رات قیام نہیں فرمایا

-فاقرؤواماتیسر من القرآن أی فاقرؤوا فصلواماتیسر لکم۔

-یا أیھاالمزمل:1)اے چادر اور شال اوڑھنے والے شال اتار دے اور قیام اللیل پڑھئے؛بعض روایت میں ہے کہ چادر اوڑھ لیا تھا،یہ مدثر کے نزول میں اور جو روایت سورۃ مزمل کے لئے بیان کیا یہاں تو عبدالرحمن بن معلی پر کلام ہے۔

2)بوجھ اٹھانا ومنہ الزِّمالَ:اونٹنی جس پر سامان لادتے ہیں تو ترجمہ یوں ہو گا:اے نبوت کے بوجھ اٹھانے والے آپ پر بہت بوجھ ہے تو تقاضایہ ہے کہ قیام اللیل کرے اور دن میں تبلیغ کرے

-بوجھ ہونے کی دلیل:سنلقی علیک قولاًثقیلاً؛ ص205پر وکانت زاملۃ:البعیر التی یحمل متاعہ وطعامہ توعبادت اور دعوت کا بوجھ ہے

-قلیل نصف سے کم ہے او قلیل کی تفسیر نصف سے کرنا صحیح نہیں!

جواب:1)عادۃًنوم کے لئے قلیل ہے نصف

2)نصف نیند کے لئے قلیل ہے ضروریات نکالنے کے بعد کھانا پینا حاجت،بات چیت...

3)قم بعض اللیل:استثناء:تکلم بالباقی ہے بعد الثُّنیا تو خلاصہ یہ ہوا کہ قُم بعض اللیل اور بعض اللیل کیا ہے؟نصفہ یا ثلثہ!

4)شاہ ولی اللہؒ:لام استغراقی ہے تو تقدیر یہ ہے:قم فی جمیع اللیالی إلا فی بعض اللیالی إذ قمت فقم نصفہ أو ثلثہ أو ثلثیہ

5)لغت کے اعتبار سے النصف قلیلٌ بالنسبۃ إلی الکل

-إن ذلک فی النھار سبحاً طویلاً: آپکے لئے دن میں لمبا گشت تو سبح کا مطلب تیرنا ہے؛ دعوت کے کام کو سبحاً کہا ہے؛ جب مچھلی تیرتی ہے تو چھینٹیں اڑنے لگتی ہیں اور جب آپ دعوت کریں گے تو آپ کے منہ سے کلمات نور و کرنیں کی طرح نکلیں گے۔

-فضا شفاف پانی بھی، پانی فضا کے مشابہ ہے اور آپ کی مثال سورج کی سی ہے جو فضا میں تیرتا ہے (کل فی فلک یسبحون)

-سبحاً: الذھاب: چلنا

-فتاب علیکم ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ مصنفؒ کے نزدیک بھی ناسخ یہ ہے۔

-ناشئۃ اللیل: 1) إن العبادۃ التی تنشأ باللیل؛ 2) یقینا رات کا اٹھنا آپ کے لئے ثقیل؛ 3) إن النفس الناشئۃ باللیل

-ھی أشد وطأً: 1) رات کا اٹھنا تلاوت و عبادت کے لئے دلجمعی کا سبب ہے یعنی آنکھ، دل، زبان کان سب موافق ہو جاتے بہ نسبت دن کے کہ توجہ باہر کی طرف ہے۔

2) کچلنا: رات کی عبادت نفس کو کچلنے میں بہت مؤثر ہے۔

3) وطأ: تاثیر: رات کی عبادت میں بہت زیادہ تاثیر کا سبب ہے

4) رگڑنے کے معنے میں: بہت زیادہ استخراج معانی کا سبب ہے (جب کوئی چیز کو زیادہ رگڑتے تو اسکا خلاصہ نکلتا یعنی اسکا تیل جو خالص)

-مصنفؒ نے ایک معنی لیا یعنی پہلا معنی اور أقوم قیلًا: 1) بات صحیح اور کلام اچھا نکلتا ہے؛ 2) بیان بہت اچھا نکلتا ہے

-لیواطئوا عدۃ ما حرم اللہ۔

1) نماز کے وقت متعین تھا اور نوم بھی متعین (ترتیب النظام)

2) نماز اور نوم کا وقت متعین

بَابُ عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ الرَّأْسِ إِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ (حدیث: 1143-1142)

- قافیۃ الرأس: سر کے پچھلے حصے کو کہتے۔
- جب آپ اٹھیں گے تو شیطان کی لگائی ہوئی گرہ کھل جاتی ہے جیسے حدیث میں آتا ہے کہ شیطان تین گراہ لگاتا ہے: غافل عن ذکر اللہ ولم یتوضأ ولم یصلی۔
- کھانے کے بعد جب آدمی سوتا ہے تو غفلۃ الأکل، غفلۃ الشرب، غفلۃ النوم ہیں تو اٹھنے کے بعد تین غفلتیں ختم ہوتی ہیں۔
- ابن حجرؒ: جو عشاء کی نماز نہیں پڑھتا تب شیطان گرہ لگاتا ہے۔
- عینی: انبیاءؑ کے علاوہ ہر ایک پر لگتا ہے: وروى ابن خزيمة وابن حبان من حديث جابر مرفوعا: (ما من ذكر ولا أنثى إلا على رأسه جرير معقود حين يرقد). (عمدة القاری 193/7)

پھر جب اٹھتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتا ہے، پھر جب وضوء کرے تو دوسرا گرہ کھلتا ہے اور نماز پڑھنے سے تیسرا گراہ کھلتا ہے۔

- عقدۃ: حقیقۃ ہو جیسے ساحرین گر لگاتے ہیں یا مجازاً ہو یعنی غفلت پیدا کرنا گرہ لگانا یعنی سُلایا اور نیند کا پابند بنایا یعنی بدن بستر کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔
- فیرفضہ: تلاوۃً فی اللیل وعملاً فی النہار۔
- سستی کا علاج چستی ہے۔

بَابُ إِذَا نَامَ وَلَمْ يُصَلِّ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ(حدیث:1144)

- لم یصل:1)عشاء؛ 2)عشاء مع التہجد
- یہ باب ما قبل سے ترقی غفلۃ کثیرۃ پر دال ہے کہ عشاء بھی نہیں پڑھی ما قبل غفلت قلیلۃ تھی
- بال الشیطان:1)حقیقۃ لیکن ہمیں نظر نہیں آتا ہے۔

2)غلب علیہ الشیطان چنانچہ وہ غلط کام پر اسکو لگاتا ہے۔

3)جب کسی چیز میں پیشاب بھر دیا تو بھر جاتا ہے تو مراد ملأ أذنیہ بالباطل

4)یعنی اسکے ساتھ استہزاء کرتا ہے یعنی اسکا مذاق اڑاتا ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلاَةِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ(حدیث:1145)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تہجد میں دعاء اور صلوۃ دونوں مقصود
- یھجعون أی: ینامون؛ نزول الرب کما یلیق بشانہ وجلالہ
- ہر ایک چیز کا آنا مختلف قسم وانداز کے ہیں۔
- شعر:..........آیا تیرا ل خیال......................ہر فرشتہ ماسوا مٹایا چلا گیا۔
- متوولین: تنزل ملائکۃ ربنا أو رحمۃ ربنا
- فاستجیبَ:جواب استفہام یا مرفوع فأنا استجیبُ لہ
- صلوۃ کا ذکر نہیں تو ترجمۃ الباب کے ساتھ کس طرح مطابقت ہے؟
- جواب:1)زیادتی حدیث کی طرف اشارہ:یونس ابن شھاب کے طریق سے جو مروی ولذلک کانوا یفضلون صلوۃ اللیل إلی آخرہ (دار قطنی)

2)دعاء صلوۃ کو بھی شامل ہے جس طرح صلوۃ دعاء کو بھی شامل ہے۔

بَابُ مَنْ نَامَ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَأَحْيَا آخِرَهُ(حدیث:1146)

- بہ ظاہر تکرار ہے ما قبل بھی آخر اللیل آیا ہے لیکن تکرار نہیں بلکہ آخر اللیل کے قیام کی تدبیر بتایا ہے اسمیں کہ أول لیل سونا چاہئے تا کہ اٹھ جائے آخر لیل پر؛ نوم اول لیل معاون ہے قیام آخر للیل کے لئے
- قال سلمان:ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے ص154 حاشیہ نمبر ایک
- آپ ﷺ کی نیند متوسط تھی بین الخفیف والعمیق(عند البعض)۔

بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ(ص154)(حدیث:1148-1147)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان بھی قیام اللیل فرماتے تھے تو ایسا نہیں کہ تروتح پڑھ لی تو تھجد کی چھٹی

2)قیام اللیل اور قیام رمضان الگ ہے اسی لئے قیام رمضان کتاب الصوم میں ذکر کرتے محدثین اور قیام اللیل نوافل میں

یہ حدیث وتر کے باب میں مذکور ہونا چاہئے کہ تین رکعات کی دلیل ہے لیکن چونکہ مصنفؒ 3رکعات کے قائل نہیں تو یہاں ذکر کیا فی غیر محلہ۔

جمہور کے نزدیک: انبیاء کی نیند آنکھ سے متعلق اور دل بیدار رہتا ہے حفاظت وحی کے لئے۔

بَابُ فَضْلِ الطُّهُورِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَفَضْلِ الصَّلاَةِ بَعْدَ الوُضُوءِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ(حدیث:1149)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)المداومو علی الوضوء والطھور

2)تحیۃ الوضوء کی فضیلت یعنی ھدیۃ الوضوء، وضوء کا شکریہ: جب آدمی ہدیہ پیش کرتا ہے تو ھدی لہ زندگی کی سلامتی کی دعا دیتا ہے

-دفؓ: جو تا جب پھٹ جاتا ہے اور پھر آواز اس سے نکلے تو اسکو دف کہتے۔

-ھذا من قبیل تقدم الخادم عن المخدوم: راستہ صاف کرنے کے لئے یا بتانے کے لئے

-ماعملتُ عملاً أرجی عندی من الطھارۃ لیلاً أو نھارًا، فإذا تطھرتُ فأنا أصلی بہ

-ما أصابنی حدیث قط إلّا توضأت عندہ

-بلالؓ: سخاوت کرنے والا یعنی جو لوگوں کو اپنی سخاوت سے گیلا رکھنے والا ہو بَلّ یَبُل سے۔

-بلالؓ کا چلنا جنت میں آپ ﷺ کو عالم مثالی میں دکھائی گئی ایک فلم کی طرح یا جس طرح صلوۃ کسوف میں جنت و نار آپکو بتایا یا اس طرح جیسے نیل و فرات کی شکل آپکو سدرۃ المنتھی کے پاس آپکو دکھائے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي العِبَادَةِ(حدیث:1150-1151)

- اتنی عبادت نہ کرے کہ آدمی اکتا جائے یا ایسا کام نہ کرو جو خلاف فطرت ہو، تو مبالغہ کرو لیکن تشدید نہ کرو
- 1)اتنی تشدید کہ صحت بھی خراب ہو جائے

2)اتنی تشدید کہ آدمی کا دل عبادت سے ٹوٹ جائے

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ كَانَ يَقُومُهُ(حدیث:1152-1153)

- تکاسل کی وجہ سے نہ چھوڑو، ہاں تکاثر کی وجہ سے چھوڑ سکتے ہو
- ما قبل میں نفی الافراط اور یہاں نفی تفریط کا ذکر

بَاب

- باب وجہ ترک التشدید
- ابن عمرو ابن العاص نے اس حکم کو امر ارشادی پر محمول کیا؛ مثال: طالب علم سے کہا جائے کہ وہ 12 بجے کے بعد سو جائے لیکن پھر بھی پڑھتا رہے تو حکم کو مشورہ سمجھے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى(حدیث:1154-1155-1156-1157-1158)

- تعارّ:الاستیقاظ مع الصوت اَی مع الذکر تو اٹھنے کے ساتھ ساتھ عبادت شروع ہو گی
- التقلب فی النوم مع الذکر (کروٹ بدلنے سے کبھی آدمی اٹھتا ہے)
- شعر: أُوَرِّي بِسُعْدَى وَالرَّبَابِ وَزَيْنَبٍ وَأَنْتَ الَّذِي تُعْنَى وَأَنْتَ الْمُؤَمَّلُ
- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)باب فی الباب:یعنی اپنے اوپر تشدید نہ کرو

2)یعنی اٹھنارات کو ایک فضیلت اور ذکر اور فضیلت ہے،وضوء میں بھی اور صلوۃ میں بھی،اٹھنے میں مشقت ہے اسی لئے اسکی فضیلت ہے۔

-حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ اپنی بلندی کے ساتھ مشغول تھے او بیوی کو معلوم ہوا تو چھڑی لے کر پہنچی اور کہنے لگی: کہ کیا جو اس حالت میں ہو قرآن پڑھسکتا ہے؟

معارف السنن میں مولانا بنوریؒ لکھتے ہیں کہ یہ روایت اگر صحیح ہوتی تو صریح دلیل ہوتی کہ غیر طاہر قرآن نہیں پڑھسکتے

قال النبی ﷺ لحکیم بن حزام:لا تمسّ القرآن إلا واَنتم طاھر

- عمرؓ کی بہن نے انکار کیا قرآن کے صحیفے دینے سے مگر غسل کے بعد۔
- تحرّی:تلاش کرنا/سوچنا

بَابُ المُدَاوَمَةِ عَلَى رَكْعَتَيِ الفَجْرِ(ص155)(حدیث:1159)

- یعنی شدت اہتمام فجر کی سنت پر اسلئے کہ آکد السنن پھر مغرب کے بعد رکعتین پھر تمام سنت برابر۔

بَابُ الضِّجْعَةِ عَلَى الشِّقِّ الأَيْمَنِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الفَجْرِ(حدیث:1160)

- ضِجْعَۃ:ہیئت لیٹنے کی(الفعلۃ للآلۃ)
- شافعیہ اور دؒ:1)سنت ہے 2)مطلقًا لم یثبت الضّجعۃ فی المسجد
- کؒ:مکروہ؛ احناف:مباح؛ ابن مسعودؓ:بدعت؛ ابن حزم:واجب؛ ابراھیم نخعی:مکروہ؛ حسن بصریؒ:خلاف اَولی؛ مصنفؒ:ثابت ومستحب اسی لئے ترجمۃ الباب رکھا۔
- قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَحْصِبُهُمْ إِذَا رَآهُمْ يَضْطَجِعُونَ عَلَى أَيْمَانِهِمْ "(مصنف عبد الرزاق)
- ابن مسعود: ما بال الرجل إذا صلى الركعتين يتمعك كما يتمعك الدابة
- آپ ﷺ سے رکعتین کے بعد لیٹنا اور کبھی قیام اللیل کے بعد اور کبھی دونوں وقت لیٹتے تھے تو ضرورت کے وقت لیٹتے تھے،اگر کوئی آپ ﷺ کی طرح نماز پڑھے تو لیٹ جائے۔
- سوال:

جواب:1)عائشہؓ کی روایت گھر کی بات ہے؛ 2)مؤطا امام مالکؒ میں:کان النبی ﷺ إذا فرغ من صلوۃ اللیل اضطجع

3)اگلے باب عائشہؓ کی روایت ہے

إذا صلی أحدکم رکعتي الفجر فلیضطجع ....عبد الواحد بن زیاد متفرد ہے

- فعلی حدیث کو قولی بنایا یا أمر للإباحۃ (جیسے إذا حللتم فاصطادوا)

بَابُ مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَضْطَجِعْ(حدیث:1161سے1167)

- یہ تیسرا طریقہ ہے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: واجب بھی نہیں اور سنت مؤکدہ بھی نہیں بلکہ آرام اور نشاط حاصل کرنے کے لئے؛ (اکثر اکابر تہجد کے وقت تصنیفات کرتے) جیسے روح المعانی کو علامہ آلوسیؒ صرف تہجد کے وقت لکھتے تھے
- لازائد کو سیف خطیب کہتے تھے؛ سفر نامہ: غرائب الاغتراب (ترکی کا سفر)

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَوُّعِ مَثْنَى مَثْنَى(حدیث:.................)

- نفل دو دو پڑھنا چاہئے یا نفل ایک نہیں پڑھنا چاہئے (6یا7 معانی گزر گئے)
- ترجمۃ الباب کا مقصد: افضلیت کی طرف اشارہ ہے؛ فؒ اور ڈؒ:2،2 افضل لیلاً أو نھارًا؛ کؒ:2سے زائد مکروہ

حؒ:4 بہتر ہے لیلاً ہو یا نھارًا؛ سم: دن میں 4 بہتر اور 2 بہتر ہے رات وعلیہ الفتوی

- امام حؒ کے دلائل: 1) آپ ﷺ رات کو 4 پڑھتے تھے فلا تسال عن حسنھن

2) کان النبی ﷺ یصلی اربعًا بعد الزوال۔

3) من صلی أربعًا عدلن لہ بقیام اللیل

4) صلوۃ الصبح 4 وارد ہے

5) قبل العصر 4 رکعات وارد ہیں۔

6)...............جب سورج جانب مشرق میں اتنا اونچا ہو جائے جیسے عصر کے وقت جانب مغرب میں ہوتا تو 4 رکعات پڑھتے۔

-یسلمون: 1) اسلام؛ 2) تشہد

-استخارہ یہاں 2 رکعات کا ذکر تو استخارہ: کسی کام میں جب آدمی شک میں ہو تو خیر طلب کرنا بہ منزلہ مشورہ۔

جاہلیت میں قرع ڈالتے تو شریعت نے استخارہ رکھا یا فال لیتے تھے پرندے سے تو اسکی جگہ مشروع چیز رکھی

- حؒ: جہاں 2 رکعات وارد ہیں تو ٹھیک ہے اسپر عمل کرے لیکن نوافل 4 پڑھے (اسمیں زیادہ مشقت ہے)
- رکعتین قبل الظہر: تحیۃ المسجد اور 4 مؤکد گھر میں پڑھتے۔
- عائشہؓ: کان یصلی قبل الظہر أربعًا یالا یدع الظہر أربعًا؛ فؒ:2 مؤکد اور اگر 4 پڑھی تو 2 مؤکد اور 2 نفل؛

احناف: 4 مؤکد ہیں۔

- ابن ماجہ کی روایت: جب قبلیہ سنت رہ جاتی تو ظہر کے بعد 4 قضاء پڑھتے تھے۔
- اور 4 کی روایت فی غیر محلہ اگلے صفحے ص157 پر مذکور ہے۔

- جابر بن عبد اللہؓ کی روایت، وہ روایت ہے جو جمعہ میں ذکر کرنا چاہئے تھا
- 1) بعض کہتے کہ شعبۃ متفرد ہے لیکن صحیح نہیں اسلئے کہ رَوح نے انکی متابعت کی، بہر حال مصنفؒ کے نزدیک یہ ہو گا کہ عملی حدیث کو قولی بنایا۔

2) اسمیں خطبہ کا ذکر ہے نہ کہ جمعہ اسی لئے مصنفؒ نے وہاں ذکر نہیں کیا

-مسلم کی روایت میں ص287 پر نمبر (875) جمعہ کا ذکر ہے: «إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا»؛ تو ممکن ہے کہ جمعہ کا ذکر کسی راوی نے تشریحاً لگایا ہو، اسمیں اَعمش ہے جو مدلس ہے

-اسکی مخالف روایت: 20721 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، قَالَ: كَانَ نُبَيْشَةُ الْهُذَلِيُّ، يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَا يُؤْذِي أَحَدًا، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْإِمَامَ خَرَجَ، صَلَّى مَا بَدَا لَهُ، وَإِنْ وَجَدَ الْإِمَامَ قَدْ خَرَجَ، جَلَسَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، حَتَّى يَقْضِيَ الْإِمَامُ جُمُعَتَهُ وَكَلَامَهُ، إِنْ لَمْ يُغْفَرْ لَهُ فِي جُمُعَتِهِ تِلْكَ ذُنُوبُهُ كُلُّهَا، أَنْ تَكُونَ كَفَّارَةً لِلْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيهَا»(مسند أحمد)

سند میں عطاء ہے جو نبیشہ ھذلی سے روایت کرتے تو انقطاع ہے

- ابو ھریرۃؓ کی روایت میں 3 چیزوں کی وصیت ہیں: 1) 3 دن روزہ؛ 2) صلوۃ الضحی؛ 3) وتر سونے سے پہلے
- عتبان بن مالکؓ نے اپنے گھر میں مصلی بنایا اور آپ ﷺ کو بلایا افتتاح کے لئے مفصلاً ایک ورق کے بعد آئے گا ان شاء اللہ۔

بَابُ الحَدِيثِ يَعْنِي بَعْدَ رَكْعَتَيِ الفَجْرِ (حدیث:1168)

- 1) فجر کے رکعتین کے بعد بات چیت کا جواز ہے

2) ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے کہ مکروہ ہے

-احناف مالکیہ: مکروہ؛ کؒ: قبلہ سے منہ نہیں پھیرتے یہاں تک کہ فرض پڑھ لی ولا یتکلم بینھما اور آپ ﷺ جو بات چیت کرتے تھے وہ کلام دینی ہے۔

بَابُ تَعَاهُدِ رَكْعَتَيِ الفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهُمَا تَطَوُّعًا (ص156) (حدیث:1169)

- پابندی اور نگرانی کرنا چاہئے، 2 رکعات سنت فجر واجب کی طرح لھذا فقھاء کہتے کہ باقی سنن بیٹھ کر پڑھسکتے سوائے فجر کے سنن، واجب تو نہیں لیکن قریب إلی الوجوب۔
- سنن کے درجات: 1) سنت فجر؛ 2) سنت مغرب؛ 3) باقی سنن۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الفَجْرِ (حدیث:1170-1171)

- 2 حضرات پر رد: ابو بکر اصمؒ: لا قراءۃ فیھما؛ کؒ: یکتفی بقراءۃ الفاتحۃ
- عام طور پر سورۃ اخلاص و کافرون آپ ﷺ پڑھتے تھے تا کہ خفیف ہو اور دن کی ابتداء توحید کے اقرار سے ہو، رسالت کا اقرار اور یہ نجات کا ذریعہ ہے۔

بَابُ التَّطَوُّعِ بَعْدَ المَكْتُوبَةِ(حدیث:1172-1173)

- اشکال: بعدیہ کو پہلے کیوں ذکر کیا اور قبلیہ بعد؟

جواب: 1) اہمیت کی وجہ سے

2) کثرت کی وجہ سے: بعدیہ (ظہر، مغرب، عشاء کے بعد)

3) تطوعک التابع أی الفضل التابع للمکتوبۃ سواء کان قبل أو بعد (لا یصح)

4) التطوع بعد المکتوبۃ و قبلھا پر عطف ہے (وھذا من قبیل سرابیل تقیکم الحر) (لا یصح اسلئے کہ بعد میں خاص ہے)

فان أفضل صلوۃ المرء فی بیتہ إلا المکتوبۃ

- کان یطیل القراءۃ فی الرکعتین بعد المغرب حتی تفرق الناس۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ بَعْدَ المَكْتُوبَةِ(حدیث:1174)

أی فی السفر؛ أی من ترک التطوع فی السفر بعد المکتوبۃ فلا حرج ورنہ پڑھنا چاہئے۔

- سبعًا: مغرب وعشاء: 3 اور 4=7 تو یہ جمع ہے (جو قائلین ہیں کہ سفر میں اتمام ہے تو کوئی اشکال نہیں)

- اشکال: یہ سفر کا واقعہ ہے یا حضر؟ اگر حضر کو تو سبعًا جمیعًا نہیں بنے گا۔

توجواب: سفر قصر نہیں تھا اور سنت نہیں پڑھی تعجیل سفر کی وجہ سے۔

بَابُ صَلاَةِ الضُّحَى فِي السَّفَرِ(حدیث:1175-1176)

- فقھاء: اشراق اور ضحی ایک نماز ہے اور بعض صوفیاء کے نزدیک: 2 الگ نماز ہیں۔

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ھل تصلی أم لا؟

2) صلوۃ ضحی سفر میں نہیں پڑھتے

- 1) عائشہؓ: کم کان یصلی صلوۃ الضحی؟ قالت أربع رکعات ویزید علی ھذا

2) ابو ھریرہؓ کی روایت: 3 چیزوں کی وصیت کی: صوم ثلاثۃ أیام وأوصانی برکعتی الضحی والوتر قبل النوم

3) قال اللہ تعالی: یا ابن آدم ارکع رکعتین أوّل النھار أکفک کلہ

4) علیؓ: کان رسول اللہ ﷺ یصلی صلوۃ الضحی أو الأوابین أی حین ترمض الفصال

- فتح مکہ پر پڑھی اور صلوۃ الشکر بھی پڑھی۔

1) لا یرکع صلوۃ الضحی، ہاں ایک مرتبہ أم ھانی کے گھر پر پڑھی؛ 2) ھذا زعم ابن عمرؓ؛ 3) لم یصلھا علی الدوام

4) لم یصلھا علی التداعی والجماعۃ؛ 5) لم یصلھا ظاھرًا عند الناس۔

- أم ھانی علیؓ کی بہن؛ بعض روایت میں آپ ﷺ نے رشتہ مانگا ام ھانی سے لیکن ابو طالب نے انکار کیا پھر مدینہ منورۃ میں معذرت کی کہ اب معمر اور بچے ہو چکے۔

صلوۃ الضحی فی السفر صلھا مرۃ ولم یصلھا غالبًا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ الضُّحَى وَرَآهُ وَاسِعًا(حدیث1177)

- آپ ﷺ کو عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن آپ کی ترغیب کافی ہے
- صلوۃ الضحی صلوۃ الآوابین
- عائشہؓ کے نزدیک آپ ﷺ نہیں پڑھتے پھر بھی ابھارتے تھے جیسے صوم داوٗد کو بہتر بتایا گیا لیکن آپ ﷺ نے نہیں رکھا

جواب:1)مارأیت النبی ﷺ یصلی الضحی أی لم یداوم علیھا(لا یصح)اسکے مخالف روایت موجود ص152 پر: ماسبح قط

2)لم یصلی الضحی عند الناس؛ 3)فی الجماعۃ؛ 4)مارأیت فی السفر

5)مارأیت: اگرچہ پڑھتے تھے(لا یصح)دوسری روایت میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے پڑھی تھی

-ایک روایت میں: آپ ﷺ نے صلوۃ سفر کے واپسی پر پڑھی تھی تو اس وقت لوگوں کے سامنے ہی پڑھی ہوگی۔

بَابُ صَلاَةِ الضُّحَى فِي الحَضَرِ(حدیث:1178-1179)

- ہر مہینے کے 3روزے کسر للشھوۃ لأنھا مانعۃ للعلم
- صلوۃ ضحی میں بدن کا شکریہ ہے، پورا بدن علم میں مصروف تو اسکا شکریہ ہے کہ سر تا پا اللہ کے سامنے پیش کرے
- نوم علی وتر: مقدمہ محنت(استیقاظ مشکل)
- صلوۃ افتتاح(مثلا اپنے گھر پر مصلی بنایا اور افتتاح کے لئے دعوت کا ثبوت ہے)شکر اور ضحی کی نماز پڑھتے تھے۔

بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ(حدیث:1180-1181-1182)

- فؒ کے مذہب کو اختیار کیا یا بتایا کہ کم از کم دو ہو اور زیادہ 4 ہے
- 1)ربعٌ قبل الظھر تفتح أبواب السماء

2)کان النبی ﷺ یصلی اربعًا قبل الظھر

3)..........

4)إن النبی ﷺ کان لا یدع أربعًا قبل الظھر

-احناف: 4مؤکد اور 2تحیۃ المسجد

دلیل:1)لا یدع أربعًا قبل الظھر؛ 2)ابن حاجب: جب 4 فوت ہوتی تو رکعتین کے بعد 4 پڑھتے تھے۔

صرف اسمیں اختلاف ہے باقی سب میں متفق ہے

- من ثاب علی اثنتی عشرۃ رکعۃ فی الیوم واللیلۃ
- احناف نے 4 لیا:1)احتیاط کی وجہ سے؛ 2)تاکید کی وجہ سے؛ 3)قضاء آئی؛ 4) لکثرۃ الأحادیث

5)عورت کی روایت زیادہ معتبر اسلئے کہ سنت صلوۃ البیت ہے۔

بَابُ الصَّلاَةِ قَبْلَ المَغْرِبِ(ص157)(حدیث:1183-1184)

- شافعیہ کے کتب میں:1)استحباب یا2)اباحت لیکن عام طور پر استحباب والا قول لیتے(حاشیہ نمبر ایک ص157)
- احناف: کراہت؛ ابن ھمام: اباحت۔
- اباحت باعتبار وقت اور استحباب باعتبار ثواب وصلوۃ کے
- مصنف ؒ نے ترجمۃ الباب قائم کیا تو گویا انکے نزدیک بھی مستحب ہے سنت نہیں، تو یہ تعجب کی بات ہے اسلئے کہ لوگوں نے چھوڑ دیا تھا
- تابعی: ابراھیم نخعیؒ: لم یرکعھا ابو بکر وعمر ولا عثمان یعنی خلفاء راشدین نے نہں پڑھی
- سعید بن مصیبؒ: مارأیت فقیھا یصلیھما اِلا سعد بن أبي وقاصؓ وذکر ابن حزم عبد الرحمن بن عوفؓ اور انس بن مالکؓ اور جابرؓ
- پہلے روایت گزر چکی کہ امام کی تاخیر کی وجہ سے جلدی ستون کے پاس جا کر پڑھتے ورنہ اگر امام ہے تو نہ پڑھتے۔
- سئل ابن عمرؓ عن الرکعتین قبل المغرب: قال: مارأیت أحداً علی عھد رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یصلیھما تو معلوم ہوا ابن عمرؓ اور عقبہ بن عامرؓ کی حدیث سے کہ عام طور پر نہیں پڑھا جاتا تھا تو احناف کہتے کہ موقعہ ہو تو پڑھ لے ورنہ نہیں (یہ تطبیق دونوں قسم کی روایتوں کو شامل ہوگا)؛ صلوا قبل المغرب لمن شاء: بخاری میں ہے اور أبو داؤد کی روایت تم پیش کرتے عن طاؤوس عن ابن عمر اسکے مقابلے میں تو یہ صحیح نہیں بلکہ حدیث کی سند کو دیکھا جائے گا۔
- پھر یہ کہنا کہ مافی الصحیحین یا علی شرط الصحیحین بے دلیل بات ہے بلکہ اصل اسناد ہے۔

بَابُ صَلاَةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً(حدیث:1185-1186)

- احناف: نفل کی جماعت نہیں اِلا بعض نوافل جیسے کسوف، تراویح، استسقاء لیکن عام نفل میں جماعت نہیں
- افضل صلوۃ المرء صلوتہ فی بیتہ اِلا المکتوبۃ اور یہ ثابت نہیں کہ حفصہؓ اور عائشہؓ مقتدی تھیں۔
- نفل کا معنی انفرادی انعام: اگر نفل میں اجتماع ہو بغیر تداعی کی تو ٹھیک ہے۔
- تداعی کی تعریف: شمس الأئمہ سرخسی: 3 سے زیادہ ہو یا کسی کو بلائے

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے کہا کہ شمس الأئمہ سب سے پہلے یہ تفسیر کرنے والے ہیں تداعی کی چنانچہ 3 سے زائد نہ ہو تب بھی تداعی کہا جائے گا: انسؓ یتیم اور ام سلیمؓ مع التداعی اور بغیر تداعی کے جماعت بھی ثابت ہے۔

- فؔ دؔ: نفل کی جماعت صحیح سواء مع التداعی أو بغیر التداعی
- محمود بن الربیعؓ صغار صحابہ سے۔ وادی: جسمیں بارش کا پانی بہتا ہو
- غیر مسجد جو نماز کے لئے مقرر ہو اسکو مصلی کہنا چاہئے
- کسی کے گھر سے دعوت آئے تب بھی اجازت لینی چاہئے
- نماز کے لئے بلایا تو مقصود کو غیر مقصود پر مقدم کرنا چاہئے
- صاحب خانہ نے اگر کوئی چیز مقرر کی ہو تو اسکی تابعداری کرنا چاہئے۔
- خود صفوف قائم کئے ہم نے اور پہلی روایت میں صفّنا ہے تو ممکن کہ پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے صفوف کو درست کئے ہو۔
- غیب کا حکم نہیں دینا چاہئے؛ مالک بن دُخشُن یا دُخمشن

- قسطنطنیہ روم کے دار الخلافۃ تھاجب مسلمان نے فتح کیاتو "Italy" میں دار الخلافۃ بنایا
- آپ ﷺ نے بشارت دی تھی کہ فتح کروگے: فنعم الأمیر أمیرھا، فنعم الجیش جیشھا اسی لئے بہت صحابہ ؓ شریک ہوئے جن میں ابو أیوب اور ابن عباس ؓ بھی تھے(معاویہ ؓ کے زمانے میں) یزید بن معاویۃ امیر تھے
- ابو أیوب ؓ بوڑھے اور بیمار تھے اور وصیت کی تھی کہ دیوار تک جتنی قریب پہنچاسکتے ہو تو وہیں دفن کرے(فصیل) توجب رومیوں نے دیکھاتو ان پر تیر برسانے لگے تو انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد صرف دفن کرنا ہے تو رومیوں نے کہا کہ ہم اتر کر قبر کو اکھاڑیں گے، تو یزید

بن معاویۃ نے کہا اگر ایسا کروگے توشام کے تمام غیر مسلم کو ماریں گے تو وہ لوگ ڈر گئے۔
- ابن بطوطہ نے لکھا کہ انہوں نے رات کے وقت ان کے قبر پر برسنے والے نور کے شعلے دیکھے۔
- قسطنطنیہ پھر خلافت عثمانیہ میں بایزید بلدرم نے لشکر تیار کیا لیکن راستے میں تیمور لنگ جسنے مسلمانے ہونے کا دعوی کیا اس پر حملہ کیا اور بایزید بلدرم کو ایک پنجرے میں بند کیا، پھر سن 857 محمد الفاتح نے ترتیب دے کر دوبارہ فتح کیا، تین جانب سے داخل ہونا ممکن نہیں تھا اسلئے کہ محفوظ تھا اور ایک جانب کی حفاظت کی ضرورت نہیں تھی اسلئے کہ سمندر تھا، پھر خشکی درمیان اور پھر دوبارہ سمندر تو تدبیر یہ اختیار کی محمد فاتح نے کہ کشتی سے گئے اور خشکی کے حصے پر چربی پگھلا کر تختوں پر رکھا اور کشتی کو دوسرے سمندر تک پہنچادیا اور فتح کیا۔
- ترکی کی حکومت نے اس جگہ پر (panorama) بنایا ہے۔
- ایاض صوفیہ انکاسب سے مشہور گرجہ تھا تو مسجد بنایا گیا پھر مصطفی کمال نے متحف بنایا۔
- اشکال: ابو ایوب ؓ نے اس قصے کا انکار کیا ہے، کیاوجہ ہے؟

جواب: 1) ومن یعص اللہ ورسولہ فإن لہ نار جھنم، أبو أیوب ؓ کی نظر اس پر تھی حالانکہ مالک بن دخشن نے لا إلہ إلا اللہ کہا

2) یوجد الحکم بباطن الأمور کہ حضور ﷺ نے اللہ کا حکم بتایا

3) ابو أیوب اکابر صحابہ ؓ میں سے تھے اور انکو معلوم نہیں تھا۔

4) توحید مفید ہے مع موالات الکفار، اسمیں موالات کا ذکر نہیں بلکہ اسمیں صرف دوستی ہے۔

بَابُ التَّطَوُّعِ فِي البَيْتِ(حدیث:1187)

- تطوع کی فضیلت گھر میں ہے 25 درجہ: مصنف ابن أبي شیبۃ میں روایت ہے۔

گھر میں پڑھنا نظر سے بچنے کے لئے یا نزول رحمت کے ذریعہ ہونے کے لئے۔

20 – كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة

بَابُ فَضْلِ الصَّلاَةِ فِي مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ(حديث:1188-1189-1190)

- نوافل کا ذکر اور نماز کی فضیلت کا ذکر
- اکثر حضرات کہتے کہ یہ فضیلت فرائض کے ساتھ اور اپنے گھر میں نوافل کو زیادہ فضیلت ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی
- الرَّحل: چھوٹے پالان، اَصغر من القتَبِ: بڑے پالان: مایوضع علی الدابۃ لیُرکب علیہ؛ الرحل لِلابل کالسرج للفرس
- شد الرحال کنایہ ہے سفر سے؛ حافظ ابن تیمیہ اور سلفی مستثنیٰ منہ عام ہے یعنی سفر نہ کیا جائے مگر صرف 3 مساجد کے لئے۔
- علماءِ دیوبند: مستثنیٰ منہ خاص ہے: لا تشدوا الرحال إلی مسجد من المساجد إلّا إلی ثلاثۃ مساجد
- 4 قرائن: 1) نحوی دلیل: اصل مستثنیٰ وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کی نوع سے ہو مثلاً: مارأیت إلّا زیدًا أی مارأیتُ أحدًا من الرجال إلا زیدًا

2) عقلی دلیل: 3 مساجد کے علاوہ کسی بھی وجہ سے سفر نہ کیا جائے اگر مستثنیٰ عام ہو تو پھر والدین کی زیارت، علم کے لئے، جہاد کے لئے، زیارت وغیرہ ممکن نہ ہوگا تو یہ عقل کے خلاف بلکہ علم کے لئے کوئی آئے تو آپ ﷺ کا فرمان ہے: فاستوصوا بہ خیرًا۔

3) نقلی دلیل: 11609 – حَدَّثَنَا هَاشِمٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ، حَدَّثَنِي شَهْرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، وَذُكِرَتْ عِنْدَهُ صَلَاةٌ فِي الطُّورِ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا يَنْبَغِي لِلْمَطِيِّ أَنْ تُشَدَّ رِحَالُهُ إِلَى مَسْجِدٍ يُبْتَغَى (2) فِيهِ الصَّلَاةُ، غَيْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَمَسْجِدِي هَذَا " (مسند أحمد)

سند میں شہر بن حوشب ہے لیکن حدیث حسن ہے اسلئے کہ اسکے شواہد موجود ہیں۔

عائشہؓ کی روایت: 1192 – حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ حَسَنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي [ص:94] عُثْمَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ مُدْرِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَمَسْجِدِي خَاتَمُ الْمَسَاجِدِ، وَأَحَقُّ الْمَسَاجِدِ أَنْ يُزَارَ وَتُرْكَبُ إِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ، وَمَسْجِدِي هَذَا، وَصَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ "

4) تعاملی دلیل: لوگوں کا تعامل ہے کہ حج کے بعد مدینہ منورہ کا سفر کرتے اور مسجد نبوی کا سفر مقصود نہیں ہے بلکہ اصل زیارت نبی مقصود ہے اسلئے کہ ایک لاکھ ثواب کو چھوڑ کر آدھا لاکھ کے لئے حماقت ہے۔

فقہ کے مذاہب اربعہ میں حج کے احکام کے بعد، آپ ﷺ کے روضہ مبارکہ کی زیارت کے آداب کا ذکر ہے تو اصل آپ ﷺ کی زیارت مقصود ہے اور ان 4 دلائل سے معلوم ہوا کہ مستثنیٰ منہ خاص ہے۔

ان تین مساجد کے علاوہ کوئی سفر کرے تو حرام نہیں کہا جائے گا بلکہ خلاف اَولی یا بے فائدہ، غیر مفید یا ثواب سے خالی ہے۔

دلیل: عمرؓ: حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ زُرَارَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ شُيُوخًا مِنْ قَوْمِهِ، مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَهُمْ بِقُبَاءٍ بَعْدَ نِصْفِ النَّهَارِ، فَدَخَلَ مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَأَمَرَ رَجُلًا يَأْتِيهِمْ بِجَرِيدَةٍ رَطْبَةٍ، وَقَالَ: لَأَتَقَرَّبَنَّ بِهَا هُنَا. فَجَاءَ بِهَا فَنَفَضَ بِهَا الْغُبَارَ عَنِ الْجِدَارِ فِي الْقِبْلَةِ ثُمَّ قَالَ: " وَاللَّهِ لَوْ كُنْتُ بِأُفُقٍ مِنَ الْآفَاقِ لَضَرَبْنَا إِلَيْكَ أَكْبَادَ الْإِبِلِ.(تاريخ المدينة)

تو قباء تین مساجد میں شامل نہیں ہے لیکن عمرؓ سفر کو جائز کہتے

اگر کسی نے نذر مانی تو ان تین مساجد کے علاوہ معتبر نہیں؛ وَلَوْ نَذَرَ إِتْيَانَ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوِ الْمَسْجِدَ الأَقْصَى يلزمُهُ عَلَى أَصَحِّ الْقَوْلَيْنِ كَمَا لَوْ نَذَرَ إِتْيَانَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، ثُمَّ إِذَا أَتَاهُ يَعْتَكِفُ فِيهِ، أَوْ يُصَلِّي، أَوْ إِذَا أَتَى مَسْجِدَ الْمَدِينَةِ يَزُورُ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِيهِ قَوْلٌ آخَرُ، أَنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ الإِتْيَانُ كَمَا لَوْ نَذَرَ أَنْ يأْتِيَ مَسْجِدًا آخَرَ سِوَى هَذِهِ الْمَسَاجِدِ الثَّلاثَةِ، لَا يَلْزَمُهُ الإِتْيَانُ، لَا خِلافَ فِيهِ، بِخِلافِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، لأَنَّهُ مَخْصُوصٌ مِنْ بَيْنَ سَائِرِ الْمَسَاجِدِ بِوُجُوبِ الْمَصِيرِ إِلَيْهِ بِأَصْلِ الشَّرْعِ لِلْحَجِّ، أَوِ الْعُمْرَةِ، وَالأَوَّلُ أَصَحُّ، لأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ الثَّلاثَةَ مِنْ بَيْنَ سَائِرِ الْمَسَاجِدِ فِي قَوْلِهِ: " لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلا إِلَى ثَلاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى، وَمَسْجِدِي هَذَا ".

فَعَلَى هَذَا لَوْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي مَسْجِدٍ مِنْ هَذِهِ الْمَسَاجِدِ الثَّلاثَةِ لَا يَخْرُجُ عَنِ النَّذْرِ إِذَا صَلَّى فِي غَيْرِهَا مِنَ الْمَسَاجِدِ، وَلَوْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ عَنْ نَذْرِهِ إِذَا صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَلا يَخْرُجُ إِذَا صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ الأَقْصَى لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

وَلَوْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَلا يَخْرُجُ عَنْ نَذْرِهِ بِالصَّلاةِ فِي غَيْرِهِ.(شرح السنة للبغوى)

11284 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «خَيْرُ مَا رُكِبَتْ إِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ مَسْجِدِي هَذَا، وَالْبَيْتُ الْعَتِيقُ» (سنن الکبری للنسائی)

خیر کا مطلب ان 3 مساجد کی طرف سفر کرنا بہتر ہے اور زیادہ ثواب کا باعث ہے، تو انکے علاوہ کے مساجد کے لئے بہتر نہیں۔

- ابو ھریرۃؓ نے کوہ طور کا سفر کیا یعنی مسجد طور کے لئے حالانکہ ابو بصرۃ غفاری نے منع کیا تھا تو اسمیں 2روایت ہے ایک سفر کے بعد منع کیا اور ایک روایت میں سفر سے پہلے تو اگر بعد السفر منع کیا تو مطلب یہ ہے کہ ممانعت کا علم تھا لیکن پھر بھی سفر کیا، گویا انکے نزدیک یہاں حکم نہی پر محمول نہیں یا نذر پر محمول ہے یا محمول کیا زیادہ ثواب پر؛ تو انکا بھی وہی مسلک تھا کہ نہی محمول ہے کثرت ثواب پر یعنی ان 3 مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کی زیارت کا ارادہ ثواب کی امید رکھتے ہوئے نہ کیا جائے۔ اور عمرؓ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ خلاف اَولی بھی نہیں تو ممکن ہے کہ وہ نذر پر محمول کرتے۔
- رفاعی کا قصہ لکھا ہے کہ السلام علیکم یاجدی کہا تو جواب آیا روضہ سے وعلیکم السلام یا ولدی (اسلئے کہ سید تھے) اور یہ اشعار پڑھی:

في حالة البعد روحی کنتُ أُرسلها   تُقَبِّلُ الارضَ عَنِّ وهي نائبتي
وهذه دولة الاشباح قد حضرت   فامْدُد يمينك كي تحظى بها شفتي

قال الراوي: "فانشق القبر و خرجت منه اليد النبوية الشريفة، فقبلها الشيخ الرفاعي أمام آلاف من الناس!! ". تو کہتے کہ روضہ اقدس سے ہاتھ نکلا اور انہوں نے بوسہ دیا۔ و قد أورد الحافظ السيوطي إسناد القصة و جعل الشيخ التليدي يصححها و يرد على المخالفين.

- مسجد حرام میں ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے تو کیا توسیع بھی اسمیں شامل ہے؟

فی مسجدی ہذا: امام نوویؒ: 1) اشارۃ موجود ہے مسجد کی طرف تو جب توسیع ہوئی وہ اسمیں شامل نہیں ہے لیکن پھر اپنے قول سے رجوع کیا   2) تمیز کے لئے یہ مسجد یعنی دوسری مسجد سے ممیز ہے: تمیز المسجد عن المساجد الاخری

3) اشارۃ للتعظیم یعنی عظیم الشام مسجد ہے یہ مطلب نہیں جسمیں اضافہ نہ ہو۔

اشارۃ تحدید کے لئے نہیں ہے: لو مدّ ھذا المسجد إلی صنعاء الیمن لکان مسجدی اور ایک روایت میں ذوالحلیفۃ کا ذکر ہے۔

مکہ مکرمہ کی مسجد اس سے زیادہ ہے اسی لئے استثناء کیا

کئ:1) مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بہتر ہے آپ ﷺ کی دعاء کی وجہ سے: اللھم اجعل ما بالمدینۃ ضعفیٰ ما بمکۃ

جواب: اسکا تعلق روزی اور نعماء ظاہریہ کے ساتھ ہے ثواب سے نہیں

2) مسجد نبوی بناء الحبیب جو اولی ہے اور مسجد حرام بناء الخلیل ہے

جواب: مکہ کا حرم بناء الخلیل اور بناء الحبیب بھی ہے اسلئے کہ آپ ﷺ نے حجر اسود رکھا تھا

3) مدینہ منورہ محل إشاعۃ وانتشار الاسلام اور مکہ مکرمہ محل ولادۃ الإسلام

جواب: مکہ محل ولادت اور محل نشر اسلام بھی ہے

علماء کے یہاں دونوں رائے اچھی ہیں: زندگی گزارنا ہو تو مکہ مکرمہ میں گزارے کثرت ثواب کے لئے اور وفات کا وقت قریب ہو تب مدینہ منورہ میں رہے۔

مدینہ بہتر اس اعتبار سے کہ آپ ﷺ کے جوار اور بقیع میں دفن ہو جائے اور بقیع والوں کے لئے سب سے زیادہ شفاعت کریں گے اور آپ ﷺ کے ساتھ اٹھیں گے۔

اور مکہ بہتر اس اعتبار سے: إن أول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین

آپ ﷺ نے ہجرت کرکے اشارۃ کیا مکہ مکرمہ کی طرف اور فرمایا: 4240 - أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي سُوقِ الْحَزْوَرَةِ بِمَكَّةَ: «وَاللهِ إِنَّكَ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ وَأَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ» (السنن الکبری للنسائی)

اور ایک لاکھ کا ثواب صراحۃً آیا ہے، جو کہ ڈبل ہے مدینہ منورۃ سے۔

صلوۃ فی مسجدی: وکذلک العبادات الأخری جیسے صدقہ صوم تو مکہ مکرمہ میں بہتر ہے بہ نسبت دوسرے مقامات کے

ایک روایت میں مدینہ منورۃ میں جو نماز پڑھے تو 1000 صلوۃ سے بہتر ہے جیسے یہاں اور دوسری روایت میں ہے کہ جو مسجد نبوی میں نماز پڑھے تو 50000 کے برابر ہے؟!

جواب: 1) 50000 کی روایت میں ابو الخطاب دمشقی جو مجہول ہے (ابن ماجہ میں بتایا)

2) اگر روایت مان لے تو: 1) تفاوت البعد کی وجہ سے 50000 وتفاوت القرب 1000

2) تفاوت اخلاص کا ہے۔

بَابُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ (حدیث: 1191-1192)

- قباء: کنواں کا نام یا جگہ کا نام یا قبۃ کو قباء کردیا بعد میں اسلئے کہ کنویں کے پاس خیمے لگائے تھے۔ قباء: چوغے، جبے
- قباءَ: علمیت اور تانیث بہ تاویل بقعۃ؛ قباءٍ: علمیت اور تانیث نہیں بہ تاویل مکان
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) عمرؓ کے قول کی طرف اشارہ: کہ اگر مسجد قباء کسی................

2) الفضیلۃ لا تختص بھذہ المساجد الثلاثۃ بل بقباء أیضًا۔

-ہر سنیچر کو آتے تھے تحیۃ المسجد پڑھتے، یہی وجہ ہے کہ یوم السبت گویا فضیلت ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو لوگ عادۃً جمعہ میں آتے تھے اور بیماری کی وجہ سے نہیں آئے تو عیادت بھی ہو جاتی۔

1)مسجد قباء کی طرف آنا اس حدیث میں داخل نہیں کہ یہ حصر میں ہے

2)حرمت پر محمول نہیں بلکہ خلاف اولی پر محمول یا فائدہ زیادہ نہیں یا نذر پر یا کثرت ثواب نہیں۔

طلوع و غروب پر نماز کا اہتمام نہ کرو اتفاقاً ہو جائے تو ٹھیک ہے ابن عمرؓ کے نزدیک۔

بَابُ مَنْ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ(حدیث:1193)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: لا حرج فی تخصیص یومٍ بعد ثبوتہ من الشارع علیہ السلام جیسے مسجد قباء کو سنیچر جاتے تھے
- قباء کی فضیلت میں یہ بھی ہے کہ: لمسجد اُسس علی التقوی من اَول یوم: ایک روایت میں ہے کہ مسجد قباء مراد ہے۔
- مصنفؒ: تخصیص العبادۃ یحتاج اِلی النقل تو یہاں نقل موجود ہے اسی طرح عبادت کی تخصیص کرے اور اسمیں ثواب نہ سمجھے تو ٹھیک ہے جیسے ابن عمرؓ آپ ﷺ کی تابعداری کرتے تھے سراغ لگا کر۔

بَابُ إِتْيَانِ مَسْجِدِ قُبَاءٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا(ص**159**)(حدیث:1194)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مسجد قباء راکبًا میں آنا: لا یدخل فی شد الرحال لاَن شدّ الرحال ہو السفر وھذا لیس بسفر۔

بَابُ فَضْلِ مَا بَيْنَ القَبْرِ وَالمِنْبَرِ(حدیث:1195-1196)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)بیت سے مراد ما بین قبری ہے اسلئے کہ وہیں مدفون ہیں فعین المصنف البیت باَن المراد بالبیت قبر النبی ﷺ 2)ما قبل میں فضیلت مسجد نبوی اور اب فضیلۃ جزء مت اَجزاء مسجد النبی ﷺ جیسے آنکھ کو ایڑی پر فضیلت ہے۔

-ما بین بیتی و منبری: بیت تو 9 تھے لیکن وہ بیت مراد جسمیں مدفون ہیں۔

-روضۃ من ریاض الجنۃ: 1)ھذا ینقل اِلی الجنۃ

2)جنت کے باغیچے کی طرح ہے کروضۃ من ریاض الجنۃ

3)العبادۃ فیہ توصل اِلی روضۃ الجنۃ جیسے الجنۃ تحت ظلال السیوف

4)کروضۃ من ریاض الجنۃ فی السکون والطمانینۃ والسکینۃ

5)اُتی بہ من الجنۃ جیسے حجر اَسود کو جنت سے لایا گیا

6)جسنے نماز پڑھی وہاں تو سبب قوی ہے دخول جنت کے لئے۔

-ومنبری علی الحوض: 1)ومنبری ینقل اِلی حوضی

2)تصنع منبری علی الحوض

3)العبادۃ عند المنبر توصل اِلی الحوض واِلی الشرب من الحوض۔

بَابُ مَسْجِدِ بَيْتِ المَقْدِسِ(حدیث:1197)

اسکی فضیلت ذکر نہیں کیا اسلئے کہ اسکی فضیلت دونوں سے کم ہے

حدیث: کسی نے نذر مانی کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: صلھا یا صل ھھنا: یہاں پڑھ لو

- 4 باتوں نے مجھے تعجب میں ڈالا یعنی پسند آیا
- یومین کا ذکر، بعد ثلاثۃ ایام کا ذکر: تطبیق گزر چکی
- حرام: معظم ومکرم
- اگر ابواب ہے تو براعت اختتام حتی تغرب الشمس کہ تم بھی غروب ہو جاؤ گے
- دوسرے نسخے میں صرف باب ہے
- بعض لوگ کہتے کہ رحال سے براعت اختتام معلوم ہوتا ہے۔

21 – أَبْوَابُ العَمَلِ فِي الصَّلاَةِ

بَابُ اسْتِعَانَةِ اليَدِ فِي الصَّلاَةِ، إِذَا كَانَ مِنْ أَمْرِ الصَّلاَةِ(حدیث:1198)

- ماقبل میں صلوات کا ذکر: فرائض و نوافل
- اب مفسدات صلاۃ کا ذکر ہے: عمل قلیل اور عمل کثیر
- عمل کثیر مفسد صلاۃ ہے اِلا یہ کہ مصلح للصلاۃ۔
- عمل کثیر و قلیل کے مابین فرق: 1)جسکو دیکھ کر سمجھے کہ مصلی ہو تو عمل قلیل شمار ہو گا یعنی مبتلابہ کی رائے پر محمول

2)دوہاتھوں کے ساتھ ہو تو عمل کثیر ہے لیکن بعض مرتبہ ضرورتوں کی وجہ سے دونوں ہاتھوں کے استعمال کرنے سے بھی عمل کثیر شمار نہ ہو گا مثلاً شلوار گرا

3) جسمیں حرکات متوالیہ ثلاثہ ہو فی رکن واحد تو عمل کثیر ہے اسی لئے آگے صف میں جانے کے لئے تین قدم وقفہ کے ساتھ کرتے

4)مایعدّ لہ المجلس فھو کثیر

5)مبتلابہ کی رائے پر موقوف (ولیس علیہ الفتوی اسلئے کہ مبتلابہ اپنے ہر عمل کو عمل قلیل سمجھے گا)

-کسی پر ہاتھ رکھنا عمل قلیل ہے: ابن عباسؓ بہت ہوشیار تھے اسی لئے بہتر جانب کو آپ ﷺ کے لئے چھوڑ دیا لیکن چونکہ صف دائیں جانب سے شروع ہوتا ہے تو آپ ﷺ نے انکو بائیں طرف سے دائیں طرف پھیر دیا۔

عمل کثیر کے مفسد صلاۃ ہونے کے دلائل:

1)ابوموسی اشعریؓ کی روایت: انہوں نے نماز پڑھی فرأوشیئاًوضحکوا (تعجب کی بات دیکھ کر) قال من کان ضحک فلیعد صلاتہ یعنی ضحک کی وجہ سے عمل کثیر واقع ہوئی اور وہ مفسد صلاۃ ہے چنانچہ اعادہ لازم ہے۔676 – وَأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ الْفَقِيهُ، نا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الْحَافِظُ، نا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَكِيلُ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، نا هُشَيْمٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَرَأَوْا شَيْئًا فَضَحِكَ بَعْضُ مَنْ كَانَ مَعَهُ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى حَيْثُ انْصَرَفَ: " مَنْ كَانَ ضَحِكَ مِنْكُمْ فَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ ".(السنن الکبیر للبیہقی)

2)اِلا من قھقہ منکم فی صلاتہ فلیعد الوضوء والصلاۃ

3)تشمیت العاطس والی روایت

4)اِن ہذہ الصلاۃ لایصلح فیھا شیء من کلام الناس، اِنما ھوالتسبیح والتھلیل وقراءۃ القرآن

-اگر عمل کثیر کی گنجائش ہوتی تو اسکی ضرورت نہ ہوتی کہ التصفیق للنساء والتسبیح للرجال۔

-اِذاکان من أمر الصلاۃ أی لتکمیل الصلاۃ۔

-ابو اسحاق: کوئی موذی چیز کی وجہ سے ٹوپی اتارا (رواج نہیں تھا کہ بغیر ٹوپی نماز پڑھے)

-اِلا أن یحکّ یعنی فلایزال کذالک اِلا أن یحک جلداً أو یصلح ثوباً (خارش لگے یا کپڑے پھنس جاتے)

-سر کو پکڑ کر بائیں سے دائیں طرف لایا۔

بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ الكَلاَمِ فِي الصَّلاَةِ(ص160)(حدیث:1199-1200)

- مصنفؒ:مطلقاً ممنوع ہے بہ ظاہر احناف کے ساتھ؛ احناف:مطلقاً مفسد کثیر و قلیل، سھو، عمد ہو
- دؒ:جب اپنے آپکو خارج صلاۃ سمجھے تو مفسد نہیں؛ کؒ:کلام قلیل مفسد نہیں إذا کان لمصلحۃ الصلاۃ؛ فؒ:کلام الناس إذا نسی لا یفسد۔
- جہاں کلام آیا اور مفسد نہیں تو محمول قبل الحرمۃ...........
- اگر کلام ممکن ہے تو تسبیح کی ضرورت نہ تھی اور عورت کے لئے تصفیق کی ضرورت نہیں تھی
- دوسرے أئمہ:ذوالیدین کی حدیث سے استدلال کرتے جسمیں آپ ﷺ نے 4 کی جگہ 2 رکعات پڑھی تو ذوالیدین یا ذوالشمالین نے کہا: أقصرت الصلاۃ یا رسول اللہ ؟ تو آپ ﷺ نے کہا کچھ نہیں.......
- عمیر بن عمرو بن نضلۃ اور لقب خِرباق: تیز چلنے والا؛ پہلے ذوالشمالین کہتے ہونگے اور یہ زیادہ اچھا نہیں تھا تو ذوالیدین کہا
- وجہ تسمیہ: مزدوری زیادہ کرتے یا سخاوت میں مشہور تھے یا لمبے ہاتھ ہونے کی وجہ سے۔
- احناف:ذوالیدین والشمالین ایک ہی آدمی اور بدر میں شھید ہوئے چنانچہ واقعہ، بدر سے پہلے ہوا اور بعد میں کلام منع کیا گیا اور آپ ﷺ مغموم تھے اور تکیہ لگایا إلی خشبۃ معروضۃ فی مقام المنبر؛ باقی ائمہ کہتے کہ دونوں الگ کہ ذواالشمالین بدر میں شھید ہوئے اور ذوالیدین بعد میں
- یہ دونام ایک ہیں اور اسکے متعدد دلائل ہیں:

1)طبقات ابن سعد میں ہے کہ دونوں ایک ہے

2)ابو محمد الخزاعی (انکے پوتے) کہتے: کہ ذوالیدین وھو أحد من أجدادنا وھو ذوالشمالین۔

3)نسائی میں صریح دلیل ہے کہ دونوں نام ایک حدیث می آئی ہے

4) أبو ھریرۃؓ:صلی بنا رسول اللہ ﷺ فصلی بنا رکعتین تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت بعد کا واقعہ ہے اسلئے کہ وہ اسلام لائے 7ھ

جواب:اس قسم کے الفاظ صحابہؓ استعمال کرتے رہتے اور مراد صلی بإخواننا من المسلمین

ص313 اور ص449 (دلیل کے طور پر)

کؒ: دیکھو آپ ﷺ نے کلام کی ذوالیدین سے لیکن قلیل اور مصلحت صلاۃ کے لئے تھا

فؒ:وہ بھول گئے تھے کہ نماز میں تھے

دؒ:ظنّ نفسہ خارجًا اسی لئے بات ممکن تھی

رجوع من عند النجاشی 2 مرتبہ ہوئے ویدل علیہ حدیث الآتی

إن مخفف کی علامت: خبر پر لام آیا(لنتکلم)؛ قانتین بمعنے ساکتین یعنی سکوت عن الکلام

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالحَمْدِ فِي الصَّلاَةِ لِلرِّجَالِ(حدیث:1201)

- ترجمۃ الباب:لقمہ کی ضرورت ہو تو تسبیح و تحمید جائز نماز میں اور اگر کسی نے تسبیح یا تحمید نماز میں پڑھی کسی کے جواب میں نہیں تو مفسد نہیں۔

بَابُ مَنْ سَمَّى قَوْمًا، أَوْ سَلَّمَ فِي الصَّلاَةِ عَلَى غَيْرِهِ مُوَاجَهَةً، وَهُوَ لاَ يَعْلَمُ(حدیث:1202)

- غیر مواجھۃ یعنی من غیر مخاطبۃ جیسے کہتے تھے السلام علی جبریل یا السلام علیک أیھا النبی خطاب ہے لیکن مقصود مخاطب بنانا نہیں ہاں پیش ہونے کے بعد مخاطب ہو گا، یہاں خطاب حاضر فی القلب کے لئے اور کبھی اظہار نفس محبت کے لئے
- صفیہؓ کا شعر: آلا یارسول اللہ کنت رجاءنا
- 1)المسلم علیہ لا یعلم اس طرح آپ ﷺ نہیں جانتے ہمارے سلام کے بارے مگر بعد ایصال الملائکۃ
  2)المسلِم یا سلام کرنے والا لا یعلم الحُرمۃ

-اگر کوئی شخص سلام کرے سلام کی نیت سے نماز فاسد اسلئے کہ خطاب مقصود ہے

-التحیات:تروتازگی کی دعاء(اصل)تحیۃ:خوش وخرم رہنے کی دعاء

-یہاں مراد ہدیہ قولیہ: قولی تحفہ تو یہ پڑھو اور السلام علی فلان چھوڑو

بَابُ التَّصْفِيقِ لِلنِّسَاءِ(حدیث:1203-1204)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)نماز میں بات چیت بند ہے

2)کؒ کی تردید:عورتوں کے لئے تصفیق نہیں، یہ انکی عادت کا بیان اور یہ محمول ہے مذمت پر نہ کہ لقمہ پر؛جواب: دوسری جگہ امر آیا فلیُسبح الرجال تو معنی یہ ہوا فلیصفق النساء۔

بَابُ مَنْ رَجَعَ القَهْقَرَى فِي صَلاَتِهِ، أَوْ تَقَدَّمَ بِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ(حدیث:1205)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)عمل قلیل کی ایک نوع کا بیان

تقدّم بصفّ:سھل بن سعدؓ کی تین روایات:1)ابو بکرؓ نے ہاتھ اٹھائے، پھر آپ ﷺ آئے تو رجع القھقری تو عمل قلیل عادت نہ بنائے گا بلکہ بطور ضرورت ہے۔

2)آپ ﷺ نے منبر پر نماز پڑھی اور رکوع و سجدے کا وقت رجع القھقری

تبَسّم ابتداء وضحک انتھاءً؛ قھقری:استقبال قبلہ فوت نہ ہو۔

- فتنۃ:ہنسی قھقھہ یعنی فساد صلاۃ
- آپ ﷺ کے تبسم وضحک توجہ ہے کہ قریب تھا کہ مصلین ہنسنے لگے؛توجہ علی الغائب بالدعاء ہے اسلئے کہ توجہ کے لئے سامنے ہونا چاہئے۔
- احادیث میں توفی فی آخر الیوم اور سیرت کی کتابوں میں: فی وقت الضحی۔

بَابُ إِذَا دَعَتِ الأُمُّ وَلَدَهَا فِي الصَّلاَةِ(حدیث:1206)

- ترجمۃ الباب میں فعل شرط اور شرط کو رکھا اور جواب محذوف رکھا
- 1)یخرج من الصلاۃ؛ 2)ھل تجب إجابتھا؟ 3)ھل یجب أن یترک الصلاۃ

- 1)ماں کسی کو بلائے یا کوئی اور بلائے استغاثۃً مثلاً کوئی ڈوب رہا یا جل رہا یا گر رہا ہو تو اجابت لازم ماں باپ ہو تو بہ درجہ اولی (تجب الإجابۃُ ویخرج من الصلاۃ)

2)دوسری صورت بغیر استغاثہ بتلائے: پانی لاؤ یا کھانا دو تو اگر نفل ہو تو توڑ سکتے؛ فی الصلاۃ النافلۃ یخرج من الصلاۃ مندوبًا۔

اور اگر فرض ہے إذا دعت الأم....... المفروضۃ من غیر استغاثۃ فلا یخرج من الصلاۃ تو جواب محذوف ہے اسلئے کہ جواب کی کئی قسمیں ہیں

ایک روایت میں إذا دعتک أمّک فأجب وإذا دعاک أبوک فلا تجب (یہ روایت ضعیف ہے) اور اگر صحیح بھی ہو تو جواب بسبحان اللہ مراد ہو گا۔

- صومعۃ: خانقاہ اصل خان گاہ یعنی شریف لوگ کی جگہ جیسے بندر گاہ یعنی دروازہ بند سامان کی وجہ سے
- الأدب المفرد میں لکھا امام بخاریؒ نے کہ قال فی القلب
- اللّٰھم أمی داعیا وصلاتی باقیا فماذا أفعل
- اللّٰھم أمی سائلا وصلاتی شاغلا فماذا أفعل
- اللّٰھم أمی تسرع وصلاتی تمنع فماذا أفعل
- مومیۃ: المرأۃ الزانیۃ (ج): میاسیس
- اگر اشکال کرے کہ صرف ایک عورت نے پھر دعوی کیا تھا؟

جواب: 1)ایک نے دعوی کیا اور دوسری بھی ساتھ آئیں تھیں

2)جمع پر "ال" کے دخول کی وجہ سے جمعیت ختم (المیاسیس)

-بابوس: 1)صغیر؛ 2)دودھ پیتا بچہ؛ 3)اسکا نام؛ ایک دن کا بچہ نے بات کی (ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجًا ویرزقہ من حیث لا یحتسب)

– ونظم جملة من تكلم السيوطي، فقال:

تكلم في المهد النبي محمد ... ويحيى وعيسى والخليل ومريم

ومبري جريج ثم شاهد يوسف ... وطفل لدى الأخدود يرويه مسلم

وطفل عليه مر بالأمة التي ... يقال لها تزني ولا تتكلم

وماشطة في عهد فرعون طفلها ... وفي زمن الهادي المبارك يختم

الكتاب: شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

تو اس حدیث سے پتہ چلا کہ ماں کو جواب دینا چاہئے تھا تاکہ اس مصیبت میں نہ پڑے اور آپ کہتے کہ لا یجیب اسلئے کہ نورمال حالت تھی

جواب: 1)لعلہ کان فی شریعتہ ھکذا کہ اگرچہ Emergency case نہ ہو تب بھی جواب دینا چاہئے۔

2)خذ الغایات واترک المبادی: اگرچہ ابتداء میں تکلیف اٹھائی تھوڑی سی لیکن آخر میں کراہت ظاہر ہوئی۔ اور اسی لئے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔

3)ھذا حکم تکیونی یعنی حکم شرعی نہیں بلکہ ایک چیز پر دوسری چیز مرتب ہونے کی بات ہے کہ والدین کی بات نہ ماننے میں مصیبت آئی اور حکم تشریعی کا تقاضا یہ ہوا کہ نجات ملی۔

مثال: کوئی ماں باپ کی تیمارداری کر رہا ہے تو وہ استاد کو ملنے نہیں گیا تو استاد نے کہا علم نہیں آئے گا

- من أبوک؟: استدلال کرتے احناف کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہے جو امام فؒ سے لگ ہے
- طاؤس سے یہ مروی، سعید بن مسیب، أبو سلمۃ بن عبد الرحمن اور سالم بن عمر سب کہتے۔
- طاؤس سے سوال کیا گیا: الرجل إذا زنا بامرأۃ؟ جواب دیا لاینکح أمھا ولا بنتھا
- مجاہد: إذا نظر إلی فرجھا الداخل فلایحلُّ لہ أمھا ولا بنتھا
- عمران بن حصین: اگر ماں کے ساتھ زنا کیا تو بیٹی حرام ہے۔
- حرمت مصاہرت اصول و فروع میں جاری ہے، ہاں زانیہ کی بہن سے نکاح ممکن ہے۔

بَابُ مَسْحِ الحَصَا فِي الصَّلاَةِ(ص161)(حدیث:1207)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) بیان نوع من العمل القلیل۔
- یہی حکم کٹی ہوئی گھاس پر جب آدمی پڑھتا ہو تو سوئی کی طرح ہے
- ترجمۃ الباب میں حصی اور یہاں تراب کا ذکر ہے؟!

جواب: 1) مسلم کی روایت میں حصی ہے۔
2) عام طور پر تراب میں کنکریاں ہوتی ہیں
3) حصی کو قیاس کیا تراب پر

بَابُ بَسْطِ الثَّوْبِ فِي الصَّلاَةِ لِلسُّجُودِ(حدیث:1208)

- یہ بھی عمل قلیل ہے اور مشابہ ہے مسح الحصی کے ساتھ۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ العَمَلِ فِي الصَّلاَةِ(حدیث:1209-1210)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) عمل قلیل کا بیان جو ما قبل کے علاوہ
2) مایجوز من العمل فی الصلاۃ: المس فی الصلاۃ إلی المرأۃ
3) قاعدۃ کلیۃ کا بیان: کونسا عمل نماز میں جائز اور کونسا ناجائز

- رجلی: یعنی جنسُ رجل مراد
- شیطان: 2 قول: 1) شیطان اکبر تھا: ابلیس؛ 2) شیطان اصغر
- یہاں سلیمان آیا اور دوسری روایت میں أخی سلیمان آیا
- سلیمانؑ کے ساتھ مشابہت ہوتی تھی، اگرچہ مکمل مشابہت نہ ہوتی لیکن یہ انکی خصوصیت ہے کہ وہ تمام شیاطین کو باندھتے تھے فی کل وقت تو اگر باندھ لیتے تو منافی نہ تھا لیکن پھر بھی ظاہری خصوصیت کی مشابہت پسند نہیں فرمایا گویا یہ فضیلت جزئی ہے نہ کہ کلی جیسے لکڑی بجلی کو روکتی ہے اور لوہا جو زیادہ قیمتی ہے، نہیں روکتا بجلی کو۔

بَابُ إِذَا انْفَلَتَتْ الدَّابَّةُ فِي الصَّلَاةِ(حدیث:1211-1212)

- جزاء: فھل یترک الصلاۃ أم لا؟ جواب:1) عمل کثیر کی ضرورت تو چھوڑ دے اور عمل قلیل ہو تو ٹھیک؛ عمل قلیل کی مثال جیسے آپ ﷺ کسوف میں کبھی آگے، کبھی پیچھے
- ابوبرزۃ اسلمی کی سواری بھاگ رہا تھا: تو 2روایت: 1) نماز چھوڑ دی؛ 2) نماز نہیں چھوڑی
- فرجع القھقری اور دابۃ جانب قبلہ میں جا رہا تھا اور چلنا موضع سجود سے آگے نہ تھا یا آگے تھا لیکن متوالی نہیں تھا، جب کنٹرول کیا تو موضع سجود آگے نہیں تھا یا آگے تھا لیکن توقف کے ساتھ آگے بڑھے۔
- مشی مستقبل القبلة هل تفسد إن قدر صف ثم وقف قدر ركن ثم مشى ووقف كذلك وهكذا لا تفسد(در مختار)
- نماز چھوڑ دی جب دابۃ جانب قبلہ سے ہٹ گیا یا ایک ایک صف کی تدبیر کافی نہیں تھی
- ایک روایت: ترک الصلاۃ فتبعھا حتی أدر کھا ثم جاء فقضی صلاتہ یا 2واقعہ ہیں ایک ترک اور ایک لم یترک یا ایک واقعہ ابتداء لم یترک وبعد ترک
- اھواز: دیہات کا مجموعہ (خوزستان)
- حرفٌ: ناحیۃ، کنارہ؛ بوڑھا آدمی تو کیسے واپس جاؤں......
- ترجمۃ الباب کو مبہم چھوڑ دیا مصنفؒ نے: جب دابۃ کے پیچھے چلنا جائز ہے نماز میں تو نماز چھوڑ کر پیچھے چلنا بہ درجہ اولی جائز ہے۔
- سائبۃ: مثلاً إن شفا اللہ مرضی فناقتی سائبۃ (آزاد) اسپر سواری بوجھ نہیں ڈالتے
- بحیرۃ: ناقۃ کے 10 بچے پیدا ہو جائے تو کان پھاڑتے تھے وترعی حیث شاءت
- وسیلۃ: ناقۃ کے 10 بچیاں پیدا ہو جائے پھر مذکر پیدا ہو جائے تو اصنام کے لئے آزاد کرتے (اور اصنام کے خدام فائدہ اٹھاتے تھے)
- حام: اس جمل کو کہتے جو 10 اونٹیاں کو حاملہ کردے تو وہ معزز بن جاتا تھا تو بعد میں اس سے کام نہیں لیا جاتا تھا۔
- اھل فترت کے لوگ کی تین قسمیں: 1) ناجی: اھل توحید: توحید کا عقیدہ رکھا اور لوگوں میں پھیلا یا جیسے قس بن ساعدہ، زید بن عمرو بن نفیل (سعیدؓ کے والد) أربًّا واحداً أم ألف ربٍّ ترکت اللات والعزی جمیعًا کذلک یفعل الرجل البصیر

 2) معذب: الذین حرفوا وبدلوا جیسے عمرو بن لحی یا صاحب المعجن، لاٹھی ٹیڑھی ہوتی تھی اسلئے کہ نیت خراب

 3) نہ موحدین میں شمار نہ محرفین میں: 1) اصول کی کتابوں میں: اگر اللہ تعالی کے وجود و توحید نہ رکھا تو معذب اسلئے کہ اللہ کی توحید 1) عقلاً بھی ثابت اور 2) دلیل نفسی سے بھی ثابت: وفی أنفسکم أفلا تبصرون؛ 3) دلیل کائنات: البعرۃ تدل علی البعیر والأقدام علی المسیر...............4) دلیل تقدیر: مکمل اسباب ایک کام کے لئے سوچتا ہے اور ایک دم سے سب فیل ہو جاتا (أینما تکونوا یدرکم الموت کے تحت لڑکی کا واقعہ مذکور ہے معارف القرآن میں)۔

 4) شافعیہ اور ابوالیسر کے رہنے والے (ازبیکستان): 1) وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً عام ہے

 2) ذلک أن لم یکن ربک مھلک القری بظلم وأھلھا غافلون

 3) أہل فترت جنہوں نے تحریف وغیرہ نہیں کیا تو انکا امتحان لیا جائے گا

- حدیث: أربع یحتجون یوم القیامۃ: 1) رجل أصمّ؛ 2) ھرم: بوڑھا؛ 3) بے وقوف؛ 4) أصحاب الفترۃ سامنے آگ جلائی جائے گی اور کہا جائے گا اسکی طرف چلو تو اگر مانے گا تو جنت میں جائے گا۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْبُصَاقِ وَالنَّفْخِ فِي الصَّلاَةِ(حدیث:1213-1214)

- ابواب المساجد کی حدیثیں ہیں
- "ما" استفہامیہ یا مصدریہ
- کھانسی اور نفخ اگر حروف تہجی کی طرح ہو تو مفسد صلاۃ مثلاً اُفْ تو کلام نہیں تو نماز فاسد نہیں ہو گی اور اُفٍّ کلام ہے اور اظہار افسوس کے لئے ہے۔
- سند میں عطاء بن سائب جو مختلف فیہ ہے
- بعض کہتے کہ یہ منسوخ ہے اور بعض کہتے کہ نار کے ذکر کی وجہ سے پھونکا ہے
- خلاصہ: المخفف لیس بکلام والمشدد لیس بمنقول
- بزاق سے حروف پیدا نہیں ہو گا
- ابن ھمام: اگر حروف پیدا ہو جائے اور ضرورت کی وجہ سے ہو تو بھی نماز فاسد نہیں۔

بَابُ مَنْ صَفَّقَ جَاهِلًا مِنَ الرِّجَالِ فِي صَلاَتِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلاَتُهُ(حدیث:.....)

- سہواً یا عمداً تو مفسد نہیں، عمل قلیل ہے
- جاھلاً کا مطلب نہیں جانتا کہ لقمہ کیسے دے۔

بَابُ إِذَا قِيلَ لِلْمُصَلِّي تَقَدَّمْ، أَوِ انْتَظِرْ، فَانْتَظَرَ، فَلاَ بَأْسَ(حدیث:1215)

- مصلی نے غیر مصلی کی بات مانی اور وہ بات نماز کی اصلاح کے لئے تو مفسد صلاۃ نہیں جبکہ قائل خارج صلاۃ ہے
- اس مسئلہ کی اہمیت اس وقت پیدا ہوئی جب لاؤڈ اسپیکر ایجاد ہوا یعنی آیا کہ مکبر الصوت کی آواز عکس ہے یا امام کی آواز؟
- 1) تو اس زمانے کے بعض علماء نے کہا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز ہے اور یہ خارج الصلاۃ کی آواز کی طرح اور اگر خارج صلاۃ لقمہ دے تو نماز فاسد اسی لئے بنگلا دیش اور رائے ون اور نظام الدین میں بغیر لاؤڈ اسپیکر کے نماز ہوتی۔

2) محققین کا قول: مکبر الصوت کی آواز نہیں ہے چونکہ وہ موجد الصوت نہیں

جب رکوع وسجدہ کرے گا تو امام کی آواز کا اتباع کرے گا

اگر لاؤڈ اسپیکر کی آواز فرض کرے تو خارج صلاۃ کا لقمہ عاقل ہو تو نماز فاسد لیکن لاؤڈ اسپیکر غیر عاقل ہے۔

اصل قول 3) جو غیر مصلی کی بات کو مصلی کی بات کو تسلیم کرے تو یہ مفسد صلاۃ ہے اسلئے کہ ضرورت نہیں۔

رکوع کرے یا ینتقل الی آیۃ اُخری اور یہ قراءت کے بارے ہے اور جو قراءت کے علاوہ ہو اگر غیر مصلی کی بات مانا جائے تو کوئی حرج نہیں اور بہت سی مثال ہیں (اور اصلاح صلاۃ کے لئے ہو)

تحویل قبلہ میں آدمی آیا اور مسجد قبلتین میں اَصحاب فوراً گھوم گئے اور مسجد قباء میں بھی

- اگر کوئی شخص نماز پڑھتا اور 3 رکعات پر بیٹھ گیا اور ساتھی نے بتایا کہ بھئ صرف 3 رکعات ہوئی تو وہ اٹھ کر چھوٹی رکعات ملا دے

- اگر آدمی کھڑا ہے اور آگے جگہ ہے تو مصلی سے کہا کہ آگے ہو جاؤ
- اَبو ھریرۃؓ کی روایت: لا تفتنی بآمین
- مسافر امام کہتا ہے اَنا قوم سفرٌ
- کوئی سوال کرے کہ یہ درہم کھڑا ہے یا کھوٹا تو اشارۃ الر اَس سے جواب دیا تو نماز فاسد نہیں۔
- اَعمی کو کہا کہ تم تیڑھے ہو، ذرا گھو مو دائیں طرف تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔
- سلام کا جواب اشارۃ سے دیا تو نماز فاسد نہیں
- ان تمام جزئیات سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مصلی کی بات ماننے سے نماز فاسد نہیں ہوتی لازمی طور پر
- حدیث: ہم آپ ﷺ کی نماز کا اختتام لوگوں کے اللہ اکبر لا اِلہ اِلا اللہ واللہ اَکبر کہنے اور سننے سے پتہ چلتا ہے تو سلام پھیر تے تھے

1) مکبر الصوت کی آواز نہیں ہے

2) غیر عاقل کی بات ماننے میں کوئی حرج نہیں۔

3)................

-فقیل للنساء: احتمال ہے کہ عورتوں سے کہا گیا جبکہ عورتیں نماز میں ہو اور کہنے والا غیر مصلی ہے تب مصنفؒ کا مقصد پورا ہو تا ہے اور ممکن ہے کہ قبل الصلاۃ بتایا گیا تو عورتوں نے انتظار کیا تو پھر مصنفؒ کا مقصد پورا نہیں ہو تا

لیکن مصنفؒ کی عادت ہے کہ یستدل بکل المحتملات۔

بَابُ لاَ يَرُدُّ السَّلاَمَ فِي الصَّلاَةِ(ص162)(حدیث:1216-1217)

- اشارۃً: فؒ: مستحب؛ دؒ: نفل میں مستحب، فرض میں نہیں؛ حؒ: نہ نفل میں نہ فرض میں
- فلم یردّ علی: عموم تحت النفی
- جن روایتوں سے شافعیہ استدلال کرتے تو احناف جواب دیتے کہ یہ عادت نہیں تھی بلکہ یہاں جواز کے لئے یا منع کرنے کے لئے تھا
- صھیبؓ: مررت بر سول اللہ ﷺ وھو یصلی فسلمت علیہ تو حضور ﷺ نے سلام کیا اشاۃ سے (فردّ بالید)
- بلالؓ: کان النبی ﷺ یردُّ علیہ السلام
- احناف کے 3 جوابات: 1) منسوخ ہے۔ 2) الِاشارۃ کانت للمنع۔ 3) اَشار لکونہ جائزًا مع الکراھۃ علیہ

بَابُ رَفْعِ الأَيْدِي فِي الصَّلاَةِ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ(حدیث:1218)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اشارۃ غیر مفسد ہے

2) اشارۃ مکروہ بھی نہیں ضرورت کی بناء پر یا مصلحت کی بناء پر اور یہاں رفع الاَیدی للضرورۃ ہے۔

متعین امام نہ ہو اور کسی کو نائب نہیں بنایا ہو تو کسی کو مقرر کر سکتے

ایک ہاتھ کو پیٹنا صفحہ پر: انذار کے لئے؛ صفحۃ الید علی الاَخری لھو ولعب کے لئے

انگی علی صفحۃ کف الیسری: تصفیح

- ابو قحافہ کا نام: عثمان بن عامر اور ابو بکر صدیقؓ کا نام: عبد الکعبۃ تھا (قدیم نام) اور بعد میں نام عبد اللہ رکھا۔

بَابُ الخَصْرِ فِي الصَّلاَةِ (حدیث:1219-1220)

- الحضر: 1) ہاتھ کو کوکھ پر رکھنا (مکروہ)؛ 2) اختصار فی الصلاۃ أو القراءۃ اور اگر مِخصَرَۃٌ: تو لاٹھی پر ٹیک لگانا (مکروہ)
- مکروہ ہونے کی وجوہات: 1) ہیئت صلاۃ نہیں؛ 2) فعل الیہود؛ 3) متکبرین کی ہیئت ہے۔ 4) اھل جہنم کی ہیئت 5) فعل الشیطان حین نزل من السماء۔

بَابُ يُفْكِرُ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الصَّلاَةِ (حدیث:1221-1222-1223)

- تفکر فی الصلاۃ غیر اختیاری تو معاف ہے اور اگر امر دینی غیر متعلق بالصلاۃ تو خلاف أولی ہے اور تفکر أمر دینی یتعلق بالصلاۃ جائز
- نماز میں دنیاوی تفکرات: 1) مایتعلق بالدنیا؛ 2) مایتعلق بالصلاۃ؛ 3) مایتعلق بأمر دینی غیر متعلق بالصلاۃ؛ 4) التفکر غیر اختیاری
- عمرؓ: إنی أتجھز جیشی وأنا فی الصلاۃ: 1) وأنا فی فکر الصلاۃ (لا یصح) شان ورود میں مغرب کی نماز پڑھائی بغیر قراءت کی تو یہ فرمایا اور نماز کو دہرایا؛ 2) غلبہ حال کی وجہ سے یا جب شدید..............
- امام المجاھدین تھے تو لشکر تیار کرنا بے اختیاری تھا
- شعر: آیا تیرا خیال........................مٹاتا چلا گیا ہر نقشے ماسوا کو
- لا أدری: لاشتغالہ وتفکرہ فی أمور أخری
- جعفر: نہر، ندی۔

22 – أبواب ما جاء في السهو

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ إِذَا قَامَ مِنْ رَكْعَتَيِ الفَرِيضَةِ (ص163) (حدیث:1224-1225)

- 1) ما قبل میں تفکر کا ذکر ہے اور اب سھو کا ذکر جو نتیجہ ہے تفکر کا۔

2) ما قبل میں الخطأ الذی یتعلق بالجوارح (سلام کا جواب، تصفیق، تنحنح وغیرہ) اور اب الخطأ الذی یتعلق بالفھم

- اگر ابواب السھو ہے تو براعت اختتام عتمۃ ہوگا: إشارۃ إلی ظلمۃ القبر

- سجدہ سہو: فؒ: مسنون کلہ؛ احناف: واجب کلہ؛ مالکیہ: نقصان واجب ہے، زیادتی واجب نہیں؛ حنابلہ: یجب لترک الواجبات اور سنن قولیہ کو چھوڑے تو کچھ نہیں۔

- فؒ: قبل السلام؛ کؒ: نقصان ہو تو قبل السلام؛ دؒ: جہاں قبل یا بعد السلام وارد اور اگر وارد نہیں تو قبل السلام؛ احناف: کلہ بعد السلام و قبل السلام (یعنی سلام اختتام)۔

- ثوبان، ابن مسعودؓ، عبد اللہ بن جعفرؓ، ذوالیدین، عمران بن حصینؓ اور أبو ھریرۃؓ سے بعد السلام وارد

- ابن عمرؓ اور أبو ھریرۃؓ وغیرہ سے قبل السلام وارد۔

-احناف کی تطبیق کی دلیل ص 57۔
-جب فعل میں تعارض تو حدیث قولی: لکل سھوٍ سجد تان بعد السلام (وفی إسنادہ کلام)
قبل السلام وبعد السلام کا اختلاف افضلیت میں ہے تو کسی حنفی نے شوافع کے طریقہ سے کیا قبل السلام تو کوئی حرج نہیں۔

بَابُ إِذَا صَلَّى خَمْسًا (حدیث:1226)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: احناف کی تردید: احناف کہتے کہ پانچویں رکعات کے لئے اٹھا تو واپس بیٹھے اور اگر چوتھی رکعات پر نہیں بیٹھا اور پانچویں رکعات پڑھی تو نماز نہیں ہوئی۔
- اس حدیث میں مذکور نہیں ہے کہ بیٹھے تھے یا نہیں تو محمول کرتے کہ چوتھے میں بیٹھے تھے پھر اٹھے چونکہ ایک روایت میں آیا:
1) نقص فی الرابعۃ اور 2) اگر نہ بیٹھے تو صحابہؓ کہتے کہ کیا قعدہ منسوخ ہوا لیکن یہ نہیں پوچھا: اَنُسِخَتِ القعدۃُ
دلیل کہ قعدہ اَخیرہ فرض، چوتھی رکعات پر۔ دوسرے ائمہ: پانچویں رکعات میں قعدہ اَخیرہ منتقل ہو سکتا ہے / احناف کے برعکس جو کہتے کہ نفلیت ہو گی اگر منتقل ہو گیا۔
- ابن مسعودؓ: علمہ رسول اللہ ﷺ التشھد فقال: قل التحیات للہ ... فإن قضیتَ ذلک فقد قضیت ماعلیک ، فإن شئتَ اَن تقوم فقُم، تو معلوم ہوا کہ اگر بیٹھا چوتھی رکعات پر۔
- اگر کہے کہ یہ خبر واحد ہے: تو جواب یہ ہے کہ یہ متلقّی بالقبول (جیسے الحجّ عرفۃٌ) چنانچہ فرضیت ثابت ہو گی۔
- فرض عملی ثابت ہو سکتا ہے ظنی الثبوت و قطعی الدلالۃ سے۔
- اشکال: پانچویں میں سھوًا و خطاً کیوں منتقل نہیں ہو سکتا ہے؟ مثلاً پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور یاد آیا آخر الصلاۃ پر تو سجدہ کیا اور سجدہ سھو کیا تو نماز مکمل ہو گی تو پھر قعدہ اَخیرہ کیوں منتقل نہیں ہو سکتا؟
- اسی طرح روایت میں: إذا قلت ھذا اَو فعلت ھذا فقد تم ماعلیک
- جواب: فرض نماز کی 3 کیفیات وارد ہیں: ثنائیۃ (فجر)، رباعیۃ (جیسے ظہر) ثلاثیۃ (مغرب) اور خماسیۃ نہیں تو یہ فرض کی ہیئت کے خلاف اسی لئے اعادہ ضروری ہے تاکہ فرض ٹھیک ہو جائے۔

بَابُ إِذَا سَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ، أَوْ فِي ثَلاَثٍ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، مِثْلَ سُجُودِ الصَّلاَةِ أَوْ أَطْوَلَ (حدیث:1227)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: رباعی نماز میں اگر سلام پھیر دے رکعتین کے بعد یا تیسری رکعات پر رباعی نماز میں، پھر نماز پورا کیا تو سجدہ سے پورا ہو گا، ہاں ذوالیدین کے واقعہ سے انحراف من القبلۃ اور آنا جانا یعنی حرکت ثابت ہے لیکن یہ قبل الحرمۃ ہے۔
- احناف: اگر کلام کیا سلام کے بعد تو سجدہ سھو ممکن نہ ہو گا تدارک کرنا لیکن یہاں محمول ہے قبل الحرمۃ پر۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ (حدیث:1228)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کسی نے بعد السلام سجدہ کیا تو تشہد ہے یا نہیں؟ تو اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔

- کؒ فؒ: بعد السلام سجدہ ہو تو تشہد کا اعادہ ہے اور قبل السلام ہو تو نہیں وبہ قال أحمدؒ
- احناف: مطلقاً تشہد ہے، چاہے قبل السلام یا بعد السلام سجدہ سھو کیا ہو۔
- مصنفؒ نے ابن سیرین، ابن أبي لیلی کے مسلک کی طرح اختیار کیا کہ مطلقاً اعادہ نہیں تشہد کا۔
- عمران بن حصینؓ سے مروی ہے باسناد حسن: سجد سجدتین ثم تشھد
- طحاوی: ثم یسلم ثم یسجد سجدتی السھو ثم یتشھد۔
- مستدرک حاکم: 1208 - أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، ثنا أَشْعَثُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَسَهَا فِي صَلَاتِهِ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ»(اسکے مقابلے میں موقوف احادیث ضعیف ہیں)
- فقام عن الاستناد ہے یا کنایۃ لدخول الصلاۃ
- اشعث کی روایت میں تشہد کی زیادتی ہے وھو ثقۃ وزیادۃ الثقۃ مقبولۃ

بَابُ مَنْ يُكَبِّرُ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ(ص164)(حدیث:1229-1230)

- کؒ کی تردید: تکبیر تحریمہ الگ اور تکبیر سجدہ الگ
- کبر ثم کبر کی جو روایت ہے وہ مبالغہ پر محمول ہے اسلئے کہ تکرار مبالغہ پر دال ہے مثال: ضربتہ ثم ضربتہ أی ضربتہ ضرباً شدیداً
- اسمیں اضطراب ہے: صلاۃ الظھر یا صلاۃ العصر ہے؟ احدی صلاتی العشی
- دوسری یا تیسری رکعات پر سلام پھیرا اور یہ بھی کہ سجدہ سھو یہاں مذکور ہے اور نسائی میں اسکی نفی ہے۔
- اضطراب کو برداشت کیا اسلئے کہ نفس واقعہ میں یہ مضر نہیں تو عصر اور رکعتین کو اختیار کیا۔
- نبی معصوم ہے نسیان سے؟! جواب: نسیان سے معصوم فی تبلیغ الوحی لا فی أفعالہ الذاتیۃ اور اللہ کی صفات میں تفکر کی وجہ سے نسیان واقع ہوتا ہے۔
- 3 اضطراب میں اختیارات چلایا
- عبد اللہ بن بحینۃ: بحینۃ ماں یا نانا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قعدہ اولی فرض نہیں
- حاشیہ 10 میں ثوبان کی روایت مذکور ہے۔
- عبد اللہ بن عبید شامی ہے اسی لئے اسماعیل بن عیاش پر طعن نہیں ہے سند میں۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلاَثًا أَوْ أَرْبَعًا، سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ(حدیث:1231)

- حسن بصریؒ کا قول لیا ہے؛ بناء علی الأقل اور غلبہ ظن کو نظر انداز کرتے ہوئے فلیسجد سجدتین وھو جالسٌ۔
- احناف کا مسلک: ظن غالب ہو تو اسے لینا چاہئے، حدیث میں: إذا شکّ أحدکم............ فلیتحری الصواب
- اگر پہلی مرتبہ ہے تو اعادہ کرے (طاؤس سے مروی)..........فأعِدْ

- بار بار شک ہو تو بناء علی الاَ قل کرے: إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا، فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى مَا اسْتَيْقَنَ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ(مسلم)
- 1)تحری؛ 2)اعادہ؛ 3)بناء علی الاَ قل۔
- دوسرے ائمہ: بناء علی الاَ قل کے قائل ہیں۔

بَابُ السَّهْوِ فِي الفَرْضِ وَالتَّطَوُّعِ(ص164)(حدیث:1232)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ان لوگوں کی تردید جو کہتے کہ نفل میں سجدہ سھو نہیں جیسے حسن بصریؒ اور ابن سیرینؒ۔

بَاب إذا كلم و هو يصلي فأشار بيده واستمع (حدیث:1233)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کسی کے ساتھ کوئی کلام کرنا ہو نماز میں اور اشارۃ کیا کہ پیچھے ہو جاؤ اور غور سے سنا اور پیچھے ہٹے تو سجدہ سھو نہیں ہے۔ ابن حجرؒ: الاستماع لا یفسد ولا یوجب السھوَ۔

بَابُ الإِشَارَةِ فِي الصَّلاَةِ(حدیث:1234-1235-1236)

- اشکال: اشارۃ ما قبل باب میں بھی مذکور ہو گیا ہے؟!
جواب: ابن حجرؒ: ما قبل میں اشارۃ استماع مقصود تھا اور یہاں........
مفتی صاحب کا خیال: یہاں اشارۃ ہے اِلی غیر التاخیر اور وہاں اشارۃ اِلی التاخیر ہے۔
- براعت اختتام: 1)صلی فی بیتہ و2)ھو شاک (بیماری موت کا مقدمہ ہے)
- اور بیت قبر کے معنے میں آتا ہے (کتاب الفتن: کیف بکم اِذا کان)؛ 3)وقبرہ فی بیتہ تو قبر کا تصور آتا ہے۔

23 - كِتَابُ الجَنَائِزِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي الجَنَائِزِ، وَمَنْ كَانَ آخِرُ كَلاَمِهِ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ(ص165) (حدیث:1237-1238)

- مصنفؒ نے صلاۃ المسافر کا ذکر کیا پھر صلاۃ المریض اور سہو مرض کا نتیجہ ہے اور دوسرا نتیجہ موت ہے۔
- جنازہ 1ھ مدینہ منورہ میں مشروع ہوا
- سب سے پہلا جنازہ آدمؑ کا فرشتوں نے جنازہ پڑھایا
- جَنازۃ: لاش اور جِنازۃ: سریر / تخت (الاَعلی للاَعلی والاَسفل للاَسفل یا الفوق للفوق والتحت للتحت) جیسے لا تفتح الخِزانۃ، لا تفتح الجِراب، لا تکسر القصعۃ، لا تمدُّ القفا، المَلک والمِلک، طُوی (جگہ مکہ میں) اور طَوی سامان کے معنے میں ہے: إذا دخلتَ مکۃ فافتح طَوی وإذا خرجت فضُمّہ
- جَنْزٌ کا معنی سَتْرٌ اسلئے کہ جنازہ کو چھپایا جاتا ہے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: تلقین من قرب الموت
- من کان آخر کلامہ لآ إلہ إلا اللہ دخل الجنۃ
- علامت ہے دخول جنت کا 2 وجہ سے: 1) کنایۃ عن التوبۃ؛ 2) دلیل رُسوخ الإیمان واستحکامہ
- وھب بن منبہ سے کہا گیا: اسنان: اعمال ہیں وإلا لم یُفتح لک فی 1) أول الأمر

2) إلا یہ کہ اللہ کا فضل ہو

3) بطور وعید فرمایا تا کہ اکتفا صرف کلمہ کہنے پر نہ ہو

4) وھب کو حدیث نہیں پہنچی کہ موحّد جنتی ہے۔

- تلقین: القاء الکلام لیحفظ ویقرأ اور املاء: القاء الکلام لیکتب

- رشحاً ونفس الکافر تخرج شدقاً کما تخرج نفس الحمار۔

- تلقین کے دلائل: 1) لقنوا موتاکم (مراد قریب الموت)

2) ابن حبان: لقنوا موتاکم فإن من کان آخر کلامہ لآ إلہ إلا اللہ دخل الجنۃ تو تلقین قبل الموت ثابت ہے

اور بعد الدفن؟ احناف کے کتب ظاہر یہ میں ثابت نہیں؛ فتؒ: ہے۔

اذکُر ماخرجتَ علیہ من الدنیا، إنک رضیت باللہ ربّاً و بمحمد نبیّاً وبالقرآن إماماً وإن منکرًو نکیرًا یأخذا..................(وفی إسنادہ مجاھیل)

- جب شرک سبب دخول نار تو توحید سبب دخول جنت ہے
- قلتُ: أنا علی سبیل المقایَسۃ یا دوسری روایت سے معلوم ہوا: من مات لا یشرک باللہ کا حصہ موقوف ہے ابن مسعودؓ پر اور مسلم میں اسکا برعکس ہے، تو وعَدَ مرفوع ہے اور وعید موقوف ہے۔
- 1) بخاری کی روایت کو ترجیح دیں گے

2) ابن مسعودؓ کو شک ہوا کہ کونسا موقوف اور کونسا مرفوع ہے۔

3) راوی کی نسیان پر مبنی ہے

بہر حال یہ کوئی حرج نہیں اسلئے کہ دوسری روایت میں دونوں مرفوع ہیں۔

بَابُ الأَمْرِ بِاتِّبَاعِ الجَنَائِزِ(حدیث:1239-1240)

- اشکال:مصنفؒ اتباع الجنائز تک کیسے آ گئے؟

حضرت شیخؒ:یہاں مقصود تعجیل ہے کہ مقدمات سے جلدی فارغ ہو جاؤ۔

مفتی صاحب کا خیال:الأمر للاستعداد بالجنائز یعنی جنازے کے پیچھے لگو اور جلدی غسل وغیرہ کرو جیسے ابوداؤد میں: 3159 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُطَرِّفٍ الرُّؤَاسِيُّ أَبُو سُفْيَانَ، وَأَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عِيسَى - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هُوَ ابْنُ يُونُسَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُثْمَانَ الْبَلَوِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْحُصَيْنِ بْنِ وَحْوَحٍ، أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ، مَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَالَ: «إِنِّي لَا أَرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَآذِنُونِي بِهِ وَعَجِّلُوا فَإِنَّهُ، لَا يَنْبَغِي لِجِيفَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِهِ».

- اتباع الجنائز:معلوم ہوا کہ پیچھے جانا بہتر ہے اسلئے کہ امر بالاتباع ہے بہ خلاف فؒ اور ذؒ: آگے جانا بہتر
- عیادۃ المریض:مسلمان ہو تو 2 حق یا غیر مسلم تو ایک حق اور اگر پڑوسی بھی ہو تو تین حق ہیں
- اجابۃ الداعی:دعوت ولیمہ سب سے مضبوط ہے: أنعموا مخَّا میں تمام قسموں کو جمع کیا(کتاب النکاح کے حاشیہ 5 میں 2/776)
- أ:إعذار:ختنہ؛ ن:نقیعہ:سفر سے واپسی؛ ع:عقیقہ کی دعوت؛ عتیرۃ(رجب)؛ م:مأدبۃ یا مائدۃ:دوستوں کی دعوت

و:وضیمۃ:مصیبت کے وقت؛ وکیرۃ:مکان بنایا؛ ولیمہ

م:ملاک کی دعوت یعنی نکاح کی دعوت؛ خ:خُرسٌ:بچہ پیدا ہو جائے؛ حذاق:ختم قرآن کی دعوت۔

- نصر المظلوم قولًا أو فعلًا
- إبرار المُقسِم:قسم کھانے والے کی قسم کو پورا کرنا:إن لم تأتنی الیوم فعبدی حرٌّ تو آپکو جانا چاہئے اسکے پاس۔
- واللہ تم کھانا کھاؤ گے اور مقصود یہ ہے کہ تم قسم کھاؤ لیکن قسم نہیں کھائی تو حانث نہیں ہو گا،اگر کھانا نہیں کھایا۔
- تشمیت:خوش کرنا؛لغۃ:إزالۃ شماتۃ الأعداء یعنی جب وہ الحمد للہ کہے جبکہ اللہ نے اسکا بوجھ اتارا
- شعر:کل المصائب قد تمرُّ علی الوری......................
- ایک روایت میں تشمیت:الدعاء لہ بالسّمت والھدایۃ(سیدھے راستے جنت تک اور ہدایت کی دعاء)
- قسیّ:ثیابٌ مخلوط بالحریر،وقیل حریر خالص اور قس منسوب إلی مکان فی مصر یا قزّ سے ہے۔
- ردّ السلام:جواب فرض ہے۔
- إجابۃ الدعوۃ:جبکہ کوئی مانع نہ ہو۔
- بعض روایت میں إذا استنصحک فانصحوا یعنی اگر نصیحت مانگے تو نصیحت کرو،کم سے کم میرے لئے دعاء کرو۔

بَابُ الدُّخُولِ عَلَى المَيِّتِ بَعْدَ المَوْتِ إِذَا أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ(ص166)(حدیث:1241-1242-1243-1244)

- ابراھیم نخعیؒ کی تردید:لا یطّلع علیہ إلا الغاسلُ
- انکا مطلب یہ ہے کہ انکے عیوب پر جو بدن میں ہو کوئی اور واقف نہ ہو۔ ورنہ دیکھنے کی اجازت ہے۔
- اشکال:یہاں تو بُرْدٍ حِبَرَۃٍ کا ذکر اور ترجمۃ الباب میں.....

جواب:1)هذا کالتکفین

2)ترجمۃ الباب میں کفن عام ہے: إذا أدرج في الکفن أو في مثل الکفن

3)الکشف عن البرد کالکشف عن الکفن۔

بہتر جواب4)جو آپ ﷺ کے کپڑے وہی آپکے کفن تھے ایک روایت میں۔

- ابو بکرؓ نے کہا اللہ آپکے اوپر 2موت جمع نہیں کریں گے تو معلوم ہوا کہ دنیا میں ایک ہی موت ہے۔

- أو کالذی مرّ علی قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا۔

- ألم تر إلی الذین خرجوا من دیارھم وھم ألوف حذر الموت۔

- لن نؤمن لک حتی نری اللہ جھرۃ

- جواب: قانون یہ ہے کہ حیات اصلی کے بعد موت عارضی آسکتی ہے اور موت اصلی کے بعد حیات عارضی ممکن ہے (جیسے عیسیٰؑ مردے کو زندے کرتے تھے)، ہاں موت اصلی کے بعد حیات اصلی ممکن نہیں تو 2موت جمع نہیں کریں گے کا مطلب حیات اصلی اور موت اصلی نہیں آسکتی۔

- وما محمد إلا رسول قد خلت من قبلہ الرسل: اس سے استدلال کرتے کہ عیسیٰؑ وفات پاگئے

جواب: خلت ہر جگہ وفات کے معنے میں نہیں جیسے: وإذا خلا بعضھم إلی بعض، وإذا خلوا إلی شیاطینھم

قد خلت: چلے گئے تمام رسل موت کی طرف اور عیسیٰؑ چلے گئے آسمان کی طرف۔

اگر وفات کے معنے میں تو الرسل میں "ال" کا اصل عہد خارجی ہے؛ نکرہ ہے تعمیم نہیں۔

- الرسل سے تمام رسل مراد اور خلت وفات کے معنے میں: محمد ﷺ سے پہلے تمام رسل وفات پاگئے سوائے عیسیٰؑ اسلئے کہ عیسیٰؑ دوسری جگہ پر ہے تو وہ مستثنی ہے وفات سے: ما المسیح ابن مریم إلا رسول قد خلت من قبلہ الرسل؛

- اسکی نظیر ہے کہ قربانی کے لئے دنبے کا ایک سال ہونا چاہئے لیکن عقبۃ بن عامر اور سعد...... مستثنی تھے۔

- شہادت بالیقین ہے اور وہ وحی یا مشاہدہ سے ہے، تو یہ لفظ یہاں مناسب نہیں تھا، ھذا من قبیل تھذیب الألفاظ (مثلاً والد صاحب مھذب ہے بہ نسبت باپ کے) اور یہ اللہ پر جرأت ہے، اسکے لئے امید کا لفظ استعمال کرنا چاہئے، واللہ إني لأرجو لہ الخیر مناسب الفاظ ہے۔

- رسول کا انجام یقیناً جنت ہے تو ما أدری کیوں کہا؟

جواب:1)لا أدری ما یُفعل بي في الدنیا؛ 2)لا أدری ما یفعل بي في الآخرۃ مفصّلاً؛ 3)لا أدری ما یفعل بہ دعوتی

- ایک نسخے میں ما یفعل بہ ہے؛ ما یفعل بہ یعنی امت کے ساتھ۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْعَى إِلَى أَهْلِ المَيِّتِ بِنَفْسِهِ(حدیث:1245-1246)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1) کسی کی موت کی خبر کے لئے مستحب نہیں ہے یا ضروری نہیں کہ کسی اور کی وساطت سے ہو بلکہ خود دے سکتے

- اھل میت: رشتہ دار یا مسلمان مراد، آپ ﷺ نے خود نجاشی کی موت کی خبر دی۔

- 2)النعی علی طریقۃ الجاھلیۃ ممنوع: کپڑے کو پھاڑے، گریبان کو بھی اور زور سے رو کر چلانا

- سبعہ معلقات میں: فَإِن مُتُّ فَانعيني بِما أَنا أَهلُهُ (جسکا میں مستحق) ... وَشُقّي عَلَيَّ الجَيبَ يا اِبنَةَ مَعبَدِ

- احناف:صلاۃ الجنازۃ علی الغائب جائز نہیں
- عمران بن حصین:لا نظن إلا أنہ بین یدیہ
- ابن عباسؓ:کشف للنبی ﷺ سریرہ حتی رآہ فصلی علیہ (نام: أصحمہ)اور یہ انکی خصوصیت تھی کہ وہاں کوئی انتظام کرنے والا نہیں تھا
- حاشیہ نمبر2 پر حضرت جبریلؑ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ معاویہ بن معاویہ مدینہ میں انتقال کر گئے۔
- سند میں علاء الدین بن زیاد ہے؛ قال علی بن المدینی:کان یضع الحدیث۔
- امام ذہبی:لا نعلم فی الصحابۃ من اسمہ معاویۃ بن معاویۃ
- تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ غزوہ موتہ میں انکو ناکامی ہوئی اور بھاگے اور مدینہ منورہ میں لوگ انکو فرّارین کہتے لیکن حدیث میں انکی کامیابی ظاہر کر دی گئی تو تاریخ مرجوح ہے۔
- رَجَعَ:انکے نام کی ترتیب ہے۔

بَابُ الإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ(ص167)(حدیث:1247)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)اعلان ہونا کہ تم تیار ہو جنازہ نماز پڑھنے کے لئے
2)جنازہ کی خبر خود یا کسی اور کے ذریعہ (ما قبل میں خود خبر دینے کا استدلال)
-امرأۃ سوداء یا رجل أسود التی یا الذی کانت یا کان تقُمّ المسجد
-جنازہ پڑھی گئی تھی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا یہ قبریں ظلمت سے بھری ہوئی ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: {وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ} [البقرة: 155](حدیث:1248-1249-1250-1251)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:موت مصیبت ہے لیکن نعمت پر مشتمل ہے کہ بے حساب ثواب ملتا ہے اور نعم البدل ملتا ہے دنیا میں
- احتساب:1)ثواب کی نیت سے طلب ثواب
2)صبر کر کے راضی ہو قضاء اللہ پر
-بفضل رحمتہ إیاھم:اللہ کی مزید احسان بچوں پر، چنانچہ انکے والدین کو بھی انکے ساتھ مُلحق کریں گے تو إیاھم راجع ہے بچوں کو یا مسلمانوں کو راجع ہے کہ اللہ نے بہت زیادہ احسان کیا مسلمان پر کہ ملحق کیا انکو اپنے بچوں سے۔
-طبرانی میں ایک کی بھی روایت
-تحلۃ القسم(وعدہ پورا کرنے کے لئے):إن منکم إلا واردھا(مرور مراد)۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ القَبْرِ: اصْبِرِي(حدیث:1252)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1 عورتوں میں قلت صبر ہے تو مردوں کو چاہئے کہ نصیحت کرے کہ صبر کرے۔
- یجوز وعظ الرجل بالصبر عند قلۃ الصبر؛ یہاں یہ حدیث مختصر ہے۔

بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَوُضُوئِهِ بِالْمَاءِ وَالسِّدْرِ(حدیث:1253)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1 غسل میت کا مرتبہ (کہ کا یہی مسلک اور وہی مصنفؒ نے اختیار کیا)
- غسل کے کئی قسمیں:1) غسل تعبّدًا (مسلمان پاک ہے لیکن شریعت کا حکم ہے اگرچہ سمجھ میں نہیں آتا)

2) غسل تنظیفًا (بدن کو صاف پاک کرنے کے لئے)

3) غسل تنجّسًا (روح کے نکلنے سے میتۃ بن گیا اور میتۃ نجس ہے)

4) غسل تحدّثًا (موت کی وجہ سے حدث آگیا)

-عام طور پر فقہ کی کتاب میں یہی لکھتے کہ میت نجس بن گیا، تو تلاوت نہ کرے میت کے پاس بیٹھ کر (یہ تیسرے قول کے مطابق اور چوتھے قول کے مطابق، قرآن پڑھ سکتے اسکے پاس بیٹھ کر اور یہی شامی نے اختیار کیا۔

- میت کے اٹھانے سے وضو لازم نہیں، ہاں بہتر ہے، اور غسل دینے کی وجہ سے بھی غسل لازم نہیں۔
- اسماء بنت عمیسؓ نے اپنے والد ابو بکرؓ کو غسل دی اور روزے دار اور سردی تھی، فافتاھا المھاجرون بعدم الغسل۔
- میت کو بوسہ دینا ثابت ہے تو معلوم ہوا کہ نجس نہیں ہے۔
- لا ینجُس:1) نجاست عقیدۃ میں؛ 2) ظاھرًا؛ 3) نجاسۃً تمنع المصاحفۃ
- پہلے گزر چکا ہے کہ جنبی کا لعاب و پسینہ پاک ہے اگرچہ جنابت کی حالت میں ہے۔
- شِعار اس کپڑے کو کہتے جو بالوں اور بدن سے متصل ہے اور ظِھار کا برعکس ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وِتْرًا(حدیث:1254)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگرچہ پہلے صفائی حاصل ہو جائے پھر بھی طاق عدد پر عمل اور پورا کرنا چاہئے۔
- ام سلمۃؓ یا ام عطیہؓ کا نام: نسیبۃ، اکثر حضرات کہتے کہ زینبؓ کا واقعہ ہے۔
- قَرن:1) مایکون إلی الأعلی جیسے جانور کا قرن؛ 2) جو لمبا ہو (زلفے) معلوم ہوا کہ 3 زلفے ہونے چاہئے
- ائمہ ثلاث:3 قرن اور حؒ:2 قرن ہونا چاہئے اور دلیل 1): عائشۃؓ: 6232 – عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عَائِشَةَ، " رَأَتِ امْرَأَةً يَكُدُّونَ رَأْسَهَا، فَقَالَتْ: عَلَامَ تَنْصُونَ مَيِّتَكُمْ "(مصنف عبد الرزاق)
- معلوم ہوا کہ کنگھی نہ کرنا چاہئے تو تین قرن بنانا ہو گا تب کنگھی کی ضرورت ہو گی اور اگر نہ ہو تو 2 قرن (یہ بات سمجھ میں نہیں آتی) اسمیں صرف کنگھی کی نفی ہے، قرن سے خاموش ہے۔

2) اُم عطیہ کا اجتہاد ہے تو اَبو حنیفہؒ نے بھی اجتہاد کیا (لا یصح) اُم عطیۃ اَقوی لأنھا کانت تغسل المیتۃ، حدیث موقوف کے مقابلے میں مرفوع حدیث موجود ہے ابن حبان میں: إن النبی ﷺ قال: اجعلن لھا ثلاثۃ قرونٍ

3) ام سلیم کی روایت بھی موجود ہے تائید کے طور پر: "اَطوِ شعرھا ثلاثۃ اَقرنٍ، قصّۃ و قرنین" ایک سند میں لیث بن اَبی سلیم ضعیف ہے اور ایک سند میں جُنید و قد وُثّق

-احناف: 3 قرن میں زینت ہے اور زینت مطلوب نہیں میت میں لیکن یہ بھی سمجھ میں نہیں اسلئے کہ کافور، خوشبو وغیرہ تنظیف اور زینت کے لئے ہیں۔

درس ترمذی(3/277 حاشیہ نمبر6):احناف کے پاس کوئی مضبوط دلیل نہیں اسکے بارے میں۔

- احناف تطبیق بین الروایات کرتے:بعض میں 2 قرن کا ذکر ہے اور بعض میں 3 قرن
- 2 قرن کا ذکر خود ام سلیم کی روایت میں ہے جو تائید کے طور پر پیش کیا:قصہ وقرنان اور خود بخاری میں 2 قرن ہے ص168:ناصیتھا وقرنیھا تو 2 قرن یقینی ہے اور تیسرا بعض روایت میں ہے اور بعض میں نہیں تو تطبیق یوں ہو گی کہ تیسرا قرن گچے کی طرح اوپر اٹھا ہوا ہے جو قرن کی طرح لگتا ہے لیکن پھلا ہوا نہیں تو اسکو قرن شمار نہ کیا گیا۔اور دلیل:ناصیتھا وقرنیھا۔
- اس ختلاف کی مثال:منبر ہے بعض روایت میں 2 سیڑھی اور بعض میں 3 سیڑھیاں۔
- حٌ:بہتر ہے کہ 2 قرن سینے پر؛ ام عطیہ کی روایت:2 قرن پشت پر ہونگے تو یہ محمول ہے اجتہاد پر،تو ایک نے سہولت کو دیکھا(حٌ) اور ایک نے عادت دیکھا(ام عطیہ)اور یہ صرف افضلیت کا اختلاف ہے۔

بَابُ يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ المَيِّتِ(حدیث:1255)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:یمین المیت کا اعتبار ہے نہ کہ غاسل کی یمین۔

بَابُ مَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنَ المَيِّتِ(حدیث:1256)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:ابو قلابۃ کی تردید ہے:مواضع الوضوء سے شروع کریں گے شرافت اور تجدید الغرّۃ کی وجہ سے۔

بَابُ هَلْ تُكَفَّنُ المَرْأَةُ فِي إِزَارِ الرَّجُلِ(حدیث:1257)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:عورت کو مرد کے ازار پہنانا جائز ہے ولی کی اجازت سے
- اشکال:کفن کے ابواب اب تک شروع نہیں کیا تو یہ باب کیسے آگیا؟!
 جواب:ما قبل باب کی تکمیل ہے اسلئے کہ ما قبل حدیث میں نئی بات آئی۔
- ’’ھل‘‘ پھر کیوں ذکر کیا؟جواب:1)فکر کرنا چاہئے کہ نیک آدمی کا ازار
 2)یہ بھی سوچنا ہے کہ اس عورت کا شوہر ولی ناراض ہو گا یا نہیں۔
 3)اسمیں دیکھنا چاہئے کہ تہمت ہے یا نہیں۔

بَابُ يُجْعَلُ الكَافُورُ فِي آخِرِهِ(حدیث:1258-1259)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:میت کو محبوب بنانے کی کوشش کرے،کیسے؟خوشبو وغیرہ لگانے سے۔
- یہ بھی ابواب الکفن میں سے جو ما قبل گزرا،اور پہلے سے انتظام کرنا چاہئے جو چیزیں جو چیزیں ضرورت میت کے لئے۔

بَابُ نَقْضِ شَعَرِ المَرْأَةِ(ص**168**)(حدیث:1260)

- شبہ یا وہم کو دور کرنا کہ عام طور پر غسل میں بالوں کو کھولنا ضروری نہیں۔

- ابن سیرین:لا بأس؛ دوسرے حضرات:واجب؛ زینبؓ یاام کلثومؓ
- ام عطیۃ غاسلۃ تھی جیسے اسماء بنت عمیسؓ،صفیۃؓ اور لیلی؛ یہاں ابواب الغسل ختم۔

بَابٌ: كَيْفَ الإِشْعَارُ لِلْمَيِّتِ؟(حدیث:1261)

- یہاں سے ابواب الکفن شروع
- ترجمۃ الباب کا مقصد:نیچے والا کپڑا کیسے رکھا جائے
- احناف:ازار ولفافۃ و قمیص(لا کعامۃ القُمُصِ)
- فؒ:3 بڑی چادریں مرد کے لئے اور عورت کے لئے سر بند اور سینہ بند زیادہ
- قال الحسن:الثوب الخامسۃ:تشدُّ بھا الفخذین والورکین۔
- احناف:5 کپڑے:عورت کے:2 لفافے،ایک قمیص اور ایک سر بند اور ایک سینہ بند
- احناف:پانچواں کپڑا:من الصدر إلی الرکبتین تحت الدّرع۔
- غسل:احناف:بماء ثم بسدر(ابالنے کے بعد)ثم بکافور،یہی امام کؒ کا مسلک لیکن ماء السدر میں سدر کو کوٹنا چاہیئے انکے نزدیک۔
- فؒ:ماء السدر خالص ماء پھر کافور
- حفصۃؓ جو ام عطیہ کی بہن ہے نے یہ بھی کہا:ابد أن بمیامنھا۔
- یُشعر:لأن یحیط الثوب علی سائر البدن بدون التأزُّر۔

بَابٌ: هَلْ يُجْعَلُ شَعَرُ المَرْأَةِ ثَلاَثَةَ قُرُونٍ؟(حدیث:1262)

- حؒ:2 قرن مدودین اور ایک اوپر کی طرف اٹھا ہوا تو قرن کہا گیا۔
- ام عطیۃ کا نام:نسیبۃ بنت کعب ہے۔

بَابُ يُلْقَى شَعَرُ المَرْأَةِ خَلْفَهَا(حدیث:1263)

- اگر 3 قرون ہو تو کہاں ڈالنا چاہیئے؟احناف:بہتر سینہ پر سہولت کی بناء پر۔
- ام عطیۃ:پیچھے اور اسمیں کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے۔

بَابُ الثِّيَابِ البِيضِ لِلْكَفَنِ(ص169)(حدیث:1264)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:بہتر سفید کفن ہے۔
- ابن عباسؓ:البسوا الثیاب البیض فإنھا أطھرُ وأطیبُ۔
- میل کچیل نظر آئے تو جلدی دھوئے گا۔
- سحول:یمن کی ایک بستی۔

- احناف: تطبیق بین الروایات کرتے: بعض روایت میں قمیص کا ذکر ہے: كُفِّن النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فی ثلاثۃ۔
- الحلّۃ ثوبان وقمیصہ لیکن سند میں یزید بن أبی زیاد وفیہ کلام۔
- عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت: المیت یُقمّص ویؤزر ویُلفّ
- عبد اللہ بن مغفل: إنی إذا متُّ فاجعلوا فی آخر غسلی کافورًا وکفّنونی بُردین وقمیصًا، تو معلوم ہوا کہ قمیص ہونا چاہئے اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے عبد اللہ بن ابی بن سلول کو قمیص دی تھی اور بعض روایت میں قمیص نہیں تو قمیص تھی لا کعامۃ القمص اسلئے کہ شق نہیں تھا اور بغیر سلائی وغیرہ۔

بَابُ الكَفَنِ فِي ثَوْبَيْنِ(حدیث:1265)

- ما قبل میں عورت کے بال میں کیا عمل پھر سفید کپڑے اور اب کپڑے کے بارے میں 3 کپڑے بہتر مستحب و مسنون ہے، ایک کپڑا لازم وضروری ہے اور اگر وارثین دوسرے اور تیسرے کپڑے کے ساتھ بخل کرتے تو التفات نہ ہو گا انکے بخل پر۔
- ملبّیًا: احناف خصوصیت پر محمول؛ شوافع: محمول ہے قانون پر (اس پر مستقل باب ہے)

بَابُ الحَنُوطِ لِلْمَيِّتِ(حدیث:1266)

- زعفران اور ورَس کے علاوہ؛ حنوط: مرکب خوشبو: سندل اور کافور۔

بَابٌ: كَيْفَ يُكَفَّنُ المُحْرِمُ؟(حدیث:1267-1268)

- استفہام: اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔ ح کؒ: عام لوگوں کی طرح؛ ف دؒ: سر کو نہ چھپایا جائے اور نہ خوشبو لگائے۔
- ح کؒ: إذا مات الإنسان انقطع عنہ عملہ
- ابن عباسؓ: خمروا وجوھھم ولا تشبّھوا بالیھود
- ابن عمرؓ: کفن ابنہ واقدًا محرمًا؛ اگر محرم نہ ہوتے... 1173 - مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ؛ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَفَّنَ ابْنَهُ، وَاقِدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَمَاتَ بِالْجُحْفَةِ مُحْرِماً. وَخَمَّرَ رَأْسَهُ، وَوَجْهَهُ. وَقَالَ: لَوْلاَ أَنَّا حُرُمٌ لَطَيَّبْنَاهُ.(مؤطا امام مالك)
- عائشہؓ: اصنعوا بہ ما تصنعون بہ موتاکم
- عطاء بن أبی رباح: خمروا وجوھھم۔
- ملبّدًا: گوند کے ذریعہ سر کے بال کو جمانا۔

بَابُ الكَفَنِ فِي القَمِيصِ الَّذِي يُكَفُّ أَوْ لاَ يُكَفُّ، وَمَنْ كُفِّنَ بِغَيْرِ قَمِيصٍ(حدیث:1269-1270)

- کفن کے تین طریقے: 1) کفن ایسی قمیص جسکی پکی سلائی ہو (مکفوف)
2) غیر مکفوف: کچی سلائی دور دور کی سلائی سوئی سے۔
3) بغیر قمیص کے کفن

ھذہ الطرق الثلاثۃ جائزۃ۔

1)یُکَفُّ (پکی سلائی) اَولا یکفُّ

2)یُکَفُّ العذاب اور لا یکف العذاب

3)یُکَفِ اولا تَکُفِ (ی نہیں لکھا دو پہلے قراءت کو بچانے کے لئے)۔

-اشکال: آنے والی روایت میں غیر مکفوف کا ذکر نہیں

جواب:بطریق اَولی غیر مکفوف جائز جبکہ مکفوف

تو مصنفؒ نے یہ باب قائم کرکے گویا اشارۃ کیا کہ جھگڑا کی بات نہیں، تین طریقے جائز لیکن بہتر کے لئے بعد مستقل باب قائم کیا۔

- فأعطاہ قمیصَہ: 1)اکراماً لابنہ؛ 2)وتألیفًا لغیرہ؛ 3)اسی لئے کہ عباسؓ کو بدر میں قمیص دی تھی (مکافاۃً)

- عمرؓ کو یہ جرأت کی کیا ضرورت؟

جواب: 1)آیت کو یاد دلانے کے لئے (وہ سوچتے تھے کہ آپ بھول گئے)

2)عمرؓ نے اپنے شک وتردد کو ظاہر کیا

3)بطور مشورہ یہ کیا اور مشورہ ٹھیک تھا اسکے موافق وحی نازل ہوئی

1)آپ ﷺ نے مشورہ قبول نہیں کیا گویا یہ سمجھا کہ آیت اھل مشورہ تھے مشرکین کے لئے اور یہ منافق ہے جو بہ ظاہر مسلمان تھا۔

2)میت کو فائدہ نہ ہوگا لیکن یہ سمجھا کہ احیاء کا فائدہ ہوگا، احیاء کی مصلحت کے لئے۔

3)صراحۃً ممانعت نہیں آئی تھی اسی لئے آپ ﷺ نے یہ کام کیا۔

- 70مرتبہ سے مراد 700 یا کثرت؛ ولا تقم علی قبرہ للدعاء۔

-اشکال:2روایتوں میں تعارض ہے: پہلی روایت میں پہلے قمیص دی تو جنازے سے پہلے اور یہاں جنازے کے بعد کا ذکر ہے (دُفِنَ بغیر قمیصٍ)

جواب: 1)اَلبسہ قمیصَہ عطف ہے اَتیٰ پر، اَتی النبی ﷺ تو اِلی بعدما دفن واَلبسہ من قبلُ؟؟

2)واَعطی اَی وعد الِاعطاء اور قمیص بعدما دُفِنَ دیا گیا اور پہنایا۔

3)اَلبس سے پہلے کان مقدر، کان اَلبسہ قمیصَہ من قبل۔

4)ایک قمیص پہلے پہنائی اور دفن کے بعد اتارا اور دوسرے قمیص پہنائی اور آپ ﷺ پر 2 قمیص تھیں۔

5)ان چاروں جوابات کی ضرورت نہیں اسلئے کہ اشکال ہی نہیں وارد! پہلی روایت اسکے بیٹے کو قمیص دے دی اور قمیص پہنائی گئی بعد الدفن۔

التبرکات لا تنفع الکافرین والکافرات۔

بَابُ الْكَفَنِ بِغَيْرِ قَمِيصٍ (حدیث:1271-1272)

- مصنفؒ کا مختار مذہب کا بیان اسلئے کہ آپ ﷺ کو بغیر قمیص دفن کئے گئے۔

- قمیص کا ذکر عبد اللہ بن اَبی کی روایت؛ آپ ﷺ کو تین نجرانی کپڑوں میں دفن کیا گیا تھا (سند میں یزید بن اَبی زیاد)

- بن مغفل کی روایت جسمیں قمیص تھی۔

- جابر بن سمرۃؓ کی روایت: سند میں ناصح بن عبد اللہ۔

- تطبیق: 1) لیس فیھا قمیص حقیقی بل مجازی لاکعامۃ القمص (بہتر جواب احناف کے نزدیک)
2) ابن عباسؓ کی روایت قمیص تھی اور وہ موجود بھی تھے اور عائشہؓ موجود نہیں تھی تو ابن عباسؓ کی روایت کو ترجیح
3) قمیص جدید نہیں تھی بلکہ قدیم۔
4) وہ قمیص نہیں تھی جسمیں غسل دیا گیا تھا۔

بَابُ الكَفَنِ بِلاَ عِمَامَةٍ(حدیث:1273)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مالکیہ کی تردید جو کہتے کہ عمامہ پہنانا چاہئے
- اور جس روایت میں 7 کپڑے کا ذکر ہے تو سند میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل انتہائی ضعیف ہے۔
- ایک روایت میں ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے کو 5 کپڑوں میں دفن کیا جسمیں عمامہ اور قمیص تو یہ انکا عمل ہے ورنہ مرفوع روایت نہیں۔
- بعض کہتے کہ علماء کے لئے عمامہ پہنانا چاہئے لیکن یہ بات صحیح نہیں۔

بَابٌ: الكَفَنُ مِنْ جَمِيعِ المَالِ(حدیث:1274)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: سعید بن مسیب اور طاؤس کی تردید: کفن صرف 1/3
- حاتم کی روایت ہے جابر سے لیکن منکر روایت
- اگرچہ قرآن میں وصیت سے شروع ہوا اہمیت کی وجہ سے
- مصعب بن عمیر جاہلیت کے زمانے میں تنعم میں تھے: کان أنعم أھل الجاھلیۃ فی الجاھلیۃ
- سب سے پہلے جمعہ پڑھانے والے؛ خیر أمنی تواضعًا فرمایا ایک اعتبار سے کہ انکو فقر و شہادت ملی
- وہ صحابہ جنکو ملی ہے تسکین جنت میں ہے؛ طاء وزاء چار عین 2 ألف 2 سین ہے۔
- بردہ کے بارے میں آپ ﷺ نے نہیں پوچھا کہ قرض ہے یا نہیں بلکہ معلوم ہوا کہ کفن جمیع المال سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُوجَدْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ(حدیث:1275)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) کفن ضرورت ہو تو کفن سنت کا انتظام نہ کیا جائے گا جب آسانی سے نہ ملتا
2) ایک کپڑے میں کفن مکروہ ہے سوائے یہ کہ ضرورت ہو اور پاؤں کو اذخر سے چھپایا۔

بَابُ إِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَنًا إِلَّا مَا يُوَارِي رَأْسَهُ، أَوْ قَدَمَيْهِ غَطَّى رَأْسَهُ(حدیث:1276)

- ایک کپڑا نہیں تو سر چھپایا جائے گا سر کی شرافت کی وجہ سے: تغطیۃ الرأس
- اشکال: خباب تو ساتھ نہیں تھے، وہ ابو بکر صدیقؓ
جواب: معیت تبعی مراد یا اتباعی، حقیقی معیت مراد نہیں۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الكَفَنَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكَرْ عَلَيْهِ(حدیث:1277)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یجوز إعداد الکفن لا إعداد القبر اسلئے کہ معلوم نہیں کہاں مرے گا۔
- 1)توکفن بھی نصیب ہو گا یا نہیں یہ بھی معلوم نہیں۔

2)إعداد الکفن مروی عن الصحابۃ دون إعداد القبر

-حضرت گنگوہیؒ: اگر قبر بنایا جائے کہ اگر یہاں مروں تو،ورنہ دوسرے کے کام بھی آئے گا۔

-منسوجۃ: 1)مستقل منسوج وبھنی ہوئی؛ 2)حاشیۃ بھنا ہوا مرسل نہ ہوا؛ 3)کنارہ بھنا ہوا موجود تھا، کسی اور کپڑے سے کٹی ہوئی نہ تھی، کنارے اندر سے تھا۔

-فلان: عبد الرحمن بن عوفؓ یا سعد بن أبي وقاصؓ۔

بَابُ اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الجَنَائِزَ(حدیث:1278)

- حکم: مکروہ ہے؛ امام کؒ کی تردید: غیر شابۃ کو اجازت ہے۔
- احناف: 1)مکروہ تحریمی؛ 2)مکروہ تنزیہی: ولم یعزم علینا أی ولم یؤکّد علینا المنع

بَابُ إِحْدَادِ المَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا(ص170)(حدیث:1279-1280-1281-1282)

- ترک الزینۃ 3 دن تک جائز ہے غیر شوہر کے لئے
- اشکال: ابو سفیان کا انتقال مدینہ منورۃ میں ہوا؟!

جواب: 1)راوی سے "ابن" محذوف (غلط الراوی)

2)غلط الراوی من المدینۃ

3)نعیُ حمیمٍ (رشتہ دار)

-أخوھا: عبد اللہ؛ 1)احد میں انتقال یعنی شہید حینما کانت صغیرۃ؛ 2)ابو احمد (زینب کے بعد زندہ رہے)؛ 3)عبد اللہ (نصرانیت میں مرگئے فی الحبشۃ)۔

-تو ترک زینت لغیر زوجھا کا کیا مطلب؟: 1)نصرانی بھائی کے لئے کہ اگرچہ نصرانی تھا لیکن ترک زینت کیا۔

2)أخی رضاعی؛ 3)اخی اخیافی۔

بَابُ زِيَارَةِ القُبُورِ(حدیث:1283)

- شعبی، ابراھیم نخعی: مکروہ؛ ابن حزم: واجب؛ ائمہ ثلاث: دونوں کے لئے جواز
- ہاں نوجوان لڑکیاں نہ جائے (فتنہ یا ناجائز کام کے ارتکاب کا اندیشہ)؛ امام احمدؒ: 1)دونوں جاسکتے؛ 2)صرف مرد جاسکتے
- مصنفؒ نے رجال ونساء کی قید نہیں لگائی اور حدیث میں نساء کا ذکر ہے گویا عورت بھی زیارت قبور کو جاسکتی۔
- الصبر المحمود والممدوح عند الصدمۃ الأولی۔

- 1) قولی السلام علیکم یا أھل الدیار من المؤمنین والمستأخرین

2) عائشہؓ سے کہا گیا: أَلَيْسَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نهى عن زِيَارَةِ الْقُبُورِ.

ابن عبد البر نے التمھید میں روایت نقل کی (3/233): وَلَقَدْ كَرِهَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ خُرُوجَهُنَّ إِلَى الصَّلَوَاتِ فَكَيْفَ إِلَى الْمَقَابِرِ وَمَا أَظُنُّ سُقُوطَ فَرْضِ الْجُمُعَةِ عَنْهُنَّ إِلَّا دَلِيلًا عَلَى إِمْسَاكِهِنَّ عَنِ الْخُرُوجِ فِيمَا عَدَاهَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَاحْتَجَّ مَنْ أَبَاحَ زِيَارَةَ الْقُبُورِ لِلنِّسَاءِ بِمَا حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ أَحْمَدَ الْوَرَّاقُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْأَثْرَمُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِسْطَامُ ابن مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ يَزِيدَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَلِيكَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَقْبَلَتْ ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الْمَقَابِرِ فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتِ قَالَتْ مِنْ قَبْرِ أَخِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لَهَا أَلَيْسَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نهى عن زِيَارَةِ الْقُبُورِ قَالَتْ نَعَمْ كَانَ نَهَى عَنْ زِيَارَتِهَا ثُمَّ أَمَرَ بِزِيَارَتِهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَحَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ قَالَ زَارَتْ عَائِشَةُ قَبْرَ أَخِيهَا فِي هَوْدَجٍ.

3) حضرت فاطمہؓ حمزہؓ کی قبر کی زیارت کرتی تھی۔

4) عائشہؓ آپ ﷺ اور ابو بکرؓ کی قبر کی زیارت کرتی تھی اور جب حضرت عمرؓ کا دور خلافت آیا تو پردہ پہن کر جاتی تھی حیاءً من عمرؓ۔

(اس روایت پر سلفی بہت کلام کرتے ہیں)

تو معلوم ہوا کہ عورت جا سکتی ہے، ہاں مصلحت کے طور پر فقہاء نے منع کیا۔

- اشکال: حاشیہ نمبر 2 میں ہے کہ ابو داؤد کی روایت ہے کہ ابن عباسؓ سے مروی: لعن رسول اللہ ﷺ زائرات القبور...

جواب: 1) حدیث ممانعت محمول ہے ابتداء پر اور بعد میں اجازت دی گئی۔

2) زائرات والی روایت کی سند ضعیف ہے اور دوسری روایت میں زوّارات ہے (اور یہ صحیح ہے)

- تو ممانعت: 1) منسوخ ہے؛ 2) جزع فزع پر محمول ہے (یعنی اگر عورت روتی ہے یا رلاتی ہے)؛ 3) خلاف شریعت کام پر محمول ہے

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُعَذَّبُ المَيِّتُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ» إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهِ "(حدیث:1284-1285-1286-1287-1288-1289-1290)

- میت سے مراد الکافر عند عائشہؓ کہ نفس کافر ہونی کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور عذاب میں اضافہ اور زیادتی نوحہ وغیر کی وجہ سے

جمہور: المیۃ یعذب بکاء أھلہ بہ ظاہر دوسرے نصوص کے خلاف ہے: لا تزر وازرۃ وزر أخری، وإن تدع مثقلۃ إلی حملھا...۔

1) تو بہتر یہ ہے کہ یہ مطلب لے کہ اگر وصیت کی مرتے وقت کہ میرے اوپر نوحہ وغیرہ کرنا تو معذب ہو گا؛

2) یا یہ مطلب ہے کہ اگر خود یہ کام کرتا تھا دنیا میں تو مرنے کے بعد معذب ہو گا تو جواب: افعال کی وجہ سے؛

3) یا یہ کہ اگر کہے کہ یا مرمل النساء یعنی عورتوں کو بیوہ بنانے والا اور اے بچوں کو یتیم بنانے والا، تو بہ ظاہر اسکی تعریف ہے لیکن حقیقت میں اسکو عذاب میں مبتلا کرنا ہے زیادہ۔

4) توبیخ من الملائکۃ کہ جب لوگ اسکے اوصاف بیان کریں گے تو فرشتے کہیں گے کہ واقعی تو ایسا تھا؟! تو بیخا؛

5) میت سے مراد محتضر کہ اگر قریب الموت کے پاس روئے گا تو اسکو تکلیف ہو گی؛

6) "ال" عہدی لأجل عمل السیّء؛ 7) بترک وصیۃ النھی؛ 8) إذا کان من عادتہ وسنتہ وکان لم ینھی ھذا

-إلی الحول ثم اسم السلام علیکما ومن یبکی حولا کاملاً اعتذر

-وقد قال اللہ: 1) قوا أنفسکم وأھلیکم نارًا؛ 2) کلکم راع وکلکم........

...وما يرخص من البكاء بغير نوح

- مسند احمد میں بنت کا ذکر ہے تو امامۃ یا امیۃ بنت زینب مراد ہے؛ حاشیہ 10 ص 171
- اور یہاں ابن کا ذکر ہے: محسن یا علی بن عاص
- 1) بکاء: رونا بغیر چلانا؛ 2) نیاحت: چیخ چیخ کر خوش آوازی کے ساتھ دوسروں کو رلانے کے لئے؛ 3) نُدبۃ: رونے میں عَدُّ محاسن المیت
- رقیۃ غلط ہے اسلئے کہ بدر میں انتقال ہوئی۔
- مستدرک حاکم: ایک لم یُقارف اللیلۃ أھلہ یعنی جماع نہ کیا ہو، ممکن ہو کہ راوی کی تفسیر ہو
- طحاوی نے کہا کہ یُقارف کا معنی بات چیت ہے۔
- بعض کہت کہ عثمانؓ کی طرف اشارہ ہے لیکن غلط بات ہے (کہ باندیوں کے ساتھ جماع کیا ہے)
- لیکن یہاں میت اتارنے کی بات نہیں اسلئے کہ محارم موجود ہیں
- 1) تو ایک ترجمہ لم یُقارف أی لم یُقارب، لئلا یتذکر الجماعَ
- اللیلۃ: دوسرے دن نصف نہار تک شامل ہے، لیلۃ یوم کے مقابلہ میں ہے اور لیل نھار کے مقابلے میں ہے۔

2) دوسرا ترجمہ: لم یأثَم اللیلۃَ: اکثر نے گناہ نہیں کیا، لیکن ابو طلحہ نے اظہار کیا۔

3) طحاوی نے کہا لم یتکلم بعد العشاء۔

4) جس نے کل اور رات کو قبر کی کھدائی نہیں کی اور قرف کا مطلب زمین کو کھودنا ہے اور اسمیں 2 آدمی مشہور تھے: ابو طلحہؓ لحد بناتے تھے اور ایک شق بناتے تھے یعنی ابو عبیدۃ بن جراحؓ۔ تو مطلب یہ ہو گا أیکم لم یحفر القبر اللیلۃَ۔

فانْزِلْ: یعنی اتر جاؤ قبر ٹھیک کرنے کے لئے۔

- بیداء: صحراء؛ رَکْبٌ: 10 یا 10 سے زیادہ کا قافلہ
- ھذا ذکر المودۃ والصداقۃ والزمالۃ بین صھیبؓ وعمرؓ
- واخاہ واصاحباہ: ندبہ میں داخل ہے جیسے عائشہؓ کہتی تھی آپ ﷺ کی وفات پر
- ماحدّت فی طنّھا وعلمھا...............تو بیخا وملامۃً
- لیزید فی العذاب بالبکاء اور نفس عذاب کفر کی وجہ سے ہے لیکن پھر اشکال ہوتا ہے، اسی لئے جمہور کا قول زندہ باد: عادۃً کا فر وصیت کرتا ہے نوحہ کی۔
- 1) ہنسا رونا امر طبیعی ہے تو اسپر بکڑ نہیں ہے، ہاں نیاحت پر ہے۔

2) خالق الضحک والبکاء ھو اللہ وکاسب الضحک والبکاء، ھو الباکی۔

-إن المیت لیعذب بمعصیۃ التسبیب (سبب بننے کا گناہ ہے)

-ابن عمرؓ خاموش رہے احترازًا عن المحاربۃ اور یہ دلیل رضامندی نہیں ہے (حاشیہ 7 میں فلعلہ کرہ المحاربۃَ)

-اگر کہے کہ حق بات کو بتانا چاہئے تو جواب: مجتہد اپنی بات کو حق سمجھتا ہے۔

۔بعض: إن المیت سے مراد قریب الموت والا۔

۔یھودیۃ والا قصہ: آپ کا مقصد: ھذہ المبغوضۃ وا لبُکاء علی المحمودۃ فلِمَ یبکون علیھا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى المَيِّتِ(ص171)(حدیث:1291-1292)

- ما موصولہ: الذی یُکرہ من الناحیۃ؛ یا'ما' مصدریہ: باب کراھۃ بعض الناحیۃ؛ من تبعیضیہ
- من بیانیۃ بہتر ہے اسلئے کہ ہر نیاحت مکروہ ہے، ہاں اگر بعض بکاء میں نیاحت نہیں شریعت میں۔
- ابو سلیمان 21ھ حمص میں یا مدینہ منورہ میں انتقال ہوئے۔
- نقعٌ: مٹی یا رفع الصوت؛ لقلقلۃٌ: تحدیر الصوت فی الحلق؛ زیر و بَم
- جبتک رفع صوت اور خوش آوازی نہ ہو رونے میں تو نیاحت میں داخل نہیں
- ناح الطیر اَو البلبل: خوش آوازی، سریلی آواز۔

بَابٌ(حدیث:1293)

- بکاء و نیاحت قابل مذمت ہے لیکن اس سے بعض افراد مستثنٰی۔
- بلند آواز سے رو رہا ہے اور کچھ کلمات نکلے لیکن دوسروں کو رلانا نہیں اور خوش آوازی مقصود نہیں تو نیاحت نہیں۔
- جابرؓ کی پھوپھی یا عمرو کی بہن یا عبد اللہ کی بہن، یا جابرؓ کے والد کی پھوپھی، لیکن ص106 پر صراحت ہے کہ جابرؓ کی پھوپھی فاطمہؓ تھی۔

بَابٌ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الجُيُوبَ(حدیث:1294)

- احادیث میں 3 چیزوں کی نفی تو تینوں پر مصنفؒ نے باب قائم کیا، تاکہ تینوں کی نفی ہو۔

بَابُ رِثَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ ابْنَ خَوْلَةَ(ص173)(حدیث:1295)

- افسوس ظاہر فرمایا سعد بن خولۃؓ پر اسلئے کہ ہجرت کر چکے تھے اور جب حج کے لئے آئے تو اس مقام یعنی محل متروک میں انتقال ہوئے
- رثاء: اظہار حُزن، مرثیہ نہیں اور مرثیہ جائز ہے جو اشعار کی شکل میں ہو۔
- حسانؓ: وھل عدلت یومًا رزیۃ ھالکٍ..........رزیۃ یوم مات فیہ محمد
  فبورکت یا قبر الرسول.............وبورکت بلادٌ ثوی فیھا الرشید المسدد
- ابو سفیان بن حارث: لقد عظُمت مصیبتنا وجلّت.............عشیۃ قیل قد قُبض الرسولُ
- فاطمۃؓ(اس نسبت پر کلام ہے): ماذا علی من شمّ تربۃ احمدا...............اَن لا یشم مد الزمان غوالیا
  صبّت علی مصائب لو اَنھا..........صبت علی الأیام عدن لیالیا
- ابن ماجہ میں: نھی النبی ﷺ عن المراثی سے مراد جاہلیت کے مراثی۔
- اَتاذن فاَتصدق؛ اَعطی الثلث، یکفی الثلث یا المشروع ھو الثلث۔

- اس وقت ایک ہی لڑکی تھی، بعد میں اولاد پیدا ہوئی یا اور اولاد تھیں لیکن اغنیاء تھے، صرف ایک محتاج تھی (لیکن یہ بات بعید ہے)۔
- پہلی بات ہی اولی ہے۔
- يتكففون الناس: 1) لوگوں کے ہاتھ سے لیتے؛ 2) يسألون بالأكفّ؛ 3) يسألون بأكفّ الناس
- أخلف: 1) أي هل أُخَلَّفُ بعد ذهاب أصحابي وأنا مريض فتبطل هجرتي
2) هل أخلف في الدنيا بعد أصحابي۔
- اشارةً فرمایا کہ آپ دوسرے لوگوں کے پیچھے رہیں گے اور آپ ﷺ کا لعل یقین کے درجے میں ہے۔
- اس واقعہ کے بعد 40 سال زندہ رہے اور انکے ہاتھ سے فارس کو فتح کیا (قادسیہ کو فتح کیا جو فارس کا دار العاصمۃ تھا)
- أمض: وطن سابق مین نہ رہے بلکہ وطن لاحق میں پہنچے۔
- يرثي له: قیل ہذا کلام زہری: 1) سعدؓ نے ہجرت نہیں کی؛ 2) ہجرت کی لیکن مکہ مکرمہ میں وفات ہوئی (وهذا أصح)۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الحَلْقِ عِنْدَ المُصِيبَةِ (حدیث: 1296)

- جاہلیت کا طریقہ تھا کہ مصیبت کے وقت بالوں کو حلق کرتے تھے اور عورتیں بھی۔
- براءت: لا تعلق؛ الصالقة: الرافعة صوتها؛ حالقة: شاقة الجيوب۔

بَابٌ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الخُدُودَ (حدیث: 1297)

- دعوى الجاهلية: بین کرنا، نوحہ اور رونا۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الوَيْلِ وَدَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ عِنْدَ المُصِيبَةِ (حدیث: 1298)

- ویل: واویلہ کرنا۔

بَابُ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ المُصِيبَةِ يُعْرَفُ فِيهِ الحُزْنُ (حدیث: 1299-1300)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اظہار حزن جائز ہے
2) الجلوس للتعزية ليس فيه بأسٌ
- در مختار میں: لا بأس للجلوس للتعزية ثلاثة أيام في غير المسجد اور بعض نے مسجد میں بھی جواز دی ہے۔
ولا بأس بنقله قبل دفنه وبالإعلام بموته وبإرثائه بشعر أو غيره، لكن يكره الإفراط في مدحه لا سيما عند جنازته، لحديث «من تعزى بعزاء الجاهلية»، وبتعزية أهله وترغيبهم في الصبر وباتخاذ طعام لهم وبالجلوس لها في غير مسجد ثلاثة أيام، وأولها أفضل.
اور رد المحتار: (قوله: وبالجلوس لها) أي للتعزية، واستعمال لا بأس هنا على حقيقته لأنه خلاف الأولى كما صرح به في شرح المنية. وفي الأحكام عن خزانة الفتاوى: الجلوس في المصيبة ثلاثة أيام للرجال جاءت الرخصة فيه، ولا تجلس النساء قطعا.
- ان عورتوں کے نزدیک بکاء شریعت کے حدود میں تھا اور اس آدمی کے لئے بکاء حدود سے تجاوز تھا۔
- أرغم: كلمة زجر: آلودہ کردے مٹی سے۔
- لم تفعل ما أمرك: 1) آپ نے پوری نہیں کی جو آپکے.......

2) آپ نے نہیں کہا کہ میں صرف رسول ہوں آپ ﷺ کی طرف سے

- محمد بن فضیل آخری حدیث میں بھی مذکور اور ان پر طعنہ ہے شیعیت کا: شیعیؒ محترق لکھا بعض کتابوں میں لیکن امام بخاریؒ نے انکو ثقہ کہا۔

- قراء جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے ہیں: 70 آدمی کو آپ ﷺ نے بھیجا اسلام کی دعوت اور تعلیم و تعلم کے لئے تو راستے میں قریش کے چند قبیلے نے (رعل، ذکوان، عصیۃ) حملہ کر کے اکثر کو شہید کر دیا اور ابو بکرؓ کے مشہور غلام عامر بن فھیرہؓ بھی تھا اسکو جابر بن سلمۃ نے قتل کیا تو اس وقت وہ کہنے لگا: فُزت ورب الکعبۃ تو قاتل نے پوچھا کہ کیا مطلب ہے تو کہا کہ جنت میں پہنچا تو اسپر اسلام لایا۔

- رھبان باللیل وفرسان بالنھار؛ یہ واقعہ بئرِ معونۃ کا ہے۔

- کانو ایبیعون الخشبۃ ویطیعون أھل الصفۃ۔

بَابُ مَنْ لَمْ يُظْهِرْ حُزْنَهُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ(حدیث:1301)

- مبالغۃ فی الصبر یہ ہے کہ غم ہی کو ظاہر نہ کرے، اعتدال مطلوب ہے۔

- 3 درجات: 1) نوحہ روتا ہوا: ممنوع و ناجائز ہے۔

2) روتا، غم کا اظہار کرتا لیکن نیاحت نہیں کرتا

3) مبالغہ صبر میں: اظہار غم نہیں، یہ اعلی درجہ، یہ مطلوب نہیں شریعت میں لیکن اگر کسی کو نصیب ہو تو بہت اونچا درجہ ہے

- الجزع: بے صبری: برا کلام اور اللہ تعالی پر، تقدیر پر بد گمانی رکھنا۔

- إذا مسہ الشر جزوعا؛ الفاظ و ظن بھی قبیح بولتا۔

- یعقوبؑ: أنما أشکو بثی وحزنی إلی اللہ؛ بثی: اصعب: لا یمکن الضبط: پریشانی

- البثّ: شدید غم جسکا ضبط کرنا مشکل ہو؛ بثٌّ: أشد الحزن اور جزن عام اسی لئے پھلانے کے معنے میں ہے۔

- ابن لأبی طلحۃ: وہی بچہ تھا جسکو آپ ﷺ نے کہا اے أبو عمیر ما فعل النغیر

- ھیئت شیئًا: 1) من الطعام لأنہ کان زوجہ صائمًا

2) ابنۃ: غسل و کفن دے کر۔

3) نفسھا شیئًا: کپڑے پہنے اور چہرے کو دھویا۔

- توریہ: متکلم نے ایک معنی مراد لیا اور سامع نے دوسرا معنی سمجھا۔

- عبد اللہ پیدا ہوئے جو اسحاق کے والد ہیں اور یہاں 9 بچوں کا ذکر ہے اور دوسری روایت میں 7

- کل اولاد 9 جنمیں سے 7 مذکر یا 9 اولاد جنمیں 7 پورے قرآن کے عالم، حافظ (کامل وأکمل)

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولَى(حدیث:1302)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صبر کے حدود کا بیان: حادثہ کے شروع میں صبر مطلوب و محبوب اور بعد میں صبر آہی جاتا ہے

- الصبر المبشّر بہ / المحبوب المحمود عند المصیبۃ۔

- عِدلٌ: اونٹ کی پیٹھ پر ایک جانب کا بوجھ۔ عِلاوۃ: 2 جانب پر بوجھ رکھنے کے بعد جو بوجھ درمیان میں رکھا جائے۔

- 10 طریقہ سے اللہ تعالی نے تسلی کا طرقہ فرمایا:

1)وبشر الصابرین: اسلئے کہ صبر کا پھل اتنا بڑا ہے کہ تصور بھی نہیں کر سکتے

2)صابرین جمع کا صیغہ ہے کہ اجتماعی چیز ہے، کسی نہ کسی دن دوسرے آدمی کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ البلیّۃ إذا عمّت طابت أو خفّت۔

3)إذا أصابتھم: إذا یقین کے لئے؛ اللہ کی طرف سے مقدر تو تقدیر پر ایمان رکھتے، ہم سب کا ایمان ہے اسپر۔

4)للہ: ہم اللہ کے مملوک ہیں اور مالک جہان رکھے ہم کو راضی

5)إلیہ: محبوب کے پاس جانے والے، تو اسکو تسلی و خوش ہونی چاہئے۔

6)راجعون: واپس کا سفر: سفر سے حضر میں آرہے ہیں یعنی اپنے وطن میں۔

7)اولئک علیھم صلوات: عام رحمت

8)رحمۃ: خصوصی رحمت اور رقت قلبی ملے گا۔

9)مھتدون: 1)إلی الجنۃ؛ 2)إلی أن حقیقۃ الدنیا فانیۃ۔

10)

-مصیبتوں کو ختم کرنے میں اور آسان کرنے میں مدد لو صلوۃ اور صبر سے۔

-فؔ: مصیبتیں کفارہ سیئات مطلقًا صبر کرے یا نہ کرے، ہاں صبر کرے تو ثواب مضاعف ہو گا۔

حؔ: شرط یہ ہے کہ جزع فزع نہ کرے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ»(حدیث:1303)

- صبر کا اعتبار اس وقت ہے جب غم ہو۔
- معلوم ہوا کہ قول بغیر چلانا دھونا نیاحت میں داخل نہیں۔
- یاابتاہ إلی جبریل ننعاہ، یا أبتاہ إلی جنۃ الفردوس مأواہ، یا أبتاہ، أجاب ربًّا دعاہ۔
- ابراھیم 10 إلی العاشر من ربیع الأول یوم الثلاثاء(منگل) کو وفات پائی۔
- یجود بنفسہ: یخرج روحہ اور مال کے ساتھ سخاوت مشابہ ہے روح کے ساتھ سخاوت کرنے سے۔
- الناس لایصبرون یارسولَ اللہ وأنت أیضًا مع رفع درجتک وعلوِّ مرتبتک
- إن ھذہ الدمعۃ رحمۃٌ أی رقت قلبی، یہ کفارہ سیئات، نعم البدل ہے۔
- رحمت: خاص رحمت اور رقت قلبی اور تواضع تو معلوم ہوا کہ رقت قلبی کی وجہ سے بکاء ہے۔
- بکاء کے 10 قسمیں ہیں(فارحمنی): 1)ف: فرح؛ 2)ا: اجرت کی وجہ سے رونا؛ 3)ر: رحمت کی وجہ سے یعنی رقت قلبی؛

4)ح: حزن؛ 5)م: موافقت کی وجہ سے؛ 6)م: منافقت کی وجہ سے؛ 7)م: مرض کی وجہ سے؛

8)م: محبت کی وجہ سے؛ 9)ن: جُبن: بزدلی کی وجہ سے؛ 10)خوف کی وجہ سے۔

-امرؤالقیس کا شعر ہے: قِفَا نبکی من ذکری حبیب ومنزلی بین الدخول فحوملی۔

بَابُ البُكَاءِ عِنْدَ المَرِيضِ(ص174)(حدیث:1304)

- فۃ:بکاء عند المریض خلاف أولی؛ ح:آہستہ روئے تو ٹھیک لیکن اصل مریض کو دیکھنا ہے۔
- غاشیۃ:1)بستر، فراش؛ 2)خدّام؛ 3)في غشيٍ من أہلہ یعنی بے ہوشی گھر میں۔
- جمہور:نفس البکاء قبل الموت وبعد الموت جائز۔
- الا تسمعون:آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان اسلئے، تاکہ لوگوں کو جرأت ہوگی اور زیادہ رونے کی
- 1)یعذّب ویرحم؛ 2)إلی أن یرحم؛ 3)یا إلاّ أن یرحم۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ النَّوْحِ وَالبُكَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذَلِكَ(حدیث:1305-1306)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:اگر آپ بکاء مع الصوت ونوحہ، کو دیکھیں تو منع کرے:وإن کان نازلًا عن الحرام لأنہ یؤدی إلی الحرام یعنی ناجائز
- عناء:مشقت؛ مشائخ کو اپنے مریدین سے ان باتوں پر بیعت لیناچاہئے جو انکی خرابی ہیں یعنی عادت قبیحہ کا ترک کی بیعت لے لی جائے۔
- ماوفّت إلا خمسۃ یعنی مکمل طور پر وعدہ کو پورا کیا:1)ام سلیم؛ 2)ام علاء؛ 3) ابنۃ ابی سبرۃ۔

بَابُ القِيَامِ لِلْجَنَازَةِ(ص175)(حدیث:1307)

- دۃ:قیام للجنازۃ منسوخ نہیں،اب بھی باقی ہے؛ کھڑے ہوناچاہے فرشتے ہیں موت کی ہیبت
- ائمہ ثلاثۃ:منسوخ ہے اور استدلال:إن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قام ثم جلس۔
- کان النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یأمرنا بالقیام ثم جلس فأمرنا بالجلوس۔
- أو توضع علی الأرض۔

بَابٌ: مَتَى يَقْعُدُ إِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ؟(حدیث:1308-1309)

- مصنفؒ قیام کے قائل ہیں امام احمدؒ کے تابعداری میں،تو پھر کب بیٹھے گا؟

بَابٌ: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً، فَلاَ يَقْعُدُ حَتَّى تُوضَعَ عَنْ مَنَاكِبِ الرِّجَالِ، فَإِنْ قَعَدَ أُمِرَ بِالقِيَامِ(حدیث:1310)

- بہتر یہی ہے مستحب؛ احناف:جلوس مکروہ قبل الوضع علی الأرض
- فۃ:مستحب اور بہتر کہ نہ بیٹھے قبل أن توضع الجنازۃ؛ مالکیہ:یجوز الجلوس للمشیّعین(اٹھانے والے)
- ابوداوٗد میں:قبل أن توضع في اللحد تو بخاری کی روایت مقدم ہے اور ابوداوٗد کی روایت میں راوی کی تفسیر ہے۔
- ابو ھریرۃؓ بھول گئے تھے یا جائز سمجھتے تھے قعود کو:إما نسی وإمّا حملہ علی الاستحباب؛
- مروان:حاکم المدینۃ؛
- صدق:1)سچ کہتے لیکن خیال نہ رہامجھے یا2)سچ کہتے لیکن میرے نزدیک قعود کی گنجائش

- روایت: کنا مع النبی ﷺ فی جنازۃ فانتھینا إلی القبر ولمّا یُلحد... فجلس وجلسنا حولہ۔

بَابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ(حدیث:1311-1312-1313)

- مصنفؒ: غیر مسلم کا جنازہ ہو تب بھی کھڑا ہونا ہے، موت وخوف کی ہیبت کی وجہ سے یا فرشتے کی وجہ سے۔
- ذمی: انھم أُقرّ علی أرضٍ مفتوحۃٍ..... أھل الأرض یاد نیا والے لوگ مراد کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے؛ ائمہ ثلاث: منسوخ ہے۔
- لستم تقومون لھا، إنکم تقومون لمن معھا من الملائکۃ۔

بَابُ حَمْلِ الرِّجَالِ الجِنَازَةَ دُونَ النِّسَاءِ(حدیث:1314)

- نساء کمزور ہیں اور آپ ﷺ نے انکو منع فرمایا؛ مسند ابی یعلی میں: 4056 - حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ الْعِجْلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمْرَانَ، حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَرَأَى نِسْوَةً فَقَالَ: «أَتَحْمِلْنَهُ؟»، قَالَ: «أَتَدْفُنَّهُ؟»، قُلْنَ: لَا، قَالَ: «فَارْجِعْنَ مَأْزُورَاتٍ غَيْرَ مَأْجُورَاتٍ».
- تاکہ اختلاط بالرجال نہ ہو۔
- حمل الرجال: 3 آدمی کوئی قائل نہیں تو 4 ہے۔
- 2 اٹھائیں گے: آگے والے علی عنقہ اور پیچھے والا علی صدرہ۔
- آپ ﷺ نے سعد بن معاذؓ کا جنازہ کے اٹھانے کا حکم 2 آدمی کو دیا تھا۔
- جواب: 1) فرشتے بھی اٹھاتے تھے اسلئے ہلکا تھا۔

2) محمول ہے عذر پر، تنگی کی وجہ سے۔

3) بیان جواز کے لئے۔

- 1) ابن مسعودؓ: من حمل جنازۃ مسلم فلیأخذ بجوانب السریر الأربعۃ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: «السُّنَّةُ فِي حَمْلِ الْجِنَازَةِ بِجَوَانِبِ السَّرِيرِ الْأَرْبَعِ، فَمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ فَهُوَ نَافِلَةٌ»(مسند أبی حنیفة)

2) ابو الدرداءؓ: من تمام الجنازۃ أن یشیّعھا أھلھا وأن تحمل بأرکانھا الأربعۃ وأن تحثوا علی القبر۔

3) ابن عمرؓ: أمر کہ جنازے کو: امر ابن عمر أن تحمل بجوانب السریر الأربعۃ

-کل شیء سے مراد ہر جو عالم برزخ سے متعلق: فرشتے اور جنات؛ کل شیء من ذوی العلم۔

بَابُ السُّرْعَةِ بِالْجِنَازَةِ(حدیث:1315)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جنازہ میں نہ بطوء ہو اور نہ سرعت ہو: فوق المشی المعتاد و تحت العَدوِ؛ فامشوا بینھا: یہ جملہ مشیعین کے لئے ہے۔
- أسرعوا بالجنازۃ: 1) إلی محل القبر و...........2) جلدی تیار کرو یا لاستعداد أی فی تجھیزھا؛ 3) إلی محل الجنازۃ۔
- ابن حزم: وجوب کے لئے؛ روح جسکا تعلق بدن کے ساتھ: قول حقیقی۔

بَابُ قَوْلِ المَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الجِنَازَةِ: قَدِّمُونِي(ص176)(حدیث:1316)

- ترجمۃالباب کا مقصد:حدیث میں جنازۃ کا مطلب میت ہے؛ الجنازۃ علی الجنازۃ۔

بَابُ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ أَوْ ثَلاَثَةً عَلَى الجِنَازَةِ خَلْفَ الإِمَامِ(حدیث:1317)

- ترجمۃالباب کا مقصد:تثلیث مستحب ہے واجب نہیں اور بہتر ہے کہ طاق وو تر صفوف ہو؛کـ:1)صف واحد یکفی
- روایت:..........................فقد أوجب
- روایت:ماصلی علی میت ثلاثۃ صفوف إلا غفر لہ

بَابُ الصُّفُوفِ عَلَى الجِنَازَةِ(حدیث:1318-1319-1320)

- ترجمۃالباب کا مقصد:1)بہتر 3صفوف ہے کم سے کم

2)تسویۃ الصفوف جنازے میں بھی ہونا چاہئے

3)عطاء بن أبی رباح کی تردید:جنازہ استغفار ہے،تسویۃ الصفوف لازم نہیں

4)جنازۃ علی الحاضر ہونہ کہ غائب پر اور نجاشی مستثنی

-اور دوسرا واقعہ تبوک کے موقعہ پر؛معاویہ بن معاویہ میں کلام ہے۔

-قبرِ منبوذٍ:1)منفرد(اصل ہے)؛ 2)ٹوٹی ہوئی قبر؛ 3)الذی القتہ اُمُّہ

-آپ ﷺ اپنے زمانے میں جنازہ پڑھاتے تاکہ قبر میں نور روشنی پیدا ہو اور سب کے ولی و متولی آپ ﷺ ہی تھے تو آپ ﷺ کو جنازے کے اعادے کا حق تھا جیسے:وہ عورت سوداء التی کانت تقم المسجد۔

-ھلمُّوا:اھل نجد:ھلمّ،ھلمّا،ھلمُّوا اور بنی تمیم سب کے لئے مفرد استعمال کرتے:ھَلُمَّ

-صفوف:فُعُول:کافی صفیں تھیں۔

بَابُ صُفُوفِ الصِّبْيَانِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الجَنَائِزِ(حدیث:1321)

- ترجمۃالباب کا مقصد:مردوں کے صف میں بچے کھڑے ہونگے لقلۃ حضورھم الجنازۃ،والجنازۃ لیس کعامۃ الصلوات فی حق الصفوف۔

بَابُ سُنَّةِ الصَّلاَةِ عَلَى الجَنَازَةِ(حدیث:1322)

- ترجمۃالباب کا مقصد:1)جنازہ کا کیا طریقہ؟آداب وارکان؟

2)جنازہ پر صلوۃ کا اطلاق ہوتا ہے تو صلوۃ کے آداب ہونا چاہئے:امام،کلام نہ ہو،استقبال قبلہ،طہارت ضروریہ۔
رکوع وسجدہ نہیں تاکہ میت پر رکوع و سجود کا اشتباہ نہ ہو۔

3)احناف کی تردید:تیمم کر سکتا اگر جنازے کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو بہ خلاف فـ؛(ہاں ولی تیمم نہ کرے اسلئے کہ انکو اعادہ کا حق ہے)۔معلوم ہوا کہ امام الحی کو حق ہے سوائے کہ ولی أعلم ہو،جنازے کا بدل نہیں۔

-امام کے سلام کے بعد تکبیرات کی قضاء کرے گا فقط اسلئے کہ خطرہ ہے کہ جنازہ اٹھایا جائے گا(جو کہ اسکی نماز کو فاسد کردے گا)

-تو معلوم ہوا کہ جنازے کے بعد دعاء نہیں بلکہ نماز خود دعاء ہے۔

-4 تکبیرات اسی پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے،آپ ﷺ پر 4 تکبیرات:

-ابو بکرؓ کے جنازے کو عمرؓ نے اور عمرؓ کے جنازے کو صہیبؓ نے 4 تکبیر۔

-حسنؓ نے علیؓ کے جنازے کو 4 تکبیر کے ساتھ پڑھائی۔

بَابُ فَضْلِ اتِّبَاعِ الجَنَائِزِ (حدیث:1323-1324)

- مسئلہ گزر چکا ص164 پر!؟
- جواب:1) یہاں بیان فضیلت اور وہاں نفس اتباع کا ذکر تھا۔

2) وہاں مقصود جنازے کی تیاری اور یہاں آگے یا پیچھے چلنا چاہیے

-مصنفؒ: الخلف أفضل وبہ قال الأحناف؛ فؒ: القدام أفضل؛ کؒ دؒ: القدام أفضل للماشي والخلف أفضل للراکب۔

-احناف کے وجوہ ترجیح:1) اکثر روایات میں اتباع ہے

2) علیؓ: فضل المشي خلفھا کفضل الجماعۃ علی الانفراد

3) آپ ﷺ: الجنازۃ متبوعۃ، لاتتبع ولیس منھا من تقدمھا (فی اسنادہ ابوماجد وھو ضعیف): 1011 - حدثنا محمود بن غيلان، قال: حدثنا وهب بن جرير، عن شعبة، عن يحيى إمام بني تيم الله، عن أبي ماجد، عن عبد الله بن مسعود قال: سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المشي خلف الجنازة؟ قال: ما دون الخبب، فإن كان خيرا عجلتموه، وإن كان شرا فلا يبعد إلا أهل النار، الجنازة متبوعة ولا تتبع، وليس منها من تقدمها.

هذا حديث غريب لا يعرف من حديث عبد الله بن مسعود إلا من هذا الوجه.

سمعت محمد بن إسماعيل يضعف حديث أبي ماجد هذا، وقال محمد: قال الحميدي: قال ابن عيينة: قيل ليحيى، من أبو ماجد هذا؟ قال: طائر طار فحدثنا.

وقد ذهب بعض أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وغيرهم إلى هذا، رأوا أن المشي خلفها أفضل، وبه يقول سفيان الثوري، وإسحاق. (ترمذی)

- ابن عمرؓ:............. ألا تراني أين أني أمشي خلفھا
- طاؤس مرسلاً: ما مشی رسول اللہ ﷺ إلا خلفھا حتی مات
- مصنف عبد الرزاق: 6262 - عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «مَا مَشَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةٍ حَتَّى مَاتَ إِلَّا خَلْفَ الْجِنَازَةِ» وَبِهِ نَأْخُذُ.
- مصنف ابن ابی شیبۃ: 11239 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ ابْنِ أَبْزَى، قَالَ: كُنْتُ فِي جِنَازَةٍ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ أَمَامَهَا وَعَلِيٌّ يَمْشِي خَلْفَهَا قَالَ: فَجِئْتُ إِلَى عَلِيٍّ فَقُلْتُ لَهُ: الْمَشْيُ خَلْفَهَا أَفْضَلُ أَوِ الْمَشْيُ أَمَامَهَا، فَإِنِّي أَرَاكَ تَمْشِي خَلْفَهَا، وَهَذَانِ يَمْشِيَانِ أَمَامَهَا قَالَ: فَقَالَ لِي: «لَقَدْ عَلِمْنَا أَنَّ الْمَشْيَ خَلْفَهَا أَفْضَلُ مِنْ أَمَامِهَا مِثْلَ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى الْفَذِّ، وَلَكِنَّهُمَا يَسِيرَانِ مُيَسِّرَانِ يُحِبَّانِ أَنْ يُيَسِّرَا عَلَى النَّاسِ».
- عبد الله بن عمرو بن العاص: میرے والد عمرو نے وصیت کی: جب میرے جنازے کو لے لوگے تو متوسط سیر سے چلو اور پیچھے چلو اسلئے کہ آگے کا حصہ فرشتوں کے لئے اور انسان کا حصہ پیچھے ہے۔
- حدیث باب: شوافع کی دلیل ہے۔

- حدیث: تم یہودی اور نصاری کو ابتداء سلام نہ کرو، فاضطروہ إلی أضیق الطریق تو مطلب یہ نہیں کہ غیر مسلم کو دیوار سے لگاؤ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اکرام اپنے مسلمان کے ساتھ کرو اور یہود و نصاری کے ساتھ یہ اتنا احترام اختیار نہ کرے۔
- جنازہ شفاعت اور شفیع مو آگے جانا چاہئے تو جواب یہ ہے کہ جنازہ کا وقت بھی شفاعت کا وقت ہے لیکن کوئی بھی اسکے قائل نہیں کہ جنازہ کے آگے کھڑے ہو جائے۔
- فؒ: کانوا ینصرفون ولا یستأذنون؛ کؒ: اجازت لینا ضروری ہے؛ حمید بن ھلال: ماعلمنا علی الجنازۃ إذنًا
- قیراط ذھب: 212 گرام؛ قیراط جنازۃ: احد پہاڑ کے برابر؛ قیراط: 4 حبّات شعیر۔

بَابُ مَنِ انْتَظَرَ حَتَّى تُدْفَنَ (حدیث: 1325)

- "من" موصولۃ؛ خبر مقدر: فھو الأفضل
- دفن: 1) أول الوضع؛ 2) عند تکمیل الوضع؛ 3) بعد القاء التراب (ھذا ھو الأصح وأنسب)
- بیان فضیلت ہے کہ بہتر یہ ہے کہ انتظار کیا جائے حتی یُدفن
- حضرت گنگوہیؒ: ایک قیراط الدنیا ہے: شعیر 4 حبات کے برابر اور ایک قیراط الآخرۃ: احد کے برابر۔

فليتك تحلو والحياة مريرة وليتك ترضى والأنام غضاب

وليت الذي بيني وبينك عامر وبيني وبين العالمين خراب

اذا صحّ منك الودّفالكل هيّن ... و كل الذي فوق التراب .. تراب

بَابُ صَلاَةِ الصِّبْيَانِ مَعَ النَّاسِ عَلَى الجَنَائِزِ (ص177) (حدیث: 1326)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف مسئلہ کی طرف اشارہ: صرف بچوں نے نماز جنازہ پڑھا؛ فؒ: فرض ادا ہو گا
- احناف: 1) نماز نہیں ہوئی اور فرض ادا نہیں ہوا؛ 2) فرض ادا ہوا (جامع الفتاوی)
- اسکی نظیر: نابالغ نے اذان دی یا سلام کا جواب دیا تو فرض بالغین کا ذمہ فارغ
- حنابلہ: ایک مکلف کم از کم ہونا چاہئے ولو أنثی أو خنثی تو مصنفؒ نے وہی اختیار کیا اور یہ ثابت نہیں ہے کہ صرف بچوں نے پڑھا ہو۔
- تو ترجمۃ الباب: 1) لا یکفی حضور الصبیان فقط؛ 2) یجوز حضورھم: ابن عباسؓ شامل تھے، اکیلے نہیں تھے۔

بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الجَنَائِزِ بِالْمُصَلَّى وَالمَسْجِدِ (حدیث: 1327-1328-1329)

- جنازہ کی نماز مصلی گاہ اور مسجد میں بھی جائز ہے جیسے فؒ اور دؒ کے نزدیک
- حؒ کؒ: جنازہ مصلی میں ہے اور مسجد میں مکروہ ہے، بعض کہتے کہ مصنفؒ بہ ظاہر احناف کے ساتھ اسلئے کہ مسجد کی حدیث ذکر نہیں کی (کیونکہ انکی شرط پر نہیں) لیکن فقہ البخاری فی تراجمہ چنانچہ وہ فؒ کے مسلک پر ہیں۔
- اشکال: حدیث میں فی المسجد!؟

جواب: 1) مصلی مسجد کے ساتھ تھا (زیادہ لوگ ہو تو مسجد تک پہنچ جائیں گے)

2) مصلی فی حکم المسجد تو پھر مسجد میں بھی جائز

اشارہ إلی احادیث اخری 3) مصلی میں جنازہ یہاں مذکور اور مسجد میں جنازہ دوسری روایت میں مذکور ہے مثلاً عائشہؓ نے کہا کہ سعد بن ابی وقاصؓ کے جنازے کو مسجد سے گزارا جائے، داخل کیا جائے لیکن لوگوں نے انکار کیا۔

1)ابو بکر و عمر کا جنازہ مسجد میں ہوا ہے!؟جواب:اسلئے کہ انکی تدفین مسجد ہی میں ہوئی، آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس تو بہ طور ضرورت ہے۔

2)واللہ لقد صلی النبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ علی ابن البیضاء فی المسجد، سہیل وأخیہ، جواب: بارش وغیرہ کے عذر کی وجہ سے یا طوفان تھا

-احناف: نہیں پر ھنا چاہئے مسجد میں اسلئے کہ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مصلی میں پڑھا اکثر اوقات حتی کہ نجاشی کی نماز بھی بغیر لاش کے مصلی ہی پر پڑھی حالانکہ مسجد نبوی 50000 زیادہ ثواب کو چھوڑ کر مصلی پر پڑھا

3)من صلی علی المیت فی المسجد فلا شیء لہ(اجر نہیں اگر فلیس لہ شیء)سند میں ابو الخطاب دمشقی

جواب: ایک روایت میں فلا أجر لہ یا فلا صلوۃ لہ، اسپر اشکال کہ سند میں صالح مولی تومۃ، آخر میں مختلط ہوئے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ابن أبي ذئیب ان سے روایت کرتے جنہوں نے قبل الاختلاط روایت لی۔

- احناف: 1)کراہت؛ 2)کراہت نہیں۔
- شامی: 2 قسم کے افعال: ایک قسم جسکا اثر مفعول پر اثر ظاہر ہو (جیسے لأضربنّ زیدًا فی المسجد)مفعول زید کا مسجد میں ہونا کافی ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ اثر ظاہر نہ ہو (جیسے شتمتُ زیدًا)

توجس محل کا ذکر ہوا، اگر اثر ظاہر نہ ہو تو نتیجہ مرتب ہونے کے لئے یہ کہ فاعل مسجد میں ہو

- من صلی علی الجنازۃ فی المسجد: اس صورت میں اگر مصلی مسجد میں ہو، اگرچہ جنازہ خارج المسجد ہو تو یہ نتیجہ مرتب ہو گا فلا أجر لہ
- مکہ مکرمہ میں توارث و تعامل، تو ہم کیوں تعامل نہیں لیتے؟

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ اتِّخَاذِ المَسَاجِدِ عَلَى القُبُورِ(حدیث:1330)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: قبر کو مسجد أی محل سجدہ بنانا مکروہ و حرام ہے، عام ہے بناء ہو یا نہ ہو۔
- علامہ شامی نے عبد الغنی النابلسی کے حوالے سے کہا کہ قبر پر گنبد بنانا جائز ہے: [تتمة] كره بعض الفقهاء وضع الستور والعمائم والثياب على قبور الصالحين والأولياء قال في فتاوى الحجة وتكره الستور على القبور اهـ. ولكن نحن نقول الآن إذا قصد به التعظيم في عيون العامة حتى لا يحتقروا صاحب القبر، ولجلب الخشوع والأدب للغافلين الزائرين، فهو جائز لأن الأعمال بالنيات، وإن كان بدعة فهو كقولهم بعد طواف الوداع يرجع القهقرى، حتى يخرج من المسجد إجلالا للبيت حتى قال في منهاج السالكين إنه ليس فيه سنة مروية، ولا أثر محكي وقد فعله أصحابنا اهـ كذا في كشف النور عن أصحاب القبور للأستاذ عبد الغني النابلسي قدس سره.
- لیکن بہشتی زیور کے ضمیمہ میں اسکا رد ہے۔
- فأجابہ آخر: رجال سے مراد: رجال الغیب ہے۔
- حدیث: نھی رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن یبنی علی القبر وأن یتخذ القبور مسجدًا
- ....اتخذوا مقابر انبیائہم..............یحذّر ما صنعوا
- اگر سجدہ تعظیمی ہے کفر نہیں لیکن حرام ہے اور سجدہ عبادت شرک و حرام بھی ہے۔
- شعر: أتیتُ القبور.................این المعظم والمعتقر

وأین الدلیل............وأین المعزُّ إذا ما افتخر

- قرآن میں: لنتخذن علیھم مسجدًا: اگر مسلمان ہو تو مراد بقُربہ مسجدًا اور یہ مراد نہیں کہ نماز میں اور اگر مسلمان نہیں تھے تو متغلبین کا قول ہے: قال الذین غلبوا علی أمرھم۔
- آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی قبر پہلے سے بناء میں تھی چنانچہ اس پر اشکال وارد نہیں ہے؛ ابو بکرؓ: جس نبی کا جہاں انتقال ہوا وہیں دفن کرنا چاہئے۔

- باقی گنبد بنانا یہ بادشاہوں اور ملوک کا کام ہے تو وہ جانے۔

بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى النُّفَسَاءِ إِذَا مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا(حدیث:1331)

- حیض و نفاس کی حیثیت سے گزرا ہے اور یہاں جنازہ کی حیثیت سے۔
- اختلاف شہادۃ المعرکۃ میں ہے اور یہ شہادت حکمی تو بالاتفاق جنازہ کی نماز
- فؒ: درمیان بالکل کھڑا ہو جائے؛ احناف: سینہ کو وسط کہتے؛ فوقہ رأس و یدان اور تحت بطن ور جلان

بَابٌ: أَيْنَ يَقُومُ مِنَ المَرْأَةِ وَالرَّجُلِ(ص177)(حدیث:1332)

- احناف سینہ کے بالمقابل بہتر ہے (وسطؒ تو متحرک ہو سکتا ہے)
- دؒ: عند رأسہ لہ وعند عجیز تھا لھا۔ کؒ: عند رأسھا نقل کیا گیا یا مثل دؒ۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ تھا۔
- مصنفؒ کا مسلک سب کے خلاف ہوا اسلئے کہ عورت کے جنازے پر قیاس کیا مرد کے لئے۔
- احناف: نور ایمان قلب میں ہے (زیادہ مضبوط دلیل نہیں، کوئی کہہ سکتا ہے کہ شرارت کا محل درمیان میں بھی ہے تو استغفار کا یہی محل ہے)
- 1) انسؓ: اِنہ قام عند صدرھا فقال احفظوھا (رواہ ابن عبد البر)
- 2) ابن مسعودؓ، ابراھیم نخعیؒ اور عطاء بن أبی رباحؒ سب سینے کے برابر کھڑے ہوتے تھے (رواہ القرطبی فی الاستذکار)

وعن بن مَسْعُودٍ وَعَطَاءٍ وَإِبْرَاهِيمَ يَقُومُ الَّذِي يُصَلِّي عَلَى الْجِنَازَةِ عِنْدَ صَدْرِهَا وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ.

- 3) وسط: 2 اعضاء اوپر اور 2 نیچے
- فؒ دؒ: انسؓ: صلی علی رجل فقام علی رأسہ فصلی علی امرأۃ فقام عند عجیز تھا اور کہا تاکہ تم سیکھ لو کہ کیسے جنازے میں کھڑے ہو جائے۔
- جواب: انکا فعل جواز پر محمول ہے، اور بہتر کہا ہے تو ابن مسعودؓ کی روایت کو لی اور انسؓ کی دوسری روایت۔
- بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سینہ کے پاس اور بعض عند الرأس اور عجیز تھا تو تطبیق دی احناف نے۔
- اور کہتے ہیں کہ ایک روایت حؒ کی امام فؒ کی طرح ہے۔
- حرب عن احمدؒ: انہ صلی علی المیت فقام بازاء صدرھا۔

بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الجَنَازَةِ أَرْبَعًا(حدیث:1333-1334)

- لیس فی صحیحین سلیمؒ غیرہ۔

بَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الكِتَابِ عَلَى الجَنَازَةِ(ص178)(حدیث:1335)

- 2 قسم کی روایت موجود ہیں: 1) پڑھنا چاہیے
- ابن عباسؓ مرفوعًا: اِذا صلیتم علی المیت فاقرؤوا

- إذا صليتم على الجنازة.............فاقرؤوا بفاتحة الكتاب (سند میں محلی بن حمران ضعیف)
- ابراهيم بن عثمان الشيبي: ان حضرات کے نزدیک ضعیف یہاں تک کہ تراویح کے 20 رکعات میں انکی حدیث قبول نہیں کیا۔
- ام شریک والی روایت:....................(ضعیف)
- نسائی کی روایت: ضم سورت کے ساتھ فاتحہ پڑھا (کوئی اسکے قائل نہیں ہے)
- اور یہاں موقوف روایت ہے جو سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔
- خلاصہ ان تمام روایتوں کا کہ 1) فاتحہ پڑھنا چاہئے؛ 2) یا نہیں پڑھنا چاہئے۔
- ابن عمرؓ، ابو هریرةؓ، علیؓ، فضالۃ بن عبیدؓ، جابرؓ، واثلۃ بن اسقعؓ نہیں پڑھتے تھے۔
- احناف تطبیق: إذا صليتم على الميت فأخلصوا له الدعاء۔
- دعاء میں ثناء درود وغیرہ ہے اور ثناء کے 2 طریقے: 1) فاتحہ پڑھ لے ثناء کی نیت سے؛ 2) فاتحہ نہ پڑھے بلکہ ثناء پڑھے۔
- تو جن روایات میں فاتحہ ہے تو ثناء کے درجے میں ہے اور جن روایات میں فاتحہ نہیں ہے تو ثناء ہے جو اسکے قائم مقام ہے۔
- تطبیق کا خلاصہ: جنازہ میں حمد مطلوب ہے، چاہے الحمد یا ثناء یا اور ثناء کی شکل میں ہو۔
- فؒ: سورۃ فاتحہ لازم و فرض ہے؛ حؒ کؒ: فاتحہ ضروری نہیں، فاتحہ علی نیۃ الحمد ممکن ہے یا کچھ اور۔
- ابن عباسؓ سے ضم سورت جھراً مروی ہے لیکن کسی کا عمل نہیں ہے اس پر۔
- إنها سنةٌ من السنن (غير المعروفة) لوگ نہیں پڑھتے تھے اسلئے کہ مروج نہیں تھا۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى القَبْرِ بَعْدَ مَا يُدْفَنُ (حدیث: 1336-1337)

- فؒ: جسنے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی ہو تو قبر پر پڑھسکتا ہے؛ حؒ کؒ: جائز نہیں۔
- احناف: ہاں اگر بغیر نماز کے دفن کیا گیا ہو تو جبتک تغیر نہ ہو میت کے بدن میں تو پڑھسکتا ہے۔
- یا ولی پڑھ سکتا ہے مالم يتفسخ على غالب ظنه۔ أو دفن في كفن نجس أو غسل بماء نجسٍ۔
- جواب: آپ ﷺ کی خصوصیت: أنا أولى بالمؤمنين من أنفسهم، والنبي ولي لكل مؤمن۔ اور إن هذه القبور مملوءة ظلمة...........بصلاتي عليه
- ابن عمرؓ جنازے میں پہنچتے تھے اور اگر ختم ہو تو قبر پر جاکر دعا کرتے تھے
- دوسری حدیث: وإلا صحّ أنها مرأة تو معلوم ہوا کہ عالم الغیب نہیں: دُلُّوني؛ أدفنتموه فلا آذ نتموني؟

بَابٌ: المَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ (حدیث: 1338)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مصنف سماع موتی کے مسئلہ کی طرف اشارہ کررہے ہیں
- فؒ: سنتے ہیں؛ احناف کے مختلف اقوال ہیں: اکثر: نہیں سنتے اور بعض کے نزدیک: سنتے ہیں۔
- دلیل: 1) جب لوگ واپس جاتے تو قرعُ النعال کو سنتا ہے تو دوسری چیزیں بھی بہ درجہ اولی سنتے ہونگے

2) آپ ﷺ نے قلیب بدر کے پاس کہا مردوں سے خطاب کرکے کہ کیا وہ وعدہ سچ پایا؟ اور فرمایا: ما انتم بأسمع من هؤلاء۔

3)قتادة: أحیاھم اللہ فأسمعھم (یہ انکی رائے ہے اور قدری ہونے کاالزام ہے ان پر)

4)قبر کے پاس جاتے ہو تو السلام علیکم یا أہل القبور (خطاب ہے)

5)علامہ بن عبد البر (فی الاستذکار) عبد الحق اشبیلی (الأحکام الوسطی میں) مامن أحد یمر بقبر أخیہ المؤمن ویعرفہ فی الدنیا ویسلم علیہ إلارڈ علیہ السلام اور یہ کہنا کہ فاطمہ بنت ریان ہے سند میں جو مجھولة ہے تو شیخ الشیخ اور بعد میں صحیح حدیث کہا تو معلوم ہوا کہ انکو معلوم تھا کہ کون ہے

-سند میں عبید بن عمیر مولی ابن عباس مجھول: موالی بن عباس صحیحین کا راوی ثقہ ہے

-امام سیوطی سماع موتی کے قائل ہیں

-سماع الموتی کلام الناس قاطعةً......... قد صح فیہ الآثار من کتب

وآیة النفی معناھا سماعُ ھدًی.......... لایسمعون ولا یصغون للأدب

- دوسری طرف حضرت عائشہؓ (اگر چہ بعض کہتے کہ رجوع کیا) اور بعض احناف سماع موتی کے قائل نہیں:

- إنک لاتسمع الموتی ولاتسمع الصم الدعاء إذاولوا مدبرین: کفار کو تشبیہ دی

- تو قائلین سماع موتی اس آیت کی تشریح یوں کرتے: 1) موتی سنتے لیکن قبول نہیں کر سکتے چونکہ کفار موتی کی طرح تو سنتے ہیں لیکن قبول نہیں کرتے۔

2) إنک لاتسمع الموتی بحسب عالَمنا (ظاہری اعتبار سے نہیں سنتے لیکن باطنی اعتبار سے سنتے)

3) جو چیز مافوق الاسباب ہے تو اسکی نسبت اللہ کی طرف ہے جیسے ومارمیت إذ رمیتَ ولکن اللہ رمی تو رمی ظاہرًا آپ ﷺ نے کی لیکن اللہ نے پہنچایا

إنک لاتھدی من أحببتَ ولکن اللہ یھدی من یشاء، تو یہاں بھی یہ مطلب ہو گا کہ کفار موتی کی طرح انکو سنانا آپ کا کام نہیں ہے بلکہ ہمارا کام ہے کہ سنانا چاہے تو سنادے، کافروں کو نہیں منوا سکتے جس طرح میت کو نہیں منوا سکتے۔

- تو یہ کہہ سکتے کہ اللہ انکو سلام پہنچاتے اور انکا سننا اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔

- جو سماع موتی کے قائل نہیں، تو ان تمام دلائل کی تاویل کرتے: مثلاً قلیب بدر آپ ﷺ نے سنایا موتی کو معجزةً

- العبد إذا وضع فی قبرہ وتولی (من وضعہ فی القبر)............ لیسمع قرع نعالھم کے بارے کہتے کہ یہ کنایة سرعت سے کہ جلدی فرشتے آتے (یہ تاویل حضرت گنگوہیؒ کی ہے کہ کنایة عن سرعة اتیان الملائکة) یا یہ کہتے کہ اگر وہاں کوئی آدمی کھڑا ہوتا قبر میں اور مٹی نہ ہوتا تو سن لیتے، تو یہ سننا علی سبیل التمثیل والتشبیہ یا کہتے کہ إنہ لیسمع قرع نعالھم یعنی قبر کے پاس کے لوگ سنتے جوتوں کی آواز ابھی تک کہ فرشتے آتے ہیں۔

- حضرت گنگوہیؒ، مفتی عزیز الرحمنؒ، مفتی کفایة اللہؒ علماء دیوبند سے سماع موتی کے قائل نہیں ہیں۔

- ولاتلیتَ: 1) لاتلوتَ القرآنَ؛ 2) ولا تلوتَ ای لااتّبعتَ یعنی تم نے کسی کی تقلید نہیں کی۔

- یسمعھا الملائکة دون الثقلین تو انس وجن کو کیوں ثقیلین کہتے؟: وجہ تسمیہ: 1) لکونھا ثقیلین علی الأرض؛ 2) من الذنوب؛ 3) لکونھما نفیسین

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الدَّفْنَ فِي الأَرْضِ المُقَدَّسَةِ أَوْ نَحْوِهَا(حدیث:1339)

- فھذا أفضل أو جائز؛ أو نحوھا: یا قریب میں۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: بعض ان حضرات کی تردید ہے جو کہتے کہ زمین کسی کو مبارک نہیں بناتی
- عن سلمانؓ: إن الأرض لا تقدس أحداً تو مطلب یہ ہے کہ صرف زمین پر اعتماد نہ کرو بلکہ اعمال اور اللہ کے فضل پر اعتماد رکھنا چاہئے
- 1)مبارک زمین کی تلاش کر کے وہاں دفن کرنے کی تمنا کرنا بہتر ہے۔
  2)مبارک جگہ میں مردہ کو منتقل کرنا صحیح

-احناف: میت کو منتقل نہیں کریں گے، ایک یا دو میل سے زیادہ ورنہ مکروہ، مصنفؒ کے نزدیک جائز ہے اور بعض احناف کے نزدیک بھی۔

-حضرت موسیٰؑ کی قبر تقریباً 30 کیلو میٹر دور ہے، تو یہ قبر کسی نے خواب دیکھا تھا اور یہاں قبر بنائی ورنہ یہودی بھی نہیں مانتے، گویا اللہ نے انکی قبر کو چھپایا اور آپ ﷺ معراج کی رات انکی قبر سے گزرے تو انکو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے قبر میں۔

-فرماتے کہ دعاء نہیں فرمائی کہ بیت المقدس میں ہو: 1)ورنہ قبر چھپا ہوا نہ ہوگا اور جھگڑا ہوگا۔

- 2)بیت المقدس میں وہ حضرات داخل نہیں ہوسکتے؛ حرام علیھم أربعین سنۃ، یتیھون فی الأرض

-اشکال: فرشتے کی قوت، انسانی قوت سے زیادہ ہے؛ جبریلؑ نے لوطؑ کے 5 بستیوں کو اٹھا کر پلٹا

جواب: 1)ملکی قوت زیادہ ہے جب اصلی شکل پر ہو ورنہ انسانی شکال میں انسانی طاقت ہے جیسے بدر کے فرشتے ورنہ ایک فرشتہ کافی ہے۔

2)ملکی قوت اعلی ہے لیکن نبوی قوت بھی أعلی ہے۔

-اشکال: موسیٰؑ نے کیسے مارا فرشتے کو حالانکہ وہ مرسل من اللہ تھا؟!

جواب: 1)لعلہ لم یعرفہ: جیسے ابراہیمؑ نے کھانے پینے کا انتظام کیا۔

یا آپ ﷺ کے پاس جبریلؑ آئے 10ھ اور سوال کیا(حدیث جبریل) تو آپ ﷺ نے نہیں پہچانا انکے جانے کے بعد تک، تو جب ملک الموت آیا اور کہا آپکی موت کے لئے تو ٹھپر مارا۔

2)پہچانا تھا لیکن ادب سکھایا کہ پہلے اجازت مانگنا چاہئے اور انبیاء کو اختیار ہے، تو اجازت نہ دی علی سبیل التأدیب(لا یصح)

اسلئے کہ یفعلون ما یؤمرون، فرشتے اللہ کے حکم پر چلتے: لا یعصون اللہ ما أمرھم تو اجازت کیسے نہیں لی؟

3)پہچان بھی لیا اور اجازت بھی لی لیکن موسیٰؑ تاخیر چاہتے تھے، بعض مصالح کی وجہ سے

أمّا الصک فھو لغلبۃ الحال(بیت المقدس کی فتح یا کسی اور مصلحت کی وجہ سے تاخیر چاہتے تھے) تو غصہ کی وجہ سے ایک لگایا۔ پھر جب معلوم ہوا کہ اللہ کی مرضی ہے کہ اسی وقت موت ہو تو تیار ہوئے۔

بَابُ الدَّفْنِ بِاللَّيْلِ(حدیث:1340)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: میت کو رات دفن کرنا جائز ہے
- وہ روایات جسمیں ممانعت یا مرجوح یا مؤول ہیں۔
- ابن عمرؓ: لا تدفنوا موتاکم باللیل؛ جابرؓ: زجر النبی ﷺ أن یقبر الرجل لیلاً(سند میں ابراھیم بن یزید ضعیف ہے)۔
  تو تأویل: 1)رات میں امکان ہے کہ غلطی کرے یا ٹوکر کھا کر گر جائے؛ 2) نہی شفقت پر محمول ہے۔

- ابو بکرؓ رات کو دفن ہوئے؛ علیؓ نے فاطمۃؓ کو رات میں دفن کیا؛ عثمانؓ جب شہید ہوئے تو خوارج کا تسلط تھا، تو رات کو دفن کئے گئے۔
- وقبر علیؓ بدار الامارۃ بکوفۃ اور جو نجف وغیرہ لوگ کہتے کہ علیؓ کی قبر ہے لیکن صحیح نہیں بلکہ مغیرۃ بن شعبۃؓ کی قبر ہے۔
- علیؓ: إنہ رآی أناسًا فی المقبر فإذا ھو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فی المقبر فإذا ھو یقول: ناولونی صاحبکم فإذا ھو الذی یرفع صوتہ بالذکر (رواہ أبو داؤد فی الجزء الثانی باسناد صحیح) کہتے کہ اسمیں اضطراب (البانی) بعض روایت ذکر بلند آواز سے کرتے تھے اور بعض روایت
- جنہوں نے رات کو دفن کیا، تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان پر انکار نہیں کیا۔

بَابُ بِنَاءِ المَسْجِدِ عَلَى القَبْرِ (ص179) (حدیث:1341)

- پہلے جو گزرا محل سجدہ بنانا اور کراہت کا لفظ آیا جو حرمت پر محمول تھا اور یہاں قبر پر یا پاس مسجد بنانا اوپر بنانے میں کراہت، پاس میں کوئی حرج نہیں تو پہلے محل سجدہ کی حیثیت سے اور یہاں بناء کی بات ہے۔
- اتخاذ مسجد (محل سجدہ) اور بناء کے درمیان عموم خصوص من وجہ؛ اتخاذہ محل السجدۃ اور بناء نہیں اور بناء مستلزم نہیں ہے کہ اتخاذہ مسجدًا، یہ بھی ممکن ہے کہ اتخاذ کا مطلب مسجد عارضی اور بناء کا مطلب مسجد دائمی، اور مسجد بنانا لوگوں کے لئے آسانی ہونہ کہ قبر کے تقرب کی وجہ سے۔
- تصویر: جو دیوار کا یا کاغذ پر بنائی گئی۔
- معلوم ہوا کہ امم سابقہ پر بھی ذی روح تصویر جائز نہیں تھی۔
- ماریۃ: گوری چمکنے والی عورت۔

بَابُ مَنْ يَدْخُلُ قَبْرَ المَرْأَةِ (حدیث:1342)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اجنبی داخل ہو سکتا ہے قبر میں، قبر کو ٹھیک کرنے کے لئے (ماہرین اور اچھے لوگوں کی ضرورت ہے) اور اتارنا الگ مسئلہ ہے۔ اور اتارنے کے لئے محارم یا اقارب غیر محرم یا الصالحون من أھل المحلّۃ
- 1) اشارہ کہ محارم کو داخل ہونا چاہئے لإنزال المیت
- اقتراف: اکتساب الخیر أو الشر یا قرف: زمین کی مٹی کو نکالنا (لغۃً)

بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى الشَّهِيدِ (حدیث:1343-1344)

- حؒ: جنازۃ ہے؛ شؒ: مستحب ہے، واجب نہیں؛ فؒ کؒ شؒ: جنازہ کی نماز نہیں بلکہ استغفار کے لئے؛ مصنفؒ: حؒ کا مذہب لیا
- تو شھداء مغفور ہیں! جواب: جنازۃ رفع درجات کے لئے بھی ہے (آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا جنازہ یا بچہ پر)
- شھید کا وجہ تسمیہ: 1) نبی اور فرشتے انکی نجات کی گواہی دیتے

2) رحمت کے فرشتے انکے پاس حاضر ہوتے

3) یشھدون یوم القیامۃ علی الأمم

4) یحضر روحہ إلی الجنۃ۔ 5) دمھم شاھدٌ علی حالھم وأعمالھم

-شہید پر ائمہ اربعہ کے نزدیک غسل نہیں: ہاں اگر جنبی ہو تو: ؒح: ہے؛ کؒ فؒ: نہیں ہے اور سب استدلال کرتے غسیل الملائکۃ، حضرت حنظلہؓ کی روایت سے: ایک گروہ کہتے دیکھو غسل ہوا، دوسرے کہتے کہ دیکھو فرشتوں نے دیا

-معلوم ہوا کا صاحب القرآن محترم فی الدنیا؛ یؤم القوم أقرءھم لکتاب اللہ

اور برزخ میں بھی: أیھم اکثر أخذا للقرآن

اسی طرح جنت میں: اقرأ وارتق ورتّل کما کنت ترتل فی الدنیا، فإن منزلتک فی آخر آیۃ تقرءھا اور قرآن کے کل آیات 6262 ہیں۔

- ولم یصلی علیھم: 1) فرادی فرادی؛ 2) کعامۃ الجنائز؛ 3) خصوصیۃً لھم؛ 4) مقدم ہے اور صلی علیھم آنے والی روایت میں موخر ہے (آپ ﷺ کی وفات سے پہلے)؛ 5) مثبت نافی پر مقدم؛ 6) جابرؓ مغموم تھے تو انکو معلوم نہیں تھا۔

- طحاوی: ابن عباسؓ سے مروی کہ آپ ﷺ کے سامنے 10 جنازہ رکھے جاتے تھے باری باری اور حمزہؓ اپنی جگہ پر تھے۔

- ابومالک اشعری کی روایت میں 9 کا ذکر تھا، تو معلوم ہوا کہ اجتماعی جنازہ ہوا۔

- ابوداؤد کی روایت: 3137 - حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِحَمْزَةَ، وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ غَيْرِهِ».

- یعنی جس طرح حمزہؓ پر جنازہ پڑھا تو دوسرے لوگوں پر اس طرح نہیں پڑھا

- دوسری روایت کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے زمین کی چابیاں ملی تو مجھ سے مانگو بلکہ مطلب فتوحات ہوگی

- مستدرک حاکم میں (3/688، نمبر 6527) اور نسائی میں بھی ایک روایت جسمیں آپ ﷺ نے فرمایا أنا شھید علیہ:

1953 - أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ، أَنَّ ابْنَ أَبِي عَمَّارٍ أَخْبَرَهُ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: أُهَاجِرُ مَعَكَ، فَأَوْصَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا كَانَتْ غَزْوَةٌ غَنِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيًا، فَقَسَمَ وَقَسَمَ لَهُ، فَأَعْطَى أَصْحَابَهُ مَا قَسَمَ لَهُ، وَكَانَ يَرْعَى ظَهْرَهُمْ، فَلَمَّا جَاءَ دَفَعُوهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟، قَالُوا: قِسْمٌ قَسَمَهُ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَهُ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قَالَ: «قَسَمْتُهُ لَكَ»، قَالَ: مَا عَلَى هَذَا اتَّبَعْتُكَ، وَلَكِنِّي اتَّبَعْتُكَ عَلَى أَنْ أُرْمَى إِلَى هَاهُنَا، وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ بِسَهْمٍ، فَأَمُوتَ فَأَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ: «إِنْ تَصْدُقِ اللَّهَ يَصْدُقْكَ»، فَلَبِثُوا قَلِيلًا ثُمَّ نَهَضُوا فِي قِتَالِ الْعَدُوِّ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمَلُ قَدْ أَصَابَهُ سَهْمٌ حَيْثُ أَشَارَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَهُوَ هُوَ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «صَدَقَ اللَّهَ فَصَدَقَهُ»، ثُمَّ كَفَّنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُبَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَدَّمَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ، فَكَانَ فِيمَا ظَهَرَ مِنْ صَلَاتِهِ: «اللَّهُمَّ هَذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِي سَبِيلِكَ فَقُتِلَ شَهِيدًا أَنَا شَهِيدٌ عَلَى ذَلِكَ».

بَابُ دَفْنِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلاَثَةِ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ (حدیث: 1345)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر جگہ کی تنگی یا کھدائی کرنے والے موجود نہیں یا حالات خراب ہیں تو 2 یا 3 آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرسکتے

- اشکال: حدیث میں رجلین اور ترجمۃ الباب میں ثلاثۃ آیا ہے!؟

جواب: دوسری روایت میں ثلاثۃ کا ذکر ہے (جو ترمذی میں مذکور ہے: 1713 - حدثنا أزهر بن مروان البصري، قال: حدثنا عبد الوارث بن سعيد، عن أيوب، عن حميد بن هلال، عن أبي الدهماء، عن هشام بن عامر قال: شكي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الجراحات يوم أحد، فقال: احفروا، وأوسعوا، وأحسنوا، وادفنوا الاثنين والثلاثة في قبر واحد، وقدموا أكثرهم قرآنا، فمات أبي، فقدم بين يدي رجلين.)

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ غَسْلَ الشُّهَدَاءِ (حدیث : 1346)

- ائمہ اربعہ: غسل نہیں؛ حسن بصریؒ، سعید بن مسیّبؒ کی تردید ہے جو کہتے کہ غسل ہے۔
- اب جو چوروں کی وجہ سے مر جاتے تو وہ بھی شہید کے حکم میں ہے تو غسل نہیں ہے لیکن چونکہ لوگوں کی عادت ہے غسل دینا، تو انتشار سے بچنے کے لئے کچھ نہیں کہا جائے گا۔

بَابُ مَنْ يُقَدَّمُ فِي اللَّحْدِ(حدیث:1347-1348)

- معدلاً: مائل ہوتا ہے دیوار کی طرف، ہٹنے کی جگہ؛
- ابو طلحہؓ لحد کے ماہر تھے اور ابو عبیدۃ بن جراحؓ شقّ کے ماہر تھے
- درمیان میں کچھ نہ ہو رکھنے کے لئے تو مٹی حائل ہو گا۔
- عمّی: عمرو بن جموح مراد تو یہ انکے چچا نہیں اسلئے کہ جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام ہے تو عمی مجازاً کہا گیا اسلئے کہ عبد اللہ اور عمرو بن جموح: 1) کانا صھرین (زوج اختِہ ھند بنت عمرو عمرو بن جموح کے نکاح میں تھی)؛ 2) یا اسلئے کہ ایک ہی قبیلہ سے تھے۔
- عمی: یعنی پھوپھی کا شوہر؛ نمرۃ: مخطط چادر۔

بَابُ الإِذْخِرِ وَالحَشِيشِ فِي القَبْرِ(حدیث:1349)

- اِذخر: خوشبودار گھاس اور حشیش عام گھاس (رطب ہو یا نہ ہو)
- حدیث میں صرف اذخر کا ذکر ہے اور مصنفؒ نے حشیش بھی لگایا!؟

جواب: 1) اشارہ ہے کہ اِذخر نہ ہو تو حشیش استعمال کر سکتے

2) اذخر اولی ہے لیکن حشیش بھی استعمال کر سکتے

3) دونوں ثواب میں برابر ہے؛ حشیش عام ہے رطب ہو یا نہ ہو۔

- حرم میں جو نابت من جنس النابت نہ ہو تو کاٹ سکتے

- حؒ: جو خود بہ خود گھاس اگے اور بھیڑ بکریوں کو نہیں چرا سکتے تو کاٹ سکتے بہ خلاف ائمہ ثلاث

- فؒ: لقطہ کا اعلان ابداً کرے گا؛ احناف اور کؒ: جب یقین ہے کہ اسکا کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں تو رک جائے۔

- صباغۃ: سنار؛ پہلے قبروں پر پتھر لگاتے تھے اور سوراخ پر اذخر لگاتے پھر گاڑھا لگاتے تھے۔

- حرم کے احکام سے اذخر مستثنی ہے: آپ ﷺ نے اذخر کو بطور وحی فرمائی یا اجتہاد سے اور اللہ تعالی نے برقرار رکھا۔

بَابٌ: هَلْ يُخْرَجُ المَيِّتُ مِنَ القَبْرِ وَاللَّحْدِ لِعِلَّةٍ(ص180)(حدیث:1350-1351-1352)

- ہاں نکالا جائے گا ضرورت کی وجہ سے۔
- دفن فی اَرض مغصوبۃ اَو کفن مغصوبۃ یا بغیر غسل کے دفن کیا تھا یا قیمتی موتی کھائی یا غسل بماء نجسٍ اور ابھی دفن کیا (یعنی مالم یتفسخ)، اگر سیلاب آیا اور ہڈیاں بکھر گئی تو جمع کر کے دفن کیا جائے۔

- ھل استعمال ہوا: 1) اسلئے کہ ان 2 واقعات پر اشکال ہے: پہلے حدیث میں دفن نہیں کی گئی تھی بلکہ صرف رکھا تھا، پھر نکالا اور دوسرا واقعہ خصوصیت پر محمول ہے یا جابرؓ کا اجتہاد ہے، تو استدلال کرنا مشکل ہے ان 2 واقعات سے۔

2) قابل تأمل اور سدّ باب کے لئے نکالا جاسکتا ہے یا نہیں؟

-پہلی حدیث میت کو نکالا لضرورۃ المیت اور دوسری حدیث میں میت کو نکالا لضرورۃ الحیّ۔

-عباس: شیر اور سفیان: پیاری ہوا۔

-ألبسہ قمیصہ: 1) لأجل ابنہ؛ 2) لتألیف قلوب أھل القبیلۃ؛ 3) مکافأۃً للعباس۔

-عبد اللہ کو کیسے معلوم ہوا اپنی شہادت کے بارے: 1) خواب میں مبشرین عبید کو دیکھا (جو شہید بدر تھے اور کہا ان سے: انک قادمٌ علینا)

2) اسلئے کہ عزم کیا کہ قتال کریں گے یہاں تک کہ قتل کیا جائے گا۔

-استوصِ: 1) بہنوں کی وصیت خیر مجھ سے قبول کرو؛ اقبل وصیّۃ الخیر فیھنّ۔

2) بہنوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

-فاستخرجتہ: آپ ﷺ کی خصوصیت یا جابرؓ کی۔

-مؤطا امام مالکؒ میں ہے کہ 46 سال کے بعد احد کی جگہ پر سیلاب آئی (معاویہؓ کے زمانے میں) تو کچھ قبریں ظاہر ہوئیں تو بالکل تازہ تھے۔ تو شہید کے بدن محفوظ ہوتے، اگر نہیں تو پھر زمین کی دھات کی وجہ سے یا شہادت میں فرق کی وجہ سے اور اجساد الأنبیاء تو بالکل حرام ہے زمین کے لئے کہ انکو کھائے۔

- غیر أذنہ: نیچے کی طرف سے کچھ خراش یا کمی آئی۔
- اگر کہے کہ انکے ساتھ تو مثلہ کیا گیا تھا!؟

جواب: 1) کان کے کچھ حصہ کٹ گئے تھے تو باقی حصہ کے نیچے کی طرف کچھ خراش تھی۔

2) یا دوسرے اعضاء کاٹ دیئے گئے اور کان باقی رہا۔

3) جو نہر میں ہے: وصعتہ غیر ھنیّۃ فی أذنہ۔

بَابُ اللَّحْدِ وَالشَّقِّ فِي القَبْرِ (حدیث: 1353)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) لحد اور شق دونوں جائز لیکن لحد اولی اور شق بھی جائز؛ اللحد ما یکون فی جانب الجدار والشق فی الوسط۔

2) حدیث کی طرف اشارہ: اللحد لنا والشق لغیرنا: 1) لأھل المدینۃ؛ 2) لمسلمی ھذہ الأمۃ والشق لمسلمی أمۃ المتقدمۃ

-اشکال: اسمیں لحد کا ذکر ہے نہ کہ شق کا!؟

جواب: 1) اشارہ ہے حدیث کی طرف

2) جبکہ 2، 3 آدمی رکھا قبر میں تو لحد میں صرف ایک آدمی اور دوسرا آدمی بیچ میں واقع ہو گا یعنی شق میں۔

-لحد کی کھدائی میں مشقت بھی ہے اور فضیلت بھی ہے۔

بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ، هَلْ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الإِسْلاَمُ(حدیث:1354-1355-1356-1357-1358-1359)

- ''ھل'' استعمال کیا، پھر دلائل سے ثابت کیا کہ اسلام پیش کیا جائے گا اور جنازہ بھی پڑھا جائے گا، چنانچہ دوسری جگہ کیف کا لفظ استعمال کیا باب قائم کرنے کے لئے۔
- معلوم ہوا کہ بچہ کا اسلام معتبر ہے اور ردت معتبر نہیں اسلئے کہ مضرت کی چیز ہے۔
- فؒ: بچہ کا اسلام معتبر نہیں؛ تو علیؓ کا اسلام معتبر تو تھا! تو وہ جواب دیتے کہ اسلام معتبر نہیں فی حق الردّۃ اور علیؓ بطور افتخار سے پیش کرتے تھے۔
- معاویہؓ نے خط لکھا علیؓ کو: کہ میرے لئے فضیلت ہے کہ میری بہن ام حبیبہؓ سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا:

[وعن عليٍّ – رضي الله عنه – قال: بُعِثَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم يومَ الاثنين، وأَسْلَمْتُ يومَ الثلاثاء، وكان عُمرُه ثمان سِنِين أو تِسْعاً أو عشراً، أو دُوْنَ الثَّمان، ويَشْهَدُ لهذا ما أَنْشَدَه سَيِّدُنا عليٌّ – رضي الله عنه – لَمّا بلَغَه فخرٌ من معاوية – رضي الله عنه – فقال سيِّدُنا عليٌّ لِغُلامِه: اكتُبْ إليه، ثم أملى – رضي الله عنه – شعر:

محمد النبيُّ أخي وصِهْري = وحمزةُ سيدُ الشهداءِ عَمي

وجعفر الذي يمسى ويضحي = يطير مع الملائكة ابن أمي

وبنت محمد سكني وعرسي = منوط لحمها بدمي ولحمي

وسبطا أحمدَ ابناي منها = فأيكم له سهماً كسهمي

سبقتكم إلى الإسلام طراً = غلاماً ما بلغت أوان حلمي

قال الحافظ البيهقي: إن هذا الشعر يجب على كل متوان في علي حفظُه؛ ليعلم مفاخره في الإسلام.] انتهى.

- احناف: الولد یتبع خیر الأبوین دینًا والولد یتبع الاُمَّ فی الحرّیۃ
- امام کؒ کی تردید: الولد یتبع الاَبَ دون الاُمّ
- ماں: لبابۃ بنت حارث جو میمونہؓ کی بہن
- دارًا اگر اَحد الوالدین کے ساتھ آئے؛ الإسلام یعلو ولا یعلی
- ابن عباسؓ: إذا سلمت النصرانیۃ والیہودیۃ تحت النصرانی والیہودی یفرّق بینھما۔
- ناداھم صارخٌ من بعد ما دفنوا..........این الاَعزّۃ والتیجان والحلل.............فأفصح القبر.........
- اُطُمٌ: قلعہ؛ ابن صیاد کے بارے میں اختلاف ہے، جابرؓ، عمرؓ وغیرہ کہتے کہ وہ دجال ہے۔
- اکثر حضرات: دجال نہیں بلکہ دجال من الدجاجلۃ اور دلیل: حدیث جسّاسۃ کہ دجال مغلق فی جزیۃ من الجزائر۔
- بعض کہتے کہ مدینہ میں مر ایا فُقد یوم الحرّۃ (اھل مدینہ پر جو جنگ کی گئی تھی)
- تو تطبیق یہی ہے کہ وہ اصل دجال نہیں بلکہ دجال من الدجاجلۃ۔
- علماء سے مروی ہے: الدجال من الجنّ اور بعض کہتے کہ من الإنسان
- نعیم بن حماد: بخاری کے شیخ، تابعی سے روایت کرتے کہ وہ جنات میں سے ہے۔

- تطبیق: اصلاً جنات سے لیکن انسانوں کے بہت مشابہ ہے اور کافی مدت انسانوں کے ساتھ رہ کر کھاتے پیتے بھی ہے اسلئے انکی صفات جو آپ ﷺ نے بیان کی متعارض ہیں: قصیر یا بہت لمبا، 30 ذراع یا 40 ذراع؛ أعور عین الیمنی یا أعور عین الیسری، بھیڑ بکروں کو زندہ کرے گا، انکے ساتھ جنات کا لشکر ہوگا تو تطبیق آسان ہو گیا کہ جنات اپنی شکل بدلتے رہتے ہیں اور اسکے لئے خروج کا لفظ مستعمل ہے کہ اصفہان سے نکلے گا تو پیدائش نہیں اسلئے کہ پہلے سے پیدا ہو چکے جنات سے تو گویا اسکی 2 حیثیت ہیں۔
- اور جو آدمی وہ قتل کرے گا آخر میں کہتے ہیں کہ خضرؑ ہے اور دونوں میں مناسبت یہ ہے کہ دونوں برزخ سے متعلق اور اسی طرح جو قتل کرے گا اسکو یعنی عیسیٰؑ تو انکا تعلق بھی برزخ سے ہے کہ ہزاروں سال بغیر کھائے پیے ہیں، تو دجال موجود ہے لیکن چونکہ جنات کو نہیں دیکھ سکتے تو وہ بھی ہماری نظروں سے اوجھل ہے اور تمیم داریؓ نے دیکھا اسلئے کہ وانسان کے مشابہ بھی ہے تو اس وقت انسان کی شکل میں تھا تو نظر آیا اور جساسۃ بھی نظر آیا۔
- یوم تاتی السماء بدخان مبین چھپایا تھا، بعض کہتے کہ الدخّ کا مطلب: لا شیء
- غیر مسلم کی عیادت کے لئے جانا جائز ہے
- رمیز: ہوشیار جو اشارات و کنایات کو سمجھتے۔
- نابالغ تھا، تو ناری کیسے؟ جواب: 1) والدین کے تابعدار ہونے کی وجہ سے

2) أنقذہ من النار إذا بلغ ھکذا

3) یا غلام کا مطلب چھوٹا ہے لیکن بالغ ہو چکا تھا

4) بعض حضرات کہتے: نابالغ تھا لیکن ہوشیار تھا تو عقلاً عذاب ہو سکتا ہے۔

-عباسؓ کب اسلام لائے؟ 1) عباسؓ واقعہ بدر کے بعد مسلمان ہوا: وھذا لم یثبت چونکہ اساری بدر میں نہ ہوتا

2) بعض کہتے کہ قبل الھجرۃ مسلمان ہوئے (سند میں کلبی منکر الحدیث ہے)

3) خیبر سے پہلے مسلمان ہوئے: اسلم قبل فتح خیبر۔

4) بعض: أسلم قبل فتح مکۃ (اور یہ یقینی ہے کہ آپ ﷺ نے انکو لشکر دکھایا) اسی لئے کہتے کہ ھاجر قبل الفتح اور فتح مکہ کے وقت واپس گئے۔

-اگر اکیلے بچہ پکڑا گیا اور مر گیا تو دار کا تابع ہوگا ورنہ احد الوالدین کا تابع یا خیر ادیان الوالدین کا تابع۔

تو ہر بچہ کا جنازہ ہوگا جبکہ رکاوٹ نہ ہو۔

- تنبیہ: ولد زنا، غیر مسلم عورت سے مسلمان نے زنا کیا اور وہ مرا تو اسکا جنازہ ہوگا؛ چونکہ جسکا نطفہ وہ ہے مسلمان تو یتبع خیر الوالدین دیناً حیات کی علامت موجود ہو اتو جنازہ ہوگا جب مر گیا۔
- فطرۃ: 1) بمعنی القوۃ المتھیأۃ للاسلام: ھو أقرب إلی الإسلام من سائر الأدیان، اگر کوئی مانع نہ ہو۔

2) الاسلام: ما من مولود یولد إلا علی الإسلام أی فی الآخرۃ　　　ذلک الدین القیم

3) فطرت اسلامی کا مطلب معصومیت ہے یعنی مکلف نہیں ہے۔

4) فطرت پر پیدا ہوتا ہے یعنی جنتی ہوتا ہے۔

-انسان کے 4 دشمن ہیں جو خود لفظ دشمن میں ہے: د سے دنیا؛　ش سے شیطان؛　م سے ماحول اور ن سے نفس۔

-فأبواہ یھودانہ: والدین اسکو یہودی بناتے یا والدین کے قائم مقام (ماحول وغیرہ)
-مجوسی: خالق الخیر کو یزدان مانتے اور خالق الشر کو اَھرُمن مانتے
-اشکال: تو پھر خضرؑ کے غلام کے بارے میں کیوں قتل کئے گئے
جواب: 1) وہ مستثنی ہے؛ (ھذا ممالا یُفھم)
2) غلام خضرؑ طُبع مراد ہے یعنی جب وہ بالغ ہوئے تو کفر کی مہر لگائی گئی تو ابتداء کافر نہیں تھا بلکہ تقدیر میں کفر لکھی گئی تھی، فطرت کی بات نہیں تھی۔
3) یہ قاعدہ اس امت کے ساتھ خاص (کل مولود..........)
-لا تبدیل لخلق اللہ: 1) لا تبدّلوا خلق اللہ
2) لاینبغی تبدیل ما خلقَ اللہ
-اگر فطرت کا پہلا معنی مراد لے تو معنی یہ ہو گا کہ فطرت کا نتیجہ دین قیِّم ہے۔
-اگر اسلام ہے تو معنی ظاہر: ذلک الاسلام الدین القیم
-معصومیت کا نتیجہ دین قیم

بَابُ إِذَا قَالَ المُشْرِكُ عِنْدَ المَوْتِ: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ(ص181)(حديث:1360)

- ھل یقبل اَم لا، ھذا محل التفکر
- حالت نزع میں کہے تو لایقبل، اگر حالت یأس یا بأس میں کہے: لایقبل اور اس سے پہلے یقبل
- لیست التوبۃ للذین یعملون السیآت حتی إذا حضر اَحدھم الموت ولا الذین تموتون وھم کفار
- حدیث: إن اللہ یقبل توبۃ العبد مالم یغرغر۔
- محی الدین عربی (شیخ اکبر کہا جاتا انکو، اور سلفی انکو کافر اکبر کہتے، اسی طرح ابن فارس کا حال ہے)

تو ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا کہ فرعون مسلمان ہوا اور امام سیوطیؒ نے انکی تائید کی اور ملا علی قاریؒ نے رسالہ لکھا: "فر العون علی من قال بإیمان فرعون" تو ممکن ہے کہ کسی نے شیخ اکبر کے کلام میں یہ بات گھسائی

- قرآن میں: یوم یأتی بعض آیۃ، لاینفع نفسا اَیمانھا
- 1) اَدخلوا آل فرعون اَشدّ العذاب تو جب تابعدار جہنم میں ہیں تو سربراہ بھی۔

2) الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین (فرعون سے خطاب)
3) وقارون وفرعون وھامان؛ ولقد جاء ھم موسی بآیاتنا فاستکروا
4) فکلاً اَخذنا بذنبہ

-پھر سوال ہے کہ توبہ قبول ہے یا نہیں عاصی کے لئے؟ بعض کہتے کہ قبول ہے اور بعض کہتے کہ نہیں۔ اور بعض کہتے کہ باریک فرق ہے ایمان وتوبہ میں یعنی کافر اور عاصی کے لئے چونکہ جب فرشتے کو دیکھا تو پہلے سے فرشتے کو مانتا تھا اور کافر کے لئے ایمان بالغیب نہیں رہا۔
-جو فرعون کے ایمان کے قائل ہیں تو پھر ابو طالب کے ایمان کے بھی قائل ہیں تبعًا۔

-برزنجی نے رسالہ لکھا ابو طالب کے اسلام پر، انہوں نے ملت عبد المطلب سے استدلال کیا کہ وہ سب موحدین ہیں حتی کہ ابراھیمؑ کے والد تک اور کہا کہ ابراھیمؑ کا مناظرہ اپنے چچا سے ہوا تھا؛ انتقلت من صلب طاھر اِلی طاھر سے بھی استدلال کرتے۔

بَابُ الجَرِيدِ عَلَى القَبْرِ(حدیث:1361)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1) قبر پر جرید رکھنا جائز ہے اور نافع ہے
- قاضی عیاض، ابن حجر اور شامی: عام طور ہے، ہم بھی رکھ سکتے جیسے مصنفؒ قائل
- عینی خطابی، ابن رشد: یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے اور عذاب ختم ہوا آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے اور 4 واقعات ہیں، تو پھر خصوصیت نہیں رہی۔
- اور بُریدہ اسلمی نے وصیت کی کہ میرے قبر پر جریدین رکھو (مصنفؒ کے مسلک کی تائید)
- ہاں اصل انسان کا عمل ہے لیکن جرید بطور معاوِن ہے؛ جرید: وہ شاخ جسکے پتے نکال دیئے گئے لیکن یہاں مطلق جرید مراد
- 2) جرید النخل رکھے یا عام جرید۔

3) بعض احکام القبور کا بھی بیان۔

-جرید کی روایت: ابن عباسؓ، جابرؓ، ابو ھریرۃؓ، ابو رافع سے مروی ہے۔

-طریقہ: گاڑنے سے یا قبل القاء التراب۔

-فسطاط: مصر کی ایک جگہ کا نام؛ کہتے کہ عمرو بن العاص نے جب فتح کیا تو لشکر سے کہا کہ چلو تو خیمہ میں ایک کبوتر نے گھونسلا بنایا تھا تو خیمہ چھوڑنے کا حکم دیا، پھر وہاں آبادی ہوئی تو فسطاط کا نان ہی دیا گیا۔

-انزعہ فاِنمایظلہ عملہ:1) یہ جرید کے علاوہ چنانچہ یہ صحیح نہیں

2) جرید بھی مفید نہیں اور خیمہ بھی مفید نہیں اصلاً

-1) خارجۃ: جرید منقول ہے تو رکھ سکتے اور خیمہ منقول نہیں۔

2) جرید نافع ہے اور چلانگ مضر نہیں

3) قبر کی تعظیم اتنا زیادہ نہ کرو کہ چلانگ تک ناجائز کہنے لگو۔

- 1) چلانگ لگانا مشکل تھا طولاً لا عرضًا۔

2) اطراف میں پانی کا سیلاب تھا تو قبر اونچی تھی۔

-قبر پر بیٹھنا اور اسکی طرف تکیہ لگانا: 2 قسم کی روایات: یہاں سے معلوم ہوتا کہ جائز۔

-اِنما نھی النبی ﷺ عن الجلوس

-کان علی یتوسد اِلیھا و یضطجع علیھا

-بہ خلاف ترمذی میں: لاتجعلوا علی القبر

-عمرو بن حزم کو آپ ﷺ نے متکئا دیکھا قبر پر تو فرمایا: لاتؤذی صاحب القبر۔

-تطبیق: قضائے حاجت کے لئے بیٹھے تو مکروہ تحریمی

-تکیہ لگانے کے لئے بیٹھے تو مکروہ تنزیہی، خلاف اولی کے درجے میں۔
-**ابو داؤد کی حدیث:**3228 - حدَّثنا مُسدَّدٌ، حدَّثنا خالدٌ، حدَّثنا سهيلٌ، عن أبيهِ عن أبي هريرة، قال: قال رسولُ الله -صلَّى الله عليه وسلم-: "لأنْ يَجلسَ أحدُكم على جَمْرةٍ، فتحرقَ ثيابَه حتى تَخْلُصَ إلى جلْدِه، خيرٌ لهُ مِن أن يجلِسَ على قَبْرٍ" ،**تو یہی مطلب** ہے کہ نفس جلوس بہتر نہیں اور جلوس للحدث ممنوع۔
-جو قبروں پر پھول ڈالتے ہیں اولیاء کے، تاکہ خوشبو آئے اور اسکے ذریعہ سے انکا کام بن جائے تو یہ بالکل ناجائز ہے۔
- 2 قبر مسلمان کی تھیں: قرینہ: 1)انکو نمیمہ اور بول کی وجہ سے عذاب ورنہ کفر کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔
2)جدیدین کا بھی لفظ آیا
3)دفنتموھا الیوم (صحابہؓ سے خطاب)
-دوسری روایت میں غیبت کا ذکر ہے اور یہاں نمیمۃ: عموم خصوص من وجہ
-غیبت: ذکر الغیب عن الغیب اور نمیمۃ: نقل الحدیق بقصد خبیث (جسمیں ابھاڑنا مقصود ہے)
-آخرت سب سے پہلے صلاۃ اور آخرت کا مقدمہ قبر ہے تو طہارت سب سے پہلے پوچھا جائے گا۔ اور نمیمہ اور غیبت مقدمہ قتل ہے۔

بَابُ مَوْعِظَةِ المُحَدِّثِ عِنْدَ القَبْرِ، وَقُعُودِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ(ص182)(حدیث:1362)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) قبر پر مسجد نہ بناؤ، عمارت نہ بناؤ، ہاں بیٹھ سکتے ہو وعظ کے لئے قبر کے آس پاس یا حدیث سنانے کے لئے۔
- قبر کے مترادف لفظ: جَدَثٌ (ج) اَجداثٌ
- نَصُبٌ: کسی چیز کو کھڑا کرنا

2) قبر کے پاس آخرت کی تذکیر، میت کو مانوس کرنے کے لئے اور دلوں کو نرم کرنے کے لئے، اسلئے کہ کفی بالموت واعظًا (زیادہ مؤثر ہے)۔
-مخصرۃ: ایک حصہ جھکا ہوا یعنی مڑی ہوئی لاٹھی
-نکتہ اسی لئے کہتے کہ جب آدمی سوچتا ہے تو زمین کو کریدنے لگتا ہے تنکے سے تو جو فکر دماغ میں پیدا ہوتا ہے اسکو نکتہ کہتے تو کُجانا گویا نکتہ کی علامت ہے۔
- گویا آپ ﷺ نے بتایا کہ سعادت و شقاوت کا ادراک مشکل ہے، ہاں علامت کا ادراک آسان ہے۔
- عمل صالح اور عمل غیر صالح کے ذریعہ تو یہ اختیار میں ہے (عمل)
-اللہ نے ہماری سعادت مع العمل الصالح لکھی، تو ہم کیوں عمل کو چھوڑ دے اور شقاوت کو مع العمل القبیح لکھا تو کیوں شقی بنے؟ اور عمل ہمارے اختیار میں ہے تو انسان مختار ہوا۔
اور انسان کا مختار ہونا کتے کو بھی معلوم ہے اور مجنون کو بھی معلوم ہے اور حاکم کو بھی معلوم ہے (بندوق پر مقدمہ دائر نہیں کرتا بلکہ صاحب بندوق پر)، تو جب اپنے اختیار سے عمل صالح کرتے، تو گویا اپنے اختیار سے سعادت حاصل کرتے۔
اور باقی جو لکھی گئی اسکی مثال ٹائم ٹیبل ہے (Time table) کہ فلاں وقت یہ کام کرے گا جسکے نتیجہ میں شقاوت یا سعادت حاصل ہوگی۔
جیسے ٹرین یا ہوائی جہاز کے (Time table) لکھا ہے لیکن ڈرائیور اپنے اختیار سے چلاتا ہے، تو اللہ تعالی کے علم سے انسان پر مجبوری لازم نہیں آتی

- جسکام پر آدمی مجبور ہے تو اسپر پکڑ نہیں مثلاً شاخ پر بیٹھا اور ٹوٹ گئی اور وہ گر کر مرا تو اسکی پکڑ نہیں ہے اسلئے کہ اسکے اختیار میں نہیں
- عبادت کی راہ تدبیر ہے اور چراغ مصائب تو تقدیر ہے
- تقدیر کے مسئلہ میں حدیث میں آتا ہے کہ کلام مت کرو اور جھگڑا مت کرو، تقدیر اللہ تعالی کی صفات میں سے ہے اسلئے کہ اللہ مقدِّر ہے، جو انسان کام کرتا ہے اسمیں اللہ اور انسان کا بھی ارادہ شامل ہے لیکن کتنا؟ یہ زیادہ معلوم نہیں
- علیؓ: بحر عمیق، لا تلجہ؛ طریق مظلم لا تسلکہ؛ سرٌّ لا حق ففی علیک فلا تفتّش
- تدبیر: علامت عبودیت ہے اسمیں چلتے رہو اور تقدیر علامت ربوبیت ہے اسمیں احتیاط کرو۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَاتِلِ النَّفْسِ(حدیث:1363-1364-1365)

- مصنفؒ نے نہیں کہا کہ جنازہ پڑھیں گے یا نہیں؛ اشارہ ہے کہ جنازہ پڑھیں گے لیکن علماء اور مقتدی لوگ نہیں پڑھیں گے تا کہ تنبیہ ہو۔
- سؒ کی تردید جو کہتے کہ جنازہ نہیں پڑھیں گے، اسی طرح قاتل الغیر کا مسئلہ؛ من حلف بملّةٍ غیر الاسلام۔
- 1) نصرانی بننے کا مطلب یہ ہے کہ جب اسکا ارادہ اور قصد نصرانی بننے کا ہو

2) یا محمول ہے تہدید پر، بعض کہتے کہ اگر ماضی سے متعلق تو بنے گا اور اگر مستقبل؛ اسلئے کہ مقصود نصرانی بننا نہیں بلکہ امتناع عن الفعل

- بعض: ماضی یا مستقبل ہو کفر نہیں اسلئے کہ تاکید پر محمول ہے اور کما قال میں 2 چیز: 1) ارادہ پر محمول؛ 2) تہدید پر محمول۔
- حرّمت علیہ: 1) تھدیداً چ؛ 2) دخول اولی نہیں۔
- آپ ﷺ کا نہ پڑھنا اس طرح کہ مدیون کا جنازہ نہیں پڑھاتے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلاَةِ عَلَى المُنَافِقِينَ، وَالِاسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ(حدیث:1366)

- منافقین پر جنازہ ناجائز اور حرام ہے: الذین یبطنون الکفر ویظھر الاسلام
- اس زمانے میں: 1) زندیق: الذی یبطن تالکفر ویظھر ہذا من أقوالہ وأعمالہ

الذی یدعی الاسلام ویطعن علیہ

اور 2) ملحد: الذی یؤول فی ضروریات الدین اور تاویل چونکہ تحریف کی طرح ہے جیسے قرآن میں رسول اللہ وخاتم النبیین آیا تو قادیانی کہتے کہ خاتم بمعنی أفضل النبیین یا یہ معنی لیتے جنکے پاس نبی بنانے کا مہر ہو۔

- آخر: 1) نفسک عنی أی جسدک۔ 2) باب تفعل: تأخّر عنی
- الخارج عن طاعۃ اللہ کاملاً و مکملاً کافر؛ یہاں فاسق بمعنی کافر ہے۔

بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى المَيِّتِ(حدیث:1367-1368)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: میت پر تعریف کرنا چاہئے، انکے فضائل گننا چاہئے نہ کہ قبائح: اذکروا محاسن موتاکم وکفّوا عن مساویھم

- اسلئے کہ احیاء کو تکلیف ہوگی اور میت کی غیبت نہیں کرنا چاہئے سوائے بعض صورتوں میں۔
- زندہ کی تعریف کریں گے جو ممکن ہے، لیکن تکبر میں بھی مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اسلئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو آپکی تعریف کرتا ہے تو اسنے تمہارا گردن کاٹا ہے یا جو تماری تعریف کرتا ہے تو اسکے چہرے پر مٹی ڈالو (کتاب الشھادۃ میں آئے گا)
- اور میت میں یہ چیزیں نہیں ہیں؛ گر کدھے کے کان میں کہوں کہ ہوں تجھ پر فدا.. تو ہے یقیں کامل کہ گھاس کھانا چھوڑدے
- إذا أثنی علیہ أھل الفضل (أی أھل العلم والعمل) اور واقعہ کے موافق ہو یا أثنی علیہ الصحابۃ یا عامۃ الناس بإلھام اللہ فی قلوبھم تب وجبت الجنۃ۔
- اس حدیث میں سلفیوں کے اشکال کا جواب ہے: سب کہتے کہ اچھا آدمی (تو توسل جائز) تو وجبت اور سب کہتے کہ بُرا آدمی تو بُرا آدمی ہوگا؛ یہ شہادت ظنیہ ہے نہ کہ یقینی۔
- فأثنی علی صاحبھا خیرًا أی بخیر؛ یا مفعول ثانی کے قائم مقام (خلاف اولی)
- ابو الأسود دؤلی: نحو کا موجد اور نام: ظالم بن عمرو اور ظالم: 1) علی النفس أو علی الباطل۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ (ص183) (حدیث: 1369-1370-1371-1372-1373-1374)

- عذاب قبر ثابت اور بعض معتزلہ جیسے بشر مریسع، ضرار بن عمرو وانکار کرتے عذاب اور ثواب قبر کا یا اگر مانتے و تاویلات کرتے۔
- عنوان عذاب قبر اور ثواب بھی مراد ہے لیکن صرف عذاب قبر کا ذکر ہے
- ابن حزم: عذاب صرف روح کو ہوتا اور اہل جنت روح مع الجسد ہے اگرچہ مٹی بن چکا لیکن تعلق باقی ہوگا مٹی کا روح کے ساتھ۔
- اسکی مثال: ایک اندھا اور ایک لنگڑا نے مشورہ کیا کہ سامنے کے باغ میں انگور چوری کرے تو اندھا نے کہا کہ میں نہیں دیکھ سکتا ہوں تو لنگڑا نے کہا میں آپکے لئے دیکھوں گا اور آپ اپنے کندھے پر لے لو تو چوری کے بعد مالک آیا اور دونوں کو پکڑا تو لنگڑا نے عذر پیش کی کہ اندھا لے گیا تھا لیکن چونکہ دونوں شریک تھے، اسلئے مالک دونوں کو سزا دیں گے تو اسی طرح جسد اور روح دونوں شریک ہیں لذت اٹھانے میں تو دونوں کو ثواب یا سزا ملے گی۔
- پاکستان کی ایک جماعت: جسد مثالی بنائی جاتی ہے اور اسکے ساتھ روح کا تعلق ہے۔
- منھال بن عمرو کی حدیث: لم یُعادُ روحہ فی جسدہ (مسند أبی عوانۃ)
- اس پر وہ اعتراض کرتے کہ مِنھال ضعیف حالانکہ صحیح راوی ہے پھر کہتے کہ زاذان براء بن عازب سے سماع ثابت نہیں لیکن یہ صحیح نہیں اسلئے کہ عدی بن ثابت اور محمد بن عقبۃ انکے متابع ہیں اور مجاہد سے بھی مروی ہے اور مسند ابی عوانۃ میں صراحت ہے: زاذان: أنہ قال سمعتُ براء بن العازب۔ (اثبات عذاب القبر للبیہقی) 20 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُورَكٍ، أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، ثَنَا يُونُسُ بْنُ حَبِيبٍ، ثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَاهُ عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ، سَمِعَهُ مِنَ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَحَدِيثُ أَبِي عَوَانَةَ أَتَمُّهُمَا، قَالَ الْبَرَاءُ خَرَجْنَا...
- سنن ابی داوٗد میں ہے: 4753 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَهَذَا لَفْظُ هَنَّادٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرُ، وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الْأَرْضِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: «اسْتَعِيذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا، زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ «هَاهُنَا» وَقَالَ: " وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ حِينَ يُقَالُ لَهُ: يَا هَذَا، مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ؟ " قَالَ هَنَّادٌ: قَالَ: " وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ " قَالَ: " فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص:240]، فَيَقُولَانِ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ «زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ» فَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ {يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا} [إبراهيم: 27] "

الْآيَةُ – ثُمَّ اتَّفَقَا – قَالَ: " فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ " قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا» قَالَ: «وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ» قَالَ: «وَإِنَّ الْكَافِرَ» فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ: " وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ: لَهُ مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي، فَيَقُولَانِ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، لَا أَدْرِي، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ كَذَبَ، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ " قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا» قَالَ: «وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ» زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ: «ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمُ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا» قَالَ: «فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا» قَالَ: «ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ».

- ربنا اَمتنا اثنتین واَحییتنا اثنتین: یہ حیات اور آخرت کی حیات ہے۔
- قبر والی حیات کامل نہیں ہے اسی لئے اشکال بیدا نہ ہو کہ 3 حیات ہونگے۔
- دنیا میں: جسد اصل ہے اور روح تابع ہے اسی لئے آدمی جسدی غذا کے پیچھے لگے رہتا ہے۔
- قبر میں: روح اصل ہے اور جسد تابع ہے اسلئے کہ روح کا عذاب ظاہر اور جسد مٹی بن جاتا ہے۔
- آخرت میں سب کچھ اعلیٰ اسی لئے جسم اور روح بھی ہمیشہ کے لئے ہے۔
- الیوم کا مطلب عذاب قبر ہے؛ ھُون: ذلت اور ھَون: نرمی۔
- مرتین: فی الدنیا والقبر   اِلیٰ عذاب عظیم فی الآخرۃ
- آخرت میں قیامت کے دن کہا جائے گا: ادخلوا.........
- کلا سوف تعلمون (فی القبر) ثم کلا سوف تعلمون (فی الآخرۃ)
- اِن الذین ظلموا عذابًا دون ذلک اَی فی القبر
- من اَعرض عن ذکری فإن لہ معیشۃ ضنکًا (عذاب قبر مراد ہے ابو سعید خدریؓ کی تفسیر سے)
- حدیث: التنّمی علیہ (یہ بھی عذاب قبر ہے)
- قبر میں جنت یا جہنم کی کھڑکی کھولی جائے گی۔
- روح کا تعلق جسد سے: تعلق نزولی ہے نہ کہ تعلق حلولی
- عذاب کا مقصد درد ہے تو پاس والے آپکے درد کا خیال بھی نہیں کر سکتا ہے اور اسکی مثال خواب ہے یعنی خواب کے عالم میں لذت ہے لیکن عالم کی تبدیلی کی وجہ سے لذت ختم ہو گئی۔
- فی الآخرۃ کی تفسیر خود حدیث میں ہے کہ قبر مراد ہے اور چونکہ آخرت کا مقدمہ ہے اسی لئے آخرت کہا ہے۔
- یہ مکی آیت ہے، تو پھر یھودیہ نے جب عذاب قبر کا بیان کیا تو پھر آپ ﷺ نے کیوں انکار کیا یہاں تک کہ علم دیا گیا اسکے بارے؟!
جواب: 1) قبر کے بارے میں صراحت نہیں تھی، پھر مدینہ منورہ میں بتایا گیا کہ قبر بھی شامل ہے آخرت میں۔
2) معلوم تھا کہ قبر بھی شامل ہے لیکن سمجھتے تھے کہ یہ کفار کے لئے ہے صرف تو بعد میں بتایا کہ کفار اور مجرمین بھی شامل

- قلیب: معطل کنواں جو ویران اور غیر مستعمل ہے۔
- جب سماع کا ادراک کرتے تو عذاب و ثواب قبر کا بھی ادراک ثابت ہے۔
- عائشہؓ: کہتی تھی کہ آپ ﷺ نے یعلمون کہا نہ کہ یسمعون: 1) تو کہتے یہ انکا اجتہاد ہے (یعنی انکا انکار) اور ابن عمرؓ سے سماع مروی ہے تو جنہوں نے روایت سنی وہ اقوی ہے اور ابن عمرؓ موجود تھے قلیب بدر پر۔
2) جو عائشہؓ نے کہا یہ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے کہ عذاب جانتے بھی اور سنتے باہر کی آواز یہ الگ مسئلہ ہے کہ سماع معجزۃً ہے یا عادۃً
- مسند اَحمد میں عائشہؓ سے مروی ہے: ما اَنتم باَسمع من....

-إنک لا تسمع الموتی (سماع قبول) (جیسے کہ آپ کہتے کہ نماز پڑھو تو وہ نہیں پڑھ سکتے) / سماعا نافعًا / اللہ سنا سکتا ہے (جیسے وما رمیتَ إذ رمیتَ) اسلئے کہ مافوق الاسباب کام اللہ کی طرف منسوب ہے۔

-تو یہ عائشہؓ کا اجتہاد ہے اور اسکی نظیر موجود ہے: 1) اتمام فی السفر؛ 2) قراءۃ من المصحف؛ 3) خمس رضاعات والی آیت؛ 4) ارضاع الکبیر؛ یا 5) إن اللہ لیزید الکافرَ عذابًا ببکاء أہلہ علیہ۔

- صَخَّ: بے اختیاری طور پر چیخ نکالنا (جیسے صوفیاء کے یہاں وجد کی کیفیت ہے)

-اشکال: معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ چلے جاتے تب فرشتے آتے اور بریدۃ اسلمی نے وصیت کی تھی کہ قبر کے پاس بیٹھو

جواب: تولی کا مطلب: لوگ فارغ ہو جائے تدفین سے (یہ مطلب نہیں جب لوگ چلے جاتے کیونکہ اگر نہ جائے خیمہ لگائے ایک سال تک تو کیا ہمیشہ کے لئے سوال وجواب نہ ہوگا؟ یا گھر میں دفن ہوا، تو معنی یہاں فرغ عنہ أصحابُہ)

- حضرت گنگوہیؒ یسمع قرعَ نعالہم: سرعت اتیان الملائکۃ مراد۔
- اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں مراد ہو سکتا ہے سرعت (جو اس سے پہلے تولی عنہ سے معلوم ہوتا ہے اور سماع پر)
- مسلمان کے پاس: مبشر اور بشیر اور غیر مسلم منکر و نکیر۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ (ص184) (حدیث:1375-1376-1377)

- سمع صوتًا: 1) صوت الملائکۃ؛ 2) صوت المعذَّب؛ 3) صوت العذاب
- تو ترجمۃ الباب سے مناسبت: جو یہ آواز سنے تعوّذ مانگنا چاہئے
- انبیاء کے لئے عذاب قبر نہیں لیکن بطور تعلیم یا خوفناک چیز سے تعوذ مانگتے
- فتنۃ المحیا: امتحان تکلیف
- الممات: جھگڑا پیدا ہو جائے؛ الفتنۃ التی تنشأ بعد موت الراقب أو الرقیب یا عذاب قبر مراد۔
- دجال: 1) مسیح الارض ممسوح عین الیمنی أو الیسری۔

بَابُ عَذَابِ القَبْرِ مِنَ الغِيبَةِ وَالبَوْلِ (حدیث:1378)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: عذاب قبر کے اسباب کا بیان
- ایک فساد الدین اور ایک فساد الدنیا
- نماز نہیں ہوگی طہارت نہ ہونے کی وجہ سے اور چغلی کی وجہ سے قتال ہوگا۔
- قصہ: چغل خوری: کسی نے باندی خریدی اور بائع نے کہا کہ کوئی عیب نہیں سوائے یہ کہ چغل خوری کرتی تو کہا کہ کوئی بڑی بات نہیں؛ تو بیوی سے کہا کہ شوہر دوسری عورت سے تعلق رکھتی اور شوہر سے کہا کہ بیوی دوسرے سے تعلق رکھتی ہے....
- تو اسی طرح غیبت میں کبھی کبھی دوسرے کو ابھارتے
- لا یدخل الجنۃ قتات؛ إن من شر الناس ذا الوجہین یأتی ہؤلاء بوجہ وہؤلاء بوجہ

بَابُ المَيِّتِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالعَشِيِّ (حدیث:1379)

- یہ بھی نوع من العذاب یانوع من الثواب: یعرض علیہ مقعدہ
- روح یاروح مع البدن کو پیش کیاجاتا سوائے شھداء (اور دوسرے مخصوص لوگ) انکی روح کو جسد مثالی پہنا کر سیر کرایاجاتا ہے یایہ بھی ممکن ہے کہ روح متشکل کرکے دکھایاجاتا ہے اسکو یاقبر میں منظر دکھاتے پھر سیر کرائی جاتی ہے؛ اور محشر میں روح مع البدن حقیقۃً جنت میں داخل کیاجائے گا۔
- صبح شام دائمًا کے معنے میں یااپنے معنے میں
- تو کاملین اور شھداء کو پہلے سے داخلہ مل جاتا ہے۔

بَابُ كَلاَمِ المَيِّتِ عَلَى الجَنَازَةِ (حدیث:1380)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ثواب اور عذاب کی ابتداء تدفین سے پہلے ہے۔
- یہاں انسان کا لفظ آیا اور دوسری روایت میں جنات کا بھی ذکر ہے اور اوپر ثقلین آیا جو دونوں کو شامل ہے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلاَدِ المُسْلِمِينَ (حدیث:1381-1382)

- بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمین کے اولاد جنت میں نہیں ہونگے تو باب قائم کیا اسپر
- جیسے عائشہؓ کی روایت: طوبیٰ لہ، عصفور من عصافیر الجنۃ تو آپ ﷺ نے تنبیہ کی اسپر
- جواب: آپ ﷺ کا مقصد: کسی پر حکم نہیں لگاناچاہئے بغیر مشاہدہ یاوحی کے، وھذاالتنبیہ من قبیل تھذیب الالفاظ
- علیؓ کی روایت:................ اللہ أعلم بما کانواعاملین

جواب: جنتی ہونے کی نفی نہیں ہے بلکہ یعلن أی درجۃٍ یحصل فی الجنۃ بعلمہ

- إن المسلمین وأولادھم فی الجنۃ وإن المشرکین وأولادھم فی النار
- إذاکان الأولاد حاجبین من النار فالمحجوب منھا أولی أن یدخل الجنۃ
- إنھم یدخلون الجنۃ فی صورۃ الأولاد اور یہ انکی خصوصیت ہے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلاَدِ المُشْرِكِينَ (ص185) (حدیث:1383-1384-1385-1386)

- 1) أھل النار (ھم من آبائھم)؛ 2) تبعٌ للآباء؛ 3) ھم خدام أھل الجنۃ؛ 4) یصیرون ترابًا؛ 5) أصحاب الأعراف؛ 6) یُمتحَنُون (یُرفعُ لھم نار فمن دخلھا کانت علیہ بردًا وسلامًا وفلاحًا)؛ 7) ھم فی الجنۃ (قول الأکثر) جیسے ابوالحسن اشعریؒ اور متکلمین کے رائے؛ 8) الامساک عن الکلام: من علم اللہ منھم أنھم یؤمن کان فی الجنۃ ومن علم منہ أنہ لایؤمن کان فی النار۔ 9) توقف (حؒ) یعنی بعضھم فی الجنۃ وبعضھم فی النار ولاندری

-خلاصہ یہ ہے کہ: اولاد المشرکین ابھی تک بالغ نہیں ہوا مثلاً 14 سال کا ہے لیکن ہوشیار ہے اور دوسرا کو گمراہ کردے تو کونسی بڑی بات ہے کہ جہنم میں جائے۔

-حدیث: نبی جنت میں، مولود جنت میں اور وئید (الموؤدۃ) جنت میں ہے۔

-لاتزر وازرۃ وزر أخری؛ کل مولود یولد علی الفطرۃ، جبتک صراحۃً یہودی یانصرانی نہ بنایا گیاہو
1)اور وہ حدیث جسمیں ھم من آبا ئھم یا جسمیں ھم من النار کمزور ہیں ان احادیث کے مقابلہ میں جن میں جنتی ہونے کا ذکر ہے۔
2)تبدّل أمر ھم بالدعاء؛ 3)یا آپ ﷺ کا اجتہاد تھا؛ 4)آپ ﷺ نے آخر میں فرمایا خدیجہؓ سے: ولا تزر وازرۃ وزر أخری
سألت ربی عن اللاھین من ذریۃ البشر فأعطانی.... آخر میں فرمایا اللہ أعلم بما کانوا عاملین یعنی 1)اعمال کے مراتب معلوم نہیں یا ایمان کے بارے میں کہ لائیں گے یا نہیں؛ یا اسمیں جنت کی نفی نہیں ہے تو 2)توقف پر دال ہے۔

بَاب

- 1)باب فی الباب ہے
2)باب فی أولاد المشرکین یطیرون فی الجنۃ (یہ ظاہر یہی صحیح ہے) اسلئے کہ انکے پاس کوئی نہیں آئے-وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا؛
-کلوب: لوہے کے پنجے جیسے کتا دانت سے کاٹتا ہے۔
-یُشرخ: کھوکھلی چیز کو توڑنا۔
- فھرٍ: اس پتھر کو کہتے جو مٹھی کے برابر ہے یا الحجر ملئ الکفّ
- صخرۃ: بھاری پتھر: چٹان
- -فیہ رجل قائم علی وسط النھر اور ایک روایت میں علی شط النھر یعنی کنارہ پر؟!
- تطبیق: 1) یمکن أن یکون فی الوسط ویأتی إلی الشط۔
- 2) یمکن أن یکون فی الوسط طولاً وأن یکون علی الشط عرضًا۔
- 1)انٹرنشل جھوٹا اور اسکا جھوٹ آفاق تک پہنچتی ہے (اس زمانے کی طرف اشارہ)
- 2)..تو معلوم ہوا کہ عذاب قبر بعض لوگوں کے لئے یوم القیامۃ تک ہے اور جس روایت میں آتا ہے کہ جمعہ کے دن عذاب اٹھایا جاتا ہے پھر دوبارہ نہیں آتا تو وہ روایت صحیح نہیں ہے اس روایت کے مقابلے میں
3)تنور؛ 4)..........؛ 5)شجرۃ سے مراد جنت اور شیخ سے مراد ابراھیمؑ،-اسی طرح روایت میں ہے کہ ابراھیمؑ فی الجنۃ والصبیان حولہ فأولاد الناس تو مصنفؒ نے کتاب التفسیر میں بھی اس روایت کو نقل کیا ہے: قیل یا رسول اللہ وأولاد المشرکین؟ قال: وأولاد المشرکین۔
6)شھداء کا وجہ تسمیہ ص416۔

بَابُ مَوْتِ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ (ص186) (حدیث:1387)

- پیر کے دن کی تمنّا ابو بکرؓ نے کی اور آپ ﷺ کی وفات ہوئی پیر کے دن۔ اور یہ دلالت کرتی ہے کہ علم و عمل اور اطاعت پر ہے۔
- ابو بکرؓ بیمار ہوئے 7 تاریخ جمادی الثانی اور غسل کیا سردی میں جسکی وجہ سے بخار ہوا
- پیر کے دن 22 جمادی الثانی (منگل کی رات) انتقال کر گئے غروب کے بعد تو گویا یوم الاثنین سے اتصال نصیب ہوا اور وہ آپ ﷺ کے بعد بہت مغموم رہتے تھے۔
- ممکن ہے کہ ان روایات کی تردید جسمیں جمعہ کے دن کی وفات کی فضیلت: من مات یوم الجمعۃ وقی من فتنۃ القبر

1074 - حدثنا محمد بن بشار، قال: حدثنا عبد الرحمن بن مهدي، وأبو عامر العقدي، قالا: حدثنا هشام بن سعد، عن سعيد بن أبي هلال، عن ربيعة بن سيف، عن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من مسلم يموت يوم الجمعة أو ليلة الجمعة إلا وقاه الله فتنة القبر. هذا حديث غريب.وهذا حديث ليس إسناده بمتصل ربيعة بن سيف، إنما يروي عن أبي عبد الرحمن الحبلي، عن عبد الله بن عمرو، ولا نعرف لربيعة بن سيف سماعا من عبد الله بن عمرو.

(رواہ الترمذی)/حکیم ترمذی نے بھی نوادرالاصول میں ذکر کیا ہے۔

- سند میں ربیعہ بن سیف جو عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کرتے حالانکہ سماع ثابت نہیں تو منقطع ہے!

جواب: دوسری روایت بھی ہے جو عیاض عن عبداللہ بن عمرو بن العاص متصل ہے۔

- دوسرا اشکال: ربیعہ بن سیف صاحب المناکیر ہے!

جواب: ٹھیک ہے لیکن دوسرے شواہد موجود ہیں جسمیں ربیعہ نہیں لیکن بقیہ بن ولید ہے جو ضعیف ہے لیکن بقیہ بن ولید اور ربیعہ کی روایت ملکر حسن یا صحیح کے درجے میں ہوگا؛ علامہ قرطبی نے "التذکرۃ" میں اور فیض القدیر میں علامہ مناوی اور شیخ البانی نے فی أحکام الجنائز میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

- علامہ احمد شاکر نے بھی ترمذی کی تعلیقات میں اسکی تصحیح کی۔
- علامہ سیوطی نے جامع الکبیر میں اسکی تحسین کی۔
- امور غیر اختیاریہ میں تمنی جائز ہے، توجب امور غیر اختیاریہ میں ابو بکرؓ موافقت کی تمنا کرتے تو امور اختیاریہ میں کیسے موافقت نہیں کی؟ چنانچہ ابو بکرؓ نے فاطمہؓ کو میراث نہیں دیا آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے احادیث کی موافقت کی بناء پر۔
- اتصال یوم الاثنین نصیب ہوئی، تو یہ اشارہ ہے کہ خلافت بلافصل کی طرف۔
- للمھلۃ: 1) پیپ وغیرہ پھٹ کر کپڑے پر لگ جائے؛ 2) لمن تأخر موتہ
- جمعہ کی روایات کافی نہیں بلکہ عمل کی بھی ضرورت ہے اور یوم الجمعۃ پر انتقال ہو جائے اور عمل بھی ہو تو قوی امید ہے کہ وجنت میں داخل ہوگا۔
- بعض کہتے کہ: 1) لیلۃ الجمعۃ؛ 2) یوم الجعۃ لیکن یہ بخاری کی روایت مضبوط ہے: جسمیں منگل کی رات آئی ہے۔

بَابُ مَوْتِ الفَجْأَةِ البَغْتَةِ(ص186)(حدیث:1388)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جو اعمال صالحہ تیار رکھتا ہو اسکے لئے اچانک کی موت باعث رحمت ہے
- 1) موت الفُجأۃ راحۃ للمؤمن آسفًا للفاجر (ابن ابی شیبۃ کی روایت)
- موت الفُجأۃ أخذۃ آسفٍ (سند پر کلام ہے) یا محمول ہے اسکے لئے جسنے تیاری نہیں کی۔
- تو ترجمۃ الباب کا مطلب موت الفُجأۃ بغتۃً لا حرج فیہ
- ابن ماجہ میں: 4117 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ أَغْبَطَ النَّاسِ عِنْدِي مُؤْمِنٌ خَفِيفُ الْحَاذِ، ذُو حَظٍّ مِنْ صَلَاةٍ، غَامِضٌ فِي النَّاسِ، لَا يُؤْبَهُ لَهُ، كَانَ رِزْقُهُ كَفَافًا، وَصَبَرَ عَلَيْهِ، عَجِلَتْ مَنِيَّتُهُ، وَقَلَّ تُرَاثُهُ، وَقَلَّتْ بَوَاكِيهِ»

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا(حدیث:1389-1390-1391-1392)

- ما قبل عام القبور کا ذکر ہے اب سید القبور کا ذکر ہے
- آپ ﷺ کی قبر مسنم ہے، ماھی پشت ہے۔
- مسلمانوں کا طریقہ یہ ہے کہ قبر بناتے اور غیر مسلم میت کو جلاتے۔
- شاہ عبد العزیزؒ: اگر آپکے پاس کوئی آئے اور امانت رکھے اور آپ سفر پر جارہے ہیں توکسکے حوالے کروگے؟ ماں کے پاس یاباورچی کے پاس؟ توکہا کہ ماں چونکہ وہ اصل ہے تو اسی طرح جب ہم مریں گے تو زمین کے حوالے کردو مردے کو نہ کہ باورچی کے آگ میں۔
- ھلال، ابو جھم یا ابو عمرو یا ابو اُمیۃ کنیت رکھی بچہ پیدا ہونے سے پہلے تفاؤلاً۔
- مسنما: اونٹ کے کوہان کی طرح: ائمہ ثلاث
- فؒ: مسطح بنایا جائے گا لیکن روایت میں مسنم کا لفظ آیا۔
- کشفت لی عائشۃ ثلاثۃ قبور لا مشرفۃ ولا لاطئۃ
- ولید بن عبد الملک (عبد الملک بن مروان کے بیٹوں میں سب سے پہلے حکومت کرنے والا)
- 86ھ امیر المؤمنین بنے اور 9 سال 8 مہینے حکومت کی تو 96ھ میں وفات پائی۔
- اسلام بہت ترقی کرگئے انکے زمانے میں، مجاہدانہ مزاج کے تھے 92ھ اندلس فتح ہوا اور 93ھ میں سندھ اور پنجاب ملتان تک
- بیکن، سمرقند، طاشقند، کرکستان، کاشغر، اور متصل صوبہ فتح ہوئے۔
- بعد اسکا بھائی سلیمان بن عبد الملک آئے لیکن کچھ نہیں کرسکا۔
- جامع مسجد دمشق بنائی۔
- مدینہ منورہ ک حاکم عمر بن عبد العزیز کو حکم دیا کہ مسجد نبوی کی توسیع کرے۔
- تو عائشہؓ کے مکان کی بنیاد ظاہر ہوئی جسکی وجہ سے دیوار گرگئی اور قدمین مبارک ظاہر ہوئے تو لوگ ڈرگئے لیکن پھر بتایا گیا کع عمرؓ کے ہیں؛ اصل ابو بکرؓ کے سر کو آپ ﷺ کے کندھے کے برابر دفن کئے گئے احتراماًالہ اور عمرؓ کے سر ابو بکرؓ کے کندھے کے برابر جسکی وجہ سے انکے پاؤں دیوار تک آگئے تھے۔ تو یہ لمبی مدت کے بعد یعنی تقریباً 60 سال تو پھر عروۃ بن زبیرؓ نے بتایا
- عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر ایک روایت میں (عمر بن عبد العزیز کے والدہ حضرت عمرؓ کی پوتی تھی)
- سھل بن سعد ساعدی 98ھ تک زندہ رہے (ایک روایت میں مصر میں انتقال کرگئے) تو وہاں وہ موجود نہیں تھے۔
- لا تدفنی معھم: 1) تفاخر سے بچنے کے لئے؛ 2) میرے اعمال شیخین کی طرح نہیں ہیں
- اشکال: آنے والی روایت میں مذکور ہے کہ ایک قبر کی جگہ باقی تھی تو عائشہؓ کے پاس پیغام بھیجا عمرؓ نے کہ اگر وہاں مدفون ہوسکتے؟ تو عائشہؓ نے کہا: میں عمرؓ کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں (کنت اُریدہ لنفسی اور اس روایت میں ہے کہ لا تدفنی معھم یعنی جگہ ہے لیکن مجھے یہاں دفن نہ کرنا)

جواب: 1) پہلے خیال تھا کہ صرف ایک قبر کی جگہ ہے، پھر جب عمرؓ مدفون ہوئے تو ایک اور جگہ باقی تھی

- روایات میں ہے کہ وہ عیسیؑ کے لئے (2 روایات مروی) ایک روایت عبد اللہ بن سلام کی جسمیں آپ ﷺ کی صفت بیان کی گئی

وعیسیٰ لیکن یہ موقوف روایت اور سند میں عثمان بن ضحاک ہے جو ضعیف ہے اور بخاری نے لایصح کہا ہے

- اور دوسری روات ترمذی حاکم میں .... ویمکث خمسًا واربعین سنۃً
- یموت فیدفنُ معی فی قبری (یہ روایت بھی ضعیف سند میں عبد الرحمن بن زیاد بن انعم الإفریقی)
- وفات کے بعد پھر اجازت اسلئے ایسا نہ ہو کہ میری زندگی میں حیاوشرم کے باعث قبول کی تھی
- سعید بن زید غائب تھے، ابوعبیدہ بن جراح کی وفات ہوچکی تھی اور ابوبکرؓ وعمرؓ تو 6 باقی جو یہاں مذکور ہیں
- ص524 پر عمرؓ کے بعد کی خلافت کی تفصیل ہے
- القدم: ثبوت قدمی / مضبوطی یاقِدم: اولیت فی الاسلام
- اشارہ مقامات کے شعر کی طرف: على أنّني راضٍ بأنْ أحْمِلَ الهَوى ... وأخْلُصَ منْهُ لا عليّ ولا ليا

علاوہ اسکے کہ میں راضی ہوں اس پر کہ مین عاشقی کا سرٹفیکیٹ مل جاؤں؛ نکل جاؤں امتحان میں نہ فیل ہو جاؤں اور نہ پہلا نمبر ملے

- عمرؓ 26 ذی الحجۃ زخمی ہوئے اور یکم محرم 24ھ دفن کئے گئے تو 72 سال کے بعد قدمین الآن کما کان تھے اسلئے کہ وہ شہید ہوئے تھے
- جنکے حسنات زیادہ ہو تو ایک مرتبہ اگر غلطی کرے تو معاف کرنا چاہئے۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ سَبِّ الأَمْوَاتِ (حدیث:1393)

- سب الاموات: ممنوع ہے
- اموات سے مراد: من لایُخاف شرُّہ؛ اَھل الصلاح یا فاسق فاجر تھا لیکن مضر نہیں تھا۔

بَابُ ذِكْرِ شِرَارِ المَوْتَى (حدیث:1394)

- جو اموات مؤذی شریر، تو انکا ذکر کرو تا کہ انکے شر سے بچے۔
- ید اَبِی لھب: 1) ہاتھوں سے کام کرتا آدمی؛ 2) چونکہ پتھر پھینکا تھا آپ ﷺ پر؛ 3) ذات مراد؛
- ما قبل میں کتاب الجنائز اور بعد کتاب الزکوۃ
- براعۃ الاختتام: باب ذکر الموتی ترجمۃ الباب میں ہے یا سب براعۃ الاختتام ہے۔
- الموتی لایُزکّی اسی لئے اے زندہ لوگ تم زکوۃ دے دو
- ذکر الصلوۃ مع الزکوۃ فی القرآن عموماً۔

24 – كتاب الزكاة

باب وجوب الزكاة(ص187)(حديث:1400-1399-1398-1397-1396-1395)

- الزکوۃ لغۃً: نمو؛ طہارت؛ زکوۃ واؤ سے تعظیم کے لئے اور مکہ مکرمہ میں تھی لیکن مقادیر مقرر نہیں تھی
- اصطلاحًا: تملیک جزء من النصاب إلی فقیر غیر ھاشمی ولا مولاہ
- زکوۃ لازم تھی قبل الھجرۃ؛ رمضان سے پہلے 2ھ فرضیت مقادیر کے ساتھ ہوئی
- ابن اثیر 9ھ لیکن یہ بعد اسلئے کہ وفد بن عبد القیس اس سے پہلے آئے اور ضمام ثعلبۃ
- ایتاء: تم دے دو وہ لے لے (اسمیں تفاؤل ہے کہ ہم نے دی تو اللہ نے لے لی)؛ اعطاء: عام ہے۔
- اور ایتاء عظیم الشان کام کے لئے مستعمل: ولقد آتیناک سبعًا من المثانی؛ ومن یؤت الحکمۃ...
- پھر إنا أعطیناک الکوثر کیوں ہے؟ اسلئے کہ آپ ﷺ کو دیا لیکن اب تک نہیں لیا۔
- 10ھ حجۃ الوداع سے پہلے آپ ﷺ نے معاذؓ کو یمن بھیجا
- سوال: جو 5 احکام ہیں، انکو اکٹھا ذکر نہیں فرمایا! کیوں؟
- حکمت: 1) تلطّف الخطاب جیسے طالب علم کو ایک ایک صفحہ یاد کرنے کو کہا جائے بجائے یہ کہ 10 ایک ساتھ دے اور وہ اسکو بوجھ سمجھے

 2) اسمیں بیان مراتب ہے کہ ایمام پھر صلاۃ پھر زکوۃ ہے پھر صوم پھر حج کا درجہ ہے

-أرِبٌ: محتاجٌ یسأل عن حاجتہ تو أرِب: احتاج؛ أرَبُ: لہ حاجۃٌ تو أرب: احتاج

- 1) ممکن کہ قاطع الرحم تھے اسی لئے وصول الرحم فرمایا۔ 2) یا اہمیت کی وجہ سے۔

-حج کا ذکر نہیں اسلئے کہ اسپر فرض نہیں تھا یا اب تک فرض نہیں تھا اور 6ھ میں فرض ہوا

-وفد عبد القیس: 14 یا 40 آدمی تھے

- 3 قسم کے لوگ تھے: 1) مرتدّین: ختم نبوت کے منکرین

2) منکرین زکاۃ (ٹیکس ہے لیکن ہم نہیں دیں گے) ان 2 میں عمرؓ کا اختلاف نہیں تھا۔

عمرؓ کا اختلاف اسمیں تھا: 3) مانعین زکاۃ (خلیفۃ المسلمین کو نہیں دیں گے، ہاں انکے پیچھے نماز پڑھیں گے)

- ابو بکرؓ نے فرمایا کہ ان سے قتال کرنا چاہئے: آپ ﷺ: لأقاتلنّ من فرق بین الصلاۃ والزکاۃ۔ اور عمرؓ کہتے تھے کہ نہیں اسلئے کہ وہ مانتے اگرچہ نہیں دیتے خلیفہ کو۔
- ابو بکرؓ: کافر اور مسلمان کی بات نہیں بلکہ بغاوت کی بات ہے، حکومت کی بات کو نہیں مانتے ہیں تو دونوں میں بحث چل پڑی یہاں تک کہ اللہ نے عمرؓ کے سینے کھول دیا اور سمجھ لیا: اسکو تقلید شخصی کہتے ہیں: کسی شخص کی بات ماننا بغیر دلیل، اگرچہ بعد میں دلیل معلوم ہو جائے۔
- عمرؓ: کاش میں آپ ﷺ کو یہ پوچھتا: 1) آپ ﷺ کے بعد خلیفہ کون بنے؟

 2) وعن قوم قالوا: نقرّ بالزکاۃ ولا نؤدی إلیک

 3) کلالۃ کے بارے میں: لیس لہ ولدٌ تو والد ہو یا نہ ہو اور اگر والد کی جگہ دادا ہو

-کلالۃ: 1) وہ آدمی جسکا اصول و فروع نہیں؛ 2) مال جسکا اصول و فروع نہیں؛ 3) وارث جو اصول و فروع میں شامل نہیں۔

- حضرت کشمیریؒ نے اکفار الملحدین لکھی۔
- امام غزالیؒ نے "فیصل التفرقة بین الإسلام والزندقة"
- ماھو إلا: لیس الأمر شیئًا إلا علمی بأنّ أبا بکر شرح اللہ صدرہ۔

باب البيعة على إيتاء الزكاة(حدیث:1401)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ایتاء الزکاۃ کی اہمیت کی وجہ سے اسپر بیعت کرنا، معلوم ہوا کہ وجوب ضروری نہیں ہے بیعت کی وجہ سے بلکہ اہمیت کافی ہے جیسے آپ ﷺ نے بعض عورتوں بیعت لی کہ اجنبی سے کلام نہیں کریں گے یا سوال نہ کریں گے۔
- یہ حدیث کتاب العلم سے پہلے گزری۔

باب إثم مانع الزكاة(حدیث:1402-1403)

- ان پر وعید و تشدید ہے؛
- ترجمۃ الباب کا مقصد: منفی پہلو کو بیان کرنا جو زکوۃ نہ دے تو وعید ہے
- بیان نوع خاص من العذاب؛ انکے جانوروں کو ان پر چلایا جائے گا؛ انکا مال سانپ بن کر گلے میں لپٹ جائے گا؛ انکے بدنوں پر سونا اور فضۃ کو داغا جائے گا۔
- لاینفقونھا: 1) الأموال؛ 2) الفضۃ فالذھب أولی؛ 3) ضمیر عام یا اہم کو راجع ہے تو فضۃ جیسے وإذا رأو تجارۃً أو لھوا انفضوا إلیھا (تو ضمیر تجارت کی طرف راجع ہے)
- تأتی الإبل علی صاحبھا: 1) إذا کانت بقدر النصاب (ھذا معروف)

2) إذا کانت علی نیۃ التجارۃ

3) جبکہ کوئی فقیر مجبور اور وہ اونٹوں سے مدد نہ کرے۔

-شُجاعًا: الحیّۃ الذکر یہ وعید شدید ہے مانعین زکوۃ کے لئے۔

-اقرع (گنجا): لکثرۃ سَمِّہٖ وطول عمرہ۔ زبیبتان: 1) 2 سیاہ نقطے؛ 2) منہ کے دونوں جانب جھاگ؛ 3) نابان: 2 دھاڑ

باب: ما أدي زكاته فليس بكنز(حدیث:1404-1405-1406-1407-1408)

- آیت کریمہ کی تشریح: والذین یکنزون الذھب والفضۃ.......
- مصنفؒ: کنز اسکو کہتے جسکی زکاۃ ادا کرے: 1) لاینفقونھا فی سبیل اللہ کا مطلب یہ نہیں کہ سارا خرچ کرنا ہے بلکہ زکاۃ دینا مراد ہے۔

2) سب خرچ کرنا مراد ہے؛ ابن عمرؓ: یہ منسوخ ہے آیت زکوۃ سے

-پورا مال خرچ کرنا شریعت کے منشا کے مطابق نہیں: لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (من تبعیضیہ ہے)
یآیھا الذین آمنوا أنفقوا من طیبات ما کسبتم أی بعض ما...

- کعب بن مالکؓ کو آپ ﷺ نے کہا: امسک علیک بعض مالک

- لا صدقۃ إلا عن ظھر غنی
- بعض: جو مال زائد، سب کو خرچ کرنا ہے (تو یہ ابو ذرؓ کا مسلک نہیں)
- ابو ذرؓ کا مسلک: اونٹ کے مالک تھے، بھیڑ بکریاں تھی، حمار اور اتان تھی اور ایک بڑا تھیلا جسمیں کھلے ہوئے پیسے تھے۔
- جب ربضۃ مقام پر چلے گئے تو انکی بیٹی نے کہا کہ لوگ کہتے کہ آپ مال کے مخالف ہیں لیکن آپکے پاس یہ بڑا تھیلا ہے تو کہا کہ ضرورت کی چیز کو رکھنا چاہئے، اصل اسکے مخالف تھے کہ آدمی ذھب اور فضۃ رکھے بلکہ ذھب اور فضۃ گھومانے اور پھیرنے کی چیز ہے تو چلانا چاہئے اور مفید کام میں خرچ کرنا چاہئے اور یہ مطلب نہیں کہ الماری میں رکھو۔
- ابتدائی مسلمان میں سے اور انکو معلوم تھا کہ زکوۃ نکالنے کے بعد بقیہ کو رکھ سکتے۔
- عثمانؓ اور معاویہؓ نے ان سے بحث کی تھی۔
- کعب الاحبار آئے (تابعی) اور بحث و مناظرہ کیا تو لاٹھی لی انکے پیچھے یہاں تک کہ عثمانؓ تک پہنچے۔
- ایک اوقیہ 40 درہم اور 5 اوقیہ 200 درہم تو معلوم ہوا کہ ہر مال کو جمع کرنا ممنوع نہیں
- یسألونک ماذا ینفقون، قل العفو یعنی جو زائد
- 1) انفق مالا تحتاج إلیہ ولا تُنفق ما تحتاج إلیہ، آیت کریمہ کا مقصد ضرورت کی چیز خرچ نہ کرنا

2) حسن بصریؒ: العفو ما یُخرج بسُھولۃٍ (اسمیں مزاج کا لحاظ رکھا گیا)

3) یہ محمول ہے استحباب پر، متوکلین کے لئے، ضرورت کی چیز رکھے اور باقی خرچ کرے

- متوکلین: جیسے ابو بکرؓ نے پورا خرچ کیا؛ عمرؓ نے آدھے مال خرچ کیا تبوک میں

- متوسطین: کچھ نہ کچھ صدقہ کرے (نفلی صدقات استطاعت کے مطابق)

- بخلاء: فرائض وواجبات: کم از کم زکوۃ تو دے دے۔

- اشکال: زکوۃ مکی ہے اور آیت مدنی ہے؟!

جواب: زکوۃ مکہ مکرمہ میں تھی لیکن مقدار معلوم نہیں تھی تو مقادیر بیان کرنے کے بعد کنز جائز ہے مع ایتاء الزکوۃ۔

- ذَودٌ: اونٹ؛ ذادَ یذودُ: منع کرنا تو ذود اسلئے کہتے کہ جسکے پانچ اونٹ ہیں تو فقیری کو دفع اور دور کرتا ہے۔
- ربضۃ: تقریبا 200 کیلو میٹر دور ہے مدینہ سے، معاویہؓ سے جب ابو ذرؓ کے ساتھ اختلاف ہوا شام میں تو معاویہؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ آپ انکو بلائے تو جب بلایا اور آیا تو وہی بیان کرتے رہے (ان پر یہ مسئلہ غالب تھا) اور عبد اللہ بن سبا کے متبعین انکو حکومت کے خلاف اکساتے رہتے تھے تو ابو ذرؓ نے کہا: یہاں شر پھیل رہا ہے، اگر آپ اجازت دے تو میں دور چلا جاؤں تو کہا کہ نہ دور جاؤ نہ قریب، چنانچہ 200 کیلو میٹر کے فاصلے پر گئے اور یہ دور نہیں بہ نسبت شام کے اور ربضۃ میں اسلامی حکومت کے فارم تھے اور وہ مکہ مکرمہ کے راستے پر واقع ہے تو جو وہاں سے گزرتے انکی ملاقات کے لئے چلے جاتے۔
- آپ ﷺ نے انکو دیکھا اکیلا آئے تبوک میں تو کہا: یمشی وحدہ ویموت وحدہ ویُبعث وحدہ
- اکیلے رہے بیوی کے ساتھ جنگل میں تو بیوی پریشان تھی، لیکن انکے کہنے کے مطابق ایک جماعت آئی، اکثر روایت میں مرض الوفاۃ میں یا وفات کے بعد، اور اس جماعت میں ابن مسعودؓ تھے تو انہوں نے غسل کفن دیا (ابو ذرؓ نے وصیت کی تھی کہ کفن ان سے لے لو جو کسی بلد کے امیر نہ رہا ہو تو صرف ایک نوجوان تھا)۔

- ابن مسعودؓ نے جنازہ پڑھایا، کہتے کہ 8 ذی الحجۃ تھا لیکن یہ عجیب ہے اسلئے کہ حج شروع ہو گیا تھا تو کہتے کہ غیب سے انتظام کیا اللہ تعالی نے
- الثدی للنساء والصدر للمرء لیکن یہاں ثدی سے مراد مطلق سینہ
- 3 دینار: ایک اہل وعیال کے لئے، ایک عتق رقبہ کے لئے اور تیسرا دین کے لئے اگر ہو۔

باب إنفاق المال في حقه(حدیث:1409)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مال خرچ کرنا مفید جبکہ اپنے مصرف میں ہو اور غلط طور پر خرچ نہ کیا جائے۔

باب الرياء في الصدقة(حدیث:1401)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صفۃ الصدقۃ کا بیان
- صدقہ کے 4 قسموں کا بیان جو قرآن میں: 1) اللہ کے راستے میں ہو صدقہ کمثل حبۃٍ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مئۃ حبۃ (ابماجہ میں آیا کہ اللہ کے راستے میں مضاعف 490000000)
- اللہ کے راستے میں: 1) علم؛ 2) دعوت؛ 3) عمرہ؛ 4) حج؛ 5) جہاد؛ 6) دینی تنظیم
- ابتداء بھی اچھی اور انتہاء بھی اچھی (2)، وہ لوگ جو اللہ کو راضی کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں لیکن نمبر 6 کے علاوہ میں۔
- کمثل جنۃ بربوۃ اصابھا وابلٌ..

3) منافقین کفار یا مسلمان جو ریاکاری کے لئے خرچ کرتے یعنی ابتداء ہی سے نیت خراب۔

لاتبطلوا صدقاتکم بالمنّ والأذی کالذی ینفق مالہ رئاء الناس

فأصابہ وابل فترکہ صلدًا؛ عکرمۃ: ....

4) ابتداء تو اچھی ہے لیکن انتہاء خراب ہے فأصابھا إعصار فیہ نار فاحترقت

- أیود أحدکم أن تکون لہ جنۃ من نخیل واعناب...

باب: لا يقبل الله صدقة من غلول، ولا يقبل إلا من كسب طيب لقوله:

{قول معروف ومغفرة خير من صدقة يتبعها أذى والله غني حليم} [البقرة: 263] (ص189)(حدیث:.....)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صدقات دیا کرو لیکن بیع حرام وفاسد سے نہ ہو ولا من مال الغیر ولا تیمموا الخبیثَ

باب الصدقة من كسب طيب لقوله: {ويربي الصدقات، والله لا يحب كل كفار أثيم، إن الذين آمنوا وعملوا الصالحات وأقاموا الصلاة وآتوا الزكاة، لهم أجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون} [البقرة: 277] (حدیث:1410)

- ما قبل منفی، یہاں مثبت۔
- یمحق اللہ الربو: سود کو مٹا دیتے — فی الآخرۃ یا جو سود دیتے تو اللہ اسکے مال کو مٹا دیتے؛
- "فاء" پس آیا اسلئے کہ إنّ کا لحاظ رکھا گیا (فلھم أجرھم نہیں آیا)

-فلُوہ: گھوڑا پالنے کے مثل کہ اسکے پڑھنے کا احساس نہیں کرتے ہیں۔

باب الصدقة قبل الرد(ص190)(حدیث:1411-1412-1413-1414)

- 1)صدقہ دے دو اس سے پہلے کہ کوئی قبول نہ کرے اسلئے کہ صرف نیت کا ثواب ملے گا، اگر قبول کرنے والا نہ ہو۔
- اگر کوئی نہ ملے تو3: 1)صدقہ کی نیت؛ 2)الگ رکھے؛ 3) مستحق کو تلاش کرتا رہے۔

2)صدقہ دے دو اس سے پہلے کہ صدقہ والی چیز نہ رہے۔

3)بعض ائمہ (فؒ) جسکے پاس صبح وشام کا کھانا ہے تو صدقۃ النظر پہلے دو تا کہ سبقت کا ثواب ملے تو یہ عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں ہو گا: قتل و قتال کی وجہ سے کم لوگ ہونگے اور مال زیادہ ہو گا۔

-یَھِمَّ ربُّ المال اَیْ یقصد: تلاش کرے گا۔ یُھِمُّ: پریشان؛ یحزن ربَّ المال (یوقعہ فی الھم والفکر)

-عیر: قافلہ اور إبل الطعام

-دوسری روایت: ایک عورت دور کا سفر کرے گی اور اپنی منزل مقصود تک پہنچے گی۔

-قلۃ الرجال: 1)کم پیدا ہونگے؛ 2) قتل و قتال کی وجہ سے۔

باب: اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة (حدیث:1415-1416-1417-1418)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)ما قبل ذکر التعجیل، اب صدقۃ بالقلیل کا ذکر ہے اور یہ ادنی درجہ ہے

2)امام احمدؒ کے نزدیک صدقہ کے بعد کچھ بچ جائے تو اسکو بھی صدقہ کرنا واجب ہے مثلاً:10 صاع میں ایک صاع دینا ہے، تو اگر 10 صاع اور نصف ہے تو ایک صاع اور نصف دینا ہو گا یا مثلاً 20 صاع اور نصف ہے تو 2 صاع اور نصف دینا ہو گا۔

-ولو بشق تمرۃ: 1)اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے دے دو

2) کسی کے کھجور کے ٹکڑے مت دباؤ ورنہ یہ بھی سبب نار ہے

-تثبیتًا: 1)یقینًا من أنفسہم؛ 2)تحقیقًا للمصرف؛ 3)للآخرۃ(جمع ہو جائے آخرت میں)؛ 4)للعادۃ من أنفسہم۔

لمز: سامنے عیب نکالنا اور ھمز: پیچھے عیب نکالنا(پس پشت)

باب فضل صدقة الشحيح الصحيح (حدیث:1419-1420)

- الشحیح: بخل مع الحرص۔ والصحیح: تندرست۔
- آیت کریمہ میں تخویف صدقے کے تاخر میں موت تک
- اشکال: دوسری روایت سے پتہ چلا ہے کہ بخیل بعید من اللہ والناس ہے اور صحیح قریب من اللہ وقریب من الناس۔

جواب: 1) شحیح کا مطلب المحتاج إلی المال (تو وہ قائم مقام حریص وبخیل) ذکر الشحیح مراد محتاج إلی المال اور علت مشترکہ یہ ہے کہ دونوں اس محل میں کہ مال نہ دے

2) شحیح سے مراد: من یکون فی محل البخل یا ما یکون فی محل البخل

اچھاجواب3) شحیح اپنے معنے میں ہے: بخل مع الحرص لکن یُجبر علی قلبہ ویتصدق وفیہ اُجران:1) مجبوری طبیعت پر؛ 2)صدقہ کیا

باب(معری)

- الجود سبب اللّحاق بالنبی ﷺ إذاکان فی زمان الصحۃ والفراغ؛ حالت صحت وفراغ اور عمل ہمیشہ ہے۔
- اَطولکنَّ یداً: دونوں ہاتھ مراد؛ سودہؓ کے لمبے قد اور ہاتھ لمبا ظاہری معنی تھا
- اس روایت میں عام روایت کی مخالفت، باقی زینبؓ کے بارے میں ہے اسلئے کہ وہ سخی تھی۔
- زینبؓ، عمرؓ کے زمانے میں انتقال کر گئی اور سودہؓ معاویہؓ کے زمانے میں، توراوی کی غلطی ہے یہاں اور مسلم کی روایت میں یہی ہے کہ زینبؓ کا انتقال پہلے ہوئی اور دوسری روایت حاشیہ میں مذکور۔
- یا تاویل: ولکن زینب ماتت اَول فعلنا بعد وفاتھا
- اِنماکانت طوّل یدھا اَی المراَۃ المتوفاۃ

باب صدقة العلانية(191)(حدیث:.......)

- صدقہ علانیہ(فرض) ہو جائز اور سرّاً بھی جائز، یا تشجیع مقصود یا غیر رشتہ دار پر ہو
- صدقۃ السر جائز اور اولی اسلئے مؤخر رکھا
- ولا ھم یحزنون بمافاتھم فی الماضی لاخوف علیھم بالمستقبل
- حزن: بموت المحبوب بفوات المطلوب
بعدم حصول اللذات بالسلامۃ من الآفات

باب صدقة السر(حدیث:.......)

- فنِعِمّ شیئاً اِبداوٴھا(الصدقات)

باب إذا تصدق على غني وهو لا يعلم(حدیث:1421)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: غنی کو زکوۃ دی اور معلوم نہیں تو جائز اسلئے کہ فقیری معلوم کرنا مشکل ہے۔
- بیٹے کو زکوۃ دی اور بعد پتہ چلا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی اسلئے کہ اسکی تحقیق آسان
- اسی طرح کافر کو دیا تو اعادہ ہوگا
- اسمیں کچھ نہ کچھ فائدہ ہے: سارق بھی رک جائے گا اور زانیہ رک جائے گی، غنی قیاس کرے گا دینے والے پر اور صدقہ دے گا۔
- اللھم لک الحمد: امر قبیح پر شکر کرنے کا کیا مطلب؟
جواب:1) اے اللہ تیرا شکر ہے آپکے ارادے سے ہوا اور میرے ارادے سے نہیں
2) مقام تعجب میں استعمال ہوا کہ میں کیا کرنا چاہتا تھا اور کیا ہوا؟
3) سارق زانیہ اور غنی کو ملا تیرا شکر ہے کہ کافر و مشرک کو نہیں ملا، اقبح سے تو کم از کم بچ گیا۔

-شر کی مجلس میں جانا اور معصیت کی مجلس میں جانا اور اسپر خوش ہونا تو یہ کفر ہے اور اگر کسی جائز کام کے لئے جائے تو جائز جبتک قبیح کو قبیح سمجھے اور اگر روکنے کے لئے جائے تو بہتر ہے اور مستحب ہے۔

-معلوم ہوا کہ صدقہ (فرضی) نہیں ہو سکتا ہے۔

-کسی بکری کو ذبح کیا اور فقراء کو کھلایا اور چند اغنیاء کو ملایا تو ثواب ملے گا لیکن خلاف اولی ہے۔

-اگر منت ونذر ہو تو صرف فقراء کو دینا لازمی ہے

-بیٹے کو زکوۃ دی: فـ: اگر معلوم نہ ہو کہ بیٹا ہے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور قید لگائی إذا کان غارمًا أو غازیًا

-یہاں لایشعر آیا: یستعمل فی الإدراک بالحواس تو کھلی بات پر بھی مطلع نہ ہو سکا اور پہلے لایعلم کا لفظ استعمال کیا۔

باب إذا تصدق على ابنه وهو لا يشعر (حدیث:1422)

- خطب علی: میرے نکاح کا انتظام کیا؛ خطب إلیّ: میرے نکاح کا پیغام دوسرے کے یہاں سے آیا۔

باب الصدقة باليمين (حدیث:1423-1424)

- 1) دائیں ہاتھ سے دینا بہتر ہے؛ 2) اپنے ہاتھ سے نہ کہ دوسرے کے ہاتھ سے۔
- لا تعلم شمالُہ: 1) مبالغہ پر محمول ہے؛ 2) حتی لا تعلم من فی شمالہ؛
- ففاضت عیناہ: 1) مبالغہ پر محمول؛ 2) ذکر المحل ومرادہ الحال۔
- دوسری حدیث میں یمین کا ذکر نہیں!

جواب: 1) زیادہ تھا تو دونوں ہاتھ کی ضرورت تھی اٹھانے کے لئے

2) یہاں دینے کا ذکر اور ما قبل میں یمین کا ذکر تو دونوں کو ملائے

3) یمین کا ذکر نہیں اشارہ ہے کہ لازم نہیں۔

باب من أمر خادمه بالصدقة ولم يناول بنفسه (ص192) (حدیث:1425)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بہتر کہ خود صدقہ دے دے لیکن خادم سے بھی دلوا سکتے
- خصلتان لم یکن النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یکلھما إلی أحد من أھلہ: کان یُناول المساکین بنفسہ ولا یکل طھورَہ إلی أحد۔
- ایک مالک دینے والا معطی اور ایک واسطہ پہنچانے والا (خادم)
- شیئًا: 1) مفعول مطلق نقصًا؛ 2) مفعول بہ من مقدر
- ترجمۃ الباب سے مناسبت: 1) جب عورت شوہر کا مال دے دے تو خادمہ کے مثل ہے۔

2) للخازن مثل ذلک، تو خازن خادم ہے۔

باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى (حدیث:1426-1427-1428-1429)

- لا صدقۃ کاملۃٌ اِلا عن ظھر غنیً یا ظھر زائد (جیسے اکثر زائد آتا ء) تو غنیٰ بمعنی غَنیٍّ
- مسند احمد کی روایت ہے یا زائد نہیں تو معنی یہ ہے لا صدقۃ کاملۃٌ اِلا بعد بقاء غنیٰ اور ظھر بمعنی پشت
- احناف دلیل پکڑتے: کہ صدقۃ الفطر غنی پر ہے نہ جسکے پاس قوت یومہ
- ائمہ ثلاث: جسکے پاس قوت یومہ تو صدقۃ الفطر لازم ہے۔
- یہ حدیث متوسطین اور متضعفین کے لئے؛ سُلیک غطفانی کو صدقہ ملا پھر خود صدقہ دینا چاہا تو آپ ﷺ غصہ ہوئے۔
- کعب بن مالکؓ پورا مال کا صدقہ کرنا چاہتا تھا لیکن آپ ﷺ نے قبول نہیں کیا، اسی طرح آپ ﷺ نے سونے کا ٹکڑا قبول نہیں کیا کسی شخص سے۔
- ردّٗ علیہ بمعنی فی غیر محلہ چیز واپس دیا جاتا ہے۔
- لا صدقۃ اِلا عن ظھر غنی اِلا اَن یکون معروفًا بالصبر
- ویؤثرون: ابو طلحہؓ اور انکی بیوی نے مہمان کو کھلایا اور خود بھوکے رہے تو توکل کی ایک قسم یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کرے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑدے اور دوسری قسم کا توکل: اسباب کو بھی چھوڑدے۔
- وابدأ بمن تعول: مثلاً حتی اللقمۃ تضعھا فی امر أتک
- الید العلیا (المعطیۃ) خیر من الید السفلی (الآخذۃ)
- الید غیر الماسکۃ خیر من الید الماسکۃ
- اللہ کا دینا بہتر ہے مخلوق کے دینے سے
- المتعفّف من السؤال خیر من الید غیر المتعففۃ
- مولانا بنوریؒ: یہ محمول ہے صدقات پر نہ کہ ہدایا پر (الید العلیا خیر من الید السفلی) اسلئے کہ آپ ﷺ نے ہدایا قبول کیا ہے۔
- مولانا ابو الوفاء افغانی نے شادی نہیں کی اور صدقہ وہدیہ پوری زندگی میں نہیں لی۔
- یستعفف: 1) یجتنب عن السؤال یجنّبہ اللہ عن السؤال
  2) یجتنب عن الحرام یجنبہ اللہ عن الحرام
- الید غیر السائل خیر من الید السائل یا الید المتعففۃ خیر من الید غیر المتعففۃ

باب المنان بما أعطى (حدیث:.....)

- یہ باب معری ہے اور بعض باب قائم کرتے باب فی ذم المنان بما أعطی
- الصدقۃ: لرضاء اللہ والہدیۃ: لفرح قلب المھدی لہ ولو کان الأصل رضی اللہ۔
- ابتداء اچھی اور انتھاء خراب
- مسلم کی روایت: 3 قسم کے لوگ شفقت سے نہیں دیکھا جائے گا: الذی لا یعطی شیئًا اِلا منّ بہ العاقّ لوالدیہ والمسبل ازارہ...
- صدقہ کے شرائط: 1) مال حلال ہو؛ 2) اخلاص وثواب کی نیت؛ 3) منّ واذی نہ ہو اور ریاکاری نہ ہو۔

باب من أحب تعجيل الصدقة من يومها (حدیث:1430)

- فهذا أفضل فی الفرض والنفل
- من یومها أی من یوم وجوبها یا قبل یومها.....
- صدقہ فرضیہ:فؒ:علی الفور؛ حؒ:علی التراخی؛ در مختار میں احناف کا فتوی علی الفور ہے۔
- تبر:قطعۃ من الذھب غیر مضروبۃ

باب التحريض على الصدقة والشفاعة فيها(حدیث:1431-1432-1433)

- شفاعۃ:طلب الخیر للغیر،اپنے مطالبہ کو دوسرے کے مطالبہ کے ساتھ ملانا؛الدال علی الخیر کفاعلہ
- اشفعوا تو جروا،فیقضی اللہ علی لسان نبیہ ماشاء۔
- تحریض:1)غیر معین کے لئے؛2)مساوی،برابری یا ادنی میں مستعمل؛ 3)اصرار زیادہ؛ 4)خیر وشر دونوں میں مستعمل۔
- شفاعت:اعلی کے لئے،اکثر خیر میں مستعمل؛معین کے لئے؛اصرار زیادہ ہو یا نہ ہو۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد:جب تعجیل الصدقۃ ہے تو تحریض اور شفاعت بھی کرنا چاہیئے
- امر ھنّ:محل ترجمہ تحریض ہے۔
- خُرص:بالیاں یا چاندی سے بنا ہوا جو کان میں رکھتے؛ قلبٌ:لانہ کان مقلوبًا(کنگن)
- لا توکی:تھیلا کو بند مت کرو رنہ فتمنع المال والانعامَ؛ وکاء:باندھنا۔

باب الصدقة فيما استطاع(ص193)(حدیث:1434)

- ما قبل میں لا صدقۃ إلا عن ظھر غنی تو معلوم ہوا کہ غنی مو صدقہ دینا چاہئے اور یہاں جتنی طاقت ہو اتنا دے دو چاہے غنی ہو یا نہ ہو۔
- دوسری روایت:افضل الصدقۃ جھدُ المقلّ تو یہ بہ ظاہر تعارض ہے؟!
- تطبیق:1)اعلی درجہ یعنی عزیمت یہ ہے کہ جتنا دے سکتے دے دو اور دوسرا رخصت ہے۔
  2)متوکل کے لئے فی ما استطاع اور غیر متوکل کے لئے غِناء دیکھا جائے گا۔
  3)غنی کو دینا چاہئے کثیر اور فقیر کو دینا چاہئے قلیل اسی لئے اِرضَخی کا لفظ آیا؛إذا تشارک المرأۃ والغلام رُضخ۔

باب الصدقة تكفر الخطيئة(حدیث:1435)

- صدقہ آخرت کا فائدہ ہے کفارۂ سیآت ہے(قد مرّ ھذا الحدیث قبل)

باب من تصدق في الشرك ثم أسلم(حدیث:1436)

- تقبل صدقتُہ؛ فیہ مدح الصدقۃ ولو کانت من کافر،إذا کانت نتیجتہ الاسلام
- کیوں قبول ہے کافر کا صدقہ؟فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا آیا ہے اور کسراب بقیعۃ؛وقدمنا إلی ما عملوا......فجعلناہ ھباء منثورًا
- یہ آیات محمول ہیں اگر مر جائے حالت کفر پر۔

- جواب:1)اسلام کی برکت سے سابقہ صدقات کو قبول کیا گیا تفضلاً من اللہ سبحانہ وتعالیٰ؛لیکن اس پر اشکال ہے کہ نیت کے بغیر کیسے قبول ہوا؟جواب:ترک النیۃ القبیحۃ فی الطاعات کافی اور طاعات وہ ہے جسکو مسلمان وکافر،سب کار خیر سمجھتے
- قربات:جو اللہ تعالیٰ کے قریب کردے،اللہ تعالیٰ کی صفات میں تفکر ہے تو اسمیں ترک النیۃ القبیحۃ کافی ہے۔

2)یا اگر مقبول نہیں تو ممکن ہے کہ دنیاوی مصیبت دفع ہو جائے یا عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

-1)أسلمتَ مع ماتقدم لک من خیر:علی مع کے معنے میں آتا ہے(یہ صحیح ہے اور باقی معانی خلاف ظاہر ہے)

2)هُديتَ إلى الإسلام ببركة ما اسلفتَ من خير

3)اسلمت علی ماسلف فیکَ من خیر أی علی ماوُجد فی طبیعتک من خیر۔

4)صدقہ تو ہم جاہلیت میں بھی کرتے تھے تو اب کیا ہو گا؟یعنی ثواب ہو گا یا نہیں؟اسلمتَ علی مثل ماسلف لک من خیر أی من أعمال الخیر۔

صدقہ کے بارے پوچھا اور نماز کے بارے میں نہیں اسلئے کہ جانتے تھے کہ ثواب ملتا ہے صلاۃ پر اور اعتاق اور صدقہ تو جاہلیت میں بھی مشہور تھا، تو ثواب ہے اسپر یا نہیں؟

- اور یہ اسکی طرح ہے:وأورثناھا بنی إسرائیل یعنی اسکے مثل۔
- یاھوالذی یتوفاکم باللیل ویعلم ماجرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ:اسکے مثل کے دن میں اٹھائے گا۔

باب أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسد(حدیث:1437-1438)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:صدقہ اتنا پھیلا ہوا عمل ہے کہ بیوی کو بھی خادم کو بھی لے جانے والے کو بھی،حفاظت کرنے والے یعنی خازن کو بھی،ادا کرنے والے کو بھی سب کو ثواب ملتا ہے جیسے شراب میں سب کو گناہ ملتا ہے۔

باب أجر المرأة إذا تصدقت، أو أطعمت، من بيت زوجها، غير مفسدة(حدیث:1439-1440-1441)

- عورت کے لئے امر صریح کی ضرورت نہیں جیسے خادم کے لئے بلکہ اتنا امر کافی ہے بلکہ امر کنائی کافی ہے تو خلاصہ یہ ہے کہ بڑی چیز کے لئے اجازت کی ضوروت،اور چھوٹی چیز کے لئے ضروری نہیں؛دوسری روایت میں:"إذا انفقت المرأۃ من بیت زوجھا من غیر أمرہ"

باب قول الله تعالى: {فأما من أعطى واتقى، وصدق بالحسنى، فسنيسره لليسرى، وأما من بخل واستغنى، وكذب بالحسنى، فسنيسره للعسرى} [الليل: 6] «اللهم أعط منفق مال خلفا»(حدیث:1442)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:صدقہ دینا چاہئے کہ جو صدقہ دیتا تو فرشتوں کی دعاء کا مستحق بن جاتا ہے دنیا میں خَلَفُ کے ساتھ اور آخرت میں ثواب کے ساتھ۔
- أعطی:ابو بکرؓ نے امیۃ بن خلف سے بلالؓ کو خریدا ایک اوقیہ 2000 دینار اور گورا غلام نصناص
- عامر بن فُھیرۃ کو خریدا،زنسرۃ کو خریدہ، جبار بن سلمۃ.....
- خلفًا:بہترین جانشین
- علامہ سندھی یہ توجیہ کرتے:اللھم أعط بخیلا تلفًا ای توفق إنفاق المال۔

باب مثل المتصدق والبخيل(حدیث:1443-1444)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیان تمثیل تا کہ قائم مقام دلیل مل جائے، مثال کہاوت، ضرب الأمثال کو بھی کہتے ہیں۔
- ایک روایت میں جُبّتان کے بجائے جُنّتان ہے یعنی زراہ؛ ترقوۃ: چنبرے، گردن کا وحصہ جہاں سے پسلیاں شروع ہے گلے کے پاس۔ اگر کوئی کہے کہ آسان مثال تو یہ تھی کہ سخی کا صدقہ آسان ہے جیسے حلویٰ کھانا یا پانی پینا تو یہ مشکل مثال کیوں لائے؟ جواب: مصلحت وحکمت ہے۔
- جواب: 1) قمیص کھل جاتی ہے تو ہاتھ نکالنا آسان ہے جیب سے: فتح الید سھلٌ لہ۔

2) قمیص کے گریبان کھل جاتی: اشارہ اِلی انشراح الصدر

3) قمیص کھل جاتی ہے یہاں تک کہ پورے بدن پر حاوی ہو جاتی: اشارۃ اِلی محوِ ذنوبہ وسیّآتہ؛ عیوب چھپ گئے۔

4) قدم کے نشانات کو مٹاتا ہے اسلئے کہ قمیص کھینچنے کا اثر باقی تو یہ اشارہ اِلی بقاء أثرہ فی الدنیا وفی الآخرۃ (ثواجنت میں)

5) بخیل کی مثال۔

یہاں بھی وہی اشکال وارد ہے: بخیل کا خرچ کرنا اتنا مشکل ہے جتنا کڑوی دوا پینا۔

1) ہاتھ نہیں چلتا؛ 2) شرح صدر نہیں؛ 3) قمیص کھلتا نہیں تو عیوب ظاہر؛ 4) قدم کے نشانات نہیں مٹے بما قدمت أیدیھم باقی یعنی سیّآت نہیں مٹے؛ 5) نہ اسکا ذکر خیر دنیا میں اور نہ آخرت میں فائدہ وثواب ہے۔

-جُنّۃ؛ حِصنٌ؛ زراہ۔

باب صدقة الكسب والتجارة(ص194)(حدیث:............)

- ظاہریہ کی تردید ہے جو کہتے کہ مال تجارت میں زکوۃ نہیں۔
- حدیث: کان رسول اللہ یأمرنا بالصدقۃ فیما نعدہ للبیع (یہ حدیث مصنفؒ کی شرط پر نہیں ہوگی اسلئے آیت پر اکتفاء کیا)

باب: على كل مسلم صدقة، فمن لم يجد فليعمل بالمعروف(حدیث:1445)

- صدقہ کے اقسام کا بیان ہے: صدقۃ: قول حسن یا فعل حسن یعنی دوسروں تک خیر پہنچانا۔
- پہلی قسم: 1) صدقۃ بالمال؛ 2) عمل بالید دوسروں کو فائدہ پہنچانا: ہنر صنعت اور ہوشیاری کا کام جیسے ڈرائور یعنی حرفت وصنعت کو جانتا ہو (ٹائپنگ کو جانتا ہو)؛ 3) یعین ذاالحاجۃ الملھوف: اسمیں ہنر کی ضرورت نہیں (کسی کی کار بند ہوگئی تو دھکا دینے میں مدد کی) بوجھ اٹھایا اسکے لئے۔ 4) عمل بالمعروف: اصل امر بالمعروف ہے لیکن عمل کا لفظ اسلئے لایا کہ صرف دعوت کا کام نہیں بلکہ عمل بھی ہے۔
- ولیمسک عن الشر (2قسم کی نھی): 1) نھی عن المنکر صراحۃً (مثلاً کہا کہ قرآن میں یہ برا کام میں شمار ہے اسلئے مت کرو)

2) امساک: اسکو خیر کی طرف لایا اور شر سے باز رکھا (مثلاً سینما کے لئے جارہا تھا تو بلا کر کہا ارے بھائی مت جاؤ، آجاؤ ہمارے ساتھ، فلاں جماعت ہمارے یہاں آئی ہے) تو جب مسجد میں لایا تو مسجد سے باہر کے جتنے شر ہیں اسکو باز رکھا ان سے تو یہ بھی ضمنی ہے۔

باب: قدر كم يعطى من الزكاة والصدقة، ومن أعطى شاة(حدیث:1446)

- فلیس بکثیر؛ احناف: کسی کو زکوۃ دے تو نصاب سے کم دے دے مالدار نہ بنائے؛ احناف اور مالکیہ: مدار نصاب ہے۔
- فؒ: صاحب نصاب لے سکتا ہے اگر محتاج ہو۔
- ذؒ: محتاج لے سکتا ہے اور غیر محتاج نہیں لے سکتا، اگرچہ صاحب نصاب نہیں گویا مدار احتیاج پر ہے۔
- آپ ﷺ نے گویا اشارہ کیا کہ تبدیل ملک کی وجہ سے تبدیل شیء ہو گئی۔
- محلّھا: قبولیت کا محل کو پہنچ گیا ہو، فقیر کے گھر پر اباحت کے طور پر کھائے تو اکثر فقھاء ناجائز کہتے لیکن اسمیں مشقت و مصیبت ہے چنانچہ فتاویٰ دار العلوم زکریا میں ایسے جزئیات کو بیان کیا کہ یہ بھی جائز ہو جاتا ہے۔

باب زكاة الورق(حدیث:1447)

- ورق: پتے یا چاندی کو کہتے
- پہلے چاندی کا باب لایا اسلئے کہ بازار میں زیادہ چلتا ہے بہ نسبت دینار کے۔
- نصاب چاندی: 595 گرام؛ سونا: 85 گرام؛ 5 اوقیہ: 200 درہم
- 5 وسق: ح 900 کیلو گرام؛ شافعیہ کے مختار قول: 553 کیلو گرام۔
- ذؒ: احتیاج مدار ہے؛ کؒ اور حؒ: عدم نصاب مدار ہے اور احناف کے نزدیک 5 وسق سے کم میں بھی صدقہ ہے۔

باب العرض في الزكاة(حدیث:1448-1449)

- عرض: وہ حیوان نہ ہو، مکیلات نہ ہو موزونات نہ ہو اور زمین نہ ہو۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: زکوۃ میں سامان دے سکتے یا زکوۃ میں قیمت دے سکتے: اسمیں فقیر کا فائدہ ملحوظ رہے گا۔
- مثلاً: کسی کے پاس تجارت ہے لکڑیاں کی اور لوہے کی تو فقیر کے گھر ویسے بھی تنگ ہو گا تو لکڑیاں اور لوہا کہاں رکھے گا؟
- آپ ﷺ نے ایک فربہ اونٹنی کو دیکھا تو پوچھا یہ کیوں لیا تو کہا کہ قیمت کا حساب لگا کر لیا (ناقۃ کومۃ) اسلئے کہ اصل چیز اسکے پاس نہیں تھی۔ ائمہ ثلاث: قیمت نہیں چلتی، اصل چیز ضروری ہے لیکن آج کل شافعیہ وغیرہ بھی قیمت پر فتویٰ دیتے ہیں
- خالد بن الولید نے سامان وقف کیا اللہ کے راستے میں تو جب وقف کرنا ممکن ہے تو زکوۃ میں بھی یہ ممکن ہو گا، دونوں یعنی زکوۃ اور وقف تقریباً برابر ہے۔
- ولو من حلیکن اور زیورات ضروری نہیں ہے کہ سونا اور چاندی سے ہو۔
- بنت مخاض: یک سالہ اسلئے اسکی ماں دوسری ولادت میں مشغول ہوتی ہے۔
- جو عوض میں دیا: ادلہ بدلہ ہوا گویا قیمت کا لحاظ کیا گیا۔
- بنت مخاض ایک حیثیت سے بہتر کہ صفۃ الانوثۃ ہے اور ابن لبون اگرچہ نقص ہے کہ ابن ہے لیکن خوبی ہے کہ 2 سالہ ہے۔
- شافعیہ جنکے نزدیک یہ معاملہ جائز نہیں تو اسکی تاویل کرتے کہ یہ علی سبیل الاصل ہے نہ کہ علی سبیل البدل اور کہتے کہ ہر زمانے میں مختلف ہونگے تو معلوم ہوا.......................ہر وقت 20 درہم دیں گے اگرچہ قیمت زیادہ ہو گویا شریعت کی طرف سے مقرر

- احناف کا جواب: ہر سال 20 درہم اور 2 شاۃ کی قیمت تھی تو معلوم ہوا کہ اس زمانے کی قیمت تھی
- دوسری حدیث لازم ہے فضہ اور اسکی جگہ غیر فضہ دیا۔

باب: لا يجمع بين متفرق، ولا يفرق بين مجتمع (ص195) (حدیث:1450)

- احناف: مالکین کا اعتبار ہے ایک جگہ جمع ہونے کا اعتبار نہیں: الاعتبار للمُلاک لا للمجتمع ولا للشرکۃ
- مثلاً 40 بکری ہیں 20 زید کے لئے اور 20 عمر کے تو زکوۃ کسی پر بھی لازم نہیں اگر چہ دونوں شریک ہوں۔
- آپ ﷺ نے غنم کے بارے میں: فی کل اربعین شاۃً شاۃً فان لم یکن اِلا تسعۃ وثلاثون فلیس علیک شیٔ
- ابوداؤد میں: 1567 – ...فَإِنْ لَمْ تَبْلُغْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ أَرْبَعِينَ، فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ... "
- خِلطت کی دو قسمیں: 1) خلطۃ شیوع: میں اور مؤذن دراہم کو شریک کر کے 80 دنبے خریدے

2) خلطۃ الجوار: 40 میرے اور 40 مؤذن کے الگ الگ ہیں لیکن ایک ساتھ کھڑی کر دی

-خلطۃ الجوار میں قانون یہ ہے کہ ہر ایک کی زز کوۃ الگ ہے اور خلطۃ الشیوع میں مشترک لیا جائے گا ایک ساتھ اور مالکین کا اعتبار کیا جائے گا تو عامل 2 دنبے لیں گے، ہاں البتہ اگر فرق ہو 3 / 1 اور 3 / 2 یتر جعان، یہ الگ مسئلہ

-عامل ایک جگہ سے اکٹھی زکوۃ لے گا خلیطین سے پھر وہ لوگ آپس میں ادلہ بدلہ کریں گے۔

-دوسرے ائمہ: خلطت کا اعتبار یعنی کمپنی کو دیکھیں گے، مالکین کو نہیں: مالکین 2 ہیں لیکن کمپنی ایک تو ایک بکری لی جائے گی۔

-کتؒ فتؒ: شرکت کی اتحاد کے لئے 10 چیزوں کی ضرورت ہے اور حؒ: 6۔

-منک فرحٌ: م: 1) مُراح (رکھنے، راحت کی جگہ ایک ہو)؛ 2) مرعیٰ چراہ گاہ؛ 3) مسریٰ: گھوم پھرنے کی جگہ؛ 4) محلب: دوہنے کی جگہ
ن: نیت؛ ک: کلب اور محافظ؛ ف: فحل یعنی سب کا ایک مذکر ہو؛ ر: راعی ایک ہو۔ ح: حوض جہاں پانی پیتے؛
ح: حالب ایک ہو۔

- دؒ: 6 چیزیں ہیں جو اس لفظ میں جمع ہیں مفرٌ؛ م: 1) مراح؛ 2) مرعیٰ؛ 3) مسریٰ؛ 4) محلب۔
ف: فحل؛ اور ر: راعی۔
- لا یجمع کا فاعل 2 ہوسکتے ہیں: 1) مالک یعنی مالک متفرق کو جمع نہیں کریں گے: مثلاً 2 آدمی اور 40 بکریاں ایک جگہ میں تو اکٹھا کر دیا
- لا یجمع بین متفرق خشیۃ کثرۃ الصدقۃ
- لا یفرق: مالک متفرق نہیں کرے گا
- لا یفرق خشیۃ وجوب الصدقۃ
- احناف: جمع نہ کرے اسلئے کہ فائدہ نہیں: چونکہ 2 مالک ہیں اور تفریق بے کار ہے اسلئے کہ ہر ایک مالک کے پاس صرف 20 ہیں تو ویسے ہی صدقہ نہیں ہے۔
- اگر فاعل 2) عامل ہے: لا یجمع العامل..................... جمع کیا خشیۃ سقوط الصدقۃ یا خشیۃ قلۃ الصدقۃ تو 2 لازم ہوا۔
- لا یفرق بین مجتمع: جب 80 جمع ہیں 2 مالک کے لئے تو متفرق نہ کرے کہ 40 یہاں رکھے اور 40 روشنی میں رکھے!
- فؒ: خِلطۃ الشیوع کا اعتبار ہے، اگر چہ ایک کا حصہ 40 سے کم ہے؛ کؒ: خلطۃ کا اعتبار جبکہ ہر ایک کا احصہ نصاب کے برابر ہو۔

باب: ما كان من خليطين، فإنهما يتراجعان بينهما بالسوية(حدیث:1451)

- بالسویۃ:لتکون زکوٰتہ متساویًا لحصّتہ
- مثال:2شریک: 1) 27دنبیاں؛ 2) 54دنبیاں توکل:81توعامل نے ایک دنبی لی
- 1)اس صورت یرجع صاحب الثلث علی صاحب الثلثین مثلاً:جو دنبی لی 3درہم کی قیمت ہے توصاحب ثلث کو 1درہم وصول کرنا ہوگا صاحب ثلثین سے۔اسلئے کہ اصل زکوۃ صاحب ثلثین ہی پر لازم تھی اور احناف کے نزدیک 2ہی بکری لازم تھی
- 2) 2آدمی جنکے کل 120 بکریاں ہیں 1) 80اور 2) 40عامل نے 2دنبیاں لی،ایک دنبی کی قیمت جولی فرض کرے کہ 3درہم ہے تو 2دنبی کے 6دراھم بنتے توصاحب ثلثین کے 4درہم بنتے اور صاحب ثلث کے 2درہم بنتے جو عامل نے وصول کیا توصاحب ثلث مطالبہ کرے گا صاحب ثلثین سے ایک درہم کا تاکہ ہر ایک کی طرف سے جو 3درہم لئے وہ برابر ہو جائے اپنے ملکیت کے حساب سے اور ائمہ ثلاث کے نزدیک اس صورت میں ایک ہی بکری لازم ہے(یعنی کل 120 بکریاں ہیں)
- 3) 2آدمی شریک ہیں 15 اونٹ میں تو احناف کے نزدیک دو بکریاں(اسلئے کہ ہر ایک مالک ہیں 7.5اونٹ کے اور ہر 5اونٹوں میں ایک بکری ہے)؛ ائمہ ثلاث:3 بکریاں لازم ہیں اسلئے کہ کمپنی(شرکت)کا اعتبار ہے یعنی ہر 5اونٹوں میں ایک بکری لازم ہے۔
- امام بخاریؒ:احناف کے موافق ہے اور سفیان ثوریؒ کے نزدیک خِلطت کا اعتبار نہیں۔
- زکوۃ کے قوانین کا ذکر تھا یہاں تک۔

باب زكاة الإبل(حدیث:1452)

- اب جانوروں کی زکوۃ شروع کرتے اور اونٹ مقدم کیا اسلئے کہ حدیث میں اِبل مقدم ہے یا لکثرتھا فی العرب
- ویحک:کلمۃ زجر
- جب آدمی ہجرت کرتا ہے پھر واپس وطن میں نہیں آتا بلکہ ہجرت جب کرتا ہے تو اللہ کے لئے کرتا ہے۔

باب من بلغت عنده صدقة بنت مخاض وليست عنده(حدیث:1453)

- تکرار کی وجہ سے لکل مرتبۃٍ عشرون درھمًا؛اوپر والا چھوڑ کر نیچے والا لے تو 20درہم لے لے ساتھ
- کؒ:مالک جانور پر ضروری ہے کہ جانوروں کو خرید کر دے دے(20درہم ہر مرتبہ کے لئے نہیں چلے گا)
- جذعۃ:4سالہ:جسکے تمام دانت گر گئے اور حِقّۃ:3سالہ سواری اور جفتی کے قابل ہے۔
- صعود میں جبر ممکن ہے(صرف ایک جانب ہے 20دراھم اور اونٹ)اور نزول میں نہیں اور جانبین سے معاوضہ ہو تو جبر ممکن نہیں

باب زكاة الغنم(حدیث:1454)

- شرط مشہور ہے اسلئے شرط نہیں لگایا:سائمۃٌ صفت ہے اور صفت احناف کے نزدیک مفہوم مخالف پیدا نہیں کرتی کہ صفت ہے تو صفت اور صفت نہیں تو نہیں(یہاں صفت مثل علت ہے)۔
- أبي: تھذیب التھذیب:کثیر الغلط؛ یحیی بن معین:لیس بشیء؛ نسائی:ضعیف

- علامہ ساجی: ضعیف منکر الحدیث اور ابو داؤد: لا اُخرّجُ حدیثَہ
- بحرین کی دار لحکومت ھجر تھا(کھجوروں کے لئے مشہور جگہ) پہلے، اب بحرین الگ ہو گئے اور دار الحکومۃ منامۃ ہے
- کوئی فضول کام کرتا تو کہتے: فلانٌ کنا قل التمر إلی ھجر۔
- خط بسملہ پر مشتمل، الحمد للہ نہیں
- ائمہ ثلاث: حساب اربعینات اور خمسینات پر ہو گا اور درمیان معاف ہو گا یعنی 120 سے 140 کے درمیان کچھ نہیں ہو گا۔
- احناف: 120 سے زیادہ میں ہر 5 میں شاۃٌ، 145 تک پھر بنت مخاض حقتان کے ساتھ مل جائے گا اور 150 میں 3 حقۃ
- 150 سے زیادہ میں ہر 5 میں شاۃٌ، 175 تک پھر بنت مخاض اور ثلاث حقۃ
- 175 سے زیادہ میں ہر 5 میں شاۃٌ، 195 تک پھر ایک بنت لبون اور 3 حقۃ
- 196 سے 200 تک 4 حقۃ

تو یہ احناف کا مذہب ہے اور اسکو استیناف کہتے؛

- ابن مسعودؓ سے مروی (جیسے طحاوی میں 4/375 عمرو بن حزم کی کتاب یعنی خط سے منقول ہے) اور مؤطا امام مالک میں
- اور مصنف ابن ابی شیبۃ میں علیؓ سے مروی ہے سند قوی کے ساتھ (اسحاق بن راہویہ)(2/359 نمبر 9889)
- مذکر و مؤنث کے لحاظ سے: اونٹ: جمل/ناقۃ؛ گائے: ثور/بقرۃ؛ دنبہ: ضأن/نعجۃ؛ بکری: تیسٌ/عنزۃٌ
- اشکال: فی کل اربعین یہاں مذکور ہے اور درمیان کے بارے میں مسکوت ہے تو کہاں سے ثابت ہے؟

جواب: دوسری روایت ہے جسکو درمیان کے لئے استعمال کیا

اور 1) الاستیناف لا ینافی المنطوق اور 2) وفی ھذا الحدیث کلام یعنی سند پر جو پہلے گزر چکا (یعنی اُبی پر جو کلام مذکور ہے)۔

باب: لا تؤخذ في الصدقة هرمة ولا ذات عوار، ولا تيس، إلا ما شاء المصدق(حدیث: 1455)

- مالک کو نقصان ہو گا اسلئے کہ متعدد بکریوں کے لئے ایک مذکر ہے۔
- إلا ماشاء المصدق من التیس یا عامل مراد إلا أن یشاء المصدق پھر استثناء سب کے ساتھ یعنی ھرمۃ، ذات عوار اور تیس
- تیس کو لے سکتا ہے باِذن الملک
- ترجمۃ الباب کا مقصد: کونسا جانور لے سکتا ہے اور کونسا نہیں؟ ھرمۃٌ: بوڑھا جانور جسکے دانت گر گئے۔

باب أخذ العناق في الصدقة(حدیث:1456-1457)

- چار مہینے کا بچہ لینا جب عبد ار لے سکتا تو بچہ بھی، کوئی عیب نہیں سوائے صغر اور ھرم سے اولی ہے۔
- بعد تکمیل النصاب بالکبار یُعدُّ الصغار ورنہ نہیں، مثلاً: 120 سے کم میں 2 بکریاں مطلب اگر 40 بڑے ہو تب صغار کو شمار ہو گا۔
- کؒ: یکمل النصاب بالصغار۔
- اگر صرف صغار رہے تو زکوۃ ہے یا نہیں مثلاً: کبار مر گئے سب اور سال پورا ہو گیا تو اسمیں کچھ نہیں؛
- احناف: لا شیء فی الصغار؛ فؒ: اگر 40 صغار فیجب واحد؛ کؒ: یجب فیہ الکبیر ویُشتری

- احناف کی دلیل: لا شیءَ فی الفصلان والعجاجیل والحملان؛ عامل نے کہا: إنّ من عهدی أن لا آخذ من راضع لبنٍ
- مصنفؒ اس مسئلے میں کؒ اور فؒ کے موافق ہیں اور زیادہ فؒ کے موافق۔

باب لا تؤخذ كرائم أموال الناس في الصدقة(حدیث:1458)

- هذه آداب الزکوة: متوسط جانور لینا چاہئے، ما قبل آیا ہے کہ بوڑھا نہ لے اور یہاں عمدہ لینے کی ممانعت ہے تو مراد متوسط لینا ہے

باب: ليس فيما دون خمس ذود صدقة(حدیث:1459)

- اشکال: زکوۃ الغنم چل رہا ہے تو یہ کیسے زکوۃ الإبل تک پہنچے؟!
جواب: اسکا تعلق ساۃ سے بھی ہے یعنی 5 سے کم اونٹ میں شاۃ نہیں اور 5 سے زیادہ اونٹوں میں شاۃ ہے
- ما قبل وجوب کے لئے بیان تھا اور یہاں نفی کے بیان کے لئے۔

باب زكاة البقر(ص196)(حدیث:1460)

- آخر میں بقر اسلئے کہ عرب میں کم ہے اور مصنفؒ کی شرط پر حدیث نہیں ہے

ترمذی میں(13/2): 623 - حدثنا محمود بن غيلان، قال: حدثنا عبد الرزاق، قال: أخبرنا سفيان، عن الأعمش، عن أبي وائل، عن مسروق، عن معاذ بن جبل، قال: بعثني النبي صلى الله عليه وسلم إلى اليمن، فأمرني أن آخذ من كل ثلاثين بقرة تبيعا أو تبيعة، ومن كل أربعين مسنة، ومن كل حالم دينارا، أو عدله معافر.

هذا حديث حسن. وروى بعضهم هذا الحديث، عن سفيان، عن الأعمش، عن أبي وائل، عن مسروق أن النبي صلى الله عليه وسلم بعث معاذا إلى اليمن فأمره أن يأخذ، وهذا أصح.

- سند میں مسروق معاذؓ سے روایت لیتے اور ملاقات نہیں ہے، امام ترمذیؒ نے روایت کو حسن کہا ہے کثرت شوہد کی وجہ سے اور عمل صحابہؓ اور تابعی کی وجہ سے۔
- الجاموس کالبقر فی الزکوۃ والضحایا..........وکذالک فی حلّ اللحم
- مصنفؒ: نے استدلال کیا کہ آدمی بقر اٹھائے گا اسلئے کہ زکوۃ نہیں دی تو معلوم ہوا کہ اسمیں زکوۃ ہے
- اشکال: رُدَّت کا تقاضا یہ ہے آخر میں جو گزرا وہ واپس پہلے ہو تو یہاں اولاھا کیسے؟
جواب: 1) ردت علیہ أولاھا علی شکل الدائرۃ
2) آخر اولی بن گیا جب رخ بدل جائے۔

باب الزكاة على الأقارب(ص197)(حدیث:1461-1462)

- ائمہ اربعہ: اصول وفروع کو زکوۃ نہیں دے سکتے؛ مصنفؒ تمام اقارب کو زکوۃ دے سکتے
- حؒ کؒ: زوج کو نہیں دے سکتے؛ فؒ دؒ: بیوی دے سکتی شوہر کو؛ دؒ: وارث کو بھی نہیں دے سکتے: لا یجوز إعطاء الوارث۔
- لن تنالوا البر: 1) تقوی نہیں پاسکتے یہاں تک کہ فرض صدقہ دے

2)تقوی کامل کو نہیں پہنچ سکتے جبتک نفل صدقہ

-مما:6نمبر:1)مال؛ 2)بدن وروح؛ 3)عزت وجاہ؛ 4)منصب؛ 5)رائے مشورہ؛ 6)اولاد

-رائع:نافذٌثوابہ علیک؛نافذٌ وجائزٌثوابہ علیک۔

باب: ليس على المسلم في فرسه صدقة(حدیث:1463)

- وہ گھوڑااور عبد جو تجارت کے لئے ہو توبالاتفاق زکوۃ ہے۔اور اگر خدمت کے لئے ہو توبالاتفاق نہیں ہے۔
- تناسل اور دوسرے ضروریات(مثلاً سواری) کے لئے تو اسمیں اختلاف ہے:حؒ:اگر سب مذکر توزکوۃ نہیں اور اگر سب مؤنث یا بعض تولازم ہے۔ سمؒ اور دیگر ائمہ:تناسل کے لئے ہو توزکوۃ نہیں۔
- خؒ:1)عمرؓعثمانؓ سے ایجاب الزکوۃ مروی؛ 2)طاؤس:ابن عباس سے خیل کے بارے پوچھا:أفيها صدقة فقال.......
- توغازی فی سبیل اللہ میں صدقہ نہیں توباقی میں ہے:ليس على كل فرس الغازي صدقة
- بیہقی کی روایت:جو دار قطنی میں مذکور ہے:في الخيل السائمة على كل فرس دينارٌ:تفرد به غورَق وقال هوثقة
- عمرؓ:وضع في كل فرس دينارٌ وهكذا عثمانؓ
- عمرؓ نے علاالحضرمی کو بھیجالصدقۃ الخیل اور عثمانؓ بھی لیتے تھے۔
- سمؒ اور ائمہ ثلاثہ:زکوۃ نہیں ہے وعلیہ الفتوی؛ اگر تناسل اور رکوب کے لئے تو اسمیں اختلاف ہے۔
- إن كان للركوب أوعلوفةً تونہیں بالاتفاق۔

باب: ليس على المسلم في عبده صدقة(حدیث:1464)

- قاضی خان کا فتوی سمؒ کے قول پر ہے؛صدقۃ الفطر واجب
- تجارت کے غلام پر،خدمت کے نہیں ہے۔
- حؒ:محمول ہے کہ مسلمان پر زکوۃ نہیں اس عبد پر جو خدمت کے لئے ہو اور اس فرس جو رکوب کے لئے ہو۔

باب الصدقة على اليتامى(حدیث:1465)

- 1)الصدقة على اليتمى:یتیمون:معطی لہ؛فقیر اور یتیم بھی ہے:من لاوالد له وهو صبي

2)یتامی:معطِی:يكون اليتيم معطيًا:احناف کے نزدیک اس پر زکوۃ نہیں ہے۔

-حدیث:رفع القلم عن ثلاث:عن مجنون حتى يفيق وعن نائم حتى يستيقظ وعن صبي حتى يبلغ۔

-ابن مسعودؓ:ليس في مال اليتيم صدقة:وفي سنده ليث بن ابي سليم وقد روى عنه أبو حنيفة قبل الاختلاط

-فؒ:زکوۃ ہے اور دلیل:ألا من ولي يتيما.....................لئلا تأكله الصدقة

جواب:1)سند میں مثنی بن صباح ضعیف اور منکر الحدیث ہے

2)صدقہ سے مراد نفقۃ اسلئے کہ النفقة على العيال صدقة تو مطلب مال تجارت میں لگائے اور دلیل:زکوۃ تو چوتھائی حصہ یا.....................

3)صدقۃ الفطر مراد اور صدقۃ الفطر راس کی وجہ سے
-مصنفؒ یہ بتلانا چاہتا ہے کہ یتیم کے مال سے صدقہ نہیں ہوگا تو ہلاک ہوگا۔
اگر یتیم معطی لہ ہے تو مطلب معطی ہلاک ہوگا اگر یتیم کو نہ دے۔
معطوف علیہ: انصیر النعمۃُ مصیبۃً ویأتی الخیر بالشر / تقدیم و تاخیر ہے وأیأتی الخیرُ بالشر
- شر پیدا ہوگا مصرف پر خرچ نہ کرنے کی وجہ سے، صدقہ مفروضہ نہ دینے کی وجہ سے۔
- یا شریعت کو نافذ نہ کرنے کی وجہ سے۔
- شرح مواہب لدنیہ للزرقانی: آپ ﷺ کی شان میں:
شعر: **يقول لنا لسان الحال منه ... وقول الحق يعذب للسميع**
فوجهي والزمان وشهر وضعي ... ربيع في ربيع في ربيع
- **1)فنعم صاحب المسلم ما أعطى منه المسكين(مبدل منه بدل)**
- 2)فنعم صاحبَ المسلم المالُ
- مثال کا خلاصہ: جو جانور کھانا کھاتے (چارہ) تو جانور کی 2 قسمیں:
1)وہ جانور جو چارہ کھاتا ہے بقدر کفایت: اسمیں نکالنے کی ضرورت نہیں: یہ ان لوگوں کی مثال جو بقدر کفایت کھاتے اور بقدر کفایت مال لیتے اور زائد مال کی طرف نظر نہیں ڈالتے جیسے ابوذرؓ ابو بکر صدیقؓ
-مسلم:(2958) حدثنا هداب بن خالد، حدثنا همام، حدثنا قتادة، عن مطرف، عن أبيه، قال: أتيت النبي ﷺ وهو يقرأ: ألهاكم التكاثر، قال: " يقول ابن آدم: مالي، مالي، قال: وهل لك، يا ابن آدم من مالك إلا ما أكلت فأفنيت، أو لبست فأبليت، أو تصدقت فأمضيت؟ ".
- ترمذی: 2466 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ زَائِدَةَ بْنِ نَشِيطٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي خَالِدٍ الوَالِبِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، [ص:643] عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِلَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ «.» هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، وَأَبُو خَالِدٍ الوَالِبِيُّ اسْمُهُ: هُرْمُزُ "
- المستدرك: 7934 - أَخْبَرَنِي أَبُو النَّضْرِ الْفَقِيهُ، وَأَبُو عَمْرِو بْنِ صَابِرٍ الْبُخَارِيُّ، قَالَا: ثَنَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِيبٍ الْحَافِظُ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنَا أَبُو عَقِيلٍ يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، ثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاحِدًا كَفَاهُ اللَّهُ مَا هَمَّهُ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ تَشَاعَبَتْ بِهِ الْهُمُومُ لَمْ يُبَالِ اللَّهُ فِي أَيِّ أَوْدِيَةِ الدُّنْيَا هَلَكَ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "
2)وہ جانور جسنے کھایا حد سے زیادہ لیکن اسکو خطرہ ہو کہ درد ہوگا یا بیماری ہوگی جسکی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائے تو سورج کی گرمی میں گیا جسکی وجہ سے پیٹ جاری ہوا اور صاف ہوا تو یہ متصدق کی مثال ہے۔
-لیأتین علی الناس زمان لا ینفع فیہ إلا الدراھم والدنانیر
-لا بأس من الدنیا لمن اتقی: یہ ترجمۃ الباب کے موافق۔
3)وہ جانور جسنے کھایا اور ہلاک ہوا یا قرایب الھلاک ہوا (تو پیشاب یا پاخانہ کیا)

-والذین یکنزون الذھب والفضۃ......؛الھٰکم التکاثر...........

-مال کی تشبیہ پاخانے کے ساتھ کیوں؟

جواب:1)پاخانہ فُضلہ ہے اشارہ کہ مال کا فضلہ نکالو۔

2)قضائے حاجت کے بعد راحت تو مال نکالنے کے بعد دنیا و آخرت کی روایت۔

3)پاخانہ صاف کرنے کی چیز ہے تو اسی طرح مال کے لئے۔

4)پاخانہ کھاد کے بننے کے بعد اگاتی تو اسی طرح مال آخرت کی غذا ہے۔

-مال کو کیوں تشبیہ دی جانور سے؟جواب:1)ہر وقت کھانا جانور کا کام ہے؛ 2)ایمانی زندگی؛ 3)ملکوتی زندگی؛ 4)نبوی زندگی۔

باب الزكاة على الزوج والأيتام في الحجر(ص198) (حدیث:1466-1467)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:فؒ اور سمؒ کی موافقت کی اور کؒ دؒ کے ایک قول بھی ہے۔
- حؒ:نہیں دے سکتی بیوی شوہر کو لاتحاد المنافع یعنی جو بیوی کا ہے وہ شوہر کا بھی ہو گیا:ووجدک عائلاً فاَغنیٰ ایک تفسیر فاَغناک بما خدیجۃؓ اور یہ روایت نقل پر محمول ہے اسلئے کہ اولاد کا بھی ذکر ہے؛یہاں ایتام آیا او پہلے آیا کہ انکی اولاد تھی۔
- فی الحِجر:گود میں یعنی ترتیب میں۔
- پہلے گزرا کہ خود سوال کیا اور اب بلالؓ کے واسطے سے سوال کرایا!؟

جواب:تطبیق:1)پہلے بالواسطہ سوال کیا اور بعد میں بالذات سوال کیا

2)یا پہلے کی تاَویل کرے:ساَلتُ رسول اللہ ﷺ اَی لا بالذات بل بالواسطۃ

-اشکال:انہوں نے کہا مت بتاؤ اور بلالؓ نے بتایا!؟

جواب:1)مت بتاؤ ابن مسعودؓ کی بیوی نے کہا اور بتاؤ آپ ﷺ نے دریافت کیا تو آپ ﷺ کا قول مقدم ہے!

2)نہی ارشادی ہے نہ کہ تحریمی(نہ بتانے میں بہتر اسلئے کہ صدقہ کی بات ہے)۔

باب قول الله تعالى: {وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله} [التوبة: 60] (حدیث:1468)

- مصارف کا ذکر؛ آیت کی ابتدائی حصہ کو چھوڑ دیا اسلئے کہ اختلاف نہیں ہے اسمیں اور وفی الرِّقاب کے مصداق وغیرہ میں اختلاف ہے:مثلاً:وفی الرقاب:بشراء الرقاب عندکؒ اور آزاد کرنا؛ حؒفؒ:اعتاق لا یجوز بلکہ تملیک لا مداد العتق فی بدل الکتابۃ اسلئے کہ زکوۃ میں تملیک ضروری ہے۔
- غارمین:مدیونین؛ فؒ:غارم اسکو بھی کہتے جو اصلاح اور قتل کی وجہ سے کہے کہ فلاں کو ۲ لاکھ دے دونگا یعنی دوسروں کے لئے غارم بنا اور الولاء لمن اعتق تو پھر اسکو فائدہ ہوگا جو بالکل جائز نہیں زکوۃ کے باب میں۔
- فی سبیل اللہ:منقطع الغزاۃ یا منقطع الحجاج یا فقراء الحجاج
- فؒ:غازی غنی ہو،تب بھی دے سکتے۔
- سوال:پہلے للفقراء "لام" آیا اور بعد میں "فی" آیا؟!

جواب: ۱)لام تملیک اور استقرار کے لئے۔ اور فی الرقاب میں "فی" آیا اسلئے کہ مال انکے پاس نہیں رہتا بلکہ خرچ کریں گے یعنی لم یکن دائمًا و مستقرًا عنھم۔

۲)یا فی شرکت کے لئے جیسے کہ کہتے: زید بکر عمرو شرکاء فی ھذا المال مثلاً: بدل کتابت میں، تو اشارہ إلی التعاون فی الشرکۃ

۳)فی ظرفیت کے لئے: الظرف قبل ہے کہ مظروف رہے اسلئے یہ بھی زیادہ مستحق (مدیون)

-فی سبیل اللہ اسلئے کہ راستے میں مر جائے گا تو مطلب یہ ہے کہ اشارہ إلی الأحقّ جیسے کہتے کہ السمک فی الماء یعنی سمک اس قابل ہے کہ پانی میں رہے اسی طرح الدرھم فی الصرۃ۔

-فرح: اعتاق میں تملیک نہیں اور زکوۃ میں اعتاق نہیں بلکہ تملیک ہے۔

ف: سب کو دے اور ہر ایک کو حصہ دینا چاہئے۔

- خالدؓ نے اپنی زمین مجاھدین کو دیا جو فی سبیل اللہ اور وقف بغیر تملیک کے ہوتا ہے۔
- شعر: لا عیب فیھم غیر أن صیوفھم فیھم فلول عن قراع الکتائب (۲) حاشیہ ۱۰)
- عُتاد (ج) أعتُد: زرہیں؛ فی سبیل اللہ: ۱)وقف میں؛ ۲)مال تجارت نہیں؛ ۳)جہاد میں۔
- ایک روایت میں فھی علیّ
- عباسؓ کی طرف سے آپ ﷺ نے کیوں علیّ کہا؟

جواب: ۱) قبل الوجوب انہوں نے ۲ سال کا لگایا تھا زکوۃ

۲) ممکن کہ الگ واقعہ ہے

-علیہ و علیّ میں تطبیق: علیہ: وہ دیں گے اور میں اسکا ذمہ دار ہوں۔

باب الاستعفاف عن المسألة(حدیث:1469-1470-1471-1472)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وفی أموالھم حق للسائل والمحروم لیکن مطلب یہ نہیں کہ سوال کرے۔
- خیر اچھی جگہ خرچ نہ کرنا شر کا باعث ہے؛ بقدر ضرورت سوال جائز ہے۔
- غنی کو سوال کرنا ناجائز ہے اور مستغنی کا سوال کرنا مکروہ ہے مگر بقدر کفایت مال ہے۔

بے تکلف دوست سے مانگنا مباح ہے: لَنَقلُ الصَخرِ مِن قُلَلِ الجِبالِ = أَحَبُّ إِلَيَّ مِن مِنَنِ الرِجالِ

يَقولُ النَاسُ لي في الكَسبِ عارٌ = فَقُلتُ العار في ذُلِّ السُؤالِ

- حلو(ۃ): ۱) "ۃ" انواع مال کی طرف اشارہ؛ ۲)بتاویل دنیا؛ ۳)کالفاکھۃ الحلوۃ۔
- اشراف سے مراد الطمع: حرص۔

باب من أعطاه الله شيئا من غير مسألة ولا إشراف نفس {وفي أموالهم حق للسائل والمحروم} [الذاريات: 19] (حدیث:1473)

- بغیر اشراف تو یقبلہ یعنی قبول کرے۔ الاجتناب عن السوال ممدوح
- محروم: ۱)من یظنّ بہ الغناء ولیس بغنی؛ ۲)المصاب فی الشر؛ ۳)غیر سائلۃ۔

باب من سأل الناس تكثرا(حديث:1474-1475)

- جزاء محذوف ہے: فھذا قبیح مذموم۔
- چہرہ قبیح ہو گا، گوشت کے ٹکڑے کے گرنے کی وجہ سے، آگ کی وجہ سے۔
- ترمذی میں: 653 - حدثنا علي بن سعيد الكندي، قال: حدثنا عبد الرحيم بن سليمان، عن مجالد، عن عامر الشعبي، عن حبشي بن جنادة السلولي قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في حجة الوداع وهو واقف بعرفة، أتاه أعرابي، فأخذ بطرف ردائه، فسأله إياه، فأعطاه وذهب، فعند ذلك حرمت المسألة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن المسألة لا تحل لغني، ولا لذي مرة سوي، إلا لذي فقر مدقع، أو غرم مفظع، ومن سأل الناس ليثري به ماله، كان خموشا في وجهه يوم القيامة، ورضفا يأكله من جهنم، ومن شاء فليقل، ومن شاء فليكثر.
- مسلم میں: 105 - (1041) حدثنا أبو كريب، وواصل بن عبد الأعلى، قالا: حدثنا ابن فضيل، عن عمارة بن القعقاع، عن أبي زرعة، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من سأل الناس أموالهم تكثرا، فإنما يسأل جمرا فليستقل أو ليستكثر».
- استغاثوا بآدم میں "باء" اور "من" بھی ہو تا تب بھی صحیح اسلئے کہ مدد مانگنا تحت الاسباب ہے۔

باب قول الله تعالى: {لا يسألون الناس إلحافا} [البقرة: 273] وكم الغنى(ص199)

(حدیث:1476-1477-1478-1479-1480)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ۱)سوال اگر کرنا ہو تو الحاف ومبالغہ کے ساتھ نہ ہو
۲)اگر سوال کے قابل ہو تو مستحق زکوۃ ہے
۳)سائل کی دو قسمیں: ۱)سائل الحاف اور ۲)سائل غیر الحاف

-آیت کی تفسیر: ۱)سوال نہیں کرتے چہ جائے کہ اصرار کرے
۲)بالکل سوال نہیں کرتے اور الحافاً ذکرہ علی سبیل العادۃ
۳)سوال تو کرتے مجبوری پر لیکن الحافاً نہیں (کمبل نہیں بنتے)

-غنی کے ۳ درجات ہیں: ۱)إعطاء الزکوۃ: جسکے پاس مال نامی ہو تو زکوۃ دے گا سونا، چاندی، زیورات وغیرہ
۲)حرمۃ الزکوۃ: زکوۃ نہیں لے گا اسلئے کہ ضرورت سے زائد مکان کرایہ پر لیکن چونکہ مال غیر نامی ہے تو زکوۃ نہیں۔
۳)منع السؤال: جسکے پاس ایک دن کا کھانا ہو یعنی قوت یومہ۔

- حدیث: ومن سأل الناس وعنده ما يغنيه، كان خموشا في وجهه يوم القيامة، قيل وما يغنيه تو ایک روایت میں ۵۰ درہم کا ذکر ہے اور ایک میں ۴۰ درہم کا ذکر اور ایک میں قوت یوم یعنی صبح وشام کا کھانا تو تعارض نہیں ہے اسلئے کہ کوئی کثیر العیال ہوتے اور کوئی قلیل العیال۔

- اللہ کے راستے میں ہونے کی وجہ سے محصر کی طرح بن گئے؛ ضربا فی الأرض: تجارت نہیں کرسکتے علم میں یا جہاد میں مشغولی کی وجہ سے

۱) قیل وقال: گپ شپ (دنیوی فضول باتیں) یا آخرت کی باتیں بغیر احتیاط؛ ۲)اضاعۃ المال: فی المعاصی یعنی غلط مصرف یا جگہ میں

وکثرۃ السؤال: ۱)فضول سوال کے لئے؛ ۲)عن الأمور غیر النافعۃ؛ ۳)عن المتشابھات

- متشابھات: ۱)لایعلم حقیقتہ إلا اللہ؛ ۲)لیس لہ یدٌ کأیدینا بل المراد القدرۃ۔

-متشابھات کے بارے میں سلف: تاویل اجمالی کرتے اسلئے کہ ظاہری معنی مراد نہیں ہے۔

اور خلف: تاویل تفصیلی کرتے اسلئے کہ ظاہری معنی مراد نہیں یا یہ تاویل ممکن ہے یقینی نہیں۔

- إعطاء: دلیل تألیف قلب أحیانًا، دلیل محبت نہیں اور دلیل فضیلت نہیں۔

- فضرب رسول اللہ ﷺ: تصرّف

- نزحتُ البئرَ: متعدی ہے اور انزحت البئرُ: لازم ہے۔

باب خرص الثمر (ص200)(حدیث:1481-1482)

- خرص: اندازہ لگانا؛ جمہور: یہ مستحب ہے؛ احناف: انکار کرتے لیکن احناف بھی کہتے کہ اگر صرف تخویف کے لئے ہو تاکہ نہ چھپائے تب ٹھیک ہے اور اگر اسپر عمل کرنے کے لئے ہو تو صحیح نہیں اسلئے کہ الاعتبار بالموجود۔

- کُ: خرص کا اعتبار بہ خلاف ائمہ ثلاث؛ فیہ سدُّ باب الخیانۃ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: فقیر کو چاہئے کہ سوال نہ کرے اور مالدار کو چاہئے کہ نہ چھپائے۔

- امام بخاریؒ: الخرص یکون فی کل شيء۔ جمہور: فی التمر اور فی الکرم وارد ہیں۔

- ۱)ترمذی کی روایت: 644 – حدثنا أبو عمرو مسلم بن عمرو الحذاء المديني، قال: حدثنا عبد الله بن نافع، عن محمد بن صالح التمار، عن ابن شهاب، عن سعيد بن المسيب، عن عتاب بن أسيد، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبعث على الناس من يخرص عليهم كرومهم وثمارهم.

۲)ترمذی: 643 – حدثنا محمود بن غيلان، قال: حدثنا أبو داود الطيالسي، قال: أخبرنا شعبة قال: أخبرني خبيب بن عبد الرحمن، قال: سمعت عبد الرحمن بن مسعود بن نيار، يقول: جاء سهل بن أبي حثمة إلى مجلسنا فحدث، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: إذا خرصتم فخذوا ودعوا الثلث، فإن لم تدعوا الثلث، فدعوا الربع.

والعمل على حديث سهل بن أبي حثمة عند أكثر أهل العلم في الخرص، وبحديث سهل بن أبي حثمة، يقول أحمد، وإسحاق، والخرص إذا أدركت الثمار من الرطب والعنب مما فيه الزكاة بعث السلطان خارصا يخرص عليهم، والخرص: أن ينظر من يبصر ذلك فيقول: يخرج من هذا الزبيب كذا، وكذا، ومن التمر، كذا، وكذا، فيحصي عليهم وينظر مبلغ العشر من ذلك فيثبت عليهم.

- ۳)ابوداوٗد: 3413 – حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أُخْبِرْتُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص:264] يَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ، حِينَ يَطِيبُ قَبْلَ أَنْ يُؤْكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ يُخَيِّرُ يَهُودَ يَأْخُذُونَهُ بِذَلِكَ الْخَرْصِ، أَوْ يَدْفَعُونَهُ إِلَيْهِمْ بِذَلِكَ الْخَرْصِ لِكَيْ تُحْصَى الزَّكَاةُ قَبْلَ أَنْ تُؤْكَلَ الثِّمَارُ وَتُفَرَّقَ». اسمیں ایک راوی مجہول ہے

- خراج مقاسمۃ میں ممکن (مزارعت و مساقات میں نہیں ہونا چاہئے اسلئے کہ ۲ ٹون اسکا حق ہے مثلاً اور زیادہ لے لے تو ربو ہو گا) ایک ربع خراج باقی تمہارے لئے تو ربع سے زیادہ ہو گا تو کوئی حرج نہیں، خراج زیاد ہو گا۔

- خرص الزام کے لئے نفس جواز کے لئے

- ایک آدمی کافی ہے خرص کے لئے اور بعض کے نزدیک: ۲ آدمی نصاب شہادت کی طرح۔
- ذکر حدیقۃ مراد پھل یعنی ذکر المحل ومراده الحال
- حَدَقَ یَحْدِقُ: احاطہ: آنکھ کی سیاہی کو حدق کہتے اسلئے کہ اطراف سے ہڈیوں سے گھیرے ہوئے
- تو خلاصہ یہ ہے کہ الخرص للتخویف والتہدید اور اگر کرلیا تو کم کا اعتبار ہے نہ کہ زیادہ کا اور خراج مقاسمہ میں کرسکتے لیکن مزارعت اور مساقات میں نہیں۔

باب العشر فيما يسقى من ماء السماء، وبالماء الجاري ولم ير عمر بن عبد العزيز: «في العسل شيئا»(حديث:1483)

- محنت ہے تو نصف العُشر اور محنت نہ ہو تو پورا عشر
- احناف: عسل میں عُشر ہے؛ ائمہ ثلاث: نہیں ہے۔
- احناف کے دلائل: ۱)ابوداوَد کی روایت: 1600 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْمِصْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَ هِلَالٌ أَحَدُ بَنِي مُتْعَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُشُورِ نَحْلٍ لَهُ، وَكَانَ سَأَلَهُ أَنْ يَحْمِيَ لَهُ وَادِيًا، يُقَالُ لَهُ: سَلَبَةُ، فَحَمَى لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ الْوَادِي، فَلَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ سُفْيَانُ بْنُ وَهْبٍ، إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَكَتَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «إِنْ أَدَّى إِلَيْكَ مَا كَانَ يُؤَدِّي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُشُورِ نَحْلِهِ، فَاحْمِ لَهُ سَلَبَةَ، وَإِلَّا، فَإِنَّمَا هُوَ ذُبَابُ غَيْثٍ يَأْكُلُهُ مَنْ يَشَاءُ».
- ۲)ص ۲۰۱ حاشیہ نمبر ۲ میں ایک روایت ہے جو ترمذی میں بھی مذکور ہے: 629 - حدثنا محمد بن يحيى النيسابوري، قال: حدثنا عمرو بن أبي سلمة التنيسي، عن صدقة بن عبد الله، عن موسى بن يسار، عن نافع، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في العسل: في كل عشرة أزق زق.
- اسکی سند میں صدقۃ بن عبد اللہ ہے تو ابو حاتم زرعۃ نے اسکی توثیق کی ہے لیکن بعض نے اسکی تضعیف کی۔
- ۳)مصنف عبد الرزاق میں: 6972 - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَرَّرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ: «أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ أَهْلِ الْعَسَلِ الْعُشُورُ».

سند میں عبد اللہ بن محرر ہے جس پر کلام ہے۔

- ٤)ابن ماجہ: 1824 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ».
- ٥)ابن ماجہ: 1823 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ أَبِي سَيَّارَةَ الْمُتَعِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ لِي نَحْلًا، قَالَ: «أَدِّ الْعُشْرَ» ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، احْمِهَا لِي، فَحَمَاهَا لِي.
- اسکے مقبلے میں عمر بن عبد العزیزؒ کے موقوف روایت ہے: لا عشر فی العسل تو یہ قول تابعی ہے اور ظاہر ہے کہ اقوال صحابہؓ کا اعتبار اور مرفوع احادیث کا اعتبار کریں گے اور عمر بن عبد العزیزؒ کی دوسری روایت بھی ہے کہ عشر ہے

- ترجمۃ الباب میں ۲ مسائل: ۱)عسل میں زکوۃ اور عشر نہیں

۲)جب ۵ وسق سے کم ہو تو عشر نہیں (اسکے مستقل باب قائم کریں گے جو بالکل بعد، یہاں تبعًا آیا)۔

-عثریًا: ماسیل إلیہ الماء؛ العاثور: ندی یکون شبہ النھر

-النضح بالدرب: ڈول یا بالثانیۃ: رہٹ کے ساتھ

-یہاں دو روایت ہیں، ایک مبہم اور ایک مفسر تو مبہم روایت: فیما سقت السماء العشر اور مفسر روایت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے جو اگلے باب میں ہے۔ مثبت: ۵ وسق میں ہے اور اس سے کم میں نہیں۔

جواب: یہاں مبہم اور مفسر کی بات نہیں بلکہ مطلق اور مقید کی بات ہے

مبہم وہ ہے جس پر عمل کرنا مشکل ہو اور یہاں آسان ہے مما أخرجنا لکم من الأرض ("ما" عام ہے)۔

عام: سب میں ہے؛ خاص: پانچ وسق میں ہے تو عام کو ترجیح ہے اسلئے کہ فقراء کا فائدہ ہے اسمیں اور اکثر حضرات مطلق مقید کے بجائے عام خاص بتلاتے ہیں۔

- ۱)سرقہ میں ہاتھ کاٹنے کا ذکر ہے تو یہ دو واقعہ الگ ہیں: سرقہ اور حکم الگ: کاٹنا۔ اسی طرح وضوء میں
- ۲)اسی طرح اگر ۲ واقعہ اور ایک حکم (کفارہ ظہار اور کفارہ قتل تو کفارہ قتل میں مؤمن شرط ہے اور ظہار میں نہیں) تو محمول نہیں ہو گا
- ۳)ایک واقعہ میں ۲ حکم مثلاً: ظہار میں (صوم اور اطعام) تو صوم میں قید ہے: من قبل أن یتماسا
- ٤)اگر ایک واقعہ اور ایک ہی حکم تو بالاتفاق محمول ہو گا: مثلاً جو جماع کرے فی الصوم تو شہرین کی بھی روایت اور شہرین متتابعین کی بھی روایت۔
- والزیادۃ مقبولۃ: زیادت تو ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ ۵ وسق ہو یا کم؛ کتاب کی روایت میں زیادت ہے۔
- فضل بن عباسؓ: ماصلی (نافی) اور بلالؓ: قد صلی (مثبت) تو مثبت قول لیا۔
- احناف: قلیل و کثیر دونوں میں ہے اور ان روایات سے استدلال کرتے جنمیں کثیر و قلیل کا ذکر ہے۔
- ۱)وآتوا حقہ یوم حصادہ؛ ۲)مما أخرجنا لکم من الأرض۔ ۳) أنفقوا من طیبات ما کسبتم۔

٤)جابرؓ: فی کل عشرۃ أقناء، قنوٌ یوضع فی المسجد (رواہ الطحاوی)

-ابو مطیع بلخی عن ابی حنیفۃ عن أبان.......... عن رجل (أی انس) فیما سقت السماء العشر (درس ترمذی ص ٤٣٧)

ابو مطیع بلخی بہت زیادہ ضعیف ہے۔ ضعیف وقد کان مرجئًا صالحًا؛ عن ابن مبارک وأصحابہ: رجل صدوق

کان جامعًا للتفسیر والحدیث؛ ابن عدی: وھو مع زلفہ یکتب حدیثہ اور شعبہ صرف ثقہ سے روایت لیتے تو وہ ان سے لیتے ہیں۔

۵)ابراھیم نخعی، زھری، مجاہد: کثیر و قلیل میں ہے۔

7196 – عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: «أَنْ يُؤْخَذَ مِمَّا أَنْبَتَتِ الْأَرْضُ مِنْ قَلِيلٍ، أَوْ كَثِيرٍ الْعُشْرُ» مصنف عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

باب: ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة(حديث:1484)

- شافعیہ: کم سے کم ۳ ہ ۵ کیلو یعنی ایک وسق تو روایت لیس فیما دون خمس اوسق صدقۃ... کا کیا جواب ہے؟

جواب: ۱)عام کو ترجیح ہے خاص پر جیسے کہ اوپر گزر گیا۔

۲) محمول ہے مال تجارت اور زکوۃ پر اور ۵ وسق ۲۰۰ درہم کے برابر تھا

۳)ھذا محمول علی اختیار العامل

٤) محمول ہے عرایا پر: کسی کو ھبہ کرنا تا کہ تازہ تازہ کھالے تو مطلب یہ ہے کہ ۵ وسق سے زیادہ ہو تو بہتر یہی ہے کہ لوگوں کو اور فقراء کو عرایا دو اور اگر ۵ وسق سے کم ہے تو اپنے گھر والوں پر خرچ کر دو۔ مکحول: «خففوا في الصدقات , فإن في المال العرية والوصية».

۵)صدقات مختلفہ پر محمول ہے یعنی صدقات متفرقہ نفلیہ جیسے نفقۃالأقارب یا تکفین المیت یا مسافر کو کچھ دینا وغیرہ...

٦)عبادات میں انتقال من الأسھل إلی الأصعب ہے اور جو ضرورت کی چیز ہے اسمیں انتقال من الأصعب إلی الأسھل مثلاً: کتے کے رکھنے میں تو اسی طرح زکوۃ میں سہولت سے صعوبت کی طرف انتقال ہوا کہ پہلے ۵ وسق سے کم میں زکوۃ نہیں ہے بعد میں صعوبت کی طرف انتقال ہوا جب لوگ عادی ہوئے کہ اب ۵ وسق سے کم میں بھی زکوۃ ہے۔

خمر میں صعوبت آئی اسلئے کہ ضرورت کی چیز ہے ہی نہیں تو انتقال من السھولۃ إلی الصعوبۃ ہوا

نماز میں سہولت تھی بعد میں صعوبت آئی اور اسی طرح صوم میں: ۳ روزے عاشورہ کا روزہ وغیرہ

زکوۃ میں بھی صعوبت آئی پہلے جو آسان تھا وہی دینا تھا پھر کہا کہ نہیں بلکہ مقدار متعین تو یہاں بھی ۵ وسق سے زیادہ میں دیا کرو اور کم ہو تو مت دو پھر صعوبت کی طرف منتقل ہوا اور کہا کہ کم ہو یا زیادہ ہر صورت میں دینا ہے۔

باب أخذ صدقة التمر عند صرام النخل، وهل يترك الصبي فيمس تمر الصدقة(ص**201**)(حديث:1485)

- تمر کا صدقہ اور عشر لینا
- سؒ: قبل الحصاد فقراء کا حق ساقط ہو گا؛ مؒ: بعد الحصاد یعطی العشر اور فقراء کا حق ساقط
- احناف: نفس وجوب بالبدُوّ اور وجوب أداء بالقطع
- فؒ: نفس وجوب بالقطع
- اختلاف کا ثمرہ: مثلاً پھل پک گئے تو عشر لازم ہے، اب دوست واحباب اگر کھائے تو اسکا حساب رکھنا پڑے گا کہ کتنا کھایا ہے اور کتنے پھل ہے اور امام فؒ کے نزدیک حساب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ عشر لازم ہو گا بعد القطع۔
- وھل یترک: بنو ھاشم کے بچے کو نہیں چھوڑا جائے گا پھل صدقہ کا کھائے۔

باب من باع ثماره، أو نخله، أو أرضه، أو زرعه، وقد وجب فيه العشر أو الصدقة، فأدى الزكاة من غيره، أو باع ثماره ولم تجب فيه الصدقة(حديث:1486-1487-1488)

- ثمر مع النخل ہے اور ارض مع الزرع ہے تو بیع جائز ہو گی۔

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ان ٤ چیزوں کا بیچنا جائز ہے اور امام فؒ کے قول کی تردید۔
- فؒ کا ایک قول: لا یباع قبل اداء الزکوۃ اسلئے کہ اسمیں شرکاء کا حصہ ہے یعنی فقراء کا۔
- مصنفؒ: بیع الثمر قبل البدوّ جائز۔
- دؒ: بائع پر ہے؛ احناف اور شافعیہ: پکنے سے پہلے بیچے فالعشر علی المشتری اور پکنے کے بعد فالعشر علی البائع إلا أن یشترط المشتری۔

باب: هل يشتري الرجل صدقته؟(حدیث:1489-1490)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ۲ چیزوں کا ذکر ہیں: ۱) ھل: اختلاف کی طرف اشارہ
- دؒ: اپنے صدقہ کو خریدنا جائز نہیں اسلئے کہ رجوع فی الصدقۃ (مکروہ تحریمی)
- احناف: خلاف اولی (فی نفسہ قباحت نہیں، یہ قباحت ہے کہ شاید سستا دے گا)
۲) ملکیت کی تبدیلی حقیقت کی تبدیلی ہوگئی

-ابن ماجہ میں حدیث بھی ہے: 1841 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، أَوْ لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ لِغَنِيٍّ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ، أَوْ فَقِيرٍ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَأَهْدَاهَا لِغَنِيٍّ، أَوْ غَارِمٍ ".

- حمل علی فرس: ہدیہ یا صدقہ (قبعثری کا واقعہ) عاریت کے لئے بھی مستعمل ہے
- مکمل عود تو نہیں بلکہ مشابہ یعنی قباحت صورت مراد (کتا مکلف نہیں کہ رجوع کرے اپنے قے میں)

قبعثری کا واقعہ :حمل كلام المتكلم على غير ما كان يقصد ويريد، تنبيهاً على أنه كان ينبغي له أن يسأل هذا السؤال، أو يقصد هذا المعنى، مثل ما فعله القبعثري بالحجاج. ان الحجاج بلغه أن القبعثري لما ذكر الحجاج بينه وبين أصحابه في بستان، قال: اللهم سود وجهه، واقطع عنقه، واسقني من دمه، فوشى به إلى الحجاج فلما مثل بين يديه، وسأله عن ذلك، قال: انما أردت (العنب) ، فقال له الحجّاج مُتوعّداً (لأحملنّك على الأدهم) .يريد الحجّاج: القيد الحديد الأسود: فقال القبعثري «مثلُ الأمير يحمل على الأدهم والأشهب» يعني الفرس الأسود، والفرس الأبيض، فقال له الحجاج: أردت (الحديد) ، فقال القبعثري: لأن يكون حديداً خيرٌ من أن يكون بليداً، ومراده تخطئة الحجاج بأن الأليق به الوعد (لا الوعيد).

باب ما يذكر في الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم وآله(حدیث:1491)

- آپ ﷺ نہ صدقہ فرضی لیتے نہ واجب اور نہ نفلی لیتے، ہاں ہدیہ قبول کر لیتے۔
- آپ ﷺ کے آل: نفلی صدقہ لے سکتے، او قاف کی آمدنی لے سکتے۔
- احناف: بنو ھاشم؛ فؒ: بنو ھاشم و بنو عبد المطلب۔
- کؒ: بنو ھاشم فرض اور واجبات لے سکتے اور نفلی نہیں لے سکتے اسلئے کہ اسمیں احسان جتلانا ہوگا۔
- سؒ: بنو ھاشم آپس میں دے سکتے
- احناف: آل علی وآل جعفر وآل عقیل وآل عباس بن عبد المطلب وآل حارث بن عبد المطلب سب بنو ھاشم میں شمار ہیں
- ابو لہب کے اولاد شامل نہیں اسلئے کہ یہ شرافت کی وجہ سے ہے۔

- آل کے ۳ معانی: ۱) ازواج مطہرات: صدقہ جائز انکے لئے اسلئے کہ: ماشبع آل محمد من خبز قمح، یہاں یہ مراد نہیں۔

- ابوداؤد: 982 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ يَسَارٍ الْكِلَابِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو مُطَرِّفٍ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَرِيزٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ، عَنِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْأَوْفَى، إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ "

- حدیث: " اللهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ كفافا "

- اشکال: عائشہؓ: إنا آل محمد لا تحل لنا الصدقة

جواب: لاینبغی لنا مراد ہے یا لاتطیب جیسے حدیث میں آیا ہے کہ صدقہ جو ان کے لئے صحیح نہیں تو جواب یہ ہے کہ مناسب نہیں اسلئے کہ کما سکتا ہے۔

۲) بمعنی اقارب (جیسے یہاں مصنفؒ نے فرمایا) یعنی اھل بیت جیسے مسلم شریف میں آتا ہے کہ آل سے کون مراد ہے؟ وہ لوگ جن کو زکوۃ لینا جائز نہیں ہے اور حرام ہے یعنی اقارب مراد: آل عباس، آل حارث، آل علی، آل جعفر و عقیل اور یہاں یہی مراد ہے۔

۳) آل سے مراد اتباع یعنی تابعدار جیسے اَدخلوا آل فرعون اشد العذاب یعنی اسکے تابعدار، إلا آل لوط نجینا ھم بسحر،

شعر: آلُ النبيِ هُمُ أتباعٌ ملتهِ – من الأعاجم والسودانِ والعربِ
لو لم يكُن آله إلاّ أقاربه – صلى المصلي على الطاغي أبي لهبِ

- اسی طرح موالی بنی ھاشم اسمیں داخل ہیں: مولی القوم منھم۔

- المعجم الصغیر للطبرانی: 318 - حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ إِلْيَاسَ بْنِ صَدَقَةَ الْكَبَّاشُ الْمِصْرِيُّ، حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آلُ مُحَمَّدٍ؟ فَقَالَ: «كُلُّ تَقِيٍّ» ، وَقَالَ (وَتَلَا) رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: {إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ} [الأنفال: 34] لَمْ يَرْوِهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ إِلَّا نُوحٌ تَفَرَّدَ بِهِ نُعَيْمٌ.

- ابورافع: ....

- آل یؤول اَولاً کے معنے: ۱) رجوع کرنا، تو ازواج شوہر کی طرف رجوع کرتی ہیں

۲) رشتہ دار عصبات بھی رجوع کرتے

۳) تابعدار بھی رجوع کرتے متبوع کی طرف

تو ہم ایسے معنی مراد لینگے جو چھتری کی طرح سب کو شامل ہو۔

- عبد المطلب کا شعر جب کہ وہ لوگ آئے کعبہ کو شھید کرنے کے لئے تو پہاڑ پر چڑھے اور یہ شعر کہا:

وَانْصُرْ عَلَى آلِ الصَّلِيبِ وَعَابِدِيهِ الْيَوْمَ آلَكْ وَالْمُرَادُ بِآلِ الصَّلِيبِ أَتْبَاعُهُ .

باب الصدقة على موالي أزواج النبي ﷺ(ص202)(حديث:1492-1493)

- معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات کے موالی کے لئے صدقہ لینا جائز ہے اور صدقہ فرضیہ اور نفلیہ بھی لے سکتے۔

باب إذا تحولت الصدقة(حديث:1494-1495)

- إذاانتقلت الصدقۃ من ملک الفقیر إلی ملک الھاشم أو إلی ملک الغنی فلہ أکلہ
- الصدقۃ تقع فی کف الرحمن قبل أن تقع فی کف الفقیر
- ھل عنکم شيء: معلوم ہوا کہ گھر میں جا کر کہنا کہ کوئی کھانے کی چیز ہے؟ جائز ہے۔
- بریرۃ: ایک پھول؛ ہدیہ: جو کسی کے دل کو خوش کرنے کے لئے دے دے؛ ھبہ: عام ہے؛ صدقہ: اللہ کو راضی کرنے کے لئے جو کسی فقیر کو دے دے۔

باب أخذ الصدقة من الأغنياء وترد في الفقراء حيث كانوا(حديث:1496)

- صدقۃ أغنیاء سے لینا چاہئے اور فقراء کو دیا جائے گا قریب ہو یا دور یعنی منتقل کر سکتے اور یہی احناف کا مسلک ہے۔
- اورع، اصلح، اقرب، انفع کو دینا چاہئے یعنی ان تک پہنچا دو منتقل کر و۔
- باقی ائمہ: لا یمکن الانتقال؛ حنابلہ: بقدر سفر نہیں منتقل کر سکتے، مقدار سفر کے اندر اندر، تو ٹھیک ہے؛ فؒ کؒ: لا یمکن الانتقال لیکن کؒ کے نزدیک اگر منتقل کیا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اگرچہ ناجائز کام کیا بہ خلاف امام شافعیؒ کے۔
- فؒ: حیث کانوا: أی الاغنیاء ؛ اورحؒ: کانوا أی الفقراء وھو الأقرب۔
- یمن سے مدینہ منورہ تک مصنفؒ بھیجنے کے قائل ہیں۔
- علی فقرائھم: میں ضمیر فقراء المسلمین کو راجع ہے، اگر یمن والوں کی طرف راجع ہو تو فقرائھا ہوتا (بہ تاویل بلدۃ)
- فؒ ذؒ: سب اصناف کو دیں گے اور ہر ایک صنف سے ۳ فقراء کو دیں گے۔
- حدیث مسند احمد میں: 10945 - حَدَّثَنَا هَاشِمٌ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، أَخِي أَبِي مَزْرَدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللهُ إِلَّا الطَّيِّبَ، إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمَنُ عَزَّ وَجَلَّ بِيَمِينِهِ، وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُو لَهُ فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ، حَتَّى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ "
- توصدقہ سے مراد صدقہ فرضیہ جسکو زکوۃ کہتے
- زکوۃ اور عشر میں فرق: ۱) زکوۃ مجنون اور صبی پر نہیں اور عشر ہے۔
  ۲) زکوۃ نہیں وقف کی زمین پر اور مال میں عشر ہے

-یوم ولیلۃ: ۲٤ گھنٹہ مراد ہے؛ دعوۃ المظلوم مستجابۃ ولو کان فاسقا کافرًا۔

-اس عورت کی دعاء قبول ہوئی جس پر تہمت لگائی گئی چوری کی اور چیل نے ہار واپس ڈال دی۔

باب صلاة الإمام، ودعائه لصاحب الصدقة(حدیث:1497)

- خصوصی اور عام دعاء کرناچاہئے صاحب صدقہ کے لئے
- آپ ﷺ نے صدقہ لانے والوں کے لئے دعاء فرمائی لیکن یہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر امام ومقتدی کو دعاء کرناچاہئے، صلوۃ اسی لئے آیا کہ حدیث میں آیا۔
- صلوۃ علی غیر النبی ﷺ جائز ہے یا نہیں؟
- جواب: ظؒ: قصداً ہو تب بھی جائز اور دلیل یہ دیتے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللھم صل علی آل أبی أوفی۔

ائمہ ثلاث: قصداً نبی کے لئے ممکن باقی نہیں اسلئے کہ صلوۃ خاص ہے آپ ﷺ کے لئے، ہاں تبعًا دوسروں کے لئے بھی جائز ہے۔

- ظؒ کی دلیل کا جواب: یہ آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ صلوۃ کا لفظ کسی اور کے لئے استعمال کرے اور ہمیں اسکا اختیار نہیں ہے اور دوسری روایت میں دوسرے الفاظ سے دعاء وارد ہے:
- اللھم بارک فیہ وفی إبلہ (لما أرسل رجل ناقۃ حسنۃً إلیہ)
- صلوۃ میں دعا اور تعظیم کا پہلو بھی ہے اور یہاں آپ ﷺ کا صلوۃ کہنا صرف دعا کا پہلو ہے۔
- صلوۃ: الثناء الحسن فی الملئ الأعلی والرحمۃ المخصوصۃ (اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ)
- تبعًا سب کے نزدیک جائز ہے: اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ وأصحابہ وأزواجہ وأتباعہ اور صحابہؓ پر درود تابعین سے مروی ہے۔

باب ما يستخرج من البحر(حدیث:1498)

- جزاء محذوف ہے: فلیس فیہ شيء
- چاہے سہولت سے یا اندر گھس کر حاصل ہو جائے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: لیس شيء فیما یستخرج من البحر۔
- سؒ: زکوۃ ہے؛ اوزاعیؒ: اگر ساحل سے لیا تو خمس ہے ورنہ اگر محنت کی تو کچھ نہیں۔
- ائمہ اربعہ: مصنفؒ: کچھ نہیں۔
- عنبر: سیاہ مادہ جو خوشبودار (شامۃ العنبر: موز مبیق کے اطراف)
- ۱) زبد البحر: یاروث الدابۃ (جسکی حقیقت بدل چکی ہو)۔ ۲) یانبتٌ فی البحر
- سؒ اسحاق: اسمیں خمس ہے: ھو شيء.............البحر
- رکاز میں خمس: (حسن بصریؒ کی تردید)؛ ائمہ ثلاث: رکاز معدن ہے یا مدفون کیا ہوا لوگوں سے تو وہ بھی معدن ہے۔

باب: في الركاز الخمس[113](حدیث:1499)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: احناف کی تردید کہ رکاز: مدفون العباد اور مخلوق رب العباد بھی ہے۔

---

[113]: درس ترمذی (۲/ ٤٦٧) اور انعام الباری (٥/ ١٦٤)

- کنز: مدفون العباد اور معدن: مخلوق رب العباد (سونا، چاندی، معدنیات)۔
- رکاز: معدن کے مترادف (دوسرے ائمہ کے نزدیک) اور احناف: مدفون العباد اور مخلوق رب العباد۔
- رکز: گاڑنا: چاہے اللہ نے یا بندوں نے
- ۱) لغوی دلیل: ابوعبید زمخشری صاحب قاموس اور....... العرب: رکاز معدن کو شامل یعنی معدن اور مدفون اسی طرح مغرب اور سب میں یہی مذکور ہے۔

۲) عمرؓ (اخرجہ البیہقی فی السنن الکبری) 7642 - أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ، أنبأ أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ حَيَّانَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، ثنا أَبُو عَامِرٍ، ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثنا حَفْصُ بْنُ غَيْلَانَ، عَنْ مَكْحُولٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَعَلَ الْمَعْدِنَ بِمَنْزِلَةِ الرِّكَازِ فِيهِ الْخُمُسُ. وَهَذَا مُنْقَطِعٌ , مَكْحُولٌ لَمْ يُدْرِكْ زَمَانَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

دوسرے ائمہ: رکاز معدن کے علاوہ ہے

- لیکن احادیث اس پر دال ہیں کہ رکاز معدن کے مشابہ:

۳) فی معرفۃ السنن والآثار: /8360 ۸۳۶۲ - وَرُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: " الرِّكَازُ: الذَّهَبُ الَّذِي خَلَقَهُ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ " سند میں عبد اللہ بن سعید ہے جو ضعیف ہے۔

٤) ابوداوٗد میں: 1710 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ؟ فَقَالَ: «مَنْ أَصَابَ بِفِيهِ مِنْ ذِي حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، وَمَنْ خَرَجَ بِشَيْءٍ مِنْهُ فَعَلَيْهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَالْعُقُوبَةُ، وَمَنْ سَرَقَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ أَنْ يُؤْوِيَهُ الْجَرِينُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَعَلَيْهِ [ص:137] الْقَطْعُ» وَذَكَرَ فِي ضَالَّةِ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ كَمَا ذَكَرَهُ غَيْرُهُ، قَالَ: وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: «مَا كَانَ مِنْهَا فِي طَرِيقِ الْمِيتَاءِ أَوِ الْقَرْيَةِ الْجَامِعَةِ فَعَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ طَالِبُهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَأْتِ فَهِيَ لَكَ، وَمَا كَانَ فِي الْخَرَابِ يَعْنِي فَفِيهَا وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

-مصنفؒ: ائمہ ثلاث کے ساتھ

-معدن مل جائے غیر مملوک زمین میں تو خمس دے کر باقی واجد کے لئے ہے۔ اور اگر اپنی مملوک زمین میں مل جائے تو اسمیں کچھ نہیں؛ اگر کنز جاہلی غیر مملوک زمین میں ملے تو خمس دے اور باقی واجد کے لئے اور مملوک زمین میں ملے تو خمس دے اور پھر باقی: سؒ: واجد کے لئے؛ مؒ: لأول مالکٍ؛

-کؒ فؒ: رکاز مدفون العباد جو جاہلیت کی زمین میں موجود ہے۔

-معدن میں زکوۃ ہے حولان حول کے بعد (احناف کے نزدیک خمس ہے اگر غیر مملوک زمین میں)

-المعدن جبار: یعنی کوئی زخمی یا مر جائے معدن میں تو معاف

-وفی الرکاز میں تعمیم ہے: "فی" لایا: ۱) یہ نہیں کہا وفیہ بلکہ عام ہے اسلئے رکاز شامل ہے معدن کو بھی

۲) ممکن ہے کہ کسی کو وہم ہو کہ محفور میں خمس ہے اگر فیہ کہتے تو بتایا کہ نہیں "فی" اَی فی المستخرج

المعدن جبار: نفی الدیۃ والضمان وفی الرکاز لاثبات الزکوۃ اَو الخمس

۳) عمر بن عبد العزیز تابعی ہے جو امامؒ کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور مطلب یہ ہے کہ حولان خول کے بعد لیا زکوۃ

٤)مشکوۃ بروایۃ ابی داؤد: 3061 – حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ، وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ»، فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَّا الزَّكَاةُ إِلَى الْيَوْمِ.

جواب: مشکوۃ کی روایت منقطع ہے

٥) بخاری میں: وقال الحسن: «ما كان من ركاز في أرض الحرب ففيه الخمس، وما كان من أرض السلم ففيه الزكاة، وإن وجدت اللقطة في أرض العدو فعرفها، وإن كانت من العدو ففيها الخمس».

- قال بعض الناس (٢٥ مرتبہ وارد ہیں بخاری میں) کبھی مصنفؒ موافقت کرتے، کبھی اختلاف کرتے اور کبھی امام فؒ کی تردید یا کبھی امام زفرؒ کی تردید اور کبھی ابان کی تردید یعنی ابہام سے کام لیتے: ١) اشارۃ بعض مذاہب کی طرف اور مقصود مسئلہ کی تردید ہے نہ کہ ائمہ

٢) ابہام تعظیم کے لئے ایسے بڑے لوگ کہتے (یہ بعید ہے)

٣) ابہام احتیاط کے لئے؛

٤) مذہب صحیح ہے لیکن سند سے نہیں پہنچا انکو۔

- قال بعض الناس: الرکاز المعدن: کسی نے اسکو دلیل کے طور پر نہیں پیش کیا، اگر مان لیا جائے تو مجاز پر محمول ہے یعنی معدن سے اتنا سونا چاندی نکلا ہو جیسے کہ خزانہ ملا ہو اہو۔

-(حقیقت: معدن رکاز بن گیا؛ مجازی: خزانہ جیسے مفت میں ملتا ہے تو معدن بھی۔ جزء: معدن اور کل: رکاز بن گیا

-لا بأس ان یکتموا: ١) احناف کہتے کہ بعض صورتوں (عوارض کے پائے جانے کے وقت) میں چھپا سکتا: إذا ظنّ انّہ لا یعطی منہ شیٔ

٢) إذا أتھم بالسرقۃ؛ ٣) حاکم ظالم اور کسی کو کچھ نہ دے گا تو خود خمس دے دے۔

باب قول الله تعالى: {والعاملين عليها} [التوبة: 60] ومحاسبة المصدقين مع الإمام(ص203)(حدیث:1500)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ١) جو عاملین آتے تو امام کو انکے ساتھ محاسبہ کرنا چاہئے۔

٢) عاملین تم پر زیادتی کرے تو تم ان سے حساب نہ کرو وہ خود کریں گے۔

عبد اللہ بن اللتبیۃ؛ عامل کو اگر ھدایا ملے گا تو اصل زکوۃ میں نقصان ہو گا چونکہ مقدار متعین اور چندہ میں ہدیہ لے سکتا ہے اسلئے کہ کوئی متعین مقدار نہیں۔

باب استعمال إبل الصدقة وألبانها لأبناء السبيل(حدیث:1501)

- امام کے لئے جائز ہے کہ کسی خاص منفعت میں صدقہ کا مال استعمال کرے۔

باب وسم الإمام إبل الصدقة بيده(ص204)(حدیث:1502)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام صدقہ کے اونٹوں میں حافظانہ معاملہ کرے نہ کہ مالکانہ؛ چہرے پر داغ لگائے اسلئے کہ مثلہ ناجائز

- براعۃ الاختتام: فوافیتہ: موت کی طرف اشارہ؛ وسم: داغنے کا آلہ؛ مریض کو داغ لگایا جاتا ہے مقدمۃ الموت ہے۔

أبواب صدقة الفطر(حدیث:1503-1512)

باب فرض صدقة الفطر(حدیث:1503)

- ائمہ ثلاث:فرض؛ حؒ:واجب ہے؛ ظاہریہ:مسنون؛ ابو بکر اصم:منسوخ۔
- قد افلح من تزکی:1)اپنے آپکو پاک کی

2)زکوۃ دی صدقۃ الفطر:مفسرین لکھتے کہ صدقۃ الفطر کسی کے بارے میں نازل ہوئی

-اشکال:یہ مکی آیت ہے تو کیسے صدقۃ الفطر کے بارے نازل ہوئی جو واجب ہوا 2ھ

جواب:شملت بعد النزول فی صدقۃ الفطر۔

- ربط:ما قبل میں زکوۃ الأموال کا ذکر اور اب زکوۃ النفوس
- مصنفؒ:فرض اور واجب میں فرق نہیں کرتے،حج میں وجوب کا لفظ لائے
- کؒ حؒ:وجوب:طلوع الفجر کے ساتھ احناف کے نزدیک؛ فؒ:تعلق غروب الشمس سے ہے۔
- سبب:صفت ظاہر جس پر حکم مرتب اور وہ ظاہر جیسے دلوک الشمس للظہر
- علت:جسکی مناسبت عقلاً ثابت ہو
- شرط:مایتوقّف علیہ الشیء جیسے نماز موقوف ہے طہارت پر:یلزم من عدمہ عدمُہ ولا یلزم من وجودہ وجودُہ
- تو سبب:سر ہے؛ سبب:النفس اور افطار شرط ہے۔
- من المسلمین:جب آتا ہے اسکا تعلق صغیر و کبیر کے ساتھ۔
- جب من المسلمین نہیں بلکہ عبد اور حر تو متعلق نہیں

باب: صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين(ص204)(حدیث:1504)

- مصنفؒ:شافعیہ وغیرہ کے ساتھ اتفاق کیا
- اختلاف:1)یجب علیہ(عبد)ابتداءً لا انتہاءً(مولی دے گا)

2)لایجب علیہ ابتداءً بل انتہاءً بلکہ مولی دے گا۔

3)یجب علیہ ابتداءً وانتہاءً لکن یتحمل عنہ المولی

-ظاہریہ:اس طرح واجب ہو گا عبد پر کہ تمکن من الاکتساب

- 1)احناف:عبد کا تعلق ذکر اور انثی کے ساتھ باقی حضرات کہتے کہ عبد اور حر سے بھی متعلق

2)یہ معطی کا بیان:مسلمان یا معطی لأجلہ کا،احناف کے نزدیک وہ مراد نہیں،مسلمان نہیں کافر ہو سکتا ہے۔

باب: صدقة الفطر صاع من شعير(حدیث:1505)

- اسپر اتفاق ہے۔

باب: صدقة الفطر صاع من طعام(حدیث:1506)

- شعیر کے علاوہ نصف صاع احناف کے نزدیک (احادیث میں صراحت ہے) اور باقی ائمہ: صاع ہے حنطۃ۔
- دلائل: 1)ترمذی:674 – حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ البَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ، عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُنَادِيًا فِي فِجَاجِ مَكَّةَ: «أَلَا إِنَّ صَدَقَةَ الفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ، مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ، أَوْ سِوَاهُ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ».

2)السنن الکبری للنسائی:1815 – أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ، عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَدُّوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ قَالَ: مِنْ هَاهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قُومُوا إِلَى إِخْوَانِكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ، وَالْكَبِيرِ، وَالْحُرِّ، وَالْعَبْدِ، وَالذَّكَرِ، وَالْأُنْثَى نِصْفَ صَاعِ بُرٍّ وصَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ».

3)مصنف عبد الرزاق: 5785 – عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ – أَوْ يَوْمَيْنِ – فَقَالَ: «أَدُّوا صَاعًا مِنْ بُرٍّ، أَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ أَحَدٍ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ».

- فؒ: طعام سے مراد حنطۃ؛ احناف: "أو" تفسیر ہے یعنی ما قبل کی تفسیر

-اشکال: تفسیر کے لئے "و" نہیں تو "أو" کہاں سے آئے گا؟ ھدایہ میں ہے: لہ علی مئۃ ثوبٍ ودرھم تو مئۃ ثوب ودرھم کے لئے تفسیر نہیں اور جب واؤ تفسیر کے لئے نہیں تو أو بدرجہ اولی نہیں ہو گا!؟

جواب: أو أقول ہے یا أو کے بعد قُل مقدر ہے یا أو تسویہ کے لئے یا یہ کہوں یا یہ کہوں

مثال: آج بدھ کا دن تو دوپہر کے وقت مطعم میں گوشت ہو گا یا بریانی ہو گی تو أو أحد الأمرین کے لئے؛ خود ابو سعید خدریؓ نے اسکی تفسیر کی صفحہ کے اخیر میں: وکان طعامُنا الشعیر والزبیب۔

- دوسرے ائمہ: کؒ: صاعًا من أقطٍ دے سکتے إذا کان غالبُ قوت البلد؛ فؒ کا ایک قول کؒ کی طرح اور دوسرا قول لا یجوز
- دؒ: کؒ کی طرح اور دوسرا قول یجوز۔

باب صدقة الفطر صاعا من تمر(حدیث:1507)

- اسپر اتفاق ہے؛ احناف، حنابلہ: 1) أو اختیار کے لئے یعنی احد الأمرین کے لئے؛ فؒ کؒ: واجب ھ غالبُ قوت البلد یا قوت المکلف 2) أو ترتیب فضیلت کے لئے: فؒ: 1) بُر؛ 2) شعیر؛ 3) ارز؛ 4) زبیب۔

-اشکال: یہ لوگوں نے نہیں رکھا اور کیسے رکھا: فجعل الناسُ

جواب: ابن عمرؓ جانتے کہ آپ ﷺ نے متعین کیا لیکن مطلب یہ ہے کہ پہلے زمانے میں حنطۃ دینے کا رواج نہیں تھا۔

- اب جو شریعت نے مقرر کیا تھا تو اسکے بدلے میں لوگوں نے 2 مدّ عادۃً رکھا: جعل الناس عادۃً لھم مُدّین اور آنے والی حدیث اس پر دال ہے۔

باب صاع من زبیب(حدیث:1508)

- ظاہر یہ کا رد ہے: صدقۃ الفطر صرف شعیر و تمر میں ہے۔
- أُری مُدًّا: بعض کہتے کہ معاویہؓ کو معلوم نہیں تھا کہ آپ ﷺ نے حنطۃ مقرر کیا تو یہ انکا اجتہاد پر محمول تھا۔

- مفتی صاحب کا خیال:20 سال گورنر رہے عمرؓ کے زمانے میں اور 20 سال امیر المؤمنین اور مقادیر انکو معلوم نہ ہو تو یہ بات کہنا مشکل ہے۔ مفتی صاحب: دلیل عقلی پیش کی کہ نصف صاع گندم برابر ہے (جسمیں بھوسہ نہ ہو) صاع من شعیر کہ اسمیں بھوسہ ہے
- أری: أظنّ: اَجتهد اور معاویہؓ سب سے پہلے ناقد الحدیث

باب الصدقة قبل العيد(حدیث:1509-1510)

- تا کہ دوسرے لوگ بھی عید کی خوشی میں شامل ہو۔
- قبل خروج الناس: مستحب (مسنون) گویا ابو سعیدؓ نے کہا کہ طعام کہا جائے یا شعیر یا اقط کہے تو برابر ہے۔

باب: صدقة الفطر على الحر والمملوك(ص205)(حدیث:1511)

- شافعیہ: مصنفؒ ہمارے ساتھ موافق ہے اور حر والمملوک سے مراد من المسلمین
- احناف: نہیں مصنفؒ ہمارے ساتھ ہے کہ پہلے من المسلمین کہا، اب رجوع کیا کہ مطلقاً ذکر کیا۔
- اور مصنفؒ کی عادت ہے کہ جب کسی مسئلہ میں تردد ہے تو بعد میں مختار قول لاتے جیسے هل يُعرض الإسلام على الصبيان؟ پہلے، باب قائم کیا اور بعد میں پکی بات کہی: کیف يُعرض الإسلام على الصبيان اور اسی طرح ذراری المشرکین کے بارے میں کیا۔
- دلائل: 1) ابن عمرؓ اپنے کافر عبد کے لئے صدقۃ الفطر دیتے تھے۔

2) ابن عباسؓ: صدقة الفطر عن كل مملوك فإن كان يهوديًا أو نصرانيًا

3) ابو ھریرہؓ: كان يخرج من العبد وإن كان يهوديًا أو نصرانيًا

-تو جہاں روایت میں مملوک آخر میں آجائے تو پھر من المسلمین اسکے متعلق نہیں اور پہلے جب من الذکر والأنثی آیا تو ساتھ من المسلمین۔

-احناف: دونوں جمع نہیں ہونگے، اگر زکوۃ التجارۃ دیا پھر زکوۃ الفطر نہیں ہو گا۔

-فعدل الناس بہ عقلاً نصف صاع من بُرّ

-يقبلونها: 1) الذين يقبلونها: من جانب الحكومة

2) جو بھی قبول کرتے تھے من الفقراء والمساکین۔

-فؒ: رمضان میں دینا چاہئے؛ احناف: ایک یا 2 سال پہلے بھی دے سکتے لیکن ہماری کتابوں میں رمضان لکھا۔

باب: صدقة الفطر على الصغير والكبير(حدیث:1512)

- صغیرۃ کا مطلوب: نابالغ، اگر مال نہ ہو تو باپ دے گا۔
- براعت: کبیر: بوڑھاپے کے بعد مرحل موت کا ہے۔

یز کی مال الیتیم: یتیم وہ ہے جسکا باپ انتقال ہو گیا؛ صدقۃ الفطر رمضان کے اختتام پر دیتے تو تمہارا بھی اختتام ہو گا۔

- جب آدمی چلا جاتا تو فقیر بنتا ہے اسکا تعلق دنیا کے مال وغیرہ سے کٹ جاتا ہے۔

25 – كتاب الحج(حديث:1513-1772)

- مصنفؒ نے حج کو مقدم کیا صوم پر: 1)صلوۃ اور زکوۃ کا مرکب حج ہے یعنی اسمیں عبادت بدنی اور مالی ہے تو دونوں کا مجموعہ حج ہے۔
2)تینوں فعلی عبادات ہیں اور صوم ترک کی عبادت ہے۔

-منسک: 1)مصدر میمی: مشکل عبادت کرنا
2)ظرف زمان ومکان: خاص افعال کا زمانہ / کی جگہ: حج وعمرہ دونوں کو شامل ہے۔

-حج کا سبب: بیت اللہ اور غنی ہونا شرط ہے چونکہ بیت اللہ ایک ہے اور غیر مکرر ہے

-حؒ ۂسؒ حؒ (اصح): حج فرض علی الفور (تاخیر سے فوت ہوگی)؛ فؒ مؒ: حج فرض علی التراخی (جب کرلے گا تو تراخی معاف ہوگی)

-سنہ6ھ؛ سنہ7ھ؛ سنہ8ھ سنہ9ھ اور سنہ10ھ تک تاخیر کی وجہ: فتح مکہ کے بعد نظام کو ٹھیک کرنا

-سنہ9ھ ابو بکرؓ نے حج کیا اور آپ ﷺ نے 10ھ ایک لاکھ سے زیادہ لوگ کے ساتھ۔

باب وجوب الحج وفضله(ص205)(حديث:1513)

- وأتموا الحج والعمرة لله
- ومن كفر.....یہ تہدید ہے کہ تم حج نہ کروگے تو تمہارا نقصان ہے۔
- حضرا فضل کی شان کے مناسب نہیں کہ عورتوں کو دیکھے!؟

جواب: 1)نظر شہوت سے نہیں تھی بلکہ نظر استحسان جو کراہت تحریمی سے خالی
2)عورت اسلئے دیکھ رہی تھی کہ سوال کا ادب تھا کہ جس سے سوال کرے نظر اسکی طرف کرے۔
ایک روایت میں: نکاح کی درخواست کی اسلئے چہرہ کھلا تھا

- مسند ابو یعلی موصلی میں ہے کہ ساتھ باپ موجود تھا تو وہ روایت جسمیں عورت نے پوچھا کہ کیا باپ کی طرف سے حج کروں تو دادا مراد ہوگا۔ 6737 – حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبِي أَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللَّهِ فِي الْحَجِّ، وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى دَابَّتِهِ. قَالَ: «فَحُجِّي عَنْ أَبِيكِ» قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، أَنَّهَا امْرَأَةٌ سَأَلَتْ عَنْ أُمِّهَا.
- عورت کپڑا لٹکائے گی چہرے سے الگ اسلئے کہ احرام کی حالت میں ہے۔
- ابوداؤد: 1833 – حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: «كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ».
- سند میں یزید بن زیاد ہے جس پر کلام ہے۔ لیکن اسماءؓ سے بھی مروی ہے اور غالبًا اس پر کلام نہیں۔
- تو یہاں عورت نے کپڑا نہیں لٹکایا اسلئے کہ نکاح مقصود تھا اور اسلئے کہ فضل کے چہرے کو پھیر دیا
- تو دونوں طریقے ہیں: اصل کپڑا لٹکانا ہے لیکن اگر یہ نہ ہو تو منہ پھیرنا ہے لیکن چونکہ منہ پھیرنے میں فتنہ ہے تو کپڑا لٹکانا متعین ہے

- سوال: حج کیسے فرض ہوا جب شیخ کبیر تو غیر قادر کے حکم میں ہے!؟
جواب: حج اس پر پہلے سے فرض ہوا تھا اور اب کمزور ہوا اسی لئے اسکی طرف سے حج کرنا ضروری ہے۔
اصل یہ ہے کہ اگر فرض ہوا اور نہیں جاسکتا تو دوسرا اسکی طرف بھیج دے۔
ابو یعلی موصلی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ دادا ہے۔
- احناف دلیل پکڑتے کہ اگر حج نہیں کیا ہو تو حج للغیر کرسکتے لیکن افضل تو وہی ہے کہ خود اپنا حج کر چکا ہو۔
- سوال: ترجمۃ الباب کا مقصد میں فضیلت ہے تو فضیلت نہیں آئی حدیث میں!؟
جواب: 1) وللہ علی الناس آیا ہے اور جو چیز اللہ تعالی کی طرف سے نسبت کی جاتی ہے تو اللہ اسکا بدلہ دے گا تو یہ فضیلت کے لئے کافی ہے؛ 2) حج اتنا اہم ہے کہ حج نہ کرنے کو کفر سے تعبیر کیا۔
3) إن فريضة الله: اللہ تعالی کی طرف نسبت جیسے ناقۃ اللہ، روح اللہ۔

باب قول الله تعالى: {يأتوك رجالا وعلى كل ضامر يأتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم} [الحج: 28] (حديث:1514-1515)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ان لوگوں کی تردید ہے جو حج ماشیًا کو افضل کہتے
- مصنفؒ: حج راکبًا افضل ہے اسلئے کہ وعلی کل ضامر بھی آیا ہے اور رِجالاً بھی آیا تو دونوں جائز ہے لیکن آپ ﷺ نے راکبًا حج فرمایا
- جن روایات میں حج ماشیًا کے فضائل مذکور ہیں، وہ ضعیف ہیں:

1) 3119 - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَفْصٍ الْأُبُلِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حَبِيبٍ الزَّيَّاتِ، عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: حَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مُشَاةً مِنَ الْمَدِينَةِ، إِلَى مَكَّةَ وَقَالَ: «ارْبُطُوا أَوْسَاطَكُمْ، بِأُزُرِكُمْ، وَمَشَى خِلْطَ الْهَرْوَلَةِ»

[تعليق محمد فؤاد عبد الباقي] في الزوائد هذا إسناد ضعيف لأن حمران بن أعين الكوفي قال فيه ابن معين ليس بشيء. وقال أبو داود رافضي. وقال النسائي ليس ثقة. ويحيى بن يمان العجلي وإن روى له مسلم فقد اختلط بأخرة. ولم يتميز حال من روى عنه هو قبل الاختلاط أو بعده فاستحق الترك.
وقال الدميري انفرد به المصنف. وهو ضعيف منكر مردود بالأحاديث الصحيحة التي تقدمت أن النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه لم يكونوا مشاة من المدينة إلى مكة.

2) من حج ماشيا كان له من كل خطوة سبعين حسنة (سند میں عبد اللہ بن محمد مصّیصی ضعیف ہے)۔

3) وروى محمد بن كعب عن ابن عباس، قال: ما فاتني شيء أشد علي إلا أن أكون حججت ماشيا، لأن الله تعالى يقول: {يأتوك رجالا وعلى كل ضامر} (الحج: 72) . أي: ركبانا، فبدأ بالرجال قبل الركبان (عمدۃ القاری)

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغُ، قَالَ: حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ كَعْبٍ، عَنْ زَيْدٍ الْحَوَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ جَمَعَ بَنِيهِ عِنْدَ مَوْتِهِ، فَقَالَ: «يَا بَنِيَّ لَسْتُ آسَى عَلَى شَيْءٍ كَمَا آسَى أَنْ لَا أَكُونَ حَجَجْتُ مَاشِيًا فَحُجُّوا مُشَاةً» ، قَالُوا: وَمِنْ أَيْنَ؟ قَالَ: «مِنْ مَكَّةَ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَيْهَا , فَإِنَّ لِلرَّاكِبِ بِكُلِّ قَدَمٍ سَبْعِينَ حَسَنَةً وَلِلْمَاشِي بِكُلِّ قَدَمٍ سَبْعِمِائَةِ حَسَنَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ» ، قَالُوا: وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ؟ قَالَ: «الْحَسَنَةُ بِمِائَةِ أَلْفِ [ص:8] حَسَنَةٍ» قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ. (اخبار مكة)
اسمیں تمنا ہے اسکے افضل ہونے کی یا فضیلت کا ذکر نہیں ہے بلکہ قرآن میں ماشیا کا ذکر ہے تو اس پر بھی عمل ہو جائے۔

- ماشیاوراکبادونوں جائزہے لیکن ماشیامیں یہ نقصان ہوگا کہ چلکہ آنے میں تھک جائے گااورحج کے ارکان اداکرنے میں کوئی لذت محسوس نہیں کرے گایادل نہیں لگے گا۔
- علامہ عینی نے لکھا:حضرت آدمؑ،ابراھیمؑ،اسماعیلؑ،حسن ابن جریج نے ماشیاحج کیالیکن پہلے تین کاثبوت نہیں ہے
- اور حسن بن جریج کے بارے ممکن ہے
- استوت:جس وقت سواری کھڑی ہوجائے توتلبیہ پڑھے؛ ح:زمین پرہی جب نمازسے فارغ ہوپڑھے۔

باب الحج علی الرحل(حدیث:1516-1517-1518)

- رحل:پالان؛ اشارہ إلی ترک الزینة والتکشف(سادگی)؛ رحل سے مرادقتب:پالان یعنی الرحل الصغیرتوپالان پرحج کیانہ کہ ھودج میں؛ ولن یکن شحیحاًیعنی ماترک الھودج لأجل البخل۔
- زاملة:حاملة المتاع یعنی ایک اونٹنی تھی جومکرمة بھی تھی اورحاملة المقام
- اشکال:ابوداؤدکی روایت(1818)کہ آپ ﷺ اورابوبکرؓایک اونٹ پرتھے اورسامان دوسری اونٹنی پراورپھرغلام نے سامان کے اونٹنی کوگم کردیاتھاتوانکی پٹائی کرنے کے قریب تھے تواس روایت میں سامان آپ ﷺ کاابوبکرؓکے اونٹ پرتھا!؟
جواب:سامان ایک اونٹنی پرنہیں تھابلکہ کبھی ابوبکرؓکے اونٹ پر،کبھی اپنی اونٹنی پر
- حقبة:الخشبة الزائدة تکون فی آخرالقتب
- عائشہؓ نے عمرة القضاء کیااورعبدالرحمنؓ نے نیاعمرہ کیا(ص212)
- سلفی:حج کے بعداگرعمرہ کرناہے توواپس اپنے گھرکوجاؤاورپھرمستقل عمرہ کے لئے واپس آجاؤ۔

باب فضل الحج المبرور(ص206)(حدیث:1519-1520-1521)

- جسمیں ریاکاری نہ ہواورآدمی کے بعدوالی حالت بہترہوجائے پہلے سے چ
- جسمیں جھگڑاوغصہ،لڑائی نہ ہو،جسمیں جنایات نہ ہووہ حج مقبول ہے۔
- یہ حدیث ص76پرگزری ہے غالبًا۔
- ایک روایت میں ہے جسنے حج نہ کیاتواسکاحج 40غزوات سے بہترہے۔
- آپ ﷺ نے فرمایا:ھذہ ثم لازم الحسرتوبعض ازواج نے اسپرعمل کیااوربعض عمرہ وغیرہ کے لئے جاتی رہی اورکہتے کہ آپ ﷺ کامطلب بغیرضرورت کے نہ نکلے
- توحج مبرورکوجہادفرمایا؛ رفث:محل رفث کوموضوع گفتگوبنائے اوربحث کرے۔

باب فرض مواقیت الحج والعمرة(حدیث:1522)

- میقات:اسم آلہ اوربمعنی ظرف:معین جگہ یاوقت۔
- ابن عباسؓ،ابن مسعودؓ

- جو وضوء کرے اپنے گھر سے تو کان کمن احرم للحج من داره (أهله)
- وقد روي عن علي رضي الله عنه في قول الله عز وجل {وأتموا الحج والعمرة لله "} [البقرة: 196] قال: «إتمامها أن تحرم بهما من دويرة أهلك».(شرح معانی الآثار).
- جو حج یا عمرہ کا احرام باندھے مسجد اقصیٰ سے غفرلہ ماتقدم من ذنبہ وما تأخر (وفی اسنادہ ام حکیم بنت امیۃ وھی مجھولۃ)
- ذوالحلیفۃ: 428 کیلو میٹر اور اھل شام: 186 کیلو میٹر جحفۃ

باب قول الله تعالى: {وتزودوا فإن خير الزاد التقوى} [البقرة: 197] (حدیث:1523)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حج میں تقوی لازم ہے؛ دونوں قسم کا تقوی: 1) عن المعصیۃ؛ 2) عن السؤال۔
- تزوّدوا للآخرۃ فإن أخیر الزاد الأعمال الصالحۃ
- أہل مکہ کے لئے صرف زاد ہے۔
- کؒ: پہلے سے سوال کا عادی ہو تو زاد اسکے لئے ضروری نہیں
- ایک روایت میں: قیل یارسول اللہ ما الزاد؟ فقال: ماتکفّ بہ وجھک عن الناس۔ یہ روایت مرسلاً مروی ہے عکرمۃ سے۔
- وَقَالَ مُقَاتِلُ بْنُ حَيَّانَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {وَتَزَوَّدُواْ} قَامَ رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ المسليمن فقال: يا رسول الله ما نجد ما نَتَزَوَّدُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «تزودْ مَا تَكُفُّ بِهِ وَجْهَكَ عَنِ النَّاسِ وَخَيْرُ مَا تَزَوَّدْتُمُ التَّقْوَى» (رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ)(تفسير ابن كثير).

باب مهل أهل مكة للحج والعمرة(حدیث:1524)

- اھلال: 1) احرام کی جگہ؛ 2) لبیک
- ائمہ اربعہ: حج کا احرام مکہ سے یا حرم سے اسلئے کہ باہر جانا ہے اور عمرہ کا احرام حرم کے حدود کے بعد یعنی حِل میں اسلئے کہ عمرہ میں طواف و سعی جو حرم میں ہے اور جو مکہ مکرمہ میں رہتا ہے وہ بھی باہر جا کر احرام باندھے
- دلیل: عائشہؓ کا قصہ؛ آپ ﷺ نے خود جعرانہ سے احرام باندھا
- مصنفؒ: ائمہ اربعہ کے مخالف ہے اور ابن قیم کی طرح کہتے کہ عمرہ یا حج مکہ ہی سے باندھ لے
- اجحاف: استیصال: جڑوں کی کدھائی، اس جگہ کی بنیادوں کو سیلاب لے گیا تھا۔
- ممن أراد الحج والعمرۃ: ائمہ ثلاثہ کی دلیل یہ ہے کہ اگر حج و عمرہ کا ارادہ ہو تب احرام ہے ورنہ نہیں
- حؒ: جب بھی مکہ مکرمہ آنا ہے تو احرام ہو گا۔
- 1) شرح معانی الآثار: 4172 - حدثنا محمد بن خزيمة , قال: ثنا حجاج , قال: ثنا حماد , عن قيس , عن عطاء , عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: " لا يدخل أحد مكة إلا محرما.

13524 - أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ إِلَّا مُحْرِمًا».(مصنف ابن ابی شيبة)

2) ابن عباسؓ: مرفوعا: لا تجاوز المیقات إلا محرما (رواہ الطبرانی وفی اسنادہ خسیف) کان یعید من لا یحرم

9431 - وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: قَالَ عَمْرٌو وَلَمْ يُسَمِّ الْقَائِلَ، إِلَّا أَنَّا نَرَاهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ [ص:100]، «الرَّجُلُ يُهِلُّ مِنْ أَهْلِهِ، وَمِنْ بَعْدِ مَا يُجَاوِزُ إِنْ شَاءَ، وَلَا يُجَاوِزِ الْمِيقَاتَ إِلَّا مُحْرِمًا»(معرفة السنن والآثار)

- 9432 - وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ: أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَرُدُّ «مَنْ جَاوَزَ الْمِيقَاتَ غَيْرَ مُحْرِمٍ»(معرفة السنن والآثار)

-جواب حدیث:1)مفہوم مخالف اس وقت معتبر ہے جبکہ مسکوت کے مقابلہ میں دلیل صریح نہ ہو۔المنطوق مقدم علی المفہوم

2)من أراد الحج والعمرۃ:ضروری نہیں ہے کہ ارادہ اختیار اور مباحات میں استعمال ہو بلکہ کبھی ارادہ واجب کے لئے مستعمل ہے۔

احرام کا ارادہ:وھذہ الإرادۃ واجبۃٌ لمن یدخل

- مثال:1)من أراد الجمعۃ فلیغتسل توجمعہ کا ارادہ لازم ہے

2)من احب منکم أن یتمتع بثیابہ فلیفعل تو کپڑا کا ارادہ لازم ہے۔

3)من اراد الحج فلیتعجل

4)من أراد الآخرۃ وسعی لھا سعیھا(آخرت کا ارادہ واجب ہے)

3)فالإحرام لھما قصداً؛ومن اراد زیارۃ احد فی مکۃ فالاحرام تبعًا۔

-جولوگ بار بار آتے جاتے جیسے ڈرائیور اور ایجنٹ وغیرہ تو حرج کثیر کی وجہ سے وہ بغیر احرام کے جاسکتے۔

-عورت اگر حیض کی حالت میں اور ایک یا دو دن کے لئے چلے جائے تو یہ کہا جائے گا کہ زمین حِل کا ارادہ کرے(مثلاً جدہ وغیرہ)پھر وہاں سے مکہ مکرمہ آجائے

-ائمہ اربعہ:حج کے لئے مکہ سے احرام اور معتمر کے لئے مستثنی ہے۔

باب ميقات أهل المدينة، ولا يهلوا قبل ذي الحليفة(حدیث:1525)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)ذوالحلیفۃ سے پہلے احرام نہ باندھے؛

2)اتباع نبی کے لئے گھر سے نہ باندھے۔

3)مصنفؒ کا مسلک کہ ذوالحلیفۃ سے پہلے احرام نہ باندھے۔

-موطاامام مالک میں:383 - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنِي الثِّقَةُ عِنْدِي، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ «أَحْرَمَ مِنْ إِيلِيَّاءَ».

- سب سے دور میقات ذوالحلیفۃ احترامًا وتعظیمًا للمدینۃ المنورۃ تاکہ زیادہ ثواب ہو۔

باب مهل أهل الشأم(حدیث:1526)

- بعض نے ترجمہ کیا لمن کان یرید الحج والعمرۃ أی الاحرام؛ احرام:آواز بلند کرنا تلبیہ کے ساتھ۔

- حتی اھل مکۃ یھلون منھا(أی مکۃ):اسپر اتفاق ہے کہ اہل مکہ،مکہ سے باندھ لے۔

باب مهل أهل نجد(ص207)(حدیث:1527-1528)

- ابن عمرؓ نے نہیں سنا لیکن ابن عباسؓ سے مرفوعًا مروی ہے ص206:باب مھل اھل مکۃ للحج والعمرۃ۔

باب مهل من كان دون المواقيت(حدیث:1529)

- ائمہ ثلاثہ: من بیتہ وأہلہ؛ ح: جہاں زمین حِل ختم وہاں سے باندھ لے
- فمن اھلہ: ح: من الحل؛ ائمہ ثلاث: من بیتہ
- پڑوسی کے گھر سے باندھ لے تو صحیح ہے تو معلوم ہوا کہ گھر سے باندھنا مقصود نہیں ہے بلکہ حل میں داخل ہونے سے پہلے پہلے باندھنا چاہیے۔

باب مهل أهل اليمن(حدیث:1530)

- 1) پیچھے گزرا کہ ابن عمرؓ نے شک ظاہر کیا اہل یمن کے لئے کہ انکا میقات یلملم ہے یا نہیں تو مصنفؒ نے روایت ذکر کے ثابت کی
2) یا یہ کہ یمن والوں کے لئے 2 قسم: 1) تھامۃ الیمن: یلملم؛ 2) نجد الیمن (پہاڑی علاقہ) انکا میقات نجد والوں کا ہے۔

باب: ذات عرق لأهل العراق(حدیث:1531)

اشکال: ابوداؤد(1739) اور مسلم میں(1183) ہے: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «وَقَّتَ لِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ».

جواب: 1) عمرؓ کا اجتہاد تھا اور انکو حدیث معلوم نہیں تھی۔
2) میقات تھا لیکن غیر مشہور تھا تو عمرؓ نے اعلان کیا تو مشہور ہوا۔
3) وہ جگہ ذات عرق سے ہٹی ہوئی تھی وحدّ لھم محاذات ذات عرق

-اشکال: ترمذی میں: 832 - حدثنا أبو كريب، قال: حدثنا وكيع، عن سفيان، عن يزيد بن أبي زياد، عن محمد بن علي، عن ابن عباس، أن النبي صلى الله عليه وسلم وقت لأهل المشرق العقيق. تو ذات عرق کے بجائے عقیق ہے جو ذات عرق سے پہلے ہے۔

جواب: 1) ذات عرق والی روایت صحیح اور عقیق والی روایت ضعیف ہے، سند میں یزید بن أبي زیاد ہے۔
2) ذات عرق وجوبًا اور عقیق استحبابًا۔
3) عقیق مدائن کے لئے ہے جیسے طبرانی (المعجم الکبیر: 721 - ... ثنا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدَائِنِ: الْعَقِيقَ، وَلِأَهْلِ الْبَصْرَةِ: ذَاتَ عِرْقٍ، وَلِأَهْلِ الْمَدِينَةِ: ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ: الْجُحْفَةَ ") میں مذکور ہے چونکہ وہ عقیق سے گزرتے اور چونکہ وہ ذات عرق کے محاذات کے حکم میں ہے۔

-ذات عرق: پہاڑ (چھوٹا پھیلا ہوا پہاڑ یا زمین)۔

باب الصلوة بذى الحليفة(حدیث:1532)

- ذی الحلیفۃ میں نماز پڑھ لے نفل یا فرض ہو پھر احرام باندھ لے، اگر کوئی حیض والی عورت یا غیر اوقات صلوۃ احناف کے نزدیک تو صرف احرام باندھ لے۔
- نماز مسنون کے درجے میں ہے؛ حسن بصری: بعد الفرض بہتر ہے۔

باب «خروج النبي صلى الله عليه وسلم على طريق الشجرة»(حدیث:1533)

- 1) الطریق الشجر: الطریق السلطانی؛ اس پر آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نکلے؛ ذوالحلیفۃ کی مسجد کے پاس شجرۃ تھا۔
2) غائر: اسی کو طریق الھجرۃ کہتے؛ معرّس: 6 میل دور ہے مدینہ منورہ سے تو اقرب ہے بہ نسبت شجرۃ

3)طریقہ فرعی؛ (رات کے آخری حصہ میں آرام کرنا)

4)طریقہ شرقی

باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: «العقيق واد مبارك»(حدیث:1534-1535)

- عقیق لمبی چوڑی وادی ہے جسمیں ذوالحلیفہ، بئر علی وغیرہ۔
- بینہ وبین مدینہ:4 میل وبینہ وبین ذی الحلیفۃ6 میل
- شعر ابی فراس:علي لربع العامرية وقفة ... يملي علي الشوق والدمع كاتب

ومن مذهبي حبّ الدّيار لأهلها ... وللنّاس فيما يعشقون مذاهب

- وقل عمرۃٌ فی حجۃ:تو معلوم ہوا کہ ذوالحلیفۃ ہی سے قران کیا
- بعض:الصلوات فی ھذاالوادی کثواب عمرۃ فی حجۃ(لیکن یہ تو دور کی تاویل ہے)

باب غسل الخلوق ثلاث مرات من الثياب(حدیث :1536)

- مرکب خوشبو:خلوق؛ اختلاف کی طرف اشارہ:اسمیں سب کا اتفاق ہے کہ ایسی خوشبو لگانا احرام سے پہلے جسکا جسم باقی نہ رہے احرام باندھنے کے بعد تو جائز ہے۔
- ایسی خوشبو جسکا جسم باقی رہے تو اسمیں اختلاف ہے:کؒ دؒ: ممنوع مطلقًا؛ فؒ:جائز ہے مطلقًا
- حؒ:بدن میں جائز اور کپڑے میں واجب الغسل؛ مصنفؒ نے بھی من الثیاب کہا،تو بہ ظاہر احناف کے ساتھ ہے۔
- اس لئے کہ لگایا قبل الاحرام
- غزوہ حنین اور طائف سے فارغ ہونے کے بعد جعرّانہ پر مال غنیمت کو تقسیم کیا۔
- ترجمۃ الباب کیسے ثابت ہو رہاہے،بہ ظاہر مناسبت نہیں اسلئے کہ یہاں بک ہے؟

جواب:1)دوسری روایت کی طرف اشارہ ہے جسمیں ثوب کا ذکر ہے(مسلم کی روایت1180): فأتاه رجل عليه جبة بها أثر من خلوق. اور ایک روایت آنے والی ہے:علیہ قمیص علیہ آثر خلوق

2)یا مصنفؒ نے قیاس کیا کپڑے کو بدن پر؛ اچھا جواب ثوبک ہی پر ہے۔

- اشکال:بدن سے ازالہ ضروری نہیں ہے اور کپڑوں سے ضروری ہے؟

جواب:اس پر زعفران تھا اور زعفران مردوں کے لئے جائز نہیں ہے۔

باب الطيب عند الإحرام، وما يلبس إذا أراد أن يحرم، ويترجل ويدهن(حدیث:1537-1538-1539)

- طیب لگانا مستحب ہے؛
- 1)ما یلبس کا عطف ہو گا یا تو طیب پر تو مطلب ہو گا:باب الطیب...........وما یلبس......(خوشبو کا بیان مقصود ہے)

2)ما یلبس عند الإحرام پر عطف ہو تو اس طرح ہو گا: باب الطیب عند الإحرام وعند اللبس إذا أراد أن یحرم(اور یہی بہتر ہے)(لباس کا بیان مقصود ہے)۔

-کؒ حؒ: مکروہ ہے گلاب وغیرہ؛ فؒ: حرام؛ ذؒ: توقف؛ اسحاق: یُباح

-کؒ: مکروہ ہے کہ دیکھے اپنے آپکو آئینہ میں (اسلئے کہ اندیشہ ہے کہ کنگھی کرنے لگے)

-مجاہد کی تردید کہ اگر زیت لگایا یا سمن تو دم ہو گا؛ احناف: نہیں لگانا چاہئے اسلئے کہ اصل طیب کا ہے۔ لیکن اگر خوشبودار نہ ہو تو ضرورت کی وجہ سے لگا سکتے۔

-انگوٹھی لباس سے نہیں؛ همياني: بیلٹ جسمین تھیلا (پیسے رکھنے کی جگہ)

-تبان: ھیئت بدنی کی طرح کوئی کپڑا: ائمہ حضرات: ممنوع؛ عائشہؓ نے اجازت دی تھی بعض خدام کو جو ہودج کو اٹھاتے تھے اور تیز ہوا کی وجہ سے کشف عورت ہو رہا تھا۔

حضرت گنگوہیؒ نے کہا کہ اگر تیز ہوا ہو اور کشف عورت کا خوف ہو تو گنجائش ہے۔

اسحاق: بیلٹ جسمیں تھیلا نہیں پہن سکتے

باب من أهل ملبدا(حدیث:1540)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر بال لمبے لمبے ہو تو کسی چیز سے جمادے؛ تلبید: گوند یا کوئی چیز سے جمادے تا کہ جوا اور غبار نہ لگے
- کؒ ذؒ: اس طرح کہ سر نہ چھپ جائے؛ اگر 12 گھنٹے چھپ گیا تو دم ہے اور اس سے کم میں نصف صاع حنطۃ ہے۔

باب الإهلال عند مسجد ذي الحليفة(حدیث:1541-1542)

- یحرم ویلبی بعد الصلاۃ وھو راجح عند الأحناف؛ کؒ فؒ: عند الرکوب علی الدابۃ
- ابن عباسؓ سے تینوں ثابت ہیں: 1) بعد الصلاۃ؛ 2) عند الرکوب؛ 3) عند الصعود علی البیداء۔
- مسجد میں تو اونٹنی نہیں تھی۔

باب ما لا يلبس المحرم من الثياب(حدیث:1543)

- اشکال: یہ تو مکرر باب ہو گیا، پہلے آچکا ہے باب الطیب...........وما یلبس

جواب: 1) اگر طیب پر عطف ہو تو پھر اشکال ہے

2) ما قبل لباس تحتانی مذکور ہے یا پیٹ پر اور یہاں الملابس المرئیۃ الظاهرۃ

3) ما قبل الملابس الزائدۃ اور یہاں الملابس الضروریۃ

4) ما قبل میں لباس کا ذکر تھا اور یہاں انواع اللباس ہے۔

-اشکال: سوال ہے ملبوسات کا اور جواب غیر ملبوسات

جواب: 1) غیر ملبوسات کا جواب دیا اسلئے کہ محدود و معدود ہے اور ملبوس غیر معدود ہےں، تو غیر ملبوس کا ذکر کیا اختصار کی وجہ سے (سمجھ میں نہیں آتا کہ یلبس غیر المخیط میں سب آگیا)

بہتر یہ ہے 2) چونکہ محرم ہے تو اصل مقصود غیر ملبوس ہے اسلئے کہ معصیت ہے، معصیت کو بیان کرنا اہم۔

- قمیص: مایستر البدن؛ العمائم: مایستر الرأس۔ سراویلات: مایستر اسفل البدن؛ البرانس: مایستر الرأس وأعلی البدن۔
- کعبین: سب کا اتفاق ہے
- قال المجد فیروز آبادی: الکعب کل زمفصل للقدم والعظم الناشزُ فوق القدم والناشز إلی جانبیھا
- امام مُحؒ نے بھی یہی کہا اور امام لغت بھی تھے اور حدیث کے بھی امام۔
- وإذا اضطر المحرم إلی الخفین خرق ظھورھما وترک فیھا مایستمسک فیھا رجلَہ۔
- ورسٌ: زعفران کی ایک قسم جیسے عصفُر؛ تستر المرأۃ جمیع البدن إلا الوجہ۔

باب الركوب والارتداف في الحج (حدیث: 1544)

- ارتداف: دوسرے کو پیچھے بٹھانا
- اشکال: درمیان میں رکوب کیوں لایا؟

جواب: جبکہ ثیاب، برانس وغیرہ سب عاشی ہے تو سواری بھی نہ کرو اسلئے کہ یہ بھی عیاشی ہے۔

- وجہ تسمیہ مزدلفہ: 1) قریب ہونے کی وجہ سے مکہ سے۔

2) لإتیان الناس فی زلف اللیل۔

3) اللہ کے قرب کا محل

4) آدمؑ وحواءؑ ایک دوسرے کے قریب ہوئے وہاں

- حَتّٰی دَخَلُ: تلبیہ جمرۃ العقبۃ کے پاس بند کریں گے۔

باب ما يلبس المحرم من الثياب والأردية والأزر (حدیث: 1545)

- اشکال: پھر لباس کا بیان آگیا؟!

جواب: 1) یہ لباس المرأۃ کا ذکر ہے؛ 2) ما قبل بیان انواع تھا یہاں بیان الوان ہے؛ 3) وہ لباس کا بیان جو ما قبل میں بیان نہیں کیا جیسے چادر وازار۔

باب من بات بذي الحليفة حتى أصبح (ص209) (حدیث: 1546-1547)

- ذوالحلیفۃ میں رات گزارے مدینہ والے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جب آدمی اپنے شہر سے نکلے تو قریب والی جگہ سے رات گزارے اور اگر کچھ بھول گئے تو آسان یا کچھ ساتھی ملنا چاہتے تو آسان۔

2) تاخیر المکان اور تاخیر الزمان میں فرق ہے، تاخیر الإحرام عن المکان المعین لایجوز اور تاخیر الزمان کا مطلب یہ ہے کہ اگر مغرب کے وقت پہنچا مثلاً ذی الحلیفۃ میں تو کوئی حرج نہیں اور صبح باندھ لے احرام تو تاخیر الزمان میں کوئی حرج نہیں۔

باب رفع الصوت بالإهلال(حدیث:1548)

- ظاہریہ:رفع الصوت واجب تلبیہ کے ساتھ؛ ئمہ ثلاثہؒ:مستحب ہے رفع الصوت؛ کؒ:رفع صوت صرف مسجد حرام اور منی میں۔ رفع صوت(اچھی طرح آواز کو لمبا کرنا)

باب التلبية(حدیث:1549-1550)

- ظاہریہ:فرض؛ شافعیہ:سنت اور دؒ بھی۔ احناف:واجب(اس طرح کہ تلبیہ پڑھ لے یا اسکے قائم مقام ذکر پڑھے)؛ کؒ:واجب بعینہ تلبیہ جسکے ترک سے دم ہو گا۔
- تلبیہ 2قسم:1)بالقول لبیک؛ 2)بالتقلید:قلادہ باندھنا
- لبیک کی ترکیب:مفعول مطلق: اَلبی لبین لک:آپکی خدمت میں اطاعت کرتا ہوں اور آپکی دعوت قبول کرتا ہوں یا تو قبول کرتا یا آپ سے محبت کرتا ہوں(تابعداری ومحبت میں دعوت قبول)۔
- ابراہیمؑ نے اعلان کیا اللہ کے حکم پر:وأذن فی الناس بالحج یاتوک،توجنکو آواز پہنچی ارواح میں سے اور لبیک کہا تو انکو نصیب ہوتا
- تکرار محبت کے لئے اور بار بار کا مفہوم تثنیہ میں ادا ہوتا ہے جیسے فارجع البصر کرتین تو یہ مفعول مطلق میں غیر بابہ ہو گا جیسے اَنبتہ اللہ نباتًا حسنًا۔تو فعل کو حذف کیا اختصار کی وجہ سے اور تکرار کی وجہ سے لبین لک کو حذف کیا پھر اضافت کی وجہ سے لبیک بنا۔
- نحوی:البی لک اِلبابًا بعد اِلبابٍ
- جاہلیت کے لبیک کی تردید ہے:لا شریک لک اِلا شریک ھولک تملکہٗ
- حجاج اللہ کے مہمان اور دعوت نامہ کے ساتھ آتے(لبیک)اور ہمارا اکرام کیا جاتا ہے یعنی ثواب ملتا ہے۔
- حدیث(ابن ماجہ):2892 – ... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ، وَفْدُ اللَّهِ إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ، وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ».

باب التحميد والتسبيح والتكبير، قبل الإهلال، عند الركوب على الدابة(حدیث:1551)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے کہ تلبیہ صرف لازم ہے۔
 2) تلبیہ کے ساتھ یہ وظائف بھی صحیح۔
 3)جو مخصوص دعائیں ہیں صبح وشام،آنے جانے کی دعاء،مسجد میں داخل ہونے کی دعا وغیرہ کو بھی نہ چھوڑے یعنی اَدعیۃ مأثورۃ متواردۃ،اسی لئے عند الرکوب علی الدابۃ بھی کہا۔

-فؒ:ابتداء افراد تھا پھر بعد عمرۃ کو داخل کر دیا لیکن یہاں ہے اَھل بعمرۃ وحجۃٍ۔

-اسی طرح ام سلمہؓ کی روایت(شرح معانی الآثار):3722 – ... عن أسلم أبي عمران , أنه قال: حججت مع موالي فدخلت على أم سلمة رضي الله عنها , فسمعتها تقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول «أهلوا , يا آل محمد , بعمرة في حجة».

- روایت(شرح معانی الآثار): 3720 – ...عن أنس رضي الله عنه قال: خرجنا نصرخ بالحجة فلما قدمنا مكة أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نجعلها عمرة وقال: «لو استقبلت من أمري ما استدبرت , لجعلتها عمرة , ولكني سقت الهدي , وقرنت

الحج والعمرة» [ص:154] قال أبو جعفر: ففي هذا الحديث من قول النبي صلى الله عليه وسلم أنه قرن الحج والعمرة , فقد دل ذلك على صحة قول من أخبر من فعله بما يوافق ذلك.

-جابرؓ کی روایت(ترمذی): 947 -...عن جابر، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قرن الحج والعمرة، فطاف لهما طوافا واحدا.

- نحر: مایکون أقرب إلی الصدر؛ أملحین: کچھ سیاہ، کچھ سفید۔

باب من أهل حين استوت به راحلته(حدیث:1552)

- مسجد سے احرام باندھنا بیان افضل تھا اور یہاں بیان جواز
- یاما قبل احناف کا مذہب اور یہاں دیگر ائمہ کا مسلک
- ابن عباسؓ (رواہ مرفوعًا): صلی النبی ﷺ رکعتین فی المسجد............ثم أوجب فی مجلسه

باب الإهلال مستقبل القبلة(حدیث:1553-1554)

- اهلال: تلبیہ پڑھنا یا احرام باندھنا؛ مستقبل القبلۃ بہتر ہے لأن المجیب یستقبل المجاب
- ابن عمرؓ کا مسلک تھا کہ احرام سے پہلے بھی خوشبو نہیں لگاتے تھے اور عائشہؓ تردید کرتی تھی۔

باب التلبية إذا انحدر في الوادي(حدیث:1555)

- إن التلبیۃ فی بطون الوادی من سنن المرسلین، اسی لئے پہاڑ چڑھنے کے بعد تلبیہ مؤکد ہو جاتا
من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ بعد الموت أو قبل الموت
- موسیٰؑ کا دیکھنا 4 طریقہ سے ممکن: 1) بالجسم المثالی؛ 2) بتجلی الروح؛ 3) فی الکشف؛ 4) فی المنام۔

باب: كيف تهل الحائض والنفساء(ص210) (حدیث:1556)

- یہ غسل تنظیف ہے نہ کہ غسل تطہیر؛ جمہور: مستحب ہے؛ حسنؒ: واجب؛
- تمام افعال حج کر سکتی سوائے طواف (اور سعی) اسلئے کہ وہ مرتب علی الطواف ہے؛ ھلال: کل غائب تھا، آج ظاہر ہوا
- براعۃ الاستھلال: فوقیت (أعلی درجے کا) والا خطبہ: وہ خطبہ جو کتاب سے پہلے کتاب کے مضامین کو بتادے۔
- فأھللنا بعمرۃ: 1) جو سمجھدار لوگ، انہوں نے عمرہ کا احرام بھی باندھا۔
2) بعد ما أمر النبی ﷺ بنقض الحجۃ۔

-آپ ﷺ کے پاس ہدی تھی اسلئے أھل بالحج والعمرۃ

-ھذہ مکان عمرتک: اگر ظرف کے معنے میں ہو معنی فی مکان اور جگہ کے معنی مین تو نفس المعنی۔

-احناف: قارن 2 طواف کرے گا۔

دلائل: 1) علیؓ سے مروی ہے أنہ جمع بین الحج والعمرۃ فطاف لھما طوافین وسعی لھما سعیین فقال: ھکذا رأیتُ رسول اللہ ﷺ صنع

2629 - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ بُهْلُولٍ , نا جَدِّي , نا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ , عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ , عَنِ الْحَكَمِ , عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى , عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ , " أَنَّهُ طَافَ لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَسَعَى لَهُمَا سَعْيَيْنِ , وَقَالَ: «هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ». الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.(سنن دار قطنی)

2)عمران بن حصین: إن النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قرن فطاف لھما طوافین وسعی لھما سعیین

3)علیؓ وابن مسعودؓ: القارن یطوف طوافین ویسعی سعیین

4)علیؓ: إذا أهللت بالحج والعمرة فطف طوافین واسع سعیین۔

5)ابوداوٗد:1798 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ الصُّبَيُّ بْنُ مَعْبَدٍ: أَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا، فَقَالَ عُمَرُ: «هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

-عائشہؓ کو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا تھا کہ عمرہ توڑو، تو یہ دلیل ہے کہ 2طواف ضروری ہے قارن کے لئے اور یہ نہیں کہا کہ ھذا تکفیک

-فإنما طافوا طوافًا واحدًا: 1)عند القدوم إلی مکۃ عند دخولھا، حالانکہ 2 کرنا چاہئے تھا، ایک طواف قدوم اور ایک طواف عمرۃ اور یہ مطلب ص 243 پر بھی مذکور ہے؛ یہ تداخل جائزہے نفل میں اور اسی طرح نفل اور فرض میں (قارن تھے)

یہ دوسری دلیل مضبوط ہے 2)بعد الرجوع من منی: تحلیل کے لئے جن لوگوں نے تمتع کیا تو 2 طواف کی ضرورت للتحلیل بعد الرجوع من منی اور قران والے ایک ہی طواف سے حلال ہونگے ص 221۔

3)طوافًا مسلسلاً یعنی طواف کے اشواط میں نہیں رُکے۔

-تداخل کی مثال: 1)وضوء کے بعد کوئی نماز پڑھے اور 3 نیت کرے: تحیۃ الوضوء و تحیۃ المسجد اور سنت تو ہو جائے گی۔

2)صلوۃ اشراق اور ضحی کی نیت کرے تو دونوں ہو جائے گا۔

-اشکال: آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک حج کیا اور عمرہ کو ملایا، تو پھر یہی سنت ہونا چاہئے، تو آپ کیوں لکھتے کہ 2 الگ طواف کرنا چاہئے

جواب: اصل 2 طواف ہے لیکن ایک طواف طواف کفایت ہے (جیسے ابن ماجہ میں ہے):2975 ...عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، كَفَى لَهُمَا طَوَافٌ وَاحِدٌ، وَلَمْ يَحِلَّ، حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَيَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا».

تو یہ اصل نہیں ہے بلکہ درجہ کفایت ہے۔

باب من أهل في زمن النبي ﷺ كإهلال النبي ﷺ(حدیث:1557-1558-1559)

- احرام مبہم ومعلق جائز اور ائمہ اربعہ بھی اسکے قائل ہیں؛ ک رح: مبہم جائز اور معلق میں 2روایت
- مبہم: احرام باندھ لے پھر متعین نہ کرے کہ حج ہے یا عمرہ اور بعد میں نیت کرے: 1)قولاً (قبل الشروع) یا 2)فعلاً
- معلق: إني أحرم کفُلان (جابرؓ اور علیؓ سے ثابت کہ ہم نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا احرام باندھا)
- قول سُراقۃ: دخلت العمرۃ فی أشھر الحج۔
- لأحللتُ: 1)عمرہ اور حج دونوں کو چھوڑ دیتا، پھر حج کا احرام باندھ لیتا

2)عمرہ کے افعال کر لینا پھر حلال ہو ہوتا

-معلوم تھا اس سال قران مانع نہیں تھا بلکہ قربانی مانع تھی۔

-مقصود یہ تھا کہ صحابہؓ کے ذہن سے نکال دے کہ حج کے مہینوں میں صرف حج کر سکتے بلکہ عمرہ بھی ممکن ہے
-امر اۃ من قومی: محرم یا غیر محرم، تو اگر محرم تھی تو دھونے کی کیا ضرورت ہے عورت کو۔
-مفتی کا خیال: معنی یہ ہے کہ کنگھی کے لئے اور غسل کے لئے سامان تیار کر کے مجھے دیا (تونسبۃ إلی السبب ہوئی: جیسے بنی الأمیر المدینۃَ)
-ام سلیمؓ: بالوں کی صفائی اور دھونے کا انتظام کیا (سنن ابی داؤد): 2492 ... عَنْ أُخْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ الرُّمَيْصَاءِ قَالَتْ: نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَيْقَظَ وَكَانَتْ تَغْسِلُ رَأْسَهَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَضْحَكُ مِنْ رَأْسِي؟ قَالَ: «لَا» وَسَاقَ هَذَا الْخَبَرَ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: «الرُّمَيْصَاءُ أُخْتُ أُمِّ سُلَيْمٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ»
اسی سے مغالطہ ہوا بعض حضرات کو کہ کہتے کہ علیؓ نے فاطمہؓ کو غسل دیا (حالانکہ یہ عرف اور حیاء کے خلاف ہے)۔
اور غاسلات تو مقرر تھیں، تو مطلب یہ ہے کہ علیؓ نے غسل دینے کا انتظام کیا۔

- فقدم عمرؓ: 1) فی عهد خلافته؛ 2) فی حال کونه حاجًّا؛ یہ حکم استحباب پر محمول ہے تا کہ بیت اللہ خالی نہ رہے۔
- 1) الگ الگ سفر ہر ایک کے لئے کرو؛ 2) کتاب اللہ میں اتمام کا حکم ہے: وأتموا الحج والعمرۃ
- فسخ الحج للعمرۃ نہ کرے؛ عمرؓ قران کو مانتے تھے اور یہ ایک سال کے لئے حکم تھا مصلحۃً کہ الگ کرو۔
- نسائی: 2808 ... عَنْ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً؟ قَالَ: «بَلْ لَنَا خَاصَّةً».

9542 - وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَتْ رُخْصَةً لَنَا، لَيْسَتْ لِأَحَدٍ بَعْدَنَا يَعْنِي فَسْخَ الْحَجِّ بِالْعُمْرَةِ،

9543 - وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ قَالَ: لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ إِلَّا لِلرَّكْبِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (معرفۃ السنن والآثار)

- اکثر صحابہؓ کے نزدیک قران و تمتع جائز۔

باب قول الله تعالى: {الحج أشهر معلومات، فمن فرض فيهن الحج فلا رفث، ولا فسوق ولا جدال في الحج} [البقرة: 197] وقوله {يسألونك عن الأهلة، قل: هي مواقيت للناس والحج} [البقرة: 189] (حدیث:1560)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اشہر حج سے پہلے حج کا احرام باندھنے کا کیا حکم ہے؟ حؒ اور مصنفؒ کے نزدیک جائز ہے اگرچہ کراہت لغیرہ ہے یعنی لمبی مدت کی وجہ سے؛ شوال، ذی قعدہ اور 10 دن ذی الحجۃ سے پہلے احرام باندھنا مکروہ ہے لیکن منعقد ہو گا۔
- 1) يسألونك عن الأهلة، قل: هي مواقيت للناس والحج: عام ہے
2) هن لهنَّ ولمن أتى عليهنَّ: عام ہے۔
3) ابن عباسؓ: سنت تو یہ ہے کہ اشہر حج سے پہلے احرام نہ باندھے
4) عثمانؓ: خراسان اور کرمان سے احرام باندھنا مکروہ سمجھتے تھے (شفقت کی وجہ سے)
5) عبد اللہ بن عامرؓ نے جب خراسان فتح کیا تو نذر مانی تھی کہ یہاں سے احرام باندھو نگا تو انہوں نے نیشاپور سے احرام باندھا تھا
ائمہ ثلاث: اشہر حرم سے پہلے احرام ممنوع اور اگر باندھا تو یہ عمرہ کا احرام ہو گا۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: میقات زمانی کا بیان اور ما قبل میقات مکانی کا بیان تھا
- اشہر حرم: شوال، ذی قعدہ اور پورا ذی الحجۃ کا مہینہ عند مالکؒ

لیکن پورا مہینے کی روایت ضعیف ہے(طبرانی الأوسط):1584 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو أُسَيْدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ: نا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوَابٍ الْهَبَّارِيُّ قَالَ: نا حَصِينُ بْنُ مُخَارِقٍ قَالَ: نا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ} [البقرة: 197] : «شَوَّالٌ، وَذُو الْقَعْدَةِ، وَذُو الْحِجَّةِ»

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ يُونُسَ إِلَّا حَصِينٌ، تَفَرَّدَ بِهِ: مُحَمَّدُ بْنُ ثَوَابٍ "

حصین بن مخارق انتہاء ضعیف ہے بعض متہم.....

- حؒ فؒ: شوال، ذی قعدہ اور عشر ذی الحجۃ لیکن امام فؒ کے نزدیک عشر لیال ذی الحجۃ ہے اور احناف عشرۃ ایام
- لیلۃ: (ج) لیالی؛ جواب: جب تمیز محذوف ہے تو ممیّز مذکر یا مؤنث دونوں لا سکتے
- اگر افعال حج کا اعتبار کرے تو حؒ کا قول زندہ باد اسلئے کہ دن مین بہت کام خاص عید کے دن اور اسی لئے حاجی پر عید کی نماز نہیں ہے اور اگر احرام کے وقت کا اعتبار کرے تو فؒ کا قول زندہ باد یعنی 10 ذی الحجۃ سے پہلے اور احناف 10 ذی الحجۃ کو بھی شمار کرتے۔
- عند مالکؒ: پورا مہینہ ذی الحجۃ کا حج کا مہینہ ہے تو اگر آخری شہر تک طواف زیارت مؤخر کرے تو کچھ نہیں اور حؒ اور فؒ: تاخیر 3 دن سے زیادہ بغیر عذر ہو تو دم لازم ہوگا۔
- خراسان: آج کے ایران کو بھی شامل یعنی سب اسمیں تھے: بلخ، ازبکستان، نیشاپور
- ایک روایت میں: اتمام الحج والعمرۃ ان یحرم من دویرۃ أھلک تو یہ دلالت کرتا ہے کہ وقت سے پہلے احرام باندھ سکتے
- کرمان: فارس اور سجستان کے درمیان ایک بڑا شہر
- مقصد بُعد زمانی کو بیان کرنا ہے تو یہاں بُعد مکانی کیوں بیان کیا؟

جواب: 1) بُعد مکانی مستلزم ہے بعد زمانی کا اسلئے کہ اس زمانے میں پیدل سفر ہوتا تھا

2) یا دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

-لیالی ذکر کرتے اسلئے عرب میں لیل مقدم ہے یوم پر۔

-حُرُم: حالات، اوقات؛ حُرم: ممنوعات؛

-مقام سرف: جہاں میمونہؓ کی شادی، بناء اور انتقال ہوئی اور دفن ہوئی (عجائب میں سے ہے)

-فالآخذ والتارک: بعض نے عمرہ کو باقی رکھا اور بعض نے باقی نہیں رکھا

-بعض نے عمرۃ کو لے لیا اور بعض نے نہیں لیا، صرف حج کا ارادہ کیا تھا۔

-یا بعض نے حج کو لیا اور عمرۃ کو چھوڑ دیا

-بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج چھوڑو اور عمرۃ لے لو، پھر جبکہ معلوم ہوا کہ لوگوں کا عقیدہ بن گیا تو پھر نرمی کی کہ جسکا حج باقی ہے تو باقی رکھے۔

-تو تین مرحلے تھے: 1) ترغیب حج کو چھوڑو؛ 2) جب بھاری ہوا حکم تو واجب کر دیا (سوائے قربانی والے)

3) کچھ لوگ باقی تھے تو آخر میں پھر اجازت دی کہ حج کو باقی رکھے

-محصب (لاجتماع الحصی فیہ): ابطح: بطحاء: خیف بنی کنانۃ۔

-معلوم ہوا کہ جو لوگ حرم میں رہتے تو ضروری ہے کہ حرم سے نکلے اور حل سے حرم میں آئے

-اول لیل نکلی اور اکثر رات کا حصہ عمرہ کیا، پھر سحری کے وقت پہنچے محصب میں، پھر آپ ﷺ چلے مکہ مکرمہ، طواف وداع کے لئے۔

-وفرغ من الطواف: یہ دلیل ہے کہ عبد الرحمنؓ نے بھی عمرۃ کیا، تو حج سے فارغ ہو کر عمرۃ کرنے کی گنجائش ہے۔
-آپ ﷺ کو جلدی تھی اسی لئے عمرۃ نہیں فرمایا اسلئے کہ مہاجر تھے اور مہاجر کا زیادہ دیر لگانا پسند نہیں کرتے۔
-سحر: غیر منصرف: اسلئے کہ علمیت اور عدل ہے اور علمیت اس طور پر کہ السحر من اللیلۃ الرابعۃ عشر: تو متعین ہوا اور عدل اسلئے کہ السحر ہے تو "ال" کو نکال دیا۔
-اسی طرح رجب غیر منصرف جب مخصوص ہے اور رجب کا مہینہ مراد جیسے إن شاء اللہ ستنتھی الدروسُ فی رجبَ اور کل رجبٍ أفضل من جمادی الأولی۔

باب التمتع والإقران والإفراد بالحج، وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدي(ص212)

(حديث:1561-1562-1563-1564-1565-1566-1567-1568-1569)

- حج کب 4 قسمیں: 1) تمتع (درمیان میں حلال ہو جاتا)؛ 2) إقران یا قران (دونوں مستعمل اور درمیان میں حلال نہیں ہوتا یعنی عمرۃ اور حج کی نیت کی یا عمرۃ کی نیت کی اور افعال حج سے پہلے حج کو داخل کر دیا اور اسکا برعکس یا عمرہ کی نیت کی افعال حج سے پہلے)؛
3) إفراد؛ 4) فسخ حج اور عمرۃ تو یہ تقسیم مصنفؒ کے پاس موجود اور ڈؒ کی طرح: فسخ الحجۃ إلی العمرۃ کے قائل
- ہم نے پہلے بیان کیا کہ یہ خاص تھا صحابہؓ کے لئے۔
- احناف کے نزدیک ترتیب افضلیت کے حساب سے: قران، تمتع افراد بہتر ہے
- شوافع: افراد، تمتع اور قران؛ مالکیہ: افراد، قران، اور پھر تمتع
- ڈؒ: فسخ الحج إلی العمرۃ بہتر ہے؛ 2) تمتع افراد پھر قران
- تمتع بہتر اسلئے کہ آپ ﷺ نے تمنی کی تھی اور دیگر حضرات کہتے کہ تمنی اسلئے کی کہ لوگوں پر بوجھ تھا
- احناف: آپ ﷺ نے اور مخصوص صحابہؓ نے قران کیا (20 راوی ہیں) اور تمتع کے 5 راوی اور افراد کے 4 راوی
- 20 قران کے 20 راوی میں سے خلفاء راشدینؓ، عائشہؓ، انسؓ
- قران میں تاویل کا احتمال نہیں اور باقی افراد و تمتع کی تاویل آسان ہے (تمتع لغۃً: الاستمتاع بالرکنین فی سفر واحد)
- مسلم: أفرد الحج؛ فؒ: شرع الإفراد ثم جعلہ قرانًا۔
- تو أفرد بالحج کا مطلب یہ ہو سکتا ہے: 1) سلسل فی الحج بالحج والعمرۃ اور تحلیل درمیان میں نہیں
2) ایک حج کیا بعد وجوب الحج۔

بہتر جواب 3) أھل بالحج یعنی صرف حج کے لئے تلبیہ پڑھتے تھے: أفرد الحج بالإھلال فی أثناء حال الحج اور یہ معنی مذکور ہے (اسلئے کہ عمرۃ ہو چکا تھا، ص229)؛ 4) افرد الحج مرۃ واحدۃ (لیکن اس پر اشکال ہے کہ ابو بکرؓ عمرؓ نے ایک حج سے زیادہ کیا)
- ص210: ثم أھل بھما؛ ص208: قل عمرۃ فی حجۃ؛ ص210: یصرخون بھما؛ ص213: حج مبرور وعمرۃ متقبلۃ
- ص214: أھل بھما جمیعًا؛ علیؓ: سمعت رسول اللہ ﷺ یلبّی بھما۔
- سراقۃ بن مالک: دخلتُ العمرۃ فی الحج إلی یوم القیامۃ
- ام سلمۃؓ: أھلوا یا آل محمد بعمرۃ وحجۃ۔
- لانری الا الحج: 1) لیس المقصود إلا الحج؛ 2) اکثر لوگ عمرۃ کو اشہر حج میں ممنوع سمجھتے تھے۔

- عقریٰ: آپ زخمی ہو جائے یا پاؤں کٹ جائے؛ حلقیٰ: حلق میں درد ہو جائے یا آپکے بال محلوق ہو جائے / کلمات توبیخ
- 1) وھو مصعد من مکۃ: مکہ مکرمہ سے آرہے تھے (راجع) وأنا منھبطۃ علیھا: میں مکہ مکرمہ کی طرف اتر رہی تھی
- 2) أنا مصعدۃ من مکۃ وھو منھبط منھا: اتر رہے تھے مکہ مکرمہ کی طرف
- حضرت شیخؒ نے دوسرا جملہ اختیار کیا اسلئے کہ زیادہ قرین قیاس و معقول ہے: أنا مصعدۃ وھو منھبط منھا:
- 1) عائشہؓ واپس آرہی تھی عمرۃ سے اور آپ ﷺ طواف وداع کے لئے جا رہے تھے تو عائشہؓ نے اکثر رات عمرہ کیا تھا اور وہ سحری کے وقت واپس آئی اور آپ ﷺ مکہ مکرمہ کی طرف سے اتر کر کے آئے (یہ معقول بات ہے)
- او اسی صفحہ پر دلیل ہے ص 213: ثم افرغا ثم ائتیا ھھنا۔ تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سحری کے وقت تک انتظار میں تھے، پھر نکلے مکہ مکرمہ کے لئے یعنی طواف کے لئے۔

2) اس وقت حضرت صفیہؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھی تو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ واپس جا رہی تھی۔

- پہلا جملہ حضرت گنگوہیؒ نے پسند کیا یعنی وھو مصعد من مکۃ وأنا منھبط علیھا۔
- لیکن دلائل کی رو سے حضرت شیخؒ کے پاس کافی دلائل ہیں:

3) صلی الفجر بمکۃ و قرأ فیھا والطور ے یعنی 14 تاریخ فجر کی نماز پڑھائی مسجد حرام میں اور یہ اس وقت ممکن ہے جب حضرت شیخؒ کی توجیہ لے لے، تو اگر آپ ﷺ سحری کے وقت محصب واپس چلے گئے تو فجر کی نماز کیسے والطور پڑھی حرم میں اور فجر کی نماز پڑھانے کی راویہ ام سلمہؓ اسلئے کہ عائشہؓ واپس محصب میں چلی گئی تھی تو تو معلوم ہوتا ہے دوسرا جملہ صحیح ہے اور جملہ نمبر ایک راوی کا خطا ہے یا پھر دونوں کو صحیح قرار دے کر ہم تطبیق دے دے۔

- تطبیق: آپ ﷺ چل رہے تھے وھو مصعدٌ (أی ذاھب) من مکۃ أی إلی مکۃ وأنا منھبطۃ علیھا أی علی مکۃ

دوسری حدیث: من إلی کے معنے میں یہ کثرت سے ہوتا ہے جیسے فقہ کی کتابوں میں ہے: بعتہ من زید أی إلی زید

- جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ سمجھدار لوگ تھے یا عمرہ کا احرام باندھا اس وقت جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کو توڑو اور عمرہ کرو
- ومنّا من أھل بالحج: 1) جیسے حائضات نے اور وہ لوگ جنکے پاس قربانی موجود تھی جیسے حضرت عائشہؓ نے عمرہ کو چھوڑ کر حج کی تھی یا جنکا اب حج باقی ہے تو جاری رکھو اعتقاد بننے کے بعد یعنی وہ لوگ جنکو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ عمرہ کا احرام باندھو لیکن جن کا عقیدہ پکا ہو گیا تھا انکو کہا کہ ٹھیک ہے آپ اپنے حج کو باقی رکھو۔

2) یا وہ لوگ من اعتاد عادۃ الجاھلیۃ (یعنی اپنی عادت پر چلتے تھے)۔

- بعض: حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ متعۃ النکاح کو منع کرتے تھے نہ کہ متعۃ الحج کو لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے اسلئے کہ اسمیں صحابہؓ کی فہم پر عیب لگانا ہے اور صحابہؓ سمجھتے تھے کہ عمرؓ متعۃ الحج کو منع کرتے۔
- محرم کے مہینے میں تنگ آتے تھے کہ اتنی لمبی مدت (اشہر حج) قتال نہیں کر سکتے تو محرم کو صفر بناتے تاکہ ایک مہینہ کی چھٹی مل جائے۔
- إذا برأ الدبر: جب ٹھیک ہو جائے اونٹ کی پیٹھ کا زخم یعنی لمبے سفر کی وجہ سے اسکی پیٹھ پر جو زخم آیا بوجھ کی وجہ سے، تو وہ زخم ٹھیک ہو جائے۔
- فعفا الأثر: 1) زخم ٹھیک ہو جائے؛ 2) یا حاجیوں کے چلنے کے آثار مٹ جائے یعنی آنا بند ہو جائے
- وانسلخ صفر: اور صفر ختم ہو جائے
- مھلین بالحج: مصنفؒ نے صرف اسب بات کی دلیل کے لئے رکھا کہ افراد ثابت ہے یعنی صرف حج کیا!

جواب:1) أی قاصدین للحج کہ مقصود توجہ ہی کرنا تھا اگرچہ عمرہ اسکے ساتھ کیا۔

2) مھلین بالحج حینما فعلوا أفعال الحج تو لبیک بحجۃ کہتے تھے اسلئے کہ عمرہ ہو چکا تھا پہلے۔

-ابن ماجہ اور مسلم میں حدیث ہے: أفرد بالحج کی!

جواب:1) بدأ بالعمرۃ یعنی عمرہ کا تلبیہ پڑھتے تھے ابتداء پھر أھل بالحج اور آپ ﷺ درمیان میں حلال نہیں ہوئے تھے، اس پر اتفاق ہے تو حج کے وقت حج کا تلبیہ پڑھتے تھے، تو یہاں بھی وہی مراد: أھل بتلبیۃ الحج: لبیک بحجۃ

2) ایک حج کیا (لیکن اس پر اشکال ہے کہ ابو بکرؓ عمرؓ نے ایک حج سے زیادہ کیا اور صرف آپ ﷺ نے ایک حج کیا)

-لبدت رأسی: سر کے بالوں کو جمع کر رکھا تھا۔

-اشکال: حلال ہونے میں قلدت ھدیي، اسکا دخل تو ہے (قربانی کا قلادہ ڈالا اور چونکہ ہدی لایا اسی لئے حلال نہیں ہوئے) لیکن لبدت رُأسی اسکا دخل تو نہیں ہے حلال نہ ہونے میں۔

جواب: لبدت یعنی شروع ہی سے میں نے گوند ڈالا تھا یعنی شروع ہی سے لمبے احرام کا ارادہ تھا تو اس ارادے کا دخل ہے عدم تحلیل میں۔

- الاستمتاع فی سفر واحد بأداء رکنین: تمتع سے مراد قران اور کوئی نہیں کہتا کہ تمتع سنت ہے اسی لئے معلوم ہوا کہ پہلے جو تمتع کا لفظ آیا اس سے مراد قران ہی ہے۔
- فرأیت فی المنام: معلوم ہوا کہ خوشخبری والا خواب دیکھے تو خوش ہونا چاہئے جیسے ابو جمرۃ نے خواب دیکھا کہ قران اور تمتع برحق ہے اور کرنا چاہئے تو اسمیں ابن عباسؓ کے فتوے کی تائید ہوئی اور ابن عباسؓ اس خواب سے اتنے خوش ہوئے کہ اسکے لئے تنخواہ مقرر کی۔
- حج مبرور وعمرۃ متقبلۃ: حج وعمرہ جب واؤ عطف کے ساتھ ہو تو اسکو قران کہتے اور اگر تمتع ہوتا تو اس طرح ہوتا: عمرۃ متقبلۃ ثم حج مبرور۔
- وظیفہ مقرر کیا 2 وجوہات سے: 1) فارسی زبان میں ترجمہ کرتے تھے اور 2) خواب دیکھنے کی وجہ سے۔
- یوم سابع: یوم الزینۃ کہتے (یعنی اونٹنیوں کو تیار کرتے مزین کرکے)
- یوم الثامن: یوم الترویۃ (پانی پلاتے جانوروں کو)
- یوم التاسع: یوم العرفۃ: 1) آدمؑ اور حواء کا تعارف ہوا؛ 2) خوشبو زیادہ ہے منی کے مقابلے میں؛ 3) ابراھیمؑ نے خواب دیکھا تو شک ہوا کہ حقیقی خواب ہے یا ظاہر پر محمول ہے یا نہیں تو خواب کی حقیقت پہچانا عرفہ پر کہ وحی کے درجے میں ہے۔
- یوم العاشر: یوم النحر
- الحادی عشر: یوم القرّ اسلئے کہ سب منی میں برقرار رہتے اور مکہ مکرمہ نہیں جاتے۔
- الثانی عشر: یوم النفر الأول (رمی کے بعد بہت سارے لوگ بھاگتے)
- الثالث عشر: یوم النفر الثانی: (رمی کے بعد اور بہت سے لوگ بھاگتے)
- تصیر الآن حجتک مکیۃ، حج مکی بننے کا مطلب: 1) میقات کی فضیلت گئی اسلئے کہ اب مکہ سے احرام باندھیں گے

2) حلال ہونا بعد العمرۃ، مکے والوں کی طرح بن گئے (بغیر احرام کے چلتے پھرتے)۔

-لیس لہ مسند إلا ھذا: أی لیس لہ حدیث مرفوع عن عطاء إلا ھذا؛ فقال عثمان دعنی عنک: یعنی تم اپنا کام کرو میں اپنا کام کرتا ہوں

باب من لبی بالحج وسماہ (ص213) (حدیث:1570)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: احرام کے وقت تعیین ضروری ہے یا افعال حج سے پہلے۔

- من ساہ أی من سمی الحج فیجوز لہ الفَسخُ (عند المصنفؒ)
- نقول لبیک بالحج وفق عادۃ الجاھلیۃ

باب التمتع على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم(حدیث:1571)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ابتداء میں تمتع پر اتفاق تھا پھر اختلاف ہوا بعض حضرات کا، پھر ائمہ کا اتفاق ہوا کہ تمتع کرنا جاہئے اور اختلاف مصلحۃً تھا (کہ پورے سال لوگ آتے رہے اور عمرہ کرتے رہے) اور مسئلۃً اختلاف نہیں تھا
- قال رجل: عثمانؓ یا عمرؓ؛ معلوم ہوا کہ بعض صحابہؓ مصلحۃً مسائل بیان کرتے تھے۔

باب قول الله تعالى: {ذلك لمن لم يكن أهله حاضري المسجد الحرام} [البقرة: 196] (حدیث:1572)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) حاضر کے معنے کا بیان؛ مراد نہیں کہ بیوی بچے مسجد حرام کے پاس ہو بلکہ کونُہ متوطّنًا

2) حاضر سے کون مراد؟؛ کؒ: اھل مکہ یا أھل حرم؛ حؒ: وہ لوگ جو میقات کے اندر اندر رہتے ہو

فؒ: جو مسافت سفر کے اندر اندر ہو (تقریبا 90 کیلو میٹر) اور قدیم قول مالکیہ کی طرح۔

- تو أھل سے بیوی بچے مراد نہیں بلکہ خود متوطن مراد
- ذلک: کسی کی طرف اشارہ؛ احناف: تمتع کی طرف اشارہ، غیر متوطن تمتع کرے اور جو متوطن ہو عمرہ کرنے کی ضرورت نہیں
- فؒ کؒ دؒ: ذلک (یہ قربانی) "لام" بمعنی علی۔
- احناف: 1) "لام" کو "علی" کے معنے میں لینا مشکل ہے اسلئے کہ معنی متضاد ہے یعنی لام فائدے کے لئے ہے اور علی ضرر کے لئے اور اگر یہ اشکال کرے کہ آیت وإن أسأتم فلھا میں "لام" علی کے معنے میں ہے تو جواب یہ ہے کہ لام تخصیص کے لئے، یعنی صرف تم پر اسکا بوجھ ہے

2) ابن عمرؓ سے سوال کیا تمتع کے بارے میں: إن اللہ أنزلہ فی کتابہ وسنۃُ نبیّہ..........سوی أھل مکۃ

3) عمرؓ: لیس لأہل مکۃ تمتع ولا قران

- اس مسئلہ میں مصنفؒ احناف کے ساتھ ہے جیسے ابھی آئے گا کتاب میں۔
- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ 2 طواف کرنا تو ثابت ہے لیکن 2 سعی کہاں سے ثابت؟
- مقام سرف میں اختیار تھا اور استحباب، پھر جب بعض لوگوں پر گراں ہوا تو حکم دیا اور دوسرا قول یہ ہے کہ آخر تک حکم تھا اور حائضات واصحاب الھدی مستثنی تھے۔

دلائل کہ سعی پیدل کی:

1) حدیث: ثم نزل حتی انصبّت قدماہ (پست زمین میں پاؤں لگے) تو معلوم ہوا کہ پیدل تھے

2) ابم عمرؓ: ان مشیتُ فرأیتُ رسول اللہ ﷺ یمشی وإن سعیت فرأیت رسول اللہ ﷺ یسعی

3) عائشۃ بنت تجرات: آپ ﷺ یسعی حتی یری رکبتیہ من شدۃ السعی

4) کان النبی ﷺ فی حجۃ الوداع...............علی راحلتہ بالبیت والصفا والمروۃ، تو معلوم ہوا کہ ایک سعی ماشی کی اور دوسرا راکبًا

-وسبعة إذار جعتم: 3روزے بعد احرام العمرة عندحؒ ژؒ وبعد احرام الحج فؒ اور کؒ

-فؒ: آخری تاریخ 8؛ حؒ اور حنابلہ: آخری دن کا روزہ 9 تاریخ (معذورین کے لئے)

-إذار جعتم ائمہ ثلاث کے نزدیک حتی کہ فؒ: راستہ پر بھی نہیں رکھے گا بلکہ وطن میں ہی آکر رکھے گا

احناف: إذار جعتم أی فرغتم اسلئے کہ فراغ کے ساتھ رجوع لازم ہے یا إذا کے ساتھ ارادہ مقدر ہے (جیسے إذا دخل الخلاء یا إذا أقمتم الصلاة...)

- اشکال: جب فرغتم مراد تو آیات میں کیوں فرغتم نہیں آیا اے احناف؟!

جواب: اشارہ کے لئے کہ تمتع غیر مکی کے لئے ہے کہ رجوع پر دال ہے اگرچہ فراغت مراد ہے۔

- اشکال: مسلم کی روایت میں مروی ہے جابرؓ سے: لم یطف النبی ﷺ ولا أصحابہ بین الصفا والمروة إلا مرة واحدة

- جواب: 1) ایک سعی کی عند دخول مکة

2) محمزل ہے تکرار اور عدم تکرار پر یعنی طواف کا تکرار ثابت ہے اور سعی کا تکرار نہیں یعنی سعی میں نفل ثابت نہیں۔

- مصنفؒ نے ائمہ ثلاث کا مذہب لیا

- 7روزے ایام تشریق میں کرسکتے یا نہیں؟ کؒ حؒ: ایام تشریق کے بعد رکھے اسلئے کہ کھانے پینے کے ایام ہیں اور آپ ﷺ نے حج میں فرمایا کہ ان دنوں میں روزے نہ رکھے۔

- فؒ ژؒ: أیام تشریق میں نہ رکھے (ترمذی میں امام فؒ کا مسلک احناف کی طرح بتایا)

- دمٌ أی دم شکر مکی ہو تو دم جبر

- جدال لغةً: سخت زمین پر گرانا۔

باب الاغتسال عند دخول مكة(ص214)(حدیث:1573)

- غسل دخول مکہ کے لئے: جمہور کے نزدیک ہے اور کؒ: غسل مستحب طواف کے لئے (ثمرة الاختلاف حائضہ کے لئے)

- غسل کو چھوڑا تو فدیہ نہیں ہو گا، وضو کرے؛ فؒ: وضو کا موقع نہ ہو تو تیمم بھی کرسکتے۔

- روایت: لم یزل النبی ﷺ یلبی حتی رمی جمرة العقبة

- کؒ: تلبیہ کو چھوڑے گا إذا توجّہ إلی عرفات۔

باب دخول مكة نهارا أو ليلا(حدیث:1574)

- دخول مکہ نھارًا أو لیلاً جائز ہے، لیلاً جیسے جعرانہ مین اور نھارًا جیسے عمرہ اور حج کے لئے۔ نھارًا مستحب ہے۔

باب: من أين يدخل مكة؟(حدیث:1575)

- بہتر اور مستحب کہ داخل ہو جائے ثنیة العلیا سے: کداء یا محلہ معلّی؛ کؒ: معلی سے وہ لوگ داخل ہونگے جو مدینہ کے راستے سے آئے

باب: من أين يخرج من مكة؟(حدیث:1576-1577-1578-1579-1580-1581)

- بہتر کہ مِسفلة سے سے نکلے اگر آسانی ہو؛ کؒ: حج ہو تو کداء سے داخل ہو اور عمرہ ہو تو کُدَی سے (مسفلہ سے)

- کُدَی من أعلی مکة: 1) غلطی راوی کی؛ 2) من أعلی مکة کا تعلق دخول سے ہے۔

- احرام اس لئے کہ مکہ میں داخل ہونے کی فضیلت ہے۔
- سوال: مکہ کا ذکر نہیں بلکہ کعبہ کا ذکر ہے

جواب: مکہ کی فضیلت کعبہ کی وجہ سے ہے یا مکہ کل ہے اور کعبہ جزء ہے یا اسلئے کہ کعبہ متصل ہے مکہ سے یا کعبہ مکہ کے پتھروں سے بنا

- مکۃ اور بکا ایک ہی چیز اور بعض کہتے کہ مقام بیت اللہ یا مسجد حرام ہے بکا اور مکۃ پوری شہر ہے۔
- مکۃ کا معنیٰ: 1) نقص الماء؛ 2) إهلاک؛ 3) یُبس مافی العظام (ہڈیاں کمزور ہو جائے اندر کے مغز کے سوکھنے کی وجہ سے)
- مثابۃً: بار بار واپسی کی جگہ یا مکان الثواب۔
- أمنًا: من القتل والقتال من الأمراض، من الدجال، قحط سالی سے، خسف سے، جبارین سے
- اتخذوا من مقام إبراهيم: 1) حرم کو محل صلوۃ بنادو؛ 2) محل امام بناؤ؛ 3) رکعتین وہاں پڑھو؛ 4) مقام ابراھیم کو محل توجہ بناؤ؛ قليلًا: تمتيعًا قليلًا یا زمانًا قليلاً۔
- وإذ یرفع: معلوم ہوا کہ بنیاد تو پہلے سے تھی تب وہ اٹھار رہے بنیاد کو اور یہ بھی دلیل ہے: إن أول بيت وضع للناس
- حدیث: جسمیں کعبہ خانہ میں اور مسجد اقصیٰ کے بنانے کے درمیان 40 سال کا فاصلہ ہے (تو فرشتے یا آدمؑ نے بنایا تھا)
- وإذ بوّأنا لإبراهيم مكان البيت:
- ابن کثیرؒ نے کہا ابن حجرؒ کے حوالے سے: ابراھیمؑ سے پہلے بیت کا بنانا ثابت نہیں اور جن روایات میں ہے کہ آدمؑ یا فلان نے بنایا تو اسرائیلیات پر محمول ہے۔
- واجعل من ذريتنا: "مِن" تبعیض کے لئے؛ مسلمین: 1) تابعدار؛ 2) مخلص
- نسک: انتھائی درجے کی عبادت، غیر مفهوم الحكمة
- تُب علينا: اگر ہم سے غلطی ہو مناسک میں تو معاف کر لیجئے۔
- کعبہ: 1) ارتفاع، رفیع الشان؛ کعب: رفیع الشان اور اونچے مرتبہ والا 2) مربع ہونے کی وجہ سے۔

-آپ ﷺ کو کشف عورت سے بچایا، اگر ازار چھوڑ دے تو عورت خفیفہ کے کھولنے کا اندیشہ تھا تو اس سے بھی بچایا

-لأنهُ خلوا فيه مهر البغي ولا بيع ربا ولا مظلمة أحد۔

-سیلاب نے مقام ابراہیمؑ کو مٹایا، پھر عمرؓ کے حکم سے وہاں رکھا گیا جہاں اب ہے۔

-آپ ﷺ کی تمنا یہ تھی کہ 2 دروازے بنایا جائے اور زمین سے متصل ہو اور حطیم کا حصہ اندر لیا جائے لیکن عبد اللہ بن زبیرؓ کو شکست ہوئی تو عبد الملک بن مروان نے (حجاز کے گورنر) حجاج سے کہا کہ اسی طرح بناؤ جس طرح آپ ﷺ کے زمانے میں تھے پھر کؒ نے اسی پر اتفاق کیا تا کہ کھلونا نہ بن جائے ہر ملوک کے۔

- حدیث عھد: 1) واحد اور جمع کے لئے: صفت مشبہ واحد لاسکتے؛ 2) کل واحدٍ حديث عهدٍ
- جاھلیت: انتهاء الدين السابق وعدم اتيان الدين اللاحق
- حطیم یا حجر اسلئے کہتے کہ ممنوع ہو کہ کعبہ کے اندر شامل ہو اور حجر دوسرے کو مارنے سے منع کرتا ہے اسلئے کہ اسکے پاس پتھر ہے
- دیوار کو شامل نہ کرے تو 6 ذراع اور اگر شامل کرے تو 7 ذراع۔

باب فضل الحرم(ص216)(حدیث:1587)

- یہ بھی مکہ اور کعبہ کی فضیلت ہے کہ اسکے آس پاس کو حرم بنادیا یعنی اطراف کو محفوظ کیا
- یُجبیٰ: یہاں یُجمع ویحمل إلیہ؛
- مدینہ کی جانب سے تین میل تک تقریباً حرم ہے
اور جانب عراق سے تقریباً7 میل
اور جانب جعرانہ سے تقریباً9 میل
اور جدہ سے تقریباً10 میل۔
- اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی صدر کے گھر کی حفاظت کے لئے سیکرٹی آگے گیٹ سے شروع ہوتی ہے۔

باب توريث دور مكة، وبيعها وشرائها، وأن الناس في المسجد الحرام سواء خاصة(حدیث:1588)

- مصنفؒ نے اس باب اور اگلے باب میں فؒ کے موافق اور سمؒ کے ایک قول کی موافقت کی۔
- ائمہ ثلاث: لایجوز لیکن احناف کا فتوی صاحبین کے قول پر ہے کہ بیچ سکتے ہیں (صدر الشہید نے اس پر فتوی دیا)
- ائمہ ثلاث کے دلائل: 1) عمرو بن شعیبؓ کی حدیث: عن أبیہ عن جدہ: لاتباع رباعھا ولاتکری بیوتھا
2) عمرؓ: مکۃ مناخٌ لاتباع رباعھا ولاتؤاجروا بیوتھا
3) روایت: ابن عمرؓ: لایحل بیعُ بیوت مکۃ ومنع أن یجعل الباب لبیوتھا
4) علقمہ ابن عبد اللہ: توفی رسول اللہ ﷺ وماتدعی بیوت مکۃ إلا السوائب
- ائمہ ثلاث: حرم میں سب برابر ہے: ظلم اور زیادتی الحاد کے مشابہ
- عاکف: الذی حبس نفسہ؛ رباع: مکانات: بڑی جگہ یا زمین: 1) محلہ؛ 2) مکان؛ 3) محل، نیاگھر
- ربع: ربیع سے ہے تو تفاؤلا کہا گیا؛ عقیل بعد میں مسلمان ہوا۔
- اختلاف ہے کہ مکہ عَنوۃً فتح ہوا یا صلحاً؛ اگر عنوۃ ہو تو وقف ہے مسلمانوں کے لئے۔
- صفوان بن أمیۃ نے مکان خریدی تھی تو معلوم ہوا کہ اس زمانے میں بیع وشراء جاری تھے۔
- انصار مھاجرین کے وارث بن جاتے تھے بعد میں منسوخ ہوا: وأولوا الأرحام بعضھم أولی ببعض سے
- حؒ: بناء کی وراثت ممکن ہے نہ کہ زمین کی اور حؒ: حدیث جواز کو محمول کرتے تصرف الجاھلیۃ پر۔

باب نزول النبي ﷺ مكة(حدیث :1589-1590)

- آپ ﷺ کہاں ٹھہرے تھے؛ خیف: اونچی زمین کو کہتے جب سیلاب ہو تا تو جو زمین اوپر رہتا ہے تو اسکو خیف کہتے
- تو خیف مضاف ہے بنی کنانۃ کی طرف تو ملکیت ثابت؛ من دخل دار أبي سفیان فھو آمن
- کبھی اضافت ادنی تعلق کی وجہ سے بھی ہوتی ہے: بیت العنکبوت
- کسی جگہ یا زمانے میں مخالفین اسلام غلط کام کرتے تو اسی وقت یا جگہ پر اسلامی کام کرنا بہتر، ہاں اسکو سنت نہ سمجھے

- مثلاً ربیع الأول میں سیرت کا جلسہ اسلئے کرے کہ زیادہ فضیلت ہے تو یہ بدعت ہے، اور اگر اس وجہ سے کرتے کہ لوگ غلط فضیلت بیان کرتے تو ہم صحیح فضیلت بیان کرے تو ٹھیک ہے۔
- بنی مطّلب صحیح ہے (نوفل اور عبد شمس قریش) اور (بنو ھاشم اور بنو مطلب ساتھ تھے جاہلیت اور اسلام میں)

باب قول الله تعالى: {وإذ قال إبراهيم رب اجعل هذا البلد آمنا واجنبني وبني أن نعبد الأصنام، رب إنهن أضللن كثيرا من الناس فمن تبعني فإنه مني، ومن عصاني فإنك غفور رحيم. ربنا إني أسكنت من ذريتي بواد غير ذي زرع عند بيتك المحرم ربنا ليقيموا الصلاة فاجعل أفئدة من الناس تهوي إليهم} [إبراهيم: 36] الآية

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حرم کے احترام اور مکہ مکرمہ کے مامون و محفوظ ہونے کا ذکر ہے۔
- اس باب میں حدیث نہیں: 1) اکتفاء کیا آنے والے باب کی حدیث پر

2) اکتفاءً بالقصّۃ المشہورۃ: ابراھیمؑ کو سارہ کی مشورہ سے ھاجرہ اور اسماعیلؑ کو لے کر جو جلد کے آخر میں آنے والا

باب قول الله تعالى: {جعل الله الكعبة البيت الحرام قياما للناس} (حدیث:1591-1592-1593)

- ادب والا، احترام والا گھر قیامًا للناس: 1) لوگوں کے محفوظ رہنے کا ذریعہ

2) لوگوں کے گزارے کا ذریعہ؛ 3) دین کی بقاء کا ذریعہ

-عطاء بن أبي رباح: اگر لوگ ایک سال حج و عمرہ چھوڑدے تو لم ینظروا أن یھلکوا

-حسن بصریؒ: لا یزال الناس علی دینھم ما زالوا یحجون الحج ویستقبلون القبلۃ

-ذوالسّویقتین: عیسیٰؑ کے زمانے پر ہو گا یا بعد

1) والأول أکثر راویًا، گویا مصنفؒ کے نزدیک تعارض ہے تو ترجیح دی پہلے حدیث کو

2) دیگر حضرات: تعارض نہیں اسلئے کہ یاجوج ماجوج کے بعد متصل طور پر قیامت نہیں ہے۔

3) دوسری حدیث میں بتایا کہ حج نہیں ہو گا۔ اور پہلے حدیث میں بتایا کہ نفس البیت نہیں ہو گا بلکہ مکان البیت رہے گا۔

باب كسوة الكعبة (حدیث:1594)

- اگرچہ جاہلیت کا کام ہے لیکن اسلام نے اسکو باقی رکھا۔
- آپ ﷺ نے کسوۃ البیوت سے منع فرمایا لیکن خانہ کعبہ مستثنی ہے۔
- تبّع حمیری نے سب سے پہلے ڈالا: اسعد یا سعد
- بعض: عباسؓ کے والدہ نے ڈالا (ممکن ہو کہ تجدید کی)
- پہلے سفید تھا پھر کالا ڈالا گیا: تاکہ میلانہ ہو اور طواف کرتے وقت گناہ کو جذب کرے گا اللہ اسکے ذریعہ
- جب کسوۃ اتارے اور پھر حکومت سے خریدے تو ٹھیک ہے۔ اور عمرؓ اتار کر معتمرین اور حجاج کو تقسیم کرتے تھے، تو یہ بھی جائز ہے۔
- شیبۃ بن عثمان حجبی: فتح مکہ پر مسلمان ہوئے۔

- اشکال: صفراء اور بیضاء کا ذکر ہے نہ کہ کسوۃ؟!
- جواب: 1) جس طرح صفراء اور بیضاء بطور ہدیہ تھا تو اسی طرح کسوۃ بطور ہدیہ (قیاسًا) اور بعض روایت میں کسوت کا بھی ذکر ہے۔
2) مقصود مال الکعبۃ جسمیں کسوۃ بھی شامل (بہت قیمتی ہے اسپر سونا چڑھا ہوا ہے)
3) سونا چاندی کعبہ کی حاجات میں سے تو کسوت اسمیں ضمنًا داخل و شامل ہے۔

باب هدم الكعبة(ص217)(حدیث:1595-1596)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: قیامت تک محفوظ اور قیامت سے پہلے منہدم ہوگا؛
- سوال: قریظۃ نے ایک زمانے میں حجر اسود کو لیا تھا؟!
جواب: 1) ان لوگوں نے کیا تھا جو اپنے آپکو مسلمان ظاہر کرتے ورنہ غیر مسلموں سے تو محفوظ ہے۔
2) کعبہ کو منہدم نہیں کیا بلکہ حجر اسود کو اٹھایا تھا۔
- أفحج: آگے کے پاؤں زیادہ قریب اور پیچھے والا حصہ بعید ہو۔

باب ما ذكر في الحجر الأسود(حدیث:1597)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حجر اسود کی فضیلت کا بیان
- ترمذی: 878 - ... سمعت عبد الله بن عمرو، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الركن، والمقام ياقوتتان من ياقوت الجنة، طمس الله نورهما، ولو لم يطمس نورهما لأضاءتا ما بين المشرق والمغرب.
- ابن عباسؓ: ایسے حال نازل ہوا کہ اشدُّ بیاضا من اللبن، پھر لوگوں کے ہاتھ لگنے سے اور لوگوں کے سیآت کو کھینچ لیا جسکی وجہ سے کالا ہوا اور وہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور نہ ضرر دنیا میں اور آخرت میں الگ بات ہے کہ اسکی آنکھیں ہونگی اور شفاعت کرے گا۔
- اشکال: جب متقی اسپر ہاتھ لگاتے تو نور کیوں دجذب نہیں کرتا؟!
جواب: دنیا کا قانون ہے کہ باہر کے میل کچیل ہی کو جذب کرتا۔

باب إغلاق البيت، ويصلي في أي نواحي البيت شاء(حدیث:1598)

- بیت اللہ کو بند کرنا جائز ہے اور صلوۃ فی الکعبۃ بھی جائز اگرچہ دروازہ مفتوح ہے
- فؒ: دروازہ مفتوح ہو اور مصلی کے سامنے ایک ذراع (وعلیہ الفتوی) یا قامۃ الرجل کے برابر ایک روایت میں، اور اگر سترہ نہ ہو تو نماز نہیں ہوگی (سترہ بقدر مؤخرۃ الرحل)
- احناف کہتے کہ سامنے ہوا ہے اور وہ بھی خانہ کعبہ کے حکم میں ہے۔

باب الصلاة في الكعبة(حدیث:1599)

- مصنفؒ نے قید نہیں لگائی کہ باب مفتوح ہو یا نہ ہو تو مطلق ہے؛ حؒ کی موافقت

- ظاہر یہ: نماز ممکن نہیں اسلئے کہ پشت کعبہ کی طرف ہو گا؛ کؒ: نفل جائز ہے؛ حؒ فؒ: سب جائز ہے۔

باب من لم يدخل الكعبة(حدیث:1600)

- عمرۃ القضاء میں آپ ﷺ داخل نہیں ہوئے اور فتح مکہ کے موقعہ پر داخل ہوئے تھے۔
- ابن عباسؓ (بسند ضعیف) ابن عمرؓ (بسند حسن) مروی ہے: دخل رسول اللہ ﷺ یوم العید فسأکت بلالاً: ھل صلی، قال: لا، ثم دخل من الغد فسأکتُ بلالاً: ھل صلی، قال: نعم رکعتین۔
- ابن تیمیہ، ابن قیم، امام نووی: داخل نہیں ہوئے عید کے دن (ما صلی فی حجۃ الوداع)۔
- طبقات ابن سعد اور بیہقی: 2 مرتبہ داخل ہوئے تھے ایک مرتبہ صلی اور دوسری مرتبہ لم یصل
- آپ ﷺ کے ساتھ اسامہؓ (پانی لینے گئے تھے) بلالؓ اور طلحہؓ
- ترجمۃ الباب کا مقصد: مناسک حج میں داخل نہیں ہے اور ضروری نہیں کہ کعبہ میں داخل ہو جائے۔
- حطیم میں جاکر نماز پڑھے: خبر واحد سے ثابت ہے کہ یہ کعبہ کا جزء ہے۔

باب من كبر في نواحي الكعبة(ص218)(حدیث:1601)

- یعنی اگر اندر داخل نہیں ہو سکے تو ٹھیک ہے نواحی الکعبۃ میں پڑھ لے۔
- تکبیر بھی کافی اگر نماز نہ پڑھ سکے؛ معلوم ہوا کہ تبرکات کو چھوڑا جائے گا جبکہ شرکیات شامل ہے اسمیں چنانچہ فتح مکہ کے وقت بت نکالے گئے کعبہ سے۔
- ازلام: قسمت کے تیر: تین تیر: سفیح، منیح، وقید: کچھ نہیں اور 27 تیر جنکے لئے حصے خظ تو اٗم حلص نافس اور معلی کے سات حصے (مساکن کو تقسیم کرتے تھے) جو ہارتا تھا تو لمبی چوڑی قیمت اونٹ کی برداشت کرتا تھا
- 28 حصے بناتے؛ فظ: 1؛ تو اٗم: 2؛ رقیب: 3........
- عمرو بن لحی نے ایجاد کیا تھا قسمت کے تیر کو
- لم یصل فیہ (عمرۃ القضاء)

باب: كيف كان بدء الرمل(حدیث:1602)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: رمل تواضع کے مخالف لیکن تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مصلحت تھی متکبرین کے خلاف
- التکبر علی المتکبر صدقۃ

باب استلام الحجر الأسود حين يقدم مكة أول ما يطوف، ويرمل ثلاثا(حدیث:1603)

- ہاتھوں سے مس کرنا: 1) سلام سے ماخوذ جیسے سلام میں مصافحہ کرتے تو ہاتھ لگاتے
2) سِلام سے: پتھر یعنی پتھر سے ملاقات اور ہاتھ لگانا

- کؒ: طواف قدوم میں واجب؛ استلام ہر شوط میں کرنا چاہیئے، اگر نہ کر سکے تو کسی چھڑی یا عصا سے لگائے اور رمل پورے 3 اشواط میں
- خبب: تیز چلنا۔

باب الرمل في الحج والعمرة(حديث:1604-1605-1606)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: رمل کا مقصد مشرکین مکہ کو دکھانا تھا جو مسلمان کو کمزور سمجھتے تھے، تو اللہ نے اسکو پسند کیا اور باقی رکھا
- رمل فی کل طواف بعدہ سعیٌ؛ ابن عباس کا رد جو کہتے کہ اگر چاہے کرو اور نہ چاہے تو نہ کرو۔
- کٓ دٓ: کی تردید جو کہتے کہ مکی پر رمل نہیں ہے۔
- حجر أسود کو رکن اسلئے کہتے کہ کونے میں رکھا ہوا ہے
- استلام: 1) بالفم؛ 2) بالید؛ 3) بالعصا؛ 4) بالاشارۃ
- حجۃ الوداع میں رمل کو باقی رکھا جبکہ مشرکین نہیں تھے تو معلوم ہوا کہ یہ حکم باقی ہے۔
- معلوم ہوا کہ مشرکین کو اپنی قوت دِکھانا ریاکاری نہیں بلکہ دین کی خدمت ہے۔

باب استلام الركن بالمحجن(حديث:1607)

- چھو سکتے حجر اسود کو چھڑی سے؛ محجن: جسکا سر امڑا ہوا ہو؛ دٓ: نہیں چھونا چاہئے عصا سے
- جب ہاتھ نہیں لگا سکتے تو اشارہ کرے خلافًا لمالکؒ، پھر تقبیل خلافًا لاحمدؒ
- بعیر پر: 1) چونکہ بیماری تھی (جیسے ابو داؤد میں)؛ بھیر کی وجہ سے
2) تا کہ سب دیکھ لے۔
-سواری پر نہیں جانا چاہئے، عام لوگوں کو، اگر چل سکتے تو دم ہو گا۔

باب من لم يستلم إلا الركنين اليمانيين(حديث:1608-1609)

- رکن یمانی اور حجر اسود؛ دوسری طرف رکنین شامیین (رکن شامی اور عراقی)
- رکن یمانی کا حکم: ہاتھ لگا سکتے تو لگائے ورنہ اشارہ نہیں ہے اور تقبیل نہیں ہے۔
- فٓ: اسکا حکم حجر اسود کی طرح ہے۔
- آپ ﷺ نے تقبیل کی رکن یمانی کی؛ ووضع علیہ فمہ: 1) ضعیف یا 2) مراد حجر اسود
- معاویہؓ: ہم چھوڑتے نہیں اسلئے کہ طواف کرتے لیکن چھو میں گے نہیں اسلئے کہ ثابت نہیں
- ابن زبیر نے حطیم کو اندر داخل کیا تھا تو تمام کونے اپنی اصلی جگہ پر آگئے تھے تو یہ انکا اجتہاد تھا اور صحیح تھا۔

باب تقبيل الحجر(حديث :1610-1611)

- تقبیل مع الصوت: عند کٓ؛ جمہور: صوت کی ضرورت نہیں؛ اسپر رکھنا مستحب ہے خلافًا لمالکؒ
- مرفوع حدیث ہے: حجر اسود کا لسان ہو گا اور شفاعت کرے گی قیامت کے دن
- أرأیت: 1) اگر سنت چاہتے تو یہ بات چھوڑ دو؛ 2) جو آدمی احتمالات نکالتا ہے تو یہ اسکی سستی کی دلیل ہے۔
- اترک الاحتمالات واعمل بالطاعات وِعش خلف سنن سید الکائنات
- ابو جعفر مصنف کے کاتب......

باب من أشار إلى الركن إذا أتى عليه(حديث:1612)

- إذا عجز عن الاستلام باليد فيشير إليه خلافًا لمالکؒ۔

باب التكبير عند الركن(ص219)(حديث:1613)

- شوافع اور حنابلہ کی کتابوں میں لکھاہے کہ شروع میں: اللھم ایمانًابک وتصدیقًاووفاءًلوعدک واتباعًالوصیۃ نبیک کہے
- اگر سواری پر طواف کیابغیر عذر توجبتک مکہ میں ہے اواعادہ کرے تودم لازم نہیں ہوگا۔
- نسائی وغیرہ میں: رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان: ربنا آتنا فی الدنیا.........
- مالکیہ: تلاوت مکروہ ہے؛ دیگر حضرات: ذکر افضل ہے اور قرآن بھی پڑھسکتے
- 1674 – حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَنْبَأَ الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، ثنا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ، ثنا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، ثنا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: احْفَظُوا هَذَا الْحَدِيثَ، وَكَانَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَدْعُو بِهِ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: «رَبِّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي، وَبَارِكْ لِي فِيهِ، وَاخْلُفْ عَلَى كُلِّ غَائِبَةٍ لِي بِخَيْرٍ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، فَإِنَّهُمَا لَمْ يَحْتَجَّا بِسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ أَخِي حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ "(رواہ الحاکم فی المستدرک)
- روایت میں یہ بھی ہے: سبحان اللہ والحمد للہ ولا إلہ إلا اللہ واللہ أکبر: وفی اسنادہ اسماعیل بن عیاش وھوضعیف۔

باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة، قبل أن يرجع إلى بيته، ثم صلى ركعتين، ثم خرج إلى الصفا(حديث:1614-1615-1616-1617)

- اگر طواف قدوم بغیر وضوء کے کیاتوصدقہ ہے(نصف صاع حنطۃ کاصدقہ)
- اگر طواف زیارت بغیر وضوء کے کیاتودم ہے اور امام کؒ اور فؒ: سِرے سے ہوگاہی نہیں
- طواف قدوم کرناچاہئے پھر رکعتین، پھر صفاپر نکالنا.............حلال ہونا
- ابن عباس اور اسحاق کی تردید ہے جو کہتے کہ نفس طواف کرنے سے حلال ہوگا۔
- ثم لم تکن عمرۃ ثم حج: 1) فسخ الحج إلی العمرۃ نہیں تھا آپ ﷺ کے لئے۔
  2) حج کے بعد عمرۃ نہیں کیا
- مسحوا الرکن: 1) کنایۃ عن اتمام الطواف والسعی(اگر عمرہ پر محمول ہو)
  2) فی طواف الزیارۃ(اگر حج پر محمول ہو)

باب طواف النساء مع الرجال(حديث:1618-1619)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: نساء رجال کے ساتھ ایک وقت میں طواف کریں گے لیکن کعبہ سے دور اور مرد سے اختلاط نہ ہو۔
- ابن عمرؓ نے منع کیاجبکہ اختلاط ہو۔
- ابراھیم بن ھشام(عبد الملک کابھانجہ تھا)امام الحج تھے، تفریق کرتے تھے۔

- تو عورت یا دیر کرے گی یا الگ وقت پر کرے گی؛ معیت مکانی نہ ہو یعنی اختلاط نہ ہو اور معیت زمانی کے کوئی حرج نہیں۔
- رأیت ُعلیھا: 1) قمیص دیکھی، چہرہ نہیں؛ 2) یا قبل البلوغ؛ 3) یا نظر اتفاقی۔
- بیماری میں راکبًا جائز ہے؛ 14 تاریخ کی صبح کو طواف وداع کے لئے آئے تھے تو فجر میں والطور پڑھا۔

باب الكلام في الطواف(حدیث:1620)

- من تکلم بغیر فلا یتکلم اِلا بخیر؛ تو معلوم ہوا کہ اس حالت میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکتے۔
- کلام کر سکتے اگر چہ طواف نماز کی طرح ہے۔

باب إذا رأى سيرا أو شيئا يكره في الطواف قطعه(ص220)(حدیث:1621)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: نہی عن المنکر بالقول و بالفعل کر سکتے (زمام کو کاٹا)

باب لا يطوف بالبيت عريان، ولا يحج مشرك(حدیث:1622)

- ائمہ ثلاث: ستر شرط، یعنی طواف ہوگی نہیں، اگر ستر کھلا ہے؛ حؒ اور دؒ کا ایک قول: واجب اور مجبور بالدم ہوگا۔
- قریشی مفت میں کپڑے دیتے تھے یا عاریۃً یا کرایہ پر، اگر کرایہ نہ ملتا تو اپنے کپڑوں میں طواف کرتے اور پھر اسکو پھینکتے تھے (لُقی) یا آخر میں ننگے طواف کرتے، اور صرف دونوں سوراخ کو بند کرتے تھے۔
- عورت کہتی تھی: الیوم یبدو بعضہ أو کلہ وما بدا فلا أحل لہ
- اسی لئے آپ ﷺ نے حج مؤخر کیا تا کہ اعلان کر دے اور سب چیزیں منظم ہو جائے۔
- ابو بکرؓ نے حج جو کیا، تطوعًا تھا، بعض کہتے کہ حج نسیئہ ہوا تھا یعنی اصل ذی قعدۃ کا مہینہ تھا
- ابو بکرؓ کا اسی سال نسی ختم ہوا
- حج کی فرضیت 9ھ میں ہوئی؛ ابو بکرؓ: أمّرہ علیھا رسول اللہ ﷺ....

باب إذا وقف في الطواف(حدیث:...)

- دؒ: فصل کثیر مفسد طواف؛ ائمہ ثلاث: طواف ہو جائے گا اگر چہ خلاف اولی ہے (کراہت ہے)
- کؒ: صرف صلوۃ کے لئے وقفہ ہونا چاہئے؛ دؒ: جنازے کے لئے بھی وقفہ ممکن ہے۔
- حسن بصریؒ: اگر وقفہ کرے پھر استیناف کرے گا؛ حؒ فؒ: کوئی حرج نہیں وقفہ کرنے سے۔
- مصنفؒ: توقف کر سکتے تھکاوٹ وغیرہ کی وجہ سے۔
- ائمہ اربعہ: صلوۃ کے بعد بناء کرے گا؛ اگر دھکا دیا گیا تو پیچھے واپس آجائے۔
- مصنفؒ کے پاس حدیث نہیں تھی تو آثار پر اکتفاء کیا۔

باب: صلى النبي صلى الله عليه وسلم لسبوعه ركعتين(حديث:1623-1624)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: طواف کے بعد صلوۃ طواف پڑھو(واجب ہے)مقام ابراھیم کے پاس؛ ح کؒ: فرض کافی نہیں کہ وہ اسکا قائم مقام؛ فؒ دؒ: فرض قائم مقام ہو سکتا ہے۔
- مختلف اسابیع کو جمع کیافؒ: خلاف اولی(6 رکعات پڑھ لی مثلاً)؛ حؒ: کراہت مروی ہے اگر بغیر ضرورت کیا۔
- مصنف کافی نہیں سمجھتے فرض کو اسلئے کہ آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔
- بیوی کا قرب حاصل نہ کرے، عمرہ کے ختم ہونے سے پہلے اسلئے کہ آپ ﷺ کا طریقہ درمیان میں تحلیل کرنے کا نہیں تھا۔

باب من لم يقرب الكعبة، ولم يطف حتى يخرج إلى عرفة، ويرجع بعد الطواف الأول(حديث:1625)

- نفل طواف نہیں فرمایا اس خوف سے کہ سنت ہو جائے دوسروں کے لئے؛ 4 تاریخ کو پہنچے، 8 تک طواف نہیں کیا۔
- ہاں عرفہ کے بعد آیا اور طواف زیارت کی۔

باب من صلى ركعتي الطواف خارجا من المسجد(حديث:1626)

- مقام ابراھیم پر پھر کعبہ میں، پھر حطیم، پھر مسجد حرم؛ خارج الحرم قصداً: خلاف اولی: ففیھا إساءۃ
- کؒ: اگر دور یعنی وطن چلا گیا تو دم ہے؛ ذی طوی محصب میں پڑھا تھا ابن عمرؓ جو حرم میں ہے۔
- حتی خرجت من مکۃ إلی محصب، اسلئے کہ طلوع شمس سے پہلے نہیں پڑھ سکتی تھی تو یہ احناف کی تائید میں ہے۔

باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام(حديث:1627)

- فھو أفضل یا أولی(مقدر ہو گا)۔

باب الطواف بعد الصبح والعصر(حديث:1628-1629-1630-1631)

- کؒ حؒ: رکعتین طواف اوقات مکروھۃ میں نہیں پڑھے گا؛ فؒ دؒ: ذات السبب نماز ہو تو پڑھسکتے اوقات مکروھۃ میں۔
- بہ ظاہر مصنف کا مسلک یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلوع الشمس اور غروب شمس کے بعد پڑھنا چاہئے۔
- امام طحاویؒ نے ابن عمرؓ سے یہی روایت کی کہ طلوع و غروب شمس کے بعد پڑھتے؛
- 1)ابن عمرؓ تاخیر کرتے اور 2)سفیان ثوری بھی۔ 3)ابو سعید طاف بعد الفجر
- 4)عائشۃؓ: جب تم طواف کا ارادہ کروگے فجر کے بعد.... فأخِّر الصلوۃ إذا تطلع الشمس أو تغرب
- عمرؓ نے ذی طوی نماز پڑھی اسلئے کہ نہیں پڑھسکتے
- عائشۃؓ نے تاخیر پر انکار نہیں کیا بلکہ طلوع شمس پر پڑھنے سے انکار فرمایا
- حضرت جابرؓ: لم نکن نطوف بعد صلوۃ الصبح حتی تطلع الشمس ولا بعد العصر حتی تغرب الشمس

- میرا خیال یہ ہے کہ وکان ابن عمر "لا" ہونا چاہئے: وکان ابن عمرؓ لا یصلی رکعتی مالم تطلع الشمس جیسے لا آتیک حتی تأتینی یالا تأتینی حتی ینتھی درسی، تو اس قسم کے جملے میں لا مقصود ہوتا ہے۔
- شوافع اور حنابلہ کا استدلال: لا تمنع أحداً اطاف بھذا البیت وصلی أیَّ وقت شاء؛ جواب: یہ دربان تھے، اور مقصد یہ تھا کہ دروازہ بند نہ کرے، کسی بھی وقت لوگ آسکے حرم میں۔
- احناف: فی أی وقت شاء غیر الاوقت المکروھۃ
- ممکن کہ عائشہؓ کے نزدیک اب تک وقت مکروہ تھا، اور انکے نزدیک وقت مکروہ ختم ہو گیا تھا۔
- روایت کر چکی کہ آپ ﷺ منع کرتے تھے 2 رکعات بعد العصر اور صوم وصال سے بھی منع کرتے تھے۔

باب المريض يطوف راكبا(ص221)(حدیث:1632-1633)

- حؒ کؒ: رکوب بغیر عذر: دم؛ فؒ دؒ: بہتر نہیں خلاف اولی، ہاں اگر اعادہ کرے تو دم ساقط
- ابو داؤد: قدم النبی ﷺ إلی مکۃ وھو یشتکی فطاف علی راحلتہ
- مسلم: طاف النبی ﷺ علی بعیرہ...........لیراہ ولیعلموہ الناسَ۔

باب سقاية الحاج(حدیث:1634-1635)

- اسلام نے اسکو باقی رکھا، اگرچہ جاہلیت کا کام تھا۔
- زمزم کی کھدائی سے پہلے عبد مناف باہر سے پانی لاتے اور زبیب اور کھجور ملا کر پلاتے تھے۔
- سائب بن عبد اللہ نے حکم کیا مجاھد کو کہ پانی پی لے من سقایۃ الحاج فإنہ من تمام السنۃ

باب ما جاء في زمزم(حدیث:1636-1637)

- خیر ماء علی وجہ الأرض: زمین میں سب سے بہتر پانی؛ الزمزم لما شرب لہ (اسباب کے درجے میں ہے)؛
- ابو ذرؓ نے 30 دن اس سے گزارا کیا تھا
- ابن عباسؓ زمزم پیتے وقت یہ دعا کی: اللھم إنی أسألک علماً نافعًا ورزقا طیبا وعملا صالحا
- ابن حجرؒ: میں نے زمزم پیا تا کہ میرا حافظہ علامہ ذھبی کی طرح ہو جائے (تو انکا حافظہ ایسے ہی ہوا) لیکن علامہ کشمیریؒ ے کہتے کہ متون میں صحیح لیکن اسناد میں نہیں یعنی جرح وتعدیل میں وہ امام ذہبی کے برابر نہیں ہے۔
- علامہ سیوطی: علوم نقلیہ میں مہارت حاصل ہو جائے
- امام شافعیؒ: جہاد میں رمی السھم یعنی تیر اندازی میں مہارت حاصل ہو جائے
- ابن ھمام: اسلئے پیتا کہ اتباع سنت نصیب ہو جائے
- مولانا اور شاہ کشمیریؒ کہتے: کہ ابن ھمام نے سب سے اچھی نیت کی اسلئے کہ اسمیں سب کچھ آگیا: علم، سنت، جہاد وغیرہ
- سب سے بہتر پانی کونسا ہے؟

1)جو آپ ﷺ کے مبارک انگلی سے نکلے تھے

2) زمزم:1) کثرت کے معنی میں یا2)اجتماع (ہاجرہؓ نے پانی جمع کیا تھا)؛ 3)ھزمۃ:ایڑی لگانا(جبریلؑ نے لگائی تاکہ پانی نکلے) یا

4)شدت کے معنے میں ہے اسلئے کہ اتنا پانی شدت کے ساتھ نکل رہا تھا کہ ہاجرہؓ کو بن بنانا پڑا تا کہ جاری چشمہ نہ بنے۔

3)حوض کوثر کا پانی؛ 4) نیل کا پانی جو مصر میں سے گزرتا ہے؛

-حرکت:ڈول اور چلنے کی حرکت

-بہتر یہ ہے کہ وہاں پی لے کھڑے ہو کر اور دوسرے پانی پینا مکروہ ہے جب زمزم ہے۔

-فقہاء:بیٹھ کر پینا چاہئے اور اتباعًا کھڑے ہو کر پی سکتے۔

-قائم:1)عذر؛ 2)کیچڑ کی وجہ سے؛ 3)بیان جواز کے لئے؛ 4)زیادہ پینے کی غرض سے؛ 5)اسلئے کہ قیام مستحب ہے۔

-عکرمۃ کا مطلب:قیام ثابت نہیں بلکہ وقوف ہے۔

باب طواف القارن(حدیث:1638-1639-1640)

- ایک طواف کرنا چاہئے قارن کو؛ مصنفؒ:ایک طواف یعنی عمرۃ اور حج کے لئے ایک طواف۔
- اور دلیل:عائشہؓ کی روایت:طوافک بالبیت والصفاوالمروۃ یکفیک
- احناف:یکفیک:1) للتحلیل؛ 2)منی سے واپسی کے بعد یا مطلب یہ ہے کہ 3)ایک طواف کافی لکِ بحسب النیۃ،حج کے لئے حقیقۃً اور عمرۃ کے لئے نیۃً؛ قارن کے لئے 3 طواف ہے،سب کا اتفاق ہے کہ جب پہنچے گا تو ایک طواف پھر طواف زیارت پھر طواف وداع؛تو ایک طواف کی تاویل ضروری ہے:1)طاف طوافًا واحدًا عند القدوم (طواف القدوم والعمرۃ ایک ہے)

2)طاف طوافًا واحدًا للتحلیل اور متمتعین نے 2 طواف کئے۔

-64ھ یا65ھ:نزل الحجاج بابن الزبیرؓ

-بیداء:ذوالحلیفۃ میں ایک جگہ کا نام ہے۔

-طواف فرض میں (عمرۃ)طواف سنت کو داخل کیا(طواف قدوم)تو مطلب یہ ہوا کہ قارن کے لئے ایک طواف ہے۔

باب الطواف علی وضوء(ص222)(حدیث:1641-1642)

- ائمہ ثلاث:وضو شرط ہے اور احناف:طواف کے لئے وضو واجب ہے ورنہ جبر بالدم ہو گا۔
- ثم لم تکن عمرۃٌ مکان الحج المفسوخ
- ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے کہ حج فسخ کر کے عمرہ کرو
- ثم لم ینقضی الحجۃ عمرۃً،تو نقض صرف ایک سال کے لئے تھا۔
- ماکانو ایبدؤون............کی تین توجیہات ہیں:

1)ماکانو ایبدؤون بشیءٍ مغائرٍ من الطواف بالبیت(یہ یہاں جو نسخہ میں موجود)

2) حتی ایک نسخے میں (فی کے معنے میں) حتی یضعوا أقدامھم فی الطواف بالبیت
3) ماکانوا یبدؤون بشیء حین یضعون أقدامھم أول من الطواف بالبیت

باب وجوب الصفا والمروة، وجعل من شعائر الله(حدیث:1643)

- صفا: صاف پتھر (آدم صفی اللہ سب سے پہلے وہاں کھڑے تھے)؛ مروۃ: چکنا پتھر (حضرت حواء کی طرف اشارہ)؛
- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگرچہ جاہلیت کا عمل ہے لیکن شریعت نے باقی رکھا اسلئے کہ ابراھیمؑ کے باقیات سے
- احناف: واجب ہے صفامروۃ (خبر واحد سے ثابت)؛ ائمہ ثلاث: فرض۔
- إن اللہ کتب علیکم السعی فاسعوا (خبر واحد ہے)
- فلاجناح علیہ أن یطوف بھما: اس سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی حرج نہیں اسلئے کہ لاجناح مباحات میں مستعمل ہے حلانکہ یہ واجب ہے تو معلوم ہوا کہ یہاں انکے عقیدے یعنی زمانہ جاہلیت کے عقائد کی تردید مقصود نہ کہ حکم کا بیان۔
- لاجناح 3 حکمتوں کی وجہ سے آیا: 1) انصار مشلل کے پاس عبادت کرتے تھے جہاں انکے اصنام تھے تو اسمیں حرج نہیں بلکہ واجب ہے (یہ دوسری دلیل ہے)

2) ولیطوفوا بالبیت العتیق میں سعی کا ذکر نہیں تو ممکن ہے سعی میں حرج ہو تو بتایا کہ نہیں۔
3) بعض لوگ صفا اور مروۃ کو جاہلیت کا شعار سمجھتے تھے تو بتایا کہ اسمیں حرج نہیں، جاہلیت کا کام ہے لیکن اصل ابراھیمؑ کے باقیات میں سے ہے تو طواف کرنے میں حرج نہیں اور وجوب (حکم) اسکے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔

- شعائر اللہ میں خود وجوب کی طرف اشارہ ہے۔
- إن الناس کانوا یطوفون کلھم بالصفا والمروۃ إلا من ذکرت عائشۃؓ ممن کان یُھل لمناۃَ

باب ما جاء في السعي بين الصفا والمروة(حدیث:1644-1645-1646-1647-1648-1649)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) محل سعی کیا ہے اور کہاں سے کہاں ہے اور چھوڑائی کیا ہے؟

2) سعی کے بغیر آدمی حلال نہیں ہو سکتا ہے۔
3) سعی میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا ہے۔

- حجۃ الوداع میں رمل ہوا حلانکہ قوت دکھانا مقصود نہیں تھا تو ابتداء دکھانے کے لئے تھا اور پھر انتھاء میں باقی رکھا سنت کے طور پر۔
- ابراھیمؑ کے سامنے جب شیطان آیا اور پوچھا کہ کیوں ذبح کرنے جارہے ہو تو میلین أخضرین کے درمیان دوڑے اور اسی طرح ھاجرہ نے پہلے
- تو پھر اشکال ہے کہ عورت کو بھی دوڑنا ہے؟!

جواب: 1) عورت مرد کے بہ نسبت کمزور ہے اور ھاجرہؓ کی emergency وجہ سے دوڑی
2) طلب رزق کی لئے دوڑی تھی اور اصل رزق طلب کرنا مردوں کا کام ہے۔

باب: تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت، وإذا سعى على غير وضوء بين الصفا والمروة(ص223)

(حدیث:1650-1651-1652)

- طواف کے بعد حیض آیا تو سعی کر سکتی ہے،ہاں اگر پہلے سے حیض آیا تو نہ طواف کر سکتی نہ سعی اسلئے کہ سعی مرتب ہے طواف پر (السعی موقوف علی الطواف)
- لو استقبلت ما استدبرتُ: 1)من مشقۃ انفرادکم فی التحلیل تو میں بھی حلال ہوتا
  2)من تأخرکم من نقض الحج
  3)پہلے سے معلوم ہوتا کہ قربانی مانع من التحلیل ہے تو قربانی نہ لاتا
  4)پہلے سے معلوم ہوتا کہ نقض الحج مطلوب ہے تو ہدی نہ لاتا

-حائضات کے لئے صرف طواف ممنوع ہے باقی حج میں حاضر ہو سکتی ہے۔

باب الإهلال من البطحاء وغيرها، للمكي وللحاج إذا خرج إلى منى(ص224)(حدیث:...)

- مکی یا مکہ میں ٹھیرا ہوا آدمی احرام باندھ سکتا ہے بطحاء اور اسکے علاوہ میں اور حجاج یعنی آفاقی کے لئے جس وادی میں مکہ مکرمہ اسکو بطحاء کہتے؛ اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے: فؒ کؒ: مکہ سے احرام؛ فؒ: خارج مکہ احرام باندھا تو دم ہے؛
حؒ اور دؒ: احرام مکہ سے ضروری نہیں ہے، بلکہ حرم سے اگر خارج حرم گیا اور احرام باندھا تو حؒ کے نزدیک دم ہے اور دؒ کے نزدیک دم نہیں ہے؛ میقات زمانی (یوم الترویۃ) اور میقات مکانی دونوں کا اہتمام کرنا چاہئے۔

باب: أين يصلي الظهر يوم التروية(حدیث:1653-1654)

- جواب: منی میں نماز پڑھ لے (مسنون ہے) ائمہ اربعہ کے نزدیک
- ترویۃ: اونٹوں کے پلانے کا دن یا ینقلون الماء إلی منیٰ؛ نفر: الرجوع من منیٰ۔

باب الصلاة بمنى(ص225)(حدیث:1655-1656-1657)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: منی میں قصر یا اتمام ہے؟: عام علماء: قصر ہے سفر کی وجہ سے؛ کؒ: قصر نُسک کی وجہ سے مع السفر القلیل
- مصنفؒ نے 2 جگہ اس باب کا ذکر کیا ہے؛ منیٰ: 1) تُمنی الدماء ھنالک؛ 2) منی میں تمنی پوری ہو جاتی
- شعر: بوادِ منی نلنا المنی؛ إذا ابتسمت اللیالی ملاح المباسم؛ سرور بعید واجتماع أحبۃ؛ و قربات و قربان و خیر المواسم
- پھر عثمانؓ نے تاویل کی کہ میری بیوی یہاں رہتی ہے اور دیگر لوگوں نے جواب دیا کہ بیوی کافی نہیں، بلکہ شوہر کو ساتھ رہنا چاہئے
- 1) ما مصدریہ: نحن فی حالِ عددُنا أکثر ما کنا أی أکثر الإعداد یا فی حالِ أکثر الاحوال منا(تعداد کے اعتبار سے سب سے زیادہ اور حالت ہونے میں سب سے اچھا)
- 2) ما نافیہ: نحن أکثر ما کنا قطُّ: اتنے زیادہ نہ تھے پہلے اور اتنے بے خوف نہیں تھے پہلے۔
- معلوم ہوا کہ عثمانؓ کا مسلک اتمام کا تھا۔

باب صوم يوم عرفة(حدیث:1658)

- ائمہ ثلاثہ:افطار مستحب ہے؛ فؒ:حاجی کے لئے روزہ مکروہ ہے؛اشارہ:آپ ﷺ نے روزہ نہیں رکھالوگوں کی آسانی کے لئے

باب التلبية والتكبير إذا غدا من منى إلى عرفة(حدیث:1659)

- تلبیہ مشروع ہے مفروض نہیں:إذاغدا.........امام کؒ پررد:جب عرفہ جائے تومنقطع کردے تلبیہ
- حؒ فؒ:عند أول الرمی قطع کرے؛ دؒ:عند آخرالرمی۔

باب التهجير بالرواح يوم عرفة(حدیث:1660)

- تھجیراسلئے کہ وقوف عرفہ لمباہوجائے اسلئے کہ وقوف عرفہ اصل ہے بلکہ رکن ہے اوراسکے بغیر نہیں چلے گا
- تھجیر:ھاجرہ میں اور جلدی نکلنا۔
- دؒکی تردید:وقوف عرفہ من الفجر إلى الفجر یعنی فجر التاسع إلى فجر العاشر
- انکی دلیل:من شھد صلوتناھذہ ووقف معنا...........حتی ندفع وقدوقف قبل ذلک لیلاً أونھاراً افقد تمّ حجّہ
- دیگر ائمہ:نھاراًبعدالزوال مراد ہے۔
- کؒ کی تردید:من الغروب إلى الفجر
- اگر کسی نے بعد الزوال وقوف کیاتوحج ہوجائے کالیکن اگر غروب الشمس تک لمباکیاتوحؒ اور دؒ کے نزدیک دم واجب ہوگا۔
- فؒ:دم نہیں ہے؛ کؒ:غروب الشمس سے پہلے نکلاتوفلاحجّ لہ(رات کاکچھ حصہ لگاناضروری ہے)اگرچہ واپس آیاتب بھی کام نہیں چلے گا۔
- آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ زوال کے بعد وقوف کیااور غروب تک نکلے تھے؛ کؒ:اصل اسمیں لیل ہے۔
- دیگر:اصل نھارہے،ہاں تمدید إلى اللیل ضروری ہے۔
- مامن یوم أکثر من أن یعتق اللہ فیہ عبداً أو أمۃً:...........من یوم عرفۃ وأنہ لیدنو ثم یباھی بہ الملائکۃ ثم یقول:ماأرادواعبادی....

باب الوقوف على الدابة بعرفة(حدیث:1661)

- امام کے لئے بہتر کہ اونچی جگہ پر ہو تاکہ لوگ دیکھے اور سن لے اور بلند آواز ہو۔
- اگرچہ آپ ﷺ نے فرمایا:لاتجعلوادوابکم منابرَ،تویہ مستثنٰی ہے اور مقصد اس سے رفع الصوت ہے۔

باب الجمع بين الصلاتين بعرفة(حدیث:1662)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:فؒ کی تردید:جمع سفر کی وجہ سے؛ ائمہ ثلاث:مقیم ومسافر،دونوں کے لئے ہے؛ کؒ:ہرایک کے لئے جمع ہے اور اگرچہ منفرد ہو۔

- احناف: چونکہ خلاف القیاس ہے اسلئے شرائط ہیں: 1) امام (امام المسلمین یا حکومت سے مقرر کردہ امام ہو)
2) احرام؛ 3) زمان: 9؛ 4) مکان: عرفہ؛ 5) جماعۃ الصلوات؛ 6) ترتیب الاوقات یعنی ظہر پہلے پھر عصر؛ اگر ترتیب قائم نہ رہی ظہر اور عصر میں کہ وضوء نہیں تھا ظہر کی نماز پڑھتے وقت یا نجاست لگی تھی تو ترتیب ختم ہو گی پھر ہر ایک اپنے اوقات پر پڑھا جائے گا۔
- سمؒ: امام ضروری نہیں یعنی خیمہ کا امام کافی ہے۔ مصنفؒ نے کںؒ کا مسلک لیا تھا۔

باب قصر الخطبة بعرفة(حدیث:1663)

- ائمہ ثلاث: خطبتین و بینھما قعود و جلوس؛ ذؒ: ایک خطبہ
- صحابہ کرامؓ حق بات نہیں چھوڑتے تھے جیسے کہ پوچھا یہاں: أین ھذا تو خوف نہیں تھے، بلکہ انکی خلافت ٹھیک سمجھ رہے تھے اسی لئے ساتھ تھے۔

باب التعجیل إلی الموقف(ص226)(حدیث:...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جب جلدی جائیں گے تو ذکر و اذکار میں مشغول رہ سکے گا؛ وقوف کھڑے کھڑے بہتر ہے۔
- اس حدیث کے پاس دوسری سند نہیں تھی یا بعض: ایک سند کے ساتھ جو احادیث مصنفؒ نے مکرر کیا ہے: کل 22 جگہوں پر
- شیخ یونس دامت برکاتہم نے ایک رسالہ لکھا: ارشاد القاصد فیما تکرر فی صحیح البخاری باسناد واحد: اسمیں کہتے کہ 128 جگہوں پر
- لیکن تکرار میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوگی اسی لئے دوبارہ لاتے وہی حدیث ورنہ عام طور پر نہیں ہے۔
- ھم: کلمۃ اتفاقیۃ أو قصدیۃ اور فارسی میں "ھم" کا معنی أیضًا ہے۔ یا کلمۃ إرادیۃ قصدیۃ ایضًا کے معنی میں۔

باب الوقوف بعرفة(حدیث:1664-1665)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) وقوف عرفۃ کتنا اہم ہے کہ اسکے بغیر حج ہی نہیں ہو گا۔
2) اسکی اہمیت اسلام اور جاہلیت میں تھی (قریش جب عرفہ نہیں جاتے تھے تو قابل ملامت ہو جاتے)
- آپ ﷺ اسلام کے آنے سے پہلے بھی وہاں جاتے تھے۔
- حُمس (احمس کی جمع ہے): 1) لتحمُّسھم بترک اللحم فی أیام الحج۔
2) لتشددھم فی الدین؛ 3) شجاعت کے معنے میں ہے۔
- جمع: مزدلفہ: المشْعَر الحرام
- افاضہ کا لفظ آیا اسلئے کہ جب حاجی کثرت سے راستوں میں ہوتے ہیں تو پانی پینے کے مشابہ ہوتا ہے
- عرفاتٍ: مسلماتٍ کے مشابہ ہے ورنہ اشکال ہے کہ غیر منصرف ہونا چاہئے: عدل بہ تاویل بقعۃً اور علم ہے۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ اسمیں غیر منصرف آیا ہی نہیں (بہ تاویل مکان غیر منصرف ہونا چاہئے) تو بعض نے کہا کہ عرفۃ جمع ہے لیکن یہ تکلف ہے، بلکہ عرفات اس میدان کا نام ہے، ضروری نہیں کہ جسکے آخر میں "ات" ہو تو مؤنث ہے۔

-فدُفعوا: یعنی خلاف طبیعت۔

باب السير إذا دفع من عرفة(حدیث:1666)

- فیہ بیان صفۃ السیر: تیز جب جگہ ہو اور آہستہ جب ازدحام ہو۔
- نماز کی فکر نہیں اسلئے کہ مغرب کو عشاء کے ساتھ پڑھے گا۔
- مناص: بھاگنے کی جگہ اور نصؓ سے مناسبت ہے........

باب النزول بين عرفة وجمع(حدیث:1667-1668-1669-1670)

- عرفۃ: 1) دن؛ 2) میدان یعنی دونوں پر اسکا اطلاق ہے زمان پر اور مکان پر؛ اور عرفات صرف میدان کہتے ہیں۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: آپ ﷺ کا نزول راستے میں اتفاقی تھا نہ کہ ارادی۔
- انقطعت التلبیۃُ عند الرمی حتی بلغ الجمرۃ۔

باب أمر النبي صلى الله عليه وسلم بالسكينة عند الإفاضة، وإشارته إليهم بالسوط(حدیث:1671)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) آرام سے اترنا چاہئے؛ 2) ازدحام کے وقت سکون کی تلقین کرنی چاہئے۔

باب الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة(ص227)(حدیث:1672)

- مزدلفہ میں: جمع بین الصلوتین بالاتفاق ہے۔
- جابرؓ: لا صلوۃ إلا بجمعٍ (ابن منذر نے............)؛ کؒ دؒ: جمع حج یعنی نسک کی وجہ سے ہے۔ فؒ: سفر کی وجہ سے۔
- اسی طرح عرفات مین کرلی تو باطل نہیں لیکن نہیں کرنا چاہئے یعنی جمع بین الصلوتین۔
- جمع کے شرائط: 1) احرام؛ 2) تقدیم وقوف عرفات؛ 3) زمانۂ مخصوص؛ 4) مکان مخصوص؛

باب من جمع بينهما ولم يتطوع(حدیث:1673-1674)

- سنت بعد میں پڑھے، اگر عرفات میں دونوں نمازوں کے بیچ میں سنت پڑھی توفؒ اور دؒ: باطل؛ کؒ حؒ: ٹھیک ہوگی پھر بھی۔
- وجہ تسمیہ مزدلفہ: 1) آدمؑ اور حواء قریب ہوئے وہاں؛ 2) قرب إلٰہی حاصل ہوتا ہے وہاں
  3) عرفات کے قریب ہے؛ 4) یأتی الیھا الناس وفی زُلف عن اللیل۔
  5) اسمیں خوشبو ہے بہ نسبت عرفہ؛ 6) جبریلؑ نے ابراھیمؑ کو مناسک سکھائے تو عرفتُ کہا۔
  7) یا رؤیا کے بارے میں عرفتُ کہا (ذبح اسماعیلؑ)

باب من أذن وأقام لكل واحدة منهما(حدیث:1675)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مذاھب کی طرف اشارہ: عرفات میں: کؒ: اذانین واقامتین؛ حؒ فؒ: اذان وإ قامتان؛ دؒ: صرف اقامتین؛

- مزدلفہ میں: کؒ: اذانین وإقامتین؛ فؒ دؒ: اذان وإقامتین؛ حؒ: باذان وإقامۃ فقط۔
- مسلم میں: فصلی بھا المغرب والعشاء بأذان وإقامتین ولم یُسبّح بینھما
- اور ایک اذان، ایک اقامت کا بھی ذکر ہے مزدلفہ میں: ابو أیوب انصاریؓ: جابرؓ، ابن عمرؓ سے مروی ہے۔
- ابن عمرؓ: صلی النبی ﷺ المغرب والعشاء بجمع بأذان واحدٍ وإقامۃٍ
- صلی المغرب بأذان واحدٍ وإقامۃٍ ولم یسبح بینھما
- شوافع اعتراض کرتے: کہ آپکو اذان وإقامتین لیناچاہیئے!

جواب: اصل یہ ہے کہ زیادت راوی اس وقت مقبول ہے جب کہ تطبیق نہ ہو

- اذان واقامۃ اصل ہے اور اذان واقامتین میں ایک اقامت اور ایک تثویب ہے اور اقامت کو تثویب کہتے ہیں اور حدیث سے ثابت ہے: ص85 تثویب واقامت ایک دوسرے کے معنے میں آتا ہے۔
- غیر مشہور 3 قول ہیں مزدلفہ کے بارے: 1) 2اقامت فقط؛ 2) 2اقامت؛ 3) کچھ بھی نہیں۔
- جہاں 2اقامت تو بیچ میں عَشاء ہے
- مزدلفہ کی رات آپ ﷺ سے تہجد ثابت نہیں بلکہ نفی ثابت ہے تقریباً
- آپ ﷺ سوئے تھے حتی طلع الفجر کا لفظ آیا ہے اور تہجد کی اذان نہیں تھی۔
- ابن مسعودؓ نے عرفات کے بارے میں نسائی میں بیان کیا اور چونکہ یہاں مزدلفہ کا بیان تھا تو اسی کو بیان کیا، بعض کہتے کہ مزدلفہ کو جمع کی تخصیص کی ابن مسعودؓ نے اسلئے کہ رات کی چیز ہے جو مخفی ہے۔

باب من قدم ضعفة أهله بليل، فيقفون بالمزدلفة، ويدعون، ويقدم إذا غاب القمر

(حدیث:1676-1677-1678-1679-1680-1681)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جو ضعیفات ہیں انکے لئے وقوف مزدلفہ بعد الفجر ضروری نہیں ہے بلکہ قبل الفجر کافی ہے
- ام حبیبہؓ، سودۃؓ، ام سلمۃؓ، حضرت ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ انکے ساتھ گئے
- مبیت: منٰی: احناف کے نزدیک سنت ہے؛ ائمہ ثلاث: واجب ہے۔
- کؒ: رات کے کسی بھی حصے میں تھوڑی دیر؛ فؒ دؒ: رات کے نصف اَخیر۔
- مزدلفہ کا وقوف: احناف: واجب ہے بعد الفجر لیکن ضعفاء مستثنی ہیں اور احناف کہتے کہ معذورین کا استثناء یَدُلُّ علی الوجوب

مثال: حائضات ونفساء کا استثناء ہے طواف وداع میں

حدیث: من شھد صلوتناھذہ ووقف بعرفۃ قبل لیلاً أونھاراً فقد تمّ حجّہ

- حرام: قابل احترام ہے اسلئے کہ حرم کا حصہ ہے
- رمی جمرات: ائمہ ثلاثہ: فجر کے وقت خلافاً للشافعیؒ
- طحاوی وبیہقی: 1) وأن لایرموا إلا مصبحین

2) ابن عباسؓ: بعثنی رسول اللہ ﷺ .... مع أھلہ وأمرنی أن أرمی بعد الفجر

-فؒ: بعد نصف اللیل جائز اسلئے کہ ام سلمۃؓ: رمت قبل الفجر　　　　جواب: قبل صلوۃ الفجر مراد ہے

-اشکال:...............................یلطخ رسول اللہ ﷺ اُغیلمۃ أفخاذنا............اُبینیَّ

جواب: ائمہ اربعہ یہ بیان افضل ہے

ائمہ ثلاثہ اور فؒ: بعد طلوع الشمس افضل ہے

- غلّسنا: قدّمنا علی الوقت المشروع۔

- للظعین: مستورات: وہ عورت جو کجاوہ میں بیٹھتی ہے

- دفع کا لفظ: ایک دوسرے کو دھکہ دینے کی وجہ سے اگرچہ غیر اختیاری ہے۔

- سوال: جب ام سلمۃؓ.................

جواب: 1) عائشہؓ کا خیال تھا کہ اجازت خاص ہے مستجیزۃ کے لئے

2) اجازت نہ مانگی آپ ﷺ کی صحبت پسند کرنے کی وجہ سے یا خاص تعلق کی وجہ سے ورنہ اجازت سب کو شامل ہے

باب: متی یصلي الفجر بجمع (ص228) (حدیث:1682-1683)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مزدلفہ میں صلوۃ الفجر میں جلدی کی جائے گی (سب کا اتفاق ہے) تاکہ وقوف مزدلفہ زیادہ ہو۔

- اسکی نظیر یہ ہے کہ وقوف عرفہ میں جمع اول وقت میں کرتے۔

- نسائی میں: ابن مسعودؓ کی روایت: کان رسول اللہ ﷺ یصلی الصلاۃ لوقتھا إلا بجمع وعرفاتٍ

- ص228: ابن مسعودؓ: مارأیت النبی ﷺ..............

- سوال: ابن مسعودؓ نے یہاں مزدلفہ کی تخصیص کیوں کی؟

مزدلفہ کی تخصیص اسلئے کہ: 1) وہاں بیٹھے تھے اور اسکا ذکر چل رہا تھا

2) عرفہ دن میں جمع ہے تو سب کو معلوم ہے

3) عرفہ سب لوگ زوال سے پہلے پہنچتے تھے

-ہر ایک کے لئے اذان واقامت اسلئے کہ عشاء درمیان میں تھا (اشکال کا جواب ہے) ایک روایت میں (اصح)

وطعام العِشاء بینھما۔

باب متی یدفع من جمع (حدیث:1684)

- مزدلفہ سے کب اترنا چاہئے؛　سب سے پہلے نماز پھر وقوف، پھر نکلے بعد الإسفار عند مالکؒ و قبل الاسفار عند الأئمۃ الثلاثۃ

- اشرق ثبیر کیما نُغیر: 1) تاکہ ہم قربانی کے گوشت پر حملہ کرے

2) کیما نُسرع: جلدی چلے جائے

- قبل طلوع الشمس أی بالإسفار۔

باب التلبية والتكبير غداة النحر، حين يرمي الجمرة، والارتداف في السير(حديث:1685-1686)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کوئی کہتے کہ تلبیہ کا بیان ہو چکا ہے تو جواب: پہلے بیان ابتداء تھا اب بیان انتہاء ہے
- کؒ کی تردید: جب عرفہ کی طرف متوجہ ہو جائے تو تلبیہ بند کرے
- ابن مسعودؓ: ماترک النبی ﷺ التلبیۃ حتی رمی جمرۃ العقبۃ إلا ان یخلطھا بالتکبیر
- دوسری حدیث: فلم یزل یلبی حتی رمیٰ الجمرۃ بأول الرمیۃ: اسمیں امام ڈؒ کی تردید جو کہتے کہ 3 رمی کے بعد منقطع کریں گے تلبیہ
- فؒ حؒ: بأول حصاۃ تلبیہ بند کرے
- اشکال: تکبیر کی روایت نہیں ہے یہاں؟

جواب: 1) تکبیر ابن مسعودؓ کی روایت سے ثابت ہے

2) اور دوسری روایت میں ہے ص 225 کہ بعض تلبیہ پڑھتے تھے اور بعض تکبیر کہتے (فِمنَّا من یُکبِّرُ)

3) یا تلبیہ سے مراد ذکر اور ذکر عام ہے تکبیر کو بھی شامل ہے۔

باب {فمن تمتع بالعمرة إلى الحج فما استيسر من الهدي فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام في الحج وسبعة إذا رجعتم تلك عشرة كاملة ذلك لمن لم يكن أهله حاضري المسجد الحرام} [البقرة: 196] (حديث:1688)

- یہاں سے قربانی کا بیان ہے اور ایک قربانی میں کتنے لوگ شریک ہو سکتے ہیں؟

باب ركوب البدن(ص229)(حديث:1689-1690)

- بدن جمع ہے اور واحد بدنۃ ہے: بڑے جانور سوار ہونا ظاہریہ کے نزدیک: واجب ہے؛ ڈؒ: جائز؛ فؒ: محتاج کے لئے جائز؛ حؒ: مضطر کے لئے جائز جو سواری کے بغیر کام نہ چلے پھر جب ضرورت ختم تو اباحت ختم عند البعض اور عند البعض اباحت باقی ہے۔

1) حاجت: ضرورت تو ہے لیکن ضرورت شدیدۃ نہ ہو؛

2) اضطرار: ضرورت شدیدۃ ہو۔

3) معونت: جسکے ذریعہ آدمی کو مدد ملے اور سہارا ہو جیسے ....

4) منفعت: جسمیں فائدہ آدمی کے لئے ہو

5) زینت: اگر کرے تو کام مزیّن ہو گا۔

6) فضول حرکت: بے کار کام

-احناف: ضرورت کے وقت اسلئے کہ مسلم اور ابو داؤد میں رویت ہے: ارکبھا بالمعروف إذا أُلجئتَ إلیھا أی اضطُررتَ إلیھا یہی روایت حضرت عروۃ سے موقوفاً مروی ہے۔

صواف: 3 پاؤں پر کھڑے اور ایک ہاتھ باندھا یا پاؤں یعنی رجل یسری باندھا ہوا ہے۔

- بدَّن یبدِّنُ: عمر کا زیادہ ہونا؛ 2) بدُنَ: أخذ اللحمَ: بھاری ہونا؛ 3) کمزور وضعیف ہوئے۔

- احناف: بدنۃ بقرۃ اور ابل کو شامل ہے اسلئے کہ جابرؓ کی روایت: قدمنا مکۃ فقال لنا رسول اللہ ﷺ: من لم یکن معہ ھدی فلیحلل وأمرنا أن نشترک کل سبعۃ منا فی بدنۃ اور 7 آدمی کا شریک ہونا ابل میں بھی ہے اور بقرۃ میں بھی
- شافعیہ کے نزدیک صرف اونٹ اسلئے کہ: نحرنا مع رسول اللہ ﷺ البقرۃ عن سبعۃ والبدنۃ عن سبعۃ
- تو بدنہ کا مطلب اونٹ اسلئے کہ مقابلے میں بقرۃ آیا تو احناف کہتے کہ جب بدنۃ بقرۃ کے مقابلہ میں آتے ہیں تو مراد اونٹ ہے اور جب اکیلے آجائے تو بدنۃ دونوں کو کہتے۔
- جب عام خاص کے مقابلے میں آجائے تو مراد اس سے ماسوا الخاص ہے۔

باب من ساق البدن معه(حدیث:1691-1692)

- حل سے ہو یا حرم سے ہو۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: کـ کی تردید: جو کہتے کہ حل سے لانا چاہئے ھدی کو (ضروری) اگر حرم میں خریدا تو عرفات لیا جائے (اسلئے کہ وہ زمین حِل میں ہے) اور اگر ایسا نہ کیا تو اسپر بدل واجب ہے
- تو مصنفؒ فرماتے کہ حل سے لائے یا حرم میں خریدے مرضی ہے، آپ ﷺ نے زمین حل سے لایا اتفاقی بات ہے تو مسنون یا واجب ہے۔
- فأھل بالعمرۃ ثم أھل بالحج مطلب نہیں کہ تمتع کیا آپ ﷺ نے بلکہ عمرہ کا تلبیہ پڑھتے تھے ابتداء میں پھر جب حج والے آئے....

باب من اشترى الهدي من الطريق(حدیث:1693)

- قربانی ضروری نہیں کہ وطن سے لائے بلکہ راستے پر خرید سکتے
- 3 طریقے ہوئے: 1) وطن سے لائے؛ 2) راستے سے؛ 3) حرم سے خرید لے۔
- اشارہ ابن عمرؓ کے اختلاف کی طرف
- ابن عمرؓ: ہدی اسکو کہتے جسکو قلادہ ڈالا جائے وأشعر کوہان کو زخمی کیا جائے اور عرفات پر لے جائے، تو انکی تردید ہوئی۔

باب من أشعر وقلد بذي الحليفة، ثم أحرم(حدیث:1694-1695-1696)

- اشعار: اونٹ کے کوہان سے تھوڑا خون نکالے زخم کرکے؛ قلادۃ: نعل یا چپڑا ڈالے گلے میں
- مجاہد کی تردید: جو کہتے کہ احرام کے بعد اشعار اور تقلید ہے اسی طرح ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے التقلید یوجب الاحرام۔
- امام حؒ پر اعتراض کہ آپ ﷺ سے اشعار ثابت ہے: قلد النبی ﷺ الھدیَ ۃ أشعرہ وأحرم بالعمرۃ
- دوسری روایت گ ثم قلدھا وأشعرھا تو کیسے مکروہ ہے؟!

جواب: 1) آپ ﷺ نے جو اشعار کیا مثلہ ہے اور مثلہ منسوخ ہے تو اسی لئے مکروہ (لا یصح اسلئے کہ حجۃ الوداع میں اشعار ثابت اور حجۃ الوداع میں منسوخات نہیں بلکہ منصوصات ہے) اور 3ھ میں مثلہ منسوخ ہوا تو اشعار بعد ہے تو معلوم ہوا کہ اشعار منسوخ نہیں؛ 2) اشعار اسی لئے کہ لوگ قربانی کے جانور کو نہ چھیڑے، کفار لیتے تھے اور چھیڑتے تھے لیکی صحیح نہیں ہے

10ھ حجۃ الوداع کے موقع پر اشعار ثابت تو اس وقت مسلمان کا غلبہ تھا تو کفار کے چھیڑنے کا سوال ہی نہیں

3) اشعار کو مکروہ تنزیہی کہتے احناف اور مکروہ تنزیہی فعل کے ساتھ منافی نہین

آپ ﷺ نے بچے کے ساتھ نماز پڑھی ہے تو کام ہوا اور مکروہ بھی ہے، آپ ﷺ نے بہت سے ایسے کام کیا جو بیان جواز کے لئے۔

- اشکال: لیکن کراہت کے لئے کوئی دلیل چاہئے، حالانکہ کوئی حدیث نہیں

4) حؒ اسکے قائل ہے کہ اشعار کی ترجیح تقلید پر مکروہ ہے یعنی اشعار جائز تو ہے (لا یصح)

ترجیح تب ہوگی جب دونوں کو جمع نہیں کرسکتے

5) حؒ نے اشعار کو منع نہیں کیا بلکہ اَھل زمانے کے اشعار کو منع کیا

عراق جو عجم لوگ تھے، اشعار کا طریقہ نہیں جانتے تھے جسکی وجہ سے جانور قریب الھلاک ہو جاتا تھا، اور بہت سی مرتبہ کوئی چیز جائز تو ہے لیکن کسی عارض کی وجہ سے کراہت ہو جاتی ہے:

1) جیسے عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا مستحب لیکن اگر فتنہ کا خوف ہے تو مکروہ ہے

2) مسجد میں نماز پڑھنا مسنون مستحب، بہتر ہے لیکن اگر کسی نے لہسن یا بدبودار چیز کھائی تو استحباب ختم ہوگا اور کراہت ہوگی

3) ذکر بالجھر عند المصلین یا نائمین کے پاس مکروہ ہے اگرچہ فی نفسہ اچھی چیز ہے لیکن کسی عارض کی وجہ سے کراہت پیدا ہوگئی

6) ہمیں اشعار کے مسنون ہونے میں اشکال ہے یعنی اشعار مسنون نہیں بلکہ مباح کے درجے میں ہے اور دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ 9ھ میں 37 قربانی کو بھیجا ولم یُشعر اِلا فی واحدٍ، اگر مسنون ہوتا تو سب کے ساتھ کرتا۔

حدیث: اِن شئتَ فأشعر واِن لا فلا۔

- کبھی تقلید علامت ہے کبھی اِشعار علامت ہوگی قربانی کے جانور کے لئے

- کوئی قربانی کی نیت کرے تو اسکے بعد بالوں اور ناخن کا کاٹنا جائز ہے اور جو روایت ہے فلا یأخذنَ من شعرہ وظفرہ... استحباب پر محمول ہے۔

باب فتل القلائد للبدن والبقر (ص230) (حدیث:1697-1698)

- معلوم ہوا کہ ایام عشرۃ میں ناخن کاٹنا ممنوع نہیں بلکہ خلاف استحباب ہے اور خلاف اَولی ہے۔

- فتلتُ: ایک رسی کے اوپر دوسری رسی کو موڑتا جائے۔

باب إشعار البدن (حدیث:1699)

- بڑے جانور کے کوہان کو زخمی کرنا؛ کؒ: 1) اِبل وبقر میں؛ 2) ذات السنام میں اور ایک روایت میں بقر میں ہے، اور ایک روایت میں نہیں ہے۔ احناف: اشعار اس آدمی کے لئے جو ہوشیار تاکہ زیادہ زخمی نہ کرے میرے یار۔

- فؒ: ابل وبقر میں

- ابن عمرؓ کی تردید جو آدمی قربانی بھیجے تو محرم کی طرح انکے لئے بھی سب چیزیں حرام سوائے کہ تلبیہ نہیں پڑھے گا۔

باب من قلد القلائد بیده(حدیث:1700)

- حتی نحر الھدی: نتیجہ اور غایت ہے لم یحرم کے لئے یعنی حرمت کی انتھاء نحر الھدی ہے۔
- لم یحرم حرمة.............

باب تقلید الغنم(حدیث:1701-1702-1703-1704)

- فۃ دۃ: غنم کی تقلید بھی جائز؛ حۃ کۃ: تقلید بالنعل نہ کرے بل بالعِھْنِ(اون)

باب: القلائد من العھن(حدیث:1705)

- قلادۃ کبھی نعل سے کبھی عھن سے: 1)الصوف؛ 2)الصوف الأحمر؛ 3)الصوف المصبوغ۔
- زینت، علامت: جانور کا اکرام ہے اسمیں؛ کۃ کی تردید جو کہتے کہ نبات الأرض ہونا چاہئے۔

باب تقلید النعل(حدیث:1706)

- سفیان ثوری کی تردید: 2 نعل چاہئے؛ مصنفؒ نے کہا کہ ایک کافی ہے۔
- نعل إشعار ہے سفر کی طرف، جس طرح جو تا پاؤں سے نکلا اسی طرح یہ سواری میرے تصرف سے نکلی کہ ذبح کیا جائے گا اللہ کے لئے
- 2 جوتے: اسراف اور ثقل بھی ہے۔

باب: الجلال للبدن(حدیث:1707)

- جھول: بوجھ ڈالنے کے لئے تا کہ بوجھ کا اثر جانور کو نہ پہنچے یا سواری کے لئے
- اگر جھول قیمتی ہو تو اشعار پہلے کرے اور اگر قیمتی نہ ہو تو بعد کر سکتے
- جھول: 3 مقاصد کے لئے: 1)سواری کی ضرورت کے لئے؛ 2)اتقاءً من الحرّ؛ 3)اتقاء من البرد

باب من اشتری ھدیه من الطریق وقلدھا(ص231)(حدیث:1708)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)جو راستے سے قربانی خریدے کافی ہے اور عرفات لے جانا ضروری نہیں ہے
- کۃ کی تردید؛ 2)قربانی کا ہو نانیت سے ثابت ہے(احناف) دیگر ائمہ باللسان أو بالتقلید
  3)ھذا الباب شرحٌ للحدیث الآتی

-اشکال: حروریہ خوارج جنہوں نے حج کیا 64ھ اور یہ واقعہ 73ھ کا ہے تو یہ کیسے صحیح ہے؟

جواب: شاید حروریہ یہاں سے مراد وہ حجاج کے ساتھی اور ابن زبیرؓ کے خلاف آئے تھے اور علیؓ کے زمانے کے خوارج مراد نہیں۔

ایک طواف اور ایک سعی عند القدوم مراد ہے قارن کے لئے باقی مراد یہ نہیں کہ صرف یہی ہے۔

باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير أمرهن(حديث:1709)

- ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ قربانی کے لئے اجازت ضروری ہے
- عبادت بدنیہ میں آدمی قائم مقام نہیں بن سکتا ہے اور عبادت مالیہ میں قائم مقام بن سکتا ہے اجازت کے ساتھ، اجازت عامہ کافی ہے اور اجازت خاصہ کی ضرورت نہیں جیسے بیوی نے شوہر سے کہا کہ میر طرف سے تصرف کر سکتے، اسلئے آپ ﷺ نے انکی طرف قربانی فرمائی۔
- ذبح الرجل البقر اشارہ ہے کہ بقرۃ میں ذبح ہے(یعنی بہتر ہے)باقی نحر بھی چل سکتا ہے۔
- مالکیہ کے نزدیک منحورات میں نحر ضروری ہے اور مذبوحات میں ذبح ضروری ہے۔
- ائمہ ثلاث:ایک دوسرے کی جگہ چل سکتا ہے۔
- سرَف مین حکم تھا اور مکہ مکرمہ میں حکم کی تعمیل کی تعلیم و تلقین دی
- بعض طرق میں نحر کے بجائے ذبح آیا ہے یا یہ بتلانا مقصود ہے کہ ایک دوسرے کی جگہ چل سکتا ہے۔

باب النحر في منحر النبي صلى الله عليه وسلم بمنى(حديث:1710-1711)

- کؒ:حاجی منیٰ میں اور عمرۃ والا مکہ مکرمہ میں ذبح کرے گا؛
- مصنفؒ:دونوں کے لئے منیٰ میں قربانی کرے تو کؒ کی تردید ہے
- بہتر ہے نحر قائمًا معقودۃ الرجل الیُسریٰ۔

باب من نحر هديه بيده(حديث:1712)

- آپ ﷺ نے 63 اونٹ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور ایک روایت میں 30 اور دوسری روایت میں 7(تو ممکن ہے کہ کثرت بتلانے کے لئے ہو)باقی علیؓ نے 37 ذبح کیا۔
- سبعۃ: کثرت یا مجتمعۃً مراد؛ 30 کو ذبح کیا من غیر معاونۃ الغیر۔

باب نحر الإبل مقيدة(حديث:1713)

- رجل یا ید یسری کو باندھا؛ حؒ:ابل کا نحر بٹھا کر یا کھڑے ہو کر جائز ہے لیکن بہتر ہے کھڑے ہو کر۔
- حسن بصریؒ:بہتر ہے بٹھا کر(آسانی ہے)(انہوں نے عادت کو اصل قرار دیا)
- ورنہ حدیث میں:إن النبی ﷺ نحر الھدایا قائمۃً

باب نحر البدن قائمة(حديث:1714-1715)

- قائمۃ بہتر، نحر بہتر اور معقودۃً بہتر ہے، یہاں بدنۃ سے مراد اونٹ ہے۔

- ابن عمرؓ: لا نعلم البدن إلا من الإبل
- جابرؓ: کنا نحر البُدن عن سَبْعٍ قیل.................. قال ھل ھی إلا من بُدنٍ
- عن رجل: مبہم ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ متابع کے طور پر آیا ہے یا ابو قلابۃ مراد ہے۔

باب: لا يعطى الجزار من الهدي شيئا(حدیث:1716)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: قربانی کا گوشت اجرت کے طور پر نہ دے؛ حسن بصریؒ کی تردید: اپنی ملکیت جسکو دے چاہے تو ممکن ہے۔

باب: يتصدق بجلود الهدي(حدیث:1717)

- جزُور: ذبح کرنے کی اونٹنی اور جزِارۃ: اجرت جو اسکو ذبح کرنے لئے دیتے۔

باب: يتصدق بجلال البدن(حدیث:1718)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جلود کا صدقہ کرے یا مصلی کرے اگر بیچے تو صدقہ کرے قیمت کا۔
- بہ خلاف امام ذؒ: یجوز بیعھا لنفسہ۔

باب {وإذ بوأنا لإبراهيم مكان البيت أن لا تشرك بي شيئا وطهر بيتي للطائفين والقائمين والركع السجود. وأذن في الناس بالحج يأتوك رجالا وعلى كل ضامر يأتين من كل فج عميق. ليشهدوا منافع لهم ويذكروا اسم الله في أيام معلومات على ما رزقهم من بهيمة الأنعام فكلوا منها وأطعموا البائس الفقير. ثم ليقضوا تفثهم وليوفوا نذورهم وليطوفوا بالبيت العتيق ذلك ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه} [الحج: 27] (حدیث:...)

- جب ہم نے واپس کر دیا بیت اللہ کی جگہ ابراھیمؑ کو (لغوی ترجمہ) بوّأ: واپس کرنا۔ یا جگہ دی ہم نے ابراھیمؑ کو۔
- رکع اور سجود میں عطف نہیں آیا اسلئے کہ دونوں تقریباً ایک ہے۔

باب وما يأكل من البدن وما يتصدق(حدیث:1719-1720)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) بیت اللہ کی جگہ بتادی؛ 2) قربانی کے گوشت سے کون کھائے گا اور کون نہیں؟
- کؒ: یُؤکل الا من جزاء الصید؛ حنابلہ: تمتع قران تطوع کھا سکتا لیکن جنایت نہیں کھا سکتے، یہی احناف کا قول ہے
فؒ: دماء واجبہ نہیں کھا سکتا (نذر قران تمتع والا جزاء الصید) تطوع کھا سکتا ہے
- اگر راستے میں قربانی کا جانور مر جائے یعنی ذبح کی ضرورت ہوئی: کؒ: صاحب قربانی نہ کھائے گا؛ فؒ: خود اور ساتھی نہ کھائے
- حؒ: خود اور اولاد اور اغنیاء نہیں کھائیں گے، ہاں فقراء کھائیں گے؛ مصنفؒ نے امام کؒ کا مذہب لیا۔
- یہاں روایت میں "لا" تو بعد معلوم ہوا تو نعم کہا جیسے مسلم کی روایت میں ہے۔
- قال لا ثم تذکر فقال نعم۔

- ایک بقرۃ نساء سبعہ کی طرف اور ایک بقرۃ عائشہؓ اور سودہؓ کی طرف سے ذبح کیا تو 2 بقرۃ ذبح کیا۔

باب الذبح قبل الحلق (حدیث:1721-1722-1723-1724)

- رَنُحط: رمی، نحر، حلق، طواف؛ فؒ دؒ سمؒ: ترتیب مسنون ہے نہ کہ واجب؛ کؒ: تقدیم الرمی علی الطواف واجب اور باقی میں ترتیب نہیں؛ حؒ: ترتیب واجب ہے۔
- وجوب کے دلائل: 1) ابن عباسؓ: من قدم شیئًا من حجہ أو أخرہ فلیُھرق لذلک دمًا (وفی إسنادہ ابراھیم بن مھاجر)
  2) إن أول نُسکنا فی ھذا الیوم أن نرمیَ ثم نذبح ثم نحلق
  3) آپ ﷺ نحر قبل أن یحلق تو معلوم ہوا کہ ترتیب ہے، تو وجوب تو آخر میں ہے: وأمر بذلک أصحابہ
  4) ص233: فلا أحل حتی أنحر اور اسی طرح ص243: لا تحلقوا رؤوسکم حتی یبلغ الھدی محلہ
  5) ص233: لم یحلَّ حتی یبلغ الھدی محلہ (محصر کے لئے) اور جبکہ یہ حکم محصر کے لئے ہو تو غیر محصر کے لئے بہ طریق أولی ہے۔

- آج کا بہت علماء صاحبین کے قول پر فتوی دیتے کہ اگر ناسیًا و جاھلاً ہو تو کوئی حرج نہیں اور مصنفؒ کا یہی خیال ہے تقریبًا (ص234)

- لا حرج: 1) بعض کہتے کہ حج وداع کے ساتھ مخصوص تھا (یعنی صرف اسی سال کے لئے تھا) اسلئے کہ لوگوں کو احکام معلوم نہیں تھا۔
  2) لا إثمَ فی الآخرۃ اور دم دنیا میں ہے۔

اور لا حرج، لا إثم کے معنے میں کثرت سے آتا ہے جیسے ابو داؤد میں: لا حرج إلا من افترض عرضَ مسلمٍ، لیکن اس پر اشکال ہے کہ اگر دم ہے تو پھر کیوں نہیں بتایا، صرف لا حرج کہا، حالانکہ مختلف ملکوں کے لوگ تھے۔

- حؒ: جاھل اور ناسی مستثنی ہیں یا ان سے ترتیب ساقط ہے: لا حرج علی الجاھل والناسی۔
- ففلت رأسی: بالوں کے صاف کرنے کا انتظام کیا
- بالتمام یعنی درمیان میں تحلیل نہ ہو۔ تقدیم الذبح علی الحلق۔

باب من لبد رأسہ عند الإحرام وحلق (حدیث:1725)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جو اپنے بالوں کو کس چیز سے جمادے احرام کے وقت پھر حلق کرے
- 1) جو ملبّد ہو اسکے لئے حلق متعین (جمہور کا مسلک)؛ حؒ فؒ: جو بال کو جمادے حلق ضروری نہیں۔
- ترجمۃ الباب سے بہ ظاہر مناسبت نہیں؟! جواب: لا أحِلُّ کا مطلب لا أحلق حتی أنحر۔

باب الحلق والتقصیر عند الإحلال (ص333) (حدیث:1726-1727-1728-1729-1730)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ابراھیم نخعیؒ کی تردید ہے: پہلی مرتبہ حلق اور باقی قصر
  2) مصنفؒ کے نزدیک حلق و تقصیر برابر ہے تو کیسے برابر؟ اسلئے کہ آپ ﷺ نے 3 مرتبہ دعا کی!
  3) حلق کی فضیلت کا بیان ہے تقصیر پر، اور تقصیر جائز کی حد تک ہے۔

حلق کی کئی قسمیں ہیں: 1) حلق نُسکی: حج و عمرۃ میں ثواب و عبادت کی نیت سے۔

2) حلق ضروری: ضرورت کی وجہ سے حلق (مثلاً جویں پڑنے کی وجہ سے یا طبی لحاظ سے)

3) حلق بدعی: عام حالت میں حلق کو عبادت سمجھے جیسے خوارج کی ایک علامت آپ ﷺ نے بتائی (سیماھم التحلیق) یا تحلیق الرأس واللحیۃ، یا تحلیق القفا۔

4) حلق عادی: جو عادۃً لوگ کرتے رہتے ہیں؛ حنابلہ اور مالکیہ: مکروہ؛ فـ حؒ: عام حالات میں حلق و قصر جائز ہے۔

-حدیث: 1) نھی رسول اللہ ﷺ عن حلق القفا

2) نھی رسول اللہ ﷺ عن حلق الأقفیۃ اور خوارج کی نشانی بتایا

-معاویہؓ کی روایت پر اشکال ہے کہ ایک روایت مین عمرہ ہے حالانکہ آپ ﷺ نے حلق کیا حج میں (نسائی کی روایت میں حج کا ذکر ہے) اور اگر عمرہ پر محمول کرے تو کونسا عمرۃ؟ تو مسلم میں ہے کہ مروۃ پر قصر کیا، تو یہ حج میں ہے یا عمرۃ میں؟

تطبیق: قصر مقدم ہوتا ہے حلق سے تو ممکن ہے کہ لمبے بال ہونے کی وجہ سے معاویہؓ نے قصر کیا اور کسی اور نے حلق کیا، اگر عمرۃ پر محمول تو عمرۃ جعرانہ مراد ہے جو رات کے وقت ہوا فتح مکہ کے بعد۔

- 4 عمرے فرمائے: 1) حدیبیہ، 2) عمرۃ القضاء آ، 3) عمرۃ مع الحج، 4) جعرانہ۔

باب تقصير المتمتع بعد العمرة (حدیث: 1731)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر آدمی عمرہ کرے تو قصر کرے تاکہ 3/4 دن کے بعد حج میں حلق کی جگہ رہے، لیکن فقہ کی کتاب میں نہیں ملتی بلکہ لکھتے ہیں کہ حلق افضل ہے۔

باب الزيارة يوم النحر (حدیث: 1732-1733)

- طواف زیارت میں فجر یوم النحر عند الاحناف و من نصف اللیل عند الشوافع
- الزیارۃ إلی اللیل؟: 1) إلی مابعد النزول

2) زیارت لغوی مراد یعنی طواف ملاقات

3) اشارہ إلی التأخیر (حاشیہ 7)

-طواف افاضہ، زیارت، رکن، فرض (ان تین چیزوں میں سے جو فرض ہے)

باب إذا رمى بعد ما أمسى، أو حلق قبل أن يذبح، ناسيا أو جاهلا (حدیث: 1734-1735)

- امام ؒ کے ایک قول کو اختیار کیا: 1) ترتیب بدل دے ناسیًا اور جاھلاً فلا شیء علیہ (یہ قول مفتی بہ اور یہی لیا)؛ 2) اگر عمداً ہو تو پھر بھی کچھ نہیں۔ حؒ نے بھی پہلا قول لیا۔

باب الفتيا على الدابة عند الجمرة (حدیث: 1736-1737-1738)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جمرۃ کے وقت، دعا کا وقت ہے لیکن اگر کوئی فتویٰ مانگے تو ممکن ہے۔

2)بات چیت نہ کرے،ہاں دینی کام ممکن ہے جیسے فتوی دینا۔
3)افعال حج کے ساتھ کلام منافی نہیں۔
-حدیث:إنما جُعل رمی الجمار والسعی بین الصفا والمروۃ لأجل ذکر اللہ۔

باب الخطبة أيام منى(ص234)(حدیث:11739-1740-1741-1742)

- 3خطبے ہیں:7،9،اور 11 (9 میں اتفاق ہے)رأیت النبی ﷺ یخطب علی جمل یوم عرفۃ
- امام منی عند الأحناف اور عند الشوافع 4خطبے:7،9،10اور 12۔
- قدمنا مکۃ فلما کان قبل یوم الترویۃ قام أبو بکرؓ فی یوم السابعۃ فی ذی الحجۃ وخطب الناس فحدّثھم بمناسکھم
- عبد الرحمن بن معاذ:خطبنا رسول اللہ ﷺ فی یوم إحدی عشر یعلّمنا مناسکنا.........حتی ان کنا لنسمع ونحن فی منازلنا
- 10 تاریخ کا خطبہ:ابن عباسؓ کی روایت ص234تو احناف کہتے کہ یہ خطبۃ الآداب والأمان ہے۔
- فسکت:قریب والے خاموش رہے اور اَندرون میں فخامت وعظمت ہے تو خاموش رہے۔
- یخطب بعرفات:1)الحاق بالمتفق؛ 2)ایام منی میں شمار کیا تغلیبًا۔
- حج اکبر وأصغر:1)ہر حج اکبر ہے اور اسکے مقابلے میں عمرۃ اصغر ہے یا2)آپ ﷺ کا حج،حج اکبر ہے۔(یہ 2قول مشہور ہے)۔
- 3)یوم النحر حج اکبر ہے اسلئے کہ بہت سے افعال ہیں اس دن۔
- 4)ایام خمسۃ۔ 5)حج قران اسلئے کہ حج وعمرۃ دونوں کو شامل ہے؛ 6)ابو بکر صدیقؓ کا حج
- 7)یوم الجمعۃ جب حج ہو تو حج اکبر ہے تو یہ موافقت کی وجہ سے۔
- حجۃ الوداع اسلئے کہ 1)آپ ﷺ نے لوگوں کو الوداع کیا

2)سورۃ الفتح ایام تشریق میں نازل ہوئی تو عُرف أنہ الوداع:1)آخری عمرہ کی طرف اشارہ؛ 2)فتح مکہ:
جب کام ختم ہو تا تو اکابر چلے جاتے
3)وسبّح بحمد ربک من بھی اشارہ ہے اسلئے کہ تسبیح اپنی ذات کی تکمیل ہے۔
-جب وفات قریب ہے تو آدمی اپنے آپکو زیادہ ترجیح دیتا ہے۔

باب: هل يبيت أصحاب السقاية أو غيرهم بمكة ليالي منى؟(حدیث:1743-1744-1745)

- سقایۃ:پانی پلانے والے؛ ترجمۃ الباب کا مقصد:جو اصحاب عذر ہے وہ رات کے وقت منی میں غالبًا رہ سکتا ہے
- مالکیہ کی تردید ہے:جو کہتے کہ صرف اصحاب السقایۃ کے لئے ہے(مثلاً بیوی مکہ کے ہسپتال میں ہو تو پھر؟)

باب رمي الجمار(حدیث:1746)

- کؒ:اگر ایک حصاۃ یا2کو چھوڑ دے تو دم لازم ہے۔دؒ:ایک چھوٹ گیا تو کچھ نہیں؛ حؒ:نصف سے زیادہ چھوڑا تو دم ہو گا اور اگر نصف سے کم تو نصف صاع لکل حصاۃٍ؛ فؒ:ایک:مدٌ؛2:مدّان اور زیادہ ہو تو دم
- عائشۃؓ:رمی تکبیر کے لئے وسیلہ ہے تو اگر رمی کو چھوڑا تو کچھ نہیں،تکبیر کہہ دے(کسی کا مذہب نہیں ائمہ اربعہ میں سے)
- یوم النحر:فجر کے بعد سے وقت شروع لیکن بہتر طلوع شمس کے بعد،پورا دن اور خلاف اولی ہے رات کو رمی کرنا۔

- 11،12 کی رمی بالاتفاق بعد الزوال ہے، اس سے پہلے کا اعتبار نہیں ہے، رات کے وقت خلاف اولی ہے سوائے کہ ہجوم ہو تو ٹھیک
- 13 طلوع فجر کے بعد بھی ٹھیک ہے اگر چہ بہتر بعد الزوال ہی ہے۔
- رات کو ما قبل کے ساتھ کر دیا 13 تاریخ کے غروب تک؛ 10 وقت سے پہلے یا 13 کے بعد رمی کیا تو دم ہے۔

باب رمي الجمار من بطن الوادي(ص235)(حدیث:1747)

- اگر کوئی اشکال کرے کہ مصنف ابن ابی شیبۃ میں:............ان النبی ﷺ کان یعلو إذا رمی الجمرۃ
- تطبیق: جمرۃ عقبہ بطن وادی سے مارے اور باقی اوپر سے۔

باب رمي الجمار بسبع حصيات(حدیث:1748)

- امام حؒ کی تردید: ایک چھوڑا تو کچھ نہیں؛ عائشہؓ کی تردید جو کہتے کہ اصل تکبیر ہے؛ ابن عمرؓ: لا اُبالی 6 ہو یا 7
- مجاہد کی تردید: 6 کافی ہے؛ طاؤس: صدقہ کرے اگر ایک چھوڑ دیا ہو۔

باب من رمى جمرة العقبة فجعل البيت عن يساره(حدیث:1749)

- 1) یوم النحر جمرۃ عقبہ کی رمی کرے؛ 2) وقوف نہ کرے؛ 3) چاشت کے وقت رمی کرے تو بہتر ہے؛ 4) من الأسفل سے کرے یا درمیان سے؛ عقبہ: پہاڑی مشکل راستہ؛ عقبۃ: خوشبودار عورت۔
- حنابلہ کی تردید: استقبال قبلہ مستحب۔

باب يكبر مع كل حصاة(حدیث:1750)

- اکٹھا 7 مارنے سے ایک ہی شمار ہو گا؛ عطاء بن ابی رباح کہتے کہ 7 ہیں: اسلئے کہ منقول سبع حصیات متفرقاً۔

باب من رمى جمرة العقبة ولم يقف(حدیث:...)

- جمرۃ: جمع ہونے کے معنے میں یعنی جہاں کنکریاں جمع ہوتی؛ جمرۃ عقبہ جہاں بیعۃ الأنصار ہوئی پھر ایک خلیفہ نے وہاں مسجد بنائی۔
- ماشیاً دعا کرے گا اور دعاء کے لئے وقوف نہیں: 1) لأنہ ممرّ الناس؛ 2) لیکون الدعاء فی الوسط (یہ سمجھ میں نہیں آتا اسلئے کہ دعاء عبادت کے آخر میں ہوتی)؛ 3) للتفاؤل للقبول؛ اصل 4) جب جمرۃ عقبہ ختم تو گویا بڑا اجہاد ختم تو لوگوں کا مزاج یہ ہے کہ وہاں نہیں کھڑے ہو سکتے۔ بلکہ جلدی میں ہوتے۔

باب إذا رمى الجمرتين، يقوم ويسهل، مستقبل القبلة(حدیث:1751)

- جمرۃ الدنیا اسلئے کہ مسجد خیف سے قریب ہے اور جمرۃ اُولی اسلئے کہ مکہ سے بعید ہے۔

باب رفع اليدين عند جمرة الدنيا والوسطى(حدیث:1752)

- کؒ کی تردید: ان سے ایک روایت ہے کہ رفع الیدین نہیں ہے تو رفع الیدین یہاں ثابت ہے
- ابن عباسؓ: لا ترفع الأیدی إلا فی سبعۃ مواضع (صار جمع) یعنی صفا، افتتاح صلوۃ، رؤیت بیت اللہ، جمرات، مروہ اور مزدلفہ، عرفات

باب الدعاء عند الجمرتين(ص236)(حديث:1753)

- اشکال: یہ باب گزر گیا! جواب: طول الدعاء مقصود ہے یہاں

باب الطيب بعد رمي الجمار والحلق قبل الإفاضة(حديث:1754)

- حلق کے بعد خوشبو لگا سکتے، طواف زیارت سے پہلے: تحلل اصغر عند الأحناف اور کؒ کے نزدیک تحلل اصغر رمی کے ساتھ ہے
- فؒ دؒ:

باب طواف الوداع(حديث:1755-1756)

- طواف وداع، طواف صدر، طواف افاضہ، واجب: آخر عھدٍ ببیت اللہ۔
- کؒ داؤد ظاہری: سنت؛ ائمہ ثلاث: واجب۔
- طواف وداع کے بعد ٹھہر 2 یا 3 دن تو کوئی حرج نہیں احناف کے نزدیک اسلئے کہ طواف الرجوع من أفعال الحج
- فؒ: دوبارہ کرنا ہو گا؛ اور اگر نہ کیا تو کوئی حرج نہیں حج کا طواف یا نفلی طواف اسکا قائم مقام ہو گا۔
- الحصباء: لاجتماع الحصباء فیہ

باب إذا حاضت المرأة بعد ما أفاضت(حديث:1757-1758-1759-1760-1761-1762)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: طواف وداع ساقط ہے حیض و نفاس سے؛ ابن عمرؓ اور زید بن ثابتؓ مخالف تھے پھر رجوع کیا۔
- عمرؓ سے رجوع ثابت نہیں، انکا یہی مسلک ہے کہ طواف وداع ضروری
- فلا حبس إذن
- زید بن ثابت کی تقلید شخصی کی دلیل ہے یا جمع قرآن کے سلسلے میں عمرؓ کی تقلید تھی ابو بکرؓ سے
- زیدؓ ابن عباسؓ سے بڑے ہیں، زیدؓ غزوۃ احد مین شریک تھے یعنی بالغ تھے اور ابن عباسؓ آپ ﷺ کی وفات پر بھی بالغ نہیں تھے
- ابن عباسؓ کی روایت: مرسل صحابی (عائشہؓ کا ذکر نہیں کیا)
- ولا نری إلا الحج: 1) المقصود؛ 2) ولا نظنُّ إلا الحج؛ 3) یعنی تلبیہ کو عام رکھا
- وعمرةٍ غیری: عائشہؓ مفردۃ تھی: ص240؛
- 3) دعی عمرتک؛ 4) اعتمر تم ولم أعتمر؛ 5) استمشطی وانقضی رأسک
- احناف: عائشہؓ مفردۃ تھی؛ ائمہ ثلاث: کانت قارنۃً لأنھا أدخلت الحج فی العمرۃ
- فاخرُجی مع أخیکِ: مستحب ہے ان حضرات کے لئے (ائمہ ثلاث)
- احناف: واجب تھا اسلئے کہ عمرۃ کو توڑا تھا تو قضاء واجب ہے۔
- ایک روایت میں فکونی فی الحج یعنی عمرۃ کو توڑ دے فکونی فی انتظار الحج أو فی تجدید الحج۔
- عقریٰ: 1) زخمی ہو جائے؛ 2) عاقرۃ بنادے؛ حلقیٰ: 1) گلہ میں درد ہو؛ 2) محلوق الرأس ہو جائے۔

باب من صلى العصر يوم النفر بالأبطح(ص237)(حديث:1763-1764)

- ابطح: بطحاء: ما اِن بطح من الأرض: زمین جو پھیلی ہوئی ہموار ہو، کھلی زمین یا میدان۔
- خیف بنی کنانۃ اسلئے کہ بنی کنانۃ وہاں رہتے تھے یا انکی جگہ تھی۔

باب المحصب(حدیث:1765-1766)

- آپ ﷺ قصداً اترے تھے وہاں، اسلئے کہ وہاں ظالموں کا اجتماع ہوا تھا یعنی آپ ﷺ کے خلاف یا بنو ھاشم کے خلاف اور لیکون اَسمح لخروجہ، وہاں سے مدینہ کا راستہ سیدھا ہے؛
- ابو رافع نے وہاں خیمہ نصب کیا تھا۔

باب النزول بذي طوى، قبل أن يدخل مكة، والنزول بالبطحاء التي بذي الحليفة، إذا رجع من مكة(حدیث:1767-1768)

- محصب ذی طویٰ بعض کے نزدیک ایک، جمہور کے نزدیک فرق ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: جیسے بطحاء مکہ میں ٹھہرے تو اسی طرح بطحاء مدینہ میں ٹھہرے

بَابُ مَنْ نَزَلَ بِذِي طُوًى إِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ(حدیث:1769)

- ذی طوی مکہ سے قریب یا محصب ذی طوی کا ایک حصہ ہے۔

باب التجارة أيام الموسم، والبيع في أسواق الجاهلية(حدیث:1770)

- معلوم ہوا کہ اعتکاف میں بیع و شراء جائز ہے؛ کؒ کی تردید جو کہتے کہ صرف ضروری چیز خریدے
- جاہلیت کے زمانے میں اسواق یعنی بازار لگتے تھے حج کے موسم میں:

عکاظ (ذی قعد کی پہلی تاریخ سے 20 تک)، مجنۃ(20 سے ایک ذی الحجۃ تک)، ذی المجاز (ایک سے 8 ذی الحجۃ تک)، منی کا میلا (8 سے 13 تک)؛ اور نسی کے منجملہ اسباب کا ایک سبب یہ اسواق بھی ہیں یعنی ذی الحجۃ کو ذی قعد کا مہینہ قرار دیتے تا کہ اپنی تجارت کو بہترین موسم میں کر سکے اور دوسرا سبب قتال ہے۔

باب الادلاج من المحصب(حدیث:1771-1772)

- اِدّلاج: رات کے آخری حصے میں جانا
- فھذا للنبی ﷺ لأنہ نزل فی آخر اللیل فی المحصب لحجۃ الوداع
- اِدلاج: رات کا اول حصہ جیسے عبد الرحمنؓ اور عائشہؓ
- براعت اختتام: عقری، حلقی: اسباب موت بن سکتے ہیں؛ مدّلجًا: اندھیرے جیسے قبر میں۔

26 – أبواب العمرة(حدیث:1773-1805)

- عمرہ کی ترتیب: احرام؛ طواف؛ سعی؛ تحلیل
- عمرۃ کا مطلب: 1) بیت اللہ آباد اسکے ذریعہ اور عُمر اسی لئے کہتے کہ جبتک روح بدن آباد رکھے تو حیاۃ اور عمر بڑھتی ہے۔

2) زیارت بیت اللہ؛ 3) قصد

-فؒ مصنفؒ اور دؒ: عمرہ لازم واجب ہے؛ کؒ حؒ: سنت ہے۔

فریق اولی کا مستدل: 1) ابن عمرؓ کے قول سے اور دوسرے حضرات تاویل کرتے کہ اگر قران یا تمتع کرے تو عمرۃ تبعًا آئے گا
2) ابن عباسؓ کا قول: اتموا الحج والعمرۃ للہ
جواب: وللہ علی الناس حج البیت من استطاع: ابتداء ہے اور یہاں اتمام کا ذکر ہے۔ اور سند میں عبد اللہ بن لھیعۃ ضعیف ہے۔

باب وجوب العمرة وفضلها(ص238)(حدیث:1773)

- دلیل علی سنیۃ العمرۃ: 1) الحج جھادٌ والعمرۃ تطوعٌ
2) سئل النبی ﷺ: أواجب ھی؟ قال لا و أن تعتمر أفضل (وفی إسنادہ کلام) لیکن تائید موجود ہے
3) عن أبی أمامۃ: جو آدمی فرض نماز کے لئے مسجد میں جائے تو حج کا ثواب اور جو نفل کے لئے جائے تو عمرۃ کا ثواب ملے گا۔
4) ابن مسعودؓ: الحج فریضۃ والعمرۃ سنۃ
5) أقیموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ
- وللہ علی الناس حج البیت سے حج ہی مراد اور فرضیت ہے۔
- حؒ: رمضان میں عمرۃ حج کے ساتھ برابر اور فی رمضان کی قید ہے
والحج المبرور۔

باب من اعتمر قبل الحج(حدیث:1774)

- وہ روایت ضعیف ہے جسمیں عمرۃ ممنوع ہے حج سے پہلے۔

باب: كم اعتمر النبي ﷺ؟(حدیث:1775-1776-1777-1778-1779-1780-1781)

- بعض روایات میں 4 ہیں اسلئے کہ 4 احرام اور بعض میں 3 اسلئے کہ 6ھ حدیبیہ میں مکمل نہیں ہوا اور دوسرے سال کو عمرۃ القضاء کہا (عمرۃ القصاص بھی کہا گیا) اور بعض 2 کہتے: یعنی اگر مذکور کو نکالا جائے۔
- شافعیہ: عمرۃ القضیۃ کہتے: وہ عمرہ جو فیصلے کے مطابق کیا جائے
- اسمیں بہت سارے احکام معلوم ہوئے۔
- اگر درمیان میں کسی کا عمرہ فوت ہو جائے تو القضاء واجب عند الأحناف لا عند الشوافع: وہ کہتے کہ صرف قربانی ہے
- احناف: جب بھی احصار ختم ہو تو قربانی اور قضاء بھی کرے۔
- مسواک کی آواز یعنی مسواک کی وجہ سے جو کھانسی کی آواز آتی ہے۔
- امّاہ: اصل امی یاء کو تبدیل کیا مدّ صوت کے لئے اور وہ محبت کی وجہ سے اور خالۃ بمنزلۃ الأم ہوتی ہے
- دوسری روایت میں ابن عمرؓ سن رہے تھے فما قال لا ولا نعم۔
- نفی مع الدلیل مقدم ہے اثبات مع الشک پر
- عمرۃ جعرانہ: وأصبح کبائتٍ بالجعرانۃ

- حدیبیۃ: تصغیر حدباء کی: کنواں کا نام ہے یا شجرۃ کا۔
- عمرۃ مرتین: یعنی 2 عمرۃ ہوئے: 1) عمرۃ القضاء اور 2) عمرۃ حدیبیہ جو نامکمل رہا۔

باب عمرة في رمضان(ص239)(حدیث:1782)

- 1) حج کے برابر؛ 2) حجۃ معی کے برابر؛
- عائشۃؓ: خرجتُ مع رسول اللہ ﷺ فی عمرۃ رمضان فأفطر وصمتُ وقصر وأتممتُ
- اشکال: آپ ﷺ نے رمضان میں عمرۃ تو نہیں کیا اسلئے کہ سب عمرے ذی قعد میں ادا کئے ؟!

جواب: 1) بعض کہتے کہ راوی کا خطاء ہے

2) بعض: فی رمضان، خرجتُ سے متعلق ہے، رمضان میں نکلے اور شوال میں حنین کو فتح کیا تھا اور ذی قعد میں عمرہ کیا۔

-قصّر: آپ ﷺ نے صرف فرض پر اکتفاء کیا اور أتممتُ یعنی میں نے فرض مع السنن پڑھی۔

آپ ﷺ نے نہیں پڑھی تاکہ سنت ضروری نہ ہو جائے سفر میں۔

ام سنان انصاریہ کا واقعہ ہے اور دوسرا واقعہ ابو داؤد میں ہے: ابو معقل کا واقعہ۔

- بعض حضرات: دونوں واقعہ کو ایک بنانے کی کوشش کرتے جو تکلفات سے خالی نہیں۔

باب العمرة ليلة الحصبة وغيرها(حدیث:1783)

- عمرۃ 14 یعنی 13 کی رات کو بھی کرسکتے
- ایام منی میں عمرۃ ممنوع ہے احناف کے نزدیک؛ کؒ: اشہر حرم میں نہ کرے؛ فؒ دؒ: عمرۃ کسی بھی وقت کرسکتے۔
- العمرۃ فی ھذہ الأیام خیر من لا شیء
- عائشۃؓ: العمرۃ بقدر النفقۃ؛ فأظلنی: یوم عرفہ مجھ پر سایہ فگن ہوا۔

باب عمرة التنعيم(حدیث:1784-1785)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) عمرۃ تنعیم سے بہتر ہے اسلئے کہ آپ ﷺ نے عائشۃؓ کو وہاں بھیجا اگرچہ مصنفؒ مکہ سے بھی قائل ہے
2) افضل تنعیم ہے نہ کہ جعرانہ؛ شافعیہ کہتے کہ جعرانہ سے افضل ہے اسلئے کہ آپ ﷺ نے وہاں سے کیا
-احناف کا جواب: اتفاقاً وہاں سے ہوا اسلئے کہ راستہ میں پڑتا تھا ورنہ عائشۃؓ کو وہیں بھیجتے تھے۔

باب الاعتمار بعد الحج بغير هدي(حدیث:1786)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حدیث کی تشریح: جس حدیث میں ہے کہ لم یکن ھدی ولا صدقۃ: اسپر اشکال ہے اسلئے کہ اگر تمتع کیا کسی نے تو قربانی ہے، تو مصنفؒ نے بتایا کہ عمرۃ بعد الحج لیس بتمتع
- کؒ: چونکہ اشہر حرم 3 اور ذی الحجۃ مکمل تو اگر کسی نے عمرۃ کیا حج کے بعد تو قربانی ہے۔

باب أجر العمرة على قدر النصب(حدیث:1787)

- شافعیہ: جو جعرانہ سے کرے گا تو بعید ہونے کی بناء پر زیادہ ثواب ہے اور تنعیم قریب ہے تو اس سے کم ثواب ہے۔
- احناف: عائشہؓ کو زیادہ ثواب ہے اسلئے کہ زیادہ مشقت ٹھائی کہ 14 کی رات جب سب آرام کر رہے تھے تو پوری رات عبادت میں گزاری؛ تو جو مکہ میں رہتا ہو تو تنعیم جانا بہتر ہے۔

باب المعتمر إذا طاف طواف العمرة ثم خرج، هل يجزئه من طواف الوداع(حديث:1788)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ایک واجب دوسرے واجب کا قائم مقام نہیں ہو سکتا ہے تو یہاں طواف عمرۃ قائم مقام ہو سکتا ہے طواف وداع کا
- فؒ: آخری وقت آخری دن میں ہونا چاہئے؛ جمہور: آخری وقت ضروری نہیں۔
- أن يجعلها عمرةً: 1) تخيير؛ 2) وجوب؛ 3) نسخ الوجوب۔
- شرم والی چیزیں کنایات سے ذکر ہونا چاہئے۔

باب: يفعل في العمرة ما يفعل في الحج(ص241)(حديث:1789-1790)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جاہلیت میں لوگ تقصیر کرتے تھے اور ممنوعات سے نہیں بچتے تھے
- يفعل بالعمرة ما يفعل بالحج: من ترك الممنوعات؛ من فعل المشتركات: احرام؛ من إتيان الدعوات۔
- أو إنما ذكر هذا التقصير همم في العمرات
- فلا جناح: عقیدے کی اصلاح و تندرستی کے لئے: كان إثم فيهم فأخبرهم الله أن لا بأس به۔

باب: متى يحل المعتمر(حديث:1791-1792-1793-1794-1795-1796)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ابن عباسؓ کی تردید بیان کرنا: عمرہ کرنے والا جب طواف کرلے تو حلال ہو جائے گا تو مصنفؒ نے کہا کہ حلق سے حلال ہو گا۔
- اس حدیث میں 2 مضامین ہیں:
- 1) حضور ﷺ اور صحابہؓ نے عمرہ کیا اور طواف کیا لیکن اسکے بعد حلال نہیں ہوئے بلکہ حلق کے بعد حلال ہوئے۔
- 2) حضرت خدیجہؓ کی فضیلت کا بیان: حضور ﷺ غار حراء سے خدیجہؓ کے پاس جاتے تھے اور توشہ لے کر واپس غار میں جاتے تھے
- قصب:.........کا مکان؛ حجون: جگہ کا نام؛ كأن لم يكن بين الصفا حجونٌ
- اشکال: حضرت زبیرؓ کے پاس یہ بات ثابت ہے کہ ھدی کا جانور تھا تو کیسے حلال ہوئے؟

جواب: 1) یہ مقصد ہے کہ غیر الزبیر وعائشۃ، ہم سب حلال ہوئے

2) یہ حجۃ الوداع کے بعد کوئی اور حج انہوں نے کیا تھا جسمیں حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ متمتع تھے۔

باب ما يقول إذا رجع من الحج أو العمرة أو الغزو(حديث:1797)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آداب الرجوع والقفل: حج یا عمرۃ یا جہاد یا کسی اور سفر سے واپس آئے تو کیا کیا آداب ہیں؟

- معلوم ہوا کہ جب آدمی چڑھے اوپر کی طرف تو 3 مرتبہ تکبیر پڑھے۔
- احزاب: 1) خندق؛ 2) جماعات الکفار

باب استقبال الحاج القادمين والثلاثة على الدابة(حدیث:1798)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) تشیع (حاجی کو رخصت کرنا اور استقبال): مستحب ہے لیکن رسم نہ بنائے اسکو۔
2) کیؒ کی تردید: یشیعونہ ولا یستقبلونہ
- اسمیں 3 قسم کی تاویلات ہوسکتی ہیں: القادمِیْنِ مضاف مضاف اِلیہ کے جیسے قتل اَولادھم شرکا ئُھم
1) تقدیر گ باب استقبال الرجلین القادمین الحاجَّ یعنی دو آدمی حاجی کے استقبال کے لئے جائے والثلاثۃ علی الدابۃ (3 آدمی سوار ہوسکتے دابہ پر)
نھی رسول للہ ﷺ اَن یرکب ثلاثۃ علی الدابۃ (ضعیف حدیث ہے یا محمول ہے جب دابۃ میں طاقت نہ ہو۔
2) استقبال مضاف ہو: باب استقبال الرجلین وباب استقبال الثلاثۃ علی الدابۃ
3) استقبال کا مفعول محذوف: باب استقبال الناس الحُجّاجَ القادمین وباب الرکوب
- اُغیلمۃ: یہ غلمان کی تصغیر ہے خلاف قیاس۔

باب القدوم بالغداة(حدیث:1799)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: گھر میں آنا صبح کو بہتر ہے، پھر زوال کے بعد پھر رات کو آنا (اس زمانے میں مکروہ تھا رات کو آنا)

باب الدخول بالعشي(حدیث:1800)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: لیلاً داخل نہ ہو بلکہ بہتر ہے شام کو یا زوال کے بعد غروب سے پہلے تک وقیل اِلی العشاء
- دن دروازہ کھلا رہتا ہے؛ رات کے آنے والے کو طارق کہتے اور ستارے کو بھی طارق کہتے۔

باب لا يطرق أهله إذا بلغ المدينة(حدیث:1801)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ان وجوہات کو بیان کرنا جن کی وجہ سے رات کو گھر نہیں آنا چاہئے
- 1) لئلا یکون طالبَ العثرات (لغزش)؛ 2) للاجتناب عن سوء الظن؛ 3) لئلا یفسد نومَہ؛ 4) لئلا یخاف الاتیان فجاۃً
5) لئلا یظنوہ لصًّا؛ 6) لیتھیّؤوا۔
- یہ نہی لغیرہ اور ہمارے زمانے میں یہ بات نہیں ہے اسلئے کہ اچانک داخل ہونا نہیں واقع ہوتا ہے بلکہ پہلے سے رابطہ رہتا ہے (ذرائع ابلاغ سے)

باب من أسرع ناقته إذا بلغ المدينة(حدیث:1802)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کیوں تیز کرنا ہے ناقۃ کو؟
- 1) مدینہ منورۃ کی فضیلت کی وجہ سے؛ 2) مشروعیت حبّ الوطن (حب الوطن من الإیمان (موضوع ہے) لیکن ثابت ہے
قرآن سے: وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ)

- شام کا شاعر: آمنتُ باللہ واست ....جنتہ
- الدرجاتک الطرق الرفیعۃ: راستے۔

باب قول الله تعالى: {وأتوا البيوت من أبوابها} [البقرة: 189][ص242] (حدیث:1803)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جب حج وعمرۃ سے (جاہلیت کے زمانے میں) واپس آتے تھے تو گھر میں چھٹ سے یا پیچھے سے داخل ہوتے تھے کہ ہمارے حج وعمرۃ اور آسمان کے درمیان کوئی حائل نہیں ہونا چاہیۓ
- اسی طرح جب اعتکاف کرتے
- تو ترجمۃ الباب قائم کیا کہ یہ سب رسوم ہیں اور یہ رسوم چھوڑو

باب: السفر قطعة من العذاب(حدیث:1804)

شعر: تغرب عن الأوطان في طلب العلا ... وسافر ففي الأسفار خمس فوائد
تفرج غم واكتساب معيشة ... وعلم وآداب وصحبة ماجد

- ایک روایت میں: فإنہ أعظم لأجرہ

شعر: على لربع العامرية وقفة ... يملى على الشوق والدمع كاتب
فلا، وأبى العشاق، ما أنا عاشق ... إذا هي لم تلعب بصبري الملاعب
ومن مذهبي حب الديار لأهلها ... وللناس فيما يعشقون مذاهب

باب المسافر إذا جد به السير يعجل إلى أهله(حدیث:1805)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) کوئی ضرورت ہو تو سواری کو تیز چلا سکتا ہے ورنہ کوئی ضرورت نہیں ہے: أیھا الناس، علیکم بالسکینۃ
2) سفر بغیر ضرورت کے نہ کرے
- إذا جدّ: شرط مذکور ہے اور جزاء نہیں: 1) فھذا التعجیل مندوبٌ؛ 2) فماذا یصنع؛ 3) فیجمع بین الصلوتین۔
- صفیۃ: مختار بن ابی عبید کی بہن تھی جو کہتا تھا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی
- ابو داوٗد کی ایک روایت میں کہ تھوڑی دیر انتظار کرے۔

27 – أبواب المحصر (حديث:1806-1820)

- جنایت کا بیان؛ محصر احناف کے نزدیک: بیماری کی وجہ سے یا دشمن کی وجہ سے ہے
- ابن سکیت، فراء: احصار بماری کی وجہ سے
- ائمہ ثلاث: صرف دشمن کی وجہ سے۔
- قربانی کو بھیجے گا
- حدیث: من کسر أو عرج فقد فلیحل فعلیہ حجۃ أخری (ہڈی توٹ گئی یا لنگڑا ہو گیا)
- ابن عباسؓ ابن زبیرؓ اور علیؒ، ان تین نے جابرؓ سے پوچھا معبد بن حزامۃ یا حرامہ کے بارے میں جو چیچک کی وجہ سے برا حال تھا تو فتوی دیا کہ حلال ہو جائے اور ابو ھریرۃؓ نے بھی یہی فتوی دیا
- الاحصار یکون بالمرض و کذلک یکون بالعدو
- مصنفؒ: احناف کے ساتھ ہیں اس مسئلہ میں اور دم الاحصار میں تخصیص بالمکان ہے احناف کے نزدیک
- سؒ: مکان اور زمان کے ساتھ مخصوص ہے (حرم اور ایام حج)
- ائمہ ثلاث: تخصیص بالمکان نہیں جہاں چاہے ذبح کرے۔ اور قضاء نہیں
- احناف: قضاء ہے
- بعض حضرات نے تخصیص بالمکان ختم کیا اسلئے کہ مشکل ہے۔
- حصورًا: الممنوع من النساء اور یہاں الممنوع من الحج۔
- اگر بیماری ہو تو ائمہ ثلاث کے نزدیک شرط ہے: مَحِلّی حیث حَبَسْتَنِی
- آپ ﷺ نے ضباعۃ سے کہا اشترطی و قولی محلی حیث حَبَسْتَنِی (کتاب النکاح میں حدیث لائے اسلئے کہ یہ مصنفؒ کا مسلک نہیں ہے تو فی غیر محلہ ذکر کیا)۔ تو مصنفؒ اشتراط کے قائل نہیں اسی طرح حؒ۔

باب إذا أحصر المعتمر (حدیث:1806-1807-1808-1809)

- اشکال: حج سے احصار سمجھ میں نہیں آتا کہ وقت معین ہے لیکن عمرے کے لئے کیسے؟
- تو مصنفؒ جواب دیتے: نہین، احصار عمرہ میں بھی پیش آسکتا ہے اور اصل احصار عمرے ہی میں واقع ہوا
- احناف: قضاء و قربانی اسلئے کہ آپ ﷺ نے اعلان کیا تھا: آئندہ سال کے لئے کہ وہی لوگ پہلے آجائے جو آئے تھے۔

باب الإحصار في الحج (ص243) (حدیث:1810)

- حؒ: دم احصار کے بدلے کچھ نہیں؛ سؒ: قربانی نہ ہو تو اطعام ہے بقدر دنبہ۔

باب النحر قبل الحلق في الحصر(حدیث:1811-1812)

- کؒ:محصر ہو تو کچھ نہیں؛ فؒ:صرف قربانی ہے؛ احناف:قضاء و قربانی ہے۔
- یحصل التحلل بالذبح عند الأحناف؛ کؒ دؒ:ذبح اور حلق سے؛ فؒ کے 2 قول ہیں۔

باب من قال: ليس على المحصر بدل(حدیث:1813)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:ان لوگوں کا مسلک جو کہتے کہ محصر پر کچھ نہیں جیسے کؒ اور مصنفؒ نے بہ ظاہر یہ اختیار کیا کہ قضاء نہیں جیسے فؒ اور قربانی ہے، آسانی ہو تو حرم میں ذبح کرے، ورنہ حرم میں۔
- احناف:ضروری ہے کہ قربانی کو اپنی جگہ بھیج دے، حتی یبلغ الھدی محلہ قید ہے جیسے کفارات ظھار میں متتابعین کی شرط ہے۔
- اور ھدیًا بالغ الکعبۃ بھی آیا ہے اور آپ ﷺ نے جو قربانیاں کی وہ حرم میں کی۔
- ذوالحلیفۃ:آپ ﷺ کا خیمہ حل میں تھا اور مصلی حرم میں تھا؛ حدیبیہ:کچھ حرم میں سے اور کچھ حل میں ہے۔

باب قول الله تعالى: {فمن كان منكم مريضا أو به أذى من رأسه ففدية من صيام أو صدقة أو نسك} [البقرة: 196] (حدیث:1814)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:آیت کریمہ کی تفسیر ہے؛ کؒ:دونوں صورتوں میں اختیار ہے عذر ہو یا نہ ہو۔
- إن شئتم فصم نسیکۃً۔

باب قول الله تعالى: {أو صدقة} [البقرة: 196] وهي إطعام ستة مساكين(حدیث:1815)

- حؒ:ہر مسکین کو نصف صاع من حنطۃ أو شعیر أو أحد قیمتھما؛ کؒ فؒ:نصف صاع کل شیء اور یہی قول کو مصنفؒ نے لیا ہے۔ اور حؒ کی بھی ایک روایت ہے اور دؒ:ربع الصاع من الحنطۃ اور اسکے علاوہ ہو تو نصف الصاع۔
- ھوامّ:حشرات الأرض۔ فَرَق:3 صاع

باب: الإطعام في الفدية نصف صاع(حدیث:1816)

- احناف:1)روایت میں آیا ہے اور 2)قیاس کرتے صدقۃ الفطر پر
- حاشیہ نمبر 8:نصف صاع۔
- ایک روایت میں ہے کہ بقرۃ ذبح کیا(ممکن......................)

باب: النسك شاة(حدیث:1817-1818)

- نسک:اس عبادت کو کہتے جو مشقت کی ہے یا غیر معقول المعنی
- فأنزل اللہ الفدیۃ:باوجود یہ کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ تھوڑی دیر ہی میں حلال ہونگے لیکن تا کہ ان کو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے فدیہ کا۔

باب قول الله تعالى: {فلا رفث} [البقرة: 197] (حدیث:1819)

- رفث: جماع وغیرہ کی بات چیت کرنا؛

باب قول الله عز وجل: {ولا فسوق ولا جدال في الحج} [البقرة: 197] (حدیث:1820)

- سوال: حدیث میں جدال کیوں ذکر نہیں کیا؟

جواب: 1) اسلئے کہ قریش میں جدال ختم ہے اسلام کی بیاد پر

2) فلم یفسق میں جدال آ گیا ہے۔

3) لم یرفُث میں جدال ہے، توجب رفث کی نفی ہے تو جدال کی بھی نفی ہے، رفث میں آدمی خاموش نہیں رہتا

-براعۃ الاختتام: رجع تو تم بھی اسی دن راجع ہونگے إلی اللہ

28 – كتاب جزاء الصيد (حدیث:1821-1866)

باب جزاء الصيد ونحوه وقول الله تعالى: (لا تقتلوا الصيد وأنتم حرم...)(حدیث:1821)

- ابو یسیر نے حمار وحشی کو قتل کیا تھا احرام کی حالت میں، حدیبیہ پر
- ائمہ اربعہ: عمد ہو یا نہ ہو، جزاء ہے
- متعمداً کا خاص ذکر ہے 1) اسلئے کہ جب عمد ہے تو وبال بھی ہے؛ 2) قصداً استعمال الآلۃ کہ دونوں کو شامل عمد اور غلطی
- ظاہریہ: سھواً تو کچھ نہیں ہے؛ ائمہ اربعہ: ہر طرح جزاء ہے۔
- حسن ومجاھد: لا شیء فی............
- جانور کو قتل کیا تو اسکی مثل دے دے؛ احناف: 3 طریقے: 1) قیمت کا لحاظ رکھا جائے اور جانور کی مثل دے دے

2) قیمت کا لحاظ کر کے مسکین کو کھلائے نصف صاع من حنطۃ

3) قیمت کا لحاظ کر کے روزہ رکھے اور ایک روزہ نصف صاع کے برابر

-جانور کے بدلے میں جانور نہیں اسلئے کہ پھر کیا ضرورت ہے؟

-یحکم بہ ذوی عدل "أو کفارۃ" ہے۔

-جانور کے بدلے جانور فی ضوء القیمۃ؛ نعم: پالتو جانور؛ صید: مایؤخذ بمشقۃ؛ بحر کا طعام: مایؤخذ بسھولۃ

- محرم کی نیت سے ہے تو نہیں کھایا جائے گا
- 1) قواما: بقاء، عیش کا ذریعہ؛ 2) قیاما للناس: بقاء دین؛ 3) بقاء روحانیت؛ 4) قیام دنیا کا ذریعہ

باب إذا رأى المحرمون صيدا فضحكوا، ففطن الحلال (حدیث:1822)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ضحک اشارہ نہیں ہے محرم کے لئے؛

2) ضحک تعجب کی وجہ سے کہ شکار موجود ہے اور ہم شکار نہیں کر سکتے

-ابو قتادہؓ نے احرام نہیں باندھا تھا اسلئے کہ حالات دیکھنے کے لئے ان کو بھیجا تھا اسلئے کہ بعض خبر آئی تھی کہ فلاں جانب سے حملہ کرنے والا ہے دشمن تو بعد میں احرام باندھا۔

-حمار وحشی 2ہیں:1)زیبرا(Zebra)؛ 2)جو حمار کی شکل ورنگ پر ہے۔

-شأوًا:1)ایک دوڑ؛ 2)وہ جگہ جو گھوڑ دوڑ کا ہے۔

باب: لا يعين المحرم الحلال في قتل الصيد(ص245) (حدیث:1823)

- اعانت:تیر دے دے مثلاً؛ اشارہ:اشارہ انگلی یا منہ سے۔ دلالت:راستہ بتانا(اسمیں ضروری ہے کہ پہلے سے معلوم نہ ہو)؛ اشارہ کرنے والے پر فدیہ ہو گا۔ احناف:مُشیر پر بدلہ ہے؛ فؒ:کچھ نہیں ہے۔

باب: لا يشير المحرم إلى الصيد لكي يصطاده الحلال (حدیث:1824)

- اشارہ جو سبب فدیہ ہے وہ اشارہ ہے جبکہ پہلے سے شکار کرنے والے کو معلوم نہ ہو
- الإشارۃ فی الحاضر والدلالۃ فی الغائب والإعانۃ بالید
- خرج حاجًّا اَی قاصدًا بیت اللہ الحرام ورنہ تو عمرے کے لئے نکلے تھے
- ابو قتادۃ نے ذوالحلیفۃ سے ارادہ نہیں کیا اسلئے کہ دوسری جگہ جانا تھا انکو تجسس کے لئے۔
- فکلوا مابقی:محرم کی نیت ہو تو کوئی حرج نہیں شکار کے وقت۔

باب: إذا أهدى للمحرم حمارا وحشيا حيا لم يقبل (حدیث:1825)

- 2روایت:1)ایک حمار وحشی(مستق والا)إذ الهدی للمحرم حمارًا وحشیًّا حیا لایقبل
  2)رجل حمار وحش یقبل۔

-اشکال:حدیث میں ہے کہ جائز نہیں ہے اور ایک روایت میں رجل اور عضد جائز ہے۔یعنی حی جائز نہیں اور اگر عضو ہو تو کیسے جائز جب مذبوح جواب:1)قبول نہ کرنا سد باب کے لئے۔

باب ما يقتل المحرم من الدواب (حدیث:1826-1827-1828-1829-1830-1831)

- فؒ:علت:کونُہ غیر مأکول؛ کؒ:علت:کونُہ عدوًّا؛ حؒ:فی المنصوص العلۃ النص وفی غیر المنصوص العداوۃ
- ثعلب کو قتل نہیں کر سکتے اسلئے کہ بھاگتا ہے تو یہ ابتداء بالضرر نہیں کرتا تو اسلئے قتل جائز نہیں
- تخریج العلۃ: تخریج المناۃ:استخراج العلل تو کونُہ مبتدأً بالضرر اَو عدوًّا علل بن سکتے
- تحقیق المناۃ:علت کو واقعہ پر فٹ کرے:إثباتها فی محل اَو حکم
- تنقیح المناۃ:علتوں میں سے ایک مناسب علت لینا
- قیاس: نقل المنصوص من النصوص إلی غیر المنصوص

- غُراب: 1) آکل الحبوب (حلال)؛ 2) آکل الجیفۃ (حرام)؛ 3) المُختلط (دیکھیئے فتاوی دار العلوم زکریا، جلد 6)
- ایک روایت میں الذئب (الحداءۃ) نمر الحیۃ، السبُع الزائر
- وزغ: فویسق فرمایا گرگٹ یا چپکلی (جو گھروں میں ہوتے)

باب: لا یعضد شجر الحرم (حدیث:1832)

- ائمہ ثلاث: بھیر بکریوں کو چرا سکتا؛ حؒ: نہیں اور اگر پتے گرے ہوئے ہیں تو سب کے نزدیک جائز ہے
- فؒ: جانوروں کے لئے کاٹ سکتے؛ حؒ: نہیں؛ کؒ: إذا کان الزرع بنفسہ. (فللسواک) جائز
- گھاس کی 2 قسمیں: 1) مایکون من خمس النابت: 1) نابت: خود بہ خود اُگے؛ 2) منبت: جو آدمی اگائے: 1) نابت اور 2) منبت نوع
2) مایکون من نوع لہ أو من جنس النابت: إما أن یکون نابتًا أو إما أن یکون منبتًا

-الحشیش یکون قطعُہ جائزا عند کؒ لأنہ یکون من جنس النابت۔

باب: لا ینفر صید الحرم (حدیث:1833)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) شکار کرنا حرام
2) اسکی مقدمات بھی یعنی بھگا کر اور اگر بھگانے سے پھر ہلاک ہوا تو تاوان ہے، اگر کھڑا ہو گیا تھا، پھر خود چل کر ہلاک ہوا تو کچھ نہیں ہو گا۔

-دفاعی ہو تو پھر جائز؛ -باغی نے مکہ مین بغاوت کی تو پھر اسکا قتل و قتال جائز ہے
-قصاص مادون النفس لیا جاتا ہے فی حکم المال۔
-قصاص لینے کے لئے باہر نکالا جائے گا

باب: لا یحل القتال بمکۃ(ص247) (حدیث:1834)

- معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ شروع سے تھا تب حرمت تھی۔

باب الحجامۃ للمحرم (حدیث:1835-1836)

- کؒ: حجامت ممنوع ہے؛ عذر کی وجہ سے کر سکتا ہے اور کٹے ہوئے بالوں میں فدیہ ہو گا۔ اور بغیر عذر کے گناہ ہے۔
- جمہور: عذر ہو فلا حرج اور فدیہ دے دے اور بغیر عذر گناہ ہے۔
- داغ لگانا حجامت کی طرح ہے۔ اگر حجامت کے مختلف جگہوں کا پہلے حلق کرایا تو دم ہے حؒ کے نزدیک اگرچہ قلیل ہو اسلئے کہ بہ منزلہ عضو کامل ہے۔ اور بغیر عذر کے گناہ ہو گا۔

باب تزویج المحرم (248)(حدیث:1837)

- حؒ: محرم بیع و شراء کر سکتا ہے اور نکاح بھی جس طرح مصنفؒ کہتے اور ائمہ ثلاث: لاینکح الحرم ولاینکح ولایخطب

- جواب:1)خلاف اَولی ہے ورنہ خِطبہ یا کرانا بالاتفاق جائز ہے۔

2)یہ سد ذرائع کے لئے

- 2)دوسری دلیل:ابورافع:تزوج النبی ﷺ میمونۃ وھو حلال

جواب:1)مسند ہے مرسل ہے یا منقطع ہے،اسمیں اضطراب واختلاف ہے۔

2)ابورافع کو معلوم نہیں تھا اسلئے کہ وہ قاصد تھے اور نکاح کے وقت موجود نہیں تھے اور ابن عباسؓ کو معلوم تھا اسلئے کہ وہ موجود تھے۔اور پوری حدیث یوں ہے:تزوج النبی ﷺ میمونۃ وبنیٰ بھا وھو حلال۔

- 3)ظھر بناءہ وھو حلال؛ 4)تزوج بمعنی ملاپ اور بنی بھا:الگ خیمہ لگایا(لغوی معنی یہی ہے)جیسے وزوجنا ھم بحور عین

ابان بن عثمان کا قول:لاینکح المحرمُ ولاینکح

1)احناف حدیث باب سے استدلا کرتے

2)عائشہؓ:تزوج النبی ﷺ بعض نسائہ وھو محرمٌ(مجاھد اور اَبوھریرہؓ اور ابن مسعودؓ سے بھی یہی مضمون مروی ہے)

3)یہ عجائب میں سے ہے کہ نکاح ہوا تھا ذھابًا اِلی مکۃ اور بناہوئی رجوعا من مکۃ اور موت بھی وہاں ہوئی بہت بعد تو جواب یہ ہے کہ الگ الگ اوقات پر محمول ہے؛ حضرت میمونہؓ خود موجود نہیں تھی نکاح کے وقت

4)حلالٌ کا ایک معنی:وھو فی الحِلّ یا ظھر تزوجہ وھو حلال

5)سند میں ورّاق

باب ما ینھی من الطیب للمحرم والمحرمة (حدیث:1838-1839)

- خوشبو مقدمات جماع سے ہے
- احناف:قفّازین خلاف اولی ورنہ فرق نہیں پڑتا احرام میں
- ابن عمرؓ کی روایت:............
- محدثین کا اختلاف ہے: لاَ تَتَنَقَّبِ المُحْرِمَةُ. بعض کہتے کہ ابن عمرؓ کا ادراج ہے اور موقوف ہے
- احناف کے:یہ خصوصیت ہے؛ ف د:یہ عام حکم ہے(شہید احرام کی حالت میں)

باب الاغتسال للمحرم (حدیث:1840)

- یہ غسل تطہیرًا اور اگر حائضہ تو تنظیفًا ہے،اگر گرمی ہے تو تبریدًا بھی ممکن ہے،اگر طبیعت میں انقباض ہے تو ترفیھًا بھی ممکن ہے
- ابن عمرؓ:الماءلایزیدہ اِلا شَعثًا
- کان مستترًا یازارٍ اور باہر کا پردہ بھی تھا اسلئے کلام کیا۔

باب لبس الخفین للمحرم إذا لم یجد النعلین (حدیث:1841-1842)

- محرم خفین پہن سکتا ہے جب کہ نعلین نہ ہو؛ جمہور:خفین مقطوعین پہننا چاہیے

- سراویل وغیرہ پہنا 12 گھنٹے سے زیادہ تو دم لازم ہوگا، اگر کم ہو 12 گھنٹے سے تو کفارہ دے گا۔
- دؒ: لاحاجۃ إلی القطع؛ آج کل کے سلفی اپنے حج کی کتابوں میں یہ لکھتے ہیں کہ اگر نعلین نہ ہو تو بغیر قطع کے خفین پہن سکتے
- ابن عباسؓ کی روایت میں قطع نہیں ہے اور وہ مؤخر ہے۔
- ائمہ ثلاث: کاٹنے کی ضرورت ہے؛ ابن عباسؓ سے کاٹنا مروی ہے نسائی جلد 2 ص 8 ولیقطعھا اسفل من الکعبین

باب إذا لم يجد الإزار، فليلبس السراويل (حدیث:1843)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جوتے نہ ہو تو کاٹتے ہیں خفین کو لیکن سراویل کو کاٹنے کا ذکر اور ضرورت نہیں ہے جیسے فؒ اور دؒ کہتے اور مصنفؒ نے انکی موافقت کی۔

2) امام کؒ نے یحیی سے کہا تھا: إذا لم یجد الإزار فلیلبس السراویل

کعبین: العظم الناشئ في وسط القدم

3) جب ازار پہنے تو سراویل ضرور پہنے ورنہ انکشاف ہوگی

احناف: اگر سراویل 12 گھنٹہ تو دم؛ کؒ: فدیہ ہے۔

باب لبس السلاح للمحرم(ص249) (حدیث:1844)

- حسن کی تردید جو مکروہ کہتے۔

باب دخول الحرم، ومكة بغير إحرام (حدیث:1845-1846)

- بغیر احرام کے جاسکتے حرم میں، اگر عمرہ یا حج کی نیت نہ ہو؛ ائمہ ثلاث: نہیں جاسکتے۔
- دخل ابن عمرؓ حلالاً: حقیقت یہ ہے کہ مکہ مکرمہ آرہے تھے لیکن جھگڑے کے بارے میں پتہ چلا تو میقات سے باہر حلال ہوا
- آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ بغیر احرام داخل ہوئے فتح مکہ کے موقع پر اور یہ صرف آپ ﷺ کو اجازت دی گئی تھی اس دن
- ابوالزبیر نے یا ابوبرزۃ اسلمی یا سعید بن زُوید نے قتل کیا عبداللہ بن خطل کو۔ (ابن خطل) واسمه عبد الله أمر بقتله لأنه أسلم فبعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم ليجمع الزكاة وبعث معه رجلا من الأنصار فقتله في الطريق وارتد مشركا واتخذ قينتين أي مغنيتين تغنيان له بهجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم].

باب إذا أحرم جاهلا وعليه قميص (حدیث:1847-1848)

- فؒ: فدیہ ہے؛ دؒ: 1) فدیہ ہے؛ 2) کچھ نہیں ہے؛ کؒ: جلدی نکالا تو کچھ نہیں ورنہ فدیہ ہے؛ احناف: 12 گھنٹے سے کم تو فدیہ ہے۔
- آپ ﷺ نے انکو یہ حکم نہیں دیا اسلئے کہ قبل نزول الحکم یہ واقعہ ہوا تھا۔

باب المحرم يموت بعرفة، ولم يأمر النبي صلى الله عليه وسلم أن يؤدى عنه بقية الحج (حدیث:1849-1850)

- رمی جمرات، طواف زیارت کو پوری کرنے کے لئے حکم نہیں دیا اسکی طرف سے، اگر پہلے سے حج لازم تو بقیہ افعال کے لئے فدیہ دے گا اور پہلی مرتبہ ہے یعنی لزوم سے پہلے تو کچھ نہیں۔
- مثال: طلوع شمس سے پہلے کوئی مر جائے۔

باب سنة المحرم إذا مات (حدیث:1851)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: احرام باقی بعد الموت
- یعنی غسل کی کیا کیفیت ہوگی؟ فؒ دؒ: مرنے کے بعد احرام باقی اسی لئے سر نہیں چھپایا جائے گا اور خوشبو نہ لگایا جائے گا
- احناف: وہی معاملہ جو عام لوگوں کا ہے اور یہ انکی خصوصیت تھی۔

باب الحج والنذور عن الميت، والرجل يحج عن المرأة (حدیث:1852)

- حج کرنا اور میت کی طرف سے نذر ماننا
- کؒ حؒ: بغیر وصیت کے مر گیا تو حج ساقط إلا کہ وارثین احسان کرنا چاہے، اگر وصیت ہو تو ثلث مال سے کیا جائے گا۔ اور اگر کم مال ہو تو میقات سے یا اگر زیادہ ہے تو گھر سے احرام باندھے۔
- فؒ: اسکے مال میں سے (جمیع المال) حج کیا جائے گا، میقات سے اگرچہ وصیت نہیں کی ہو۔
- کؒ: زندگی میں کوئی کسی کی طرف حج نہیں کر سکتے؛
- ترجمۃ الباب اور حدیث میں موافقت نہیں ہے!؟

جواب: 1) دوسری حدیث کی طرف اشارہ ہے جو مصنفؒ کی شرط پر نہیں اور اسمیں ایک آدمی نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اپنی بہن کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ تو فرمایا ہاں کر سکتے؛

2) اقضوا اللہ کی طرف اشارہ؛ جمع کا صیغہ کہ تم عورت کی طرف سے حج ادا کرو۔ تو جب عورت کر سکتی تو مرد بطریق اولی

باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة(ص250) (حدیث:1853-1854)

- زاد وراحلہ بقدر ضرورت ہے ائمہ ثلاث کے نزدیک لازم ہے۔
- کؒ: اپنی حالت کا اعتبار کرے
- احناف کی دلیل: آپ ﷺ نے فمن استطاع إلیہ سبیلا کی تفسیر زاد وراحلہ سے کی، اگرچہ سند میں ابراھیم بن یزید ہے اور اس پر کلام ہے لیکن تائید کے لئے ٹھیک ہے۔
- احناف کی طرف حدیث الباب کا جواب:

پہلے استطاعت تھی تو اس وقت حج لازم ہو گیا تھا پھر یہ استطاعت ختم ہوئی لیکن جب ایک مرتبہ اشہر حج میں لازم ہو چکا تو پھر ساقط نہیں

- لا یجب الحج علی المقعد (لنگڑا اپاہج)؛ سمؒ: وصیت کرے (وعلیہ الفتوی) ویؤیدھم حدیث الخثعمیۃ

باب حج المرأة عن الرجل (حديث: 1855)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حسن بن ثابت اسمیں اختلاف کرتے
- مصنفؒ کے نزدیک عورت کر سکتی ہے اگر چہ مشقت ہو۔

باب حج الصبیان (حدیث:1856-1857-1858-1859)

- باپ اگر بچے کو حج کرائے تو انکو 2 ثواب ملے گا: 1) بچے کے اٹھانے کا؛ 2) ارکان ادا کروانے کا ثواب۔
- اور اگر خود چل سکتا ہے یعنی ممیز ہے تو ارکان کا ثواب ملے گا اور باپ کو تعلیم کا ثواب ملے گا
- شعر: ....و قالوا ثواب الطفل للطفل یُحسب
- فقہاء: بچے کا ثواب خود اسکو ملتا ہے اسلئے کہ خود محتاج ہے
- ثِقل: عورت یا سامان
- داؤد ظاہری: یہ بچے کی طرف سے حج فرض ہو گا
- جمہور: یہ حج نفل ہے نہ کہ فرض۔
- اگر بچہ نے کوئی غلطی کی تو دم لازم ہو گا ائمہ ثلاث کے نزدیک بہ خلاف امام ابو حنیفہؒ۔

باب حج النساء (حدیث:1860-1861-1862-1863-1864)

- فؒ: وجوب علی التراخی؛ احناف: وجوب علی الفور۔
- احناف: عورتوں کے حج کے لئے محرم کا ہونا ضروری ہے؛ فؒ: اگر معتمد عورتوں کے ساتھ جائے تو گنجائش ہے
- اسی صفحہ 250 کے حاشیہ 4 میں واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے کیوں اجازت نہیں دی تھی
- اشکال: حضرت عثمانؓ اور حضرت عبد الرحمن تو امھات المؤمنین کے لئے محرم نہیں ہیں؟!

جواب: 1) شوافع: اس قافلہ میں معتمد عورتیں تھیں تو اشکال نہیں رہا۔

احناف: یہ امھات المؤمنین ہیں تو وہ جا سکتی ہیں (یہ جواب ٹھیک نہیں اسلئے کہ امھات المؤمنین تو احرام میں ہیں نہ کہ محرم ہونے میں اسی لئے آپ ﷺ نے عبد الرحمن کو بھیجا عائشہؓ کے ساتھ تنعیم تک)

2) اصل جواب یہی ہے کہ یہ حضرات امیر اور نگران قافلہ تھے اور سب انتظام کرتے تھے۔

- لا تشدوا الرحال إلا إلى ثلاثة مساجد:

بعض لوگ استدلال کرتے ہیں کہ زیارۃ قبر النبی الأطہر ﷺ کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے!

جواب: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے سوائے ان 3 مساجد کے

حدیث: من زار قبری وجبت لہ شفاعتی (وفی اسنادہ موسی بن ھلال)

- مولانا عبد الحی لکھنویؒ نے کتاب لکھی ہے (السعی المشکور فی زیارۃ سید القبور) جس میں ہے کہ آپ ﷺ کی قبر کی زیارت مستحب ہے۔

باب من نذر المشي إلى الكعبة(ص251) (حديث:1865-1866)

- اگر معذور ہے، نہیں چل سکتا ہے تو قربانی ذبح کرے گا اسکے بدلے میں۔
- اگر کسی نے حافیاً چلنے کی نذر مانی تو صحیح نہیں اسلئے کہ اسکی نظیر نہیں ہے اور حدیث میں اسکی تشریح ہے
- حدیث: ابن عمرؓ: من نذر أن یمشي إلی بیت اللہ فلیمش، فإن عجز ورکب فعلیہ شاۃ
- حدیث:........................ولیھد..........
- فؒ: بہتر ہے یعنی احتیاط ہے، قربانی ضروری نہیں ہے؛ کؒ: جہاں سواری کی وہاں سے دوبارہ چلے۔
- فضائل:«مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا بِعِيرِهِ سَبْعُونَ حَسَنَةً , فَإِنْ حَجَّ مَاشِيًا كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا سَبْعِمِائَةِ حَسَنَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ , تَدْرِي وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ؟ , الْحَسَنَةُ بِمِائَةِ أَلْفِ حَسَنَةٍ».(اخبار مكة)
- پیدل حج تو حرم کا ثواب جو ایک لاکھ کے برابر (سند میں عبداللہ بن محمد بن ربیعہ المصیصی ہے جو ضعیف جدًا ہے)
- پہلی روایت میں رکوب کا ذکر نہیں بلکہ دوسری روایت میں ہے
- ابن عباسؓ: مجھے کسی چیز پر افسوس نہیں اِلا یہ کہ میں نے ماشیًا حج نہیں کیا۔
- ابوالخیر عقبہ کے تلمیذ تھے اور انکے ساتھ ہمیشہ رہے تھے۔

29 - كتاب فَضَائِلِ المَدِينَةِ(حديث:1867-1890)

- یثرب نام تھا جاہلیت میں جو یثرب بن قانیہ گزرا اور سام بن نوح کے اولاد میں سے ہے
- 18519 - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ سَمَّى الْمَدِينَةَ يَثْرِبَ، فَلْيَسْتَغْفِرِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، هِيَ طَابَةُ هِيَ طَابَةُ ".(مسند أحمد)

إسناده ضعيف، لضعف يزيد بن أبي زياد، ولاضطرابه فيه، وبقية رجاله ثقات، غير إبراهيم بن مهدي- وهو المِصِّيصي- فمختلف فيه.

- پُرانے زمانے میں عمالقہ اور یہود رہتے تھے پھر چلے گئے تو اوس و خزرج اور یہود رہنے لگے۔

بَابُ حَرَمِ المَدِينَةِ(ص251)(حديث:1867-1868-1869-1870)

- حؒ: مدینہ میں حرم ہے بمعنی احترام لیکن شاخ وغیرہ کاٹنا جائز ہے
- ائمہ ثلاث: حرم اس معنے کہ گھاس بھی نہیں کاٹ سکتے؛ اور ابن ابی ذئب: اگر کاٹا تو جزاء لازم ہے۔
- کاٹنے کی دلیل: یا ابا عمیر ما فعل النُّغیر (بلبل رکھا تھا جو شکار میں سے)
- مدینہ میں پہاڑ احد فکلوا من ثمرہ
- آپ ﷺ: لا تقطعوا شجر ھم اَی الوُجّ نہ مکہ نہ مدینہ میں تاکہ خوبصرتی باقی رہے جیسے "کرو گرپارک" میں عام لوگوں کو پودوں اور پھولوں وغیرہ کو کاٹنے کی اجازت نہیں ہے تاکہ حسن باقی رہے۔
- فؒ کا قول قدیم: جسنے شکار کیا مدینہ میں تو اسکا سامان لیا جائے گا
- ترجمۃ الباب سے مناسبت آپ ﷺ کا قیام کرنا، مسجد بنانا جرمت کی دلیل ہے
- صرفٌ: نفل؛ عدلٌ: فرض: برابری اور امام بخاریؒ کے نزدیک: عدل: فدیہ یا فرض
- تولی قومًا: مولی موالاۃ یعنی مولائے عتاقۃ مولائے موالاۃ نہیں بن سکتا ہے اسلئے کہ اقوی موجود ہے۔

بَابُ فَضْلِ المَدِينَةِ وَأَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ(حديث:1871)

- مدینہ منورۃ کے 99 نام ہیں؛ تبع حمیری وہاں سے گزرا اور یہود کے علماء ان کے ساتھ تھے تو بتایا کہ کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ نبی آخر الزمان یہاں آئیں گے تو وہیں ٹھیر گئے اور مکانات وغیرہ بنوایا اور ایک مکان مخصوص کیا آپ ﷺ کے لئے تو کہتے ہیں کہ وہی مکان ہے جسمیں ابو ایوب انصاریؓ رہتے تھے
- اور تاریخ میں مذکور ہے کہ ایک خط بھی لکھا:
- قَالَ السُّهَيْلِيُّ وَقَدْ قَالَ تُبَّعٌ حِينَ أَخْبَرَهُ الْحَبْرَانِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعْرًا: شَهِدْتُ عَلَى أَحْمَدَ أَنَّهُ * رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ بَارِي النَّسَمْ فَلَوْ مُدَّ عُمْرِي إِلَى عُمْرِهِ * لَكُنْتُ وَزِيرًا لَهُ وَابْنَ عَمْ وَجَاهَدْتُ بِالسَّيْفِ أَعْدَاءَهُ * وَفَرَّجْتُ عَنْ صَدْرِهِ كُلَّ هَمْ قَالَ وَلَمْ يَزَلْ هَذَا الشِّعْرُ تَتَوَارَثُهُ الْأَنْصَارُ وَيَحْفَظُونَهُ بَيْنَهُمْ وَكَانَ عِنْدَ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ.(البداية والنهاية)

- جزم القلوب میں عبد العزیز محدث دہلوی: وہاں سے شریر اموات کو منتقل کیا جاتا ہے اور صالح اموات وہاں تک پہنچایا جاتا ہے
- وہاں بیمار ہونے کی وجہ سے آدمی پاک ہو جاتا ہے۔
- قرآن میں یا اَھل یثرب ہے تو یہ انکا مقولہ تھا یعنی منافقین قسم کے لوگ
- حاشیہ نمبر 5: حدیث کو ابن جوزی نے موضوعات میں لکھا لیکن موضوع نہیں اسلئے کہ صالح بن یزید صرف ضعیف ہے
- باہر نکلتا ہے آہستہ آہستہ یہاں تک کہ مکمل نکلنا دجال کے زمانے میں ہو گا
- اشکال: وہاں تو خراب لوگ تو ہیں؟! جواب: ظاہر خرابی مراد اور آہستہ آہستہ نکالا جائے گا۔
- تنفی اَی تنفی خبثَ النّاسِ: لوگوں کے گناہ صغیرۃ کو ختم کرتے، تو وہاں کی بیماری کو کفارہ سمجھنا چاہیۓ

بَابٌ: المَدِينَةُ طَابَةٌ(حدیث:1872)

- طابۃ: مدینہ کا ایک نام ہے؛ طابۃ طیبۃ مطیبۃ جابرۃ مجبورۃ منیرۃ
- 1)لطیب ساکنیھا؛ 2)لطیب ترابھا؛ 3)وھوائھا؛ 4)ورائحتھا؛ 5)لطیب العیش ھناک
- وفاء الوفاء باَخبار المصطفی میں بہت سارے نام لکھے ہیں۔

بَابُ لاَبَتَيِ المَدِينَةِ(حدیث:1873)

- اَی جانبی المدینۃ ذات الحجارۃ: الشرقیۃ والغربیۃ

بَابُ مَنْ رَغِبَ عَنِ المَدِينَةِ(حدیث:1874-1875)

- لطلب الدنیا فھو قبیحٌ؛
- 1)ترک جزئی: صحابہؓ کے زمانے سے شروع ہوا؛ 2)ترک کلی: قیامت کے قریب میں ہو گا
- یُبَسُّون: 1)یسوقون الإبل؛ 2)یُزَیّنُون؛ 3)دعوت دیتے ہیں آنے کے لئے۔
- الإیمان یاَرز اِلی المدینۃ یعنی سمٹ کر مدینہ میں جمع ہونگے۔

بَابٌ: الإِيمَانُ يَأْرِزُ إِلَى المَدِينَةِ(حدیث:1876)

- سانپ کی عادت ہے کہ جہاں بھی جائے گا پھر اپنے ہی بل کی طرف واپس آئے گا تو اسی طرح اہل ایمان۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ كَادَ أَهْلَ المَدِينَةِ(حدیث:1877)

- یزید کے زمانے میں جو حملہ ہوا تھا مدینہ پر، اجتہادی غلطی تھی: وہ سمجھ رہے تھے کہ ان لوگوں نے بغاوت کی تھی۔

بَابُ آطَامِ المَدِينَةِ(ص252)(حدیث:1878)

- معلوم ہوا کہ محکم بناء اور قلعہ بنانا جائز ہے؛ أُطُمٌ:البیت المربّع المسطّح
- جیسے بارش کثرت سے برستی ہے اور ہر ایک پر چاہے دور ہو یا قریب ہو، اور چاہتا ہو یا نہ ہو تو فتنہ بھی اسی طرح ہو گا۔

بَابٌ: لاَ يَدْخُلُ الدَّجَّالُ المَدِينَةَ(حدیث:1879-1880-1881-1882)

- نقب:لغتًا:سرنگ اور یہاں نقاب جمع کثرت ہے نِقْبٌ کی۔

بَابٌ: المَدِينَةُ تَنْفِي الخَبَثَ(حدیث:1883-1884-1885)

- ما قبل گزرا ہے یہ باب؟!جواب:1)ما قبل تبعًا آیا اور یہاں مستقلاً آیا۔2)وہاں نفی الشریر اور یہاں نفی الشر
- تنفی الخبثَ:1)خیر شر پر غالب ہو گی؛ 2)ظاہری شر نہ ہو گا(منافق قسم کا جو ہو گا وہ بھی مسلمان کی طرح رہے گا)
3)خرابی کو دور کرے گا(گناہوں کے لئے کفارہ)؛
-أَقلنی أی 1)اقامۃ المدینۃ؛ 2)الھجرۃ۔

بَاب(حدیث:1886)

- 1)باب تضعیف برکۃ المدینۃ(کئی گنا زیادہ)؛ 2)باب حبُّ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ المدینۃَ؛
- دنیوی برکات،عبادات مراد نہیں اسلئے کہ عبادات کا زیادہ ثواب مکہ مکرمہ میں ہے؛
- برکت:ثبوت الخیر الِالٰھی فی شیءوازدیادہ۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُعْرَى المَدِينَةُ(حدیث:1887-1888-1889)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:حفاظۃ المدینۃ:کہ اطراف آباد رہے اور حسن وجمال کے لئے
- تحتسبون:ثواب نہیں سمجھتے ہو؟

بَاب(حدیث:1890)

- باب الترغیب لسکنی المدینۃ والدعاء للمدینۃ
- یہ جگہ حقیقی طور پر یا سببی طور پر یا تشبیہ کے طور پر(حقیقۃًاو تسبیبًا أو تشبیھًا)
- اخبار المدینۃ میں ہے کہ یہ شعر حنظلۃ بن سیار کے لئے ہے۔
- موتی:براعت اختتام
- عام طور پر صلوۃ کے بعد زکوۃ بیان کرتے جیسے قرآن میں:اِن الخاشعین والخاشعا(فی الصلوۃ)والمتصدقین والمتصدقات۔
- اب تک مصنفؒ نے فعلیات کو بیان کیا تھا،اب ترکی چیز کو بیان کریں گے۔

30 – كِتَابُ الصَّوْمِ (حديث : 1891-2007)

- مصنفؒ نے کتاب الحج کو صوم پر مقدم کیا ہے بہ خلاف بعض دوسرے مصنفین کے۔
- الصوم لغۃً: الامساک؛ اصطلاحًا: الإمساك عن المفطرات حقيقة أو حكماً في وقت مخصوص بنية من أهلها.

بَابُ وُجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ (حديث: 1891-1892-1893)

- وجوب کا معنی: فرض ہے یہاں۔
- 2ھ میں فرض ہوا شعبان کے مہینے میں فرضیت نازل ہوئی۔
- نصاری پر 30 روزے لازم تھے پہلے لیکن گرمی کے موسم میں جب روزے تھے تو سردی کے موسم میں منتقل کئے، پھر 10 بڑھا دیئے تو 40 ہوئے پھر انکے کسی بڑے بادشاہ کی بیماری کے ٹھیک ہونے پر 7 بڑھا دیئے اور پھر کسر کو نکالنے کے لئے 50 کر دیا، پھر جب مشکل پڑا تو کہا کہ صرف گوشت نہین کھائیں گے، پھر کہا کہ صرف رات کو نہیں کھا سکیں گے اور کہا کہ صبح کھائیں گے چنانچہ صبح کے ناشتے کا نام ہی "بریک فاست" پڑ گیا یعنی روزہ کو توڑنے کا کھانا۔
- کما کُتب میں تشبیہ ہے یا تو مقدار میں یا کوالٹی میں ہے یا دونوں میں (واللہ اَعلم)۔
- عاشوراء کا روزہ پہلے فرض تھا پھر جب رمضان کے روزے فرض کئے تو عاشوراء کی فرضیت ختم ہوئی تخفیفًا لیکن پھر بھی اس دن کو روزہ رکھنا مندوب ہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ (حديث: 1894)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: روزے کے مختلف فضائل کو بیان کیا گیا ہے تا کہ اسمیں رغبت ہو اور صوم کو ڈھال سے تشبیہ دی ہے (جُنَّۃ) اسلئے کہ جیسے انسان ڈھال سے اپنے آپکو بچاتا ہے تو اسی طرح صوم کے ذریعہ سے جہنم کی آگ سے بچے گا۔
- فلیقل إنی صائم: لسان کے ذریعہ کہے گا إن کان الصوم فرضًا۔ اور قلبًا سے إن کان الصوم نفلاً
- حدیث میں الصوم لی: 1) اسمین ریاء نہیں ہے

  2) شرافت کے طور پر مثلا یہ ہمارے بچے ہیں تو انکو کچھ نہ کہے

  3) اسکا ثواب میں نے اپنے پاس مخفی رکھا ہے حتی کہ فرشتے کو بھی معلوم نہیں ہے۔

  4) اَی صفۃٌ لی کہ یہ تو میری صفت ہے یعنی نہ کھانا اور نہ پینا۔

  5) یا روزہ میرا محبوب ہے۔

بَابٌ: الصَّوْمُ كَفَّارَةٌ (ص 254) (حديث: 1895)

- حدیث: صلوات خمسہ اور رمضان سے لیکر دوسرے رمضان تک مکفرات للسیئآت
- السنن الکبری للبیہقی: 8505 - أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أنبأ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ حَلِيمِ بْنِ مُحَمَّدٍ الدِّهْقَانُ، بِمَرْوٍ أنبأ أَبُو الْمُوَجِّهِ، أنبأ عَبْدَانُ، أنبأ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أنبأ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ قُرْطٍ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ صَامَ رَمَضَانَ فَعَرَفَ حُدُودَهُ وَتَحَفَّظَ لَهُ مَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَتَحَفَّظَ فِيهِ كَفَّرَ مَا قَبْلَهُ ".

بَابٌ: الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِينَ(حدیث:1896-1897)

- یہ خاص فضیلت ہے صائم کی اسلئے کہ بھوک اور پیاس کی وجہ سے مشقت اٹھائی تو اب انکے لئے ریان ہے یعنی ہمیشہ سیر اب ہونگے۔
- زوج:1)مایذکر أحدهما مع الآخر؛ 2)مایحتاج أحدهما إلى الآخر۔
- یعنی یارسول اللہ:جب کسی کو ایک دروازے سے بلایا جائے گا تو پھر دوسرے دروازے سے بلانے کی کیا ضرورت ہے اور ایسا کوئی ہے ؟ جو سب دروازوں سے بلایا جائے۔

بَابٌ: هَلْ يُقَالُ رَمَضَانُ أَوْ شَهْرُ رَمَضَانَ، وَمَنْ رَأَى كُلَّهُ وَاسِعًا(ص255)(حدیث:1898-1899)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: رمضان اور شہر رمضان دونوں کہہ سکتے، جائز ہے۔
- بعض مالکیہ: شہر رمضان صرف کہہ سکتے اور اکیلا رمضان نہیں کہہ سکتے۔ اور دلیل میں ایک حدیث پیش کرتے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان مت اسلئے کہ یہ اللہ کا نام ہے: لا تقولوا رمضان فإنہ اسم من أسماء اللہ (یہ روایت ضعیف ہے)۔
- لیکن اصح یہی ہے کہ شہر رمضان کہا جائے۔
- رَمْضٌ:1)إحراق: جلانا(گناہوں کو جلانے والا)؛ 2)جس وقت رمضان نام رکھا گیا تو شدید حرارت تھی۔
- آپ ﷺ کے زمانے میں مہینون کے کچھ اور نام تھا:
- 1)کانون أول،2)کانون ثانی؛3)شُباط،4)آزار؛ 5)نیسان،6)آیار؛ 7)حزیران؛8)تموض؛9)آب؛10)ایلول؛ 11)تشرین اول۔12) تشرین ثانی۔

بَاب رؤية الهلال(حدیث:1900)

- ترغیب علی رؤیۃ الھلال؛ واجب علی الکفایۃ
- حدیث: کان النبی ﷺ یتحفظ من شعبان مالایتحفظ من غیرہ۔

بَابُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَنِيَّةً(حدیث:1901)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صوم غفر لہ ماتقدم من ذنبہ سے پہلے ہے
- ایمانًا: طلبًا للثواب ونیۃً؛ نیت ضروری ہے ورنہ روزہ نہیں ہوگا۔

بَابٌ: أَجْوَدُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي رَمَضَانَ(حدیث:1902)

- أجود أکوانہ وأحوالہ یکون فی رمضان وأجود أوقاتہ یکون فی رمضان
- رمضان میں سخاوت زیادہ کرنے کی کیا وجہ تھی؟

جواب:1)جبریلؑ کی ملاقات کی وجہ سے؛ 2)قرآن کریم کی تعظیم کی وجہ(ابتدائی نزول رمضان میں ہوا)؛ 3)رمضان کی برکت کی وجہ سے سخاوت زیادہ کرتے تھے یعنی تعظیمًا لرمضان۔

-جبریلؑ قرآن کریم کا دور کرتے تھے آپ ﷺ کے ساتھ تو کہاں سے یاد کیا انہوں نے؟
جواب: 1) لوح محفوظ کو دیکھتے اور یاد کرتے تھے
2) جب آپ ﷺ کے پاس لاتے تھے تو اس وقت انکو بھی یاد ہو جاتا۔
-یعرض علیہ: 1) التجوید للفظ؛ 2) ولیکون سنۃً فی الأمۃ

بَابُ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ، وَالعَمَلَ بِهِ فِي الصَّوْمِ (حدیث:1903)

- جزاء محذوف ہے: فلا یلتفت اِلی صومہ
- ترجمۃ الباب کا مقصد: روزے کے آداب میں سے یہ ہے: کہ گناہ نہ کرے، جھوٹ نہ بولے۔
- لیس للہ حاجۃ کنایہ ہے لایحب سے؛ فی اَن یدع طعامَہ: کنایۃ عن صوم الظاھریّ
- فلایحب اللہ صومہ الظاھریَّ۔

بَابٌ: هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ (حدیث:1904)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کسی مصلحت یا حاجت کی وجہ سے صوم کے اظہار میں کوئی حرج نہیں، اگر چہ نفل روزہ ہو۔

بَابٌ: الصَّوْمُ لِمَنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ العُزْبَةَ (حدیث:1905)

- زنا سے ڈرتا ہے عزوبت کی وجہ سے۔
- تقدیر یہ ہے لمن خاف علی نفسہ الزنا لأجل العزوبۃ؛ عزوبۃ: بُعد عن النکاح۔
- ترک الزنا واجتناب عن الزنا، یہ بھی اللہ کی رضامندی ہے۔
- باءۃ: ٹھکانہ؛ اَغضّ: نظر نیچے رکھنے کا وسیلہ ہے۔
- وجاء: خصیتین کو کوٹ کر کے "لائف سپلائی" (life supply) کو ختم کرنا۔
- یخرج من بین الصلب والترائب: پیٹھ اور سینے کے درمیان: اسلئے کہ ماں کے پیٹ میں جب بچہ بنتا پھر نیچے اترتا رہتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الهِلاَلَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا» (حدیث:1906-1907-1908-1909-1910-1911)

- دؒ: یوم الشک کا روزہ واجب ہے فی یوم غیم وفی یوم صحوٍ: 1) یجب؛ 2) لایجب؛ 3) یتبع الإمام
- فؒ کؒ: مکروہ؛ احناف: رمضان کی نیت سے رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور واجب آخر کی نیت سے تو مکروہ تنزیہی ہے۔
- اگر صوم معتاد پہلے سے رکھتا تھا پھر تو ٹھیک ہے: مستحب؛ فقہاء: جو مقتداء ہیں وہ رکھے اور عام آدمی کو نہیں رکھنا چاہئے۔
- شیخ الھند نہیں رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم عام لوگ ہیں۔ اور حدیث کے عموم سے ڈر لگتا ہے (فقد عصی اَبا القاسم)
- مصنف فؒ اور کؒ کے ساتھ ہیں اس مسئلہ میں

- احناف: من صام یوم الشک شاکًا.........
- حدیث: ھل صمتَ من سرر شعبان؟ قال لا، قال إذا أفطرتَ فصم یومًا
- نفل رکھ سکتے ص256: باب لا یتقدم رمضان بصوم یوم أو یومین

بَابٌ: شَهْرَا عِيدٍ لاَ يَنْقُصَانِ(حدیث:1912)

- کم تو ہونگے، اگر مطلب یہ کہ دونوں ایک سال میں کم نہیں ہونگے تو کم تو ہوتے ہیں!؟
- 1) لاینقصان فی عام واحدٍ غالبًا؛ 2) فی عام خاصٍ؛ 3) لاتعدوھما ناقصین: یہ مت سوچو اور مت کہو کہ ہائے افسوس کہ صرف 29 روزے رکھے؛ 4) لاینقصان فی الفضیلۃ والثواب؛ 5) لاینقصان فی الأحکام۔30 کا حکم برابر ہے 29 کے حکم سے
- رمضان کو عید کہا کہ اسکے اختتام پر عید ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ نَكْتُبُ وَلاَ نَحْسُبُ»(حدیث:1913)

- حساب کتاب کا اعتبار نہیں
- آج کل علماء کہتے: نفی میں اعتبار ہونا چاہئے اور اثبات میں اعتبار نہیں۔
- امۃ امیۃ: لا نکتب ولا نحسب فی ھذا الحکم (مہینے کے بارے)

بَابٌ: لاَ يَتَقَدَّمُ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلاَ يَوْمَيْنِ(ص256)(حدیث:1914)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: نفل روزہ کو فرض بنانے کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ غیر رمضان رمضان بنے گا اور عید شوال غیر شوال ہوگا، پھر نصاری کی مشابہت ہوگی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: {أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ} [البقرة: 187](ص257) (حدیث :1915)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مشروعیت وجواز السحور
2) النیۃ من اللیل لا تلزم اسلئے کہ فجر تک جمع ممکن ہے۔

-ھن لباس: پردۂ عیوب / مانع الفسوق والفجور / عن البرد / ایک دوسرے کا محتاج / بلنکٹ اور ماٹرس (blanket and matress) کا تعلق

-فتاب علیکم: رحم فرمایا تم پر اور سخت حکم کو منسوخ کیا۔

-عفا عنکم: توسیع کردی / رخصت کردی / گناہ کے اثر کو مٹایا۔

-پہلے زمانے میں یعنی ابتدائے اسلام میں اگر سوجاتے تو بعد نہیں کھاسکتے تھے۔

-سُدّی کی روایت: بیوی نے تمر پیش کی تو کہا کہ اس تمر نے میرے پیٹ کو جلایا، استبدل بہ الطحین تو بیوی چلی گئی تو نیند آئی اور سوگئے، تو دوپہر

کے وقت بے ہوشی طاری ہوئی جسکے نتیجے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ} [البقرة: 187] (حدیث:1916-1917)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)شان نزول کا بیان؛ 2)اور روزہ کسی بھی وقت سے شروع؛ 3)رات کو نیت کر سکتا ہے اور دن کے شروع میں بھی۔
- عدی بن حاتم 9ھ میں مسلمان ہوئے حالانکہ یہ آیت بہت پہلے نازل ہو چکی تھی۔
- دوسری حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ عدی بن حتم سے بہت پہلے نازل ہوئی تو جب من الفجر پہلے سے موجود ہے تو عدی کو کیوں احتما ہوا؟
جواب: ''مِن'' میں 2احتمال:1)من بیانیہ اور 2)من سببیہ، تو انہوں نے من سببیہ سمجھا تو بتایا گیا کہ من بیانیہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «لاَ يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سَحُورِكُمْ أَذَانُ بِلاَلٍ»(حدیث:1918-1919)

- سُحور: طعام کے کھانے کو کہتے؛ اور سَحُور: طعام ہے جو سُحور کے وقت کھاتے۔
- اذان: سحور کو ثابت کرتا ہے۔
- حذیفہؓ کی روایت ابن ماجہ میں: تسحَّرتُ مع النبی ﷺ (حتی یطلع الفجر)
- انتقال من السّھولۃ إلی الصعوبۃ
- اشکال: یرقی ذا وینزل: تو کافی وقت تھا دونوں کے درمیان۔
جواب: ایک بیٹھا رہتا تھا اور جب دوسرا آتا تو چڑھ جاتا تھا۔

بَابُ تَأْخِيرِ السَّحُورِ(حدیث:1920)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تاخیر السحور کی فضیلت اور رمضان میں تعجیل فجر کی فضیلت ہے

بَابٌ: قَدْرِ كَمْ بَيْنَ السَّحُورِ وَصَلاَةِ الفَجْرِ(حدیث:1921)

- 10،12منٹ میں پڑھ سکتے 50 آیات تقریباً

بَابُ بَرَكَةِ السَّحُورِ مِنْ غَيْرِ إِيجَابٍ(حدیث:1922-1923)

- من غیر ایجاب اسلئے کہ آپ ﷺ سے صوم وصال ثابت
- أطعم وأسقى:1)یعنی مجھے قوت دی جاتی ہے(کھانے پینے کی قوت)
2)حقیقۃً: فرشتے کھلاتے پلاتے
3)اللہ تعالیٰ کی محبت نے مجھے مستغنی کر دیا کھانے پینے سے

شعر: وذکرک للمشتاق کشراب   وکل شراب دونہ کسراب

- یعینُنی اللہ: پھر اشکال: آپ ﷺ کے رنگ کیوں متغیر ہو جاتا

جواب: 1) صوم وصال کے ساتھ مخصوص ہے (طعمُ اللہ والسقی) اور صوم وصال کے علاوہ یہ کیفیت

2) بھوک اور پیاس لگتا تھا لیکن قوت بدنی رہتی تھی۔

3) عبادت کی لذت کی وجہ سے احساس نہیں ہوتا تھا بھوک کا۔

- سحور میں برکت: 1) اجرًا وثوابًا؛   2) قوۃً وعبادۃً؛   3) طبیعت میں نشاط رہتی؛   4) سحری کھائے تو اطمینان اور خیر حاصل ہوتا

بَابُ إِذَا نَوَى بِالنَّهَارِ صَوْمًا (حدیث:1924)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ائمہ ثلاث کی تردید اور احناف کی موافقت: رات کی نیت ضروری نہیں۔ بلکہ فجر کے وقت بھی نیت کر سکتے ہیں اور ائمہ ثلاث کے نزدیک رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔
- احناف: نفل اور اداء مضان میں بھی رات سے نیت ضروری نہیں، اس طرح جب آپ ﷺ نے عاشوراء کا روزہ رکھا تھا دن میں نیت کی تھی اور نذر معین کے لئے بھی نیت رات سے ضروری نہیں ہے۔
- نذر مطلق، روزۂ کفارہ اور قضاء روزوں میں یعنی ان تین میں نیت ضروری ہے رات سے۔
- کؒ: نیۃ النھار صحیح نہیں ہے؛   فؒ دؒ: نیۃ النھار نفل میں جائز اور فرض میں کافی نہیں ہے۔
- حؒ: نذر معین اور رمضان کے روزے اور نفل میں نیۃ النھار جائز ہے۔
- اشکال:

جواب: 1) نیت جب اکثر میں ہو تو للاکثر حکم الکل کا قاعدہ جاری ہوگا اسلئے کہ الصوم بمنزلۃ عبادۃ واحدۃ

2) نیۃ اَول النھار کافی ہے کیونکہ روزے کی حقیقت ومشقت آخر النھار میں ظاہر ہے اصل اسلئے اگر آخر النھار سے پہلے اَول النھار میں کیا تو کافی ہے اور قرآن میں آیا: ثم اَتمواالصیام اِلی اللیل یعنی اصل اتمام ہے روزے میں اسلئے کہ وہ مشکل وقت ہے اسلئے اس پر تاکید کی اور اسکو خاص ذکر کیا۔

- فرض روزوں میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ دن کی نیت کافی ہے یعنی صوم عاشوراء کے لئے فرمایا تھا

- ابن مسعودؓ: ولما فرض رمضان ترک عاشوراء (یعنی فرضیت ساقط نہ کہ استحباب) یعنی فرضًا متروکًا

شافعیہ کے نزدیک فرض نہیں تھا اور کہتے کہ بنو اَسلم سے آپ نے فرمایا تھا.........

لاصوم لمن لاینبت اللیل

- اگر مطلق روزے کی نیت کی یا نفل روزے کی یا مریض نے نفی یا واجب آخر کی نیت کی اور رمضان کا مہینہ ہے تو ان سب کا روزہ رمضان کے فرض روزوں کے لئے مانا جائے گا اور اگر مسافر واجب آخر کی نیت کرے تو اسی کے لئے واقع ہوگا اسلئے کہ اسکو اختیار ہے رکھنے یا نہ رکھنے پر۔

بَابُ الصَّائِمِ يُصْبِحُ جُنُبًا (ص258) (حدیث:1925-1926)

- سلف صالحین میں اختلاف تھا؛   ائمہ اربعہ اور جمہور صحابہؓ: جنابت اور صوم جمع ہو سکتے ہیں اور مصنفؒ کا یہی مسلک ہے۔

- قرآن کے موافق بھی یہی ہے: حتی یتبین لکم الخیط الأبیض من الخیط الأسود اور قیاس بھی یہی ہے کہ دن میں احتلام ہو تو دونوں جمع ہو گئے اور صوم باقی۔
- احل لکم لیلۃ الصیام الرفث (پوری رات مراد) تو ظاہری بات ہے کہ صبح کے وقت جنابت کی حالت میں ہو گا
- ابو ھریرہؓ اسکے خلاف روایت بیان کرتے اور فضل بن عباس سے مروی: من أصبح وھو جنب فلا صوم لہ۔
- جواب: 1) یہ منسوخ ہے؛ 2) فلا صوم لہ صوماً کاملًا مراد؛ 3) جنابت والے کام میں مشغول رہے صبح کے وقت تو فلا صوم لہ
- مروان گورنر تھے معاویہؓ کی طرف سے مدینہ منورہ پر۔

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ (حدیث: 1927)

- مباشرۃ بمعنی مس یا قبلہ ہے؛ دؒ: مباح؛ کؒ: مکروہ؛ حؒ فؒ: جوان کے لئے مکروہ اور بوڑھے کے لئے گنجائش ہے۔
- ملامست ماتحت الثوب او الإزار؛ عائشہؓ: جماع حرام ہے باقی میں کراہت ہے۔
- الإربُ: العضو المخصوص؛ الأرَبُ: الحاجۃ؛ مباشرۃ لغۃً: اتصال الجلد بالجلد۔

بَابُ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ (حدیث: 1928-1929)

- تقبیل کے نتیجے میں اگر مذی نکلی تو فؒ حؒ: روزہ قائم ہے؛ دؒ: ٹوٹ جائے گا؛ منی نکلی تو روزہ ٹوٹ جائے گا
- ضحکتْ: خوش ہو کر تذکیراً لمرتبھا عند رسول اللہ ﷺ۔

بَابُ اغْتِسَالِ الصَّائِمِ (حدیث: 1930-1931-1932)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صائم کے لئے غسل جائز ہے اور جن چیزوں کا تذکرہ کیا جب جائز ہیں تو غسل بہ درجہ اولی جائز ہے
- علیؓ سے مروی ہے کہ دخول الحمام مکروہ: یہ روایت ضعیف ہے۔
- شعبی کا انتقال ہوا حمام میں مستقبل القبلۃ
- مضمضہ اگرچہ سمندر کے پانی سے چونکہ ذائقہ موافق طبیعت نہیں ہے۔
- دھین، مترجل غسل کی طرح ہے
- مسواک: حؒ: سب جائز یعنی ہر وقت گیلی و تر ہو یا سوکھا ہو؛ کؒ: رطب اور غیر رطب کا فرق کرتے اور یابس کل النھار جائز ہے۔
- فؒ: أول النھار یابس و رطب ممکن ہے اور آخر النھار کچھ نہیں۔ دؒ: رطب بالکل نہیں اور یابس صبح کر سکتا ہے اور شام نہیں۔
- مصنفؒ احناف کے موافق ہے اس مسئلہ میں۔
- .... أی النھار أسوک، قال أی النھار شئتَ
- سرمہ براہ راست معدہ کو نہیں پہنچتا ہے: فؒ: لا بأس بالکحل؛ دؒ: مکروہ؛ حؒ: بالکل جائز: اکتحل النبی ﷺ وھو صائم
- حدیث: لا تستاک بالعشی (رواہ الدارقطنی والبیھقی و لکنہ ضعیف)
- الکفارۃ تختص بالجماع: فؒ دؒ اور احناف ومالکیہ: لا تختص بالجماع

- ابو ھریرۃؓ: من افطر فی شھر رمضان ناسیًا فلا قضاء علیہ ولا کفارۃ
- ولکن یؤاخذ کم بما کسبت قلوبکم تو نسیان میں نہیں اور قصدًا میں ہے۔ مصنف ؒ امام فؒ کے موافق ہیں۔
- احناف: لم یقضہ وإن صام الدھر کا مطلب وہ برکت وثواب حاصل نہیں ہو سکتی۔
- علت: قصدًا رمضان یا صوم کے خلاف ورزی کیا۔
- جماع کا وقوع اقل قلیل ہے اور اسکی وجہ سے کفارہ ہے تو کھانے پینے کا وقوع اکثر ہے تو بہ درجہ اولی ہونا چاہئے۔
- احادیث کے موافق: رجل اکل فی رمضان فأقرہ أن یکفر
- ابو ھریرۃؓ: إن النبی ﷺ امر رجلاً أفطر أن یُعتق....
- إن رجلا قال أفطرتُ فی رمضان قال: من غیر عذر ومرض تو آپ ﷺ نے اعتاق کا حکم دیا قال نعم فاعتق رقبۃً۔
- احناف: مخطی کے لئے قضاء ہے اسلئے کہ روایت میں ہے کہ صائم مبالغہ فی الاستنشاق نہیں کرے گا۔
- آپ ﷺ نے لقیط بن............بالغ فی الاستنشاق إلا أن تکون صائمًا
- قال حسن لو دخل علیہ الذباب.........

بَابُ الصَّائِمِ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا(حدیث:1933)

- فؒ: کچھ نہیں (اگر پانی غلطی سے چلا گیا)؛ کؒ: افطار ہے؛
- فؒ: لا شیء علیہ؛ کؒ: اسپر قضاء ہے اسلئے کہ بہت بڑا نسیان ہے (اقل قلیلًا)؛ دؒ: جامع ناسیًا فعلیہ الکفارۃ۔

بَابُ سِوَاكِ الرَّطْبِ وَاليَابِسِ لِلصَّائِمِ(حدیث: 1934)

- مسواک کرنا ممکن ہے اگرچہ ذائقہ منہ میں باقی رہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ «إِذَا تَوَضَّأَ، فَلْيَسْتَنْشِقْ بِمَنْخِرِهِ المَاءَ» وَلَمْ يُمَيِّزْ بَيْنَ الصَّائِمِ وَغَيْرِهِ(حدیث:...)

- پانی اندر چلا گیا تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن ائمہ اربعہ: صائم استنشاق نہیں کرے گا۔
- سعوط: احناف: ہر وقت قضاء؛ فؒ کؒ دؒ: اگر پانی پہنچا نیچے تک تو قضاء
- الفطر مما دخل لا مما خرج۔

بَابُ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ(ص259)(حدیث:1935)

- رمضان میں روزے کی حالت میں جماع کرے تو بالاتفاق کفارہ ہے۔ فؒ دؒ: اکل وشرب کی وجہ سے کفارہ نہیں ہے۔
- تخریج المناۃ: استخراج العلل؛ تنقیح المناۃ: ایک مناسب علت کو اختیار کرنا؛ تحقیق المناۃ: کسی واقعہ پر فِٹ کرنا: نباش مثلاً
- یہاں کفارہ کی علت کیا ہو سکتی ہے؟: 1) خروج المنی (یہ تو احتلام میں بھی ہوتا ہے)؛ 2) إدخال الفرج فی الفرج (یہ نکاح میں بھی ہوتا ہے)؛ 3) الجریمۃ فی ضد الصوم (تو یہ صحیح اور اکل وشرب میں بھی پایا جاتا ہے)

- جماع کر کے کفارہ دے یا قضاء ہے؟ مصنفؒ قائل نہیں قضاء کے؛ احناف اور شوافع: قضاء ہے؛ ابن ماجہ: یصوم یومًا مکانہ
- صوم الدھر پورا نہیں کر سکتا ہے (یعنی برکات وغیرہ کے اعتبار سے) ورنہ 2 مہینے روزے کیوں ہے؟
- ایک روایت میں 15 صارع اور ایک میں 20 صاع کا ذکر ہے اور ایک روایت میں عرق
- احناف: ابن عباسؓ سے مروی ہے: یطعم کل مسکین نصف صاع من بُرٍّ

بَابُ إِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَيْءٌ، فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلْيُكَفِّرْ(حدیث:1936)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) فقیری کی وجہ سے کفارہ ساقط ہے یا نہیں؟ دؒاور فؒ کا ایک قول: کفارہ ساقط ہے فقیری کی وجہ سے
- مصنفؒ: دؒ کی مخالفت کرتے؛ 2) کؒ کی تردید ہے جو تخییر کے قائل ہیں؛ احناف: ترتیب ہے
- أطعمہ أھلک: 1) اب اپنے گھر والوں کو کھلاؤ بعد میں کفارہ دینا (یہ جواب خلاف واقع ہے)

2) یہ انکی خصوصیت تھی ورنہ قرآن میں یہ حکم نہیں ہے

3) أعطہ الذین لاتنفقوا علیھم یعنی الذین لایحب علیک نفقتھم جیسے بھائی، بہن۔

-ایک کفارہ دے گا یا 2؟

فؒ: ایک کفارہ ہے کیونکہ یہاں 2 کفارے کا ذکر نہیں ہے۔

حؒ کؒ: 2 کفارے ہیں یعنی ایک رجل پر اور ایک مرأۃ پر

- اشکال:....................

جواب: 1) ممکن ہے کہ خیال نہ رکھا ہو لعلھا کانت ناسیۃ لھا؛ 2) ممکن ہے کہ اسکے لئے افطار حلال ہو مثلاً دن میں پاک ہوئی حیض سے؛ 3) ممکن ہے کہ مسافرۃ تھی؛ 4) ممکن ہے کہ مریضۃ تھی؛ 5) صغیرۃ؛ 6) مجنونۃ۔

بَابُ المُجَامِعِ فِي رَمَضَانَ، هَلْ يُطْعِمُ أَهْلَهُ مِنَ الكَفَّارَةِ إِذَا كَانُوا مَحَاوِيجَ(ص260)(حدیث:1937)

- دؒ: أطعمہ أھلہ لیس من قبیل الکفارۃ کسی اور کو دینا پڑے گا
- محواج: جمع محاویج: کثیر الحاجۃ۔

بَابُ الحِجَامَةِ وَالقَيْءِ لِلصَّائِمِ(حدیث:1938-1939-1940)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ دونوں چیزیں مفطر نہیں اور منقض نہیں ہیں اور امام احمدؒ کی تردید ہے کہ انکے نزدیک حجامت ناقض صوم ہے۔
- قے ناقض صوم ہے صرف 2 حالتوں میں: 1) قے کو دوبارہ حلق میں اتارا؛ 2) زبردستی قے کرے منہ بھر کے۔ (الاستقاء ملأ الفم)
- قے کی کئی قسمیں: اور کئی صورتیں ہیں: 1) قے؛ 2) استیقاء پھر ہر ایک میں ملأ الفم یا غیر ملأ الفم اور أعاد یا أخرج، مع تذکر الصوم أم لا
- افطر الحاجم والمحاجم کا جواب:

1) ھذا منسوخ من الحدیث الآتی (احتجم وھو صائم)؛ 2) ھذا علی سبیل التغلیظ والوعید

3) لأجل الغیبۃ (ثواب میں اثر ہے)؛ 4) تعرُّض الصوم علی النقض (قریب ہے کہ منہ میں چلا جائے تو اندیشہ ہے کہ توڑ دے)

جیسے لاصوم لمن صام الدھرَ۔

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَالإِفْطَارِ(حدیث:1941-1942-1943)

- ظؒ:افطار افضل ہے؛ احناف:صوم بہتر ہے اِلا یہ کہ وہ بہت ہی کمزور ہو جائے اسکی وجہ سے
- من کان لہ حمولۃ یأوی إلی شبعٍ فلیصم رمضان
- اسی طرح:المصیبۃ إذا عمت طابت۔ فؒ:رات کی نیت پر عمل کرنا ضروری ہے۔
- جمہور:مسافر جب رات کو نیت کرے تو صبح سے افطار جائز ہے اسکے لئے۔
- اگر آدمی نے روزہ شروع کیا سفر میں تو پھر افطار نہیں کر سکتا ہے سوائے یہ کہ سخت مشقت وضرورت ہو تو افطار کر سکے گا اور قضاء ہو گا نہ کہ کفارہ۔

بَابُ إِذَا صَامَ أَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ(حدیث:1944)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے کہ من کان مقیمًا فی أول الشھر فلا یجوز لہ الإفطار
- علیؓ:من استقل علیہ رمضان فی الحضر ثم سافر فلیس لہ أن یفطر(ھذا ضعیف)اور اسکے مقابلے میں قوی روایتیں موجود ہیں۔

باب(ص**261**)(حدیث:1945)

- باب فضیلۃ الصوم فی السفر کما قال تعالیٰ:وأن تصوموا خیر لکم۔
- آپ ﷺ کی اقتداء کا تقاضا یہ ہے کہ سفر میں روزہ رکھے
- فتح مکہ میں ابن رواحہ زندہ تھے اور امام ترمذی نے جو فرمایا کہ غزوۂ موتہ فتح مکہ سے پہلے تھا یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ابن رواحہ موجود تھے

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ وَاشْتَدَّ الحَرُّ «لَيْسَ مِنَ البِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ»(حدیث:1946)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:افطار اس شخص کے لئے ہے جو انتہائی مشقت میں ہو۔
- حدیث:الصائم فی السفر کالمفطر فی الحضر(روایت ضعیف ہے یا محمول ہے مشقت پر)تو اگر مشقت ہو تو افطار کرے گا۔

بَابٌ: لَمْ يَعِبْ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالإِفْطَارِ(حدیث:1947)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:جب دونوں جانب جائز ہے تو کوئی اعتراض نہ کرے ایک دوسرے پر۔

بَابُ مَنْ أَفْطَرَ فِي السَّفَرِ لِيَرَاهُ النَّاسُ(حدیث:1948)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)اگر مقتداء ہے تو اسکو لوگوں کے سامنے افطار کرنی چاہئے تاکہ لوگ اسکو دیکھکر اسکی اقتداء کرے اور مشقت سے بچ جائے۔ 2)یا اگر وہ دیکھے کہ لوگ رخصت پر عمل نہیں کرتے تو سب کے سامنے رخصت پر عمل کرے تاکہ سب جان لے کہ رخصت کا پہلو بھی ہے۔

بَابُ {وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ} [البقرة: 184] (حدیث:1949)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آیت کریمہ کے منسوخ ہونے کا بیان ہے۔
- 1)ابتداء میں یہ اختیار تھا یعنی طاقت والا کو بھی اختیار تھا۔ پھر منسوخ ہوا۔

2) "لا" مقدر ہے اور یہ عربی میں ہوتا رہتا ہے۔

3)یطیق باب افعال سے ہے اور باب افعال میں ہمزہ سلب ماخذ کے لئے ہے یعنی جسکی قوت سلب ہو جائے۔

4)مشقت کے ساتھ کام کرنے کو کہتے: یطیق یعنی بڑی مشقت سے طاقت رکھنا۔

5) محمول ہے صدقۃ الفطر پر جیسے شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے۔

6)شاہ صاحب کے نزدیک: ایامًا معدودات کا متعلق أیام بیض سے ہے تو جسکو رکھنا ہے رکھے۔

-ابن عباسؓ: یہ شیخ کبیر کے لئے ہے۔ اور اسکی مثال: کتب علیکم الوصیۃ للوالدین منسوخ ہے لیکن اگر للوالدین الکافرین ہو تو پھر ٹھیک ہے یا للوالدین بالحصص الشرعیۃ ہو۔

-علی سفر: 1)مریدُ السفر؛ 2)یا سفر آسانی کی طرف اشارہ ہے۔ 3)یا شروع سے سفر پر ہو۔

-وأن تصوموا خیر لکم: واجب ہونے کی طرف اشارہ ہے یا پوری آیت کی طرف اشارہ

-مولانا کشمیریؒ: ایامًا معدودات: ایام بیض کی طرف اشارہ ہے

-شھر رمضان: رمضان کے روزے

-فمن شھد منکم الشھر: ستّ من الشوال کی طرف اشارہ ہے۔

بَابٌ: مَتَى يُقْضَى قَضَاءُ رَمَضَانَ(حدیث:1950)

- اسکے لئے وقت مقرر نہیں ہے چاہے متفرقًا یا متتابعات رکھیں اسلئے کہ فعدۃ من أیام أخر میں کوئی قید نہیں ہے۔
- ہاں عائشہؓ سے متتابعات کی قراءت مروی ہے لیکن چونکہ قراءت شاذۃ ہے تو استحباب پر محمول ہوگا زیادہ سے زیادہ۔

بَابٌ: الحَائِضُ تَتْرُكُ الصَّوْمَ وَالصَّلاَةَ(حدیث:1951)

- ابھی گزر چکا ہے یہ باب! جواب: پہلے بہ حیثیت حائضہ گزرا اور اب بہ حیثیت صوم ہے۔
- ان لوگوں کا ذکر ہے جن کے لئے روزے جائز نہیں؛ اگر صوم ساقط ہے وقتی طور پر تو بعد میں قضاء کرے گی۔

بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ(حدیث:1952-1953)

- حسن:30 آدمی تیار ہو اور روزہ رکھے اسکی طرف تو جائز ہے؛ ائمہ ثلاث: لا یصلی ولا یصوم أحد عن أحد
- دؒ: نذر جائز کہ دوسرے کی طرف رکھے؛ دؒفؒ: اگر دوسرا اسکی طرف رکھے تو ولی کا رکھنا بہتر ہے اور فدیہ بھی دے
- ائمہ ثلاث کی دلیل: عمرۃؓ نے عائشہؓ سے کہا: إن أمی قد توفیت................ أیصلح أن أقضی عنھا؟ قالت لا وأن تصدقی عنھا خیرٌ
- ولا تزر وازرۃ وزر أخری؛ ابن عمرؓ: آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: من مات وعلیہ صوم رمضان فلیُطعم عنہ کل یوم مسکینًا

- ابن عباسؓ: لایصلی أحدٌ عن أحد ولایصوم أحد عن أحد ولکن یطعم عنہ
- صام عنہ ولیہ استحبابًاوبرکتًا
- اگر وصیت کی تو ثلث کی حد تک عبادت مالی نافذ ہوگی اور اگر وصیت نہیں کی تو وارثین پر ہے یعنی انکی مرضی ہے
- عبادت مالیہ جیسے صوم یاصلوۃ کے بدلے میں فدیہ ہے؛صوم کے بدلے فدیہ ثابت ہے لیکن صلوۃ کے بدلے میں ثابت نہیں،ہاں قیاسًا ثابت کیاجاسکتاہے۔
- کؒ: اس پر أھل مدینہ کا عمل نہیں ہے اور روایت اضطرابات سے خالی نہیں
- اس روایت میں: اختٌ یا أمٌّ کا مسئلہ ہے؛ رجل یاامرأۃ آئی؛ قضائے رمضان یانذر کا معاملہ تھا
- کتنے قضاء تھیں: 15 یا 30 تو 4 قسم کے اضطرابات ہیں تو ممکن ہے کہ متعدد قصے ہو اور 30 میں 15 داخل ہے۔

بَابٌ: مَتَى يَحِلُّ فِطْرُ الصَّائِمِ(ص262)(حدیث:1954-1955)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ان لوگوں کی تردید جیسے ابوموسی اشعریؓ: تاخیر کرناچاہئے إذامضی جزء من اللیل پھر افطار کرے
- صرف سورج کا غائب ہونا نہیں بلکہ اچھی طرح مشرق و مغرب کو دیکھو کہ ایسانہ ہو کہ سورج ڈوبانہیں بلکہ صرف غائب ہوا بادل یاپہاڑ کے پیچھے؛ کس چیز سے افطار بہتر: رطب یاتمر یاپانی سے۔
- فإن لم تکن فعلی تمرات، فإن لم تکن حساحسوات من ماء۔

بَابٌ: يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ مِنَ المَاءِ، أَوْ غَيْرِهِ(حدیث:1956)

- من وجد تمرًا فلیفطر علیہ، استحباب پر محمول ہے
- ابن حزم کی تردید ہے کہ تمر واجب ہے؛ ایک روایت میں: کان رسول اللہ ﷺ یفطر علی تمرات أو شیء لم تمسّہ النار أولم تصبہ النار
- مجاد ؒ: مسلمان کے لئے دعاستسقاء ہے مشرکین کے لئے ستارے تھے۔

بَابُ تَعْجِيلِ الإِفْطَارِ(ص263)(حدیث:1957-1958)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: افطار میں تعجیل کرناچاہئے اور بعض صحابہؓ تاخیر کے قائل ہیں تو انکے قول کی تردید ہے۔
- ایک روایت: إن الیھود والنصاری یؤخرون......
- مستدرک حاکم: 685 - ... عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ غَازِيًا وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ يَوْمَئِذٍ عَلَى مِصْرَ، فَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ فَقَامَ إِلَيْنَا أَبُو أَيُّوبَ، فَقَالَ: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ يَا عُقْبَةُ، فَقَالَ: شُغِلْنَا، فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ مَا آسَى إِلَّا أَنْ يَظُنَّ النَّاسُ أَنَّكَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ هَكَذَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «لَا يَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ أَوْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى يَشْتَبِكَ النُّجُومُ» .
- مصنف عبدالرزاق میں: 7591 - عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ: «كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَ النَّاسِ إِفْطَارًا وَأَبْطَأَهُ سُحُورًا».

بَابُ إِذَا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ(حدیث:1959)

- قضاء کا حکم متعدد حضرات سے وارد ہے: عمرؓ، ابوذرؓ.

بَابُ صَوْمِ الصِّبْيَانِ(حدیث:1960)

- کؒ: بچے روزہ نہ رکھے تو بعض مالکیہ کی تردید ہے؛ مأمور بہ نہیں لیکن بہتر ہے تا کہ عادت پڑ جائے جیسے نماز کا حکم ہے 7سال کی عمر سے اور 10 سال پر پٹائی ہے اَی ضربًا اَیو بیًالا ضربًا سلیمانیًّا
- غداۃَ عاشوراء: احناف استدلال کرتے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یوم عاشوراء کا روزہ فرض تھا۔
- اور نیۃ النھار کافی ہے فرض کے لئے۔

بَابُ الوِصَالِ، وَمَنْ قَالَ: «لَيْسَ فِي اللَّيْلِ صِيَامٌ»(حدیث:1961-1962-1963-1964)

- صوم وصال: مسلسل روزے رکھنا جسکے درمیان میں افطار نہ ہو۔ اور وضوء میں وصال: مضمضہ میں وصل ہے اور اَھلِ معانی کے یہاں وصال: عطف ہے؛
- احناف: مکروہ تنزیہی (ضعف کے پیدا ہونے کی وجہ سے)؛ ائمہ ثلاث: مکروہ تنزیہی؛ فؒ: مکروہ تحریمی؛ کؒ: مکروہ
- وصال کی 2 قسمیں: 1) سحری بھی نہ کرے؛ 2) الوصال إلی السحر: یہ دؒ کے نزدیک مباح اور ہمارے قواعد اسکے خلاف نہیں
- مختلف روایات: بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ شفقۃً منع فرمایا
- ابوداود میں: 2374 - ... عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، حَدَّثَنِي رَجُلٌ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الحِجَامَةِ وَالْمُوَاصَلَةِ وَلَمْ يُحَرِّمْهُمَا إِبْقَاءً عَلَى أَصْحَابِهِ» فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ تُوَاصِلُ إِلَى السَّحَرِ، فَقَالَ: «إِنِّي أُوَاصِلُ إِلَى السَّحَرِ، وَرَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي».
- حدیث حاشیہ نمبر9: إن اللہ تعالی لم یوجب الصیام باللیل فمن صام فقد تعنی
- ابو سعید خدریؓ کی حدیث: فأیکم یواصل فلیواصل إلی السحر
- کان رسول اللہ ﷺ یواصل إلی السحر ففعل بعض أصحابہ فنھاھم (یہ روایت صحیح نہیں) اسلئے کہ یہ روایت عبیدۃ نے روایت کی معاویہ کے خلاف
- عبد اللہ بن عمرو بن العاص: 15 سال تک وصال کرتے تھے
- عثمان بن بشیر: نھی رسول اللہ ﷺ عن ھذا و قال إنما یفعل ذلک النصاری یعنی رہبانیت کی نیت سے وہ کرتے تھے
- خلاصہ: صوم وصال ممنوع ہے لذاتہ نہیں بلکہ ممنوع لغیرہ ہے: ضعف و کمزوری کی وجہ سے۔
- تعمّق: مبالغہ کرنا، اتنا کہ مطلوب نہیں ہے شریعت میں اور ممنوع ہے۔
- أطعم وأسقیک 1) من طعام الجنۃ؛ 2) قوۃً؛ 3) اللہ کی محبت میں۔

بَابُ التَّنْكِيلِ لِمَنْ أَكْثَرَ الوِصَالَ(حدیث:1965-1966)

- التنکیل: والوعید والعقوبۃ؛
- اس باب میں مصنفؒ تطبیق کرتے: کہ بعض رویات میں صوم وصال ہے اور بعض میں نہیں ہے تو نہی محمول ہو گا کثرت پر۔
- نہی کے 4 محمل ہیں: 1) نہی کثرت سے؛ 2) تطویل سے؛ 3) شفقت کی وجہ سے؛ 4) یا منسوخ ہے۔

- كَلِفَ يَكْلَفُ: 1) برداشت؛ 2) حرص؛ 3) عشق ومحبت
- شعر: فجئنی بمثل المسک أطیب نکھۃً فجئنی بمثل اللیل أطیب مرقدًا
یکون الخال فی خدٍّ قبیحٍ فیکسوہ الملاحۃ والجمال

بَابُ الوِصَالِ إِلَى السَّحَرِ (ص464) (حدیث:1967)

- دؒ: مطلوب ہے؛ ائمہ ثلاث: جائز ہے۔

بَابُ مَنْ أَقْسَمَ عَلَى أَخِيهِ لِيُفْطِرَ فِي التَّطَوُّعِ، وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِ قَضَاءً إِذَا كَانَ أَوْفَقَ لَهُ (حدیث:1968)

- 1) جو قسم دلائے اپنے بھائی کو؛ 2) قسم کھائے کہ اللہ کی قسم تم روزہ توڑوگے ورنہ حانث ہونگا (اپنی قسم کی نیت)
- فؒ: قضاء نہیں؛ کؒ: معذور قضاء نہیں ورنہ ہے؛ حؒ: مطلقاً قضاء ہے۔
- انس بن سیرین: أنہ صام یوم عرفۃ، فعطش عطشًا شدیدًا فسأل عدّۃ من اصحاب النبی ﷺ فأمر أن یقضی یومًا مکانہ۔
- عائشہؓ اور حفصہؓ: اصبحت أنا وعائشۃ صائمتین متطوعین فأھدی لنا طعامٌ فأفطرنَ، فقال رسول اللہ ﷺ: اقضیا یومًا مکانہ
- ابو سعید خدریؓ: صنع بو سعیدؓ طعامًا فوضع فقال رجل أنا صائم فقال النبی ﷺ دعاک أخوک وتکلف لک، أفطِرْ وصم یوما مکانہ
- عائشہؓ: آپ ﷺ نے روزہ رکھا تھا پھر جب گھر آئے تو کہا: إنا خبئنا لک حَیسًا، إنما أنا کنات صائمًا
- قربی..................یوما مکانہ۔
- شافعیہ وغیرہ ان احادیث کو استحباب پر محمول کرتے۔ اور لاتبطلوا أعمالکم کا بھی یہی تقاضا ہے۔
- حدیث: المتطوع امیر نفسہ یعنی رکھنے میں، اور اگر نفل روز توڑا بغیر عذر تو گناہ اور قضاء ہے۔
- وہ کہتے ہیں کہ ابو سعید خدریؓ کی روایت میں: إن شئتَ ہے آخر میں تو احناف کا جواب یہ ہے کہ إن شئتَ افطار سے متعلق ہے نہ کہ قضاء سے۔

بَابُ صَوْمِ شَعْبَانَ (ص264) (حدیث:1969-1970)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: شعبان کے روزوں کا استحباب ہے یا اہتمام اور اس مہینے میں ازواج قضاء روزے رکھتی تھی اور آپ ﷺ اس مہینے میں زیادہ روزہ رکھتے تھے تاکہ تکمیل بھی ہو نفل روزوں کی۔
- شعبان کا وجہ تسمیہ: 1) یتشعّبُ فیہ خیر کثیر
یہ زیادہ معقول ہے اسلئے کہ شعبان اسلام سے پہلے سے ہے؛ 2) رجب میں شکار اور حملہ نہیں کرتے تھے تو شعبان میں یتشعَّبون اور ضعیف روایت کے مطابق اسلئے کہ اعمال اٹھائے جاتے نصف شعبان میں۔
- کان یصوم شعبان کلَّہ: تو یہ صحیح نہیں اسلئے کہ ماصام رسول اللہ ﷺ شھرًا کاملاً قطُّ غیر رمضان۔
جواب: کلَّہ سے مراد أکثرہ یا مُعظَمُہ ہے؛ 2) احیانًا رکھتے تھے پورے شعبان۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺوَإِفْطَارِهِ(حدیث:1971-1972-1973)

- صوم..................تو کچھ دن کے لئے کرتے پھر چھوڑتے
- 1)نوم وصلاۃ کے اوقات متعین نہیں تھے(بعید ہے)

2)آپ ﷺ کے 2اوقات متعین تھااوا سمیں ترتیب ونظام تھا جیسے آپ ﷺ کی زندگی میں۔

-عنبر،مشک،عود،گلاب۔

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ فِي الصَّوْمِ(حدیث:1974)

- سوال:مہمان کا حق تو ترک صوم میں ہے نہ کہ صوم میں!؟

جواب:تُبَدِّلُ صومک بالافطار،حق الضیف۔

بَابُ حَقِّ الجِسْمِ فِي الصَّوْمِ(ص265)(حدیث:1975)

- ترجمۃالباب کا مقصد:1)مہمان کی وجہ سے ترک الصوم ممکن ہے؛

2)جسم کا حق ہے اورواجب ہے کہ صوم نہ کرے إذاخاف الھلاک اور جب کمزوری آجاتی ہے تو مندوب ہے۔

-فلا تفعل:امرإرشادی ہے نہ کہ امر شرعی۔

زورک:ضیفک؛ إن بحسبک أی کافیألک أن نصوم

- فإذًا:میں فاءجزائیہ لیکن بہ ظاہر ظرف ہے۔

بَابُ صَوْمِ الدَّهْرِ(حدیث:1976)

- مختلف روایات: فؒ:مستحب إلاکہ حق واجب فوت ہو پھر مکروہ ہے۔
- حدیث:من صام الدھرضیقت علیہ جھنم
- لیکن چونکہ اکثربیوی اور جسم کا حق فوت ہوتے تو اسلئے مکروہ ہوتا ہے
- إن رجلایصوم الدھرفعلاہ عمرؓبالدُّرفقال کل یادھریّ(محمول ہے کہ واجب فوت ہوتا تھا)
- حؒ:خلاف اولی کے درجے میں؛ ابن حزم:حرام؛
- فضیلت ودرجے میں صیام الدھر کے برابر ہے۔
- صوم داؤدی کی افضل الصیام بتایالیکن آپ ﷺ نے نہیں رکھا۔

بَابُ حَقِّ الأَهْلِ فِي الصَّوْمِ(حدیث:1977)

- أھل کا حق ہے بأن یبدل الصوم بالافطار
- دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ خود انکے پاس پہنچے تو دونوں کام ہوئے ہونگے۔
- لاصیام من صام الأبدمرتین یعنی:1)لایجوزصومہ اگر ممنوع دن بھی روزہ رکھتاہو۔

2)بددعاءہے جو صوم ابدرکھے تو اللہ کرے کہ روزے ہی سے محروم رہے۔

3)لم یحصل لہ أجرالصوم اسلئے کع عادت بن گئی حلانکہ عبادت ہے۔

4)لأنہ صار مخالفًا لحکم الشرع(جب ضعف پیدا کرتا ہو)۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمٍ وَإِفْطَارِ يَوْمٍ(حدیث:1978)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:ھذا أفضل الصیام
- أقرء القرآن فی کل شھر یہ دلیل ہے کہ قرآن میں 30 پارے ہیں اور جو کہتے کہ 30 پارے بدعت ہے اور قرآن کو عضین بنایا تو یہ بات غلط ہے اسلئے کہ عضین کا مطلب یہ ہے کہ بعض قرآن کو شعر یا سحر یا کچھ یا کچھ بتائے۔
- تمیم داریؓ اور حجاج بن یوسف ایک رات میں ایک ختم کرتے تھے؛ حؒ اور امام بخاریؒ: ایک دن میں؛ ابن زبیرؓ: ایک رکعت میں؛ ابن عمرؓ: آپ ﷺ نے 3 دن سے کم میں منع کیا تھا، پھر اجازت دی۔
- سعید بن جبیرؒ: 2 دن میں ختم کرتے تھے۔

بَابُ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ(حدیث:1979-1980)

- یہ گزر گیا پہلے!؟ جواب: دلیل ہے کہ افضل الصیام ہے ایک جلیل القدر نبی کی اقتداء ہے
- احناف: افضل سوم داوٗدؑ اور امام غزالیؒ: افضل صوم الدھر ہے جبکہ اس سے کمزوری پیدا نہ ہو۔
- یہاں فدخل علیّ کا ذکر ہے۔

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ البِيضِ: ثَلاَثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ(ص266)(حدیث:1981)

- بیض أی اللیالی البیض؛ صیام أیام البیض ولیالیھا: مستحب ہے؛ کؒ: مکروہ ہے (لیکن یہ نسبت صحیح نہیں ہے)
- یام بیض: 13، 14، 15 (اصح قول کے مطابق اور اکثر روایات اسی پر دال ہیں) (اسمیں 2 سنت جمع ہے: 3 دن کی سنت اور ایام بیض)؛ مہینے کے پہلے 3 دن؛ پیر جمعرات پیر
- غرر پہلے 3 دن؛ شُھب، زُھر، بُھر، بیض؛ ظُلَم، حنادث، دآوی، محاق (آخری 3 دن 28.29.30)
- شعر: بنیتُ بھا قبل المُحاق بلیلۃٍ عجوزٌ عنت أن تکون فتیۃ
- وقد یبس الجنبان الظھرُ وما غرني إلا خضاب بكفها ... وكحل بعينيها وأثوابها الصفر
- ابو ھریرۃؓ: طالب علموں کے امام: 3 دن روزہ: علاج الشھوۃ تاکہ توجہ کتاب کی طرف رہے۔
- رکعتین الضحی: یہ ادائے شکر ہے اسلئے کہ پورے بدن علم میں مشغول: شکر النعمۃ
- وتر قبل النوم: طریق المحنۃ: دیر تک جاگنا ہوتا ہے تو ممکن کہ تہجد کے لئے آنکھ نہ کھلے یا اٹھنا مشکل ہو جائے
- نسائی: آپ ﷺ: إن کنت صائمًا فصم البیض: 13، 14، 15
- سلمان فارسیؓ: آپ ﷺ یأمرنا أن نصوم البیض: 14، 15، 16 وہذا کھیئۃ الدھر فھذا جائز
- اور 12، 13، 14 بھی ایک قول ہے تو اختلاف مضر نہیں بلکہ فائدہ ہے اسلئے کہ مستحب پر عمل کرنے کے لئے آگے پیچھے کر سکتے

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَهُمْ(حدیث:1982)

- خُویصۃ: 1) إن لی ابنًا خاصًّا لخدمتک؛ 2) صرف میرا بچہ، میرے شوہر کا نہیں۔ اسلئے کہ انس بن مالک ہے اور مالک کا انتقال پہلے ہو چکا تھا۔

- حلال دنیا جسمیں آدمی منہمک نہ ہو جو آخرت سے اعراض نہ کرے جسمیں آخرت پر ترجیح نہ دے دنیا کو اور حرص نہ ہو تو مطلوب ہے چنانچہ وہ روایت جو کہتی ہے الدنیا ملعون تو وہ دنیا مراد جو آدمی کو آخرت سے پھیر دے
- آپ ﷺ: نعم المال الصالح للرجل الصالح
- قرآن کریم میں: رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیعٌ
- أجملوا فی الطلب فإن کل میسَّرٌ لما خلق لہ (اعتدال سے کام لو)۔
- سفیان ثوریؒ: کان المال یُستحان فی الزمن الماضی، فأما الیوم فھو تُرسُ المؤمن
- آپ ﷺ آئے اور افطار نہیں فرمائی اور دعا دی
- مقدم الحجاج: 75ھ اور انسؓ 91 یا 93 ھجری تک زندہ رہے تھے۔

بَابُ الصَّوْمِ مِنْ آخِرِ الشَّهْرِ (حدیث: 1983)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مہینے کے آخر میں چاہے شعبان ہو روزہ رکھ سکتے اور شعبان کے آخر میں عادت والے رکھیں گے یا جو خالص نفل کی نیت کرے۔
- سرر: آخر 1) أول الشھر؛ 2) وسط الشھر؛ 3) آخر الشھر (یہی مصنفؒ نے اختیار کیا ہے)۔
- سِرٌّ: راز اور چاند چھپا ہوا ہوتا ہے آخری شھر میں۔
- یعنی رمضان: 1) راوی کی خطاء یعنی شعبان؛ 2) قال سے متعلق ہے: قال لی فی رمضان، ھل صمتَ فی شعبان

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الجُمُعَةِ (حدیث: 1984-1985-1986)

- فؒ دؒ: مکروہ ہے صرف جمعہ کا روزہ؛ کؒ: مباح ہے؛ احناف: 1) اباحت؛ 2) کراہت (نور الإیضاح اور اسکے شروحات میں)
- اباحت کی دلیل: کان رسول اللہ ﷺ یصوم من کل شھر ثلاثۃ أیام وقلّما یُفطر یوم الجمعۃ
- حکمت: جمعہ میں روزہ نہ رکھنے کی: 1)

2) جمعہ کی عبادت سے ضعف پیدا نہ ہو جائے

3) تعمق فی العبادۃ یعنی مبالغہ نہ ہو تعظیم میں

4) وجوب کا عقیدہ نہ ہو

5) ایسا نہ کہ اللہ فرض کردے۔

-ھذا یوم عیدکم فلا تجعلوا یوم عیدکم یوم صومکم

بَابٌ: هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الأَيَّامِ (ص 267) (حدیث: 1987)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر تخصیص ثابت تو تخصیص کرنا چاہئے اور اگر ثابت نہ ہو تو نہیں کرنا چاہئے جیسے جمعہ کے دن
- یختصُّ: اگر کسی عمل کو شروع کرتے تو مداومت فرماتے کسی خاص مہینے یا ہفتے کے ساتھ خاص نہ کرتے جیسے محرم کے روزے ہر سال
- پیر جمعرات ہر مہینے اور 13، 14، 15 کے روزے۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ(حدیث:1988-1989)

- یوم عرفہ کا صوم مستحب اور اسی پر اتفاق ہے۔
- حدیث: یوم عرفہ کا صوم 2 سال کے لئے کفارہ ہے اور یوم عاشوراء ایک سال کے لئے کفارہ ہے
- فضیلت: یوم عرفہ اس امت کی فضیلت ہے اور یوم عاشوراء دوسری امت کی
- عرفہ کے دن نہیں رکھا کہ لوگوں کے لے تکلیف نہ ہو اور دقت نہ ہو۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ الفِطْرِ(حدیث:1990-1991-1992)

- روزہ نہیں رکھنا چاہئے اسلئے کہ یوم ضیافۃ اللہ اور ایام تشریق میں بھی نہیں رکھنا چاہئے
- 1) دونوں کا غلام تھا؛ 2) دونوں ولاء میں شریک تھے؛ 3) ایک کے معتَق تھے حقیقۃ اور دوسرے کے ساتھ دوستی اور کثرت ملازمت تھی؛ 4) ایک کی ملکیت سے دوسرے کی ملکیت میں منتقل ہوئے۔

بَابُ صَوْمِ يَوْمِ النَّحْرِ(حدیث:1993-1994-1995)

- اگر شروع کیا تھا پھر توڑا تو قضاء نہیں اسلئے کہ ابتداء بالمعصیۃ پایا گیا اور اگر نماز پڑھ کے توڑا تو قضاء ہے اسلئے کہ صلوۃ شروع میں جبتک سجدہ نہ کیا تو ارتکاب بالمعصیۃ نہیں ہے۔

اوقات مکروھۃ میں ممکن اور صلاۃ کی تکبیر تحریمہ ہے اور روزے کی نہیں اور صلوۃ مختلف ارکان سے عبارت ہے

فؒ: کوئی حرج نہیں توڑنے سے

- یوم النحر یا یوم الفطر کی نذر مان لی تو کیسا ہے؟

احناف: نذر منعقد لیکن دوسرے دن قضاء کرے گا اور نذر قبیح لغیرہ ہے۔

- فؒ دؒ: نذر منعقد نہیں چنانچہ نہ ادا ہے اور نہ قضاء ہے؛ کؒ: نذر کو یوم النحر کے نام سے مان لی تو قضاء نہیں
- کؒ: اگر اتفاقا مان لی تو دوسرے دن قضاء کرے گا مثلاً جس دن فلاں آدمی آئے تو 5 روزے رکھوں گا اور بیچ میں یوم الفطر ہے
- اگر کسی نے اس دن روزہ رکھا تو کیا نذر پوری ہوگی؟
- احناف: گناہ ہوگا اور نذر پوری ہو جائے گی یعنی ذمہ فارغ ہوگا۔
- شوافع اور ابن تیمیہ: نہی بطلان کا تقاضا نہیں کرتی تو نذر پوری نہیں ہوگی۔
- نہی کی 2 قسمیں اصول کی کتابوں میں: 1) نہی عن الأفعال الحسیۃ جیسے زنا وغیرہ تو اسکے ارتکاب کرنے سے نتیجے میں نفقہ لازم نہین ہوگا اور نسب ثابت نہیں اسلئے کہ اسکے تمام افراد سے ممانعت ہے نہی لذاتہ ہے۔

2) نہی عن الأفعال الشرعیۃ: ذات کے اعتبار سے صحیح چیز ہے لیکن عارض کی وجہ سے ممانعت یعنی بعض افراد کی وجہ سے جیسے حدیث میں ہے کہ ھبہ میں رجوع نہ کرو لیکن اگر کر لیا تو نتیجہ مرتب ہوگا، اسی طرح اگر طلاق دی حیض میں تو منعقد ہوگی (جیسے ترمذی میں ابن عمرؓ کی روایت ہے) یا ظہار ممنوع ہے لیکن اگر کسی نے کی تو منعقد ہوگی جیسے امام بخاریؒ کا قول ہے، معاطن الإبل میں نماز پڑھنے کی ممانعت وارد ہے لیکن اگر پڑھ لی تو نماز صحیح ہے یا مغصوب زمیں میں نماز پڑھ لی تو نماز ہوگی۔

-ابن عمرؓ کے قول کے 2 مطلب: 1) انہوں نے توقف کیا کہ میں حیران ہوں کہ ایک طرف تو نذر کو پوری کرنی ہے اور ایک طرف یوم النحر کے دن روزہ رکھنے سے منع کیا گیا۔

2) بلکہ ابن عمرؓ: جواب دے رہے کہ اس دن کا روزہ نہ رکھو، دوسرے دن رکھو۔

بَابُ صِيَامِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ(ص268)(حدیث:1996-1997-1998-1999)

ایام تشریق کے روزے بھی ممنوع (اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے) اسلئے کہ مہمانی کے ایام ہیں، ہاں جن مقارن کے پاس قربانی نہ ہو اور انکو 10 دن کے روزے رکھنا ہے تو امام بخاریؒ کے نزدیک ان دنوں میں ممکن ہے اور دیگر ائمہ: نہیں رکھ سکتے۔

- وہ روزے جو لازم کیا، ایام تشریق پر رکھ سکتے؟
- حدیث میں:.................................یحیی بن سلام ضعیف راوی ہے
- اصل دلیل انکی یہ ہے جواز کی: فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ أیام کے عموم پر عمل کرتے
- جواب: 1) یہ اللہ تعالی کی مہمانی کے أیام ہیں

2) جن احادیث میں ممانعت ہے اسمیں مقارن یا متمتع کو مستثنی نہیں کیا گیا۔

3) طحاوی میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر صاف اعلان فرمایا کہ ایام تشریق کو روزہ نہ رکھا جائے (نادی رسول اللہ ﷺ أیام التشریق: لا تصوموا)

اب اس حدیث کے اول مخاطب وہ حضرات ہین جو اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ تھے یعنی مقارن متمتع وغیرہ اور اسمیں عموم ہے۔

- 11،12: اشراق: گوشت سکھاتے تھے ان دنوں میں

اشراق کے وقت قربانی کرتے

نماز پڑھتے اشراق کے وقت، پھر یوم عید اسمیں شامل ہے

- ....

بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ(حدیث:2000-2001-2002-2003-2004-2005-2006-2007)

- پہلے عاشوراء کا روزہ فرض تھا، پھر منسوخ ہوا لیکن استحباب باقی رہا
- صوم عاشوراء کا درجہ:

1) حدیث میں ہے: صوموا عاشوراء یومًا قبلہ أو بعدہ.9-10 یا10-11

2) صرف ایک روزہ رکھے، بعض نے مکروہ کہا جیسے عام کتب فقہ: فتح القدیر اور در مختار میں یہ بات ہے........اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ مشابہت ہے یہودیوں کے ساتھ لیکن آپ ﷺ کے زمانے اور خود رکھنے سے مشابہت ختم ہو گئی ورنہ آپ ﷺ نہ رکھتے

3) آپ ﷺ کی تمنا کے خلاف نہین کرنا چاہئے (اگر آئندہ سال زندہ رہوں تو لأصومنّ التاسع)

عاشوراء کی وجہ تسمیہ: 1) یوم اللیلۃ العاشوراء

2) اس دن میں دس انعام پایا جاتا ہے انبیاء پر: 1) 10 انبیاء پر انعام (یسعی أمنٌ): یوسفؑ: کنواں سے نجات؛ یونسؑ: مچھلی سے نجات

سلیمانؑ: بادشاہی واپس ملی؛ عیسیٰؑ: نجات ورفع سماوی؛ ابراھیمؑ: نار سے نجات؛ آدمؑ: توبہ قبول ہوا خلاف اولی کام کا؛

ادریسؑ: رفع سماوی یا رفع مکانی یا رفع الدرجات

ایوبؑ: بیماری سے نجات؛ موسیٰؑ: فرعون سے نجات اور اسکی لشکر سے؛ نوحؑ: جودی پہاڑ پر کشتی قائم ہوئی (تاریخی روایت ہے کوئی حدیث نہیں ہے)

- این علماء کم؟ اسلئے کہ بعض فرض اور بعض سنیت کے قائل تھے
- سوال: آپ ﷺ نے کیوں یہودی کے قول کا اعتبار کیا؟

  جواب: 1) وحی آئی تھی؛ 2) خبر متواتر؛ 3) یہودی جو مسلمان ہوئے انہوں نے بھی کہا
- أمر بصیامہ أی علی مداومۃ صیامہ اسلئے کہ پہلے سے رکھتے تھے
- روزے کا حکم دیا فرضًا وتُرک فرضًا وبقی استحبابًا
- صوم عرفہ بہتر ہے صوم عاشوراء سے۔
- براعۃ الاختتام: 1) أذّن فی الناس: ایک دن آپ کی وفات کا بھی اعلان کیا جائے گا؛ بعض نسخے میں باب ہے اور بعض میں کتاب ہے

  2) فإن الیوم یوم عاشوراء، اس دن حضرت حسینؓ کی شہادت مشہور ہے اسی طرح مشہور ہے کہ فرعون جیسے ظالم بھی ہلاک ہوا تھا تو موت کی تیاری کرو۔

  3) فلیصم بقیۃ یومہ

31 - كِتَابُ صَلاَةِ التَّرَاوِيحِ(حدیث:2008-2013)

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ(ص269)(حدیث:2008-2013)

- قیام رمضان کا مطلب تراویح، تو صلوۃ التراویح کا مطلب بیان کر رہے ہیں۔ یعنی قیام رمضان، تراویح میں حاصل ہو گا
- تہجد و تراویح میں فرق: 1) تراویح سنت سے ثابت ہے اور تہجد قرآن سے: فتہجد بہ نافلۃ لک

2) تروایح میں نسخ جاری نہیں ہوا اور تہجد میں نسخ جاری ہوا یعنی طول تھا پھر قصر

3) تراویح کا عدد متفق روایت سے ثابت نہیں اور تہجد کی تعداد ثابت، کبھی 4، یا 8 یا 12۔

4) تراویح قبل النوم ہے اور تہجد بعد النوم ہے

5) تراویح پر دوام نہیں فرمایا اور تہجد پر دوام فرمایا

6) تراویح پوری رات ایک مرتبہ پڑھی اور تہجد پوری رات نہیں پڑھی۔

7) تراویح مخصوص رمضان کے ساتھ اور تہجد پورے سال میں

8) تراویح جماعت سے ہوتی اور تہجد میں جماعت نہیں۔

-لرمضان أی لحق رمضان / لأجل رمضان یافی رمضان۔

-والأمر علی ذلک بدون الجماعۃ الکبیرۃ (مختلف جماعتیں پڑھتی تھیں)

- آپ ﷺ نے بڑی جماعت بنا کر نہیں پڑھایا کہ کہیں فرض نہ ہو جائے

- قارئ واحد: ایک ہونا ہے تو احناف کہتے کہ امام پڑھتے! مقتدی نہیں!

- لکان أمثل: مسجد میں مختلف جماعت تو جائز ہے چونکہ امثل فرمایا نہ کہ واجب۔

- بعض روایت میں: لئن کانت ھذہ بدعۃ فلنعمت البدعۃ ھذہ اور یہ بدعت نہیں ہے اسلئے کہ آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اور یہاں بدعت لغوی مراد ہے نہ بدعت اصطلاحی۔

- اور یہ مستثنی ہے: أفضل صلوۃ المرء فی بیتہ إلا المکتوبۃ

- البدعۃ: 1) الزیادۃ والنقصان فی الدین بعد إذن الصحابۃ؛ 2) غیر دین کو دین بنانا اور تراویح پہلے سے دین میں ہے

3) اسی طرح یہ کام عمرؓ نے کیا ہے: اقتدوا بالذین بعدُ أبی بکر و عمر۔

البدعۃ اصطلاحًا: کل بدعۃ ضلالۃ

- تو بدعت لغوی 1) کبھی مباح (جیسے پہلے آیا کہ چھلنی استعمال نہیں کرتے تھے)

2) کبھی مستحب (جیسے منار بنایا، تو پہلے نہیں تھے آپ ﷺ کے زمانے میں) اور یہ للدین ہے نہ کہ فی الدین جیسے کہ کوئی 4 رکعات کے بجائے 5 پڑھنے لگے تو یہ بدعت فی الدین ہے جو کہ حرام ہے۔

3) کبھی واجب (اہل باطل کے جوابات)

4) کبھی محرّم حرام (قدریہ، شیعہ کے مذہب کو اختیار کرنا)

5) کبھی مکروہ (جیسے مسجدوں کو حد سے زیادہ مزین کرنا اسلئے کہ یہ چیزیں توجہ کو ہٹانے والی ہیں)

- ایسا نہ ہو کہ تم تہجد کو چھوڑو (الصلاۃ التی یا الساعۃ التی تنامون عنھا افضل من التی تقومون عنھا)

-انسؓ:کان رسول اللہ ﷺ یصلی فی رمضان فجئت فقمت إلی جنبہ ثم دخل رحلہ فصلی صلوۃً لا یصلیھا عندنا

-عمرؓ:والتی تنامون عنھا أفضل من التی تقومون، یرید آخر اللیل (بخاری)

- آپ ﷺ یتھجد فی رمضان مالا یتھجد فی غیرہ
- طلق بن علی کی روایت أبو داؤد میں ہے باب نقض الوتر، تو معلوم ہوا کہ تھجد الگ اور تراویح الگ ہے
- فتحدّثوا یعنی رات کو اچھی پیاری نماز ہوئی
- أن تُفترض: اشکال نہ ہو کہ چھٹی فرض کہاں سے آیا: لایُبدل القول لدی

1) فرض بمعنی لازم ہے؛ 2) رمضان کا فرض مراد؛

-ان لوگوں کے دلائل جو کہتے کہ تراویح صرف 8 رکعات ہیں:

-یہاں مذکور نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعات پڑھ لی تو غیر مقلدین روایت 1) یعنی جابرؓ کی روایت سے استدلال کرتے (وفی إسنادہ عیسی بن جاریۃ وھو ضعیف)۔

2) صلی أبیّ بالنساء ثمانی عشر رکعۃً (ضعیف روایت ہے)۔

3) مؤطا مالک میں مذکور ہے عن ابن عمرؓ: أن عمرؓ أمر أبیًّا وتمیمًا الداری إحدی عشر رکعۃ فی رمضان یعنی 8 رکعات اور 3 وتر (یہ روایت ضعیف اور اسمیں اضطراب ہے):

1) سائب بن یزید کے 2 تلمیذ ہیں: 1) محمد بن یوسف؛ 2) یزید بن خُسیفۃ (ثقہ اور اعلی درجہ کا راوی ہے)

اور محمد بن یوسف کے پانچ شاگرد ہیں: 1) امام مالکؒ؛ 2) یحیی؛ 3) عبد العزیز (یہ سب 11 رکعات بتلاتے یعنی 8 تراویح اور 3 وتر)

4) داؤد بن قیس (21 رکعات)؛ 5) محمد بن اسحاق (20 رکعات)

اور یزید بن خصیفۃ کے 2 شاگرد ہیں: 1) محمد بن جعفر اور 2) ابن أبی ذئب اور یہ دونوں 20 رکعات کہتے۔

- اگر اشکال کرے کوئی کہ ذؒنے یزید بن خصیفۃ کو منکر الحدیث کہا ہے تو جواب یہ ہے کہ امام ذؒ کی اصطلاح میں منکر الحدیث کبھی منفرد کے معنے میں لیتے، ورنہ یہ ثقہ روای ہے اور یحیی بن سعید وغیرہ نے انکی بڑی توثیق کی ہے۔
- تو مضطرب روایات میں کبھی کچھ اور کبھی کچھ اور غیر مضطرب روایت میں 20 ہے۔
- ان لوگوں کے دلائل جو 20 رکعات کے قائل ہیں:
- 1) یزید بن خصیفۃ: کان أبیؓ یصلی عشرین رکعۃ

2) محمد بن کعب: کان الناس فی زمن عمرؓ یصلون عشرین رکعۃ ویوترون بثلاث

3) حسن بصریؒ: إن عمر جمع الناس علی أبیّ بن کعب یصلی بھم 20 رکعۃً

4) عطاء بن سائب: ادرکتُ الناس یصلون ثلاثۃ وعشرین رکعۃ

5) عبد العزیز: ابی بن کعب یصلی بالناس عشرین رکعۃ بالمدینۃ

6) علیؓ کی روایت بیہقی کی السنن الکبری میں: 4291 - ... عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: " دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً " قَالَ: وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُوتِرُ بِهِمْ ".

7) مصنف ابن ابی شیبۃ کے حاشیہ میں ایک روایت ہے: أن رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر

لیکن اس روایت کی سند میں کلام ہے کہ ابراھیم بن عثمان شیبی ضعیف ہے۔
جواب: 1) یہ راوی اس روایت میں بھی ہے جسمیں سورۃ فاتحہ فرض جنازے میں اور اس سے تو استدلال کرتے ہو!
2) ابن عدی نے تو توثیق کی اور کہا ہو خیر من ابراھیم بن حیۃ اور وہ حسن الحدیث ہے
3) یزید بن ھارون جو امام بخاریؒ کے شیخ الشیخ ہیں، انہوں نے انکے حافظہ اور عدالت کی تعریف کی ہے اور کہا کہ ما قضی بالناس أعدل منہ، ہاں شعبہ نے جرح کی ہے ان پر لیکن وہ روایت صرف ثقہ سے لیتے ہیں، چنانچہ انہوں نے انکی روایت لی ہے تو معلوم ہوا کہ انکے نزدیک بھی وہ ثقہ ہے۔
جرح کی نوبت اسلئے آئی کہ ابراھیم بن عثمان نے حکم سے روایت کی کہ صفین میں 70 بدری تھے تو شعبہ نے کہا: "کذب" اور کہا کہ صرف خزیمۃ شریک تھے! تو یہاں "کذب" أخطأ کے معنے میں ورنہ کذاب کی روایت نہ لیتے، تو معلوم ہوا کہ کذب أخطأ کے معنے میں

- اور ابن حجرؒ: عجیب بات ہے کہتے کہ اب شعبہ نے خطاء کھائی ہے، کیا علیؓ، عمارؓ وغیرہ نے شرکت نہیں کی؟ بہت سارے صحابہ شریک تھے۔ تو معلوم ہوا کہ شعبہ سے غلطی ہوئی یہاں اور 70 سے کثرت مراد ہے
- ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے 20 رکعات پر
- ہاں امام مالکؒ کے 2 قول ہیں: 1) 20 اور 2) 36 کا یعنی ہر 4 رکعات کے بعد یعنی ترویحہ کے موقع پر 4 رکعات پڑھتے تھے تو کل 16 رکعاز یادہ ہو جاتے لیکن مالکیہ کی کتابوں میں 20 لکھا ہوا تو گویا ائمہ اربعہ متفق ہی ہیں۔

32 – كتاب فضل ليلة القدر (حدیث: 2014-2024)

بَابُ فَضْلِ لَيْلَةِ القَدْرِ (ص 270) (حدیث: 2014)

- تقدیر حوالہ کیا جاتا یا مرتبہ والی رات؛ لیلۃ القدر کو مکرر لا یا تعظیم (یعنی اسمیں گناہ کا اتکاب کرنے سے ڈرنا چاہئے) اور لذت اور عابدین کے لئے۔
- مصاعدُ النظر میں بقاعی نے لکھا کہ جس روایت میں ہے کہ ایک ساتھ نازل ہوا ہے: عمر بن عبد الغفار اور عمران قطان مختلف فیہ ہیں سند میں لیکن اسکے طرقات متعدد ہیں۔
- لیلۃ القدر 3 مرتبہ آیا تو ان حروف کو جمع کر لیا تو 27 حروف بنتے تو 27 ویں رات میں زیادہ امکان ہے۔

بَابُ التِمَاسِ لَيْلَةِ القَدْرِ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ (حدیث: 2015-2016)

- لیلۃ القدر کو چھپایا تاکہ خوب محنت کیا جائے اور 22 تاریخ سے شروع (سبع أواخر)
- آپ ﷺ 20 تاریخ کو نکلے ورجع إلی مسکنہ ومن کان یجاورہ (معہ)
- اشکال: اس روایت میں 20 تاریخ کو نکلے تھے اور دوسری روایت میں جو آنے والے صفحہ پر ہے (ابو سعید خدریؓ کی روایت) 21 تاریخ

جواب: حضرت گنگوہیؒ: 1) کان خارجًا من قبل صبیحتھا
مفتی صاحب: 2) من صبیحتھا الماضی تو 21 کی رات ہوا
اور بعض: 3) 20 کو مسلمان بھیجا (لا یفھم) اسلئے کہ رجع إلی مسکنہ آیا؛ بہر حال مقصود ادراک اللیالی تھا اسی لئے صبح کو نکلے

بَابُ تَحَرِّي لَيْلَةِ القَدْرِ فِي الوِتْرِ

مِنَ العَشْرِ الأَوَاخِرِ(حدیث : 2017-2018-2019-2020-2021-2022)

- من العشر الأواخر: سبع أواخر یا اس سے پہلے میں لیلۃ القدر ہو گا تو یہ باب اور ما قبل باب کے ساتھ عموم خصوص من وجہ ہے
- یعنی سبع اواخر میں سے بھی ہے اور وتراً ہو گا: 23، 25، 27 وغیرہ۔
- حؒ: ھی تدور فی رمضان؛ سمؒ: متعین ہے یعنی جس رات پہلی مرتبہ ہوئی وہی ہر سال میں ہو گی۔

ثمرۃ الاختلاف: اگر کسی نے قسم کھائی کہ یکم رمضان میں بیوی کو طلاق تو آئندہ سال پہلی تاریخ کو طلاق پڑے گی سمؒ کے نزدیک اور حؒ کے نزدیک جب دوسرا سال رمضان کا مہینہ مکمل گزر جائے تب طلاق واقع ہو گی یا حانث ہو گا بالیقین۔

- حؒ کا ایک قول اور محی الدین بن عربی: غیر رمضان میں بھی ہو سکتا ہے
- لیکن صغری: لیلۃ القدر اُنزل فیھا القرآن واُنزل فیہ القرآن اَی فی شھر رمضان
- اکثر صحابہؓ: 27 رمضان کے قائل ہیں۔
- ابوداؤد میں ہے کہ: وھو فی کل رمضان تو اسکے 2 مطلب ہو سکتے: 1) ہر رمضان میں ہے یا پھر 2) ھی تدور فی کل رمضان۔
- اسمیں مختلف اقوال ہیں اسلئے کہ آپ ﷺ نے مختلف لوگوں کو مختلف ایام بتائے تو ہر ایک اپنے قول کے مطابق روایت کریں گے اور یہ اسی طرح جیسے جمعہ میں ساعت اجابت یا اسماء حسنیٰ میں سے اسم اعظم کو چھپایا۔
- صبح اور شام میں زیادہ اختلاف نہیں یعنی صبح کے آخر اور مساء کی ابتداء، ایک دوسرے پر محمول کر سکتے
- آپ ﷺ کے مصلے کی جگہ پر، چھت میں سوراخ تھا جس سے پانی آیا۔
- فی تاسعۃ تبقی فی سبعۃ تبقی: اگر تبقی اپنے معنے میں ہو تو مراد 29 والی رات اور 27 والی رات اور اگر تمضی کے معنی میں ہو تو اگر 30 دن کا مہینہ ہو تو 22 اور 24 مراد ہے۔ اور اگر 29 دن کا مہینہ ہو تو 21 اور 23 کی رات مراد ہے۔

بَابُ رَفْعِ مَعْرِفَةِ لَيْلَةِ القَدْرِ لِتَلاَحِي النَّاسِ(حدیث:2023)

- روافض: لیلۃ القدر ختم ہے۔
- فلان: ابی بن کعب اور فلان: عبد اللہ بن.............

بَابُ العَمَلِ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ(حدیث:2024)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: خوب اچھی طرح محنت کرنا
- شدّ المئزرۃ کنایۃ ہے عن ترک الجماع یا خوب محنت کرنے سے۔
- براعت اختتام: دخل العشرۃ یعنی رمضان ختم ہونے والا ہے تو اسی طرح آپکی زندگی بھی ختم ہونے والا ہے۔
- شدّ المئزر: یعنی کفن میں ازار باندھا جائے گا نہ کہ شلوار۔

33 – كِتَابُ الِاعْتِكَافِ(حدیث:2025-2046)

بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ، وَالِاعْتِكَافِ فِي المَسَاجِدِ كُلِّهَا(ص271)(حدیث:2025-2026-2027)

- الاعتکاف لغتہً: مقیم ہونا اور جم جانا
- اصطلاحات: اپنے آپکو محبوس رکھنا اور اعتکاف سنت: رمضان کا عشر اواخر میں مسجد میں مقیم ہونا۔
- تخصیص زمانی و مکانی ہے؛ تین قسم کا اعتکاف ہے: واجب (جیسے قضاء)، سنت (رمضان میں عشر اواخر) اور نفل (کبھی بھی)
- واجب اور سنت اعتکاف کے علاوہ (نفلی اعتکاف) جتنا وقت ہو تو نیت کرے مثلاً مسجد میں آجائے تو نیت کرے اور یہ امام ابو یوسفؒ کا مذہب ہے اور اسی پر فتوی ہے۔
- اختلاف ہے کہ اعتکاف کہاں کریں گے؟

1) حضرت حذیفہؓ: اعتکاف مسجد ثلاثہ کے ساتھ مخصوص ہے

2) عطاء بن أبی رباح: صرف مکہ اور مدینہ منورۃ میں

3) سعید بن مسیب: صرف مدینہ منورۃ میں

4) حؒ اور جمہور: ہر مسجد میں اعتکاف کر سکتے

5) امام مالکؒ: فی المسجد الجامع تا کہ جمعہ کے لئے نکلنا نہ پڑے۔

-بستی میں کے ایک مسجد میں اعتکاف ہو تو کافی ہے لیکن اگر کوئی نہ ہو تو سب گنہگار ہو گا یا ہر مسجد میں اعتکاف ہونا چاہئے ورنہ سب گنہگار ہونگے (یہ راجح ہے)۔

بَابُ الحَائِضِ تُرَجِّلُ رَأْسَ المُعْتَكِفِ(حدیث:2028)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: معتکف کو اس قسم کی خدمت لینا ممکن ہے بیویوں سے (یعنی عورت سے)، اور معلوم ہوا کہ عورت کو اپنے شوہر کی خدمت کرنی چاہئے۔
- عورت اعتکاف کرے گی فی مسجد بیتھا، اور مردوں کے لئے مسجد ضروری ہے اعتکاف کے لئے
- اعتکاف میں رجلین کا اعتبار ہے نہ کہ سر کا
- معتکف مریضوں کی عیادت کے لئے نہیں نکلے گا ولا یشھد جنازۃً، غسل مسنون کے لئے بھی نہیں نکل سکتا
- فؒ: اگر پہلے سے نیت میں شرط لگائی تو ممکن ہے یا استثناء کر لیا تھا عیادت اور جنازے کا۔
- صرف حاجت شرعی کے لئے مثلاً وضوء اور غسل جنابت وغیرہ کے لئے نکل سکتا ہے۔

بَابٌ: لاَ يَدْخُلُ البَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ(ص272)(حدیث:2029)

- حاجت طبیعیہ کی وجہ سے گھر جا سکتے ہیں، اگر انتظام نہ ہو مسجد میں۔

بَابُ غَسْلِ المُعْتَكِفِ(حدیث:2030-2031)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)معتکف غُسل کر سکتا ہے یعنی اپنے بالوں کو دھو سکتا ہے۔

2)رات کو اعتکاف کر سکتے، یہاں لیلاً آیا اور دوسری جگہ ص445 پر اعتکاف یوم کا ذکر ہے۔

یہی روایت مسلم میں "یومًا" آیا اور صحیح ابن حبان میں یومًا ولیلۃً آیا۔ تو معلوم ہوا کہ رات کی تعیین نہیں ہے۔

- احناف:لیلاً اعتکاف نذر نہیں ہو سکتا ہے اسلئے کہ روزہ شرط ہے۔

3)لاحدّ للاعتکاف؛ ابو داؤد:لا اعتکاف اِلا بصوم یعنی اعتکاف منظور

بَابُ الِاعْتِكَافِ لَيْلًا(حدیث:2032)

- جاہلیت کی نذر کو پوری کرنا: حناف:أوفِ بنذرک استحبابًا؛ شوافع:أوفِ بنذرک وجوبًا۔

بَابُ اعْتِكَافِ النِّسَاءِ(حدیث:2033)

- خیر مساجد ھن بیوتھن(رواہ الحاکم فی المستدرک)سند میں ابن لھیعۃ ہے لیکن شیخ البانی نے حسن کہا شواھد کی وجہ سے
- غروب الشمس سے پہلے داخل ہونا چاہئے تو جواب:مسجد میں اس وقت داخل ہوئے اور پھر معتکَف میں فجر کے بعد داخل ہوئے
- سوال:حفصہؓ نے کیوں اجازت لی عائشہؓ سے؟

جواب:اسلئے کہ حفصہؓ کے یہاں انکی عزت ومقام تھی

- البرّ:کیا اس کام پر تقوی/دین دیکھتی؛اسمیں مقابلہ کی بو ہے
- آپ ﷺ نے 2 مرتبہ شوال میں اعتکاف کیا تھا ایک فتح مکہ کے موقع پر جب چھوٹ گیا تھا اور دوسرا جو یہاں مذکور ہے۔

بَابُ الأَخْبِيَةِ فِي المَسْجِدِ(حدیث:2034)

- اگر عورتیں کا خیمہ ہونگے تو مناسب نہیں مردوں کے درمیان
- سوال:مسجد میں خیمہ لگانا اعتکاف کے لئے جائز ہے تو آپ ﷺ نے کیوں اکھاڑوایا؟

جواب:1)اسلئے کہ انکے آپس میں فخر ومباہات کا خطرہ تھا

2)فتنے کا احتمال تھا، سب قسم کے لوگ مسجد میں آتے جاتے حتی کہ منافق لوگ

3)بےپردگی کا خطرہ تھا

4)جب ایک نکلے گھر سے تو دوسری بھی نکلے گی

- آلبرَّ ترون بھن:التقاء الساکنین علی غیر حدّہ لیکن چونکہ الگ کلمہ ہے تو جائز ہے۔
- اور ازواج مطہرات کو تقوی کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

بَابٌ: هَلْ يَخْرُجُ المُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهِ إِلَى بَابِ المَسْجِدِ(حدیث:2035)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مسجد کا باب مسجد میں داخل ہے اِلا یہ کہ وہ بالکل مسجد سے خارج ہو
- معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے جائز ہے معتکف کی ملاقات کرنا (بیوی کی ملاقات شوہر سے مثلاً)۔
- معلوم ہوا کہ اگر کسی کے دل میں تہمت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو صفائی کرنی چاہئے۔
- اگر خوف نہ ہو تو عورت کا رات میں نکلنا جائز ہے۔
- مقتدی کو ایسا فعل و قول کو اختیار کرنا چاہئے جس پر تہمت نہ ہو۔

بَابُ الِاعْتِكَافِ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ(حدیث:2036)

- اعتکاف کی حالات واحوال کا بیان ہے: پہلے عشرۃ اولی اور عشرۃ ثانیۃ میں بھی اعتکاف فرمایا آپ ﷺ نے، پھر معاملہ اپنے مستقر پر پہنچے یعنی آخری عشرۃ۔
- لیلۃ القدر رمضان کی ابتداء میں ہو سکتی ہے یا آخر میں، ضروری نہیں ہے کہ عشر اواخر میں ہو
- ما قبل آیا کہ 21 کو صبح کے وقت نکلے تھے!؟
- صبیحۃ عشرین 1) کان خارجًا قبل؛ 2) اللیلۃ الماضیۃ مراد ہے

1) 21 کو نکل چکے تھے پہلے سے یعنی 21 سے پہلے نکل چکے تھے۔

2) 20 کو نکلے تھے یعنی الصبح الماضی کو نکلے تھے نہ کہ الصبح الآتی۔

-ایک روایت میں ہے کہ 20 کو دیا جیسے یہاں اور دوسری روایت میں 21 ص 271 پر خطبہ دیا

تو خطبہ عشرین میں دیا یا اِحدی وعشرین میں تو تطبیق یہ ہے کہ دونوں میں خطبہ دیا اور ص 271 پر خطبہ دیا

- گویا اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ القدر 21 کو تھی۔

بَابُ اعْتِكَافِ المُسْتَحَاضَةِ(ص **273**)(حدیث:2037)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر مسجد کی تلویث کا خطرہ نہ ہو اور اچھی طرح انتظام ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔
- سوال: بعض احادیث میں تو ممانعت وارد ہے!

جواب: یہاں یہی مراد ہے کہ اگر مسجد کے ملوث ہونے کا خطرہ ہو تب انکو روکے ورنہ نہیں۔

- حدیث میں ہے کہ مسجد میں گوشت مت لے جاؤ یعنی جب مسجد کے ملوث ہونے کا خطرہ ہو تو نہیں لے جانا چاہئے۔

بَابُ زِيَارَةِ المَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي اعْتِكَافِهِ(حدیث:2038)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اعتکاف میں جماع اور اسکے مقدمات حرام ہیں، ہاں ملاقات کر سکتے بطور زیارت اور اگر غالب گمان ہو کہ ملاقات کی وجہ سے مقدمات تک پہنچ جائیں گے تو نہیں ملنا چاہئے۔

بَابٌ: هَلْ يَدْرَأُ الْمُعْتَكِفُ عَنْ نَفْسِهِ(حديث:2039)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: معتکف اپنا دفاع کر سکتا ہے فعلاً جیسے گزرنے والے کو روک لے اور قولاً بھی دفاع کر سکتا ہے مثلاً اگر کوئی اس پر تہمت لگائے تو اسکا جواب دے یا صفائی کرے۔
- اشکال: اوپر والی روایت میں 2 آدمیوں کے دیکھنے کا ذکر ہے اور اس روایت میں ایک کا ذکر ہے (رجل من الآنصار)!؟

جواب: 1) ایک تابع تھا اور دوسرا متبوع تھا

2) 2 الگ الگ واقعہ ہیں (ھذا ممالا یفہم)

3) راوی کو شک تھا کہ ایک تھا یا 2۔

4) دو تھے لیکن آپ ﷺ نے ایک کو مخاطب بنایا۔

5) ایک عدد دو کے منافی نہیں ہے۔

6) دو ہی تھے لیکن آپ ﷺ کو صرف ایک نے دیکھا تھا۔

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنَ اعْتِكَافِهِ عِنْدَ الصُّبْحِ(حديث:2040)

- جواب محذوف: فھذا یجوز اِذا نذر اعتکاف لیلۃٍ
- احناف: اگر لیلۃ کا اعتکاف کرنے کی نیت کی تو لیل و نھار دونوں ضروری ہے۔
- ائمہ ثلاثہ: لیلۃٌ کے اعتکاف کی نیت می تو نھارٌ داخل نہیں ہے
- چنانچہ اگر 2 دن کے اعتکاف کی نیت کی آج بدھ کو تو جمعرات کی شام میں نکل سکتا ہے (عندھم)
- وعند الاحناف: بعد المغرب نکلے گا یعنی جمعہ کی شام یعنی جمعرات کی رات۔

بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي شَوَّالٍ(حديث : 2041)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کسی کی قضاء ہو تو شوال میں اعتکاف کی قضاء کر سکتا ہے۔
- امام کؒ: جتنے دنوں کی نیت کی روزے رکھنے کی تو اتنے دن رکھنا پڑے گا

فؒ: لا قضاء اِلا فی نذر اور سنت اعتکاف میں قضاء نہیں۔

سؒ: الشروع کالنّذر

حؒ مؒ: نفل اعتکاف جتنا کرے، نذر میں قضاء ضروری ہے اگر پورا نہ کیا ہو اور مسنون اعتکاف تو ایک دن کی قضاء کرے (اکثر اکابر اسی پر فتوی دیتے)

شامی نے دوسرا قول لکھا ہے: المسنون کالنفل یعنی قضاء نہیں ہے۔

- سوال: ایک روایت میں فی عشر الآول ہے اور یہاں فی آخر العشر ہے تو بہ ظاہر تعارض ہے!؟

جواب:1)عشر اول میں شروع کیا اور عشرین کو ختم کیا یعنی عشر اول سے عشر اوسط مراد ہے تو عشر اوسط کی انتہاء اور عشر اواخر کی ابتداء مراد ہے (یہ بے کار جواب ہے! عشر اول، عشر اوسط کیسے بن گیا؟)

2)ایک روایت میں عشرین کا ذکر ہے یعنی آپ ﷺ پر صرف عشر کی قضاء تھی لیکن آپ ﷺ نے عشرین کا اعتکاف فرمایا 10 دن اول میں اور 10 دن آخر میں بطور تبرّع۔

(حاشیہ میں جو تطبیق دی ہے مما لا یفھم کے قبیل سے ہے!)

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ عَلَيْهِ صَوْمًا إِذَا اعْتَكَفَ(حدیث:2042)

- جن لوگوں کے نزدیک، روزہ شرط اور ضروری نہیں ہے انکے مسلک کو مصنف نے بیان کیا ہے۔
- امام مالکؒ:ہر حالت میں صوم ضروری ہے، نذر ہو یا نفل ہو؛ فؒ:صوم ہر حالت میں ضروری نہیں
- احناف:نذر میں ضروری ہے اور نفل میں ضروری نہیں ہے تو احناف کا مذہب درمیان میں ہے یعنی معتدل۔

بَابُ إِذَا نَذَرَ فِي الجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَعْتَكِفَ ثُمَّ أَسْلَمَ(حدیث:2043)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:جاہلیت کی نذر اگر خیر ہو تو پورا کرنا چاہئے
- امام فؒ:واجب ہے پوری کرنا؛ حؒ:مستحب ہے۔

بَابُ الِاعْتِكَافِ فِي العَشْرِ الأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ(حدیث:2044)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:اعتکاف مخصوص نہیں ہے عشر اواخر کے ساتھ، اسکے علاوہ بھی کر سکتے، اگرچہ عشر اواخر میں اعتکاف زیادہ مؤکد ہے۔(فتح مکہ میں جو اعتکاف رہ گیا تھا، اسکو شوال میں قضاء کی)
- عشرین:تاکہ اللہ کی ملاقات بہترین حالت پر ہو اور اچھے اور ڈبل عمل کے ساتھ ہو اور قرآن کریم کا دور بھی دو مرتبہ سنایا۔

بَابُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ، ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَخْرُجَ(حدیث:2045)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:نیت پر عمل کرے یا نہ کرے، اختیار ہے عند الأئمۃ الثلاثۃ
- کؒ:نیت پر عمل کرنا ضروری ہے یعنی جتنے دن نیت کی تھی اتنے پورے کرے
- اگر شروع کرے تو اس دن کی قضاء ضروری ہے۔
- معلوم ہوا کہ طالب علم بھی نامناسب حرکت کرے تو استاد کے لئے جائز ہے کہ نہ پڑھائے جیسے آپ ﷺ نے اعتکاف چھوڑ دیا تھا۔

بَابُ المُعْتَكِفِ يُدْخِلُ رَأْسَهُ البَيْتَ لِلْغُسْلِ(حدیث:2046)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:اعتکاف میں رجلین کا اعتبار ہے نہ کہ سر کا۔
- براعۃ الاختتام:البیت:قبر میں بھی مستعمل ہے:ابوداؤد کی روایت میں:قبر کی جگہ بیت آیا ہے۔
- اعتکاف:جم جانا جیسے قبر میں؛ حجرتھا:قبر النبی ﷺ فی حجرۃ عائشۃؓ۔

- مصنفؒ نے نکاح کو مؤخر کیا: 1)اسلئے کہ کھانے پینے کی بیع مقدم ہے نکاح پر
2)سب لوگ اسکے محتاج ہے اور نکاح کے لئے انتظار کر سکتے
3)اکثر وقوعًا فی الحیاۃ والنکاح اَقل وقوعًا
-دوسرے لوگ نکاح کو مقدم کرتے: اسلئے کہ برزخ کا درجہ رکھتا ہے کہ من وجہٍ عبادت ہے اور من وجہ لذت ہے
-بیوع جمع لائے اسلئے کہ بہت قسمیں ہیں:
1)بیع مطلق 2)بیع مؤجل 3)بیع مقایضۃ 4)بیع سلم 5)بیع الصرف(الثمن بالثمن) 6)بیع تولیہ
7)بیع تولیہ 8)بیع مرابحہ 9)بیع وضیعہ 10)بیع مساومۃ
-پھر کبھی بیع لازم ہوگی اور کبھی غیر لازم، کبھی شرط الخیار کے ساتھ اور کبھی بغیر، کبھی براءت عیب ہوگی اور کبھی نہیں، کبھی عیب کی وجہ سے واپس یعنی خیار عیب اور کبھی خیار قبول کی شرط کے ساتھ اور کبھی خیار مجلس باقی رہے گی(شوافع کے نزدیک)۔
- پھر کبھی بیع 1) صحیح ہوگی 2) کبھی باطل ہوگی(مثلا خمر کو مبیع بنایا) 3) کبھی فاسد ہوگی(مع الشرط الفاسد)
4)اور کبھی بیع مکروہ ہوگی(مثلاً عند أذان الجمعۃ)۔
-پھر 1) کبھی بیع میں غرر ہوگی 2)یا کبھی بیع فاسق یا3)بیع تلجیۃ(صرف بیع کی صورت) 4)بیع الوفاء؛ 5)بیع استجرار(سامان لیتا جاؤنگا اور کھاتا رہونگا، مہینے کے آخر میں حساب کریں گے)۔
-البیع النافذ: مبادلۃ المال بالمال بالتراضی: قید التراضی لنفاذ البیع لا لانعقاد البیع اسی لئے مکرَہ کی بیع نافذ ہے۔
-بیع جائز ہے: قرآن، حدیث اور اجماع سے اور عقل کا بھی یہی تقاضا ہے تو گویا دلیل اربعہ سے ثابت ہے۔
-بیع مطلق یا ثمن المعجل کا ذکر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلاَةُ فَانْتَشِرُوا فِي الأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ} [الجمعة: 11]، وَقَوْلِهِ: {لاَ تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ} [النساء: 29] (حدیث: 2047-2248-2049-2050)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیع مرغوب اور فضل ہے جبکہ اشتغال نہ کردے آدمی کو حد سے زیادہ۔
- واذکروا اللہ کثیرًا: 1)نماز ختم ہے لیکن ذکر جاری ہے؛ 2)عصر، مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد؛ 3)ہر حال؛
4)زیادہ۔ اس آیت کی شان نزول مشہور ہے کہ قافلہ آیا تھا تو سب بھاگے دیکھنے کے لئے
-لھو: جسمیں لذت ہے لیکن فائدہ نہیں اور غفلت پیدا کرے؛ لعب: عام ہے لذت ہو یا نہ ہو، غفلت ہو یا نہ ہو۔
-اِلا اَن تکون تجارۃ عن تراض منکم: اس سے بیع کی تعریف معلوم ہوئی: مبادلۃ المال بالمال بالتراضی۔
-علی ملأ بطنی: 1)صرف پیٹ کی فکر رہتی ہے؛ 2)جی بھر کر علم حاصل کرتا تھا جیسے کلمتُ بشبع بطنی۔
- 5374 اَحادیث کے راوی بنے اور ملک الطلاب بنے، تو معمولی بات نہیں ہے!

-اشکال: دوسری روایت میں ہے کہ اسکے بعد کچھ نہیں بھولا: شیئًا میں عموم ہے اور یہاں تخصیص ہے مقالۃ کی!؟
جواب: 1) وما نسیت شیئًا لأجل مقالۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔
2) مقالۃ: اسم جنس ہے تو ہر بات مراد ہے۔
3) 2 واقعہ ہیں: 1) مقالہ کا 2) سب چیزوں کو نہیں بھولے
-مؤاخات قائم کیا بعد قدوم المدینۃ یا عند بناء المسجد
-ھویتَ: أحببتَ: یہ صرف ایک صحابی نے کہا ورنہ عام قانون نہیں تھا۔
-سوق: 1) لأن المتاع یُساق فیھا 2) لأن التاجر یقوم فیہ علی ساقہ
-خوشبو: زعفران کا اثر تھا یا بیوی کی خوشبو لگی یا صرف رنگ باقی تھا اور خوشبو چلی گئی تھی۔
- آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خبر نہیں دی، تو معلوم ہوا کہ اگرچہ کسی محترم استاد کو نہین بتایا تو گنجائش ہے اور حرج نہیں ہے۔
- مولانا سعید خاں صاحبؒ استدلال کرتے تھے کہ گھر میں نکاح منعقد ہو سکتا ہے لیکن ممکن ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سفر پر تھے
-احناف: لاتُنکح النساء إلا کفوا ولا أقل مھرًا من عشرۃ دراھم (ضعیف ہے، سند میں مبشر بن عبید ہے)، کہتے ہیں کہ ابن ابی حاتم کی سند حسن ہے اور مقاصد حسنہ کے مصنف (شافعیہ) کہتے کہ مجھے یہ حدیث صحیح سند سے ملی ہے۔
'أولم ولو بشاۃ': 1) "لو" کبھی تکثیر کے لئے جیسے اطلب العلم ولو بالصین یعنی اگرچہ زیادہ دور ہو۔
تو شاۃ انکے لئے کثیر تھا اسلئے کہ غربت کا زمانہ تھا، 2) اور بعض کہتے کہ "لو" تقلیل کے لئے ہے اسلئے کہ وہ مالدار بن گئے تھے۔
- نحویین: "لو" وصلیہ جسمیں نقیض شرط اولی بالجزاء ہے، تو شاۃ سے کم ہو تو بطریق اولی ہے۔
-زیدٌ بخیلٌ ولو کان غنیًّا۔
-زعفران کا استعمال: اگر زعفران ہو اور رنگ اور خوشبو ہو تو کؒ: یجوز فی الثوب؛ حؒ فؒ: مرد کے لئے جائز نہیں ہے سوائے یہ کہ خوشبو چلی جائے یعنی ختم ہو گئی۔ عبد الرحمن بن عوف کی روایت کا جواب: 1) اس وقت ممانعت نہیں تھی؛ 2) بیوی سے لگ گیا تھا؛ 3) اسکو دھویا تھا لیکن اثرات باقی رہ گئے تھے۔
-دعوت کے اقسام: أنعموا مخا: أ: إعذار (ختنے کی دعوت)؛ ن: نقیعہ (سفر سے واپسی پر دعوت)؛ ع: عقیقۃ اور عتیرۃ: رجب کی قربانی جو منسوخ ہوا؛ م: مائدۃ (دوست واحباب کی دعوت)؛ و: ولیمہ اور وکیرۃ (مکان بنانے کی دعوت) اور وضیعۃ (مصیبت کو دفع کرنے کے وقت) اور ملاک: نکاح کے وقت کی دعوت؛ خ: خُرسٌ (ولادت کے وقت) اور حِذاق: جب بچہ ہوشیار ہو کر قرآن ختم کرے۔

بَابٌ: الحَلاَلُ بَيِّنٌ، وَالحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ (ص275) (حدیث: 2051)

- اشتباہ کی وجوہات: 1) تعارض الأدلۃ بین المحدثین
2) اختلاف العلماء: اوثق، افقہ کا قول لیں گے یا اپنا شہر کا عالم
3) مکروہات جسمیں حلال اور حرام کا پہلو
4) مباحات: جو ناجائز کی طرف پہنچائے مثلاً: بازار میں جانا (تو بازار میں ہر قسم کی چیز ہے)
-شبہ: ما نشأ بدلیل قوی أو ضعیف، لا عن وسوسۃ

-مشتبہات: 1) جسکی اکثریت حرام ہو: ذبیحہ پایا مجوس کے علاقہ میں مثلاً تو اجتناب لازم ہے۔
2) مایکون أصلہ الإباحۃ: کماءٍ تغیر 3) جسکی اصل معلوم نہ ہو: آدمی کے پاس حرام و حلال ہے، تو بھی اس سے آدمی بچے
-مشتبہات سے بچنا چاہئے جہاں تعارض دلائل ہو اور جہاں فقہاء کا اختلاف ہو تو اسھل کو لینا چاہئے معاملات میں۔
-ابو داوٗد (،؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟) میں ہے کہ جو مسکوت عنہ ہے.............
جواب: 1)...............
2) مشتبہ سے بچو عزیمت ہے اور ماسکت عنہ رخصت کے درجے میں ہے۔

بَابُ تَفْسِيرِ المُشَبَّهَاتِ (حدیث: 2052-2053-2054)

- یریبُک: جو آپکے دل میں شک پیدا کرے اور بے چین کر دے
- حؔ: 2 مرد یا ایک مرد اور 2 عورتیں؛ کؔ: 2 عورتیں کافی ہیں دؔ: ایک کافی ہے؛ ائمہ ثلاث: من قبیل الورع ہے۔
فؔ: لابد من أربع (رضاعت کا مسئلہ)
- پہلے جب باندی خریدتے تھے حرام مال سے تو مالک اور غیر مالک سب فائدہ اٹھاتے تھے، پھر اگر بچہ کا دعوی کرتا تو ملک کا تو پھر اسی کا بن جاتا؛ فؔ: الولدُ للفراش مع إمکان الجماع؛ احناف: ضروری نہیں کہ امکان ہو۔
- حضرت سودہؓ سے احتیاطاً پردے کا حکم فرمایا شبہ کی وجہ سے۔
- احناف کے نزدیک نسب کی چار نسبتیں ہیں: 1) نسب الأمۃ (یحتاج إلی دعوۃ النسب) لا عند الشوافع۔
2) أم ولد (دعوی کی حاجت نہیں)
3) نسب قوی (بیوی کا بچہ: دعوی کی ضرورت نہین ہے اور اگر نفی کرے تو لعان کا Bulldozer ضروری ہے)
4) اقوی: مطلقہ بائنہ کا بچہ (ولد کی نسب کی نفی کرے تو لعان کا Bulldozer بھی نہیں چلتا ہے)
-شافعیہ کے نزدیک: نسب ثابت اپنے باپ سے یعنی ابن ولیدۃ زمعۃ (چونکہ عند الشوافع أمۃ سے دعوی کا ثبوت کی ضرورت نہیں ہے)
-احناف: اصح قول: یہ ام ولدۃ تھی (ولیدۃ): ایک دلیل: ولیدۃ (یعنی ام ولدۃ)؛ 2 دلیل: الفراش؛ 3 دلیل: ابن زمعۃ نے کہا: إن أبی مات وترک أمَّ ولدٍ لہ تو ایک روایت میں احتجبی عنہ فلیس لکِ بأخٍ: مطلب الولد للفراش کے تحت تو بھائی ہے لیکن مدّعی کے دعوے کے موافق نہیں ہے اور ام ولدۃ میں دعوی کی ضرورت نہیں تو زمعۃ سے خود بہ خود نسب ثابت ہے تو اس صورت میں بھی کہا کہ احتیاطاً پردہ کرے۔
-بعض: دوسرا قول: کانت أمۃً (دعوی ضروری ہے) اور زمعۃ نے دعوی نہیں کیا تھا تو نسب ثابت نہیں ہوا۔ تو وہ أخ حقیقی نہیں بنا تو پھر احتجبی حقیقت پر مبنی ہے۔
-اسمیں دونوں روایتیں ہیں: 1) ھو أخوکِ: 1) فی الدین؛ 2) حسب إقرارک؛ 3) فی المیراث۔ اور فلیس لک بأخ اسلئے ہے کہ باپ نے دعوی نہیں کیا۔
-ایک حدیث میں آیا کہ میری بیوی مۃ کالا بچہ جنا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپکے پاس اونٹ ہیں؟ تو جواب میں کہا کہ ہے، پھر پوچھا کہ اسمیں کالے اونٹ ہیں تو جواب مثبت آیا اور پھر کہا کہ لعل عرقٌ نزعھا تو اس شبہ کا اعتبار نہیں کیا اسلئے کہ وسوسہ کے درجے میں ہے۔
-معراض: وہ تیر جسکے پَر نہیں؛ وقیذٌ: جو تیزی کی وجہ سے مَرا نہ کہ تیر کے پھل سے۔

بَابُ مَا يُتَنَزَّهُ مِنَ الشُّبُهَاتِ(ص276)(حديث:2055)

- تمرۃ مسقوطۃ کے معنے میں ہے اگرچہ لازم ہے۔
- آپ ﷺ کسی قسم کے صدقہ نہیں کھاتے تھے چاہے نفلی ہو یا وجوبی ہو۔
- بنی ھاشم کے لئے نفلی صدقہ لینا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الوَسَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الشُّبُهَاتِ(حديث:2056-2057)

- فال یعمل علیہ؛
- وساوس معتبر نہیں ہیں اسلئے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہیں۔
- عطاء نے لکھاہے کہ ورع کی مختلف قسمیں ہیں:

1)ورع الصدیقین: اَن یترک مالا یقوی علی العبادۃ؛ ولّی: یتولاہ اللہ (اگر اسم مفعول) اور اسم فاعل ہو تو: الذی یتولی الطاعات والولی: العارف بالذات والصفات العامل بالطاعات ویجتنب الشبھات۔

2)ورع المتقین: الذین یترکون مایؤدی إلی الحرام

3)ورع الصالحین: الذین یترکون خلاف الاَولی

4)ورع المسوسین: الذین یعتمدون علی الوسوسۃ والوسوسۃ التی لا دلیل علیہا۔

قَالَ الْغَزَالِيُّ: الْوَرَع أَقْسَام , وَرَع الصِّدِّيقِينَ وَهُوَ تَرْك مَا لَا يُتَنَاوَل بِغَيْرِ نِيَّةِ الْقُوَّةِ عَلَى الْعِبَادَةِ , وَوَرَع الْمُتَّقِين وَهُوَ تَرْكُ مَا لَا شُبْهَةَ فِيهِ وَلَكِنْ يُخْشَى أَنْ يَجُرَّ إِلَى الْحَرَامِ , وَوَرَع الصَّالِحِينَ وَهُوَ تَرْك مَا يَتَطَرَّقُ إِلَيْهِ اِحْتِمَال التَّحْرِيم بِشَرْطِ أَنْ يَكُونَ لِذَلِكَ الِاحْتِمَالِ مَوْقِعٌ , فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَهُوَ وَرَعُ الْمُوَسْوَسِينَ , قَالَ: وَوَرَاء ذَلِكَ وَرَعُ الشُّهُودِ وَهُوَ تَرْكُ مَا يُسْقِطُ الشَّهَادَةَ , أَيْ أَعَمُّ مِنْ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ الْمَتْرُوكَ حَرَامًا أَمْ لَا. اِنْتَهَى. وَغَرَض الْمُصَنِّف هُنَا بَيَان وَرَع الْمُوَسْوِسِينَ كَمَنْ يَمْتَنِعُ مِنْ أَكْلِ الصَّيْدِ خَشْيَةَ أَنْ يَكُون الصَّيْدُ كَانَ لِإِنْسَانٍ ثُمَّ أَفْلَتَ مِنْهُ , وَكَمَنْ يَتْرُكُ شِرَاءَ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ مِنْ مَجْهُولٍ لَا يَدْرِي أَمَالُهُ حَلَالٌ أَمْ حَرَامٌ وَلَيْسَتْ هُنَاكَ عَلَامَةٌ تَدُلُّ عَلَى الثَّانِي , وَكَمَنْ يَتْرُكُ تَنَاوُلَ الشَّيْء لِخَبَرٍ وَرَدَ فِيهِ مُتَّفَقٍ عَلَى ضَعْفِهِ وَعَدَمِ الِاحْتِجَاجِ بِهِ وَيَكُون دَلِيل إِبَاحَته قَوِيًّا وَتَأْوِيلُهُ مُمْتَنِعٌ أَوْ مُسْتَبْعَدٌ.

-جب ذابحین مسلمان ہو تو حسن ظن یہ ہے کہ بسملہ تو پڑھا ہو گا إلا یہ کہ یقین ہے کہ نہیں پڑھا ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا} [الجمعة: 11] (حديث:2058)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) تجارت قابل تعریف وممدوح ہے لیکن عبادت کو مقدم کرنا چاہئے تجارت پر۔
2) تجارت رکاوٹ نہیں ہونا چاہئے عبادت کے لئے

-اکبر إلٰہ آبادی: لفظ تاجر ہے اے اکبر ثبوت سیکھ لو تاجر کے سر پر تاج ہے رجالٌ لا تلھیھم تجارۃٌ کے درجے میں ہے

بَابُ مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ المَالَ(حديث:2059)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وسوسہ کے پیچھے نہ لگو لیکن حرام سے بچنے کے لئے احتیاط ضرور کرو۔

بَابُ التِّجَارَةِ فِي البَرِّ(ص277)(حدیث:2061)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تجارت کا کوئی مخصوص راستہ نہیں ہے لیکن جسمیں چاہے کرو لیکن حرام سے بچو
- تجارت: جسکا پیشہ ہو اور بیع: اتفاق کی تجارت ہے۔

بَابُ الخُرُوجِ فِي التِّجَارَةِ(حدیث:2062)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) تجارت کے لئے سفر جائز ہے اور منصوص ہے
2) دونوں ہے اللہ کے راستے میں نکلنا بھی ہے اور تجارت بھی ہے۔
3) فیہ رد المسارعۃ لا ردّ الخبر الواحد۔
-عمرؓ مزید اطمینان حاصل کرنا چاہتے تھے۔
-بازار جانا منع نہیں ہے لیکن بازار کی وجہ سے عبادت مقصودۃ پر غفلت نہیں ہونا چاہیئے۔

بَابُ [ص:56] التِّجَارَةِ فِي البَحْرِ(حدیث:2063)

- لا یرکب البحر إلا حاجٌّ أو تاجر أو غازی أو مجاھد (ضعیف روایت ہے)
- ترجمۃ الباب کا مقصد: تجارت فی البحر کر سکتے
- إن تحت البحر نارًا: 1) مطلب یہ ہے کہ جب ہلاکت ہو؛ 2) یا کہرباء پیدا کر سکتے پانی میں (بجلی)

بَابُ {وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا} [الجمعة: 11] (حدیث:2064)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ باب گزر چکا گزرے ہوئے صفحہ پر تو یہاں مقصود یہ ہے کہ حق اللہ مقدم ہونا چاہیئے یعنی عبادت موقّتہ مقدم ہے معاملات پر اور پہلے یہ تھا کہ تجارت عبادت سے غافل نہیں کرنا چاہیئے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ} [البقرة: 267] (حدیث:2065-2066)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) بیع و شراء میں برکت کا سبب یہ ہے کہ حلال مال خرچ کرے
2) تجارت کی فضیلت و بہتری کا بیان ہے۔
۔نقص ینقُصُ: ایک مفعول یا 2 مفعول چاہتا ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ البَسْطَ فِي الرِّزْقِ(حدیث:2067)

- تجارت میں اگر برکت چاہتے ہو تو اپنے رشتہ داری سے صلہ رحمی کرے
- فی أثرہ: عمر میں طول برکت اور ذکر خیر بعد الموت۔

بَابُ شِرَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّسِيئَةِ(حدیث:2068-2069)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیع مؤجل اور معجل دونوں جائز ہیں
- اشارۃ إلی روایۃ أبی داوٗد: 3344 – حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، رَفَعَهُ، قَالَ عُثْمَانُ: وحَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ، قَالَ: اشْتَرَى مِنْ عِيرٍ تَبِيعًا وَلَيْسَ عِنْدَهُ ثَمَنُهُ فَأُرْبِحَ فِيهِ فَبَاعَهُ فَتَصَدَّقَ بِالرِّبْحِ عَلَى أَرَامِلِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَقَالَ: «لَا أَشْتَرِي بَعْدَهَا شَيْئًا إِلَّا وَعِنْدِي ثَمَنُهُ».
- 1) یہ روایت ضعیف ہے: تفرد بہ شریک عن سماک اور شریک: سیءُ حفظ

2) یا یہ کہ منسوخ ہے اسلئے کہ ثمن مؤجل کا معاملہ کیا تھا آپ ﷺ نے وفات سے پہلے۔

3) یا ھذا محمول علی النھی الإرشادی والاستحباب۔

-ابوالیسع البصری کی تضعیف کی گئی ہے ص278 پر لیکن مسلم بن ابراھیم انکے متابع موجود ہے اور دوسرے سند بھی ہے

-غالبًا یا أحیانًا قوت نہیں ہوتا اسلئے کہ یدّخر لأزواجہ قوت سنۃٍ لیکن پہلے ختم ہوتا تھا اسلئے کہ ترغیب دیتے تھے فی الصدقۃ

بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ(حدیث:2070-2071-2072-2073-2074-2075)

- ھذا أفضل وأولی۔
- بہترین کسب: بعض 1) تجارت افضل الأعمال ثم الحراثۃ (کھیتی باری) ثم الصِّناعۃ (یہ اکثر کا قول ہے)۔

بعض 2) حراثت اسلئے کہ بندے چرندے پرندے بھی کھائیں گے اس سے تو صدقہ عامہ ہوگا اور بنیادی ضرورت کو مہیا کرنا ہے

3) کسب بالید: آپ ﷺ سے سوال کیا گیا تو یہ جواب دیا: ما أکل أحدٌ طعامًا قط خیرًا من أن یأکل من عمل یدہ

-ای الکسب أفضل؟ قال عمل الرجل بیدہ اور اسمیں تجارت بھی داخل ہے۔

-حدیث: إن اللہ یحب کل من یحترف أبا العیال ولا یحب الصحیح الفازغ (فی اسنادہ عاصم وھو ضعیف)

-ویحترف للمسلمین فیہ: 1) کمائی کریں گے بیت المال سے اور حرفۃ سے مراد خدمت اور حرفۃ کا لفظ مشاکلۃً استعمال کیا۔

-بعض یہ ترجمہ کرتے کہ جتنا اپنے اوپر خرچ کیا تو بیت المال کے مال سے تجارت کرے، اتنا وصول کرے گا (وھذا مما لایفھم)

-شعر: لَنقلُ الصَخرِ مِن قُلَلِ الجِبالِ = أَحَبُّ إِلَيَّ مِن مِنَنِ الرِجالِ

يَقولُ الناسُ لي في الكَسبِ عارٌ = فَقُلتُ العار في ذُلِّ السُؤالِ

-داوٗدؑ زرہیں بناتے تھے اور سلیمانؑ چٹائی اور ٹوکری بناتے تھے۔

بَابُ السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالبَيْعِ، وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ(حدیث:2076)

- جب بیع کرتے تو کبھی جھگڑا ہو جاتا ہے تو سہولت وسماحت سے کام لینا چاہئے۔
- عفاف: زبان کی شرافت وپاکیزگی کے ساتھ۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُوسِرًا(حدیث:2077)

- غنی کو مہلت دے اوا سمیں ثواب ہے توجب فقیر کو مہلت دے تو بدرجہ اولی اسمیں ثواب ہو گا۔
- دؒ:5درہم؛ فؒ:کوئی حد نہیں
- احناف:غناء کے 3درجات ہیں:1)حرمۃ السؤال

2)زکوۃ نہیں لے سکتا ہے اگر چہ دے گا بھی نہیں مثلا مکان، مشین وغیرہ زائد اَشیاء اسکے پاس ہیں
3)معطی بھی ہے اور نصاب بھی ہے۔

بَابُ مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا(ص279)(حدیث:2078)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)فقیر کو معاف کرنا ضروری نہیں، ہاں مستحب ہے اور مہلت بھی دے سکتے(واجب)تو نفل کا ثواب زیادہ

2)سلام کا جواب واجب اور سلام کرنا سنت ہے اور زیادہ ثواب ہے۔
3)وضوء وقت سے پہلے مستحب ہے اور زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

-تجاوز کرو، مہلت دو، کم کرو، نرمی کرو، حسن طلب کرو، بالکل معاف کرنا

بَابُ إِذَا بَيَّنَ البَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا (حدیث:2079)

- فیکون فیہ البرکۃ؛ بورک لھماجب عیب بیان کرے اور خیر خواہ ہو ایک دوسرے کے۔
- آپ ﷺ مشتری اور عدّاء بن خالد بائع لیکن ترمذی و نسائی میں برعکس ہے
- آپ ﷺ نے خط لکھا اور الصک کان عند العدّاء وھذا یکون عند المشتری تو معلوم ہوا کہ وہ مشتری تھے۔
- بخاری کی روایت یُذکر کے ساتھ مروی ہے

جواب:1)دو الگ الگ واقعات تھے؛ 2)ترمذی و نسائی کی روایت اصل ہے اور بخاری کی روایت محمول ہے راوی کے خطاء پر، اگر چہ بخاری کی روایت تائید ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کے بعد بیع نہیں کیا بلکہ مشتری بنے۔

- حضرت گنگوہیؒ:اصل یہ بیع مقایضہ تھا، ایک چیز کو خریدا اور بدلے میں کوئی چیز دی(بیع السامان بالسامان یعنی بیع السلعۃ بالسلعۃ)
- آریۃ ہونا چاہئے:باڑا یا یُسمّی اَریّٰ دوابہ
- حضرت گنگوہیؒ:راوی کی خطاء نہیں بلکہ یُسمّی کا مطلب یُذکر یعنی سجستان و خراسان کے باڑے کا تذکرہ کرتا ہے، تو یہ دھوکہ ہے۔

بَابُ بَيْعِ الخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ(حدیث:2080)

- مخلوط تمر کا بیچنا عیب نہیں ہے اسلئے کہ مخلوط ہونا ظاہر ہے:المجتمع من الردی والجید

بَابُ مَا قِيلَ فِي اللَّحَّامِ وَالجَزَّارِ(حدیث:2081)

- بائع اللحم و بائع الجزور(اونٹ کا گوشت بیچنے والا)
- قصّاب:بائع الشاۃ(بکری کا گوشت بیچنے والا)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) لحام اور جزار کا کسب جائز ہے اگر چہ کوئی کہے کہ اسمیں تلوّث بالدم ہے۔
2) لحم عام طور پر ہڈی کے ساتھ بیچتے تو ہڈی زیادہ ہے یا گوشت؟، اگر چہ خلط ہے لیکن چونکہ نظر آتا ہے اسلئے جائز ہے۔
3) لحام اور جزار کی بنیاد تھی آپ ﷺ کے زمانے میں۔
4) ایک حدیث ضعیف کی طرف اشارہ ہے جو ابو داوٗد میں مذکور ہے: 3430 - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ، قَالَ: قَطَعْتُ مِنْ أُذُنِ غُلَامٍ، أَوْ قُطِعَ مِنْ أُذُنِي فَقَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ حَاجًّا فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فَرَفَعَنَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ هَذَا قَدْ بَلَغَ الْقِصَاصَ ادْعُوا لِي حَجَّامًا لِيَقْتَصَّ مِنْهُ ، فَلَمَّا دُعِيَ الْحَجَّامُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَقُولُ: إِنِّي وَهَبْتُ لِخَالَتِي غُلَامًا، وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يُبَارَكَ لَهَا فِيهِ، فَقُلْتُ لَهَا: «لَا تُسَلِّمِيهِ حَجَّامًا وَلَا صَائِغًا وَلَا قَصَّابًا» قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ ابْنُ مَاجِدَةَ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَهْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

-سند میں ابو ماجدہ اور محمد ابن اسحاق کا عنعنہ ہے غالبًا تو حدیث ضعیف ہے، اور اگر صحیح ہو بالفرض تو مطلب یہ ہے ان لوگوں میں ارتکاب خلاف اولی ہے اسلئے انکے حوالے نہ کرنا۔ یا خلاف وعدہ کام کرتے یعنی کہتے ہیں مثلاً: ہاں کل تیار ہو گا، پھر کہتے کہ نہیں پرسوں وغیرہ...

بَابُ مَا يَمْحَقُ الكَذِبُ وَالكِتْمَانُ فِي البَيْعِ (حدیث:2082)

- "ما" الذی کے معنے میں ہے؛ یہاں خبر محذوف ہے: ھی البرکۃ
- ترجمۃ الباب کا مقصد: تم جھوٹ کو اور کتمان کو ترقی کا سبب سمجھتے ہو حالانکہ اللہ کے یہاں تنزلی کا سبب ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ} [آل عمران: 130] (حدیث:2083)

- یہاں مصنفؒ ربو کا بیان کرتے
- الربو: الفضل الخالی عن العوض إذا کان مشروطًا اور یہ صدقہ کی ضد ہے۔
- سود ظلم ہے اسلئے کہ مدت بڑھتی رہے گی اور ساتھ ساتھ دراھم بڑھتے رہیں گے۔
- سود میں مدت کا معاوضہ ہے اور وہ ایسی چیز ہے ہی نہیں إلا علی سبیل الإجارۃ۔
- أضعافًا مضاعفۃً: قید احترازی نہیں ہے اور دوسری جگہ میں: 1) وذروا ما بقی من الربو؛ 2) وإن تبتم فلکم رؤوس أموالکم
- یہ قید زیادہ قباحت بتانے کے لئے ہے جیسے لاتسبّ وأنت عالم، یا مسجد میں گالی مت دو
یا لا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء إن أردن تحصّنا؛ لا تشتروا بآیاتی ثمنًا قلیلاً
- بعض: أضعافًا من جانب ومضاعفۃً من جانب أخری: ایک نے کہا 2 مہینے تو دوسرے نے کہا تو 100 کے بجائے 200 پھر۔

بَابُ آكِلِ الرِّبَا وَشَاهِدِهِ وَكَاتِبِهِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: {الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لاَ يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ المَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا: إِنَّمَا البَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا، وَأَحَلَّ اللَّهُ البَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا، فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ، وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ} [البقرة: 275] (حدیث:2084-2085)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ربو میں حصہ لینا مذمت ہے
- حدیث جابرؓ: لعن رسول اللہ ﷺ آکل الربو وموکلہ........

- یتخبط الشیطان: 1) جس طرح یہاں مال کا دیوانہ ہے تو آخرت میں بھی دیوانہ ہونگے
2) جس طرح شیطان کسی کو بے ہوش بنادے مثلاً بعض پانی دیکھ کر بے ہوش ہو جاتے اور گر جانے کی بیماری لگے گا تو قیامت کے دن گرتا رہے گا۔
- ربو کو مشبہ بنایا گویا کہ بیع ہے تو جواب دیا علی اسلوب حکیم: وأحل اللہ البیع وحرم الربو۔
- اشکال: جبکہ خمر کی حرمت 3ھ اور ربو 9ھ، تو یہاں معلوم ہوتا ہے کہ خمر کی حرمت ربو کی حرمت کے بعد ہوئی۔
جواب: 1) ثم أعلن حرمۃ الربو مرۃ ثانیۃ
2) 3ھ میں حرمت خمر کا حکم نازل ہوا اور 9ھ میں بیع الخمر کی حرمت ہوئی۔
3) تجارت فی الخمر کو مشبہ بہ بنایا ربو کے لئے۔
- ترجمۃ الباب سے مناسبت کیا ہے؟
1) حرمت تجارت فی الخمر کا ذکر ہے تو کاتب اور شاھد کے لئے قیاس کیا آکل الربو پر جیسے آیت میں ہے۔
2) لما نزلت آخر آیات البقرۃ: إذا تداینتم............ جبکہ بیع کے لئے لکھنا جائز
3) اصل مصنفؒ اشارہ کرتے ہیں ضعیف حدیث کی طرف (جابرؓ کی روایت): لعن رسول اللہ ﷺ آکل الربو وموکلہ وشاھدہ وکاتبہ (ہذا أصح)
- اشکال: یہاں وسط النھر کا ذکر ہے اور ص 185 پر علی شطّ النھر آیا تھا!؟
جواب: 1) قد یکون فی الوسط وقد یکون فی الشط
2) علی الشط عرضاً وفی الوسط طولاً
3) ایک نسخے میں واؤ نہیں: آکل الربو علی وسط النھر اور رجل بین یدیہ حجارۃ الگ ہے۔

بَابُ مُوكِلِ الرِّبَا لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لاَ تَظْلِمُونَ وَلاَ تُظْلَمُونَ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيْسَرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ}
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «هَذِهِ آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ»(ص280)(حدیث:2086)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ نہ سمجھے کہ صرف لینے والا ظالم ہے اور دینے والا مظلوم ہے بلکہ دونوں کو گناہ ملے گا۔
- ابن عباسؓ کہتے کہ یہ آخری آیت ہے یعنی آخری آیات میں شامل ہے ورنہ بالکل آخری آیت تو نہیں ہے۔ اسلئے کہ وہ واتقوا یوماً ترجعون فیہ إلی اللہ ہے (آخری آیت)
- ثمن الکلب میں اختلاف ہے: جب کلب منتفع بہ ہے تو ثمن بھی جائز ہے
- احناف: ثمن الکلب جائز ہے جب وہ شکار کے لئے یا حفاظت و حراست کے لئے مستعمل ہو
1) ابن عباسؓ: رخص رسول اللہ ﷺ فی ثمن کلب الصید
2) بخاری کی روایت ہے: 3324 - ... حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا يَنْقُصْ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ، أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ».

3) جابرؓ: نھی عن ثمن الکلب والسنور إلا کلب الصید

4) 20921 - ...عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: «قَضَى فِي كَلْبِ الصَّيْدِ بِأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا، وَفِي كَلْبِ الْمَاشِيَةِ شَاةٌ مِنَ الْغَنَمِ، وَفِي كَلْبِ الْحَرْثِ فَرَقٌ مِنْ طَعَامٍ، وَفِي كَلْبِ الدَّارِ فَرَقٌ مِنْ تُرَابٍ، حَقٌّ عَلَى الَّذِي أَصَابَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ، وَحَقٌّ عَلَى صَاحِبِ الدَّارِ أَنْ يَقْبَلَهُ»(مصنف بن أبي شيبة)

- ثمن الکلب ممنوع تھا اس زمانے میں جب شدت تھی اس پر یا غیر منتفع بہ پر محمول ہے

-حجامت: 1) میں ثمن شرافت کے خلاف ہے اسلئے کہ تلویث بالدم ہے۔

2) نہی تنزیہی ہے؛ 3) یا دم سائل مراد ہے۔

-واشمۃ: خال، تل

بَابٌ: {يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لاَ يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ} [البقرة: 276] (حدیث:2087)

-ترجمۃ الباب کا مقصد: اس آیت کریمہ نے متعارضین کو جمع کیا: ربو (بڑھنا) اور محق بھی ہے (مٹنا) تو جواب دیا کہ حدیث کی رو سے مٹ جاتا ہے اور بہ ظاہر بڑھتا ہے یعنی برکت مٹ جاتی ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الحَلِفِ فِي البَيْعِ(حدیث:2088)

- 1) لا یکون ثبوت الخیر الإلہی فی الشیء والبرکۃ لأجل الکذب اسلئے بیع میں جھوٹی قسم کھانا حرام ہے

- 2) اگرچہ بیع میں اللہ کی قسم جائز ہے لیکن خلاف اولی ہے۔

- حدیث:............................... فشوھوہ

- سِلعۃٌ: سامان؛ اور سَلعۃٌ: جانور کی پشت کے زخم کہتے ہیں۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الصَّوَّاغِ حدیث:2089-2090)

- صوغ: زیور بنانے والا (ج) صُوّاغ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) ھذہ من الحرفۃ الشریفۃ؛ 2) ان روایات کی تردید ہے جو اسکی مذمت میں آئی ہے

- اکذب الناس الصباغون والصیاغون (مضطرب روایت ہے) سند میں فرقت سبخی مشہور ضعیف راوی ہے

- اسمیں کسب کی مذمت نہیں بلکہ خلاف وعدہ کام کی مذمت ہے۔

بَابُ ذِكْرِ القَيْنِ وَالحَدَّادِ(حدیث : 2091)

- قین: لوہار اور حداد بھی (مترادف الفاظ ہیں) اور بعض کہتے کہ قین: کل صانع اور حداد: جو لوہے اور اسلحہ بناتے۔

- اس روایت ضعیفہ کی طرف اشارہ: ابوداوٗد میں: 4223 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ الْمَعْنَى، أَنَّ زَيْدَ بْنَ حُبَابٍ، أَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ السُّلَمِيِّ الْمَرْوَزِيِّ أَبِي طَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا، جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ، فَقَالَ لَهُ: «مَا لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ»

فَطَرَحَهُ، ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: «مَا لِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ» فَطَرَحَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ؟ قَالَ: «اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ، وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا» " وَلَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ: عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يَقُلْ: الْحَسَنُ: السُّلَمِيَّ الْمَرْوَزِيَّ ".

- اسکی سند میں عبد اللہ بن مسلم جو ضعیف ہے۔
- انگوٹھی: یہاں خلاف اولی اسلئے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ مہر دے دو ولو من خاتم حدید
- لا أكفر: كناية عن الدوام يالا أكفر زان بُعثت بعد الموت
- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) خباب بن أرت اپنے دین کا مطالبہ کرتے اسلام لانے کے بعد بھی
2) خباب بن ارت وہی کام کرتے تھے اسلام لانے کے بعد

بَابُ ذِكْرِ الخَيَّاطِ (ص281) (حدیث:2092)

- خیاط من المهنة الشريفة؛ عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ اور زبیرؓ قصائی تھے
- ابو بکرؓ، عثمانؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ کپڑے کا کام کرتے تھے
- نھی رسول اللہ ﷺ عن صفقة في صفقة لیکن دھاگہ تابع ہے تو اصل کام کرنا ہے، دھاگہ کی اجرت نہیں ہے اسلئے کہ اجرت کہتے ہیں کہ فائدہ اٹھائے اور چیز باقی رہے اور اجرت علی إهلاک العين ناجائز ہے۔ تو بہ ظاہر صفقة في صفقة ہے لیکن جائز ہے یا عرف کی وجہ سے مستثنی ہے۔
- دعوت کی اجابت سنت ہے یا مستحب اور ولیمہ کی دعوت اقرب إلى الوجوب ہے۔

بَابُ ذِكْرِ النَّسَّاجِ (حدیث:2093)

- جولاہے کا کام، وإن عدّوه من الحرفة الدنية اسلئے کہ ضرورت کی چیز ہے۔
- علماء نے کہا کہ کساخ بھی (جھاڑو دینے اور صفائی کا کام) انتہائی پست کام ہے لیکن یہ بھی فرض کفایہ کے درجے میں ہے
- في حاشيتها منسوجٌ يا في حاشتها خيوط منسوجة

بَابُ النَّجَّارِ (حدیث:2094-2095)

- نجار کا سب سے زیادہ کام زینت کے ساتھ ہے، شاید اسمیں کسی قسم کی کراہت ہے تو بتایا نہیں
- طرفاء: جھاؤ درخت گز؛ اسمیں ذکر و تلاوت کی فضیلت ہے؛ کلام کے لئے لسان ضروری نہیں ہے۔
- قالوا لم شهدتم علينا قالوا أنطقنا الله الذي أنطق كل شيء

بَابُ شِرَاءِ الإِمَامِ الحَوَائِجَ بِنَفْسِهِ (حدیث:2096)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) امام المسلمین یا امام المسجد یا امیر المنطقة، اگر خود کوئی چیز خریدے تو مروت و شرافت کے خلاف نہیں ہے۔
2) خود اشیاء کو خریدنا تواضع پر دال ہے۔

- آپ ﷺ نے خرید اجمل کو عمرؓ سے اور ابن عمرؓ بیٹھے تھے اس پر، تو ممکن ہے کہ ھبہ کیا، تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قبضہ ضروری ہے تو ہی کیسے ھبہ ہے؟

جواب: حکمی قبضہ ہوا (یعنی تخلی تھی یا کوئی مانع نہیں)

- حضرت جابرؓ نے بھی بیچا اپنے اونٹ کو اور آپ ﷺ نے قبضہ سے پہلے ھبہ کیا لیکن قبضہ حکمی تو کافی ہے۔
- تو قبضہ ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: فؒ: ہر چیز میں قبضہ ضروری ہے، چاہے منقول ہو یا نہ ہو۔

حؒ: منقول میں قبضہ ضروری ہے اور غیر منقول میں نہیں۔

کؒ اور دؒ کا ایک قول: مکیل و موزون یا مطعوم میں قبضہ ضروری ہے ورنہ نہیں

دؒ کا دوسرا قول: مکیل موزون میں قبضہ ضروری ہے ورنہ نہیں۔

کؒ: مطعوم اور غیر مطعوم کا فرق ہے یعنی مطعوم میں ضروری ہے اور غیر مطعوم میں ضروری نہیں۔

بَابُ شِرَاءِ الدَّوَابِّ وَالحُمُرِ، وَإِذَا اشْتَرَى دَابَّةً أَوْ جَمَلًا وَهُوَ عَلَيْهِ، هَلْ يَكُونُ ذَلِكَ قَبْضًا قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ (حدیث:2097)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حمیر خرید سکتے
- سوال: ترجمۃ الباب میں حمیر ہے اور حدیث میں نہیں؟

جواب: الحمیر ملحقٌ بالبعیر اسی لئے اسکا تذکرۂ خاصہ ضروری نہیں

- بائع مشتری کو روکنے والا نہیں اسی لئے قبض حکمی ہو جائے گا تو قبل أن ینزل جائز ہو گا اور چونکہ سامنے موجود بھی ہے
- قبض عرفی: التخلی أو ارتفاع الموانع عُرفًا
- مجنٌ: جسکا سر امڑا ہوا ہے۔ توجہ بالقول ہے جیسے ابو ھریرہؓ کے چادر میں اور تصرف بالفعل ہوتا ہے جیسے یہاں
- الکیس: ہوشیاری سے کام لو یعنی ایک طرف بہنیں (خوش رکھنا ضروری ہے) اور ایک طرف بیوی تو بہنوں اور بیوی کے درمیان توازن کی ضرورت ہے اور ہوشیاری کی ضرورت ہے انکو خوش رکھنے کے لئے (یہ مفتی صاحب کا ترجمہ ہے)
- اور یہ ترجمہ ما قبل سے بھی متعلق کہ کنگھی کرنا اور نگرانی کرنا ہے وغیرہ۔
- ص282: قدم قبل: 1) المسجدَ؛ 2) آپ ﷺ پہلے پہنچے اسلئے کہ جابرؓ رک گئے تھے؛ 3) لعلہ أقطع لما أسرع
- ارجح: معروف بھی نہیں اور مشروط بھی نہیں۔
- اشکال: جمل کیوں مبغوض تھا اسلئے کہ اب تیز رفتار ہو گیا (اگر منہ ضمیر جمل کو راجع ہے) لیکن یہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہا پہلے: لم یکن لی ناضحٌ غیرہ، اسی لئے منہ کی ضمیر "رد" کو راجع ہے، لیکن اونٹ بطور ھبہ واپس کیا اور وہ محبوب ہے اور بطور اقالہ واپس کرنا مبغوض تھا۔
- قبضہ عاریت قبضہ ھبہ کا ہو سکتا ہے اسلئے کہ دونوں قبضہ غیر مضمون ہے بغیر عوض کے۔

بَابُ الأَسْوَاقِ الَّتِي كَانَتْ فِي الجَاهِلِيَّةِ، فَتَبَايَعَ بِهَا النَّاسُ فِي الإِسْلاَمِ (ص**282**)(حدیث:2098)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جاہلیت کے بازاروں میں تجارت کرنا جائز ہے، اگرچہ پہلے خرافات ہوتی تھی
- سوق کا وجہ تسمیہ: 1) یقوم الناس علی أسواقھم؛ 2) یساق إلیہ الإنسان والأمتعۃ۔

بَابُ شِرَاءِ الإِبِلِ الهِيمِ، أَوِ الأَجْرَبِ الهَائِمُ: المُخَالِفُ لِلْقَصْدِ فِي كُلِّ شَيْءٍ(حدیث:2099)

- الھیم: جمع اَھیم: پیاس کی بیماری: مستسقی اونٹ
- یعنی عیبدار جانور کو خرید سکتے
- اجرب: خارش کی بیماری؛ الھائم: پریشان، عاشق جو مست؛ الإبل الھیم تشبہ الھائم (اشتقاق کبیر) اور معنی میں بھی مناسبت کہ دونوں پریشان ہیں۔
- نوّاس: ہلتا ہوا آدمی، حرکت کرنے والا
- لا عدوی: فی درجۃ التوکل وإن کان السبب موجودٌ

لا عدوی فی درجۃ الیقین ولکن فی درجۃ الظن

لا عدوی فی جمیع الأمراض وإنما یکون العدوی فی بعض الأمراض

لا عدوی فی سبیل التأثیر وإن کان علی سبیل السبب ولکن بحکم اللہ

لا عدوی علی وجہ الخصوص وإن کان فی وجہ عام

بَابُ بَيْعِ السِّلاَحِ فِي الفِتْنَةِ وَغَيْرِهَا وَكَرِهَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ بَيْعَهُ فِي الفِتْنَةِ(حدیث:2100)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ ہے: عام فقہاء: جب کہ جنگ نہ ہو تو اہل حرب کو بیچ سکتے ورنہ نہیں
- اہل حق کو بیچ سکتے ورنہ نہیں
- اور جب اہل حق واہل باطل میں فرق نہ کر سکے تو بھی بیچ سکتے ہیں
- سفیان ثوری: بع سلاحک بمن شئتَ (مصنفؒ نے اسی قول کو اختیار کیا)۔

بَابٌ فِي العَطَّارِ وَبَيْعِ المِسْكِ(حدیث:2101)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) عطار حرفت شریفہ میں سے ہے

2) مشک بیچ سکتے ہیں اگرچہ اسکا اصل دم ہے لیکن حقیقت بدل گئی (تبدیل ماہیت ہوئی)

3) حسن بصری کی تردید: مشک نہیں بیچ سکتے

متنبی کا شعر ہے: فإن تفق الأنام وأنت منھم فإن المسک بعض دم الغزال

- کُور: جو مٹی کا بنایا ہوا اور کیر: جو چمڑے کا بنا ہو اور وہ آلہ ہے جو حداد استعمال کرتے آگ بڑکانے کے لئے (بھٹی)
- ابو بشر باقلانی کے بارے میں کہتے کہ جب کسی واعظ کے بیان میں بیٹھے..........چڑیا نے باز کو شکار کیا؟؟؟؟؟؟؟؟؟

بَابُ ذِكْرِ الحَجَّامِ(ص283)(حدیث:2102-2103)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وہ کسب ہے جو دنیّ اور گھٹیا اور خراب سمجھا جاتا ہے لیکن مطلب یہ نہیں کہ نہیں کر سکتے بلکہ بعض صورتوں میں ضروری ہے۔ تو یہ کسب فروض کفایہ میں سے ہے
- ممانعات: 1) علی سبیل التنزیہ یا 2) منسوخ ہے

- پہلے زمانے میں غلام پر 2 طریقہ سے معاملہ کرتے: 1) جو مہینے میں کماؤ سب کچھ لاؤ
2) مہینے میں 10 درہم دے دو، باقی تمہاری مرضی ہے۔

بَابُ التِّجَارَةِ فِيمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ (حدیث: 2104-2105)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تجارت اس چیز کی ناجائز ہے جو سب کے لئے حرام ہے جیسے خنزیر اور خمر اور جس چیز میں کسی بھی فائدہ ہو تو بیچ سکتے، اسلئے کہ کوئی نہ کوئی فائدہ ہے (استعمال کرتے bait کے لئے)
- چیتا، بیڑیا وغیرہ بیچ سکتے
- سیراء: برد فیہ خطوط صفر مضلعۃ بالحریر
- نمرقۃ: وسادۃ مقطوعۃ الراس یا ایسے دقیق ہے کہ نظر نہ آئے
- تصویر والا کپڑا بیچ سکتے اسلئے کہ اندر کی جانب موڑ سکتے یا دوسرے تدابیر اختیار کرسکتے۔

بَابٌ: صَاحِبُ السِّلْعَةِ أَحَقُّ بِالسَّوْمِ (حدیث: 2106)

- صاحب السلعۃ کو حق ہے ثمن مقرر کرنے کا۔

بَابٌ: كَمْ يَجُوزُ الخِيَارُ (حدیث: 2107-2108)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ ہے: حؒ فؒ: 3 دن؛ دؒ: جبتک مرضی؛ کؒ: جبتک چاہے؛ سم: 3 سے اوپر ممکن ہے خیار؛ متأخرین احناف: 1) 3 دن میں اگر کسی چیز کی معرفت ہو جائے تو خیار صرف 3 دن ہو گا
2) 3 دن میں معرفت نہ ہو سکے تو صاحبین کے قول پر فتوی دیا جائے گا۔

- جس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے 4 دن کے خیار کو باطل کیا ہے وہ روایت صحیح نہیں ہے اسلئے کہ سند میں ابان بن عیاش ہے اور ان پر کلام ہے؛ ابن عمرؓ سے 3 دن کا خیار مروی ہے لیکن اس روایت پر کلام ہے۔ اور البیعان بالخیار میں 3 دن کی قید نہیں تو یہ انکی دلیل ہے۔

- أو یکون البیع خیارًا: 1) یہ استثناء ہے یلزم البیع بعد اتمام الکلام عند الأحناف اور بعد اتمام المجلس عند الشوافع إلا أن یکون فیہ الخیار
2) فی البیع خیارٌ إلا أن یکون البیع اسقاط خیارٍ۔
3) إلا أن یکون البیع خیارًا أی إلا ان یقول أحدھما: ھل اخترتَ؟ و قال الآخر اخترتُ اور یہ شوافع کے نزدیک ہے کہ بات اب پکی ہو گئی ہے۔ تو تم البیع ولو کان فی المجلس حتی الآن۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُوَقِّتْ فِي الخِيَارِ، هَلْ يَجُوزُ البَيْعُ (حدیث: 2109)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ ہے: حؒ کؒ دؒ: بیع فاسد ہے؛ فؒ: بیع ہو گی ہی نہیں؛ مصنفؒ کے نزدیک جائز ہے اور بعد میں متعین کرسکتے۔

بَابٌ: البَيِّعَانِ بِالخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا(حدیث:2110-2111)

- اس پر اتفاق ہے خیار تعیین پر، اور اسی طرح اتفاق ہے خیار قبول پر، اور خیار عیب پر بھی اتفاق ہے۔
- ڈ:خیار مجلس ہے؛ حؒ کؒ:خیار مجلس نہیں ہے۔
- امام حؒ اور امام کؒ کے دلائل:

1) یاأیھا الذین آمنوا أوفوا بالعقود میں معلوم ہوا کہ عقد کے بعد واپس کرنا نہیں کرنا چاہئے اسلئے کہ عقد پورا پورا کرنے کا حکم ہے

2) وأشھدوا إذا تبایعتم تو جس مجلس میں عقد ہوا بیع مکمل ہو گئی تب شہادت ہے تو خیار مجلس نہیں ہے۔

3) لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارۃ عن تراض منکم تو معلوم ہوا کہ آپس کی رضامندی ملنے سے عقد مکمل ہو گیا۔

4) جب سب ارکان مکمل ہو گئے اور موجود ہو تو عقد بھی مکمل ہونا چاہئے (بائع مشتری، ایجاب وقبول)

5) قیاسًا علی سائر العقود مثلاً: اگر کوئی عقد نکاح کرے تو نکاح ہو گیا، اگرچہ مجلس ابھی تک منعقد ہے، اسی طرح دوسرے عقود میں ہوتا

6) نھی رسول اللہ ﷺ أن یبیع الرجل طعامًا حتی یستوفیہ (یہاں تک کہ وصول ہو جائے) تو معلوم ہوا کہ جب طعام پر قبضہ کیا تو اسی مجلس میں بیٹھ کر وہ اسکو آگے بیچ سکتے۔

7) حدیث: لا یحل (أی لا ینبغی) لہ أن یفارقہ خشیۃ أن یستقیلہ، والإقالۃ تکون بعد اتمام العقد الأول۔

تو لا یحل بمعنی نامناسب جیسے: لا تحل الصدقۃ لذی مرۃ سویٍّ یا لا تحل الصدقۃ لمن کان عندہ قوتُ یوم ولیلۃٍ یعنی مناسب نہیں۔

8) حدیث: لا یجزی ولد عن والدہ إلا أن یشتریہ فیعتقہ تو معلوم ہوا کہ خریدتے ہی آزاد ہو جائے گا، مجلس کے ختم ہونے سے پہلے۔

9) آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے جمل خریدا اور ابن عمرؓ کو ھبہ کر دیا مجلس کے ختم ہونے سے پہلے، تو معلوم ہوا کہ مجلس کے ختم ہونے سے پہلے بیع مکمل ہو جاتی ہے۔

10) ابن عمرؓ کا مسلک ہے کہ اگر کسی نے مبیع بیچ دیا اور بائع کے پاس ھلاک ہو جائے تو یھلک من مال المشتری تو معلوم ہوا کہ مجلس پوری ہوئی ہو یا نہ ہو عقد مکمل ہو جاتا ہے اور مشتری مکمل مالک بن جاتا ہے۔

- امام فؒ اور امام ڈؒ حدیث بالباب سے استدلال کرتے: البیعان بالخیار مالم یتفرقا

جواب: تفرق سے مراد تفرق بالأقوال ہے کہ جب بائع و مشتری اپنے اپنے قول سے فارغ ہو یا لے لے یعنی بعتُ واشتریتُ تو عقد مکمل ہو گیا۔ تو تفرق کے دو معنے ہو سکتے: 1) تفرق بالأبدان؛ 2) یا تفرق بالأقوال جیسے

1) وما تفرق الذین أوتوا الکتاب....

2) واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا

3) تفرقت بنی إسرائیل علی اثنین وسبعین، کلھم فی النار إلا واحدۃ

-1) اشکال ہوتا ہے کہ حدیث میں مالم یتفرقا جو آیا، تو اس کو تفرق بالأقوال سے تعبیر کرنا، صحابہؓ کی فہم اور سمجھ کے خلاف ہے، اسی طرح اگلے صفحے پر (ص284) دوسری سطر پر حدیث کے خلاف ہے اور اسی طرح جہاں تفرق بالأقوال مراد ہو وہاں جھگڑا مراد ہوتا ہے جیسے واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا وغیرہ آیات سے جو مفہوم ہے اور بیع میں تو ہاتھ کو ہاتھ سے ملاتے ہیں اور اپنی اپنی چیزوں سے خوش ہوتے ہیں، تو جواب نہیں بنتا! (یہ جواب امام محمدؒ نے دیا تھا)

2) البیعان بالخیار (خیار قبول) مالم یتفرقا تو محمول ہے خیار قبول پر (اور یہ جواب امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے) لیکن اس پر اشکال وارد ہے کہ خیار

تواحد المتبایعین کو ہوتا ہے نہ کہ دونوں کو یعنی ایک ہی کو خیار قبول ہوتا ہے اور اسی طرح یہ بھی صحابہؓ کی فہم کے خلاف ہے جیسے ابن عمرؓ جب کسی چیز کو خریدنا چاہتے تھے تو جلدی چلے جاتے تھے تاکہ وہ رجوع نہ کرے خریدی ہوئی چیز میں تو یہ خیار قبول نہیں ہے بلکہ خیار مجلس، چنانچہ جواب نہیں بنتا۔

3) محمول ہے دیانت پر یعنی احتیاط اور دیانت کا تقاضا ہے کہ اگر واپس کرلے تو لے لے

4) مولانا انور شاہ کشمیریؒ: مراد خیار مجلس ہے لیکن وہ کنایہ ہے خیار قبول سے یعنی ذکر تفرق بالأبدان اور مراد تفرق بالأقوال ہے (سمجھ میں نہیں آتا) چونکہ کنایہ میں دونوں مراد ہو سکتا ہے جیسے فلانٌ کثیر الرماد (بڑا سخی ہے یا واقعی بہت راکھ جمع ہے اسکے پاس)

5) خیار کا مطلب عقد واپس کرنا یعنی ردُّ البیع اور اسکی تین قسمیں ہیں:

1) ایسا رد البیع والخیار جو واجب القبول یعنی اگر قبول سے پہلے دوسرے نے رد کیا تو واجب القبول ہے

2) رد البیع اور خیار جو مسنون القبول جبکہ مجلس باقی ہو اور دوسرے واپس کرلے تو لینا مسنون ہے

3) مندوب القبول جب مجلس ختم ہو گئی اور پھر واپس کرے۔ اسکو اقالہ کہتے

- حدیث: من أقال نادمًا تو اللہ قیامت کے دن اسکے خطاؤں کو معاف فرمائے گا أقال اللہ عثراتہ یوم القیامۃ

- تو امام فؒ اور امام دؒ: رد البیع، واجب القبول ہے اور کؒ حؒ: مسنون القبول

- تو اب کس کی بات صحیح؟ تو اگلے صفحہ 284 کی 16 سطر پر دیکھئے: وَكَانَتِ السُّنَّةُ أَنَّ «المتَبَايِعَيْنِ بِالخِيَارِ حَتَّى يَتَفَرَّقَا».

- تو مطلب یہ نہیں کہ خیار کو استعمال کرنا سنت ہے ورنہ بیع کیسے ہو گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر واپس کرے تو قبول کرنا سنت ہے۔

بَابٌ: إِذَا خَيَّرَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ بَعْدَ البَيْعِ فَقَدْ وَجَبَ البَيْعُ (حدیث:2112)

- مثلاً ایک نے کہا کہ اختیار کر اور دوسرے نے اخترتُ کہا تو سقط الخیار

بَابُ إِذَا كَانَ البَائِعُ بِالخِيَارِ هَلْ يَجُوزُ البَيْعُ (حدیث:2113-2114)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیع الخیار مجلس کے بعد بھی باقی رہتی ہے سب کے نزدیک

- اور تفرق بالأبدان مراد ہے

بَابُ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا، فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا، وَلَمْ يُنْكِرِ البَائِعُ عَلَى المُشْتَرِي، أَوِ اشْتَرَى عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ (حدیث: 2115-2116) فھل یجوز البیع؟

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کسی نے کوئی چیز خریدی اور فوراً ھبہ کر دی تو یہ جائز ہے۔

- فؒ دؒ: اگر مشتری ھبہ کرے مجلس میں تو عقد تام نہیں ہو گا بلکہ عقد تام ہو گا عند تمام المجلس یا عند قولہ اختر

- مصنفؒ: عقد تام ہو گا عند تمام المجلس اور دوسرا طریقہ: مشتری فی الفور ھبہ کرے یا فی الفور آزاد کرے

- حؒ کؒ: اوپر یہ دلیل ہے کہ عقد کا اختتام ہو گیا ہے اسی لئے اعتاق یا ھبہ کر رہا ہے

- معلوم ہوا کہ جب کسی کو ھبہ کرے کوئی چیز تو کہے "تصنع بہ ماشئتَ" اور جس چیز کو نہیں دیکھا ہو یعنی غیر مرئی ہو تو بھی بیچنا جائز ہے جیسے احناف کا قول ہے اور امام فؒ کے نزدیک غیر مرئی چیز کی بیع جائز نہیں ہے، حالانکہ انہوں نے وہ زمین دیکھی ہی نہیں تھی۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الخِدَاعِ فِي البَيْعِ(حديث:2117)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیع میں دھوکہ مکروہ تحریمی ہے اور ناجائز ہے۔
- اگر ثمن میں دھوکہ دے تو اسمیں واپسی نہیں ہے
- اگر مبیع میں دھوکہ ہے تو امام احمدؒ کے نزدیک اگر غبن إلی ثلث القیمۃ ہو تو واپس لے گا۔

امام کؒ دؒ: خیار خداع ہے؛ حؒ فؒ: خیار خداع نہیں ہے اگر ثمن میں دھوکہ دیا گیا ہو۔

احناف متأخرین: امام کؒ اور دؒ کے قول پر فتوی دیتے کہ غرر کی صورت میں واپسی ہو گی

ابن ھمام: 1) ایک غرر قولی ہے تو اسکو قضاءً فسخ کیا جائے گا (مثلاً بازا میں 100 رینڈ اور میں آپکو 50 رینڈ میں دے رہا تو بعد میں معلوم ہوا کہ بازار میں 50 رینڈ سے بھی کم ہے)۔

2) ایک غرر فعلی ہے تو اسکو دیانۃً واپس کیا جائے گا کہ مفتی سے پوچھے گا تو وہ اسکو واپس کرنے کو کہیں گے۔

بہر حال متاخرین یہ فتوی دیتے ہیں کہ دھوکے کی صورت میں واپسی ہو سکتی ہے اسی طرح عیب کی شکل میں

- بیہقی کی روایت میں 3 دن کا اختیار ہے توفؒ اور حؒ: واپس کرنے کا اختیار خیار شرط کی وجہ سے ہے
- اور کؒ اور دؒ: دھوکہ کی وجہ سے واپس کرے گا۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الأَسْوَاقِ(حديث:2118-2119-2120-2121-2122-2123-2124)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آپ ﷺ نے فرمایا کہ شر البقاع أسواقھا لیکن اسکے باوجود بازار میں بیع و شراء کے لئے جانا جائز ہے، تو شر البقاع کا مطلب یہ ہے کہ بازار میں جھوٹ بولتے، دھوکہ دیتے اور دو نمبر کے کام کرتے، چوری وغیرہ تو اس اعتبار سے شر البقاع ہے اور اگر یہ چیزیں نہ ہو تو ٹھیک ہے!
- سوال: کیف یخسف بأولھم وآخرھم وفیھم أسواقھم؟

اور جو لوگ گرانے کے لئے آئیں گے تو انکے لئے موت بھ ہے اور عذاب بھی ہے۔

معلوم ہوا کہ بازار میں نماز پڑھسکتے ہیں، تو اسمیں جو شر ہے وہ تو معصیت کے وجہ سے ہے ورنہ نفس سوق میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

- ابو القاسم آپ ﷺ کی کنیت ہے تو کیا کسی کو اس کنیت سے پکار سکتے؟

فؒ: التکنی بکنیۃ النبی ﷺ مکروہ۔ کؒ: جس کا نام محمد ہو وہ کنیت ابو القاسم نہ رکھے۔

جمہور: یہ کنیت رکھنا جائز ہے، پہلے ممنوع تھا اور بعد میں منسوخ ہوا جیسے ایک عورت اپنے بیٹے کا نام اور کنیت دونوں حضور ﷺ کی طرح رکھنے کا رادہ کیا (إن امرأۃ قالت إن وُلدلی ولد اسمیہ محمداً وأکنیہ أبا القاسم)، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں ہے، اور کون ہے جو منع کرے میرے نام اور کنیت کو جمع کرنے سے؟

- اسی طرح حضرت علیؓ نے آپ ﷺ سے اجازت لی تھی اسلئے کہ انکے بیٹے کا نام محمد تھا اور کنیت ابو القاسم تھی یعنی محمد بن حنفیہ نام اور کنیت ابو القاسم تھا تو آپ ﷺ نے اجازت دی۔
- سوق: بستی قینقاع: سونا چاندی کی کاروباری؛ لُکَع: صغیر یا لئیم اور یہاں شفقت کے لئے ہے۔
- سخاب: قلادۃ من طیب أو قرنفل

- قبضہ حکمی مثلا بائع نہیں روکتا
- فاطمۃ گ المنقطعۃ عن الرجال

بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوقِ(حدیث:2125)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بازار جاسکتے لیکن وقار کے ساتھ، بچوں کی طرح شور نہ مچائے
- عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ نے چونکہ تورات وغیرہ پڑھی تھی اسلئے انکو پوچھا کہ تورات وغیرہ میں آپ ﷺ کی کیا کیا صفات بیان کی گئیں ہیں۔
- جاد الرب من سیناواَشرق من ساعی اور وہاں سے واستعلی من جبال فاران (فاران: مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو کہتے) ومعہ الوف الأطھار وفی یمینہ قبس النار (جہاد کی طرف اشارہ ہے) یہ عربی بائیبل کی عبارت ہے جو انکی کتابوں میں پہلے موجود تھی، اب تحریف کر دی گئی۔
- حضرت عیسیٰؑ نے کہا: جاء الفرقدید من الآب، فھو یشھد لی
- فرقدید سے مراد آپ ﷺ اور اب سے مراد اللہ پاک ہے انکی زبان میں۔

بَابُ الكَيْلِ عَلَى البَائِعِ وَالمُعْطِي(حدیث:2126-2127)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیع وشراء میں کیل وغیرہ کرنے کی ذمہ داری معطی کی ہے اور بائع پر لازم ہوگا کیل کرنے کا خرچہ
- اشکال: قرآن میں آیا کہ وإذا اکتالوا علی الناس یستوفون!؟ تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ کیل کرنا تو مشتری پر لازم ہے
- جواب: إذا أخذوا ماکانوا بائعین
- إذا اکتالوا کا معنی: استیفاء ہے
- معلوم ہوا کہ مشتری کے ذمہ صرف اسکو وصول کرنا ہے اور بائع کے ذمہ میں ہے کہ کیل کرے۔
- کلْ للقوم: دیکھئے اس سے معلوم ہوا کہ کیل کرنا معطی پر ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الكَيْلِ(حدیث:2128)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: الکیل مندوبٌ فی المستخرج وغیر مندوب فی الباقی۔
الکیل مندوب فی المشتریٰ وغیر مندوب فی مایکون من قبیل الکرامات، ورنہ ختم ہو جائے گا اگر ہم اسکو سبب سے جوڑے۔

بَابُ بَرَكَةِ صَاعِ النَّبِيِّ ﷺ وَمُدِّهِ(حدیث:2129-2130)

- آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کے صاع، مد، کیل وغیرہ کے لئے دعاء فرمائی
- برکت: ثبوت الخیر الإلٰہی فی الشیء
- برکَ: اونٹ کا بیٹھنا، جب وہ بیٹھتا ہے تو جم کر بیٹھ جاتا تو یہی حال برکت کا ہے۔
- بِرکۃٌ: تالاب کا پانی، سب گھیرا ہوا ہوتا ہے تو اسی طرح برکت۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي بَيْعِ الطَّعَامِ وَالحُكْرَةِ(حدیث:2131-2132-2133-2134)

- بیع الطعام بعد القبض ہو گانہ کہ قبل القبض۔
- حُکرۃ:ذخیرہ اندوزی
- حدیث:من احتکر فھو آثم
- حدیث:من احتکر طعامًا أربعین یومًا یرید بہ الغلاء فقد برئ اللہ منہ
- احتکار جائز ہے چند شرائط کے ساتھ:

1)اگر اپنی زمین کی چیز ہو تو رکھ سکتا ہے؛ 2)اگر اسکو سستے میں خرید اہو؛ 3)طعام کی قلت نہ ہو۔

-احتکار کن چیزوں میں ہے:کؒ:الاحتکار فی کل شیء(کسی بھی چیز ہو جو لوگوں کو ضرورت ہے اسکو جمع نہ کرے)

فؒ:الاحتکار فی قوت،چاہے انسان کا کھانا ہو یا جانوروں کا؛ حؒ:الاحتکار یکون فی قوت الإنسان؛ سؒ:فی کل مایضر

- سوال:ترجمۃ الباب سے کیا مناسبت ہے؟

جواب:حتی یؤدوھم إلی رحالھم من مناسبت ہے ترجمۃ الباب سے اور بعض:یہاں تک کہ گھر پہنچائے،قبضہ کرلے اور روکنا اور نہ روکنا لوگوں کے احوال سے پتہ چلے گا،اگر لوگوں کو تکلیف ہو یا نہ ہو تو اگر انکو تکلیف نہ ہو تو احتکار کر سکتا ہے یعنی روک سکتا ہے ورنہ نہیں۔

بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ، وَبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ(حدیث:2135-2136)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:بیع الطعام قبل القبض کا بیان
- فؒ مؒ:کوئی بھی چیز کو قبل القبض نہیں بیچ سکتے؛ کؒ:مطعوم کو نہیں بیچ سکتے قبل القبض۔دؒ:مکیلی وموزونی چیز کو نہیں۔
- حؒ اور سؒ:منقول کو نہیں۔
- حدیث:إن النبی ﷺ نھی أن تباع السلع حیث تباع حتی یحوز التجار
- حدیث:نھی النبی ﷺ عن شراء الصدقات حتی تقبض اور صدقہ عام طور پر منقولی چیزوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔
- غیر منقولی چیزوں کو بغیر قبضہ خریدنے کے دلائل:

1)حضرت طلحہؓ نے حضرت زیدؓ کو زمین بیچی جبکہ انہوں نے زمین کو دیکھا بھی نہیں تھا۔

2)صفحہ 284 پر(صفحہ کے بیچ میں)گزرا ہے۔ مصنفؒ نے امام مؒ اور امام فؒ کے مسلک کو اختیار کیا۔

-جو چیز آدمی کے قبضے میں نہیں تو اسکے ذمہ داری نہیں،اسی طرح ربح مالم یضمن بھی جائز نہیں مثلاً قرض دے اور زیادہ لے تو یہ جائز نہیں ہے اسلئے کہ ربو کا تحقق ہے۔اسی طرح زنا کی اجرت حرام ہے اسلئے کہ اپنے اوپر اسکی ذمہ داری نہیں اور منکوحہ میں اپنے اوپر ذمہ داری ہے!ودیعت اگر مودع کے پاس ہلاک ہو تو کچھ نہیں اسلئے کہ صرف محافظ ہے۔

بَابُ مَنْ رَأَى: إِذَا اشْتَرَى طَعَامًا جِزَافًا، أَنْ لاَ يَبِيعَهُ حَتَّى يُؤْوِيَهُ إِلَى رَحْلِهِ، وَالأَدَبِ فِي ذَلِكَ(حدیث:2137)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:طعام کو کیلاً یا وزناً یا جزافاً لے کسی بھی حالت میں قبل القبض نہ بیچے،تو مصنفؒ نے امام کؒ کی تردید کی اور ائمہ ثلاثہ کے موافق ہے۔

بَابُ إِذَا اشْتَرَى مَتَاعًا أَوْ دَابَّةً، فَوَضَعَهُ عِنْدَ البَائِعِ أَوْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ(ص287)(حدیث:2138)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ ہے:

بائع کے پاس چھوڑا تو ح اور فؒ: یھلک من مال البائع اور دؒ: یھلک من مال المشتری اور اپنے اختیار سے چھوڑا تھا بائع کے پاس تو قبضہ حکمی ہو گیا اور اسی طرف یمیل المصنفؒ۔

امام کؒ: اگر ظاھر الھلاک ہو تو من مال المشتری ورنہ من مال البائع (مثلاً جانور ذبح ہو کر تقسیم کیا جارہا ہے تو من مال المشتری اور اگر کپڑا چھوڑا بائع کے پاس اور پھر کہا کہ ضائع ہوا تو من مال البائع کیونکہ وہ مقام تہمت میں ہے)

تو ترجمۃ الباب میں یہ مقدر ہے: فماذا الحکم یا یھلک من مال المشتری جیسے مصنفؒ کا میلان ہے اسی طرف۔

- بعض علماء: منتقل کرنا ضروری ہے تو اگر لیا لیکن فوراً واپس دیا تو یھلک من مال البائع بر خلاف ائمہ اربعہ
- اسی صفحہ 287 حاشیہ 5 دیکھئے مطابقت ترجمۃ الباب کے لئے
- ترجمۃ الباب: ومعھا عند ابی بکر اور چونکہ عظیم الشان عمل ہے (ہجرت) تو اپنے ثمن سے کرے۔

بَابُ لاَ يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلاَ يَسُومُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، حَتَّى يَأْذَنَ لَهُ أَوْ يَتْرُكَ(حدیث:2139-2140)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مکروہات کا بیان۔ بیع: جب ایجاب و قبول ہو چکا ہو۔ سوم: ایجاب و قبول نہیں ہوا، صرف قیمت متعین کرنا تو لا یسوم کا مطلب: کوئی اپنے بھائی کی متعین قیمت پر قیمت نہ لگائے، یہ مکروہ ہے
- یسومونکم سوء العذاب: اتنے تکلیف دیتے آپکو جیسے قیمت لگانے میں اگر کوئی مقابلہ کرے
- نجش: الزیادۃ فی الثمن عن غیر إرادۃ الشراء؛ الذی یزید وھو لا یرید فھو الخادع المَرید، ویقول لدینا خداعًا یزید
- نجش لغۃ: تنفیر الصید تو یہاں بھی دوسرے کو ابھارنا ہے
- ابن قتیبۃ: نجش: ایسے خداع جیسے پرندے کے لئے پھنڈا رکھتے اور اسکو ابھارے اسی کی طرف۔
- لتکفأ: 1) تاکہ جو جلوی اسکے پاس ہے گرادے (انگریزی Money ختم)؛ 2) رحم میں جو نطفہ پڑتا ہے اسکو گرادے (منی ختم کردے)۔

بَابُ بَيْعِ المُزَايَدَةِ(حدیث:2141)

- جو حدیث آئی کہ نھی رسول اللہ ﷺ عن بیع المزایدۃ اسکی سند میں عبد اللہ بن لھیعۃ ہے اور وہ ضعیف ہے سوائے کہ عبادلہ سے روایت کرے تب حکم الگ ہے۔
- احناف اور مالکیہ: مدبَّر کو نہیں بیچ سکتے؛ فؒ دؒ: جائز ہے
- ابن عباسؓ: المدبر لا یُباع ولا یوھب: سند ضعیف ہے: حسان بن عبیدہ ضعیف ہے۔
- اور دوسری سند میں علی بن ظبیان ہے جو عمرؓ پر روایت موقوف ہے اور صحیح ہے
- جوابات: 1) ابو جعفر کہتے کہ ان النبی ﷺ باع خدمتہ۔

2) حدیث منسوخ ہے۔

3)ھذا مخصوص بالنبی ﷺ (یا قاضی پر ہے)
4)محرم مقدم ہے مبیح پر
5)یہ مدبر مقید تھا(بعید جواب ہے)
-آپ ﷺ نے حر کو غلام بنا کر بیچنے کا حکم دیا اور ایک مرتبہ غلام الغیر کو آزاد کیا۔
مدبر مقید: آزادی مقید ہے کسی چیز سے۔

بَابُ النَّجْشِ، وَمَنْ قَالَ: «لاَ يَجُوزُ ذَلِكَ البَيْعُ»(حدیث:2152)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کسی نے دھوکہ والا عقد کیا اور کسی نے خرید لیا تو کیا یہ عقد منعقد ہوا یا نہیں؟
- ذ: نجش والی بیع فاسد ہے اسکو واپس کیا جائے گا؛ ح اور ف: بیع منعقد ہے مع الکراھۃ؛ ک: مشتری کو خیار الرد ہے
- متاخرین احناف: اگر دھوکہ دے قولاً تو اسکو واپس کرے قضاءً اور اگر دھوکہ دے فعلاً تو اسکو واپس کرے گا دیانۃً۔

بَابُ بَيْعِ الغَرَرِ وَحَبَلِ الحَبَلَةِ(حدیث:2143)

- وہ بیع جو مجہول العاقبۃ ہے؛ حمل الحمل کو بیچنا(بیٹی کی بیٹی: نواسی)
- حبل الحاملۃ یعنی حاملہ کا حمل اور "ۃ" دال علی التأنیث یعنی اسکا موصوف مؤنث
- اسی طرح اگر حمل کو اجل بنادے یا پیدائش کو اجل بنادے تو یہ سب ناجائز ہے اسلئے کہ بہت خرابیاں ہیں اسمیں یعنی 1) مبیع میں جہالت یعنی بیع معدوم ہے؛ 2) غیر مقدور التسلیم؛ 3) تعلیق الملک علی الخطر۔

بَابُ بَيْعِ المُلاَمَسَةِ(ص287)(حدیث:2144-2145)

- الملامسۃ: 1) بائع مشتری سے کہے کہ لمسک کالنظر
2) اللمس یکون مقام البیع
3) اللمس یکون مقام الخیار۔

بَابُ بَيْعِ المُنَابَذَةِ(حدیث:2146-2147)

- المنابذۃ: 1) النبذ یقوم مقام البیع؛ 2) النبذ کالنظر؛ 3) النبذ یکون قاطعًا للخیار
- مفتی صاحب کا خیال: منابذۃ: بائع کہتا تھا کہ یہ 5 رینڈ کا ہے اور پھینک دیتا، اگر کسی کے گود یا جھولی میں واقع ہوتا تو بیع ہو گئی یعنی وہ مشتری بن گیا۔

بَابُ النَّهْيِ لِلْبَائِعِ أَنْ لاَ يُحَفِّلَ الإِبِلَ، وَالبَقَرَ وَالغَنَمَ وَكُلَّ مُحَفَّلَةٍ(ص288)(حدیث:2148-2149-2150)

- تحفیل: بھرنا/جمع کرنا: اور فقہ کی اصطلاح میں: دو تین وقت دودھ نہ نکالے تاکہ مشتری دھوکہ کھا جائے۔
- المصراۃ: صُرّیَ لبنُھا؛ ظاہریہ: شاۃ اور ابل کے ساتھ خاص ہے اور جمہور کے نزدیک: عام ہے۔
فذ: اگر یہ کام کیا اور مشتری کو معلوم ہوا تو واپس کردے اور صاع من تمر دے اگر دودھ استعمال کیا۔

کؒ: جانور واپس کر دے اور 1) ایک صاع تمر ؛2) غالب قوت البلد　　　حؒ اور مؒ: دیانۃً و مصالحۃً: اگر قیمت نہ دے تو رجوع بالنقصان کرے یعنی جو قیمت بھرے ہوئے تھن کی تھی اس سے بکری کی اصل قیمت کو منھا کرے (یعنی روزمرہ دودھ کا جو مقدار دینے والی ہو، اس طرح کی بکری کی جو قیمت لگے گی)۔ سؒ: یردُ قیمۃ اللبن والشاۃ۔

- یہاں احناف پر، بہ ظاہر اشکال ہے کہ آپ کا مذہب تو بالکل حدیث کے خلاف ہے اسلئے کہ آپ رجوع بالنقصان کے قائل ہیں اور حدیث میں صاف حکم ہے جب اس طرح کا معاملہ کوئی کرے!؟ اور مرھون سے فائدہ نہ اٹھانا 4 ائمہ اسکے قائل ہیں لیکن چونکہ حدیث میں ہے تو کوئی ائمہ اسپر عمل نہیں کرتے اسلئے کہ بقدر نفقہ استعمال کرو: مثلًا لبنھا قمحًا یا تمرًا۔

جواب: 1.1) الخراج بالضمان اور نھی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن بیع الکالی بالکالی یہ دو حدیث اور حدیث الباب ان دونوں حدیثوں کے خلاف ہے، اسلئے کہ دودھ کا کیسے تاوان یا عوض دے جو بائع کے پاس تھا اور بائع نے جمع کیا تھا حالانکہ مشتری تو اس وقت فائدہ اٹھا سکتا ہے جب کہ تاوان اسکے اوپر ہو اور پوری ذمہ داری یعنی چرانا، کھلانا، حفاظت وغیرہ تو یہاں مشتری نے کچھ بھی نہیں کیا چنانچہ یہ حکم منسوخ ہے

- لیکن یہ جواب صحیح نہیں ہے چند وجوہات کی بناء پر:

1) النسخ لا یثبت بالاحتمال؛　　2) اگر ایک صاع تمر کو واپس کرنا، اصول: الخراج بالضمان کے خلاف ہے تو ٹھیک ہے لیکن تم کیوں جانور کے واپس کرنے کا انکار کرتے ہو؟

3) آپ کہتے، اے احناف کہ یہ الخراج بالضمان کے اصول کے خلاف ہے تو یہ صحیح نہیں اسلئے کہ اس اصول کا تعلق کسب اور کمائی سے ہے۔

اور علماء کہتے کہ اگر زیادت متصلہ متولدہ ہو یعنی اگر جانور موٹا ہو گیا تب بھی واپس کرے گا

اگر زیادت منفصلہ متولدہ ہو جیسے زمین میں پودے اگائے تو اسکو واپس نہ کرے

اگر زیادت منفصلہ متولدہ ہو جیسے اگر بچہ پیدا ہوا تو اسکو بھی واپس کرے گا۔

اگر زیادت منفصلہ غیر متولدہ ہو جیسے کسب و کمائی میں کسب کو واپس نہیں کیا جائے گا کیونکہ اسکا تعلق الخراج بالضمان ہے (یہ لمبا جواب امام طحاویؒ نے دیا ہے لیکن یہ جواب سمجھ میں نہیں بنتا)۔

- 1.2) اس رویت میں اضطراب ہے لیکن یہ جواب بھی سمجھ میں نہیں آتا اسلئے کہ احناف اضطراب کے مقابلہ میں ضعیف روایت پر تو عمل کرتے ہیں، وپھر اس روایت پر کیوں عمل نہیں کرتے اور اگر اضطراب ہو تو تطبیق دیں

1.3) قرآن میں: فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم اور وإن عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ، تو معلوم ہوا کہ جتنا نقصان ہوا ہو اتنا ہی اسکا بدلہ ہونا چاہئے لیکن یہ جواب بھی نہیں بنتا اسلئے کہ بدلہ اس وقت لینگے جبکہ نقصان ہو اور معلوم بھی ہو اور یہاں معلوم نہیں ہے کہ کیا نقصان ہے تو برابری کے ساتھ بدلہ لینا مشکل ہے تو پھر تم اس پر کیوں عمل نہیں کرتے کہ جانور واپس کرے!

1.4) دیانۃً واپس کرے (یہ عام قانون ہے) یعنی یہاں دیانت کی بات نہیں ہے یعنی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے عام قانون بیان کیا۔

1.5) یہ حضرت ابو ھریرۃؓ کی روایت ہے اور عیسی بن ابان کہتے کہ حضرت ابو ھریرۃؓ فقہ میں ماہر نہیں تھے اور مشھور بالفقاھۃ نہیں، چنانچہ انکی روایت پر قیاس کو مقدم کیا جائے گا! لیکن یہ جواب بالکل صحیح نہیں!! اسلئے کہ ابو ھریرۃؓ گورنر بھی بنے اور قاضی بھی تو کیا یہ فقاھت کی علامت نہیں ہے!!!

اسی طرح یہ روایت ابن مسعودؓ سے مروی ہے تو اب تو کوئی جرح ہی نہیں تو اشکال بر قرار ہے کہ تم جانور کیوں واپس نہیں کرتے!

1.6) محمول ہے خیار شرط پر اور دلیل: وھو بالخیار ثلاثًا آیا ہے لیکن یہ جواب بھی سمجھ میں نہیں آتا اسلئے کہ اس روایت کے کسی بھی طرق میں خیار کا لفظ نہیں اور اکثر روایات میں ثلاثًا کا لفظ بھی نہیں ہے۔

1.7) یہ منسوخ ہے اور ناسخ: المتبایعان بالخیار مالم یتفرقا ہے (ھذا ممالا یفھم) کیونکہ اسکا تعلق عیب کے ساتھ ہے اور مصرات میں خیار کا تعلق صفت مرغوبہ کے فقدان پر ہے۔

1.8) محمول ہے اس زمانے پر جب عقوبت مالیہ تھی (مالی جرمانہ) (ھذا ممالا یفھم) اسلئے کہ بہت سے علماء عقوبت مالی کو ابھی تک جائز کہتے ہیں اور یہاں ضمان المتلفات سے اسکا تعلق ہے نہ کہ مالی جرمانہ۔

1.9) بعض اکابرین نے یہ جواب پسند کیا: احناف نے 3 چیزوں کو پسند کیا:

1) دیانۃً واپس کرلے اور بائع پر واجب ہے کہ واپس لے لے اور یہ متاخرین کا قول ہے (افتی المتأخرون بھذا)

2) شامی: الفسخ فی البیع المکروہ واجب، واپس لے اِذا کان مغرورًا رحمۃً للناس اور آپ ﷺ کبھی دیانۃً فیصلہ بھی کرتے تھے

توخصلاصہ یہ ہے اس حدیث کا: 0.1) اس حدیث پر دیانۃ عمل ہوگا اور واپس لینا واجب ہوگا

0.2) اور جو صاع من تمر ہے احناف کے نزدیک مصالحت پر محمول ہے اور مصالحت میں مختلف چیزوں کو ذکر کیا: (الف) صاعًا من تمر او (باء) صاعًا من قمح یا (جیم) کوئی بھی کھانے کی چیز دے دے تو متعدد چیزوں کا ذکر کرنا بطور مصالحت ہے۔

0.3) بائع اگر واپس لینے کے لئے تیار نہ ہو اور کہتے کہ جب میرے پاس تھا تو چشمے کی طرح دودھ دیتی تھی بکری یا گائے اور اب مشتری نے اسکو خراب کیا ہے تو اس صورت میں احناف کہتے (جو عام کتب فقہ میں لکھا ہے) کہ رجوع بالنقصان کرے، تو یہ بھی مصالحت کا ایک طریقہ ہے! اور احناف اسی پر فتوی دیتے ہیں۔

بَابٌ: إِنْ شَاءَ رَدَّ المُصَرَّاةَ وَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ (حدیث: 2151)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام کؒ سؒ کی تردید: کؒ: یردقیمۃ القوت اور سؒ: یردقیمۃ اللبن۔
- مصنف نے کہا کہ صاع من التمر
- مصالحت پر مبنی معاملہ ہے اسلئے انواع تمر کو متعین نہیں کیا بلکہ یہ خود بائع و مشتری متعین کریں گے۔

بَابُ بَيْعِ العَبْدِ الزَّانِي (حدیث: 2153-2154)

- زنا عیب ہے فیھا، لافیہ اِلا یہ کہ صبح و شام یہی اپنا میشن بنایا ہوا ہو۔
- ذُکؒ: عیبٌ فیھما؛ فؒ: اِن کان ینقص الثمن فھو عیبٌ
- بیع الأمۃ: 1) اس حدیث کے خلاف ہے جو کہتے کہ حتی یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ تو جواب یہ ہے کہ مشتری راضی ہے۔

2) تبدیل المکان یُبدّل الإنسان۔ (خصوصًا اِذا کان المشتری من أھل التبلیغ اسلئے کہ وہ اصلاح کے ماہر ہوتے ہیں)

بَابُ البَيْعِ وَالشِّرَاءِ مَعَ النِّسَاءِ (حدیث: 2155-2156)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: عورتوں کے ساتھ معاملہ ممکن ہے جب پردے کے ساتھ ہو اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو

- ولاء بہ منزلۂ میراث ہے اور جب.........
- بیع میں اگر کسی نے شرط لگائی تو کیا حکم ہے؟

حؒ فؒ: بیع فاسد ہے؛ ڈؒ اور ابن شبرمۃ: البیع صحیح بشرطٍ واحدٍ؛ کؒ: شرط ختم ہوگی اور بیع صحیح ہوگی اور حدیث الباب سے استدلال کرتے۔

جوابات: 1) اشترطی لھم أی علیھم اور یہ شرط عقد کے ملائم ہے تو کوئی حرج نہیں

2) اس شرط فاسد کو برداشت کیا گیا تاکہ انکے عادت فاسدہ کو ختم کردے جیسے نقض الحج ٹھیک نہیں ہے لیکن لوگوں کے عقیدے کی اصلاح کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کا احرام توڑو اور عمرے کا احرام باندھ لو تو مقصد عقیدے کی درستگی تھی۔

3) یہ شرط بعد میں لگائی گئی (الشرط لیس مقارنا)

4) جو شرط انسان کی قوت اور اختیار سے بالاتر ہو وہ شرط باطل ہے اور عقد صحیح رہے گا مثلاً کسی نے غلام بیچا اس شرط پر کہ چاند پر چڑھ جائے تو عقد صحیح اور شرط باطل تو یہاں بھی وہی ہے کہ اس غلام کا حصہ میراث میں آئے گا اور جس چیز کو شریعت نے مقرر کی ہے وہ من جانب اللہ ہے تو اس حق کو کون ختم کر سکتا ہے؟ اسکی قوت واستطاعت واختیار سے باہر ہے۔

5) بعض کہتے کہ یہ انکی خصوصیت تھی۔

6) بعض: یہ منسوخ ہے اور ناسخ آپ ﷺ کا خطبہ جو اسکے بعد دیا گیا۔

بَابٌ: هَلْ يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِغَيْرِ أَجْرٍ، وَهَلْ يُعِينُهُ أَوْ يَنْصَحُهُ (حدیث: 2157-2158)

- ائمہ ثلاث: مکروہ ہے؛ احناف: اگر ضرر ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں؛ امام بخاریؒ: اگر بالأجرۃ تو مکروہ ہے اور اگر مفت میں ہو تو کوئی حرج نہیں، جائز ہے۔ عطاء: إذا کان بغیر أجر یجوز۔
- سمسارًا: المتوسط بین البائع والمشتری (Agent)

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ بِأَجْرٍ (حدیث: 2159)

- پہلے مصنفؒ نے مثبت پہلو بیان کیا، تو اب منفی پہلو کا بیان ہے۔

بَابٌ: لاَ يَشْتَرِي حَاضِرٌ لِبَادٍ بِالسَّمْسَرَةِ (حدیث: 2160-2161)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جس طرح شہری دیہاتی کے لئے خرید نہیں سکتا تو اسی طرح بیچ بھی نہیں سکتا ہے۔

2) امام فؒ کی تردید ہے کہ انکے نزدیک دیہاتی کے لئے خرید کر سکتے ہیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَأَنَّ بَيْعَهُ مَرْدُودٌ لِأَنَّ صَاحِبَهُ عَاصٍ آثِمٌ إِذَا كَانَ بِهِ عَالِمًا وَهُوَ خِدَاعٌ فِي البَيْعِ، وَالخِدَاعُ لاَ يَجُوزُ (ص289) (حدیث: 2162-2163-2164-2165)

- یہ ممنوع ہے؛ احناف: ممانعت کی دو شرطیں: 1) اگر شہر میں اس چیز کی قلت ہو تو کراہت ہے

2) آنے والے کو دھوکہ دے: أن یلبّس علیہ السعر یعنی شہر میں قیمت یوں ہے حالانکہ بالکل صحیح نہیں، جھوٹ ہے۔

-وإن بیعه مر دود: اگر مر دود کا مطلب ہے باطل تو پھر اشکال ہے کہ بیع کیوں باطل ہے، ورنہ تو بیع المصراۃ بھی جائز نہیں ہو گا!؟

جواب: 1) مر دود کا مطلب باطل نہیں ہے بلکہ قابلٌ ہے بأن یر دَّ یعنی قابل رد ہے۔

دھوکہ اس وقت ہو گا جب کہ قیمت اس پر ملبس ہو گا۔

- احناف: اگر باہر گیا اور دھوکہ دیا تو خیار فسخ ہے اور دھوکہ نہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔
- شوافع: مطلقاً خیار فسخ ہے اسلئے کہ کیوں دھوکہ دیا؟ اور کیوں باہر گیا؟

بَابُ مُنْتَهَى التَّلَقِّي (حدیث: 2166-2167)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اَی منتھی الاستقبال یعنی خریدنے کے لئے استقبال کرے تو کہاں تک؟ فإلی أین یجوز الخروج؟
- مصنفؒ: منتھی التلقی یعنی آخری حصہ تک جا سکتا ہے، کؒ: أعلی السوق کا اعتبار ہے؛ فؒ حؒ: داخل البلد کوئی حرج نہیں اور خارج البلد نہ جائے حالانکہ سوق کا کنارہ بلد میں ہے۔

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ شُرُوطًا فِي البَيْعِ لاَ تَحِلُّ (ص 290) (حدیث: 2168-2169)

- مصنفؒ نے امام دؒ اور ابن شبرمہ کا مسلک لیا ہے: ایک شرط لگانا جائز ہے۔

حؒ: ایک یا 2 شرط لگانا بیع میں منافی عقد ہے جبکہ عقد کے مقتضی کے خلاف ہے، ہاں اگر بیع کے ملائم و موافق ہو تو کوئی حرج نہیں۔

ابن ابی لیلی: شرط لگانا باطل ہے اور عقد صحیح رہے گا اور قصہ بریرۃؓ پیش کرتے۔

امام دؒ اور ابن شبرمہ: ایک شرط لگا سکتے ہیں، ممانعت دو شرطوں کی ہے، جابرؓ کا واقعہ ہے۔

- امام دؒ استدلال کرتے: نھی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن بیع و شرطین:

فؒ اور حؒ کا جواب: 1) المفھوم لا یقابل المنطوق ای المنطوق یغلب المفھوم

2) مبیح اور محرم جمع ہوئے تو محرم کو ترجیح دی جائے گی

شرطین سے مراد بیع اور شرط اور بیع کو تغلیباً شرط کہا گیا (وھذا ممالا یفھم)۔

3) یہ اشکال کا جواب کہ کوئی کہے کہ ایک شرط کا جواب بائع کی طرف اور ایک مشتری کی طرف لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تخصیص نہیں کی۔

- ابن ابی لیلی کو جواب جو بریرۃؓ کے قصے سے استدلال کرتے:

1) یہ منسوخ ہے اور ناسخ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اسکے بعد خطبہ دینا ہے۔

2) یہ شرط لگائی تھی قطعًا لعادتھم جیسے حج کو توڑا گیا تھا اور عمرے کا حکم دیا گیا تا کہ لوگوں کی عادت درست ہو جائے اور مقصود عقیدہ کی تصحیح تھی۔

3) شرط بعد العقد تھی اور یہ وعدے کے حکم میں ہے۔

4) یہ انکی خصوصیت تھی۔

5) ھذا شرطٌ مستحیل (ناممکن شرط ہے)۔

6)اشتر طی لھم لام بمعنی مع جیسے وإن أسائتم فلھا کہ ولاء میرے لئے ہے تمہارے لئے میں نہیں۔
7)حضرت عائشہؓ نے شرط اپنی طرف سے لگائی تھی آپ ﷺ نے نہیں بتلایا تھا۔
8)محرم کو مبیح پر مقدم کیا اور محرم: نھی رسول اللہ ﷺ عن بیع وشرط
9)خطابی نے اس حدیث کا انکار کیا اور فرمایا کہ آپ ﷺ دھوکے کا حکم نہیں دے سکتے (لیکن یہ بات دور کی بات ہے اسلئے کہ حدیث صحیح ہے)۔
10)امر توبیخ کے لئے ہے کہ شرط لگانا ہی بے کار ہے، جاؤ لگانا ہو تو لگاؤ، کوئی فائدہ نہیں ہے۔
-بعض کہتے کہ مصنفؒ اس مسئلہ میں ابن ابی لیلی کے ساتھ ہے تو دونوں کا احتمال ہے کہ امام احمدؒ کے ساتھ ہے یا ابن ابی لیلی کے ساتھ

بَابُ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ (حدیث:2170)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: التمر بالتمر متساویًا متقابضًا ہو۔
- ربو کی کیا علت ہے؟: احناف: قدر اور جنس

دلیل: 1) التمر بالتمر إلی آخرہ، ان سب میں جنس مشترک ہے۔ اور حدیث کے آخر میں وکذلک مایکال ویوزن۔
2) آیت: ویل للمطففین، الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون، وإذا کالوھم أوزنوھم یخسرون
3) ابو سعید خدریؓ: إنا لناخذ الصاع بالصاعین، فقال: ذلک عین الربو
-امام شافعیؒ: طعم اور ثمنیت چنانچہ اگر غیر ثمنیت اور غیر مطعوم ہو تو تفاضل جائز ہے۔
چنانچہ احناف کے نزدیک نسیئۃً بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ ایک جنس ہے۔ اور شوافع کے نزدیک نسیئۃً جائز ہے اسلئے کہ جنس انکے یہاں علت نہیں ہے، ہاں اگر طعم کی کوئی چیز ہو تو انکے یہاں بھی نسیئۃً جائز نہیں ہوگا۔
امام شافعیؒ کی دلیل: الذھب بالذھب یہ ثمنیت ہے اور التمر بالتمر وغیرہ یہ مطعومات میں سے ہے۔

- امام مالکؒ: قوت اور ادخار علت ہے اور انکی دلیل بھی یہی حدیث ہے کہ ذھب اور فضۃ کے سوا سب قوت اور ادخار والی چیزیں۔
- اشکال: ان 6 چیزوں کی صرف تخصیص کیوں کی گئی؟
- ذھب: ثمن اور بہت قیمتی؛ فضۃ: ثمن ہے اور اتنی قیمتی نہیں ہے؛
- بر: جو سال بھر کھاتے؛ شعیر: جو غریب لوگ کھاتے ہیں؛ تمر: من قبل الفواکہ؛ ملح: لذت پیدا کرنے کے لئے اور ربو ان 6 چیزوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ علت ہے، اگر وہ علت پائی جائے گی تو ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ دوسری چیزوں پر بھی یہ حکم لگایا جائے گا۔

-قتادۃ اور بعض ظاہریہ: صرف اشیاء ستہ میں ربو ہے اور ائمہ اربعہ: مخصوص نہیں، بلکہ علت ہے۔

بَابُ بَيْعِ الزَّبِيبِ بِالزَّبِيبِ، وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ (حدیث:2171-2172-2173)

- اشکال: اگر ربو کی صرف ایک علت ہو یعنی جنس ہو تو نسیئۃً جائز نہیں ہے، تو پھر دراھم کا سلم زعفران کے بدلے میں دیتے تو وہ کیسے جائز ہے؟

جواب:1)یہ حدیث کی وجہ سے جائز ہے من اَسلم فلیسلم فی کیل معلوم ووزنٍ معلوم، من اَسلم منکم فلیسلم فی کیل
2)وزن کی تفاوت کی وجہ سے، گویادونوں میں اتحاد نہیں رہا، دراھم کووزن کے ذریعہ تولتے ہیں اور زعفران کو "انس"
کے ساتھ تولتے ہیں تو گویادونوں میں بہت فرق ہے اس اعتبار سے کہ زعفران معینات سے ہے۔

بَابُ بَيْعِ الشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ (حدیث:2174)

- ترجمۃالباب کا مقصد: شعیر میں مساوات ضروری ہے، اگر گندم کے مشابہ
- امام کؒ کی تردید: بُر بالشعیر لا یجوز متفاضلاً اور باقی ائمہ: جواز کے قائل، اسلئے کہ جنس ونوع بدل گئے

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ (حدیث:2175)

- ترجمۃالباب کا مقصد: ذھب میں اگر چہ کچھ فرق ہو لیکن تفاضلاً جائز نہیں، ہاں اسکے بدلے میں کچھ اور چیز ہو جیسے دراہم یا کپڑے وغیرہ تو پھر گنجائش ہے۔
- ایک ربو قرآنی ہے یعنی نسیئہ، پھر ایک ربو حدیث ہے یعنی برابری کی جگہ زیادتی۔

بَابُ بَيْعِ الفِضَّةِ بِالفِضَّةِ (حدیث:2176-2177)

- لا تشفّوا بعضھا بعضہ اَی لا تزیدوا بعضھا علی بعض یا لا تنقصوا بعضھا علی بعض (یہ اضداد میں سے ہے)

بَابُ بَيْعِ الدِّينَارِ بِالدِّينَارِ نَسَاءً (ص291) (حدیث:2178-2179)

- ترجمۃالباب کا مقصد: جب ایک جنس ہو تو نقد بیچ سکتے متساویًا اور نسیئۃً نہیں بیچ سکتے
- صحابہؓ نے مخالفت کی کہ درہم درہم بالدر ہمین جائز ہے نقد میں تو اس حدیث کی کئی جوابات ہیں:

1)لاربیٰ اِلا فی النسیئۃ: اِذااختلف الجنسُ
2)لاربیٰ قرآنیًّا اِلا فی النسیئۃ(رباشدید جسمیں لوگ مبتلا ہے وہ ربو نسیئۃ ہے)
3)ھذافی غیر الاَموال الربویۃ جیسے کپڑے کو کپڑے کے بدلے میں اور حیوان کو حیوان کے بدلے میں تو یہ نسیئۃً جائز نہیں
4)یہ منسوخ ہے اور ناسخ مثلاً بمثل ہے (متعدد روایات جو مذکور: نھی رسول اللہ ﷺ عن بیع الذھب بالورق دینًا)
5)المنطوق حاکمٌ علی المفھوم
6)مفہوم منطوق سے مقدم ہے

بَابُ بَيْعِ الوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً (حدیث:2180-2181)

- ورق: الدراھم المضروبۃ
- اشکال: حدیث میں بالورق حالانہ ترجمۃالباب میں بالذھب ہے ؟!

جواب: اشارہ ہے کہ بیع الصرف میں، ہر ایک مبیع بن سکتا ہے اور جس طرح ورق بالذھب ممنوع ہے تو اسی طرح بھی۔

بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالوَرِقِ يَدًا بِيَدٍ(حدیث:2182)

- اشکال: یہ باب تو ابھی گزرا ہے!؟ تو یہ کہیں گے کہ باب بیع الذھب بالورق یداً بید مع التفاضل ہے اور قبضہ شرط ہے بیع الصرف میں اور اگر ثمن نہیں ہے تو قرضہ دے دے، پھر وہ ادا کرے اور بعد میں باقی ادا کرے لیکن یہ ثمن حقیقی میں ہے نہ کہ ثمن عرفی (مفتی صاحب: ثمن عرفی میں گنجائش ہے)۔

بَابُ بَيْعِ المُزَابَنَةِ، وَهِيَ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ، وَبَيْعُ الزَّبِيبِ بِالكَرْمِ، وَبَيْعُ العَرَايَا(حدیث:2183-2184-2185-2186-2187-2188)

- مزابنۃ: ماعلی الشجر کو ماعلی الأرض کے بدلے میں بیچنا جبکہ ایک نوع ہو
- محاقلۃ: کھڑی فصل کو پڑی فصل کے بدلے
- 2 درجہ ناجائز: زَبَن کا مطلب: دفع: 1) ہر ایک دوسرے کے فائدے کو دفع کرنا

2) اگر کسی کو نقصان ہو تو پھر اس بیع کو دفع کرنے کی کوشش کرنا ہے

مفتی صاحب: ہر ایک خوش کہ دوسرے کو کیا میں نے Push

فائدہ: مزابنۃ 5 وسق کی مقدار میں جائز

- لا تبیعوا الثمر حتی یبدو صلاحھا: 1) محمول ہے مشورہ پر 2) باشطر اط الإبقاء؛ 3) بالسلم
- بدو: زھو؛ فائدہ: بدو الثمر: رنگ حتی احمرّ؛ احناف: أن ینجو من الآفۃ والعاھۃ۔

بَابُ بَيْعِ الثَّمَرِ عَلَى رُءُوسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ أَوِ الفِضَّةِ(حدیث:2189-2190-2191)

- بہت صورتیں ہیں: 1) قبل الوجود اور بعد الوجود بشرط القطع (جائز) اور بشرط الإبقاء أو لا بشرط الشیء (یہ دونوں ناجائز ہیں) اور پکنے سے پہلے یا بعد۔
- فائدہ: بشرط القطع جائز فقط (یہی اصل مذہب) لیکن لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے
- ثم: اگر پک گیا بعد بدوّ الصلاح وتناھی عظامھا تو پھر بشرط الإبقاء جائز اور یہی ائمہ ثلاث کہتے اور اگر پک گیا لیکن حجم ختم نہیں تو ائمہ ثلاث کہتے کہ بشرط الإبقاء جائز نہیں اور ابن نُجیم نے اس پر فتوی دیا ہے، لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے۔
- اور اگر پکا ہوا نہ ہو اور حجم مکمل نہیں تو بہ ظاہر ناجائز ہے لیکن لوگوں کی ضرورت کی بناء پر 4 صورتوں میں جائز ہیں:

1) ھذا جائز للعرف۔ 2) بالإحلال یعنی اسکے لئے زیادتی حلال کر دے

3) إجارۃُ الأرض فی الزرع لا فی الثمرات ورنہ اجارۃ الأشجار ہو گا جو کہ نہ معروف ہے، نہ جائز ہے۔

4) مساقاۃ: مشتری بائع سے کہے کہ میں آپکو جزءٌ من الف دونگا

- مضبوط طریقہ: 1) عرف کی وجہ سے جائز جسمیں تمام صورتوں میں جائز، تو پھر اشکال ہے کہ حدیث کا کیا مطلب ہے؟!

جواب: یہ بطور مشروۃ ہے اسلئے کہ جھگڑا بہت تھے اور مشورۃ واجب القبول نہیں ہے بلکہ مندوب یا جائز

- وسق: 1) 928 کیلو گرام؛ 2) 1050 کیلو گرام 3) 653 کیلو گرام اور عام طور پر یہ تیسرا قول شافعیہ لیتے (وہبہ زحیلی نے یہ قول اختیار کیا)
- عرایا: واحد عریۃ بمعنی عطیۃ
- آدمی فقیر ہے تو درخت کے بجائے پھل دے تو ابتداءً ھبۃ ہے اور بیع انتھاءً اسلئے کہ پھل پر قبضہ نہیں تھا
- کؒ: ھبۃٌ ابداءً و بیع انتھاء اسلئے کہ ہبہ کی تکمیل کے لئے قبضہ ضروری نہیں
- ثمرات چھوڑدے اور آپکو مقطوع دیتا ہوں۔
- شؒ: بیع ہے ابتداءً وانتھاءً۔ درخت دیا مع القبضۃ پھر پھلوں کو بیچ سکتا ہے واھب کے ہاتھ پر تو یہ مزابنہ ہو گیا ہے تو کہتے کہ یہ صورت مستثنی ہے لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے اسلئے کہ لوگوں کو رطب چاہئے اور اسی لئے رخّص کا لفظ لائے
- احناف: صورۃً بیع ہے اسی لئے نام بیع کارکھا لیکن حقیقۃً بیع نہیں بلکہ استبدال الھبۃ بالھبۃ ہے اور رجوع فی الھبۃ اسلئے نہیں ہے کہ ھبہ کی جگہ ھبہ دیا تو اسی لئے یہ مستثنی ہے رجوع فی الھبۃ کے باب سے اور رخص کا لفظ لائے۔

بَابُ تَفْسِيرِ العَرَايَا (292) (حدیث: 2192)

- 1) المالک یعروھا (بار بار آتا ہے)؛ 2) خالیۃ (عن الحرمۃ)؛ 3) منفردۃٌ (باغ میں ایک درخت فقیر کو دے دے)؛ 4) عطیۃ

کؒ: بیع حقیقۃً: قبضہ کی ضرورت نہیں تو اسکی ملکیت اس سے خرید لیا

حؒ: بیع وشراء مجازاً اسلئے کہ موھوب لہ مالک نہیں بنا تھا

فؒ: یہ جائز نہیں فی غیر الرطب والعنب (مزابنہ کی ایک قسم)

اصح یہ ہے کہ محمد بن ادریس الشافعیؒ مراد اور بعض عبد اللہ بن ادریس اودی مراد ہے

سفیان بن حسین کا قول امام احمدؒ نے لیا ہے اور امام فؒ بھی یہی فرماتے

ابن عمر اور محمد بن اسحاق کے قول میں ہبہ کا لفظ استعما کیا

احناف: 1) عریۃ کی تفسیر میں اتفاق ہے کہ ہبہ ہے؛ 2) بیع پر مشتمل نہیں ہے؛ 3) مزابنۃ جائز نہیں (اتفاق ہے)

بَابُ بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاَحُهَا (حدیث: 2193-2194-2195-2196)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ابن ابی لیلی کا رد: لا یجوز البیع قبل بدو الصلاح
- فامالا اَی اِن لم تترکوا ہذہ المنازعۃ؛ ثریا: مجموعۃ من الکواکب تطلع فی ابتداء الصیف
- پکنے سے پہلے نہ بیچنے کا حکم بطور مشورۃ ہے ورنہ بشرط الاِبقاء اور پکنے سے پہلے بیچ سکتے
- سوال: بشرط الاِبقاء جائز ہے تو پھر اس حدیث الباب کا کیا جواب دیں گے اسلئے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا!؟

جواب: بعضوں نے کہا کہ نہی ارشادی ہے

بعض نے کہا کہ خلاف اولی اور نہی تنزیہی ہے

اور بعض نے مراد قبل الظہور لیا

اور بعض نے سلم پر محمول کیا، ہاں قبل الوجود نہیں بیچ سکتے اور یہ کہا جاتا ہے کہ معدوم کو موجود کے تابع بیچ سکتے
- تمر و کھجور کے درجات: 1) طلعٌ؛ 2) إغريضٌ، 3) بلحٌ؛ 4) زھو؛ 5) بسرٌ؛ 6) رطبٌ؛ 7) تمر

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاَحُهَا (حدیث: 2197)
- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیع النخل جائز ہے اور بیع الثمر بھی اور بیع النخل مع الثمر بھی۔

بَابُ إِذَا بَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلاَحُهَا، ثُمَّ أَصَابَتْهُ عَاهَةٌ فَهُوَ مِنَ البَائِعِ (حدیث: 2198-2199)
- حؒ فؒ: اگر مشتری نے قبضہ کیا تو مشتری کا تاوان ہے، اگر ہلاک ہوا (اگر بائع نے باغ کی چابی دی تو قبضہ ہے)
- دؒ مصنفؒ: بائع کا نقصان ہے اگر مشتری قبضہ کرے
- کؒ: ایک ثلث کی حد تک مشتری کے لئے معاف اور دو ثلث کی قیمت دے گا بائع کو اگر ہلاک ہو جائے مشتری کے قبضے میں
- اگر مشتری نے قبضہ نہ کیا ہو تو بالاتفاق بائع کا تاوان ہے۔
- احناف و شوافع: حکم استحباب پر محمول ہے، معاف کر دو یا کم کر دو۔

بَابُ شِرَاءِ الطَّعَامِ إِلَى أَجَلٍ (ص 293) (حدیث: 2200)
- ترجمۃ الباب کا مقصد: ثمن مؤجل کے ساتھ طعام خرید سکتے ہیں، اگرچہ موت کا خطرہ ہو
- سلف سے مراد ثمن مؤجل۔

بَابُ إِذَا أَرَادَ بَيْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَيْرٍ مِنْهُ (حدیث: 2201)
- بتمر جنیبٍ: عمدہ کھجور اور جنب: دور یعنی لوگ دور الماری میں رکھتے چھپانے کے لئے
- 1) معاملات میں حیلہ جائز ہے جبکہ فقراء کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو اور ربا مقصود نہ ہو اور اسکو حلال کرنا نہ ہو اور وہ حیلہ جو ابطال حکم شرعی کے لئے ہو، ناجائز ہے۔
2) اگر دائن مدیون سے دین کے بدلے میں کوئی چیز لے تو جائز ہے فی الفور یداً بید
3) صحابہؓ کا طریقہ تھا کہ اچھی چیز آپ ﷺ کو پیش کرتے تھے۔

بَابُ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ، أَوْ أَرْضًا مَزْرُوعَةً أَوْ بِإِجَارَةٍ (حدیث: 2202-2203-2204)
- تأبیر: مذکر شگوفہ اور مذکر کلی میں دو دانے ہیں، انکو مؤنث کھجور کے ساتھ ملا دینا، چاہے ہوا کے ذریعہ یا دونوں کو باندھ لینے سے۔
- لغۃً: انجکشن لگانا (إبرۃٌ سے ہے)؛ اتفاق ہے اسمیں کہ تابیر ہو گئی، پھر بیچا تو پھل بائع کے لئے ہے الا کہ مشتری یا بائع شرط لگائے۔ تابیر کی قید، قید اتفاقی ہے یا قید احترازی؟
1) امام فؒ: قید احترازی ہے اسلئے کہ اگر بعد التأبیر ہے فالثمرۃ للبائع اور قبل التأبیر للمشتری

احناف:1)یہ قید اتفاقی ہے اور غالبًا(بیہقی):ایما رجلٍ باع نخلاً قد اُینعت فثمرتہ للبائع
2)یہ کنایہ ظہور سے:قد اُینعت اَی ظہرت
3)دلالۃ النص سے ثابت:جبکہ بعد التأبیر مشتری کی دلچسپی ہے اسمیں،لیکن پھر بھی بائع کے لئے ہے تو قبل التأبیر بدرجہ اولی بائع کے لئے ہو گا۔

بَابُ بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ كَيْلًا(حدیث:2205)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)کھڑی فصل ایک طرف اور پڑی فصل دوسری طرف فإنہ لا یجوز(محاقلۃ)؛الزرع:کھڑی فصل اور الطعام:پڑی فصل؛ 2)کیل کی چیز ایک طرف ہو اور دوسری طرف کیلی چیز نہ ہو تو ناجائز ہے۔
- ائمہ ثلاثہ اور سم:لا یجوز اور استدلال کرتے:سُئِل رسول اللہ ﷺ عن بیع الرطب بالتمر فقال:اَینقص ، قالوا النعم،فقال:فلا إذًا۔
- احناف کے جوابات:1)سند میں زید بن عیاش ہے اور انکے بارے میں مختلف اقوال ہیں:زہریاز روی......کہتے کہ مجہول قسم کے راوی ہیں،اگرچہ ان سے 2راوی:عبد العزیز یزید اور عمران بن انس متابع ہیں،تو مجہول بالذات نہیں،ابن حبان،دار قطنی اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے تو ضعیف کہنا سمجھ میں نہیں آتا۔
2)یحیی بن کثیر کی روایت میں نسیئۃً ہے،اس پر بھی اشکال ہے
امام مالک اور اسماعیل بن ربیع کی روایت میں نسیئۃً نہیں اور دوسرا اعتراض:ہم دونوں کو مانتے:نسیئۃً بھی ناجائز اور نقدًا بھی، اینقص الرطب سے پتہ چلتا ہے کہ مساوات نہیں ہے۔
3)یہ محمول ہے مزابنہ پر(ما علی الشجر کو ما علی الأرض کے بدلے مت بیچو)(ھذا لا یصح اسلئے کہ مزابنہ کے لئے اپنے خاص الفاظ ہیں اور پھر آپ ﷺ نے اَینقص الرطب کیوں فرمایا؟)۔
-تحقیقی جواب(جو اصل لوگ نہیں لکھتے):تبیین الحقائق اور عینی اور کنز کے شروحات میں لکھا ہے:4)حؒ:جائز ہے وزنًا اور سم جو ناجائز کہتے،إذا کان کیلاً چونکہ رطب میں خلا ہے اور رطب وزنی ہے،تو اگر رطب تمر کا تابع بنادے تو سم کا قول صحیح:یعنی لا یجوز اور اگر تمر کو رطب کا تابع بنادے تو حؒ کا قول صحیح یعنی یجوز۔
-ابن حزم،طحاوی،عبد الحق اشبیلی نے زید بن عیاش کی حدیث کو معلل بتایا ہے۔
-اس پر سب سے مفصل لکھی مولانا عبد الحی لکھنوی نے اور مولانا محمد حسن سنبھلی نے مسند ابی حنیفۃ کی تعلیقات پر بھی مفصل لکھی ہے۔

بَابُ بَيْعِ النَّخْلِ بِأَصْلِهِ(حدیث:2206)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:مقصود ثمر ہے لیکن اصل کو بھی بیچ سکتے ہیں اور کبھی ثمر ہو گا بغیر اصل۔

بَابُ بَيْعِ المُخَاضَرَةِ(حدیث:2207-2208)

- مخاضرۃ:بیع الثمار والحبوب والاَنجات قبل النُّضج:بیچ سکتے،مایکون مایجوز متعاقبًا یجور بیعُہ،مولی،شلجم وغیرہ،بعض نے کہا کہ بیع المجہول ہے اسلئے ناجائز ہے لیکن عرف وعادت کی وجہ سے جائز ہے
- بعض کہتے کہ استیجار الأرض کرنا چاہئے اور بعض علماء فتوی جواز کا دیتے اور بعض حیلے نکالتے۔

بَابُ بَيْعِ الجُمَّارِ وَأَكْلِهِ(حدیث:2209)

- کھجور کی کلی جسمیں سفید مغز ہے، اگرچہ اسکے نکالنے کی وجہ سے درخت کے سوکھنے کا اندیشہ ہے۔

بَابُ مَنْ أَجْرَى أَمْرَ الأَمْصَارِ عَلَى مَا يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ: فِي البُيُوعِ وَالإِجَارَةِ وَالمِكْيَالِ وَالوَزْنِ، وَسُنَنِهِمْ عَلَى نِيَّاتِهِمْ وَمَذَاهِبِهِمُ المَشْهُورَةِ(ص294)(حدیث:2210-2211-2212)

- بیوعات میں عرف وعادت کا اعتبار ہے۔
- 1)عرف عام: مایکون فی کل بلدٍ جیسے استصناع؛ 2)عرف خاص: کسی جگہ کے ساتھ خاص عرف۔
- اجماع: مالا یکون فیہ دخل العوام اور عرف میں عالم لوگوں کا دخل ہے۔
- کبھی عرف مقدم ہے حدیث پر اسلئے کہ عرف خود مبنٰی ہے اور حدیث عرف پر مبنی ہے۔
- غزالین: دھاگہ کپڑا، سوت بنانے والے اور بُننے والا۔ سنتکم معتبرۃ بینکم، انکا طریقہ یہ ہے کہ لوگ انکے پاس اون لاتے پھر کہتے کہ آدھا / آدھا نفع، اگرچہ قفیز الطحان والی حدیث کے خلاف، گویا اسکا عمل اسکی اجرت ہے، تو ناجائز ہونا چاہئے لیکن عرف میں ہونا یہ مستثنٰی ہوگا قفیز الطحان سے، ویُترک القیاس للعرف، اور پھر ایک دوسرا قیاس ہے کہ قیاس کرے مضاربت پر یا مزارعت پر تو اس اعتبار سے جائز ہونا چاہئے چونکہ مزارع کا عمل سے اسکی اجرت ہے: اسکو کو مشن آیجنٹ کہتہ
- مثلاً: بعض مدارس میں کسی کو مقرر کرتے چندے کے لئے اور کہتے کہ 3 / 1 آپکا ہوگا۔ تو مصنفؒ نے رد کیا اور کہا کہ ناجائز ہے
- احناف متأخرین: میں ہے کہ قفیز الطحان کو چھوڑ کر یہ سب جائز ہو جاتے۔
- العشرۃ بأحدَ عشر، یعنی ہر دس / ہر دہائی پر ایک زیادہ یا ہر عشرۃ پر۔
- احمدؒ اور ابنؓ سے کراہت مروی ہے
- کپڑا خریدا 100 میں اور 10 میں رنگا تو 110 ہوگیا۔
- اور یہی کہ دویازدہ علی کل عشرۃ واحدۃ تو 121 ہوگا۔
- فقیر کے کھانے کے 3 طریقے: 1) بالتجارۃ؛ 2) بالاستدانۃ (قرض لے لے)؛ 3) یأخذ الأجرۃ المعروفۃ۔
- ایک دانق 6 درہم ہیں اور نصف 6 / 3، تو 3 / 1 زیادہ دیا اسلئے کہ مسافت 3 / 1 بڑھ گیا (ایک درہم میں 6 دانے)۔

بَابُ بَيْعِ الشَّرِيكِ مِنْ شَرِيكِهِ(ص294)(حدیث:2213)

- ہذا یجوز، مقصود اپنے حصے کا خریدنا نہیں بلکہ دوسرا کا حصہ تو یہ بہتر اور اولی ہے اگر خود شریک خریدلے۔
- فلاشفعۃ: احناف کے نزدیک شفعۃ الجوار ہے: الجار احق بسقب دارہ۔
- شفعۃ الطریق وشفعۃ الشرکۃ: قضی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالشفعۃ للجوار
- عمرؓ نے شریح کو لکھا: اقض بشفعۃ الجوار۔
- تو یہاں فلاشفعۃ کا مطلب: فلاشفعۃ الشرکۃ اسلئے کہ شفعۃ الجوار تو ہے، یا فلاشفعۃ فی التقسیم۔

بَابُ بَيْعِ الأَرْضِ وَالدُّورِ وَالعُرُوضِ مُشَاعًا غَيْرَ مَقْسُومٍ(حدیث:2214)

- مشاعًا، بیچ سکتے یعنی مجموعہ کا ایک حصہ
- 3 آدمی شریک ایک مکان اور زید نے بکر کو بیچا اپنا حصہ تو عمرو شفعہ کر سکتا ہے احناف و شوافع کے نزدیک۔
- حسن بصری: شفعہ نہیں کر سکتا اسلئے کہ حقدار نے خریدا
- صباغ: یأخذ الکلّ۔

بَابُ إِذَا اشْتَرَى شَيْئًا لِغَيْرِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ فَرَضِيَ(حدیث:2215)

- بیع و شراء الفضولی بھی کہتے؛
- کؒ حؒ دؒ: بیع الفضولی کے قائل، ہاں اگر مالک خوش نہیں تو واپس کر دے گا۔ فؒ: قائل نہیں اور مصنفؒ ائمہ ثلاث کے ساتھ ہیں۔
- حکیم بن حزام کو آپ ﷺ نے وکیل بنایا تھا قربانی خریدنے کے لئے تو خرید کر بیچا اور 2 دینار حاصل کی۔
- ترمذی: سند میں حبیب ولم یسمع من حکیم بن حزام اور دوسری روایت عروۃ البارقی جو ترمذی میں مذکور ہے کہ بکری خریدنے کے لئے کہا تو وہی قصہ ہوا کہ بکری بھی خریدی اور دینار بھی واپس لائے اور قبیلے کے لوگ...........
- نہیں ہے سند میں لم یروالحیّ عن عروۃ فی سنن الترمذی (ان دو روایتوں سے پتہ چلا کہ آدمی 100 فی صد نفع کر سکتا ہے)
- شراء الفضولی: اگر لی تو اچھی بات اور اگر نہ لے تو ینفذ الشراءُ علی المشتری، اگر فضولی نے لی تو ینعقد البیع بالتعاطی بینھما۔
- اشکال: کیسے اپنے بچے کو چیخنے دیا پوری رات؟ تو یہ تو بڑا ظالم نکلا!

جواب: 1) ھذا من حسن النیۃ مع فتح العمل والجھالۃ اسی لئے معاف ہے۔

2) بچے رو رہے تھے حسبَ عادتھم لا لأجل الجوع۔

-خاتَم: بند مہر جو خط پر لگاتے۔

-شعر: قالوا أن الفرزدق قال أبياتًا من هذا (وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ) فقال قصيدة وكان عند سليمان بن عبد الملك قال فيها: ''فبتنا بجانب مصراعاة وبت أفض أغلاق الختام'' فقال له سليمان قد وجب عليك الحد لأنه اعترف بالفاحشة فقال يا أمير المؤمنين ما فعلت هذا والله أ لم تر قول الله عز وجل (وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ) فدرأت عنه الحد وهكذا حصل مع أكثر من واحد فهم يقولون ما لا يفعلون.

-سوال: یہ کیسے توسل کیا پھر گناہ کے کام سے؟ (مقدمات زنا وغیرہ) حالانکہ کبائر کے مقدمات کی معافی کے لئے توبہ کی ضرورت ہے!؟

جواب: التوسل بترک الزنا لا بارتکاب المقدمات، فإن المقدمات غفرت بالتوبۃ والصدقۃ

- سوال: جب لینے سے انکار کیا تو ملکیت نہیں آئی تو مستاجر نے جو تصرف کیا، تو اپنے مال میں کیا، تو فضولی نہیں بنا!؟

جواب: فأبی ذلک أن یأخذ: یعنی لے جانے سے انکار کیا، لیا تو تھا اور ایک روایت میں ہے کہ أخذ ثم ردّہ۔

- عرضت علیہ حقہ فترک، تو تخلیہ ہوا تھا جو قبضہ حکمی کے برابر ہے اور اسکے چلے جانے کے بعد کو اجیر کی ملکیت میں گویا تصرف کیا، تو یہ مال ودیعت کی طرح ہے اور اسمیں تصرف کرنا غصب کی طرح اور پھر کمائی کی توحؒ کے نزدیک دراھم مغصوبۃ کا ربح مالک کے لئے جسکو وہ صدقہ کرے گا لیکن یہاں تصدق نہیں کیا اور اجیر کو دے دیا، پھر وہ مالک بنا۔

جواب: الشراء وإن وقع للمستأجر فأخذه الأجير فھو إذنٌ توجب اجازت ہوئی اسکی طرف تو گویا بیع الفضولی کو نافذ کیا۔
ح: جب اسکی طرف اشارہ نہیں کیا یا اسمیں سے دیا نہیں اور مطلق عقد کی تو خود ربح لے سکتا لیکن یہاں دوسرے کے لئے ربحہ لیا تو دے دیا۔

بَابُ الشِّرَاءِ وَالبَيْعِ مَعَ المُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الحَرْبِ(ص295)(حدیث:2216)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیع وشراء کے لئے اتحاد مذہب کی ضرورت نہیں، ہاں مشرکین کو یہ چیزیں نہ بیچے جو مسلمان کے خلاف استعمال کیا جائے۔
- مشعانٌ: طویل الشعر، شعث الرأس: بکھرے لمبے بال۔

بَابُ شِرَاءِ المَمْلُوكِ مِنَ الحَرْبِيِّ وَهِبَتِهِ وَعِتْقِهِ(حدیث:2217-2218-2219-2220)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یجوز للکافر أن یکون مالکًا للشيء ولا تقل ھو کالجمادات لایملک شیئًا!
- بس کافروں کے لئے بعض سہولت ہے جو مسلمان کے لئے نہیں مثلاً بیع قبل القبض جو مسلمان خرید سکتا ہے۔
- عمارؓ عرب سے تھے اور انکو قید کیا گیا تھا اور صھیبؓ رومی اور اصل عرب تھے لیکن انکو پکڑا گیا (والد عربی اور ماں عجمی تھی)
- بلالؓ کو امیۃ نے خرید ا، پھر ابو بکرؓ نے خرید کر آزاد کیا۔
- ماملکت أیمانھم أی أیمان الکفار تو ملکیت انکے لئے ثابت
- سوال: ابراھیمؑ نے اخت (فی الإسلام) کا توریہ کیوں کیا؟ بادشاہ کے لئے برابر تھا کہ بیوی ہو یا اخت!؟
جواب: 1) بادشاہ مجوس تھا اور مذہب یہ تھا کہ الأخ أحق بالأخت اسی لئے ابراھیمؑ نے اخت کہا
- اس پر اشکال ہے کہ مجوسیت زردش سے شروع ہوا جو ابراھیمؑ کے بعد آیا! تو اسکا جواب یہ ہے کہ 1) پہلے سے مجوسیت موجود تھی اور زردش نے اسکی تجدید کی۔
2) غیرت سے بچنے کے لئے یعنی قتل سے چونکہ اگر کوئی اپنی بیوی پر ہاتھ لگائے تو قتل تک تیار ہوتا ہے آدمی
3) اگر کہتا ہے کہ بیوی ہے تو کہتا کہ طلاق دے دو۔
-ھاجرۃ کے لئے ولیدۃ کہا تو اضعًا ورنہ باندی نہیں تھی اسلئے کہ کرامت دیکھی تھی تو بادشاہ کی لڑکی تھی یا دوسرے بادشاہ کی لڑکی تھی جسکو اسنے پکڑ لیا تھا حملے کے وقت۔
اور بالفرض اگر جاریۃ سے مراد باندی ہو تو النسب إلی الآباء دون الأمھات، تو پھر اشکال نہیں بید اہو تا کہ آپ ﷺ کے آباء اور اسماعیلؑ کی ماں باندی تھی لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ شہزادی تھی اور جاریۃ نہیں تھی۔
- رومی نے قبضہ کی پھر بنو کلب نے خرید ا پھر جدعان نے خرید ا تھا صھیب رومی کو رونہ اصل کے اعتبار سے عرب ہی تھا۔

بَابُ جُلُودِ المَيْتَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْبَغَ(ص296)(حدیث:2221)

- دباغت: 1) بالشمس (التشمیس)؛ 2) بالملح (التملیح)؛ 3) بالدواء (بالدواء الکیمیاوی)
- فؔ: دباغت سے سب جلود پاک إلا الخنزیر؛ دؔ: پاک نہیں ہوتے۔

- کؒ: ظاھرًا پاک (نماز پڑھ سکتے) باطنًا نہیں یعنی اگر پانی لگا اور کپڑا گیلا ہوا تو ناپاک؛ حؒ: سب پاک اِلا الخنزیر۔
- ممکن کہ مصنفؒ: امام دؒ کے مسلک پر ہو یا جمہور کے مسلک کو اختیار کیا اور دباغت سے مراد الدباغۃ بالدواء، یا اپنا مسلک جیسے امام زہری کہ قبل الدباغۃ بیچ سکتے۔
- الِاھاب: الجلد قبل الدباغۃ۔

بَابُ قَتْلِ الخِنْزِيرِ (حدیث:2222)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: خنزیر واجب الِاعدام ہے تو بیچ نہیں سکتے؛ جمہور: قتل جائز ہے اور بعض: بغیر ضرورت کے، قتل جائز نہیں
- اتنا تو ہے کہ ذمی اور غیر مسلم کے خنزیر کو قتل نہیں کریں گے۔

بَابٌ: لاَ يُذَابُ شَحْمُ المَيْتَةِ وَلاَ يُبَاعُ وَدَكُهُ (حدیث:2223-2224)

- ودک: مایکون داخلاً فی اللحم اور مایکون فوق اللحم: الشحم، مایکون منفصلاً
- شعر المیتۃ: حرمت اصلی ہے اور دھن نجس عارضی ہے تو احناف: چراغ میں جلا سکتے اور بیچ سکتے۔
- دؒ: جائز نہیں؛ فؒ: بیع نہیں اور استصباح جائز
- تخلیل الخمر: احناف: جائز (ابتداء میں ممنوع تھا) حدیث: خیر الِادام الخل (خیر الخمر خیر خلکم)
- فلان سے سمرۃ بن جندبؓ مراد ہے اور وہ 1) باع العصیر من الخمّار

2) خمر کو خل بنا کر بیچا اور عمرؓ کے نزدیک جائز نہیں تھا

3) سمرۃؓ کے نزدیک خمر کی بیع کافر کو جائز تھی اور انکا اجتہاد تھا۔

-یہود نے حرام کو حلال بنانے کے لئے حیلہ کیا؛ الحیلۃ: التدبیر المحبوب للوصول اِلی المطلوب۔

-اگر حرام سے بچنے کے لئے یا شدید ضرورت کی وجہ سے ہو تو جائز ہے، ورنہ لِاحقاق الباطل ولِابطال الحق اَولِابطال حکم شرعی ہو تو فلا یجوز۔

-اھل السبت نے جو تالاب بنایا اور اتوار کو پھر پکڑتے تھے تو اللہ تے بندر بنایا انکو مسخ کر کے اسلئے کہ حکم شرعی کو باطل کیا تھا انہوں نے۔ لیکن پھر بھی شکار کا معنی پایا گیا سنیچر میں، چونکہ گھیر لینا بھی شکار کی ایک قسم ہے اور جو حیلہ حرام سے بچنے کے لئے ہو معاملات میں تو جائز ہے جیسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صاعین کو درہم اور درہم کے بدلے صاع کو خرید لو تو یہ اجتناب عن الربو فی المعاملات ہے یا سخت مصیبت سے بچنے کے لئے جیسے ایوبؑ سے فرمایا گیا کہ بیوی کو جھاڑو سے مارو اسلئے کہ بیوی نے گناہ کیا، اسی قسم کا واقعہ آپ ﷺ کے زمانے میں پیش آیا کہ ایک آدھا بیمار آدمی کو شاخ سے مارنے کا حکم دیا جسمیں 100 چھوٹی شاخیں ہو۔

- اشکال: قاتل اللہ فلانًا: سمرۃؓ تو مسلمان ہے تو قاتل کیسے آیا؟

جواب: یہ اظہار افسوس اور اظہار قباحت کے لئے ہے، لغوی معنی مراد نہیں ہے۔

جیسے تربت یداک یا ویحک؛ ابراھیمؑ نے بھی حیلہ کیا: ھذہ اُختی

بَابُ بَيْعِ التَّصَاوِيرِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا رُوحٌ، وَمَا يُكْرَهُ مِنْ ذَلِكَ(حدیث:2225)

- لیس فیھا روح: جائز ہے اور ومایکرہ: ناجائز کے معنے میں ہے
- تصویر: تشبیہ المصنوع بالمخلوق جیسے ہاتھ سے بنادے مخلوق کے مشابہ
- آج کل کی تصویر کی قباحت اور خرابی بہت زیادہ ہے اسی لئے ضرورت کی وجہ سے رکھ سکتے (ویزا/سفر وغیرہ کے لئے) اور بغیر ضرورت کے جائز نہیں (یہی فتوی ہے) اسلئے کہ قباحت مخفی نہیں۔

بَابُ تَحْرِيمِ التِّجَارَةِ فِي الخَمْرِ(حدیث:2226)

- پینا ناجائز، اسی طرح بیچنا
- ترجمۃ الباب کا مقصد: ولو کانت التجارۃ مع الکافر فھی غیر جائز اور تملک الخمر اختیاریًّا للمسلم لا یجوز
- فقھاء نے لکھا کہ خمر کو رکھنا سرکہ کے بنانے کے لئے جائز ہے

بَابُ إِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا(حدیث:2227)

- عالمًابہ و متعمّدًا ففیہ اثم کبیر، اسی طرح وقف کا مال۔

بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ اليَهُودَ بِبَيْعِ أَرَضِيهِمْ حِينَ أَجْلاَهُمْ فِيهِ المَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ(حدیث:...)

- ارضھم ای بنی نظیر و اَرَضِھم: میں راء پر فتحہ: 1) خلاف قیاس؛ 2) جمع سالم
- اشارہ ہے کہ ضرورت کی زمین کو بیچنا یہ بھی خلاف القیاس ہے
- معلوم ہوا کہ زمین بیچ سکتے اگرچہ ایک روایت میں ممانعت (ممانعت جب ضرورت نہیں ہے)
- ببیع اَرَضِھم، حالانکہ زمین تو تقسیم ہوگئی تھی مسلمان کے درمیان۔

جواب: 1) بعض کو بیچنے کا حکم دیا نہ کہ سب

2) اولاً بیچنے کا حکم دیا پھر بعد میں کہا نہیں: إن الأرض للہ؛ 3) جب مال کو بیچنے کا حکم دیا تو زمین بھی مال میں شامل ہے

بَابُ بَيْعِ العَبِيدِ وَالحَيَوَانِ بِالحَيَوَانِ نَسِيئَةً(حدیث:2228)

- فؒ ذؒ: عبد اور حیوان کو تفاضلاً اور نسیئۃً بھی بیچ سکتے؛ کؒ: متفق الجنس میں نہیں اور مختلف الجنس میں بیچ سکتے مثلاً: بکری کو گائے کے بدلے
- احناف: تفاضل جائز ہے یداً بید نسیئۃ ناجائز ہے:
- احناف کے دلائل: 1) الحیوان واحد باثنین لا یصلح نسیئۃ ولا بأس بہ یداً بید (رواہ ابوداؤد)

2) ابن عباسؓ سے مروی: نھی عن بیع الحیوان نسیئۃ (رواہ الطحاوی فی شرح معانی الآثار)۔

3) ابن سیرین: ابن عمرؓ سے سوال کیا بیع البعیر بالبعیرین کے بارے تو جواب دیا کہ: إنی أکرھ (رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ)، اسمیں جھگڑا او تنازع بھی ہوگا، مشتری کہے گا کہ صفت نہیں تھی اور بائع کہے گا کہ میں نے تو یہی کہا تھا۔

-مصنفؒ امام فؒ اور دؒ کے ساتھ ہیں۔اور دلائل اس طرح ہیں:

1)حاشیہ نمبر6:ابن عمرؓ، واشتری ابن عمرؓ راحلۃ:جب ربذۃ میں دے گا تو معلوم ہوا کہ نسیئۃً

یوفیھا صاحبُہا:یا ابن عمر لے گا اور یا ابن عمر کو ملے گا اور یہ ظاہر ہے تو ایک جانب سے نسیئۃ اور ایک جانب نقد

جواب:1)نسیئۃ وہ ہے جسکے لئے وقت مقرر کرے(فی الحال تو موجود تھا لیکن.........)

2)خرید الیعنی خریدنے کا وعدہ کیا تھا،راحلۃ اور بعیرۃ سب ربذۃ میں موجود تھے

ربذۃ:مدینہ سے 200 کیلو میٹر دور(فوجی چھاؤنی تھی اس وقت)تو مبیع اور ثمن دونوں وہاں تھے۔

رافع ابن خدیج کا معاملہ:یہ نسیئۃ نہیں بلکہ حاضر نہیں تھا اتفاقا

- اشکال:ابن سیرین نے کیسے کہا درھم بدرھم نسیئۃً

جواب:1)نسیئۃ کا تعلق بعیر اور بعیرین سے ہے۔؛ 2)یا تقدیر یہ ہوگا کہ لا بأس ببعیر ودرھمٍ ایک طرف اور دوسری طرف......

الدرھم بمقابلۃ البعیر۔

- احناف کے جوابات حدیث الباب کے لئے:

جوابات:1)نھی کے احادیث اقوی ہیں اباحت کی احادیث کے مقابلے میں

2)محرم کو مبیح پر ترجیح ہونا چاہئے

3)پہلے جواز پھر منع کیا تھا اسلئے کہ ربو میں آتا ہے

4)یہ ثمن مؤجل کے بدلے میں۔

5)حدیث قولی حدیث فعلی پر راجح ہے

6)یہ بیت المال کا مال اور جائز ہے اسلئے کہ اسمیں جھگڑا نہیں ہوتا

-حضرت صفیہؓ کو 6 رؤس کے بدلے میں دیا اور یہ بیع نہیں تھی بلکہ انکے دل کو خوش کرنے کے لئے۔

بَابُ بَيْعِ الرَّقِيقِ(حدیث:2229)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:بیع الرقیق مباح ہے۔
- ام ولدہ کی بیع جائز نہیں اور ہم ثمن پسند کرتے
- عزل:نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور کرنے میں تھوڑا سا حرج ہے
- یالازائد کہ کوئی حرج نہیں کرنے میں اور حدیث میں کنا نعزل والقرآن ینزل
- تو عزل جائز ہے باذن الحرۃ اور جب کسی مصلحت درکار ہو۔

بَابُ بَيْعِ المُدَبَّرِ(حدیث:2230-2231-2232-2233-2234)

- مدبر کی دو قسمیں:1)مدبر مطلق(کؒ حؒ:لایبیعہ اور فؒ دؒ:یبیعہ)اور 2)مدبر مقید:بالاتفاق بیچ سکتے۔
- سند میں عبیدۃ بن حسان ہے جس پر کلام لیکن یہ موقوفًا صحیح ہے ابن عمرؓ سے اور اسکا حق بھی مارا جائے گا اگر بیچے

- اور مجوزین کا استدلال: جابرؓ کی روایت سے (باب)
- احناف کہتے: 1) باع المدبر المقیدۃ (ھذا لا یصح)
2) ھذا من قبل السفیہ: سم کا مسلک
3) من قبیل الخدمۃ والأجرۃ
4) باعہ لخصوص تصرف النبی (آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بیع العبد بھی فرماتے تھے)
5) آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قاضی تھے اور قاضی کے حکم سے ممکن
6) یہ فعلی حدیث اور قولی حدیث مقدم 7) محلِّل محرِّم پر مقدم؛ 8) یہ منسوخ

بَابٌ: هَلْ يُسَافِرُ بِالْجَارِيَةِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَبْرِئَهَا (حدیث:2235)

- استبراء: رحم کی صفائی کا یقین کرنا، ھل یُسافر بالجاریۃ بعد الشراء تو مناسبت ہو گئی۔
- استبراء کے تین طریقہ باعتبار عورت: حیض والی ہو تو ایک حیض؛ حاملہ: وضع حمل: چھوٹی یا بوڑھی تو ثلاثۃ اشہر
- مصنفؒ: ائمہ اربعہ کے خلاف ہے اس مسئلہ میں
- ائمہ اربعہ: ام ولد کی بیع ناجائز اور جس روایت میں آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حکم دیا ام ولدہ بیچنے کا:
1) یہ منسوخ یا لغوی معنی مراد یعنی بچوں کی ماں تھی لیکن مولی سے نہیں بلکہ شوہر سے۔
-لا تطأ حامل حتی تضع ولا غیر حامل حتی تحیض
-من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا تقع
-دُ: کبھی کبھی عذراء بھی حاملہ ہو جاتی ہے فقال واحدٌ من أہل المجلس کان ھذا فی جیر انا تو استبراء ضروری ہے اور اسمیں تعظیم بھی ہے۔
جبکہ جماع ممنوع تو دواعی بھی ائمہ اربعہ؛ احناف: مادون الفرج بھی جائز نہیں
بعض کہتے اسمھا زینب۔ نطعٌ: چمڑے کے دستر خوان
یحوّی: اونٹ کے کوہان پر کپڑا لپیٹنا؛ عباءۃ: کساءٌ صغیر کو بھی کہتے یا چوغا۔

بَابُ بَيْعِ المَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ (ص298) (حدیث:2236)

- لا یجوز
- صنم: ما یصنع لعبادۃ غیر اللہ اکثرہ بشکل الإنسان ووالثن: ما یکون کبرءا (اپنی جگہ پر جما ہوا ہے)
- تمثال: ما یُصنع مشابھًا لشیء والصورۃ اکثرہ قائمۃ بالغیر
- یصور فی الأرحام ما یشاء
- ما یحُلّ فیہ الحیاۃ یجوز بیعُہ جیسے ہڈی، بال اور دانت
- کَ حَ: میتۃ میں جو چیزیں جائز ہیں وہ ما یحل الحیاۃ فیہ یعنی جسمیں احساس و شعور ہو اور ما لا یحلّ الحیاۃ: جسکا کاٹنے میں تکلیف نہ ہو
- دُفَ: تمام اجزاء کو نہیں بیچ سکتے لیکن ہاتھی کے دانت کو بیچنا جائز ہے اسلئے کہ یہ متوارث ہے۔

- ابن عباسؓ: انما حرّم رسول اللہ ﷺ
- دؒ: دونوں ناجائز (دُھن)

بَابُ ثَمَنِ الكَلْبِ (حدیث:2237-2238)

- فؒ: بالکل ناجائز ہے؛ حؒ: اگر کتا منتفع بہ تو بیچ سکتے اسلئے کہ نسائی کی سند صحیح ہے یعنی اگر شکار کے لئے یا حراست کے لئے ہو۔
- حدیث: نھی رسول اللہ ﷺ عن ثمن الکلب اور ابن عباسؓ کی حدیث: رخص رسول اللہ ﷺ فی ثمن الکلب
- کیوں ثمن الکلب سے منع کیا پھر؟ جواب: 1) غیر منتفع بہ ہونے کی وجہ سے

2) ضرورت کی وجہ سے نہی تنزیہی۔ تو کراہت تنزیہی ہے یعنی بیچو مت اسکو ویسے ہی دے دو

3) ابتدائے اسلام پر محمول ہے۔

- حلوان الکاھن: ابن تیمیہ: کاھن کو پوچھ سکتے اگر صرف کذب وسچ کے بارے میں معلوم کرنا ہے
- ثمن الحجامۃ: 1) یہ کام خلاف اولی کے قبیل سے ہے اور اسمیں کراہت تنزیہی ہے۔

2) دم مسفوح (آج کل یہ بھی مال بن گیا)

- براعۃ الاختتام: 1) الموت کا یسر اللذات

2) خون کا نکلنا

35 – كِتَابُ السَّلَمِ(حديث:2239-2256)

بَابُ السَّلَمِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ(ص298) (حديث:2239)

- تسلیم کرنے سے اسلئے کہ رأس المال تسلیم کرناضروری ہے اسمیں اور سلف بھی ہے عراقی کے نزدیک
- السلم: إذاكان الثمن معجلاً والمبيع مؤجلاً
- شرائط سلم: مص جنامر أة: مقدار، مسلم فیہ، صفت، جنس یانوع کی طرف؛ ا: أجل اور م: مقدار رأس المال اور ة: تعیین مکان
- فؒ: جو کیلی چیز ہو کیلی ہی رہناچاہئے اور احناف: حیوان میں ناجائز ہے بہ خلاف ائمہ ثلاث جو جواز کے قائل ہیں۔
- سلف اسلئے کہ ثمن مقدم اور مبیع مؤخر۔
- محدثین کی اصطلاح 3 صدی والے سلف
- فؒ: اجل ضروری نہیں اور جو احادیث میں وأجلٍ معلوم یعنی اگر اجل ہو تو معلوم ہوناچاہئے ورنہ مسلئہ ہی نہیں
- حضرت تھانویؒ نے اس پر فتوی دیا آسانی کی بناء پر جب ضرورت پڑتی ہے۔

بَابُ السَّلَمِ فِي وَزْنٍ مَعْلُومٍ(حديث:2240-2241-2242)

- الگ الگ ترجمۃ الباب اسلئے کہ: اجل کے الگ الگ معانی ہیں:
- اجل: 1) ساعۃٌ؛ 2) نصف یوم علی الأقل؛ 3) ثلاثۃ یوم علی الأقل؛ 4) 15 دن؛ 5) شھرٌ وبہ اختار الھدایۃ
- سلم صرف مؤجل میں اسلئے کہ السلام لایرد إلا فی المؤجل اور اگر اجل معلوم نہ ہو تو پھر سلم کی کیاضرورت اسلئے کہ سلم خلاف قیاس (بیع المعدوم) جب چیز موجود نہ ہو تب خلاف قیاس کولیناپڑتاہے، اگر موجود ہو تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں
- اختلاف ہے کہ سلم ہے یا نہیں / یااختلاف یہ تھا کہ مسلم فیہ اسمیں ہے یا نہیں؟

بَابُ السَّلَمِ إِلَى مَنْ لَيْسَ عِنْدَهُ أَصْلٌ (ص299)(حديث:2243-2244-2245-2246)

- جسکے پاس مسلم فیہ نہیں یا مسلم فیہ کی اصل نہیں، مثلاً تمر میں کرتے ہیں سلم ازر تمر نہیں یا شجر ہی نہیں
- اختلاف کی طرف اشارہ: ح: مسلم فیہ عقد کے وقت کسی جگہ میں موجود یا کسی سوق میں
- ائمہ ثلاث فؒ: مسلم فیہ کا ہوناہے فی وقت الأجل
- بہ ظاہر مصنفؒ ح کی طرح قائل ہیں اسلئے کہ آخری حدیث باب میں ابن عباسؓ کا قول ہے: حتی یوکلُ
- حتی یوزنُ: معلوم ہوا کہ رطب و تمر من قبیل الموزونات ہے؛ عینی: مساوات فی الوزن ضروری ہے۔

بَابُ السَّلَمِ فِي النَّخْلِ(ص299) (حديث:2247-2248-2249-2250)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) سلم کو معین میں کرسکتے یا نہیں کرسکتے؟ مصنفؒ: معین میں کرسکتے اس شرط پر کہ پک گیا ہو
- ائمہ اربعہ: ثمن معین میں نہیں کرسکتے، ہاں غیر معین کرسکتے (کوئی بھی باغ سے)
  2) کسی نہ کسی جگہ (جیسے احناف کہتے) موجود ہوناضروری ہے۔

-ائمہ اربعہ کی دلیل حاشیہ نمبر 7 پر ہے: من حائط بنی فلان (وزن معلوم ہو، کیل معلوم ہو، جگہ نہ ہو) اسلئے کہ اگر فلاں باغ میں نہ ہو تو کیا ہو گا؟
-اشکال: سوال تھا مسلم کے بارے میں اور جواب بیع کے بارے میں دیا تو موافقت نہیں ہے گویا (بیع النخل کے بارے میں بتایا)
جواب: جیسے بیع مطلق میں حتی یَصلح ہے تو بیع سلم میں بھی یہی ہے کہ موجود ہونا چاہئے کسی جگہ پر، اگرچہ بیع میں شرط نہیں پکنا ہے لیکن سلم کے لئے ضروری ہے (حتی یُحرز دلیل ہے)۔

بَابُ الكَفِيلِ فِي السَّلَمِ (ص300) (حدیث:2251)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) سلم میں کفیل یا رھن ممکن ہے تا کہ مضبوط ہو جائے (السلم بشرط الکفیل أو الرھن جائز) معلوم ہوا کہ بیع سلم میں اور بیع مطلق میں شرط مناسب لگا سکتے
- ؒ کی ایک روایت کی تردید ہے کہ کفیل نہیں لے سکتا ہے۔
- جب ثمن مؤجل میں رھن جائز ہے جیسے آپ ﷺ ثمن مؤجل میں رکھا تو بیع مؤجل میں بھی علی سبیل القیاس جائز ہو گا
- ترجمۃ الباب میں کفیل اور حدیث میں رھن ہے!؟
جواب: رھن مشابہ ہے کفیل کے اور دونوں مضبوط ہیں۔
- مصنفؒ نے کفیل کے لئے قیاس کیا رھن پر یا کفیل سے مراد ما بہ التوثیق: یعنی الکفیل أو الرھن: دونوں کو شامل ہو گا۔

بَابُ الرَّهْنِ فِي السَّلَمِ (حدیث:2252)

بَابُ السَّلَمِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ (حدیث:2253-2254)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ممکن ہے کہ شوافع کی تردید ہے: ثمن مؤجل کی قید، قید اتفاقی ہے۔ تو مصنفؒ نے بتایا کہ ثمن مؤجل کی قید، قید احترازی ہے جیسے احناف کہتے۔
- عام طور پر رب السلم کو فائدہ ہوتا ہے کہ سستی قیمت ملی اور مسلم إلیہ کو نقد ملا۔

بَابُ السَّلَمِ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ (حدیث:2255-2256)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کؒ کی تردید: إذا كان معروفاً فيجوز (عرف ہو تو جائز)
- 1) حمل الحمل؛ 2) حبل الحاملة
- براعت اختتام: 1) جب ناقہ بچہ دیتی تو موت کا خطرہ رہتا ہے
2) ما فی بطنھا: ایک دن بطن الأرض میں جانا ہے۔
3) جزور: اس اونٹ کو کہتے ہیں جو ذبح کے لئے ہو۔

36 – كِتَابُ الشُّفْعَةِ(حدیث:2257-2259)

بَابٌ: الشُّفْعَةُ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الحُدُودُ فَلاَ شُفْعَةَ(حدیث:2257)

- الشفعۃ من: شَفَعٌ: ملانا، اسمیں قدیم مشتری کی زمین کو اپنے ساتھ ملانا ہے۔
- لغۃً: 1)الضمُّ؛ 2)الزیادۃ؛ 3)الإعانۃ(تاکہ چیز شفیع و مل جائے)۔
- شفعہ کے مختلف اقسام ہیں: 1)شفعۃ الشرکۃ(سب کے نزدیک جائز ہے)
  2)شفعۃ فی شرکۃ الطریق(حؒ کے نزدیک ہے بہ خلاف ائمہ ثلاث)
  3)شفعۃ الجوار

-شفعۃ: 1)طلب مواثبت؛ 2)طلب إشهاد؛ 3)طلب خصومت(مہینے کے اندر اندر) قاضی کے سامنے

-ایک روایت میں ہے کہ کسی نے ابونواس کو دیکھا خواب میں کہ جنت میں پھر رہا ہے تو پوچھا کہ تمہاری مغفرت کس پر ہوئی؟ تو جواب دیا کہ 2 شعر کی وجہ سے جو تکیہ کے نیچے رکھا تھا: یاربِّ إن عظمت ذنوبي کثرۃً   فلقد علمت بأن عفوک أعظم

إن کان لا یرجوک إلا محسنا   فبمن یلوذ ویستجیر المجرمُ۔

- الجار أحق بسقبہ(جابرؓ کی روایت) بخاری اور ترمذی میں ہے: الجار أحق بشفعتہ
- جار الدار احق الدار: یہ تین حدیث ثابت ہیں اور جو اعتراض کیا گیا انکے سندوں پر صحیح نہیں ہیں اور اسکا مدار عبد الملک بن أبي سلیمان پر ہے جن کو میزان فی العلم کہا گیا ہے۔
- احناف 4 جواب دیتے: 1)لا شفعۃ للشرکۃ بل شفعۃ الجوار
  2)صرف تقسیم سے شفعہ نہیں ہو گا بلکہ بیع سے شفعہ ثابت ہو تا ہے۔
  3)اسکو شفعہ نہیں کہتے اسلئے کہ حق شرکت نہیں۔
  4) محمول ہے بعد ما صُرفت الطرق إلی جانب واحد   تو حق شفعہ ختم!

بَابُ عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلَى صَاحِبِهَا قَبْلَ البَيْعِ(حدیث:2258)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جب آدمی اپنی زمین کو بیچنا چاہے تو اپنے شریک یا پڑوسی کو بتلا دینا چاہئے پہلے۔
- اگر شفیع نے بیع سے پہلے انکار کیا تھا پھر بیع کے بعد حق شفعہ ثابت ہو گا یا نہیں؟
- فؒ حؒ: اگر پہلے سے کہا نہیں کہ لونگا(قبل البیع) پھر بھی بیع کے بعد شفعہ کر سکتا ہے، اسلئے کہ اسقاط الشفعۃ قبل البیع کإسقاط المھر قبل النکاح جیسے اداء الصلوۃ قبل الوقت لا یعتبر
- کؒ دؒ: بیع کے بعد شفعہ نہیں کر سکتا ہے کیونکہ إعطاء الزکوۃ قبل حولان الحول جائز ہے

جواب: إعطاء الزکوۃ قبل حولان الحول جائزہ اسلئے کہ سبب موجود ہے اور یہاں سبب مفقود ہے بیع سے پہلے۔ تو جب سبب بیع ہے اور بیع ہی نہیں تو شفعہ کیسے ساقط ہو گا۔

امام بخاریؒ وہ مسائل بیان کرتے جو فتوی کے متعلق ہیں اور یہ مسائل عام فقہ کی کتابوں میں نہیں ہیں

- احناف اور شوافع: شفعہ فی الأرض او توابعھا جیسے باغ یا عمارت؛ کحؒ دؒ: دوسری چیزوں میں بھی کر سکتا ہے جیسے کشتی میں اگر شرکت ہو۔

احناف کی دلیل: من کان لہ شریک فی ربعۃ أو نخل فلیس لہ أن یبیع حتی یؤذن شریکہ (ممکن ہے کہ تفاؤلاً کہا ہو کہ اللہ کرے کہ ہمارے مکان کو بہار بنادے)

- مصنفؒ نے کحؒ دؒ، شعبی کے قول سے طلب مواثبت کی طرف اشارہ کیا اور طلب خصومت
- جوار معتبر فی الشفعۃ جو بالکل ملا ہوا ہو یا شریک فی الطریق

بَابٌ: أَيُّ الجِوَارِ أَقْرَبُ؟ (حدیث : 2259)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جوار کی تعریف اور حقوق بیان کرنا ہے۔
- جوار فی حق المبیع یا فی نفس المبیع
- براعۃ الاختتام: إلی أیّھما أُھدی: جب کوئی مر جاتا تو ایصال ثواب کا ہدیہ ملتا ہے۔
- فی جوار اللہ، مرنے کے بعد بھی اللہ پاک کی پناہ میں چلا جاتا ہے۔

37 - كِتَابُ الإِجَارَةِ(حدیث:2260-2285)

- مصنفؒ نے یہاں ابواب ذکر نہیں کیا تفاؤلاً کہ اللہ کرے کہ آپ کے پاس خود اپنی چیزیں ہوں اور کسی سے مانگنے کی ضرورت نہ ہو یعنی آپ سوال کا باب اور دروازہ ہی نہ کھولے۔
- الإِجارۃ: تملیک المنافع علی عوض معلومٍ
- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیع المنفعۃ لیس بإھانۃ (ابو بکر اصم نے اسکا انکار کیا تھا)
- اجارہ منافع مقصودۃ میں سے کرنا چاہئے (لیس فی شمّ التفاح مثلاً)
- کتاب کو کرایہ پر دینا آج کل فتوی جواز پر ہے کما ذکرہ فی النطف
- اجارۃ مصدر نہیں ہے بلکہ اسمٌ لعقد مخصوصٍ۔

بَابُ اسْتِئْجَارُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ(ص301)(حدیث:2260-2261)

- اِن خیر من استأجرت القوی الأمین:

معلوم ہوا کہ صالح کو ملازم رکھنا چاہئے نہ کہ طالح اور امانتدار بھی ہو تا کہ نفع ہو نہ کہ نقصان اور حریص نہ ہو۔

- کسی کام پر اہلیت رکھتا ہو تو عہدہ مانگ سکتے جیسے یوسفؑ نے کہا تھا: اجعلنی علی خزائن الأرض اور اسی طرح عثمان بن ابی العاص نے اپنی قوم کی امامت مانگی تھی: اجعلنی امام قومی

بَابُ رَعْيِ الغَنَمِ عَلَى قَرَارِيطَ(حدیث:2262)

- قیراط: نصف الدانق یادرہم کا بیسواں یا چوبیسواں حصہ اور ایک قیراط 200 میلی گرام کا ہے۔ (حاشیہ نمبر 5 دیکھئے)
- ترجمۃ الباب کا مقصد: اسکو ذلت نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ ہر نبی نے یہ کام انجام دیا ہے۔
- بکریاں چرانے کی چند حکمتیں: 1) بکریاں چرانے سے تعلّم اور حلم آجاتا ہے

2) تعلّم اور علم بھی ہے، طبیعتوں کا اختلاف ہے بکریوں میں تو اسی طرح لوگوں میں، تحمّل مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے (ایک یہاں بھاگا تو دوسرا وہاں بھاگا)، دن بھر ساتھ رہ کر چلنا ہے، دھوپ میں کام کرنا ہے اور انکے ساتھ نرمی کرنا ہے تو اسی طرح لوگوں کے ساتھ درمیانہ روی اختیار کرے گا یعنی نہ بالکل سخت اور نہ بالکل نرم۔

بَابُ اسْتِئْجَارِ الْمُشْرِكِينَ عِنْدَ الضَّرُورَةِ، أَوْ: إِذَا لَمْ يُوجَدْ أَهْلُ الإِسْلاَمِ(حدیث:2263)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ضرورت ہو تو مشرک کو رکھو کام کے لئے، ورنہ نہیں۔
- ہم کہتے کہ ضرورت ہو یا نہ ہو رکھ سکتے ہیں، ہاں بشرطیکہ ان سے دھوکہ کا خطرہ نہ ہو۔
- اور حدیث میں جو ممانعت آئی ہے کہ لا نستعین بالمشرکین، وہ جنگ پر محمول ہے۔
- خرّیتًا: الماھر بالھدایۃ (رہنمائی) (حاشیہ نمبر 7 پر غور کریں)
- الطرق المخیفۃ کو جانتے تھے، جیسے بوٹی کا سوراخ بہت باریک ہے تو وہ بھی باریک اور پوشیدہ راستوں کو جانتا ہے۔

بَابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا لِيَعْمَلَ لَهُ بَعْدَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ، أَوْ بَعْدَ شَهْرٍ، أَوْ بَعْدَ سَنَةٍ جَازَ، وَهُمَا عَلَى شَرْطِهِمَا الَّذِي اشْتَرَطَاهُ إِذَا جَاءَ الأَجَلُ(حدیث:2264)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اجارہ مستقبل کی طرف منسوب ہو سکتا ہے یا نہیں؟

حؒ: ہو سکتا ہے؛ فؒ: نہیں ہو سکتا؛ کؒ: 2شرطوں کے ساتھ ہو سکتا ہے: 1) مستقبل قریب ہو جیسے ایک یا دو دن 2) اور اجرت بھی دے دی ہو۔ اور مدت اجارہ کا اتصال ہو

- مصنفؒ امام اعظمؒ کے ساتھ ہیں اس مسئلہ میں۔

بَابُ الأَجِيرِ فِي الغَزْوِ(حدیث:2265-2266)

- احناف: جہاد کے لئے نہیں بلکہ درخواست کر سکتا ہے خدمت کے لئے یا پیغام ہی کو پہنچانے کے لئے
- اگر بیت المال خالی ہو اور مسلمان کمزور ہو تو کرایہ پر فوجی بھیج سکتے۔
- وکان لی أجیر: ہم کہتے ہیں کہ یہ اجیر للخدمۃ تھا، نہ کہ اجیر للغزو۔
- فؒ: اسمیں تاوان ہے؛ (ص417حاشیہ پر دیکھے)
- کبھی مدت متعین کبھی اور کبھی عمل متعین ہے، سب کی اجازت ہے بلکہ....................

بَابُ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَبَيَّنَ لَهُ الأَجَلَ وَلَمْ يُبَيِّنِ العَمَلَ(حدیث:...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تعیین عمل یا تعیین مسافت، جب منفعت مقصود ہو تو مدت ومنفعت کا بیان ضروری ہے یا اشارہ چاہئے اور اگر عمل مقصود ہو تو تعیین عمل چاہئے۔
- فإن أتممت عشرا فمن عندک:

معلوم ہوا کہ ہذا شرط النکاح لا مھرُ النکاح (آٹھ سال کام کرنا ہمارے پاس) اور اگر مہر بنادے تو یہ صورت ہو سکتی ہے کہ جو مہر ہے (مثلاً1000 رینڈ) تو اسکے بدلے میں خدمت کرے (ایک مہینے تک بھیر بکرے کو چرادے)

- اگر خدمۃ الزوجۃ کو مقرر کیا تو اگر خدمت ذلیلۃ ہے تو نہیں کرنا چاہئے اور اگر خدمت شریفۃ ہے تو ٹھیک ہے۔
- مُوجر (کرایہ پر دینے والا) الگ ہے اور مستأجر الگ ہے؛ أجیر الگ ہے اور آجر (معطی اجر) الگ ہے۔
- تین قسم کے لوگ عقلمند وہوشیار تھے:

1) شعیبؑ کی بیٹی جنھوں نے موسیٰؑ کو کام کے لئے سفارش کی

2) یوسفؑ کی بیوی جنھوں نے کہا: نتخذہ ولدًا

3) حضرت ابو بکرؓ جنھوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔

بَابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا، عَلَى أَنْ يُقِيمَ حَائِطًا، يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ جَازَ(ص**302**)(حدیث:2267)

- عام طور پر تعیین عمل اجیر مشترک میں ہے اور اجیر خاص کے لئے تعیین الاجل ہے اور یہ دونوں عرف پر محمول ہے۔

- اگر اجل اور عمل کو ذکر کیا توحؒ: اجارۃ فاسد اسلئے کہ اسمیں جھگڑا واقع ہو گا۔
- مالک الجدار، جدار کو اصل قرار دے گا اور اجیر مدت کو؛ سمؒ: جائز ہے اسلئے کہ عمل اصل اور مقصود ہے اور یوم کو تعجیل پر محمول کرتے؛ مولانا ظفر احمد عثمانی نے امداد الاحکام میں: سمؒ کے قول پر فتوی ہے اور استحسان قرار دیا اور حوالہ دیا فتاوی ھندیہ کا۔

بَابُ الإِجَارَةِ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ (حدیث:2268)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اجل معلوم ہونا چاہئے اگر چہ ایک دن سے کم ہو؛ 2) ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے کہ کم از کم ایک دن ہونا چاہئے اجارہ میں۔

بَابُ الإِجَارَةِ إِلَى صَلاَةِ العَصْرِ (حدیث:2269)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: عصر میں تھوڑی جہالت ہے لیکن یہ مضر نہیں، چونکہ ہر جگہ کی عصر معلوم ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ مَنَعَ أَجْرَ الأَجِيرِ (حدیث:2270)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے: فؒ: عقد ہوا تو اجرت واجب اسی وقت۔
- احناف: مختلف طریقے: 1) إما بشرط التعجیل؛ 2) با لتعجیل؛ 3) أو بالاستیفاء المعقود علیہ
- جانور لیا کرایہ پر تو ایک مرحلہ پر یا دن کے لئے لیا تو بانقضاء الیوم، اسی طرح مہینے کے لئے تو بانقضاء الشھر۔ اسنادہ ضعیف ومعناہ صحیح۔

بَابُ الإِجَارَةِ مِنَ العَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ (حدیث:2271)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر چہ تھوڑی سی جہالت ہو، اجارہ صحیح ہے
- لا حاجۃ لنا: ان لوگوں پر محمول ہے جنھوں نے اسلام پایا۔

بَابُ مَنِ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَتَرَكَ الأَجِيرُ أَجْرَهُ، فَعَمِلَ فِيهِ المُسْتَأْجِرُ فَزَادَ، أَوْ مَنْ عَمِلَ فِي مَالِ غَيْرِهِ، فَاسْتَفْضَلَ (حدیث: 2272)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کسی نے دوسرے کے مال کو غصب کیا یا چوری کی اور اس مال سے تجارت کی جسکی وجہ سے بڑھ گیا تو ربح کس کے لئے؟ ذؒ: ربح رب المال کے لئے؛ کؒ: ربح غاصب کے لئے اسلئے کہ اسی نے محنت کی ہے۔
حؒ: ربح واجب التصدق ہے؛ فؒ: جس وقت خریداری کی اور ان دراھم کی طرف اشارہ کیا تو واجب التصدق ہے اور اگر غیر معین سے خریدا اور یہی پیسے استعمال کیا تو ربح غاصب کے لئے۔
- احناف متأخرین: امام سرخسی اور صدر الشھید نے فؒ کے قول کو اختیار کیا
- تو ظاہری بات ہے کہ لوگ اشارہ کر کے نہیں خریدتے تو صرف غصب کیا ہوا یا چوری ہوئی مال کو واپس کرنا ہو گا۔ اور اگر اجیر ہو تو دوسرے کی نیت سے تجارت کرتا ہے، پھر بعد میں اجازت ملے تو اجازت لاحقہ، اجازت سابقہ کی طرح ہو گا جسکی وجہ سے ربح اسکے لئے حلال ہو گا۔

- تو ایک نے تحسین المعاشرات کو وسیلہ بنایا
- دوسرے نے ترک الشھوات کو وسیلہ بنایا
- اور تیسرے نے تحسین المعاملات کو وسیلہ بنایا
- تو معلوم ہوا کہ 3 کتنے اعلی درجے کے اعمال ہیں حالانکہ عبادت بھی کرتے ہونگے لیکن انہی اعمال کو وسیلہ بنایا۔
- اللھم: 1) نداء کے لئے؛ 2) ندرت کے لئے؛ 3) کبھی تلقین کے لئے۔
- شعر: الدّت فحیت فقامت فودّعت فلماتولت کادت الروح تزھق
ولا أعدت من الفعل الجمیل قری قری ضیف ألمَّ براسی و محتسب
- فاعطیتھم: قبضہ ہوا تھا پھر واپس کر دیا۔

بَابُ مَنْ آجَرَ نَفْسَهُ لِيَحْمِلَ عَلَى ظَهْرِهِ، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ، وَأُجْرَةِ الحَمَّالِ(حدیث:2273)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) اپنے آپکو مزدوری پر لگانا ذلت نہیں ہے۔
2) صدقہ کرنے کے لئے مشقت اٹھانا جائز ہے
3) جو حدیث میں آتا ہے خیر الصدقۃ ماکان عن ظھر غنیً، متوسطین کے لئے اور من آجر نفسہ موکلین کے لئے
یا زکوۃ پر محمول اور آجر: نفل پر محمول
یا کثیر پر محمول اور قلیل پر محمول
- فیحامل کیوں آیا اسلئے کہ باب مفاعلۃ سے ہے؛ جواب: ایک طرف سے عمل ہے اور ایک کی طرف سے اجرت ہے۔

بَابُ أَجْرِ السَّمْسَرَةِ(ص303)(حدیث:2274)

- دلال: المصاحب للسّلعۃ اور السمسار: جو غائبانہ ہو (ممکن ہو کہ بر عکس ہے)
- جب دونوں جانب سے لے سکتا ہے تو گنجائش ہے کہ لے لے ورنہ مفتیوں کا اختلاف ہے اسمیں کہ من جانبٍ واحد اجرت لے سکتے
- مفتی ولی حسن ٹونکی: دونوں سے اجرت نہ لے ورنہ اخلاص نہیں رہے گا
- فیصد کے اعتبار سے ملے گا تو مضاربت پر قیاس یا مزارعت پر قیاس ہو گا اور کومیشن ایجنٹ عموم بلوی کی وجہ سے جائز ہے اگر چہ قفیز الطحان والے مسئلہ کے خلاف ہے۔
- حؒ فؒ: اگر چہ مکروہ ہے اسلئے کہ اجرت مجہول اور دؒ: جائز ہے اور جو ناجائز کہتے تو اسکو وعدہ پر محمول کرتے۔
- عند شروطھم إلا من حرم حلالاً وأحلّ حراما۔

بَابٌ: هَلْ يُؤَاجِرُ الرَّجُلُ نَفْسَهُ مِنْ مُشْرِكٍ فِي أَرْضِ الحَرْبِ(ص304)(حدیث:2275)

- ہاں جبکہ مسلمان کی ذلت نہ ہو، کوئی حرام کام نہ ہو اور مسلمان کے خلاف استعمال نہ ہو (مثلاً اسلحہ)
- خلاصہ: 1) ذلت نہ ہو؛ 2) کام حرام نہ ہو مسلمان کے نزدیک؛ 3) مسلمان کے خلاف اعانت نہ ہو۔

بَابُ مَا يُعْطَى فِي الرُّقْيَةِ عَلَى أَحْيَاءِ العَرَبِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ(حديث: 2276)

- رقیہ دونوں کو شامل: دم اور تعویذ دونوں کی اجرت لے سکتے جیسے علاج کی اجرت جائز
- اسی طرح ختم قرآن گھر میں کرے برکت کے لئے تو اسپر بھی اجرت جائز ہے۔
- ایک رقیہ سحر کی طرح تو بالکل جائز نہیں اور ایک رقیہ جو مفہوم المعنی ہو اور خلاف شریعت نہیں تو جائز ہے۔
- جن صحابہؓ نے لیا: 1)بقدر ضیافت؛ 2)اشارہ إلی مفہوم معناہ؛ 3).............4)..........
- اگر مؤذن، خطیب، یا معلم ہو تو؟ فؒ: لے سکتا ہے اور فتوی اسی پر ہے اور مصنفؒ اسی کے قائل ہیں۔
- دلائل: 1)عمرؓ اور عثمانؓ نے مؤذنین کے لئے اجرت مقرر کی تھی

2)عمرؓ: اعط من یعلم القرآن أجرًا۔

3)خلفاء راشدین اجرت لیتے تھے خلافت پر اور قاضی قضاء پر

4)روح المعانی میں ایک روایت ہے: قالوا: «يا رسول الله أنأخذ على التعليم أجرا؟ فقال: إن خير ما أخذتم عليه أجرا كتاب الله تعالى». تو اگر کہے کہ اقرءوا القرآن ولا تأکلوا بہ

جواب: 1) محمول ہے تلاوت مجردہ پر اور جو ایصال ثواب کے لئے تلاوت ہو تو اس پر اجرت جائز نہیں (جیسے طحاوی اور شامی میں: الاستئجار على التعليم والأذان والإمامة وعللوه بالضرورة وخوف ضياع الدين في زماننا لانقطاع ما كان يعطى من بيت المال. وبه علم أنه لا يجوز الاستئجار على الحج عن الميت لعدم الضرورة كما يأتي بيانه في هذا الباب، ولا على التلاوة والذكر لعدم الضرورة أيضا، وتمام الكلام على ذلك في رسالتنا [شفاء العليل وبل الغليل، في بطلان الوصية بالختمات والتهاليل])

متأخرین نے ضرورت کی وجہ سے جواز دیا ہے جیسے شرح وھبانیہ میں اور حموی نے الاشباہ والنظائر میں

- حاشیہ نمبر 4: عبادۃ بن صامت کی روایت (ص 304) ابو داؤد کی روایت میں سند میں مغیرۃ بن زیاد اور اسود بن ثعلبہ ضعیف ہیں لیکن دوسری سند بھی ہے
- ایک زمانے میں اھل صفۃ اتنے محتاج تھے کہ انکو ہدیہ دے سکتے لیکن وہ ہدیہ نہ دے اور ان سے ہدیہ نہیں لے سکتے
- اشکال: ھدیۃ کیسے ناجائز ہے لینا ان سے ؟!

جواب: انکی خصوصیت ہے اور آپ ﷺ نے جو فرمایا: اتخذ مؤذنًا لا یأخذ علی أذانہ أجرًا

سیرۃ العمرین میں لکھا ہے کہ سب کے لئے وظائف مقرر کیا تھا۔

- حؒ اور سمؒ کے زمانے میں بیت المال سے مقرر تھے اسی لئے لوگوں سے نہیں لے سکتے تھے۔
- کؒ: ہدیہ نہیں لے سکتا اسلئے کہ بیت المال سے سب کچھ ملتا ہے اور دوسرے ائمہ کہتے کہ ہدیہ لے سکتا ہے۔
- احناف اور حنابلہ کا اصل مذہب: معلم کا اجرت لینا ناجائز ہے۔
- فؒ ژؒ سمؒ: اجرت جائز ہے وبہ قال المصنفؒ؛ ابن سیرین: جو تقسیم کرتا ہے اجرت لے سکتا ہے زمین یا علم تقسیم کرتا ہو
- جُعلاً: ما یجعل للأجیر
- ایک روایت میں 30 اور ایک روایت میں 100: 1) ممکن ہے کہ دو واقعات ہو؛ 2) ممکن ہے کہ 30 شرط تھی لیکن فرط سرور کی وجہ سے 100 دیا۔

بَابُ ضَرِيبَةِ العَبْدِ، وَتَعَاهُدِ ضَرَائِبِ الإِمَاءِ(حدیث:2277)

- ضریبۃ:وھی مایقررہ السید علی عبدہ فی کل یوم أن یعطیہ اور بعد میں روزانہ یاماہانہ یاسالانہ ٹیکس کو کہا گیا۔
- دوسری رویت میں ابو داوٗد احمری سے مروی ہے جسمیں حذیفہ بن الیمانؓ نے خطبہ دیااور اسمیں:تعاھدواضرائب إمائکم یاضرائب غلمانکم؛حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ مَالِكٍ، ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثَنَا وَكِيعٌ، ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِي الْفُرَاتِ، عَنْ مَالِكٍ الْأَحْمَرِيِّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، سَمِعَهُ مِنْهُ، قَالَ: «إِنَّ بَائِعَ الْخَمْرِ كَشَارِبِهَا، أَلَا إِنَّ مُقْتَنِي الْخَنَازِيرِ كَآكِلِهَا، تَعَاهَدُوا أَرِقَّاءَكُمْ فَانْظُرُوا مِنْ أَيْنَ يَجِيئُونَ بِضَرَائِبِهِمْ، فَإِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ»(حلیۃ الأولیاء)
- ابورافع بن خدیج: نھی رسول اللہ ﷺ عن کسب الإماء حتی یعلم من أین ھو۔

بَابُ خَرَاجِ الحَجَّامِ(حدیث:2278-2279-2280)

- ڈؒ:عبد ہو تو کمائی جائز ہے اور حر ہو تو کمائی جائز نہیں۔
- ائمہ ثلاث: بالکل جائز، آپ ﷺ نے حجام کو اجرت دی
- اور جس روایت میں ممانعت ہے تو خلاف اولی پر محمول ہے یا منسوخ یا خلاف مروت پر محمول ہے۔

بَابُ مَنْ كَلَّمَ مَوَالِيَ العَبْدِ: أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ(حدیث:2281)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: سفارش کر سکتے استحبابًا وندبًا۔

بَابُ كَسْبِ البَغِيِّ وَالإِمَاءِ(حدیث:2282-2283)

- باندی اپنے ہاتھ سے کمائی کرے تو جائز ہے لیکن وہ فاحشہ وغیرہ نہ ہو ورنہ ناجائز ہے اور زانیہ کی اجرت سب کے نزدیک ناجائز ہے۔

بَابُ عَسْبِ الفَحْلِ(حدیث:2284)

- عسب: جفتی کرنا: مذکر حیوان کا مؤنث سے ملانا؛ فحل: مذکر حیوان (نر)
- اجرت لینا جائز نہیں: 1) اسلئے کہ معلوم نہیں کہ معنی نکلتی ہے یا نہیں

2) حمل ہو گا یا نہیں۔

3) ولد پیدا ہو گا یا نہیں؟

- آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر بطور اکرام انکو کچھ دے دے تو آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں تو اگر متعین نہ ہو اور مل جائے تو کوئی حرج نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ حفاظ کو جو ملتا ہے ختم پر وہ لے سکتے ہیں اسلئے کہ وہ بھی بطور اکرام کے ملتا ہے۔ اور اگر اجرت دیتے تو امامت کی اجرت ہے نہ کہ تلاوت کی اسلئے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ داڑھی ہے یا نہیں۔

اسی طرح اگر کسی کو اجرت پر لے ایک مہینے تک جمعہ کے دن

مفتی کفایت اللہ نے لکھا ہے کہ اگر امامت کے لئے مقرر کرے تو جائز ہے ورنہ علماء دیوبند ناجائز کہتے ہیں۔

بَابُ إِذَا اسْتَأْجَرَ أَرْضًا، فَمَاتَ أَحَدُهُمَا(حدیث:2285-2286)

- احناف: ایک کی موت سے اجارہ فسخ ہو گا؛ ائمہ ثلاث: اجارہ برقرار جبتک اجل باقی ہو۔
- احناف: 2قسم کے اجارہ ہیں: 1) اپنے لئے تو مرنے سے ختم ہو گا، پھر اجارہ کی تجدید کرے اگر جاری رکھنا ہو

2) دوسرے کے لئے یا اجارہ میں تعمیم کر لے، پھر ختم نہیں ہو گا۔

-اسکی نظیر یہ ہے کہ ایک آدمی اجارہ کر کے کہتا ہے کہ ایک سال میں کمپیوٹر سیکھونگا تو ایک سال کے ختم ہونے سے پہلے اگر مر جائے، تو کون سیکھے گا؟ اسکا باپ؟

-اگر کل شھر بعشرۃ دراھم کہا تو ایک مہینے کے بعد جب 24 گھنٹے گزر جائے تو خود بہ خود دوسرے مہینے کے لئے اجارہ ہو گا

-اِلی تمام الأجل: مولانا فتح محمد: اجل تک اگر فی صورۃ التعلیق ہو تو رہ سکتا ہے اسلئے کہ آج کل قانون یہ ہے کہ موت کا اعتبار نہیں ہے دنیا میں، بلکہ اجل کا اعتبار ہے تو ائمہ ثلاث کی موافقت ہوئی۔

-اگر موت کے ساتھ ختم ہو تو بہت سارے نقصانات ہیں، تو حالات کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مولانا فتح محمد کی بات مان لے۔

-ابن عمرؓ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں سے اگر کوئی بات نہ کرے تو سال کے لئے (چونکہ یہاں کھجور کے لئے سال تھا) خود بہ خود تجدید ہو گی۔

-کراء المزارع: مزارعت بالثلث وبالربع کی ممانعت کی ہے۔

-اگر وارثین اعتراض کرے تو دیکھا جائے گا کہ تعلق ہے یا نہیں اگر ہے تو اجل تک رہے گا۔

-براعۃ الاختتام: 1) فمات أحدھما۔

2) بعد ما قُبِضَ النبی ﷺ ؛

3) أجلاھم عمرؓ وطن سے نکالا

38 - كِتَاب الحَوَالاَتِ(حدیث:2287-2289)

بَابُ الحَوَالَةِ، وَهَلْ يَرْجِعُ فِي الحَوَالَةِ؟(ص305)(حدیث:2287)

- عام طور پر فقہاء کفالۃ کو مقدم کرتے ہیں حوالہ پر اسلئے کہ کفالہ میں اثبات اور مطالبہ ہے اور حوالہ مرکب ہے اثبات اور نفی سے، چونکہ ثالث سے مانگتے اور مدیون سے نہیں مانگتے، لیکن مصنفؒ نے حوالہ مقدم کیا اسلئے کہ حوالہ بہ منزلہ مفرد: نقل الدَّین من المدیون إلی الثلاث اور کفالہ میں مطالبہ مدیون سے بھی اور کفیل سے بھی تو بہ منزلہ مرکب ہے۔
- حوالۃ من اثبات المطالبۃ من أحدھما اور کفالۃ: اثبات المطالبۃ من اثنین یا اشراک المدیون مع الکفیل فی کونھما مطلوبین۔
- بعض کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ بیع الدین بالدین نہیں بلکہ عقد استیفاء
- مدیون: محیل اور دائن: محتال؛ ثالث: محتال علیہ
- حوالہ: دائن بھی راضی ہونا چاہئے خلاف للإمام احمدؒ، اور مدیون کسی اور پر ڈال سکتا ہے اور ہم کہتے کہ دائن وصول کرتا ہے برضاء المحتال علیہ (یعنی ثالث)۔
- فؒ: ضروری نہیں اسلئے کہ ممکن ہے کہ ثالث پہلے سے مدیون ہو۔
- کؒ: محتال علیہ کی رضامندی ضروری ہے اگر دونوں کے درمیان عداوت ہو۔
- یتخارج الشریکان: ایک نے کہا کہ میں (mercedes) لونگا، دوسرے نے کہا کہ میں شرکت والا قرض وصول کرونگا، اسی طرح اگر دو بھائی ہیں (اہل میراث) تو ایک نے عین لیا اور ایک نے دین لیا
- احناف کہتے کہ: ناجائز ہے، اسلئے کہ تملیک الدَّین من غیر المدیون ناجائز ہے اور اسلئے کہ قبضہ نہیں ہے۔
- تو احناف میں یہ حیلہ چل سکتا ہے کہ ان یؤکلہ بالقبض اور وکیل بالقبض بننے کے بعد اپنے لئے لیں گے
- پھر اسپر اشکال ہے کہ وارث جب لے گا وہ قبضہ معاوضہ کا قائم مقام نہیں ہو سکتا ہے۔
- فتح القدیر کی رائے یہ ہے اور فتح القدیر کے مصنفین نے لکھا ہے کہ خلافت عثمانیہ میں قانون یہ تھا کہ تملیک الدین من غیر المدیون ممکن تھا باذن الدائن تو پھر یہ مسئلہ ٹھیک ہوگا (ھدایہ ص118 حاشیہ میں مذکور ہے) ولکن ھبۃ الدین من غیر المدیون بإذن الدائن ممکن ہے۔
- زوج نکل گیا مہر کے بدلے تو باقی 3 حصے میں تقسیم ہوگا، 2 ام کے لئے اور ایک عم کے لئے۔

بَابُ إِذَا أَحَالَ عَلَى مَلِيٍّ فَلَيْسَ لَهُ رَدٌّ(حدیث:2288)

- احناف: جب مدیون مالدار یا غیر مالدار ہو توی کی صورت میں راجع ہوگا
- مدیون مر گیا اور مفلس ہے یا اسنے انکار کیا تو یرجع علی المدیون۔
- سمؒ: مفلس یا مفَلَّس بن جائے تو یرجع علی المدیون
- ھدایہ میں ہے کہ مفَلَّس ہونے کا اعتبار نہیں ہے اسلئے کہ مال غادر و رائح ہے
- جمہور: ضروری ہے کہ قبول کرے؛ ظاہریہ: ضروری نہیں کہ قبول کرے۔
- فؒ: لا یرجع علی المدیون؛ حؒ: لا یرجع علی المدیون إلا فی صورۃ التوی

- دؒ:جب اسکی فقیری ثابت ہو جائے تو پھر یرجع علی المدیون؛ کؒ:إذا ظهر الغرور یرجع علی المدیون
- اشکال:فإن أفلست:مدیون کے مفلس ہونے میں کوئی دخل نہیں ہے،دائن کے لینے سے محتال علیہ سے ے؟!

جواب:1)ممکن ہے کہ مصنفؒ کے نزدیک حوالہ میں مدیون اور محتال علیہ دونوں سے لے سکتے(لیکن یہ بات ثابت نہیں اسلئے کہ ترجمۃ الباب سے مختلف ہے)۔

2)جب رجوع نہیں کر سکتا اس حالت میں کہ غنی ہے تو فقیر ہونے کی حالت میں بہ طریق اولی نہیں لے سکتا ہے اس سے(دلالۃ النص)(یہ حضرت شاہ صاحبؒ کا قول ہے)۔

مفتی صاحب کا خیال:3)حقیقت میں حوالہ کا فائدہ کا بیان ہے:کہ اگر آپ مفلس بن جائے،پھر آپکو کچھ فکر نہیں ہے اسلئے کہ ذمہ داری کو تونے منتقل کر دیا ہے۔

بَابُ إِنْ أَحَالَ دَيْنَ المَيِّتِ عَلَى رَجُلٍ جَازَ(حدیث:2289)

- یعنی نافذ دین ساقط مدیون سے اور محتال علیہ پر باقی
- حؒ:میت کے دین سے حوالہ:لا تصح بلکہ تبرعات کے قبیل سے سوائے یہ کہ میت کا کفیل موجود ہو یا مال اسلئے کہ الحوالۃ تکون بالدین الثابت وھذا اساقط بالدین اسلئے کہ نہ اسکا مال ہے نہ اسکا کفیل ہے اگرچہ آخرت کے اعتبار سے موجود ہے اور میت کی ذمہ داری ختم۔
- دیگر ائمہ:حوالہ صحیح اور دین موجود فی حق الآخرۃ اور دنیا میں بھی،دائن مطالبہ کرے گا وارثین سے اور میت کا ذمہ باعتبار سابق ہے کہ ذمہ تھا؛ اس مسئلہ میں فتوی سمؒ کے قول پر ہے جو کہتے کہ حوالہ صحیح میت کے دین کے لئے اور قانون یہی تھا خلافت عثمانیہ میں(شرح مجلہ میں ہے)اور فتح القدیر میں بھی تقریباً یہی بات ہے۔وعدہ نہیں ہے کہ دین لازم ہو گا۔
- براعۃ الاختتام:صلّوا علی صاحبکم

39 – كتاب الكفالة(حديث:2290-2298)

- یہاں ڈبل سے مانگا جاتا ہے یعنی دونوں دین کے ذمہ دار ہیں؛ کفیل: ضم ذمۃ إلی ذمۃ أخری فی المطالبۃ
- کفیل مصر کی لغت میں: حمیل اور اہل مدینہ کے یہاں زعیم کے معنی میں ہے۔
- فؒ: کفالت بالنفس جائز نہیں اور بعد میں اس سے رجوع کیا یعنی قائل ہوئے
- 1) کفالۃ بالمال: ولمن جاء بہ حمل بعیر وأنا بہ زعیم؛ 2) کفالت بالنفس: لن أرسلہ حتی تؤتونی موثقا من اللہ لتأتننی بہ إلا أن یحاط بکم
- قرض: 1) مایؤخذ لإتمام الحوائج اور احناف کہتے کہ قرض میں کفالۃ نہیں ہے تو مصنفؒ قرض کے مسئلے میں ائمہ ثلاث کے ساتھ ہیں۔
- اور بالأبدان سے احناف کی موافقت ہے؛ 2) دین: مایلزم فی المعاوضات أو فی الضّمان
- قرض میں تأجیل لازم نہیں ہے اور دین میں تأجیل لازم ہے۔

بَابُ الكَفَالَةِ فِي القَرْضِ وَالدُّيُونِ بِالأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا(حدیث:2290-2291)

- کؒ: اس پر حد ہے، اگر بیوی کے جاریۃ سے زنا کیا؛ حؒ: اگر حرمت کا علم ہے تو حد ہے ورنہ نہیں (تھوڑی سزا دے سکتے ہیں)
- دؒ: اگر جاریۃ پر زبردستی کی تو بیوی کو قیمۃ الحرۃ دے دے اور اگر جاریۃ راضی تھی تو بیوی کو قیمۃ الجاریۃ دے دے۔
- عمرؓ نے 100 کوڑے بطور سزا اور تعزیر نافذ کئے اور انکے نزدیک 100 کوڑے تعزیر میں جائز تھا۔
- کؒ: لا مقدار للتعزیر؛ دؒ: لایزید علی عشرۃ، 10، حدیث: لایجلد فوق عشرۃ إلا فی حد من حدود اللہ؛
- احناف فؒ: اس حدیث کا یہ مطلب بیان کرتے کہ تعزیر کو حد تک نہیں پہنچائیں گے تو حد سے کم ہونا چاہئے، تو ایک روایت میں 39 ہونا چاہئے اور حد العبد: 80 اور ایک روایت میں 79 ہونا چاہئے کہ حد الحر 80 اور امام سؒ: 75۔
- عبد اللہ بن مسعودؓ سے کسی نے کہا کہ عبد اللہ بن نواحہ کی مسجد میں مؤذن نے أشھد أن مسیلمۃ رسول اللہ (نعوذ باللہ) تو انکو لایا گیا اور مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے۔
- کؒ: اگر مکفول عنہ مر جائے تو کفیل بالنفس کے اوپر مال آئے گا اسلئے کہ ایسی نفس کی کفالت لی جس پر مال لازم تھا۔
- حؒ: اگر کفیل نے کہا کہ اگر حاضر نہ کروں اسکو تو عليّ المال تو تب اس پر مال ہوگا ورنہ نہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ}(ص306) (حدیث:2292-2293-2294)

- یہ کفالہ کے ابواب چل رہے تو مولائے موالاۃ کہاں سے آیا؟ تو کہا کہ دونوں میں مشابہت ہے اسلئے کہ اسمیں التزام المیراث بالحِلف
- والذین عقدت أیمانھم: 1) بعض کہتے کہ منسوخ ہے ولکل جعلنا موالی سے
- 2) اور بعض کہتے کہ منسوخ کی ضرورت نہیں اسلئے کہ جب وارثین نہ ہو تو پھر والذین عقدت أیمانھم یعنی مولائے موالات کو ملے گا
- وقد ذھب المیراث ویوصی لہ: أی صار المیراث وصیًّا۔
- حِلفُ: 1) وہ معاہدہ ہے جسمیں قسم ہو۔

2) وہ معاہدہ جسمیں خیر اور بھلائی کا کام ہو اور فتنے وغیرہ کا کام نہ ہو۔

بَابُ مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْنًا، فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ(حدیث:2295-2296-2297-2298)

- لیس لہ اَن یرجع: اَی: عن الکفالۃ؛ 2)فی الترکۃ
- اس کفالے میں رجوع ممکن ہے جسمیں مکفول لہ کا حکم ہے اور یہاں تبرع ہے۔
- احناف کے نزدیک کفالت عن میت لازم نہیں ہے۔
- المواعید تلزمُ اِذاکانت فی صورۃ التعلیق مثلاً اِذاصلیت علیہ فاَنا کفیل عن دینہ
- اوریہی اجارہ میں بھی لکھاہے کہ موت سے اجارہ ختم:اِن کان علیہ دینٌ فاَنا کفیل لہ
- لیکن اِذاکانت الاِجارۃ فی صورۃ التعلیق فالاِجارۃ اِلی الاَجل
- اِن اَبا بکرؓ تکفل بمواعید النبی ﷺ(یہ ترجمۃ الباب سے مناسبت ہے)۔

بَابُ جِوَارِ أَبِي بَكْرٍ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْدِهِ(ص307)(حدیث:...)

- ابن الدغنۃ انکے پناہ میں آئے تھے
- اشکال:کفالہ کے ابواب چل رہے اور یہاں پناہ کی بات کرتے ؟!
جواب:المجیر کالکفیل یعنی ذمہ داری کے اعتبار سے
- دغنۃ:السحاب الممطر واسمہ ربیعۃ وقیل اسمہ مالک؛
- تکسب المعدوم:1)فقیروں کو..................2)تعطی المعدوم
- یہ اشکال نہین ہے کہ بلند آواز سے کیوں تلاوت شروع کی اسلئے کہ ابو بکرؓ اس معاہدے میں نہیں تھے بلکہ قریش اور ابن الدغنۃ کا معاہدہ تھا۔

بعض نسخوں میں باب اور بعض میں باب الدین(ص308)

- آپ ﷺ کے مدیون پر صلوۃ ناجائز تھی قبل الکفالۃ،پھر جب فتح ہوا تو فرمایا:اَنا اَولی بالمؤمنین من اَنفسہم
شعر:اپنی امت پر جتنی شفقت شاہ عالم کو اتنی شفقت کسی ماں باپ کی نہ سنی
- براعۃ الاختتام:1)ترک مالاً فلورثتہ؛ 2)صلوا۔

40 – كِتَاب الوَكَالَةِ(حديث:2299-2319)

بَابُ وَكَالَةِ الشَّرِيكِ الشَّرِيكَ فِي القِسْمَةِ وَغَيْرِهَا(حديث:2299-2300)

- وکالۃ:اقامۃ الشخص غیرہ مقام نفسہ لغۃً: تفویض؛
- فابعثوا أحدکم بورقکم: کفیل کی ذمہ داری زیادہ ہے اسی لئے پہلے بیان کیا۔
- آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے عروہؓ کو وکیل بنایا بشراء الحیوان اور حکیم بن حزام کو وکیل بنایا بشراء القُربان۔

بَابُ إِذَا وَكَّلَ المُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِي دَارِ الحَرْبِ، أَوْ فِي دَارِ الإِسْلاَمِ جَازَ(حديث:2301)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: توکیل معاملہ ہے تو کافر سے معاملہ کرسکتے
- وکالت کے لئے اتحاد ملت ضروری نہیں ہے۔
- توکیل میں تحقیر نہیں ہے اور دار الحرب میں توکیل کرسکتے۔
- جب عبد منسوب(مضاف)ایسی چیز کی طرف جو مشہور بالعبودیۃ تو حرام ہے جیسے عبد صنم یا عبد مناف

جب عبد منسوب(مضاف)ایسی چیز کی طرف جو مشہور بالعبودیۃ نہیں لیکن اگر شبہ ہے تو مکروہ ہے جیسے عبد نبی یا عبد الدینار

جب عبد منسوب(مضاف)ایسی چیز کی طرف جو مشہور بالعبودیۃ نہیں اور شبہ بھی نہیں تو ٹھیک ہے جیسے من عبادکم وإمائکم: عبد المطلب اور عبد المطلب آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے چچا تھے تو مطلب یہ ہے چچا کا غلام ہے۔

- اشکال: جب عبد الرحمن بن عوف نے امان دیا تو پھر کیوں صحابہؓ نے قتل کیا؟

جواب:1)صحابہؓ نے معاہدہ نہیں کی۔

2)میدان قتال میں معاہدہ نہیں

-اشکال:عبد الرحمنؓ نے اتنی حمایت کیوں کی؟

جواب:1)انکے ایمان کے لانے کی امید کی بناپر

2)معاہدہ کی پابندی کی وجہ سے۔

بَابُ الوَكَالَةِ فِي الصَّرْفِ وَالمِيزَانِ(حديث: 2302-2303)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)وکیل کا اعتبار ہے مؤکل کا نہیں، یداً بیدٍ وکیل کے لئے

2)تنفیذ الحدود میں وکالت صحیح نہیں، ہاں اثبات الحدود میں صحیح ہے

-اس حدیث سے حیلہ کو ثابت کرتے۔

بَابُ إِذَا أَبْصَرَ الرَّاعِي أَوِ الوَكِيلُ شَاةً تَمُوتُ، أَوْ شَيْئًا يَفْسُدُ، ذَبَحَ وَأَصْلَحَ مَا يَخَافُ عَلَيْهِ الفَسَادَ(ص308)(حديث: 2304)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)وکیل کے لئے جائز ہے کہ اصلح وخیر کی طرف منتقل ہو جائے اسلئے کہ مؤکل کی اجازت ہے۔

- بکری کو ذبح کرنا حالت اضطرار میں انتقال اِلی الخیر ہے ورنہ میتۃ بنے گی۔
- اصطلاح فقہاء میں مخالفۃ اِلی الخیر کہتے اور اجازت دلالۃً ہے، اگر چہ صریح نہیں

بَابٌ: وَكَالَةُ الشَّاهِدِ وَالغَائِبِ جَائِزَةٌ(ص309)(حدیث:2305)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حاضر یا غائب وکیل بنائے تو جائز ہے۔
- اختلاف ہے کہ کیل بنانا مدّ مقابل کی رضا ہے یا نہیں؟
- ائمہ ثلاث: مدعی علیہ کی رضامندی ضروری نہیں
- حؒ: مدعی علیہ کی رضامندی ضروری ہے اِلا کہ موَکّل مریض یا مسافر، کبھی کبھی مدعی علیہ نقصان اٹھاتا ہے جو شریعت کے خارج ہے، اسی لئے اسکی رضامندی ضروری ہے۔
- سمؒ: فتوی انکے قول پر ہیں کہ مدّ مقابل کی رضامندی ضروری نہیں۔
- وکالت عبادت مالیہ اور مرکبہ میں چلتی یا عبادت، بدنیہ میں نہیں چلتی ہے۔
- احناف: یہ حدیث پہلے کا تھا اسلئے کہ بعد میں حیوان کو حیوان کے بدلے میں نسیئۃً ناجائز ہے۔

بَابُ الوَكَالَةِ فِي قَضَاءِ الدُّيُونِ(حدیث:2306)

- الدین یکون فی المعاوضات والدیونات
- والقرض: مایؤخذ لقضاء الحاجات

بَابُ إِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِوَكِيلٍ أَوْ شَفِيعِ قَوْمٍ جَازَ(حدیث:2307-2308)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: قبض الوکیل قبض الموَکّل فی تکملۃ الھبۃ؛ الشفیع کالوکیل
- عریف: سردار قوم، ہوازن کی جماعت آئی تھی، شرکاء، وکلاء اور عرفاء تھے۔
- وفد: الجماعۃ المختارۃ المرسلۃ؛ 6000 قیدی تھے، 24000 اونٹ اور 40000 بکریاں اور بھیڑ
- یہاں 2 طرف سے توکیل ہوئی: ایک عرفاء وغیرہ جو بھیجے گئے تھے ہوازن سے اور....
- عریف: یعرف أحوال الناس والقوم

بَابُ إِذَا وَكَّلَ رَجُلٌ رَجُلًا أَنْ يُعْطِيَ شَيْئًا، وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ يُعْطِي، فَأَعْطَى عَلَى مَا يَتَعَارَفُهُ النَّاسُ(حدیث:2309)

- ترجمۃ الباب: توکیل میں مہلت عرفیہ چل سکتی ہے، اسی لئے جب حسانؓ نے صفیہؓ کو لیا تھا تو واپس کروایا، پھر اسلئے کہ........لینے کی اجازت دی نہ کہ رئیس الجاریۃ کی اجازت یا ملکۃ القوم
- تصرف کی مثال: 1) عثمان بن أبي العاصؓ کے وسوسہ کو دفع کیا آپ ﷺ نے۔

2) ابو طلحہؓ کا گھوڑا؛ 3) جریرؓ سواری پر مضبوط ہوئے؛ 4) حکیم بن حزام جب شک میں پڑ گئے قراءت میں تو

شک دور کیا۔

بَابُ وَكَالَةِ المَرْأَةِ الإِمَامَ فِي النِّكَاحِ(ص310)(حدیث:2310)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: عورت وکیل بنادے امام المسلمین کو تو توقیر نہیں ہے۔
- فۃ: تعلیم القرآن کو مہر بنانا جائز ہے؛ ائمہ ثلاث: تعلیم القرآن مہر نہیں بن سکتے بلکہ باء سببیت کا ہے اَی بسبب مامعک من القرآن جیسے ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل اَی بسبب اتخاذکم العجل؛ اور اصل مہر میں تو مال ہونا چاہئے جیسے اَن تبتغوا بأموالکم؛ من لم یستطع منکم طولاً اَی غنًی؛ فنصف مافرضتم (طلاق قبل الدخول جب مہر متعین ہوا تھا) اور نصف، مال میں ہوتا ہے اسی طرح: لامھر اقل من عشرۃ دراھم (سند میں اگرچہ مبشر بن عبید پر کلام ہے) لیکن تائید میں حضرت علیؓ کا قول ہے (لماقصہ) تو یہاں مقرر نہیں ہوا مہر تو یہ انکی خصوصیت تھی۔
دوسری روایت ابو النعمان کی......................بصورۃ من القرآن، لایکون ھذا لأحدٍ بعدک
- یہ بھی ممکن ہے کہ ایک مہینے کی تعلیم 20 درہم تو 20 درہم مہر ہے۔

بَابُ إِذَا وَكَّلَ رَجُلًا، فَتَرَكَ الوَكِيلُ شَيْئًا فَأَجَازَهُ المُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِنْ أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى جَازَ(حدیث:2311)

- یعنی اگر کوئی آدمی آکر کچھ لے لے اور وکیل نے چھوڑ دیا
- وإن أقرضہ إلی أجل مسمی جاز: کوئی وکیل بالحفظ ہے کھجوروں کا، پھر کوئی آیا اور ایک کیلو لے لیا، پھر موکل نے اجازت دی تو جائز ہے یا کوئی آکر قرض مانگے اور وکیل دے دے، پھر موکل اجازت دے تو ٹھیک ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: الإجازۃ اللّاحقۃ بمنزلۃ الإجازۃ السابقۃ
- سوال: دوبارہ کیوں چھوڑ دیا جب آپ ﷺ نے فرمایا "کذب"
جواب: 1) بھول گیا (ہذا الاصح)؛ 2) سمجھا کہ مجبوری کی وجہ سے، جھوٹ بولا (ھذا الاصح)؛ 3) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ بولا تو یہ سمجھا کہ آج جھوٹ نہیں بولے گا۔
- سوال: اسمیں تو نہیں آیا کہ قرض دے سکتا ہے؟
جواب: جب ہبہ ممکن ہے تو قرض اس سے خفیف ہے
- بعض نے کہا کہ اس جملے سے ثابت ہے: "میں آپکا معاملہ"

بَابٌ: إِذَا بَاعَ الوَكِيلُ شَيْئًا فَاسِدًا، فَبَيْعُهُ مَرْدُودٌ(حدیث:2312)

- مردود: 1) ھذا ممّا یُردُّ، تو یہ احناف کے مذہب کے موافق کہ بیع فاسد واجب الرد ہے اِلا یہ کہ کچھ اعذار عارض ہو، مثلاً مشتری نے کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا۔
2) بیع باطل مراد اور یہ احناف کے موافق نہیں اور احناف کہتے کہ بیع منعقد ہے اگرچہ واجب الردّ ہے
- بہت سی چیزیں ممنوع ہے لیکن باطل نہیں، صلوۃ فی الأرض المغصوبۃ، طلاق فی حالۃ الحیض، 3 طلاق اکٹھا ممنوع، اور ظہار بھی کی تھی اگرچہ قرآن نے کہا کہ منکرًا من القول وزورًا ہے لیکن منعقد ہے اور اس پر کفارہ بھی ہے۔

-اسی طرح حدیث میں ہے کہ بیوی نے شوہر کی بکری کو لاکر ذبح کیا آپ ﷺ کے لئے، لیکن آپ ﷺ نے نہیں کھایا اور کہا کہ اساری کو کھلا دو۔

مسلم کی روایت ہے: عین الربا، فردوہ، عقد ربا اصلاً صحیح ہے اور وصفاً لا یصح اور ربو ملکیت میں نہیں آتی۔

بَابُ الوَكَالَةِ فِي الوَقْفِ وَنَفَقَتِهِ، وَأَنْ يُطْعِمَ صَدِيقًا لَهُ وَيَأْكُلَ بِالْمَعْرُوفِ(ص311)(حدیث:2313)

- اگر واقف خود متولی تو بقدر ضرورت لے سکتا ہے؛
- ترجمۃ الباب کا مقصد: وکیل متولی بن سکتا ہے۔

بَابُ الوَكَالَةِ فِي الحُدُودِ(حدیث:2314-2315-2316)

- وکالۃ، اثبات حدود میں جائز ہے اور اسکے برعکس استیفاء الحدود (لا یجوز) بلکہ خود مؤکل کا ہونا ضروری ہے کہ اسمیں شبہ بدلیت ہے
- اگر استیفاء اور قصاص ہو تو خود مؤکل کا ہونا ضروری ہے کہ معاف کر سکتے
- فـؔ: استیفاء حدود میں وکیل کافی ہے اگرچہ مؤکل نہ ہو۔
- حدود میں اگر معاملہ اقرار کا ہو تو امام کا ہونا ضروری ہے اسلئے کہ رجوع عن الاقرار جائز ہے تو امام معاف کر دے گا، اسی لئے جب ماعزؓ بھاگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں چھوڑا؟
- اگر حدود میں معاملہ شہادت سے ہوا تو قاضی کا ہونا ضروری نہیں۔
- فان اعترفت فارجمھا: پردہ نہیں ڈالا اسلئے کہ اسپر قذف ہے، تو معاملہ کھلا ہونا چاہئے
- عبد البر: ابن النعیمان تھا اسلئے کہ کان مزّاحًا اور شراب پیا تھا۔

بَابُ الوَكَالَةِ فِي البُدْنِ وَتَعَاهُدِهَا(حدیث:2317)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ توکیل عبادت مالیہ میں ہے جو کہ صحیح ہے، اگر کوئی قربانی کا ارادہ کرے تو ناخن کا کاٹنا جائز ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِوَكِيلِهِ: ضَعْهُ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ، وَقَالَ الوَكِيلُ: قَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ(حدیث:2318)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) وکالت میں اگر ایجاب و قبول ہو تو قبلتُ کی جگہ پر، اگر سمعتُ ہے تو ٹھیک ہے۔

2) اگر وکیل بالإعطاء ہے تو اگر خود فقیر ہے تو اپنے اوپر خود نہیں کر سکتا ہے (ضعہُ حیث اُراک اللہ)

-ہاں اگر حیث شئت کہے، تب اپنے اوپر بھی خرچ کر سکتا ہے۔

بَابُ وَكَالَةِ الأَمِينِ فِي الخِزَانَةِ وَنَحْوِهَا(حدیث:2319)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امین اور وکیل دونوں بنا سکتے۔
- براعت اختتام: طیّبًا نفسہ یعنی اچھا آدمی ہو تو آخرت میں بھی اچھی حالت ہو گی؛ الخزانۃ لا تفتح۔

41 – كِتَاب الْمُزَارَعَةِ(حدیث:2320-2350)

- مزارعت: عقدٌ ببعض الخارج اور وہی مخابرۃ ہے
- بعض کہتے کہ فرق ہے: مالک زمین کی طرف بیج ہو تب مخابرۃ ہے۔
- بعض کہتے کہ دونوں ایک ہے۔
- إن رسول اللہ ﷺ عامل أھل خیبر بنصف ما یخرج، اسی لئے مخابرۃ کہا گیا خیبر کی نسبت سے
- ف: مزارعت فی المساقاۃ جائز أی تبعًا لیکن یہ بات ثابت نہیں کہ کھجوروں کے باغ ہی تھے؛ دؒ: جائز ہے اور باقی ناجائز کے قائل؛
- ائمہ ثلاث: قفیز الطحان کے مشابہ
- اور سمؒ و متأخرین: جائز ہے قیاسًا علی المضاربۃ، مضارب کے عمل پر ثلث یا ربع ملتا، تو یہاں بھی۔

بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالغَرْسِ إِذَا أُكِلَ مِنْهُ(حدیث:2320)

- بعض کہتے کہ زراعت افضل ہے اسلئے کہ پرندے چرندے اور آدمی سب کھاتے۔
- بعض: تجارت اسلئے کہ آپ ﷺ نے تجارت کی اور ابو بکرؓ نے بھی تجارت کی۔
- اصول الکسب 4 ہیں: 1) زراعت، 2) تجارت، 3) صنعت و حرفت، 4) اجارۃ۔

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنْ عَوَاقِبِ الِاشْتِغَالِ بِآلَةِ الزَّرْعِ، أَوْ مُجَاوَزَةِ الحَدِّ الَّذِي أُمِرَ بِهِ(ص312)(حدیث:2321)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تعارض کو دفع کرنا؛ ما قبل سے پتہ چلتا ہے کہ زراعت فضیلت کی چیز اور بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ ذلت کی چیز ہے
- ابو نعیم کی روایت:
- تطبیق: 1) ذلت ہے جب زمین خراجی کو کاشت کرے، اگر عشری زمین تو پھر عزت ہے۔

  2) جب حد سے زیادہ اسمیں مشغول ہو جائے

  3) دنیا میں ذلت ہے آخرت میں فضیلت ہے

  4) جب مأمورات کو چھوڑ دے تب ذلت ہے

  5) جبکہ جہاد کے کام کو چھوڑ دے زراعت کی وجہ سے

  6) ذُلّ کے معنے تواضع ہے تو تواضع عزت کے منافی نہیں ہے جیسے قرآن میں أذلۃ مؤمنین کے لئے آیا ہے۔

بَابُ اقْتِنَاءِ الكَلْبِ لِلْحَرْثِ(حدیث:2322-2323)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: فصل اتنا اہم ہے کہ کتے کو بھی پال سکتے اسکی وجہ سے
- کتا مبغوض ہے اسلئے کہ گندگی کھاتا ہے، فرشتے نہیں آتے، مؤذی ہے، قوم کا دشمن ہے، حرص، کریہ الرائحۃ لیکن اسمیں اچھی صفات بھی ہیں اسلئے ضرورت کی وجہ سے رکھ سکتے، اسمیں عابدانہ، محافظانہ، مطمعانہ، زاہدانہ صفات ہیں (16 صفات ہیں جو باب النجاسات میں بیان ہوا)۔

بَابُ اسْتِعْمَالِ البَقَرِ لِلْحِرَاثَةِ(حدیث:2324)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:بقر کو ہل چلانے کے لئے استعمال کرنا بہتر ہے،اگرچہ ابل یا فرس استعمال کرسکتے،اسی طرح رکوب کے لئے بقر استعمال کرسکتے،لیکن بہتر نہیں،ہر چیز کا ایک مرتبہ ومقام ہے:أنزلوا الناس منازلھم،اسی طرح حیوانات کے لئے۔
- یوم السبع:1)یوم الإھمال:جس دن جانوروں کو چھوڑیں گے،ہر ایک اپنے فکر کی وجہ سے
  2)درندوں کی حکومت ہوگی(اسلئے کہ سب لوگ چلے گئے)

-جب شرکت کی تفصیل نہ ہو تو نصف مراد ہے۔

-مہاجرین انصار کی زمین کی نگرانی کرتے تھے:انصار قبل الھجرۃ تجارت کرنے والے تھے اور بعد الھجرۃ مزارع بن گئے۔

بَابُ إِذَا قَالَ: اكْفِنِي مَئُونَةَ النَّخْلِ وَغَيْرِهِ، وَتُشْرِكُنِي فِي الثَّمَنِ(حدیث:2325)؟؟؟؟؟

بَابُ قَطْعِ الشَّجَرِ وَالنَّخْلِ(حدیث:2326-2327)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:جب شجر ونخلۃ اتنا اہم ہے تو پھر کاٹنا مکروہ ہوگا،تو بتایا نہیں اور مصلحۃً کاٹ سکتے

شعر:تعاھد معشرٌ نصروا قریشًا

ھم أوتوا الکتاب فضیعوہ	وھم عمیٌ عن...............بور
کفرتم بالقرآن وقد أبیتم	بتصدیق الذی قال النذیر

بَاب

- باب فی الحدیث الذی نشأمنہ الاختلاف فی المزارعۃ(باب فی بیان المزارعۃ)
- اس عقد میں گویا جہالت تھی کہ مالک کے حصے پر کچھ ہوگا یا نہیں
- 1)اس حدیث نے واضح کردیا کہ وہ صورت جو ناجائز ہے شرط فاسد کے ساتھ۔
  2)نہی مزارعت سے مبنی ہے ارشاد پر اور بہتری پر۔

-مما:ربما کے معنے میں یا تبعیضیہ

بَابُ المُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ وَنَحْوِهِ(ص**313**)(حدیث:2328)

- ترجمۃ الباب کا مقصد(مزارعت کے دلائل کا بیان)
- 1)مزارعت کی پہلی دلیل ص312؛ 2)باب کے شروع کا نام؛ 3)عامل عُمر؛ 4)قول حسن؛ 5)قول زہری
- آخری دلیل:اھل خیبر کے ساتھ ص315 تیسری سطر
- احناف:اگر عرف عام ہو تو جائز ہے؛ مزارعت میں وقت بتانا ہے اور اگر نہ بتائے تو پکنے تک معاملہ ہوگا۔
- ایک وسق:60صاعًا مسلم میں صراحت:وکانت الأرض التی ظھر علیھا اللہ ورسولہ
- دوسری روایت:افتتح رسول اللہ ﷺ خیبر

بَابُ إِذَا لَمْ يَشْتَرِطِ السِّنِينَ فِي المُزَارَعَةِ(حدیث:2329)

- مکئی 3 مہینے تک پکتے تھے تو مزارعت 3 مہینے تک

بَابٌ(حدیث:2330)

- اَی الجواب عن الحدیث المشتمل عن النھی
- نقرکم ماشئنا: تو یہ مسئلہ سکنی ہے، نہ کہ مزارعت۔

بَابُ المُزَارَعَةِ مَعَ اليَهُودِ(حدیث:2331)

- یہودی یعنی یہ معاملہ غیر مسلم کے ساتھ کرسکتے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي المُزَارَعَةِ(حدیث:2332)

- ھذا جوابٌ ثانٍ عن حدیث النھی
- مزارعت میں خرص جائز نہیں ہے تو اشکال ہے اھل خیبر کے پاس تو خارص بھیجا تھا۔

جواب: 1)خرص اس زمین میں جو انکو دی گئی تھی

2)خرص تخویف کے لئے تھا، اسلئے کہ اعتبار موجود کا ہے۔

بَابُ إِذَا زَرَعَ بِمَالِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ، وَكَانَ فِي ذَلِكَ صَلاَحٌ لَهُمْ(حدیث:2333)

- لھم: ان لوگوں کے لئے جن کے لئے کاشت کیا
- غاصب نے مال غصب کرکے کاشت کیا اور بڑھایا، غاصب کے لئے
- حؒ: واجب التصدق
- غاصب نے کاشت کیا غلہ کا اور اناج نکلی تو اناج فصل کے تابع تو غاصب کو اجر مثل
- دوسرے کا مال دوسرے کے لئے بڑھایا تو مستحق اجر ہے یہاں تک کہ یہ عمل قابل توسل ہے
- اسمیں ایک خطرہ بھی ہے کہ اگر مال ہلاک ہوا تو اصل مال کا تاوان متصرف پر ہوگا اسلئے کہ تصرف فی مال الغیر بدون إذن الغیر
- اگر مر گیا اور وارثین کہتے کہ ہم نہیں دیں گے تو پھر غصب کے حکم میں ہوگا۔

بَابُ أَوْقَافِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَرْضِ الخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ، وَمُعَامَلَتِهِمْ(ص314)(حدیث:2334)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اوقاف کے ابواب نہیں بلکہ بعد مستقل آئے گا
- یجوز الزارعۃ فی أرض الوقف
- الوقف: حبس الأصل علی ملک اللہ تعالی، لایُملک ولا یُورث
- وقف صرف زمین میں ہے؛ مؒ: جن منقولات میں وقف کرنے کی عادت وعرف ہے تو وقف جاری (جنازے کے آلات مثلاً) اور جنمیں وقف کا عرف نہیں جیسے حیوان اور کپڑے تو نہیں، ہاں اگر اسمیں بھی عادت وعرف پیدا ہو جائے تو ٹھیک ہے۔

- سمؒ: کسی چیز کو وقف کیا تو واقف کی ملکیت سے نکلا اور اللہ کی ملکیت میں آ گیا
- سؒ: صرف دینے سے وقف ہو جائے گا؛ مؒ: متولی کے قبضے میں آ کر وقف ہو گا؛ حؒ: واقف کی ملکیت سے نہیں نکلے گا اِلا بقضاء القاضی۔
- وقف آپ ﷺ کے زمانے سے چلا آ رہا ہے تو مزارعت اسمیں جائز ہے۔
- آپ ﷺ نے فرمایا: لانورث، ماترکنا صدقۃ یعنی آپ ﷺ کا مال بہ منزلہ وقف ہے۔
- مُعاملۃ فی الاَشجار ہو تا ہے
- احناف: جس کسی زمین کو فتح کیا تو امام کو اختیار ہے، چاہے وقف کرے یا تقسیم کرے یا ان لوگوں کو باقی رکھے اس پر
- کؒ: فتح سے وقف ہو جاتا ہے؛ فؒ: تقسیم ہو گا اِلا کہ مجاہدین وقف کرے

بَابُ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَوَاتًا(حدیث:2335)

- سوال: موات کا کیا تعلق ہے؟ جواب: مزارعت مختلف فیہ اور احیاءِ الموات میں سب کا اتفاق ہے کہ جائز ہے اور دونوں میں زمین کو آباد کرنا۔
- موات: وہ بنجر زمین جسکو وہ مالک بن جائے امام کی اجازت سے
- فؒ: امام کی اجازت کی ضرورت نہیں؛ کؒ: قریب البلدۃ کی وزمین میں امام کی اجازت ضروری ہے۔
- دؒ: ہر ایک زمین کے لئے امام کی اجازت ضروری ہے، چاہے قریب ہو، چاہے بعید ہو: لاحمی اِلا للہ ولرسولہ
- عمرؓ: لنار قاب الاَرض معلوم ہوا کہ امیر کا اختیار ہے
- عمرؓ نے ابو موسی اشعریؓ کو لکھا: اِن کان حمیً فاقطعھا
- حدیث: لیس للمرءِ اِلاماطلبت بہ نفس امامہ اور اسمیں جھگڑا بھی نہیں۔
- لعرق ظالم: موصوف صفت: اَی لذی عرق ظالمٍ

  اضفات: لعرق ظالمٍ یعنی ظالم کے درخت لگانے سے کوئی حق نہیں۔

بَاب(حدیث:2336-2337)

- باب معری: 1) باب لایحیی مایکون لمنفعۃ الناس

  2) باب موقف رسول اللہ ﷺ : وقف لا یکون فیہ اِحیاء

  3) باب موقف اگر موات ہو تو موقف النبی ﷺ مستثنی ہے (عرفات، مزدلفہ)

بَابُ إِذَا قَالَ رَبُّ الأَرْضِ: أُقِرُّكَ مَا أَقَرَّكَ اللَّهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَجَلًا مَعْلُومًا، فَهُمَا عَلَى تَرَاضِيهِمَا(حدیث:2338)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مزارعت میں مدت مقرر نہ ہونا مضر ہے لیکن جب صاحب الاَرض خود کہے کہ ہم تمکو بر قرار رکھتے جبتک اللہ چاہے اور جھگڑا نہ ہو تو ٹھیک ہے اور جبتک فصل پک نہ جائے

- جہالت خراج مقاسمۃ میں مضر نہیں: یعنی حکومت کو ربع یا ثلث دیں گے
- خراج موظف: آپکے ذمہ خراج، آپ 20 صاع دیں گے، تو یہ نہیں بتایا کہ ربع ہے یا ثلث
- آپ ﷺ نے فرمایا: نقرکم بھا علی ذلک
- بعض کہتے کہ مدت متعین نہ ہونا خصوصیت ہے اور بعض کہتے کہ منسوخ ہے۔
- اس باب میں دلیل ہے کہ خیبر کی زمین مسلمان کی ہو گئی تھی، پھر آپ ﷺ نے یہود سے مزارعت کی۔

بَابُ مَا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يُوَاسِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرَةِ(ص315)(حدیث:2339-2340-2341-2342-2343-2344-2345)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جن روایت میں مزارعت کی ممانعت ہے تو وہ محمول علی تعلیم الزھد والتقوی والمؤاساۃ
- ممانعت کی احادیث پر ایک اشکال یہ بھی ہے کہ اسمیں اضطراب ہے کہ رافع بن خدیج کے ایک چچا یا 2 چچا روایت کرتے اور پھر وہ زراعت ممنوع جسمیں شرط فاسد یا وہ زراعت جسمیں ثلث یا ربع آپکو دوں
- مسلم میں مأذ نیات (نالہ) کا لفظ اور بعض روایت میں مطلقًا ثلث وربع ممنوع ہے اور بعض روایت میں ممانعت ارشادی ہے اور بعض میں ممانعت پکی ہے۔
- اس پہلی حدیث میں مزارعت بشرط فاسد کی ممانعت ہے
- ابن ھمام: بیع التفاح بالتفاحین ناجائز کہتے احتیاطًا اگرچہ جائز ہے احناف کے نزدیک، تو یہاں بھی آخری حدیث میں ابن عمر نے کہا: فترک کراء الأرض أی احتیاطًا۔
- 1) عن عمہ ظُھیر بن رافع

بَابُ كِرَاءِ الأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالفِضَّةِ(حدیث:2346-2347)

- 2) عمای
- ترجمۃ الباب کا مقصد: طاؤس کی تردید: ناجائز ہے؛ مخاطرہ: ممکن ہے کہ ایک محروم اور ایک مالامال ہو جائے حالانکہ دونوں کو ملنا چاہیئے۔

بَاب(حدیث: 2348)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) فضیلۃ العرس اسلئے کہ یہ کام جنت کا ہے تو دنیا میں اسکی فضیلت ہے۔

2) یہ باب ما قبل کے لئے فصل ہے

3) آدمی کی حرص ہے مضاربت پر اور اس پر دال ہے کہ کراہت تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی

-الطرف: آنکھ اور حرکت مقدر ہے؛ استواء: فصل کا پکنا

-اشکال: قریشی کیسے ہو گا جبکہ وہ تاجر ہے؟

جواب: 1) اسکا خیال یہ تھا کہ قریش بھی مزارعین تھے

2) قریشی قبل الھجرۃ تاجر تھے اور بعد الھجرۃ کاشتکار بنے

بَابُ مَا جَاءَ فِي الغَرْسِ(حدیث:2349-2350)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مکان کے پاس جو خالی جگہ ہے، خالی نہ چھوڑے بلکہ کچھ پودے وغیرہ لگاؤ تو گزارا ہو گا
- شحم: 1)اوپر ہے اور ودک: ہڈیوں میں ہے
2)گلانے سے پہلے گلانے کے بعد

-لنفرح: 1) بھوک کی وجہ سے خوش ہوتے تھے نہ کہ حرص کی وجہ سے
2) انکے طعام کی نورانیت کی وجہ سے کہ دل عبادت کی طرف راغب ہو گا
3) یا انکی اخلاص کی وجہ سے

-براعت اختتام: قیلولہ: نقیل اسلئے کہ نیند میں روح التمیز نکلتی ہے۔

-واللہ الموعد: 1) أی الواعد بالحساب؛ 2)واللہ عند موعد الحشر تو کیسے جھوٹ بولوں؟!

اللہ کے یہاں حاضری ہے اور اسمیں بھی براعت اختتام ہے کہ اس حاضری کو یاد کرو جہاں تمہیں بھی حاضر ہونا ہو گا۔

- علی ملأ بطنی: 1) لقیمات یقمن صلبَہ
2) صرف پیٹ کی فکر تھی اور اہل عیال کی فکر نہیں تھی۔
3) علی شبع بطنی یعنی اچھی طرح (جیسے کلمتہ بشبع بطنی) یعنی پیٹ بھر کر اور خوب سیر ہو کر احادیث لی اور سنی

-براعت اختتام: لن یبسط ثوبہ: 1) ایک دن آپکے لئے بھی بچھایا جائے گا
2) بسطتُ نمرۃً

-ترجمۃ الباب سے مناسبت: انصار مشغول رہتے تھے پودے لگانے میں اور زراعت میں اور میں علم میں مشغول رہتا تھا۔

42 - كِتَاب المُسَاقَاةِ(حدیث:2351-2384)

- ماقبل میں کتاب المزارعۃ جسمیں اختلاف تھا
- مساقاۃ: المعاملۃ فی الأشجار بجزء من الثمار
- داوٗد ظاہری: صرف کھجور میں ہے؛ فؒ: نخل اور انگور میں ہے؛ کؒ: سب پھولوں میں ہے۔
- ائمہ ثلاث: مساقات جائز؛ حؒ: ناجائز ہے اور متأخرین نے فتوی جواز کا دیا ہے۔

بَابٌ فِي الشُّرْبِ(ص316) (حدیث:2351-2352)

- شِرب: زمین کے لئے پانی کا حصہ؛ شَربٌ: پینے والوں کی جماعت؛ شُرب: پانی کا پینا
- وجعلنا من الماء کل شیء حیّ: 1) یعنی زندہ پانی کا محتاج ہے۔

2) أی کل حیوان لا یعیش بغیر ماء

3) أی وجعلنا من النطفۃ کل حیوان حیّ

-مُزنٌ: سفید بادل یا مطلق بادل اور من المزن: ابتداء غایت کے لئے ہے

-جعلناہ اجاجا میں "لام" نہیں آیا

بَابٌ فِي الشُّرْبِ، وَمَنْ رَأَى صَدَقَةَ المَاءِ وَهِبَتَهُ وَوَصِيَّتَهُ جَائِزَةً، مَقْسُومًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مَقْسُومٍ(حدیث:...)

-مصنفؒ کی رائے یہ ہے کہ ہبہ جائز ہے چاہے تقسیم کرے یا نہ کرے اور یہی ائمہ ثلاث کا مطلب ہے

امام حؒ: تقسیم کے بغیر جائز نہیں ہے؛ اور شمس الائمہ سرخسیؒ کی: تقسیم نہ ہو پھر بھی ہبہ ہو گا وبہ قال الکشمیریؒ

بئر رومۃ: رومۃ غفاری کے نام سے مشہور تھا

- عثمانؓ نے 35000 درہم میں خریداا اور ایک روایت میں آدھا خریدا ہے۔
- جب صاحب الیمین احق بن سکتا ہے تو محروز پانی بھی مملوک بن سکتا ہے
- ابو بکرؓ کے لئے علی کا لفظ آیا اسلئے کہ اوپر تھے یا اعرابی دور تھا یا علو مرتبت کی طرف اشارہ ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ: إِنَّ صَاحِبَ المَاءِ أَحَقُّ بِالْمَاءِ حَتَّى يَرْوَى لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «لاَ يُمْنَعُ فَضْلُ المَاءِ»(حدیث:2353-2354)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صاحب الماء جب برتن میں ڈالے تو مالک الماء بنے گا
- پانی کو رکیں گے تو لوگ جانور نہیں لائیں گے تو جو قریب گھاس ہیں وہاں نہیں لائیں گے۔
- کؒ: لا تمنعوا آیا ہے تو یہ امر تحریم کے لئے ہے یعنی منع کرنا حرام ہے۔
- حؒ: جانور والا کو نہ روکے، ہاں اگر زراعت کے لئے ہو تو روک سکتے اور جانور کو روک سکتے جب حوض کے کنارے کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو یا خود اپنی ضرورت اس سے پوری نہیں ہوتی۔

بَابُ مَنْ حَفَرَ بِئْرًا فِي مِلْكِهِ لَمْ يَضْمَنْ(ص317)(حدیث:2355)

- کوئی اسمیں گرے یا جانور گر کر مرا تو تاوان نہیں ہے
- جانور: احناف کے نزدیک: لیلاً و نھارًا الا یضمن؛ دن جب محافظ نہیں تو تاوان نہیں اور رات محافظ ہو تا تھا تو تاوان ہے اگر کوئی چیز ہلاک کر دے اور دوسرے کی ملکیت میں ہلاک کر دے تو تاوان ہے۔
- فؒ: یضمن لیلاً و لا نھارًا اسلئے کہ رات کو چاہئے کہ باڑے میں رکھے جانوروں کو۔
- فؒ کی دلیل: روایت مرفوع نہیں اور اس سند پر کلام ہے جسمیں لیل و نھار کا فرق ہے۔

بَابُ الخُصُومَةِ فِي البِئْرِ وَالقَضَاءِ فِيهَا(حدیث:2356-2357)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: خصومت اور قضاء فی البئر علامت ہے کہ کنواں مملوک ہو سکتا ہے (نہ کہ پانی)

بَابُ إِثْمِ مَنْ مَنَعَ ابْنَ السَّبِيلِ مِنَ المَاءِ(حدیث:2358)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صاحب البئر اپنے کنویں کے پانی کا زیادہ مستحق ہے لیکن إذا قضى حاجتہ لا ينبغي أن يمنع أحدًا من الماء
- شرب اگر زمین کے تابع ہے تو بیچ سکتے
- اگر شرب کو قصدًا بیچ دے: بعض کہتے کہ جائز نہیں اسلئے کہ پانی کی بیع ہے اور پانی کی بیع جائز جب بوتل میں ہو اور بعض کہتے کہ جائز ہے منفردًا (جیسے علامہ ناطفی) صاحب النقایۃ، صاحب الاجناس اور ھدایہ میں بھی منفردًا بیع جائز کہا ہے۔
- تو کیسے جائز ہے جب 3 چیزوں کا تذکرہ کیا آپ ﷺ نے یعنی جو بیچنا ممنوع ہے: گھاس، آگ، اور پانی۔

جواب: پانی کو نہیں بیچتا بلکہ جو نظام بنایا گیا اسکی اجرت لیتا ہے کرایہ کی شکل میں لیکن جن فتاوی کا ذکر ہوا انہوں نے بیع کا لفظ استعمال کیا اور ممکن ہے کہ ماء الأنھار مفت نہیں ملتا، بلکہ حکومت اسکا کرایہ لیتا ہے۔

بَابُ سَكْرِ الأَنْهَارِ(حدیث:2359-2360)

- نہر کے پانی کو بند کرنا پھر چھوڑدے تاکہ اپنی ضرورت پوری کر دے
- اشکال: پانی اللہ کا فضل ہے

جواب: روکنا جائز ہے اسلئے کہ اللہ تعالی کا فضل کو روکنا ہے اور خوب فائدہ اٹھاتا ہے اور پھر دوسرے کے لئے چھوڑ دیتا ہے

پانی کے مختلف اقسام: 1) ماء البحار: اس سے نہر نکال سکتے؛ 2) ماء الأنہار: نکال سکتے اس شرط پر کہ دوسرے کو ضرر نہ ہو

3) ماء الآبار والأنھار والصغار: حکم: اسمیں سے پانی پی سکتا اور جانوروں کو پلا سکتا ہے، ہاں کھیت کو نہیں دے سکتا

4) الماء المحرز في الوعاء (دوسرا اسمیں تصرف نہیں کر سکتا)

-انصاری: 1) حمیدی؛ 2) ثابت بن قیس؛ 3) حاطب بن أبي بلتعہ؛ 4) ثعلبہ بن حاطب؛ 5) بعض کہتے کہ قریشی تھے لیکن یہاں انصار ہے؛ -یہ انصاری کہتے، نہ کہ منافقین، تو معلوم ہوا کہ صحابی ہیں

-یہ آیت کریمہ تو منافق کے بارے میں نازل ہوئی لیکن یہ واقعہ کو بھی شامل ہو گا۔

بَابُ شُرْبِ الأَعْلَى قَبْلَ الأَسْفَلِ(ص318)(حدیث:2361)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جہاں سے پانی آرہاہے تو جو اسکے قریب ہے وہ مقدم ہو گا حق میں۔

بَابُ شِرْبِ الأَعْلَى إِلَى الكَعْبَيْنِ(حدیث:2362)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کسی حد تک اسکا حق ہے، ٹخنے تک اسلئے کہ جب آپ ﷺ نے روکنے کا حکم دیا تو پیمائش لی تو ٹخنے تک پایا
- اشکال: منافقین نہیں، بلکہ رجل من الانصار اور آپ ﷺ پر اعتراض کرتے، تو اسلام کے منافی ہے!؟

جواب: جو آپ ﷺ نے اسق فرمایا وہ لغوی معنی مراد ہے کہ پانی زمین پر پھیل جائے اور آپ ﷺ کے رشتہ دار ہونے کی وجہ سے کم لیا مصالحت کی شکل میں اور انصاری نے اسق کا مطلب یہ سمجھا کہ زمین کو پانی دیتے رہو جبتک چاہے، تو صحابی نے اعتراض کیا حکم مفروض پر (اپنے ذہن کا) نہ کہ حکم منصوص پر، پھر بعد میں آپ ﷺ نے مصالحت کے بجائے صحیح فیصلہ کیا

- تو پہلے فرمایا کہ پانی پھیل جائے اور کعبین تک نہ پہنچے اور بعد میں فرمایا کہ کعبین تک پہنچے۔

بَابُ فَضْلِ سَقْيِ المَاءِ(حدیث:2363-2364-2365)

- پانی کا دینا اور پلانا فضیلت ہے، اگرچہ حیوانات ہو، تو معلوم ہوا کہ اگر کتا بیمار ہو یا کسی غیر مسلم کے خنزیر بیمار ہے تو مسلمان ڈاکٹر علاج کر سکتا ہے یا انجکشن دے سکتا ہے، مارنے کے لئے اگر بیماری بہت سخت ہو۔euthanasia
- اور معلوم ہوا کہ اگر جانور کو روک لے اور کھلائے پلائے تو جائز ہے جیسے لوگ پرندے روکتے استیناس کے لئے۔

بَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ صَاحِبَ الحَوْضِ وَالقِرْبَةِ أَحَقُّ بِمَائِهِ(حدیث:2366-2367-2368)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جب پانی محرز ہو تو آدمی زیادہ حقدار ہے، تو اگر پانی کو حوض میں ڈالا تو محرز ہے اور اگر زمین سے نکلا اور حوض میں ہے تو محرز نہیں کہا جائے گا۔
- پہلی حدیث کی مناسبت ترجمۃ الباب سے: صاحب الیمین صرف یمین پر بیٹھنے سے مستحق ہوا تو پانی برتن میں ڈالنے سے بہ درجہ اولی مستحق ہو گا۔
- ما قبل میں احیاء الموات کا مسئلہ بیان کیا اور احیاء بے کار زمین میں ہے اور حمی اس زمین میں ہے جو کثیر العشب ہو۔

بَابٌ: لاَ حِمَى إِلَّا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ ﷺ (ص319)(حدیث:2369-2370)

- حمی: منع العشب؛ حکومت کے چراہ گاہ جسمیں غریبوں یا حکومت کا حق ہو
- حمی: 1) مایحمیہ الامام للحکومۃ اولدواب الصدقۃ أو للفقراء

2) منع الرعی فی أرض مخصوصۃ مباحۃ

-زمانہ جاہلیت میں سردار کتا کے ساتھ پہاڑ پر چڑھتا تھا اور جہاں تک کتے کی آواز پہنچتی تھی تو وہاں تک اسکا علاقہ مانا جاتا تھا۔

-احیاء موات: غیر آباد زمین کو آباد کرنا اور حمی: وہ جگہ جو کثیر العشب ہو تو اسکو محفوظ کرتے جانوروں کے فائدے کے لئے

-شرف اور ربذة: تقریباً200 کیلو میٹر دور ہے مدینہ منورہ سے توصدقات کے جانور چرتے تھے وہاں اور انکے راعی بھی ہوتا تھا۔

بَابُ شُرْبِ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ مِنَ الأَنْهَارِ(حدیث:2371-2372)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)ہر ایک کو نہر سے پانی پینے کا حق ہے
2)جب پانی مباحات میں سے ہے تو ایک گلاس 2 گلاس کے بدلے میں جائز ہے اور نسیئۃ بھی جائز ہے (حؒ)
مؒ: پانی مکیلات سے ہے اسی لئے تفاضل جائز نہیں اور نسیئۃ بھی جائز نہیں۔
دلیل: آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یتوضأ بالمد ویغتسل بالصاع
حؒ: عرف میں سے پتہ چلتا ہے کہ مکیلات میں سے نہیں اور مد وصاع صرف مقدار بتانے کے لئے ہے۔
- مرجٌ: وہ چراہ گاہ کہ جسمیں جانور جہاں سے کھانا چاہے کھائے یعنی اسکو کھلا چھوڑ دے اسمیں
- فساد کو بھی مرج کہتے اسلئے کہ جو بھی کرنا چاہتا ہے کرتا ہے یعنی حلال حرام، ظلم وغیرہ کا خیال نہیں کرتا۔
- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اجمالی نیت کافی ہے چونکہ گھوڑے کی لید وپیشاب کی نیت تو نہیں کی جاتی ہے۔
- لم ینس حق اللہ فی رقابھا وظھورھا: احناف کی دلیل ہے کہ گھوڑوں میں زکوۃ ہے (حؒ کے نزدیک اور آخر میں رجوع فرمایا)
- اشکال: اگر زکوۃ مراد ہے تو حمر کا استثناء کیسے ہوگا؟
جواب: مراد زکوۃ التجارۃ نہیں لیکن نفس زکوۃ ہے
بعض کہتے کہ حق اللہ فی رقابھا یہ ہے کہ اسکو کھالے
احناف: کھانا اس وقت ہے جب ضرورت ہے اور شوافع کے نزدیک: مطلق حلال ہے
پشت کا حق: کسی کو عاریۃ دے دے یا سواری کے لئے۔

بَابُ بَيْعِ الحَطَبِ وَالكَلَإِ(حدیث:2373-2374-2375)

- لکڑی اور ایندھن کو بیچ سکتے اور گھاس (رطب ہو یا یابس) اسکی چند شرائط ہیں: 1) إذا أحرزہ؛ 2) اسکو پانی دیتا (مملوک کی طرح ہو گیا)؛ 3) أنبتہ (خالی زمین میں)؛ 4) أعدّ الأرض للنبات
- اور اگر اتفاق سے گھاس اگا اور محفوظ نہیں کی اور نہ جمع کیا اور نہ پانی دیا اور نہ زمین کو تیار کیا تو نہیں بیچ سکتا ہے جبتک اسکو کاٹ دے۔
- شارفًا: 1) اونچی عمر کی اونٹنی؛ 2) یا لوگ اسکے ساتھ شرافت کا معاملہ کرتے بوڑھی ہونے کی وجہ سے۔

بَابُ القَطَائِعِ(حدیث:2376)

- قطیعۃ: جاگیر جو کسی کارنامے کی وجہ سے دی جائے۔
- وجہ تسمیہ: کسی دوسری زمین سے کاٹ کر الگ کر دینا
- شاہ صاحب: ترکی زبان میں سیر ائے کہتے
- زمین کی 4 قسمیں: 1) زمین مملوک: 1) عامر یعنی آباد اور 2) غامر: غیر آباد (تو یہ دونوں نہیں دے سکتے)
2) زمین غیر مملوک: 1) عامر اور 2) غامر تو یہ دونوں دے سکتے إلا لمنافع البلد

-قطیعۃ دینے میں دو قسمیں ہیں: 1) رقبۃ الأرض دینا اور 2) منفعۃ الأرض کو دینا۔
-فیؒ: ارض مخصوص ہے موات کے ساتھ اور احناف: آباد ہو یا نہ ہو دے سکتے
بحرین کی زمین کو الگ کر کے انصار کو دینا چاہتے تھے اسلئے کہ بنو نضیر کی زمین مہاجرین کو دی تھی۔
- وہ زمین عنوۃً فتح ہوئی اور بعض صلحاً فتح ہوئی۔ تو یا زمین غیر مملوک تھی یا جو صلحاً فتح ہوئی۔

بَابُ كِتَابَةِ القَطَائِعِ (ص **320**)(حدیث:2377)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کسی کو جاگیر دے دے تو لکھنا چاہئے تا کہ بعد والوں کے لئے ثبوت ہو
- إذا كانت مرسومة: قانونی شکل میں لکھی ہو و محفوظۃ
- ایک روایت میں دعاء الأنصار.......... لھم

بَابُ حَلَبِ الإِبِلِ عَلَى المَاءِ (حدیث:2378)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جب تم دودھ لیتے ہو جانور سے تو پانی بھی پلا دو۔
2) پانی کے پاس دودھ نکالے تا کہ فقراء کو معلوم ہو اور انکا بھی حصہ ہو۔

بَابُ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ مَمَرٌّ أَوْ شِرْبٌ فِي حَائِطٍ أَوْ فِي نَخْلٍ (حدیث:2379-2380-2381-2382-2383-2384)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر مشترک زمین کو تقسیم کرے تو ممر یعنی راستہ وغیرہ کا خیال رکھنا چاہئے
- بعد التأبیر کی قید کیوں ہے؟ 1) بیان عادت کے لئے؛ 2) اگر کسی نے زمین بیچی اور درخت اور پھل کا ذکر نہ کیا تو وہ آسکتے، توڑتے کے لئے۔
- ترفع: براعت اختتام: تمہارا جنازہ بھی اٹھایا جائے گا
- عرایا: براعت: آپکی عمر چند دنوں کے لئے عرِیًّا ہے۔

43 – كِتَاب فِي الِاسْتِقْرَاضِ وَأَدَاءِ الدُّيُونِ وَالحَجْرِ وَالتَّفْلِيسِ(حدیث:2385-2409)

- استقراض:طلب القرض:قرض لینا؛ إقراض:إعطاء القرض:قرض دینا
- القرض:لینا یا دینا:دفع المثلّی لیرد مثلہ فی وقتٍ آخر
- ابتداء میں ھبۃ ہے اور انتہاء میں عوض ہے اسی لئے فقہاء کہتے کہ اجل لازم نہیں ہے۔
- قرض:جو اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے لیا جائے اور دین:جو کسی ہلاکت کے تاوان کے مقابلے میں ہو
- حجر:1)إبطال تصرفات القولیۃ

2)إبطال تصرفات الفعلیۃ(یہ ممکن نہیں ہے)جیسے صبی یا مجنون یا رقیق نے کس چیز کو ہلاک کیا سوائے اس صورت میں کہ رقیق یا صبی کو اجازت دے۔

- مفلس اور سفیہ پر پابندی نہیں لگا سکتے عندحؒ اور دیگر ائمہ اور سم:لگا سکتے اور اگر لگانے کے بعد تصرف کیا تو کالعدم ہو گا۔
- تفلیس:نداء الحاکم بأنہ مفلسٌ؛ حؒ:صرف اعلان سے مفلس نہیں بنے گا۔
- سمؒ اور دیگر حضرات:مفلس قرار دینا صحیح ہے اور اسے فی الفور مطالبہ نہ کیا جائے گا اور جیل میں نہیں ڈال سکتے
- مفلس:صار ذا فلوس بعد أن کان ذا دراھیم۔

بَابُ مَنِ اشْتَرَى بِالدَّيْنِ وَلَيْسَ عِنْدَهُ ثَمَنُهُ، أَوْ لَيْسَ بِحَضْرَتِهِ(حدیث:2385-2386)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:ایک حدیث کی طرف اشارہ:لا اشتری مالیس عندی ثمنُہ تو روایت ضعیف ہے یا مؤول ہے۔
- من اشتری بالدین ولیس یملکہ ثمنہ
- نھی رسول اللہ ﷺ عن البیع مالیس عندہ، فھذا محمول علی المبیع لا علی الثمن
- الرھن فی السلم أی فی الثمن المؤجل، معلوم ہوا کہ ثمن نہیں ہے تو خریدنا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيدُ أَدَاءَهَا أَوْ إِتْلاَفَهَا(حدیث:2387)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:جو لوگوں سے ثمن لے
- اگر ذمہ پر دین ہے تو جیل میں ڈال سکتے یا ملازمت ممکن مطالبہ میں
- یرید أداءھا تو أدی اللہ عنہ لحسن نیتہ
- إتلافھا:أتلفہ اللہ لقبیح نیتہ
- من ادان دینًا یعلم للہ أنہ یرید أداءہ أدی اللہ عنہ

بَابُ أَدَاءِ الدَّيْنِ(ص321)(حدیث:2388-2389)

- دین اور قرض بہ منزلہ امانت ہے اور امانت کو اللہ نے دینے کا حکم فرمایا یعنی دین اور معاملات میں بھی شامل ہے
- یأیھا الذین آمنوا لا تخونوا اللہ والرسول و تخونوا أمانا تکم

- مصنفؒ: جس طرح امانت دینالازم ہے اسی طرح اِعطاء الدین۔
- اشکال: لوکے جواب میں ماضی آتاہے نہ کہ مضارع (اور یہاں مایسرنی مضارع ہے)
جواب: کان مقدر ہے۔

بَابُ اسْتِقْرَاضِ الإِبِلِ (حدیث: 2390)

- حؒ: ابل نہیں لے سکتے قرض کے طور پر؛ فؒ اور دیگر ائمہ: جائز مع المصنفؒ۔
- فؒ کؒ: جواری مستثنی ہے؛ دؒ: 2روایت: 1) یصح اور 2) لایصح۔
- حؒ کے دلائل: 1) نھی رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن بیع الحیوان بالحیوان نسیۃ: اسی لئے کہ قرض الإبل انجام کے اعتبار سے مروی
2) حذیفہؓ: النھی عن استقراض الحیوان
3) عمرؓ: انکم تزعمون أنالا نعلم أبواب الربو.............. وأن یسلم فی مسنّ
4) ابن مسعودؓ: نے مکروہ بتایا السلف فی الحیوان
- جس چیز کا قرض لیا جائے اسمیں مساوات چاہئے اور حیوان میں مشکل ہے اور جس روایت میں استقراض حیوان ہے اور بہتر حیوان کو واپس دیا تو اسکا جواب: 1) منسوخ ہے اسلئے کہ ربو ہے۔
2) بیت المال کے مال سے تھا اور اسمیں جھگڑا نہیں تھا بلکہ بیت المال کو لوگ زیادہ دیتے
3) مولانا کشمیریؒ: جائز ہے بشرط عدم النزاع
4) تاویل ہے: دراھم لئے تھے اور واپس دینے کے لئے اونٹ دیئے
5) احادیث النھی قویۃ وأقوی لھذا اس پر عمل ہے
- اشکال: احادیث جواز بخاری میں ہے نہ کہ احادیث نھی، یا یہ کہ صریح نہیں
6) محرم کو محلل پر ترجیح؛ 7) قول کو ترجیح فعلی روایت پر۔

بَابُ حُسْنِ التَّقَاضِي (حدیث: 2391)

- قرض میں نقصان بھی جائز کہ کم وصول کرے لیکن تبرعًا نہ کہ شرعًا

بَابُ هَلْ يُعْطَى أَكْبَرَ مِنْ سِنِّهِ (ص322) (حدیث: 2392)

- جائز ہے؛ ھل: اختلاف کی طرف اشارہ ہے
- کؒ: زیادت کیفًا جائز اور کمًّا لایجوز؛ مصنفؒ: دونوں جائز اسلئے کہ شرط نہیں
- حاشیہ نمبر 3 ص322؛ سدیس: 6سال؛ باذل؛ محلّف
- ترجمۃ الباب: الزیادۃ معلومۃ علی حسن القضاء

بَابُ حُسْنِ القَضَاءِ(حدیث:2393-2394)

- 1)اسقاط البعض اور 2)اسقاط الکل جو تحلیل کہتے، یہ بھی جائز ہے اور 3)اعطاء الزائد (تیسر الطریقہ)؛ 4)مقاصۃ:ایک دوسرے کے ذمہ کو معاف کرنا؛ 5)مجازفۃ: تخمینہ سے دے جتنا ہے لے اور پھر معاف کرے اور یہ اسقاط ربو نہیں اگرچہ بہ ظاہر ربو ہے کہ 100 دیئے اور 80 لے رہا ہوں۔

بَابٌ: إِذَا قَضَى دُونَ حَقِّهِ أَوْ حَلَّلَهُ فَهُوَ جَائِزٌ(حدیث:2395)

- ہاں فقہ کی کتاب میں لکھا کہ اسقاط البعض لإسقاط الأجل لا یجوز إلا کہ مدیون دائن کو دوسری چیز دے دے کہ بجائے 80 درہم دوسری چیز دے دے، گیہوں، کپڑے وغیرہ یا شرط نہ ہو بلکہ وعدہ ہو۔

لیکن اسیجابی اور شامی کے بیٹے نے لکھا تکملہ میں کہ یہ جائز ہے اور محمول ہے مصالحت پر (امام سؒ کے قول اسیجابی کے حوالے سے)

- اجل کے بدلے میں اگر زیادہ لے لے تو ربو ہے (جوں ہی اجل زیادہ ہوتا جائے تو ساتھ ساتھ دین زیادہ)
- اگر خالص اجل نہیں بلکہ مبیع موجود ہے تو گنجائش۔

بَابُ إِذَا قَاصَّ أَوْ جَازَفَهُ فِي الدَّيْنِ تَمْرًا بِتَمْرٍ أَوْ غَيْرِهِ(حدیث:2396)

- مقاصۃ: برابری؛ إذ صار الدائنُ مدیونًا لمدیونہ؛ کسی کے ذمہ 1000 رینڈ پھر 1000 رینڈ کا کپڑا دیا تو برابر ہو نگے
- مجازفۃ: لا یجوز، عام فقہاء کے نزدیک، زیادہ ہو تو آپکی قسمت
- لیکن مولانا کشمیریؒ: یجوز فی وفاء الدین مالا یجوز فی المعاوضات (یہ مروات کے قبیل سے ہے نہ کہ معاوضات سے)
- یہودی سے درخواست کی کہ اسقاط البعض کرے اور مجازفۃ اس وقت ہو گا جب معلوم نہ ہو کہ کم یا زیادہ ہے
- یہاں تو یقین ہے کہ کم تھا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ 2 مرتبہ گئے: ایک قبل الجذاذ اور ایک مرتبہ بعد

ص322 فضلت 17 وسقًا

بَابُ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ(حدیث:2397)

- 1)من استعاذ من الاحتیاج إلی الدین، وجہ یہ ہے کہ جھوٹ کا ذریعہ کہ وعدہ کرتا ہے کہ دونگا۔

2)من استعاذ إلی عدم وفاء الدین: سد ذرائع کے لئے کہا کہ دین سے پناہ مانگو

3)من استعاذ من عدم القدرۃ علی وفاء الدین اور خُلفُ الوعد بھی بُری بات ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ تَرَكَ دَيْنًا(ص323)(حدیث:2398-2399)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جب لیتے اور پھر ادا نہ کرے تو اسکے بہت بُرے نتائج ہیں: آپ ﷺ اسکے اوپر جنازہ نہیں پڑھتے تھے
- کلاًّ: أہل عیال اور دین
- اولی: سے بریلوی استدلال کرتے کہ اقرب مراد ہے تو آپ ﷺ حاضر ناظر تو جواب یہ ہے کہ اسکے بعد وأولوا الارحام بعضھم أولی ببعض.....

بَابٌ: مَطْلُ الغَنِيِّ ظُلْمٌ(حدیث:2400)

- جیسے دائن کا حق ہے اسی طرح مدیون کا حق ہے (تو مہلت دے دو اسکو)
- اگر دائن کے پاس ہے پھر بھی ٹال مٹول کرے اور تاخیر کرے تو یہ ظلم ہے۔

بَابٌ: لِصَاحِبِ الحَقِّ مَقَالٌ(حدیث:2401)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: لائیلام بالطلب (اَپنا حق لیتا ہے)

بَابٌ: إِذَا وَجَدَ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي البَيْعِ، وَالقَرْضِ وَالوَدِيعَةِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ(حدیث:...)

- مفلس سے مراد مفلَّس جسکو حاکم نے مفلس قرار دیا ہے
- حسن بصریؒ: اعتاق جائز نہیں مفلس کے لئے اور بیع و شراء بھی لایجوز وبہ قالوا سمؒ وفؒ
- سمؒ: طلاق جائز ہے فتوی سمؒ کے قول پر ہے۔
- اگر کوئی چیز بیچی اور مشتری مفلس بن گیا اور وہ چیز موجود ہے تو بائع کو واپس کرے
- حؒ: واپس نہیں لے سکتا؛ کؒ: (ابن ماجہ کی ایک روایت کی وجہ سے): اگر کچھ نہیں وصول کیا تو لے سکتا ہے، ورنہ نہیں
- امام بخاریؒ اور فؒ دؒ: واپس لے سکتے اور استدلال کرتے: من أدرک سے (حدیث باب)
- دوسری رویت: من یُسرق لہ متاعٌ أو ضاع لہ متاعٌ ثم أدرک فھو أحق بہ۔
- 3قسم کی احادیث ہیں: 1) ایک قسم جسمیں چوری اور امانت کا مال
2) وہ الفاظ جنمیں بیع اور غیر بیع کا احتمال: من وجد مالہ بعینہ
3) وہ روایت جسمیں بائع کا لفظ ہے جیسے ابن حبان میں

-مصنف ابن ابی شیبۃ میں ہے: 20101«مَنْ وَجَدَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غُرَمَائِهِ».
- بیع والی روایت میں صرف ھشام مخزومی نے ذکر کیا باقی تلامذہ
-من أدرک مالہ بعینہ: محمول علی السرقۃ او الأمانۃ أو علی سوم الشراء أو علی خیار الشرط (احناف)
-جس روایت میں بیع کا لفظ آیا تو راوی کا تصرف ہے
-امام حؒ تطبیق کرتے بین الروایات۔
-عمر بن عبد العزیز: إذا أفلس ہو والغرماء سواءٌ؛ علیؓ: ھو اسوۃٌ للغرماء
- حدیث: أیما رجل باع سلعۃ فأدرکھا عند رجل فھو مالہ بین غرمائہ: وفی اسنادہ اسماعیل بن عیاش۔
- قاضی شریح، ابن سیرین اور ابو بکر صدیقؓ: ھو اسوۃٌ للغرماء
-روایت میں آتا ہے کہ بنی جہینۃ کا ایک آدمی مفلس ہو گیا تھا اسلئے کہ حاجی کے لئے سواری خرید اتھا تو عمرؓ نے کہا...... من کان علیہ دین فلیأتنا۔
تطبیق: بائع زیادہ حقدار: 1) استحبابًا؛ 2) وجوبًا؛ اسوۃٌ للغرماء (زیادہ حقدار ہے)
- جیسے الأیم أحق بنفسھا؛ احق أن تقوم فیہ؛ إن أولی الناس بإبراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی

- توافق: زیادہ مناسب و بہتر و مندوب؛ تو غرماء کے ساتھ برابر ہے لیکن غرماء کو چاہئے کہ اسکو دے دے احق ہونے کی وجہ سے
- بعض صورتوں میں آدمی ضدی ہے اور کہتا ہے کہ میرے پاس نہیں ہے تو ہدایہ میں عبارت ہے کہ امید نہیں ہے کہ وصول کیا جائے اس سے تو واپس لے سکتا۔

بَابُ مَنْ أَخَّرَ الغَرِيمَ إِلَى الغَدِ أَوْ نَحْوِهِ، وَلَمْ يَرَ ذَلِكَ مَطْلًا(حدیث:2402)

- یہ مطل نہیں بلکہ عرف ہے
- مطل اس تاخیر کو کہتے جو شدید وزیادہ ہے؛ البرکۃ: ثبوت الخیر والنمو الالھی فی شیء

بَابُ مَنْ بَاعَ مَالَ المُفْلِسِ - أَوِ المُعْدِمِ - فَقَسَمَهُ بَيْنَ الغُرَمَاءِ - أَوْ أَعْطَاهُ - حَتَّى يُنْفِقَ عَلَى نَفْسِهِ(حدیث:2403)

- مفلس: مدیون؛ معدم: الفقیر الذی یعدم طعامہ وطعام أھلہ
- سمؒ اور ائمہ ثلاثہ: فقیر یا مدیون کے مال کو بیچ سکتے دین ادا کرنے کے لئے یا فقیر پر خرچ کرنے کے لئے
- سمؒ پر فتوی: مجلہ اور شرح مجلہ میں لکھا ہے۔ حؒ: نہیں بیچ سکتے؛ انفاق علی العیال وقضاء الدین للغرماء
- نسائی میں ہے: وکان علیہ دین (فأخذ ثمنہ)

بَابُ إِذَا أَقْرَضَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، أَوْ أَجَّلَهُ فِي البَيْعِ(حدیث:2404)

- مصنفؒ: الأجل فی الدین والقرض لازمٌ
- حؒ: اجل فی الدین لازم (پہلے نہیں مانگ سکتے اور مدیون دیر نہیں کر سکتا) اور اجل فی القرض لازم نہیں: یعنی پہلے مانگ سکتا ہے
- اگر وعدہ تعلیق کی شکل میں ہے تو پھر لازم ہے: قد یلزم المواعید (جیسے بیع وفاء میں)

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي وَضْعِ الدَّيْنِ(ص324)(حدیث:2405-2406)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: سفارش کرنے میں دین کو کم کرنے کے لئے شرمانا نہیں بلکہ باعث ثواب ہے۔

بَابُ مَا يُنْهَى عَنْ إِضَاعَةِ المَالِ(حدیث:2407-2408)

- ائمہ ثلاثہ پابندی لگاتے جو مال کو ضائع کرتے؛ حؒ: پابندی نہیں بلکہ اسکا مال روکا جائے گا 25 سال کی عمر تک
- مشرکین نے کہا کہ ایفاء الکیل إضاعۃ تو قرآن میں انکی مذمت ہے کہ اضاعت نہیں، بلکہ لازم ہے
- حؒ: وإن آنستم منھم رشداً فادفعوا إلیھم
- فلیملل ولیہ بالعدل: تو معلوم ہوا کہ تصرف کر سکتا ہے
- سم اور ائمہ: تصرف کر سکتا لیکن قبیح اسی لئے پابندی لگا سکتے۔

بَابٌ: العَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ، وَلاَ يَعْمَلُ إِلَّا بِإِذْنِهِ(حدیث:2409)

- عبد اپنے مولی کے مال میں راعی محافظ کی طرح، ما قبل میں کہا مال کو ضائع نہ کرو بلکہ اسکی حفاظت کرو تو کون کرے گا؟ تو اس باب میں بتایا؛ وھو مسؤول عن رعیتہ: براعت اختتام تو تم سے بھی سوال ہو گا ایک دن

44 – كِتَاب الخُصُومَاتِ(حديث:2410-2425)

- خصومۃ: طلب القضاء من القاضی فیما اختلفوا فیہ۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الإِشْخَاصِ وَالخُصُومَةِ بَيْنَ المُسْلِمِ وَاليَهُودِ(ص324-325)(حدیث:2410-2411-2412-2413)

- اِشخاص: احضار الغریم فی موضع آخر؛ شخص من بلد: ذھب
- ترجمۃ الباب کا مقصد: خصومت کے لئے اتحاد ملت کی ضرورت نہیں ہے۔
- لا تختلفوا: 1) فی الآمور المنقولۃ؛ 2) فی الآمور یکون فیھا الاختیار؛ 3) اختلافًا یورث القتال
- کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ مارنے والا ابو بکرؓ ہے تو یہ صحیح نہیں اسلئے کہ انصاری کا ذکر ہے
- اصولیین کے نزدیک: مامن عام اِلا وقد خص منہ البعضُ (یہ قانون صحیح نہیں ہے)
- لا تفضلونی: 1) فی تمام الآمور اسلئے کہ بعض امور میں فضیلت جزئی ہے
2) تفضیلا یجب التنقیص علی الآخر؛ 3) نفس نبوت میں سب برابر ہیں۔

-فاِذا موسیٰؑ: 1) بے ہوش ہوئے لیکن قبلیت حاصل ہے؛ 2) مستثنٰی؛ 3) ارواح کے اعتبار سے۔
اسلئے کہ صعقۃ الطور ہوا تھا؛ یہود کا عقیدہ ہے کہ موسیٰؑ افضل الانبیاء اور انکے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

- فرُضَّ سے استدلال کرتے: فؒ: کہ قصاص بالمثل ہے وبہ قال کؒ ودؒ
- حؒ: قصاص بالمثل نہیں ہے: لا قود اِلا بالسیف اگر چہ ضعیف ہے لیکن تائید میں ہے: فاِذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واِذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ
- یہاں محمول ہے تعزیر پر نہ کہ قضاء پر اسلئے کہ نہ انکار ہے نہ گواہوں کا مطالبہ
- آج کل حؒ کے قول پر سب چلتے (گولی یا سیف) پھانسی صحیح نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ رَدَّ أَمْرَ السَّفِيهِ وَالضَّعِيفِ العَقْلِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ حَجَرَ عَلَيْهِ الإِمَامُ(حدیث:2414-2415)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر سفیہ نے معاملہ کیا؛ کؒ فؒ: پابندی کے بعد تصرف کیا تو رد کر سکتے
- حؒ: نہیں رد کر سکتے اسلئے ہے کہ انکے نزدیک حجر نہیں؛ سمؒ: رد کر سکتے وعلیہ الفتوی اور طلاق و عتاق نہیں رد کر سکتے ہے
- امام بخاریؒ: جو بہت مال ضائع کرے جو پورے مال میں مشتمل، تو رد کیا جائے گا ورنہ نہیں
- پابندی نہیں کیا تو سفیہ کے تصرف کو رد کر سکتے یا نہیں
- امام رد کر سکتے (جیسے مدبر ہونے سے منع کیا آپ ﷺ نے)
- قبل النھی رد ممکن؛ مؒ: تصرف سے پہلے رد کر سکتے، قبل الحجر رد کر سکتے؛ الحجر قبل القضاء ممکن اور امام سؒ اسکے برعکس
- باع علی الضعیف، کیوں آیا اسلئے کہ ضعیف العقل اسکو اپنے اوپر بوجھ سمجھتا ہے۔

بَابُ كَلاَمِ الخُصُومِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ(ص326)(حدیث:2416-2417-2418-2419)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) مدعی علیہ ایک دوسرے پر تنقید کر سکتے، یہ غیبت نہیں

6چیزوں میں غیبت نہیں ہے:القدح ليس بغيبة في ستة**متظلم ومعرّف ومحذر
ومجاهر فسقا ومستفت ومن**طلب الإعانة في إزالة منكر

- (2................

3)ایسا کلام نہ کرے جو موجب تعزیر اور حد ہو۔

-پہلی حدیث:إن اللہ یأمرک أن تقرء أمتک علی حرف واحد فقال أسأل اللہ معافاتہ ومغفرتہ (اسمیں 4 کے بعد کا ذکر ہے)۔

-دوسری حدیث:........................ فلم ازل استزیدہ حتی انتھی إلی سبعۃ أحرفٍ (ص457)۔

-سبعۃ أحرف کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

1) 7 قبیلے کی لغت مراد ہے: 1) قریشٌ، تمیم، ھذیل، ھوازن، ربیعۃ، وأزدٌ، وسعد بن بکر

-اشکال: دوسرے قبیلے کے نام کا بھی ذکر ہے: کنانۃ، قیس وغیرہ! تو اسکا کیا جواب دوگے؟

2) 7 حروف سے مراد: 1) ابدال جیسے نُنْشِزُ نَنْشُرُ؛ 2) افراد تثنیہ جمع کا اختلاف؛ 3) ماضی، مضارع، امر کا اختلاف؛ 4) تذکیر وتانیث کا اختلاف: قالت نسوۃ یا قال؛ 5) حاضر غائب کا اختلاف جیسے یعلمون وتعلمون؛ 6) اعراب کا اختلاف: صابئون اور صائبین؛ 7) زیادت کا اختلاف جیسے: من تحتھا الأنھار اور تحتھا الأنھار۔

یہ 7 انواع اختلاف کا مجموعہ اس لفظ میں ہے: امتیاز الف سے ابدال اور افراد؛ م سے ماضی؛ تاء سے تذکیر وتانیث........

-اشکال: اکثر اختلاف امالہ وتفخیم وترقیق وغیرہ میں ہے!

3) نھی، زجر، امر، حلال وحرام، محکم ومتشابہ میں ہے اختلاف لیکن اس پر بھی اشکال ہے کہ اسکا تعلق معانی سے ہے اور مقصد اختلاف یہ ہے کہ قراءت آسان ہو۔

4) مراد قراءت سبعہ متواترہ لیکن اس پر اشکال ہے کہ 1) یہ 7 قراءت ایک ہی قریش کے قبیلے کی لغت ہے اور 2) قراءت سبعہ متواتر نہیں بلکہ قراءت عشرۃ متواترۃ ہے۔

5) ہر ایک لفظ میں ایک سے لے کر 7 تک قراءت ہوسکتی ہے یعنی ایک کلمہ میں ایک یا دو یا تین زغیرہ قراءتیں ہوسکتی یعنی ہر کلمہ جسمیں اختلاف ہو تو 7 تک اختلاف ہوسکتا ہے۔

-اشکال: مالک یوم الدین میں 15 قراءت ہیں اور عبد الطاغوت میں 22 ہیں (یعنی متواترۃ اور شاذۃ)

اور اگر کہے کہ نہیں کلمے میں 7 قراءت متواتر

6) ابن جزریؒ: 1) اختلاف حروف: بُخْلٌ، بَخَلٌ

2) اختلاف حرکت مع تغیر المعنی: فتلقی آدمُ من ربہ کلماتٍ

3) اختلاف حروف مع تغیر المعنی: تتلوا؛ تبلوا

4) اختلاف حروف بمعنی واحد: بسطۃ اور بصطۃ

5) کلمہ ہی بدل جائے: فاسعَوا سے فامضُوا

6) تقدیم وتاخیر جیسے فیقتلون ویقتلون میں

7) زیادتی ونقصان

-اشکال: سمجھ میں نہیں آتا یہ اختلاف اسلئے کہ ایک ایسا معنی ہونا چاہئے جو متبادر ہو اور یہ بھی ہے کہ جو ابن جزری نے ذکر کیا وہ قلیل ہے! اور جسمیں اکثر طور پر اختلاف ہے جیسے امالہ تقلیل وغیرہ میں اسکا ذکر تو نہیں آیا۔

-ابن جزری کا بیان کردہ اقسام کو ہم مختصر بھی کر سکتے:

1)لفظ کا اختلاف ہو مع المعنی؛ 2)صرف لفظ کا اختلاف ہو: ھلم اور تعال؛ 3)اختلاف لھجہ

-7)مفتی صاحب کی رائے: تو جو سمجھ میں آنے والی بات ہے وہ یہ ہے کہ سبعۃ کا مطلب کثرت ہے جیسے ایمان وغیرہ کے لئے آیا ہے (الإیمان بضع وسبعون شعبۃ)۔

حدیث میں ہے کہ: من صام للہ فی سبیل اللہ أبعد اللہ من النار سبعین خریفًا (أی عامًا)

یا: من قتل معاھدًا لم یرح رائحۃ الجنۃ، وإن ریحھا لتوجد من سبعین سنۃ

قرآن میں ہے: إن تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم۔

- اشکال: جو کثرت ذکر کیا ہے تو کثرت نہیں ہے؟

جواب: حتی انتھی إلی کثرۃ

اگر تعداد مراد ہوتی تو 4 کے 5 اور 5 کے بعد 6 اور پھر 7 کا ذکر ہونا چاہئے تھا لیکن یہاں تو 4 کے بعد فورا 7 کا ذکر ہے تو معلوم ہوا کہ کثرت مقصود نہیں ہے۔

- پہلی حدیث میں 4 کے بعد 7 کا ذکر آیا تو معلوم ہوا کہ تعداد مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے
- اور دوسری حدیث میں إلی سبعۃ سے مراد کثرت بھی ہو سکتا ہے۔

بَابُ إِخْرَاجِ أَهْلِ المَعَاصِي وَالخُصُومِ مِنَ البُيُوتِ بَعْدَ المَعْرِفَةِ(حدیث:2420)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ھذا علی سبیل التأدیب لھم والزجر عن الارتکاب مالم یجزم الشرع
- جب احراق البیت جائز ہے تو اخراج بہ طریق اولی جائز ہو گا۔

بَابُ دَعْوَى الوَصِيِّ لِلْمَيِّتِ(حدیث:2421)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آدمی خود دعوی کرے یا اسکی طرف سے کوئی دعوی کرے تو جائز ہے۔
- وصی: وارث کا نگران۔

بَابُ التَّوَثُّقِ مِمَّنْ تُخْشَى مَعَرَّتُهُ(حدیث:2422)

- پابندی کے مختلف طریقے ہیں: 1)اپنی جگہ محبوس کر دے؛ 2)جیل میں ڈال دے؛ 3)ملازم رہے
- عکرمۃ: برابری، افریقی تھے
- عمرؓ نے کھامارا تھا ابو ھریرۃؓ کو جب من قال لا إلہ إلا اللہ دخل الجنۃ سنایا تھا۔
- وہ بھی ممکن ہے کہ گلے میں چادر ڈال دے جیسے عمرؓ نے ھشام بن حکیم کے ساتھ کیا تھا (فلببتہ)
- یا ربط بالساریۃ جیسے ثمامۃ بن اثال کے ساتھ کیا تھا۔

بَابُ الرَّبْطِ وَالحَبْسِ فِي الحَرَمِ(حدیث:2423)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: طاؤس کی تردید ہے جو حرم میں باندھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔
- اشکال: وإن لم یرض عمر فلصفوان تو بیع بھذہ الشروط فاسد!؟

جواب: 1) یہ وعدہ تھا شرط نہیں۔

2) ھذا بیع بشرط الخیار لعمرؓ۔

3) کان وکیلاً یعنی میں نے عمرؓ اور حکومت کے لئے خریدا اور اگر وہ راضی نہ ہو تو فاشتیریہ لنفسی جیسے فضولی کے قانون میں ہے (یہ سب سے اچھی توجیہ ہے)۔ تو گویا وہ فضولی تھا۔

بَابٌ فِي المُلاَزَمَةِ(حدیث:2424)

- حبس کی دو قسمیں ہیں: 1) حبس فی السجن اور 2) حبس بالملازمۃ

بَابُ التَّقَاضِي(حدیث: 2425)

- جب جیل اور ملازمہ کریں گے تو نتیجہ یہ ہے کہ فیصلہ ہو گا اور دین کا مطالبہ ہو گا۔
- براعت اختتام: یمیتک اللہ............ حتی أموت

45 - كِتَاب فِي اللُّقطَةِ(حدیث:2426-2439)

بَابُ إِذَا أَخْبَرَهُ رَبُّ اللُّقَطَةِ بِالعَلاَمَةِ دَفَعَ إِلَيْهِ(ص327)(حدیث:2426)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر اس چیز کے خراب ہونے کا خوف ہو تو اٹھانا مستحب ہے اگر اپنے اوپر اعتماد ہو۔
- اگر شیء حقیر ہو تو اسکا اعلان کرنا ضروری نہیں ہے۔

جب تک فساد کا خطرہ نہ ہو تو اعلان کرے؛ اور اگر خراب ہونے کا خوف ہو تو خود استعمال کرے۔

علامت کے ساتھ دینا جائز ہے اور گواہی بھی مانگ سکتے

- فؒ حؒ: یجوز الإعطاء بالعلامۃ؛ کؒ: یجب الإعطاء بالعلامۃ
- ایک روایت میں ایک سال ہے اور ایک روایت میں 3 سال کا ذکر ہے۔
- حؒ: 1) 10 درہم سے کم ہو تو ایاما اعلان کرے

2) اگر 100 درہم سے کم تو شہرًا

3) اگر 100 سے زیادہ ہو تو سنۃً

2) غالب گمان ہو کہ مالک نہیں مانگے گا تو چھوڑ دے۔

مؒ: 1) ایک اور روایت میں ہے کہ 10 سے کم تو ایامًا اور اس سے زیادہ تو حولاً۔

بَابُ ضَالَّةِ الإِبِلِ(حدیث:2427)

- فؒ: لا یجوز التقاط الإبل سوائے حفاظت کے لئے؛ کؒ: بستی میں ہو تو لے لو اور اگر صحراء میں ہو تو چھوڑ دو (یہی عادت ہے)
- حؒ: رکھنا بہتر ورنہ غلط لوگ لیں گے؛ مؒ: جو جانور اپنے آپکو بچا سکتا ہے تو نہ لے اسکو۔
- جس روایت میں ہے کہ ابل مت لو تو پہلے زمانے پر محمول ہے جس وقت امن تھا جانور کے بارے میں، پھر جب خیانت غالب آئی جانوروں میں تو لینے کا حکم دیا۔
- کؒ: غنم لے سکتا ہے کیونکہ لک آیا ہے اور دیگر ائمہ: لا ملکیت کے لئے نہیں ہے یہاں ورنہ للذئب کا کیا مطلب
- تبدلت العادۃ فتبدل الحکم، عرف بدلنے سے حکم بدلتا ہے۔

بَابُ ضَالَّةِ الغَنَمِ(حدیث:2428)

- کؒ کی تردید ہے جو کہتے کہ شاہ کو لے سکتے
- مسلم کی مرفوع روایت ہے: ولتکن ودیعۃً عندک
- حذاؤھا: جوتے کا مطلب یہ ہے کہ آفتوں سے اپنے آپکو بچا سکتا ہے اور سقاءھا کا مطلب کئی دنوں کا پانی اسکے پاس ہے
- حؒ: 1) ایک سال؛ 2) 10 درہم سے کم ت ایامًا؛ 3) 10 سے 100 درہم: شھرًا؛ 4) غلبۃ الظن پر۔
- باقی ائمہ: ایک سال۔
- حؒ: اگر غنی تو یتصدق بہ اور فقیر ہو تو خود کھائے گا۔

- دلائل: 1)عبد اللہ بن شخیر کی روایت: ضالۃ المؤمن حرق النار

2)عیاض بن حمار سے مروی: فإن وجدھا صاحبھا فلیرُدَّ علیہ وإلا..........

3)علیؓ: یُعرّف فھا صاحبھا الذی أخذھا سنۃً، فإن جاءھا طالبٌ(فبھا) وإلا تصدق بھا

4)ابن عباسؓ: من اخذ الضالۃ فھو ضال

5)عائشۃؓ سے عمرۃ.......................... أتریدین أن آمرکِ أن تذبحیھا فلیس لک ذلک

6)ابی ابن کعبؓ: إن لم یأت صاحبُ اللقطۃ فلیتصدق بہ (رواہ الدار القطنی)

7)ابن عباسؓ: یتصدق بہ الغنی وإلا ینتفع بہ

-ائمہ ثلاثہ آخری حدیث باب سے استدلال کرتے۔

بَابُ إِذَا لَمْ يُوجَدْ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ فَهِيَ لِمَنْ وَجَدَهَا(حدیث:2429)

بَابُ إِذَا وَجَدَ خَشَبَةً فِي البَحْرِ أَوْ سَوْطًا أَوْ نَحْوَهُ(ص328)(حدیث:2430)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اسمیں چند دن کا اعلان کافی ہے، اگر یقین ہے کہ کوئی طالب نہیں تو خود لے لے۔
- ایک روایت میں: رخص لنا رسول اللہ ﷺ فی العصیّ والسوط

بَابُ إِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيقِ(حدیث:2431-2432)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اسکا اعلان کی ضرورت نہیں، آپ ﷺ نے اسی لئے نہیں لیا اسلئے کہ ممکن ہے کہ صدقہ ہے
- فؒ: ہر چیز لقطہ ہے تو اعلان کرنا چاہئے، احناف کہتے کہ معمولی چیز کا اعلان مذاق ہوگا۔
- اشکال: حضور نے فرمایا، اگر صدقہ نہ ہوتا تو کھالیتا، تو پھر بھی لقطہ بنی ھاشم نہیں کھاتے

جواب: لقطہ نہیں تھا بلکہ گھر کے راستے پر تھا لیکن معلوم نہیں کونسی نوعیت کی ہے۔

بَابُ كَيْفَ تُعَرَّفُ لُقَطَةُ أَهْلِ مَكَّةَ(حدیث:2433-2434)

- ائمہ ثلاث: لقطۃ الحرم لقطۃ الحل کی طرح ہے؛ فؒ: لقطۃ الحرم ہمیشہ اعلان کیا جائے گا اور لقطۃ الحل: ایک سال تک اعلان کیا جائے گا؛ اور وہ روایت ضعیف ہے: إن النبی ﷺ نھی عن لقطۃ الحاج۔
- فؒ دؒ: اگرچہ قاتل راضی نہیں ہے، ولی مقتول دیت لے سکتا ہے (ولی مقتول کو اختیار نہیں)
- حؒ: ولی مقتول دیت لے سکتا ہے اگر قاتل راضی (قاتل کو اختیار ہے)
- إلا الإذخر: آپ ﷺ کے پاس وحی کے طور پر آئی تھی اور إذخر مرفوع ہے اسلئے کہ بدل ہے شوکھا سے۔ یا منصوب ہے استثناء کی بناپر

بَابُ لاَ تُحْتَلَبُ مَاشِيَةُ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ(ص329)(حدیث:2435)

- دؒ: باغ پر دیوار نہیں ہے تو کھانا جائز ہے اس سے؛ ائمہ ثلاث: بغیر اجازت کے نہیں لے سکتا

- امام ؒ کی دلیل: حدیث 1): إذا أتی أحدکم إلی ماشیۃ أحد إذا کان بھا صاحبُھا فلیستأذنہ وإلا فلیحلب ولیشرب
2) إذا أتیت علی راعٍ فنادہ ثلاث مرات فإن أجابک وإلا فاشرب من غیر أن تفسد
3) من أصاب منہ من ذی حاجۃ من غیر أن.................(جھولی نہ بھر دے بلکہ بقدر ضرورت)
-ائمہ ثلاث: لایحلبن أحدٌ مشیۃَ أحدٍ إلا بإذنہ
-جن روایتوں میں آیا کہ کھا سکتے: 1) نھی کی حدیث راجح اور جواز کی مرجوح ہے۔
2) جب تعارض ہوا تو أخذنا بالقاعدۃ المعلومۃ: لایحل مال امرئ مسلم من غیر طیب نفسہ
3) یہ محمول ہے عرب کی عادت پر
4) کھانا محمول ہے ضرورت پر۔
5) منسوخ
6) اس زمانے پر محمول ہے جس زمانے میں ضیافت واجب تھی۔
- 1) الخزانۃ لا تفتح؛ 2) لا تفتح الجراب؛ 3) لا تکسر القصعۃ؛ 4) إذا وصلت مکۃ فافتح وإذا خرجت فضمّ طُوی؛ 5) الجِنازۃ والجَنازۃ: الأعلی للأعلی اور اسکی طرح مَلک ومَلک ہے۔

بَابُ إِذَا جَاءَ صَاحِبُ اللُّقَطَةِ بَعْدَ سَنَةٍ رَدَّهَا عَلَيْهِ، لِأَنَّهَا وَدِيعَةٌ عِنْدَهُ(حدیث:2436)

- مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک سال کے بعد لاقط خود بہ خود مالک بنا بلکہ اگر آیا اصل مالک تو واپس کر دے (حتی یلقاھا ربھا)

بَابٌ: هَلْ يَأْخُذُ اللُّقَطَةَ وَلاَ يَدَعُهَا تَضِيعُ حَتَّى لاَ يَأْخُذَهَا مَنْ لاَ يَسْتَحِقُّ(حدیث:2437)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) لقطہ اس نیت سے لینا کہ واپس نہ کرونگا جائز نہیں ہے اور ضالۃ المؤمن حرق النار کا یہی مطلب ہے۔
2) ان لوگوں کی تردید ہے جو لقطہ لینے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔
-صُرّہ: آواز لگانا (پہلے سونا چاندی کے سکے ڈالتے تھے تھیلے میں جسکی وجہ سے آواز آتی تھی)
-حول: بدلنے کو کہتے ہیں اور جب سال بدلتا ہے تو تمام موسم بھی بدل چکے۔

بَابُ مَنْ عَرَّفَ اللُّقَطَةَ وَلَمْ يَدْفَعْهَا إِلَى السُّلْطَانِ(حدیث:2438-2439)

- اوزاعی کی تردید: زیادہ ہو اور مالک نہ ہو بیت المال کو دے دو
- مصنف ؒ: بیت المال کو نہیں دینا ہے بلکہ اپنے لئے اگر فقیر ہو یا اپنے بیٹے کو (اگر وہ فقیر ہو)
- اگر غنی ہے تو کسی کے کفن دفن میں بھی خرچ کر سکتا ہے

بَاب(حدیث: 2439)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جس مال کا مالک معلوم ہو تو لقطہ نہیں، چاہے صحراء میں ہو یا شہر میں ہو تو اسی کو دے دو، اسمیں اعلان نہیں ہے۔

- اشکال: مالک کی اجازت کے بغیر کسی کے دودھ استعمال نہیں استعمال کر سکتے! تو یہاں کیسے استعمال کیا؟

جواب: 1) لِلاذن العادی فی ھذا الزمان (یہی اصل جواب ہے)

2) انکا مالک ابو بکرؓ کا دوست تھا تو انکو دوست پر اعتماد تھا، تو قلیل استعمال کر سکتے عادۃً

3) حالت اضطراری تھی (لا یصح)

4) کافر حربی کا مال تھا (جو بغیر اجازت کے لینا جائز ہے) (لا یصح) اس وقت جہاد نہیں تھی اور آپ ﷺ علیؓ کو مقرر نہ کرتے امانت واپس کرنے کے لئے اگر ایسا ہوتا۔

-اعتقال: اپنے پاؤں کو بکری کے دو پاؤں کے درمیان رکھنا

-براعت اختتام: لوگ آپکے قبر پر مٹی ڈالیں گے اور پھر ہاتھ جھاریں گے

-صببت: آپکے قبر پر بھی پانی ڈالیں گے

-برد: اللہ کرے کہ قبر میں ٹھنڈک اور خوش رہے؛ انتھیثُ: اللہ کرے کہ آپ اچھی حالت میں پہنچے۔

46 - كِتَاب المَظَالِمِ وَالغَصْبِ(حديث:2440-2482)

-مظالم: ظلم کی جمع ہے علی خلاف القیاس جیسے حسن کی جمع محاسن

-الظلم: جو چیز ناحق لی گئی ہو، کسی چیز کو ظلمًا لینا

-سارق: الذی یُخفی أولاً وأخیرًا؛ مختلس: أولاً مخفی وأخیر اظاھر ہو گا۔

-منتھب: الذی یُظہر أولاً وأخیرًا؛ الذی یُظہر نفسہ أولاً وأخیرًا ویقھر

-مظالم: الاستیلاء علی حق الغیر ظلمًا؛ قصاص: انتقام لینا

بَابُ المَظَالِمِ وَالغَصْبِ(حديث:...)

- حدیث نہیں تو باب فی المظالم والغصب فی ضوء القرآن
- الغصب: إثبات الید المُبطلۃ وإزالۃ الید المحقۃ(احناف)
- فؒ: اثبات الید المطلۃ اور إزالۃ الید المحقۃ ہو یا نہ ہو
- اختلاف کا ثمرہ: 1) بکری کو غصب کی اور بچہ ہوا اور مر گیا تو احناف کے نزدیک تاوان نہیں اور فؒ اسکا برعکس یعنی تاوان ہے۔

2) زمین کو غصب کی تو احناف کے نزدیک غصب نہیں اسلئے کہ ازالۃ ید المحقۃ نہیں ہے۔

-فؒ مؒ: زمین میں غصب ہے۔

بَابُ قِصَاصِ المَظَالِمِ(ص330)(حديث:2440)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ظلم کے قصاص کا مطلب صرف یہ نہیں بلکہ توبہ اور بدلہ بھی ہے ورنہ آخرت کے لئے تیار رہو کہ حسنات مظلوم کے اکاؤنٹ میں اور اگر حسنات ختم تو مظلوم کے سیآت تمہارے اکاؤنٹ میں ہو گا۔
- قنطرۃ: 1) پل صراط کے علاوہ؛ 2) پُر صراط کا تکملہ
- تنقیہ: جیدردی سے الگ ہو جائے یا ظاھرًا پاک اور تھذیب: صاف؛ باطنًا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {أَلاَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ} [هود: 18] (حديث:2441)

- 1) اللہ کی مغفرت ظلم حقوق اللہ کے ساتھ
- ایک حقوق اللہ ہے اور ایک حقوق العباد ہے
- 2) معصیت کی 2 قسمیں: 1) جو اللہ نے چھپایا دنیا میں تو امید ہے کہ آخرت میں بھی

2) جو کھلم کھلا ظلم: کل أمتی مُعافًا إلا المجاھرون

بَابٌ: لاَ يَظْلِمُ المُسْلِمُ المُسْلِمَ وَلاَ يُسْلِمُهُ(حديث:2442)

- یسلمہ: أسلمہ: إذا ألقی فی المھلکۃ: واجب جب مدد کے بغیر ہلاک ہو گا اور مندوب جب مدد کے بغیر ہلاک نہیں ہو گا۔
- مسلمان پر پردہ ڈالنا چاہئے إلا أن یکون الذنب مُتعدیاً پھر تجسس کرنا بھی جائز ہے۔

بَابٌ: أَعِنْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا(حدیث:2443-2444)

- جندب بن عنبر کا قول تھا اور شریعت نے اسکو حدیث کا جزء بنادیا۔

بَابُ نَصْرِ المَظْلُومِ(حدیث:2445-2446)

- یہ گزر چکا تو دوبارہ لایا کیوں؟ جواب: اہمیت کی وجہ سے

بَابُ الاِنْتِصَارِ مِنَ الظَّالِمِ(حدیث:...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: معاف کرنا اولی ہے لیکن کبھی انتقام لینا ضروری ہو گا تاکہ شر نہ بنے
- 3 طریقے: 1) إما بالأخبار؛ 2) وإما بالانتصار؛ 3) وإما بدعاء الجبّار والقھار

بَابُ عَفْوِ المَظْلُومِ(حدیث:...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مظلوم اگر معاف کرے تو اعلی درجے کا کام ہو گا۔

بَابٌ: الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ القِيَامَةِ(حدیث:2447)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آخرت میں بھی ظلم بڑی مصیبت ہو گی؛
- بلکہ کئی مصیبت ہو گی: 1) کسی کا حق لیا تو ظلم ہے؛ 2) اللہ کا مقابلہ کیا تو ظلم؛ 3) تکبر؛ 4) دوسرے کو ذلیل سمجھتا تھا تو ظلم 5) قلب اتنا تاریک کہ خیر نہیں آسکتا اسمیں۔

-الماجشون اصل ماھبون ہے(سرخ رخسار والا)

بَابُ الاِتِّقَاءِ وَالحَذَرِ مِنْ دَعْوَةِ المَظْلُومِ(حدیث:2448)

- ابو ھریرۃؓ: 3 آدمی کی دعارد نہیں: الصائم حین یُفطر؛ والإمام العادل؛ ودعوۃ المظلوم یرفعھا اللہ تعالی فوق الغمام

بَابُ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهُ، هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلَمَتَهُ(حدیث:2449)

- مظلوم کا حق ہے ظالم کے پاس تو مظلوم نے ظالم کو معاف کیا؛ حللھا: طلب العفوَ
- ترجمۃ الباب کا مقصد: ہمارے نزدیک جائز ہے کہ ابراء المجھول، مجھول چیز کو معاف کرنا جائز ہے
- فؒ: اگر غیبت تک پہنچے تو نہ بتائے؛ بتلانا ضروری ہے مجھول چیز کو اسلئے کہ مجھول النوع نہیں ہونا چاہئے۔

بَابُ إِذَا حَلَّلَهُ مِنْ ظُلْمِهِ فَلاَ رُجُوعَ فِيهِ(حدیث:2450)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: معاف کردیا تو رجوع نہیں؛ ماضی کے حقوق کو معاف کیا تو معاف اور جو مستقبل کے حقوق وعدے ہیں اسمیں رجوع ممکن ہے: جیسے عورت نے اپنی باری کا حق معاف کردیا، اسی طرح حق المیراث کو معاف کیا، پھر اسمیں رجوع نہیں کرسکتے

بَابُ إِذَا أَذِنَ لَهُ أَوْ أَحَلَّهُ، وَلَمْ يُبَيِّنْ كَمْ هُوَ(حدیث:2451)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: پہلے مجہول النوع اور یہاں مجہول العدد ہے
- اگر غلام قبول کرتا اسکو اسقاط الحق کہا جاتا
- اگر وہ اجازت دیتے تو وہ پانی جو دیتے مجہول المقدار ہیں کہ کتنا پیتے اور معلوم النوع ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِنَ الأَرْضِ(ص331)(حدیث:2452-2453-2454)

- اروۃ کا قصہ ہے: سعید بن زیدؓ کے ساتھ عورت نے الزام لگایا کہ اپنی زمین غصب کی۔
- اللّٰھم إن کانت کاذبۃً فاعم بصرھا
- حؒ: غصب نہیں زمین میں؛ فؒ: زمین میں غصب ہے۔
- اگر مظلوم کو اتنی طاقت حاصل ہوئی کہ اپنی زمین واپس لیا تو ظالم سے جتنی مدت گزری تو کرایہ لے گا۔

بَابُ إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لِآخَرَ شَيْئًا جَازَ(ص332)(حدیث:2455-2456)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بعض چیزوں میں تملیک اور بعض چیزوں میں اباحت چلتی ہے۔
- اقران: 1) حرص پر دال؛ 2) رفقاء کا حق برابر؛ 3) خلاف ادب ہے؛ 4) محمل ہے تنگی پر۔
- اپنی ملکیت میں ہے تو پھر جس طرح چاہے کھاسکتے لیکن اسمیں بھی احتیاط کرنا چاہئے ورنہ عادت پڑ جائے گی تو دوسرے کے دسترخوان پر بھی اسی طرح کھائے گا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَهُوَ أَلَدُّ الخِصَامِ} [البقرة: 204] (حدیث:2457)

- خصومت میں کبھی جھگڑا ہوتا ہے تو اس سے بچنا چاہئے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ، وَهُوَ يَعْلَمُهُ(حدیث:2458)

بَابٌ: إِذَا خَاصَمَ فَجَرَ(حدیث:2459)

- فجر: گالی گلوچ؛
- ترجمۃ الباب کا مقصد: خصومت کرو، سب وشتم نہ کرو۔

بَابُ قِصَاصِ المَظْلُومِ إِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهِ(حدیث:2460-2461)

- مظلوم قصاص لے سکتا ہے فی غیر العقوبات البدنیۃ چونکہ ورنہ جھگڑا ہوگا
- حؒ: دراھم ودنانیر لے سکتا ہے (واپس) چھپ کے یا جس طریقے سے
- سمؒ: دھب کی جگہ فضہ لے سکتا اور بر عکس

- فؒ: خلاف جنس بھی لے سکتے یعنی دنانیر کی جگہ گیہوں یا کپڑا...
- فتوی احناف کے یہاں بھی امام فؒ کے قول پر ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام حؒ کی تردید ہے: دینار غصب کیا تو نہیں لے سکتا
- أد الأمانۃ إلی ما ائتمنک ولا تخن من خانک! جواب: یہ خیانت نہیں بلکہ اپنا حق وصول کرنا ہے۔
- معلوم ہوا کہ گھر کے خرچہ میں عورت کا دخل ہے اور اجنبیہ کے ساتھ کلام جائز جب کہ فتنہ نہ ہو اور اگر کہے کہ یہ قضاء علی الغائب ہے اور ناجائز ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ فتوی ہے نہ کہ قضاء اسمیں گواہ وغیرہ کچھ نہیں ہے
- لیث بن سعد: ضیافت واجب؛ حؒ: بوادی میں واجب، نہ کہ امصار میں اور جمور کے نزدیک سنت ہے۔
- حق الضیف لے سکتے: 1) عند الاضطراب پھر واپس کرے؛ 2) مخصوص فی أول الإسلام؛ 3) مخصوص للعمال
4) اس زمانے میں یہی عادت تھی؛ 5) حق باللسان یعنی اسکی مذمت کرسکتے کہ میں کیا اور ضیافت بھی نہیں کی!
6) محمول اہل ذمہ پر۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّقَائِفِ(ص333)(حدیث:2462)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) عام لوگوں کی کے بیٹھنے کی جگہ میں اجازت کی ضرورت نہیں
2) اور آپکا بیٹھنا وہاں جائز ہے
3) مکانات کے قریب چوپال بنانا جائز ہے؛

-سقیفۃ: چوپال یا حُجرہ
-پھر اسی میں ابو بکرؓ کی خلافت کا فیصلہ ہوا اور سب نے بیعت کی اور پھر علیؓ نے دوسرے دن بیعت کی۔

بَابٌ: لاَ يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ(حدیث:2463)

- حؒ: اجازت دینا واجب؛ جمہور علماء: اجازت دینا مستحب إلا إذا تضرر بہ
- ابو ھریرۃؓ: اس حدیث کو بیان کرکے اسکو وجوب پر محمول کرتے اور جب کوئی استحباب کہتے تو غصہ ہو جاتے
- لأرمین بھا: 1) تمہارے بیٹھنے کے درمیان
2) بالخشبۃ بین أکتافکم (بیٹھونگا)

بَابُ صَبِّ الخَمْرِ فِي الطَّرِيقِ(حدیث:2464)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اس قسم کے تصرفات جائز ہے جبتک مضر نہ ہو
- شراب قاذورات میں سے نہیں ہے، ہاں اگر راستہ سخت وچکنا تو ایسی چیز لگالے تاکہ پھسل نہ جائے۔
- فضیخ: بُسر کی شراب، آدھ پکی کچی کھجور
- فؒ: مصلحت عامہ کے لئے رش یعنی چھڑکنا پانی، جائز ہے اور اگر مصلحت عامہ نہ ہو اور کوئی پھسل جائے تو تاوان ہے

- احناف: تاوان ہوگا اگر کوئی گرا مصلحت عامہ ہو، تب بھی، اسلئے کہ عام راستہ میں تصرف کرنا خاص ہے جبکہ کسی کو ضرر نہ ہو
- احناف: 1) خمر حقیقی: نیؔ من ماء العنب إذا غلا واشتد وقذف بالزبد (قلیل وکثیر ہو اور منکر کا فر اور اسمیں حد ہے)
2) عصیر العنب أو الزبیب أو التمر (منکر کافر نہیں، اور اگر مسکر ہو تب حد ہے)۔
-الخمر من ھاتین الشجرتین وأشار إلی العنب والتمر
3) جو شعیر یا دوسرے مواد سے بناتے تو احناف: تقوی للعبادۃ جائز بشرطیکہ مسکر نہ ہو اور مؒ: نہیں پی سکتے وعلیہ الفتوی

بَابُ أَفْنِيَةِ الدُّورِ وَالجُلُوسِ فِيهَا، وَالجُلُوسِ عَلَى الصُّعُدَاتِ(حدیث:2465)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یجوز فیہ الجلوس مع اداء الحقوق

بَابُ الآبَارِ عَلَى الطُّرُقِ إِذَا لَمْ يُتَأَذَّ بِهَا(حدیث:2466)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: عام راستے میں کنویں بنا سکتے جبکہ مضر نہ ہو۔

بَابُ إِمَاطَةِ الأَذَى(ص334)(حدیث:...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: فائدے کے کام کرو، اور نقصان کی چیز کو ہٹاؤ۔

بَابُ الغُرْفَةِ وَالعُلِّيَّةِ المُشْرِفَةِ وَغَيْرِ المُشْرِفَةِ فِي السُّطُوحِ وَغَيْرِهَا(حدیث:2467-2468-2469)

- غرفۃ علیۃ: کھڑکی والا مکان، یا جو اونچا ہو پہلی یا دوسری منزل پر ہو
- 1) مترادف ہے پھر چار قسمیں: 1) مشرفۃ: اوپر دیکھنے کی جگہ ہو، 2) غیر مشرفۃ؛ 3) فی السطوح: دو منزلہ؛ 4) غیر یعنی ایک منزلہ
- 2) کھڑکی؛ 3) جو دوسرے منزل پر ہو
- ترجمۃ الباب کا مقصد: غرفۃ اور علیۃ میں دیکھنے کی اجازت ہے جب دوسرے کا حق متأثر نہ ہو
- عثمانؓ اور علیؓ کی شہادت کا واقعہ وغیرہ: فتن میں حدیث ہے ص780 اور ص729 کتاب التفسیر
- سنہ 9ھ اور 5ھ کا واقعہ کو جمع کیا اسلئے کہ مشربۃ میں بیٹھے

بَابُ مَنْ عَقَلَ بَعِيرَهُ عَلَى البَلاَطِ أَوْ بَابِ المَسْجِدِ(ص335)(حدیث:2470)

- بلاط: پتھروں کا فرش؛
- ترجمۃ الباب کا مطلب زمین غیر مملوک یا کسی منفعت کے لئے مخصوص ہو تو اس سے فائدہ لے سکتا ہے
- ترجمۃ الباب میں علی البلاط اور حدیث میں ناحیۃ البلاط ہے: 1) تو ناحیۃ البلاط من البلاط؛ 2) کبھی باہر اوپر اونٹ ہے، ہلتا ہے۔

بَابُ الوُقُوفِ وَالبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ(حدیث:2471)

- سباطۃ: کوڑاکرکٹ، خس وخاشاک کی جگہ
- سباطۃ قوم یعنی اگر قوم مالک ہے تو قوم کی اجازت ہے اور اگر نسبت صرف تعارف کے لئے ہو تو پھر عام جگہ ہے۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ الغُصْنَ، وَمَا يُؤْذِي النَّاسَ فِي الطَّرِيقِ، فَرَمَى بِهِ(حدیث:2472)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ مِلکُ الغیر میں تصرف نہیں، بلکہ فائدہ کا کام، بلکہ عملٌ قلیل و خیر کثیر
- اشکال: یہ باب گزر چکا ہے ص234

جواب: وہاں مایکون موضوعًا علی الأرض اور یہاں مقصود مایکون معلقًا، اسکو ہٹادے۔

بَابُ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي الطَّرِيقِ المِيتَاءِ: وَهِيَ الرَّحْبَةُ تَكُونُ بَيْنَ الطَّرِيقِ، ثُمَّ يُرِيدُ أَهْلُهَا البُنْيَانَ، فَتُرِكَ مِنْهَا الطَّرِيقُ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ(حدیث:2473)

- اس راستے سے جس پر آنا جانا کثرت سے
- نیا راستہ بنانا زمین میتاء میں تو کتنا چوڑا بنانا ہے تو کہا کہ 7 ذراع۔
- شریعت نے راستے کے حق کی بھی فکر کی اور اگر 7 کثرت کے لئے ہو تو مراد خوب اچھی طرح۔

بَابُ النُّهْبَى بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ(ص336)(حدیث:2474-2475)

- نُھبٰی: لوٹنے کی چیز؛ اخذ مالیس لہ جھرًا و جھارًا
- نھب التمر روایت ضعیف میں آتا ہے، نکاح کے موقع کھجور پھینکتے
- کؒ فؒ: 1) نھب فی نصال العرس مکروہ اسلئے کہ مساوات نہیں

2) یمکن أن یأخذہ من لایحبہ

3) ھذا من قبیل التعلیق بالخطر

-حؒ دؒ: 1) جائز ہے، اسنے تساوی کی نیت تھوڑی کی! (من قتل قتیلاً فلہ سلبہ)

2) اس وقت وہ خوشی کی حالت میں ہے وہ پرواہ نہیں کرتا کہ کون لے رہا ہے۔

3) تعلیق الملک بالخطر تبرعات میں کوئی حرج نہیں

-لایزنی الزانی: 1) مؤمن کے نام سے مسمی نہ ہو گا بلکہ زانی کہیں گے لوگ۔

2) نور الإیمان کھینچ لیا جائے گا (امام بخاریؒ)

بَابُ كَسْرِ الصَّلِيبِ وَقَتْلِ الخِنْزِيرِ(حدیث:2476)

- ھذا من قبیل إزالۃ المظالم؛ صلیب کو توڑیں گے تاکہ عقیدہ ہی ختم ہو صلیب کا
- حؒ: اگر کسی نے ذمی کے صلیب کو توڑا تو اسپر تاوان ہے حال کونہ ذمیًا
- دؒ: تاوان نہیں ہے؛ مؒ: ٹکڑے قابل انتفاع ہو تو تاوان نہیں ہو گا۔

بَابٌ: هَلْ تُكْسَرُ الدِّنَانُ الَّتِي فِيهَا الخَمْرُ، أَوْ تُخَرَّقُ الزِّقَاقُ، فَإِنْ كَسَرَ صَنَمًا، أَوْ صَلِيبًا، أَوْ طُنْبُورًا، أَوْ مَا لاَ يُنْتَفَعُ بِخَشَبِهِ(حدیث:2477-2478-2479)

- اگر مٹکے توڑا توفؒ: تاوان نہیں؛ احناف: تاوان ہے اسلئے کہ مٹکا منتفع بہ ہے وبہ قال دؒ۔
- سؒ: مسلمان کی خمر ہو تو تاوان نہیں یا حاکم کی اجازت سے ہو تو تاوان نہیں، آپ ﷺ نے شام کے مشکیزے کو توڑا وعلیہ الفتوی۔
- ذمی کے مٹکے میں تاوان ہے؛ فؒ دؒ: تاوان نہیں؛ حربی کا: لا شیء فیہ۔
- زقاق کو کیوں جلائے: تنبیہ کے طور پر؛ حؒ: کسی کے ستار کو توڑا تو تاوان ہے ضمان الأجزاء لا ضمان المرکب
- سؒ: اگر مسلمان کا ہو تو تاوان نہیں ہو گا وعلیہ الفتوی۔
- ترجمۃ الباب میں "ھل" حالانکہ حدیث میں غسل اور لم تکسر الدِنان اسلئے کہ توڑنے کا حکم کو واپس لیا۔
- اور توڑنے کی رائے محتسب کی رائے پر محمول یا اسلئے کہ حالت سفر جسمیں مٹکے کی ضرورت اور حالت حضر میں توڑنا چاہئے؟ تو ھل لائے
- نُصُب: الحجر المنصوب غیر متشکل (جانور کو ذبح کرتے تھے اسکے پاس)
- نمرقتین: 1) مخروقتین؛ 2) موطوئتین (اگر چھوٹی تصویر تھی)

بَابُ مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ(ص337)(حدیث:2480)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آدمی اپنے مال بچے بیوی سے دفاع کر سکتے
- امام نوویؒ: جسنے کسی کا مال لینا چاہا تو دفع کرے اسکو اور دفع کرنے سے دفع نہ ہو تو قتل کر سکتے
- کؒ: اسکو قلیل شیء دے دے اگر قلیل شیء کا مطالبہ کرے۔

بَابُ إِذَا كَسَرَ قَصْعَةً أَوْ شَيْئًا لِغَيْرِهِ(حدیث:2481)

- ذوات الأمثال ہو تو ذوات الأمثال دے دے اور ذوات القیم میں سے ہو تو قیمت دے دے۔
- صفیہؓ یا ام سلمۃؓ یا زینبؓ نے بھیجا، دوسری روایت میں کاسرۃ عائشۃؓ لیکن روایت ضعیف ہے۔
- معلوم ہوا کہ مال مغصوب اگر قابل نہ رہے تو مالک کو اسکا بدل دیا جائے گا۔
- شیعہ کہتے اور اعتراض کرتے کہ عائشہؓ کی یہ بد اخلاقی ہے (العیاذ باللہ)

جواب: جب شاہ عالم نے اعتراض نہیں کیا تو تم کون ہو اعتراض کرنے کے لئے!!!

اور دوسری بات یہ ہے کہ جب عائشۃؓ کی باری تھی تو گویا دوسرے نے انکے حق میں مدافعت کی تو حقیقت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ کی محبت پر مبنی ہے اور یہ اس طرح ہے جس طرح سارۃؓ نے ابراھیمؑ سے کہا کہ جنگل میں چھوڑے

یا یوسفؑ کے بھائیوں نے جو منصوبہ کیا تا کہ یخل لکم وجہ أبیکم؛ قدح لبن اور بچے رو رہے تھے

بَابٌ: إِذَا هَدَمَ حَائِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهُ(حدیث:2482)

- کؒ: قیمت دے دیوار کی؛ حؒ فؒ دؒ: مثل بنانا اگر مشکل ہے تو پھر قیمت دے۔
- براعت اختتام: لا تُمِتْہ حتی تریہ وجوہ المومسات
- انزلوہ: قبر میں تمہیں بھی اتاریں گے؛ وصلی: اور آپکے اوپر بھی نماز پڑھی جائے گی؛ من ابوک: ایک دن من ربک سوال ہو گا تم سے؛ ذھب: ایک دن آپ ذھب یذھب پر عمل کریں گے؛ طین: ایک دن قبر میں مٹی ڈالا جائے گا۔

47 – كِتَاب الشَّرِكَةِ(حدیث:2483-2507)

- معاملات کے بیان میں
- شرکۃ:1)خلطُ الأملاک لأشخاص؛ 2)ثبوت حق لاثنین اوزائد من اثنین فی شيء
- 1)شرکت املاک:مثلاً والد کا انتقال ہو تو ورثاء شریک ہونگے اموال میں۔

2)شرکت مفاوضہ:شریکین دین میں اور املاک میں برابر ہو

3)شرکت عنان:متساوی فی العمل مع التفاوت فی الربح یا متساوی فی العمل مع التساوی فی الربح...

4)شرکت وجوہ:1)تاجر سے قرض لے کر سامانے خرید لے اور بیچ رہے اور ربح آپس میں تقسیم ہو

2)ایک کی وجاہت اور دوسرے کا عمل ہو

5)شرکت صنائع:مثلاً2درزی طے کرلے کہ آدھا آدھا یا ثلث،دو ثلث کے حساب سے ربح آپس میں تقسیم ہو گا۔

6)شرکت تقبل:ایک عمل کرتا ہے اور ایک بس صرف مشہور ہے۔

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَالنِّهْدِ وَالعُرُوضِ(ص337)(حدیث:2483-2484-2485-2486)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:شرکت فی الطعام کو ربو نہیں کہیں گے اور یہ من قبیل المسامحات لا من قبیل المعاوضات(ایک آدمی زیادہ کھاتا ہے تو دوسرا کم کھاتا ہے تو یہ اختلاف طبیعت کی بناء پر ہے)۔
- نھد:چیزوں کو ملا کر نکالنا؛ عروض:جو نقود نہ ہو:دنیا کا سامان
- مکیلات وموزونات کیسے تقسیم کریں گے؟

ائمہ اربعہ:برابر تقسیم ہونا چاہئے ورنہ ربو ہے اور مصنفؒ:ھذا من قبیل التبرعات والمسامحات۔
- مجازفۃ الذھب والفضۃ مختلف النوع میں جائز ہے اور کؒ کے نزدیک جائز نہیں اور فؒ:جائز ہے اگر چہ ایک نوع ہے اسلئے کہ انکے نزدیک اِفراز ہے،بیع نہیں اور ہمارے نزدیک معاوضہ کی شکل میں ہے اسلئے ناجائز ہے ایک نوع میں
- حوتٌ:ویل مچھلی؛اگر کوئی کہے کہ انسان کو کھاتا ہے تو جواب یہ ہے کہ اگر سامنے آیا تو کھائے گا بلکہ نگل لے گا ورنہ مستقل طور پر اسکے پیچھے نہیں پڑتا اور اگر یہ کہے کہ انسان کی طرح سانس لیتا ہے اور گھلپڑے نہیں تو شکل وذائقہ:مچھلی کی ہے تو یہ علامت ہے۔

بَابٌ: مَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ، فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فِي الصَّدَقَةِ(ص338)(حدیث:2487)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:پہلے کا جو بیان ہوا:تعاشر واکالأخلاق اور جب معاملہ کا ہے تو تعاشر واکالأجانب،تو جتنا ہر ایک کا حق ہے اس سے اتنا ہی لیا جائے گا یا دیا جائے گا۔

بَابُ قِسْمَةِ الغَنَمِ(حدیث:2488)

- فؒ:غنم کی تقسیم کرنی ہے تو قیمت لگانا ہے(تقوی لازم ہے)اور دیگر ائمہ:تقویم کے بغیر
- تو صغر وکبر لغو ہو گا،ہاں اگر ایک دوسرے ضد پر آئے اور قیمت ہی چاہتے،تو قیمت لگایا جائے گا۔
- تقویم میں:ایک بعیر:10 بکری کے برابر کیا جائے گا۔

- حدیث میں قیمۃ الغنم نہیں بلکہ صرف عدد ہے۔
- ما أنھر الدم وذکر اسم اللہ کی وجہ سے بعض کہتے کہ بندوق استعمال کرسکتے (امام دسوقی، شوکانی، مفتی ابو السعود حنفی)
- شرح مجلہ میں بھی لکھاہوا ہے: شیخ حمزۃ، مفتی دمشق نے ایک رسالہ لکھا جواز پر: فتوی الخواص فیما صید بالرصاص۔
- بارود اور تیزی کی وجہ سے آگ ہوا بن جاتا جو چھری سے بھی زیادہ تیز ہوتا ہے
- شیخ محمد عابد سندھی حنفیؒ (جو عبد الغنی مجددکے استاد ہیں) جنہوں نے شامی کا حاشیہ لکھا یعنی طوالع الأنوار (مخطوطہ میں موجود ہے) تو انہوں نے بھی جواز لکھا ہے۔
- یہ سب تفصیلات فتاوی دار العلوم زکریا (6/193-232) میں آچکی ہیں، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔
- حؒ: ظفر (ناخن) غیر متصل تو جائز ورنہ نہیں؛ فؒ: لا یجوز؛ کؒ: ظفر کے ساتھ جائز، سنّ (دانت) کے ساتھ نہیں

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ(حدیث:2489-2490)

- القران فی التمر اس طرح کہ 2 تمر اٹھایا ایک ساتھ حالانکہ ایک ایک تمر اٹھانا چاہئے تو اگر 2،2 اٹھائے گا تو صحیح نہیں لیکن ربو میں داخل نہیں ہے۔
- جب ثمر شرکاء کے درمیان ہو تو ساتھی سے اجازت لینا چاہئے، یہ حسن اخلاق کا تقاضا ہے اور یہ اس پر محمول ہے کہ طعام قلیل ہو یا اپنی ملکیت نہیں ہے یا قحط سالی کا زمانہ ہو اور اگر کثرت سے چیز پڑی ہے تو ایک اٹھائے یا دو اٹھائے، ٹھیک ہے۔
- باب القران أی باب ترک القران حتی یستأذن صاحبہ

بَابُ تَقْوِيمِ الأَشْيَاءِ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ(حدیث:2491-2492)

- فؒ: بھیر بکریوں کی تقسیم بغیر قیمت کے جائز نہیں ہے، مصنفؒ نے امام فؒ کا مذہب اختیار کیا
- غلام کی تقسیم ہو تو فؒ: قیمت لگانا چاہئے اور کؒ: تقسیم بغیر قیمت لگائے ہوئے جائز ہے۔
- حؒ: اگر موسر اپنے حصے کو آزاد کرے تو دوسرے کو اختیار ہے: 1) اعتاق؛ 2) تضمین؛ 3) استسعی کرے
- سم: اگر مالدار ہے تو صرف اعتاق ہے اور تضمین کر سکتا ہے، استعسی نہیں
- ائمہ ثلاثہ: استسعی کا انکار کرتے، اگر فقیر نے اپنے حصے کو آزاد کیا تو دوسرا کا حصہ بند رہے گا
- ایک دن خدمت کرے گا اور ایک دن کچھ نہیں
- حؒ سمؒ: استسعی کی روایت موجود ہے۔ اور 30 صحابہؓ سے ثبت ہے
- حدیث 2491 ساکت عن الاستسعاء ہے اور حدیث 2492 ناطق عن الاستسعاء ہے

جواب: 1) إذا جاز التضمین جاز الاستسعاء بہ طریق أولی (ذکر المنصوص وھو التضمین)

2) تضمین مابعد میں ذکر کیا گیا کیونکہ وہ خاص ہے۔

3) یہ تقسیم میں حصر نہیں ہے بلکہ تیسرا طریقہ اعتقاق بھی موجود ہے (جب مالدار ہو تب تاوان دے سکتا ہے)

بَابٌ: هَلْ يُقْرَعُ فِي القِسْمَةِ وَالِاسْتِهَامِ فِيهِ(ص339)(حدیث:2493)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر سب مستحقین ہیں تو پھر قرع ڈالے تا کہ سب خوش رہے اور جھگڑا نہ ہو
- یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے اسلئے کہ اس زمانے میں ایسا جہاز کا تصور نہیں تھا لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی اسکی مثال دی (اللہ اکبر)
- اگر اوپر والوں نے نیچے والوں کے ہاتھ کو پکڑ لیا تو سب نجات پائیں گے۔ (تو اتحاد میں نجات ہے نہ کہ تفریق میں)

بَابُ شَرِكَةِ اليَتِيمِ وَأَهْلِ المِيرَاثِ(حدیث:2494)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یتیم کے مال میں مشارکت جائز ہے جب کہ مصلحت اور فائدہ ہو
- حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر یتیمہ جمیلہ ہو تو نکاح کے وقت مہر پورا پورا ادا کرو
  اور اگر یتیمہ جمیلہ نہ ہو تو انکو روکو مت انکے مال کی وجہ سے
- صداق: اسلئے کہتے کہ آدمی بیوی کو مہر صدق دل سے دیتا ہے۔
- یہاں عبارت معمہ ہے لیکن یہی حدیث ص387 پر آئی ہے اور عبارت بالکل ٹھیک ہے۔
- آسان توجیہ: ھی رغبۃ أحدکم عن یتیمتہ التی تکون فی حجرہ حین تکون قلیلۃ المال والجمال من أجل رغبتھن عنھن (فانکحوا ما طاب لکم من النساء)۔

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الأَرَضِينَ وَغَيْرِهَا(حدیث:2495)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تردید ہے ان لوگوں کی جو کہتے کہ صغیر کو تقسیم نہ کرو بلکہ کبیر کی تقسیم کرو۔

بَابُ إِذَا اقْتَسَمَ الشُّرَكَاءُ الدُّورَ وَغَيْرَهَا، فَلَيْسَ لَهُمْ رُجُوعٌ وَلاَ شُفْعَةٌ(حدیث:2496)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر ہم نے مکان کو تقسیم کیا، پھر ان میں سے ایک کہے کہ میں نے رجوع کیا، یہ جائز ہے اور شعفہ نہیں ہوگا اسمیں
- لاشفعۃ یعنی صرف تقسیم کرنے کی وجہ سے شفعہ نہیں
- اگر کوئی کہے کہ تقسیم میں معاوضہ کا معنی ہے جیسے ہدایہ میں، میں نے پڑھا ہے تو جواب: یہ تقسیم نہیں بلکہ افراز ہے، کوئی معاوضہ نہیں ہے کہ اس پر شفعہ کا دعوی کرنا ممکن ہو۔

بَابُ الِاشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَمَا يَكُونُ فِيهِ الصَّرْفُ(حدیث:2497)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مختلف النوع چیزوں میں شرکت صحیح ہے یا نہیں؟
- لا یصح إلا یہ ہے کہ ایک نصف ذھب کو بیچے نصف فضۃ کے بدلے میں
- بعض مفتی نے آج کل جواز کا فتوی دیا ہے اسلئے کہ آج کل لوگ کرتے ہیں تو عرف میں داخل ہو گئے۔
- فؒ: اسمیں اتفاق صفت ہونا چاہئے (یعنی ردی ہو یا جید)
- سفیان ثوریؒ کا مذہب لیا ترجمۃ الباب میں۔

بَابُ مُشَارَكَةِ الذِّمِّيِّ وَالمُشْرِكِينَ فِي المُزَارَعَةِ(حدیث:2498-2499)

- ذمی اور مستأمنین غیر حربی کی شرکت جائز ہے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: کؒ کی تردید جو کہتے کہ یہ شرکت اس وقت جائز ہے جبکہ موقوف علیہ ہو اور اصل مسلمان ہو اور مشرک بت کی طرح رہے، لیکن مصنفؒ نے جائز کہا۔
- ذؒ: ناجائز ہے کہ غیر مسلم کو شریک کرے: قد یمکن أن یتجرز فیما لا یتجر المسلم یعنی ممکن ہے کہ وہ ناجائز چیز خرید لے (ڈبل خ یعنی خمر وخنزیر)

بَابُ قِسْمَةِ الغَنَمِ وَالعَدْلِ فِيهَا(حدیث:2500)

- تخمینے سے تقسیم کر سکتے لیکن اگر کوئی کہے کہ مجھے اشکال ہے تو پھر بالقیمۃ کر لے
- عقودؒ: ایک سال سے کم (4 مہینے کا ہو یا زیادہ)

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ(حدیث:2501-2502)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: شرکت فی الطعام جائز نہیں ہے، ہاں کؒ کے نزدیک جائز ہے۔ اور مصنفؒ نے انہی کا قول لیا۔
- اور یہ کہے کہ میرے نصف کو بیچ دیتا ہوں آپکے نصف کے ساتھ
- مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے کؒ کے قول پر فتوی دیا ہے کہ جائز ہے۔
- راحلۃ: اونٹ مع بوجھ وسامان

بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّقِيقِ(حدیث:2503-2504)

- جائز ہے اگرچہ کبھی جھگڑا ہو گا
- ایک دن آپکے لئے خدمت ہے لیکن اتنا تھکا دیا کہ دوسرے دن خدمت نہیں کر سکا شریک کے پاس تو جھگڑا ہو گا۔

بَابُ الِاشْتِرَاكِ فِي الهَدْيِ وَالبُدْنِ، وَإِذَا أَشْرَكَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي هَدْيِهِ بَعْدَ مَا أَهْدَى(حدیث:2505-2506)

- نفل قربانی میں دوسرے کو شریک نہیں کر سکتے اسلئے کہ وہ نذر کی طرح ہے اور جہاں نفل قربانی میں شرکت ہو تو مراد فی الثواب یا شرکۃ لغوی۔ اور اگر واجب قربانی ہو تو شرکت صحیح ہے اگر پہلے سے نیت ہے ورنہ بغیر نیت کے کراہت ہو گی لیکن شرکت متحقق ہو گی

بَابُ مَنْ عَدَلَ عَشْرًا مِنَ الغَنَمِ بِجَزُورٍ فِي القَسْمِ(حدیث:2507)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر تقسیم کرتے تو ایک اونٹ 10 غنم کے برابر ہے اور یہ مت سوچو کہ قربانی میں ایک اونٹ کے 7 بکری ہونگے، تو معلوم ہوا کہ تقسیم اور قربانی میں حصوں کا فرق ہے۔
- براعۃ الاختتام: 1) نخاف أن نلقی العدو: موت کا خوف ہے 2) أرِن: عجل ذبحها 3) ما انھر الدم

48 – كِتَاب الرَّهْنِ(حدیث:2508-2515)

بَابُ الرَّهْنِ فِي الحَضَرِ(حدیث:2508)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:داؤد ظاہری کی تردید ہے کہ رھن سفر میں ہے؛ وإن کنتم علی سفر قید اتفاقی ہے اسلئے کہ اکثر سفر میں رھن کی ضرورت؛ رھن:ثبوت اور مقصد:دین پکا ہو جائے
- الحالۃ الراھنۃ:الحالۃ الثابتۃ الموجودۃ؛ اصطلاح:1)جعل الشيء محبوسًا بالدین؛ 2)توثیق الدین بالعین
- یہودی کا نام شحمہ تھا

بَابُ مَنْ رَهَنَ دِرْعَهُ(حدیث:2509)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:جو اسلحہ دفاع کے لئے غیر مسلم کے پاس رکھ سکتے جب کہ امن ہو۔

بَابُ رَهْنِ السِّلاَحِ(ص341)(حدیث:2510)

- سلاح:حملہ کرنے کے لئے؛ درعٌ:دفاع کے لئے(ڈھال)
- رھن:1)جامد؛ 2)رھن سیال:آج کل علماء جائز کہتے مثلاً راھن اپنی گاڑی چلائے فائدہ اٹھائے لیکن کاغذ مرتھن کے پاس ہے تو شيء مرھون بطور عاریت راھن کے پاس ہو گا۔

بَابٌ: الرَّهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَحْلُوبٌ(حدیث:2511-2512)

- ذؒ:فائدہ اٹھانا جائز ہے اور خرچہ دے دے؛ ذؒ:مرتھن رہن سے فائدہ اٹھا سکتا ہے رکوبًا وحلبًا کما فی الحدیث
- ائمہ ثلاثہ:مرتھن فائدہ نہیں اٹھا سکتے إلا بقدر النفقۃ اسلئے کہ کل نفقۃ أو دین جرّ نفعًا فھو ربو
- ھدایہ میں ہے کہ نفع اٹھا سکتے ہے تو شرائط بھی ہیں:1)إذا کان غیر معروف؛ 2)بقدر النفقۃ؛ 3)بإذن الراھن۔
- الرھن یرکب بنفقتہ ویشرب لبن الدر إذا کان مرھونا: جواب:1)ھذا کان قبل تحریم الربو؛
  2)ھذا من قبیل المنیحۃ یعنی میں تم کو بکری دی دو نگار ھن میں اور تم دودھ نکالتے رہو۔
  3)إذا لم ینفق الراھن تو مرتھن خرچ کرے اور اسکے بقدر فائدہ اٹھائے
  4)یہ بطور اجارہ ہے جبکہ راھن خرچہ نہ دے تو مرتھن کرایہ پر دے تاکہ خرچ کرے اس پر
  5)یہ بطور عاریت یعنی مرتھن نے راھن کو بطور عاریت دیا
  6)یہ منسوخ ہے،اور اس سے معلوم ہوا کہ دائن فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور ناسخ وہ روایت ہے:کل دین جر نفعًا فھو ربو
- حدیث میں ہے:لا یغلق الرھن...............لہ غنمہ وعلیہ غرمہ

بَابُ الرَّهْنِ عِنْدَ اليَهُودِ وَغَيْرِهِمْ(حدیث:2513)

بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالمُرْتَهِنُ وَنَحْوُهُ، فَالْبَيِّنَةُ عَلَى المُدَّعِي، وَاليَمِينُ عَلَى المُدَّعَى عَلَيْهِ(ص342)(حدیث:2514-2515)

- حاشیہ نمبر ایک پڑھے؛ - مدعی راھن ہے اور مرتھن مدعی علیہ ہے اور منکر زیادت کا قول معتبر ہے مع الیمین
- شاھداک:مدعی کے لئے گواہ ورنہ یمینہ:یعنی مدعی علیہ؛ - براعۃ الاختتام:لقی اللہ

49 – كِتَاب العِتْقِ(حدیث:2517-2559)

بَابٌ فِي العِتْقِ وَفَضْلِهِ(ص342)(حدیث:2517)

- عتق: قوت فی المحل؛ رقٌّ: ضعف فی المحل
- حؒ: إزالۃ الملک؛ سمؒ: اثبات الحریۃ
- ثمرۃ الاختلاف: اگر ایک نے پہلے آزاد کیا اور دوسرے نے تضمین کی یا استسعاء کروایا تو امام حؒ کے نزدیک ولاء دونوں کے لئے ہے کیونکہ ازالۃ الملک دونوں نے کیا ہے اور سمؒ کے نزدیک تضمین کی صورت میں للأول منھما ولاء ہوگا۔
- عتق الفرجُ: إذا طار؛ عقبۃ: مشکل راستہ پر آدمی چڑھ جائے اور پھل ملے
- فک رقبۃ: مکاتب کی مدد کرنا، اسمیں بھی داخل ہے
- اس وجہ سے بہتر ہے کہ مرد مرد کو آزاد کرے تا کہ اعضاء کی برابری ہو۔

بَابٌ: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ(حدیث:2518)

- أی اعتاق الرقاب أفضل؟
- بعض کہتے کہ مرد کہ وہ قاضی یا امام یا بڑی شخصیت بنے گی۔
- بعض کہتے کہ ماں اسلئے کہ بچے کی حریت وعبدیت ماں پر موقوف ہے۔
- رقبہ میں دو آزاد کرنا بہتر کہ دو فیملی بن جائے اور قربانی میں 2 کے مقابلے میں ایک اچھی قربانی بہتر ہے اور گوشت کی عمدگی مقصود ہے
- ابن حجرؒ: یہ قاعدہ صحیح نہیں اسلئے کہ بعض مرتبہ 2 قربانی اسلئے کی جاتی کہ زیادہ غریب کو کھلا سکتے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ العَتَاقَةِ فِي الكُسُوفِ أَوِ الآيَاتِ(حدیث:2519-2520)

- اعتاق: دافع البلیات ہے، جب کسوف یا کوئی اور آیات اللہ کی طرف تو اعتاق کرنا چاہیئے

بَابُ إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ، أَوْ أَمَةً بَيْنَ الشُّرَكَاءِ(حدیث:2521-2522-2523-2524-2525)

- فماذا حکمہ؟ تو جواب حدیث میں ہے: استسعی یا تضمین (جب مالدار) یا معاف کرے (اعتاق)
- حؒ: اعتاق متجزی ہے اسلئے کہ ایک نے آزاد کیا اور دوسرے نے بھی تو ولاء وغیرہ دونوں کے لئے
- سمؒ: اعتاق متجزی نہیں ہے تو ولاء للأول
- ایک نے نصف کو آزاد کیا فیعتق الکلُّ عندھما لا عند حؒ۔
- ائمہ ثلاث: اعتاق متجزی ہے فی حالۃ الفقر وفی حالۃ الیُسر: لا۔
- اسحاق بن راھویہ کی تردید ہے کہ یہ خاص عبد کے لئے
- فؒ سمؒ: اگر معتق مالدار ہے اور اگر موسر ہے فقد عتق ما عتق

بَابُ إِذَا أَعْتَقَ نَصِيبًا فِي عَبْدٍ، وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ، اسْتُسْعِيَ العَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ، عَلَى نَحْوِ الكِتَابَةِ(ص343)(حدیث:2526-2527)

- حؒ کے موافق اور ائمہ ثلاث کی تردید ہے۔
- دوسرا شریک یا آزاد کرے یا استسعی کرائے۔
- حدیث میں استسعی کا ذکر ہے جس وقت معتق فقیر ہے لیکن حؒ کے نزدیک جب غنی بھی ہے تب بھی استسعی ہے
- حؒ: فقد عتق منہ ما عتق: 1) فی الحال؛ 2) قبل الاستسعی ویُعتق الکل بعدُ

بَابُ الخَطَإِ وَالنِّسْيَانِ فِي العَتَاقَةِ وَالطَّلاَقِ وَنَحْوِهِ، وَلاَ عَتَاقَةَ إِلَّا لِوَجْهِ اللَّهِ(حدیث:2528-2529)

- ائمہ ثلاث: طلاق اور اِعتاق الخاطی والناسی واقع؛ دؒ: واقع نہیں
- علامہ شامی (حامدیہ کے حوالے سے) دیانۃً نہ ہوگی یعنی اگر بیوی متفق ہے
- اعتقتُ لوجہ اللہ تو عتق ہوگا اسلئے کہ عتق کا رکن اور لفظ پایا گیا، اسی طرح لوجہ الشیطان اگر کہا، تب بھی آزاد
- ہمارا کلام لفظ میں ہے نہ کہ وسوسہ میں، ہمارا کلام "کلام" میں ہے نہ کہ وسوسہ میں۔
- جب عزم کرے تو اس پر گناہ ہے (ایک قول کے مطابق): اِن الذین یحبون اَن تشیع الفاحشۃ
- اصل یہ ہے کہ عزم پر بھی گناہ نہیں، وھذا من معاصی القلوب۔

بَابُ إِذَا قَالَ رَجُلٌ لِعَبْدِهِ: هُوَ لِلَّهِ، وَنَوَى العِتْقَ، وَالإِشْهَادِ فِي العِتْقِ(حدیث:2530-2531-2532)

- عتق میں اِشہاد مستحب، اگر للہ تو اللہ کے لئے اور اگر لغیر اللہ تو محرمات اللہ میں سے ہوگا جو کہ حلال نہیں ہوتے
- محللات جیسے سائبہ کو مالک کی اجازت سے ذبح کرے تو حلال ہوسکتے اور ما اُھل لغیر اللہ کو ذبح کرنے سے حلال نہیں۔

بَابُ أُمِّ الوَلَدِ(ص344)(حدیث:2533)

- جابرؓ: کنا نبیع اُم الولد فی عھد النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بعد میں عمرؓ نے منع فرمایا۔
- ماریۃ قبطیہ: اعتقھا ولدُھا
- حدیث: من وطیٔ اَمۃً ولدت منہ فھی معتقۃٌ عن دبرٍ منہ
- جس روایت میں ام ولدہ کی بیع مذکور وہ کہتے کہ منسوخ
- مفتی صاحب کا خیال: منسوخ کی ضرورت نہیں بلکہ ام ولدہ لغوی مراد یعنی جبکہ شوہر سے بچہ پیدا ہو تو ام ولدہ تو ہے مالک کے لئے نہیں، تو مالک اسکو بیچ سکتے۔
- اَن تلد الاَمۃ ربتھا: 1) باندی اپنے مالکہ کا مالک بنے گی، تو جواز بیع کی طرف اشارہ ہے
  2) ناجائز ہونے کی طرف اشارہ اسلئے کہ قیامت کے قریب ناجائز ہونے لگے گی
- من اشراط الساعۃ: تو شریعت نے اسکو مقام مذمت میں بیان کیا۔

بَابُ بَيْعِ المُدَبَّرِ (حدیث:2534)

- کتاب البیوع میں گزر گیا من حیث البیع اور یہاں من حیث العلام
- ک ذ: مرفوعًا مروی ہے اور اگر کہے کہ سند میں عبیدہ بن حسان ہے تو موقوفًا
- علی ابن عمرؓ صحیح اور ابن عمرؓ نے اسکی بیع پر پابندی لگائی گئی۔

بَابُ بَيْعِ الوَلاَءِ وَهِبَتِهِ (حدیث:2535-2536)

- حق المیراث کی بیع یا ہبہ کرنا لا یجوز
- الولاء لحمۃٌ (رشتہ) کلحمۃ النسب لایُباع ولا یوھبُ
- والولاء لمن اعتق الورق میں 'لمن' میں لام تخصیص کے لئے؛ احناف: حرھا اور اسکو اختیار تھا۔
- اور شوہر کا نام مغیث
- سوال: ایک لڑکی کے پیچھے رونا صحابی کے لئے؟ انکی شان کے مناسب نہیں!

جواب: اس نسبت پر رو رہے تھے جو تعلق ہے بریرۃؓ کا بیت النبوۃ سے۔

بَابُ إِذَا أُسِرَ أَخُو الرَّجُلِ، أَوْ عَمُّهُ، هَلْ يُفَادَى إِذَا كَانَ مُشْرِكًا (حدیث:2537)

- اِشارۃ اِلی ھذہ المسئلۃ: کہ کون کسی پر آزاد ہے؟
- داؤد ظاہری: لایعتق اَحدٌ علی اَحدٍ؛ ف ک: اصول فروع پر آزاد ہوتے۔
- احناف: من ملک ذا رحمٍ محرمٍ عتق علیہ
- روایات میں مذکور کہ ایک اوقیہ سونا متعین تھا ایک اسیر کے بدلے اور ایک اوقیہ سونا: 20 اوقیہ: 4000 درہم: 400 دینار
- اگر کسی کے پاس اتنا نہیں تھا کہ کتابت سکھائے بچوں کو ورنہ مفت میں آزاد کرتے۔
- عباسؓ کے بدلے : 100 اوقیہ دیا گیا: اپنے لئے (20) عقیل کی طرف (20)، نوفل (20)؛ عقبہ بن عمرو (20) اور بدر میں اور بدر میں جو اونٹ ذبح کیا (20): 100
- تو عباسؓ نے کہا کیا آپ مجھ سے یہ کروانا چاہتے کہ میں ہر ایک سے ہاتھ پھیلاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا آپ وہ دینار و دراھم استعمال کرو جو آپ جاتے ہوئے ام فضل کے پاس چھوڑا تھا تو کہنے لگے کہ واقعۃً آپ سچے نبی ہیں
- قل لمن فی اَیدیکم من الاَسری................ اللہ نے مجھے 20 غلام جو ہر ایک 20 اوقیہ کماتے اور سقایۃ الحاج دیا۔
- اسی لئے خطبہ میں کہتے اللھم اغفر للعباس وولدہ مغفرۃً ظاہرۃً
- اس حدیث سے معلوم ہو کہ عقیل وغیرہ علیؓ کے حصے کی وجہ سے آزاد نہ ہوئے
- بعض جواب دیتے کہ ملکیت اس وقت ثابت جب تقسیم ہو جائے اور یہاں فدیہ لیا گیا تقسیم سے پہلے
- جب آپ ﷺ نے جاہلیت کے قصاص ساقط کیا تو سب سے پہلے اپنے رشتہ دار سے معاف کیا اور زیادہ فدیہ اپنے خاندان عباسؓ سے لیا گیا۔

بَابُ عِتْقِ المُشْرِكِ(حديث:2538)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کون المشرک معتقًا ومعتقًا؛ روایات میں آتا ہے کہ 100 غلاموں کو وقف کیا۔

بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ العَرَبِ رَقِيقًا، فَوَهَبَ وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدَى وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ(ص345)(حدیث:2539-2540-2541-2542-2543)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلافی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے: عرب کو پکڑ لیا جائے تو رقیق بن سکتے؟
ح: نہیں بن سکتے اسلئے کہ "إما یسلمون وإما یقتلون" اور دیگر ائمہ: بن سکتے
- لارقّ علی عربی؛ ابن عباسؓ: لایسترق ولو عرب من أمتہ
- حدیث: لایقبل من مشرکی عرب إلا القتل أو الاسلام
- حدیث: لو کان ثابتًا علی أحد الرق الیوم
- جمہور اور مصنفؒ: عرب رقیق بن سکتا ہے۔
- جب عربی نکاح کرے ولد غیر کے ساتھ تو بچہ حرّ ہے؛ لایجوز استر قاقھم علی
- حدیث الباب کا جواب: احناف کہتے ہیں کہ ہم نے کب انکار کیا کہ عرب رقیق نہیں بن سکتے بلکہ ہم کہتے ہین کہ ان کو رقیق باقی نہیں رکھا جائے گا یا تو اسلام لائے یا قتل ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَدَّبَ جَارِيَتَهُ وَعَلَّمَهَا(ص346)(حدیث:2544)

- سوال: یہاں اعتاق اور غلاموں کی بات چل رہی تھی تو یہ درمیان مین کیسے آگیا؟
جواب: باندی کا تعلق ہے غلام سے اور یہاں مذکور ہے کہ تأدیب کرے، پھر آزاد کرے اور شادی کرے تو واہ واہ
- تأدیب: افعال جمیلہ ودجلیلہ سکھانا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «العَبِيدُ إِخْوَانُكُمْ فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ»(حدیث:2545)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر اعتاق نہیں کرسکتے تو یہ کرو جو حدیث میں بیان کیا گیا۔

بَابُ العَبْدِ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ سَيِّدَهُ(حدیث:2546-2547-2548-2549)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: باہمی احسان: مالک غلام کی مدد کرے اور غلام مالک کی مدد کرے تو ڈبل اجر ہو گا

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ، وَقَوْلِهِ: عَبْدِي أَوْ أَمَتِي(حدیث:2550-2551-2552-2553-2554-2556)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر غلام کو آزاد نہیں کرسکتے، حسن سلوک نہیں کرسکتے، تو کم از کم اتنا کرو کہ ان پر تفاخر نہ کور
- سید کا لفظ استعمال کرسکتے: حسنؓ کے بارے میں آتا ہے کہ إن ابنی ھذا سیّدٌ

- حدیث: أنا سید ولد آدم
- ابن مسعودؓ سے بھی مروی ہے سید کا لفظ اور سھل بن حنیف، دونوں نے آپ ﷺ کے لئے سید کا لفظ کہا۔
- مدخل میں ابن امیر الحاج: قوموا إلی سیدکم فرمایا کیونکہ انکو سواری سے اتارنا تھا اور وہ زخمی تھے
- بعض: دونوں وجوہات تھیں: قوموا فرمایا کہ انکو سواری سے اتارو اور "إلی سیدکم" فرمایا کہ وہ اپنی قوم کے سردار ہیں۔
- کسی کے لئے کھڑا ہونے کا کیا حکم ہے؟

1) اگر فارس والے کی طرح ہو کہ سب کھڑے ہو اور وہ بیٹھا ہو تو یہ جائز نہیں

2) اگر وہ قیام پسند کرتا ہو کہ اسکے لئے کھڑا ہو جائے تو یہ مکروہ ہے۔ اگر کوئی سفر سے آیا ہو

3) اگر تعظیم کے لئے ہو تو بعض کے نزدیک کھڑا ہونا چاہئے اور بعض کہتے کہ نہیں تو کبھی کھڑے ہونے کی گنجائش ہے

4) مہمان آئے تو انکے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے

5) جب اکرام کے لئے کھڑے ہو جانا ہو اور کسی کا آنا بار بار ہو تو اسکے لئے کھڑا نہ ہو جائے اسلئے کہ حدیث میں ہے کہ صحابہؓ کو آپ ﷺ سے نتہاء محبت تھی لیکن کھڑے نہیں ہوتے تھے

- کھڑے ہونے کے دلائل: 1) قوموا إلی سیدکم

2) حضرت طلحہؓ کعب بن مالکؓ کے لئے کھڑے ہوئے تھے (لمبی حدیث ریاض الصالحین کے شروع میں باب التوبۃ)

3) فاطمہؓ جب آپ ﷺ آتے تو کھڑی ہو جاتی

4) آپ ﷺ بیٹھے تھے تو ام رضاعی آئی، پھر ابن رضاعی، پھر اخی رضاعی آئے تو کھڑے ہوئے تھے لیکن اس پر اشکال ہے کہ جگہ کی تنگی کی وجہ سے کھڑے ہوئے تھے۔

بَابُ إِذَا أَتَاهُ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ(ص347)(حدیث:2557)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: غلام ہو یا خادم ہو جب کھانا پکایا تو اپنے ساتھ بٹھادو

بَابٌ: العَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ(حدیث:2558)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: عبد کو چاہئے کہ اپنے مولی کے مال کی حفاظت کرے اور اسمیں تصرف نہ کرے۔

بَابُ إِذَا ضَرَبَ العَبْدَ فَلْيَجْتَنِبِ الوَجْهَ(حدیث:2559)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر تادیب کی ضرورت ہو تو حدود شرعی کی رعایت کرے (چہرے وغیرہ پر نہ مارے)
- ابن سحان: عبد اللہ بن زیاد
- براعۃ الاختتام: ضرب کبھی یؤدی إلی الموت؛ مقبری؛ قاتل احدکم؛ ابن حرب

50 – كتاب المكاتب(حديث:2560-2565)

بَابُ المُكَاتِبِ، وَنُجُومِهِ فِي كُلِّ سَنَةٍ نَجْمٌ(حديث:2560)

- کتابۃ: إعتاق علی عوض معلوم بصفۃ معلومۃ
- فیؒ: کتابت میں تاجیل ضروری ہے؛ احناف: فی الفور بھی ممکن؛ ذٌ: مکاتب کی بیع جائز ہے؛
- احناف وشوافع: جائز بشرط الإذن اوبشرط التعجیز
- کتابۃ: خلاف قیاس، موافق للنص: اسلئے کہ مکاتب کے پاس جو مال آتا ہے تو مولی کا ہونا چاہئے
- فیؒ: کتابۃ کا معنی ملانا ہے؛ احناف: لکھنے کے معنے میں اسلئے کہ ہر مہینے کو لوگ قسطیں لکھتے
- نجوم: ای أقساط اسلئے کہتے تھے کہ فلاں ستارے طلوع ہو جائے تو اتنے دے دے۔
- ظاہریہ: اگر مطالبہ کرے کتابت کا تو واجب ہے؛ ائمہ اربعہ: مستحب
- ایک اوقیہ: 40درہم
- اشکال: یہاں خمسۃ أواقی اور ایک روایت میں 9اوقیہ
- جواب: 1) 9 تھے جسمیں سے 4ادا کئے اور 5باقی (لایصح)5،6سطر کے بعد لم تکن قضت منھا شیءٌ،(ص348)
  2) 9اوقیہ جسمیں 5کا ٹائم آچکا
  3) کل 9اور انکے پاس 4کا انتظام تھا اور 5کا نہ تھا۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ المُكَاتَبِ، وَمَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ(حديث:2565-2562)

- جو شرط مفضی إلی المنازعۃ، تو شرط فاسد اور جو شرط مفضی إلی خلاف کتاب اللہ فھو باطل۔

بَابُ اسْتِعَانَةِ المُكَاتَبِ وَسُؤَالِهِ النَّاسَ(حديث:2563)

- ھذا السؤال بمنزلۃ الحیاۃ اسی لئے سوال جائز
- لا تُرسلوا کلًّا علی الناس: محمول استحباب پر اور یہ روایت معضل (2راوی مسلسل محذوف) یا پھر مرسل روایت ہے۔

بَابُ بَيْعِ المُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ(حديث:2564)

- ھدایہ میں لکھا کہ وہ راضی تو 2روایت: 1) جائز؛ 2) لا یجوز لیکن فتوی جواز پر اسلئے کہ تعجیز یا اذن ایک ہے
- اگر مر جائے اور اتنے سال اسکے پاس ہے تو یموت حُرًّا اور فیؒ: یموتُ عبدًا اور مال اسکے مولی کے لئے۔
- جو وعدہ قبل العقد تو فقہاء اسکو شرط تسلیم کرتے لیکن یہاں معلوم ہوا کہ شرط نہیں۔

بَابُ إِذَا قَالَ المُكَاتَبُ: اشْتَرِنِي وَأَعْتِقْنِي، فَاشْتَرَاهُ لِذَلِكَ(ص349)(حديث:2565)

- فھذا یجوز؛ ترجمۃ الباب کا مقصد: بیع ایک شرط کے ساتھ جائز؛ احناف: شرط نہیں ہے وعدہ ہے اور اگر شرط فاسد تھی تو برداشت کیا جائے گا تاکہ لوگوں کو پتہ چلے
- براعۃ الاختتام: 1) کنت غلامًا لعتبۃ............فمات؛ ولاء: حق المیراث بعد الموت

51 - كِتَابُ الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا(حدیث:2566-2636)

(حدیث:2566-2567)

- الھبۃ:1)التملیک بلا عوض؛ 2)تملیک العین بلا عوض
- لغۃً:ایصال النفع أو الشيء إلی الغیر
- 1)حق کو ساقط کردے تو ابراء ہے اور 2)ثواب آخرت کے لئے دے تو صدقہ ہے 3)اور اگر نسبت بعد الموت کی ہے تو وصیت ہے 4)اور اگر بطور اکرام ہے تو ھدیہ؛ 5)قیمتی چیز دے تو تحفہ ہے اور 6)اگر تملیک العین ہو تو ھبہ ہے۔
- نساء المسلمات:اضافۃ العام إلی الخاص زیادہ مفید نہیں سوائے کہ:
1)نساء الأنفس المسلمات تو اضافۃ الخاص
2)نساء الجماعات المسلمات؛ یا 3)فواضل المسلمات

بَابُ القَلِيلِ مِنَ الهِبَةِ(ص349)(حدیث:2568)

- قلیل ھبہ کو واپس نہ کرو اور اسکو معمولی نہ سمجھو۔

بَابُ مَنِ اسْتَوْهَبَ مِنْ أَصْحَابِهِ شَيْئًا(حدیث:2569-2570)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:یہ سوال کرنا جائز ہے اور یہ مذمت کی بات نہیں اسلئے کہ ساتھیوں کے آپس میں بے تکلفی ہوتی ہے۔
- تو کوئی چیز ہو یا منفعت ہو جائز ہے إذا کان بطیب القلب وبطیب الخاطر
- ارسل إلی امرأۃ من المھاجرین:اور ایک روایت میں ہے کہ من الأنصاریۃ تھی!؟
تطبیق:1)انصاریہ تھی اور انکے شوہر مھاجر تھے
2)انصاریہ تھی لیکن مھاجرین کے محلے میں رہتی تھی
3)انصاریہ تھی لیکن مھاجرین کے ساتھ معاہدہ تھا(حِلفًا)

بَابُ مَنِ اسْتَسْقَى(حدیث:2571)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:یہ جائز ہے اسلئے کہ اسمیں بے تکلفی ہے اور یہ نہیں ہے کہ دوسرے کو خادم بنایا بلکہ خوشی اور عزت کا مقام ہے۔

بَابُ قَبُولِ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ(حدیث:2572-2573)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:شکار کے ہدیہ کو قبول کرنا چاہئے اگرچہ فرمایا کہ شکار کرنے والے غافل ہوتے ہیں،تو مطلب یہ ہے کہ شکار کے پیچھے لگنا اس وقت جائز ہے جبکہ فرائض وواجبات سے غافل نہ کردے اور اسمیں حرج نہ ہو۔

بَابُ قَبُولِ الهَدِيَّةِ (حدیث:2574-2575-2576-2577-2578)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ہدیہ کو قبول کرنا حرص نہیں ہے اور قانون تو یہی ہے کہ ہدیہ کو قبول کرنا چاہئے اور جو حدیث میں ہے کہ:
- حدیث: واللہ لا أقبل بعد یومی ھذا ھدیۃ إلا أن یکون مھاجرًا أو انصاریًا او دوسیًّا، یہ اسلئے فرمایا کہ لوگ ہدیہ دے کر آپ ﷺ سے بدل کا انتظار کرتے تھے۔
- اَقِط: بکری کے پنیر، مطلب: بکری کے بچے کو خوب دودھ پلاتے اور پھر اسکو ذبح کرکے دودھ لے لیتے تو اسکو انفحہ کہتے، تو ذبح کے بعد جو دودھ پیٹ میں ہے اسکو میتۃ کے حکم میں شمار نہیں کرتے بلکہ اس سے مختلف چیزیں آج کل بناتے ہیں۔
- حؒ: پاک ہے سوکھا ہو یا تر؛ سمؒ: تر ہو تو جائز نہیں اور خشک ہو تو جائز ہے۔
- ضبّ: مکروہ اور ناجائز ہے احناف کے نزدیک؛ نھی رسول اللہ ﷺ عن الضب والضبع
- عائشہؓ کے پاس کسی نے بھیجا تھا تو آپ ﷺ نے کھانے سے منع فرمایا اور جب کسی کو دینا چاہا تو فرمایا کہ کیسے دے جب خود نہیں کھاتے
- اور یہ آیت بھی ہے: ویحرم علیھم الخبائث
- بعض کہتے کہ یہ قبل کراھیۃ التحریمیۃ (اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جسمیں آپ ﷺ کے دستر خوان پر کھایا گیا)
- محرم مقدم ہے محلل پر
- احناف کے نزدیک شوہر حرّ تھا یا حرّ پر قیاس کرلینا فقیر پر
- اسود کو یقین ہے کہ حر تھا، یا یہ ہے کہ جو اثبات حریت کے قائل ہیں وہ امر زائد کو کا اثبات کرتے، یا یہ کہ استصحاب حال کے ذریعہ سے یہ کہتے کہ حر تھا۔
- اشکال: جب تبدیل ملک کی وجہ سے تبدیل ماہیت ہو جاتی ہے تو پھر ام عطیہ کے واقعہ میں سوال کیوں کیا؟ اور اگر ام عطیہ کا واقعہ مقصود ہو تو بریرۃ کی حدیث میں دوبارہ سوال کیوں کیا؟

جواب: 1) ایک نفلی صدقہ تھا اور ایک واجب صدقہ تھا اسلئے دوبارہ پوچھا۔

2) ام عطیہ حرۃ تھی اور بریرۃؓ..........

3) بریرۃؓ کا واقعہ پہلے تھا، لیکن ام عطیہؓ کے واقعہ میں شک یہ تھا کہ میں نے دیا اور وہ چیز میرے پاس دوبارہ لے آئی اسلئے شک ہوا اور بریرۃؓ کے واقعہ میں وہ چیز کسی اور کے پاس گئی تھی۔

4) ممکن ہے کہ سائل الگ الگ تھے

بَابُ مَنْ أَهْدَى إِلَى صَاحِبِهِ وَتَحَرَّى بَعْضَ نِسَائِهِ دُونَ بَعْضٍ(ص351)(حدیث:2579)

- بعض مسائل: 1) اگر شوہر کسی بیوی کو کچھ دے تو دوسری کے یہاں پر بھی کچھ بھیجے، ہاں نوعیت اور صفت میں برابری نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ بیوی میں عدل فی المبیت ہے نہ کہ عدل فی الجماع
- آپ ﷺ نے فرمایا: اللھم ھذا قسمی فی ما أملک فلا تواخذنی فیما لا أملک
- آپ ﷺ ھدایا میں سب کو شریک کرتے تھے
- عائشہؓ کے 2210 مرویات ہیں۔

بَابُ مَا لاَ يُرَدُّ مِنَ الهَدِيَّةِ(حدیث:2580-2581-2582)

- ترمذی کی روایت ہے کہ تین چیزوں کو آدمی واپس نہ کرے:1)تکیہ؛2)دھن اور 3)لبن
- حدیث:من عرض علیہ طیبٌ فلا یردہ فإنہ خفیف المحمل طیب الرائحۃ
- بوٹل میں لے لے اور اگر ہاتھ پر رکھے تو مناسب رکھا جائے گا۔

بَابُ مَنْ رَأَى الهِبَةَ الغَائِبَةَ جَائِزَةً(حدیث:2583)

- ھبہ کا مطلب:موھب غائب یا موھب لہ غائب
- مصنفؒ کےؒ:ھبہ وصیت کی طرح اور اسمیں وصیت کی طرح احکام ہیں تو قبضہ ضروری نہیں
- ائمہ ثلاث:ضروری ہے؛ عمرؓ:لا تحل إلا لمن حازہ وجمعہ
- عمر بن عبد العزیز:أیما رجل نحل صاحبہ فلم یدفعہ.........فتلک النحلۃ باطلۃ
- عائشہؓ کو ابو بکرؓ نے 30 وسق کھجور دی لیکن چونکہ قبضہ نہیں کیا تو کہا کہ سب وارثین اسمیں شریک
- معلوم ہوا کہ تقسیم سے پہلے اور قبضہ سے پہلے رجوع کر سکتے۔
- جواب:1)لم یملکوا قبل القبض
2)ھذا ترک الملک،ھذا من قبل ترک التملک
3)قبضہ مالکانہ نہیں تھا بلکہ حافظانہ

بَابُ المُكَافَأَةِ فِي الهِبَةِ(ص352)(حدیث:2584-2585)

- کےؒ:وھبتُ لک طلبًا للثواب تو ذمہ پر ہو گا
- ھبہ فی شرط العوض فی حکم البیع

بَابُ الهِبَةِ لِلْوَلَدِ، وَإِذَا أَعْطَى بَعْضَ وَلَدِهِ شَيْئًا لَمْ يَجُزْ، حَتَّى يَعْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيُعْطِيَ الآخَرِينَ مِثْلَهُ، وَلاَ يُشْهَدُ عَلَيْهِ(حدیث:
2586)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:مختلف مسائل کا بیان:1)الھبۃ للولد جائزۃ
- آدمی جب ولد کو ھبہ کرتا ہے:1)ایک کو ھبہ کرنا تا کہ دوسرے کو ضرر ہو(مکروہ تحریمی وناجائز)
2)اسلئے کہ دوسرے کا کام چلتا ہے(خلاف اولی)
3)اسلئے کہ تبلیغ میں جاتا ہے(جائز)
4)اگر چہ بد معاش ہے اور دوسرے کو نہ دے(مکروہ تحریمی)اسکو بقدر النفقۃ دینا چاہیے۔
-موت کے بعد میں للذکر مثل حظ الأنثیین لیکن اگر زندگی میں برابر دینا ہو تو دے سکتے
-حؒ:رجوع فی الھبۃ:لا یجوز للوالد والولد ولا لذی رحم محرم

فؒ: یرجع الاصلول فقط؛ کؒ: یرجع الأبُ فقط؛ ائمہ ثلاث: رجوع ہو سکتا ہے

- اگر اجنبی رجوع کرے تو احناف کے نزدیک جائز ہے۔
- حؒ: بیوی سے رجوع نہیں اسلئے کہ مقصد صلہ رحمی ہے۔
- احناف کی دلیل: حدیث: من وھب ھبۃً فھو أحق بھا۔
- الواھب أحق بھبتہ
- رجوع کے موانع: " دمع خزق " زیادت، موت، عوض، خروج عن الملک، زوجیت، قرابت
- عمرؓ: جسنے ذی رحم محرم کو ھبہ کیا تو فلیس لہ أن یرجع (موصولاً و موقوفاً مروی)
- بعض اولاد کو دینا اور بعض نہیں تو مکروہ ہے اِلا یہ کہ استحباب والی صورت ہو
- جب دے گا تو انصاف کے ساتھ
- گواہ بنانا ضروری نہیں ہے ھبہ کے وقت
- عام لوگ رجوع فی الھبۃ کر سکتے
- یہ روایت نعمان بن بشیرؓ سے مروی جسمیں زبردست اضطراب ہے: 1) قبل الھبۃ أو بعد الھبۃ

2) موھوب غلام تھا یا حدیقۃ

3) نعمان بن بشیر بچہ تھا یا ماں نفاس میں تھی یا 2 سال کا تھا یا باپ اٹھا کر آیا یا انگلی پکڑ کر

-اور یہی روایت جابرؓ سے مروی مسلم میں: 19 - (1624) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِيرٍ: انْحَلِ ابْنِي غُلَامَكَ وَأَشْهِدْ لِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِي أَنْ أَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامِي، وَقَالَتْ: أَشْهِدْ لِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «أَلَهُ إِخْوَةٌ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «أَفَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَ مَا أَعْطَيْتَهُ؟»، قَالَ: لَا، قَالَ: «فَلَيْسَ يَصْلُحُ هَذَا، وَإِنِّي لَا أَشْهَدُ إِلَّا عَلَى حَقٍّ».
یعنی عمل تو نافذ ہو گا لیکن بہتر نہیں

- رجوع بالقضاء ہو سکتا ہے لیکن مسلم کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ابھی تک نہیں دیا تھا۔

بَابُ الإِشْهَادِ فِي الهِبَةِ(حدیث:2587)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیوی کی حیثیت: زکوۃ دینا بیوی کو ممنوع ہے لیکن ھبہ کر سکتے ہیں
- ازواج مطہرات نے اپنی باری کو دیا تھا آپ ﷺ کے اختیار میں۔
- فؒ دؒ: لایرجع بالکل فی الھبۃ؛ حؒ: یرجع بالتراضی اور بقضاء القاضی
- کؒ: لایرجع اِلا ازداد العوض ولم یحصل
- ائمہ ثلاث: الرجوع حرام؛ احناف: فرق بین القبیح والباطل: کتے کا چاٹنا قبیح ہے لیکن مکلف نہیں تو باطل نہیں۔

بَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا(حدیث:2588-2589)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: لیث بن سعد کی تردید: شیءِ قلیل کو ھبہ کر سکتی؛ کؒ: 1/3 تک ھبہ کر سکتی

بَابُ هِبَةِ المَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا، إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ فَهُوَ جَائِزٌ، إِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيهَةً، فَإِذَا كَانَتْ سَفِيهَةً لَمْ يَجُزْ (ص353)(حدیث:2590-2591-2592-2593)

- اگر سفیھۃ ہے تو سمؒ کے مفتی بہ قول پر اس پر پابندی لگا سکتے۔
- فؒ: سفیہ کا تصرف جائز نہیں حتی فی العتاق؛ سمؒ: اعتاق کر سکتا ہے
- ہاں طلاق جائز اور نافذ ہے اسلئے کہ انکے نزدیک سفیہ رقیق کی طرح ہے
- پابندی قبل القضاء ہے مؒ کے نزدیک اور بعد القضاء عند سؒ۔

بَابُ بِمَنْ يُبْدَأُ بِالهَدِيَّةِ(حدیث:2594)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: القریب یقدَّم علی الغریب أو البعید

بَابُ مَنْ لَمْ يَقْبَلِ الهَدِيَّةَ لِعِلَّةٍ(حدیث:2595-2596-2597)

- رشوت: 1) المال المدفوع لیستحل بہ مالا یحل؛ 2) المال المدفوع لإحقاق الباطل أو لإبطال الحق
- عمال کو ھدایا دیتے تو بیت المال میں رکھا جائے گا إلا یہ کہ امام کی اجازت ہو اور فرض کام میں کمی نہیں۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ هِبَةً أَوْ وَعَدَ عِدَةً، ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَصِلَ إِلَيْهِ(حدیث:2598)

- امام بخاریؒ: قبضہ ضروری نہیں ھبہ میں، انفصال کافی ہے
- حؒ فؒ: قبضہ ضروری ہے؛ کؒ: تتمّ بالکلام
- إذا قبضها الرسول: اگر قاصد موھوب لہ کا ہے تو قبضہ ہو گا

  اگر واھب کی طرف سے قاصد ہو تو قبضہ نہیں ہو گا۔
- اگر زکوۃ کی رقم گُم ہوئی وکیل سے تب دوبارہ زکوۃ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابٌ: كَيْفَ يُقْبَضُ العَبْدُ وَالمَتَاعُ(ص354)(حدیث:2599)

- مصنفؒ: اگر میت نے وعدہ کیا تو نافذ کرنا لازم ہے
- ائمہ اربعہ: میت کا وعدہ واجب التنفیذ نہیں وارثین پر ہے چاہے کرے یا نہ کرے۔(یہ حلال یا حرام کا مسئلہ نہیں ہے)
- ترجمۃ الباب کا مقصد: سابقہ قبضہ لاحقہ قبضہ کے قائم مقام ہو گا
- احناف: 1) اگر دونوں قبضہ برابر ہے تو سابق لاحق کے قائم مقام ہو گا؛ 2) اور اگر سابقہ قبضہ امانت ہے اور لاحقہ قبضہ معاوضہ ہے تو قائم مقام نہیں ہو گا۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ هِبَةً فَقَبَضَهَا الآخَرُ وَلَمْ يَقُلْ قَبِلْتُ(حدیث:2600)

- جمہور: قبول کی ضرورت نہیں ہے؛ فؒ ذؒ: قبول کی ضرورت ہے۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلَى رَجُلٍ(حدیث:2601)

- تملیک الدین من المدیون یجوز بالاتفاق ومن غیر المدیون لایجوز عند الاحناف وعندفؒ قولان، ولکن ماذکر فی فتح القدیر أنہ یجوز عند الأحناف باِذن الدائن (ھدایہ ص118)

بَابُ هِبَةِ الوَاحِدِ لِلْجَمَاعَةِ(حدیث:2602)

- ایک آدمی پوری جماعت کو دے تو جائز ہے اور بر عکس بھی۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: ھبۃ المُشاع جائزۃ، اگر پوری جماعت کو ایک چیز دی جو قابل تقسیم ہے تو ہو جائے گی
- حؒ: ھبہ نہیں ہو گا جبتک تقسیم نہ کرے اور قبضہ نہ کرے۔
- شمس الأئمہ سرخسی: مُشاع میں الگ الگ کرنا ضروری نہیں، تو ھبۃ المُشاع جائزۃ ونافذۃ جب قبضہ ہو جائے۔
- حضرت کشمیریؒ: امام حؒ کا کہنا کہ ناجائز ہے بذاتہ نہیں ہے بلکہ جھگڑے کی وجہ سے اسلئے کہ ایک حصہ صحیح اور دوسرا حصہ کم درجے کا ہو گا تو سب اعلی درجے کا حصہ چاہیں گے، اسلئے شاہ صاحبؒ کہتے کہ اگر جھگڑا نہ ہو تو جائز ہے
- ابن ابی عتیق بن عبدالرحمن........
- عائشہؓ کی 2 حقیقی بہن: 1) اسماءؓ اور ام کلثومؓ اور بھتیجے: عبدالرحمن کے بیٹے۔
- قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن ابی عتیق کو کچھ نہیں ملا تو اسماءؓ نے ان دونوں کو زمین دی

جواب: احناف: 1) یہ وصیت تھی

2) یہ زمین اب دونوں کی ہو گئی اور تتمہ ہو گا جب تقسیم ہو گی (ھذا الاصح)

3) لم تستند إلی المرفوع (ھذا الاصح) اسلئے کہ امام حؒ سے یہ بات منقول ہے کہ اگر آپ ﷺ سے کوئی بات آئی تو علی الرأس والعین اور صحابہؓ سے تو اختیار کرتے اور تابعین سے تو ھم رجال ونحن رجال

-ولو کنت حززتیہ اور ابو بکرؓ کی ایک روایت ہے: فلو کنتِ حددتیہ

-عمر بن عبدالعزیزؒ: لا تحل إلا لمن أحاط بہ

بَابُ الهِبَةِ المَقْبُوضَةِ وَغَيْرِ المَقْبُوضَةِ، وَالمَقْسُومَةِ وَغَيْرِ المَقْسُومَةِ(حدیث:2603-2604-2605-2606)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کؒ کی موافقت: مقبوضہ وغیر المقبوضۃ اور المقسومۃ وغیر المقسومۃ میں حؒ کے اصل قول کے خلاف
- وقد وھب: 1) یہ دلیل نہیں بنتی اسلئے کہ یہ من قبیل الإعتاق ہے

2) اور پھر غلام مشاع نہیں ہو سکتا ہے

3) جس وقت غلام کو واپس کریں گے تو اپنے رشتہ دار کو دیا جائے گا (باپ آیا تو بیٹے کو حوالہ کر دیا)

-اور ھبۃالمشاع میں تقسیم کے بعد تام ہو جائے گا۔
-پہلی حدیث پھی: حسن القضاء ہے نہ ھبۃالمشاع (اسلئے کہ مزید دیا انکو بعد میں)
-افرزہ ثم الحقہ (زیادتی بعد میں ملی)
-ص355 : 63ھ میں یزید کے حملے کو یوم الحرۃ کہتے۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ جَمَاعَةٌ لِقَوْمٍ(ص355)(حدیث:2607)

- جماعۃ پوری ایک جماعت کو دے اور ھبۃالرجل جماعۃً گزر چکا
- جواب: 1) یہ تبعًا آیا، جاز لجماعۃ من الناس؛ 2) بعض نسخوں میں نہیں ہے؛ 3) وھب رجلٌ جماعۃً من الاَشیاء (من المملوکات)
- 1) جماعۃ من المجاھدین نے آپ ﷺ کو دیا اور آپ ﷺ نے لوگوں کو دیا

2) آپ ﷺ نے مجاھدین سے درخواست کی تو انہوں نے دے دی ھوازن کو جماعۃً من السبایا (اسمیں دونوں چیزیں آ گئیں)
اور مصنفؒ نے جو دلیل کے طور پر پیش کیا لم یُفْهم اسلئے کہ یہ من قبیل الإعتاق ہے اور آخر ایک ایک آدمی کے پاس پہنچ گیا

بَابُ مَنْ أُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ جُلَسَاؤُهُ، فَهُوَ أَحَقُّ(حدیث:2608-2609-2610)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کسی کو ہدیہ ملے اور مقصود سب کو شریک کرنا ہے تو سب کا حق ہے اور اگر مقصود ایک ہی آدمی تو صرف ایک آدمی ہی کے لئے ہو گا۔
- ابن عباسؓ کی روایت موقوفًا اور مرفوعًا مروی لیکن موقوفًا صحیح ہے۔
- ھارون الرشید نے سؒ کو ھدیہ پیش کی اور یحیی بن معین وغیرہ بیٹھے تھے تو کہا کہ ہم بھی شریک ہیں تو کہا کہ عجوہ میں شریک ہیں۔
- ایک سند میں مندل بن علی جو بہت ضعیف اور ابن جوزی: یہ روایت موضوعی ہے
- ایک سند میں عبد السلام بن عبد القدوس جو ضعیف ہے۔

بَابُ إِذَا وَهَبَ بَعِيرًا لِرَجُلٍ وَهُوَ رَاكِبُهُ فَهُوَ جَائِزٌ(ص356)(حدیث:2611)

- مستعیر کا قبضہ جو قبضہ سابق کافی ہے، نیا قبضہ کی ضرورت نہیں۔
- اس صورت میں کہ مستعیر کو موھوب لہ بنایا
- البیع یتم باِختمام الکلام من غیر حاجۃٍ إلی تفریق من المجلس

بَابُ هَدِيَّةِ مَا يُكْرَهُ لُبْسُهَا(حدیث:2612-2613-2614)

- یُکرہ کا مطلب حرام و ناجائز ہے۔
- جو چیز حرام ہے تو اسکا ھبہ کرنا ممنوع ہے لیکن جو چیز یُستعمل فی بعض الاوقات والاحوال تو دے سکتے اور جو چیزیں خود استعمال نہیں کر سکتے تو مشرک کو دے سکتے۔
- بیع قبل القبض ممکن نہیں لیکن غیر مسلم سے ممکن (مولانا ظفر احمد عثانی نے امداد الاحکام میں لکھا)

بَابُ قَبُولِ الهَدِيَّةِ مِنَ المُشْرِكِينَ(حدیث:2615-2616-2617-2618)

- مصنفؒ نے ایک جانب کو راجح کیا ورنہ دونوں قسم کی روایت ہے۔
- عامر بن مالک سے کہا آپ ﷺ نے: إنی لا أقبل ھدیۃ شرکٍ
- عیاض بن ممار نے آپ ﷺ کو ہدیہ دیا تو آپ ﷺ نے پوچھا: آپ مسلمان ہیں تو کہا نہیں: قال: إنی نُھیتُ عن زبد لمشرکین
- بعض نے تطبیق یوں دی: 1) ممانعت منسوخ ہے اور جواز ناسخ ہے

2) آپ ﷺ کے لئے لینا جائز اور دوسروں کے لئے نہیں

3) جو بطور موالات دے دے تو نہ لے اور بطور اکرام کے دے تو لے سکتے

4) مرجوُّ الإسلام سے لینا چاہئے اور غیر مرجو الإسلام سے نہیں

5) أھل کتاب سے لینا چاہئے ورنہ نہیں۔

6) تو اصل لینے اور نہ لینے میں مصلحت پر مبنی ہے۔

-وکتب لہ ببحرھم: یعنی جو بستی سمندر پر واقع ہے تم اسکے مالک ہو (ص 357 حاشیہ 3 دیکھے)

بَابُ الهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِينَ(ص 357)(حدیث:2619-2620)

- انکے ساتھ مؤاسات، مدارات اور معاملات کر سکتے
- ہاں مداہنت نہیں کر سکتے کہ اسکے فسق پر راضی ہونا لازم ہوگا یا یذل الدین لأجل الدنیا
- یہ من قبیل الھدیۃ یا مؤاسات کے قبیل سے
- موالات نہیں کر سکتے اور معاہدات کر سکتے۔

بَابٌ: لاَ يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْجِعَ فِي هِبَتِهِ وَصَدَقَتِهِ(حدیث:2621-2622-2623-2624)

- احناف اور کؒ کی تردید: ھبہ میں رجوع ممکن ہے قضاء یا تراضی کے ذریعہ سے؛ فَدُّ: یرجع فی ھبتہ
- قباحت تو ہے لیکن رجوع ہوگا یا نہیں؟ ظہار بہت بری چیز ہے لیکن حکم لگے گا کہ نہیں، یہ الگ بات ہے!

باب

1) ھذا الباب کالفصل مما قبلہ 2) عدم الرجوع فی الھبۃ ثابت من الصحابۃؓ

1) حقیقت حال کو ظاہر کرنے کے لئے ابن عمرؓ کو بلایا، گواہ نہیں تھے

2) دینا مستحق عطاء کو تھا اور ابن عمرؓ کی گواہی صرف تائید

3) اگر ایک ہی گواہ ہو تو شریح کہتے کہ اگر قرائن بھی مل جائے تو فیصلہ ہوگا

4) دوسرا گواہ تو ہوگا لیکن ذکر نہیں کیا

5) مروان کو یہ مسئلہ معلوم تھا تو اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ کیا اور ابن عمرؓ کا قول بطور تائید ہے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي العُمْرَى وَالرُّقْبَى(حدیث:2625-2626)

- عمریٰ:1)موھوب لہ کے لئے اور وارثین کے لئے اسکے مرنے کے بعد ھبہ واپس لوٹتا ہے
2)عمری مطلق ہے اس پر اتفاق ہے کہ ھبہ مکمل ہے
3)یہ چیز بطور عمری ھبہ ہے لیکن مر جائے تو واپس آئے گی؛ فۃ ح:موھوب لہ کا ہو گا اور شرط باطل ہے
دؒ:شرط صحیح ہے
بعض:عمری مطلقۃ صحیح اور مقیدۃ لا یصح
دؒ کی دلیل مسلم کی روایت ہے:..........................إذا قال لک ھی لک ماعشت..........ترجع
جواب:یہ جابرؓ کا اجتہاد ہے اور بعض کہتے کہ یہ تفسیر ابن سلمۃ کا ہے:العمری میراث لأھلھا یعنی مُعمر لہ کے لئے
- رقبی:مؒ حؒ:جائز نہیں:لا ترقبوا شیئًا(وھذا الایثبت)
- شرتحؒ:إن النبی ﷺ أجاز العمری وأبطل الرقبی
- جابرؓ کی روایت:
- ایک روایت میں: إن النبی ﷺ أجاز الرقبی والعمری
- سؒ:رقبی جائز؛ تطبیق:تملیک الموھوب لہ منجزًا بشرط الرجوع إلی المالک إذا مات أولاً ولا یرجع إذا مات الموھوب لہ بعدُ
- خلاصہ:انت مالک لھذا ولکن بشرط:إن مُتَ فیرجع إلی الواھب(تو شرط باطل ہے)
- اگر دوسری تفسیر کرے:إن مُتُّ قبلک فھی لک وإن مُتَّ قبلی فھی لی تو صحیح نہیں
- رقبی:انتظار(ایک دوسرے کی موت کا)

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ مِنَ النَّاسِ الفَرَسَ وَالدَّابَّةَ وَغَيْرَهَا(حدیث:2627)

- عاریت کا بیان؛ عاریعیر:1)آنے جانے کی چیز؛ 2)اسلئے کہ عار ہے مانگنا؛ 3)نوبت باری باری استعمال کرنا
- عاریت:إعطاء الشیء للمنفعۃ لا للتملیک
- المندوب:1)جس پر زخم تھا؛ 2)یا جو دعوت کو قبول کرتے۔

بَابُ الِاسْتِعَارَةِ لِلْعَرُوسِ عِنْدَ البِنَاءِ(ص358)(حدیث:2628)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:دلہن کے کپڑے مہنگے ہوتے اسلئے استعارۃ پر لینا ہے تو جائز ہے
- بناء کا مطلب خلوت(خیمہ لگانا)
- خلوت کے وقت عروس اور چند دن کے بعد بیوی عریس اور شوہر عروس کو کہتے

بَابُ فَضْلِ المَنِيحَةِ(حدیث:2629-2630-2631-2632-2633-2634)

- المنیحۃ:1)ھبۃ العین ذات المنفعۃ؛ 2)ھبۃ المنفعۃ:اللقحۃ(وہ جانور جو چند دن پہلے ولادت ہوئی)کثیرۃ اللبن

- ترجمۃ الباب کا مقصد: دودھ والا جانور کو دینا بہت فضیلت کی چیز ہے اور خیر ہے اسی لئے دودھ پینے کے بعد آپ ﷺ فرماتے تھے: اللھم بارک لنافیہ وزدنامنہ۔
- عذاقًا: عذقٌ کی جمع ہے جیسے حبل سے حبال ہے
- قال رسول اللہ ﷺ اربعین خصلۃ
- آپ ﷺ نے مبہم چھوڑ دیا لیلۃ القدر کی طرح تا کہ اسکو کرتے رہے اور چونکہ ایک ہی وقت میں ان سب خصلتوں کا استحضار نہیں کر سکتا تو چیز بیان کی۔ تو مؤقت بھی اور غیر مؤقت بھی ہو سکتا ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ: أَخْدَمْتُكَ هَذِهِ الجَارِيَةَ، عَلَى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ، فَهُوَ جَائِزٌ (حدیث:2635)

- احناف: عرف پر محمول ہے: اگر ذات پر محمول ہے تو مملوک ہوگی اور اگر مقصود خدمت ہے تو خدمت پر (عاریت)
- قال بعض الناس: تو مصنفؒ یا موافقت کرتے یا مخالفت: مایتعارف الناس کی تشریح ہوگی۔
- انکے زمانے میں عاریت پر محمول تھی۔
- یا مخالفت: کہ اے بعض الناس تم عاریت سمجھتے ہو حالانکہ ھبہ کے دلائل موجود ہیں۔

جیسے کسوتک ھذا الثوب ھبہ ہے اسی طرح اخدمتک بھی ھبہ ہونا چاہئے اور کسوتک ھذا الثوب میں اسلئے ھبہ ہے کہ وہ خراب ہوگا

جواب: کپڑا پرانا ہو جاتا ہے

2) إطعام عشرۃ مساکن......... أو کسوتھم

جواب: لمبی مدت کے لئے عاریت پر کپڑا دینا تو اسمیں تغیر آجاتا ہے۔

3) ھاجر ابراھیم بسارۃ فأعطاھا....

جواب: 1) یہاں اعطاء کا لفظ آیا ہے اور اعطاء ھبہ کے معنے میں آتا ہے

2) یا یہ کہ انکے زمانے میں اعطاء ھبہ تھا اور امام اعظم کے زمانے میں عاریت تھی۔

4) أخدم: باندی کو عاریت پر دیا

بَابُ إِذَا حَمَلَ رَجُلًا عَلَى فَرَسٍ، فَهُوَ كَالعُمْرَى وَالصَّدَقَةِ (ص359) (حدیث:2636)

- حمل رجل علی الفرس: محمول علی الھبۃ
- احناف: 2 پہلو (یعنی مشترک معنی جیسے قبعثری اور حجاج کے واقعہ میں) کا احتمال ہیں: 1) سواری دینا (ھبہ) اور 2) سواری کے لئے دینا (عاریت) تو نیت پر محمول ہوگا پھر۔
- قال بعض الناس: ھبہ میں رجوع کر سکتے ہیں کراھۃً اور عاریت میں تو رجوع کرنا ظاہر ہے۔
- صدقہ میں بالاتفاق رجوع ممکن نہیں۔
- براعت اختتام: 1) صدقہ: موت سے پہلے صدقہ کرو ذخیرۂ آخرت کے لئے؛ 2) حملتُ علی فرس: آپ بھی اٹھائے جائیں گے لوگوں کے کندھوں پر؛ سأکتُ: قبر میں بھی سوالات ہونگی؛ فی سبیل اللہ: اللہ نے جو راستہ موت کا بنایا، اس پر چلنا پڑے گا۔

52 – كِتَابُ الشَّهَادَاتِ(حدیث: 2637-2689)

- شہادت:1)حاضری؛ 2)اِخبار؛
- الغنیمۃلمن شھد الوقعۃ
- اِخبار عن شھادۃوعیان لاعن ظن وحسبان
- اِثبات الحق علی الغیر یسمی بالدعوۃواثبات حق الغیر علی نفسہ یسمی بالاِقراروااثبات حق الغیر علی الغیر یسمی بالشھادۃ

بَابُ مَا جَاءَ فِي البَيِّنَةِ عَلَى المُدَّعِي(حدیث:...)

- مدعی پربینۃ ہے اسلئے کہ وہ محتاج شہادت ہے جیسے وہ محتاج کتابت(اسلئے کہ بے چین ہے)
- مدعی علیہ:جوچین سے بیٹھاہو۔

بَابُ إِذَا عَدَّلَ رَجُلٌ أَحَدًا فَقَالَ: لاَ نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا، أَوْ قَالَ: مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا(حدیث:2637)

- تزکیہ کے الفاظ؛ سؒ:ماعلمنالہ اِلا خیرًا؛ فؒ:ھوعدلٌ؛ حؒ:ھوعدلٌ حرٌّ،جائزالشھادۃ
- کؒ:ھومرضیٌّ بھی کہناچاہئے

بَابُ شَهَادَةِ المُخْتَبِي(ص359)(حدیث:2638-2639)

- ائمہ ثلاث:چھپ کر جائز؛ حؒ:لایجوز(الصوت تشبہ الصوت،ہاں بعض حالات میں شہادت صحیح ہے)؛
کؒ:اگر مشھودعلیہ کمزور تولایجوز
- ترجمۃالباب کا مقصد:اکتفاءبالسماع دون الشھادۃ
- عبادۃبن صامتؓ نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ میرے دادانے 1000 طلاق دی اپنی بیوی کو تو فرمایا کہ 3 طلاق ہوئی ار 997 اس پر گناہ اور وہ تقوی اختیار کرنے والا نہیں تھا۔
- عویمر عجلانی کے واقعۂ لعان میں 3 طلاق دی
- فاطمۃ بنت قیس کے شوہر نے 3 طلاق دی
- توپہلے لوگ تاکید کی نیت کرتے تھے اور قاضی بھی مانتا تھا اور پھر عمرؓ کا دور آیا تو فرمایا کہ ظاہر کا اعتبار ہوگا(دیانت کم ہوگئی تھی لوگوں میں)؛ رُکانۃ والی حدیث میں جس میں 3 طلاق دی اور رجوع کرنے کا حکم دیا تھا تو اس روایت میں بعض بنی رفیع مجہول ہیں اور ....علی بن یزید ضعیف ہے اور محمد ابن اسحاق کا عنعنہ ہے۔
- احناف:انکار نہیں ہے کہ سمع سے علم ہوتا ہے لیکن شبہ ہوسکتی ہے آواز میں۔

بَابُ إِذَا شَهِدَ شَاهِدٌ، أَوْ شُهُودٌ بِشَيْءٍ، وَقَالَ آخَرُونَ: مَا عَلِمْنَا ذَلِكَ، يُحْكَمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهِدَ(ص360)(حدیث:2640)

- ترجمۃالباب کا مقصد:اگر ایک اثبات کرے اور دوسرا لاعلمی کا اظہار کرے تو مثبت مقدم ہوگا اور اگر ایک مثبت اور ایک نافی بلادلیل

تو مبت مقدم ہو گا۔

- عیسی بن ابان: دونوں برابر۔
- تو مغیث اور بریرۃ کے واقعہ میں مغیث کو حر قرار دیا گیا: اسلئے کہ اسمیں اثبات اُمرِ زائدٍ اور ناطق کو ترجیح ہے ساکت پر۔

بَابُ الشُّهَدَاءِ العُدُولِ(حدیث:2641)

- ظاہری عدالت کافی ہے؛ کؒ اور فؒ: ظاہری عدالت کافی نہیں تو ہر ایک نے حکم دیا اپنے زمانے میں
- عادل: الذی یأتی بالحسنات ویجتنب عن ارتکاب السیئات ویحترز مما ینفی المروات
- اشکال: عیسیؑ پر تو وحی آئے گی؟!

جواب: 1) وحی تشریعی ختم اور وہ وحی تکوینی ہو گی۔

2) انقطع کا مطلب قد توقف إلی زمن عیسیؑ۔

-مصنفؒ نے احناف کی موافقت کی اس مسئلہ میں۔

بَابُ تَعْدِيلِ كَمْ يَجُوزُ؟(حدیث:2642-2643)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تزکیہ کے لئے کتنے آدمی ہونا چاہیئے؟ ائمہ ثلاث: 2 آدمی کا تزکیہ چاہیئے؛ حؒ: ایک آدمی کافی ہے
- ترجمۃ الباب اختلاف کی طرف اشارہ کرتا ہے، واختار مذھب امام ابی حنیفۃؒ (جو بعد میں آئے گا ص366 دوسری سطر پر)

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الأَنْسَابِ، وَالرَّضَاعِ المُسْتَفِيضِ، وَالمَوْتِ القَدِيمِ(ص360)(حدیث:2644-2645-2646-2647)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بعض چیزوں میں شہادت چلتی ہے سماع سے (موت احد، فلاں کا نکاح فلانہ سے تو شہرت کافی ہے) حؒ فؒ کؒ
- کؒ: ملک قدیم بھی کافی یعنی شہرت کافی، معاینہ کی ضرورت نہین
- بلبن اَخی: یعنی آپ میرے بھائی کی بیٹی رضاعی بن گئی تو تم میرے رضاعی بھتیجی ہو
- عم رضاعی کی 3 قسمیں ہیں: 1) الاَخ الرضاعی للاَب النسبی

2) الاَخ النسبی للاَب الرضاعی

3) الاَخ الرضاعی للاَب الرضاعی

-مجاعۃ: 2 یا 2.5 سال کے بعد کی رضاعت معتبر نہیں

بَابُ شَهَادَةِ القَاذِفِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِي(ص361)(حدیث:2648-2649)[114]

- ان سب کی شہادت مقبول ہے جب توبہ کرلے عند المصنفؒ کمثل الاَئمۃ الثلاثۃ
- احناف: محدود فی القذف کی شہادت قبول نہیں اگرچہ توبہ کرلے

[114] انعام الباری (913/7)

- وجلد أبا بکرۃ تو اسکا کیا جواب ہے؟

جواب: عمرؓ نے نکاح السر سے منع کیا تھا اور مغیرۃ نے اس عورت کے ساتھ نکاح السر کیا تھا اور وہ عورت دوسری بیوی کے مشابہ تھی تو ان پر تہمت لگی (انہوں نے 300 بیویوں سے شادی کی یک بعد دیگرے)

- توبہ کس چیز سے؟ 1) ھتک العزۃ؛ 2) عن المعصیۃ

- سوال: ثم استتابھم کی کیا ضرورت تھی؟

جواب: اصل: استتابھم من عدم الا حتیاط

بعد میں حضرت أبو بکر کی توبہ پکی ہو گئی اور فقہاء و محدثین نے کہا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ انکی روایت مقبول نہیں اور یہ نہیں کہ وہ فاسقین میں شمار ہے بلکہ بعد میں یہ بات کھل گئی کہ انکی بیوی تھی اور نکاح السر کیا تھا، تو مقبول الشھادۃ مانے گئے۔

- جب انکی سچائی ظاہر ہو جائے تب انکی شہادت مقبول ہے۔

- تطبیق: مقبول الشھادۃ ہونگے دیانات میں (جیسے رمضان کے چاند کی رؤیت کے بارے) (اسمیں لوگوں کی ذاتی مفاد نہیں ہیں) اور غیر مقبول الشھادۃ فی المعاملات (عید کے چاند)

- 1) ھلال بن أمیۃ جنہوں نے اپنی بیوی پر الزام لگایا تھا تو کہا ابھی مجھ پر حد جاری ہو گئی ویُبطلُ شھادتی

- 2) سعد بن أبي وقاصؓ: اگر بیوی پر الزام لگا دے اور گواہ نہ ہو تو لایقبل لی شھادتی

- 3) ابن عباسؓ: شھادۃ القاذف لا تجوز

- 4) مجاہد عکرمۃ زہری وغیرہ سے غیر مقبول الشھادۃ بھی مروی تو تطبیق اوپر ذکر کیا گیا۔ (دیانات اور معاملات میں فرق کریں گے)

- فاجلدوھم ولا تقبلوا لھم شہادۃ أبدًا واولئک ھم الفاسقون إلا الذین تابوا (فسق ختم ہو جاتا ہے توبہ سے)

تو: 1) ولا تقبلوا لھم شھادۃ أبدًا

2) رد الشھادۃ حد قذف کے مناسب ہے اسلئے کہ جسنے تہمت لگائی تو زبان کا کاٹنا چاہئے لیکن یہ اللہ کی ملکیت و امانت ہے تو شہادت سے کاٹا۔

3) حکام کو خطاب ہے، عدم قبول شہاجت حد کا حصہ نہ کہ توبہ۔

4) قراء متفق ہیں کہ أبدًا پر وقف ہے إلا الذین تابوا الگ ہے

5) أبدًا کا لفظ بتایا ہے کہ ہمیشہ کے لئے پھر اگر توبہ کے بعد

6) إلا الذین تابوا استثناء ہے ما قبل 3 جملوں سے یا اخیر میں تو 3 پہلے سے ممکن نہیں تو معلوم ہوا کہ اخیر کے ساتھ لگے گا اور 2 پہلے یا أول کے ساتھ لگانا زیادتی ہے

7) حدیث موجود (مصنف ابن أبي شیبۃ): 20657 ...، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْمُسْلِمُونَ عُدُولٌ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، إِلَّا مَحْدُودًا فِي فِرْيَةٍ»

8) الآثار: ابن سیرینؒ وسفیانؒ وحمادؒ

9) اولئک ھم الفاسقون جملہ خبریہ ہے تو ما قبل سے الگ اسلئے کہ ما قبل 2 جملے انشائیہ ہیں

10) عمرؓ نے ابو موسی اشعریؓ کو لکھا کہ شہادت قبول کرو لیکن محدود کا نہیں

11)اِلاالذین تابواکاتعلق فاسقین سے ہے نہ کہ قبول شہادت سے اسلئے کہ توبہ فسق سے متعلق ہے نہ کہ قبول الشہادۃ سے

12)توبہ میں عموم مناسب ہے نہ کہ خصوص، توصرف حد قذف کے ساتھ کیوں خاص کرتے ہو؟!

13)الحدود کفارات ہیں آپکے نزدیک توجب کفارۃ ہو گیاتو اِلا الذی تابوا کی کیاضرورت ہے؟تومعلوم ہوا کہ توبہ کا تعلق فسق سے ہے

-محدودین کی شہادت سے نکاح جائز ہے اسلئے کہ صرف تحمل شہادت ہے،ہاں قاضی کے سامنے ادائے شہادت نہیں اور اسکی مثال:ماں باپ اپنی بیٹی کے نکاح میں گواہ ہو اور پھر قاضی کے سامنے ادائے شہادت نہیں کرسکتے۔

رمضان کی رؤیت میں اسلئے جائز ہے کہ دیانات کے قبیل سے ہے یعنی خالص دین ہے۔

اعرابی کی گواہی قبول کی ھلال رمضان کے لئے؛ابن عمرؓ نے چاند دیکھاتو آپ ﷺ نے کہااعلان کرو۔

- فؒ:کیف تُعرف توبتہ؟اپنی تکذیب سے؛ کؒ:یزداد خیرًا
- توبہ کی تکمیل کے مختلف طریقے ہیں:
- تغریب عام،احناف:جلد مئۃعام پر عطف ہے تواسمیں مغایرت ہے توتغیرب فی حکم التأدیب والاِصلاح
- عمرؓ نے ایک دمی کی تغریب کی تووہ مرتد ہو گیاتوعمرؓ نے پھر کہا کہ میں اب کبھی تغریب نہیں کرونگا۔
- اشعار:عمرؓ..............................

بَابٌ: لاَ يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ(حدیث:2650-2651-2652)

- ترجمۃالباب کامقصد:شہادت ثواب کاکام ہے لیکن ظلم پر وغیرہ پر گواہ نہ بنے بلکہ مکروہ کام پر بھی۔
- جور یہاں مراد:المیل عن الصراط السدید
- خیر الشھود من یأت بالشھادۃ قبل اَن یُسأل تو ولا یُستشھدون کا کیا مطلب؟

جواب:1)تعجیل فی الشھادۃ مذموم

2)معلوم ہے کہ یہ گواہ ہے اور نہیں جاتاتو مذموم

3)قسم کا مطالبہ اور قسم نہیں کھاتے

4)شہادت بالجنۃ نہ دیں گے یہ مذموم ہے

5)جس شہادت سے حق فوت ہو جاتا ہے توخود دینی چاہیئے

6)شہادت علی نیۃ الشر مذموم ہے

-السمن:1)الاِنھماک فیاللذات یاحب الشھوات

2)یُظھرون مالیس فیھم

-اگر موٹاپا طبعی ہو تو پھر ممانعت نہیں

شعر:یقولون أجسام المحبين نضوة　　　وأنت سمين ليس غير مرائي

فقلت لان الحب خالف طبعهم　　　ووافقه طبعي فصار غذائي

بَابُ مَا قِيلَ فِي شَهَادَةِ الزُّورِ (حدیث:2653-2654)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جھوٹی شہادت میں وعید و تغلیظ اور اسکے اثرات ہمیشہ رہتے ہیں: شہادۃ الزور اور کتمان الشھادۃ
- اشکال: کتمان کا ذکر نہیں آیا؟!

جواب: شہادۃ الزور اور کتمان مشترک ہیں فی إبطال حق وفی إعطاء غیر مستحق تو یہ دونوں معصیت جاریہ کی طرح ہیں۔

بَابُ شَهَادَةِ الأَعْمَى وَأَمْرِهِ وَنِكَاحِهِ وَإِنْكَاحِهِ وَمُبَايَعَتِهِ وَقَبُولِهِ فِي التَّأْذِينِ وَغَيْرِهِ، وَمَا يُعْرَفُ بِالأَصْوَاتِ (حدیث:2655-2656-2657)

- حؒ: أعمی کی شہادت قبول نہیں إلا فی المستفیض؛ سمؒ: تحمل کے وقت اگر بصیر تھا تو قبول ہوگی
- کؒ: قبول ہے چاہے تحمل یا ادا کے وقت اعمی ہو یا آواز سے پہچان سکتا ہے
- مصنفؒ: امام کؒ کے ساتھ ہے تقریباً
- قال الزھری: أرأیت ابن عباس لو شھد علی شھادۃ: أکنت تردہ؟

جواب: شریعت قانون کو دیکھتی ہے نہ کہ شخصیات کو جیسے قاضی شریح نے.......... کی شہادت قبول کی علیؓ کے لئے اور حسنؓ کی شہادت قبول نہیں کی اگرچہ سید اشباب أھل الجنۃ میں سے ہے اور علیؓ رجل من أھل الجنۃ تردشھادتہ

صاحب یمین اعرابی تھا، پھر بھی اسکو حق پہلے دیا ابو بکرؓ پر

حضرت عباسؓ کے فدیہ میں 100 اوقیہ لئے گئے قانون کے اعتبار سے اگرچہ آپ ﷺ کے چچا تھے (خزیمہؓ مستثنی)

- خبر کبھی سچی کبھی جھوٹی ہوگی اور شہادت صرف سچی
- خبر کبھی غالب الظن پر مبنی اور شہادت یقین اور مشاھدہ پر مبنی
- خبر مجلس القضاء میں نہیں اور شہادت مجلس القضاء میں نہیں۔

بَابُ شَهَادَةِ النِّسَاءِ (ص363) (حدیث:2658)

- عورتوں کی شہادت جائز ہے، نکاح طلاق میں سوائے عقوبات میں عند الاحناف
- فؒ کؒ: تجوز إلا فی العقوبات والمناکحات؛ مصنفؒ: مطلقاً جائز ہے۔
- رضاعت: دؒ: ایک کافی؛ کؒ:2؛ فؒ:4؛ حؒ: رجل 2 یا رجل وامرأتان
- عورت شہادت میں نصف کے برابر ہے اسلئے کہ رعب اس پر طاری ہوتا ہے اور بھولنے لگتی ہے اسلئے کہ مجلس الرجال میں آنے کی عادت نہیں یا ڈر جاتی یا اُن پر محبت کا غلبہ۔

بَابُ شَهَادَةِ الإِمَاءِ وَالعَبِيدِ (حدیث:2659)

- مصنفؒ کا مذہب دؒ کا ہے: شہادۃ الإماء والعبد جائز مطلقاً، ابن عباسؓ بھی جزواز کے قائل اگرچہ سند میں حجاج بن ارطاۃ جو ضعیف ہے
- عثمان: شہادۃ العبید جائز بعد العتق

- احناف، شافعیہ: بعد العتق جائز کہتے اسلئے کہ عبد والی ومتولی نہیں بن سکتا اور حدود میں بالکل جائز نہیں۔
- یہاں تفریق محمول ہے احتیاط پر قضاء اس وقت ہوتی ہے جب آپ ﷺ کے پاس معاملہ پہنچ جاتا۔

بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ(حدیث:2660)

- ایک کی شہادت قبول، مصنفؒ: دؒ کے قول کے مطابق
- یہاں بھی قضاء نہیں اسلئے کہ نہ دعوی ہے نہ مدعی علیہ ہے، نہ کچھ بلکہ احتیاط پر مبنی بات ہے۔

بَابُ تَعْدِيلِ النِّسَاءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا(حدیث:2661)

- حؒ سؒ: تعداد کا اعتبار نہیں؛ فؒ کؒ مؒ: تعداد ضروری اور رجال ہونا چاہیئے (شہادت الگ ہے اور تزکیہ الگ ہے)
- احناف: عورتوں کا تزکیہ جائز ہے ایک مرد یا ایک عورت اور فؒ مؒ: 2 مرد ضروری ہیں۔
- حسان، مسطح اور حمنۃ بنت جحش اکثر محققین فرماتے کہ صرف بات نقل کی اور الزام نہیں لگایا تھا۔
- عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب کوئی حسان کی مذمت کرتا تو رد کر دیتا تھا، اسی طرح عباسؓ کے سامنے کسی نے کہا جاء حسان اللعین تو کہا جاھد بنفسہ ومالہ، تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ جہاد میں شریک ہوئے تھے اور بعض روایت میں ہے کہ شریک نہیں ہوئے بیماری کی وجہ سے (کلبی کی روایت وغیرہ لیکن یہ روایات صحیح نہیں)، اور اگر بالفرض صحیح ہو تو تطبیق ممکن ہے کہ شروع میں شرکت کی، پھر کمزور ہوئے اور بیماری کی وجہ سے معذور قرار دیے گئے۔
- حسانؓ نے آپؐ کی ھجا کا دفاع کیا۔
- ...فقال حسان: يارسول الله لأسلنك منهم كما تُسلّ الشعرة من العجين، فسُرَّ الرسول صلى الله عليه وسلم به، وأكرمه ودعا له: أن يؤيده الله بروح القدس، ووعده الجنة جزاء منافحته عنه، ونصب له منبراً في المسجد الشريف ليلقي من فوقه شعره.

وقد سجلت كتب الأدب والتاريخ الكثير من الأشعار التي ألقاها حسان في مسجد سيد الأولين والآخرين عليه أفضل الصلاة وأتم التسليم، وهي في هجاء الكفار ومعارضتهم، أو في مدح المسلمين ورثاء شهدائهم وأمواتهم.

فمن الأشعار التي يهجو بها شعراء المشركين قوله من قصيدة ينافح بها عن النبي صلى الله عليه وسلم ويهجو سفيان بن الحارث بن عبدالمطلب الذي هجا الرسول صلى الله عليه وسلم:

ألا أبلغ أبا سفيان عني فأنت مجوف نخب هواء ... بأن سيوفنا تركتك عبداً وعبد الدار سادتها الإماء
هجوت محمداً فأجبت عنه وعند الله في ذاك الجزاء ... أتهجوه ولستَ له بكفءٍ فشركما لخيركما الفداء
هجوت مباركاً برّاً حنيفاً أمين الله شيمته الوفاء ... فمن يهجورسول الله منكم ويمدحه وينصُره سواء
فإن أبي ووالده وعرضي لعرض محمد منكم وقاء ... لساني صارم لاعيب فيه وبحري لاتكدره الدلاء

- اور اسی طرح عائشہؓ کے بارے میں تعریف کے کلمات کہے جو مسلم 2 میں ہے۔

حصانٌ رزانٌ ما تُزَنُّ بريبةٍ ... وتصبح غرثى من لحوم الغوافلِ
فإن كنت قد قلت الذي قد زعمته ...فلا رفعت صوتي إلي أناملي
حليلةُ خير الناس دينا ومنصبا ... نبي الهدى والمكرمات الفواضلِ

مهذبةٌ قد طيب الله خِيمَها ... وطهرها من كل سوء وباطلِ

- ان تین کے بارے میں ابن تیمیہ اور ماوردی کا موقف یہ ہے کہ ان پر حد جاری نہیں ہوئی
- ابوداؤد اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ اس سلسلے میں 2 مرد اور ایک عورت پر حد لگائی گئی (ابوداؤد میں محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے لیکن دوسری جگہ میں حدثنا ہے) ہاں چونکہ اس پر تشیع کا الزام ہے اور تشیع والے ایسی روایتیں بیان کرتے رہتے ہیں لیکن محدثین نے روایت کو حسن یا صحیح کہا ہے۔

بَابٌ: إِذَا زَكَّى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَاهُ (ص 366) (حدیث: 2662)

- عسی الغویر ابؤسًا: مثل ہے ہلاکت کے لئے جسکو پہلے باعث نجات سمجھتے تھے
- اگر تکبر ہو جائے تو تعریف نہ کرے ورنہ اگر کوئی مصلحت ہو تو ممکن ہے جیسے خدیجہؓ نے آپ ﷺ کی تعریف کی ہے
- ابن الدغنۃ نے ابو بکرؓ کی تعریف کی اور آپ ﷺ نے صحابہؓ کی تعریف کی: أصدقھم حیاء عثمان وأقضاھم علی
- علماء کہتے کہ مدح جائز ہے چند شرائط کے ساتھ: 1) جھوٹ پر مشتمل نہ ہو
2) غیر مستحق نہ ہو 3) مبالغہ فی المدح نہ کرے
4) ممدوح تکبر میں مبتلا نہ ہو اور آخر میں 5) لا أزکی علی اللہ أحدًا کہے (لا از کیہ فی الباطن بل فی الظاهر)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الإِطْنَابِ فِي المَدْحِ، وَلْيَقُلْ مَا يَعْلَمُ (حدیث: 2663)

- جن روایت میں آتا ہے کہ ایک دوسرے کی تعریف نہ کرو یعنی مبالغہ نہ کرے اور مٹی ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کچھ مانگے تو کچھ مت دو۔

بَابُ بُلُوغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ (حدیث: 2664-2665)

- ائمہ ثلاث: بچوں کی شہادت قبول نہیں ہے؛ کؒ: بچوں کی شہادت قبول ہے بچوں کے زخم میں
- بلوغ: احتلام یا سمؒ: 15 سال (وعلیہ الفتوی) یا 17 سال لڑکی کے لئے اور 18 سال لڑکے کے لئے عندحؒ
- انبات دلیل ہے بلوغ کی یا نہیں؟ فؒ: کافر میں دلیل ہے اگر ضرورت پڑ جائے تو دیکھ سکتے؛ کؒ: کافر و مسلمان میں دلیل ہے
- حضرت گنگوہیؒ: علامت قرار دے سکتے ضرورت کے وقت۔ احناف کے نزدیک علامت نہیں
- عدت بالحیض (فتاوی دار العلوم زکریا میں بہت شواہد جمع کئے: 4/303-306)

بَابُ سُؤَالِ الحَاكِمِ المُدَّعِيَ: هَلْ لَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَبْلَ اليَمِينِ (حدیث: 2666)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حاکم سب سے پہلے مدعی سے بینۃ کا مطالبہ کرے گا۔

بَابٌ: اليَمِينُ عَلَى المُدَّعَى عَلَيْهِ فِي الأَمْوَالِ وَالحُدُودِ (حدیث: 2667-2668-2669)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مدعی کے ذمہ بینۃ اور مدعی علیہ کے ذمہ یمین ہے اور ایسا نہیں کیا جائے گا کہ ایک شاھد کے ساتھ ایک یمین اور یمین کو نہیں پھیرا جائے گا۔
- ائمہ ثلاث: یمین اموال کے ساتھ مخصوص ہے اور فؒ دؒ: یمین اموال و حدود کے ساتھ ہے

- کؒ: اموال میں یمین کو مدعی کی طرف واپس کریں گے نہ کہ نکاح وطلاق میں
- ان لوگوں کی تردید جو کہتے کہ یمین پھیرا جائے گا مدعی پر ہے بعد نکول المدعی علیہ
- فؒ: یرد فی کل شیء
- اس سلسلہ میں مصنفؒ احناف کے ساتھ: گواہ صرف مدعی پر اور یمین صرف مدعی علیہ پر اور احناف کے نزدیک شاھدین ضروری ہے
- دلائل: قرآن میں ہے: وأشھدوا ذوی عدل منکم

حدیث میں ہے: البینۃ علی المدعی والیمین علی من أنکر (أی المدعی علیہ)

- اشکال: حدیث میں ہے کہ قضی رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بیمین وشاھد؟!
- جواب: 1) قضی بیمین ونکول کہ مدعی علیہ نے قسم سے انکار کیا تھا تو بہ منزلہ گواہ بن گیا اور دلیل سنن ابن ماجہ میں (ص 147) ایک عورت نے شوہر پر طلاق کا دعوی کیا: 2038 - ...، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ زَوْجِهَا، فَجَاءَتْ عَلَى ذَلِكَ بِشَاهِدٍ عَدْلٍ، اسْتُحْلِفَ زَوْجُهَا، فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَتْ شَهَادَةُ الشَّاهِدِ، وَإِنْ نَكَلَ، فَنُكُولُهُ بِمَنْزِلَةِ شَاهِدٍ آخَرَ، وَجَازَ طَلَاقُهُ».

2) یا یہ ہے کہ یہ عام قانون نہیں ہے بلکہ خصوصیت ہے۔

بَاب (ص 367) (حدیث: 2670)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) باب رد الاستظھار کما قال قاضی شریح وابراھیم النخعی وغیرہ اور استظہار کا مطلب یہ ہے کہ مدعی سے قسم کا مطالبہ کرے بینتی بحق

2) لا ترد الیمین علی المدعی بنکول المدعی علیہ، چونکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: شاھداک أو یمینہ

بَابُ إِذَا ادَّعَى أَوْ قَذَفَ، فَلَهُ أَنْ يَلْتَمِسَ البَيِّنَةَ، وَيَنْطَلِقَ لِطَلَبِ البَيِّنَةِ (حدیث: 2671)

- گواہوں کو تلاش اور حاضر کرنے کے لئے مہلت دی جائے گی

بَابُ اليَمِينِ بَعْدَ العَصْرِ (حدیث: 2672)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: تغلیظ بالعصر ممکن یمین کو مضبوط کرے زمانے کے ساتھ
- کؒ فؒ: تغلیظ بالزمان کرسکتے نہ بالمکان؛ حؒ سمؒ: نہ تغلیظ بالزمان اور نہ تغلیظ بالمکان کرسکتے، ہاں تغلیظ باسماء اللہ ممکن ہے۔
- بعد العصر اسلئے کہ ملائکۃ اللیل والنھار جمع ہیں اعمال کی پیشی اور موت یاد آتا ہے کہ سورج غروب ہوتا ہے تو تم بھی غروب ہونگے

بَابُ يَحْلِفُ المُدَّعَى عَلَيْهِ حَيْثُمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ اليَمِينُ، وَلاَ يُصْرَفُ مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى غَيْرِهِ (حدیث: 2673)

- تغلیظ بالمکان میں مشقت احناف وحنابلہ: مکان کے ساتھ تغلیظ نہ کرے
- فؒ کؒ: ممکن اگر ضرورت ہو اور حدیث میں: لا یحلف أحد عند منبری تو ممکن ہے کہ مصنفؒ کے نزدیک یہ ثابت نہ ہو

بَابُ إِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي اليَمِينِ(حدیث:2674)

- مصنفؒ: قرعہ ڈالا جائے گا(وجوبًا)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا} [آل عمران: 77] (حدیث:2675-2676)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اسمیں بہت سخت وعید ہے جو غلط قسم یا گواہی سے ثمن قلیل کو لیتا ہے۔

بَابٌ: كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ(ص368)(حدیث:2677-2678-2679)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حلف باللہ نہ کہ بالطلاق؛ مالکیہ شافعیہ: سب کہتے کہ یحلف باللہ أن لا إلہ إلا ھو۔

بَابُ مَنْ أَقَامَ البَيِّنَةَ بَعْدَ اليَمِينِ(حدیث:2680)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ابن ابی لیلی اور ظاہریہ کی تردید: اگر یمین کے ساتھ فیصلہ ہوا تو اگر گواہ مل گیا تو کچھ نہیں
- دوسرے ائمہ: گواہ مل گیا تو گواہ سے فیصلہ کیا جائے گا
- یمین میں ایک ہے اور شہادت میں 2ہیں۔
- الحنُ بحجتہ (لسانہ نہیں کہا) یعنی گواہ پیش کی اور گواہ چالاک تھا۔
- اشکال: اس سے معلوم ہوا کہ مال ایک کا ہے اور فیصلہ دوسرے کے لئے تو غلطی ہوئی؟!

جواب: 1) آپ ﷺ کو اس خطا پر بر قرار نہیں رکھا جو عند اللہ اور قانون کے مطابق خطا ہو اور یہاں چونکہ قانونًا فیصلہ صحیح تھا تو اسی لئے بر قرار رکھا۔

حؒ: عقود و فسوخ میں (عقد نکاح اور تفریق وطلاق) اگر قاضی نے شہادت کاذبۃ سے فیصلہ کیا تو قاضی کا فیصلہ ظاھرًا بھی اور باطنًا بھی نافذ ورنہ بجائے ختم نزاع کے تو مزید نزاع پیدا ہو گا، اسلئے کہ اگر کہے کہ طلاق ہوئی اور نکاح دوسری جگہ ہوا تو باطنًا پہلے شوہر کی بیوی اور ظاھرًا میں دوسرے شوہر کی بیوی ہے، اور پھر جب شوہر بیوی کے پاس جائے گا تو کہے گی کہ باطنًا تیری بیوی نہیں ہوں تو خلوت متنازعۃ ہو گی؛ شاھدا ک زوجاک: سند اور ثبوت محدثین کو نہیں ملا۔

2) لعان میں احد ھما کاذب ہے تو نتیجہ یہ ہے کہ یا حد زنا نافذ (اگر بیوی جھوٹی ہو) یا حد قذف (اگر شوہر جھوٹا ہو) لیکن قاضی نے فیصل کیا اور تفریق کی وجہ سے اُحد ھما کاذب کالعدم ہو گیا، اسی طرح نکاح میں اگر قاضی نے فیصلہ کیا تو زوج کی جھوٹی گواہی کالعدم ہو گیا اور نکاح ثابت اور شرط یہ ہے (ظاھرًا و باطنًا نافذ) کہ قضاء گواہ کے ساتھ نہ کہ یمین سے اور ضروری ہے کہ عقود و فسوخ میں نہ کہ اموال میں اور قاضی کو کذب کا علم نہ ہو۔

اسکے باوجود متاخرین نے سمؒ کے قول پر فتوی دیا ہے اگرچہ امام حؒ کا اصل مضبوط ہے کہ قاضی کا فیصلہ نافذ: آپ ﷺ نے عبد الغیر کو آزاد کیا اور حر کو بیچا اور نافذ ہوا تھا۔

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِإِنْجَازِ الوَعْدِ(حدیث:2681-2682-2683-2684)

- جیسے شہادت واجب القبول اسی طرح وعدہ واجب الوفاء ہے
- متأخرین: اگر وعدہ تعلیق کی شکل میں ہو تو واجب القبول ہے مثلاً: اگر آپ نے مبیع کو واپس کر دیا تو میں ثمن کو واپس کرونگا تو واجب الوفاء ہے اسلئے کہ تعلیق کا یمین ہے اور یمین میں بھی تعلیق ہے اسلئے یمین کا خلاصہ یہ ہے: إن حنثتُ فعلي الكفارة۔
- اگر کوئی کہے کہ ابو بکرؓ نے جابرؓ سے گواہ کا مطالبہ نہیں کیا تھا تو جواب یہ کہ بیت المال کا مال تھا اور اسمیں اجتہاد چل سکتا ہے اور شہادت کی ضرورت زیادہ نہیں ہے۔

بَابُ لاَ يُسْأَلُ أَهْلُ الشِّرْكِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا(ص369)(حدیث:2685)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: غیر مسلموں کی شہادت نہ مسلموں پر قبول ہے نہ آپس میں

احناف کی تردید ہے جو کہتے کہ آپس کی شہادت قبول ہے جیسے حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے مرد اور عورت کو رجم کروایا وغیرہ۔ ابن ماجہ کی روایت ہے: 2374 ... عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، «أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَجَازَ شَهَادَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ».

اسی طرح قاضی شریح، عمر بن عبد العزیز، قتادۃ، زہری کے نزدیک بھی جائز سمجھتے ہیں اور امام احمدؒ سے بھی مروی ہے کہ حالت سفر میں انکی گواہی معتبر ہے۔

- مصنفؒ: جب اسکی خبر کی تصدیق نہ کرے تو شہادت بہ درجہ اولی قبول نہ ہوگی!؟

جواب: ہمارا کلام انکے آپس کے معاملات کے بارے میں ہے اور امور دنیوی میں ہے۔

اور اگر انکے آپس کی عداوت کی وجہ سے گواہی ہو تو قبول کرنا چاہئے ورنہ کیا فرشتے آئیں گے؟

عدوات ہماری انکے ساتھ مذھبًا ہے نہ کہ معاملۃً۔

بَابُ القُرْعَةِ فِي المُشْكِلاَتِ(حدیث:2686-2687-2688-2689)

- قرعہ تعیین کے لئے جائز ہے یا جہاں سب غیر مستحق ہیں
- قرعہ شہادت کے مشابہ ہے کہ قرعہ تعیین الحق کے لئے ہے اور شہادت اثبات الحق کے لئے ہے۔
- مدھن: مضیع، اعراض، اظہار الرضا علی المعصیۃ
- فاسق کے ساتھ نرمی کرنے کو مدارت کہتے جو کہ ٹھیک ہے (بذل الدنیا لأجل الدین)
- اور فسق پر راضی ہونا صحیح نہیں ہے اسکو مداھنت کہتے: بذل الدین لأجل الدنیا (یہ خطرناک ہے)
- براعت اختتام: فمرضناه حتى إذا توفي: اسمیں موت کی طرف اشارہ ہے؛ فقد جاءه من الله اليقين اور یقین موت کو کہتے جیسے حتى أتانا اليقين؛ وإني لأرجو لها الخير اور رجاء الخیر انسان کے آخری وقت میں غالب ہونا چاہئے؛ فأحزنني ذلك: موت پر لوگ غمگین ہوتے؛ إذا أراد سفرًا: موت کا سفر یاد کرو؛ لو يعلم الناس ما في النداء: ایک دن موت کا اعلان کیا جائے گا؛ لو يعلمون ما في التهجير والعتمة: فجر یا عشاء کے اندھیرے قبر کے اندھیرے کی طرح؛ حبوًا: اتنے کمزور ہو جاؤ گے جیسے بچے ہوتے۔

53 - كِتَابُ الصُّلْحِ(حدیث:2690-2710)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِصْلاَحِ بَيْنَ النَّاسِ إِذَا تَفَاسَدُوا(حدیث:2690-2691)

- 3قسمیں صلح کی:1) صلح بالا قرار اور2) صلح بالسکوت؛ 3) صلح مع الإنکار
- فؔ: پہلی قسم کو مانے، بقیہ کو نہیں مانتے، اسلئے کہ حرام مو حلال کرنا ہے: احل حراما او حرم حلالاً
- حؔ: تینوں جائز ہے؛ صلح: رفع النزاع بین المتخاصمین تا کہ موافقت کی شکل پیدا ہو۔
- ایک صحیح روایت میں ہے کہ جب اوس وخزرج کے درمیان جھگڑا ہوا تو: وإن طائفتان من المؤمنین
- تو تطبیق: ایک میں نازل ہوئی اور ایک میں پڑھی گئی یا مطلب یہ ہے کہ فنزلت فی مثل ھذا الواقع

بَابٌ: لَيْسَ الكَاذِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ(ص371)(حدیث:2692)

- خطابی کے نزدیک: جھوٹ صراحۃً جائز ہے صلح کے لئے اور بعض: لا یجوز إلا المعاریض
- إن فی المعاریض لمندوبۃً (کفایت ہے)

بَابُ قَوْلِ الإِمَامِ لِأَصْحَابِهِ: اذْهَبُوا بِنَا نُصْلِحُ(حدیث:2693)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {أَنْ يَصَّالَحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ} (حدیث:2694)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: سب سے بہترین صلح یہ ہے کہ میاں بیوی خود آپس میں کرلے اور دونوں خاندانوں کو نہ برباد کرے

بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ(حدیث:2695-2696-2697)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حدیث کی طرف اشارہ: کل صلح جائز إلا ما أحل حراما وحرم حلالاً: یہاں حدیث ناقص ہے اور مکمل ہے ص376

بَابٌ: كَيْفَ يُكْتَبُ هَذَا: مَا صَالَحَ فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ، وَفُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ، وَإِنْ لَمْ يَنْسُبْهُ إِلَى قَبِيلَتِهِ أَوْ نَسَبِهِ(حدیث:2698-2699)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صلح میں مصالحین کے نسب کو دیکھنا چاہیے سوائے کہ آدمی مشہور ہے
- آپ ﷺ نے لکھا: 1) ایک لفظ لکھا وإن لم یحسن الکتابۃ

2) فأمر بالکتابۃ کما فی روایۃ أخری (مسور بن مخرمۃ کی روایت میں ہے)

3) کتب خارقًا للعادۃ

-ابو الولید باجی[115] کی تحقیق (اندلس کے تھے): ابتداء میں آپ ﷺ امی تھے لیکن آخر میں آپ ﷺ نے کتابت بھی فرمائی (علماء نے ان پر کفر
کا فتوی لگایا) لیکن انکے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ابتداء میں آپ ﷺ کا امی ہونا معجزہ تھا اور پھر اچانک لکھنے لگے تو یہ بھی الگ معجزہ ہے۔
- بَرِئْتُ مِمَّنْ شَرَى دُنْيَا بآخرةٍ ... وَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ قَدْ كَتَبَا.
- دوسرے حضرات: قید کنت تتلو کے ساتھ ہے اور ضروری نہیں کہ معطوف علیہ کے اندر قید ہو تو معطوف میں بھی ہو۔
اور ایک روایت ہے کہ: مامات رسول اللہ ﷺ حتی کتب (روایت ضعیف ہے)
- پرویز (منکر حدیث): آپ ﷺ کی کتابت کے قائل تھا اور استدلال کرتا: وما کنت تتلو من قبلہ

بَابُ الصُّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ(ص372)(حدیث:2700-2701-2702)

- صلح کی ایک قسم: 1) نہ کچھ دینا اور نہ کچھ لینا جائز ہے؛ 2) لینا ہو دینا نہ ہو تو جائز ہے؛ 3) دینا ہو لینا نہ ہو تو ح: جائز ہے مصیبت کے وقت اور کمزوری کے وقت: وإن جنحوا للسلم...؛ فؒ: ناجائز ہے۔
- مصنفؒ: حؒ کے ساتھ ہے اس مسئلہ میں۔

بَابُ الصُّلْحِ فِي الدِّيَةِ(ص372)(حدیث:2703)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ترک القصاص وأخذ الدیۃ مکانہ جائز؛ احناف: اصل حکم قصاص اور دیت بدل ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا(حدیث:2704)

- صلح کرنا بہتر ہے چاہے قصاص سے یا دیت سے تو قتال المسلمین میں صلح مندوب ہے۔
- دو لاکھ درہم ہر سال ملیں گے حسنؓ اور کوفہ کی بیت المال کی چابی انکے پاس اور دار الجبرۃ کا خراج حسنؓ کو ملے گا۔

بَابٌ: هَلْ يُشِيرُ الإِمَامُ بِالصُّلْحِ(حدیث:2705-2706)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حاکم سب سے پہلے صلح کی بات کرے گا
- اجل ساقط کرنے کے مقابلے میں دین ساقط کرنا صحیح نہیں اور اسبیجابی کے نزدیک صحیح ہے۔

بَابُ فَضْلِ الإِصْلاَحِ بَيْنَ النَّاسِ، وَالعَدْلِ بَيْنَهُمْ(حدیث:2707)

- یہ ترجمۃ الباب مکرر ہوا، پہلے کتاب الصلح کے شروع میں آیا!؟ جواب: 1) والعدل بینھم بھی آیا یہاں
2) ما قبل میں الصلح بین النومین اور یہاں بین المتخاصمین
3) إصلاح ذات البین مقصود اور یہاں رفع النزاع مقصود

[115] انکا ترجمہ دیکھے سیر اعلام النبلاء میں (14/55: 4369)

4)انشاء الاتفاق مقصود اور یہاں اصلاح المعاملات مقصود ہے۔

بَابُ إِذَا أَشَارَ الإِمَامُ بِالصُّلْحِ فَأَبَى، حَكَمَ عَلَيْهِ بِالحُكْمِ البَيِّنِ(ص373)(حدیث:2708)

- اعتراض حکم مفروض پر تھا نہ کہ حکم منصوص پر

بَابُ الصُّلْحِ بَيْنَ الغُرَمَاءِ وَأَصْحَابِ المِيرَاثِ وَالمُجَازَفَةِ فِي ذَلِكَ(ص374)(حدیث:2709)

- مجازفت اس وقت صحیح جبکہ الگ الگ جنس ہو۔
- ابن بطال نے اس قسم کے تراجم کو رد کیا اور کہا کہ خلاف اجماع ہے اور شاہ صاحب کہتے کہ ھذا من قبیل المروات لا من قبیل المعاملات اور احناف کے نزدیک: تملیک الدین من غیر المدیون ہے جو کہ صحیح نہیں لیکن پھر کہا کہ یصح إذا کان باذن الدائن
- اس روایت میں 13 وسق بچے اور دوسری جگہ ص322 پر 17 وسق بچے تھے اور تیسری روایت میں ہے الآن کما کان بقی التمر کما لم تمس أحد ص390۔
- تطبیق: 1)تعداد میں تناقض نہیں، جہاں 17 تو 13 بھی ہے اور جہاں آیا کہ جیسا کہ کچھ کم نہیں ہوا تو برکت کے اعتبار سے اور نظر کے اعتبار سے۔ 2)جب قرض ادا ہوا تو 17 بچے تھے اور جب زمین کا خرچہ نکالا تو 13 بچے اور کم نہ ہونا برکت کے اعتبار سے
  3)اصل 17 جب دین دیا تھا پھر 13 بچے تھے لیکن یہ صحیح نہیں کہ میرے والد پر 30 وسق لازم تھے۔
  4)اصل 30 دینا تھا جب اندازہ لگایا تو 17 اور جب ادا کیا تو 13 بچے تھے
  5)تخمینہ یہ تھا کہ 13 بچے اور جب صحیح طور پر دیکھا تو 17 بچے تھے۔

بَابُ الصُّلْحِ بِالدَّيْنِ وَالعَيْنِ(ص374)(حدیث:2710)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صلح کر سکتے باسقاط بعض الدین یا صلح کر سکتے بالعین مکان الدین
- صلح جائز ہے دراھم کثیرۃ سے، دراھم قلیلۃ کے ساتھ حلول اجل کے بعد اور حلول اجل سے پہلے لا یجوز اسلئے کہ استقاط الدین بمقابلۃ الأجل ہو گا جو کہ جائز نہیں اور حسنؒ کے قول کے مطابق جائز ہے اسلئے کہ جاہلیت میں دین کو بڑھاتے تھے اجل کی وجہ سے اور یہاں گھٹاتے ہیں تو دونوں نے احسان کیا گویا۔
- ذکر فی شرح الکافی للاسبیجابی جواز ھذا الصلح لأنہ أحسان من المدیون باسقاط الدین (عام طور پر بینکوں میں رائج ہے)
- براعت اختتام: ارتفعت أصواتھا
  فی بیتہ: آپ ﷺ کی قبر بیت میں ہے
  کشف: ایک دن آپکے چہرے سے لوگ پردہ اٹھائیں گے
  ثم فاقضہ: موت کے معنے میں ہے۔

54 – كِتَابُ الشُّرُوطِ(حديث:2711-2737)

- شرط کی تین تعریف ہیں:1)مایتوقف علیہ وجود الشیء کما أن الصلوۃ متوقفۃ علی الطھارۃ
2)مایستلزم نفیہ نفی الشیء ولایستلزم وجودہ وجود الشیء
3)إزالۃ المانع

-سبب:جسکی طرف چیز منسوب اور مؤثر فی الحکم نہ ہو جیسے وقت سبب ہے نماز کے لئے اور اتصال(کو نیکشین)ظاہر نہیں
-علت:جس کی طرف حکم منسوب ہو اور مؤثر ہو حکم میں جیسے چوری کی وجہ سے سزا(تو اتصال ظاہر ہے:کو نیکشین)
-نصیحت:إرادۃ الخیر للغیر(جو مخلوق کو اپنے خالق سے ملادے)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي الإِسْلاَمِ وَالأَحْكَامِ وَالمُبَايَعَةِ(حديث:2711-2712-2713-2714-2715)

- منا أحدٌ:اور ص380 پر رجل کا ذکر آیا اسی لئے عورت کو واپس نہیں کیا

بَابُ إِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ وَلَمْ يَشْتَرِطِ الثَّمَرَةَ(ص375)(حديث:2716)

- تابیر ہو چکی ہو تو شرط لگانا جائز:جو کچھ پھل ہو گا مشتری کہے کہ میرے لئے ہو گا ورنہ تو بائع کے لئے ہے ہی بغیر شرط۔
- یہ حقیقت میں شرط نہیں بلکہ بیع الشیئین ہے۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي البُيُوعِ(حديث:2717)

- شرط الباطل خود باطل ہو گی اور عقد صحیح رہے گی اور جو شرط صراحۃً خلاف شریعت ہو تو باطل
- حد ساقط کر دے زانی پر اور جرمانہ لیا جائے گا۔

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ البَائِعُ ظَهْرَ الدَّابَّةِ إِلَى مَكَانٍ مُسَمًّى جَازَ(حديث:2718)

- مصنفؒ فرماتے کہ شرط جائز؛ فقہ کی کتابوں مین ہے کہ جائز نہیں اور جو جابرؓ کے ساتھ ہوا صورۃً بیع نہیں تھی یا بعض کہتے کہ شرط بعد میں لگائی تھی یا انکی خصوصیت تھی لیکن سچی بات یہ ہے کہ شرط جابرؓ کی طرف سے اور آپ ﷺ رد کر رہے تھے اور عاریۃً کہتے تھے تو اختلاف کا خلاصہ:1)بعض راویوں نے اوقیۃ ذھب(20 دینار)اور بعض نے 20 دینار اور بعض نے 200 درہم کہا تو سب برابر
2)بعض نے کہا کہ 4 اوقیہ اور بعض نے 160 درہم کہا تو دونوں برابر ہیں
3)بعض نے اوقیہ کہا تو کیا ثمن 40 دراہم یا 200 یا 160 اسمیں اختلاف ہے۔

-مصنفؒ شعبی کے قول کو لیتے یعنی 40 دراہم تو ہم سوال کرتے

-حضرت گنگوہیؒ: مقصود بعیر کا بیچنا نہیں تھا بلکہ احسان کرنا تھا
-آپ ﷺ نے فرمایا کہ جابر ہم نے آپکے بعیر کو 40 میں خرید اتو کہا کہ علی الرأس والعین، پھر فرمایا کہ 160 میں خرید اتو جواب دیا کہ علی الرأس والعین، آخر 200 تک آیا۔
-بعض روایت میں شرط اور بعض میں عاریت ہے تو مصنفؒ نے کہا عاریت کے الفاظ کم ہیں اور شرط کے الفاظ زیادہ ہیں
تو جواب یہ ہے کہ شرط من جانب جابرؓ اور عاریت آپ ﷺ کی طرف سے۔

بَابُ الشُّرُوطِ فِي المُعَامَلَةِ(حدیث:2719-2720)

بَابُ الشُّرُوطِ فِي المَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ(حدیث:2721)

- مثلاً شوہر کو حق ہے کہ کہیں بھی لے جائے لیکن بیوی نے شرط لگائی تو حق ختم
- احق الشروط بالوفاء شروط النکاح

بَابُ الشُّرُوطِ فِي المُزَارَعَةِ(حدیث:2722)

- یہ باب گزر گیا!؟ جواب: یہ خاص ہے اور پہلے عام تھا

بَابُ مَا لاَ يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ(ص376)(حدیث:2723)

- پہلی بیوی یا دوسری بیوی شرط لگائے کہ دوسرے کو طلاق دے تو ھذا لا یجوز اسلئے کہ خلاف شریعت ہے

بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لاَ تَحِلُّ فِي الحُدُودِ(حدیث:2724-2725)

- لا یجوز الشرط الذی یرفع الحدّ

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ المُكَاتَبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلَى أَنْ يُعْتَقَ(حدیث:2726)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ شرط لگانا جائز ہے کہ مکاتب کو بیچیں گے إذا رضی بالبیع لأن ھذا الشرط یعبر عن التعجیز

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الطَّلاَقِ(حدیث:2727)

- 2 ترجمۃ الباب کے معنے ہیں: 1) طلاق کو مشروط بنانا بدخول الدار مثلاً (جائز ہے)
2) طلاق کو شرط بنادے مثلاً میں آپکے ساتھ نکاح کرتی اس شرط پر کہ پہلی بیوی کو طلاق دے (ھذا لا یجوز)

بَابُ الشُّرُوطِ مَعَ النَّاسِ بِالقَوْلِ(ص377)(حديث:2728)

- شرائط میں کتابت ضروری نہیں بلکہ قول و تلفظ بھی کافی ہے
- اور شرائط میں شہادت ضروری نہیں بلکہ قول کافی ہے، شہادت صرف نکاح کے لئے ضروری ہے

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الوَلاَءِ(حديث:2729)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: الولاء وحق المیراث لا تتغیر بالشروط
- کتابت 9 اوقیہ پر ہوچکی تھی لیکن 5 باقی تھی اور 4 انکے پاس موجود تھیں یا 5 دینے کی مدت آچکی تھی اور ایک روایت میں: کان تسعًالم یؤدّ منھا شیئًا۔

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي المُزَارَعَةِ إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ(حديث:2692)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر مدت مزارعت میں مذکور نہ ہو تو حرج نہیں بلکہ فصل پر موقوف ہوگا
- اگر درمیان میں نکالے تو پھر قیمت دینی پڑے گی اور نہیں نکال سکتا درمیان، اگر جھگڑا پیدا ہو اور چونکہ یہود بطور غلام تھے اور جھگڑا پیدا ہونے کا خوف نہیں تھا اسلئے عمرؓ نے نکالا اور انکا حصہ دے دیا۔
- اجلاء: إخراج عن الوطن مع الأھل والعیال والمال۔
- مؤطا امام مالک میں ہے کہ انکے پاس کچھ نہیں تھا یعنی کچھ نہیں دیا جب نکلے زمین اور ثمر سے تو جواب انکو قیمت دی گئی تھی اسی لئے یہاں قمیت کا ذکر ہے

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الجِهَادِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ(حديث:2730-2731-2732-2733)

- جیسے حدیبیہ پر شرائط لکھے گئے
- بالقول ای کتابۃً و قولاً اَولاً
- اس واقعہ میں دونوں راوی نہیں تھے بلکہ صحابہؓ سے نقل کرتے
- امصص بظر اللات: مطلب تم لات کے ہونٹ کو چوستے رہو، قرینہ: اسی روایت میں ہے کہ ہم آپ ﷺ کے لعاب کو چوستے تھے اور دوسری بات یہ ہے کہ شرم گاہ چوسنے کی جگہ نہیں ہے بلکہ اسکے لئے آلہ تناسل ہے۔
- سوال: آپ ﷺ کے بعد ایسی صلح کرسکتے؟

جواب: بعض جواز کے قائل ہیں اور بعض کہتے کہ ہمارے لئے جائز نہیں وبہ قال الأحناف اسلئے کہ وحی سے معلوم ہوا تھا آپ ﷺ کو اور شافعیہ: لا یرد الصبی والمجنون اور باقی کو واپس کرنے کا معاہدہ کرسکتے

- ابو بصیر: عبید بن اُسید
- مغیرۃ بن شعبۃ جن پر الزام لگا یا زنا کا مشابہت کی وجہ سے اور ام جمیلۃ سے نکاح السر کیا تھا اور آپ ﷺ پر اتنے عاشق تھے کہ انگوٹھا چھوڑ دیا تھا آپ ﷺ کی قبر میں تاکہ نیچے اتر کر بوسہ دے۔

- فعاقبتم 1) فجات عقبکم (جب تمہاری باری آئے)
2) سزا دے کر مال غنیمت حاصل کرو کفار سے تو اس شخص کو مہر جو جسکی بیوی چلی گئی

بَابُ الشُّرُوطِ فِي القَرْضِ (ص 381) (حدیث:2734)

- قرض میں اگر اجل کی شرط لگادے تو لازم ہونا چاہئے؛ احناف: لازم نہیں سوائے کہ وعدہ معلق کردے

بَابُ المُكَاتَبِ وَمَا لاَ يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللَّهِ (حدیث:2735)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جو حدیث میں لیست فی کتاب اللہ کی تشریح کہ مراد لیست جائزۃ فی حکم اللہ یعنی تکون مخالفۃ لکتاب اللہ ورنہ ہر شرط جو ہم لگاتے ہیں کتاب اللہ میں نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الِاشْتِرَاطِ وَالثُّنْيَا فِي الإِقْرَارِ، وَالشُّرُوطِ الَّتِي يَتَعَارَفُهَا النَّاسُ بَيْنَهُمْ، وَإِذَا قَالَ: مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ (حدیث:2736)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: استثناء بھی شرط کے مشابہ اسلئے کہ استثناء میں بھی بعض چیزوں کو الگ کرکے شرط لگانا ہے
- نہیں پلاؤنگا چائے مگر عصر کے بعد تو عصر کے بعد شرط ہے۔
- استثناء القلیل من الکثیر سب کے نزدیک صحیح ہے اور اگر برعکس ہو تو بعض کے نزدیک جائز نہیں اور اکثر جواز کے قائل ہیں
مثال: اِن عبادی لیس لک علیھم سلطان اِلا من اتبعک من الغاوین
- زفرؒ اور مؒ: استثناء الجنس من الجنس یجوز
- فؒ: ہر چیز کا استثناء جائز ہے باعتبار القیمۃ
- حؒ: مکیل، موزونات ایک دوسرے سے مستثنی ہو سکتی ہے اور دوسری چیز سے نہیں
- مثال: 1) لہ علیَّ 100 دراہم اِلا صاعًا من حنطۃ تو زفرؒ اور مؒ: لایجوز اور احناف: جائز
2) لہ علی 100 دراھم اِلا ھذا الثوب؛ زفر حؒ: لایجوز؛ فؒ: جائز اِلا قیمۃ ھذا الثوب
-اگر استثناء کرے تو باقی کا کیا حکم ہے: 1) لہ علی عشرۃ اِلا ثلاثۃ تو حؒ: خلاصہ یہ ہے کہ لہ علی سبعۃ التکلم بالباقی بعد الثنیا
-ائمہ ثلاثۃ: سات ہے، 3 منفی ہے؛ احناف: 7 لازم اور 3 مسکوت
کؒ: لا اِلہ اِلا اللہ میں کیا کریں گے؟
- احناف: اللہ معبود حقیقی ہے اور دوسرے معبود نہیں (دوسرے دلائل سے ظاہر) نہ کہ استثناء سے
- احناف: لاصلوۃ اِلا بطھور تو خلاصہ: الصلوۃ تلزم بطھور، یلزم الطھور للصلوۃ اسی لئے قانون کلی نہیں
- لاصلوۃ اِلا بفاتحۃ الکتاب: سورۃ فاتحہ لازم ہے نماز میں تو مطلب دوسری چیز واجب نہیں جو کہ صحیح نہیں تو اصل مسکوت عنہ ہے (ثنیا)
- آج کل اگر کوئی بوکنگ کرے اور پیشگی 100 رینڈ دیتے پھر اسکو کنسل کرے تو وہ 100 رینڈ ضبط کرتے تو ہم کہیں گے کہ یہ خط وکتابت کے لئے (بوکنگ فیس)
- کؒ فؒ: شرط باطل (اِن لم آتک الاربعاء)

بَابُ الشُّرُوطِ فِي الوَقْفِ(حدیث:2737)

- براعت اختتام: وقف: کہ صدقہ جاریۃ اور موت کے بعد بہت مفید
- فی سبیل اللہ: موت بھی اللہ کا راستہ
- ابن سبیل: تم مسافر کی طرح ہو اور ضیف: تو تم بھی مہمان کی طرح ہو۔

55 – كِتَابُ الوَصَايَا(حدیث:2738-2781)

بَابُ الوَصَايَا وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ»(حدیث:2738-2739-2740-2741)

- وصیۃ: 1)التبرع بحق منسوب إلی مابعد الموت

2)التملیک المنسوب إلی مابعد الموت (قیاسًا: ناجائز لیکن استحسانًا جائز)

-وصیت: وہ مال جو دیا جائے موصی کے فعل بھی؛ کڑ: بالغ ہونا ضروری؛ کڑ: صبح بھی وصیت کر سکتا ہے

1)جب کسی کا حق اپنے اوپر ہے تو وصیت کرنا لازم؛ 2)مستحب؛ 3)مباح؛ 4)مکروہ: شر کے کام میں خرچ کرنے کی وصیت

1/3 سے زائد میں نافذ نہیں ہو گی اور ایک ثلث تک نافذ ہو گی۔

- والدین کی وصیت منسوخ اور ناسخ آیت میراث ہے یا مطلب یہ ہے إذا کانا کافرین یا مطلب یہ ہے کہ وہ مال صحیح طور پر تقسیم کرے یا صحیح طور پر نگرانی کرے ، أیصالہ إلی المستحق یا مطلب اگر والدین کے لئے کچھ مال چھوڑ دے۔
- اسحاق بن راھویہ اور داؤد ظاہری: وصیت واجب ہے اور جمہور: کبھی واجب...

بَابُ أَنْ يَتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسَ(ص382)(حدیث:2742)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کسی کے پاس مال قلیل تو مستحب ہے کہ وصیت نہ کرے بلکہ وارثین کے لئے چھوڑ دے
- یرحم اللہ بن عفراء یعنی سعد بن خولۃ تو ممکن ہے کہ ماں کا نام عفراء ہو اور خولہ باپ کی طرف ہو۔
- سعد بن أبي وقاص: تو آپ ﷺ کی دعا کی برکت دیکھئے کہ بستر سے بھی اٹھے مرض سے بھی اور شان بھی بنی کہ فاتح عراق وایران
- احتساب: 1)مشقت کا کام؛ 2)جو لوگ عادۃً کرتے مثلا بیوی بچوں کو کھلانا وغیرہ شریعت نے کہا کہ عادت نہ بناؤ بلکہ عبادت کی نیت سے کرو تو ثواب ملے گا؛ 3)اور جو رسم ورواج ہے اسکو بھی رسم ورواج نہ بناؤ بلکہ ثواب کی نیت کرو جیسے جنازہ میں جانا وغیرہ۔

بَابُ الوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ(حدیث:2743-2744)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وصیت ایک ثلث میں ہے، ہاں زائد بھی جائز ہے اگر ورثاء کی اجازت ہو۔
- کڑ: جس وقت وصیت کرے اس وقت 1/3 کا اعتبار ہے؛ حؒ: مرنے کے بعد وصیت کا اعتبار ہے۔
- اگر کسی کے وارث نہ ہو پھر بھی 1/3 سے زائد وصیت نہ کرے اسلئے کہ بیت المال کا حق ہو گا یا فقراء کا۔
- اگر کسی غیر مسلم ملک میں قانون ہی ہے کہ پورا مال دے سکتا ہے تو کہا جائے گا کہ حکومت نے قبضہ کیا پھر دیا تو اسکو تسلط سے تعبیر کرتے ہیں یعنی حکومت غیر مسلم نے مسلمان سے چھین کر دے دیا۔

بَابُ قَوْلِ المُوصِي لِوَصِيِّهِ: تَعَاهَدْ وَلَدِي، وَمَا يَجُوزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ الدَّعْوَى(ص383)(حدیث:2745)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بیان الوصیۃ: (وصایۃ) مرنے سے پہلے کسی کو نگراں کے طور پر مقرر کرنا؛ وصیّ: موصیٰ إلیہ

بَابُ إِذَا أَوْمَأَ المَرِيضُ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَيِّنَةً جَازَتْ(حدیث:2746)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مریض اور معتقل اللسان کے مسئلہ کا بیان
- 1) اخرس کا اشارہ مفہومہ معتبر ہے؛ 2) وہ مریض جسکی زبان بند ہو چکی: معتقل اللسان اگر اشارہ کرے تو فؒ کؒ: معتبر ہے اور حؒ: معتبر نہیں اسلئے کہ بندش عارضی ہے، دائمی نہیں۔

بَابٌ: لاَ وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ(حدیث:2747)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اصل وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں لیکن یہ لازمی نہیں اسلئے کہ اگر دوسرے وارث اجازت دے اور راضی ہیں تو ممکن ہے۔

بَابُ الصَّدَقَةِ عِنْدَ المَوْتِ(حدیث:2748)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بہتر ہے کہ صدقہ حالت صحت میں دے لیکن اگر حالت مرض میں دے تو 1/3 تک دے سکتے

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ} [النساء: 11](ص384) (حدیث:2749)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وارث کے لئے اگر مریض حالت مرض میں اقرار کرے تو مصنفؒ کے نزدیک صحیح ہے
حؒ دؒ: لایصح؛ فؒ: یصح؛ کؒ: اگر محل تہمت ہو تو لایصح جیسے بیٹی کے لئے
1) الاقرار لغیر وارث جائز بالاتفاق
2) الاقرار للوارث فھذا جائز بالاتفاق
3) اقرار المریض للوارث: حؒ دؒ: لایجوز؛ فؒ: یجوز اور فؒ کا دوسرا قول: لایصح
- اس مسئلہ میں مصنفؒ نے یہ دلائل نقل کئے: 1) من بعد وصیۃ یوصی بھا أو دین تو دین کا اقرار بھی صحیح
2) تابعین کے اقوال:
3) منافق کی علامت: إذا اؤتمن خان تو دین کا اقرار امانت ہے
4) إن اللہ یأمرکم أن تؤدوا الأمانات إلی أھلھا
5) اگر ہم کہیں کہ مرض وفات میں وارث کے لئے اقرار کرنا کہ اسکو فائدہ پہنچانا ہے تو یہ سوء ظن ہے اور اس سے بچنا چاہئے (مقام تہمت)
6) موت کا وقت بتلاتا ہے کہ اس وقت سچ کہے گا اسلئے کہ آخرت کے مراحل سامنے ہے۔
- حؒ دؒ: اقرار للوارث لایجوز: 1) حاشیہ 6؛ 2) اور ابن عمر کی روایت میں رجل مجھول ہے
لیکن شمس الأئمہ سرخسی کہتے کہ لا اقرار لہ بالدین (صحیح نہیں ہے)

3)وقد کان لفلان سے پتہ چلتاہے کہ وارث کا حق آچکا ہے، چنانچہ کسی اور کو دینے کی اجازت نہیں۔
4)محمد باقر سے مروی:لاوصیۃ لوارث ولا اقرار لہ بالدین اور یہ محمد باقر سے مروی ہے مرفوعًا
-اقرار:إعطاء المال من نفسہ اور یہ الگ بات ہے اور اخبار یہ ہے کہ یہ فلان کا مال ہے
-قال بعض الناس:یہ سوء ظن کی وجہ سے نہیں بلکہ دلائل کی وجہ سے،سوء ظن اس وقت ناجائز جب کہ دلیل نہ ہو اور جب دلیل ہو تو احتیاط ہے

بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ} [النساء: 11] (حدیث:2750-2751)

- 1)وصیت کو مقدم کیا اسلئے کہ تقصیر کرتے تھے اسمیں؛ 2)یا وصیت بہ منزلہ تبرع ہے اور دین حق ہے تو خیال رکھنا چاہئے؛ 3)اسمیں طلب کرنے والا نہیں اور دین میں ہے۔
- اس حدیث سے ایک عجیب بات معلوم ہوائی اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت حکیم بن حزامؓ کو اپنا حق دینے کے لئے کہا حالانکہ یہ لازم نہیں تھا اور نہ واجب تھا بلکہ نفلی تھا اور انکو پھر بھی بلاتے رہتے تھے، تو اب اندازہ لگائے ذرا کہ اگر فاطمہؓ وارثہ بنتی تو کیا وہ انکو اپنا حق نہ دیتے؟!ضرور دیتے لیکن آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ:لانورث،ماترکنا صدقۃ۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَوْ أَوْصَى لِأَقَارِبِهِ وَمَنِ الأَقَارِبُ(حدیث:2752)

- امام بخاریؒ نے اوقاف کے مسائل یہاں سے بیان کیا ہے
- اختلاف: محمد بن عبد اللہ الانصاری جو سؒ کے شاگرد اور سؒ:الوقف یتم بالقول وعلیہ الفتوی

حؒ:وقف:حبس العین علی ملک الواقف؛ سمؒ:واقف کی ملکیت سے نکل کر اللہ کی ملکیت میں آتا ہے

فؒ دؒ:رشتہ دار قریب یا بعید ہو سب شامل اور دؒ:کافر اسمیں شامل نہیں
کؒ:عصبات اسمیں شامل اور حؒ:کل ذی رحم محرم شامل ستہ ائے والدین

بَابٌ: هَلْ يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالوَلَدُ فِي الأَقَارِبِ؟(حدیث:2753)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:اقارب کہاں تک پھیلے اور کہاں تک استعمال ہو گا
- اگر کسی نے کنویں یا مسجد کو وقف کیا تو تمام مسلمانوں میں اقارب بھی شامل ہونگے۔
- حؒ:اقارب میں ذی رحم محرم شامل لیکن والدین شامل نہیں
- اشکال:شفاعت کہاں گئی؟

جواب:1)یعنی میں کچھ دفع نہیں کر سکتا اگر بالفرض تم کافر ہو۔
2)لا اُغنی عنکم علی الفور،ہاں اعمال فی الفور فائدہ دے سکتے
3)لا اُغنی عنکم من اللہ شیئًا إلا باذن اللہ اسلئے کہ مقام وعید پر استثناء کا ذکر نہیں، تاکہ مؤثر اور سبب خوف ہو۔
4)یہ منسوخ ہے نصوص شفاعت سے یعنی ابتداء میں شفاعت کے بارے میں معلوم نہیں تھا بعد میں شفاعت معلوم ہو گئی۔
اسی طرح لحوق اولاد

بَابٌ: هَلْ يَنْتَفِعُ الوَاقِفُ بِوَقْفِهِ؟(ص385)(حدیث:2754-2755)

- اگر کنواں یا مسجد تو فائدہ اٹھا سکتا یا اگر شرط لگائی کہ میں فائدہ اٹھاؤنگا تو جائز ہے اسکو وقف علی الآولاد یا علی الزوجۃ کہتے۔
- مؤونۃ:بقدر العمل نفقۃ؛ مؒ ظاہر یہ ذؒکؒ:تولیت کے لئے دوسرا بنانا ضروری ہے؛حؒ:واقف خود متولی بن سکتا ہے۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى غَيْرِهِ فَهُوَ جَائِزٌ(حدیث:...)

بَابُ إِذَا قَالَ: دَارِي صَدَقَةٌ لِلَّهِ، وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفُقَرَاءِ أَوْ غَيْرِهِمْ، فَهُوَ جَائِزٌ، وَيَضَعُهَا فِي الأَقْرَبِينَ أَوْ حَيْثُ أَرَادَ(ص386)(حدیث:...)

- صدقۃ میں وقف کی نیت یا صدقہ کی نیت ہے تو مکمل ہے اگرچہ مصرف کو متعین نہ کرے وبہ قال سؒ۔
- فؒ اور بعض کا قول:مصرف کو متعین کرنا ضروری

بَابُ إِذَا قَالَ: أَرْضِي أَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِلَّهِ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ، وَإِنْ لَمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذَلِكَ(حدیث:2756)

- ماقبل باب کے لئے تکمیل ہے
- مصنفؒ کے نزدیک صدقۃ للہ وقف کے الفاظ سے
- احناف وشوافع:قیمت دینی پڑے گی
- ماقبل میں متصدق عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ، أَوْ أَوْقَفَ بَعْضَ مَالِهِ، أَوْ بَعْضَ رَقِيقِهِ، أَوْ دَوَابِّهِ، فَهُوَ جَائِزٌ(حدیث:2757)

- وقف المشاع جائز:فؒ دؒسؒ؛ مؒ:لایجوز اسلئے کہ الگ کرکے متولی کو دینا ضروری ہے۔
- مقبرۃ اور مسجد کے لئے وقف المشاع لایجوز اور مشاع بین الفقراء بالاتفاق جائز۔

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ إِلَى وَكِيلِهِ ثُمَّ رَدَّ الوَكِيلُ إِلَيْهِ(حدیث:2758)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:مصرف کی تعیین کو وکیل کے سپرد کرے اور پھر واقف کو تقسیم سپرد کرے جائز
- 1)اشکال(تبیع)اسلئے کیا کہ انکا خیال یہ تھا کہ وقف ہے حالانکہ صدقۃ تھا

2)اشکال اسلئے کیا کہ اپنے پاس رکھنا چاہئے دوسروں کو کیوں دیتے ہو

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَإِذَا حَضَرَ القِسْمَةَ أُولُو القُرْبَى، وَاليَتَامَى وَالمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ}(حدیث:2759)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرنا
- فارزقوھم منہ:1)بعض لوگوں کے نزدیک استحباب پر محمول ہے
- 2) بعض کہتے کہ منسوخ ہے اور پہلے واجب تھا،اگر وصیت نہ کی تو تبرّعًا اسکے نذور کو پورا کرسکتے

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ، وَقَضَاءِ النُّذُورِ عَنِ المَيِّتِ(حدیث:2760-2761)

- مستحب ہے کہ میت کی وصیت کو پورا کیا جائے اور اگر وصیت نہ کی ہو پھر بھی اسکی طرف ادا کرنا مستحب ہے۔
- ح ک: بدنی اور مالی عبادت کا ثواب پہنچتا ہے؛ ف: بدنی عبادت کا ثواب نہیں پہنچتا، ہاں مالی کا پہنچتا ہے
- متأخرین شوافع نے بھی احناف کے قول پر فتوی دیا
- معتزلہ انکار کرتے: أن لیس للإنسان إلا ما سعی
- جواب:1) سعی ایمانی مراد

2) ہر انسان اپنے عمل کا مالک ہے إلا یہ ہے کہ کس کو دے دے

3) یہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ: والحقنا بھم ذریتھم وما ألتناھم من عملھم من شیء

4) لام بمعنی علی ہے وأن لیس للإنسان أی علی الإنسان إلا ما سعی

5) یہ حضرا ابراھیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے قوم کے بارے میں تھا نہ کہ امت محمدیہ کے لئے

6) وأن لیس للإنسان إلا ما سعی أی مانوی (النیۃ لا نیابۃ لھا)

7) وأن لیس للإنسان إلا ما سعی: ھذا بطریق العدل وأما ایصال الثواب فھو بطریق الفضل

8) عبادت بدنیہ میں ایک دوسرے کا نائب نہیں بن سکتا ہے کہ آپ میری طرف سے دوروزے رکھے.

-ہمارے دلائل: 1) ابن عمرؓ اور علاء بن لجلاج: میت کے سر کے پاس سورۃ بقرۃ کو پڑھنا چاہئے وأولئک ھم المفلحون تک اور اسکے پیر کے پاس آمن الرسول الخ تک۔

2) عزالدین بن سلام جو کہ بڑے شافعی المسلک تھے، انہوں نے ایصال ثواب کا انکار کیا تھا، تو جب انتقال ہوا تو کسی نے انکو خواب میں دیکھا اور کہا کہ آپکو تو ثواب کی ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ ایصال ثواب کے قائل نہیں تھے تو کہا میں یہاں آکر مجھے معلوم ہوا۔

3) حدیث:..(اسکی سند پر کلام ہے لیکن تائید میں چل سکتی ہے)

4) شعبی: کانت الأنصار إذا مات فیھم أحدٌ اختلفوا إلی قبرہ یقرؤون القرآن (رواہ الخلال)

5) دعا بالاتفاق قبول ہوتی ہے اور غیر مقلدین بھی اسکے قائل ہیں تو طریقہ یہ ہے کہ تلاوت قرآن کرے، پھر دعا کرے کہ یا اللہ جو پڑھا ہے اسکا ثواب میت تک پہنچادے، تو سب متفق ہونگے۔

6) حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں اپنے والدین کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتا تھا اب انکی وفات ہوچکی ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں؟ آپ صدقہ کروانکے صدقہ کے ساتھ اور نماز روزہ رکھوانکی نماز اور روزے کے ساتھ۔

بَابُ الإِشْهَادِ فِي الوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ(ص387)(حدیث:2762)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وقف اور صدقہ میں گواہ بنانا چاہئے کما قال تعالی وأشھدوا ذوی عدل منکم
- جب شہادت میں گواہ بنانا ہے تو وقف میں تو بدرجہ اولی گواہ بنانا چاہئے کیونکہ وقف کی چیز تو قیامت تک باقی رہتی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَآتُوا اليَتَامَى أَمْوَالَهُمْ، وَلاَ تَتَبَدَّلُوا الخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ، وَلاَ تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا، وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي اليَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ} [النساء: 3] (حدیث:2763)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یتیموں کے مال میں بہت احتیاط کرو
- سوال: یتیم کا وقف سے کیا تعلق ہے؟

جواب: 1) جس طرح عموماً لوگ وقف کی بہت پرواہ نہیں کرتے حالانکہ اسکی حفاظت کرنی چاہئے تو اسی طرح یتیم کے مال کو بھی لوگ عموماً خیال نہیں رکھتے تو اسکی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔

2) جیسے وقف کے لئے متولی ہوتا ہے اسی طرح یتیم کے مال کے لئے بھی متولی ہوتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَابْتَلُوا اليَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ، .... نَصِيبًا مَفْرُوضًا} [النساء: 7] (حدیث:...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) آیت کریمہ کی تفسیر کا بیان ہے اور یتیم کے بارے میں احکام کا بیان ہے۔

2) یتیم کے مال میں احتیاط کرو اسکے مال کو تجارت میں لگا کر بڑھاؤ

باب وما للوصي أن يعمل في مال اليتيم وما يأكل منه بقدر عمالته (حدیث:2764-2765)

- -اختلاف: آیت فلیأکل بالمعروف:
- شافعیہ: جو متولی اسکی خدمت کرتا ہے تو اقل الأمرین لے گا یعنی نفقہ اور تنخواہ میں سے جو کم ہو
- احناف: 2 چیزیں ھیں: یا مضاربت کے طور پر استعمال کرے یا یہ کہ بطور قرض لے لے پھر واپس کرے، اور اگر یہ دونوں نہ ہو اور محتاج ہو تو بقدر ضرورت لے اور مزدوری کی حد تک لے لے۔
- مالکیہ: بڑی چیزیں نہیں لے سکتا ہے، ہاں جو چیزیں رائج ہیں جیسے دینے لینے کا عرف ہے اور لا قیمۃ لہ عند الناس جیسے دودھ وغیرہ تو یہ چیزیں لے سکتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ اليَتَامَى ظُلْمًا، إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا} [النساء: 10] (حدیث:2766)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ماقبل مضمون کی تاکید ہے کہ یتیم کے مال کیا ہے؟ اسکو آگ سمجھنا ناحق لینے میں۔
- سحر: امر عجیب یشبہ الخوارق ولیس بخارق، فإذا کان باستعانۃ الشیاطین فھو کفر، وإذا کان بأسباب خفیۃ فھو خدیعۃ اور نظر بندی ہو تو گناہ ہے
- اور کبھی سحر مبنی ہے اسباب خفی مادیۃ پر تو اسکو مجازی سحر کہتے۔
- اگر ساحر کسی کو قتل کرے اور اقرار کرے یا بکثرت یہ کام کرے تو اسکو قتل کر سکتے
- سحر کے لئے تاثیر ہے لیکن فی انقلاب الحقیقۃ میں نہیں اسلئے کہ یہ معجزہ کا کام ہے۔
- کعب الاحبار: اگر مجھے یہ کلمات نہ پڑھتا تو تو مجھے وہ لوگ (یہود) گدھا بنا دیتے!

جواب: 1) انکی ہر بات کا اعتبار نہیں جیسے امام بخاریؒ نے ص 1094 پر روایت بیان کی اور کہا إنا لنبلو علیہ الکذب یعنی ہر (جھوٹ بھی) رطب ویابس کو نقل کرتے۔ یا یہ مطلب کو مجھے بے وقوف بنا دیتے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ اليَتَامَى، قُلْ إِصْلاَحٌ لَهُمْ خَيْرٌ، وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ المُفْسِدَ مِنَ المُصْلِحِ، وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ} [البقرة: 220](ص388)(حدیث:2767)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اپنے مال کو یتیم کے مال سے ملاسکتے لیکن نیت یاد رکھنا چاہیئے (إنما الأعمال بالنيات)
- ما قبل میں احتیاط ذکر کیا، اب کہتے کہ ملاسکتے مع الاحتیاط۔

بَابُ اسْتِخْدَامِ اليَتِيمِ فِي السَّفَرِ وَالحَضَرِ، إِذَا كَانَ صَلاَحًا لَهُ، وَنَظَرِ الأُمِّ وَزَوْجِهَا لِلْيَتِيمِ(حدیث:2768)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یتیم سے خدمت لینا تحقیر نہیں بلکہ ادب اور تعلم کا حصہ ہے اور اخلاق سکھانا ہے

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا وَلَمْ يُبَيِّنِ الحُدُودَ فَهُوَ جَائِزٌ، وَكَذَلِكَ الصَّدَقَةُ(حدیث:2769-2770)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وقف کی مشابہت کی وجہ سے یتیم کے مال کے بارے میں بیان کیا
- اگر مشہور زمین ہے تو اسکے حدود کا ذکر متعین کرنے کے لئے یا اِشھاد کے لئے، یہاں ضرورت نہیں۔

بَابُ إِذَا أَوْقَفَ جَمَاعَةٌ أَرْضًا مُشَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ(حدیث:2771)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مشاع کا وقف؛ مسجد اور مقبرۃ میں نہیں چلتا لیکن پوری جماعت وقف کرے اپنے حصوں کو تو پھر لا مشاع عند القبض۔ بل ھذا وقف الکل۔

بَابُ الوَقْفِ كَيْفَ يُكْتَبُ؟(حدیث:2772)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وقف میں خرابی پیدا ہو سکتی ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے ہے اسی لئے لکھنا ضروری ہے تاکہ آگے چل کر کوئی ناگواری بات پیدا نہ ہو جائے۔

بَابُ الوَقْفِ لِلْغَنِيِّ وَالفَقِيرِ وَالضَّيْفِ(ص389)(حدیث:2773)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ان سب مذکورہ چیزوں کو وقف کر سکتے
- احناف: فقراء کے لئے وقف ہو گا اور اغنیاء تبعًا اسمیں داخل ہونگے
- شوافع: اصح قول کے مطابق، وقف علی الإغنیاء مطلقًا جائز ہے۔

بَابُ وَقْفِ الأَرْضِ لِلْمَسْجِدِ(حدیث:2774)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جیسے مسجد بنا کر اسکو وقف کر سکتے ہیں تو اسی طرح زمین کو مطلقًا وقف کر سکتے

بَابُ وَقْفِ الدَّوَابِّ وَالكُرَاعِ وَالعُرُوضِ وَالصَّامِتِ(ص389)(حدیث:2775)

- ترجمۃالباب کا مقصد: جانوروں کو، گھوڑوں کو، سامان کو اور نہ بولنے والی چیزیں جیسے درہم، دینار ان سب چیزوں کا وقف کرنا جائز ہے۔
- امام محمدؒ: منقول چیزوں کا وقف کرنا جائز ہے جو متعارف ہے جیسے آج کل مسجدوں میں قرآن پاک کے نسخوں کا وقف، اسی طرح مسجدوں میں ٹوپی اور کرتہ وغیرہ کا وقف۔

بَابُ نَفَقَةِ القَيِّمِ لِلْوَقْفِ(حدیث:2776-2777)

- ترجمۃالباب کا مقصد: نفقۃ القیم یعنی العامل للوقف ویدخل فیہ الأجیر والناظر والوکیل
- اشکال: حدیث میں ہے کہ لا تقتسم ورثتی دینارًا ولا درھمًا، ماترکت بعد نفقۃ نسائی اور دوسری روایت میں ہے کہ حضور صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نہ دینار چھوڑا اور نہ درہم، نہ بعیر، نہ شاۃ؟

جواب: 1) تطبیق یہ خبر ہے کہ جو دراھم اور دنانیر ہے اسکو صدقہ کردے تقسیم نہ کرے

2) بالفرض اگر کوئی درہم ودینار رہ جائے تو وہ ملکیت نہیں ہے۔

3) لم یترک شیئًا علی سبیل الملک

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بِئْرًا، وَاشْتَرَطَ لِنَفْسِهِ مِثْلَ دِلاَءِ المُسْلِمِينَ(حدیث:2778)

- ترجمۃالباب کا مقصد: سب جائز ہے
- سؒ دؒ: یہ جائز ہے وعلیہ الفتوی اور وہی مصنفؒ کا قول ہے؛ فؒ: یہ جائز نہیں ہے؛ کؒ: لا یجوز باشتراط، کؒ: شیءیسیر کا استثناء کرسکتے۔

بَابُ إِذَا قَالَ الوَاقِفُ: لاَ نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ فَهُوَ جَائِزٌ(حدیث:2779)

- ترجمۃالباب کا مقصد: یہ کہنا جائز ہے
- کؒ فؒ: یہ وقف کے الفاظ نہیں ہے جیسے یہ الفاظ اگر عبد یا أمۃ کے بارے میں کہے جائے تو اعتاق نہیں ہوگا، ہاں اگر صدقہ کے الفاظ استعمال کرے تو ٹھیک ہے اور اس طرح کہ صدقۃ للمسلمین اور وقف کی نیت کرے تو پھر وقف ہوگا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ، إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ المَوْتُ ... وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا وَاللَّهُ لاَ يَهْدِي القَوْمَ الفَاسِقِينَ) {الأَوْلَيَانِ} [المائدة: 107] (حدیث:2780)

- ترجمۃالباب کا مقصد: 2 آدمیوں کا گواہ بنانا ضرورت کے درجے میں اور 2 وصی کو مقرر کرنا کہ فلاں آدمی تک مال پہنچانے کے لئے تو یہ استحباب کے حکم میں ہے۔
- مسئلہ: اگر غیر مسلم کو حکم بنانا ہو تو یہ آیت منسوخ ہے اور اگر وصیت پر مقرر کرنا ہو تو منسوخ نہیں ہے
- بعضھا: یہاں غیر مسلم مراد ہے کہ انکی گواہی مسلمان کے خلاف قبول نہیں
- جصاص: بعض احوال میں ضرورت کی وجہ سے انکی گواہی قبول کی جائے گی۔

بَابُ قَضَاءِ الوَصِيِّ دُيُونَ المَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الوَرَثَةِ(حدیث:2781)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: وصی میت کی قضاء اور دین کو ادا کرے گا اور اگرچہ ورثاء نہ ہو اور ہو تو بھی ان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وارثین دین کے حق میں اجنبی کی طرح ہے۔
- براعۃ الاختتام: 1) لفظ میت میں

2) فراس: انسان کی فراست میں سے ہے کہ وہ موت کی تیاری کرے

3) استشھد: شہید ہوئے

4) ولا ارجع: ایک دین آئے گا کہ تم چلے جاؤ گے اور بغیر واپسی

5) العداوۃ والبعضاء: کہ یہ سبب موت بنتا ہے اسلئے کہ اسکے بعد قتال یا قتل ہوتا ہے۔

56 – كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ (حدیث:2782-3090)

- ماقبل: بیع: جلب المنفعۃ؛ (زاد المعاد میں جہاد کی کئی قسمیں مذکور ہیں 3/9)
- اب جہاد: 1) بذل أعزّ المحبوبات فی سبیل رب الکائنات؛ 2) بذل الوسع فی سبیل اللہ (بقدر استطاعت طاقت خرچ کرنا)
- جہاد کی کئی قسمیں: 1) بالمال؛ 2) بالعلم؛ 3) بالبدن؛ 4) بالروح؛ 5) بالعزۃ؛ 6) بالرأی؛ 7) بالمنصِب
- مقابلے میں: 1) نفس جہاد بمقابلۃ النفس (نفس کہتا ہے عمل نہ کرو)

2) بمقابلۃ الشیطان (شیطان کہتا ہے شبہات پر عمل کرو)

3) کفار (بالید، بالقلم، باللسان، بالمال)

4) فساق کے مقابلے میں (بالتبلیغ والدعوۃ والعلم)

5) منافقین؛ 6) ماحول کے خلاف۔

- حدیث: جاھدوا بأموالکم وألسنتکم
- أی الناس أفضل؟ قال من جاھد فی سبیل اللہ بمالہ ونفسہ
- ضعیف حدیث: رجعنا من الجھاد الأصغر إلی الجھاد الأکبر أی مجاھدۃ النفس
- أفضل الاعمال العلم عند الأحناف، کـ ح: اشتغال بالعلم
- دؒ: جہاد؛ فؒ: التخلی للعبادۃ
- جہاد کی دو قسمیں: 1) فرض کفایہ؛ 2) فرض عین۔
- جہاد: صلاۃ علی المیت کی طرح یعنی بعض ادا کرے تو کافی ہے سب کی طرف۔
- کب فرض عین بنتا ہے؟ أصح قول کے مطابق: جب رسول اللہ ﷺ حکم دے سبکو جانے کا یا جب سے کی ضرورت ہو۔
- علم ہر جگہ ضرورت ہے
- شعر: لا فضل...................... أنھم......... علی الھدی

وفضل کل امرء ماکان والجاھل

ففُزْ بعلم................. الناس موتی وأھل العلم احیاء

بَابُ فَضْلِ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ (ص390) (حدیث:2782-2783-2784-2785)

- سیرۃ کی جمع سِیَر ہے: 1) آپ ﷺ کے اخلاق جہاد کے موقع پر

2) حالۃ السَّیر فی الرجوع من الجھاد

اور سیر عام اخلاق آپ ﷺ کے لئے بھی مستعمل ہے

- مسلمان بائع؛ اللہ مشتری کی طرح اور ثمن: مال وجان
- جہاد: جَھدٌ سے: مشقت اور جُھدٌ: محنت
- طاعت کو حدود اسلئے کہتے کہ حد کا مطلب فاصلہ۔
- جہاد دار الإسلام میں ہوگا اور دار الإسلام وہ ہے جہاں حاکم شریعت کے مطابق جھگڑوں میں فیصلہ کردے۔

- لاھجرۃ أی من مکۃ إلی المدینۃ
- قتال عام ہے یکون لمصلحۃ الدین والدنیا اور جہاد خاص ہے یکون لمصلحۃ الدین
- ایک حدیث میں آیا ہے کہ کونسا شخص بہتر ہے؟(حدیث 2786 جو آنے والی ہے): قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ»، قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللَّهَ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ».
- حج کا فائدہ اپنے لئے ہے اور جہاد کا فائدہ متعدی ہے۔
- حج صرف بعض پر فرض ہے اور جہاد کبھی فرض کفایہ کبھی فرض عین ہوتا
- اشکال: ایک حدیث میں آیا ہے کہ أیام عشرۃ میں سب سے بہتر عمل ہے

جواب: 1) یہ أیام مستثنی ہیں؛ 2) یہ مراد ہو سکتا ہے کہ جب سب کچھ خرچ کرے اور کچھ باقی نہ رہے حتی کہ جان بھی۔

بَابٌ: أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ(ص391) (حدیث:2786-2787)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جہاد، جہاد بالمال کو بھی شامل ہے

2) جہاد افضل الأعمال۔

بَابُ الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ(حدیث:2788-2789)

- جہاد جب اعلی درجہ کی چیز ہو تو اسکے لئے دعا جائز ہے۔
- دعا شہادت، تو کافر کے غلبہ سے مسلمان پر تو یہ کیسے جائز؟

جواب: 1) اعلاء کلمۃ اللہ حصول درجات، اللہ کا قرب۔ تو خلاصہ..........

2) کبھی شہادت بغیر قتال کے ہو سکتی ہے جیسے اکسیڈنٹ، یا دیوار گرے

3) کبھی شہادت حاصل ہوتی ہے اسکے بعد کے کافروں کو زبردست نقصان پہنچادے

4) شہادت مستثنی ہے۔

- حدیث میں: لاتمنوا لقاء العدو اور یہاں شہادت کی دعا (تو تعارض ہے!)

جواب: 1) بغیر مقابلے می شہادت ہو سکتی ہے۔

2) مقابلہ کی تمنا نہ کرو لیکن جب مقابلہ ہو تو تمنا کر سکتے

- عمرؓ نے شہادت کو بھی اور مدینہ منورۃ کی موت بھی مانگی اسلئے کہ مدینہ کی خاص برکات و فضیلت ہیں جو احادیث میں وارد ہیں

- 445 - حَدَّثَنَا أَبُو خَلِيفَةَ الْفَضْلُ بْنُ الْحُبَابِ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ الْعَيْشِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَاجِيَةَ، ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ، قَالَا: ثنا سَعْدُ أَبُو عَاصِمٍ، ثنا نَافِعٌ مَوْلَى حَمْنَةَ بِنْتِ شُجَاعٍ قَالَتْ: قَالَتْ لِي أُمُّ قَيْسٍ: " لَوْ رَأَيْتَنِي وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِذٌ بِيَدِي فِي سِكَّةٍ مِنْ سِكَكِ الْمَدِينَةِ، مَا فِيهَا بَيْتٌ حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ، فَقَالَ لِي: يَا أُمَّ قَيْسٍ، قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ: لَتَرَيِنَّ هَذِهِ الْمَقْبَرَةَ يَبْعَثُ اللهُ مِنْهَا سَبْعِينَ أَلْفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، فَقَامَ عُكَّاشَةُ، فَقَالَ: وَأَنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: وَأَنْتَ. فَقَامَ آخِرُ، فَقَالَ: وَأَنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ".(المعجم الكبير للطبراني)

- **ترمذی کی روایت:** 3917 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا».

- **حدیث سب سے پہلے آپ ﷺ داخل ہونگے پھر صاحبین کے بعد سب سے پہلے جنۃ البقیع کو اٹھایا جائے گا۔**

-**مسند ابی داؤد:** 65 - حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَوَّارُ بْنُ مَيْمُونٍ أَبُو الْجَرَّاحِ الْعَبْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ آلِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ زَارَ قَبْرِي» أَوْ قَالَ: «مَنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي الْآمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

- آپ ﷺ کیوں جاتے تھے امّ حرام کے پاس؟

جواب: 1) بعض کہتے کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی اسلئے کہ وہ بہ منزلہ والد تھے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔

اسلئے کہ عام عورتیں پردہ کرتی تھی آپ ﷺ سے اور پھر بیعت بالید کیوں ممنوع ہے عورتوں کے لئے؟

2) یہ نزول حجاب سے پہلے (لا یحصح) اسلئے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔

3) آپ ﷺ کی رضاعی خالہ تھی (لا یصح) اسلئے کہ آپ ﷺ نے مدینہ منورۃ میں دودھ نہیں پیا تھا۔

4) یہ ممکن ہے کہ آپ ﷺ کے والد کی رضاعی خالہ تھی اور ابن ماجہ میں حدیث ہے جسمیں ام سلیم کو من اَھلہ بتایا گیا اور وہ ام حرام کی بہن تھی۔

-جعلت تفلی رأسہ: یعنی بالوں کی صفائی کے سامان وغیرہ کا انتظام کیا جیسے اطعمتہ پہلے آیا یعنی کھانا رکھا اور آپ ﷺ نے خود کھایا اور اَطعام عشرۃ مساکین کی طرح ہے یا جیسے علیؓ نے فاطمہؓ کو غسل دیا یعنی غسل دینے کے اشیاء وضروریات کا انتظام کیا۔ یہ بنی الأمیر المدینۃ کے قبیل سے ہے یعنی مجاز عقلی۔

-ترجمۃ الباب سے مناسبت: عورت کے لئے شہادت کی دعا فرمائی تو شھادت ملی، عثمانؓ کے زمانے میں اور معاویہؓ امیر العسکر تھے (پہلا واقعہ)

دوسرا واقعہ: معاویہؓ کی خلافت تھی اور امارت یزید کی تھی تو قسطنطنیہ گئے تھے جسمیں ابو ایوب انصاریؓ انتقال کر گئے تھے۔

بَابُ دَرَجَاتِ المُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يُقَالُ: هَذِهِ سَبِيلِي وَهَذَا سَبِيلِي (حدیث: 2790-2791)

- مجاھدین جنتی ہیں اور انکو درجات بھی ملیں گے

- شعر: لیس السبیل سوی سبیل محمد فھو الصراط المستقیم لمن سلک

ومن یمش فی طرقاتہ فقد اھتدی سبل الرشاد من یزغ منھا ھلک

- قال کے بعد مقدر ہے: لاتکتف بہ بل بَشِّرْ ھم بأن فی الجنۃ مئۃ درجۃ

- اوسط بمعنی اَفضل؛ والوسط یکون محفوظًا عن الخلل۔

- اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ فردوس اعلی درجہ ہے جنت کا حالانکہ دوسری احادیث میں ہے کہ "عدن" افضل ہے۔

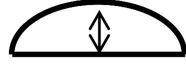
- اپنے ہاتھ سے بنایا خدا نے: 1) عرش؛ 2) عدن؛ 3) آدمؑ؛ 4) قلم

- حدیث: عدن دار اللہ التی لم ترھا عین ولا تخطر علی قلب بشر ولا یسکنھا إلا ثلاث: النبیین والصدیقین والشھداء

- إن فی الجنۃ قصرٌ یقول اللہ تبارک وتعالی: طوبی لمن دخلک یقال لہ عدن اَعلی درجۃ فی الجنۃ وفیھا عدن کے 500 دروازے ہیں!

- جواب: فردوس: کل ہے اور عدن جزء ہے تو خلاصہ یہ ہے کہ فردوس اَعلی اور عدن اعلی فی الاَعلی ہے (تفسیر مظہری)
- عرشٌ: جسم محیط علی السماوات والاَرض والکرسی ینزل منہ الاَحکام والتقدیر والانتظام ومنہ تتفجر اَنھار الجنۃ۔

بَابُ الغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَقَابِ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الجَنَّةِ(ص392)(حدیث:2792-2793-2794)

- قاب کے تین معانی ہیں: 1) مقدار؛ 2)  3) 

بَابُ الحُورِ العِينِ، وَصِفَتِهِنَّ يُحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ، شَدِيدَةُ سَوَادِ العَيْنِ، شَدِيدَةُ بَيَاضِ العَيْنِ(حدیث:2795-2796)

- شھداء کو حور عین ملیں گے اور عین، عیناء کی جمع ہے جو بڑی آنکھوں کے معنے میں ہے اور حور، حوراء کی جمع ہے۔
- حور کے 2 معانی: 1) گوری لڑکی (سفیدی کے معنے میں)؛ 2) جو مصنفؒ نے بتایا: آنکھوں کی سفیدی اچھی طرح سفید ہو اور سیاہی اچھی طرح سیاہ ہو (یُحار فیھا الطرف)۔
- عرب نیلی آنکھوں کو ناپسند کرتے ہیں اسلئے کہ رومیوں سے نفرت کرتے تھے۔
- زوّجناھم اَی قرنّاھم بحور عین
- اشکال: عورت کو کیا ملے گی تو جواب دیتے کہ عورتوں کو بھی حور ملیں گی اسلئے کہ وہ سردار ہونگی حوروں کی اور مرد سردار ہونگے عورتوں کے بلکہ گھروں کے۔
- قِیدٌ: مقدار؛ یا مقِدٌّ: السَّوطُ المُتَّخَذُ من الجلد

بَابُ تَمَنِّي الشَّهَادَةِ(حدیث:2797-2798)

- اشکال: موت کی تمنا تو ممنوع ہے، تو شھادت کی تمنا کیسے جائز ہے؟

جواب: 1) موت کی تمنا سے شھادت کی تمنا مستثنی ہے، موت للہ نہیں شھادت للہ ہے۔

2) شھادت کی تمنا کا مطلب جب بھی موت ہونا ہے تو شھادت کی موت ہو (مطلقہ عامہ)

- تکرار ثم کی وجہ سے اچھا لگتا ہے

- زّجُعٌ: زیدؓ جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ یعنی غزوۃ موتہ کے سپہ سالار۔

- حدیث میں ہے کہ فتح ملی انکو اور تاریخ میں آیا کہ جب وہ لوگ واپس آئے تو بچے انکو پتھر مارنے لگے کہ یہ فرارین ہیں (تو تاریخ کا کیا اعتبار ہے حدیث کے سامنے ؟!)۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ(حدیث:2799)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جہاد اور شھادت کا مرتبہ اسکو بھی حاصل ہے جو قتل ہو جائے یا دابۃ سے گر جائے۔
- عقبہ بن عامر مروی ہے: من صُرِع عن دابتہ فی سبیل اللہ فمات فھو شھیدٌ۔
- حافظ ابن حجر نے تحقیق کی اور کہا مہ یہ راوی کی غلطی ہے (یعنی فنزلوا الشام)
- ام عبداللہ بن ملحان ہے اسلئے کہ یہ روم، قبرص کا واقعہ ہے (اور وہ منذر بن الزبیر کے ساتھ گئی تھی)

بَابُ مَنْ يُنْكَبُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ(ص393)(حدیث:2800-2801-2802)

- یُنکب: 1) زخمی کیا جائے؛ 2) تکلیف پہنچایا جائے۔

- اشکال: بنی سلیم غادرین اور خائنین میں سے تھے اور یہاں ہے کہ وہ مبعوث تھے ؟!
جواب: 1) بعث أقواماإلی بنی عامر حال کو نھم من بنی سلیم (تو حال ہے)
2) "إلی" مقدر ہے: بعث النبی ﷺ رجالاًإلی بنی سلیم۔
3) جن لوگوں کو بھیجا تو انکے ساتھ بنی سلیم کے کچھ لوگ تھے: بعث النبی ﷺ اقواما من بنی سلیم مع الصحابۃ۔
-خالی: حرام بن ملحان اور عکرمۃ بن عمار نے مارا تھا انکو (اور بعد میں عکرمۃ مسلمان ہوئے)
-مشھدٌ: میدان جنگ: مقام شھادت کی وجہ سے یا فرشتے حاضر ہوئے۔
-خطاب کبھی اظہار افسوس و غم کے لئے بھی ہے۔

بَابُ مَنْ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (حدیث:2803)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اس آدمی کی فضیلت جو اللہ کے راستے میں شھید ہو جائے، اگر کہے کہ پہلے گزر چکا ہے یہ باب تو کہتے کہ یہاں خاص فضیلت کو بیان کرنا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الحُسْنَيَيْنِ} [التوبة: 52] وَالحَرْبُ سِجَالٌ (حدیث:2804)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آیت کریمہ کی تفسیر ہے۔
- حسنیین: شھادت یا فتح؛ کبھی جنگ میں شھادت ملتی تو یہ بھی کامیابی ہے اور کبھی فتح ہے تو یہ بھی کامیابی ہے۔
- إن غُلّبوا فلھم الآجلۃ والعاجلۃ۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {مِنَ المُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا} [الأحزاب: 23] (حدیث:2805-2806-2807)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: شان نزول کو بیان کرنا ہے۔
- صدقُوا: یہاں پورے کرنے کے معنے میں ہے
- ماعاھدوااللہ: وہ کام جو وعدہ کیا اللہ سے پورا کرنے کا۔
- ولقد عاھدوا اللہ من قبل لایولون الأدبار۔
- لیلۃ العقبۃ میں انصار نے مدد کا وعدہ دیا تھا؛ پیٹھ نہیں پھیریں گے، موت قبول ہے۔
- لیرینّ اللہ: فخر کا کلمہ ہے جو کہ جہاد میں جائز ہے۔
- إنی أجد ریحھا: 1) گویا خوشبو محسوس کر رہا ہوں؛ 2) حقیقی طور پر محسوس کرتا ہوں، جنت کی خوشبو
- خزیمہ بن ثابتؓ وہ صحابی ہیں جنکی گواہی، دو کے برابر قرار دیا آپ ﷺ نے: من شھد لہ أو علیہ فھو حَسْبُہ (ترمذی: کتاب البیوع) آخر میں آپ ﷺ نے گھوڑا کو واپس کر دیا جسکی وجہ سے رات کو وہ مر گیا اور پھولنے کی وجہ سے ٹانگ اوپر ہو گیا، مسند الحارث اور الشفا میں

بَابٌ: عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ القِتَالِ (حدیث:2808)

- الصالح یُوجرمالایوجر الفاسق؛ عمل صالح کو وسیلہ بناؤ جہاد جیسے مشکل کام کے لئے۔
- اسی لئے تقوی عن الصغائر والکبائر کا ذکر ہے پھر وسیلہ، پھر جہاد: یا أیھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا إلیہ الوسیلۃ وجاھدوا

- لم تقولون مالا تفعلون یعنی قول عمل کے مطابق ہونا چاہئے۔
- سب سے بڑا عمل صالح ایمان و توحید ہے۔
- مقنّعٌ: مغطّی رأسہ ووجھہ

بَابُ مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ(ص394)(حدیث:2809)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جہاد میں کوئی شہید ہوا اور معلوم نہیں کس نے مارا تو تب بھی شہید ہے۔

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ العُلْيَا(حدیث:2810)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اللہ تعالی کے راستے میں قتال، شہرت، ریاکاری اور مرتبہ پانے کے لئے نہ ہو بلکہ اللہ کے لئے ہو خالص تو سب سے اعلی شہید ہے، باقی دوسرے درجات کے شہید أحادیث میں وارد ہیں: من قتل دون مالہ فھو شھید (یعنی أیضًا)(فتاوی دار العلوم زکریا دیکھئے)

بَابُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ(حدیث:2811)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اسمیں تمام طاعات شامل ہے(جہاد میں): 1) حج؛ 2) عمرۃ؛ 3) علم کے لئے؛ 4) قتال؛ 5) دعوت و تبلیغ؛ 6) خدمت خلق؛ 7) ھجرت۔
- عبد اللہ بن مبارکؒ سال کے 3 حصے کرتے تھے اور انکے ابیات مشہور ہیں جو انہوں خط میں لکھا:

یاعابد الحرمین لو أبصر تنالعلمت أنک بالعبادۃ تلعب یعنی جیسے کھیلنا آسان ہے تو آپکی عبادت بھی اسی طرح آسان ہے جہاد کے مقابلہ میں۔

من کان یخضب خدہ بدموعہ فنحیولنابد مائنا تتخضب

- إذا غبرت قدماہ فی سبیل اللہ فما..... أی فلا تمسہ النار (کتاب الجمعۃ ص124)

بَابُ مَسْحِ الغُبَارِ عَنِ الرَّأْسِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ(حدیث:2812)

- حاکم نے مستدرک میں روایت نقل کیا: فاسمعامنہ حدیثًا فی شأن الخوارج (ص187ج2)
- عمارؓ کے بارے 2 روایتیں؛ عثمانؓ کے خلاف جب باغی اور خراب لوگ نے شور مچایا جن میں عبد اللہ بن سبا پیش رو تھا اور عبد الرحمن بن ملجم وغیرہ عثمانؓ نے محمد بن مسلمۃ کو کوفہ بھیجا اور اسامۃ بن زید کو بصرۃ میں، ابن عمرؓ کو شام بھیجا اور عمار بن یاسر کو مصر بھیجا، سب واپس آئے سوائے عمار، پھر 2 روایت
- عمارؓ واپسی میں باغیوں نے قتل کیا(طبری نے یہ روایت نقل کیا)
- دوسری روایت: جب مصر میں تھے تو باغیوں نے انکے ذہن کو خراب کیا اور اپنے ساتھ ملایا پھر جب عثمانؓ کی شہادت ہوئی تو علیؓ کے فوج میں شامل ہوئے، پھر صفین میں شہید ہوئے۔
- الفئۃ الباغیۃ سے مراد: خوارج
- دلائل: 1) لایقتلک أصحابی، إنما یقتلک الفئۃ الباغیۃ

2) حاکم کی روایت: ابن عباسؓ: فاسمعامنہ حدیثًا فی شأن الخوارج (جو حضرت عثمانؓ کے مخالف)

3) "ال" عہد خارجی: وہ جماعت جو پہلے سے باغی چلی آرہی ہے۔

4) آپ ﷺ کے پاس آیا ذوالثدیۃ اور کہا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا، آپ انصاف کرتے تو صحابہؓ نے انکو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: دعوہ فإنہ یقتل فی الفئۃ الباغیۃ اور وہ علیؓ کے لشکر میں قتل ہوا (کتاب السنۃ لابن أبی عاصم)

بَابُ الغَسْلِ بَعْدَ الحَرْبِ وَالغُبَارِ(حدیث:2813)

- حرب اور غبار لگنے کے بعد غسل جائز ہے یا مستحب؛ غبار:عبادت کا اثر ہے جو باقی ہے۔
- اثر باقی رکھنا ضروری نہیں ہے بلکہ قبولیت کافی ہے جیسے وضوء کے اعضاء کو خشک کرتے وضوء کے بعد
- بنو قریظہ:سعد بن معاذ کے فیصلے پر اتر گئے تھے۔

بَابُ فَضْلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ، فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ، وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ، أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ، يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ، وَأَنَّ اللَّهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ المُؤْمِنِينَ} [آل عمران: 170](حدیث:2814-2815)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:شہید کی فضیلت کو بیان کرنا ہے کہ انکو حیات عطا فرمائی گئی،اللہ انکے ارواح کو سبز پرندوں میں جیسے ہے لیکوپٹر میں رکھا،اسکا تعلق دنیا کے ساتھ رہتا،اگر زمین میں خرابی نہ ہو اور شہید ہزئے تو جسم کو بھی باقی رکھتے
- حدیث:إن اللہ حرم علی الأرض ان تأکل أجساد الأنبیاء:روح جسد کے ساتھ غیر مرئی تعلق رکھتی ہے وفات کے بعد
- حدیث:الأنبیاء أحیاء فی قبورھم یصلون
- حدیث:موسیٰؑ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ انکی قبر سے گزرے تو دیکھا کہ نماز پڑھ رہے تھے قبر میں:مررت بموسیٰؑ لیلۃ أسری بی فرأیتہ وھو قائم یصلی فی قبرہ۔
- حدیث:من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیًا
- إن للہ تعالی ملائکۃ یبلّغون السلام
- ابوداوٗد کی روایت:جب بھی کوئی سلام کرتا تو اللہ واپس روح کرتے یعنی(نطق)تو میں اسکا جواب دیتا ہوں
- قرآن:وھم عندربھم یُرزقون۔

بَابُ ظِلِّ المَلاَئِكَةِ عَلَى الشَّهِيدِ(حدیث:2816)

- یہ بھی فضیلت ہے(جنائز میں گزر چکی)

بَابُ تَمَنِّي المُجَاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا(حدیث:2817)

بَابٌ: الجَنَّةُ تَحْتَ بَارِقَةِ السُّيُوفِ(حدیث:2818)

- السیوف البارقۃ:چمکدار تلواریں اسمیں اضافۃ الصفۃ إلی الموصوف ہے:بارقۃ السیوف۔

بَابُ مَنْ طَلَبَ الوَلَدَ لِلْجِهَادِ(حدیث:2819)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)جہاد اتنا بڑا کام ہے کہ اسکے لئے بچہ بھی طلب کرنا ہے

2)جب جماع کرے تو نیت کرے کہ بچہ دین کے جہاد کے لئے تو ثواب ملے گا،چاہے بچہ ہو یا نہ ہو۔

-ص487 میں سبعین کا ذکر ہے اور ص788 مئۃ کا ذکر ہے اور ص982 پر تسعین کا ذکر ہے اور کتاب کے آخر ص1113 ستین کا ذکر ہے تو یہ سب کثرت کے لئے ہے۔

-ان شاء اللہ کا تلفظ نہیں کیا اگرچہ دل میں کہا

-اگر کوئی کہے کہ جب انکو حکم دیا کہ کہے تو نہ کہنا یہ سلیمانؑ کی شان سے بعید ہے!؟
جواب:1) کہنا کہ تلقین کرنے والے کے عقیدے کی اصلاح کے لئے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہنا یعنی لازم نہیں
2)ان شاء اللہ کا ارادہ کیا لیکن موقع نہیں ملا ادا کرنے کا۔
بہتر 3)صاحبہ سے مراد فرشتے: فرشتے کا کہنا الہام کے درجے میں جیسے جنی کا کہنا وسوسہ کے درجے میں ہے تو دل میں بات ڈالی تو بھول گئے ؛الہام کا آنا بھی جلدی اور چلے جانا بھی جلدی سے ہے۔

- وألقينا على كرسيه جسداً ثم أناب: کسی حدیث میں نہیں آیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر ہے یہ حدیث ہے۔

بَابُ الشَّجَاعَةِ فِي الحَرْبِ وَالجُبْنِ(ص396)(حدیث:2820-2821)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مدح الشجاعۃ و مذمۃ الجبن
- جیسے سمندر کے موج واسع الجری اسی طرح گھوڑا واسع المشی

بَابُ مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الجُبْنِ(حدیث:2822-2823)

بَابُ مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهِ فِي الحَرْبِ(حدیث:2824)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کوئی حرب کی کارگزاری سنانا چاہے ترغیبًا یا واقعہ کی تصحیح کے لئے تو جائز ہے بلکہ بہتر ہے۔
- جیسے ظاھر بين ذراعين يوم أحد

بَابُ وُجُوبِ النَّفِيرِ، وَمَا يَجِبُ مِنَ الجِهَادِ وَالنِّيَّةِ(حدیث:2825)

- بعض صورتوں میں واجب لعینہ ہے اور بعض صورتوں میں واجب لغیرہ ہے
- خفافًا: فقیر / جوان / فرسانًا؛ ثقالاً: غنی / بڑھا / رِجالاً
- ابو طلحہؓ نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور کہا دیکھو اللہ نے آیت فرمائی اور میں بڑھا ہو چکا ہوں تو تم مجھے منع نہ کرے

بَابُ الكَافِرِ يَقْتُلُ المُسْلِمَ، ثُمَّ يُسْلِمُ، فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ(حدیث:2826-2827)

- اشکال: ثم يسلم کافی ہے فیسدد بعد کی کیا ضرورت ہے؟
جواب: سداد سبب دخول جنت ہے: تصحیح العمل بھی شرط ہے
السديد في حكم الشهادة؛ وبر: جنگلی بلی؛ ہائے تعجب(اصل اونٹ کے پشم کے بال) جو ہم پر لٹک گیا(یعنی اتر گیا) دنبی کے سر کے اگلے حصے سے (دنبی کے سے پر جو اون لٹکتا ہے اسکی کوئی حیثیت نہیں ہے)
- احناف: قبل التقسیم کوئی شرکت کرے تو اسکو حصہ دیا جائے گا۔
- فۃ: إذا لحق قبل الفراغ قُسِمَ له
- دوسری روایت ہے کہ اجلس یا......ایسی باتیں نہ کرو..

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ(حدیث:2828)

بَابٌ: الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى القَتْلِ(ص297)(حدیث:2829-2830)

- اشکال:یہ کیسے:الشھید فی سبیل اللہ شھید

جواب:معنی یہ ہے کہ القتیل فی سبیل اللہ شھید

- ترجمۃالباب سے مناسبت نہیں اسلئے کہ 7کا ذکر ہے اور حدیث میں 4 ہے سوائے شھید فی سبیل اللہ

جواب:1) کثرت مراد ہے نمبر 7 سے

2)خمسۃ منافی نہیں کہ باقی اور بھی ہیں

3)مصنفؒ کی شرط پر نہیں ہے لیکن مؤطامالک میں ہے:الحریق،صاحب ذات الجنب،والمرأۃ بجمع(ولادت کے بعد)

4)شھداء کے اشخاص

-علامہ سیوطی نے رسالہ لکھا:ابواب السعادۃ فی اسباب الشھادۃ جسکو مولانا عبدالحی نے مؤطاامام محمد کے حاشیہ میں ملخص لکھاہے۔

-اہم اہم یہ ہیں:لدیغ،صاحب الحمی،ہر مہینہ میں تین رورزے اور صلوۃ ضحی،المرابط اور وہ جو یہ کہے اللھم بارک لی فی الموت وفیمابعد الموت المیت یوم الجمعۃ اور فی لیلۃ الجمعۃ(یہ روایت حسن کے درجے میں ہے)والغریب،ومن صلی علی النبی ﷺ مئۃ مرۃ،ومن عشق وکتم وعف ثم مات فقدمات شھیدًا۔

- اس روایت کو ہمارے حضرات حسن کہتے اور سلفی موضوع کہتے،اس پر غماری نے رسالہ لکھا(بہت اچھا)۔
- جو کھانے پینے کے لئے لوگوں کے لئے Import کرے اگرچہ تاجر ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {لاَ يَسْتَوِي القَاعِدُونَ مِنَ المُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ، وَالمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ، فَضَّلَ اللَّهُ المُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى القَاعِدِينَ دَرَجَةً، وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الحُسْنَى، وَفَضَّلَ اللَّهُ المُجَاهِدِينَ عَلَى القَاعِدِينَ} [النساء: 95] إِلَى قَوْلِهِ {غَفُورًا رَحِيمًا} [النساء: 23](حدیث:2831-2832)

- ترجمۃالباب کا مقصد:آیت کی شان نزول کا بیان

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ القِتَالِ(حدیث:2833)

- صبر کی فضیلت تو ویسے ہے لیکن جب قتال کے وقت ہو تو اور فضیلت کی بات ہے۔

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى القِتَالِ(حدیث:2834)

- تحریض:سلب اور قتال:ھلاکت تو سلب الھلاکۃ

بَابُ حَفْرِ الخَنْدَقِ(ص398)(حدیث:2835-2836-2837)

- یاباب حضور الصحابۃؓ فی حفر الخندق
- یہ بھی جہاد کے اقسام ومقدمات میں سے ہے،موقع کے اعتبار سے کام ہوتا ہے،اسی لئے آپ ﷺ نے عروۃ اور ابن مسعود کو شام بھیجا دبّابۃ(ٹینک) سیکھنے کے لئے
- روایت:اطلب الرزقَ فی سبایاالارض
- خندق کے تمام اطراف نہیں کھودی گئی بلکہ حول بعض المدینۃ:تین میل تک

- یہ مقفا جملے ہیں، ورنہ جب آپ ﷺ نے شعر فرمایا تو کسی اور کا ہے۔ اور جلد 2 میں أبینا کے ساتھ مدصوت ہے۔

بَابُ مَنْ حَبَسَهُ العُذْرُ عَنِ الغَزْوِ (حدیث: 2838-2839)

- فلہ أجر الغازی والمجاھد
- عذر: عارضی کیفیت جسکی وجہ سے سھولت پیدا ہو جائے: الوصف الطارئ الذی یُناسب للتسھیل

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (حدیث: 2840)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جب ضعف اور کمزوری کا خوف نہ ہو تو روزہ رکھے

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (حدیث: 2841-2842)

- جو نفقہ بھیجے تو 700 ثواب (سند میں خلیل بن عبد اللہ ضعیف ہے) اور جو شریک اور نفقہ دے تو 700000*700: 490000000 اگر روزہ رکھے (ضعیف ابن ماجہ) (سند میں زیان بن قائد)
- لیکن قرآن میں آیت مؤید ہے: مثل الذین ینفقون أموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ أنبتت سبع سنابل...
- مجاہد کو آواز دینا دروازے سے اکراما اور نہ بلانے کی ضرورت نہیں
- مثال: ایسی ہے جیسے عرب کی مارکٹ میں شہزادہ آجائے اور سب کہے: حضرت یہاں آیئے، یہاں آیئے۔
- زُھرۃ: خوبصورتی؛ زُھَرَۃ: ایک سیّارہ کا نام

بَابُ فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا أَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرٍ (حدیث: 2843-2844)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جو کام کفائی ہے تو ایک چلا جائے اور دوسرا رہ جائے
- غیر مقاتل پر بھی غازی کا لفظ آیا ہے جیسے یہاں من جھّز غازیا فقد غزا یا من خلفہ
- آپ ﷺ ام سلیم کے پاس کیوں جاتے تھے؟

جواب: محرمیت کی وجہ سے، تو پھر دوسرے بھی محارم ہے تو وجہ ترجیح یہ ہے کہ انکے بھائی شہید ہوئے آپ ﷺ کی معیت میں: قتل أخوھا معی، آپ ﷺ انکے گھر جاتے تاکہ مجاھد کے خلیفہ بنے بخیر یا أم سلیم مرحوم کے اولاد کی نگرانی کرتی تو گویا وہ خلیفہ تھی اور معی کا مطلب میرے لشکر کے ساتھ اسلئے کہ وہ شہید ہوئے بئر معونۃ پر۔

بَابُ التَّحَنُّطِ عِنْدَ القِتَالِ (ص 399) (حدیث: 2845)

- حنوط: عطر مخلط مرکب۔ - اپنے بدن پر خوشبودار تیل لگانا قتال کے وقت: 1) نظافت اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے

2) اگر موت آجائے تو اچھی حالت میں اللہ سے ملاقات ہو جائے

3) تاکہ پکڑا نہ جائے؛ 4) لئلا یتغیر جسدہُ؛ 5) اللہ نے ان پر یہ بات منکشف کی کہ وہ دار آخرت میں آنے والا جیسے انس بن نضر أحد میں کھجور کو ڈال دیا اور کہا کہ جنت کی خوشبو پہاڑ کے پیچھے سے آرہی ہے

شھید ہونے کے بعد (موسی بن أنس) مشہور قصہ ہے کہ کسی نے خواب میں دیکھا اور کہا کہ فلاں آدمی نے میرا سامان کو چوری کیا اور فلاں جگہ رکھا ہے اور خالد بن ولید سے کہے یا ابو بکر صدیق سے کہ فلاں فلاں کا قرض باقی ہے تو اسکو ادا کرے اور میرے غلاموں سے فلاں فلاں کو آزاد کردے: سعد، یاسر

- إذا تقارب الکفار علی وجوھنا فلم نحمل حتی نُضار بھم۔

بَابُ فَضْلِ الطَّلِيعَةِ(حدیث:2846)

- یعنی باب فضل تجسس الجاسوس
- خبر کے لئے ہو تو پھر ٹھیک ہے؛ من یأتینی: اسکو کہتے ہیں تشکیل؛
- دو مرتبہ فرمایا اور ایک ہی آدمی نے جواب دیا: 1) اسلئے کہ اکثر ادھر ادھر چلے گئے؛ 2) جاسوس کا کام زیادہ آسان ے جب افراد کم ہو؛ حواری: مدد گار، دوست؛ اصل دلوں کو صاف کرنا، سفید کپڑے پہنتے تھے اور قوم کے سردار

بَابٌ: هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيعَةُ وَحْدَهُ؟(حدیث:2847)

- تجسس مبناہ علی السر تو ایک آدمی سے ہو گا یا زیادہ سے زیادہ 2۔

بَابُ سَفَرِ الِاثْنَيْنِ(حدیث:2848)

- ضرورت کے وقت 2 آدمی سفر کر سکتے؛ راکبین کو شیطانین کہا ہے لیکن بعض سفر مستثنیٰ ہیں۔

بَابٌ: الخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الخَيْرُ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ(حدیث:2849-2850-2851)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جہاد کی برکت سے گھوڑوں کو مقدس بنایا اور قابل فخر
- نواصی کیوں؟ اسلئے کہ سب سے پہلے اسکی پیشانی سے ملاقات ہوتی ہے۔

بَابٌ: الجِهَادُ مَاضٍ مَعَ البَرِّ وَالفَاجِرِ(حدیث:2852)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: پوری جماعت میں، اگر کوئی متقی ہے کوئی فاجر ہے تو جہاد کو نہیں روکا جائے گا اسلئے کہ ما یقوم بالجماعۃ لا یُنظر فیہ إلی الأفراد۔

بَابُ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا " فِي سَبِيلِ اللَّهِ(حدیث:2853)

- معلوم ہوا کہ منقول کر سکتے؛ اجمالی نیت کافی ہے۔

بَابُ اسْمِ الفَرَسِ وَالحِمَارِ(حدیث:2854-2855-2856-2857)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: دشمن کو ڈرانے کے لئے اپنے آلات حرب اور سواریوں کا نام رکھ سکتے، اگرچہ تسمیۃ الرکوب جاہلیت کا طریقہ ہے
- الجرادۃ: فرس دوڑنا جیسے کہ اُڑ رہا ہو (ٹڈی) یا مقدس نام کو نہیں رکھ سکنا چاہیئے۔
- غیر محرم شکار کرے تو محرم کھا سکتا جب کہ محرم کی دلالت نہ ہو اور اعانت نہ ہو
- اللحیف: طویل الذنب؛ عُفیر: خاکی رنگ کہتے کہ یہی حمار نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد اپنے آپکو حُفرۃ میں ڈال دیا تھا
- مندوب: دعوت دے تو وہ حاضر تیار؛ ندب: دعوت دینا؛ بحرًا: وسیع الجری۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الفَرَسِ(ص 400)(حدیث:2858-2859)

- شؤم کے 2 معنی: 1) نحوست اور شقاوت؛ اس معنی میں حیون میں شؤم نہیں
  2) عدم موافقت یا ضرر یا طبیعت کی نفرت
- 1) نحوست بہ مقابلہ سعادت ہے یعنی شقاوت نہیں، اور یہاں عدم موافقت مراد ہے۔

-گھوڑے میں خرابی یہ ہے کہ سواری مشکل ہو(بدمزاج)سست رفتار ہو یا بیمار ہو جسکی وجہ سے علاج کرنا پڑتا ہے۔
-عورت میں: قبیح الشکل طبیعت اس سے نفرت کرتی، یاضرر پہنچاتی یا اسراف کرتی یا عاقرۃ ہو
شعر: وتُفتح لا کانت توھمت اَنہ بابًا من النار
- مکان میں شؤم: پڑوسی اچھے نہیں، مسجد، مدرسہ سے دور، یا چوری اور ڈکیٹی کا خطرہ رہتا، گرنے کے قریب، پاؤں پھلاؤ تو دیوار سے سر لگتا ہے وغیرہ۔
- 2) بعض لوگ شرط مقدم مانتے یہاں: إن کان الشؤم فی شیء ففی ھذہ الأشیاء ولکن ما فیھا شؤم
- 3) نحوست کسی چیز میں نہیں، ہاں ان تین چیزوں میں ہے (وھذا الجواب لیس بشیء)
- مجدد اَلف ثانی: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بعثت کی برکت سے چیزوں میں نحوست اٹھائی گئی۔
- ترجمۃ الباب میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر تمہارے اسلحہ نہیں چلتے، تو یہ نہ کہے کہ اسمیں نحوست ہے بلکہ دوسری وجہ ہے، تیز نہیں ہے مثلاً۔

بَابٌ: الخَيْلُ لِثَلاَثَةٍ(حدیث:2859)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)فرس کی تین قسمیں:1)جو مطلوب ہے؛ 2)جو ممنوع ہے(ریاء)؛ 3)مباح(کام چلانا ہے)
2)گھوڑے میں نحوست نہیں، ہاں نحوست یہ ہے کہ تم اسمیں فخر کرنے لگو
-احناف: اسکا کھانا مکروہ ہے اور رکوب کا ذکر کیا اللہ نے قرآن میں: لترکبوھا اور خیل وبغال وحمیر بھی ذکر کیا۔
حدیث: نھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عن اَکل الخیل۔(صالح بن یحیی ہے سند میں جو متکلم فیہ)
- حضرت جابرؓ سے طحاوی میں اس قسم کی حدیث مروی ہے(اگرچہ سند میں عکرمۃ بن عمار)
- اور جو حلال کے قائل ہیں: نھی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عن اَکل الحمر الأھلیۃ تو جواب احناف کی طرف یہ ہے کہ یہ اجازت عند الضرورۃ ہے
- ایک روایت میں ہے کہ حؒ نے 3 دن پہلے رجوع کیا موت سے اور فتوی سمؒ کے قول پر ہے یعنی حلت پر۔
- کراھت تنزیہی جیسے ھدایہ میں ہے اور کراھت تحریمی جیسے فتاوی قاضی خان
- ومن الإبل اثنین....اسمیں گھوڑے نہیں؛ اَحلت لکم الأنعام میں خیل شامل نہیں ہے۔
- والأنعام خلقھا لکم فیھا دفء ومنافع..........ومنھا تاکلون تو اسمیں منھا مقدم ہے تخصیص ما بعد کے لئے۔
- خالد بن الولید کی حدیث ہے جس کی سند پر کلام ہے۔
- گھوڑے کی 3 قسمیں ہیں:1)اجر والا؛ 2)سِتْرٌ: پردہ والا؛ 3)ایک پر بوجھ یعنی وِزْر
- اسلحہ کی بھی تین قسمیں:1)جو دشمن وباطل کے مقابلے میں؛ 2)وزر والا جو مسلمان کے آپس مین مستعمل؛ 3)نہ اجر نہ وزر، جو پڑا رہے پردے کے پیچھے۔

بَابُ مَنْ ضَرَبَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الغَزْوِ(حدیث:2860)

- فھذا یجوز؛ اوقیہ ذھب:20 دینار؛ اوقیہ فضۃ:40 درھمًا
- تصرف فی ملک الغیر نہیں ہے۔

بَابُ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ الصَّعْبَةِ وَالفُحُولَةِ مِنَ الخَيْلِ(حدیث:2861)

- مشکل دابہ پر سوار ہو تا کہ عادت بنے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: مشکل دابۃ کی ضرورت تا کہ ٹریننگ ہو جہاد کے لئے۔
- اشکال: اسمیں فحولۃ کا کہاں ذکر ہے؟

جواب: یقال لہٗ اور وجدناہٗ

- مقدادؓ کے پاس مؤنث گھوڑی تھی ورنہ اکثر مذکر پر سوار ہوتے تھے۔

بَابُ سِهَامِ الفَرَسِ(ص401)(حدیث:2862)

- حؒ: فرس: ایک حصہ اور فارس کے لئے ایک حصہ
- فؒ: فرس 2 حصے اور فارس ایک حصہ برابر ہے 3 حصے؛ حدیث الباب سے استدلال
- ابن..............وللراجل...........
- خیبر میں 1200 پیدل اور فارس 300، اگر ڈبل کرے تو 600 اور 18 حصے کیئے؛ سند میں مجمع بن یعقوب جنکو ثقہ کہا گیا؛ ابن معین اور ابو حاتم: لا بأس بہ
- ابو موسی اشعری: تستر کو فتح کیا تو ایک ایک دے دیا حصہ
- برزون: ترکی گھوڑا؛ براذین: احد أبویہ عربیًا أو عجمیًا
- معلوم ہوا کہ دبّابۃ چلانے والا کو تنخواہ برابر دینا چاہیئے۔
- جلب: پیچھے چلا دے؛ جنب: 2 گھوڑے رکھے۔

بَابُ مَنْ قَادَ دَابَّةَ غَيْرِهِ فِي الحَرْبِ(حدیث:2863)

- فلا یدخل فی خبب الممنوع: إعانۃ الغازی
- اسمیں تواضع وأصلاح باطن
- اس قسم کے فخر.............

بَابُ الرِّكَابِ وَالغَرْزِ لِلدَّابَّةِ(حدیث:2864)

- گھوڑے میں رکاب اور غرر لگا سکتے؛ ترجمۃ الباب: عمرؓ کے ایک قول کی طرف اشارہ؛ اقطعوا الرکب۔
- جواب: عمرؓ کا قول ٹریننگ پر محمول ہے۔

بَابُ رُكُوبِ الفَرَسِ العُرْيِ(حدیث:2865)

- تواضع: مشقت ہے اسمیں۔

بَابُ الفَرَسِ القَطُوفِ(حدیث:2867)

- القطوف: بطیئ السیر؛ ترجمۃ الباب کا مقصد: پرانے اسلحہ کو بے کار نہ سمجھے تو اس طرح بطیئ السیر گھوڑا جیسے ابو طلحہؓ کا گھوڑا کو آپ ﷺ کی برکت سے تیز رفتار ہو گئے۔
- شعر: اس دور کے رندوں کو عاصی نہ سمجھو یہ بھی کسی رحمت کا پتہ......

جسکو بھی گلستاں کی ہوا راس نہ ہو　　　شاید کسی کے دامن کا ہوا۔

بَابُ السَّبْقِ بَيْنَ الخَيْلِ(ص402)(حدیث:2868)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: گھوڑوں کا مسابقہ کر سکتے اسلئے کہ آلہ جہاد ہے۔

بَابُ إِضْمَارِ الخَيْلِ لِلسَّبْقِ(حدیث:2869)

- گھوڑوں کو خُوید میں رکھنا؛　　ک ّ ف ّ د ّ: ذوات الخُف (اونٹ) میں ہے اور (والنضل) تیروں میں والحافر (فرس)
- اور گدھے میں بے کار ہے سوائے کہ آلہ ُجہاد ہو۔

بَابُ غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ المُضَمَّرَةِ(حدیث:2870)

- ماقبل میں غیر مضمر کو مضمر بنانا اور یہاں مضمر کے آپس میں مسابقہ
- مضمر: موٹا کر کے کمبل ڈال کر پسینہ نکال دیا جائے تا کہ زائد گوشت ختم ہو جائے یعنی پگل جائے اور کھانا کم کیا جائے۔
- مسابقہ میں ایک جانب پر شرط لگانا جائز ہے۔

بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(حدیث:2871-2872)

- ناقہ بھی آلہ جہاد ہے؛　　قصواء: مقطوعۃ الاذن؛　　قصباء: مشقوقۃ الاذن۔
- آپ ﷺ کے ناقہ میں نہ شق تھا نہ قطع تھا یا صغر الاذن یاد ھگے
- جدباء بھی مقطوعۃ الاذن اور بعض: ایک ناقہ کے 3 نام، بعض الگ الگ ناقے تھے (یہی اصح ہے)
- قعود: جوان اونٹ (3 یا 4 سال کا) لأنہ یستحق أن یقعد علیہ۔

بَابُ بَغْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ البَيْضَاءِ(حدیث:2873-2874)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: خچر پر بھی جہاد جائز ہے اسلئے کہ گھوڑے کے مشابہ ہے
- نصف ارض فدک اور ثلث أرض ذات القری و سھمُ من خیبر و حصتہ من بنی النضیر بطور صدقہ کے پیش کیا
- جواب سوال کے مطابق نہیں!: جواب: امیر کے بھاگنے سے لشکر کے بھاگنے کو کہتے لیکن یہاں آپ ﷺ ثابت قدم رہے
- بغلۃ بیضاء وہ علاوہ ہے جو ملک ایلہ (یوحنۃ بن روبۃ) نے دیا تھا تبوک میں جسکا نام دلدل جسکو آپ ﷺ نے علیؓ کو ھبہ کیا تھا

بَابُ جِهَادِ النِّسَاءِ(حدیث:2875-2876)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: عورتیں بھی اپنا دفاع کر سکتی ہیں اور اسکے لئے ٹریننگ بھی لے سکتی
- افضل الجهاد للمرأة الحج بتایا لیکن شرکت جہاد کی نفی نہیں کی؛　　عورتیں دوائی وغیرہ لے کر آتی تھی پہلے
- عورت کو پردہ کا خیال رکھنا چاہئے اور الگ رہنا چاہئے

بَابُ غَزْوِ المَرْأَةِ فِي البَحْرِ(ص403)(حدیث:2877)

- محرم کے ساتھ بحر میں بھی جا سکتی اگرچہ جہاد اس پر واجب نہیں ہے۔
- عمرؓ: بحری جہاد کو منع کرتے تھے، پھر عثمانؓ کی نگرانی میں مشروع ہوئی۔

- کؒ: مکروہ ہے کہ عورتیں مردوں کے ساتھ سوار ہو جائے، خوف ہے کہ عورت پر نظر پڑے
- من لم یغز معی فلیغز فی البحر؛ شھید البحر کو 2 اجر ملتا ہے، ھو خیر من شھیدی البرّ
- اشکال: اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بعد میں عبادۃ سے شادی کی اور پہلے آپ ﷺ کی موجودگی میں مذکور ہے کہ وکانت تحت عبادۃ
جواب: 1) ممکن ہے کہ نکاح ہوا پھر طلاق ہوئی، پھر دوبارہ نکاح ہوا
2) فتزوجت أی عبادۃ من قبل

بَابُ حَمْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ فِي الغَزْوِ دُونَ بَعْضِ نِسَائِهِ(حدیث:2879)

- اسکے بعد واقعہ افک ہوا۔

بَابُ غَزْوِ النِّسَاءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ(حدیث: 2880)

- اس وقت تک حجاب کا حکم نازل نہیں ہوا تھا
- اشکال: ترجمۃ الباب میں قتالھن مع الرجال
جواب: 1) دفاعھن عن نفسھن
2) استفہام مقدر: ھل یقتلن أم لا تو یہاں جواب ہے: لا۔
3) التعاون مع القاتلین کالقتال
4) دوسری روایت کی طرف اشارہ: ام سلیمؓ نے خنجر تیار رکھا اور کہا کہ اگر کوئی کافر آئے تو اسکے پیٹ کو چاک کر دونگی، غزوۃ حنین میں

بَابُ حَمْلِ النِّسَاءِ القِرَبَ إِلَى النَّاسِ فِي الغَزْوِ(حدیث: 2881)

- زخم پر پٹی لگا سکتی ہے پردے کے ساتھ،
- اگر کوئی عور شہید ہو جائے مردوں کے درمیان تو کؒ، حؒ، دؒ، فؒ: تیمم دیا جائے گا
- زھری: ہاتھوں پر پٹی لگا لے عورت کو غسل دینے کے لئے۔
- اوزاعی: نہ غسل ہے نہ تیمم ہے بلکہ ویسے ہی دفن کرے۔
- حاشیہ 7 غلط قصہ (ص 403) (راوی ضعیف جدّاً عبد الرحمن بن زید بن اسلم)
- اور دوسری سند میں محمد باقر اور محمد بن حنفیہ جو عمرؓ سے روایت کرتے حالانکہ نہیں پائے عمرؓ کے زمانے کو تو مقطوع روایت ہے۔

بَابُ مُدَاوَاةِ النِّسَاءِ الجَرْحَى فِي الغَزْوِ(حدیث: 2882)

- یہ بھی جہاد کی ایک قسم ہے۔

بَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الجَرْحَى وَالقَتْلَى إِلَى المَدِينَةِ(حدیث:2883)

- یہ بھی ایک شعبہ ہے تو احد کے موقع پر مسلمان بہت زخمی ہوئے تھے تو عورتیں انکی مرہم پٹی کرتی تھیں اور قتلی طوا ایک جگہ پہنچاتی

بَابُ نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ البَدَنِ(حدیث: 2884)

- سہم کا نکالنا جائز ہے اگرچہ موت کا خطرہ ہے
- اللہم اغفر لعبید: اشارہ ہے عبید کی موت کی طرف (مغفرت کی دعا مانگی)
- ابو بکرؓ کے بارے میں فرمایا: فنزع دلوًا أو دلوین فقال اللّٰهم اغفر له تو 2 سال بعد انتقال ہوئے

بَابُ الحِرَاسَةِ فِي الغَزْوِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ(حدیث:2885-2886-2887)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) بادشاہ اور سلطان، امیر کی حفاظت کرنی چاہئے

2) حراست میں فضیلت ہے؛ 3) حفاظت کرنا آیت کریمہ کے منافی نہیں: کتب اللہ لاِغلبن أنا ورسلی

4) توکل کے منافی نہیں ہے اسلئے کہ توکل عمل القلب اور حراست عمل الید والعین ہے

توکل: اسباب کو اختیار کرکے نتیجہ کو مسبّب الأسباب پر چھوڑنا

واللہ یعصمک من الناس: 1) أی من الفتنۃ؛ 2) من القتل؛ 3) أی من الضلال

- سھر: رات کو نیند نہ آنا اور جاگنا؛ قطیفۃ: کساء لہ خملٌ؛ خمیصۃ: کساء مربَّعٌ

بَابُ فَضْلِ الخِدْمَةِ فِي الغَزْوِ(حدیث:2888-2889-2890)

- خدمت کی تین قسمیں: 1) خدمۃ الصغیر للکبیر؛ 2) خدمۃ الکبیر للصغیر؛ 3) خدمۃ المساوی للمساوی۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ(حدیث:2891)

- ھذا نوع شدید من الخدمۃ

بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ(حدیث:2892)

- حراست کے معنے حفاظت اور مرابط: سرحد کی حفاظت کرنے والا تو حارس کبھی مرابط بھی بنے گا۔
- یأیھا الذین آمنوا اصبروا علی الطاعۃ وصابروا علی العدوان ورابطوا فی سبیل اللہ۔

بَابُ مَنْ غَزَا بِصَبِيٍّ لِلْخِدْمَةِ(حدیث:2893)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بچوں کو خدمت کے لئے لے جاسکتا ہے نہ کہ قتال کے لئے
- ابن عمرؓ، زبیر بن ارقمؓ، اسامۃ بن زیدؓ خدمت کرتے تھے اور حضرت انسؓ بھی حضور کے ساتھ ساتھ سفر میں بھی خدمت کرتے تھے
- الھمُّ بما یقع والحزنُ بما وقع اور عاجزی کا سبب کسل ہے۔

بَابُ رُكُوبِ البَحْرِ(حدیث:2894-2895)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) رکوب البحر جائز ہے عند غلبۃ ظن السلامۃ

2) غزوۃ البحر والبر دونوں جائز ہے

3) اگر رکوب البحر میں خطرہ ہے تو سفر نہ کرے جیسے ایک روایت میں اگر سمندر میں موجیں ہیں تو میں بری ہوں اس سے یا یہ کہ فلا یلومن إلا نفسہ، اسی طرح ترمذی کی روایت ہے: إن تحت البحر نارٌ۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِينَ فِي الحَرْبِ(حدیث:2896-2897)

- أی ببرکتھم ودعائھم ووجودھم ووسائلھم؛ یا أیھاالذین آمنوا اتقوا اللہ: تقوی پھر وسائل ہیں۔
- حدیث: ینصر اللہ ھذہ الأمۃ بضعفائھم وبدعواتھم وبصلوتھم۔
- ونرید أن نمن علی الذین استضعفوا...
- فضلاً: زیادہ غنیمت ملے یا انکی شجاعت کی وجہ سے
- اسلئے خیر القرون اور بنوامیۃ کے زمانے میں بہت فتوحات ہوئی خصوصًا کبار تابعین کے زمانے میں۔

بَابُ لاَ يَقُولُ فُلاَنٌ شَهِيدٌ(ص406)(حدیث:2898)

- شھید من المشاھدۃ، یقینًا نہیں کہا جائے گا بلکہ جسکو ہم شھید کہتے تو علی سبیل الظن ہے۔
- اور یقینی شھید وہ ہے جو آپ ﷺ بتلائے
- حدیث:.............................ولعلہ أو قر راحلتہ
- بل تقولون کما قال النبی ﷺ : من کان یُجاھد فی سبیل اللہ فھو شھید
- شاذۃ: ملی ہوئی بکری پھر الگ ہو جائے؛ فاذّۃ: جو الگ ہو جائے ریوڑ سے پھر مل جائے؛ یعنی کسی کو نہ چھوڑ تا تھا۔
- أھل النار میں سے اسلئے کہ منافق تھا اور قتل ہوا ارتداد کی حالت میں
- یا اسلئے کہ خودکشی کو حلال سمجھا، بہ ظاہر منافق قسم کا آدمی تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ جہاد نہیں جارہا تھا تو لوگ طعنہ دینے لگے اسکو تو لوگوں کو خوش کرنے اور دکھانے کے لئے نکلا۔

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الرَّمْيِ(حدیث:2899-2900)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جہاد کی تیاری اور ترغیب علی الرمی یعنی کام سیکھو!
- آپ ﷺ نے عروۃ بن مسعودؓ اور غیلان ثقفی شام کو بھیجا دبابۃ سیکھنے کے لئے۔

بَابُ اللَّهْوِ بِالحِرَابِ وَنَحْوِهَا(حدیث:2901)

- لغو: بے ہودہ، بے کار؛

	لعب: بے فائدہ؛	لھو:
	الإقبال علی الدنیا	الإقبال علی الدنیا مع الإعراض عن الآخرۃ
	دو تین آدمی شریک	آدمی اکیلا ہو
	عام ہے	جو آخرت سے غافل کردے۔

بَابُ المِجَنِّ وَمَنْ يَتَّرِسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهِ(حدیث:2902-2903-2904-2905)

- جزاء محذوف ہے: فلا بأس بہ
- ترجمۃ الباب کا مقصد: ڈھال سے اپنے آپکو بچانا توکل کے خلاف نہیں ہے

- مجن: عام ہے اور تُرس: جو لوہے سے بنا ہو اور درق: چمڑے سے۔ عقبہ بن ابی وقاص نے توڑا تھا خود کو

باب

- 1) باب التشجیع؛ 2) باب ذکر الرمی والدرع (احد میں 2 درع پہنا تھا آپ ﷺ نے)
- فداک أبي وأمي: کنایۃ عن شدۃ الرِّضاء ارمِ مرضیًّا عنک۔

بَابُ الدَّرَقِ(حدیث:2906-2907)

بَابُ الحَمَائِلِ وَتَعْلِيقِ السَّيْفِ بِالعُنُقِ(حدیث:2908)

- حمائل: پرٹلہ: ما یُعلق بہ السیف اور حِمالۃٌ کی جمع؛ حَمِیْلَۃٌ: سیلاب میں تنکے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: محاربین کی شکل کو اختیار کرنا جائز یا مندوب ہے قتال میں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي حِلْيَةِ السُّيُوفِ(حدیث:2909)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جائز ہے کہ تلوار کے دستے کے ساتھ یا غلاف کے ساتھ ایسی چیز لٹکائے جو زیب و زینت کے لئے ہو سوائے ذھب، اگر عورت اپنے پاس آلات حرب رکھے تو وہ زینت نہ لگائے جو مرد استعمال کرتے۔
- العلّابي: 1) الرصاص؛ 2) پٹھے (جب سوکھتے تو دھاگے کاٹتے تھے)؛ الآنک: سیسہ

بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ القَائِلَةِ(حدیث:2910)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ضروری نہیں کہ تلوار ہر وقت گلے میں لٹکائے بلکہ ضرورت کے وقت لگائے اور ضرورت نہ ہو تو دیوار پر لٹکائے
- اعرابی: غورث ابن حارث؛ اللہ تاکید کے لئے (یہاں 3 مرتبہ کہا)، تو لذت کے لئے بھی جائز ہے۔
- ایک روایت میں ہے کہ جبریل نے دھکا دیا تو گرا اور بعد مسلمان ہوا اور داعی بنا

بَابُ لُبْسِ البَيْضَةِ(حدیث:2911)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: لبس البیضۃ مندوب لحفظ الرأس؛ انڈے کے مشابہ

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ كَسْرَ السِّلاَحِ عِنْدَ المَوْتِ(حدیث:2912)

- 1) جائزًا؛ 2) واجبًا۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: جاہلیت کے زمانے کی تردید: مشہور بڑا آدمی کی تلوار کو توڑتے تھے تاکہ کسی کے ہاتھ میں نہ آئے اور اسلئے توڑتے کہ غلط استعمال نہ ہو یا بچے یا مجنون کے ہاتھ نہ آجائے۔
- تو نہ توڑنے میں مسلمان کا ذکر خیر ہے۔

بَابُ تَفَرُّقِ النَّاسِ عَنِ الإِمَامِ عِنْدَ القَائِلَةِ، وَالِاسْتِظْلاَلِ بِالشَّجَرِ(ص408)(حدیث:2913)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جس وقت تفرق کا وقت ہو تو تفریق مستحب۔
- 1) إن تفرقکم .... الشعب والأودیۃ إنما ذلکم من الشیطان

2) عند النزول اجتماع ہونا چاہئے اور عند القیلولۃ متفرق ہونا چاہئے، سایہ حاصل کرنے کے لئے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الرِّمَاحِ(حدیث:2914)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)رمح بھی مستحبات سے۔
2)رمح طعام کی طرح نہیں کہ ایک ایک کا 2 کے لئے کافی بلکہ ہر ایک کا لیناچاہیئے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالقَمِيصِ فِي الحَرْبِ(حدیث:2915-2916-2917)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: درع(زرہ) بھی مطلوب و مندوب: آپ ﷺ نے استعمال کیا تھا۔ زرہ: سینہ کی حفاظت
- درعٌ: اسراف نہیں
- سوال: آپ ﷺ عبادت میں ہے(دعا)
جواب: 1)آپ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں کہیں عذاب عام نازل نہ ہو
2)ابو بکرؓ کے دل میں اللہ نے ڈالا کہ دعا قبول
3)آپ ﷺ رو رہے تھے تو مشقت کے ازالے سے روکا۔
- 1)آپ ﷺ کو اللہ پر زیادہ اعتماد تھا لیکن آپ ﷺ کی دعا امت کے لئے، اطمینان حاصل کرنے کے لئے تو جب ابو بکرؓ کو اطمینان....
2)آپ ﷺ امیر ہیں اور ابو بکرؓ مامور ہیں تو آپ ﷺ نے زیادہ مبالغہ کیا بہ حیثیت امیر(زیادہ ذمہ داری)

بَابُ الجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالحَرْبِ(حدیث:2918)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جبہ استعمال کرسکتے سفر اور حرب کے لئے، صرف زینت کے لئے نہیں۔
- حرب عطف الخاص علی العام۔

بَابُ الحَرِيرِ فِي الحَرْبِ(حدیث:2919-2920-2921-2922)

- جنگ میں حریر کی اجازت ہے اسلئے...............
- فؒ سؒ: جائز، عمرؓ منع کرتے تھے؛ خالدؓ کی قمیص حریر کی تھی تو عمرؓ نے پھاڑدی(اگرچہ سند میں انقطاع ہے)
- احناف: تانا بانا، ناجائز اور تانا: لمبائی میں حریر نہ ہو اور بانا حریر ہو تو حرب میں جائز؛ 1/3 تانا حریر تو مطلقاً جائز
- آج کل تانا بانا نہیں پتہ چلتا تو للاکثر حکم الکل ہو گا۔
- رخصت حرب کی وجہ سے ہے یا ضرورت کی وجہ سے یعنی خارش ہو مثلاً۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّينِ(ص409)(حدیث:2923)

- حرب میں کبھی سکین کی ضرورت تو سکین سے کاٹ کر پھر بھی کھانا جائز ہے، ہاں کاٹنا اور سکین ہی سے کھانا ممنوع ہے۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ(حدیث:2924)

- رومی: عیسی بن اسحاق کے اولاد سے
- پہلے اور دوسرے لشکر کے لئے دعائے مغفرت کی: 1)معاویہ کی سرکردگی؛ 2)یزید بن معاویہ امیر تھا
- مدینۃ قیصر: قسطنطینیہ اور جو کہتے ہیں کہ شام اور حمص مراد ہے تو صحیح نہیں ہے۔
- یزید کے لشکر: ابن عمرؓ ابن عباسؓ، ابو ایوب انصاریؓ(ص151)، عبد اللہ بن زبیرؓ شریک ہوئے تھے و یزید بن معاویۃ علیہم بارض الروم؛ مغفور لھم یعنی انکی مغفرت کا فیصلہ کیا جاچکا ہے

- جملہ اسمیہ میں تاکید وتابید زیادہ ہے۔
- اشکال: مغفرت کا وعدہ منافی نہیں ہے کہ ان سے گناہ یا ارتداد صادر ہو تو یہ اس طرح ہو گیا من صام رمضان ایمانًا واحتسابًا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ۔

جواب: ایک بشارت عامہ ہے: ممکن کہ بعد میں گناہ کبیرہ صادر ہو

اور ایک بشارت خاصہ ہے: ایک دو آدمی کو بشارت یا ایک لشکر تو من صام رمضان: بشارت عامہ ہے

- اشکال: ممکن ہے کہ کسی دلیل خاص سے کوئی نکل جائے (جیسے یزید)

جواب: یزید امیر تھا تو وہ نکل جائے تو کیا بشارت رہے گی؟

- یزید کے حکم سے حسین قتل ہوئے تو یہ بات صحیح نہیں ہے بلکہ خود شیعوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے قتل کیا اور شیعیوں نے اپنے سے الزام ہٹانے کے لئے ایسے لوگوں کو تیار کیا جیسے محمد بن سائب، کلبی وغیرہ روایت بنانے اور گھڑنے کے لئے تاکہ الزام سنّیوں پر ہو۔
- مغفور لھم کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کبیرہ اور اصرار علی الصغیرۃ ان سے صادر نہیں ہو گا۔

بَابُ قِتَالِ اليَهُودِ(ص410)(حدیث:2925-2926)

بَابُ قِتَالِ التُّرْكِ(حدیث:2927-2928)

- ترک: 1) بنی قنطورۃ کے اولاد؛ 2) یافث کے اولاد؛ 3) من اَولاد تبّع؛ 4) یاجوج ماجوج کے زاد بھائی لگتے ہیں۔
- بنوامیہ نے ان سے قتال کیا ہے۔
- ینتعلون نعالَ الشَّعر: 1) بالوں سے جوتے بناتے؛ 2) غیر مدبوغ کھال سے جوتے بناتے؛ 3) بال اتنے لمبے تھے کہ جوتے تک پہنچتے۔

بَابُ قِتَالِ الَّذِينَ يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ(حدیث:2929)

- ممکن ہے کہ مصنفؒ کے نزدیک 2 الگ مصداق ہوں یا پہلے اَھل الاَمصار اور یہ اَھل البداوۃ ہو
- بعض کہتے کہ اَھل بابک ہیں جو طبرستان پر غلبہ پایا۔

بَابُ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الهَزِيمَةِ، وَنَزَلَ عَنْ دَابَّتِهِ وَاسْتَنْصَرَ(حدیث:2930)

- اگر شکست ہو جائے یا کچھ ساتھی بھاگ جائے تو ہمت نہیں ہارنا چاہئے بلکہ صف بنانا چاہئے۔

بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى المُشْرِكِينَ بِالهَزِيمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ(حدیث:2931-2932-2933-2934)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ڈھال اپنی جگہ پر ہے لیکن دعا کو بھی ڈھال بناؤ، دونوں ہونا چاہئے تاکہ اللہ کی رحمت مکمل متوجہ ہو
- کِرمانی: ھشام بن عروۃ؛ ابن حجر: ھشام دستوائی؛ حضرت شیخؒ: ص946: ھشام بن حسّان مذکور ہے۔
- انکی ہلاکت کی دعا نہیں کی اسلئے کہ بعض ان میں سے مسلمان بننے والے تھے
- وہ سجع ممنوع ہے دعا میں جو تکلف سے پُر ہو لیکن خود بن گئ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔
- سلاھا: بچہ دانی؛ کنھی السّلام علیک: پتھر کے معنے میں

بَابٌ: هَلْ يُرْشِدُ المُسْلِمُ أَهْلَ الكِتَابِ، أَوْ يُعَلِّمُهُمُ الكِتَابَ(ص411)(حدیث:2936)

- کیاانکی رہنمائی کرے گامسلمان؟ کؒ: قرآن کی تعلیم نہ دے؛ فؒ: جو متوقّع الِاسلام ہو توسکھاناچاہئے؛ حؒ: اجازت ہے۔ ترجمۃالباب کا مقصد: جو مرجوّالِاسلام ہو توہدایت کا پروگرام انکے لئے بنائے اور جو غیر مرجوّالِاسلام ہو توانکے لئے بددعا ہے جیسے موسیٰؑ: ربنااطمس علی اموالھم اور نوحؑ: لاتذر علی الأرض من الکافرین

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ بِالهُدَى لِيَتَأَلَّفَهُمْ(حدیث:2937)

بَابُ دَعْوَةِ اليَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَعَلَى مَا يُقَاتَلُونَ عَلَيْهِ، وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى كِسْرَى، وَقَيْصَرَ، وَالدَّعْوَةِ قَبْلَ القِتَالِ(حدیث:2938-2939)

- ترجمۃالباب کا مقصد: 4چیزوں پر مشتمل ہے
- عمربن عبدالعزیز: اسلام کو پیش کرناچاہئے لڑائی سے پہلے
- فؒ: جنکواسلام کی دعوت نہ ملی ہو توانکو پیش کرے؛
- کؒ: قریب الدار کی ضرورت نہیں؛ احناف: پہلے دعوت پہنچاناہے پھر قتال
- آپ ﷺ نے یہی لکھاتھاکسری کو: اسلم تسلم وإلا فإن علیک اثم الأریسیین
- چندسال میں ایک دوسرے کو قتل کرکے ختم ہوئے تھے۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الإِسْلاَمِ وَالنُّبُوَّةِ، وَأَنْ لاَ يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ(حدیث:2940-2941-2942-2943-2944-2945-2946)

- یہاں تک کہ ابوسفیان نے اپنے دونوں آنکھوں کو جہاد میں دیاتھا۔

بَابُ مَنْ أَرَادَ غَزْوَةً فَوَرَّى بِغَيْرِهَا، وَمَنْ أَحَبَّ الخُرُوجَ يَوْمَ الخَمِيسِ(حدیث:2947-2948-2949-2950)

- توریہ: 1)معنیٰ قریب وبعید؛ 2)ایک چیز مرادلیاحالانکہ دوسری چیز مرادہے۔
- بورک لأمتی فی بکورھایوم الخمیس۔

بَابُ الخُرُوجِ بَعْدَ الظُّهْرِ(حدیث:2951)

- حدیث میں امت کو صبح سویرے نکلنے میں برکت ہے لیکن ظہر کے بعد بھی نکل سکتے

بَابُ الخُرُوجِ آخِرَ الشَّهْرِ(حدیث:2952)

- شھر کا آخری منحوس نہیں ہے بلکہ اسمیں بھی خروج جائز ہے
- عرفہ جمعہ کوہو(اتفاق ہے)توچاہئے کہ چاندہواخمیس کوتوچاہئے کہ جمعہ کونکلے تھے؛جمعہ اور خمیس کے درمیان 5دن بنتے جواب: 1)ہفتہ کونکلے تھے(تودرمیان میں 4دن ہیں)توخیال یہ تھاکہ 5دن ہونگے
2)ہفتہ کونکلے اور اگریوم الدخول کو بھی شمار کرے تو5دن ہوئے۔

بَابُ الخُرُوجِ فِي رَمَضَانَ(حدیث:2953)

- ترجمۃالباب کا مقصد: رمضان میں نکلنامکروہ نہیں اور بعض رمضان میں سفر کرنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

بَابُ التَّوْدِيعِ(حدیث:2954)

- مسافر یا مقیم، ایک دوسرے کو الوداع کرے۔
- زینبؓ پر نیزہ چلایا جسکی وجہ سے حمل گرا، نافع بن قیس
- اجتہاد کی تبدیلی پہلے احراق تھا پھر قتل: انتقال من الخفیف إلی الشدید
- علیؓ نے مدّعی الوہیت کو جلایا تھا؛ ابو بکرؓ سے بھی احراق منقول: 2 قول: 1) زندہ جلایا؛ 2) قتل کر کے جلایا۔

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ(حدیث:2955)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام کے بغیر اور انکے حکم مانے بغیر جہاد نہیں کہا جائے گا، اسی لئے جہاد کے موقع پر 2 امام کے بجائے ایک ہی امام بنایا جاتا ہے تاکہ اختلاف نہ ہو امور میں۔

بَابُ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَاءِ الإِمَامِ وَيُتَّقَى بِهِ(حدیث:2956-2957)

- یُقاتل: 1) من تحت تدبیرہ؛ 2) لحفظ؛ 3) تحت أمر الإمام

بَابُ البَيْعَةِ فِي الحَرْبِ أَنْ لاَ يَفِرُّوا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَى المَوْتِ(حدیث:2958-2959-2960-2961-2962-2963)

- بعض: وإن جاءنا الموت
- 1) تو دونوں میں منافات نہیں، فرار کی بھی بیعت ہوتی تھی اور بیعت علی الموت بھی۔
2) بھاگیں گے نہیں اگرچہ موت آجائے، موت قبول ہے لیکن بھاگیں گے نہیں۔

-کانت رحمۃً: 1) گم کر دیا اللہ نے رحمت کو؛ 2) کانت إخفاؤھا رحمۃً

-حرّۃ: یزید کی طرف سے مدینہ منورۃ پر حملہ ہوا تھا، مسلم بن عُقبہ انکی فوج کا بڑا تھا۔

عبد اللہ بن حنظلۃ نے یزید کی بیعت توڑدی تھی اور بیعت کی عبد اللہ بن زبیر کے ہاتھ پر اور یہ اعلان کیا کہ میں انکی بیعت کو توڑتا ہوں اسلئے کہ برے لوگ ہیں، اسلئے کہ انکو............

ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، جابر بن عبد اللہؓ یزید کی بیعت پر قائم رہے

ابن عمرؓ نے اپنے خاندان (جلد 2 ص 1053) کو جمع کیا اور کہا کہ یزید کی بیعت کو توڑے تو مجھ سے کوئی تعلق نہیں

- ابن مطیع نے بھی بیعت توڑدی تھی۔
- اصل روایت: بنو حارثہ نے یزید کی فوج کو جگہ دی اور راستہ دیا تو وہ قابض ہوئے مدینہ منورہ پر، تو کچھ لوگ بھاگے اور کچھ قتل ہوئے، باقی جو روایت ہے کہ 10000 قتل ہوئے سمجھ میں نہیں (جھوٹ ہے)
- جویریہ بنت اسماء کی روایت: چند آدمی....................
- ابو مخنف کلبی اور واقدی کی روایات غلط سلط ہیں اور ابو مخنف کے بارے میں لکھا ہے: کان شیعیًا مخترقًا۔
- محمد بن حنفیہ: أقمتُ عندہ (یزید) فوجدتُہ مواظبًا علی الصلاۃ متحریًا للخیر ملازمًا للسنۃ
- اھل بیت جب پہنچے انکے پاس شام میں تو انکا بہت اکرام کیا اور بڑی مہمان نوازی کی۔
- سلمۃ بن أکوع نے تین مرتبہ بیعت کی اسلئے کہ بہادروں کی بیعت دشمن کے دلوں کو مرعوب کر دیتی ہے۔

بَابُ عَزْمِ الإِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيمَا يُطِيقُونَ(ص416)(حدیث:2964)

- ایجاب یاوجوب الامام علی الناس فیمایطیقون
- اگر میں کہوں کہ انکو نہ مانو توفساد ہوگا اسلئے کہ مخالفت امراء ہوگا اور اگر کہوں کہ مانو انکی بات توخطرناک
- ابن مسعودؓ نے اس وقت فرمایاجب عثمانؓ کی شہادت نہیں ہوئی تھی اسلئے کہ ابن مسعودؓ پہلے انتقال کر گئے۔

بَابٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ أَخَّرَ القِتَالَ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ(حدیث:2965-2966)

- صبح کے وقت جہاد کرتے تھے، ظہر کے بعد اور عصر کے بعد، اسی طرح جہاد باللسان فجر کے بعد اور ظہر کے بعد۔

بَابُ اسْتِئْذَانِ الرَّجُلِ الإِمَامَ(حدیث:2967)

- امام المسلمین نے اگر کسی کو مقرر کیا کسی جگہ پر تواجازت کے بغیر نہیں جانا چاہئے اگرچہ کام بہ ظاہر نہیں ہوپارہا ہے۔
- برکت کی نسبت غیر اللہ کی طرف جائز اور مطلب یہ ہے کہ آپکی دعا کا ثمرہ ہے اور توجہ کا نتیجہ ہے۔
- ماھی بأول برکتک یا آل أبی بکر یعنی آپکی مشقت کے نتیجے میں۔

بَابُ مَنْ غَزَا وَهُوَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسِهِ(حدیث:...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: نیا بادشاہ جہاد کے لئے جائے تو اجازت ہے اور کوئی ضرر نہیں جب بیوی کے ساتھ اسکا دل مشغول نہ ہو ورنہ دوسری حدیث موجود ہے: یوشع جسمیں 2 قسم کے آدمی کو منع فرمایا جہاد جانے سے۔
- جہاد ہاتھ کا کام ہے توجب ہارٹ "Heart" دوسری جگہ مشغول ہو تو ہاتھ کا کام کیسے ہوگا؟

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الغَزْوَ بَعْدَ البِنَاءِ(حدیث:...)

- ایک نبی نے جہاد کی اور کہا کہ فلاں فلاں میرے ساتھ نہ جائے۔

بَابُ مُبَادَرَةِ الإِمَامِ عِنْدَ الفَزَعِ(ص417)(حدیث:2968)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: خوف کے وقت امام صاحب تحقیق کے لئے آگے جاسکتا ہے اگرچہ خطرہ ہو۔

بَابُ السُّرْعَةِ وَالرَّكْضِ فِي الفَزَعِ(حدیث:6910)

- سحر تھوڑی دیر کے لئے اور معجزہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے جیسے یہاں پیش آیا۔

بَابُ الخُرُوجِ فِي الفَزَعِ وَحْدَهُ(حدیث:...)

- ھذا لایعد من القاء النفس فی المھلکۃ

بَابُ الجَعَائِلِ وَالحُمْلاَنِ فِي السَّبِيلِ(حدیث:2970-2971-2972-2973-2974)

- مایجعلہ القاعد للغازی: تنخواہ؛ حُملان: سواری دینا کسی کو۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کوئی تنخواہ دے تو جائز ہے یا نہ دے تو حرج نہیں؛ فؒ: تنخواہ صرف بیت المال سے لے سکتا ہے۔
- کؒ: بیت المال سے نہیں اور کسی سے لے سکتا ہے؛ احناف: مسلمان اگر کمزور ہو اور بیت المال میں گنجائش نہ ہو یا عذر ہو تو لے سکتا ہے دوسروں سے ورنہ نہیں۔
- اگر تنخواہ دوسرے سے لے گا تو مال غنیمت میں حصہ نہیں ملے گا، اور اگر گھوڑے کو فی سبیل اللہ دے دیا تو اسکی اجرت نہیں لے سکتا

بَابُ الأَجِيرِ (حدیث:2975)

- احناف مالکیہ: قتال کے لئے اجیر ہے تو حصہ نہیں ملے گا مال غنیمت سے، ہاں اگر کوئی اجیر ہے خدمت کے لئے اور پھر جہاد میں بھیجا گیا تب مال غنیمت سے حصہ ملے گا۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي لِوَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (حدیث:2976)

- لواء: رایۃ: 1) مستحب؛

2) لواء ماکان فی الرمح اور رایۃ بانس پر لگتا ہے

3) لواء بڑا ہے اور امیر کے پاس اور رایۃ چھوٹا ہے اور مامور کے پاس ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ» (ص418) (حدیث:2977-2978)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: فتح حاصل کرنے کے بہت سے طریقے ہیں: ایک طریقہ یہ ہے کہ دشمن کے دلوں میں رعب ڈالے
- عورت کی گواہی مقبول نہیں ہے حدود و قصاص میں اسلئے کہ جلدی مرعوب ہو جاتی ہے۔
- خوف: وہ ہے جسکا ظاہری سبب ہو اور رعب: جسکا بہ ظاہر کوئی سبب نہ ہو۔
- سوال: جب رعب تھا آپ ﷺ کے مقابلے میں تو کیوں نکلے بدر، احد اور خندق وغیرہ میں؟

جواب: 1) کبھی کبھی مرعوب ہونے کے باوجود طعنے کی وجہ سے یا شرم دلانے سے نکل جاتے جیسے کوئی عورت کہے کہ تم کیسے مرد ہو کہ بزدل بن کر پیچھے رہے؟ جاؤ قتال کرو!

2) یہ بھی ممکن ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے رعب اٹھایا تاکہ انکو ذلیل و خوار کرے۔ تو رعب کا وجود اکثر اوقات میں ہے، ہمیشہ کے لئے نہیں۔

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِي الغَزْوِ (حدیث:2979-2980-2981-2982)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جہاد میں توشہ لے جانا توکل کے منافی نہیں؛ توشہ عمل ید سے ہے اور توکل عمل قلب سے ہے فافترقا!
- نطاق: دوپٹہ جو عورت کمر پر باندھتی تھی: کمر بند یا پٹکا بھی کہتے۔
- دوسری روایت میں ہے کہ ایک اپنے سر کے لئے رکھا اور نصف کا نصف کر دیا طعام اور سقاء کے لئے۔

بَابُ حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرِّقَابِ (ص419) (حدیث:2983)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) قلیل توشہ ہو تو رقبہ پر رکھے، اور اگر زیادہ ہو تو دابۃ پر رکھنا چاہئے۔

2) اپنا توشہ دوسرے کو نہ دے اٹھانے کے لئے کہ اس پر بوجھ پڑ جائے۔

3) اپنی ضرورت کی چیز اپنے پاس رکھنا چاہئے (آسانی ہو گی اور نگرانی بھی اور خرچ کرنے میں آسانی ہے)

- بعض نے 18 اور بعض نے 20 دن اور بعض نے ایک مہینے تک کھایا اسلئے کہ بعض جلدی واپس آئے۔

بَابُ إِرْدَافِ المَرْأَةِ خَلْفَ أَخِيهَا (حدیث:2984-2985)

- محرمیت کی بناء بہن پیچھے بیٹھ سکتی ہے (لعن اللہ الفروج علی السروج موضوع روایت ہے)۔

بَابُ الِارْتِدَافِ فِي الغَزْوِ وَالحَجِّ(حدیث:2986)

- مناسب یہ ہے کہ الگ الگ سواری ہو لیکن حج وغزوۃ کے لئے 2 آدمی بیٹھ سکتے ہیں ایک سواری پر۔

بَابُ الرِّدْفِ عَلَى الحِمَارِ (حدیث:2987-2988)

- حمار پر 2 سوار ہوسکتے جب اس پر ثقل نہ ہو میرے یار؛ الإکاف: جھول للحمار کالسرج للفرس
- راحلۃ حمار کو بھی شامل ہے تو اشکال نہ ہو کہ حمار مذکور نہیں ہے۔
- دوسری روایت میں سجدۃٍ کے بجائے رکعتین ہے۔

بَابُ مَنْ أَخَذَ بِالرِّكَابِ وَنَحْوِهِ(حدیث:2989)

- اکرام کی بنیاد پر اور اعانت کے طور پر تو جائز ہے۔
- ابن عباسؓ نے زید بن ثابت کے رکاب کو پکڑا مدد کے لئے تو کہا زیدؓ نے: مت کرو یا ابن عم رسول اللہ ﷺ فقال ابن عباسؓ: ھکذا أُمرنا أن نفعل بعلمائنا۔
- اشکال: علیہ آیا حالانکہ سلامی جمع ہے تو علیھا آنا چاہئے ؟!
جواب: علیہ باعتبار عظم أو مفصل۔

بَابُ السَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى أَرْضِ العَدُوِّ(حدیث:2990)

- مکروہ ہے جب اسکی اہانت کا خوف ہو اور اسی طرح إذا کان العسکر صغیرًا
- کؒ: مطلقًا مکروہ اور دیگر ائمہ: جب اہانت کا خوف کی قید لگاتے۔
- حدیث: کرہ رسول اللہ ﷺ أن یسافر بالقرآن مخافۃ أن ینالہ العدُوُّ
حدیث: نھی رسول اللہ ﷺ أن یُسافر بالمصحف إلی أرض العدو
- ویعلمون القرآن حفظا أو مکتوبًا فی العسکر الکبیر۔
- کؒ: تعلیم قرآن کافر کو ناجائز ہے؛ حؒ فؒ: جائز ہے تاکہ مؤلفۃ قلوب بن جائے یا قبول کرے اسلام کو۔

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الحَرْبِ(حدیث:2991)

- جوش دلانے کے لئے جائز ہے۔
- اور جس روایت میں ممانعت ہے رفع الصوت بالتکبیر کی تو محمول: 1) جہر مفرط پر؛ 2) جب دشمن سے إخفاء مقصود۔
- یا خلاف اولی جب جہر مفرط ہو، تو بعض حالات میں جائز اور بعض حالات میں مکروہ
- حمار کو حرام کردیا: 1) گندگی کے کھانے کی وجہ سے۔
2) حرام العین (اصل ہے)
3) سواری ہونے کی وجہ سے؛
4) اسلئے کہ خمس ادا نہیں ہوا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيرِ(ص420)(حدیث:2992)

- فقال رجل: إنه مُراءٍ، فقال رسول الله صَلَّىٰ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إنه أوّاه، فمات
- ایک روایت میں: لو أن هذا خفض صوته
- ابوداوٗد میں: 3164 - ... سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: رَأَى نَاسٌ نَارًا فِي الْمَقْبَرَةِ، فَأَتَوْهَا فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْرِ، وَإِذَا هُوَ يَقُولُ: «نَاوِلُونِي صَاحِبَكُمْ» فَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ. [حكم الألباني] : ضعيف
- البانی نے تضعیف کی ہے اس روایت کی حالانکہ صحیح ہے۔
- حضرت گنگوہیؒ: واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجھر أی جھرًا دون جھر المفرط اسلئے اسمیں شفقت ہے
- اربعوا علی أنفسکم: یعنی شفقت کرو اپنے آپ پر۔

بَابُ التَّسْبِيحِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا(حدیث:2993)

- تکبیر عند الرفع إلی القیام جو اللہ کے شایان شان ہے اور جب نیچے اترے تو اللہ ہر قسم کے عیب سے پاک ومنزہ ہے تو سبحان اللہ مناسب ہے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلاَ شَرَفًا(حدیث:2994-2995)

بَابُ يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الإِقَامَةِ(حدیث:2996)

- یکون المفقود کالموجود ببرکۃ النیۃ تو سفر میں ہو یا بیماری ہو۔

بَابُ السَّيْرِ وَحْدَهُ(حدیث:2997-2998)

- جاسوسی کے لئے اکیلا جانا بہتر ہے اور ٹھیک ہے یا جائز ہے
- زبیرؓ قبول کر چکے تھے تو کوئی ان سے یہ کام نہیں چھیننا چاہتے تھے
- حواریّ: ناصرًا کے معنے میں ہے۔

بَابُ السُّرْعَةِ فِي السَّيْرِ(ص421)(حدیث:2999-3000-3001)

- سرعۃ کی وجہ: 1) لإراحۃ النفس؛ 2) اگر مدینہ ہے تو اکرام کا تقاضا یہی ہے۔
- اکیلے سفر نہیں کرنا چاہئے إلا فی وقت الحاجۃ أو السلامۃ

بَابُ إِذَا حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فَرَآهَا تُبَاعُ(حدیث:3002-3003)

- فابتاعہ: 1) أی باعہ یعنی أراد بیعَہ؛ 2) متکلم کا صیغہ: ارید أن اشتریہ فابتاعہ یعنی خریدنے کا ارادہ کیا۔

3) راوی کی خطاء فأضاعہ الذی کان عندہ؛ 4) ممکن ہے کہ عمرؓ کا ارادہ تھا (علی سبیل الالتفات) فأراد أن یبتاعہ عمرُ۔

بَابُ الجِهَادِ بِإِذْنِ الأَبَوَيْنِ(حدیث:3004)

- ابوین مسلمین کی اجازت ضروری ہے اور جد وجدۃ ابوین کے درجے میں ہیں
- اور اجازت ضروری ہے اسلئے کہ محل ہلاکت ہ
- إذا کان الأمر کذا فجاھد فیھما فجاھد فیھما (احتباک)
- فبذلک فلیفرحوا کی طرح۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي الجَرَسِ وَنَحْوِهِ فِي أَعْنَاقِ الإِبِلِ(حدیث:3005)

- ونحوہ جیسے قلادۃ: یہ ضرورت کی بنیاد پر جائز ہے تاکہ رسی کو پکڑے اور زینت کے لئے بھی گنجائش ہے۔ اور اس نیت سے رکھے کہ نظر سے بچے تو یہ صحیح نہیں ہے۔
- لا تُبقِيَنَّ قلادۃٌ: ہار کو نہ چھوڑا جائے........ من وترٍ ولا جرسٌ إلا قُطِعَ
- الجرس مزمار الشیطان یعنی جب استعمال کرے موسیقی کے لئے یا دشمن کو خبر ہو جائے اس سے
- او تار لگانے کا خطرہ ہے کہ درخت پر پھنس کر جانور کو سخت تکلیف ہو گی۔
- لا تصحب الملائکۃ راحلۃً فیھا جرس۔
- لگانے میں منفعت ہو کیسے؟

1)موذی جانور راستے سے ہٹ جائے اور اسی طرح حشرات الارض

2)جانور کو نشاط ہو گی جسکی وجہ سے خوب چلے گا

-ورنہ بغیر مصلحت کے کراہت ہو گی (نفع المفتی والسائل میں مولانا عبد الحی نے یہی نقل کیا کہ منفعت ہو تو جائز ہے ص492)۔

بَابُ مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَّةً، أَوْ كَانَ لَهُ عُذْرٌ، هَلْ يُؤْذَنُ لَهُ(حدیث:3006)

- حج فرض عین ہے تو بیوی کے ساتھ جائے اسلئے کہ تشکیل فرض کفایہ ہے
- جہاد میں دوسرا اسکا قائم مقام ہو سکتا ہے اور بیوی کے پاس دوسرا محرم نہیں یا خرچہ کی وجہ سے یا نہیں جانا چاہے تو دوسرے کو بھیج سکتا

بَابُ الجَاسُوسِ(حدیث:3007)

- جاسوس کفار ہو تو قتل جائز ہے یا حاکم کے سامنے پیش کرے، اور اگر مسلم ہو کفار کے لئے جاسوس کر تا تو یُرفع أمرُہ إلی الإمام۔
- ایک روایت میں ابو مرثد غنوی کو بھی بھیجا۔ ظعینۃ: المرأۃ فی الھودج اور نام سارۃ تھا۔

من قول امرئ القيس يصف شعر ابنة عمه:

غدائره مستشزرات إلى العلا تضل العقاص في مثنى ومرسل — تو اس شعر میں تین قسم کے بال ذکر کی

- دوسری روایت میں ازار سے نکالی تھی تو ممکن ہے کہ اصل ایک ہو اور ایک نقلی بھی تھی یا ممکن ہے کہ جلدی سے اوپر نکال کر ازار میں رکھدی؛ خط سے پتہ چلتا ہے کہ بہت مخلص تھا لیکن غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے سوچا کہ خط کا کچھ فائدہ نہیں ہو گا اسلئے کہ مقابلہ ممکن ہی نہیں۔
- والروايات مختلفة في نص هذا الكتاب، فقيل إنه كان فيه: من حاطب بن أبي بلتعة إلى سهيل بن عمرو وصفوان بن أمية وعكرمة بن أبي جهل، إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أذن في الناس بالغزو، ولا أراه يريد غيركم، وقد أحببت أن تكون لي عندكم يد.

وقيل إنه كان فيه: أما بعد يا معشر قريش، فان رسول الله صلى الله عليه وسلم جاءكم بجيش عظيم يسير كالسيل، فو الله لو جاءكم وحده لنصره الله وأنجز له وعده، فانظروا لأنفسكم، والسلام.

وقيل إنه كان فيه: إن محمداً قد نفر، فإما إليكم، وإما إلى غيركم، فعليكم الحذر.

- قال الحافظ في الفتح (8/ 634): " وَأَطْلَقَ عَلَيْهِ مُنَافِقًا لِكَوْنِهِ أَبْطَنَ خِلاف مَا أَظْهَرَ , وَعُذْر حَاطِب مَا ذَكَرَهُ , فَإِنَّهُ صَنَعَ ذَلِكَ مُتَأَوِّلاً أَنْ لا ضَرَر فِيهِ "، ويؤكد ذلك لفظ الخطاب – إن صح – فقد قال الحافظ في الفتح (4274): " وَذَكَرَ بَعْض أَهْل الْمَغَازِي وَهُوَ فِي " تَفْسِير يَحْيَى بْن سَلام" أَنَّ لَفْظ الْكِتَاب: " أَمَّا بَعْد يَا مَعْشَر قُرَيْش فَإِنَّ رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَكُمْ بِجَيْشٍ كَاللَّيْلِ , يَسِير كَالسَّيْلِ , فَوَاَللَّهِ لَوْ جَاءَكُمْ وَحْدَهُ لَنَصَرَهُ اللَّه وَأَنْجَزَ لَهُ وَعْده. فَانْظُرُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَالسَّلام "كَذَا حَكَاهُ السُّهَيْلِيُّ " وفيه كما ترى تخذيل وتخويف لقريش، كلُّ ذلك جعل حاطب –رضي الله عنه – يتأول أن ليس في هذا موالاة لكفار قريش وكيف يواليهم وهوالصحابي البدري؟!
- اَہلِ بدر کی بڑی وقعت وحرمت وتعظیم تھی اور آپ ﷺ کا معجزہ ظاہر بھی ہوا خط کے بارے میں۔

بَابُ الكِسْوَةِ لِلْأُسَارَى(ص422)(حدیث:3008)

- اساریٰ کے پاس لباس نہ ہو تو کسوۃ دینا ضروری ہے تا کہ ستر چھپ جائے

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ(حدیث:3009)

- دعوت مقدم ہے اور سیف آخر الحِیَل ہے۔

بَابُ الأُسَارَى فِي السَّلاَسِلِ(حدیث:3010)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1)یعنی بعض مرتبہ قیدی زنجیروں میں لائے جاسکتے
2)باندھنا جائزہے تا کہ نہ بھاگ جائے۔انکو پابند بنانا مقصود رہے۔

-فی السلاسل اَی لاَجل السلاسل: 1)یدخلون الجنۃ لاَنھم اسلموا فی السلاسل
مسلمان 2)یدخلون الجنۃ حال کونھم شھداَ وفی السلاسل
صوفیوں کا مطلب 3)یدخلون الجنۃ: انکو کھینچا جاتا ہے جنت میں جیسے کسی کو کھینچا جاتا ہے زنجیر میں

- پھر قصہ بیان کرتے: 1)بلخ کے امیر ابراھیم بن اَدھم اور وہ آدمی جو چھت پر بیل تلاش کر رہے تھے
2)بشر حافی: فقیر آیا انکے گھر پر تو پوچھا کہ غلام کا گھر ہے یا آزاد کا گھر
3)فرید الدین عطار کا واقعہ: آپکی روح عطر کے ساتھ چپک جاتی ہے۔.....

بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الكِتَابَيْنِ(حدیث:3011)

- اھل کتاب اگر قید میں ہو اور مسلمان ہو جائے تو انکے لئے دُہرا اجر ہے۔

بَابُ أَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ، فَيُصَابُ الوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ(ص423)(حدیث:3012-3013)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کسی پر حملہ کیا جائے اور تبعًا بچے یا عورتیں قتل ہو جائے تو ان پر دیت نہیں۔
- یبیتون: شب خوں مارنا/ حملہ کرنا۔

بَابُ قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الحَرْبِ(حدیث:3014)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: قتل صبیان اگرچہ بھاری ہے لیکن تبعًا جائز ہے؛ کےؒ کی تردید جو کہتے لا یجوز قتل الصبیان باَیّ وجہٍ ولو تترسوا بھم تو حملہ نہ کرے۔یعنی اگر دشمن بچوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کرے۔

بَابُ قَتْلِ النِّسَاءِ فِي الحَرْبِ(حدیث:3015)

بَابٌ: لاَ يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللَّهِ(حدیث:3016-3017)

- بعض کہتے کہ کر سکتے لیکن خلاف اولی ہے اور بعض کہتے کہ نہیں کر سکتے اور جنہوں نے کیا ہے تو اپنے اجتہاد سے کیا۔
- عمرؓ، ابن عباسؓ: مکروہ ہے، ابو بکرؓ نے باغیوں کو جلایا تھا اور عرنیین کو گرم سلاخوں سے سزا دی گئی تھی۔
- علیؓ کی الوہیت کے قائلین کو جلائے گئے تھے؛ عبد اللہ بن سبا کو احراق کی سزا ملی لیکن بھاگ گیا(حاشیہ 8 اور 9 دیکھئے)
- مصر کے مشہور ادیب طہ حسین (گمراہ تھا) نے کہا کہ عبد اللہ فرضی شخصیت تھی۔ حالانکہ وہ شیعہ کے بانی اور خاص مرتضی عسکری
- فلاناً و فلاناً صاحب رجال کشی اور توبختی اور جعفر صادق اور باقر مجلسی سب نے انکی شخصیت کا اقرار کیا
- ہبار بن اسود اور نافع بن قیس، پھر قتل سے بچے اور مسلمان ہوئے غالبًا۔
- لا یعذب: 1) تواضعا کہا.........2) خلاف اولی ہے ورنہ جائز تو ہے۔
- حرق قومًا: عبد اللہ بن سبا تھا جو فرقہ سبائیہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

بَابُ قول الله تعالى: {فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً} [محمد: 4] (حدیث:...)

- جب جہاد میں کسی کو پکڑا جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

1) فدیہ لے لے (اسمیں اختلاف ہے)؛ اصل مذہب: فدیہ نہیں لینا چاہئے؛ سؒ: کوئی حرج نہیں اور قیدی کے بدلے قیدی کا تبادلہ ممکن ہے۔ ائمہ ثلاث: بھی یہی کہتے اور مؒ: اگر امام کا خیال ہے کہ احسان یا فدیہ میں فائدہ ہو تو کر سکتا ہے۔

- آپ ﷺ نے ثمامہ بن اُثال کو مجانًا چھوڑ دیا اسی طرح 80 آدمیوں کو جو قید میں تھے۔
- آپ ﷺ نے 2 مسلمانوں کو چھڑایا ایک مشرک دے کر

ابن ماجہ میں ھے کہ ایک خوبصورت عورت تھی تو خالد سے کہا کہ مجھے دے دے، پھر مکہ مکرمہ سے کچھ مستضعفین یا قیدی کو چھڑایا

- ماکان لنبی: مطلب یہ ہے کہ جنگ بدر میں ممانعت تھی، پھر اجازت ہوئی اسلئے کہ بدر مثالی جنگ ہوئی تھی
- اِثخان فی الأرض: زمین میں اچھی طرح کمزور کر دے۔
- 1) اِما منًّا بعد: پرویز استدلال کرتا تھا کہ مسلمان کے لئے باندی یا غلام رکھنا جائز نہیں، پھر جب اس سے کہا گیا کہ قرآن میں وماملکت اَیمانکم ہے بار بار تو کہا کہ یہ عارضی حکم تھا۔
- جواب: 1) اسمیں استرقاق کا ذکر نہیں اگرچہ جائز تھا (قرآن و حدیث مین بھرا ہوا ہے) اسلئے آئندہ میں ممنوع ہونے والا تھا اور منًّا وفداءً سب کے لئے۔

2) فَشُدُّوا الوثاق میں غلامی آگئی۔ یہ اصل جواب ہے اور مولانا شبیر احمد عثمانی نے اپنی تفسیر میں اسکی طرف اشارہ کیا

3) منًّا میں استرقاق داخل ہے اسلئے کہ منًّا فی مقابلۃ القتل ہے یعنی قتل سے بچا کر احسان کر دو تو احسان یہ بھی ہے کہ مفت میں چھوڑ دے یا غلام بنائے۔ (یہ تاویل بعید ہے)

4) "اِمَّا" حصر کے لئے نہیں، ممکن کہ منّ اور فداءً کے علاوہ کوئی چیز اور ہو۔

- محدثین کا اختلاف ہے کہ ان 2 پہلی آیات میں سے کونسا مقدم ہے تو تطبیق یوں ہو سکتا ہے کہ من وفداء حتی یُثخن فی الأرض۔

بَابٌ: هَلْ لِلْأَسِيرِ أَنْ يَقْتُلَ وَيَخْدَعَ الَّذِينَ أَسَرُوهُ حَتَّى يَنْجُوَ مِنَ الكَفَرَةِ(حديث:...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یجوز خُلْفُ الوعد فی الحرب
- فـ: خدع جائز ہے لیکن اَخذ المال نہیں؛ احناف: لے سکتے اور وعدہ ہی باطل ہے۔

بَابٌ: إِذَا حَرَّقَ المُشْرِكُ المُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ(حدیث:3018-3019)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: احراق بالنار میں اختلاف ہے لیکن اگر انتقامًا یا قصاصًا ہو تو جائز ہے جیسے عرنیین کے ساتھ کیا گیا۔
- رِسلاً لغۃً: دودھ کی دھاریں زوردار نکالنا؛ صریخ: لغۃً: فریاد؛ صرخٌ: بلند آواز۔

شعر: ناداهم صارخ من بعد ما دفنوا ... أين الأسرة والتيجان والحللُ
أين الوجوه التي كانت منعمة ... من دونها تضرب الأستار والكللُ
فأفصح القبر عنهم حين ساءلهم ... تلك الوجوه عليها الدود يقتتلُ

- بعض: آپ ﷺ نے حکم نہیں دیا پانی کے بند کرنے کا اور بعض: پانی نہیں دیا اسلئے کہ مطلوب الموت تھے۔

بَابٌ

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) احراق میں حد تجاوزی نہ کرے
2) تبعًا کوئی اور قتل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں

-فأوحی اللہ إلیہ: سب کو جلایا: 1) خلاف اولی کام کیا؛ جس طرح آپنے دوسروں کو بغیر گناہ کے ہلاک کیا تو اسی طرح جب اللہ کسی بستی کو ہلاک کرتے تو دوسرے بھی تبعًا ہلاک ہو جاتے پھر اپنی نیتوں پر انکا حشر ہو گا جیسے حدیث میں آئی: ثم یبعثون علی نیاتھم۔

بَابُ حَرْقِ الدُّورِ وَالنَّخِيلِ(حدیث:3020-3021)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ان کا جلانا جائز ہے جبکہ مصلحت وفائدہ ہو
- امام اوزاعی: مکروہ اسلئے کہ ابو بکرؓ نے وصیت کی تھی کہ نہ جلایا جائے۔
- جواب: 1) قصدًا نہ جلائے، ہاں مصلحت ہو تو الگ بات ہے؛ 2) اگر مسلمانوں کو یہ زمین ملنے والی ہو تو نہ جلائے۔
- نخل بنی النضیر کو جلایا گیا تھا تاکہ وہ صلح پر آمدہ ہو جائے۔

بَابُ قَتْلِ المُشْرِكِ النَّائِمِ(حدیث:3022-3023)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کوئی مشرک کو دعوت اسلام پہنچ گئی ہو اور انتہائی مؤذی ہو تو اسکی قتل کر سکتے۔
- ابو رافع: عبد اللہ بن عبد الحُقیق؛ وعدہ کو توڑتا تھا اور مسلمان عورتوں کی اہانت کرتا تھا۔
- واعیۃ: موت کی خبر دینے والے اسلئے کہ ان کے پاس رجسٹر رہتی تھی مردکی
- قلبۃٌ: وہ تکلیف جسکی وجہ سے بدن پلٹنا مشکل ہو: الألم الذی یثقل فیہ الانقلاب من جنب إلی جنبٍ۔

بَابٌ: لاَ تَمَنَّوْا لِقَاءَ العَدُوِّ(ص424)(حدیث:3024-3025-3026)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)اسلئے کہ مستقبل کا کوئی اعتبار نہیں۔
2)دشمن کے مقابلے کی تمنا میں اعجاب و تکبر ہے۔
3)اپنے نفس پر اعتماد ہے حالانکہ اللہ پر ہونا چاہئے۔
4)دشمن کو حقیر سمجھنا ہے۔

بَابٌ: الحَرْبُ خَدْعَةٌ(ص425)(حدیث:3027-3028-3029-3030)

- الحرب الجیّدۃ الکاملۃ مایشتمل علی التدبیر،جو اپنے آپکو بچائے اور دشمن کو ہلاک کرے۔
- قیصر:رومیوں کی حکومت کہا،لیھلکنَّ مستقبل میں ہلاک ہونگے،اگر آپ کی سمجھ میں نہ آئے(لام تاکید لائے)
- عیسیٰؑ کی بشارت 600سال بعد پوری ہوئی:ومبشرًایأتی من بعد اسمہ أحمد۔
- ابراھیمؑ کی دعا:4یا5ہزار سال کے بعد پوری ہوئی۔
- یأتی بعض آیات ربک:قرب قیامت پورا ہوگا۔
- واقعہ:نُعیم بن مسعود اشجعی مسلمان ہوئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ کسی کو معلوم نہیں کہ مسلمان ہوا،تو غزوۂ خندق میں مشرکین کے اندر پھوٹ اور افرا تفری ڈالی تو یہود کے پاس پہنچے اور کہا کہ دیکھو مشرکین واپس چلے جائیں گے اور پھر مسلمان تمہیں لقمہ بنائیں گے، چنانچہ مشرکین سے رھن مانگے لے؛پھر مشرکین کے پاس پہنچے اور کہا کہ یہود رھن مانگیں گے تاکہ مسلمان کو حوالہ کردے،اگر حملہ کرے،تو پھر ایک دوسرے سے بدظن ہوئے۔

بَابُ الكَذِبِ فِي الحَرْبِ(حدیث : 3031)

- حرب میں جھوٹ بولنا ایسا ہے جیسے کلمہ کفر اضطرار کی حالت میں جیسے خنزیر کی اجازت اضطرار کی حالت میں۔
- اختلاف:صراحۃً جھوٹ کی اجازت عند البعض جیسے امام نوویؒ،اکثر توریہ کے قائل ہیں اشارۃً وکنایۃً(بعید معنی کا ارادہ)جیسے رجل یھدینی الطریق کہا ابو بکرؓ نے۔
- ترمذی میں روایت ہے:کذب جائز مگر صرف تین مواقع پر:1)بیوی سے؛ 2)حرب میں اور 3)اصلاح بین الناس میں
- محیۃٌ:ای قلیلۃ:تنوین تحقیر کے لئے
- کعب بن اشرف آپ ﷺ کی مذمت کرتا تھا اور کفار کو ابھارتا تھا کہ بدر کے انتقام لینے پر آمدہ ہوجائے اور کعبہ کا غلاف پکڑ کر کے ابوسفیان کے پاس آیا کہ مسلمانوں کا خاتمہ کرنا چاہئے اور تدبیر کی آپ ﷺ پر پتھر گرانے کے لئے(اسی لئے معاہد توٹ گیا تھا)
- عنَّانا:متکلم کا مطلب مشقت یعنی مکلف بنایا اور مخاطب مصیبت سمجھتا تھا۔

بَابُ الفَتْكِ بِأَهْلِ الحَرْبِ(حدیث: 3032)

- فتک:اچانک قتل کرنا یا سِرًّا
- ابوداوٗد میں:الأیمان منعُ الفتک

- لایفتک مؤمنٌ:ضعیف

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الِاحْتِيَالِ وَالحَذَرِ، مَعَ مَنْ يَخْشَى مَعَرَّتَهُ(حدیث: 3033)

بَابُ الرَّجَزِ فِي الحَرْبِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِي حَفْرِ الخَنْدَقِ(حدیث: 3034)

- حرب میں اشعار اور رجز خوشی اور جوش دلانے کے لئے جائز ہے اور رفع صوت جائز ہے(جہر معتدل)جہاں ممکن ہو مثلاً حالت قتال میں پھر قتل کرتے وقت رُک جائے۔

بَابُ مَنْ لاَ يَثْبُتُ عَلَى الخَيْلِ(حدیث: 3035-3036)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: دعاء اَھل الخیر اور اَھل صوفیہ کا توجہ، یہ ڈاکٹر کا کام نہیں ہے، حدود کو پہچانو!

بَابُ دَوَاءِ الجُرْحِ بِإِحْرَاقِ الحَصِيرِ، وَغَسْلِ المَرْأَةِ عَنْ أَبِيهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَحَمْلِ المَاءِ فِي التُّرْسِ(حدیث: 3037)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:1)یہ ڈاکٹر کا کام ہے

2)ڈھال استعمال کرسکتے پانی لانے کے لئے اور بیٹی مرہم پٹی کرسکتی ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلاَفِ فِي الحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ(حدیث: 3038-3039)

بَابُ إِذَا فَزِعُوا بِاللَّيْلِ(حدیث: 3040)

- فینبغی کشف الخبر

بَابُ مَنْ رَأَى العَدُوَّ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا صَبَاحَاهْ، حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ(ص427)(حدیث: 3041)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: استعانت جائز ہے؛ یاقوم احضروا وقتَ الصباح

- الف استغاثہ،ہ: مدہ، مدصوت کے لئے ہے؛ مابک اَی اَیُّ شیءبک یاماالخوف الذی بک

- الرُّضَّعُ:1)اللّئام: کنجوس جو برتن استعمال نہ کرتے: الیوم یوم ھلاک اللئام

2)الذین یرتضعون لبن الام حتی الآن

3)یوم معرفۃ الرضع: الکریمۃ ہی اَو الرَّذیلۃ

4)یوم یُعرف من ارتضعتہ الحرب: یہ مفاخرہ ہے جو باطل کے مقابلے میں ہے اسلئے جائز ہے۔

-یُقْوَوْن:1)مہمان ہے اپنی قوم میں تو دشمن ڈبل ہونگے

2)سکون دیاجاتا ہے اپنی قوم میں تو انکو مت چھیڑو

3)اپنی قوم میں متبوع ہے تو قوم والے انکی حمایت اور حفاظت کرتے(مسلم ثانی میں مفصل روایت آئی تھی)

بَابُ مَنْ قَالَ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ فُلاَنٍ(حدیث: 3042)

- لکل محل آداب ولکل مقام مقال؛ ترجمۃ الباب کا مقصد: تجوز المفاخرۃ فی الحرب فلا تمنع۔

بَابُ إِذَا نَزَلَ العَدُوُّ عَلَى حُكْمِ رَجُلٍ(حدیث: 3043)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) حکم المحکَّم یلزم کحکم الحاکم اور خوارج کا رد ہے کہ انسان کو حکم نہیں بنا سکتے۔
2) اگر 2 خصم کسی حکم پر راضی اور وہ فیصلہ کرے تو اعراض نہیں ہو سکتا ہے۔
- قیام: 1) اکرام کی وجہ سے؛ 2) مدد کی وجہ سے اسلئے کہ وہ زخمی تھے۔

بَابُ قَتْلِ الأَسِيرِ، وَقَتْلِ الصَّبْرِ(حدیث: 3044)

- قتل الصبر: 1) انتظار کروا کر قتل کرنا؛ 2) ہاتھ پیر باندھ کر نشانہ بنانا
- یہ ہے قتل من غیر القتال۔

بَابٌ: هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ، وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ القَتْلِ(حدیث: 3045)

- سنت یا مستحب ہے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ دونوں حالت جائز ہے(surrender or not to)
- واقعۃ الرضیع: خبیب عبد اللہ بن طارق اور زید بن الدثنۃ(ص585 حاشیہ نمبر8)

هلم يا خبيب، استعد للموت، إنه ليزعجنا أن تبقى حياً إلى اليوم، ولولا الأشهر الحرم لقتلناك يوم أسرك.
فرفع خبيب رأسه، ونظر إليهم طويلاً، وكانت الابتسامة لا تفارق شفتيه، ثم أطرق ولم يجب.ولما خرجوا به إلى ساحة الإعدام وأجمعوا على قتله التفت إليهم قائلاً: هل تأذنون لي أن أركع ركعتين قبل أن أموت؟
فنظر بعضهم إلى بعض في دهشة وعجب وقالوا: أتصلي وأنت على هذه الحال؟ ألا ترى الخشبة التي سنصلبك عليها؟ ألا ترى رماحنا ونبالنا مصلتة عليك؟ ألا تبكي وتطلب الصفح والعفو؟ افعل ما شئت.
فقام خبيب بين يدي الله، متوجهاً بقلبه وجوارحه إليه وصلى صلاة كلها اطمئنان وكلها خشوع، لم يضطرب قلبه، ولم يتلجلج لسانه، ولم يتبدل لون وجهه، وكان في صلاته هادئاً ساكناً آمناً ولما انتهى التفت إليهم وقال بصوت هادئ عذب:والله لولا أن تحسبوا أن ما بي جزع لزدت. اللهم أحصهم عدداً، واقتلهم بدداً، ولا تبق منهم أحداً ثم أنشأ يقول:

قدْ جَمَّعَ الأحزابُ حَولي وألَّبُوا*****قَبائِلَهُم واستَجْمَعُوا كلَّ مَجْمَعِ
وقد قرَّبُوا أبنَاءَهم ونساءَهُم*****وقُرِّبتُ مِنْ جذعٍ طويلٍ مُمَنَّعِ
وكلُّهم يُبدي العداوةَ جَاهِدًا*****عليَّ لأنِّيَ في وثاقٍ بمضيعِ
إلى اللهِ أشكو غُربتي بعدَ كُربتي*****ومَا جمَّعَ الأحزابُ عندَ مَصرعي
وقد خيَّروني الكفرَ والموتَ دونَهُ*****وقد هَمَلتْ عيْنَايَ في غيرِ مَجْزَعِ
وما بي حذار الموت إني لميت ... ولكن حذاري جحم نار ملفع
وذلك في ذات الإله وإن يشأ ... يبارك على أوصال شلو ممزّعِ
فلست بمبدٍ للعدوّ تخشعاً ... ولا جزعاً إني إلى الله مرجعي
ولست أبالي حين أقتل مسلماً ... على أي جنب كان في الله مصرعي

ولم يكد يتم الأبيات ويستغفر الله ويذكره حتى رفعوه على الخشبة وأوثقوه بها فقال:اللهم إنا قد بلغنا رسالة رسولك، فبلغه الغداة ما يفعل بنا.

- تو خبیبؓ کو شہید کر دیا اور انہوں نے 2 رکعات کی سنت جاری کر دی
- دبر: شہد کی مکھیاں: نر والا: ذکور النحل

- قتل سے بچایااور شہداء کو شہید کی..........
- اللہ تعالی نے انکے جسم کو بچایااور شہد کی مکھیوں سے دن میں اور رات کو سیلاب آ کے بہایاانکے جسم کو
- اسی طرح عاصمؓ جو بلیع الأرض کے نام سے مشہور ہے۔

بَابُ فَكَاكِ الأَسِيرِ(ص428)(حديث: 3046-3047)

- قیدیوں کو کفار سے چھڑاناچاہئے: چاہے مال دے کر یاقیدی کے بدلے میں (کماوقع فی بدر)
- عبدالمطلب کی والدہ مدینہ سے تھی اسی لئے اُختنا کہا۔

بَابُ فِدَاءِ المُشْرِكِينَ(حديث: 3048-3049-3050)

بَابُ الحَرْبِيِّ إِذَا دَخَلَ دَارَ الإِسْلاَمِ بِغَيْرِ أَمَانٍ(حديث: 3051)

- کافر حربی مسلمان کے پاس آئے بغیر اجازت توکؒ: جو چاہے کر سکتے اور اگر کہے کہ میں قاصد ہوں تو چھوڑ دیا جائے گا اور یہی دُ کا مذہب
- فۃ دؒ: خلاف ظاہر نہ مانا جائے؛ احناف: انکے خط کو قبول کیا جائے گا
- مسلمان اگر جاسوس بنے مسلمان کے خلاف توکؒ: انکو قتل کرے؛ حؒ فؒ: امام انکو سزا دینے کا حق رکھتا ہے۔

بَابٌ: يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَلاَ يُسْتَرَقُّونَ(ص429)(حديث: 3052)

- اھل الذمۃ کے دفاع کے لئے قتال کیا جائے گا، انکو غلام نہ بنائے
- بعض کی تردید اسلئے کہ غلام بنانے کا جواز دیتے۔

بَابُ جَوَائِزِ الوَفْدِ(حديث: ...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کفار کا وفد آئے تو جائز ہے.........
- ایک دن کا مہمان جائزہ ہے جو انعام کے مشابہ ہے۔
- جزیرۃ العرب: عدن سے عراق اور جدہ سے شام تک

بَابٌ: هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ؟(حديث: 3053)

- جابرؓ والی حدیث۔

بَابُ التَّجَمُّلِ لِلْوُفُودِ(حديث: 3054)

- اچھے کپڑے پہننا وفد کے استقبال کے لئے جائز ہے۔

بَابٌ: كَيْفَ يُعْرَضُ الإِسْلاَمُ عَلَى الصَّبِيِّ(حديث: 3055-3056-3057)

- فۃ: بچے کا اسلام معتبر نہیں اسی طرح ردت معتبر نہیں؛ غزوۂ احزاب کے بعد احکام مضبوط ہوئے۔
- کتاب الجنائز میں ھل کا لفظ آیا ترجمۃ الباب میں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْيَهُودِ: «أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا»(ص430)(حدیث: ...)

بَابُ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الحَرْبِ، وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرَضُونَ، فَهِيَ لَهُمْ(حدیث: 3058-3059)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: پوری قوم مسلمان ہو جائے تو انکے ساز و سامان و ملکیت کے مستحق ہیں۔

بَابُ كِتَابَةِ الإِمَامِ النَّاسَ(حدیث: 3060-3061)

- امام خود یا اپنے قائم مقام کے ساتھ اپنے نام کو لکھے تا کہ قتال کی صلاحیت والے الگ ہو جائے
- اس کتابت کی وجہ سے برکت زائل نہیں ہو گی
- اُبْتُلِينَا: عثمانؓ کے زمانے میں؛ لعلہم کتبوا حرات(؟؟؟؟؟): اسی لئے تعداد میں الگ الگ
- رجال: 600 سے 700 تک اور 1500 سب عورتیں اور بچے (لا یصح) اسلئے 1500 رجل تو مختلف زمانے میں الگ الگ تعداد

بَابُ إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الفَاجِرِ(حدیث: 3062)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر پکا امام فاجر و فاسق ہے تو خروج و بغاوت نہ کرو اسلئے کہ ممکن ہے کہ اللہ اسلام کو قوت دے انکے ذریعہ
- اشکال: حدیث میں آیا کہ لا نستعین بمشرک!
  جواب: فاسق کی نفی نہیں یا فی واقعۃ خاصۃ فی مکان خاص یا مراد لا نستعین بمشرک معینٍ
- قتل نفسہ: منافق قسم کا آدمی تھا یا قتل کو حلال سمجھا

بَابُ مَنْ تَأَمَّرَ فِي الحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ إِذَا خَافَ العَدُوَّ(ص431)(حدیث: 3063)

- مجاز: جواب محذوف ہے
- ترجمۃ الباب کا مقصد: جب امام کے ساتھ بات چیت مشکل ہو تو مسلمان ایک امیر بنا سکتے جیسے غزوۂ موتہ میں خالد بن ولیدؓ کو بنایا۔

بَابُ العَوْنِ بِالْمَدَدِ(حدیث: 3064)

- 1) بئر معونۃ کا واقعہ: عامر بن طفیل نے راستے میں غداری کی (ابو براء عامر بن مالک آپ ﷺ کے پاس آئے تھے معلم مانگنے کے لئے) عامر بن طفیل نے اپنے قبیلے کو بلایا تھا لیکن وہ لوگ نہیں آئے تو رعل و ذکوان و عصیہ کو بلایا قتل کے لئے۔
- 2) رجیع: 10 صحابہؓ: بنو لحیان میں حملہ کیا جسمیں 10 صحابہؓ شہید ہوئے۔
- بئر معونۃ کے قافلے کے امیر منذر بن.................... تھے۔

بَابُ مَنْ غَلَبَ العَدُوَّ فَأَقَامَ عَلَى عَرْصَتِهِمْ ثَلاَثًا(حدیث: 3065)

- 3 دن لگایا تا کہ: 1) آرام ملے؛ 2) جانوروں اور گھوڑوں کو آرام ملے؛ 3) غالب ہونے کے اثرات باقی رکھنے کے لئے؛ 4) تا کہ امام المسلمین کے احکام کو نافذ کرے؛ 5) تا کہ بتا دے دشمن کو کہ ہمیں ڈر نہیں ہے؛ 6) زمین نے ضیافت کی تا کہ طاعت معاصی کی جگہ پر آ جائے۔ الضیافۃ ثلاثۃ أیام۔

بَابُ مَنْ قَسَمَ الغَنِيمَةَ فِي غَزْوِهِ وَسَفَرِهِ(حدیث: 3066)

- ف ک: غنیمت کو دار الحرب میں تقسیم کرنا چاہئے؛ احناف: دار الحرب میں نہیں ہونا چاہئے سوائے ضرورت کے وقت۔ اور الغلبۃ الکاملۃ تظھر فی دار الإسلام؛ 10 بکریاں، ایک اونٹ کے برابر ہے۔
- ذوالحلیفۃ اور جعرانہ (جب فتح ہوا دار الإسلام میں داخل ہوا) دار الإسلام میں شمار ہے۔

بَابُ إِذَا غَنِمَ المُشْرِكُونَ مَالَ المُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَهُ المُسْلِمُ(حدیث: 3067-3068-3069)

- فؒ: یأخذ مالہ قبل أو بعد القسمۃ؛ ائمہ ثلاث: قبل القسمۃ یأخذہ و بعد القسمۃ بالقیمۃ
- اگر غلام آبق ہو تو قبل أو بعد القسمۃ مفت میں لے سکتا ہے اسلئے کہ اسمیں حق الملک ہے اور یہ تفسیر کہ قبل القسمۃ یا بعد القسمۃ میں فرق ہے، ابن عباسؓ کی ایک روایت میں ہے، عن ابن عباسؓ: أن رجلاً وجد بعیراً لہ کان المشرکون أصابوہ فقال لہ النبی ﷺ: إن أخذتہ قبل أن یقسم فلک وإن أخذتہ بعد ما قسم أخذتہ بالقیمۃ (وإسنادہ ضعیف) مگر مختلف آثار بھی ہیں۔

بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ(ص432)(حدیث: 3070-3071-3072)

- فھذہ نعمۃ من نعم اللہ یا جائز
- رطانۃ: عجمی زبان، غیر عربی۔
- ان روایات کا رد ہے جو فارسی زبان کے خلاف: من تکلم بالفارسیۃ زاد خُبثہ یا من یتکلم بالعربیۃ فلا یتکلم بالفارسیۃ
- ہر زبان میں ایک نعمت و جامعیت ہے جو دوسری زبانوں میں اتنے معانی نہیں رکھیں گے جیسے انگریزی میں بعض ترجمے فٹ ہوتے: إلا أن تقطع قلوبھم: مگر یہ کہ انکا Heart fail ہو جائے
- وکذلک حقت کلمۃ ربک یعنی اسی طرح تمہارے رب کا کلمہ Fit ہو گیا۔
- وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی یعنی اللہ پاک نے انکے Plan کو fail کر دیا۔
- ابن ماجہ میں آپ ﷺ نے فارسی بولا تھا: أشکمت درد؟ تو کوئی زبان حقیر نہیں ہے، ہاں عربی زبان اولی ہے اور اسکی نظیر نہیں ہے، صرف عربی میں تجوید بھی اور نحو صرف بھی۔
- کَخْ: اسماء اصوات میں سے ہے، گویا دوسری زبان میں مشترک ہے اور تقریبا ہر زبان میں ایک ہے۔
- سور: طعام کے معنے میں ہے قدیم فارسی میں۔

بَابُ الغُلُولِ(حدیث: 3073)

- غلول: 1) خیانت جو کہ عام ہے: چھپی ہوئی جگہ سے لیا نہیں اور 2) عرفاً و عادۃً مال غنیمت سے چوری کرنے کو کہتے؛
- غلّ: اخفاء: چھپانا سامان کو۔
- غلول اور سرقہ میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے اسلئے کہ غلول ہو گا تو سرقہ بھی ہو گا اور جب سرقہ ہو گا تو ضروری نہیں ہے کہ غلول بھی ہو۔
- اگر غلول کیا ہوا مال واپس مل جائے تو اسکا کیا حکم ہے؟

کؒ دؒ: اسکا خمس امام کو دے اور باقی 4 حصے صدقہ کر دے۔

فؒ: یردُّہ إلی الإمام کالمال الضائع (جبکہ ابھی تک فوج منتشر نہیں ہوئی)

احناف: اگر لشکر کے چلے جانے کے بعد لایا تو امام اسکو لے سکتا ہے اور اگر لشکر ابھی تک موجود ہے تو مال غنیمت کے ساتھ دوبارہ رکھے

بَابُ القَلِيلِ مِنَ الغُلُولِ(حدیث: 3074)

- تھوڑامال بھی بطور غلول لینا بہت بھاری چیز ہے۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: تضعیف کرنا ہے اس روایت کی جسمیں ہے کہ جو غلول کرے تو اسکے سارے مال کو جلادئے جائیں گے (یہ ضعیف حدیث ہے)
- تعزیر بالمال کے بارے فتاوی دار العلوم زکریا میں تفصیل دیکھئے۔
- اشکال: حدیث میں تو ہے کہ لایحل مال امرء مسلم الا بطیب نفسہ!؟
- جواب: 1) لایحل مال امرء مسلم فرمایا نہ کہ مجرم تو عقوبت بالمال یا تعزیر بالمال عام طور پر جائز سمجھتے ہیں اسلئے کہ وہ مجرم ہے۔

2) مسلمان کی عزت کو جب لے سکتے یعنی جیل میں لے جانا وغیرہ جائز ہے تو مال اس سے کمتر درجے کی چیز ہے اسلئے اسکو بدرجہ اولی جلاسکتے۔

-امام کؒ: تعزیر بالمال جائز ہے اور معین الحکام اور معین القضاۃ میں ہے کہ جائز ہے: فمن ادعی نسخہ فلیس عندہ دلیل۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ذَبْحِ الإِبِلِ وَالغَنَمِ فِي المَغَانِمِ(حدیث: 3075)

- قبل القسمۃ بلا اذن؛ ترجمۃ الباب کا مقصد: مختلف فیہ مسئلہ کا بیان ہے۔
- احناف: کھانے پینے کی چیز کے سکتے قبل القسمۃ یا قبل اذن الامام اسلئے کہ فطری چیز ہے اور حاجت میں داخل ہے
- فؒ: قبل القسمۃ لے سکتے مع الحاجۃ
- کؒ: اضطراری حالت میں لے سکتے
- کوئی قربانی کے جانور چوری کرے اور بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے تو قربانی بہر حال ہو جائے گی اگرچہ گناہ بھی ہے۔

بَابُ البِشَارَةِ فِي الفُتُوحِ(حدیث: 3076)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: یہ کوئی بدعت نہیں ہے کہ جب کسی کو فتح حاصل ہو اسکو بشارت دی جائے یعنی جو عرف میں خوشی کی بات ہے تو اسکی مبارکبادی دینا جائز ہے۔
- جس اونٹ کو خارش کی بیماری ہو اس پر تارکول لگاتے تو پورا سیاہ ہو جاتا۔

بَابُ مَا يُعْطَى البَشِيرُ(حدیث: ...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: بشارت دینے والے کو کچھ ہدیہ دینا چاہئے۔

بَابُ لاَ هِجْرَةَ بَعْدَ الفَتْحِ(حدیث: 3077-3078-3079-3080)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اگر کوئی شہر فتح ہو جائے تو وہاں سے ہجرت نہ کرے کیونکہ اب وہ دار الاسلام کی طرح ہو گیا ہے۔
- لا ھجرۃ من مکۃ بعد الفتح ورنہ دار البدعۃ سے دار السنۃ کی طرف ہجرت کرسکتے ہیں یا دار الخوف سے دار الآمن کی طرف۔
- 4 پہاڑ ہیں اور ہر ایک کا نام ثبیر ہے۔

بَابُ إِذَا اضْطَرَّ الرَّجُلُ إِلَى النَّظَرِ فِي شُعُورِ أَهْلِ الذِّمَّةِ، وَالمُؤْمِنَاتِ إِذَا عَصَيْنَ اللَّهَ، وَتَجْرِيدِهِنَّ(حدیث: 3081)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مجبوری کی وجہ سے ڈاکٹر دیکھ سکتا ہے
- وکان عثمانیًا: بعض کہتے کہ وہ شخص جو عثمانؓ کو فضیلت دیتے تھے حضرت علیؓ پر

میرا خیال یہ ہے کہ یہ وہ شخص تھا جو حضرت عثمانؓ کے قصاص لینے کا قائل تھا وکان یقول بقصاص عثمانؓ فی الفور

- وکان علویًا: یعنی وہ لوگ جو حضرت علیؓ کو مقدم مانتے حضرت عثمانؓ سے

میرا خیال یہ ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جو کہتے تھے کہ حضرت عثمانؓ کے معاملے میں صبر کرنا چاہئے یعنی قصاص لینے کے لئے یعنی علیؓ کے موقف کو صحیح سمجھتے تھے۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الغُزَاةِ(ص433)(حدیث: 3082-3083)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جائز ہے مجاہدین کا استقبال کرنا خوشی کے طور پر
- اشکال: مسلم میں روایت برعکس ہے کہ ابن زبیرؓ نے کہا حملنا وترکک

جواب: 1) بخاری کی روایت اصح ہے

2) ممکن ہے کہ یہاں قال کی ضمیر ابن زبیرؓ کی طرف ہو اور مسلم میں بھی ایسا ہی ہے۔ اصح یہ ہے کہ تبوک میں تھے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الغَزْوِ؟(حدیث: 3084-3085-3086)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: واپسی میں کیا پڑھنا چاہئے؟
- اشکال: عسفان کا غزوہ 6ھ اور صفیہؓ 7ھ غزوۂ خیبر کے واپسی میں!؟

جواب: 1) خیبر کا واقعہ عسفان کا واقعہ کہا قُرب زمانی کی وجہ سے (یہ بعید ہے) اسلئے کہ خیبر میں مشہور ہے

2) اصل غزوہ خیبر کے واپسی پر یہی ہے اور عسفان کے مقام کے قریب واقعہ ہوا۔

بَابُ الصَّلاَةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ(ص434)(حدیث: 3087-3088)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) یہ صلوۃ شکر ہے

2) تبرک بالصلاۃ إلی اللہ یعنی اللہ سے مناجات کہ آئندہ بھی خیر فرمادے

بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ القُدُومِ(حدیث: 3089-3090)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: 1) جب سفر ختم ہو جائے تو انکو کھانا کھلادے اور طعام عند القدوم من سفر: نقیعۃ کہتے ہیں

2) جب جہاد بالسیف کا سفر ختم ہو جائے تو طعام ہے اسی طرح جب جہاد بالعلم ختم ہوا تو طعام ہے۔

-لمن یغشاہ: لغۃ: ڈھانپ لینا؛ ان لوگوں کی وجہ سے جو انکے پاس آتے تھے زیارت کے لئے

-براعۃ الاختتام: نحر جزورا: اسی طرح ایک دن تم بھی مر جاؤ گے

عن محارب: جنگ میں لڑنا، اسمیں موت کا تصور ہوتا ہے؛ بن دثار: نیچے کا کپڑا تو اسی طرح کفن کو یاد دلاتا

من سفر: اسی طرح دنیا سے آخرت کی طرف سفر کرنا ہے

- فرضیت خمس کب ہوئی؟اس آیت کے نزول کے وقت: واعلموا أنما غنمتم من....(غزوہ بدر کے موقع پر تقسیم کیا گیا تھا، اصح قول)
- احناف: خمس یتامی، ابن سبیل اور مساکین کو دیا جائے گا اور ذوی القربی کو نہیں لیکن یہ ظاہر باقی رکھنا چاہئے اسلئے کہ انکو زکوۃ نہیں دیتے توفؒ: ذوی القربی النبی ﷺ کا حصہ ہے اور احناف: ذوی القربی فقراء مقدم ہیں فقراء میں (باب 2 جلد 2 ص 570) علیؓ کے قول سے مستفاد ہے کہ سب سے پہلے خمس کی تقسیم بدر میں ہوئی اور بعض کہتے کہ پہلے، بہر حال سب سے منظم طریقہ اور اہتمام بدر کے موقع پر ظاہر ہوا۔
- ابتنا: رخصتی، اسلئے کہ خیمہ لگاتے تھے لوگ میاں بیوی کے لئے۔
- علیؓ کا بکاء اسلئے کہ شارفین کے ساتھ زیادتی ہوئی اور فاطمہؓ کی رخصتی کی کہیں تاخیر نہ ہو جائے۔
- اس وقت اگرچہ شراب جائز تھی لیکن پھر بھی بہتر تو نہیں تھی، فطری نتیجہ یہ ہوا کہ احد میں حمزۃؓ کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا
- فاطمہؓ نے وراثت مانگی و من جملة المیراث الخمس
- سوال: جب قرآن میں آیا: یوصیکم اللہ فی أولادکم (عام ہے تو اسمیں نبی بھی شامل) تو پھر خبر واحد (لا نورث) سے کیسے تخصیص جائز؟

جواب: 1) الخطاب للأمة لا للنبی ﷺ

2) جب عام مخصوص البعض ہو تو خبر واحد سے تخصیص ہو سکتی ہے اسلئے کہ بالاتفاق کا فر مستثنی ہے جیسے واحل اللہ البیع وحرم الربو میں خبر واحد سے 6 چیزوں کا ذکر ہے۔

3) المیراث یکون فی مال المیت اور آپ ﷺ کے مال وقف ہے۔

-مال کے وقف ہونے کی حکمتیں: 1) یہ جرأت نہ کرے کوئی کہنے پر کہ بیوی بچوں کے لئے مال جمع کر کے چھوڑا تھا۔

2) زہد و تقوی سکھانے کے لئے امت کو۔

3) انبیاء بہ منزلہ باپ ہیں تو سب کے لئے ہونا چاہئے وأزواجه أمھاتھم

4) انبیاء بہ منزلہ مہمان ہیں اسی لئے وراثت تقسیم نہیں ہو گی۔

-العلماء ورثة الأنبیاء والی حدیث صرف سنی نہیں بلکہ شیعہ کی کتابوں میں بھی ہے

-سوال: وورث سلیمان داود پھر کیوں ہوا جبکہ انبیاء کی میراث نہیں تقسیم ہوتی!؟

جواب: 1) میراثاً علمیاً لا دنیویاً اسلئے انکے متعدد بیٹے تھے اور پھر بھی صرف سلیمانؑ کہا۔

قرآن میں ہے: ثم أورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا

تلک الدار الآخرة نجعلها لمن نشاء؛ فخلف من بعدھم خلف ورثوا الکتاب؛ یرثنی ویرث من آل یعقوب تو وراثت علمی و نبوت مراد ہے تو پھر فاطمہؓ نے کیسے مانگی؟

جواب: 1) دراھم میں میراث نہیں سمجھتی تھی لیکن زمین میں ہے (یہ بعید ہے)

2)

3) تولیت مانگی تھی یعنی سرپرستی

-فغضبت فاطمة بنت رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فهجرا أبا بكر......
جواب:1) آخر میں راضی ہوئی تھی اور دلیل یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو غسل حضرت ابو بکرؓ کی بیوی نے دی تھی۔
2) شعبی: حتی توفیت أی قربت وفاتہ
3) فتراضّھا فرضیت
4) غضبت علی عدم التولیۃ
-یہ حدیث 36 طرق سے مروی ہے جو 11 غیر زہری سے مروی ہے جسمیں غضبت نہیں بلکہ وجدت ہے اور غضبت راوی کا تصرف ہے اسلئے کہ وجدت کا مطلب غم یا غصہ یا مراد وجدت علی نفسھا اور ابو بکرؓ نے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حدیث سنائی یا غضبت علی عدم التولیۃ۔
-معمر کی روایت: فلم تکلمہ فی ذلک المال اور شرح نھج البلاغۃ میں ہے کہ ابو بکرؓ گئے انکے مرض الوفاۃ کے وقت اور تراضّھا فرضیت تو ظاہری ترک کلام بھی ختم ہوا تھا۔ فلم تزل مھاجرتہ یعنی برابر اس مال کے بارے میں سوال نہیں کیا
-اشکال: فدک کی زمین وغیرہ تو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فاطمہؓ کو ھبہ کیا تھا!؟
جواب:1) اگر ھبہ کیا تھا تو پھر میراث کا مطالبہ کیوں کیا؟ تو معلوم ہوا کہ ہبہ نہیں کیا تھا
2) اور اگر ہبہ کر دیا تھا تو ابھی تک اس پر قبضہ نہیں کی تھی۔
-فاطمہؓ نے وصیت کی تھی کہ ابو بکرؓ کی بیوی انکو غسل دے تو معلوم ہوا کہ راضی ہوگئی تھی۔
-سوال: علیؓ اور عباسؓ کو حدیث معلوم تھی تو پھر کیوں میراث مانگنے آئے؟
جواب: عمرؓ نے دونوں کو متولی بنایا تھا اور علیؓ بہت خرچ کرنے والے تھے اور عباسؓ محتاط تھے، پھر علیؓ مانگتے تھے عباسؓ سے تو وہ انکار کرتے تھے تو تقسیم کے لئے عمرؓ کے پاس پہنچے تاکہ زمین کو تقسیم کرے لیکن تقسیم نہیں کیا تاکہ لوگ اسکو میراث کی تقسیم نہ سمجھے بلکہ اسکو تولیت عام رکھا۔
-شیعہ اس پر زیادتی کرتے اور کہتے (نعوذ باللہ من ذلک) کہ عمرؓ نے ظلم کیا۔

بَابٌ: أَدَاءُ الخُمُسِ مِنَ الدِّينِ (ص436) (حديث: 3095)

- کتاب الإیمان میں گزرا اس حیثیت سے کہ خمس ایمان سے اور مقصود ایمان تھا اور یہاں اداء الخمس فی الجھاد کے بارے میں ہے تو موضوع ومبتداء مقصود ہے۔

بَابُ نَفَقَةِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ(حديث: 3096-3097-3098)

- نفقہ جاری اور نکاح نہیں کر سکتی کئی وجوہات سے:
1) لکونھن محبوسات عن النکاح
2) لعظمتھن وآدابھن
3) لتقدم ھجرتھن
4) لکونھن امھات المؤمنین

5)انبیاء اپنے قبروں میں زندہ ہیں اور انکی روح کا تعلق بدن سے اتنا قوی ہے کہ انکی بیوی دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی
-الکیل یکون من مجموع من غیر مطلوب یا من قبیل الکرامات

بَابُ مَا جَاءَ فِي بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا نُسِبَ مِنَ البُيُوتِ إِلَيْهِنَّ(حدیث: 3099-3100-3101-3102-3103-3104-3105)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات گھروں میں رہ کر استعمال کرتی تھیں اور یہ نفقہ میں داخل ہے اور وہ وارث نہیں تھیں تو معلوم ہوا کہ بیوت ازواج کی ملکیت میں نہیں تھے ورنہ انکے ورثاء مطالبہ کرتے
- فأشار نحو مسکن عائشةؓ....

شیعہ کہتے کہ اس سے مراد عائشہؓ کا گھر ہے

اہل سنت والجماعت کہتے کہ جہت مشرق مراد ہے، حضرت عائشہؓ کا گھر تو آپ ﷺ کا روضہ مبارک ہے اور خود آپ ﷺ نے فرمایا ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ تو وہاں برکات کا مرکز ہیں

- قرن الشیطان: 1) دجال؛ 2) طرف رأس الشیطان، سورج کو اپنے سینگ میں لے لیتا تاکہ لوگوں کے لئے مزین کرے

3) شیعۃ الشیطان و جماعتہ

بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَصَاهُ، وَسَيْفِهِ وَقَدَحِهِ، وَخَاتَمِهِ، وَمَا اسْتَعْمَلَ الخُلَفَاءُ بَعْدَهُ مِنْ ذَلِكَ مِمَّا لَمْ يُذْكَرْ قِسْمَتُهُ، وَمِنْ شَعَرِهِ، وَنَعْلِهِ، وَآنِيَتِهِ مِمَّا يَتَبَرَّكُ أَصْحَابُهُ وَغَيْرُهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ(حدیث: 3106-3107-3108-3109-3110-3111-3112)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آپ ﷺ نے مذکورہ چیزوں کو بطور وراثت نہیں چھوڑی بلکہ خلفاء راشدین، صحابہؓ وغیرہ نے اسکو استعمال کیا بطور شرکت تو شرکۃ فی الاستعمال ہے نہ کہ تقسیم۔
- جرداوان: بالوں سے خالی، بال قدامت یعنی پرانے ہونے کی وجہ سے گر گئے تھے
- قبالان: پٹیاں، نرم پٹی جسکا پہننا لوگوں کے لئے مشکل ہے
- ملبّدًا: موٹی چادر، سخت چادر جو غریب لوگ پہنتے ہیں۔
- علی بن حسین: انکو زین العابدین کہتے ہیںؒ اور مسلم ثانی کی حدیث میں مذکور (کربلا سے زندہ بچ گئے تھے)
- ابو مخنف سے جو روایات ہیں وہ مطرود ہیں اسی طرح کلبی سے۔
- ھل أنت معطی سیف رسول اللہ ﷺ: معلوم ہوا کہ تلوار میراث میں نہیں تھی۔
- تو دیکھے یہاں زین العابدین پورے کربلا کے واقعے میں موجود تھے لیکن ان سے اس کے بارے میں ایک حرف بھی مروی نہیں ہے، نہ یزید کے بارے میں اور نہ ابن زیاد کے بارے میں لیکن جتنی بھی روایات کربلا کی مذکور ہیں وہ اکثر شیعوں کے بنائے ہوئے ہیں۔
- اس حدیث میں 2 اشکال ہیں: 1) پہلی بات یہ ہے کہ ان جملوں کے درمیان میں مناسبت اور تعلق کیا ہے؟ پہلے بات چل رہی تھی آپ ﷺ کی تلوار کے بارے میں اور دوسرا واقعہ علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے بارے میں

- جواب:1)..................................کدورت سے بچنے کے لئے

2) جیسے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فاطمہؓ کے دل کا خیال رکھا اسی طرح میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تلوار کی حفاظت کرونگا (وھذا ممالا یفھم)

3) جب آدمی کسی سے کوئی چیز لینا چاہتا ہے تو وہ اسکو پہلے خوش کرتا ہے تاکہ سامنے والا اسکو دینے پر آمدہ ہو جائے تو مسور بن مخرمہ نے ان سے کہا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیٹی کی اتنی بڑی شان تھی کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے علیؓ کو دوسرا نکاح کرنے سے منع فرمایا، تو تعریف کے ذریعہ سے انسان کا مقصد پورا ہو جاتا ہے تو مسور نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا۔

-دوسرا اشکال یہ ہے کہ کامل ایمان اسی کو کہتے ہیں کہ اَن یحب لغیرہ مایحب لنفسہ جیسے مشہور حدیث میں ہے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے لئے تو 2 سے زیادہ نکاح پسند فرمایا لیکن حضرت علیؓ کے لئے نہیں!

جواب:1) اسکا جواب خود آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ "لا اُحلل حراماًولا اُحرم حلالاً" لیکن ایک خارج عارضی کی وجہ سے میں منع کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ باپ والی عادات اور صفات اولاد میں منتقل ہوتی ہیں، تو اب ابوجہل کے اوصاف اسکی بیٹی میں آگئیں اور اگر کبھی ابوجہل کی بیٹی اور فاطمہؓ کے درمیان لڑائی ہو اور ایک دوسرے کے والد کو برا بھلا کہنے لگیں تو دنیا و آخرت برباد ہونگے تو اس عارضی کی وجہ سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے منع فرمایا

2) بعض کہتے کہ یہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیٹیوں کی خصوصیت ہے کہ جبتک وہ زندہ ہو انکی بیٹی پر دوسری لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کرنی چاہئے لیکن یہ خصوصیت نصوص سے ثابت نہیں ہے۔

-اشکال: اب اگر کوئی یہ کہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایک باپ ہونے کی حیثیت سے یہ بات گوارہ نہیں کرتے کہ میری بیٹی کسی اور کے سوکن بنے تو پھر یہ سوال ہو گا کہ شریعت نے تو 4 تک اجازت دی ہے! تو یہ کیسے؟

جواب: یہاں بھی وہی جواب ہے کہ اگر سکنوں میں تو تو میں میں ہو جائے تو ایمان اور اسلام کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِنَوَائِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالمَسَاكِينِ وَإِيثَارِ النَّبِيِّ ﷺ أَهْلَ الصُّفَّةِ وَالأَرَامِلَ، حِينَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةُ، وَشَكَتْ إِلَيْهِ الطَّحْنَ وَالرَّحَى: أَنْ يُخْدِمَهَا مِنَ السَّبْيِ، فَوَكَلَهَا إِلَى اللَّهِ(حدیث: 3113)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مصنفؒ نے امام کؒ کے مذہب کو اختیار کیا کہ مال غنیمت کا خمس امام المسلمین کے اختیار میں ہے اور جس طرح چاہے خرچ کر سکتا ہے۔
- احناف: آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذوی القربی کا حصہ ساقط ہے تو یتامی، مساکین اور ابن سبیل کا حصہ باقی
- فؒ: مال غنیمت میں سے خمس جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حصہ ہے وہ مصالح المسلمیں میں خرچ کیا جائے اور ذوی القربی کو انکا حق دیا جائے، چاہے مالدار ہو یا فقیر لیکن متأخرین احناف کہتے ہیں کہ ذوی القربی کا حق انکو دیا جائے گا۔
- حتی وجدت بردقدمیہ علی صدری: یہاں تک کہ میں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آنے کی خوشی کے اثرات محسوس کیا دل وسینے میں یعنی اتنے خوش ہوئے کہ اسکا اثر بالوں میں پڑ گیا جیسے آدمی ایک ٹھنڈک سی محسوس کرتا ہے اور بدن لرز جاتا ہے ایک دم سے، ایک کیف سی ہو جاتی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ} [الأنفال: 41] (حدیث: 3114-3115-3116-3117-3118)

- فؒ: فیئ میں بھی خمس ہے اور ترجمۃ الباب کا مقصد: نال غنیمت یا فیئ کا خمس ہو جو بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے تصرف واختیار میں ہے۔
- احناف: جسطرح امام المسلمین کرنا چاہے کرے۔

- ولا تکنوا بکنیتی: 1)منهم من منع مطلقًا؛ 2)ومنهم من قال بالنسخ؛ 3)ومنهم من قال بالكراهة التنزيهية؛
- 4)ومنهم من منع بالجمع؛ 5)منهم من قيد بالحياة لیکن افضل جواب نسخ کا ہے اسلئے کہ علیؓ کے بیٹے کا نام محمد بن الحنفیة اور کنیت ابو القاسم۔
- فؔ: خمر نکالنے کے بعد 4/5 مجاھدین کے لئے اور دیگر ائمہ: سب آپ ﷺ کے تصرف میں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أُحِلَّتْ لَكُمُ الغَنَائِمُ»(حدیث: 3119-3120-3121-3122-3123-3124)

- زمین کو نیچے ہو جانے کا حکم دیا تو سورج اوپر رہ گیا۔

بَابٌ: الغَنِيمَةُ لِمَنْ شَهِدَ الوَقْعَةَ(حديث: 3125)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اختلاف کی طرف اشارہ: احناف: کچھ لوگ آئے مدد کے لئے قبل إخراج الغنيمة من دار الحرب فصاروا شركاء

فؔ: إذا جاء المدد قبل اختتام القتال صاروا شركاء

- اشکال: ابو ھریرۃؓ اور جعفرؓ بعد میں آئے اور خیبر دار الاسلام بن گیا تھا اب فتح ہوا!

جواب: 1)شدت حاجت کی وجہ سے

2)مجاھدین کی اجازت سے

3)خیبر میں جو فقراء کے لئے وقف تھا اسمیں سے دیا

4)اپنے خمس سے دیا

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنَمِ، هَلْ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ؟(ص440)(حديث: 3126)

- ابو داؤد کی روایت:
- سوال: اگر کوئی جہاد کرے مال غنیمت کے لئے تو کیا حکم؟

جواب: 1)الأجرة لا تنافي الأجر یعنی دوسری نیت ممکن ہے کہ اپنے مال واولاد کے لئے قتال کرے

2)اگر صرف مرتبہ دکھانا تو برباد ہو گا۔

3)اعلی درجہ صرف لتكون كلمة الله هي العليا تو کل ثواب ملے گا۔

بَابُ قِسْمَةِ الإِمَامِ مَا يَقْدَمُ عَلَيْهِ، وَيَخْبَأُ لِمَنْ لَمْ يَحْضُرْهُ أَوْ غَابَ عَنْهُ(حديث: 3127)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امام کو مساوات سے کام لینا چاہئے، حاضرین کو برابر دے اور غائبین کے لئے بھی رکھے تا کہ وہ بھی خوش ہو جائے
- 2مرتبہ کہا تاکید کے لئے اور انکو خوش کرنے کے لئے۔

بَابٌ: كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قُرَيْظَةَ، وَالنَّضِيرَ وَمَا أَعْطَى مِنْ ذَلِكَ فِي نَوَائِبِهِ(حدیث: 3128)

- بنو قریظہ کو قتل کیا گیا اور بنو نظیر 600 اونٹ پر سامان لاد کر چلے گئے تو جو باقی رہا مال فیئ میں تھا۔

بَابُ بَرَكَةِ الغَازِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَمَيِّتًا، مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُلاَةِ الأَمْرِ(حدیث: 3129)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اللہ تبارک وتعالی جہاد کی برکت سے خیر کی کثرت سے عطا فرماتے جیسے حضرت زبیرؓ کے ساتھ ہوا، بہ ظاہر ترکہ کافی نہیں تھا دین چکانے کے لئے لیکن اتنی برکت ہوئی کہ باقی رہ گیا۔
- عثمانؓ کی شہادت کے بعد طلحہؓ اور زبیرؓ بصرہ چلے گئے تھے اسلئے کہ قصاص چاہتے تھے اور عائشہؓ صلح کے لئے بھی نکلی بصرۃ تک تو جب علیؓ کو معلوم ہوا تو فوج تیار کیا اور قعقاع بن عمر کو بھیجا تاکہ معلوم کرے کہ کیا چاہتے ہیں، جب معلوم ہوا کہ قصاص چاہتے ہیں تو کہا کہ ٹھیک ہے، پھر رات کو عبد اللہ بن سبا اور اسکی جماعت نے مشورہ کیا تو کہا کہ علیؓ کو بھی قتل کرو (العیاذ باللہ) تو عبد اللہ بن سبا نے کہا کہ ایسا نہ کرو ورنہ تم پر بہت مصیبت ہوگی، ایسا کرو کہ رات کو دونوں طرف سے حملہ کردے، چنانچہ ایسا ہوا اور اسمیں طلحہؓ اور زبیرؓ دونوں شہید ہوئے چنانچہ وہ روایت جسمیں ہے کہ آپ ﷺ نے زبیرؓ سے فرمایا کہ تم قتال کروگے اس طور پر کہ تم ظالم ہونگے، یہ روایت صحیح نہیں ہے۔
- اور وہ روایت جس میں ہے کہ عائشہؓ کو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک جگہ پر کتے بھونگیں گے (واقعہ حوأب) قیس بن ابی حازم: بخاری انکے منتخب روایت لیتے اور عصام بن قدامۃ اس پر بھی کلام ہے
- ظالم عند الخصم ومظلوم عند نفسی؛ أو: شک کے لئے
- عمرو بن حرمز فضالۃ بن حابس نفیع (قاتلین عثمانؓ)
- معلوم ہوا کہ غیر اللہ پر بھی مولی بولا جاتا ہے یا مولی الزبیر: اقض عنہ الدین۔ اور زبیر کا مطلب شیر۔
- اسی صفحہ 441 کے حاشیہ نمبر 6 کو دیکھئے
- معلوم ہوا کہ مولی کا لفظ خاص نہیں ہے اللہ تعالی کے لئے بلکہ غیر اللہ کے لئے بھی مستعمل ہے اسلئے ابن زبیرؓ سے پوچھا گیا کہ مولی بہت سے معانی کے لئے بولا جاتا ہے تو یہاں کونسا معنی مراد ہے
- حضرت زبیرؓ کے کُل 15 مکانات اور بڑی زمین؛ خراج: مایکون علی الأرض
- سوال: حضرا زبیرؓ پر اتنا قرض کیوں تھا؟

جواب: لوگ انکے پاس امانت رکھتے تو وہ کہتے کہ امانت تو ضائع ہوسکتی ہے اسلئے مجھے قرض میں دے دو تاکہ اگر ہلاک ہوجائے تو پھر بھی میرے ذمہ پر رہے کہ میں واپس کروں۔

- ألفی ألف: 20 لاکھ مائتی ألف: 200000؛ ألف ألف: 10 لاکھ، ایک ملیون
- حضرت گنگوہیؒ: 24 لاکھ ألف ألف ومائتی ألف
- شعر: ولقد جنتک 3 کروڑ 84 لاکھ
- اشکال: یہ قانون یصح فی المضاف وھھنا معطوف ومعطوف علیہ

جواب: اسکے لئے دوسرا قانون ہے کہ الفی ألف کو تثنیہ کردے۔

- انکے 4بیویاں تھیں:توبیویوں کا حصہ:48لاکھ اور بیویوں کا حصہ میراث میں ایک ثمن ہیں جب اولاد موجود ہو 1/8تو48*1/8:
384اور ثلث وصیت تو384/2: 192+384:576: 5کروڑ76لاکھ (ایک کروڑ:100لاکھ تو5کروڑ50میلیون)
- قرضہ تھا22لاکھ:598ٹوٹل ہے اور محققین کے نزدیک24لاکھ تو600بنتا ہے یعنی6کروڑ ہو گا۔ اور مصنفؒ:5کروڑ2لاکھ کہتے
- تطبیق: 1)چونکہ 4سال اعلان کرتے رہے تو پہلے سال:5کروڑ2لاکھ اور4سال میں بڑھتا رہا تو6کروڑ تک پہنچا
- مصنف کا حساب فی الابتداء اور جو ہم نے کہا فی الانتہاء لیکن یہ صحیح نہیں اسلئے کہ مصنفؒ نے ماقبل حساب کو مرتب کیا۔
2)یہاں راوی نے بیویوں کے حصے میں غلطی کی تو بیویوں کا حصہ 12نہیں بلکہ 10لاکھ (کتاب المعرفۃ میں ابونعیم نے لکھا)
ابومعشر کی روایت مذکور ہے:10*4: 40لاکھ*8: 320/2: 160+360: 480تو دین22+480: 502اور مصنفؒ
بھی یہی کہتے (لیکن یہ جواب بھی صحیح نہیں)
ابونعیم کی روایت میں تاویل ہو سکتی ہے کہ کسر کو چھوڑ دیا اور مصنفؒ نے بھی فجمیع مالہ یعنی ماقبل حساب صحیح ہے اور آپؒ نے
ابونعیم کا حساب نکالا۔
3)اکثر نے یہ جواب اختیار کیا:بیویوں کا حصہ پورا حساب کی بنیاد ہے: فجمیع مالہ یعنی پوری بنیاد ضرب خمسون کا مطلب
50*12: 12لاکھ*50: 6کروڑ۔

بَابُ إِذَا بَعَثَ الإِمَامُ رَسُولًا فِي حَاجَةٍ، أَوْ أَمَرَهُ بِالْمُقَامِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ(ص442)(حدیث: 3130)

- احناف:اگر کسی ضرورت کی وجہ سے بھیج دے تو حصہ ملے گا؛ فؒ:چونکہ غائب ہے اسلئے نہیں ملے گا۔
- کؒ:اگر جہاد کے متعلق کام کے لئے بھیجا ہے تو ہے ورنہ نہیں۔

بَابٌ: وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِنَوَائِبِ المُسْلِمِينَ(حدیث: 3131-3132-3133-3134-3135-3136-3137-3138)

- کؒ:الخمس مفوّضٌ إلی رأی الإمام
- احناف: تقسیم اختیاری ہے اور دیں گے یتامی ابن سبیل وغیرہ کو۔
- فأسهم لنا: 1)برضاء المجاهدین؛ 2)أعطاهم من الخمس؛ 3)من خمسه؛ 4)من الوقف۔

بَابُ مَا مَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الأُسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ(حدیث: 3139)

- مطعم بن عدی الذی سعی فی نقض الصحیفۃ الظالمۃ علی بنی ھاشم
- احناف:لعدم استقرار التقسیم

بَابٌ: وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الخُمُسَ لِلْإِمَامِ «وَأَنَّهُ يُعْطِي بَعْضَ قَرَابَتِهِ دُونَ بَعْضٍ» مَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِي المُطَّلِبِ، وَبَنِي هَاشِمٍ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ(حدیث: 3140)

- ومن الدلیل میں واؤ استیناف کے لئے یا عطف کے لئے ماقبل پر کہ من الدلیل کذا ومن الدلیل کذا

- یہ دلیل نہیں بنتا اسلئے کہ اگر فقراء ومساکن وابن السبیل کو نہ دیتے لیکن ترجیح تو ہے بعض کو دیا اور بعض کو نہیں
- قرابت مع الاحتیاج کا خیال رکھا جائے گا
- کہتے ہین کہ صحیفہ ظالمہ میں بنی عبد شمس اور بنی نوفل نہیں لکھا تھا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الأَسْلاَبَ، وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ، وَحُكْمِ الإِمَامِ فِيهِ(ص444)(حدیث: 3141-3142)

- فَ دَ: نفل میں خمس ہے؛ احناف: اگر خمس کا اعلان کرے تو ہے (یعنی آپکو سلب ملے گا بعد الخمس)
- من قتل....... یہ قانون عام عند الشوافع اور احناف: یہ قانون مخصر ہے علی الإعلان
- معاذؓ کی تلوار میں زیادہ اثر دیکھا اسلئے سلب انکو دیا؛ کؒ: آپکو اختیار تھا۔
- دوسری جگہ: معوذ بن عفراء بھی شریک تھے اور آخر میں ابو جہل کو ابن مسعودؓ نے سر قلم کیا تھا۔
- تو اللہ تعالی نے مجسم تواضع والے کے ذریعہ (ابن مسعودؓ) مجسم تکبر والے کو (ابو جہل) ختم کیا۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الخُمُسِ وَنَحْوِهِ(حدیث: 3143-3144-3145-3146-3147-3148-3149-3150-3151-3152)

- مؤلفۃ قلوب: 1) ضعیف الإسلام؛ 2) معدوم الإسلام؛ 3) جو سرحدات پر رہتے
- ھوازن کا مال بغیر قتال کے نہیں تھا بلکہ اللہ نے مٹی ڈالا انکی آنکھوں پر اور رعب کو۔
- اعرابی کی تربیت نہیں ہوئی تھی؛ مال فیئ یا اپنے خمس سے دیا اور بقول خمس: مصنفؒ
- جاسوس الخیر جائز ہے بلکہ بہتر ہے
- یہود: ان پر جزیہ نہ لگانا: إعطاء المؤلفۃ القلوب کی طرح (عند المصنفؒ) لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی اسلئے کہ مسلمانوں کے لئے خراج کی زمین ہوگئی تھی تو کیسے جزیہ اور خراج مقرر کرے؟
- آخر حدیث باب میں إعطاء المؤلفۃ القلوب کا تذکرہ نہیں تو شارحین نے مختلف توجیہات لکھی۔

بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الحَرْبِ(ص446)(حدیث: 3153-3154-3155)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: کھاسکتے طعام اور جو بچے گا دار المال میں جمع کرے گا، اگرچہ امام کی اجازت نہ ہو
- احناف: علف الدواب اس وقت لے سکتے جب واقعی ضرورت ہو۔
- انکار نہین فرمایا آپ ﷺ نے انکے لینے پر چربی کے تھیلے کو۔
- حیوانات ماکولات میں داخل نہیں، ایک روایت میں آیا ہے کہ دوابّ میں قلت تھی لیکن پہلے آچکا تھا کہ آپ ﷺ نے منع کیا تھا قطعًا تو پکی حرمت کے ساتھ، یہی اصح قول ہے۔
- ابن عباسؓ: بغیر اجازت سے پکایا اسی لئے منع کیا تھا، اور وہ حرمت کے قائل نہیں اور انکے شاگرد سعید بن جبیرؒ حرمت کے قائل تھے۔
- براعت اختتام: فانحرناها: ذبح میں موت کی یاد آتی ہے۔

58 – كِتَابُ الجِزْيَةِ(حديث: 3156-3189)

بَابُ الجِزْيَةِ وَالمُوَادَعَةِ مَعَ أَهْلِ الحَرْبِ(حديث: 3156-3157-3158-3159-3160)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: غیر مسلم پر جزیہ اور زمین پر خراج لگایا جائے گا
- جزیۃ: 1) تجزأۃٌ سے تقسیم کے معنے میں
2) جزاء سے یعنی جزاء حفاظتھم
3) جزاء اقامتھم ببلدۃ الإسلام، انکی حفاظت اسلامی لشکر اور حکومت کا کام ہے

-کس پر جزیہ لگایا جائے گا؟ اختلاف ہے:

حؒ: مشرکین عرب سے نہیں؛ کؒ: مرتدین سے نہیں باقی سب سے لے سکتے۔ فؒ: مشرکین عجم سے نہیں لیا جائے گا۔

- جزیہ کی دو قسمیں ہیں: 1) صُلحًا: جس پر مصلحت ہو کہ سال میں یا اتنے مہینے میں آپکو دینا ہے
2) عنوۃً: غنی پر 48 درہم سال میں اور متوسط سے 24 اور فقیر سے 12۔

کؒ: 2 قسمیں: 1) غنی پر 40 اور فقیر پر 10 درہم؛ فؒ: أقلہ الدینار ولا حد لأکثرھا تو انکے نزدیک علی رأی الإمام ہے۔

مسکین: سکون سے الذی یسکن لا یستطیع أن یتحرک فی الأسفار؛ دؒ: ایک قول: امام حؒ کی طرح اور دوسرا قول: علی رأی الإمام

- ھجر: کھجور کے لئے مشہور جگہ ہے۔
- ھُرمُزان: أھواز کا بادشاہ تھا اور اسکے ماتحت رُستم تھا جب قادسیہ کی جنگ ہوئی تو کمندر رستم تھا، تیز ہوا چلی تو مشرکین بھاگے اور رستم نے چلانگ لگایا تھا نہر میں تو 2 مسلمان نے انکی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لیا اور قتل کیا۔
- مشرکین کے پاس 33 ہاتھی تھیں اور 2 لاکھ آدمی اور مسلمان 60000 تھے۔
- پھر ھرمزان (مجوسی تھا) سے صلح ہوئی لیکن 2، تین مرتبہ توڑا معاہدے کو تو آخر میں پکڑا گیا، تو کہا کہ امیر المؤمنین کے پاس بھیج دو مجھے تو عمرؓ کے پاس بھیجا گیا، تو پانی مانگا اور کہا مجھے ڈر ہے کہ قتل نہ کر دے، پہلے وعدہ کرو کہ جبتک میں پانی نہ پیوں تو قتل نہیں کروگے تو عمرؓ نے وعدہ کیا تو اسنے فورًا پانی گرایا اور کہا کہ اب ہمیشہ کے لئے امان ہے۔

بَابٌ: إِذَا وَادَعَ الإِمَامُ مَلِكَ القَرْيَةِ، هَلْ يَكُونُ ذَلِكَ لِبَقِيَّتِهِمْ؟(ص448)(حديث: 3161)

- ترجمۃ الباب کا جواب: نعم
- وکتب لھم: ببحرھم أی بقریتھم یعنی بر قرار رکھا انکی بستی پر جو بحر کے کنارے پر تھی اسی لئے بحر فرمایا
- محل ترجمہ: صلح بادشاہ کے ساتھ ہوئی۔
- نعمان بن مقرن اور مغیرۃ بن شعبۃ اعلی درجے کے مجاہدین تھے۔

بَابُ الوَصَاةِ بِأَهْلِ ذِمَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(حديث: 3162)

- الِإلُّ: إلا ولا ذمۃ: عہد، میثاق یا قسم کے معنے میں ہے۔

بَابُ مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ البَحْرَيْنِ، وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالِ البَحْرَيْنِ وَالجِزْيَةِ، وَلِمَنْ يُقْسَمُ الفَيْءُ وَالجِزْيَةُ(حدیث: 3163-3164-3165)

- کؒ: خمس اور فیئ بیت المال میں رکھا جائے گا؛ فؒ: فیئ میں بھی خمس ہے؛ احناف: فیئ میں خمس نہیں ہے۔
- اور جزیہ وخراج کے مصارف مصلحت عامہ میں ہو گا جیسے پل راستے کنواں وغیرہ۔
- ترجمۃ الباب کا مقصد: جزیہ کس طرح تقسیم کرنا ہے؛ یجوز الوعدُ قبل اِتیان المال۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ(حدیث: 3166)

- اربعین تکثیر کے لئے یا تحقیق کے لئے۔

بَابُ إِخْرَاجِ اليَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ العَرَبِ(حدیث: 3167-3168)

- جزیرۃ العرب اسلئے کہتے کہ اسکے اطراف میں بہت بحر ہے: 1) بحر اردن، بحر فارس، بحیرۃ الشام، بحر ھند اور فُرات وغیرہ
2) یا تفاؤلًا کہا اسلئے کہ قلت پانی ہے وہاں
- من الجیم (جدۃ) اِلی الشین (شام) ومن العین (عدن) اِلی العین (عراق تک)۔
- فؒ: یہود ونصاری حجاز میں نہیں رہ سکتے: مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور ریاض
- کؒ: جزیرۃ العرب میں نہیں رہ سکتے؛ الجزیرۃ: مایحیط بہ الماء؛ اور جزر سے یعنی پانی نیچے اتر جائے (مدوجزر)
- احناف: ایک سال سے کم رہ سکتے جزیرۃ العرب میں
- حرم میں: فؒ: کفار نہیں آسکتے؛ کؒ: حرم میں آسکتے لیکن مسجد میں نہیں۔
- احناف: حرم میں بھی اور مسجد میں بھی اگرچہ بہتر نہیں۔
- اشکال: ابو ھریرۃؓ مسلمان ہوئے 7ھ اور بنی قینقاع کو نکال دیا 3ھ اور بنو نضیر 4ھ اور قریظہ: 5ھ کو قتل کیا
جواب: 1) نحن سے مسلمان مراد ہے من غیر اَبی ھریرۃؓ۔ اور اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی کہے کہ کیا آپکا امتحان ہو گیا ہے؟ تو وہ جواب دے کہ ہاں ہو گیا حالانکہ طالب علموں کا امتحان ہوا۔
2) کچھ ان میں باقی تھے جو تجارت یا کچھ اور پیشہ کرتے تھے تو بتایا انکو کہ تمکو بھی نکالیں گے اور باہر کام کرنا ہے
- اَھجر: 1) اَیرید اَن یھجر الدنیا (اِنی مھاجر اِلی ربی)
2) ترک الکتابۃ؛ 3) (یہ معنی مناسب نہیں اور غیر مشہور معنی ہے) آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ہُجر ہوا۔
- اَجازیجیز: ایک دن کے سفر کا سامان۔
- دوسری روایت میں سریّۃ اسامۃؓ کا ارسال ہے۔

بَابُ إِذَا غَدَرَ المُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ، هَلْ يُعْفَى عَنْهُمْ(حدیث: 3169)

- ابتداءً آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنا حق معاف کیا تھا، پھر بعض مسلمانوں کی وجہ سے قصاص لیا گیا

- پھر روایت میں اختلاف ہوا کہ عورت سے قصاص لیا اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمان ہوئی تو پھر چھوڑ دیا
- بشر بن براءؓ بھی شہید ہوئے تھے
- کؒ: القتل بالسمّ کالقتل بالسلاح
- احناف: إن أکرھہ فقیہ دیۃ وإلا فقیہ تعزیر اور پھر تعزیر بالقتل ہو سکتی ہے؛ فؒ: لا قصاص فی المکرہ۔

بَابُ دُعَاءِ الإِمَامِ عَلَى مَنْ نَكَثَ عَهْدًا(ص449)(حدیث: 3170)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: ضدی لوگ جو عہد کو توڑتے ہیں تو ان پر بد دعا جائز ہے۔

بَابُ أَمَانِ النِّسَاءِ وَجِوَارِهِنَّ(حدیث: 3171)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: حدیث: یسعی بذمتھم أدناھم اور أمان المرأۃ جائز ہے۔
- ام ھانی کا نام: فاختۃ (ہوا کا چلنا)

بَابٌ: ذِمَّةُ المُسْلِمِينَ وَجِوَارُهُمْ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ(ص450) (حدیث: 3172)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: سب سپونسور شپ جاری کر سکتے، مصنفؒ عبد کو بھی شامل کرتے امان دینا چاہیئے (لغوی: پڑوس ٹھہرانا)
- احناف: عبد اور نابالغ مستثنی ہیں۔

بَابُ إِذَا قَالُوا صَبَأْنَا وَلَمْ يُحْسِنُوا أَسْلَمْنَا(حدیث: ...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: امان دینے کے لئے معنی کو دیکھیں گے اسی طرح اسلام قبول کرنے کے لئے: الأمور بمقاصدھا۔

بَابُ المُوَادَعَةِ وَالمُصَالَحَةِ مَعَ المُشْرِكِينَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ، وَإِثْمِ مَنْ لَمْ يَفِ بِالعَهْدِ(حدیث: 3173)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مشرکین کے ساتھ موادعت (قتال چھوڑنا) اور صلح بھی کر سکتے ہیں۔
- شافعیہ: جب مسلمان کمزور تو مشرکین کے ساتھ صلح کر سکتے بغیر إعطاء المال
- حؒ: صلح کر سکتے بإعطاء المال أو بغیر إعطاء المال
- أتحلفون: ھمزۃ توبیخ کے لئے جیسے أتأتون الذکران من العالمین! (اصل جواب) اسلئے کہ وہ حاضر نہیں تھے۔
- یاقسم صحیح حال بتلانے کے لئے
- دیت واجب عند الأحناف جب مدعی علیہ قسم کھائے؛ فؒ: دیت نہیں۔

بَابُ فَضْلِ الوَفَاءِ بِالعَهْدِ(حدیث: 3174)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: عہد کو توڑنا تمام امتوں میں قبیح سمجھا جاتا ہے۔

بَابٌ: هَلْ يُعْفَى عَنِ الذِّمِّيِّ إِذَا سَحَرَ(حدیث: 3175)

- سحر: ترتب الأمور الغريبة بأسباب الخفية؛ لبید بن اعصم اور اسکی لڑکیوں نے سحر کیا تھا
- کـ ؒ دؒ: اہل ذمہ کے ساحر کسی کو قتل کرے تو اسکو قتل کیا جائے گا
- فـ ؒ حؒ: قتل کیا جائے گا إذا کرر منہ او إذا أقرّ بشخص معین
- امام المسلمین عہد کو توڑ سکتے اگر کوئی سحر شروع کرے
- قرآن میں: إن تتبعون إلا رجلاً مسحورًا ساحرًا کے معنے میں ہے جیسے حجابًا مستورًا أی ساترًا۔

بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الغَدْرِ(حدیث: 3176)

- تین دن میں 70000 آدمی مرے تھے طاعون عمواس میں (اسرائیل سے اردن تک پہنچ گئی تھی)
- فتنۃ کـ فتنۃ القومیۃ العربیّۃ (ٹی وی، انٹرنت)

بَابٌ: كَيْفَ يُنْبَذُ إِلَى أَهْلِ العَهْدِ(ص451)(حدیث: 3177)

- لا تقربوا المسجد الحرام: 1) اپنے نجس عقائد پھیلانے کے لئے
  2) متولی بن کر؛ 3) غالبانہ طور پر؛ 4) حج کے لئے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ(حدیث: 3178-3179-3180)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: غدر نہ کرے اگرچہ ذمی کے ساتھ، عہد کی پابندی کر لیا کرو۔

بَابٌ(حدیث: 3181-3182-3183)

- شام، جنگ صفین: 37ھ معاویہؓ ایک طرف اور علیؓ دوسری طرف۔
- 3 دن سخت جنگ بدھ، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کی رات بہت سخت ہوا
- ابو موسی اشعریؓ، علیؓ کی طرف اور معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن العاصؓ بات چیت کے لئے آئے تھے دومۃ الجندل نامی مقام پر تو خوارج بھی نکلے مشورۃ کے لئے اور کہا کہ علیؓ نے انسان کو حکم مقرر کیا حالانکہ (قرآن میں ہے کہ إن الحكم إلا الله) تو صلح کا معاملہ طے ہوا کہ قتل و قتال ختم ہو گا اور ہر ایک اپنی جگہ کام کریں گے
- 40ھ علیؓ شہید کر دئے گئے اور حسنؓ نے خلافت چھوڑ دیا تو پھر لوگوں نے معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کی
- جب مشرکین کے ساتھ بہتر تو مؤمنین کے ساتھ کتنا اہم ہو گا۔
- فتح القلوب تھا اسلئے کہ آپس میں تبادلہ ہو گا جسکے نتیجے میں فتح مکہ آسان ہوا۔
- رحماء بینھم: تو قتال کیسے ہوا انکے آپس میں؟ جواب: مسلمان کے اختیار میں نہیں تھا بلکہ بشر بن کنانۃ اور غافض اور منافقین قسم کے لوگ آگے تھے تو وہ اصل مقاتلین تھے۔

- تاج العروس میں لکھا(تاریخ کی کتاب)جب قتال جاری تھی تو معاویہؓ کو پتہ چلا کہ استنبول میں سے ایک لشکر آرہی ہے مدد کے لئے تو خط لکھا کہ میں نے سنا اے ملک روم کہ آپنے ارادہ کیا تو جان لو کہ اگر تم آئے تو علیؓ میر المندر ہونگے اور میں سب سے آگے کا سپاہی ہونگا اور قسطنطینیہ کو راکھ بنادیں گے اور تم کو خنزیر چرانے پر مقرر کریں گے۔

بَابُ المُصَالَحَةِ عَلَى ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ، أَوْ وَقْتٍ مَعْلُومٍ(ص452)(حدیث: 3184)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: مصالحت کبھی قلیلۃ، کبھی طویلۃ ہوگی۔

بَابُ المُوَادَعَةِ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ(حدیث: ...)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: صلح کی تین قسمیں: 1)لوقت طویل؛ 2)وقت قصیر؛ 3)من غیر وقت معین؛ یہود سے کہا تھا۔

بَابُ طَرْحِ جِيَفِ المُشْرِكِينَ فِي البِئْرِ، وَلاَ يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ(حدیث: 3185)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: نوفل بن عبد اللہ بن مغیرۃ کی لاش خریدنا چاہتے تھے اسلئے کہ چلانگ لگایا تھا خندق پر تو آپ ﷺ نے کہا کہ ہمیں ثمن کی ضرورت نہیں ہے، تم اپنی لاش لے لو۔

بَابُ إِثْمِ الغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالفَاجِرِ(حدیث: 3186-3187-3188-3189)

- براعۃ الاختتام: ولکن جهاد ونیۃ: موت کے خوف کا سبب ہے۔
- إلا الإذخر: فإنه لقينهم ولبيوتهم، دوسری جگہ ولقبورهم
- پوری کتاب الجهاد موت کو یاد دلاتی ہے۔

59 – كِتَابُ بَدْءِ الخَلْقِ(حدیث: 3190-3325)

- ما قبل میں جہاد آدمیوں کو فناہ کرتا ہے تو بتایا کہ مخلوق کی پیدائش قیامت تک ہوگی۔
- جو جہاد سے نقصان پیدا ہوگا تو مخلوقات کی پیدائش سے پورا ہوگا۔
- ما قبل کتاب الاحکام ختم ہوا اور اب کتاب التاریخ اور تاریخ میں سب سے پہلے انبیاء جنمیں سے آدمؑ جن سے پہلے آسمان وزمین کی پیدائش اور مقصود آپ ﷺ کی سیرت ہے اور جب مہمان آتا ہے تو پہلے تیاری ہوتی ہے اور آسمان وزمین کو 6 دن میں پیدا کی (6 دن میں جو قرآن میں مذکور ہے)۔
- پھر روایات ہیں کہ: 2 دن مافی الأرض کو پھر 2 دن آسمان کے لئے پھر 2 دن میں زمین کو
- قُلْ أَإِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ
- وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيها رَواسِيَ وَأَنْهاراً
- وَجَعَلَ فِيها رَواسِيَ مِنْ فَوْقِها وَبارَكَ فِيها وَقَدَّرَ فِيها أَقْواتَها فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَواءً لِلسَّائِلِينَ.

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ} [الروم: 27] (حدیث: 3190-3194)

- 2،2 دن کا ذکر ہے لیکن کسی دن کی تعیین نہیں۔
- میت: زندہ جو مرنے کے قابل ہے اور میْت: جو فی الحال مر جائے اور بعض کہتے کہ دونوں برابر ہے۔
- میتۃٌ: میں "ۃ" للنقل من الوصفیۃ إلی الاسمیۃ
- فی ستۃ أیام وما مسنا من لغوب
- مسلم 2 میں ایک روایت ہے 27 – (2789) حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَافِعٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ: «خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فِي آخِرِ الْخَلْقِ، فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ، فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ».
- تو سنیچر سے شروع کیا اور جمعہ کو ختم کیا اور بعض کہتے کہ یہ روایت صحیح نہیں اسلئے کہ قرآن کے خلاف ہے (یعنی اس روایت میں 7 دن) تو بعض کہتے کہ یہ غرائب مسلم میں سے ہے لیکن حقیقت میں یہ بہترین حدیث ہے اسلئے کہ یہ 7 دن اسکے علاوہ ہیں جو 6 دن کی تخلیق ارض کے لئے لیا گیا۔
- السراب: وہ ریت جو خیالی پانی کی طرح نظر آتی ہو۔
- فھو عندہ کا مطلب ایسی ہے جیسے عندہ علم الساعۃ یعنی اللہ کے لئے مخصوص ہے اور مخلوق سے مخفی
- کرمانی اور خیر جاری میں لکھا ہے کہ عندہ لیس مکانیًّا

- سوال: اللہ کی ایک صفت دوسری صفت پر کیسے مقدم وغالب ہے؟
جواب: 1) یہ تقدم تعلق سے ہے اللہ کی صفات قدیم ہے جسمیں مقدم ومؤخر نہین، ہاں تعلق کی بناء پر مقدم ہو سکتا ہے۔
2) تفصیلی رحمت وغضب میں تقدم وتاخر ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي سَبْعِ أَرَضِينَ(ص453)(حديث: 3195-3198)

- ومن فی الأرض مثلھن:
1) تعداد اور سات ہونے میں
2) مدور ہونے میں، غلیظ اور نافع ہونے میں
3) دالۃً علی قدرۃ اللہ

-اختلاف ہے کہ آسمان بہتر ہے یا زمین تو بعض کہتے کہ آسمان بہتر ہے اسلئے کہ معصیت نہیں اور بعض کہتے کہ زمین بہتر ہے اسلئے کہ وہ مدفن الأنبیاء ہے اور محل اطاعت ہے۔

-زمین آسمان کی طرح 7 ہیں: 1) ہر ماتحت مافوق کی طرح جیسے مریخ، زحل وغیرہ لیکن اسپر اشکال ہے کہ انکو زمین نہیں کہتے!؟
2) بعض: مراد زمین کے 7 برّ اعظم (لایفھم اسلئے کہ یہ بعد میں بنا اور اعتباری قسم کی چیز ہے)
3) بعض: اللہ کے علم میں اگرچہ ہمیں معلوم نہیں۔

-اسکے بارے میں ایک حدیث ہے جو مختصراً ص 453 حاشیہ نمبر 12 میں مذکور ہے اور تفصیلی مقاصد الحسنۃ میں ہے لیکن اس روایت پر اشکال ہے کہ پھر ختم نبوت کا مسئلہ ہے تو جواب دیتے کہ ممکن ہے کہ کوئی محمد آپ ﷺ سے پہلے

-مولانا قاسم نانوتویؒ نے 3 رسالے لکھے: 1) دافع الوسواس؛ 2) تحذیر الناس اور 3) اجوبۃ اربعین

-دوسرا اشکال: اسمیں موسیٰ کموسا کم نہیں تو یہ علامت ہے کہ یہ اسرائیلی روایت ہے اور ایک علامت: اول ما یکسی من الخلائق ابراھیمؑ اور اسمیں خطاب کا لفظ جیسے معلوم ہو تا کہ محمد کو اجنبی سمجھ رہے۔

- ترمذی میں ہے کہ مالک بن نویرۃ آپ ﷺ کے لئے: نبیکم اور رجلکم کا لفظ کہا، زکوۃ کا انکار کیا تو عمرؓ نے اسکو قتل کیا اور اسکی سند پر بھی کلام ہے: 1) موقوف ہے ابن عباسؓ پر اور ایک موقوف ہے ابو ضحی پر
2) سند میں عمرو بن مرۃ ہے (مرمی بالإرجاء اور وہ روایت کرتے ابو الضحی سے)
3) دوسری سند میں شریک ہے جو سیئ الحفظ ہے جو روایت کرتے عطاء بن سائب سے (بعد الاختلاط) عن أبي الضحى
4) ملا علی قاریؒ: اس قسم کی روایت جب معصوم تک نہیں پہنچتی تو نہیں لی جائے گی اور بہت سے اور اسکالات ہیں اسمیں

- مثلھنّ: مدوّر یا متحرک یا نافع یا اللہ کی قدرت کی نشانی، یہ تو قرآن میں ہے لیکن احادیث میں سبع ارضین آیا تو حقیقت میں 7 کثرت کے لئے اسی ایک زمین میں اور کثرت گہرائی بھی ممکن ہے اور حدیث میں ہے کہ ظلم والا کے گلے میں 7 زمین لگایا جائے گا تو معلوم ہوا کہ 7 تہہ ہیں۔

-توسبعہ: 1) کثرت؛ 2) طول؛ 3) خوب گہرائی کے لئے

-یہ بھی ممکن ہے کہ ایک زمین کو 7 بنائیں گے اسی لئے قرآن میں اکثر ارضٌ کا لفظ مفرد آتا ہے اور اسمیں متعدد زمین نہیں ہیں۔

-حُبُک: 1) آسمان کے برابر؛ 2) وحسن؛ 3) الطرف الحسنۃ؛ 4) جال

-ساهرۃ: زمین کی سطح اور مطلب جاگنا اور نیند نہ آنا تو ظاہر ہے کہ محشر میں کسکو نیند آئے گی؟
جسنے زمین کو غصب کیا تو گویا اسکی پوری گہرائی تک غصب کیا۔
- ابن عباس: احکام میں اسرائیلیات کو نقل نہیں کرتے ورنہ بہ کثرت نقل کرتے
- ثلاثٌ سرُدٌ وواحدٌ فردٌ؛ رجب کا معنی تعظیم

بَابٌ فِي النُّجُومِ(ص454)(حدیث: ...)

- جویات کا ذکر اور علویات اور سفلیات کا ذکر ختم ہوا۔
- نجوم کے 3 مقاصد: 1) زینۃ للسماء؛ 2) علامات تھدی بھا؛ 3) رجومًا للشیاطین
- علماء کو مشابہ کیا نجوم سے ایک حدیث میں، طور و طریق اور سنت میں زینت ہے
- السماء الدنیا أی القریبۃ اور ھشیمًا: ٹکڑا ٹکڑا
- أبًّا: مولانا احسن گیلانی کہتے کہ ابًّا اعلی قسم کا پھل ہے وفا کھۃ وأبًّا اور بعض کہتے کہ آم مراد ہے اور آج بھی انبج کہتے۔
- مستقر: زیادہ رہنے کی جگہ اور مستودع: کم رہنے کی جگہ؛ نکدًا: نکما اور معمولی

بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالقَمَرِ بِحُسْبَانٍ(حدیث: 3199-3200-3201-3202-3203-3204)

- حرکۃ رحویۃ نہ کہ حرکۃ دولابیۃ
- ان تدرک القمر: چاند کا دورہ (حرکت شہریۃ): ایک مہینے میں اور سورج کا دورہ: ایک سال (حرکۃ سنویۃ) تو سورج کا دورہ چاند کی طرح نہیں ہو سکتا ہے۔ لیل سے مراد چاند اور نھار سے مراد شمس اور نہ چاند آگے ہو سکتا ہے سورج سے اسلئے کہ چاند حرکت یومیہ ست ہے اور شمس کی حرکت یومیہ تیز ہے تو دونوں کو فضیلت دی۔
- إلی مستقر لھا: 1) اپنے مقرر راستہ پر چلتا ہے تو "إلی" بمعنی "فی"
2) مستقر زمانی مراد إلی انقطاع مدۃ العالم
3) إلی غایۃ ارتفاعھا
- 1) اشکال: سورج تو غروب ہوتا ہی نہیں تو غربت الشمش کا کیا مطلب ہے؟
جواب: 1) غربت الشمس فی جزیرۃ العرب
2) تحت حکومۃ اللہ تعالی اور کمال عاجزی کی دلیل ہے
2 اشکال: سورج سجدہ کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ واپس چلے جاؤ تو اسکے لئے عقل ہونا چاہئے
جواب: 1) سورج کے لئے روح ہے (لیکن یہ ثابت نہیں ہے!)
2) یہ کمال تابعداری سے عبارت ہے اور کمال عاجزی اور اللہ کی حکومت کے ماتحت
3 اشکال: سجدہ کے وقت تحت العرش جانے کا کیا مطلب ہے جبکہ پہلے سے ہے؟
جواب: 1) عرش کنایہ ہے اللہ کی حکومت سے تو مطلب یہ ہے کہ تسجد تحت حکومۃ اللہ یا 2) روح کے اعتبار سے سجدہ کرتا ہے۔

4اشکال: اگر سجدے میں سورج مشغول ہو جائے تو نظام معطل ہو گا!؟
جواب: 1) سورج کا جسم چلتا ہے، روح سجدہ کرتا ہے
2) یا سجدہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ تحت حکومۃ اللہ چلتا ہے اور غروب کے وقت عاجزی زیادہ ظاہر اور خوب ظاہر ہوتی ہے
3) حرکت زمانی ہے اور سجدہ آنی ہے تو دونوں میں منافات نہیں ہے
- اللہ اور سورج میں یہ فرق ہوتا ہے کہ سورج غائب ہوتا ہے اور اللہ غیب ہے اور غائب میں کوئی اثر باقی نہیں اور غیب ہر اعتبار سے موجود ہے
- کون سب کو سُلاتے، موسم کی تبدیلی کرتے، جانوروں کو اپنے جنگل میں روکتے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ: (وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ نُشُرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ)(ص455) (حدیث: 3205-3206)

- لواقح: 1) وہ ہوا جو مذکر درخت سے گزر کر مؤنث کو حاملہ کر دیتی
2) وہ جو بادلوں کو حاملہ کر دیتی پانی سے
3) بادلوں کو اٹھا کر چلتی ہے
4) وہ ہوا جو رطوبات کے حامل جس سے بارش ہوتی ہے
- الدبور: الریح العربیۃ العاصفۃ؛ محیلۃً أی سحابۃ اسلئے کہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ بارش ہو گی۔

بَابُ ذِكْرِ المَلاَئِكَةِ (حدیث: 3207......-3223)

- ملائکۃ: ملٔک جسکا معنی رسالت یا اصل مئلک اُلوکت سے پھر قلب مکانی ہوا اور "ۃ" مبالغہ کے لئے۔ یا ملکٌ سے جسکا معنی قوت کے ہے
- بعض فرشتے لیلی ہوتے اور بعض نھاری
- سوال: ملائکۃ کو پہلے کیوں ذکر کیا؟ پہلے انبیاء کو ذکر کرنا چاہئے تھا
جواب: 1) فرشتہ پہلے پیدا کیا گیا
2) فرشتہ واسطہ ہے بین اللہ والعباد: اوپر اللہ پھر لانے والے پھر انبیاء
3) فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے
- فرشتہ: جسمٌ نورانی یشکل بأشکال مختلفۃ إلا الکلب والخنزیر
جنات: جسمٌ ناری یشکل بأشکال مختلفۃ حتی الکلب والخنزیر
- نبی: اُرسل لإرشاد العباد
- شریک کی روایت میں ہے کہ أنہ کان نائمًا تو تطبیق یہ ہے کہ اولاً کان نائمًا ثم استیقظ فکان بین النائم والیقظان پھر مکمل بیدار ہوئے
- فرشتے انسان کی شکل میں بھی آتے جیسے دحیۃ کلبی
- اشکال: ایمان وحکمت متجسم نہیں ہوتے تو جواب: اللہ نے مجسم کر دیا (یہ روایت کتاب الصلوۃ کے ابتداء میں گزری تھی)
- غلام: نوجوان؛ موسی نے حسد کیا (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کی امتیوں پر
جواب: 1) البکاء علی قلۃ امتہ دخولاً لا علی کثرۃ دخول امۃ محمد ﷺ

-سوال: آپکو نوجوان کیوں کہا؟

جواب: 1) لکونہ قلیل العمر بمقابلۃ الأنبیاء قبل

2) لکون ولادتہ بعد ولادۃ موسیٰ

-علقۃ: لغۃً: جھونک (sangsue) وہ جماہوا خون بالکل اسکی طرح

-مضغۃً: گوشت کالوتھڑا؛ لغۃً: چھپایاہوا القمہ اور ایکس رے میں اسکی شکل بالکل ایسی ہے۔

القبول: الواصل من الخواص إلی العوام من علامۃ القبول

والواصل من جھۃ العامۃ إلی الخواص لیس بعلامۃ القبول

- خواص کی محبت علامت سعادت ہے

- یہ اشکال نہیں ہوناچاہئے کہ قد یوضع القبول للاشقیاء

- ص456 حاشیہ 9: محمد سے کون مراد: 1) محمد بن یحیی زہلی

2) خود امام بخاریؒ (اسلئے کہ اسماعیل اور نعیمی نے جس استخراج کیاتو لم یُخرِّجاہ إلا من امام البخاریؒ)

-انشاء: ش عر بنانا؛ انشاد: آواز کو بلند کرنا گم شدہ چیز کو تلاش کرنے میں

-عمرؓ بہت محتاط تھے کہ لوگ شعر وشاعری کریں گے مساجد میں، پھر حدود باقی نہیں رہیں گے

-سوال: جبریلؑ کا کیا تعلق ہے شعر سے؟

جواب: اشعار الھامی ہوتے توجب برے وخراب اشعار ہیں توشیطان کی طرف سے اور جب خیر ہو تو جبریلؑ کی طرف سے۔

- مرکب: القوم الخارج علی لا إبل للزینۃ جیسے بارات۔

- وکان أجود أحوالہ حاصلاً فی رمضان وکان أجود مدۃ کونہ فی رمضان

- امام سیوطی نے درمنثور میں جبریلؑ کا معنی عبد اللہ لکھا ہے

- جبر: پٹی، توٹے ہوئی چیز کو ملاناچونکہ خالق کو مخلوق سے ملاتے وحی کے ذریعہ

- کسی کو واقعہ معلوم ہو تب بھی پوچھ سکتے تاکہ بنیاد مضبوط پڑجائے۔

بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ: آمِينَ وَالمَلاَئِكَةُ فِي السَّمَاءِ، آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الأُخْرَى، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ (حدیث: 3224.....-3239)

- مصنفؒ نے یاباب کیوں دوبارہ ذکر کیا؟

- جواب: مفتی صاحب کا خیال ہے: یہ باب اسلئے ہے کہ ماقبل فوائد جسمانیہ کا ذکر ہے جو پہنچاتے (مایتعلق بالدنیا)

اور مابعد فوائد روحانیہ کا ذکر یاوعیدات روحانیہ (مایتعلق بالعقبی)

-یامحمد: معلوم ہوا کہ انسان یارسول اللہ کہتے اور فرشتے یامحمد کہتے

- تمثال: کسی چیز کے ساتھ مشابہ ہو؛ نمرقۃ: الوسادۃ الصغیرۃ

- یوم العقبۃ: طائف کا عقبہ مراد؛ شوال 10 نبوی؛ 2 پہاڑ: قبیس اور قیقعان
- آپ ﷺ کی طبیعت لطیف تھی اسی لئے زیادہ غم و تکلیف و اذیت پہنچتی تھی (مثال: ایڑی اور آنکھ تو ایڑی پر پتھر لگے تو کچھ نہیں اور آنکھ میں بال بھی ہو تو کتنی تکلیف ہے)۔
- فأوحی إلی عبدہ ما أوحی: 1) اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی طرف وحی کی

2) اوحی اللہ بواسطۃ جبریلؑ الوحیَ
- سدرۃ المنتھی کے بارے میں فتاوی دار العلوم زکریا جلد نمبر ایک دیکھئے (1 / ......)
- ابن عباسؓ، امام زہری، ابن عمر، کعب الأحبار: رؤیت کو ثابت کرتے اسی طرح ابو موسی اشعریؓ
- ابن عباسؓ: رأیت اللہ ورأیت مرتین بفؤادی
- اتعجبون
- ابو ذرؓ: نورانی أراہ یا نورٌ أنی أراہ
- عائشہؓ: ھل رأیت ربک فقال لا إنما رأیت جبریل منھبطًا
- امام نوویؒ: عائشہؓ کے پاس کوئی دلیل نہیں
- قرآن میں ہے لا تدرکہ الأبصار اور ماکان لبشر أن یکلمہ اللہ....
- ابن حجرؒ: عجب ہے اس بات پر جو امام نوویؒ نے فرمائی جبکہ روایت صاف ہے۔
- تطبیق: 1) رؤیۃ النور کا اثبات اور رؤیۃ الذات کی نفی

2) رؤیت فؤادی ہوئی نہ رؤیت بصری

- امام احمدؒ سے کسی نے سوال کیا کہ عائشہؓ کا قول کس طرح رد کریں گے؟ تو فرمایا بقول ابن عباسؓ: رأیت رُبی

- من آیات ربہ الکبری: بڑی نشانات

- رفرفًا: 1) سبز رنگ کا تخت

2) حضرت جبریلؑ کے پر جو سبز رنگ کے تھے اور مشابہ ہے سبز قالین سے جو رفرف کو کہتے

- رف الطائر: إذا حرک أجنحتہ

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ (حدیث: 3240......-3256)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: معتزلہ کی تردید جو کہتے کہ ابھی تک جنت مخلوق نہیں
- انزاف: کنویں سے پانی نکالنا
- کواعب: ابھری ہوئی پستان لیکن عرف میں نوجوان لڑکیاں مراد ہے جیسے فی حجورکم کا مطلب تربیت
- الرحیق: خالص خمر؛ ختام: جس طرح طین لگایا جاتا بند کرنے کے لئے تو یہاں مشک لگایا جائے گا
- نضاختان: تیز بہتے ہونگے، جوش مارتے ہونگے اوپر کی طرف۔
- عُرُبًا: محبوبات و محبات ہونگے دل رُبائیاں؛ عرب: اظہار یعنی محبت ظاہر ہو گی انکی رفتار گفتار زلفوں کے تار اور چہرے کے انوار سے۔

- فُرُش: سریر یا عورت
- اشکال: لکل واحد منہم زوجتان حالانکہ دوسری جگہ 70 آیا

جواب: 1) اثنان من نساء الدنیا و سبعین من حور الآخرۃ (ھذا الایصح) ص 461 ولکل امرئ زوجتان من حور العین

2) الزوجتان علی ھذہ الصفۃ وبقیۃ من الزوجات لیست علی ھذہ الصفۃ

3) زوجتان علی الاقل

4) زوجتان للبعض و سبعون للبعض الآخر

5) تشبیہ تکرار کے لئے آتا ہے جیسے کرتین کا مطلب بار بار

- سعدؓ کی تخصیص کیوں؟ (لمنادیل سعد) جواب: 1) اسلئے کہ سیّد الانصار تھے

2) اس قسم کے کپڑے بہت پسند کرتے تھے

3) لتاکیف قلبہ

4) اس وقت انکے پاس مندیل تھے (تولیہ)

- حور: گوری یا جسکی آنکھ کی سیاہی بہت ہی سیاہ ہو اور سفیدی بہت ہی سفید ہو۔

- مرضعًا فی الجنۃ: معلوم ہوا کہ بچے، بچوں کی شکل میں ہونگے جنت میں

- غرفات: 2 یا 3 منزل، اونچا مکان: المکان العالی المرتفع۔

بَابُ صِفَةِ أَبْوَابِ الجَنَّةِ (ص 461) (حدیث: 3257)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: معتزلہ کی تردید اور انکی دلیل یہ آیت ہے: تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لایریدون.....

جواب: نجعلھا أی نخصُّھا

اور دوسری دلیل: کل من علیھا فان: ہر چیز فنا ہو گی

جواب: 1) کل شیء کتب علیہ الفناء فھو یفنی

2) جسکا انقطاع ختم ہو گا

- اہل سنت والجماعۃ کے دلائل: 1) اُزلفت (ماضی) للمتقین

2) معراج میں آپ ﷺ نے دیکھا

3) قبر میں میت کو مقعدہ من النار أو من الجنۃ پیش کیا جاتا ہے۔

- 8 دروازے: 1) باب الصلوۃ؛ 2) صوم؛ 3) زکوۃ؛ 4) حج؛ 5) عمرۃ؛ 6) امر بالمعروف؛ 7) نھی عن المنکر؛ 8) جھاد

بَابُ صِفَةِ النَّارِ، وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ (حدیث: 3258....-3267)

- زفیر: حمار کا اول الصوت (إدخال النفس) اور شھیق: حمار کا آخر الصوت (إخراج النفس)

- غسق: 1) پانی کا بہنا؛ 2) ٹھنڈا؛ الدبر: جانور کی پشت

مرج: کھلا ہوا چھوڑنا اور مرج البحرین یعنی بحرین کو چھوڑ دیا کھلا، جہاں چاہے پانی جاتا پستی کی طرف
مارج من نار: بڑھکتی ہوئی آگ، ہوا کے مطابق چلتی یا خالص نار جسمیں دھواں نہ ہو۔

- پانی کبھی بخار کے لئے مضر تو جن صورتوں میں پانی مفید تو ڈالتے پانی یا غسل کرو اور جس صورت میں مضر تو مطلب کہ بعض کو اتنا گرم کرو کہ پانی نکل جائے
- آخری حدیث باب: مرقی مسلم: 1) جو آدمی اچھا ہے اسکو اچھا سمجھنا ضروری نہیں بلکہ اسکو امر بالمعروف کرنا چاہئے یعنی امر بالمعروف سے کوئی مستغنی نہیں یعنی آمر بالمعروف کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت ہے۔

2) امیر بننا خیریت کو مستلزم نہیں بلکہ سب سے بہتر وہ ہے جو عمل کرے یعنی خیر ہونا عمل کے ساتھ، یہ مطلب نہیں کہ عثمانؓ امر بالمعروف کے محتاج ہیں اسلئے کہ عمل نہیں کرتے۔

بَابُ صِفَةِ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ(ص462–465) (حدیث: 3268......-3295)

- ابن عباسؓ: ابلیس کا نام عزرائیل تھا
- جابرؓ سے مروی: ابلیس نے اپنا تخت سمندروں پر بچھایا اور فتنہ پیدا کرنے کے لئے اپنی لشکر بھیجتا ہے
- ابن عباسؓ: اللہ نے شُویمۃ کو پیدا کیا جو ابوالجن من مارج من نار (اسرائیلی روایت) پھر اس سے کہا کہ تمنا کرو تو کہا کہ میں رائی بننا چاہتا ہوں نہ کہ مرئی، مٹی میں چھپ جاؤں اور بڑھاپے کے بعد نوجوان ہو جاؤں (اسرائیلی روایت)
- قرین: و قال قرینہ ربنا ما أطغیتہ کی تفسیر ہے
- الغصب یشبہ الجنون، مجنون اسکو بھی کہتے ہیں جسکے عقل میں اختلال ہو۔
- شیطان، شاط یشیط سے: احترق یا شطن سے: بعُد من رحمۃ اللہ
- مطعن فی الحجاب: 1) ماں کے پیٹ میں جو جنین پر ہے؛ 2) وہ کپڑا جس سے بچہ کو باندھ لیا جاتا ہے
- اجارہ اللہ: 1) شیطان سے پناہ دی؛ 2) یا اسلئے کہ اِلا من اُکرہ و قلبہ مطمئن؛ 3) مرحبًا بالطیب المطیب
- کما تقر القارورۃ: 1) پھونکا جاتا ہے اسمیں؛ 2) یا شیاطین اپنا منہ کاھنوں کے پاس اس طرح لگاتے جس طرح بوٹل کو لگایا جاتا ہے۔
- جمائی شیطان سے کیا تعلق ؟: 1) جمائی اسلئے آتی ہے لامتلاء البطن اکثر جو نیند کا مقدمہ ہے

2) نیند سے منع کیا اسکو شیطان نے (لا یفھم)

3) جمائی جب لیتا ہے تو اسکی شکل بگڑ جاتی ہے تو اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

-ما استطاع کا مطلب: بائیں ہاتھ منہ پر رکھے اور نماز میں دائیں ہاتھ رکھے

-فصاح ابلیس عباد اللہ اُخراکم: 1) قاتلوا و توجھوا اِلی اُخراکم، اگلے والوں نے پیچھلے والوں کو قتل کیا

2) احترزوا واجتنبوا عن اُخراکم: پیچھلے حصے سے بچو، فکر مت کرو تو پیچھے سے مشرکین نے حملہ کیا

-بقیۃ: 1) بقیۃ دعاء واستغفار لقاتل الیمان حتی مات

2) اَی بقیۃ حزن بقتل والدہ بید المشرکین؛ عتبۃ بن مسعود نے انکو قتل کیا

-وعندہ نساء من قریش: 1) اس سے ازواج مطہرات مراد ہیں لیکن چونکہ انہوں نے زیادتی نفقہ کا مطالبہ کیا تھا تو حضرت عمرؓ ان سے ناراض تھے تو

یہ تعبیر استعمال کیا۔

2) یا یہ کہ چونکہ انکا غلبہ تھا اسلئے نساء من قریش کہا۔

-غالبةً أصواتھن تو یہ رفع الصوت ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے

جواب: 1) ھذا قبل النھی؛ 2) عن اجتماع الصوت یعنی سب ساتھ بولنے کی وجہ سے آواز بلند ہوئی؛ 3) ممانعت علی صوت النبی مراد اور یہاں آپ ﷺ خاموش تھے۔

بَابُ ذِكْرِ الجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ (ص465) (حدیث: 3296)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: جمہور علماء اور ائمہ ثلاث: جنات کے لئے ثواب بھی اور عقاب بھی
- قرآن میں 2 فریق کا ذکر فرمایا اور آخر خاسرین کا ذکر فرمایا: 1) لقد حق علیھم القول فی أمم قد خلت....... أنھم کانوا خاسرین
- امام ابو حنیفہؒ: انکے لئے عقاب ہے اور انکا ثواب یہی ہے کہ جہنم سے بچ جائے

جمہور علماء: 2) لم یطمثھن انس ولا جان

3) فبأی آلاء ربکما تکذبان تو دونوں کے لئے

4) ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات کانت لھم جنات الفردوس عام ہے انس و جن کے لئے۔

-کؒ اور حؒ کے درمیان مناظرہ ہوا تو کؒ نے فرمایا: ولمن خاف مقام ربہ جنتان

حؒ: یغفر لکم من ذنوبکم و یجرکم من عذاب أليم دوسرے حضرات کہتے کہ یہ کنایۃ عن المغفرۃ

حؒ کی تین روایات: 1) توقف کیا (یہ سب سے بہتر روایت ہے) یعنی فی تفصیل النعم

2) جنت ہے جنہوں نے عمل صالح کیا

3) نجات من النار

بَابُ قَوْلِهِ جَلَّ وَعَزَّ: {وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الجِنِّ} [الأحقاف: 29] إِلَى قَوْلِهِ {أُولَئِكَ فِي ضَلاَلٍ مُبِينٍ}[الزمر: 22] (حدیث: ...)

- امام حؒ کے اس قول کی طرف اشارہ جسمیں صرف نجاۃ من النار
- 7 یا 12 یا 12000 جنات جو نصیبین کے رہنے والے تھے

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ} [البقرة: 164] (ص465-466) (حدیث: 3297-3298-3299)

- جنات کے بعد جانوروں کا ذکر اسلئے کہ جانور انسان سے پہلے آئے
- دابۃ: پرندوں کو شامل: وما من دابۃ فی الأرض إلا علی اللہ رزقھا
- إلا ھو آخذ بناصیتھا
- بعض کہتے کہ شامل نہیں اسلئے کہ بعد میں ولا طائر یطیر بجناحیہ

- دابۃ: 1) مایدب علی الأرض؛ 2) ذات قوائم الأربعاء
- حیۃ: اسلئے کہ لمبی عمر تک رہتی ہے
- حدیث: اقتلوا الحیات کلھا فمن خاف ثأرھن فلیس منا
- شاہ اَہل اللہ کا قصہ کہ انہوں نے جنّ سے حدیث سنی جنات کی عدالت میں: من قتل فی زیہ فدمہ ھدرٌ (لیکن سخاوی نے اسکو موضوع کہاہے)

بَابٌ: خَيْرُ مَالِ المُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الجِبَالِ (حدیث: 3300...-3313)

- غنم: بھیڑ اور بکری دونوں کے لئے لغۃً لیکن عرف میں بھیڑ کے لئے اور بکری کے لئے شاۃ کہتے
- نر: کبش مادہ: نعجۃ

تیس	عنزۃ
جمل	ناقۃ اور ابل دونوں کے لئے
ثور	بقرۃ
دیک	دجاجۃ

بَابٌ: خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ فَوَاسِقُ، يُقْتَلْنَ فِي الحَرَمِ(ص467) (حدیث: 3214....-3219)

- امۃ من بنی اسرائیل فار بن گئے، یہ روایت قبل العلم ہے اسلئے کہ بعد میں اللہ نے بتایا کہ ممسوح قوم کی نسل نہیں چلتی ہے۔
- فویسق: حقیر مؤذی اسلئے کہ ذات السُّموم میں شامل ہے، پانی یا سالن میں گر جائے تو مر جائے یا سخت بیمار ہو جائے اور کسی جانور کے پاؤں میں زہر نہیں سوائے چپکلی و گرگٹ
- عائشہؓ نے اپنے گھر میں ایک نیزہ رکھا چپکلیوں کو مارنے کے لئے (فیض القدیر میں علامہ مناوی نے ذکر کیا)
- جنّان: پتلے سانپ جو گھروں میں ہے۔
- لدغ: منہ سے کاٹنا اور لسغ: ڈھنک مارنا جو پیچھے سے مارتے۔

بَابُ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ، فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الأُخْرَى شِفَاءً (حدیث: 3220-3225)

- ذباب: ذبّ یذبُّ: دفع کرنا/ پر مراد نہیں بلکہ بدن کے 2 حصے مراد، ایک حصہ میں وائرس اور دوسرے حصہ میں انٹی وائرس اور اسکی علامت یہ ہے کہ گندگی کھاتی ہے لیکن اسکو کچھ نہیں ہوتا۔
- سوال: جناح مذکر ہے تو اَحدی کیوں آیا؟
جواب: جناح بتأویل ید ہے جیسے واخفض لھما جناح الذل یعنی ہاتھ نیچے کرے جو بھی خدمت ہو
- براعۃ اختتام: قتل الکلاب
نقص فی عملہ اَی فی یوم القیامۃ اور وہ یوم المجازاۃ ہے تو یہ بھی براعت اختتام ہے۔

بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهِ(ص468)(حدیث: 3326-.......3335)

- جب سب کچھ اللہ تعالی نے پیدا کیا تو انبیاء بھی اسمیں شامل ہیں
- انبیاء: نبأ: خبر دینا یا نبوٌّ سے: رفعت یا نبی: راستہ اللہ تک
- نبی: انسانٌ بعثہ اللہ تعالی لتبلیغ الحق
- ابوذرؓ، ابو امامہؓ اور ابو سعید خدریؓ کی روایت:
- 1)ابوذرؓ کی روایت مستدرک حاکم میں: 4166 – حَدَّثَنَاهُ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ إِدْرِيسَ السَّامِرِيُّ بِبَغْدَادَ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ بْنِ يَزِيدَ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ السَّعْدِيُّ الْبَصْرِيُّ، ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاغْتَنَمْتُ خَلْوَتَهُ فَقَالَ لِي: «يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّ لِلْمَسْجِدِ تَحِيَّةً» قُلْتُ: وَمَا تَحِيَّتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: «رَكْعَتَانِ» فَرَكَعْتُهُمَا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّكَ أَمَرْتَنِي بِالصَّلَاةِ فَمَا الصَّلَاةُ؟ قَالَ: «خَيْرٌ مَوْضُوعٌ فَمَنْ شَاءَ أَقَلَّ وَمَنْ شَاءَ أَكْثَرَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: «الْإِيمَانُ بِاللَّهِ» ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمِ النَّبِيُّونَ؟ قَالَ: «مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفَ نَبِيٍّ» قُلْتُ: كَمِ الْمُرْسَلُونَ مِنْهُمْ؟ قَالَ: «ثَلَاثُ مِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ» وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ.

لیکن سند پر کلام ہے: یحیی بن سعید سعیدی

2)ابو امامہؓ مستدرک میں: 1) 3039 – حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْقَارِئُ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، ثنا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ الْحَلَبِيُّ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ، حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ سَلَّامٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَبِيًّا كَانَ آدَمُ؟ قَالَ: «نَعَمْ، مُعَلَّمٌ مُكَلَّمٌ» قَالَ: كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوحٍ؟ قَالَ: «عَشْرُ قُرُونٍ» قَالَ: كَمْ بَيْنَ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ: «عَشْرُ قُرُونٍ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمْ كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ: «ثَلَاثَ مِائَةٍ وَخَمْسَ عَشْرَةَ جَمًّا غَفِيرًا» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

2)مسند احمد: 22288.....قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ، فَأَيُّ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أَوَّلَ؟ قَالَ: " آدَمُ ". قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ: أَوَ نَبِيٌّ كَانَ آدَمُ قَالَ: " نَعَمْ. نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ خَلَقَهُ اللهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ نَفَخَ فِيهِ رُوحَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: يَا آدَمُ قُبْلًا ". قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَمْ وَفَّى عِدَّةُ الْأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: " مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا الرُّسُلُ مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا ".

3)ابو سعید خدریؓ ترمذی میں: 3615 – حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ القِيَامَةِ وَلاَ فَخْرَ، وَبِيَدِي لِوَاءُ الحَمْدِ وَلاَ فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلاَّ تَحْتَ لِوَائِي، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ وَلاَ فَخْرَ.

وَفِي الحَدِيثِ قِصَّةٌ. وفی اسنادہ علی بن زید بن جدعان

- آدم: ادیم الارض سے پیدا کئے گئے
- انسؓ کی روایت: 8000 جنمیں سے 4000 بنو اسرائیل میں سے (جلالین میں ہے) ضعیف روایت ہے
- صلصال: بجتی ہوئی مٹی اور بعض کہتے: بدبودار اور بعض: الیابس لم تصبہ نار

- فخار: ٹھیکڑے جو آگ سے پکایا گیا
- تحیۃ: سلامتی، تروتازہ ہونے کی دعاء (سرسبز و شادابگی)
- روایت میں آتا ہے کہ اللہ نے آدمؑ کو تراب سے پیدا کیا، پھر اسکو طین بنایا، پھر چھوڑا گاڑھا یہاں تک کہ حمأمسنون بنا، پھر چھوڑ دیا یہاں تک کہ صلصال فخار بنا تو ابلیس چکر لگاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کسی عظیم منصوبہ کے لئے پیدا کیا اور پیٹ خالی ہے تو آسان ہوگی وسوسہ کے لئے حرام ڈالنے کے لئے۔
- اسرائیلی روایت: جب روح فیشوم تک پہنچی تو چھینک آئی تو الحمد للہ کہا تو جواب ملا یرحمک اللہ
- 60 ذراع: ابن حجرؒ نے اعتراض کیا کہ پرانے مکانات جو پہاڑوں میں بنائے گئے تو قد و قامت دوسرے لوگوں سے مختلف نہیں معلوم ہوتا ہے ؟!

جواب: 1) حضرت شیخؒ: آدمؑ کے زمانے سے نوحؑ تک بچپن کا زمانہ تھا دنیا کے لئے اور نوحؑ سے ابراھیمؑ تک جوانی کا زمانہ تھا اور ابراھیمؑ کے بعد بوڑھاپہ کا زمانہ شروع ہوا تو نوحؑ کے زمانے میں قوت وشباب کا مظاہرہ تھا تو اسلئے کہا: قال سآوی إلی جبل...
اور قوم عاد کے بارے میں: وزادکم فی الخلق بسطا / وإذا بطشتم بطشتم جبارین / کأنھم أعجاز نخل منقعر / من أشد منا قوۃ / التی لم یخلق مثلھا فی البلاد

اسی طرح قوم ثمود: ینحتون من الجبال بیوتا: پتھروں کو اندر سے تراشتے تراشتے اور چھیل کے بناتے
وثمود الذین جابوا الصخر بالواد تو جیسے ہمارے یہاں بچپن میں بچہ جلدی بڑا ہو جاتا ہے 15 سال تک اور جلدی لمبا ہوتا ہے تو آدمؑ سے نوحؑ کے زمانے تک بڑھنا قد میں مقصود نہیں تھا لیکن گھٹنا مقصود تھا اسلئے کہ جنت سے بڑا ہو کر آئے تھے
2) مصنفؒ کی عادت ہے کہ جب پہلی روایت میں اجمال یا ابھام یا اشکال ہے تو تشریح کے لئے فی غیر محلہ دوسری روایت لاتے تو دوسری روایت میں تشریح آئی ہے کہ 60 ذراعا فی السماء تھے اور جب دنیا میں آئے تو چھوٹا ہوئے۔
3) طول 60 ذراع کا مطلب جزءٌ من 60 ذراعا اور ذراع سے مراد کلائی تو آدمؑ کی قد کلائی کے مقابلے میں انکا طول 60 ذراع تھا (یہ جواب صحیح نہیں اسلئے کہ ذراع سے مراد عام معنی جو متبادر ہے) اور اگر فرض کرے کہ ذراع ضرب 60 تو صورت کی قباحت لازم ہوگی اسلئے کہ قد 60 ذراع یعنی کلائی کے 60 گنا زیادہ تو یہ صحیح نہیں ہے۔
-علامہ یسر بن عابدین جو شامی کے پرپوتے کہتے (اغالیط المؤرخین لکھی انہوں نے) کہ حافظ ابن حجرؒ نے وہ مکانات نہیں دیکھا اسلئے کہ بعلبک کے قلعہ کا ایک پتھر 27 میٹر طول ہے تو قوم عاد کا کیا ہوگا؟
-بزیادۃ کبد حوت: یہ بطور سالن ہوگا اسلئے کہ دوسری حدیث ہے کہ زمین کا ایک حصہ کو خبز میں بنادے گا۔ یا ایک اول ہے اور دوسرا اول اضافی
- 1) بنو اسرائیل نے من وسلوی کا ذخیرہ بنایا تھا جسکی وجہ سے خرابی آئی انکے لئے عقوبت یہ تھی کہ خراب ہوئی اور ہمارے لئے عادت ہے
2) اگر بنو اسرائیل گوشت کا ذخیرہ نہ کرتے تو گوشت خراب نہ ہوتا یعنی صبح کو لاتے اور شام کو پکاتے لیکن انہوں نے ذخیرہ والا طریقہ رائج کیا تو لوگ ذخیرہ کرنے لگے۔
-حواء: خیانت کے 2 معنے: 1) حواء نے آدمؑ کو آمدہ کیا شجرۃ کے کھانے پر
2) اگر حواء اپنے شور سے نہ لڑتی اور تو تو میں میں نہ کرتی تو سب عورتیں نہ لڑتی اپنے شوہر سے لیکن انہوں نے طریقہ رائج کیا، تو چل پڑا۔

بَابٌ: الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ (ص469) (حدیث: 3336)

- ارواح کا ذکر اسلئے کہ بدن کے ساتھ روح کا تعلق ہے؛ روح: 1) ما به الحیاۃ، یکون الحیوان حیا باتصاله و میتًا بانفصاله
2) البخار اللطیف یتولد من خلاصۃ الإغذیۃ وھو فی الحیوان
والإنسان کالماء فی الورد أو کالنار فی الفحم

-انسان کی پیدائش سے 2000 سال پہلے پیدا کی
-الأرواح جنود مجندۃ: أی الأرواح: 1) أنواع مختلفۃ متفرقۃ، پھر بعض کا تعارف ہوا بعض کا نہیں ہوا آپس میں
2) جنود مجتمعۃ ثم تفترق فی الأبدان تو جسکا تعارف تھا اجتماع کے زمانے میں تو دنیا میں بھی اور بر عکس
-اشکال: بعض ارواح ایسی ہیں کہ پہلے اجنبیت اور پھر دوستی ہوئی اور بعض مرتبہ دوستی اور بعد میں نفرت ہوتی!؟
جواب: 1) ابتداء کا اعتبار ہے اسلئے کہ ابتداء میں دوستی فطری ہوگی اور بعد والا حال کسبی ہوگی
2) بعض کہتے کہ إنما الأعمال بالخواتیم
-تعارف، اتحاد صفات و مقصد کی وجہ سے ہوگا۔
پھر نا آشنا ہونے میں درجات ہیں: 1) ایک دوسرے سے تعلق نہیں
2) ایک دوسرے سے تعلق نہیں اور گالی بھی
3) ایک دوسرے سے تعلق نہیں اور گالی بھی اور لڑائی و قتل بھی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ} [هود: 25] (ص470) (حدیث: ...)

- 1) آدمؑ کے بعد نوحؑ: اول الرسل إلی الکفار
2) نوحؑ: آدم ثانی ہے اسلئے کہ انکی اولاد باقی ہے
3) نوحؑ مبعوث ہوئے اولاد اور غیر اولاد کی طرف
-نام: عبد الغفار بن لمک لیکن قرآن میں نوحؑ........بن متوشلخ
-بادئ الرأی: 1) سرسری رائے رکھنے والے؛ 2) یا اوپر سے آپکے تابع اور اندر سے نہیں؛ 3) انکا رذیل ہونا کھلی ہوئی بات ہے
4) یہ انکی ابتدائی رائے تھی۔
-تنور: 1) زمین کی سطح؛ 2) جو کشتی تھی اسمیں تنور کی ایک شکل تھی اور پانی نے جوش مارا جسکی وجہ سے اسٹیم پیدا ہوئی تو کشتی خوب چلی
-جزیرۃ: عراق کے حصے کو کہتے، جہاں دونوں طرف پانی اسمیں سلسلہ.......پہاڑ اور جودی پہاڑ ترکستان میں واقع ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ} [نوح: 1]- إِلَى آخِرِ السُّورَةِ –(حدیث: 3337-3338-3339-3340-3341)

-اشکال: انذار کا کیا فائدہ ہے جبکہ دجال قرب قیامت آئے گا
جواب: انذار کے لئے چیز کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ تنبیہ کرنا مقصود ہے۔
- دجال کے پاس جنت اور نار کا شبیہ ہوگا

بَابُ {وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ المُرْسَلِينَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلاَ تَتَّقُونَ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الخَالِقِينَ} [الصافات: 124] (اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الأَوَّلِينَ) {فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ. إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ المُخْلَصِينَ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الآخِرِينَ} [الصافات: 127] (ص470) (حديث: ...)

- الیاس: شجاع ادریسؑ: جمہور: ادریسؑ نوحؑ سے پہلے اور آدمؑ کے 380 سال پایا
- دوسرے حضرات: الیاس بن عذراء یا الیاس بن الیاسین الگ اور ادریسؑ الگ
- الیاسین اصل آل لیٰسؔ تو آل یاسین لکھنا چاہئے اسلئے کہ لیٰسؔ متشابہات سے ہے، پھر والد کی طرف اشارہ ہے

بَابُ ذِكْرِ إِدْرِيسَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ (حديث: 3342)

- ادریس: سریانی لفظ یا کثرت تدریس کی وجہ سے ادریس بلائے گئے
- نوحؑ کے اجداد میں سے اور مصنفؒ مائل اس طرف کہ ادریسؑ بنو اسرائیل کے انبیاء سے
- مفسرین عام طور پر کہتے کہ ادریسؑ ھارونؑ کے اولاد سے ہیں جو موسیٰؑ کے بھائی ہے
- ایک روایت میں ہے کہ جنت میں رہ گئے اور ایک روایت میں ہے کہ چوتھے آسمان پر انکی روح قبض کی گئی اور ایک روایت میں ہے کہ دوسرے آسمان پر زندہ دو ہیں: یس اور عیسیٰؑ اور دو زمین میں: خضرؑ اور الیاسؑ لیکن یہ سب صحیح نہیں اور سند میں ابراھیم بن عبد اللہ مصیصی جو واضع الحدیث متروک ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ "} [الأعراف: 65] (ص471) (حديث: ...)

- ھود بن عبد اللہ بن رباح اور وفات: 120 سال کی عمر یا 460 حضر موت میں
- بعض کہتے کہ قبر حجر اسود اور مقام ابراھیم کے درمیان ہے اور روایت میں ہ کہ وہاں 90 انبیاء کی قبریں ہیں تو یہ صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے؛ اور بعض کے نزدیک حضر موت میں قبر ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ} [الحاقة: 6] (حديث: 3343-3344-3345)

- دبور: مغرب سے جو تیز گرم گرم ہوا چلتی ہو۔

بَابُ قِصَّةِ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ (ص472) (حديث: 3347-3348)

- یأجوج ومأجوج: شمالی اقوام جو کافر اور مسلمان کے دشمن جو لمبی چھوڑی طاقت رکھنے والی ہو (روس چین، یورپ سب کو شامل)
- اَجّت النار: آگ بڑھکایا اور استعمال کیا؛ ماجوج: ماج البحر: سمندر میں کوج کا آنا
- تو مراد وہ اقوام جو موجوں کو اپنے کنٹرول میں رکھیں گے اپنے بحری بیڑے رکھنے سے۔
- بائبل میں یاگوگ وماگوگ اور یاگ ماگ آیا انکے لئے۔
- دیوار چین کو فغفور نے بنایا تھا تو وہ مراد نہیں ہو سکتا

- بعض کہتے کہ سمرقند وبخارا کی دیوار یا داغستان کی دیوار اور بعض کہتے کہ قفقاز کی دیوار مراد جو آرمینیا کے پاس لیکن یہ سب اقوال ہیں
- ایک نئ تحقیق ایک عرب عالم نے کی ہے اور کہتے کہ چین میں ہے لیکن دوسری دیوار ہے (دیوار چین نہیں)
- بعد میں دیوار کی اہمیت ختم ہوگئ

وفي كتاب (لقطة العجلان) لصديق حسن خان القنوجي البخاري ملك مملكة بهوبال:

- (التحقيق أن ذا القرنين الذي ذكره الله في كتابه عربي كثر ذكره في أشعار العرب واسمه الصعب بن ذي مراثد ابن الحارث الرائش وأنه ملك من ملوك حمير. وقد غلط من ظن أن الإسكندر بن فيلبش هو ذو القرنين؛ فإن لفظة ذو عربية، وذو القرنين من ألقاب العرب ملوك اليمن، وذاك رومي يوناني غزا دارا ملك الفرس وقتله. وهو صاحب أرسططاليس وتلميذه. وذو القرنين المذكور في القرآن ملك قديم كان على زمن إبراهيم وهو الصعب بن الرائش الذي مكن الله له في الأرض وبنى السد على يأجوج ومأجوج.

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي القَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُو عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا. إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا} [الكهف: 84]

- بدء الآمالی میں شعر ہے: وذوالقرنین لم یعرف نبیًا کذا القمان فاحذر عن جدال
- اب ذوالقرنین کی تعیین میں اختلاف ہے:

1) اسکندری یونانی نہیں اسلئے کہ اسکا وزیر ارسطو تھا جو.....

2) سکندر رومی: عبد اللہ بن ضحاک یا مصعب بن عبد اللہ، ماں رومیۃ تھی

ابن عمرؓ کہتے کہ نبی تھے اور بعض رسول کے قائل ہیں اور انکے وزیر خضرؑ جنکی عمر 1000 سال (اللہ أعلم)

3) ابراھیمؑ کے زمانے میں تھے جب حج کو آئے تو ابراھیمؑ استقبال کے لئے باہر آئے تھے

4) نہ رومی ہے اور نہ یونانی تھے بلکہ رجل صالح اور یمن کے رہنے والے عربی تھے اور "ذو" کا لفظ عربی یمنی ہونے پر دلالت کرتے جیسے ذوالکلاع وغیرہ الفاظ۔

-حمیر: یمنی قبیلے کے شاعر نے ایک شعر کہا: قد كان ذو القرنين جدي مسلماً ... ملكاً علا في الأرض غير مفنَّد

(بلغَ المشارقَ والمغاربَ يبتغي ... أسبابَ أمر من حكيم مرشِد

فرأى مغيب الشمس عند غروبها ... في عين ذيْ خُلب وثأط حرمد)

- ذوالقرنین کا وجہ تسمیہ: 1) انکے تاج میں 2 قرن تھے (شکل)

2) اسلئے کہ ملک المشرق والمغرب بنے تھے

3) کان لہ ضفیر تان   4) 2 قرن گزر گئے تھے انکے زمانے میں

5) انکے سر میں 2 سینگ کی شکل کی کوئی چیز تھی   6) عرب وعجم کے بادشاہ تھے

7) روشنی اور اندھیرے کو پہنچے   8) علم الظاھر اور علم الباطن کی وجہ سے

-انکا زمانہ: بعض کے نزدیک: موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے درمیان تھے اور بعض: عیسیٰؑ اور آپ ﷺ کے درمیان اور اصح یہ ہے کہ ابراھیمؑ کے زمانے میں آئے تھے۔

-تو دیوار کسی جگہ پر ہے بلاک سی اور کسپین سی کے درمیان (between the Black sea and the caspienne sea)

-ممکن ہے کہ دیوار کو لوہے سے بنایا کسی حد تک اور اوپر پتھر کا بنایا

-دکاء:1)پہاڑ کو ہموار کرنا اس طرح کہ کچھ پتہ نہیں چلے گا؛ 2)ٹکڑے ٹکڑے
-وترکنا بعضھم:معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج وماجوج کے 4حالات ہونگی:
1)دیوار سے پہلے حملہ کیا؛ 2)دیوار کے بعد ایک دوسرے سے قتال کرنے لگے
عام مفسرین کہتے کہ قیامت کے قریب ایک دوسرے سے قتال کریں گے
3)مکمل حملہ اور پھیلنا قیامت کے قرب میں ہوگا ورنہ چھوٹے چھوٹے حملے شروع ہوگئے
4)ونفخ فی الصور فجمعنا ھم جمعًا
-ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ روزانہ دیوار کھولتے اور سوجاتے تو دوبارہ کماکان ہوجاتا ہے جبتک ایک دن ان شاء اللہ کہیں گے تو پھر کما کان نہیں بنے گی.....

ابن ماجہ: 4080 – ...، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ يَحْفِرُونَ كُلَّ يَوْمٍ، حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَنَحْفِرُهُ غَدًا، فَيُعِيدُهُ اللَّهُ أَشَدَّ مَا كَانَ، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ، وَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ، حَفَرُوا، حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا، فَسَتَحْفِرُونَهُ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى، وَاسْتَثْنَوْا، فَيَعُودُونَ إِلَيْهِ، وَهُوَ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ، فَيَحْفِرُونَهُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ فَيُنْشِفُونَ الْمَاءَ، وَيَتَحَصَّنُ النَّاسُ مِنْهُمْ فِي حُصُونِهِمْ، فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ، فَتَرْجِعُ عَلَيْهَا الدَّمُ الَّذِي اجْفَظَّ، فَيَقُولُونَ: قَهَرْنَا أَهْلَ الْأَرْضِ، وَعَلَوْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ، فَيَبْعَثُ اللَّهُ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ، فَيَقْتُلُهُمْ بِهَا "، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ دَوَابَّ الْأَرْضِ لَتَسْمَنُ، وَتَشْكَرُ شَكَرًا، مِنْ لُحُومِهِمْ».

- تو بعض کہتے کہ یہ روایت اسرائیلی روایت ہے اور بعض کہتے کہ قتادۃ کا ابورافع سے سماع ثابت نہیں اور بعض کہتے کہ انکے بیچ میں ایک اور آدمی ہے لیکن سند صحیح ہے، تو پھر اچھی تاویل یہ ہے کہ انہوں نے فتنہ تو شروع کیا لیکن ہر وقت نامکمل رہے گا، پھر جب ان شاء اللہ والے لوگ ان سے ملیں گے (یعنی منافقین قسم کے) تو کامیاب ہونگے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا} [النساء: 125] (حدیث: 3349.....–3360)

- الخُلّۃ:1)دوستی؛ 2)الاستصفاء؛ 3)اس دوستی کو کہتے ماید خل فی خلال القلب؛4)مالا یکون فیہ خلل خَلّۃٌ:حاجت
- ابراھیم بن آزار بن ناحور اور بنی اور اسرائیلی کتابوں مین ابراھیم بن طارح لکھا تو یا غلط ہے یا ممکن ہے کہ پہلے آزر تھا پھر آتربنا پھر طارح
- اُمۃ میں:1) اُم اصل ہے اور "ۃ" مبالغہ کے لئے؛ 2)مقتدا
- اُواہ:بہت رقیق القلب
- بعض کہتے کہ صرف مسلمان کو لباس ملے گا اور بعض کہتے کہ سب کو لباس ملے گا لیکن کافروں کو پرانا ملے گا اور جھڑ جائے گا
- اول من یکسی یوم القیامۃ ابراھیمؑ:
- 1)اسلئے کہ اللہ کے راستے میں انکے کپڑے جلائے گئے
2)کیونکہ سب سے پہلے سراویل کو انہوں نے پہنا تھا جو کہ استر ہے
3)کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے کعبۃ اللہ شریف پر غلاف چڑھایا تھا
- اصیحابی:1)میرے زمانے کے لوگ؛ 2)لغوی معنی:ساتھی

- صحابی مرتد ہو کر اسلام لائے دوبارہ تو صحابی ہے
- سوال: اعمال پیش کئے جاتے ہیں آپ ﷺ کو تو پھر کیوں معلوم نہیں کہ مرتد ہوئے؟
جواب: عرض اجمالی ہے نہ کہ عرض تفصیلی

روایت(مسند الحارث): 953 - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ قُتَيْبَةَ , ثنا جَسْرُ بْنُ فَرْقَدٍ , عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُونَ وَيُحَدَّثُ لَكُمْ , وَوَفَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ , فَمَا كَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُ اللَّهَ عَلَيْهِ , وَمَا كَانَ مِنْ سَيِّئٍ اسْتَغْفَرْتُ اللَّهَ لَكُمْ».

- سیجنبھا الأتقی: بالاتفاق ابو بکر صدیقؓ مراد ہے اور وان أکرمکم عند اللہ أتقاکم فأبو بکر أکرمکم
- صاحب النسب جسمیں فقاہت اور علم ہو تو بہتر ہے صاحب النسب سے جسکا نسب بہت عالی ہو
- جعدٌ: بال مڑے ہوئے (گھنگریالے بال) اور جعد الجسم: مضبوط جسم، گٹھا ہوا جسم (اور یہ معنی بہتر ہے) اسلئے کہ دوسری روایت میں سبط الشعر آیا ہے۔
- قدوم: تیشہ یا کلہارا
- کذب سے مراد توریہ ہے اور خود حدیث میں مذکور ہے اسلئے کہ حدیث میں تاویل آئی تو یہ توریہ ہے یعنی معنی بعید مراد لی
- امام رازی نے کہا کہ لم یکذب والی روایت صحیح نہیں اسلئے کہ قرآن کے خلاف (کان صدیقا نبیا) حالانکہ جواب صاف ہے کہ ابراھیمؑ اتنے سچے آدمی تھے کہ انتہائی مجبوری کے وقت بھی جھوٹ نہیں بولے بلکہ توریہ کیا اور یہ بھی اللہ کی رضا کے لئے تو یہ انکی تعریف میں آپ ﷺ نے فرمایا۔
- توریہ: سچ جو جھوٹ کے مشابہ ہے۔
- انی سقیم أی سقیم الطبع (دل پر بوجھ تھا) ظاہری بات ہے کہ رئیس الموحدین کے دل پر بوجھ نہ ہو تو کیا ہوگا!؟
- بل فعلہ کبیر ھم: میں ھم یعنی موجودین اور ذوی العقول اور اصنام کے لئے مؤنث کا صیغہ آیا: رب إنھن أضللن اور بعض کہتے کہ بل فعلہ (کسی نے) کبیر ھم ھذا اور بعض إن کانوا ینطقون کا جواب ہے۔
- پکڑنے کے بعد باندی بنانا عرب کا طریقہ تھا اور یہ قبل العرب ہے تو یہ دستور نہیں تھا تو اشکال نہ ہو کہ جب ایک بادشاہ نے حملہ کیا دوسرے بادشاہ پر تو جب بیٹی پکڑلی تو باندی بن گئی۔
- بنی ماء السماء: 1) عرب کو کہتے اسلئے کہ انکے نسب صاف ہیں جیسے آسمان کا پانی
2) جہاں مطر ہے وہاں خیمہ لگاتے تھے
3) مطلب زمزم والے

- ام شریک ان عورتوں میں سے ہے جو دعوت و تبلیغ کا کام کرتی تھی عورتوں میں۔
- آخری حدیث میں ابراھیمؑ کا ذکر نہیں ہے اور کہا کہ آیت مذکورہ کے بعد و تلک حجتنا.....
- لتعفی اثرھا: 1) ظاہری ترجمہ: 1) ایک کپڑا لمبا کیا زمین تک تاکہ قدم کے نشانات کو مٹادے
2) کپڑا باندھا کمر پر تاکہ مضبوط ہو جائے کام کرنے کے لئے تاکہ ناراضگی کا اثر مٹادے ای لتصلح ما فسد سارۃ
- حاشیہ 14 ص 476

بَابٌ(حدیث: 3361-.....3371)

- امر بالبناء الجلیل، والبانی والمؤسس الخلیل والمعین ھو اسماعیل
- حافظ ابن کثیر وغیرہ کہتے کہ سب سے پہلے مسجد جس کی بنیاد رکھی مسجد الحرام ہے یعنی کعبہ کو ابراھیمؑ نے بنایا لیکن اس پر اشکال ہے کہ پھر یہ جو کہتے کہ 40 سال بعد حضرت سلیمانؑ نے مسجد اقصی بنائی تو یہ کیسے ممکن؟ کیونکہ وہ تو 1000 سال بعد آئے تو یہ قول مرجوح ہے پھر یا یہ کہا جائے کہ حضرت یعقوبؑ جو کہ پوتے ہیں حضرت ابراھیمؑ کے انہوں نے مسجد اقصی کی بنیاد ڈالی اور پھر حضرت سلیمانؑ اسکے مجدد تھے تو دادا اور پوتے کے درمیان 40 سال ہیں
- آدمؑ نے بنا رکھی اور بیت المقدس بھی اور درمیان میں 40 سال ہے پھر ٹھیک ہے
- ابراھیمؑ کی تخصیص کیوں؟ 1) اسلئے کہ ہمارے ساتھ احسان کیا اور آپ ﷺ کے لئے دعا فرمائی: ربنا وابعث فیھم رسولا....

  2) اور ابراھیمؑ نے فرمایا: واجعل لی لسان صدق فی الآخرین

  3) قرآن میں ہے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو قرآن کی روشنی سے ہم پڑھتے ہیں

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ} [الحجر: 52](ص477) (حدیث: 3372)

- یرحم اللہ لوطاً: قوم کی پناہ لی اسلئے کہ یہ عالم اسباب
- کان یأوی إلی رکن شدید حالانکہ انکے پاس فرشتے شدید رکن موجود تھے ولکنہ لم یعرف وقد عرف بعدُ
- لأجبتُ الداعی: 1) استعجالاً للتبلیغ

  2) لأن رأی الملک قد یتبدّل

  3) یا تواضعًا فرمایا؛ 4) عملاً بالرخصۃ (جیسے رمضان کے مہینے سفر میں لوگوں کے سامنے پانی پیا) لوگوں کی آسانی کے لئے

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الوَعْدِ "} [مريم: 54](ص478) (حدیث: 3373)

- اسماعیلؑ پکے اور سچے وعدے کے تھے: تو 3 دن تک آدمی کا انتظار کیا (بعض کہتے کہ یہ امتحان تھا اور آدمی فرشتہ تھا)
- وأنا مع کلکم أی بالمحبۃ والنیۃ

بَابُ قِصَّةِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ(حدیث: ...)

- سارۃ کے بیٹے اسحاقؑ اور والد ابراھیمؑ 120 سال کی عمر اور بیوی 90 سال کی اور پھر اسحاقؑ کے بیٹے یعقوبؑ۔

بَابُ {أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ المَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ} [البقرة: 133] الآيَةَ(حدیث: 3374)

- فقھوا: اتقان العلم والعمل

بَابُ {وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ. أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ. فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ. فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الغَابِرِينَ. وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ المُنْذَرِينَ "} [النمل: 55] (حدیث: 3375)

- لوطؑ: لوط بن ھاران بن طارح أی آزر
- مہیمن: نگرانی؛ لوطؑ ابراھیمؑ کے بھتیجے ہیں۔

بَابُ {فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ المُرْسَلُونَ، قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ} [الحجر: 62] (حدیث: 3376)

-

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا} [الأعراف: 73] (حدیث: 3377-.....3381)

- اشکال: صالحؑ نوحؑ کے بعد ابراھیمؑ سے بہت پہلے تو کیوں بعد میں ذکر کیا؟
جواب: سورۃ حجر میں قوم ثمود کا ذکر ہے اسی لئے یہاں ذکر کی
ماقبل میں آیۃً للمتوسمین تو اسی کے ذیل میں یہاں صالحؑ کا ذکر فرمایا
- ثمود بن عامر بن اِرم بن سام بن نوحؑ
- صالح بن عُبید بن اسیف بن ماشخ: 40 سال کی عمر مبعوث ہوئے، پھر رملۃ میں گئے
- حِجر: ثمودیوں کی جگہ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ} [يوسف: 7] (ص479) (حدیث: 3382......-3390)

- یوسفؑ کا ذکر مقصود
- آیات: دلائل قدرت، آیات للمعتبرین
- اخوۃ یوسفؑ: یری زیدٌ شان جب: 1) لاوی؛ 2) یھودا؛ 3) یشجب؛ 4) روبیل؛ 5) رابرون؛ 6) یوسف؛ 7) دانیال؛ 8) شمویل؛ 9) شمعون؛ 10) نفتالی؛ 11) جدٌّ؛ 12) بنیامین
- سورۃ یوسف میں بہت مضامین: توحید، عورتوں کے مکر وفریب، سیاست مدنی، تدبیر منزل
- میبذی میں: حکمت: 1) تھذیب الأخلاق؛ 2) تدبیر المنزل؛ 3) سیاست مدنی
- کُذِّبوا: جھٹلائے گئے یا ان سے جھوٹ بولے گئے
- ظنّ: ادراک الجانب الغالب؛ یقین: الاعتقاد الجازم الذی لایحتمل التشکیک
- یظنوا أنھم ملاقوا ربھم (یقین کے معنے میں)
- اشکال: قراءت متواترہ کا کیسے انکار کیا؟
جواب: 1) انکو معلوم نہیں تھا
2) معاذ اللہ کا مطلب کُذبوا کا معنی متبادر (کہ انبیاء سے جھوٹ بولا گیا) حالانکہ یہ معنی نہیں ہے اور نفس قراءت کا انکار نہیں

توعائشہؓ کے قراءت متواترۃ کے معنے متبادر کی نکیر فرمائی

3)قد کذبوا من جانب المشرکین

4)اتباع کی تکذیب کا گمان خیال ہوا رسولوں کو

-انبیاء نے یقین کیا کہ قد کُذّبُوا من جانب القوم اَوالمشرکین

-قد کذبوا: ظن الرسل اَن الرسل قد کذّبوا القوم الرسلَ

کُذِبُوا: 1)و ظن القومُ اَن القومَ قد کذبوا من جانب اللہ

2)و ظن القوم اَن القوم قد کذبوا من جانب الرسل

3)و ظن الرسلَ اَن اَنھم (رسل) قد کُذبوا من جانب اَنفسہم بتعیین وقت النصر

-شاذ قراءت: کذبوا: 1)وظنوا (القومُ) اَن الرسل کذبوا

2)اَی اَخطؤوا فی تعیین وقت النصر

-امکان کذب بلکہ خُلفُ الوعید

-اہل سنت والجماعت کا موقف: جو بات اللہ کہے وہ سب سے سچا ہے (و من اَصدق من اللہ قیلاً) لیکن اگر اللہ خلف الوعید کرے اور اسکی جگہ وعدہ لائے (إن تعذبھم فإنھم عبادک) تو اللہ اس پر قادر ہے

-**حدیث:**619 – ... عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَوْ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ عَذَّبَهُمْ غَيْرَ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ كَانَ لَكَ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا، فَأَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا تُقُبِّلَ [ص:506] مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ وَإِنْ مُتَّ عَلَى غَيْرِ هَذَا دَخَلْتَ النَّارَ» هَكَذَا قَالَ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّاسُ يَرْوُونَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ – ***مسند ابی داوٗد الطیالسی***

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ} [الأنبياء: 83] {ارْكُضْ} [ص: 42]: اضْرِبْ، {يَرْكُضُونَ} [الأنبياء: 12]: يَعْدُونَ(حديث: 3391)

- ایوبؑ بن اَمص؛ بعض کہتے کہ موسیٰؑ سے پہلے یا بعد
- 13 سال مصیبت میں مبتلا تھے بعد میں اللہ نے سب کچھ دیا اور ڈبل دیا و مثلھم معھم اور جو مشہور ہے کہ بدن میں کیڑے پڑ گئے (تاریخی اور اسرائیلی روایات ہیں) انبیاء کی شان کے مناسب نہیں
- وخُذ بیدِک ضغثًا (جھاڑو) تخویف ہوا اور توجیع نہ ہو، ولا تحنث: فحش کلام بچوں سے نہ کہے
- اللہ نے 2 چیز بتائی: 1) تھذیب، تادیبی قولی (پٹائی کی ضرورت تو برائے نام کرے) ضرب اَیوبی نہ ضرب سلیمانی 2) اور تادیبی قولی

بَابُ (وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُخْلِصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا)، كَلَّمَهُ، {وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا} [مريم: 53] " يُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَلِلِاثْنَيْنِ وَالجَمِيعِ نَجِيٌّ، وَيُقَالُ: {خَلَصُوا نَجِيًّا} [يوسف: 80] اعْتَزَلُوا: نَجِيًّا، وَالجَمِيعُ أَنْجِيَةٌ يَتَنَاجَوْنَ (حديث: 3392)

- موسیٰؑ کا ذکر، قرآن میں متعدد جگہ پر مختلف عنوانات سے موسیٰؑ کا ذکر آیا؛ موسیٰ بن عمران بن.....

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: {وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى إِذْ رَأَى نَارًا} [طه: 10]- إِلَى قَوْلِهِ - {بِالوَادِ المُقَدَّسِ طُوًى}(ص480)(حديث: 3393)

- طوی: 1)طوی فیہ النورُ؛ 2)طوی فیہ الکلامُ لیلاً؛ 3)وادی کانام

بَابُ {وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ} [غافر: 28]- إِلَى قَوْلِهِ - {مُسْرِفٌ كَذَّابٌ} [غافر: 28] (حديث: ...)

- جب موسیٰؑ نے اس قبطی کو تھپڑ لگایا تو اسکے بعد یہ آدمی نے خبر دی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى} [طه: 9] {وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا} [النساء: 164] (حديث: 3397-3396-3395-3394)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلاَثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ مُوسَى لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلاَ تَتَّبِعْ سَبِيلَ المُفْسِدِينَ. وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ. قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ. قَالَ لَنْ تَرَانِي} [الأعراف: 143]- إِلَى قَوْلِهِ - {وَأَنَا أَوَّلُ المُؤْمِنِينَ} [الأعراف: 143] (حديث: 3399-3398)

- ذی قعدہ اور 10 دن ذوالحجۃ
- روایت میں جو آتا ہے کہ مسواک کی وجہ سے بو ختم اور اسکی وجہ سے 10 دن بڑھائے

جواب: 1)مسواک نہ تھا بلکہ ٹہنی تھی

2)یہ انکی شریعت میں تھی -رتق: ملے ہوئے؛ فتق: پھاڑنا

بَابُ طُوفَانٍ مِنَ السَّيْلِ(حديث: ...)

- مصنفؒ: طوفان: سیلاب بعض کہتے کہ طاعون مراد اور بعض کہتے کہ کثرت مطر مراد ہے۔

بَابُ حَدِيثِ الخَضِرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ(حديث: 3400-3401-3402-3403-3404-3405)

- صوفیہ کے نزدیک خضرؑ زندہ ہے اور محدثین کہتے کہ انتقال کر گئے اور ابن کثیر بھی اور ابن حجرؒ بھی وفات کے قائل
- عجالۃ المنتظر فی وفاۃ الخضر (ابن جوزی)؛ الزہر النضر فی حال الخضر (ابن حجر)

بَابُ (يَعْكِفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ) " {مُتَبَّرٌ} [الأعراف: 139]: خُسْرَانٌ، {وَلِيُتَبِّرُوا} [الإسراء: 7]: يُدَمِّرُوا، {مَا عَلَوْا} [الإسراء: 7]: مَا غَلَبُوا(حديث: 3406)

- دنبے کے ساتھ کیا سیاست، صبر وتواضع، دل کی صفائی، پہاڑ پر لے جائے تو خلوت شہر میں لائے تو جلوت: انبیاءؑ کے لئے خلوت بھی ضروری تعلق مع الخالق اور جلوت بھی ضروری تعلق مع المخلوق۔
-

بَابُ {وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً} [البقرة: 67] الآيَةَ(حديث: ...)

- تم بقرۃ کو ذبح کرو تا کہ اسکی محبت تمہارے دل سے نکل جائے (پہلا قصہ) اور یہ اسی طرح ہے جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ شراب حرام تو برتن کو بھی توڑو اور جیسے زیارت قبور سے منع کیا
- وإذا قتلتم نفسًا (الگ قصہ ہے) اور فاضربوہ ببعضھا یعنی مقتول کو نفس قائل لگاؤ

بَابُ وَفَاةِ مُوسَى وَذِكْرِهِ بَعْدُ(حدیث: 3407-3408-3409-3410)

- 120 سال کی عمر اور ھارونؑ کے 11 سال کے بعد
- لا تخیرونی فی نفس النبوۃ أو فی جمیع الأمور فإنہ أفضل فی بعض الأمور
- اگر تقدیر کا حوالہ جائز تو پھر سب گناہ جائز اور تبلیغ ودعوت کا دروازہ بند ہو گا

جواب: 1) تقدیر کا حوالہ بعد التوبۃ فی دار الآخرۃ مفید اور دار آخرت میں مفید نہیں

2) 2 چیز شامل تھیں: 1) صورت معصیت یا نسیان

2) جو مصیبت ان پر آئی، کپڑے اتارے گئے اور جنت سے نکالے گئے تو تقدیر کا حوالہ مصیبت میں

حوالۃ التقدیر فی المصائب دون المعایب (ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ میں لکھا ہے)۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى {وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ} [التحريم: 11]- إِلَى قَوْلِهِ - {وَكَانَتْ مِنَ القَانِتِينَ} [التحريم: 12](ص484) (حديث: 3411)

- حضرت آسیا کا ذکر کرنا مقصود
- بعض کہتے کہ بنو اسرائیل سے تھی اور موسیٰؑ کی پھوپھی
- عمالقہ سے تھی اور بنت عم فرعون۔
- ابن حزم (جو کہ قائل ہیں کہ بعض عورتیں نبی تھیں اسلئے کہ بعض کے پاس وحی آئی اور اللہ تعالی نے انکو انبیاء کی لائن میں ذکر فرمایا اور اسی لئے ام موسی نے بچے کو دریا کا حوالہ کر دیا تو ایسے کام کے لئے وحی چاہئے (ھذا الایفھم) اسلئے کہ أھون البلیتین کو اختیار کیا تھا اور مریمؑ کی وحی تکوینیات سے متعلق نہ کہ تشریعی) اور اشعری: 6 عورتیں انبیاء میں سے: حواء، سارۃ، ام موسی، ھاجرۃ، آسیا، مریم
- وکان أمہ صدیقۃ: تو اگر کہے کہ صدیقیت منافی نہیں نبوت کی تو یوسفؑ کے لئے دونوں آیا اور مریمؑ کے لئے صرف ایک آیا اور عائشہؓ ولیہ تھی تو اگر مریمؑ کو نبیۃ مانے تو مطلب یہ ہے کہ وہ بہتر (ولیہ) نبیہ سے؛ اگر کمال نبوت مراد تو پھر یہی اشکال ہے تو یہاں کمال سے مراد کمال ولایت ہے۔

بَابُ {إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى} [القصص: 76] الآيَةَ(حديث: ...)

- قارون موسیٰؑ کے ابن العم (ابن عباسؓ سے مروی صحیح سند سے) لیکن موقوف روایت ہے
- سب سے پہلے جسنے کپڑا لٹکایا اور لمبا کر دیا
- بعض کہتے کہ خزانے مراد۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى {وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا} [الأعراف: 85] (حديث: ...)

- حضرت شعیبؑ کا ذکر جو اہل مدین اور أصحاب الأیکۃ کی طرف مبعوث ہوئے اور پھر شہر والے یعنی اہل مدین پر عذاب الصیحۃ آیا (جبریلؑ کی چیخ اور ہوفناک آواز) اور جھنڈ والے یعنی جنگل والے پر عذاب الظلۃ آیا
- شعیبؑ موسیٰؑ کے خسر ہیں (مشہور قول کے مطابق) پھر انکی عمر 140 یا 250 سال تک ہوئی اور وفات مکہ مکرمہ میں پائی قوم کے ہلاک ہونے کے بعد مکہ مکرمہ گئے تھے اور موسیٰؑ کی بعثت شعیبؑ کی بعثت کے بعد ہے
- مدین بن ابراھیم لیکن کوئی تذکرہ نہیں کہیں
- شعیبٌ: شعبٌ سے: 1) پہاڑی جماعت؛ 2) مشکل راستہ جسکے لئے محنت کرنا پڑتا ہے
- انبیاء میں سے 4 عرب تھے: ھودؑ، صالحؑ، شعیبؑ، اور آپ ﷺ یعنی عرب عاربۃ (اصلی)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ المُرْسَلِينَ} [الصافات: 139] (حديث: 3412-3413-3414-3415-3416)

- یونسؑ: بعض کہتے کہ بنو اسرائیل سے تھے اور بنیامین کے اولاد میں سے اور نینوا میں مبعوث ہوئے اور وہ موصل کے قریب عراق میں واقع ہے۔
- سوال: شعیب کو کیوں مقدم نہیں کیا موسیٰؑ پر

جواب: موسیٰؑ اولوا العزم رسولوں میں سے ہیں

بعض کہتے کہ متکلم مستثنی ہے چنانچہ آپؐ مستثنی ہیں یا مطلب نفس نبوت یا مطلب تنقیص نہ کرو اسلئے کہ صرف بغیر اجازت کے ہجرت کی تو معلوم ہوا کہ 2 نفخہ ہیں: 1) اماتت اور 2) احیاء اور بعض کہتے کہ 3 نفخہ ہونگے اور بعض 4: 1) احیاء؛ 2) امامتت؛ 3) صعق؛ 4) افاقہ یا پھر 5 جس کے آخر میں فزع ہے لیکن اصل وہی 2 نفخہ ہیں۔

بَابُ {وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ البَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ} [الأعراف: 163] يَتَعَدَّوْنَ يُجَاوِزُونَ فِي السَّبْتِ {إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا} [الأعراف: 163] شَوَارِعَ، {وَيَوْمَ لاَ يَسْبِتُونَ} [الأعراف: 163]- إِلَى قَوْلِهِ - {كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ} [البقرة: 65] {بَئِيسٌ} [الأعراف: 165] شَدِيدٌ(ص485)(حديث: ...)

- داوٗدؑ کے زمانے کا قصہ جہاں شریعت کے حکم کو بتدیل کیا ان لوگوں نے؛ شُرَّعًا: اوپر ظاہر ہو کر؛ شریعت: کھلا ہوا راستہ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا}(حديث: 3417-3418-3419)

- داوٗدؑ بن إيشا بن عَوبِد، بہت غیرت والے تھے اور انکی اجازت کے بغیر کوئی نہیں آسکتے تھے گھر میں۔
- ایک مرتبہ کوئی گیا اور داخل ہوا تو دیکھا کہ سب دروازے بند تو پوچھا تم کون ہو؟

جواب دیا: لا أھاب الملوک ولا أمنع من الحجاب، تو سمجھ گئے کہ یہ ملک الموت ہے تو کہا کہ مرحبًا آجاؤ

- حضرت سلیمانؑ نے تدفین و تکفین کا انتظام کیا اور جنازہ پڑھایا اور چونکہ بہت ڈھوپ تھا اسی لئے پرندوں کو حکم دیا کہ سایہ کرے تو ایسا سایہ کیا گویا رات ہے تو کہا کہ ایک کھڑکی کھولے (یہ روایت مسند احمد میں مذکور ہے اور راوی سب ثقات ہیں لیکن مرفوع معلوم نہیں ہوتی)
- داوٗد: الذی یداوی القلوب (دل کے علاج کرنے والے) کان یداوی جراحات القلوب؛ 2) بہادر، سریع السَّیر
- زبور کو ختم کرتے تھے تھوڑی مدت میں اور طی الزمان انکا معجزہ تھا اور یہاں انکی کتاب قرآن کہا اسلئے کہ پڑھنے کی چیز تھی۔

بَابٌ: أَحَبُّ الصَّلاَةِ إِلَى اللَّهِ صَلاَةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ [ص:161] ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا(حدیث: 3420)

بَابُ {وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ}(حدیث: 3421-3422)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ العَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ} الرَّاجِعُ المُنِيبُ(حدیث: 3423-3424-3425-3426-3427)

- اگر 6 گھنٹے کا اندازہ لگائے تو پہلے 3 گھنٹے ہو گئے، پھر 2 گھنٹے قیام کیا اور پھر اخیر میں ایک گھنٹہ ہو گیا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الحِكْمَةَ [ص:163] أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ} [لقمان: 12](ص486) (حدیث: 3428-3429)

- استغفر ربہ: 1) وقت کو تقسیم کیا تھا اور اپنی طرف نسبت کی کہ کتنی اچھی تقسیم کی میں نے کہ کوئی گھڑی ایسی باقی نہیں جسمیں عبادت نہ ہو تو اسی وجہ سے عجب پیدا ہو گیا جیسے مستدرک حاکم کی روایت میں مذکور ہے: 3620 ...عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: " مَا أَصَابَ دَاوُدَ مَا أَصَابَهُ بَعْدَ الْقَدَرِ إِلَّا مِنْ عُجْبٍ عَجِبَ بِهِ مِنْ نَفْسِهِ وَذَلِكَ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَبِّ مَا مِنْ سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ إِلَّا وَعَابِدٍ مِنْ آلِ دَاوُدَ يَعْبُدُكَ يُصَلِّي لَكَ، أَوْ يُسَبِّحُ، أَوْ يُكَبِّرُ وَذَكَرَ أَشْيَاءَ، فَكَرِهَ اللَّهُ ذَلِكَ فَقَالَ: «يَا دَاوُدُ إِنَّ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ إِلَّا بِي فَلَوْلَا عَوْنِي مَا قَوِيتَ عَلَيْهِ وَجَلَالِي لَأَكِلَنَّكَ إِلَى نَفْسِكَ يَوْمًا» قَالَ: يَا رَبِّ فَأَخْبِرْنِي بِهِ فَأَصَابَتْهُ الْفِتْنَةُ ذَلِكَ الْيَوْمِ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ»

2) بینہ سے پہلے فیصلہ کیا: لقد ظلمک بسؤال نعجتک میں اور اسکی بات نہیں سنی لیکن اس پر اشکال ہے کہ فصل الخطاب پھر لقب انکو کیوں دیا؟

3) اپنی فوجی کی بیوی انکو پسند آئی وغیرہ.... یہ اسرائیلیات اور هفوات میں سے ہے اور اسکا کوئی اصل نہیں۔

-مطلب یہ ہے کہ کثیر والا قلیل والا کو برداشت نہیں کرتا کہ ہمارے پاس ریوڑ ہے اور تمہاری دنبی اکیلی ہے تو ہمکو دو تاکہ میں میں کی آواز جو آتی ہے بند ہو جائے، تو یہ ظلم ہے اور اسکی مثال دنیا بھر میں ہے کہ بڑے دکان والے چھوٹے دکان والے کو برداشت نہیں کرتا۔

- سجدہ ص: ابو سعید خدریؓ نے خواب دیکھا کہ ص پڑھ رہے اور ہر چیز سجدے میں ہے تو پھر آپ ﷺ نے اسمیں سجدہ نہیں چھوڑا

بَابُ {وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ القَرْيَةِ} [يس: 13] الآيَةَ(حدیث: ...)

- محراب: 1)عبادت خانہ؛ 2) محل سے کم؛ قاضی خان: آپ ﷺ کے زمانے میں محاریب تھے

- 2حدیث: 1: 2335 – ... حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوْ حِينَ نَهَضَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ الْمِحْرَابَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ بِالتَّكْبِيرِ، ثُمَّ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى يُسْرَاهُ عَلَى صَدْرِهِ " (اگرچہ عورتوں میں کاذبات نہیں)(السنن الکبری للبیھقی)

2) سھل بن سعد کی روایت جسمیں وہی مضمون ہے لیکن سند میں عبد المھیمن بن عباس جو ضعیف ہے

-دوسرا قول: محاریب عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں وجود میں آئے

تطبیق: 1) آپ ﷺ کے زمانے سیدھے سادے محاریب ہوتے تھے اور عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں گہری محاریب

- تماثیل: شبیھات؛ جفنۃٌ: جفان: تھلیان

- دابۃ الأرض: 1) لکڑی کھانے والا دابۃ یعنی کیڑا

2) ارضۃٌ سے تو وہ ڈھیمک جو مشابہ تھا دابۃ الأرض سے (إضافۃ المشبہ بہ إلى المشبہ) جیسے جلدی جلدی دابۃ گھاس کھاتا ہے اسی طرح وہ ڈھیمک اتنی جلدی لکڑی کو کھایا۔

-اور دوسری جگہ آیا ہے کہ دابۃ الأرض تکلم الناسَ تو وہ الگ ہے اور جابرؓ کے قول کے مطابق وہ جاسکتے ہے

-بعض کہتے کہ أن الناس بآیاتنالا یؤمنون

-وہ روایت جس میں ہے کہ اس کے پاس عصاموسیٰؑ اور خاتم سلیمان وغیرہ بہت ضعیف ہے: سند میں علی بن زید بن جدعان ہے

-خیل محبوب اسلئے کہ جہاد میں وسیلہ ہے: ذکر اللہ یتوقف علی الجھاد والجھاد یتوقف علی حب الخیل

-ذکر اللہ کے پھیلنے کا ذریعہ

-حدیث میں ہے کہ ارتبطوا الخیل وامسحوا ناصیتَھا وأعجازھا۔

-مشتغلا أی مشغولا عن ذکر ربی: یہ بات سمجھ مین آتی

-فطفق مسحًا: بعض کہتے کہ کاٹنا شروع کیا او مسح کاٹنے کے معنے میں نہیں اسی لئے وہ معنی افضل ہے جو روایات میں آیا ہے۔ اور وہ روایت جس میں کاٹنے کا ذکر (روح المعانی نے صحیح کہا) لیکن جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ سند ضعیف ہے۔

-اعراف وأیال: گردن کے بال؛ عراقیب: کوچیں، ٹانگیں

-صافنات: 3 پاؤں پر کھڑے اور ایک پیر کو ڈھیلہ رکھے اور یہ عمدہ ہونے کی علامت اور اسکی فخر ہے

-وألقینا علی کرسیہ جسدًا ثم أناب: مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ شیطان نے انکا خاتم لیا اور سلیمانؑ کی شکل کو اپنایا تو یہ قبیح اسرائیلی روایت ہے اور نام مسٹر صخر تھا

-بائبل میں ایک واقعہ مذکور ہے تو تھوڑے تصرف کے ساتھ اسکو لیا جائے

سلیمانؑ کے ایک بھائی یا رشتہ دار تھے اپنی ابتدائی حکومت میں تو اسنے حملہ کیا سلیمانؑ پر اور حکومت لی تو وہ نااہل تھا جیسا ڈھانچہ بغیر روح تخت پر، پھر کانٹے دار درخت سے سر ٹکرا کر مرا تو سلیمانؑ واپس آئے، پھر سلیمانؑ نے دعا کی: ملکًا لا ینبغی لأحد..... کہ کوئی چھین نہ سکے تو پھر اللہ نے انکے لئے جنات مسخر کیا

- مشہور واقعہ جو مفسرین نقل کرتے ہیں کہ جماع کیا100 بیویوں سے اور ایک ہی بچہ پیدا ہوا ناقص کیونکہ اِن شاء اللہ نہیں کہا تھا تو بائبل نے وہ قصہ داوٗدؑ کا بتایا تو قرآن نے تصحیح کی کہ سلیمانؑ کا قصہ ہے اور یہی بہترین توجیہ ہے
- عفریت کا معنی قوی اور گھر کا جنی کو عامر کہتے اور جو بچوں کو ضرر پہنچاتا ہے اسکو روح کہتے اور جو خبیث اسکو شیطان اور جو سرکش اسکو مارد کہتے۔
- اِن شاء اللہ کیوں نہیں کہا؟
- صاحب سے مراد فرشتہ اور بطور الہام کے دل میں ڈالا اور الہام جلدی آتا ہے اور جلدی چلا جاتا ہے
- کبری کے لئے فیصلہ کیا داوٗدؑ نے: 1) قسم کی وجہ سے؛ 2) شباہت کی وجہ سے؛ 3) شریعت میں کبری کے لئے فیصلہ ہے
- اشکال: جب پیغمبر نے فیصلہ کیا تو سلیمانؑ نے کیسے فیصلہ کیا؟

جواب: 1) سلیمانؑ کا فیصلہ ناسخ ہے اور داوٗدؑ کا فیصلہ منسوخ ہے (سب سے اچھی بات ہے)

2) جب دلیل اقوی پائی گئ تو پہلا فیصلہ منسوخ

3) داوٗدؑ نے فتوی دیا اور سلیمانؑ نے فیصلہ کیا (لا یصح)

4) داوٗدؑ نے مشورہ دیا اور سلیمانؑ نے فیصلہ کیا

5) داوٗدؑ کا فیصل قیاس اور سلیمانؑ نے استحسان استعمال کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّاءَ، إِذْ نَادَى (ص487) (حديث: 3430)

- حکمۃ: إصابۃ الرأی، فراسۃ تو ضع بھا
- لقمان بن باعورۃ؛ بعض کہتے کہ حبشی تھے، قاضی علی بنی إسرائیل اور ایوبؑ کے بھانجے تھے
- وہ روایت جسمیں ہے کہ انکو اختیار دیا نبی اور حکمت کے درمیان تو ضعیف ہے اور سند میں سعید بن بشیر ضعیف ہے۔
- عکرمۃ: نبی؛ وذوالقرنین: لم یعرف نبیًا، کذا لقمان فاحذر عن جدال؛ لقمان: کھلا ہوا سید ھا راستہ
- بعض کہتے کہ نجار تھے (برھئی) کان یصلح الدروع لداوٗدؑ۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى {وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذْ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا} [مريم: 16] (حديث: 3431)

- مرسلین: 1) یوحنا، بولس، شمعون؛ کعب الاحبار: صادق صدوق، شلوم
- عام مفسرین: 3 رسل عیسیؑ...
- ابن کثیر: 1) عیسیؑ کے رسل نہیں تھے بلکہ اللہ کے رسول تھے اور عیسیؑ کے بہت پہلے اسلئے قرآن میں جہاں مرسلین آیا تو رسول اللہ کے لئے

2) انکے نہ ماننے پر عام عذاب آیا تو معلوم ہوا کہ عیسیؑ سے پہلے چونکہ عیسیؑ کے زمانے میں عام عذاب موقوف ہو چکا تھا

3) اھل انطاکیہ کی طرف مبعوث ہوئے۔

بَابُ {وَإِذْ قَالَتِ المَلاَئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ العَالَمِينَ، يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ. ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلاَمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ} [آل عمران: 43](ص487) (حديث: 3432)

- زکریابن بلخیا؛ حدیث:ابناخالۃ
- تاریخی روایت میں ہے:مریمؑ اور یحییٰؑ ولد اخالۃٍ(ماں فاقوذہ:اور انکی بیٹیاں:حناء اور ایشاع تو حناء کی بیٹی مریمؑ اور ایشاع کا بیٹا یحییٰؑ)
- توجواب:1)حدیث کو ترجیح ہے تاریخ پر

2)ممکن ہے کہ عیسیٰؑ کی ماں اور یحیی ولد اخالۃ اور یہ بھی ممکن کہ عیسی اور یحیی ابناخالۃ اس طرح کہ عیسیٰؑ نے اپنی نانی کا دودھ (حناء سے پیا)اور نانی کی بہن ایشاع جو یحیی کی ماں ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى {إِذْ قَالَتِ المَلاَئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ المَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ} [آل عمران: 45](ص488) (حديث: 3433-3434)

- مریمؑ اور انکی والدہ کا ذکر
- کہتے ہیں کہ مریمؑ کی والدہ کا حیض بند ہوا یعنی حاملہ ہوئی اور شوہر انتقال ہوا اور نہ بھائی اور نہ بہن تھی
- مریم:عابدۃ یا خادمۃ مراد ہے اور قرآن میں ایک ہی عورت کا نام مذکور ہے اور وہ مریمؑ کا ہے اور زوہ اس مقصد سے ہے کہ یہودیوں کی تردید کرے یعنی حضرت عیسیٰؑ مریمؑ کے بیٹے ہیں۔
- کلمہ کُن سے پیدا کیا بغیر اسباب عادیہ کے۔

بَابُ قَوْلِهِ: {يَا أَهْلَ الكِتَابِ لاَ تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ(حديث: 3435)

- عیسیٰؑ بغیر والد کے پیدا ہوئے
- علی ماکان من العمل:1)أی من صلاح أو ضبط

2)بہت اچھا تو جلدی چلا جائے گا ورنہ آہستہ آہستہ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ {وَاذْكُرْ فِي الكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا} [مريم: 16] (حديث: 3436-....3447)

- ترجمۃ الباب کا مقصد:عیسیٰؑ کی پیدائش کی کیفیت کا ذکر
- اشکال:صرف 3 آدمی نے کلام کیا مہد میں حالانکہ مسلم میں اصحاب الاخدود کا واقعہ ہے جسمیں بچہ بولا تھا،اسی طرح شاھد یوسفؑ اور اسی طرح فرعون نے ایک بچہ کو آگ میں ڈالنا چاہا اور ماں نے روکنا چاہا لیکن بچہ نے بولا اور ماں کو تسلی دی

شعر:تكلم في المهد النبي محمد ... ويحي وعيسى والخليل ومريم
ومبري جريج ثم شاهد يوسف ... وطفل لدى الأخدود يرويه مسلم
وطفل عليه مر بالأمة التي ... يقال لها تزني ولا تتكلم
وماشطة في عهد فرعون طفلها ... وفي زمن الهادي المبارك يختم

الکتاب: شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

- جواب:1)مہد میں 3 نے کلام کیا بنی اسرائیل سے تھے
2) آپ ﷺ کو پہلے 3 کا علم ہوا بعد میں دوسروں کا
3)مہد میں 3 نے کلام کیا باقی نے مہد میں نہیں

-اشکال:یطوف بالبیت کیسے حالانکہ مکہ میں داخلہ ممنوع ہے اور انبیاء کا خواب وحی کی طرح ہے

جواب:1)جب الوہیت کا دعوی کرے گا تب داخل نہ سکے گا اور یہ اس سے پہلے تھا
2)مستقبل میں داخل نہیں ہو گا
3)بعض راویوں کا تصرف ہے:یطوف کا تعلق مسیحؑ عیسی کے ساتھ تھا اسی لئے مصنفؒ کی عادت ہے کہ مبہم اور اشکال والی روایت کے بعد فورًا وہ حدیث لاتے جسمیں صرف عیسیؑ کا ذکر ہے

اچھاجواب:4)اگر صحیح ہے تو خواب ہے اور اسکی تعبیر ہے کہ مکہ مسلمانون کا مرکز ہے اور اسکا طواف کرنا مراد یہ ہے کہ دجال کا فتنہ وہاں بھی داخل ہو گا یعنی اسکے وساوس وشبھات۔

- اشکال:عیسیؑ کے لئے آدمؑ آیا اور اسی صفحہ پر احمر
جواب:تطبیق خالص رنگ نہیں تھا بلکہ حمرت میں گندمی رنگ
کذبتُ عینیؒ: آنکھوں نے چوری سمجھی اور حقیقت میں چوری نہ تھی۔

بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ(حدیث:3448-3449)

- حکمت نزول:1)یہود کی تردید
2)آسمان پر قبر نہیں،زمین پر پر آئیں گے لیکون الدفن فی الوطن
3)انہوں نے دعا فرمائی کہ امت محمدیہ میں شامل کر دے
4)دجال کو قتل کر دے تو مصلح اکبر دجال اکبر کو قتل کر دے
5)اسمیں بشریت وملکیت جمع ہوئے(نفخۂ جبریل سے پیدا ہوئے)
6)آپ ﷺ نبی الامم اور نبی الأنبیاء بھی تو نبی الأنبیاء کا تقاضا یہ ہے کہ عیسیؑ آئے اور آپ ﷺ کے احکام پر چلے
7)دجال کو قتل کرے اور بتادے کہ مدعی الوہیت کو قتل کرنا چاہیے

- مسیح الھدایۃ نے مسیح الضلالۃ کو قتل کیا
- قبل موتہ میں ضمیر عیسیؑ کو راجع ہے اور جو کہتے کہ کتابی کو راجع ہے تو صحیح نہیں اسلئے کہ تفکیک الضمائر ہو گا۔
- مرنے سے پہلے ایمان کو لانا ایمان لغوی ہے نہ کہ ایمان شرعی،ابن عباس اور حسن بصری بھی کہتے کہ موتہ کی ضمیر عیسیؑ کو راجع ہے
- ابو هریرةؓ:واللہ أنہ الآن لحیّ ولکن إذا نزل آمن بہ أجمعون تو حدیث مرفوع میں بھی اسکی طرف راجع ہے
- ابراھیم سیالکوتی:شھادۃ القرآن(دونوں کتاب غیر مقلد نے لکھا)محمدی پکٹ بک قادیانی پر رد میں لکھی گئی
- ایک روایت میں:12 خلیفہ تک حکومت مضبوط رہے گی

- 1-4خلافت راشدہ؛ 5)معاویہؓ؛ 6)یزید؛ 7)مروان؛ 8)عبد الملک؛ 9)عبد الملک کے بیٹے: ولید، 10) سلیمان، 11)ھشام، 12)زیاد

-اشکال: 1)ابن زبیر اور عمر بن عبد العزیز غائب ہیں ورنہ تو وہ ابناء اربعہ کے درمیان ہیں

حاشیہ دیکھے ض 491

2)بنو امیۃ مراد: 9)عمر بن عبد العزیز، 10)ولید بن یزید، 11)یزید بن ولید اور 12)مروان بن محمد

-وہ روایت جسمیں ہے کہ میرے بعد خلافت 30 سال تک رہے گی تو سند میں حشر بن نباتہ اور نسائی نے کہا: لیس بقوی اور سعید بن جمہان ہے ان پر بھی کلام ہے: ایسی روایت لیتے تھے جو دوسروں کے پاس نہیں۔

بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ(ص492)(حديث: 3450-....3464)

- اشکال: فرشتے نے کیسے جھوٹ بولا؟

جواب: 1)اللہ کے حکم سے حسن ہے اور عید کے دن روزہ رکھنا اللہ ہی کے حکم سے قبیح بنا

2)من قبیل التوریۃ تاکہ انکا امتحان لے لے

-لا أحمد ک: 1)کتاب میں لکھا

2)میں آپکی طرف سے قابل تعریف نہیں ہونگا اسلئے کہ اللہ کا مال

3)لا أجھد ک الیوم

بَابُ {أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الكَهْفِ وَالرَّقِيمِ} [الكهف: 9] (حديث: ...)

- رقیم: 1)مکتوب تختی؛ 2)وادی کا نام؛ 3)بستی کا نام؛ 4)کتے کا نام؛ 5)غار کا نام؛ 6)دوات کا نام
- غار کہاں ہے؟ بعض کہتے کہ: 1)غرناطہ میں؛ 2)ایلہ (اردن)؛ 3)ترکیا (سمرطا)؛ 4)نینوا
- وہ روایت جسمیں ہے کہ سورہے ابتک اور خضر اور مہدی کے وقت ساتھ اٹھیں گے یہ سب ضعیف ہے

بَاب حَدِيثِ الغَارِ(ص493)(حديث: 3465-.....3488)

بَاب(ص494)

- فغفر لہ: کیسے اسلئے کہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے تو مطلب مغفرۃ بارضاء الخصوم
- تلید: وہ مال جو باپ دادا کا ہو؛ طریف: نیا مال
- یوم السبع: درندے صرف ہونگے، یوم الفتن، یوم الأھوال
- غیر مملوک زمین میں اگر کوئی چیز ملی اور اسمیں علامۃ الإسلام ہے تو لقطۃ کی طرح ہے اور اگر جاہلیت کی علامت ہے تو 1/5 نکال کر باقی واجد کے لئے ہے

- زمین مملوک میں ملی تو 1/5اور 4/5میں اختلاف:رحؒ مؒ:سب سے پہلے مالک کے لئے اور سؒ:واجد کے لئے۔
- اِلا فرارًا منہ:1)لا یخرجکم الفرار اِلا اِذالم یکن الخروج فرارًا۔

2)لا یخرجکم فرارٌ ولکن تفرون منہ فرارًا فھذا قبیح

-عثمانؓ نے اتمام کیا سفر میں تو یہ فروع میں اور ابن عمرؓ قصر کرتے تھے تو یہ اختلاف فی الفروعات ہے

-بنو قریظہ میں عصر پڑھو تو آپ ﷺ نے دونوں جماعت کی تصویب فرمائی۔

-ص495دوسری سطر:نبیًا:1)نوحؑ؛2)بنو اسرائیل میں سے؛ 3)آپ ﷺ

-لئن قدر اللہ علی لیعذبنی تو یہ جملہ بہ ظاہر قدرت کا انکار ہے!؟

جواب:1)شاہ ولی اللہؒ:ممکن ہے کہ اِعادۃ الرماد کو ناممکن بالذات سمجھتا تھا

2)یہ بات اللہ تعالی کے خوف سے کہی اور بہت سی مرتبہ غیر مرضی چیز مرضی چیز کے ساتھ مل جاتی ہے جیسے کوئی عصر کی نماز ابتدائی وقت میں شروع کرے تو مرضی کے مطابق ہے اور اتنی لمبی کرے کہ غروب تک پہنچے تو یہ غیر مرضی ہے لیکن یہ معاف ہے اور نماز صحیح

3)پرانے زمانے میں جب تعلیم انبیاء ختم ہوگئی تھی تو جزئی تعلیم نہیں تھی یعنی لا یلزم العلم بالجزئیات

4)اللہ کے خوف کی وجہ سے کہی تو کبھی خوف میں نامناسب بات منہ سے نکلتی ہے جیسے اس آدمی کی بات یا اللہ أنت عبدی وأنا ربک

5)قدر بمعنی قضاء یعنی لئن قضی اللہ عذابی

6)قدر بمعنی ضیق جیسے ظن أن لن نقدر علیہ

-براعت اختتام:آخر قدمۃ ترمھا،تو انسان کا کونسا آخری دن ہے وہ نہیں جانتا اسلئے تیاری کرنا چاہئے۔

61 - كِتَابُ المَنَاقِبِ(حدیث : 3489-3648)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ} [الحجرات: 13] (حدیث: 3489-.....3496)

- مناقب:فضائل
- 1)نقب:سوراخ،اگر کسی کے فضائل بیان کرتے ہو تو دشمن کے دل میں سوراخ پڑ جاتے
2)شرار قوم میں گھس کر معلومات حاصل کرنا
- ترتیب:شعب،قبیلۃ،عمارۃ،بطن،فخذ،فصیلۃ(وفصیلتہ التی تؤویہ)
- آپ ﷺ کے نسب ونسل کی فضیلت ہے
- وفي رواية عند الطبراني عن العدَّاء بن خالد قال: قعدت تحت منبره يوم حجة الوداع، فصعد المنبر فحمد الله، وأثنى عليه وقال: ((إن الله يقول: ياأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مّن ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُواْ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عَندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ [الحجرات:13]، فليس لعربي على عجمي فضل، ولا لعجمي على عربي فضل، ولا لأسود على أحمر فضل، ولا لأحمر على أسود فضل إلا بالتقوى. يا معشر قريش لا تجيئوا بالدنيا تحملونها على رقابكم، وتجيء الناس بالآخرة، فإني لا أغني عنكم من الله شيئاً. أيها الناس إن الله قد أذهب عنكم عُبِّية الجاهلية وتعاظمها بآبائها فالناس رجلان: رجل تقي كريم على الله، وفاجرٌ شقي هين على الله، والناس بنو آدم، وخلق الله آدم من تراب)) رواه الترمذي واللفظ له، وأبو داود وغيرهما.

بَابٌ(حدیث: 3497-3498-3499)

- باب تفسیر الآیۃ الآتیۃ
- مطلب قریش صلہ رحمی کرتے تھے لیکن جب اسلام کو دعوت دی تو صلہ رحمی کو ختم کیا
- الإیمان یمانٍ:1)وقتیہ:انکا ایمان لانا اچھا ہے
2)دائمۃ تو اصل مراد کہ اہل مدینہ مکہ یمن سے تھے
-الحکمۃ یمانیۃ:1)اسلئے کہ مدینہ والے خود بہ خود عقبہ میں اسلام لائی اور مدد کی بیعت کی تو یہ انکی ہوشیاری ہے۔
2)جو علم کلام مدلل ہے اسکی بنیاد ڈالنے ولے ابو الحسن الاشعری اور ماتریدیۃ ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ(ص497)(حدیث: 3500-3501-3502-3503-3504-3505)

- قرش:1)وہ مچھلی جو بڑی اور چھوٹی مچھلی کو کھائے اوا سی طرح قریش
2)بمعنی کسب اسلئے کہ تجارت والے تھے
3)اس مچھلی کو کہتے جو بحر میں رہتے
-فغضب معاویۃ:1)انہوں نے قریب سمجھا حالانکہ بعید تھا
2)معاویہؓ سمجھ رہے تھے کہ خلافت قائم رہے گی قریش میں

3)یہ سمجھا کہ یہ قریش سے خلافت نکالنا چاہتا ہے
-سوال:ائمہ قریش سے ہونا چاہئے یا نہیں؟(خلیفہ بننے کے لئے)
جواب:شرط نہیں حؒ(مواھب الرحمن میں لکھا)؛ فؒ:شرط ہے کہ قریش میں سے ہو
بعض:الأئمۃ من قریش:خبر ہے نہ کہ انشاء
اور شرط نہ ہونے کی دلیل:عمرؓ:اگر میری موت واقع ہو جائے تو عبید اللہ بن جراح کو خلیفہ (قریش) قاور وہ مرے تو معاذ بن جبلؓ(انصاری)
- لغلامۃ من قریش:1)خبر ہے؛ 2)انشاء ہو تو مشروط اسکے ساتھ کہ دین قائم کریں گے۔

بَابُ نَزَلَ القُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ(حدیث: 3506)

- اجماع ہو گیا ہے اس پر کہ قرآن قریش ہی کی لغت سے
- حضرت عثمانؓ نے کہا تھا جمع قرآن کے وقت کہ قریش ہی کی لغت مقدم کریں گے اور سب اسی پر رہیں گے اور سبعہ قراءت وغیرہ سب اسی پر ہے۔

بَابُ نِسْبَةِ اليَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ(حدیث: 3507-3508-3509-3510)

- نسبۃ إلی غیر الأب حرام

بَابٌ(حدیث: 3511)

بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ(حدیث: 3512-.....3528)

- ان قبائل کا ذکر ہے جنہوں نے اسلام کی مدد کی اور تقویت پہنچائی اور پہلے غلط کاموں سے مشہور تھے اسلم قبیلہ حاجیوں سے چوری کرتے تھے۔

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ(حدیث: ...)

- پورے قبیلہ کی مذمت نہیں ہے بلکہ بعض۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَةِ الجَاهِلِيَّةِ(حدیث: ...)

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ(ص499)(حدیث: ...)

- یہ بھی قریش میں سے ہے،انکا باپ کا نام الیاس
- حام: مسلسل دس سال اونٹ کا پالنا

بَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ(حدیث: ...)

- ابوذرؓ کا واقعہ تبعًا آیا ہے چنانچہ اشکال نہ ہو کہ ابھی تک بعثت کا ذکر نہیں آیا اور اسلام ابی ذر آیا(یہ پہلا واقعہ ہے اور دوسرا واقعہ مسلم میں ہے)
- صابیَ: الخارج من دین إلی دین آخر؛ الصابی: المائل إلی الدین من دین آخر
- دوسرا واقعہ: ابوذرؓ طواف کر کے ایک کمزور آدمی کو دیکھا تو پوچھا کہ کیا آپ صابی کو جانتے؟ تو آدمی نے دوسرے آدمی کو بلایا اور انکی اتنی پٹائی کی کہ خون آلود ہوئے بعد میں 3 دن زمزم پیا طواف کرتا رہا تو ایک رات 2 عورتوں کو دیکھا کہ طواف کر کے نائلہ اور اساف کو پکار رہی تھی۔
- ابو بکرؓ انکو اپنے گھر لے گئے اور کشمش کھلائے۔

بَابُ جَهْلِ العَرَبِ(حدیث: ...)

بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الإِسْلاَمِ وَالجَاهِلِيَّةِ(حدیث: ...)

بَابٌ: ابْنُ أُخْتِ القَوْمِ وَمَوْلَى القَوْمِ مِنْهُمْ(حدیث: ...)

بَابُ قِصَّةِ الحَبَشِ، وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بَنِي أَرْفِدَةَ(حدیث:3529-3530)

- حبش: نوحؑ کے بیٹے حام کی اولاد میں سے ہے اور حام کے 6 بیٹے تھے: شد، ھنج، زنج، صبی، نوبہ، کنعان

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لاَ يُسَبَّ نَسَبُهُ(حدیث: 3531)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: نسب کی حفاظت اور طریقہ یہ ہے کہ غیر کی طرف اپنے آپکو منسوب نہ کرے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(حدیث: 3532-3533)

- محمد: بہت زیادہ محمود اور احمد: سب سے بڑے حامد، قرآن میں پہلی سورت، سورۃ حمد
- سفارش کا مقام مقام محمود، طعام سے پہلے حمد ہے
- بعض کہتے کہ 1000 نام اور بعض 999 اور یہ 5 مشہور
- یمحو اللہ بی الکفر: 1) فی جزیرۃ العرب
  2) کفر کا غلبہ نہ ہوگا دلائل کے اعتبار سے
  3) فی قرب القیامۃ عند مجیء عیسیٰؑ

بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(501)(حدیث: 3534-3535)

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(حدیث: 3536)

- اشکال: وفات تک کیسے پہنچ گئے
- جواب: یہاں مقصود یہ ہے کہ انکی عمر کو بیان کرنا ہے
- ابن عباسؓ سے مروی سورۃ منافقین میں، آپ ﷺ کی طرف اشارہ، اگر تعداد، اگر تعداد کا اعتبار کرے تو 63 سورت اور آخر میں لن یؤخر اللہ نفسًا إذا جاء أجلھا اور بعد میں تغابن بمعنی افسوس آپ ﷺ کی وفات پر

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(حدیث: 3537-3538)

- اکبر أولاد النبی قاسمؓ اسی لئے ابو القاسم کنیت ہے اور جبریلؑ ابو ابراھیم کہتے تھے
- لقب: جو مشہور ہو اور مدح یا ذم پر دال ہے؛ کنیت: جسکی ابتداء اب یا ابن ہو۔
- قاسم: بعض قبل بعض بعد البعثۃ وفات ہوئی۔

بَابٌ(حدیث: 3539-3540)

- آپ ﷺ کو سامنے یا رسول اللہ کہنا چاہئے نہ کہ یا محمد

بَابُ خَاتِمِ النُّبُوَّةِ(حدیث: 3541)

- زر الحجلۃ: کھونڈی جو چھپر کھٹ پر لگائے
- حجل: تو پاؤں میں سے اور مصنفؒ نے پیشانی والا مراد لیا۔
- تو تاویل یہ ہے کہ اسکے ساتھ مشابہ ہے، مشابہ بالبیاض الذی بین عینیہ

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(حدیث: 3542-.....3568)

- خَلقًا و خُلقًا
- 1) إن الیھودی والنصاری یصبعون فخالفو ھم، معلوم ہوتا ہے کہ واجب ہے لیکن واجب نہیں اور ناسخ وہ روایات

2)..........

3) حکم محمول ہے اس آدمی کے ساتھ جو سفیدی اچھا نہ لگے ہو

4) محمول ہے استحباب پر نہ کہ وجوب پر

- جمہور آپ ﷺ کی ولادت 8، 9 ربیع الأول اور 12 مشہور ہے

-وحی آئی رمضان میں اور مشہور 12 ربیع الأول

-شعر:قال السُّهيلي عن مولده ـ صلى الله عليه وسلم ـ في ربيع: وهو المعروف، ونقل بعضهم فيه الإجماع: وأنشدوا قائلين:

يقول لنا لِسانُ الحَالِ مِنْهُ وقَوْلُ الحالِ يَعْذُبُ للسَّمِيعِ

فَوَجْهِيَ والزَّمانُ وشَهْرُ وَضْعِي رَبِيعٌ فِي رَبِيعٍ فِي رَبِيعِ

-چاند سے تشبیہ دینا کیا انصاف ہے؟! چاند کے چہرے پہ دھبہ ہے اور انکا چہرہ صاف ہے

-فضیلت نسب طبقہ اور قرن ص 53 پر سب آچکے۔

بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ(حديث: 3569-3570)

- حالت دائمہ تھی اور پاکستا میں بعض لوگ کہتے کہ حالت وقتیہ ہے۔

بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلاَمِ(ص504)(حديث: 3571-.....3634)

- اِرھاص:خلاف عادت کام نبی سے قبل النبوۃ صادر ہوئے

معجزہ:خلاف عادت کام نبی سے بعد النبوۃ صادر ہوئے

کرامت:ولی سے صادر ہوا

اعانت:عام مسلمان سے جو کام خلاف عادت صادر ہو

استدارج:اگر کسی کافر یا فاسق سے اسکی طبیعت کے موافق کوئی کام صادر ہو

اھانت: اگر کسی کافر یا فاسق سے اسکی طبیعت کے موافق کام نہ ہو

سحر:خلاف عادت کام جو اسباب پر مرتب ہو

عجائب:جو خلاف عادت کام اسباب مادیہ پر مبنی ہو جیسے سائنس والے کام مثلاً جہاز اڑانا وغیرہ

- اگر کسی کافر یا فاسق سے اسکی طبیعت کے موافق کوئی کام صادر ہو

- آیات:1)العلامۃ الفاصلۃ؛ 2)البلیۃ النازلۃ؛ 3)عجائب

- فإذا جاء وعدُ ربي جعلہ دکاء:دیوار کو معجزہ نہ سمجھو بلکہ اللہ انکا خاتمہ کرے گا،مطلب یہ نہیں کہ تب یاجوج ماجوج نکلیں گے

- خروج:1)ابتداء؛ 2)انتھاء؛ 3)قبل السد اور 4)بعد السد

- دیوار کا کھلنا کنایہ ہے فتنے کے شروع ہونے سے یاجوج ماجوج کی طرف سے

ابو الحسن اشعریؒ نے الإبانۃ میں لکھا(1/ 260): فأما ما جرى من علي والزبير وعائشة رضي الله عنهم أجمعين، فإنما كان على تأويل واجتهاد، وعلي الإمام، وكلهم من أهل الاجتهاد، وقد شهد لهم النبي صلى الله عليه وسلم بالجنة والشهادة، فدل على أنهم كلهم كانوا على حق في اجتهادهم، وكذلك ما جرى بين سيدنا علي ومعاوية رضي الله عنهما، فدل على تأويل واجتهاد.

وكل الصحابة أئمة مأمونون غير متهمين في الدين، وقد أثنى الله ورسوله على جميعهم، وتعبدنا بتوقيرهم وتعظيمهم وموالاتهم، والتبري من كل من ينقص أحدا منهم رضي الله عنهم أجمعين.

- بہت سے صحابہؓ الگ بھی رہے:جیسے ابو اُمامۃ خشنیؓ

- حدیث میں ہے کہ خوارج نکلیں گے: تقتلھم اَولی الطائفتین بالحق اَی اَقرب إلی الخلافۃ الحق

- 1)علیؓ حق پر تھے اور معاویہؓ نے اجتہادی غلطی کی
2)ہر ایک کا دعوی حق تھا: اِعلاء کلمۃ اللہ یا ظالموں کو ختم کرنا چاہئے۔
3)دونوں خطاء اجتہادی پر محمول اور قاعدین حق پر تھے
-خوارج کے پاس علیؓ نے ابو موسی اشعریؓ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو حکم کے طور پر بھیجا تھا۔
-آپ ﷺ کے خواب کی تعبیر: 1) آپ ﷺ کے ہاتھ حقیقی نبوت اور سونے کے کنگن جعلی نبوت، تو حقیقی نبوت نے جعلی نبوت کو ختم کیا
2) 2ہاتھ سے مراد صنعاء(یمن) اور یمامہ جو ریاض کے پاس اور کنگن کا آنا ہاتھ پر اشارہ ہے کہ ان دونوں شہروں سے جعلی نبوت غالب ہو گی چند دن کے لئے۔
3)مرد کے ہاتھ پر کنگن نہیں چلتے تو اسی طرح جعلی نبوت نہیں چلے گی
4)ذھب کے کنگن کو دیکھا یعنی یہ چند دن کی نبوت جو چلی جائے گی، جھڑ جائے گی
-ص511(آخری لائن) بقرۃً تذبح: اشارۃ کہ بعض صحابہؓ کو قتل کیا جائے گا کیونکہ بقر کا مطلب پھاڑنا ہے
-وثواب الصدق الذی آتانا اللہ بعد یوم بدر:
1)بدر صغری مراد أی بعد أحد یوم بدر الصغری
2)بعد البدر الصغری(بعدُ کی صورت میں)
3)بعد یوم بدر الکبری کہ اسکے بعد احد ہے اور اسمیں فتح نہیں تو ثواب ملا اور احد کے بعد تو ثواب الدنیا اور ثواب الآخرۃ دونوں ملتے رہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ} [البقرة: 146]

(ص513)(حدیث: 3635)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آپ ﷺ کے معجزات کا ذکر اور یہ کہ بنو اسرائیل بھی جانتے تھے کہ وہی نبی برحق ہے
- لایحصن المشرک باللہ...................... أنھا لا تحصنک
- احناف: 1) حکم الرجم کے نزول سے پہلے کا واقعہ تھا اور توریت کے موافق آپ ﷺ نے حکم فرمایا اور بعد میں حکم آیا اور محصن وغیر محصن میں فرق کیا گیا
- آپ ﷺ نے توریت کے حکم کو پہچانا تو یہ علامت نبوت میں سے ہے
2)یہ سیاسی حکم تھا(لیکن بہ ظاہر شرعی حکم تھا)

بَابُ سُؤَالِ المُشْرِكِينَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ القَمَرِ(حدیث: 3536-3637-3638)

- یہاں شق القمر کا ذکر لکونھا معجزۃ اور بعد میں بطور واقعہ، اہمیت کی بنا پر آئے گا
- یہ واقعہ ہو چکا ہے
- ابن مسعودؓ، حذیفہؓ، جبیر بن مطعم، ابن عباسؓ سب سے مروی ہے کہ یہ واقعہ ہو چکا ہے
- اشکال: تاریخ میں یہ واقعہ نہیں ہے!؟

جواب: 1) ضروری نہیں ہے کہ تاریخ نے ضبط کیا ہو اسلئے کہ تاریخ میں بہت سی چیزیں نہیں ہے جیسے نوحؑ کا طوفان اور اجسام سماویہ کا انشقاق، عیسیٰؑ آسمان پر گئے تو انشقاق بھی ہو سکتا ہے اور یہ کہنا کہ دوسری جگہوں میں کیوں شق القمر نہیں دیکھا گیا؟
جواب: اسلئے کہ رات کا وقت اور سب سورہے تھے لیکن پھر بھی تاریخ میں مذکور ہے اور ہندوستان کے ایک بادشاہ نے دیکھا ہے۔

بَابٌ (ص **514**) (حدیث: 3539-3648)

- یہ باب فصل کی طرح ہے اور یہ باب فی کرامات الأولیاء من الصحابة (اور بعض معجزات النبی ﷺ)

62 – كتاب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم(حديث: 3649-3775)

بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(ص515) (حديث: 3649-3650-3651)

- صحابہؓ:اولئک کتب فی قلوبھم الإیمان اور ربیعۃ بن اُمیۃ جو مرتد ہوا اور اسی پر مرا تو صحابیت سے نکلا اور جو صحابی مرتد ہوئے پھر آپ ﷺ کی وفات کے بعد اسلام لائے دوبارہ تو صحیح قول کے مطابق صحابی ہے۔
- اَیُّ صحابي لایُقبل مرسَلہ جواب من کان صغیراً عند وفاۃ رسول اللہ ﷺ
- کبار تابعین کے مرسل قبول ہیں اور صحابہؓ جنکے سماع آپ ﷺ سے ....

بَابُ مَنَاقِبِ المُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ(حديث: 3652-3653)

- ابو بکرؓ کو عتیق کہتے:الذی لیس فی نسبہٖ عیبٌ یا حسن و جمال میں عیب نہیں یا عتیقٌ من النار یا ماں کے بچے نہیں بچتے تھے تو کعبہ میں جاکر دعا کی تو پھر وہ پیدا ہوئے تو ماں نے کہا ھذا عتیقک من الموت یا المقدم من الخیر
- صدیق:دین میں بہت پکے سچے اور بہت زیادہ تصدیق کرنے والا اور ایک وجہ تسمیہ یہ ہے کہ معراج کا واقعہ کو سب سے پہلے تصدیق کی(فتاوی دار العلوم زکریا:1/121)
- آپ ﷺ کے نسب کے ساتھ جمع ہوئے مرۃ بن کعب سے
- مھاجر:1)فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی

2)فتح مکہ پر ایمان لایا اور ہجرت کی

-تمام صحابہؓ عدول ہیں

-اشکال:ولید بن عقبہؓ جو آپ ﷺ کے وفات کے وقت 8 سال کی عمر تھی، اِن جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا کہا تو انکو فاسق قرار دیا؟

جواب:قرآن میں ایک دو جگہ کے علاوہ فاسق کافر کے معنے میں ہے چنانچہ یأیھا الذین آمنوا میں ولید بن عقبہؓ بھی شامل اور اِن جاءکم فاسق کے بارے میں تاریخ میں لکھا ہے کہ شیطان قسم کے آدمی آیا اور کہا کہ آپ چلے جاؤ وہ آپکے مقابلے کے لئے آئیں گے تو یہ آیت نازل ہوئی اور اگر درمیان میں کوئی اور نہ ہوتا تو یأیھا النبی إذا جاءک فاسق ہوتا۔(فتاوی دار العلوم زکریا 1/149-159 مفصل جوابات ہیں)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سُدُّوا الأَبْوَابَ، إِلَّا بَابَ أَبِي بَكْرٍ»(حديث: 3654)

- خلیل:آدمی اپنے مکمل حاجات و توجہ اسکی طرف کرے تو یہ صرف اللہ ہے اور ایک خلیل عام ہے
- خلیل وہی کرتا ہے جو اللہ چاہتا ہے اور حبیب:اللہ اسکی تمنا کو پورا کرتا ہے جیسے ابراھیمؑ خلیل تھے یعنی یفعل مایریدہ اللہ تعالی
- فلنولینک قبلۃ ترضاھا۔
- الخلۃ:تکون من جانب اسی لئے ابراھیمؑ خلیل اللہ کو کہتے اور الحب یکون من الجانبین
- صرف ابو بکرؓ کا خوخہ باقی رکھا(ظاہری معنی)اور ایک معنی خلافت ابی بکرؓ کا دروازہ کھلا رہے
- ایک روایت میں سُدوا اَبوابًا إلا بابَ علیؓ اور ابن جوزیؒ:رافضیوں نے اپنی طرف بنائی ہے یہ روایت
- ابن حجرؒ:ابن جوزی نے موضوع کہا لیکن صحیح نہیں بلکہ ضعیف یا حسن ہے، سند میں مسکین بن بکیر اور متابعت کی ابراھیم نے۔

- تو یا صحیحین ک روایت کو ترجیح دے یا تطبیق دے کہ بہت پہلے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے علیؓ کے لئے کہا تھا۔
- حمزہؓ نے شکایت کی کہ چچا کے دروازے کو بند کیا اور چچا کے بیٹے کا دروازہ چھوڑا
- لایحل لأحد أن یستطرق فی المسجد إلالی وعلی
- پھر تمام دروازے بند کئے گئے اور وفات سے پہلے سب خوختہ کو بند کیا سوائے ابو بکرؓ کے۔

بَابُ فَضْلِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(ص516)(حدیث: 3655)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بعد ابو بکرؓ کی فضیلت ہے اور ابو بکرؓ کی خلافت پر اجماع ہے(فتاوی دار العلوم زکریا 1/123)
- امام احمدؒ: جو لوگ فضیلت دیتے علیؓ کو عثمانؓ پر فقط إزدری بالمھاجرین والأنصار

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا»(حدیث: 3656-.....3678)

- باب استخلاف أبی بکرؓ و کونہ ثانی اثنین اور یہ روایت خلافت پر تقریباً صریح ہے اور ابو بکرؓ کی خلافت پر اجماع ہے(فتاوی دار العلوم زکریا 1/123)
- 22 جمادی الثانیۃ 13ھ وفات پائی سِل کی بیماری سے (ٹی بی)
- ضرب الناس بطعن: 1)لوگوں نے بنالیا باڑا پانی کے پاس

2)ضرب الناس الخیامۃ بعطن جہاں اونٹ ہیں

- 1)سعد بن عبادہؓ: نے بیعت نہیں کی، پھر جب سب نے بیعت کی ابو بکرؓ کے ہاتھ پر تو خاموشی اختیار کیا اور شام چلے گئے، پھر مردہ پائے گئے اور بعض کہتے کہ جنات نے قتل کیا(ص518)

2)دوسرا قول: انہوں نے بھی بیعت کی لیکن چونکہ شرمندہ ہوئے تو شام چلے گئے، علیؓ نے بیعت نہیں کی(یہ بات مشہور ہے) اور 6 مہینے بعد کی تو دوسری روایت موجود ہے: کہ دوسرے دن علیؓ کو بلایا اور ان سے کہا کہ آپ، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دماد ہیں، اُبسُط یدک، فبایعہ، پھر غائب رہے تھے فاطمہؓ کی تیارداری کی وجہ سے، تو بعض لوگوں نے سوچا کہ ناراض ہوئے بیعت سے تو 6 مہینے بعد بیعت کی تجدید کی ان تمام شبہات کو دور کرنے کے لئے۔

- محمد بن حنفیہ کو کیوں خوف تھا جب سوال کیا؟

جواب: انکو خوف تھا کہ علیؓ فتنے میں پڑ جائے قاتلین عثمانؓ کی طرف سے

- ابو بکرؓ کی خلافت کے مضبوط دلائل:

1)عورت کا قصہ کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے پوچھا کہ اگر آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نہ ہو تو کس کے پاس جاؤں تو فرمایا کہ ابو بکرؓ کے پاس

2)بخاری میں ایک حدیث: 7217 - ...فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهْ، لَقَدْ هَمَمْتُ - أَوْ أَرَدْتُ - أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ، أَنْ يَقُولَ: القَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى المُتَمَنُّونَ [ص:81]، ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللَّهُ وَيَدْفَعُ المُؤْمِنُونَ، - أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى المُؤْمِنُونَ - "

3)حدیث میں ہے: مروا أبا بکر فلیصل بالناس(امامت صغری)

4)لایبقین فی المسجد خوختہ إلا خوختہ أبی بکرؓ۔

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ القُرَشِيِّ العَدَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(ص520)(حدیث: 3679-......3694)

- اسلام کو تقویت پہنچائی اور کثیر الإلھام تھے
- خلافت جب آئی تو علیؓ نے کہا کہ میں کسی پر راضی نہیں ہوں مگر عمرؓ پر
- خلیفۃ خلیفۃ رسول اللہ ﷺ اسی لئے کہا کہ: أمّرناک علینا فأنت أمیر المؤمنین۔

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو القُرَشِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث: 3695-3696-3697-3698-3699)

- عثمان: خوب محنت کرنے والا، سعی و جدوجہد کرنے والا۔
- ذوالنورین انکالقب: 1) آپ ﷺ کی 2 بیٹی کی وجہ سے (انکے نکاح میں آئی یک بعد دیگرے)
2) قرآن کو ختم کرتے تھے اور قیام اللیل تو 2 نور ہوئے۔

-ولادت: واقعۂ فیل کے 6 سال بعد، صاحب الھجرتین

-سخی: تبوک کے موقعہ پر 950 بعیر، 500 گھوڑے اور 1000 دینار پیش کئے

-بئر رومۃ کا آدھا حصہ خرید ا20000 یا 35000 درہم اور یہودی مجبور ہوا دوسرے آدھے بیچنے پر

-ابن حیثمان کا گھر مرکز المجاھدین تھا تو جب فتوحات ہونے لگے تو منافقین کو پسند نہیں آیا تو انکو قتل کیا تو ولید بن عقبہ نے قصاص میں شبیل..........وغیرہ کو قتل کیا۔

-اس روایت میں اضطراب ہے: 1) حمران بن أعین نے کہا شرب الخمر اور وہ رافضی ہے اور دوسرا گواہ مجہول نے کہا أنہ تقیأ اور ایک روایت میں صلی رکعتین ہے

- حمران: نفاہ عثمانؓ اور بعض عورتوں سے نکاح کیا عدت میں تو خراب آدمی تھا

2) شاھدین میں ایک حمران اور ایک معلوم نہیں ہے کہ کون ہے۔

3) اس روایت میں نقص، ایک طریق عبد اللہ بن شوذب تک پہنچتا ہے اور وہ پیدا ہوا اس واقعہ کے 56 سال بعد اور دوسرا طریق حضین بن منذر تک پہنچتا جو شرب خمر کی مجلس میں حاض نہیں تھا، ہاں مجلس قضاء میں حاضر تھا، جب عثمانؓ نے حد نافذ کیا، تو شراب پینے کے کوئی ثقہ راوی نہیں ہے۔

4) اس میں شرب خمر پر اتفاق نہیں کہ شرب خمر یا قے ہے

5) عثمانؓ کو یقین تھا کہ یہ خوامخواہ بنایا ہوا واقعہ ہے اسی لئے کہا: نقیم الحدود ویُبوّأ شاھد الزور النار فاصبر یا أخی۔

6) ولید نے کہا کہ دیکھو مجھ پر شرب خمر کا الزام لگا رہے اور ایک دن آپکو قتل کریں گے

-ایک روایت میں ہے کہ 80 کوڑے اور ایک میں 40 تھے اور کوڑے کے دو شاخ تھے یا نصاب شہادت پوری نہیں تھی تو 40 کوڑے لگا کر چھوڑ دیا، ص547 اور یہاں ص522، پر 80 کوڑے مذکور ہیں تو ان پر (ولید بن عقبۃ) 2 ظلم کا الزام لگایا: 1) وإن جاء کم فاسق، 2) شرب خمر کا الزام۔

-تھذیب التھذیب میں ہ: قال أحمد (حمران کے بارے میں) یتشیع ھو وأخوہ۔

بَابُ قِصَّةِ البَيْعَةِ، وَالِاتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِيهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا(ص523)(حدیث: 3700)

- اسمیں عمرؓ کے قتل کا قصہ ہے، قتل عمرؓ یہاں سے اتفاقی معاملہ ظاہر ہوتا ہے لیکن تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ بہت بڑی سازش ہے، ابو لؤلؤ، ہرمزان اور ایک نصرانی: حفیفًا نام لکھتے
- عبد الرحمن بن ابی بکر نے کہا کہ میں آرہا تھا شام کے وقت تو میں نے دیکھا ھرمزان، ابولؤلؤ اور حفیفًا بات کرتے رہے، تو جب میں آیا تو بھاگے اور خنجر گرا تو جب واقعہ ہوا تو خنجر طلب کیا گیا تو دیکھا کہ وہی ہے
- یکم محرم جب عمرؓ کا انتقال ہوا تو عبید اللہ نے جاکر ہرمزان کو قتل کیا اور پھر عثمانؓ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے قصاص کی بات کھڑی کردی تو قصاص نہیں ہوا اسلئے کہ ہرمزان کا بیٹا قمازان دیت پر راضی ہوئے تو عثمانؓ نے ادا کیا۔
- بعض روایت میں ہے کہ محمد میں ابی بکرؓ آئے (جب پیدا ہوئے تو آپ ﷺ حج کے لئے روانہ ہو رہے تھے) تو صغار صحابہؓ میں شمار تو روایت میں آتا ہے کہ عثمانؓ کی داڑھی پکڑ لی اور کہا کہ آپ یوں ہے.... تو عثمانؓ نے کہا، اگر آپکے والد ہوتے... تو یہ روایت صحیح نہیں اور اسمیں متکلم فیہ راوی ہے
- ایک روایت مین محمد بن ابی بکر مصر میں تھے اور عثمانؓ کے خلاف پروپگنڈا سے متأثر ہوئے، پھر جب آئے ملاقات کی عثمانؓ سے اور متاثر ہوئے عثمانؓ کی تقریر سے تو انکو بھیجا خوارج کے قتل کرنے کے لئے تو وہ تائب ہو کر نکلے، تو جب انہوں نے دیکھا کہ دوسرے کے کندھے سے بندوق نہیں چلا سکتے تو بد بختوں نے خود حملہ کیا۔
- عثمانؓ نے محمدؓ کے سامنے اپنے واقعات بیان کیا کہ کیا آپ ﷺ کی دو بیٹی میرے نکاح میں نہیں آئیں، تبوک، بیعۃ الرضوان کے واقعات وغیرہ۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ القُرَشِيِّ الهَاشِمِيِّ أَبِي الحَسَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث: 3701-.....3707)

- ابو طالب کا نام: عبد مناف، علیؓ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے شعب بنی ھاشم میں
- والدہ: فاطمۃ بنت أسد بن ھاشم اور والد کا انتقال آپکی حیات میں ہوا اور جو بات مشہور ہے کہ کعبہ میں پیدا ہوئے تو ھذا الاصح بلکہ حکیم بن حزام پیدا ہوئے تھے کعبہ میں (فتاوی دار العلوم زکریا میں مفصل تحقیق ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں: 1/ 130-133)
- غدیر خم میں جو آپ ﷺ نے فرمایا علیؓ کی شان میں: من کنت مولاہ فعلی مولاہ، یہ خلافت بلا فصل کے لئے نہیں بلکہ دوستی مراد
- 1) اصل انہوں نے ایک جاریۃ لیا مال غنیمت سے تو لوگوں نے شکایت کی

2) دوسری روایت میں ایک شخص نے سواری لی تو دوسرے نے بھی، اسی طرح لیتے رہے تو علیؓ نے منع فرمایا کہ تم اپنی سواری پر سوار ہو یہ مال غنیمت کی سواری کیوں لیتے ہو؟ تو آپ ﷺ کے پاس شکایت لگائی تو پھر یہ فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ

-یحبہ اللہ ورسولہ: خلافت کی دلیل نہیں ہے اسلئے کہ محبت کے الفاظ عائشہؓ، اسامۃؓ سب کے لئے استعمال کیا ہے۔

-عبد الرحمن بن ملجم کو بھیجا علیؓ کو قتل کرنے کے لئے اور مصر میں بکر بن عبد اللہ کو بھیجا تھا عمرو بن العاص کو قتل کرنے کے لئے لیکن چونکہ وہ بیمار تھے تو انکی جگہ دوسرے آدمی آئے تھے نماز پڑھانے کے لئے تو وہ قتل ہوئے (غالبًا خارجۃ نام تھا) اور تیسرا آدمی عبد اللہ بن معاویۃ کو معاویۃؓ کے

پاس بھیجا تو وہ زخمی ہو کر بچ گئے تو جب یہ واقعات ہوئے تو پھر امیر المؤمنین کی حفاظت کا انتظام کیا گیا اور محراب کو مقعر بنایا تاکہ اسمیں شرطی ہو، معاویہؓ کی خلافت میں۔

معاویہؓ اور بعد والے کی زندگیوں میں کچھ تکلفات آئے اور خلفائے اربعہ کی زندگی سیدھی سادی زندگی تھی۔

- حسنؓ 6 مہینے خلیفہ ہوئے اور پھر صلح کیا معاویہؓ سے تو انکو خلافت دی۔

بَابُ مَنَاقِبِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الهَاشِمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(ص526)(حدیث: 3708-3709)

- خلفاء اربعہ کے بعد اقارب کا ذکر کیا تو جعفرؓ علیؓ کے بھائی تھے اور علیؓ سے 10 سال بڑے تھے اور نجاشی بادشاہ کے اسلام لانے کا سبب بنا اور صاحب الھجرتین ہے اور غزوۃ مؤتہ میں شہید ہوئے اور جعفر طیار سے مشہور ہے۔
- آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں اڑتے ہوئے انکو نظر آیا
- آپ ﷺ: أشبهت خَلقي وخلقي

بَابُ ذِكْرِ العَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث: 3710)

- 32ھ میں 84 سال کی عمر میں عثمانؓ کی خلافت میں وفات پائی، آپ ﷺ کے چچا تھے
- وہ شیر جس سے دوسرے شیر ڈرتے ہیں
- اور توسل قرابت کی وجہ سے کیا گیا تھا انکے نام سے۔

بَابُ مَنَاقِبِ قَرَابَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَنْقَبَةِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(حدیث: 3711-3712-3713-3714-3715-3716)

- جو جدّ قریب سے ہے، آل محمد جب اضافت ہے تو درود لکھنے یا پڑھنے کی ضرورت نہیں اسلئے کہ "آل محمد" نام ہے

بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ العَوَّامِ(حدیث: 3717-3718-3719-3720-3721)

- یہ آپ ﷺ کی پھوپھی کا لڑکا ہے: صفیہ بنت عبد المطلب
- أول من سلّ السيف
- قتال جمل میں شہادت پائی (ابن جرمز نے شہید کیا)
- جب علیؓ کو بتایا خوشخبری تو کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: فبشر قاتل ابن الصفية بالنار
- ضربتین فی الیرموک وضربۃ یوم بدر اور دوسری روایت (معمر کی) تو اسمیں تعارض ہے!

جواب: 1) ابن مبارک کی روایت کو ترجیح

2) تطبیق 4 ضربات: یرموک، بدر، یرموک، بدر

3) 5 زخم: یرموک (عاتق سے باہر) یرموک بدر یرموک (فی العاتق) بدر (عاتق سے باہر)

بَابُ ذِكْرِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ(ص527)(حدیث: 3722-3723-3724)

- طلحۃ الخیر یا طلحۃ الجود، عشرۂ مبشرہ سے ہے اور زبیرؓ کے ساتھ لازم رہتے تھے
- قُتل فی الجمل، رماہ رامٍ بسھم غربٍ، اور جو لوگ کہتے کہ مردان مارا غلط ہے، افواہ ہے
- روایات میں آتا ہے کہ انکا بیٹا عمران بن طلحۃ آئے علیؓ کے پاس اور کہا کہ آپنے میرے والد کو قتل کیا اور انکا مال لیا تو علیؓ نے کہا: جاؤ مال الگ پڑا ہے اور ونزعنا مافی صدورھم........ کہ ہم جنت میں ساتھ ہونگے اور انکی شہادت پر علیؓ روئے

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ وَبَنُو زُهْرَةَ أَخْوَالُ(حدیث: 3725-3726-3727-3728)

- کوفہ کے بانی مبانی ہے (چین میں نہیں بلکہ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں) مروان نے.......
- اول رام فی سبیل اللہ اور عقیق قصر میں وفات پائی
- عشرۃ مبشرۃ کا آخری انتقال میں 55ھ 83 سال کی عمر میں
- آپ ﷺ کے ماموں تھے، ایک روایت میں سابع سبعۃ، یہی صحیح ہے اور ثالث ثلاثۃ بالنسبۃ الی الرجال یا علی ظنہ

بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنْهُمْ أَبُو العَاصِ بْنُ الرَّبِيعِ(ص528)(حدیث: 3729)

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(حدیث: 3730-3731)

- متبنی، بیٹے کے درجے میں تھے جاہلیت میں اور صرف انکا نام ہے قرآن میں۔

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ(حدیث: 3732-3733)

- ذکر اسلئے کہا ترجمۃ الباب میں کہ دوسری حدیث میں صرف ذکر ہے اور منقبت نہیں ہے۔

بَابٌ(حدیث: 3734-3735-3736-3737)

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا(ص529)(حدیث: 3738-3739-3740)

- 2630 مرویات اور من قرابۃ حفصۃؓ یعنی بھائی تھے اسی لئے ذکر کیا
- واقعہ لکھا کہ ابن عمرؓ کی ایک بہت خوبصورت باندی تھی تو پھر کہا کہ میری توجہ اسکی طرف زیادہ جارہی ہے، تو آزاد کرکے شادی کرایا اور بچہ پیدا ہوا تو گود میں لیتے اور کہتے واہ لریح فلانۃ
- 64ھ میں وفات ہوئی، حجاج بن یوسف نے کسی کو زہر والا نیزہ دیا جو انکے پاؤں پر لگا تو زہر کی وجہ سے انتقال کرگئے
- تو اصل حرم میں اسلحہ لایا تھا تو ابن عمرؓ کو لگ گیا 84 یا 87 سال کی عمر پائی۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا(حديث: 3741-3742-3743)

- عمار بن یاسرؓ اور انکی ماں سمیہ کو ابو جہل نے قتل کیا تھا، اول شہیدۃ فی الإسلام سُمیۃ
- مشہور ہے کہ عمار صفین میں (جنگ جمل کے ایک سال بعد) شہید ہوئے اور غیر مشہور قول یہ ہے کہ مصر ہی میں گم ہوئے
- حذیفہؓ صاحب سرِّ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور 36ھ میں فات ہوئی۔
- کیوں ذکر کیا حذیفہؓ کا؟ اسلئے کہ صاحب سرّ تھے اور عمار کا ذکر تبعًا آیا ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(ص**530**)(حديث: 3744-3745)

- نام: عامر بن عبد اللہ، عشرۂ مبشرۃ میں سے ہیں اور تمام جنگوں میں شامل تھے
- آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے چہرے مبارک سے حلقہ نکالا جسکی وجہ سے ایک دانت شہید ہوئے
- عبد الرحمن بن عوف کے مناقب ذکر نہیں کیا تو ممکن ہے کہ مصنفؒ کی شرط پر نہیں۔
- ابو عبیدہؓ شام میں 18ھ میں انتقال کر گئے۔

بَابُ مَنَاقِبِ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا(ص**530**)(حديث: 3746)

- حسنؓ 3ھ پیدا ہوئے اور 50ھ میں وفات ہوئی، حسینؓ پیدا ہوئے 4ھ اور شہید ہوئے کربلہ میں 61ھ
- کہتے کہ شمر نے یاسنان نے قتل کیا لیکن اصل یہ ہے کہ شیعہ نے قتل کیا
- ابن کلبی اور ابو مخنف سب الزام لگاتے ہیں سنیوں پر
- جب حسینؓ دفن ہوئے تو شمر نے یاذوالجوشن اور عبید اللہ نے انکے خاندان کو یزید کے پاس پہنچایا شام میں تو انکا اکرام کیا اور پھر کہا کہ کہ اگر آپ لوگ یہاں رہنا چاہتے تو یہاں رہے یا مدینہ منورۃ واپس جائے تو وہاں چلے جائے، اور مدۃ العمر انکے لئے وظیفہ مقرر کی اور جب یزید کو خبر ملی حسینؓ کی شہادت کی تو انگلی دبائی منہ میں، تو نہ شامی، نہ حجازی نے یہ کام کیا بلکہ کوفہ کے لوگوں نے۔
- فینکت: زمین کریدنے لگے تو پھر یہ ترجمہ ترمذی کی روایت کے خلاف ہے
- فجعل یقول (اشارہ) بقضیب فی أنفہ أی فی جانب أنفہ اور یہ بھی ہے۔
- ما رأیت مثل ھذا احسنًا اور ہمارے شارحین اس قول کو مذاق پر محمول کرتے، حالانکہ انسؓ بیٹھے تھے انکے پاس تو انسؓ نے تائید کیا یہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مشابہ ہے۔
- ترمذی میں ص219 ایک روایت ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد کو قتل کیا گیا (قاتل نے کہا کہ میں حسینؓ کا بدلہ لے رہا ہوں حالانکہ خود زندیق تھا قتل کرنے والا) اور کہتے کہ سروں کا مینار لگایا تو ایک سانپ آیا اور.........................
- تو معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں نقص ہے اسمیں اعمش کا عنعنہ ہے اور اشدُّ تدلیسًا سوائے چند شیوخ سے۔
- ابن عمرؓ کہتے کہ اہل عراق نے قتل کیا نہ کہ اہل شام اور یزید وغیرہ کو اہل شام کہتے۔

بَابُ مَنَاقِبِ بِلاَلِ بْنِ رَبَاحٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا(حدیث: 3746-......3753)

- ابو بکرؓ نے انکو خرید اتھا، 5 اوقیہ دے دیا اور نسطاس غلام کو بھی دیا اسلئے کہ امیۃ بن خلف سخت تکلیف پہنچارہا تھا
- والدہ کا نام: حمامۃ، پھر بلالؓ نے امیۃ کو قتل کیا، فقد اَدرکت ثارک
- حمص میں یا دمشق میں مدفون ہوئے اور وفات 17 یا 18 یا 20ھ میں ہوئی۔
- سکن الشام مرابطًا فی زمن عمرؓ، پھر طاعون عمواس سے شہید ہوئے۔
- اصل حبشہ سے
- اور ارتجاج والی روایت کو اکثر نے موضوع کہا: کہ اذان دی تو زلزلہ آیا اور لڑکیاں گھروں سے نکلی

بَابُ ذِكْرِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا(ص531)(حدیث: 3754-3755)

- حکمۃ: نور یفرق بہ بین الصحیح والباطل؛ وفات 68ھ طائف میں۔

بَاب مَنَاقِبِ خالد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث: 3756)

- وفات 21ھ، اہل ردت کے قتال اور فتح البلاد میں انکا بڑا کارنامہ ہے
- سیف من سیوف اللہ: اشارہ ہے کہ تلوار توڑتی خود نہیں، تو دوسروں کو قتل کرے گا اور خود قتل نہیں ہو گا کسی سے۔
- انسؓ بصرہ میں، سھل بن سعد کوفہ میں اور فضل بن عباس شام میں مدفون ہیں۔

(حدیث: 3757)

بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث: 3758)

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث: 3759-3760-3761-3762-3763)

- ابن مسعودؓ: 32ھ میں وفات ہوئی اور 60 سال کی عمر سے متجاوز تھے اور بقیع میں مدفون ہوئے
- مستدرک للحاکم: 5376 - حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ: «إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ هَدْيًا وَسَمْتًا وَدَلًّا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ مِنْ حِينِ يَخْرُجُ إِلَى حِينِ يَرْجِعُ، فَمَا أَدْرِي مَا فِي بَيْتِهِ، وَلَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ أَقْرَبِهِمْ وَسِيلَةً عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

5387 وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " رضيت لأمتي ما رضي لها ابن أم عبدٍ ".

- معصوم: جو واجب العصمۃ ہو (جیسے انبیاء) اور محفوظ: جو جائز العصمۃ ہو (جیسے اولیاء)

بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حديث: 3764-3765-3766)

- آنے والی روایات میں صرف انکا تذکرہ ہے؛ 41ھ سب ان پر متفق ہوئے اور کہتے ہیں کہ یوم حدیبیہ سے اسلام لائے لیکن ظاہر نہیں کیا تھا باپ کے خوف سے اور ام حبیبہؓ کے بھائی ہیں۔
- آپ ﷺ نے انکو دعادی چنانچہ ترمذی میں روایت ہے:3842 - ... عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ.
- بعض کہتے کہ عبدالرحمن بن عمیرۃ نے نہیں سنا آپ ﷺ سے لیکن امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں تصریح کی ہے کہ سنا ہے۔
- مارأیت أحدًا أقضى من معاویۃؓ
- مسلم کی روایت ہے:96 - (2604) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ، ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، - وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى - قَالَا: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْقَصَّابِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ، قَالَ فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً، وَقَالَ: «اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ» قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِيَ: «اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ» قَالَ: فَجِئْتُ فَقُلْتُ: هُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ: «لَا أَشْبَعَ اللهُ بَطْنَهُ» قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: قُلْتُ لِأُمَيَّةَ: مَا حَطَأَنِي؟ قَالَ: قَفَدَنِي قَفْدَةً.
- لیکن سند میں ابوحمزۃ بن قصاب (عمران بن عطاء) تونسائی اور ابوداؤد نے تضعیف کی
- طحاوی کی روایت ہے جو ابن عباسؓ سے مروی ہے:1719 - أن أبا غسان مالك بن يحيى الهمداني حدثنا قال: ثنا عبد الوهاب بن عطاء , قال: أنا عمران بن حدير , عن عكرمة أنه قال: كنت مع ابن عباس عند معاوية نتحدث حتى ذهب هزيع من الليل , فقام معاوية , فركع ركعة واحدة , فقال ابن عباس: «من أين ترى أخذها الحمار».
- لیکن یہ روایت ضعیف ہے اسلئے کہ سند میں عبدالوہاب بن عطاء ہے۔
- حمران بن اعین: رافضی ہے جسنے ولید بن عقبہ پر الزام لگایا اور پہلے حمران بن ابان پر بھی کلام ہے لیکن الگ ہے۔
- معاویہؓ نے ام حبیبہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ سے روایت لی ہے اور ابن عباسؓ نے معاویہؓ سے بھی لی ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا(ص532)(حديث: 3767)

- فاطمۃ البطولۃ، حسینؓ، حسنؓ اور محسنؓ کی ماں
- فاطمۃؓ بہتر ہے نسبًا عائشۃؓ سے اور عائشۃؓ بہتر ہے علمًا اور مریم علیھا السلام بہتر ہے امم سابقہ میں (تو یہ فضیلت نسبی ہے) اور خدیجۃؓ بہتر ہے اس نسبت سے کہ ابتداء میں اسلام کے پھیلانے کے لئے تکالیف کو برداشت کیا
- فاطمۃؓ کا مہر 480 درہم تھا۔

بَابُ فَضْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا(حديث: 3768-....3775)

- 58ھ میں ابوھریرۃؓ نے جنازہ پڑھایا اور عائشۃؓ نے جبریلؑ کو دیکھا ہے ایک مرتبہ دحیۃ کلبی کی شکل میں
- چونکہ خالہ بہ منزلہ ام ہے اسلئے کہا کہ آپ ام عبداللہ ہے اور جبریلؑ نے سلام بھیجا عائشۃؓ کے لئے
- ثرید اسلئے بہتر ہے کہ أفضل طعام العرب ولأنہ أھضم وألذ ولأن فیہ خبزٌ و لحمٌ اور لحم سید الطعام ہے اور نظام ہاضمہ کے لئے بہت بہتر ہے۔

63 – كتاب مناقب الأنصار(حديث:3776-3948)

بَابُ مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ(ص533) (حديث:3776-3777-3778)

- انصار، ناصر یا نصیر کی جمع ہے
- سوال: انصار جمع قلت ہے

جواب: جب جمع قلت پر "ال" داخل ہو جائے تو کثرت پر دال ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَوْلاَ الهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ»(حديث:3779)

بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ المُهَاجِرِينَ، وَالأَنْصَارِ(حديث:3780-3781-3782)

- آپ ﷺ نے اخوت قائم کی اور یہ اسلامی اخوت کے علاوہ ہے اور ہر وقت ایک دوسرے کی مدد میں رہتے تھے

بَابُ حُبِّ الأَنْصَارِ(ص534)(حديث:3783-3784)

- انصار سے من حیث الأنصار محبت رکھنا من الإیمان ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ: «أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ»(حديث:3785-3786)

- یہاں آپ ﷺ کی محبوبیت کا ذکر اور ما قبل عام ہے
- مثلاً: 1) منتصبًا: کھڑا ہونا، سیدھا؛ 2) ممتنًّا: احسان کرتے ہوئے

بَابُ أَتْبَاعِ الأَنْصَارِ(حديث:3787-3788)

- یعنی انصار کے تابعدار، خلفاء معتقین اور آپ ﷺ کے تابعدار انصار تھے تو انصار کے خدام واولاد بھی۔

بَابُ فَضْلِ دُورِ الأَنْصَارِ(حديث:3789-3790-3791)

- یہاں قبیلہ مراد ہے
- خیر: جو اسلام کی طرف سبقت کر چکے یا جو صفات حمیدۃ حاصل کر چکے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ: «اصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الحَوْضِ»(ص535)(حديث:3792-3793-3794)

- اشارۃ إلی مغفرۃ الأنصار اسلئے کہ حوض پر خوشی، علامت ہے۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَصْلِحِ الأَنْصَارَ، وَالمُهَاجِرَةَ»(حديث:3795-3796-3797)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ: {وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ} [الحشر: 9] (حديث:3798)

- انصار خود تکلیف برداشت کرتے تھے اور دوسروں کو راحت پہنچاتے تھے
- اشکال: بچوں پر ظلم ہوا، بغیر کھلانے کے سلایا؟!

جواب: 1) بچے عادۃً کھانا مانگتے ورنہ انکو ضرورت نہیں ہے۔

2) حسن النیۃ مع قبح العمل، مفید عند الجھل

-پہلا جواب بہتر ہے اسلئے کہ اگر بھوک تو نیند نہیں آتی

-پیٹ پر بتھر باندھنے سے کمر سیدھی ہو جاتی یا پیٹ میں چھڑی چلتی بھوک کی وجہ سے، تو پتھر باندھنے سے محسوس نہیں ہوتی۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ»(حديث: 3799-3800-3801)

- 1) کرشی: مطلب جیسے توشہ دان اور جامہ دان، ان دونوں کی حفاظت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے تو اسی طرح تم انصار کی حفاظت کا زیادہ خیال رکھو۔

2) جیسے ہر آدمی کے لئے توشہ دان ضروری ہے جسمیں وہ روٹی، غلہ رکھتا ہے اور جامہ دان تو اسی طرح انصار کا وجود اور خدمت ہمارے لئے ضروری ہے۔

3) جیسے توشہ دان یعنی معدہ اندر ہے (پیٹ) اور عیبۃ (کپڑے رکھنے کا بکس) باہر ہے تو اسی طرح گھر اور اندر کے مشورے ان سے کرتے اور باہر کے مشورے ان سے بھی کرتا ہوں۔

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حديث:3802-3803-3804)

- کبیر الأوس؛ خزرج، اوس کا حصہ ہے تو اصل جابرؓ کی خطاء ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ لم یمنعنی کونی من الخزرج اَن اَری الحقّ

بَابُ مَنْقَبَةِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا(ص537)(حديث:3805)

- یہ دونوں اکثر ساتھ رہتے تھے؛ عائشہؓ سے مروی کہ 3 انصار ہیں جو انکے برابر نہیں ہیں: اسید، عباد اور سعد بن معاذؓ۔

بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حديث:3806)

- 18ھ طاعون عمواس میں جو مشہور تھا انتقال کر گئے اور انکی قبر اردن میں ہے (اسرائیل کے قریب)
- سالم: وفات: 14ھ ابو حذیفۃ کا نام ھاشم یا ھُشَیم یا مُھَشّم

بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث:3807)

بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث:3808-3809)

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث:3810)

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث:3811)

- ام سلیم سے شادی کی اور اسکی وجہ سے اسلام لائے

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلاَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث:3812-3813-3814)

- اشکال: عشرۃ مبشرۃ.........

جواب: 1)بعد وفات العشرۃ المبشرۃ

2)حدیث بشارت نہیں سنی تھی؛ 3)علی سبیل الانفراد

-آپ ﷺ نے اس جملے کا انکار کیا"ھذا رجل من أھل الجنۃ"اور پھر اشارہ ہے کہ جنتی ہوگا

جواب: 1)انہوں نے سعد والی حدیث نہیں سنی

2)یا سنی تو ہے لیکن تواضعًا فرمایا

3)عبد اللہ بن سلام نے ان لوگوں کے تعجب کو رد کیا جو انکے جنتی ہونے پر تعجب کرتے تھے

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا(حدیث:3815-......3821)

- خدیجہؓ کو طاھرۃ کہتے تھے اور وزیرۃ الصدق للنبی ﷺ
- اہل سنت: عائشہؓ سب سے بہتر اور تمہید میں ابو الشکور سالمی نے لکھا اور فاطمہؓ سب سے بہتر یہ شیعوں کا مسلک ہے۔
- بعض کہتے کہ فاطمہؓ افضل ہونا چاہئے کہ آپ ﷺ کا ٹکڑا ہے تو پھر بنات میں تخصیص نہیں ہونا چاہئے اور بعض کہتے کہ: وہ ٹکڑا علیؓ کے پاس گیا اور خدیجہؓ اور عائشہؓ دوسرے کے ٹکڑے ہیں لیکن مل گئے آپ ﷺ کے ساتھ۔
- بعض کہتے کہ اہل مع الزوج جنت میں داخل ہونگے

بَابُ ذِكْرِ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ البَجَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(ص539)(حدیث:3822-3823)

- جریرؓ: بعض کہتے کہ آپ ﷺ کی وفات سے 4دن پہلے اسلام قبول کیا تو یہ صحیح نہیں بلکہ تقریبًا 6مہینے پہلے اسلئے کہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: استنصت الناسَ۔

بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ اليَمَانِ العَبْسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث:3824)

- سوال: حذیفہؓ کا کیوں دوبارہ ذکر آیا؟

جواب: 1) یہاں یمن کا ذکر مقصود ہے اور حذیفہؓ تبعًا آیا

2) یہاں مقصود شیاطین کی دشمنی ہے اسلام و مسلمانوں سے اور کہتے کہ انکے باپ کو یمان کہتے اسلئے کہ کسی کو قتل کیا اور مدینہ منورہ بھاگ گئے اور معاہدہ قسمیہ کیا (یمان کا معنی)

-حزن کو خیر کیا اسلئے کہ جب رونا دھونا نہ ہو۔

بَابُ ذِكْرِ هِنْدٍ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا(حدیث:3825)

- ترجمۃ الباب کا مقصد: اسلام لانے سے پہلے عورتوں کی عداوت؛ والد: عتبہ اور چچا: شیبۃ، بدر میں قتل کئے گئے۔
- پہلے فکیھۃ بن مغیرۃ سے شادی کی اور بہت غیرت والی عورت تھی اور جب آپ ﷺ نے بیعت لی کہ زنا نہیں کرے گی تو کہ: ھل تزنی الحرۃ؟ اور معاویہؓ کی والدہ ہے اور ام حبیبہؓ کی۔
- شیعہ کہتے کہ کانت من الزانیات (نعوذ باللہ من ذلک)

بَابُ حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ(حدیث:3826-3827-3828)

- اہل جاہلیت کے بعض محاسن کا ذکر اور توحید کا ذکر
- کہتے ہیں کہ زید بن عمرو اہل جنت سے ہے
- یغفر اللہ لہ فإنہ مات علی دین إبراھیم
- وہ کہتے تھے: إلٰہی
- شعر: أربًّا واحدًا ام ألف رب.....
- عمرؓ کے ابن العم ہے اور سعید بن زیدؓ کے والد جو عشرۃ مبشرۃ سے ہے
- عمرؓ کی بیوی سعید بن زیدؓ کی بہن اور عمرؓ کی بہن سعیدؓ کے نکاح میں تھی۔

بَابُ بُنْيَانِ الكَعْبَةِ(حدیث:3829-3830)

- آپ ﷺ کی عمر 35 سال کی تھی اصح قول کے مطابق

بَابُ أَيَّامِ الجَاهِلِيَّةِ(حدیث:3831-.........3844)

- قبل البعثۃ کے جاہلیت کے ایام یا فترۃ: ایک نبی کے احکام ختم: زوال الدین السابق وعدم نزول الدین اللاحق، اختتام الدین الأول

بَابُ القَسَامَةِ فِي الجَاهِلِيَّةِ (حدیث:3845-3846-3847-3848-3849-3850)

- ایک حدیث میں ہے کہ جاہلیت کے قسامت کو برقرار رکھا اور اس حدیث میں ہے کہ مدعی علیہ نے قسم کھائی جیسے احناف کہتے۔
- حطیم نہ کہنے کا کیا مطلب؟

جواب: 1) حطیم اس معنے میں کہنا کہ مقطوع من الکعبۃ، ہاں جاہلیت کے معنے سے حطیم نہ کہو جس کا مطلب دفع کرنا۔

2) حطیم مت کہو دالاً علی مایفعلہ الجاھلیۃ، ہاں کہہ سکتے لکونہ مقطوع من الکعبۃ یا اس معنے کے بھیر ہوتی ہے وہاں۔

-بندروں کا قصہ: اشکال: بندر مکلف ہے؟ زنا کا تصور اور کتاب و نبوت کہاں؟

جواب: بعض حضرات نے واقعہ کا انکار کیا لیکن واقعہ ثابت ہے

1) عمرو بن میمون جنات کو دیکھا تھا اور رجم کا حکم تھا اہل کتاب میں تو جنات تھے فی شکل القردۃ

2) بعض حیوانات میں انسانوں کی صفات اور شعور ہوتے جنمیں سے بندر شامل ہیں اسی لئے داڑون نے یہ نظریہ رکھا کہ بندر ترقی کر کے انسان بنا۔

قاری طیبؒ نے واقعہ نقل کیا: کہ بندروں چھتوں پر آتے تھے اور نقصان پہنچاتے تھے تو روٹی رکھا زہر کے ساتھ، تو سب نے کھایا، پھر حکیم بندر کے پاس جاکر پتے حاصل کئے جس کی وجہ سے پتے بھی کھاتے رہے اور روٹی بھی

- ابن حجر نے گھوڑی اور اسکا بچہ کا قصہ نقل کیا ہے
- اس طرح مشہور ہے کبوتروں میں کہ انمیں زوجیت کا رواج ہے
- شعر: وکنا کزوج حمامے فی أیکۃ متمتعین بصحۃ وشباب

دخل الزمان بنا ففرق بیننا اِن الزمان مفرّق الأحباب

- تو جس طرح ان میں بیوی شوہر کا تصور ہے تو بعض بندروں میں بھی، تو پتھروں کا مارنا طبعی چیز تھی نہ کہ شرعی۔

3) یہ ان بندروں کی نسل سے تھے جو ممسوخ ہو چکے تھے اور جنمیں عقل و شعور باقی تھے (ھذا الایصح) اسلئے کہ ان اللہ تعالی لم یجعل للمنسوخ عقبًا

4) یہ بندر ان بندروں کے ساتھ رہے جو ممسوخ ہوئے اور مر گئے تو ان سے سیکھا (ھذا الایصح)

-رجم کا حکم بنواسرائیل میں تھا اور اسلام میں بھی ہے۔

آج کل بعض لوگ رجم کا انکار کرتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے کہ "ولھن ما علی المحصنات من العذاب"

جواب: اسمیں محصنات سے مراد باکرہ آزاد عورت ہے یعنی محصنات کا یہ بھی معنی مراد کہ شادی شدہ مراد نہیں بلکہ الأحرار الباکرۃ

انکی دوسری دلیل: الزانیۃ والزانی عام ہے!

جواب: 1) الزانیۃ والزانی: عام خص عنہ البعض ہے اور یجعل اللہ لھن سبیلاً اور دوسری حدیث سے معلوم ہوئی کہ اگر شادی شدہ زنا کرے تو رجم ہے۔ 2) یا الزانیۃ والزانی سے مراد غیر شادی شدہ کیونکہ آگے آیا ہے کہ زانی شادی نہ کرے مگر زانیہ سے اسی طرح برعکس ہے۔

اس پر مفصل لکھا گیا ہے فتاوی دار العلوم زکریا میں، وہاں ملاحظہ فرمائیں (4/510-530)

-اشکال: رجم کے واقعات جلد سے پہلے جب جلد آیا تو رجم ختم؟

جواب: جلد کا حکم 5ھ میں آیا اور رجم بعد میں آیا۔

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(حدیث:3851)

- جاہلیت کے زمانے کے بعد آپ ﷺ کی بعثت کا ذکر
- آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی رمضان میں یا ربیع الأول پہلی مرتبہ اور آپکی عمر 40 سال اور 6 مہینے کی تھی
- ابن کلبی: ولادت رمضان میں ہوئی آپ ﷺ کی تو پھر اس قول کے مطابق آپ ﷺ کی عمر 40 سال۔
- آپ ﷺ کے آباءواجداد میں سے کہتے ہیں کہ عدنان، معد، ربیعۃ، مضر، خزیمۃ، ابراھیمؑ کے دین پر تھے
- عبد المطلب آپکے دادا تھے اور نام عامر یاشیبۃ الحمد اور عبد المطلب اسلئے کہتے کہ اپنے چچا کے ساتھ آرہے تھے اور پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور مدینہ منورہ سے آرہے تھے اور انکے والد کا انتقال ہوا تھا تو جب آرہے تھے تو کسی نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو جواب دیا عبد المطلب یعنی چچا کا بیٹا ہے تو یہی نام مشہور ہوا۔
- صحابہ میں سے ایک صحابی کا نام عبد المطلب ہے تو یہ نام رکھنا جائز ہے اور اسکا مطلب یہ ہو گا کہ چچا کا خادم
- ھاشم: نام عمرو تھا اور ثرید بانٹتا تھا لوگوں کو یعنی روٹی کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تو اسی لئے ھاشم کا نام پڑ گیا
- عبد مناف: انکا نام مغیرۃ تھا لیکن عبد مناف صنم کی طرف منسوب ہے
- قصی: دور، اپنی بستی سے دور رہتا تھا
- کلاب: نام: حکیم: شکاری کتوں سے محبت رکھتا تھا
- کعب: اونچے مرتبہ والا؛ لؤی: بیل یالوی یلوی لیًّا: لواء الجیش: لشکر کے جھنڈے والے یا لطخ
- فِہر: بعض کہتے کہ اسکے اولاد قریش، اور معنی: دوائی کوٹنے کا پتھر یا موٹے کے معنے میں ہے۔
- نضر: ترو تازہ؛ کنانۃ: چھپانا؛ خزیمہ: اصلاح کرنا؛ مدرکۃ: پانے والا؛ الیاس: شُجاع یایأس: امید؛ مُضَر: کٹھا؛ نزار: قلیل النظیر؛ معد: سونا یاقوت کو کہتے؛ عدنان: کسی جگہ مقیم ہونا
- اور اسکے آگے آپ ﷺ کہتے تھے کہ کذب النسابون اور مصنفؒ نے تاریخ کبیر میں ابراھیمؑ تک بیان کیا اور وہ تاریخی روایت ہے، حدیث نہیں۔

بَابُ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مِنَ المُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ(حدیث:3852-3853-3854-3855-3856)

- مکہ مکرمہ میں جو تکلیف پہنچی ہے اسکا بیان
- متوسد بردہ: چادر کو تکیہ بنایا
- ھذا الأمر: ھذا الدین
- خلاصہ یہ ہے کہ دین مکمل ہونے سے پہلے مشقت اٹھانا پڑے گا یعنی برداشت کرنا پڑے گا
- کافرا: 1) امیۃ بن خلف؛ 2) ولید بن مغیرۃ
- سلا جزور: بچہ دانی یعنی وہ جھلی جسمیں بچہ ہو۔
- فجزاؤہ جھنم: (ومن یقتل مؤمنا متعمدا)

1) بعض حضرات کہتے: کہ یہ محمول ہے اس وقت جب حلال سمجھے قتل کو کیونکہ یہ مقیس بن ضبابۃ کے بارے میں نازل ہوئی

قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما. «لا تقبل توبة قاتل المؤمن عمداً» . ولعله أراد به التشديد إذ روي عنه خلافه. والجمهور على أنه مخصوص بمن لم يتب لقوله تعالى: وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تابَ ونحوه وهو عندنا إما مخصوص بالمستحل له كما ذكره عكرمة وغيره، ويؤيده أنه نزل في مقيس بن ضبابة وجد أخاه هشاماً قتيلاً في بني النجار ولم يظهر قاتله، فأمرهم رسول الله صلّى الله عليه وسلّم أن يدفعوا إليه ديته فدفعوا إليه ثم حمل على مسلم فقتله ورجع إلى مكة مرتداً، أو المراد بالخلود المكث الطويل فإن الدلائل متظاهرة على أن عصاة المسلمين لا يدوم عذابهم.(تفسير البيضاوى)

- 2)خالداً کا مطلب: مدۃ طویلۃً

3)ابن عباسؓ کا قول یہ ہے کہ عام مسلمان کے لئے یہ حکم ہے جو قصداً قتل کر دے تو وہ ہمیشہ جہنم میں ہے
لیکن آپکو بتایا تھا کہ ابن عباس کا فتوی اسکو دیتے ہیں جو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تا کہ قتل سے وہ باز آجائے اور جو قتل کر چکے تو اسکے لئے دوسرے قول ہے۔

- لأولئک: یہ 9 مسلمانوں کے لئے
- جیسے اوپر مذکور ہے مقیس بن ضبابۃ کا قصہ کہ اپنے بھائی کو مقتول پایا تو انکو دیت دلوایا، پھر بھی بعد میں ایک مسلم پر حملہ کیا اور قتل کیا۔

بَابُ إِسْلاَمِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(ص**544**)(حدیث:3857)

- یعنی بعثت کی ابتداء کے واقعات اسلئے کہ ابو بکرؓ پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہے
- اور اسلام لانے میں پہل کرنے والوں میں سے 5 عبد بھی ہیں: 1)بلالؓ، 2)زید بن حارثہؓ؛ 3)عامر بن فُھیرۃؓ؛ 4)یاسرؓ؛ 5)ابو فکیھۃ
- پھر سبقت کرنے والوں میں سے 2 عورتیں بھی ہیں: 1)خدیجۃؓ اور 2)صفیہؓ یا ام ایمنؓ

بَابُ إِسْلاَمِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث:3858)

بَابُ ذِكْرِ الجِنِّ(حدیث:3859-3860)

- جن نصیبین: یہ بھی ابتداء البعثۃ کا واقعہ ہے نہ کہ ابو ھریرۃؓ والی روایت اسلئے کہ یہ بعد میں اسلام لائے
- نصیب: وہ جگہ ہے بین الشام والعراق
- من طعام الجن: 1)عظم یعنی ہڈی کو چاٹتے ہیں اور روث کو سونگھتے ہیں

2)عظم جن کے لئے اور روث انکے دواب کے لئے

بَابُ إِسْلاَمِ أَبِي ذَرٍّ الغِفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث:3861)

- ابو ذرؓ کا اسلام کا واقعہ بھی ابتداء البعثۃ کا واقعہ
- اریق الماء: ایک روایت میں 1)پیشاب بہانا

2)چھوٹے.............کرکے بہانا یا ممکن ہے کہ دونوں بات ہو۔

بَابُ إِسْلاَمِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث:3862)

- یہ فاطمۃ بن خطاب ؓکا شوہر ہے اور وہی دونوں ہیں جب عمرؓ تلوار لے کے نکلے تھے انکے گھر کی طرف اور پھر بعد میں اسلام قبول کیا۔
- مقصد یہ ہے کہ سعید بن زیدؓ کہتے تھے کہ پہلے زمانے میں اسلام کے مخالفین مسلمانوں کو ضرب پہنچاتے تھے،اب اسلام کے موافقین میں منافقین بھی شامل ہیں اور وہ اذیت پہنچاتے ہیں مسلمانون کو اور حضرت عثمانؓ کے خلاف اصل منافقین تھے جن میں موافقین بھی شامل تھے۔

بَابُ إِسْلاَمِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(ص**545**)(حدیث:3863-3864-3865-3866-3867)

- رجل جمیل:عمرؓ نے تین باتیں کہی:1)کہ وہ اسلام میں تھا لیکن پہلے سے کافر تھا
2)یا یہ آدمی اپنی جاہلیت پر تھا یعنی کافر تھا
3)یا دونوں باتیں غلط
-رجل مسلم:اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان ہے

بَابُ انْشِقَاقِ القَمَرِ(حدیث:3868-3869-3870-3871)

- شقین، قطعتین
- مسلم کی روایت میں مرتین اور مراد شقتین ہے

بَابُ هِجْرَةِ الحَبَشَةِ(حدیث:3872-3873-3874-3875-3876)

- محل ترجمۃ الباب:الھجرتین الاولین؛4ھ یا 5ھ میں واقع ہوئی۔
- وصحبت رسول اللہ ﷺ: معلوم ہوا کہ سامنے تعریف کرنا جائز ہے جبتک مصلحت ہو اور حق بات ہو
- بالحق:شرب خمر کا الزام لگایا تھا اور حمران مولی عثمان شاھد(ص522پر80 کوڑے ہیں)
جواب:1)عدد اقل عدد اکثر میں آگیا ہے
2)ایسا کوڑا استعمال کیا جسمیں 2شاخیں تھیں
3)جب شہادت پوری نہیں تھی تو حد بھی پورا نہیں
4) 80کا ارادہ تھا لیکن 40پر اکتفاء کیا۔

بَابُ مَوْتِ النَّجَاشِيِّ(حدیث:3877-3878-3879-3880-3881)

- جب صحابہؓ حبشہ گئے تو بادشاہ مسلمان ہوئے اور بعض لوگ بھی اور 9ھ میں وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان پر غائبانہ جنازہ پڑھا

بَابُ تَقَاسُمِ المُشْرِكِينَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(ص548)(حدیث:3882)

- بوئے کوٹ پر مشرکین نے قسم کھائی تھی کہ آپ ﷺ کی قوم کو الگ کریں گے کہ انکو شعب مکہ میں نکالیں گے اور ایک ظالمانہ صحیفۃ لکھا اور جس نے لکھا اسکا نام منصور بن عکرمۃ تھا جس کی وجہ سے اسکا ہاتھ بعد میں شل ہو گیا تھا۔

بَابُ قِصَّةِ أَبِي طَالِبٍ(حدیث:3883-3884-3885)

- فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین:1)تو یہاں شفاعت مفید نہین لیکن شفاعۃ تخفیف العذاب کے لئے مفید ہے
2) آپ ﷺ نے شفاعت فرمائی لیکن خدمتُہ قامت مقام شفاعۃ النبی ﷺ۔

بَابُ حَدِيثِ الإِسْرَاءِ(حدیث:3886)

- اسراء یہ بھی 10 نبوی کا واقعہ ہے اصح قول کے مطابق اور معلوم ہوا کہ اسراء: مسجد اقصی تک کا سفر ہے اور بعد میں معراج کہتے
- تجلی: عام اجمالی یا وہ علم جو کسی کا عکس یا رؤیۃ الشیء فی المرتبۃ الثانیۃ
- اس روایت میں انبیاء کی ملاقات کو تفصیل و حکم ہے
- آدمؑ: پہلے باپ سے ملاقات ہوئی: اب الناس؛ پھر اشبہ سے: یوسفؑ
- پھر ادریسؑ أشبہ فی الدعوۃ، پھر ھارون و موسیؑ أشبہ فی الدین والجھاد
- ابراھیمؑ سے اسلیئے کہ أشبہ فی الصورۃ اور اب الانبیاء ہیں۔
- یحییؑ و عیسیؑ کو ابنا خالۃ کہا مجازاً یا تاریخ مرجوح اور حدیث راجح ہے یا ممکن ہے کہ عیسیؑ یا یحییؑ کے لئے ماں، ابنا خالۃ یعنی مریمؑ اور یحییؑ اور ممکن ہے کہ نانی کا دودھ پیا ہو
- شاہ صاحب: غیب کی چیزوں کو دیکھنے کے لئے رؤیا سے بہتر کوئی لفظ نہیں۔

بَابُ المِعْرَاجِ(ص549)(حدیث:3887-3888)

- معراج کا معنی سیڑھی ہے یعنی سیڑھی پر چڑھنا۔
- براق: برق سے ہے تو کیوں براق کہتے ؟: 1)اسکا رنگ چمکتا تھا
2)برق سے ہے یعنی برق آیا اور آپ ﷺ کو اٹھا کر بجلی کی طرح لے گئے سفر میں۔

-اشکال: انبیاء کا جسم زمین میں ہے تو آسمان میں کیسے ملاقات کی پھر ؟
جواب:1)جسد کے ساتھ روح کا تعلق ہے اور روح متشکل ہو جاتی
2)زمین سے انکو وہاں حاضر کیا گیا آپ ﷺ کے اکرام کے لئے اور کچھ دیر کے لئے۔

بَابُ وُفُودِ الأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ، وَبَيْعَةِ العَقَبَةِ(ص550)(حدیث:3889-3890-3891-3892-3893)

- وفود: انصار کا آنا آپ ﷺ کے پاس وفد کی شکل میں اور وفد: مہمانوں کے آنے کو کہتے
- سن 11 نبوی میں منی میں موسم حج میں 6 آدمی آئے اور مسلمان ہوئے اور بیعت نہیں ہوئی اور کہا کہ مشورہ کریں گے
- سن 12 نبوی میں 12 افراد آئے اور بیعت کی اور سن 13 بنوی میں 17 آدمی اور 2 عورتیں آئیں اور اسلام قبول کرکے بیعت لی اور یہی ہجرت کا مقدمہ بنا ہے۔

بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ، وَقُدُومِهَا المَدِينَةَ، وَبِنَائِهِ بِهَا(ص**551**)(حدیث:3894-3895-3896)

- منکرین حدیث انکار کرتے اور کہتے کہ راویوں سے سقوط ہوا
- ست سے عشرۃ ساقط تو پھر سنۃ آنا چاہئے تھا
- حتیٰ إذا بلغوا النکاح کا مطلب ثمر النکاح یعنی بچے بلوغ کے بعد پیدا ہوئے
- 1) اسماءؓ 73ھ 100 سال کی عمر تھی تو اس حساب سے ہجرت کے موقعہ پر 27 سال کی تھی اور اسماء اور عائشہؓ سے 10 سال کا فرق ہے تو عائشہؓ کی عمر 17 سال تھی اور نکاح کے وقت 19 سال کی (مشکوۃ کے اکمال میں وفات اسماءؓ کی تاریخ لکھی ہے)
2) دوسری روایت میں ہے کہ عائشہؓ 20 سال سے کم ہے اسماءؓ سے
3) فاطمہؓ کی عمر آپ ﷺ کی وفات کے وقت 30 سال کی تھی اور عائشہؓ ان سے 5 سال کم ہے تو آپ ﷺ کی وفات کے وقت 25 سال کی تھی تو ہجرت کے وقت 15 سال کی تھی اور 2 سال بعد نکاح ہوا تھا تو 17 سال کی تھی یہ بھی صحیح نہیں اسلئے کہ دوسری روایت میں آپ ﷺ کی وفات پر فاطمہؓ کی عمر 24 سال کی تو پھر ہجرت کے وقت 14 سال کی تھی اور 5 سال کم تھی تو 9 سال کی عمر تھی عائشہؓ کی ہجرت کے وقت۔

-اشکال: نکاح مناسب نہین اتنی چھوٹی بچی کے ساتھ!

جواب: ایک ہے نکاح اور ایک ہے جماع تو یہاں خلوت کا ذکر ہے نہ کہ جماع۔

- آپ ﷺ بے شمار علوم کے حامل تھے تو آپ ﷺ کو ایسی تلمیذۃ کی ضرورت تھی تا کہ آپ ﷺ کے علوم کو منتقل کرے عورتوں میں بھی اور سب سے موزوں وہی تھی اور سب سے زیادہ روایات نقل کرنے والوں میں سے عائشہؓ کا نمبر 4 پر ہے (1) ابو ھریرۃؓ؛ 2) ابن عمرؓ؛ 3) انسؓ؛ 4) عائشہؓ) اور بالفرض اگر ہم بستری بھی ہو تو روایت میں آتی ہے کہ عائشہؓ کے والدہ انکو مختلف چیزیں کھلاتی تھی تا کہ صحت اچھی ہو جائے۔
- اور اعتراض اس وقت ہوتا ہے کہ تمام بیویاں ادھیر عمر کی ہو لیکن سب معمر تھیں اور ایک نابالغہ لڑکی ہے تو یہ پوچھنا چاہئے کہ اسمیں کیا حکمت ہے تو اس سے بھی یہ حکم ہمیں معلوم ہوا کہ ناالغہ لڑکی سے نکاح جائز ہے ضرورت کے وقا اور آپ ﷺ رسول للعالمین ہیں نہ صرف بالغات کے رسول ہیں، تو اسی طرح اگر کسی کے والدین کا انتقال ہوا (مثلاً اکسیڈنٹ میں) اور صرف بچی باقی رہی تو اگر چچا کے لڑکوں کے ساتھ رکھے تو ظلم ہو گا اس پر اسی لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اسکی شادی کرائے۔

- اشکال: خواب تو اللہ تعالی ہی کی طرف ہے تو شک کیوں کی؟
جواب: 1) اگر اسکی تعبیر نکلے گی دنیا میں تو دنیا میں ہو گی
2) کبھی خواب محتاج تعبیر ہے تو شک اسلئے ہے کہ اسکی تعبیر عائشہؓ ہی ہے یا کوئی اور
-حاشیہ پر دیکھئے

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى المَدِينَةِ(حدیث:3897-.......3923)

- مصعب بن عمیرؓ نے سب سے پہلے ہجرت کی اور کلثوم بم ھدم کے پاس ٹھہرے اور وہ صحابی تھے جو ہر رکعت میں قل ھو اللہ أحد پڑھتے تھے

- آپ ﷺ سے پہلے بہت سے صحابیؓ ہجرت کر گئے تھے جنمیں عبد اللہ بن ام مکتومؓ بھی تھے اور انکانام عمرو یا عبد اللہ تھا
- اور سعد بن خیثمہؓ کا گھر بیت الأعزاب تھا۔
- وذکر اسم ربہ فصلی تو مکہ مکرمہ میں نازل ہوا تو عید اور صدقۃ الفطر کے لئے کیسے ہوا؟!
جواب: بعد میں عید الفطر اور صدقۃ الفطر کی شمولیت بتائی گئی

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ المَدِينَةَ(حدیث:3924-.......3932)

بَابُ إِقَامَةِ المُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ(حدیث:3933)

بَابُ التَّارِيخِ، مِنْ أَيْنَ أَرَّخُوا التَّارِيخَ(حدیث:3934-3935)

- پہلے نزول آدمؑ کو ابتداء التاریخ بنایا گیا، پھر نوحؑ کے طوفان، پھر ابراھیمؑ کی نجات آگ سے، پھر موسیٰؑ کی نجات، فرعون سے پھر سلیمانؑ کی حکومت کو پھر عیسیٰؑ کی ولادت کو ابتداء التاریخ مانا گیا
- اور جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی اور عمرؓ کے زمانے میں 17ھ مشہورہ ہوا کہ کیا تاریخ مقرر کرے؟، تو آپ ﷺ کی ولادت کو ابتداء التاریخ نہیں بنایا گیا اسلئے کہ اختلاف ہے اسمیں اور بعثت کی بھی نہیں اسلئے کہ اسمیں بھی اختلاف اور آپ ﷺ کی وفات بھی نہیں اسلئے کہ وفات کی وجہ سے غم تازہ ہو جاتا تھا تو پھر مشہورہ ہوا تو ہجرت کو ابتداء التاریخ مانا گیا اور اشارۃ إلی غلبۃ الإسلام والمسلمین وإشاعتہ۔
- قرآن میں بھی اسکی طرف اشارہ ہے: لمسجد أسس علی التقوی من أول یوم
- مرثیہ: عدُّ محاسن المیت اور اظہار غم کو بھی کہتے
- ص562: ابو یاسر بن اخطب، حیی بن اخطب کا بھائی آیا آپ ﷺ کے پاس اور متأثر ہوا، پہلے عبد اللہ بن سلام اسلام لائے اور بعض کہتے کہ میمون بن یامین سب سے پہلے اسلام لائے۔
- اشکال: 10 سے زیادہ یہود مسلمان ہوئے
جواب: 1) قبل مقدم النبی ﷺ
2) بعد قدوم النبی ﷺ متصلاً
3) عشرۃ من احبار امراء رؤساء الیھود لآمن الیھود
- حضرت کشمیریؒ: ایک روایت میں عشرۃ احبار آئے تھے
1) بنو قینقاع مخرج ہوئے مذاق اڑایا ایک مسلمان عورت کا
2) بنو نضیر بھی مخرج ہوئے اسلئے کہ آپ ﷺ کو دھوکہ دیا تو اذرعات اور شام چلے گئے
3) بنو قریظہ: غزوہ خندق کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا کہ سعد بن معاذ کے فیصلہ پر اتر جائے
عمرؓ کے زمانے میں انکو نکالا گیا

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَمَرْثِيَتِهِ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ(حدیث:3936)

- جو مکہ مکرمہ میں انتقال کر گئے انکو قابل رحم بتایا گیا

بَابٌ: كَيْفَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ(حدیث:3937)

- آخی: آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انصار اور مہاجرین کے مابین بھائی چارگی قائم کی

بَابٌ(حدیث:3938-3939)

بَابُ إِتْيَانِ اليَهُودِ النَّبِيَّ ﷺ، حِينَ قَدِمَ المَدِينَةَ(حدیث:3940-3941-3942-3943-3944-3945)

بَابُ إِسْلاَمِ سَلْمَانَ الفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(حدیث:3946-3947-3948)

- یہ باب پل کی طرح ہے ماقبل اور مابعد کے لئے
- سلمان فارسی کا اسلام رکھا اسلئے کہ بعد میں کتاب المغازی اور پہلے جاہلیت بعثت اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا زمانہ ہے اور چونکہ سب کا زمانہ انہوں نے پایا اور غزوات بھی بعد میں کتاب المغازی میں مذکور ہیں
- 36ھ میں وفات ہوئی 200یا230 سال کی عمر میں۔
- مشہور حدیث: آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس صدقہ لایا تو خاتم النبوۃ کو دیکھا
- فارس کے رہنے والے تھے، رامہر مز یا اصفہان کے رہنے والے تھے، اور انکے والد آتش کدا کے نگران، امیر اور سردار تھا۔
- موصل نصیبین، عاموریہ، مختلف قسم کے راہب کے پاس رہے اور آخر مدینہ منورہ پہنچے
- آزاد آدمی تھے لیکن کسی سردار نے غداری کی اور انکو بیچ دیا بطور غلام تو غلامیت میں انکے لئے خیر مقدر تھی۔
- مکاتب بنایا لیکن 40 اوقیہ سونا کے بدلے میں یعنی 8000 درہم اور 300 کھجور کے درخت اور وہ بھی جب ب پھل دے دے، تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ قبول کرلو۔
- تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خود جا کے دانے لگا دئے اور ایک سال میں کھجور کے درختوں نے پھل دئے، چونکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے خود اپنے ہاتھ سے لگایا تھا تو یہ آپکا معجزہ تھا، پھر 40 اوقیہ کہاں سے دے؟ تو کسی جانب سے انڈے کے برابر سونا آیا تو اسی کو استعمال کیا
- خندق میں پہلے شریک ہوئے، ہجرت سے مسلمان تو ہوا لیکن غلامی کی وجہ سے بدر اور احد میں شریک نہ ہو سکا۔
- براعت اختتام: فترۃ: چھٹی
- سدی سے مروی: 560 سال اور دوسری روایت میں 540 سال اور اصح قول آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت: 8 ربیع الاول پیر کے دن اور 2 اپریل 571 تو مزید 40 سال لگائے تو 611 بنتا ہے فترت کا زمانہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخاری شریف کا آخری درس

باب قول الله تعالى: {ونضع الموازين القسط ليوم القيامة} [الأنبياء: 47]، وأن أعمال بني آدم وقولهم يوزن

(حدیث : 7563)

- امام بخاریؒ نے آخر میں وزن اعمال کا باب رکھا اور اسکا تعلق:

1)بدء الوحی سے اس طرح کہ الأعمال ثابتۃ بالوحی والأعمال مقبولۃ بالإخلاص والأعمال محفوظۃ عن الضیاع والبطلان بوزنها

2)اعمال کی ابتداء اخلاص سے ہے اور انتہاء وزن سے

3)ابتداء میں جو اخلاص کا ذکر ہے تو اسکا دخل ہو گا اعمال کے خفیف یا وزنی ہونے میں

-اور تعلق کتاب التوحید سے بھی ہے: 1) کتاب العقائد

2)توحید کے معنے: اللہ کو شریک سے پاک سمجھنا، معین نائب، خلیفہ سے پاک سمجھنا اور یہاں توحید موجود ہے سبحان اللہ وبحمدہ میں

-اور تعلق کتاب الرد علی الجہمیۃ سے بھی ہے اور غیر جہمیہ سے بھی یعنی معتزلہ کا بھی رد ہے

معتزلہ: جعد بن درہم نے باقاعدہ یہ فرقہ منظم کیا اور اللہ کی صفات کا انکار کیا اور علم کے مطلب میں یہ کہتا تھا کہ لوگوں میں علم پیدا کیا اور کلّم اللہ موسی میں کہتا کہ موسیٰؑ میں کلام پیدا کیا۔

-خالد بن عبد اللہ نے اسکو قتل کیا اور ذبح کیا قربانی کے دن

-حسن سقاف (غماریین سے) اس قصہ کا انکار کرتے اور کہتے کہ قربانی جانور کے ساتھ ہوتی لیکن مطلب یہ نہیں کہ یہ واجب قربانی۔

پھر جہم بن صفوان نے بغاوت کی اور قتل کیا اسکو نصر بن سیار نے

- تو معتزلہ کی تردید کی مصنفؒ نے اس لئے کہ امام احمدؒ کی طرح مصنفؒ کو اس مسئلہ میں تکلیف بہت پہنچی ہے۔
- امام احمدؒ کا قصہ: مامون الرشید شیعہ رافضی اور معتزلی تھا اور امام احمدؒ کو بلایا لیکن راستے میں تھے امام احمدؒ کہ مامون الرشید مر گیا، پھر معتصم باللہ اور واثق باللہ نے بلایا اور 20 کوڑے لگوائے اور کہنے لگے کہ کہو کہ اللہ کا کلام حادث ہے
- 30 کوڑے کا حکم تھا لیکن 20 کے بعد بے ہوش ہوئے
- تاریخ میں لکھا کہ شلوار گرنے لگے تو آسمان کی طرف دیکھا، تو غیب سے شلوار باندھی گئی
- خواب میں امام احمدؒ کو دیکھا گیا تو کہا کہ میری مغفرت ہوئی
- اسکے بعد متوکل باللہ (بہت متأثر ہوئے امام احمدؒ سے) تو خچر بھیجا ہدایا کے ساتھ لیکن امام احمدؒ نے واپس کر دیا
- معتزلہ: صفات کے منکر ہیں: صفت نزول، عذاب قبر وغیر یعنی عقل کو نقل پر مقدم سمجھتے
- علم کے 4 اسباب ہیں:

1)مشاھدہ؛ 2)خبر صادق؛ 3)وجدان؛ 4)وحی

اور وحی اور خبر صادق کو ایک بناسکتے اور جو وحی کے مقابلے میں عقل کو مقدم کرے تو فرعون کی لائن سے ہے۔

اور جو غیب پر ایمان رکھتا ہو تو ابو بکر صدیقؓ کی لائن سے ہو گا جیسے انہوں نے معراج کی تصدیق فوراً کی

- معتزلہ: پھول کاوزن ممکن ہے لیکن اسکی خوشبو کاوزن ناممکن ہے تو اسی طرح انسان کاوزن ممکن ہے لیکن اسکے اعمال کا نہیں تو جوہر باقی (قائم بذاتہ) اور عرض فانی ہے، تو یہ انکی عقل کی خرابی ہے اسلئے کہ آج برعکس ثابت ہو گیا ہے کہ آدمی انتقال ہو چکا ہے لیکن اس کی آواز محفوظ ہے ٹیپ رکارڈ میں۔
- تو اللہ نے سائنس کو ترقی دی تاکہ وہ مسائل سمجھ میں آجائے
- آج کل آواز کو تولتے، گرمی سردی کو تولتے (کتنی ڈگری کی ہے)، روشنی کی رفتار کو ناپتے، بجلی کی رفتار کی بھی، بخار کو بھی تولتے، ہوا کو بھی، جہاز کی رفتار کو بھی تولتے، گاڑی، بس کی رفتار، بلوڈ پریشر کو بھی تولتے، غبار وہوا کی آلودگی، آنکھ کی قوت نظر کو بھی تولتے، قوت سماعت، زلزلہ وغیرہ الغرض ہر چیز آج کل تول ناپ لی جاتی ہے
- مختلف آیات میں اعمال کا ذکر ہے:

وَنَضَعُ الْمَوازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيامَةِ فَلا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئاً وَإِنْ كانَ مِثْقالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنا بِها وَكَفى بِنا حاسِبِينَ (47)(سورة الأنبياء)

سورۃ اعراف میں: وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوازِينُهُ فَأُولئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (8) وَمَنْ خَفَّتْ مَوازِينُهُ فَأُولئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِما كانُوا بِآياتِنا يَظْلِمُونَ (9)

أَلَمْ تَكُنْ آياتِي تُتْلى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِها تُكَذِّبُونَ (105)(سورة المؤمنون)

تو معلوم ہوا کہ غیر مسلم کا بھی وزن اعمال ہو گا۔

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوازِينُهُ (6) فَهُوَ فِي عِيشَةٍ راضِيَةٍ (7) وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوازِينُهُ (8) فَأُمُّهُ هاوِيَةٌ (9)(سورة القارعة)

- احادیث میں بھی وزن اعمال کا ذکر ہے:
- مستدرک حاکم میں: 8739 - ... عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " يُوضَعُ الْمِيزَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَوْ وُزِنَ فِيهِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ لَوَسِعَتْ، فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: يَا رَبِّ لِمَنْ يَزِنُ هَذَا؟ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: لِمَنْ شِئْتُ مِنْ خَلْقِي، فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ، وَيُوضَعُ الصِّرَاطُ مِثْلَ حَدِّ الْمُوسَى فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: مَنْ تُجِيزُ عَلَى هَذَا؟ فَيَقُولُ: مَنْ شِئْتَ مِنْ خَلْقِي، فَيَقُولُ: سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ».
- مسند ابی حنیفہ میں: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ زَادَتْ حَسَنَاتُهُ عَلَى سَيِّئَاتِهِ مِثْقَالًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ زَادَتْ سَيِّئَاتُهُ عَلَى حَسَنَاتِهِ مِثْقَالًا دَخَلَ النَّارَ، وَمَنِ اسْتَوَتْ حَسَنَاتُهُ وَسَيِّئَاتُهُ فَأُولَئِكَ مِنْ أَصْحَابِ الْأَعْرَافِ، {لَمْ يَدْخُلُوهَا، وَهُمْ يطْمَعُونَ} [الْأَعْرَاف: 46].
- شعب الإيمان: عن ابن عباس أنه قال: " الميزان له لسان وكفتان يوزن فيه الحسنات، والسيئات، فيؤتى بالحسنات في أحسن صورة فتوضع في كفة الميزان فتثقل على السيئات ". قال: " فيؤخذ فيوضع في الجنة عند منازله ثم يقال للمؤمن الحق بعملك ". قال: " فينطلق إلى الجنة فيعرف منازله بعمله ". قال: " ويؤتى بالسيئات في أقبح صورة فتوضع في كفة الميزان فتخفف، والباطل خفيف فيطرح في جهنم إلى منازله منها ويقال له: الحق بعملك إلى النار ". قال: " فيأتي النار فيعرف منازله بعمله، وما أعد الله فيها من ألوان العذاب " قال ابن عباس: " فلهم أعرف بمنازلهم في الجنة والنار بعملهم من القوم فينصرفون يوم الجمع راجعين إلى منازلهم "
- وائل بن عطاء (پہلے معتزلہ) کو حسن بصری نے کہا تھا: اعتزل عن مجلسنا
- اور عدل کے لئے دوسرے الفاظ وارد ہوئے: قائماً بالقسط
- اور وازن الاوزان کے لئے مختلف اقوال ہیں:

1)وازن خود اللہ تعالی ہے: ونضع الموازین القسط

2)علامہ قسطلانی: جبریلؑ

3)صاحب المیزان آدمؑ ہے جیسے طبرانی میں روایت ہے

4)انسؓ سے مروی (بیہقی کی روایت) کہ ملک الموت ہے

-تطبیق: واضع المیزان اللہ ہے اور صاحب المیزان جبریلؑ اسلئے کہ وہ بھی موجود اور وہ وزیر قانون ہے تو مقدمات میں یہ مقدمہ بھی ہوگا کہ کسی نے قانون کو توڑ دیا اور آدمؑ بھی موجود اسلئے کہ ان کی اولاد کا مقدمہ ہوگا اور ملک الموت بھی موجود اسلئے کہ آخرت تک پہنچانا اور مقدمہ کا پیش ہونا موت کی وجہ سے ہے۔

-آخری حدیث پہلی حدیث کے مشابہ: 1)اخلاص کی وجہ، وزن اعمال میں اخلاص

2)اعمال کی ابتداء کا ذکر اور انتہاء

3)وہ روایت بھی غریب ہے 4 طبقوں میں اور یہ روایت بھی

عمر بھی تلمیذ علقمہ............ محمد بن ابراھیم تیمی پھر انکے تلمیذ یحیی بن سعید قطان متفرد تھے

محمد بن فضیل تک یہی مسئلہ ہے یہاں

اور یہاں محمد بن فضیل پر تشیع کا قول منسوب ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اسلئے کہ وہ تشیع مراد نہیں جیسے رافضیہ کا ہے۔ بلکہ حروب میں علیؓ کو حق پر سمجھتے تھے یا علیؓ کو فضیلت دیتے عثمانؓ پر۔

ابوزرعہ کوفہ کے ہیں، عمرو بن جریر ان کا نام ہے اور وہی مراد ہے سند میں اور وہ ابوھریرۃؓ کے تلمیذ ہیں

ابوزرعہ عبدالرحمن دمشقی بڑے محدث تھے

ابوزرعہ رازی کا نام: عبید اللہ بن عبد الکریم، مصنفؒ کے ہم عصر ہیں

- وزن اعمال کی کیفیت کے بارے میں 3 اقوال ہیں:

1)وزن اعمال مجردۃً او مجسّدۃً جیسے روح مُجَسّد ہوتا جیسے کہتے کہ لیلۃ المعراج انبیاء کی روح متجسد تھیں؛ نفس الأعمال

2)صحف الأعمال 3)اصحاب الأعمال

-ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو گھوڑے رکھتا ہے اللہ کے راستے میں تو شبعہ وریُّہ وبولہ فی میزانہ یوم القیامۃ تو من قبیل الأجساد ہیں۔

-حدیث میں ہے کہ سورۃ بقرۃ اور آل عمران اس طرح آئیں گے قیامت کے دن کہ وہ 2 بادل کی شکل میں ہونگی اور میزان پر رکھا جائے گا۔

-حدیث میں ہے: حسن الخلق: «مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ».

-حدیث میں ہے: اے ابوذر آپکو 2 باتیں نہ بتاؤں؟ جو زبان پر خفیف ہیں اور ثقیل ہیں میزان میں

-ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آکر بہت روتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے خوف کی وجہ سے روتا ہے تو وہ کافی ہے جہنم کے پہاڑ بجھانے کے لئے۔

-حدیث میں ہے کہ 2 یا 2 آنکھیں ہیں جو اللہ تعالی عذاب نہیں دیں گے: 1)جو اللہ کے خوف سے روئے؛ 2)جو مسلمانوں کی چوکیداری کرتا ہے

-اسی طرح جو جنازہ میں شرکت کرتا ہے تو ایک قیراط ملتا اور دفن تک 2 قیراط

حدیث میں ہے کہ آدمی کا خرچہ خود اپنے عیال پر بھی ثواب ہے اور محسوب ہے سب سے پہلے

- حدیث: ایک آدمی آئے گا اور میزان حسنات بہت خفیف پائے گا، فیؤتی بشیءفیوضع فیہ تو میزان بھاری ہو گا تو کہا جائے گا ھذا ماعلمتَ الناس
- فاطمہؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے قربانی کے سامنے حاضر ہو جائے اسلئے کہ قربانی کے خون کے قطرے کے گرنے کے ساتھ آپکے گناہ معاف، پھر قیامت کے دن گوشت، ہڈی، کھال سب تولا جائے گا۔
- حدیث: ایک طرف شھداء کا خون اور ایک طرف عالم کی سیاہی تو شھداء کا خون ہلکا ہو گا (سند میں یعقوب قمی اور ھارون بن عنترۃ اور ان پر کلام ہے، مختصر مقاصد الحسنۃ میں دیکھیے)۔
- حدیث میں ہے جو سبحان اللہ کہے گا تو نصف میزان کو بھرے گا اور الحمد للہ تملأ المیزان...
- وزن أصحاب الأعمال کے دلائل:
- بخاری کی حدیث ہے: 4729 -...عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن رسول الله ﷺ قال: " إنه ليأتي الرجل العظيم السمين يوم القيامة، لا يزن عند الله جناح بعوضة، وقال: اقرءوا، {فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا} [الكهف: 105] "
- ابن مسعودؓ کا قد بہت چھوٹا تھا لیکن انکے پیر میزان حسنات میں جبل احد سے بھی بھاری
- ایک موٹا تازہ مضبوط آدمی لایا جائے گا: فلا یزن عند اللہ بشعرۃ
- صحف الأعمال تولا جائے گا:
- حدیث میں ہے: ایک شخص لایا جائے گا اور اسکے 99 سجلات ہونگی جو بھرا ہوا ہو گا تو اللہ کہے گا اسمیں کسی کا انکار کرتے ہو؟ کہے گا کہ نہیں؛ تو اللہ کہے گا تمہارا ایک حسنہ ہے ہمارے پاس تو وہ کہے گا وہ کہاں 99 کے مقابلے میں؟ تو ایک پرچہ لایا جائے گا جس پر کلمہ لکھا ہوا ہو گا اور رکھا جائے گا اور 99 سجلات سے بھاری ہو گا۔
- اشکال: لا إلہ إلا اللہ یا شہادت تو ہر مؤمن کے پاس ہے! تو معلوم ہوا کہ سب مؤمنین جنت میں جائیں گے حلانکہ معراج میں آپنے مختلف لوگوں کو عذاب میں دیکھا؟ جھوٹ پھیلانے والے، قرآن بھولنے والے، سود خوار، زناکار وغیرہ تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض مسلمان جہنم میں جائیں گے۔

پھر آپ ﷺ کی شفاعت سے نکلیں گے اور اللہ نکالے گا آخر آدمی تک جو دروازہ تک کی درخواست کرے گا۔

جواب: 1) 2 مرتبہ وزن اعمال ہو گا، ایک للتمییز بین المؤمن والکافر اور دوسری مرتبہ للتمییز بین المحسن والمسیء

2) حدیث البطاقۃ سب کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کلمہ شہادت کو انتہائی مشکل حالات میں پڑھا ہو

مثلاً وہ غلام (جوان) مسلم کی حدیث کے مطابق (باب قصۃ أصحاب الأخدود) جس کو بادشاہ نے کہا کہ کشتی میں لے کر اسکو سمندر میں پھینک دو تو صحیح سالم واپس آیا اور پھر کہا کہ پہاڑ پر گرا دو...

(3005) ... عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كَانَ مَلِكٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ، فَلَمَّا كَبِرَ، قَالَ لِلْمَلِكِ: إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ، فَابْعَثْ إِلَيَّ غُلَامًا أُعَلِّمْهُ السِّحْرَ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ، فَكَانَ فِي طَرِيقِهِ، إِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ إِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ، فَأَعْجَبَهُ فَكَانَ إِذَا أَتَى السَّاحِرَ مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ إِلَيْهِ، فَإِذَا أَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ، فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى الرَّاهِبِ، فَقَالَ: إِذَا خَشِيتَ السَّاحِرَ، فَقُلْ: حَبَسَنِي أَهْلِي، وَإِذَا خَشِيتَ أَهْلَكَ فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَتَى عَلَى دَابَّةٍ عَظِيمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ، فَقَالَ: الْيَوْمَ أَعْلَمُ آلسَّاحِرُ أَفْضَلُ أَمِ الرَّاهِبُ أَفْضَلُ؟ فَأَخَذَ حَجَرًا، فَقَالَ: اللهُمَّ إِنْ كَانَ أَمْرُ الرَّاهِبِ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ أَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هَذِهِ الدَّابَّةَ، حَتَّى يَمْضِيَ النَّاسُ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا، وَمَضَى النَّاسُ، فَأَتَى الرَّاهِبَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: أَيْ بُنَيَّ أَنْتَ الْيَوْمَ أَفْضَلُ مِنِّي، قَدْ بَلَغَ مِنْ أَمْرِكَ مَا أَرَى، وَإِنَّكَ سَتُبْتَلَى، فَإِنِ ابْتُلِيتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ، وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ، وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْأَدْوَاءِ، فَسَمِعَ جَلِيسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ، فَأَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيرَةٍ، فَقَالَ: مَا هَاهُنَا لَكَ أَجْمَعُ، إِنْ أَنْتَ شَفَيْتَنِي، فَقَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا إِنَّمَا يَشْفِي اللهُ، فَإِنْ أَنْتَ آمَنْتَ بِاللهِ دَعَوْتُ اللهَ فَشَفَاكَ،

فَآمَنَ بِاللهِ فَشَفَاهُ اللهُ، فَأَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَنْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ: رَبِّي، قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِي؟ قَالَ: رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ، فَجِيءَ بِالْغُلَامِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: أَيْ بُنَيَّ قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ، وَتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ، فَقَالَ: إِنِّي لَا أَشْفِي أَحَدًا، إِنَّمَا يَشْفِي اللهُ، فَأَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتَّى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ، فَجِيءَ بِالرَّاهِبِ، فَقِيلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى، فَدَعَا بِالْمِئْشَارِ، فَوَضَعَ الْمِئْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ، فَشَقَّهُ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيءَ بِجَلِيسِ الْمَلِكِ فَقِيلَ لَهُ: ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى فَوَضَعَ الْمِئْشَارَ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ، فَشَقَّهُ بِهِ حَتَّى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيءَ بِالْغُلَامِ فَقِيلَ لَهُ ارْجِعْ عَنْ دِينِكَ، فَأَبَى فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ إِلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا، فَاصْعَدُوا بِهِ الْجَبَلَ، فَإِذَا بَلَغْتُمْ ذُرْوَتَهُ، فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ، وَإِلَّا فَاطْرَحُوهُ، فَذَهَبُوا بِهِ فَصَعِدُوا بِهِ الْجَبَلَ، فَقَالَ: اللهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَرَجَفَ بِهِمِ الْجَبَلُ فَسَقَطُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: كَفَانِيهِمُ اللهُ، فَدَفَعَهُ إِلَى نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: اذْهَبُوا بِهِ فَاحْمِلُوهُ فِي قُرْقُورٍ، فَتَوَسَّطُوا بِهِ الْبَحْرَ، فَإِنْ رَجَعَ عَنْ دِينِهِ وَإِلَّا فَاقْذِفُوهُ، فَذَهَبُوا بِهِ، فَقَالَ: اللهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَانْكَفَأَتْ بِهِمِ السَّفِينَةُ فَغَرِقُوا، وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ؟ قَالَ: كَفَانِيهِمُ اللهُ، فَقَالَ لِلْمَلِكِ: إِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِي حَتَّى تَفْعَلَ مَا آمُرُكَ بِهِ، قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، وَتَصْلُبُنِي عَلَى جِذْعٍ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِي، ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِي كَبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قُلْ: بِاسْمِ اللهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ ارْمِنِي، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذَلِكَ قَتَلْتَنِي، فَجَمَعَ النَّاسَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ، وَصَلَبَهُ عَلَى جِذْعٍ، ثُمَّ أَخَذَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِي كَبْدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قَالَ: بِاسْمِ اللهِ، رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ السَّهْمُ فِي صُدْغِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي صُدْغِهِ فِي مَوْضِعِ السَّهْمِ فَمَاتَ، فَقَالَ النَّاسُ: آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، فَأُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيلَ لَهُ: أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ؟ قَدْ وَاللهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ، قَدْ آمَنَ النَّاسُ، فَأَمَرَ بِالْأُخْدُودِ فِي أَفْوَاهِ السِّكَكِ، فَخُدَّتْ وَأَضْرَمَ النِّيرَانَ، وَقَالَ: مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَأَحْمُوهُ فِيهَا، أَوْ قِيلَ لَهُ: اقْتَحِمْ، فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ: يَا أُمَّهْ اصْبِرِي فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ ".

- 3) جس نے کلمہ پڑھا ہو (کلمہ کی تکرار کی) اگرچہ دوسرے گناہ ہے لیکن تکرار کی برکت سے اللہ اسکو اتنی طاقت دے گا کہ اعمال سیئہ کمزور ہو گا اسلئے کلمہ کو اپنا حال بنانا چاہئے ہر وقت

اسکی مثال ایسی ہے: وہ طالب علم جو غائب رہتے اور وہ طالب علم جو ہر وقت حاضر اور ایک مرتبہ بغیر اجازت کے غائب ہوا

4) یہ کلمہ موت کے وقت کہا اور کلمہ سے اتنی محبت تھی کہ موت کے وقت وہی زبان پر آیا اور من کان آخر کلامہ لا إلہ إلا اللہ دخل الجنۃ

- مصنف نے قسط کا مصدر مقسط بنایا حالانکہ یہ مصدر المصدر ہے

قسطٌ جب مجرد تو ظلم کے معنی میں اور اقسط: انصاف کے معنی میں ہے

بعض کے نزدیک: قسوط مجرد ظلم کے معنی میں اور قِسطٌ: انصاف کے معنی میں ہے

قِسط: مجرد ظلم کے معنی میں اور باب افعال سے: سلب القِسط أی الظلم ہو گا

- قسطاس: رومی زبان کا لفظ

- تو اس سے یہ مسئلہ صادر ہے کہ قرآن میں غیر عربی زبان کا لفظ مستعمل ہے یا نہیں؟

1) فٌّ: قرآن میں کوئی غیر عربی کا لفظ نہیں اور جنکو غیر عربی سمجھتے وہ الفاظ مشترک ہیں

2) عجمی الفاظ ہیں لیکن صار عربیًّا

3) عجمیت پر باقی ہے تو پھر اشکال ہے کہ قرآنًا عربیًّا کیسے کہا؟

جواب: مراد عربی کے طریقے پر آیا

إن الآنا کیر ساھت بعد ماسبزت　　　واشرون بعد ماکانت تراشیا

- سبحان اللہ: اللہ کی صفات کی طرف اشارہ

- 2 قسم کی صفات ہیں: 1) جمالیہ: بحمدہ سے اسکی طرف اشارہ

2) جلالیہ: جو انتقام پر حال ہو　　　تو سبحان اللہ میں اسکی طرف اشارہ ہے: المنتقم

- اسی طرح اور 2 قسم کی صفات ہیں: 1) صفات ایجابیہ: جو اثبات پر مشتمل ہیں (بحمدہ)

2) سلبیہ: جو نفی پر مشتمل (جیسے سبحان اللہ)

-صفات کی 3 اور تقسیم ہیں: 1) صفات الذات (صفات حقیقیہ) جس کی نسبت کسی اور چیز کی طرف نہ ہو

2) صفات ذات الإضافة: جن کے معنی میں اضافت غیر کی طرف نہ ہو بالفعل بل بالقوی

3) صفات الأفعال: فی الحال غیر کی طرف نسبت ہو: اللہ نے زید کو پیدا کیا، روزی دی

-تکملۂ درس (جلسہ کے دن):

ابتداء اور اختتام نیت پر

ابتداء: اخلاص کی حدیث

مخلصین لہ الدین: انبیاءؑ کو حکم ہوا کہ اخلاص کے ساتھ دین کا کام کرے

- آدمی اللہ کی رضامندی کے لئے کرے
- حدیث قبولیت: قادسیہ کی جنگ کا واقعہ اور سعد بن ابی وقاصؓ لشکر کے امیر تھے
- شیخ سعدیؒ کا واقعہ...
- آخر میں وزن اعمال کی حدیث رکھی اشارۃ کہ جتنا عمل اخلاص کے ساتھ ہو گا اتنا عمل بھاری ہو گا اور جتنا خفیف وہ عمل خفیف ہو گا۔
- آخری ابواب: معتزلہ کی تردید: معتزلہ اپنی عقل کو اساس اور بنیاد بناتے ہیں
- لیکن آج سائنس کی ترقی سے ہر چیز تولی جاتی ہے
- آپ ﷺ: الطھور شطر الإیمان
- إن أثقل مایوزن فی میزان المؤمن حسن الخلق
- ذکر القلب: بین الخوف والرجاء
- موازین (جمع ہے): تعظیم کے لئے، اشخاص یا اعمال کے لئے
- میزان: براعۃ الاختتام۔

-ذکر العینین: البکاء وذکر الأذن....

-أول مایوضع فی میزان المؤمن...

23/06/2013

تمت بالخیر

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين.

یا اللہ! ہم گنہگار ہیں، ہمارے تمام چھوٹے بڑے گناہوں کو معاف فرما۔ بدگمانی بد نگاہی اور غیبت سے ہماری حفاظت فرما۔ ہمیں طاعات کا سرور اور گناہوں سے بچنے کا غم نصیب فرما۔ اے اللہ! ہمارے رذائل، ہماری بُرائیوں کی اصلاح فرما اور گناہوں کو معاف فرما۔ اے اللہ ہمیں اچھے اخلاق نصیب فرما۔ ہم سے ایسے عظیم الشان کام لے لے کہ قیامت تک اسکے نشانات باقی رہیں۔ اے اللہ! اپنا دستِ مبارک کرم کے ساتھ بڑھایئے اور ہماری خالی جھولیوں کو بھر دیجئے۔ اے اللہ اولیاء اللہ کے اعمال و اخلاق ہم سب کو نصیب فرما۔ یا اللہ ہمارے والدین، اساتذہ، اہل و عیال اور پوری امت مسلمہ کی مغفرت فرما اوان سب کو جزائے خیر عطا فرما اور دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرما۔ آمین اللهم إنا نسألك من خير ما سألك منه نبيك محمد صلى الله عليه وسلم، ونعوذ بك من شر ما استعاذك منه نبيك محمد صلى الله عليه وسلم، وأنت المستعان، وعليك البلاغ، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم. سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين.

فهرس أبواب صحيح البخارى

35 – كِتَابُ السَّلَمِ(حديث:2239-2256)